

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_232782**

UNIVERSAL  
LIBRARY







الحمد لله على عباده الذين اصطفى

درین روز کتاب برکت خطاب جامع حلاله معجزات از ابوالبشر آدم تا امامان الهیاد و سادات مطهر حسین علیهم السلام از روی آیات قرآنی و احادیث نبوی و اقوال اولیاء ذکر گردید و تراجم و مفسر آنرا صورت مدارد شش تا نهمین یافته شده

اسمعی به

اولاد النبیا

تفصیح الازکیما

جدوا

از تالیف منیعت زبده طلاسوه عرفا سوخته آتش جمال مسطوفی کوی ابوالحسن صاحب عظیم کاکور  
بتصحیح بناب لوی محمد ابوالحسن صاحب تجرید جزیر لوی محمد احسن صاحب پارسون بناب لوی محمد احسن صاحب  
مفسر

مطبعه منشور کتب مطبوعه  
در خانه نایب کتب مطبوعه

فهرست کتاب تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام مع فوائد نفیسی وریاضی

| صفحه | مضمون  | صفحه | مضمون   |
|------|--|------|---|
| ۳    | خطبه کتاب بزبان عربی -   | ۴۹   | فائده اقسام ملائکه                                  |
| ۴    | خطبه فارسی درینست نام کتبه که تا خدا این کتاب است                  | ۵۰   | فائده بیان صورت صورت                                |
| ۱۱   | خطبه از دو درینست فهرست نسب نامه مؤلف و تقریحات و غیره -           | ۵۲   | فائده تالیف جن و ملائک                              |
| ۱۵   | مقدمه الکتاب و درینست فوائد بسیار مهمه است                         | ۵۳   | فائده بیان سالها که از خلقت عالم تا آدم علیه السلام |
| ۲۰   | نور محمدی صلوات الله علیه و سلم وزمین و آسمان غیره -               | ۵۴   | فائده اساس انبیاء علیهم السلام که متفق علیهم اند    |
| ۲۶   | فائده در بیان حکم نوم و صلوة بارخ تسعین -                          | ۵۵   | تفصیح اولی احوال ابوالشیر حضرت آدم علیه السلام      |
| ۲۹   | فائده در بیان حکمت هفت طبق آسمان وزمین -                           | ۶۱   | فائده مردود هونا ابلیس کا                           |
| ۳۰   | بیان اقسام جبال النیب -  | ۶۳   | فائده معزولی ملائکه                                 |
| ۳۱   | بیان سافت و گندگی سموات -  | ۶۹   | فائده وجه تسمیه مکالمات الموت                       |
| ۳۳   | بیان ملائکه عالمین عرش الهی که چهار اند و روز حشر بهشت خواهند شد - | ۷۱   | فائده بیان شرافت خاک                                |
| ۳۴   | بیان جواهر آسمانها و نام هر یک از آسمان وزین -                     | ۷۵   | فائده وجه تسمیه آدم                                 |
| ۳۵   | بیان سببه سیاره  | ۷۷   | فائده دخول روح بقالب آدم                            |
| ۳۶   | بیان آنکه قمار سببه سیاره بدلائل قطعی ثابت میشود                   | ۷۸   | فائده بیان حقیقت روح                                |
| ۳۷   | فائده در بیان درجات بهشت -   | ۸۱   | فائده اطلاع حیوانات بر عذاب قبر                     |
| ۳۸   | فائده کیفیت وزنگ سببه سیاره -                                      | ۸۲   | فائده تحقیق عالم برزخ                               |
| ۳۹   | فائده کیفیت بروج آسمان   | ۸۴   | فائده اقسام قیامت                                   |
| ۴۰   | بیان حکمت تعیین آفتاب -  | ۸۷   | فائده ثبوت عالم برزخ                                |
| ۴۱   | فائده سیر آفتاب -  | ۸۸   | فائده قصه آدم                                       |
| ۴۲   | حکمت تعیین ماهتاب بر فلک اول -                                     | ۸۹   | فائده دعا کردن و ناری عمرو و ابو علیه السلام        |
| ۴۳   | فائده حکمت اختلاف شب و روز -                                       | ۹۱   | فائده فضیلت یوم جمعه                                |
| ۴۴   | فائده عموم حرکت ارض -  | ۹۲   | فائده اقرار و میثاق                                 |
| ۴۵   | فائده خلقت جبال بر ارض -   | ۹۳   | فائده فضیلت علی                                     |
| ۴۶   | فائده احوال خلقت دوزخ -  | ۹۴   | فائده معلوم هونا شتر طخلاف نبین                     |
| ۴۷   | فائده در بیان موکلین دوزخ -  | ۹۵   | فائده سجده ملک علوی و سفلی                          |
|      |  | ۹۶   | فائده هونا نطفه ابلیس                               |
|      |  | ۹۷   | فائده بیان اختلاف در حقیقت ابلیس                    |

| صفحہ | مضمون  | صفحہ | مضمون                                       |
|------|--|------|---|
| ۹۶   | بیان اشکال در کفر البلیس -                         | ۱۳۳  | فائدہ قد آدم -                              |
| ۹۷   | فائدہ بیان سوالات در مقدمہ البلیس -                | ۱۳۶  | فائدہ جل شبہہ -                             |
| ۹۸   | فائدہ بیان نکتہ قصر حیات حضرت -                    | ۱۳۷  | فائدہ بیان معنی عیب -                       |
| ۱۰۰  | فائدہ بیان ماہیت جن و شیطان -                      | ۱۳۸  | فائدہ قصہ ہابیل و قابیل -                   |
| ۱۰۱  | فائدہ بیان کیود شیاطین -                           | ۱۳۹  | فائدہ قتل ہابیل -                           |
| ۱۰۲  | فائدہ قصہ برصیما -                                 | ۱۴۰  | فائدہ ذکر اطلاع یابی آدم -                  |
| ۱۰۳  | فائدہ فرق ما بین نماز اہل کتاب و مسلم و سوسہ -     | ۱۴۱  | فائدہ نضاح آدم -                            |
| ۱۰۴  | فائدہ بیان سوالات البلیس -                         | ۱۴۲  | فائدہ اولاد حضرت آدم -                      |
| ۱۰۹  | فائدہ سجدہ فرشتگان -                               | ۱۴۳  | فائدہ ذکروفات آدم -                         |
| ۱۱۰  | فائدہ خلقت حوام البیشر -                           | ۱۴۴  | فائدہ تکفین حضرت آدم -                      |
| ۱۱۱  | فائدہ اختلاف بہشت کا -                             | ۱۴۵  | فائدہ وفات حضرت حوا -                       |
| ۱۱۲  | فائدہ اختلاف در شجرہ -                             | ۱۴۶  | فائدہ سراپا سے حضرت حوا -                   |
| ۱۱۳  | فائدہ تدریس شیطان در سوسہ -                        | ۱۴۷  | فائدہ فضیلت علم بر مال -                    |
| ۱۰۸  | فائدہ اتناس شیطان -                                | ۱۵۱  | تقریر دوم در احوال شہید علیہ السلام -       |
| ۱۱۳  | فائدہ بیان اعتقاد در قصہ آدم باکل شجر یعنی محمول   | ۱۵۲  | تقریر سوم در احوال حضرت ادریس علیہ السلام - |
| ۱۱۴  | برنسیان باید کرد -                                 | ۱۵۵  | فائدہ قصہ رقعہ ادریس -                      |
| ۱۱۸  | فائدہ بیان تقریر آدم در بہشت -                     | ۱۵۶  | نضاح حضرت ادریس -                           |
| ۱۱۹  | فائدہ شعرا ایام سفارت آدم و حوا و گریہ وزاری -     | ۱۵۸  | فائدہ رسم عمارت -                           |
| ۱۱۲  | فائدہ نفع شبہہ -                                   | ۱۵۹  | فائدہ نگاہ ادریس -                          |
| ۱۱۳  | فائدہ قبولیت دعا و توبہ -                          | ۱۶۰  | فائدہ خبر حضرت م -                          |
| ۱۲۵  | فائدہ بیان بیت المعمور -                           | ۱۶۱  | فائدہ قصہ ہاروت و ماروت -                   |
| ۱۲۶  | فائدہ ملاقات آدم و حوا علیہ السلام -               | ۱۶۱  | فائدہ تحقیق اسم اعظم -                      |
| ۱۲۷  | فائدہ بیان بیت المعمور -                           | ۱۶۴  | فائدہ بیان انکار از قصہ ہاروت و ماروت نسبت  |
| ۱۲۸  | فائدہ تشریح آوری حضرت آدم و حوا باندیپ             | ۱۶۹  | امام رازی و بیضاوی -                        |
| ۱۲۹  | بعد قبول توبہ                                      | ۱۶۹  | فائدہ جواب از دلائل شکلین -                 |
| ۱۲۹  | فائدہ اکثر انبیاء علیہم السلام اہل حرفہ ہونے ہیں - | ۱۷۰  | فائدہ بیان مسوغات -                         |
| ۱۳۰  | فائدہ وجہ تشبیہ منجیہ -                            | ۱۷۰  | فائدہ اختلاف در مسوغات -                    |
| ۱۳۲  | فائدہ مناظرہ آدم و موسیٰ علیہما السلام -           | ۱۷۴  | جواب اعتراض شکلین -                         |

| صفحہ | مضمون   | صفحہ | مضمون  |
|------|---|------|--|
| ۱۶۴  | فائدہ طاسات شکما و بطن -                      | ۲۲۶  | فائدہ و تجزیہ سبب معجزہ ناثہ انبیا صلی اللہ علیہم و آلہم و سلم - |
| ۱۶۵  | فائدہ طلسم شریعت -                            | ۲۲۷  | فائدہ معجزہ فتح تم المسلمین -                                    |
| ۱۶۶  | فائدہ بیان حقیقت سحر -                        | ۲۳۰  | فائدہ غلبہ شہوت و غضب -  |
| ۱۸۰  | فائدہ بیان احکام -                            | ۲۳۱  | فائدہ جس مقام پر عذاب نازل ہوا ہو وہاں سببناجی                   |
| ۱۸۱  | فائدہ حل شبہہ -                               | ۲۳۲  | فائدہ حال ابن ماجہ ملعون -                                       |
| ۱۸۲  | تفریح چہارم در ذوال شہرت نوح علیہ السلام -    | ۲۳۳  | تفریح ہفتم در احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام -                   |
| ۱۸۳  | فائدہ معجزات نوح -                            | ۲۳۷  | فائدہ اختلاف مفسرین در معنی نذر ابری -                           |
| ۱۸۴  | فائدہ احوال تبتلیا -                          | ۲۳۸  | فائدہ قول اہل تحفیب -  |
| ۱۸۶  | فائدہ مقدمہ ثانیہ -                           | ۲۵۰  | فائدہ حل شبہہ -  |
| ۱۸۷  | فائدہ مواظب و نصح -                           | ۲۵۱  | فائدہ بیان غلبہ اہل ابوسلم -                                     |
| ۱۸۹  | فائدہ تقریر بلخ حضرت نوح علیہ السلام -        | ۲۵۲  | فائدہ تیارگی خلیفہ -   |
| ۱۹۱  | فائدہ مایوسی حضرت نوح علیہ السلام -           | ۲۵۷  | فائدہ حال دفتر فرورد -   |
| ۱۹۵  | فائدہ ذکر عروج بن ۶۰ -                        | ۲۵۹  | فائدہ احوال جناب امیر و فریق حضرت سارہ زینب علیہما السلام -      |
| ۱۹۶  | فائدہ دلیل عذاب قبر -                         | ۲۶۱  | فائدہ مزاجت حضرت جانشین اہل -                                    |
| ۱۹۸  | فائدہ بیان عمر نوح علیہ السلام -              | ۲۶۵  | فائدہ قول حضرت اسماعیل علیہ السلام -                             |
| ۱۹۹  | فائدہ پوشیدہ کردن شبجان بنان را بریز زمین -   | ۲۶۷  | فائدہ حضرت اسماعیل و ماجرہ -                                     |
| ۲۰۰  | فائدہ بیان نکتہ باریک -                       | ۲۶۸  | فائدہ و بیعت بین اصفا -  |
| ۲۰۱  | فائدہ معنی رست انبیا -                        | ۲۶۹  | فائدہ تعظیم ترکان اولیا -  |
| ۲۰۳  | فائدہ بیان شایستگی نوح با خاتم انبیا -        | ۲۷۱  | فائدہ قصہ نوح اسماعیل علیہ السلام -                              |
| ۲۱۰  | تفریح ہفتم در احوال حضرت ہود علیہ السلام -    | ۲۷۲  | فائدہ والدہ حضرت اسماعیل علیہ السلام -                           |
| ۲۱۳  | فائدہ جانان بعض قوم کا بنا بر عاقبت کعبہ پر - | ۲۷۷  | فائدہ بشارت پیدائش آنحضرت -                                      |
| ۲۱۶  | فائدہ تحقیق نذر و عجز -                       | ۲۸۳  | فائدہ ذکر حجر اسود -   |
| ۲۱۷  | فائدہ قصہ شاد -                               | ۲۸۴  | فائدہ بیان شبہہ جواب در حجر اسود -                               |
| ۲۱۸  | فائدہ تعمیر بہشت -                            | ۲۹۰  | فائدہ رویت پرستان -  |
| ۲۱۹  | فائدہ بیان ماصف در وقت حضرت عزرا ایل -        | ۲۹۶  | فائدہ مقامات مقبولیت -   |
| ۲۲۰  | فائدہ بیان حقیقت شاد -                        | ۲۹۸  | فائدہ بیان تفضیل کعبہ پر بیت المقدس -                            |
| ۲۲۱  | فائدہ تائب نہرنا آدم کا -                     | ۳۰۰  | فائدہ تحقیق نذر فرم -  |
| ۲۲۳  | تفریح ششم در احوال حضرت صالح علیہ السلام -    | ۳۰۲  | فائدہ ذکر دعائے ابراہیم علیہ السلام -                            |

| صفحہ | مضمون   | صفحہ | مضمون  |
|------|---|------|--|
| ۳۰۶  | فائدہ رفع شبہہ  | ۴۵۴  | فائدہ در بیان معنی آیہ تقدیرت بہ                 |
| ۳۰۷  | آداب حج   | ۴۵۶  | فائدہ بیان برآن کہ حضرت یوسفؑ را بنظر آمد        |
| ۳۰۸  | فائدہ بیان کفار و جنایات حج                                 | ۴۶۹  | فائدہ بیان تعظیم والدین                          |
| ۳۱۰  | فائدہ بیان فرائض و واجبات حج                                | ۴۷۱  | فائدہ بیان حسنات خدمت                            |
| ۳۱۱  | فائدہ طریق احرام  | ۴۷۳  | فائدہ بیان معنی حسن در آیه کریمہ                 |
| ۳۱۴  | فائدہ اسما سے مکہ مبارک                                     | ۴۷۴  | فائدہ بیان فرق در مذاہب و حسن خلق                |
| ۳۱۸  | فائدہ بیان ملول و متوض مکہ                                  | ۴۷۵  | فائدہ حال تشریف بری یوسفؑ مجلس                   |
| ۳۲۰  | فائدہ بیان کلمات تنلیبہ                                     | ۴۷۸  | فائدہ تعبیر خواب                                 |
| ۳۲۲  | فائدہ تفضیل خصائل بہام السلام                               | ۴۸۶  | فائدہ اقوال فضیلت و اقسام آن                     |
| ۳۲۴  | فائدہ حقنہ سنت ہر   | ۴۹۲  | فائدہ تقرر در نوکری کفار                         |
| ۳۲۵  | فائدہ بیان کلمات تنلیبہ                                     | ۴۹۳  | فائدہ بیان لغاسے الہی                            |
| ۳۲۶  | فائدہ امامت فرشتگان   | ۵۰۹  | فائدہ احوال زلیخا                                |
| ۳۳۵  | فائدہ بیان مراد از ملت ابراہیمؑ نزد بعض مفسرین              | ۵۱۰  | فائدہ در بیان اثر عین                            |
| ۳۴۲  | فائدہ رفع شبہہ ہر دو نصاری                                  | ۵۱۸  | فائدہ بیان شبہہ                                  |
| ۳۴۴  | فائدہ ثبوت نبوت حضرت از کتب نبی اسرائیل                     | ۵۳۶  | فائدہ در بیان سنت مصافی و معانقہ                 |
| ۳۵۱  | تفریح ہشتم در احوال حضرت کو ط علیہ السلام                   | ۵۴۱  | فائدہ ملاقات بشیر با مادر خود                    |
| ۳۵۲  | فائدہ وجہ تسمیہ مولد نکات                                   | ۵۵۴  | فائدہ ذکر یعقوب علیہ السلام                      |
| ۳۵۴  | فائدہ بیان حرمت و طہ فی الذبذذ کیل بن سنت و جواز عند الشیخہ | ۵۶۲  | تفریح سیزدہم در احوال حضرت ابو علیہ السلام       |
| ۳۶۰  | فائدہ ضرر ایمان فی الدبر                                    | ۵۶۹  | تفریح چہار دہم در احوال حضرت شعیب علیہ السلام    |
| ۳۶۵  | تفریح نہم در احوال حضرت اسمعیل علیہ السلام                  | ۵۷۲  | فائدہ رفع شبہہ                                   |
| ۳۶۷  | تفریح دہم در احوال حضرت اسمعیل علیہ السلام                  | ۵۷۳  | فائدہ مدت دعوت شعیب                              |
| ۳۶۹  | تفریح یازدہم در احوال حضرت یعقوب علیہ السلام                | ۵۸۴  | تفریح پانزدہم در احوال حضرت موسیٰ علیہ السلام    |
| ۳۷۲  | تفریح دوازدهم در احوال حضرت یوسف علیہ السلام                | ۵۸۴  | فائدہ مثال نازین ابست محمدیہ                     |
| ۳۷۴  | فائدہ بیان حقیقت خواب و رویا                                | ۵۸۷  | فائدہ تعلیم قرآن و فقہ پر مزدوری لیبنا نادرست ہر |
| ۳۷۶  | فائدہ تحقیق لفظ شرا   | ۵۸۷  | فائدہ زندہ ہونا کچھ کوسفد کا                     |
| ۳۷۷  | فائدہ حکمت صد تازیانہ                                       |      |  |

| صفحہ | مضمون  | صفحہ | مضمون  |
|------|--|------|--|
| ۵۸۸  | فائدہ ذکر قتل تمیظی -                                  | ۶۴۳  | قصہ حضرت خضر علیہ السلام                           |
| ۵۸۹  | فائدہ وجہ رفتن بدینہ -                                 | ۶۴۵  | فائدہ بیان عجائبات حضرت خضر -                      |
| ۵۹۱  | فائدہ ہجرت موسیٰ مصر سے -                              | ۶۴۹  | فائدہ تحقیق لفظ خضر -                              |
| ۵۹۲  | فائدہ علوہ فرمائی حضرت موسیٰ کنارہ چاہ مدین -          | ۶۸۰  | فائدہ مصاحبت حضرت خضر با حضرت صلی اللہ علیہ وسلم - |
| ۵۹۵  | فائدہ سکہ اصول فقہ -                                   |      |  |
| ۵۹۷  | فائدہ اختلاف در اسماے عصاے موسیٰ و بیان معجزات موسیٰ - | ۶۸۲  | قصہ ہلاک قارون -                                   |
| ۵۹۹  | فائدہ روانگی حضرت موسیٰ از مدین جانب مصر -             | ۶۸۸  | فائدہ عروج بن عروق -                               |
| ۶۰۲  | فائدہ داشتن عصا در دست رت سنت است -                    | ۶۹۲  | فائدہ بیان نما کے الہی -                           |
| ۶۰۳  | فائدہ حکمت در قلب و ہیت عصا -                          | ۶۹۳  | فائدہ بیان من وغیرہ -                              |
| ۶۰۴  | فائدہ وجہ ترس موسیٰ از ہر -                            | ۶۹۶  | فائدہ بیان معجزات دیگر از حضرت موسیٰ -             |
| ۶۰۵  | فائدہ اختلاف در آیہ کبر سے -                           | ۶۹۷  | فائدہ بیان بے ادبی نبی اسرائیل -                   |
| ۶۰۶  | فائدہ رسیدن حضرت موسیٰ سے بجانہ -                      | ۶۹۹  | فائدہ دخول اریحا -                                 |
| ۶۱۹  | فائدہ چار طفل شیر خوارہ کلام کردہ اند -                | ۷۰۵  | فائدہ وفات موسیٰ علیہ السلام -                     |
| ۶۲۰  | فائدہ قصہ مرد چارم -                                   | ۷۰۷  | فائدہ حال قبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم -            |
| ۶۳۵  | فائدہ مقبول ہونا ایمان باس کا -                        | ۷۱۱  | تفریح شانزدہم در احوال حضرت یوشع علیہ السلام       |
| ۶۳۶  | فائدہ یہ قصہ حال سالک سے مشابہ ہے -                    | ۷۱۱  | فائدہ جہاد یوشع علیہ السلام -                      |
| ۶۴۲  | فائدہ نکتہ تفسیری -                                    | ۷۱۲  | فائدہ وفات یوشع علیہ السلام -                      |
| ۶۴۳  | فائدہ وجہ تفضیل اربعین -                               | ۷۱۳  | تفریح ہفتم در احوال حضرت حزقیل علیہ السلام         |
| ۶۴۴  | فائدہ گوسالہ پرستی نبی اسرائیل -                       | ۷۱۵  | فائدہ وجہ تسمیہ ذوالکفل -                          |
| ۶۴۶  | فائدہ وجہ معرفت جبرئیل علیہ السلام -                   | ۷۱۶  | تفریح ہشتم در احوال حضرت الیاس علیہ السلام         |
| ۶۴۷  | فائدہ معنی خلیفہ -                                     | ۷۱۶  | فائدہ بیان علی نبینا وعلیہ السلام -                |
| ۶۵۲  | فائدہ رنغ شبہ -  | ۷۲۲  | فائدہ ملاقات الیاس و خضر در واند -                 |
| ۶۵۶  | فائدہ سوال رویت بار دوم -                              | ۷۲۳  | تفریح نوزدہم در احوال حضرت الیسع علیہ السلام       |
| ۶۶۰  | فائدہ توجیہ ویدار خدا -                                | ۷۲۵  | تفریح بیستم در احوال حضرت تمویل علیہ السلام        |
| ۶۶۲  | فائدہ بیان اثبکال مع جواب -                            |      |  |
| ۶۶۷  | فائدہ بیان اختلاف در لغوہ کہ نر یو دیا مادہ -          |      |  |
| ۶۷۰  | فائدہ بیان نکتہ -                                      |      |  |

| صفحہ | مضمون  | صفحہ | مضمون   |
|------|--|------|---|
| ۷۲۸  | فائدہ تاہوت سکینہ باقبال مختلفہ۔   | ۷۲۳  | فائدہ احوال حضرت تقال حکیم۔   |
| ۷۳۰  | فائدہ وجہ تسمیہ تاہوت سکینہ۔   | ۷۲۴  | فائدہ در نصحیح حضرت تقال۔   |
| ۷۳۱  | فائدہ در بیان آنکہ تعظیم تبرکات انبیا و اولیا از کتاب سنت ثابت است۔                                | ۷۲۸  | فائدہ در بیان نصحیح دیگر۔   |
| ۷۳۳  | فائدہ بیان تاہوت سکینہ لقب اول تصوف۔   | ۷۷۵  | تفریح نسبت و دوم در احوال حضرت سلیمان علیہ السلام   |
| ۷۴۰  | تفریح نسبت و یکم در احوال حضرت داؤد علیہ السلام  | ۷۷۷  | فائدہ در بیان آواز ما کے بعض طیور در بیت بیان معجزات۔                                     |
| ۷۵۲  | فائدہ ابتدا التعمیر بیت المقدس۔  | ۷۷۸  | فائدہ در بیان آنکہ تفسیر سوا معجزہ حضرت سلیمان زحلی ارض کرامت اولیا امت مرحومہ۔           |
| ۷۵۳  | بیان واقعہ کوس و سقانی کہ در بروے حضرت داؤد آمدہ و حکم حضرت سلیمان در ان درست شدہ کما در فی الرتل۔ | ۷۷۹  | فائدہ بیان ثبوت حرمت تصاویر و درین اسلام و جزا زین بود در عہد سلیمان ۴۔                   |
| ۷۵۴  | فائدہ در بیان آنکہ خداوند کبریا مرصائب را حضرت سلیمان در کلام خود مدح فرمودہ۔                      | ۷۸۰  | فائدہ بحضور حضرت سرور کائنات قوم جن بشوق تمام حاضر شدہ ایمان سے آورد و بحضور سلیمان بخون۔ |
| ۷۵۴  | واقعہ دوم از بخاری و مسلم کہ در ان ہم اصابت را سے حضرت سلیمان واضح میشود۔                          | ۷۸۱  | فائدہ قصہ دعوت مخلوقات الہی۔  |
| ۷۵۴  | واقعہ سوم پیرزائے بر سواد آد خواہ شدہ در انہم حاکم حضرت سلیمان صحیح شدہ۔                           | ۷۸۳  | فائدہ قصہ نندہ سلیمان علیہ السلام و بیان نصحیح نندہ بحضور جناب۔                           |
| ۷۵۶  | واقعہ چہارم سمن از قاضی شہرز نے حسینہ کہ بر اصابت را سے حضرت سلیمان لیل است۔                       | ۷۸۷  | فائدہ قصہ ہدہ و بلقیس۔  |
| ۷۵۷  | بیان سوالات کہ حضرت جبرئیل وقت وفات حضرت داؤد آورد کہ حضرت سلیمان جواب آئے تھا دادہ اند۔           | ۷۹۰  | فائدہ در بیان نسبت بلقیس۔   |
| ۷۵۸  | فائدہ در بیان قصہ مسیح برونہ بنی اسرائیل بسبب شکار ماہیان بروز شنبہ۔                               | ۷۹۳  | فائدہ در بیان وجہ طلب در حق بلقیس۔  |
| ۷۶۲  | فائدہ در بیان آنکہ مسیح بنی اسرائیل مسیح صوری نہ مسیحی در دخول معرکہ قابل مسیح صوری بودہ اند۔      | ۸۰۲  | تنبیہ در بیان بے انصافی نصاری کہ الزام کثرت زوجات نسبت حضرت مسلم میکنند۔                  |
| ۷۶۲  | تنبیہ در آنکہ مسیح صوری در امت مرحومہ متواتر شدہ نہ مسیح صوری۔                                     | ۸۰۷  | فائدہ قصہ کشمکش قائم سلیمان علیہ السلام۔  |
| ۷۶۲  | تنبیہ در آنکہ مسیح صوری در امت مرحومہ متواتر شدہ نہ مسیح صوری۔                                     | ۸۱۰  | فائدہ بشارت حضرت سلیمان بہ نبوت حضرت قائم المرسلین۔                                       |
| ۷۶۲  | تنبیہ در آنکہ مسیح صوری در امت مرحومہ متواتر شدہ نہ مسیح صوری۔                                     | ۸۱۳  | فائدہ ذکر سلطنت رحمان سلیمان۔   |
| ۷۶۲  | تنبیہ در آنکہ مسیح صوری در امت مرحومہ متواتر شدہ نہ مسیح صوری۔                                     | ۸۱۵  | تفریح نسبت و سوم در احوال حضرت شعیا و ارمیا علیہ السلام                                   |

| صفحہ | مضمون  | صفحہ | مضمون   |
|------|--|------|---|
| ۸۱۸  | فائدہ در اشکانات باحوال بخت نصر -  | ۸۶۶  | فائدہ از برکت دعاے مادر مریم شہباز حضرت عیسیٰ و مریم زانس نکرده -                           |
| ۸۱۹  | فائدہ در بیان بشارت حضرت شعیا و ایسیا کہ بزرگوار حضرت صلعم داده اند -                                  | ۸۶۸  | فائدہ در مراد کریمت قبلایا بہ بقول حسن بیان فوائد کریمہ انی لک بندہ -                       |
| ۸۲۱  | فائدہ در ذکر و انیال اکبر و دانیال اصغر -  | ۸۷۰  | فائدہ بیان نکات تفسیر یہ کہ در دعاے حضرت زکریا اہل تفسیر بیان کردہ اند -                    |
| ۸۲۳  | فائدہ بشارت حضرت دانیال بہ نبوت حضرت صلعم  | ۸۷۴  | قصہ حضرت مریم علیہ السلام -   |
| ۸۲۶  | فائدہ در ذکر خرابی بیوک کہ دو مرتبہ واقع شد -  | ۸۷۷  | فائدہ در بیان آنکہ اے کس از اطفال دست شیر خواری کلام نکرده -                                |
| ۸۳۱  | تفریح بست و چہارم در احوال حضرت عمرؓ   | ۸۸۰  | ذکر شہادت حضرت زکریا علیہ السلام -  |
| ۸۳۶  | تفریح بست و پنجم در احوال حضرت یونس علیہ السلام  | ۸۸۴  | فائدہ اختلاف در آنکہ حضرت یحییٰ رو بروے حضرت زکریا پیشہ دنیا بعد وفات یا شہادت جناب موصوت - |
| ۸۴۰  | فائدہ در بیان نکات کریمہ قاصر حکم ربک ام -   | ۸۸۷  | تنبیہ در بعض حالات حضرت یحییٰ علیہ السلام -   |
| ۸۴۴  | فائدہ در طرقت خاندن لاله الا انت سبحانک کہ اسم اعظم ست -   | ۸۹۰  | ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام -  |
| ۸۴۶  | فائدہ در تحقیق این امر کہ حضرت محمدؐ در دنیا ہوا کہ مستند -  | ۹۰۲  | تعداد عمر حضرت عیسیٰ -  |
| ۸۴۸  | فائدہ بعد دیدن عبدالعزیز بن کاف کی آمد از قوم یونان بکار آمد -   | ۹۰۷  | حال تحریف کتب قدیمہ   |
| ۸۴۹  | احوال ذوالقرنین -  | ۹۰۷  | حال کتب جدیدہ   |
| ۸۵۱  | فائدہ در بیان آنکہ آمد وجد ہا تقرب فی عین جنتہ و رفع شبہ نصاری -                                       | ۹۱۰  | بیان اسباب خرابی بینل -   |
| ۸۵۴  | ذکر دخول سکندر در شہر سبا -  | ۹۱۳  | تقریر نسخ احکام توریت -   |
| ۸۵۶  | ذکر سکندری -   | ۹۳۶  | قصہ اصحاب کعبہ -  |
| ۸۶۰  | تفریح بست و ششم در احوال حضرت زکریا و یحییٰ و عیسیٰ علیہم السلام -                                     | ۹۵۷  | احوال ہلاکت اصحاب فیل -   |
| ۸۶۲  | فائدہ در بیان آنکہ در امت نکر یا علیہ السلام وجود بود کہ فرزندان را از نطفہ بگرداند و در سر بگردانند - | ۹۶۱  | ختم جلد اول -   |

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

درین روز کتاب برکت خطاب جامع حیات از ابو البشر آدم تا آخر الزمان و شهادت حضرت حسین علیهم السلام از روی آیات قرآنی و احادیث نبوی و اقوال اولیاء کرامت کتب تالیف و تفسیر و طبع و نشر و چاپ و انتشار و شایسته یافته شده

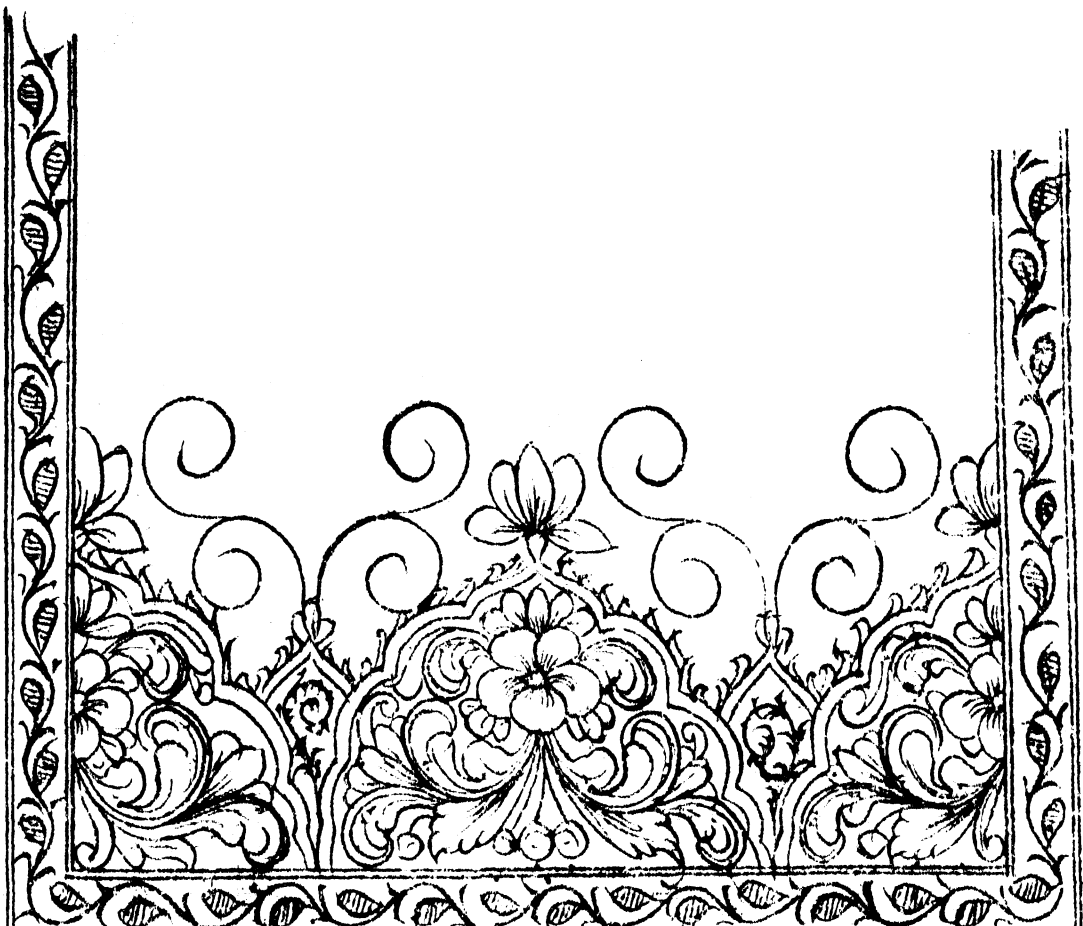
اسمعی به

هو الله الذي  
تفرح الاذكياء

جد اول

از تالیف شیخ زبیر علی اسود فرما سوخته آتش جهنم مصطفوی نوی ابو الحسن بن علی بن ابی طالب  
بتفصیل بنام نوی محمد ابو الحسن بن علی بن ابی طالب و در حدیث و تفسیر و فقه و شریعت و احادیث و کتب و تالیفات و کتب و تالیفات و کتب و تالیفات

مطبعه منشوریه طبع و نوبت  
در خانه نایب و کتب و کتب و کتب



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سبحان الذي خلق الانسان جلا خليفة الارض بفضل الاحسان فقله على المخلوقات بالعلم والعرفان احكم سجدوا للآلاء  
 فسبحوا كلهم الا الشيطان فالحمد لك يا من نفخت روحك في المارء الطيبين وارسلت اليه رسلك بالوحي المبين انت  
 خالق الارواح خالق الاصباح مالك السموات والارض رب العالمين لا تحصى مقدر انك ولا تتناهى  
 ملكوتك انت ذوالعرش المجيد وفعال لما يريد والصلوة على نبيك المصطفى ورسولك لترفضه ملك لمقام المحمدي  
 الحوض المورود فصيح فصحاء العرب الجم والبلغ من تارث تعلم جامع الاحسان العناية وموجب الامن الامان في  
 يوم القيامة خاتم الانبياء والمرسلين قال الله تعالى في شأنه وادار سلطانك لارحمته للعالمين وعلى له الكاظمين اصحابهم  
 بالقوة النظرية رموز الاحاديث والفرقان القاطنين عن قائله المكونين قلادة الكفر والخذلان على ازواجها المومنين  
 وعلى سائر الفرق من المهاجرين والناصرين واليعاقبين والعبدة الضعيف الجاني المشغوف بتذكرك اصحابي على رباني  
 ابو الحسن الحسن بن ملك العلير وسند الفضلاء تاج الفصحاء سراج البلغاء ميرزا انوشاه الملقب بملك اعصان  
 الفروع والاصول صاحب المناقب لما خرو في الدنيا والآخرة حامل السر المرقومى مولانا ابو الحسن الحسين الشيبه  
 العلوي بن عيسى لائقيار حبيب الاصفياء قطب بلوآية والارشاد غوث العارفين والادب ودينيل الشيع  
 المصطفى الشيخ الكامل العارف العاقل شاه ميره محمد العلوي الحنفي الفلندري الكاكوري طالب شرايع

الحاكم بن الحسين  
 ابو شامه بن محمد بن  
 توفيق عالم بن عثمان  
 ابو صلاح موفى عالم بن  
 كراوات بن اسد بن  
 عالم بن عثمان بن  
 قلاوي بن عثمان بن  
 جمع قلاوي بن عثمان  
 ودان مولا بن عثمان  
 محمد بن عثمان بن  
 عثمان بن عثمان بن  
 عثمان بن عثمان بن

جعل الفردوس مكانها التي لما بخت سنن الشعور وميزت بين النار والنور وقرت الصبا من لدن شمرته وعلى  
 طلب العلم والكمال واشتغلت بالتحصيل من ادائل الحال فكلت على مولاي اخي ابن عمي حيدره في الحقول  
 والمنقول وفريده في التصوف والاصول الذي يحكي محامده بلسان الادي والافاضل مروي مدائح في الجاس  
 والخيال المتوكل على الكفيل والقائل بالصدق صبي السد ونعم الوكيل المتفرد بالعلم الخفي والجلج مولانا مقتدا نشأ  
 حيدره على العلوي واخيه الفاضل العلامة والنور العنانية الحامي لمسي الشريعة الغراء والجارح لبديقة الملية البيضاء والمدرس  
 المتوكل والمتصوف الموحد الجاهل بين الفروع والاصول الحافظ للمنتقل والمنقول مولانا تقي على العلوي سلمها <sup>العلم</sup>  
 واخذت منها النحو والفقه والاصول اكثر كتبت الحقول بلغت بميامن تربيتها الى المقصد الا على <sup>الاعتناء</sup>  
 ببركات فيوضها في السمار الا على ثم احزمت بطواف الكعبة المعنوية بلبيا ارتحلت من الوطن حامدا ومصليا الى  
 كعبة العلماء الربانيين قبلة الكملات الرحانيين المدار عليه الافاضل من الفقهاء الكاملين والمشار اليه بال  
 من بين العرفاء الفاضلين المفسرين المحترمين والمحدث العظيم الذي جدد درس الحديث في تلك الديار بعد اندرس  
 آثار السلف في هذا المصارع بعد ان طمس الجور المشتمين ظهر من مخدات الرسالة والكوكب المضي طلع من سمار الجبال  
 المحيط بالعلوم احاطة السمار بالجوهر الشيخ الهام مولانا محمد حسن علي الشامي العربي ثم ملكنوسى خير مقدمي الامم  
 فريد العصر في كشف اسرار الاحاديث والتمثيل مصداق علماء امتي كانبيا ربي اسر سبل كيف لا وانه عالم كرم عليه  
 وفاضل لم يزد بديوان كان فوالشافعي او النعمان قدس الله روحه وفضله النيار فغشرت بموقفه الاعلى وتعبات شه عليا  
 وفرت عليه الهداية والسلام البيضاء وقرغت عن التحصيل المهمل ثم تركت العتبة العلية بالوارض لدينونة الدينية  
 في سنة الف وثمانين واربعمائة من الهجرة النبوية ولحقت في الوطن بالاهل العيال مع توزع الناطق بالحال  
 والاستقبال ثم ذهبت وسافرت الى الكانفوت تحصيل بالبوشر من الفرد وقتت فيه عامين كالمين ثم قصدت الى اداو  
 وبنو ربي من احي الكبر ابا وصاتها القدر من الفقه والفساد ثم لما اتفقت في الاقامة في امين فربح بفضل التدريس  
 بعض الاحباب ديناً ورفيها في قصص الاغنياء وجمها ذاك في احوال لا تقيار فبالغت في الاثام والكربان اركان لم يسيغ مخالفة  
 فشرعت على الرسول ابعدت في المامل في سنة احدى وستين بعد الف وثمانين من الهجرة النبوية على صاحبها السلام التحية  
 مستعينا بفضل التقيم مستقيضا بفضله العميم فان التقيم العظيم هي سم وسميت الرسالة بتفريخ الاذكياء  
 في احوال الانبياء بالمازل من اهل الطلوع الزاكية والمراب الصافية ان يتفتوا الى ذلك المكتوب بلحاظ قبول  
 ولا يظنوا في نيل الظلوم والجهول فاني قليل البصيرة وغير اهل هذه الصناعة ولو كملت على اليد جوسبي ونعم الوكيل  
 اللهم اجعل آخر كلامي شهيد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً رسول الله صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم

العلم



جمیع السنہ معبودی را سر او راست که هدایت صراط مستقیم و ارشاد مسیح دین تویم لقبه قدر او است و مقام  
 اولین و آخرین از ارباب کمال و انتقام سخنان غضب از اصحاب غواصت و اضلال بخیر اختیار او تصف  
 است بصفات قدیم و کمال منزله است از سنات حدوث و زوال تشکلم است بکلام قدیم معلّم است بکتاب کیم  
 و ستایش صانعی را در کار است که صورت صنم بدیش لوح فطرت آدم را بپنوش و علم آدم را با سمار کلمه از ستم  
 کرد و اب آموز فیض نفس ناطقه را در درسه علم من البیان ما لم یعلم تعلیم داد و سپاس جهان آفرینی را تو  
 که از عرش تا شری همه بر وحدت وجودش دال و از ذره تا مهابه جمله بر الوهیتش هم مثال و شکر منعمی الا لوق که عقد  
 آکریم تقد کر منابنی آدم در گردن من انداخت و بزمه کنتم خیر امته از حبت للناس بعنایت خویش منسک است  
 و صلوة بید و تسلیمات بید و تحیات بی احصا و دعوات لا انتہا بر حضرت رسالت پناه سلطان تخت نگاه  
 فی مع اللہ کنه دان علمک لم کن تعلم روشن بیان انما فصیح العرب العجم خاتم انبیا رسول مجتبی محمد مصطفی آسمان  
 جلالت مہر فلک سالت شفیع یوم محشر کبرایت شفاعت کبری بکف کفایت او داده اند و عاصیان ست  
 درین داریا پندار بامید عنایت او فرستاده اند چه اگر مرہم امید شفاعت تدلک ریش دلمای گنگار ان  
 کردی پیدا است که حال خستگان بیمارستان جرم و عصیان بکجا کشیدی ہمرا از گنہ شفیع توئی و صل  
 جمعیت جمیع توئی و گر چه اندک بضاعتی داریم و از تو چشم شفاعتی داریم و از جناب او ستابتدار موجود  
 کہ هنوز حضرت واجب لوج و بقتضای کرم وجود و قرحه اختیار بصفو ایجا و گدوانیدہ و قابلہ رحمت اطفال معلّم  
 از ارحام قضا بفضای تکوین زسانیدہ بود کہ شاہ بلند پرواز نور قدسش ببحا کجای دیوای ہوتہ طیران می نمود  
 کلک عنایت چو رقم ساز کرد و از ہمہ پیش آن رقم ایجاد کرد و روزی کہ در جامہ خانہ غیب  
 خلعت پیغمبری بر بالای والایش میدہ خند و منشیان دیوان عنایت طغرائی عزای نبوت و چرا  
 در پستان ہدایت فشور پر نور رسالت بنام نامیش رقم میزدند آدم علیہ السلام سر از تابش  
 بر داشتہ بود نہ شد کشادہ نہوت او بیشتر از آدم و ابوت او چون زاہد زمانہ لبست فطیرہ گل آدم نور  
 بود خمیر پیغمبر است کہ اوصاف جمیلہ اش در کتابم رشیت مذکور و باطلاق حمیدہ اش در صحائف

نقلت کتبت زین  
 حکمہ زان انبیا  
 در انقاب زین

در صحائف

اور میں مرقوم دستور اوراق صحیفہ ابراہیم بزرگ تعظیمش مزین الالواح کلیم شہجیل مکرّمین مبین پور وادود  
 بردقائق محمدش شامل و صحیفہ حقیق برحقائق مکرّمین مشتمل کتاب شعبا بطرح انوار مناقبش و انجیل علیہ  
 مطلع الہامہ آثار ایش میامن اقوال و افعالش را جوامع اکثر آیات قرآن جامع و مفاخر اوصاف و احوالش  
 از مطالب اغلب کلمات فرقان طالع سے سورہ و الشمس صفت چہرہ رخشان اوست + ذکر اللیل از پی کیسو  
 مشک نشان اوست + سر جان لذی اسری نشان ب او + جاہ الکفار در میدان دین جولان اوست +  
 قاب قوسین ابرو و مازانچ چشم دل فریب + رب زدنی جلوہ بامی حسن بی پایان اوست + ہر چہ آن بر  
 صفحہ اسکان رقم زد دست غیب + از کمالات و فضائل حملگی در شان اوست + بلکہ حق سبحانہ جل شانہ  
 در کلام مجید کرم از سر تا قدم آن محترم یاد میکند و از اکثر صفات صوری و مخوی خبر میدہد ہر سہ بار کہ آن  
 سرور را کہ زمیندہ افسر کہ امت بود در لفظ لعمریک باز نمود و رنگس دیدہ حق دیدش را کہ چشم فلک ورود  
 شدی در روضہ لاسعدان غیبی نکشود و نمود او گوش با ہوشش را کہ مخزن جوامع ہر حقیقت بود و قعر  
 بحر کنایہ قل اذن خیر لکم جامی قرار مقرر فرسود و آفتاب روی دل فریش را بروج عنایت قدزنی قلب  
 و جہک از اذقت زوال مامون و مفتاح زبان گوہر بارش در برج عزت فاما لیسرناہ بلسانک از اعرف  
 طبع و نفس محفوظ و مصون و شرح سیدہ بی کینہ اش در دفتر الم شرح لک مصدرک مذکور و سردل  
 بی غل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ و صحیفہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک محرر و دستور فرام  
 دستش کہ بحر محیط از رشک سخندوت او کف بر روز نالست در آئیہ ولا جعل بینک بین و از صفائی کرد  
 کہ نسبتہ فرمان ملک لسان است رفراالی غنک نشانی معین فجوامی النفس ظہرک بر بفت پشت تو  
 اساسش کہ پشتی اولیا از و باشد مشتمل و مضمون انک تقوم وصف پای بلند پایہ اش را کہ فوق عرش  
 فرش او سر و متکفل سے امی ز سر تا پا چشم خویش عین مروی + چون تو اند لو و چندین حسن در یک  
 آدمی و نسیم ماقال الشاعر لب لعل و خط سبز و رخ زیبا داری + حسن یوسف دم صیسی دید بیضا و آرز  
 شیوہ و شکل و شمائل حرکات و سکانات انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنها داری + امی محب اگر ابراہیم  
 خلیل بود آنحضرت ابراہیم خلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حبیب رب جلیل است خلیل ابعد  
 ابتلا خلعت خلعت دادند و اذ ابلی ابراہیم حبیب را از اول کبکوت محبت بیار استند و در یک خلعت  
 نایشار و تجارت ملکوت آسمان را نظر گاہ خلیل ساختند و کندک زمی ابراہیم ملکوت السموات نظر گاہ  
 خلیل را قدم گاہ حبیب گودانیدند ثم دئی فتدئی الخلیل بنجد و متوجہ کعبہ وصال شدانی ذابہب لربی  
 حبیب بنجد و بارگاہ جلال راہ یافت اسری بعیدہ لیلہ خلیل طلب ہدایت کرد رسیدین حبیب را طلب

۱۰  
 شرح کلام مجید کرم  
 از سر تا قدم آن محترم  
 یاد میکند

۱۱  
 شرح کلام مجید کرم  
 از سر تا قدم آن محترم  
 یاد میکند

۱۲  
 شرح کلام مجید کرم  
 از سر تا قدم آن محترم  
 یاد میکند

۱۳  
 شرح کلام مجید کرم  
 از سر تا قدم آن محترم  
 یاد میکند

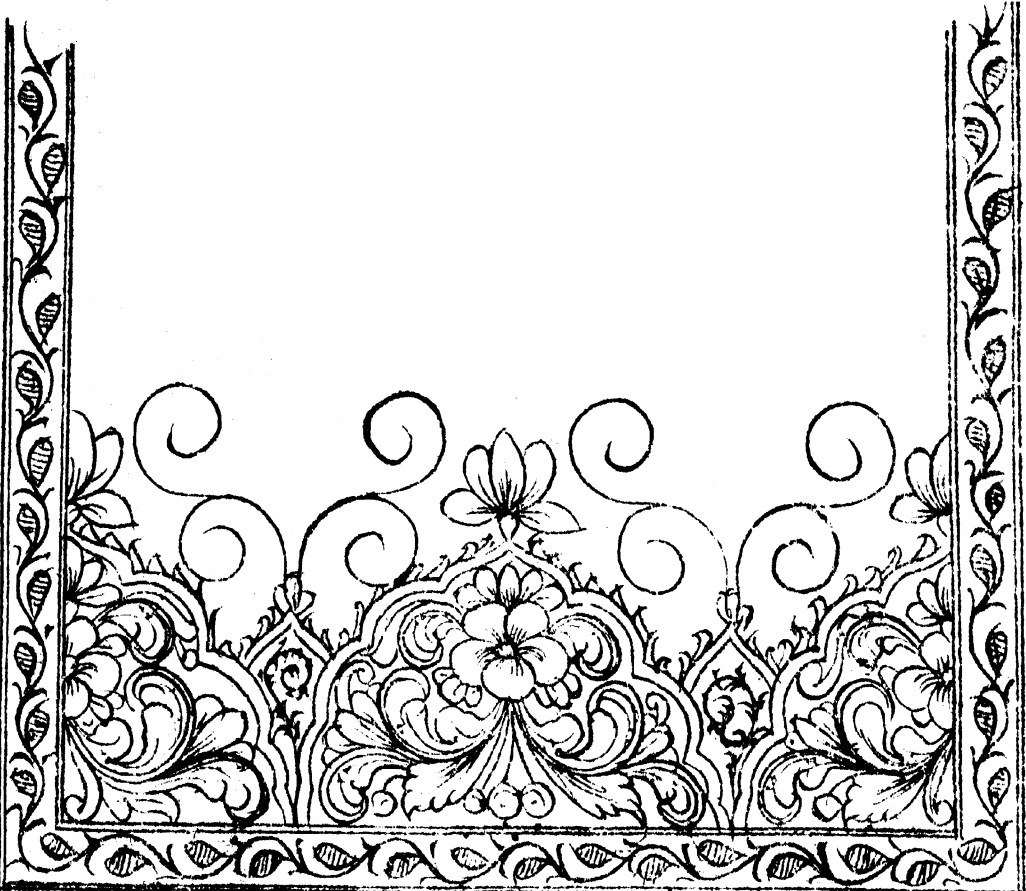
| صفحہ | مضمون  | صفحہ | مضمون  |
|------|--|------|--|
| ۵۸۸  | فائدہ ذکر قتل قبطی -                                     | ۴۶۳  | قصہ حضرت خضر علیہ السلام                           |
| ۵۸۹  | فائدہ وجہ رفتن بدینہ -                                   | ۴۶۵  | فائدہ بیان عجائبات حضرت خضر -                      |
| ۵۹۱  | فائدہ ہجرت موسیٰ مصر سے -                                | ۴۶۹  | فائدہ تحقیق لفظ خضر -                              |
| ۵۹۲  | فائدہ جلوہ فرمائی حضرت موسیٰ کنارہ چاہ مدین -            | ۴۸۰  | فائدہ مصاحبت حضرت خضر با حضرت صلی اللہ علیہ وسلم - |
| ۵۹۵  | فائدہ مسئلہ اصول فقہ -                                   |      |  |
| ۵۹۶  | فائدہ اختلاف در اسماے عصا کے موسیٰ و بیان معجزات موسیٰ - | ۶۸۲  | قصہ ہلاک قارون -                                   |
| ۵۹۹  | فائدہ روانگی حضرت موسیٰ از مدین جانب مصر -               | ۶۸۸  | فائدہ عروج بن عوف -                                |
| ۶۰۲  | فائدہ داشتن عصا در دست راست سنت است -                    | ۶۹۲  | فائدہ بیان نما کے الہی -                           |
| ۶۰۳  | فائدہ حکمت در قلب و ہیت عصا -                            | ۶۹۳  | فائدہ بیان سن و غیرہ -                             |
| ۶۰۴  | فائدہ وجہ ترس موسیٰ از ہر -                              | ۶۹۶  | فائدہ بیان معجزات دیگر از حضرت موسیٰ -             |
| ۶۰۵  | فائدہ اختلاف در آئیہ کبر سے -                            | ۶۹۷  | فائدہ بیان بے ادبی بنی اسرائیل -                   |
| ۶۰۶  | فائدہ رسیدن حضرت موسیٰ بچاند -                           | ۶۹۹  | فائدہ دخول اریحا -                                 |
| ۶۱۹  | فائدہ چہار طفل شیر خوارہ کلام کردہ اند -                 | ۷۰۵  | فائدہ وفات موسیٰ علیہ السلام -                     |
| ۶۲۰  | فائدہ قصہ مرد چہارم -                                    | ۷۰۷  | فائدہ حال قبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم -            |
| ۶۳۵  | فائدہ مقبول ہونا ایمان باس کا -                          |      | تفریح شانزدہم در احوال حضرت یوشع علیہ السلام       |
| ۶۳۶  | فائدہ یہ قصہ حال سالک سے مشابہ ہے -                      | ۷۱۱  | فائدہ جناب یوشع علیہ السلام -                      |
| ۶۴۲  | فائدہ نکتہ تفسیری -                                      | ۷۱۲  | فائدہ وفات یوشع علیہ السلام -                      |
| ۶۴۳  | فائدہ وجہ تفضیل اربعین -                                 |      | فائدہ اختلاف در قبر یوشع علیہ السلام -             |
| ۶۴۴  | فائدہ گوسالہ پرستی بنی اسرائیل -                         | ۷۱۳  | تفریح ہفتم در احوال حضرت حزقیل علیہ السلام         |
| ۶۴۶  | فائدہ وجہ معرفت جبرئیل علیہ السلام -                     |      | فائدہ وجہ تسمیہ ذوالکفل -                          |
| ۶۵۲  | فائدہ معنی خلیفہ -                                       | ۷۱۵  | تفریح ہشتم در احوال حضرت الیاس علیہ السلام         |
| ۶۵۶  | فائدہ رفع شبیہ -   | ۷۱۶  | فائدہ تسمیہ ذوالکفل -                              |
| ۶۶۰  | فائدہ سوال رویت بار دوم -                                |      | تفریح نوزدہم در احوال حضرت الیاس علیہ السلام       |
| ۶۶۲  | فائدہ توجیہ ویدار خدا -                                  | ۷۲۲  | فائدہ ملاقات الیاس و خضر در واند -                 |
| ۶۶۷  | فائدہ بیان انبکال مع جواب -                              |      | تفریح نوزدہم در احوال حضرت الیاس علیہ السلام       |
| ۶۶۸  | فائدہ بیان اختلاف در بقعہ کہ نر بود یا مادہ -            | ۷۲۳  | تفریح ہجتم در احوال حضرت تمویل علیہ السلام         |
| ۶۷۰  | فائدہ بیان نکتہ -  | ۷۲۵  |  |

| صفحہ | مضمون   | صفحہ | مضمون   |
|------|---|------|---|
| ۷۲۸  | فائدہ ثابت سکینہ باقوال مختلفہ۔   | ۷۲۳  | فائدہ احوال حضرت لقمان حکیم۔  |
| ۷۳۰  | فائدہ وجہ تسمیہ تابوت سکینہ۔  | ۷۲۴  | فائدہ درنصاح حضرت لقمان۔  |
| ۷۳۱  | فائدہ در بیان آنکہ تعظیم تبرکات انبیاء و اولیاء از کتاب سنت ثابت است۔                             | ۷۲۸  | فائدہ در بیان نصاح دیگر۔  |
| ۷۳۳  | فائدہ بیان ثلاث سکینہ بقول اہل تصوف۔  | ۷۷۵  | تفریح نسبت و دوم در احوال حضرت سلیمان علیہ السلام   |
| ۷۴۰  | تفریح نسبت و یکم در احوال حضرت داؤد علیہ السلام   | ۷۷۷  | فائدہ در بیان آواز ما سے بعض طیور درین بیان معجزات۔                                       |
| ۷۵۲  | فائدہ ابتدا تعمیر بیت المقدس۔   | ۷۷۸  | فائدہ در بیان آنکہ تسخیر سوامحجرہ حضرت سلیمان و طی ارض کرامت اولیاء امت مرحومہ۔           |
| ۷۵۳  | بیان واقعہ کوس و ہقانی کہ رو بروی حضرت داؤد آمدہ و حکم حضرت سلیمان دران درست شدہ کما درونے الریل۔ | ۷۷۹  | فائدہ بیان ثبوت حرمت تصاویر و دروین اسلام و جواز این بود در عهد سلیمان م۔                 |
| ۷۵۴  | فائدہ در بیان آنکہ خداوند کبریا مراصابت حضرت سلیمان در کلام خود مدح فرمودہ۔                       | ۷۸۰  | فائدہ بحضور حضرت سرور کائنات قوم جن بشوق تمام حاضر شدہ ایمان سے آورد و بحضور سلیمان بخوت۔ |
| ۷۵۵  | واقعہ دوم از بخاری و مسلم کہ دران ہم اصابت را سے حضرت سلیمان واضح میشود۔                          | ۷۸۱  | فائدہ قصہ دعوت مخلوقات الہی۔  |
| ۷۵۶  | واقعہ سوم پیرزائے برہواداد خواہ شدہ در انہم حاکم حضرت سلیمان صحیح شدہ۔                            | ۷۸۲  | فائدہ قصہ نملہ سلیمان علیہ السلام و بیان نصاح نملہ بحضور جناب۔                            |
| ۷۵۷  | واقعہ چہارم سعص از قاضی شہروز نے حسینہ کہ براصابت را سے حضرت سلیمان دلیل است۔                     | ۷۸۳  | فائدہ قصہ ہدہد و بلقیس۔   |
| ۷۵۸  | بیان سوالات کہ حضرت جبرئیل وقت و قات حضرت داؤد آوردند کہ حضرت سلیمان جواب آیتا دادہ اند۔          | ۷۹۰  | فائدہ در بیان نسبت بلقیس۔   |
| ۷۵۹  | فائدہ در بیان قصہ مسیح گروہ بنی اسرائیل بسبب شکار ماہیان بروز شنبہ۔                               | ۷۹۳  | فائدہ در بیان وجہ طلب درج بلقیس۔  |
| ۷۶۰  | فائدہ در بیان آنکہ مسیح بنی اسرائیل مسیح صوری بود۔  | ۸۰۲  | تنبیہ در بیان بے انصافی نصاری کہ الزام کثرت زوجیات بہ نسبت حضرت صلعم میکند۔               |
| ۷۶۱  | تنبیہ در آنکہ مسیح صوری بودہ اند۔   | ۸۰۳  | فائدہ قصہ کشاکش خاتم سلیمان علیہ السلام۔  |
| ۷۶۲  | تنبیہ در آنکہ مسیح صوری در امت مرحومہ متواتر شدہ مسیح صوری۔                                       | ۸۱۰  | فائدہ بشارت حضرت سلیمان بہنوت حضرت خاتم المرسلین۔   |
| ۷۶۳  | تنبیہ در آنکہ مسیح صوری بودہ اند۔   | ۸۱۳  | فائدہ ذکر سلطنت و عمر ابن سلیمان۔   |
| ۷۶۴  | تنبیہ در آنکہ مسیح صوری در امت مرحومہ متواتر شدہ مسیح صوری۔                                       | ۸۱۵  | تفریح نسبت و سوم در احوال حضرت شعبا و ارمیا علیہ السلام                                   |

| صفحہ | مضمون  | صفحہ | مضمون  |
|------|--|------|--|
| ۸۱۸  | فائدہ در اختلافات باحوال نجات نصر۔   | ۸۶۶  | فائدہ از برکت دعاے مادر مریم شیطان حضرت عیسیٰ و مریم راس نکرده۔                            |
| ۸۱۹  | فائدہ در بیان بشارات حضرت شعیبا و امیکا کہ بزیرت حضرت صلعم داده اند۔                                       | ۸۶۸  | فائدہ در مراد کریمہ مقبلہا پسا بقبول حسن بیان نو اندر کریمہ انی لک بندہ۔                   |
| ۸۲۱  | فائدہ در ذکر دانیال اکبر و دانیال اصغر۔  | ۸۷۰  | فائدہ بیان نکات تفسیریہ کہ در دعاے حضرت زکریا اہل تفسیر بیان کردہ اند۔                     |
| ۸۲۳  | فائدہ بشارات حضرت دانیال بر بنوت حضرت صلعم۔  | ۸۷۴  | قصہ حضرت مریم علیہ السلام۔   |
| ۸۲۶  | فائدہ در ذکر خرابی یہود کہ دو مرتبہ واقع شد۔   | ۸۷۷  | فائدہ در بیان آنکہ او اے کس از اطفال درخت شیر خوارگی کلام نکرده۔                           |
| ۸۳۱  | تفریح بست و چهارم در احوال حضرت عمرؓ علیہ السلام۔  | ۸۸۰  | ذکر شہادت حضرت زکریا علیہ السلام۔  |
| ۸۳۶  | تفریح بست و پنجم در احوال حضرت یونسؓ علیہ السلام۔  | ۸۸۴  | فائدہ اختلاف در آنکہ حضرت یحییٰ روبروے حضرت زکریا شہید نہ یا بعد وفات یا شہادت جناب موصوف۔ |
| ۸۴۰  | فائدہ در بیان نکات کریمہ قاصر حکم ربکم الخ۔  | ۸۸۷  | تنبیہ در بعض حالات حضرت یحییٰ علیہ السلام۔   |
| ۸۴۴  | فائدہ در مطلق خاندن لاله الا انت سبحانک کہ اسم اعظم است۔   | ۸۹۰  | ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔  |
| ۸۴۶  | فائدہ در تحقیق این کہ حضرت صدق و در انبیا و الوالکرم استند۔  | ۹۰۲  | تقدیر عمر حضرت عیسیٰ۔  |
| ۸۴۸  | فائدہ بعد دیدن عذابین بکانی آید الا قوم یوس را بکار آمد۔   | ۹۰۶  | حال تحریف کتب قدیمہ۔   |
| ۸۴۹  | احوال ذوالقرنین۔   | ۹۱۰  | حال کتب جدیدہ۔   |
| ۸۵۱  | فائدہ در بیان آنکہ آمد و جد با تفریب فی عین حجتہ و رفع شبہ نصاریٰ۔   | ۹۱۳  | بیان اسباب خرابی جنیل۔   |
| ۸۵۴  | ذکر دخول سکندر در شہر سبا۔   | ۹۱۳  | تقریر نسخ احکام توریت۔   |
| ۸۵۶  | ذکر سد سکندری۔   | ۹۳۶  | قصہ اصحاب کعب۔   |
| ۸۶۰  | تفریح بست و ششم در احوال حضرت زکریا و یحییٰ و عیسیٰ علیہم السلام۔  | ۹۵۰  | احوال ہلاکت اصحاب فیل۔   |
| ۸۶۲  | فائدہ در بیان آنکہ در است نکر یا علیہ السلام و در بود کہ فرزندان را نذر نیکہ میکردند و در سبب بگیند اشتند۔ | ۹۶۱  | ختم جلد اول۔   |

تتمت





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سبحان الذي خلق الانسان جلا خليفة الارض بفضل الاحسان فضله على المخلوقات بالعلم والعرفان اعلم بسجود الملائكة  
فمجد اكلم الا الشيطان فالحمد لك يا من نفخت روحك في المار والطين وارسلت اليه رسولا بالوحى المبين انت  
خالق الارواح فائق الاصباح مالك الملكات المملوكات بربوت الاموات لا تحصى مقدر آتاك ولا تتناهى  
مجلوبك انت في العرش الجيد وفعال لما يريد والصلوة على نبيك المصطفى ورسولك لرخصه املاك المتالم المحمدا  
المفضل المورود فصبح نصهار العرب والجم والبلغ من تاربت تعامج الاحسان العناية وموجب الامن لان في  
هم القياسه خاتم الانبياء والمرسلين قال الله تعالى في شانهم وارسلناك لارحمهم للعالمين وعلى ذلك الكاظمين اصحاب اليمين  
بالقوة النظرية رموز الاحاديث والفرقان قاطمين عن قبال المنكوبين قلائد الكفر والخذلان على ازواجها هات المؤمنين  
وعلى سائر الفرق من المهاجرين والناصرين ولبعد فيقول العبد الضعيف الجاني المشغوف بتذكر اسمك العجيب جل لي راني  
ابو الحسن الحسن بن ملك العلما وسند الفضلاء تاج النصهار سراج البلغاء ميزان الحقول والمنقول منقح اعصاب  
الفروع والاصول صاحب المناقب الفاخرة في الدنيا والآخرة حامل السمر المترصوي مولانا ابو الحسن الحسين الشهيد  
العلوي بن رئيس لاقتيار جنيب الاصفاية قطب بولاية والارشاد غوث العارفين الادب ودين الشيع  
المصطفى الشيخ الكامل العارف العامل شاه ميره محمد العلوي الحقي القلندرسي الكا كورسي طالب شرابا

لله الحمد  
بدر شمس نوراني  
نور عالم  
بدر عالم  
كرامات  
عالم  
قلائد  
جمع  
دول  
سردان

بسم

جعل الفردوس مكانها آتى لما بلغت سن الثمانين من النار والنور وقرت الصبا من لدن شمر بن ذر بن  
 طلب العلم الكمال واشغلت بتحصيل من أوائل المال فكلت على مولاي ابي بن عمي حيدره في المعقول  
 والمنقول وفردوه في التصوف والاصول الذي يكلي محاده بلسان الادنى والافاضل مبروي مدائح في الجاس  
 والجمال المتوكل على الكفيل والقائل بالصدق حسبى الله ونعم الوكيل المتفرد بالعلم الخفي والجل مولانا مقتدا نشأ  
 حيدر بن العلوي واخيه الفاضل العلامة والنور النهاية الحامي محي الشريعة الغايب والجازس لبيقة الملة البيضاء والمدرس  
 المتوكل المتصوف الموحد الجامع بين الفروع والاصول الحافظ للمعقول والمنقول مولانا تقي على العلوي سلمها العلم  
 واخذت منها النحو والفقه والاصول اكثر كتب المعقول بلغت بميامن تربيتها الى المقصد الاعلى على ارض  
 بركات فيوضها في السمار الاعلى ثم احرمت بطواف الكعبة المغفوة بلباء ارتحلت من الوطن حاداً ومصلياً الى  
 كعبة العلماء الربانيين قبلة الكمل الرحامين المدر عليه الافاضل من الفقهاء الكاملين والمشار اليه بل  
 من بين العرفاء الفاضلين المفسر المحترم والحديث المقدم الذي جدد درس الحديث في ملك الديار بعد اندرس  
 آثار السلف في هذا المصارع بعد انظمس الجوهري ثم ظهر من مخزن الرسالة والكوكب المضي طلع من سمار الجلالة  
 المحيط بالعلوم احاطة السماء بالنجوم الشيخ الامام مولانا محمد حسن علي الهاشمي العربي ثم للكنسوي خيرة متقدمي الامم  
 فزيد النصر في كشف اسرار الاحاديث والتميزل مصداق علماء امتي كانبيا بنى اسرئيل كيف لا والله عالم كم عين  
 وفاضل لم يوجد بليد ان كان فهو الشافعي او النعمان قدس الله روحه فوفى النيار وقد شررت بموقد الاعلى وتقبلت سدة عليا  
 وقرت عليه الهداية والمسالم البيضاء وقرت عن التحصيل المسمى ثم تركت العتبة العلية بالحوار لادنوية الدنية  
 في سنة الف وثمانين وثمانية واربعين من الهجرة النبوية ولحقت في الوطن بالاهل العيال مع توزع الناطق بالحال  
 والاستقبال ثم ذهبت وسافرت الى الكانفوت لتحصيل ما يوجب من الضر وقتت فيه عامين كالمين ثم قصدت الى امواد  
 وينبغي من اجي اكراباد صاتها القدر من الفتنة والفساد ثم لما اتفقت في الاقامة في المين فوري بفضل سداس  
 بعصر الاحباب وينا وترصيفا في قصص اللغدير وجمبا والينا في احوال لا تقيار فباخت في الانكا والكرطال صر لكن لم يسخي مخالفة  
 قشرت على المسؤل واجدت في المامول في سنة احدى وستين بعد الف وثمانين من الهجرة النبوية على صاحبها السلام التحية  
 مستحينا بفضل القديم تقيضا بقبضة العير فان التبيخي النظام وهي سم وسميت الرسالة بتفريح الاذكياء  
 في احوال الانبياء بالمازل من اهل الطلوع الزاكية والربا الصافير ان يتفقوا الى ذلك المكتوب بلحاظ قبول  
 ولا يظن والى نيل الظلوم والجهول فاني قليل البصيرة وغير اهل هذه الصناعة ولو كلت على الله حسبى ونعم الوكيل  
 اللهم اجعل آخر كلامي شهدا ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم

العلم



جمیع السنه معبودی را نر او راست که هدایت صراط مستقیم و ارشاد مسیح دین قوم لقبه افتد در اوست و تمام  
 اولین و آخرین از ارباب کمال و اتمام استحقاق غضب از اصحاب غواصت و اضلال بخیر اختیار او متصف  
 است بصفات قدیم و کمال منزله است از سمات حدوث و زوال متکلم است بکلام قدیم معلم است بکتاب کیم  
 و ستایش صانعی را در کار است که صورت صنم بدیش لوح فطرت آدم را بر نقوش و علم اقدم الاسما رکله از آسمه  
 کرد و ادب آموز فیض نفس ناطقه را در مدرسه علم من البیان مالم یعلم تعلیم داد و سپاس جهان آنغری را جواب  
 که از عرش تا شری همه بر وحدت وجودش دال و از ذره تا هبها جمله بر الوهیتش بهمثال و شکر معنی الا لوق که عقد  
 تکریم تقد کرسانی آدم در گردن من اذاحت و بزمه که تم خیر اتمه اخرجت للناس بعنایت خویش منسلک است  
 و صلوة سجد و تسلیمات بعد و تحیات بی احصا و دعوات لا انتها حضرت رسالت پناه سلطان تختگاه  
 فی امح الله کنه دان علیک لم کن تعلم روشن بیان انما فصیح العرب العجم خاتم انبیا رسول محبتی محمد مصطفی آسمان  
 جلالت مهر فلک سالت شفیع یوم محشر که برایت شفاعت کبری بکف کفایت او داده اند و عاصیان است  
 درین داریا پندار بامید عنایت او فرستاده اند چه اگر مریم امید شفاعت تدبرک ریش دلهامی گنگار آن  
 کردی پیدا است که حال خستگان بیمارستان جرم و عصیان بکجا کشیدی همه را از گنجه شفیع توئی وصل  
 جمعیت جمیع توئی که گرچه اندک بضاعتی داریم + از تو چشم شفاعتی داریم + از جناب اوست ابتدا موجود است  
 که هنوز حضرت واجب لوجود مقتضای کرم وجود قریه اختیار بصفه ایجا دگر دانیده و قابل رحمت اطفال معلوم  
 از ارحام قضا بفضای تکوین نرسانیده بود که شاه بلند پرواز نور قدسش بجاخ پنج دره ای سبوتیه طیران می نمود  
 س کلک عنایت چو رقم ساز کرد + از همه پیش آن رقم ایجاد کرد + روزی که در جامه خانه غیب  
 خلعت پیغمبری بر بالای والایش میدرخند و منشیان دیوان عنایت طغرائی عزای نبوت در چرخ  
 و بیستان هدایت مشور پر نور رسالت بنام نامیش رقم میزدند آدم علیه السلام سر از تابش  
 بیرواشته بود شد کشاوه نبوت او بیشتر از آدم و ابوت او چون ز احمد زمانه بست فطیر + گل آدم نبور  
 بود خمیر پیغمبر است که اوصاف جمیل اش در کتابم شیت مذکور و ابلاق حمیده اش در صحائف

نقل شده است از  
 حکایت زین العابدین  
 در کتاب تاریخ

در صحائف

ادبیں مرقوم و مسطور اوراق صحیفہ ابراہیم بزرگ تعظیمش مزین الالواح کلیم شہجہ جلیل مکرّمین بسببین بود او در  
 برد قانق محمدش شامل و صحیفہ حقیقوت برحقائق مکرّمش مشتمل کتاب شعبا بطرح انوار مناقبش و انجیل علیہ  
 مطلع الہدایہ آثار تیش میاسن اقوال و افعالتش را بواجع اکثر آیات قرآن جامع و مفاخر اوصاف و احوالش  
 از مطالب اغلب کلمات فرقان طالع سے سورہ و الشمس صفت چہرہ رخشان اوست + ذکر اللیل از پی کیسوی  
 مشک نشان اوست + سر جان از پی شکر ب او + جاہ الکفار در میدان دین جولان اوست +  
 قاب قوسین ابرو و مازنخ چشم دل فریب + رب زونی جلوہ یابی حسن بی پایان اوست + ہر چہ آن بر  
 صفحہ امکان رقم زد دست غیب + از کمالات و فضائل حملگی در شان اوست + بلکہ حق سبحانہ جل شانہ  
 در کلام مجید کرم از سر تا قدم آن محترم یاد میکند و از اکثر صفات صوری و مخومی خبر میدهد ہر سہ بار کہ آن  
 سرور را کہ زمیندہ افسر کر امت بود در لفظ لعمریک باز نمود و رنگس دیدہ حق دیدش را کہ چشم فلک و رو  
 شدی در روضہ لامعدان غیبی کند شود و نمود او گوش با ہوشش را کہ مخزن جوامہ ہر ا حقیقت بود و قہر  
 بحر کیا قفل آذن خیر لکم جای قرار مقرر فرمود و آفتاب روی دل فریش را بواجع عنایت قد زنی القلب  
 و بہک از آفت زوال مامون و مفتاح زبان گوہ ہارش در روح عزت فانا لیسرناہ لبساگ از تصرف  
 طبع و نفس محفوظ و مصون و شرح سینہ بی کینہ اش در دفتر الم شرح لک صدرک مذکور و سرد  
 بی غل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ و صحیفہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک محرر و مسطور ذرا  
 دستش کہ بحر محیط از رشک سخاوت او کف بر روز ناست در آید و لا جعل بیک حسین و از صفائی کرد  
 کہ بستہ فرمان ملک لمان است رفزالی اغشک نشانی معین فحوا می القطن ظہرک بر صفت پشت تو  
 اساسش کہ پشتی اولیا ازو باشد مشتمل و مضمون آنک تقوم وصف پای بلند پایہ اش را کہ فرق عشق  
 فرش او سر و متکفل سے امی ز سر تا پا چشم خورش عین مومی + چون تو اند بود چندین حسن در یک  
 آدمی و نغمہ ماقال الشاعر لب لعل خط سبز و رخ زیبا داری + حسن یوسف دم صیسی دید بیضا و آرز  
 شیوہ و شکل و شمائل حرکات و سکانات + نچہ خوبان ہمہ دارند تو تہا داری + امی محب اگر ابراہیم  
 خلیل بود استخدا اللہ ابراہیم خلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حبیب رب جلیل است خلیل رب العزیز  
 ابتلا خلعت خلعت دادند و اذ ابلی ابراہیم حبیب را از اول کبکوت محبت بیار استند و در یک غلغ  
 مایشار و بیخار ملکوت آسمان از نظر گاہ خلیل ساختند و کندک زمی ابراہیم ملکوت السموات نظر گاہ  
 خلیل را قدم گاہ حبیب گواہند نغمہ دنی قدرتی خلیل بنجد و متوجہ کعبہ وصال شدانی ذابہب عربی  
 حبیب بنجد و بارگاہ جلال راہ یافت اسری العبدہ لیل الخلیل طلب ہدایت کرد سیدین حبیب را بطلب

۱۰  
 شرح کتب مشہورہ  
 شرح کتب مشہورہ

۱۱  
 شرح کتب مشہورہ  
 شرح کتب مشہورہ

۱۲  
 شرح کتب مشہورہ  
 شرح کتب مشہورہ

۱۳  
 شرح کتب مشہورہ  
 شرح کتب مشہورہ

دولت هدایت دادند و یک صراط مستقیماً خلیل طلب مغفرت پیش آورد و اطمح ان یعفر لی حبیب  
 بطبع این مژده فرستادند یعنی یک آمد خلیل بدعا درخواست که روز جزا را رسوا گردان و لا تخزنی یوم  
 یبعثون حبیب را بنواست او همین بشارت رسید یوم یوم یوم نبی الله الهی خلیل مطیعان را بخود اضافه کرد  
 فمن یتقی فانه منی حبیب عامیا زانجوش در پناه محبت آورد شفاعتی لایل الکبا کرسب استی خلیل منادی کننده  
 حج و قربان بود و اذن فی الناس باج حبیب نداد بنده شریع و ایمان بود سمنسا و آیدامی خلیل  
 بخدا سوگند خورد تا آمد لا کیدن خدای خلیل بحیب قسم یاد کرد و تعزیر انهم الهی سکرتم لعمون خلیل از  
 حالت مقام خدمت یافت و اتخذوا من مقام ابراهیم صلی الله علیه و آله حیب از محبت رتبه شفاعت یافت و تسوفا  
 یطیبک ربک فترضی و اگر موسی علیه السلام نجی بود و قربان اختیار تبه حبیب علیه الصلوة والسلام از او  
 بیغزود اگر نجی را دستی بود چون راه تابان بخج میضاد حبیب را دلی بود چون خورشید رخشان مثل نوره  
 کمشکوته فیها صباح نجی بصواب از سنگ بر آورد حبیب را چشمه حیات از میان اصابع روان شد نجی  
 رضای حق طلبید عجلت الیک رب لرضی حق سبحانه جل شانہ رضای حبیب دید فلنولینک قبله فیهما  
 نجی بدعا شرح صدر طلب کرد رب اشرح لی صد ری حبیب را بی آنکه طلب کند این سعادت عطا  
 کرد الم نشرح لک صدرک با نجی بر زده طور در احکام شریعت سخن گفت و کلم الله موسی تکلیماً حبیباً  
 بر قبه نور بر اسرار خفیه اطلاع داد فاجی الی عبده ما و جی سه شنید آسما کلامی فی با و از معانی در  
 معانی راز در راز به لباس فهم بر بالای او تنگ به سمنه عقل و صحوای اولنگ به زگفتن برتر است و از  
 شنیدن به زبان زمین گفتگو باید بریدن به سه سنگ با شتم که بود شرح کماش به رسم به کیستم من که در اوصاف  
 جمالش برسم من کیم در چه جسمم که صفاتش شمرم به کیستم من که کنم عد خصالتش چه رسم به بر ائمه اهل سعادت  
 و اجله فلک یادت لوک مقصد صدق و صفات سلطین تخت گاه علم و علم تر فرزان مقام توحید پاکبازان  
 کوی تجرد یا جهان سنا به صبر و رضا و اقطان مواقف حلم و صیا اتمی اولاد و کبار و ائمه اطهار و اهل بیت خدا  
 که خات جلالت انی تبارک فیکم التقلین کتاب الله و عترتی بر قامت با کرامت ایشان راست و تاج  
 امارت و لیلهم کم و لظلمیر ابر فرق شرافت ایشان بی که کاستی آید و بر اصحاب با اقتدار بل جمله مهاجران  
 به اجمیل ایمانی اعلام طریق آسمانی ارباب صدق و حق اصحاب فضل مطلق تالیان قرآن صاحبان  
 کرم و احسان شموس آسمان هدی بدو فلک تقی مضاحبان درگاه رسول حاضران و وحی بادان تزلزل  
 که اصحابی کالنجوم بر وزارت و کرامت ایشان دلیل بست ظاهر و الله الطوفی اصحابی بزرگوار است و  
 لیاقت اینان بربانی است با هر دو عشرت بازان آخر الزمان که مرکب شهادت در مضامین عبودیت نامی

دولت هدایت دادند و یک صراط مستقیماً خلیل طلب مغفرت پیش آورد و اطمح ان یعفر لی حبیب  
 بطبع این مژده فرستادند یعنی یک آمد خلیل بدعا درخواست که روز جزا را رسوا گردان و لا تخزنی یوم  
 یبعثون حبیب را بنواست او همین بشارت رسید یوم یوم یوم نبی الله الهی خلیل مطیعان را بخود اضافه کرد  
 فمن یتقی فانه منی حبیب عامیا زانجوش در پناه محبت آورد شفاعتی لایل الکبا کرسب استی خلیل منادی کننده  
 حج و قربان بود و اذن فی الناس باج حبیب نداد بنده شریع و ایمان بود سمنسا و آیدامی خلیل  
 بخدا سوگند خورد تا آمد لا کیدن خدای خلیل بحیب قسم یاد کرد و تعزیر انهم الهی سکرتم لعمون خلیل از  
 حالت مقام مقام خدمت یافت و اتخذوا من مقام ابراهیم صلی الله علیه و آله حیب از محبت رتبه شفاعت یافت و تسوفا  
 یطیبک ربک فترضی و اگر موسی علیه السلام نجی بود و قربان اختیار تبه حبیب علیه الصلوة والسلام از او  
 بیغزود اگر نجی را دستی بود چون راه تابان بخج میضاد حبیب را دلی بود چون خورشید رخشان مثل نوره  
 کمشکوته فیها صباح نجی بصواب از سنگ بر آورد حبیب را چشمه حیات از میان اصابع روان شد نجی  
 رضای حق طلبید عجلت الیک رب لرضی حق سبحانه جل شانہ رضای حبیب دید فلنولینک قبله فیهما  
 نجی بدعا شرح صدر طلب کرد رب اشرح لی صد ری حبیب را بی آنکه طلب کند این سعادت عطا  
 کرد الم نشرح لک صدرک با نجی بر زده طور در احکام شریعت سخن گفت و کلم الله موسی تکلیماً حبیباً  
 بر قبه نور بر اسرار خفیه اطلاع داد فاجی الی عبده ما و جی سه شنید آسما کلامی فی با و از معانی در  
 معانی راز در راز به لباس فهم بر بالای او تنگ به سمنه عقل و صحوای اولنگ به زگفتن برتر است و از  
 شنیدن به زبان زمین گفتگو باید بریدن به سه سنگ با شتم که بود شرح کماش به رسم به کیستم من که در اوصاف  
 جمالش برسم من کیم در چه جسمم که صفاتش شمرم به کیستم من که کنم عد خصالتش چه رسم به بر ائمه اهل سعادت  
 و اجله فلک یادت لوک مقصد صدق و صفات سلطین تخت گاه علم و علم تر فرزان مقام توحید پاکبازان  
 کوی تجرد یا جهان سنا به صبر و رضا و اقطان مواقف حلم و صیا اتمی اولاد و کبار و ائمه اطهار و اهل بیت خدا  
 که خات جلالت انی تبارک فیکم التقلین کتاب الله و عترتی بر قامت با کرامت ایشان راست و تاج  
 امارت و لیلهم کم و لظلمیر ابر فرق شرافت ایشان بی که کاستی آید و بر اصحاب با اقتدار بل جمله مهاجران  
 به اجمیل ایمانی اعلام طریق آسمانی ارباب صدق و حق اصحاب فضل مطلق تالیان قرآن صاحبان  
 کرم و احسان شموس آسمان هدی بدو فلک تقی مضاحبان درگاه رسول حاضران و وحی بادان تزلزل  
 که اصحابی کالنجوم بر وزارت و کرامت ایشان دلیل بست ظاهر و الله الطوفی اصحابی بزرگوار است و  
 لیاقت اینان بربانی است با هر دو عشرت بازان آخر الزمان که مرکب شهادت در مضامین عبودیت نامی

کلیه

وگویی عقیدت در میدان صدق می اندازند و بعد از یکبار او و صد و شصت و یکسال دست ارادت  
 بر امن دولت سرور کائنات علیه افضل الصلوة و التسلیمات زده از روی نیاز بآن خواجگه کار ساز  
 میگویند زافرینش عالم غرض توئی شایا به همه طغیلت تو و جلگی برای تو ایم به تو افتابی و ما ذره سا  
 هوادارت به تو باد شاهی و ما هندگان گدای تو ایم به با شناسیت از بحر غم توان بستن به زهی سعادت و دو  
 که آشنای تو ایم به نمی خوریم غم از تاب آفتاب بختاب به روز خشم خود رسایه لوامی تو ایم به اگر چه ناموسیمانم  
 جرم کارولی به امیدوار بعفو تو و عطای تو ایم به و الحق فضل و کمال این عاشقان و غره ببال این  
 از سر حد احصا متجاوز و بر خرد در انشا و مناقب و ابدار علوم مناسب شان عاجز و خرد خورده در ان  
 وقوف بر سر حد تقریر آن بجز و قصود معترف و دم سیریح انعم و شرح شری از ان با نثر از تحریر از بحر لغز  
 فنون معترف به ستایش تو چه و اند زبان با صبر سن به که هر چه وصف تو کردم نزار چندانی به مگر آنچه زبان  
 قرآن با ثبات آن اقامت شهادت می نماید و لسان ترجمان حضرت ملک حمان اشارت می فرماید  
 بیان را شاید که پدر ملت و صاحب خلقت صلوات الله علیه از بارگاه و اهب العطا یا بیخ تحفه درخواست  
 حق سبحانه دعوات او را مقرون اجابت رسانسته مطالب نمسه بدو عطا کنند بود و ابواب بهمان  
 و مرآت ناخواسته بروی امت حبیب علیه السلام گشود یعنی خلیل از جبار جلیل دولت مغفرت طلبید

بسیار از این  
 در این کتاب  
 در این کتاب  
 در این کتاب

که اطمح ان یغفر لی خطیعی و بی نوایان این امت را بطلب ایشان فروده غفران رسید الا تقبلوا  
 رحمة الله خلیل سدا عنمود که از سوائی قیامت ایمن باشد و لا تخزنی یوم یهتجون نیازمندان این  
 بهمان که امت بشارت دادند یوم لا یخزنی الله النبی و الذین امنوا مع خلیل مرتبه و رایت حضرت مطمح  
 نظر ساخت و اجلنی من ورقه ختمه النعم مفسران امت حبیب را نیز بدان و رایت نام فرودند اولت  
 هم الوارثون خلیل استنشاقی تسامح من قبول درخواست فرمود و بنا قبل منا انک انت السبع العظیم  
 امید آرزو مندان این امت را بر و انج قبول معطر ساختند و هو الذی یقبل التوبه من عباده خلیل  
 و را بهماج توبه از رفیق توفیق استمداد نمود و تب علینا انک انت التواب الرحیم رهبران سبیل نبوت  
 حبیب را بعد و بدرقه عنایت بس منزل همین مراد رسانیدند و توب الله علی المؤمنین و عجب ترا که حضرت  
 خلیل علیه السلام را به پدری این است با فرودند ما به ایچ ابراهیم و موسی کاظم اسلام الله علیه و آله  
 این جسامه ساختند تا انت بجانب الطور از ما و حضرت رسالت پناه را که الله علیه وسلم  
 بمراتبی ایشان فرموده اند و اخصص چنانکه للمؤمنین و نیز باید شنید که از برای ما حضرت  
 خزائن عنایات جاودانی بدین صدر ششیمان مجالس بدایت ربانی ارزانی داشتند نصیب تمام بنام

این امت عالی هست رفرتند یعنی آواز و خاست خلیل را با قطار عالم رسانیدند و آنحضرت را بر سینه خلیل اوردند  
 محبت این امت آفاق جهان را بدین صدا پر ساختند که جسم و وجود خلعت اصطفی آدمی پوشانیدند  
 و اقد اصطفینا فی الینا قیاسی همان کرامت بر قامت استقامت این امت و دستم از شناکت  
 الدین اصطفینا بواسی اجبای او را در فضی غلظت برافراختند اجنباه و دراه و علم عزت ایشان را نیز  
 همین اعزاز مطرز و معزز رسانند هوا جتبا کم صفت حقیقیه خلیل را ثابت کردند و لکن کان حنیفا عاشقان  
 نیز از همین مرتبه بهره رسانیدند مخلصین له الدین حنفا در تبه اسلام او را در هر چه شتهار دادند کان حنیفا  
 مسلما تا بجان حبیب این نام مشهور عالم گردانیدند هر ساله المسلمین حضرت خلیل را از شارات  
 غلام بهره مند سازند و بشیرانه انبلا م طریق است حضرت حبیب را با بشارت اکر ام نبوا خند و لبشر المؤمنین  
 و ابواب نجات بخندتان رحمت برومی موسی علیه اسلام رکشاند و انجینا موسی و نجات مساجاتیان  
 این گروه را بدین صورت جلوه دادند و خاتمتی المؤمنین لالی معالی او را بصفت محبت در سلک  
 سعادت کشیدند حتی مکنرا اسبح و از هوای در مناخر میزد جا سجت ایازاد عقدا عشام تنظیم گردانیدند و معولم  
 اینان کفر اساس تقریب او را بر موجه مهر رسانند که در قرآن مجید بانی قرب ایشان را برین قاعده نهادند که  
 اولئک المقربون او را به سیر امر از قرآن امتیاز دادند و لیسری امری بر ایشان نیز همین صورت منت  
 نهادند بیه التدریکم لیسری دعوت او را بهدوت اجابت رسانیدند و قد اجبت و عو کما بدیدید نیاز کشتان  
 بیه شرف قبول شرف گردانیدند و تسبیب الدین آنرا او را مشرف شرف پوشانیدند تا غفر لی غفر الیشار  
 نیز از همین ساغر جرحه نوشتانیدند بیه عو کم الخفر کم او را از مملکت خوف بیه منزل امان رسانیدند تا تخف انک  
 من الانسین اینان نیز بمجاونت فاند امن از خوف و خطر رسانیدند اولئک لم الامن شرف او را بظیم  
 تسلیم بر جهانیان واضح گردانیدند سلام علی موسی حرمت این امت را با کرام سلام بر عالمیان لایح  
 ساختند سلام قول امن رب رحیم و گلشن کمال حبیب را بگشمن اتمام نعمت بسیار است و تهم نعمت علیک  
 همین اقبال متابعتش را بر بیان همین صفت موحط ساخته و اتممت علیکم صدامی کوس نصرت  
 آنحضرت را با سماع عالمیان رسانیدند و تضرک الله نصر اعزیز او صیت صفت منصو تیه پروانش را  
 درز و ایامی آفاق و اقطار جهان ظاهر گردانیدند و کان سلینا نصر المؤمنین لب غنچه فتح مبین را در ریاض  
 بهالش بسیم عنایت خندان کردند تا فتحا لک فتحا بیدای شگوفه فتح قریب را در لبستان فضل  
 مطیعان بشماع حمایت شگفته نمودند و اصا کم فتحا قریباتج و باج نزول سکینه برفق شرف  
 حبیب خود رسانند فانزل الله سکینه علیه و دواج همین صفت بمتابعت او برکت شرف است

و اولئک المقربون

انکذبه مولی انزل السکینه فی قلوب المؤمنین ثم رحم الله علیهم اجمعین بعد ازین بنده مسکین بهزار گناه  
 خجل و غمگین تنگ و دوامان مجد و شرافت بدنام کن سلسله اهل سعادت امیدوار مغفرت ایزدی و منراوا  
 شفاعت جناب حمدی فقیر حقیر ابو الحسن حسن علوی ابن رئیس اذکیا خاتم اصفیا جامع علم محقول منقول  
 حاوی فروع و اصول جامع شرح بنوی مولانا ابو الحسن حسین علوی ابن غوث عارفان قطب کاملان  
 متوکل علی الله عارف بالله جامع ولایت مرقصوی عاشق جمال مصطفوی حضرت شاه میر محمد قلی در  
 علوی ساکن کاکوری بخدمت اصحاب صدق و صفا و ارباب تدبیر و ذکا التماس میسازد که بهترین  
 کاری که لائق اسافل و اعالی و قابل صرف ایام ولیالی بود در یافت احوال انبیاء و استماع قصص  
 است که در هر قصه خبرتی و در هر حکایت عبرتی و کتاب قصص الانبیاء زبان فارسی هر چند جامع حالات  
 انبیاست الا از کسوت صحت عاری و از نکات و لطائف محض خالی شاید این کتاب از دست اهل  
 تحریف باین مرتبه رسیده یا از تصحیف کاتبین و ترجمیم ناقلین بدین رتبه کشیده و در نه ترجم این کتاب به شتمین  
 و از جمله اصحاب صدق و یقین است فلذا از مدتی بنحیاط و هشتم که قصص انبیاء و احوال اصفیا از کتب تفسیر  
 مستنده و احادیث معتده و توارخ و سیر معتبره زبان اردو نویسم تا مقید عوام شود و نکات تفسیریه و تینیات خفته  
 که متعلق آیات قرآنی و احادیث نبویه باشند بیان نمایم تا مقبول نظر خواص باشد الالبسب انواع تعلق خاطر  
 و اصناف تشقت باطن که موانع این عمل اند کار بجائی نرسید درین عرصه که سنه یک هزار و دو صد و شصت  
 و یک هجریه علی صاحبها الف الف تحیه بوده است روزی از عالم غیب الهامی کردند که کنون خاطر خود را  
 ظاهر کن و انجینین وقت را از معتمات شمار و بدان که زمان روز و شب که درین کار فی صرف خواهی ساخت  
 کاتبین اعمال آنرا در عبادات و مجاہدات خواهند نوشت و بروز قیامت بدستت خواهند داد و می که  
 بگوشه نشسته فکر تالیف خواهی کرد نقد وقت نیست که از گناہان ظاہری بلکه باطنی هم محفوظ و با دراک حالات  
 حضرات انبیاء علیهم التجه و التنا معظوظ خواهی ماند اگر از قصص حکایات این مقبولان در گاه حضرت جرتی  
 پیدا خواهی نمود و عجب مبارک از دنیا و اقیما بی تعلق حاصل گردد و آخر کار بحسن خاتمه انجام بدین تصور بودم که بعض  
 احباب خصوص شیخ صاحب منظر عنایت و کرم نشی آلمی بخش شسته دار و یوانی ضلع مین پوری که درین  
 ترجمه مشکوه شریف از فقیر بنویزند درین باب تاکید شدیدی و اصراری بلین فرمودند تا اگر بر او وجود اکثر موانع  
 و عوائق و تنویر اینچگونگی مکنون خاطر بود بر لوح اظہار نقش کردن شروع کردم نام این کتاب تفريح الاذکار فی  
 احوال الانبیاء تجویز نموده فرض نقشی است که تا یاد ماند که هستی را نمی بینم بقا کے + درین هنگام که  
 تالیف این کتاب میکنم از کتب تفسیر احادیث و عقاید سیر و تصوف و فقہ و اصول و قصص همچو عالم التزل

تفريح الاذکار فی احوال انبیاء علیہم السلام

تصنیف محی السنه ابو محمد بن ابن مسعود البخوی شافعی و در ارکان التشریح تصنیف ابوالبرکات حافظ الدین عبدالقادر  
 نسفی حنفی و تفسیر تصنیف امام فخر الدین رازی صدیقی شافعی و تفسیر تصنیف ابوالقاسم عبدالکریم قشیری  
 و کشف تصنیف ابوالقاسم محمود جاردن دمشقی در عقائد معتزلی و در فقه حنفی و التوار التشریح تصنیف ابوالقاسم  
 بیضاوی شافعی و رحمانی تصنیف فقیه علی هبامی و جواب القرآن و یا قوت التاویل و تفسیر سوره یوسف بتر  
 تصنیف امام حجه الاسلام محمد غزالی و بسط تصنیف علی واحدی نیشاپوری و بحر شواج از قاضی شهاب الدین  
 شمس عمر دولت آبادی و احمدی از مولانا غلام مصطفی معروف بملاجیون حنفی طبعی و در مشور از جلال الدین  
 سیوطی و جلال الدین از کور و جلال الدین محلی حنفی جواب سردار مولانا حسین اعظم کاشفی  
 و زاهدی از ابو محمد مختار کنی بیخیم الدین محمود و قرآن القرآن و اکبر از الفاتحه و غارن و سعدان الجواهر سراج  
 و عزیزی تصنیف حضرت قدوة المحققین استاذ الاستاذ مولانا عبدالعزیز محدث دهلوی و نظم الجواهر تالیف مولانا  
 حسینی فرخ آبادی با سبلی نقشبندی و انیس العاشقین در حال یوسف علیه السلام و موضح القرآن ترجمه  
 شاه عبدالقادر دهلوی و فتح الرحمن ترجمه قرآن از مولانا ولی الله دهلوی و صحیح بخاری و صحیح مسلم و نسائی  
 و مشارق و ترندی و مشکوٰۃ و ترویج آن الطیبی و علی قاری و شیخ عبدالحق دهلوی و عین العلم مع ترویج آن  
 و زهره الریاض و تنبیه الغافلین و مسالح المشرکین و فتوحات مکی و فصوص الحکم ابن عربی و شرح فصوص  
 لعلی قاری و بلجامی و محب السلاله آبادی و فضیلت درختات ثمرات و اخبار الاخیر و جذب الطیلب  
 مدارج و شواهد و معارج و مواهب و درج الکریم و اخبار الدلیل و شرح فتوی مولانا عبدالعلی و روضه الاحیاء  
 و کتاب الملل و النحل و هجره الحیفل و تاریخ یافعی و ابن خلکان و تاریخ فرشته و زین النقص و تکمیل النقص  
 و شفا فی قاضی عیاض و لب التواریخ و خلاصه التواریخ و فتاوی عالمگیری و در مختار و عینی شرح کتبخان  
 نظر هست چشم داشت از صاحب نظران بلند فکرت و ارباب استعداد و ارجند فطرت آنکه اگر در محله ازین  
 کتاب مشکلی پیش آید و از ان زلت قدم و لغزش قلم محرر نماید تنبیح کتب مذکوره نماید و دوم باصلاح  
 زنند و اگر اصلاح و تصحیح دست ندهند بدل بنجل خود را بر مضمون خدا صفا و دوح ماکه رداشته کار تصحیح  
 و اصلاح بر دیگران گذارند که والد با انامن فرسان هذا المیدان و لاسن حاطی لواءه الانسان و ان حضرت  
 و اوجب العطا یا تعالت آلاؤه چنان بنخوا هم که کریم و افزو فضل متواتر و احسان قدیم و انعام عمیم این خلیفان  
 اگدائی را با خیر تعمیر رساند و داعی را با تمام آن موفق گرداند و خاص و عام را از فوائد و تنبیحات این رساله  
 تفریح و نفع کامل بخشند و متولفت بی بضاعت را بجن نیت و طیب طبیعت جزای خیر عمل بدل الاله الاهوری لو کلت  
 علیه جوی نعم بود کین و صلوات الله علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین بر حمتک یا ارحم الراحمین



محمد غیر محدود و ستائش مبراز الالیش اس درگاہ میں نیاز سے راجع ہو کہ جسے بیک حکم کن بلا سوش سے زیر ترنگ  
پیدا فرمایا و شکر و سپاس تقدس اساس اس منعم کریم کار ساز کو لائق ہے کہ اُسے ابتدا سے انتہا تک انواع  
افضال و نعمتوں سے ممنون و شاکر کیا نفوس و ارواح و جوارح و اعضاء آفریدہ کو طاقت نہیں کہ اپنے  
آفرینندہ کی ستائش کرے و ہندہ ہزاران ہزار گناہ شرمندہ کو کیا لیاقت کہ مدح گوئی نیز پاک مین جان دریا  
کر سکے از دست و زبان کہ بر آید کہ عمدہ شکرش بدر آید و الحق سلسلہ انعام و اکرام انقطاع پذیر  
ہنہیں پس انتہا شکر و سپاس جز بجز و تقصیر نہیں سے بچارہ آدمی کہ درین کارخانہ اش و در نیم ذرہ و نحو  
قدرت بود فضول و مشکل تر آنکہ گریہ معرفت بجز انہم نبود قدرت او کم قدر قبول و دور و نامحدود وازل  
ابتد تک اس جو ہر پاک شہنشاہ سریر یولا کہ سے جسکی صورت کے تین خاتمہ نقاشی ازل و کھینچ کر دست  
مین پڑا آپ اچھل و ہزار جان سے نثار ہو کہ اسے گمشکان باویہ ضلالت اور بت پرستی اور ستغرفان ریا  
غویات اور بدستی کو شمع ہدایت کے نور سے راہ مستقیم دکھلائی اور طالبان دین حقیق و ساکنان طریق  
توفیق پرورد و انوار و سرور کے شاہراہ بنا کر کے جو چاہے بنے تکلف مقام قرب و حضور میں چلا جائے اور  
جس وقت کوئی ارادہ کرے نئے نائل محل فرحت سرور میں مقام فراوسے سے کون وہ جسکے قدم سے ہوا موجود  
عدم و اسکے مقدم کی بشارت سے ہوا خوش آدم و بلکہ آدم سے لگا تا مسیح مریم و ہر نبی کو یہ بشارت تھی  
کہ وہ شاہ عالم و عنقریب آتا ہے عالم میں بعد غر و حشم و دیکھو اسکی رسالت کی چمک کا عالم و جس جگہ اسکے  
کف پا کانتان ہو و یگا و سالما سجدہ صاحب نظر ان ہو و یگا و ہر چند فرس زبان کو میدان شناخوانی میں  
اسطرح روکتا ہوں جسکے رتبہ کو ملک کر نہیں سکتے اور اگ تو تو خاکی ہے بھلا مدح کر گیا کیا خاک لیکن زمام اختیار  
اسکے قبضہ اقتدار سے نکلی جاتی ہے پھر طوطی شکرین مقال خامہ کو برابر تہیہ بیان کے بھلا سکے یوں کہتے ہیں  
سے زین رشتہ شدم گسستہ امید و خاکی چہ کند سپاس خورشید و گروہ تو یہ کہتی ہے سے حرام دانم با دیگران  
سخن گفتن و کجا حدیث تو آید سخن دراز کنم و ہزار گو نہ بلکہ ہر نیم کہ بر بندہ سے کہ ان نسبت ترک و ناز کنم  
بالجملہ فرس بیان میدان شناخوانی میں از خود مطلق الخان سے اور طوطی فصیح اللسان نفس ح گوئی میں  
بجو و عذب البیان تو مالی قرآن کہ زیبای رود و اسے و امیل او اسے و دل بابے جست و

و بسوف یطیبک ربک فرسخ آیت عزت و تکنت و لکن رسول الله و قائم النبیین و صحیفه حشمت  
 و شوکت و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین بیان کجوت انا سنلت علیک فلا تقبلوا نشان خلوت  
 فاسجد له و سجده لیس لیس علیک و وضعناک و زک و شرف لک لک و در تعالی لک لک انجلیح حاجت  
 طفولتک قبله تر ضیفا و اصلاح دعوت انما انت منذر من یحشها قوت عزم فاذا عزمت فتوکل علی الله  
 و خابت صبر و اصبر و اصبرک الالباب قد قرب منزلت دنی فندی و معلوم تربت فکان قاب تومین او اولی  
 یاکلی بانه و شیاک فطهر و گرمی بنگامه و ربک تبرات قدم لکن که صاحب الموت و رفعت هم توکل  
 علی الحی الذی لا یموت و صف ملازمان بارگاهش السابقون الاولون و روح کشکان صف با جایش  
 بل اجبار عند ربهم یزدون کمال محبت او دعای که باقی و مال بود و للاخرة خیرک من الاولی  
 عوض مورد و انا اعطیناک الکوثر و دشمن مرد و این شانک هو الابرار فیه سیادت لیس القرآن حکیم  
 و فیه سعادت انک لتهدی الی صراط مستقیم صحیفه احکام تنزیل من الرحمن لطیفه اعلام الرحمن علم القرآن  
 خلق بزرگوار انک علی خلق عظیم و لطف به شمار و بالمؤمنین ازوف بریم جمد تمام فاذا فرغت فانصب و توجه  
 و دام الی ربک فارغب معراج که است سبحان الذی اسری الی سہیل است یجعل الله لعدو لیسر تحمل محنت  
 فاصبر صبرا جمیلا و تحمل خدمت تم اللیل الاقلیلا سبیا من ارشاد نزلنا علیک القرآن تیز و بلا و طائف او را و  
 و اذکر اسم ربک بکره و اصیلا مسجد نور مسجد اس علی التقوی و فریذوق و حضور منتربک فلا تنسی قیام  
 نماز فصل ربک و حموتیه راز فانه نزل علی قلبک بین پسندیده ان الدین عند الله الاسلام و قبله برگزیده  
 قول و جهک شرط المسجد الحرام اصحاب بزرگوار من المهاجرین و الانصار رفیق با توفیق نیکو کار ثانی آشتین  
 از جانی الفار و ادا عالیقدر انما و لیکم الله و استاد شرح صدر الرحمن شرح الله لهارت خاندان و بطه کر تمظیم  
 و کمالات دو دمان و یطعمون الطعام علی حبه مسکینا و یتیمنا و اسیر اطرف جلوات یدیک هر لحا مستقیما و  
 تحف صلوات صلوات علیه سلموا سلیمان ای گفته لطف حق بخودی خودت شناه ما ز کجا و روح و شاکس  
 تو از کجا ما خود که ایم تا ز شای تو دم ز نیم در معرض حرکت و لولاک و الضحی لطف خدای جمله کمالات خلق  
 بجز خود کرد و داد بدوام مصطفی ای عزیز اگر آدم ابو البشر علیه السلام کو علم اسمای واقف کیا و علم آدم الاسما  
 کلها قائم الانبیا و الارواح علیه الصلوة و السلام کو اسم او رسمی کا عالم بنیاد و علمک نام کن علم او را که آدم علیه السلام  
 کو فرشتون سنه بطریق تحفه سجده کیا که سفیر و الالباب اولاد آدم کو مومنون اور فرشتون اور الله صاحب  
 مرد و بجیها امر تحفه کیا ان الله و لاگت لیصلون علی انبی یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا سلیمان آدم  
 علیه السلام نے ملک بہشت پریشانی جھکائی قائم علیه الصلوة نے کو چشم سے بلوغت نظر بھی نہ والی

این سو کلمه در قرآن  
 از آن شریفی از قرآن  
 پس است و شرف  
 شریف و شرف  
 عمل و بیایستی  
 و این عطا گشته از  
 تبلیغ نبوی است  
 و بیست کلمه از قرآن  
 سوری جبار ۱۱  
 علی ابن مسعود  
 گفته بیست کلمه از قرآن  
 در مقام جبرئیل  
 و انما من نزلت  
 و بعضی گفته است که  
 یاد دارد که در بیان  
 دل از سو کلمه از  
 خلق از قرآن است  
 و بیست کلمه از قرآن  
 و در حدیثی است که  
 در حدیثی است که  
 اول خواجه بود اصحاب  
 در حدیثی است که  
 در حدیثی است که  
 در حدیثی است که  
 در حدیثی است که

ما راجع البصر طمعی اعلیٰ بذکر انبیا و اولیاء الغزوم کو وقت خطابت ہند سے علامت مخاطبہ یا یا کہ یا آدم کہ یا نوح یا ابراہیم علیہم السلام  
ویا موسیٰ انی انارکت یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ و یا ذکریا انا نبینک یا یحییٰ خذ الکتاب یا عیسیٰ بن مریم اذکر نعمتی اوجہت  
خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونے کی توجیہ ہند سے حکایت یا کہ یا ایہا انبی انا ارسلناک یا ایہا الرسول بلع اور حجت  
کاملہ اولاد ابراہیم و اصحاب خیار سید مختار پر کہ انکے باعث تو اعد کفر و ضلالت و رسوم شرک جہالت کے مہدم ہوا اور اس  
طریقیت اور معارف حقیقت مطالعین کو انکے سبب سے معلوم ہوئے آیت مبارکہ انکے علوشان پر والی و کتبہ و صحائف سابقہ کی  
حشمت و عزت کے بیان پر ہم مقال عدت خیر اقرون میں دکنی انکے قامت باکرامت پر راست آتا ہے اور راہ جاہ سابقہ  
الاولون انکے اقبال سے نظر پڑتا ہے ان میں کی سہمی سے انوار شریعت کمنعجب سے عرصہ شہادت میں پہنچے اور رایت  
کلید اللہ ہی العلیا مرکز خاک سے دائرہ فلک تک بلند ہوئے بساط شریعت انکے سبب سے بسوا اور اساس معرفت انکے  
باعث سے مضبوط ہو سکے تابعین راتباع تبع پر کہ ناویدہ شوق لقاے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جان غریزہ پختہ  
اور شرف متابعت اور مطاعت پر سبابات اور افتخار کرتے ہیں بل ان فقیرے بضاعت معروف بصفت مہاوت  
اخر الخلق اللہ فی تحقیقہ امید و آنحضرت ذوالجہنم الحسن علوی نسب حنفی مذہب قلندری شرب ساکن کاکوری میں  
قصبات دار الخلافت لکھنؤ میں قدوہ ارباب معرفت و کمال اسوہ اصحاب جدو حال خشنہ آفتاب سمان بلند آخری ذوق  
شمع ایوان سخن گستری جامع فضائل علمی عملی و معاصد علمی ازلی کاشف غوامض فائق پردہ کشا سید اسحق خاں فی  
جمیع العلوم فریدیستانی علم اللہ التواریخ و حیدرآباد ابوالحسن شہید علوی بن قطب کابلان غوث عارفان ہر داتو کلان  
خاتم اہل عرفان آفتاب سیر ولایت آسمان فضل و کرامت قبلہ ارادت کیشان عقیدت ازین کعبہ سجدہ گذران فرسودہ میں  
حضرت شاہ میر محمد قلندر علوی بن حضرت شاہ محمد کاشف سبز نوش چشتی ابن حافظ قرآن شیخ خلیل الرحمن شہید بن شیخ  
عبد الرحمن بن حافظ غلام محمد بن شیخ سیف الدین بن شیخ طاہر الدین بن شیخ مولانا عبد الکریم قادری بن حافظ شیخ  
شہاب الدین قاری المعروف شیخ سید محمد بن صاحب بن مخدوم مظہر شیخ نظام الدین قاری قادری معروف بشاہ  
بھکاری شیخ بھیکہ بن قاری امیر سیف الدین قاری امیر حبیب اللہ نظام الدین معروف بامیر کلان بن قاری امیر نصیر الدین  
دلیل اللہ بن محمد صدیق معروف بابی محمد خانی قاری بن شیخ عبد اللہ قادری بن شیخ عبد الصمد قادری بن شیخ امیر  
شمس الدین خرد المعروف بالقاری المحقق صاحب جمع الجوامع الکبیر فی لغات الامادیہ و التفاسیر بن القاری  
عبد الحمید دربان آستانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاج الحرمین سلطان قاری بن امیر امیر امیر  
قاری نواسہ و خلیفہ سید عبد الرزاق بن حضرت غوث الاعظم عبد القادر حیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن امیر سلطان  
عبد لطیف قاری بن امیر عبد اللہ خانی بن امیر مولانا شمس الدین صاحب بن امیر محمد الدین خانی قاری بن امیر  
سیدمان قاری مفسر کلام باری بن مولانا وجیہ الدین احمد قاری بن حافظ احمد قاری بن امیر امام علی

بن امام محمد بن حنفیہ بن امیر المؤمنین وعیوب المسلمین البتراء علی مرتضیٰ اسد الدنیا الغالب بن ایطالب  
 کرم اللہ وجہہ فیہ التماس کرتا ہے کہ اس سچے ان کو ابتدا سے سن شعور سے علم فقہ و تفسیر و اصول و احادیث رسول  
 مقبول کا شوق و اسٹیکر اور تواریخ و سیر کا ذوق گلوگیر ہے اور علوم مضامین سے سخت نفرت اور فتون فلسفہ  
 سفسطہ سے نہایت وحشت ہے خصوصاً چند روز سے قصص انبیا اور حالات اصفیا سے بجا نافرمانی کے  
 ایک نوع کا عشق ہو گیا ہے کہ جب نوکری سے فرصت ملتی ہے تو صرف اوقات باقیہ اکثر اسی میں کرتا ہوں  
 اور بنیال عبرت و تصور بعیرت اسی کی تصحیح میں سرگرم رہتا ہوں اس عرصہ میں جو کتاب اس فن کی نظر  
 پڑی فوائد و نکات سے خالی ملی بلکہ بعض تو کسوت صحت سے بسبب غلط روایات کتب بنی اسرائیل کے عالم  
 پالی گئی لہذا اکثر اوقات دل چاہتا تھا کہ اگر فرصت ملے اور اطمینان بھی حاصل ہو تو قصص انبیاء علیہم السلام  
 کتب معتبرہ تفاسیر اور حدیث سے نکال کر البسطاً و التفصیل زبان اردو میں لکھوں تاکہ فائدہ عام ہو اور جو آیت  
 قرآنیہ متعلق قصہ مندرج ہوں انکے بعض نکات و مسائل و فوائد بھی بیان کر دوں تاکہ فائدہ خاص بھی ہو  
 تصور میں کمی برس گذرے اور غلجان اسکا روز شنب رہا اب کہ سنہ ایک ہزار و دو سو اکتھم جو بی بی  
 بعض جناب باؤ فواد اسماعیل باصفا انظار اس سرکنون پر ہر مہر ہوئے خصوصاً معدن اشفاق و مخزن غلجان  
 شیخ النبی بخش صاحب سر شستہ دار عدالت دیوانی ضلع میں پوری نے نہایت اصرار کیا ناگزیر یا وصف  
 عدم فرصت و قلت بصاحت اس اور طویل نشان پر متوقع نفسل ایزد نشان لبر چشم مست ہوا  
 اور کتب معتبرہ تفاسیر و احادیث و سیر وغیرہ کو رو برو لیکر دیکھا اور عالم کی پیدائش سے بعد تخریر خطبہ عربی  
 فارسی لکھنا شروع کیا اور ایمہ اہل بیت کے حال پر ختم کیا اور منقسم کیا میں نے اس کتاب کو ایک مقدمہ  
 اور تصبیح و تفریحیات اور ایک خاتمہ اور ایک تہہ اور ایک تلک لکھے

|                                 |                                 |                                   |                                  |
|---------------------------------|---------------------------------|-----------------------------------|----------------------------------|
| مقدمہ در بیان طاعت عالم         | تفزیح اول در احوال حضرت آدم     | تفزیح دوم در احوال حضرت نوح       | تفزیح سوم در احوال حضرت ابراہیم  |
| علیہ السلام                     | علیہ السلام                     | علیہ السلام                       | علیہ السلام                      |
| تفزیح چہارم در احوال حضرت موسیٰ | تفزیح پنجم در احوال حضرت ہود    | تفزیح ششم در احوال حضرت صالح      | تفزیح ہفتم در احوال حضرت یونس    |
| علیہ السلام                     | علیہ السلام                     | علیہ السلام                       | ابراہیم علیہ السلام              |
| تفزیح ہشتم در احوال حضرت زکریا  | تفزیح نهم در احوال حضرت اسماعیل | تفزیح دہم در احوال حضرت اسمعیل    | تفزیح یازدہم در احوال حضرت یوسف  |
| علیہ السلام                     | علیہ السلام                     | علیہ السلام                       | علیہ السلام                      |
| تفزیح پندرہم در احوال حضرت یونس | تفزیح سیزدہم در احوال حضرت یونس | تفزیح چہار دہم در احوال حضرت یونس | تفزیح پانزدہم در احوال حضرت یونس |
| علیہ السلام                     | علیہ السلام                     | علیہ السلام                       | علیہ السلام                      |

|  |                             |                                    |                             |
|--|-----------------------------|------------------------------------|-----------------------------|
| تفریح شائزہم در احوال                                | تفریح ہندیم در احوال خلیل   | تفریح پینہم در احوال حضرت          | تفریح نوزدہم در احوال       |
| یوشع علیہ السلام                                     | علیہ السلام                 | الیاس علیہ السلام                  | انجس علیہ السلام            |
| تفریح ہشتم در احوال سموئیل                           | تفریح نهم بست ویکم در احوال | تفریح بست دوم در احوال             | تفریح بست سوم در احوال      |
| علیہ السلام  | حضرت داؤد علیہ السلام       | سلیمان علیہ السلام                 | شعیب و ارمیا علیہما السلام  |
| تفریح بست چہارم در احوال                             | تفریح بست پنجم در احوال     | تفریح بست و ششم در احوال           | خاتمہ در احوال سید المرسلین |
| عزیر علیہ السلام                                     | یونس علیہ السلام            | زکریا و عیسیٰ و یحییٰ علیہم السلام | خاتمہ النبیین صلعم          |
| تتمہ در احوال شہادت حسین و تکلمہ در بیان بعض حالات   |                             |                                    |                             |
| بعض حالات سید بر عالم السلام ائمہ اطہار علیہم السلام |                             |                                    |                             |

تتمہ کتاب

تتمہ در بیان بعض حالات

اب امید خدا سے یہ ہو کہ یہ کتاب مقبول نظر اہل دہان و مطبوع طابع طالبان واقع ہو اور توقع طابعان بالانصاف سے یہ ہو کہ جس جگہ لغزش قائم نظر ہے وہاں قلم اصلاح بہتر ہو اور محکوم بدعائے سلامتی ایمان و حسن خاتمہ یا وفرا دین و توفیق الہی المآلہ و ہجرتی و نعم الوکیل و نسائے اللہ علی خیر خاتمہ ہو آری و اضحابہ اتباعہ و ازواجہ صحیحین بر جنتک یا رحم الراحمین اللہم جعل آخر کلامی اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ مقدمہ کتاب علمای اسلام و فضاہل ذی حاشام حسب حدیث حضرت خیر الانام علیہ التیجہ و السلام اکان اللہ و لکن معہ شیان کثیرین کہ سراسر ذات پاک واجب الوجود کے کوئی شے موجود نہ تھی بلکہ جمیع موجودات بقدرت کاملہ ترقی بردہ عدم سے عوالمہ وجود میں آئی اور تمام اہل ملل بلکہ مجوس بھی اسکے حدوث پر یقین و اثن رکھتے ہیں مگر اختلاف ہے کہ اول مخلوقات کیا چیز سے ہوئے اللہ جابہ میں ہے کہ بعضہ کہتے ہیں عقل سے اور بعضہ اہل تحقیق کہتے ہیں کہ سبب بر مخلوقات نور محمدی صلعم ہے اور بعضہ کہتے ہیں کہ اولین مخلوقات قلم ہے اور فضاہل اختلاف احادیث خیر الانام علیہ الصلوٰۃ و السلام واقع ہوئی ہیں ایک اول خلق اللہ العقل فقال لا قبل فاقبل ثم قال لا ادبر فادبر فقال وعزنی و جلالی بک اعطی و بک المنع و بک انبویک اعاقب و دسری اول ما خلق اللہ القلم تیسری اول ما خلق اللہ نوری لیکن اہل تحقیق جمع میں الاماثلہ بر تقدیر صحت یوں فرماتے ہیں کہ اولیہ دشم چوتھی و اضافی سوا اول حقیقی نور حضرت صلعم ہے اور اول اضافی عقل و قلم ہیں یعنی مجردات میں اول مخلوق عقل سے اور اجسام میں قلم اور بعضہ کہتے ہیں کہ اولین انوار نور حضرت صلعم ہے اور اولین عقول و عقل ہے جسکو حکم اقبال داو بار دیا گیا اور اسنے قبول کیا کہ مقبول در گاہ ہو گی اور اولین اظلام سے جسے حکم آئی تقدیرات اشیا لوح میں لکھے اور بعضہ کہتے ہیں کہ آحاد مخلوق سے صرف تعدد اسماں پایا جاتا ہے مگر در او ایک ہی ہے اور تعدد اسماں محض باعتبار حیثیات کے واقع ہے

پس باین حیثیت کہ سب ذات خود اور جمیع اشیا کا دریافت کرے اسکو عقل کہتے ہیں اور اس حیثیت سے کہ کمالات محمدیہ پر تو نور مطلق ہی ہیں نور محمدی کہتے ہیں اور باین حیثیت کہ نقوش علوم جمیع مصنوعیات میں بالوح میں بواسطہ اسکے ہوا قلم کہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ جس طرح ایک شخص گوازدوسے حیثیات مختلفہ وادانایا پچا پچائی بیٹا کہتے ہیں اسی طرح یہ معاملہ ہے اور بعض کہتے ہیں اولین مخلوقات لوح ہے اور بعض احادیث سے واضح ہے کہ عرش و پانی قلم سے پیشتر پیدا کیے گئے ہیں ولہذا اشرارح حدیث اول مطلق اللہ القلم کو حاصل کرتے ہیں اس بات پر کہ بعد خلقت عرش و آب کے اول قلم کو پیدا کیا لہذا ان لوح کو معالم النیریل میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لوح محفوظ وارد سفید کی ہے اور اسکے کناروں پر یاقوت کی چنٹیاں جڑھی ہیں اور دونوں دفتیان اسکی یاقوت احمر کی ہیں اور طول مقدار مسافت ما بین السماء والارض اور عرض مقدار ما بین المشرق والمغرب اور قلم نور سے کلام قدیم اسمین مندرج ہے اور سر اسکا عرش کے داہنی طرف لٹکا ہے اور پائین اسکا ایک فشتہ ہے جو عرش کے داہنے قائم ہے رکھا ہے اور پیشانی لوح پر لکھا ہے لا الہ الا اللہ وحدہ دینہ الاسلام محمد

عبدہ ورسولہ فمن امن بالمدغزوجل وصدق بوعده واتبع رسولا دخل الجنة اور ثعلبی سے حضرت انس رضی عنہ سے روایت کیا ہے کہ لوح محفوظ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھی ہے اور سید علی نے اتقان میں لکھا ہے کہ از روایت ثابت ہے کہ ایک لوح خدا کے حضور میں ہے اسمین ایک سو پندرہ شریعتیں لکھی ہیں اور اللہ صاحب مائے ہیں کہ قسم ہے مجکو عزت وجلال کی کہ جو کوئی ایمان لاوے ایک شریعت کا تو میں اسکو داخل کردن جنت میں اور بعض کتب حدیث میں حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اللہ نے اول قلم کو پیدا کیا کہ طول اسکا پانچ سو برس کی راہ اور عرض چالیس برس کی راہ تھی بعد اسکے فرمایا کہ اسی قلم لکھ قلم نے کہا کیا لکھوں فرمایا لکھ جو کچھ میرے علم میں قیامت تک اسطے مخلوقات کے مقدر ہے سو لکھا قلم نے جو کچھ مقدر تھا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ میں آیت ہے کہ فرمایا حضرت نعلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لکھیں اللہ نے تقدیرین قبل پیدا کرنے آسمان وزمین بچاس ہزار برس اور فرمایا کہ تھا عرش رب العالمین یانی پر اخبار الدول میں ہے کہ جس قلم نے تقدیر آسما لکھی ہیں اسمین قلم لکھا ہے اور بجائے ما دونہ لکھا ہے اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے انوار التنزیل میں کریمہ ہو الذی خلق السموات والارض فی ستہ ایام وکان عرشہ علی الماء کی تفسیر میں لکھا ہے کہ قبل پیدا نشی آسمان وزمین کے عرش الہی پائی نہ تھا اور کوئی شے حامل نہ تھی نہ یہ کہ عرش پانی کی پستی تھا متصل اس سے تھا اور اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ اول خلقت اجرام اقسام عالم میں تھی

اور زمخشری نے کہا ہے کہ یہ آیت دلیل ہے اسپر کہ عرش دہانی قبل آسمان وزمین کے پیدا ہونے میں اور شیخ ابن جوزی نے کہا ہے کہ مراد آب سے آب دریا نہیں ہے بلکہ وہ پانی ہے جسکو خدا نے زیر عرش صیقل چاہا پیدا کیا اور احتمال ہے کہ آب دریا مراد ہو کیونکہ عالمین عرش دریا میں ہیں اور بعضی کہتے ہیں کہ عرش کا پانی پر ہونا اشارہ ہے قدرت سے واللہ اعلم پوشیدہ نہ ہے کہ پیدائش نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کیفیت میں روایتیں مختلف وارد ہیں مگر حاصل سب کا یہ ہے کہ حضرت حق نے کئی ہزار برس پیش از انوار عرش و کرسی و قلم و لوح و آسمان وزمین و ملک بہشت و دوزخ و حور و قصور و وحوش و طیور و جن انسان وغیرہ اشجار و نباتات کے نور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا پھر اسکو عالم قدس میں تربیت کیا کہ گاہ پہ سجود کرایا اور گاہ ہے صرف تقدیس و تسبیح میں مشغول رکھا اور اس دن کے قیام کو پر دے نے انتہا بنائے اور ہر ایک پر دے میں تسبیح خاص اپنی تعلیم فرمائی پھر اسکو پردوں سے باہر نکالا تو اس میں ایک کیفیت تنفس کی ظاہر ہوئی کہ اس سے ارواح انبیاء و اولیاء و یقین شہداء و مؤمنین ملائکہ پیدا ہوئے پھر اسکو اللہ نے تقسیم کیا اور عرش و کرسی وغیرہ پیدا کیے اور آسمان وزمین کو سات سات طبقہ کر کے ایک ایک طبقہ سے مستقر خلق کے معین کیا بعد اسکے ایک قبضہ خاک سفید و پاک موضع قبر حضرت صلعم سے اٹھا کر اسی نور سے ملایا اور حضرت جبرئیل نے حکم رب جلجل آب تسنیم سے تخمیر کر کے فوراً انہا جنت میں غوطہ دیا اور آسمان وزمین و جبال و بحار پر عرض کیا کہ سب نے قبل خلقت آدم ابو البشر علیہ السلام کے بخوبی پہچان رکھا چنانچہ حدیث مشکوٰۃ المصابیح میں عواض بن ساریہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے انی عندہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ یعنی میں لکھا گیا ہوں خاتم الانبیاء یعنی میرے بعد کوئی نبی نہوگا اور البتہ آدم چسے تھے اپنی مٹی میں و نعم، ثیل سے گسترہ در سراسر نبوت بساط اوہ و آدم نہو ز رخت نیاوردہ از عدم و حقیقت یہ ہے کہ حضرت حق نے اول تجلی جو اپنی ذات پر فرمائی وہی تعین اول و حقیقت محمدیہ ہے اور باقی موجودات کے حقائق اسکے اجزا و تفصیل میں اہل معانی ہوتے ہیں کہ روح پاک آنجناب صلعم بنا بر تربیت ارواح عالم ارواح میں کئی گئی کہ ارواح نے تربیت پائی جس طرح اس عالم میں مرئی اجساد بنا کے بھیجا کہ ہدایت کاملہ ہوئے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں لکھتے ہیں علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ جب ارادہ الہی ایجاد موجودات اور ابداع مخلوقات سے متعلق ہوا تو ایک نور بصورت حضرت صلعم اپنی ذات سے پیدا فرمایا اور اپنے عالم میں اسکو پوشیدہ کیا اور بعد مدت کے عالم کو قائم کیا اور زمان کو کھولا اور پانی نکالا اور کف کو جوش دیا اور جو اہلانی اور جوش پانی چر کر کھا اور زمین کو چھایا اور سب سے اپنی اطاعت قبول کرانی پھر فرشتے پیدا کیے اور توحید حق و نبوت

حضرت کا اقرار لیا اور بعد میں آکر نے آدم علیہ السلام کے اُس نور کو پیشانی آدم علیہ السلام میں ودیعت فرمایا  
 عجز لیا کہ اسکو اصلا بظاہرہ میں نقل کرتے ہو اور جب نوبت ظہور اُس نور کی پہونچی تو عالم دعوت بلند فرمایا سو  
 جو کوئی اوتا اُس نور میں در آیا اسنے ہدایت پائی اور جو غلیما ت نور میں ہا وہ اب بھی گمراہ ہے اس جگہ شیخ  
 عبدالعلیل قسری فرماتے ہیں کہ علی مرتضیٰ نے اس قول سے آگاہ کر دیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 عالم ارواح میں بھی دعوت فرمائی ہے اور شیخ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں کہ بیان سے دو حدیثوں کے معنی  
 بخوبی ظاہر ہوئے ایک حدیث بخت الی کافۃ الخلق یعنی میں مبعوث ہوا ہوں تمام مخلوقات اولین و آخرین  
 پر یہ صرف اہل زمانہ پر دوسری حدیث کنت نبیا و آدم میں الروح والجسد یعنی میں نبی تھا اور آدم دو بیان  
 روح و جسد کے تھے یعنی میں جانتا تھا کہ یہ بات علم الہی میں ہوگی اب معلوم ہوا کہ خارج میں بھی ہے اور ملائکہ  
 و ارواح کو معلوم تھی بجلالت نبوت اور انبیاء کے کہ محض کتوم دستور بعلم الہی تھی اسی مقام سے یہ بھی ثابت  
 ہوا کہ قبل پیدا کرنے سموات و ارض کے دو چیزیں پیدا ہوئی تھیں اول پانی دوم عرش اور جب ارادہ خلق خلقت  
 ارض سے متعلق ہوا تو پانی سے دھوان اٹھا یا اُس سے مادہ سہا بنایا کہ قال تم استوحی الی السماء وہی دھان  
 پھر پانی میں ایک طرح کا حجر پیش ظاہر ہوا اُس سے مادہ زمین بنا پھر زمین کو قطعہ قطعہ فرما کے ہفت طبق  
 کیا بعد ازاں مادہ آسمان سے تو ہر ہو کر سات طبق گردانا شد ہی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے  
 روایت کیا ہے کہ خالق لایزال نے جب پانی پر ہوا کو مسلط کیا تو پانی میں تہوج پیدا ہوا اور جو ہر آب میں  
 حرکت امواج سے سخونت حادث ہوئی اسی سبب سے دھوان اٹھا قال ہما سبب خبار الدول قال  
 علماء اللغۃ انما سمیت الارض ارض لان الاقدام ترصھا وقد قما و فی الصراح کما سفل فہو ارض اور کلام  
 الہی اور احادیث صحیحہ سے واضح ہے کہ خلقت تمام عالم کی چھ روز میں واقع ہوئی ہے چنانچہ سورۃ الم سجدہ  
 میں فرماتے ہیں اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام اور ہم سجدہ میں ارشاد ہے قل انکم لتکفرون  
 بالذی خلق الارض فی یومین و تجعلون لہ انداد الذلک رب العالمین وجعل فیہا وادی و اسی من جن تھا  
 و بارک فیہا و قدر فیہا اقواتہا فی اربعۃ ایام سوارہ لسا کلین تم استوحی الی السماء وہی  
 دھان فقال لہا و الارض بالتیاطوعا و ذکر یا قاتلنا اتینا طالعین ففضلن سبع سموات  
 فی یومین و اوحی فی کل سمار امر یا و زینا السماء لہ دنیا بمصانح و حفظا ذلک تقدیر العزیز العلیم  
 یعنی کہ تو ای محمد کہ آیات تم کا فرسنگر ہوتے ہو اُس سے جسنی بنائی زمین دو دن میں اور برابر کرتے ہو اسکے ساتھ  
 اور دن کو وہ ہی پیدا کرنے والا جان کا اور اسی نے پیدا کیا زمین میں بوجہ اوپر سے اور برکت رکھی اس کے  
 اندر اور پھر زمین آسمین نور اکین چاروں کے اندر بیان واضح کیا گیا و اسنے سائلوں کے پھر متوجہ ہوا

یومین خلق عالم

طرف آسمان کے اور وہ دُھوانِ مہور ہاتھا پھر کہا اسکو اور زمین کو کہ آؤ دونوں خوشی سے بازو سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے پھر ٹھہرائے سات آسمان دو دن میں اور اتنا رہ آسمان میں حکم آسکا اور نون دی ہنسنے والے آسمان کو چراغوں سے اور نگاہ رکھا ہنسنے شیطین سے یہ ہوتدیر زبردست خبردار کی حاصل یہ کہ دو دن میں زمین بنائی اور دو دن میں پہاڑ اور درخت سبزہ جو خلق کی خوراک ہے پھر آسمان تمام دُھوانِ ساتھ اسکو تقسیم کر کے سات طبق کیا اور ہر ایک کو محیط آسمان زیرین کا بنایا اور ہر ایک آسمان کا کارخانہ جدا ٹھہرایا پھر آسمان زمین کو ملایا تاکہ انکے ملاپ سے دنیا بسے اپنی طبیعت میں بازو سے وہ دونوں اپنی طبیعت سے ملے قائمہ اسکا یہ ہے کہ آسمان کی شعاع سے گرمی پڑے تو ہوا جلے گرد وغبار چڑھے کہ پانی ہو کر برسے اور چار عنصر زمین پر جمع ہوں اور مخلوقات پیدا ہوں اور آسمان حکم جدا ٹھہرایا اور یہ خدا کو معلوم ہے کہ وہاں کون خلق لبتی ہے اور انکا اسلوب کیا ہے زمین میں ہزار ہزار کارخانے ہیں اسی قدر آسمان کب خالی ہو گئے تھے صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ خلقت مادہ زمین و آسمان کی کیشنبہ کو ہوئی اور ہفت طبق دوشنبہ کو فرمایا اور سہ شنبہ کو پہاڑ قائم کیے اور نہرین جاری فرمائیں اور چار شنبہ کو درخت اگائے اور شنبہ کو مادہ آسمان کو ہفت فرمایا اور جبہ کو ہر ایک آسمان میں ستارے پیدا کیے اور انکی گردش معین فرمائی اور فرشتوں کو ہر ایک آسمان پر منصوب کیا اگر کوئی شبہ کرے کہ اس آیت سے آٹھ دن نکلتے ہیں کیونکہ دو جگہ فی یومین ہے اور ایک جگہ اربعۃ ایام تو رفع اسکا صاحب معالم نے یوں فرمایا ہے کہ ان چار دنوں میں دو دن پہلے شمار کیے گئے گئے

کما قال رد الاثر علی الاول فی الذکر کما نقول تزوجت اس امرۃ والیوم شتین واحد ما جلی لتی شروع ہوتا ہاں اس علما کو اختلاف ہے کہ ایام سے آخرت کے ایام مراد ہیں یا دنیا کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وعامة اہل علم قائل باول ہین اور ایک روز اس عالم کا برابر ہزار برس اس جہان کے ہوتا ہے کما قال الصدقائے وان یوم عند ربک لعلف سنۃ ما تعدون اس جگہ ایک خدشہ ہے کہ روز و شب موقوف طلوع و غروب آفتاب پر ہیں اور طلوع و غروب وجود آفتاب پر اور وجود آفتاب خلقت آسمان و زمین پر پس قبل پیدائش آسمان زمین روز و شب کس طور سے متصور ہو سکتے ہیں اور آیات سے واضح ہے کہ دو دن میں زمین بنائی اور دو دن میں آسمان بنایا پس بعض اہل علم اس اشکال کے جواب میں کہتے ہیں کہ مراد حقیقت ایام کی نہیں ہے بلکہ بیان مدت ہے یعنی تمام خلقت عالم کی اس مدت میں ہوئی ہے کہ اگر اسکو مدت شب و روز پر قیاس کریں تو چھ روز ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سب سے پہلے روز و شب طلوع و غروب سے معلوم ہوتے ہیں اسی طرح اور حرکات سے بھی دریافت ہو سکتے ہیں پس

تاریخ

تاریخ

تاریخ

بیان عن السبعین

بیان عن السبعین

بیان عن السبعین

احتمال قوی ہے کہ قبل خلقت ارض و سما جس وقت نور عرش منتشر ہوا تھا اس وقت کو روز اعتبار کرتے تھے اور پوسیدہ ہو جانا تھا تب رات شمار کرتے تھے چنانکہ اب بھی عرض تسعین میں کہ آبادی زیر قطب شمالی کا نام ہے اور گردش فلکی اُس مقام میں رجوی ہے اور طلوع و غروب وہاں کا بحرکت اولی نہیں ہوتا اسی اعتبار کرتے ہیں یعنی طلوع و غروب وہاں کا بحرکت خاصہ چھ چھ مہینے کا ہوتا ہے اسی پر دن رات کا شمار ہے یعنی اول حمل سے آخر سنبلہ تک اور اول میزان سے آخر جوت تک رات اعتبار کرتے ہیں اور اہل تحقیق قائل ہیں کہ روز و شب جس طرح حرکات سابقہ سے محدود ہو سکتے ہیں اسی طرح حرکات لاحقہ سے بھی سبق ایام کہ مدت پیدائش آسمان و زمین کے ہیں اسی خلقت سے محدود ہوئے یعنی جب ایک کام کیا اب تک پورا ہوا جب دوسرا کام کیا دوسرا روز ہوا گویا چھ روز سے چھ مرتبے مراد ہیں کہ دو مرتبہ توجہ آسمان سے ہوا ایک بار واسطے ماوہ کے جو کہ پانی ہو دوسری بار واسطے القار صور بسطہ کے کہ وجود کو اکب اور ترتیب طبقات ہفت آسمان سے عبارت ہے اور صد در حرکات خاصہ اسی کے طفیل سے ہیں اور چار مرتبہ توجہ زمین سے واقع ہوا ایک مرتبہ واسطے ہم ہونچانے ماوہ سفلیات کے دوسری مرتبہ واسطے القار صور بسطہ کے تیسری بار واسطے افاضہ صور معدنیہ کے چوتھی بار واسطے القار صور نباتیہ کے کہ قوت جو انات بیشتر اسی سے ہوتا ہے اور یہ جو باوجود قدرت ایجاد کے آفرینش شامین تدبیر واقع ہوئی سو یہ دلیل اختیار قادر فخر پر اور اشارہ ہے ترک عجلت و اضطراب پر اور ایما ہے غایت ثانی پر اور مؤید اس قول کا ہے الجملہ من الشیطان و التانی من الرحمن سے باتائی گشت موجود از خدا تا بخشش و زاین زمین و چرخ و رنہ قادر بود کہ کن فیکون و صد زمین و چرخ آوردی برون و این ثانی از بے تعلیم تست پھر کن در کار ویر آید درست قائمہ عرض تسعین میں حکم ادا سے صوم و صلوة کا یون ہے کہ جب قناب بحرکت خاصہ بروج شمالیہ میں ہو یعنی حمل سے آخر سنبلہ تک دے کہ اس عرصہ میں وہاں کج باشندوں پر دورہ شبانہ روزی میں غائب نہیں ہوتا ہے اور حرکت فلک الافلاک سے ہر روز ایک مدار کو قطع کرتا ہے پس لازم ہے کہ مدار ہر روز کو دو حصہ کریں ایک کو دن اعتبار کر کے نماز فجر و ظہر و عصر اور اگرین موافق اوقات نماز کے اور دوسرے حصہ کو رات اعتبار کر کے اول مغرب پڑھیں اور جب آفتاب ریح مدار پہنچے تو عشا ادا کریں اور جب آفتاب بروج جنوبیہ میں ہو یعنی میزان سے آخر جوت تک داخل ہو تو بھی اسی طرح حساب کر کے مدار کل یوم و لیلہ کو تصنیف کریں یعنی نصف کو رات قرار دیں اور نصف کو دن اور طریق اسل صوم کا یہ ہے کہ منطقہ مائل قمر پانچ درجہ منطقہ البروج سے میلان رکھتا ہے سو جب آفتاب منازل شمالیہ میں ہو گا تو مدار اسکا وہاں کے لوگوں پر دائم الظہور ہو گیا

پس لازم ہے کہ ہر بار کو نصف نصف کر کے صوم و افطار کریں اور جب منازل جنو بیہ میں جائیں پھر یہی حساب جاری کریں مگر موافق قواعد آسانی شرع کے حکم صوم و صلوٰۃ اور طریق سے بھی نکل سکتا ہے کہ جب چھ مہینے کا دن اور اسقدر رات کسی جگہ ہوگی تو حکم جبلت بشری استنہ دنوں تک بیدار رہنا یا سونا محالات عادیہ سے ہے تو لابد وہاں کے باشندے اسقدر مدت میں وقت استراحت و خواب کو وقت تلاش سے علیحدہ کرتے ہوئے سو وقت تلاش تردد کو اٹکنے حق میں روز قرار دینا چاہیے اور ہر روز کی نمازیں اسی طرح چاہیے اور وقت استراحت و خواب کے شب اور رات کی نمازین دل و اوسط میں پڑھنا لازم ہے اسی طرح روزہ و افطاریہ طریق نہایت سہل و موافق قواعد تقویہ کے ہے اور پڑھنا ہر جو کہ عود و عادت کو بعض حکام میں عند الضرورت مستحب رکھتے ہیں اور کلام اللہ میں بھی اس مطلب پر ایسا ہے چنانکہ آخر سپارہ ہفتم میں فرماتے ہیں فالق الاصبح وجعل الليل سکنًا والشمس الغرب بانما ذلک تقدیر العزیز العظیم یعنی پھوڑ نکالنے والا صبح کی روشنی اور رات بنائی آرام اور سورج و چاند حساب یہ اندازہ رکھا ہے زور اور خبر دارنے اور سپارہ ہفتم میں ارشاد ہوتا ہے ومن رحمۃ جیل لکم اللیل والنہا لتسکنوا فیہ ولتبتغوا من فضلہ یعنی اپنی رحمت و لطف سے گردانا ہے رات و دن کو سکون و استراحت و تلاش معاش کے واسطے اس عبارت میں لطف و نشر ہے یعنی شب براہی سکون و استراحت و روز براہی کسب و تلاش معاش اس آیت سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ وقت شب حقیقت وقت استراحت ہے کسی طرح کی ہو اور یوم وقت تلاش اور تردد ہے کسی طور کا ہو یعنی موافق طلوع و غروب قناب ماہتاب پر نہیں مگر قبض فقہ نشون کو اس مقام پر شبہ پڑ گیا کہ موافق کتب اصول کے سبب جو نماز روزہ کا وقت ہے اور عرض تسعین میں جب وقت نماز ملا یعنی طلوع و غروب و زوال آفتاب جب ہر روز نہوا تو وجوب بھی ساقط ہے کیونکہ سبب بدون سبب یا نہیں جانتا اور جواب یہ ہے کہ اہل اصول جو وقت کو سبب جو کہتے ہیں سو یعنی علامت ہے اور اصل میں سبب وجوب حکم خدا ہے اور حکم الہی کا بھی ایک سبب ہے یعنی حکمت مقصودہ پس نماز میں سبب وجوب و حقیقت تہیہ بذکر و فکر خالق و دفع غفلت ہے اور صوم میں کسر نفس تبرک الموفات تادرت و راز اور یہ سبب وجوب نوع انسان کو لازم ہیں جان کہیں ہو مخصوص کسی ولایت و شہر سے نہیں ہے ہذا ما حقیقہ زبرۃ الکتب

طریق آسان

بیان شبہ لفظ صح و اب

بیان مراد از کلمہ زینا السمار

استاذ الاستاذ فی بعض تقریرات اب مخفی تر ہے کہ یہ جو کلام الہی میں زینا السمار الدنیا بمصباح واقع ہوا اس سے مراد یہ ہے کہ آسمان دنیا کو جسمین ماہتاب ہے ان چراغوں سے زینت دی ہے جو اوپر کے آسمانوں میں ہیں کیونکہ تزئین مکان کی اسپر موقوف نہیں ہے کہ تمام چراغ اسی مکان میں رکھے ہوں بلکہ طریق تزئین ہی ہے کہ مکان کے اوپر فنا دلیل آویزان کرتے ہیں تاکہ روشنی انکی سب

سکانات میں تشریح اور اگر چراغوں کو اسی مکان میں رکھیں تو انتشار اس کا اسی مکان میں کئی نہیں ہوگا الغرض اس آیت سے کو اکتب کا سماء دنیا میں فرادینا خلافت عرفیہ اور وحقیقت تزیین اسی آسمان کی مقصود تھی کیونکہ یہ آسمان سب کے نیچے اور کل کا نظر انداز ہے علی الخصوص اہل ارض کی نظر میں بسبب اہمیت آسمانوں کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب ستارے اسی آسمان میں ہیں اور زینت میں ادرافی اعتبار نہیں لکھا بلکہ معتبر ہے جو کہ موافق نظر بنی آدم کے ہو ورنہ زناقرہ کو زرا اندوہ و ملمع کرتے ہیں تاکہ نظر میں تشریح آوے اور ایک چراغ کو آئینہ ہزار میں دیکھتے ہیں تاکہ بہت چراغ دکھائی پڑیں مگر تخصیص آسمان دنیا کی اس لیے فرمائی کہ سخت گاہ سلطان عالم کا دروازہ ہے تو ایسے دروازے کو آراستہ کرنا اور آسپہاں و چوکیاں معین کرنا اور توپ غلو لہ اس مقام میں رکھنا تو زک بادشاہی کے مطابق تھا چنانچہ دوسری جگہ فرماتے ہیں وجعلنا ہار جوا لاشیاطین یعنی انہے رکھی پھینک شیطانون کو کیونکہ وہ چراغ گویا توپ گولے ہیں واسطے رجم شیاطین کے جو کہ بنا برجا سوسی مدبرات عالم بالاکے جاتے ہیں اس غرض سے کہ اہل ارض و ایمان کے اخبار پہنچاویں اور خود عالم الغیب و شریک تدبیرات الہیہ کے بنیں اور اعمال بنی آدم کو فاسد و خراب کریں اور طریق رجم یوں جاری ہے کہ طائفہ ملکوت شعاع کو اکتب سے جو سماء دنیا میں جمع ہیں کستفراگ لیکر روشن کرتے ہیں اور شیاطین پھینکتے ہیں اور حکما کہتے ہیں کہ حقیقت شہب حرف اوخندہ معرفہ بین باہن ہماہمہ اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ دھوان زمین سے جانب آسمان جاتا ہے جب کہ نثار کے متصل پہنچتا ہے تو بسبب بقا و ہنیت کے جل اٹھتا ہے پھر اگر لطیف ہے تو جلد محو ہو جاتا ہے اور جو غلط نکلے ان بطور نیزہ یا دم دار ستارہ وغیرہ کے رہتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ آسمان ثمر کے نیچے آگ کا گڑھ ہے اور اس گڑھ سے گاہ بہ گاہ حرکت کر کے ایک جگہ بسبب جمع ہونے شعاع کو اکتب ہارہ کے کسی درجہ میں جا فلکیہ سے حاصل ہوتا ہے اوس سے کوئی شہب مانند جینکاری کے علیحدہ ہو کے نیچے آتی ہے اور طبقہ دھانی میں جو باہن کر دہوار صرف کے ہے نمود ہوتی ہے اور ڈرتے تڑپنے کے مانند نظر آتی ہے اور جب طبقہ زمہریر میں آتی ہے تو جم جاتی ہے اور نظر سے غائب ہو جاتی ہے اور ان دونوں باتوں میں بحث ہے کیونکہ جو نور اس قسم کے ستاروں میں دکھائی پڑتا ہے اسکا شعاع آتش سے کہ دھوین کے ساتھ مشتعل ہوتا ہے ہرگز مشابہت معلوم نہیں ہوتی بلکہ نور اسکا مشابہت کاملہ نور آسمانی سے رکھتا ہے چنانکہ ظاہر نظر آتا ہے اور یہ بھی ہے کہ بہت حرکت اس ستارے کی موقوف تحت و فوق نہیں ہے تاکہ اوخندہ صاعدہ کا شعاع پر یا انکارے کرنے والے پر حمل کیا جائے اکثر اوقات دابنہ سے بائیں طرف اور بائیں سے دابنہ طرف دوڑتا ہے اور صریح معلوم ہوتا ہے کہ حرکت انکی طبعی نہیں ہے بلکہ کوئی زبردست ارادے اور اختیار

طریق تشریح

شبہ بان حقیقت

انکو دور تانبے اور نخیص آسمان دنیا کی اس سبب سے ہے کہ اوپر کے آسمانوں میں کوئی جسم قبول کنندہ  
 تسخین اشعہ کو اکب پایا نہیں جانا کہ شعاعیں اسکی اس جسم میں تاثیر کریں اور ظاہر ہے کہ فاعل  
 بدون قابل کے مؤثر نہیں ہوتا بخلاف اس آسمان کے کہ ماتحت اسکے سوئیہ لطفہ اور اوختہ صاعده قابل  
 اس کیفیت کے موجود ہیں اور یہی سبب ہے کہ جب شعاع آفتاب زمین و سنگ کو پہنچتی ہے تو کمال  
 حرارت پیدا کرتی ہے اور اجسام فلکیہ میں بلکہ طبقات کرہ ہوائیہ میں چند ان تسخین ظاہر نہیں ہوتی اور جو  
 حکما اوختہ محرقہ سے تعبیر کرتے ہیں سو معنی اسکے یہ ہیں کہ قابل اس تاثیر کے اوختہ محرقہ میں ہر شعاع کو کبھی  
 کی احتیاج نہیں یا فرشتوں کو انکے روشن کرنے میں کچھ دخل نہیں ہے اس واسطے کہ اگر اوختہ محرقہ از خود  
 دخول کر دہاری کے روشن ہو جاتے ہیں تو لازم ہے کہ صعود میں ٹھہریں اور خط مستقیم پر حرکت صاعده  
 کریں کیونکہ حرکت انکی جانب محیط طبعی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے لہذا ذکر اس جگہ رفع ایک جسم کا ضرور  
 وہ ہے کہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے ہوالذی خلق لکم فی الارض جمیعاً ثم اتوی الی السما فوسون  
 سموات یعنی وہی ہے جسے بنایا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب پھر چڑھ گیا آسمان کو تو ٹھیک کیا انکے  
 سات آسمان اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خلقت زمین کی پیش از خلقت آسمان کے ہے بلکہ قائم کنہا اور انکا  
 اور پیدا کرنا قوت حیوانات کا اور علی ہذا القیاس جو کچھ زمین پر ابتداء خلقت سے تا زمان اس خطاب کے  
 موجود ہوا ہے مقدم تسویہ آسمان اور خلقت آسمان پر ہے اور سورہ نارعات میں فرماتے ہیں رفع سما  
 فتوہا و اعطش لیلہا و اخرج ضحہا و الارض بعد ذلک و حہا یعنی اوپنی کی اسکی بلند ی پھر اسکو صاف کیا  
 اور کھولی اسکی دھوپ اور زمین کو اسکے نیچے ہوا کیا اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش آسمان کی زمین  
 مقدم ہے پس رفع تعارض میں بعض اہل تفسیر مثل صاحب کشف وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ خلقت جرم زمین  
 خلقت آسمان پر مقدم ہے اور بچھانا اوپن کرنا خلقت آسمان سے مؤخر ہے لیکن یہ توجیہ پیش نہیں جاتی  
 اس سبب سے کہ آیت کریمہ السجدہ کی دلالت کرتی ہے کہ خلقت زمین و ما فیہا کی مقدم ہے اور کریمہ سورہ بقرہ  
 صریح ہے کہ جمیع مخلوق ارضی تسویہ آسمان پر مقدم ہیں ولہذا ایک عتاط و فاعل ہے کہ خلقت آسمان کی  
 زمین پر مقدم ہے لیکن تسویہ اسکا زمین سے متاخر ہے مگر اساعت کو کہ بمتنازعات سے کمال غفلت  
 واقع ہے کیونکہ فسوہا و اعطش لیلہا صریح ہے کہ تسویہ آسمان مقدم ہے اور تحقیق ہمارے اساتذہ کرام کی یہ  
 کہ خلق لکم سورہ بقرہ میں معنی قدر لکم ہے اسطرح سورہ سجدہ میں جعل مہیا و اسی بمعنی تقدیر و انداز کردن ہے  
 نہ ایجاد بالفعل والا ظاہر ہے کہ کتون معادن و نباتات بلکہ وجود جمیع کائنات الہو کا بلا ارشاد آسمانی کہ حرکت  
 فلک سے مراد ہے ممکن نہیں چنانچہ جس ہا متہ عقل اس امر کا شاہد ہے اور خود زمین کہ متاخر ہے تسویہ

بیان انھیں آسمان دنیا

لذکر

اس میں اس

اور ارتفاع

بہتر ہے

واقع ہوا ہے اُس سے مرتبہ قضا و ایجاد مراد ہے گویا کہ زمین کو بصورت باغ آراستہ کیا ہے اور محتمل ہے کہ اولاً زمین کو غایت خردی میں پیدا کیا ہوا اور آسمین اصول جبال و برکت اتہار و ولایت رکھی ہو اور خوراکین حیوانات کی نباتات و اشجار سے مقرر کی ہوں بعد ازاں آسمان سے متوجہ ہو کر سات طبق فرمایا ہوا اور انکو گردش و دیکر لوم و لیل و نور و ظلمت ظاہر کیے ہوں پھر زمین بچھا کر حقیقت اولیٰ سے زیادہ فراخ کیا ہو کما نقل عن الحسن البصری اور اس توجیہ سے جمیع آیات باہم مطابق ہوتے ہیں اور بنا قضا و فعل ہو جاتا ہے اور مخفی نہ ہے کہ از روی رصد و حساب معلوم ہوا ہے کہ دائرہ عظیمہ کہ زمین پر فرض کر لیں پھر فرسخ ہے اور ہر فرسخ تین میل اور ہر میل تین ہزار گز اور ہر گز تیس انگل مضموم اور ہر انگشت مقدار تین چھ جو معتدل کے اور قطر زمین دو ہزار پانسو پینتالیس فرسخ ہے تقریباً کہ سات ہزار چھ سو تیس میل ہوتا ہے اور نزدیک حکما و متاخرین انگلستان کے قطر زمین کا تین ہزار نو سو ستاون کروہ ہے اور ملاحظہ چند کتب معتبرہ سے واضح ہوتا ہے کہ مساحت تمام کرہ زمین کی چھ کروہیں لاکھ اوتیس ہزار دو سو بیس میل ہے اور مساحت معمورہ ربع مسکون ایک کروہ چالیس لاکھ تیس ہزار دو سو بیس میل ہے اور بعض ارباب تحقیق لکھتے ہیں کہ تمام دائرہ کرہ ارض کا آٹھ ہزار فرسنگ ہے و بحساب کرہ چوبیس ہزار کرہ اور مسافت ہر کرہ کی دو میل انگریزی اور طول ربع مسکون مشرق سے غرب تک بارہ ہزار کرہ اور عرض جنوب سے تا شمال تک درجہ کہ چھ ہزار کو س ہوتا ہے اور ہر کرہ چار ہزار گز اور ہر گز چوبیس انگشت اور ہر انگشت چھ جو اور ہر جو چھ بال ایال اسپ اور مساحت معمورہ ارض کہ عبارت ربع مسکون سے ہے چھالیس لاکھ چھتر ہزار سات سو چالیس فرسنگ ہے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ ہر درجہ زمین کا چھیاٹھ کرہ و ہر چھ سو چھیاٹھ گز سوال انگشت ہے اور ساٹھویں حصہ درجہ کو دقیقہ کہتے ہیں اور مساحت ہر دقیقہ زمین کی ایک کرہ چار سو چالیس گز ہے اور ہر دقیقہ کے ساٹھ تالیس ہوتے ہیں اور مسافت ہر تالیس کی چوبتر گز ایک انگشت ہے اور روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو کعبہ معظمہ کے مقام سے پیدا کیا اور اُس جگہ سے فراخ و منبسط فرمایا و لہذا اس مکان عالی شان کے حق میں وارد ہے ان اول بیت وضع للناس اور اسید واسطے شہر مکہ کو ام القریٰ کہتے ہیں اور جو بعض کہتے ہیں کہ موضع بسط ارض بیت المقدس میں ہے یہ روایت ضعیف ہے اور حضرت اساذ الاستاذ تفسیر سورہ نون میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس وقتا وہ و سدی و مقاتل و طبری رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ بعد خلقت ارض و سما خالق کہ اپنے ایک فرشتہ زیر عرش سے بچھا کہ وہ ساتویں طبق زمین کے نیچے گیا اور اُسے زمین کو اپنے سر و کندھوں پر بچھا ایک ہاتھ اُس فرشتے کا مشرق میں ہے اور دوسرا ہاتھ مغرب میں اور دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں

بیان تفریح

ابتداء خلقت

کہ ساتون طبقے زمین کے انھیں دونوں پر لیے ہوئے کھڑے اور چونکہ اسکے پیروں کو جائے قرار رکھا تھی اس لیے ایک بیل قدرت کاملہ سے ظاہر فرمایا تاکہ اس پر قدم فرشتے کو ٹھہراؤ ہو اور ایک زرد اسکے گویان پر رکھ دیا تب پیر اسکے ٹھہرے اور اس بیل کے چالیس اور چالیس ہزار پائون مین اور سنگ اسکے اطراف زمین سے نکلے ہوئے مین اور دونوں تختے دریا سے شور مین مین کہ جب دم اپنا باہر کو چھوڑتا ہے تو آب ریا مین کیفیت مد کی پیدا ہوتی ہے اور جب دم کو کھینچ لیتا ہے تو جز شروع ہوتا ہے مگر پیر بیل کے گھبراتے تھے اس لیے ایک قطعہ سنگ قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا کہ سطحی وغلط اسکا مانند غنا و شمع زون مین آگ اور تھپسہ وہی ہے جبکہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کی نصیحت مین سوئے آسمان وزمین کے

یہی حالت کھڑے ہوئے  
میں کھڑے ہوئے  
میں کھڑے ہوئے  
میں کھڑے ہوئے  
میں کھڑے ہوئے

بیان کیا ہے کہ یا بنی انہا ان تک شغال جہ من خرو ل فنگن فی صحرة اوفی السموات اوفی الارض  
بات ہا اللہ یعنی اوجینے پیر نے اگر کوئی چیز ہوگی برابرائی کے دانی کے پھر وہ پھر مین ہو یا آسمان مین یا زمین مین لائیگا اسکو اللہ الفرض واسطے ٹھہراؤ اس پھر کے ایک مچھلی عظیم الجثہ پیدا کی اسکی پشت پر اس پھر کو رکھا اور تمام بدن خالی ہے اور مچھلی دریا مین ہے اور دریا ہوا ہوا اور ہوا معلق کھڑی ہے اس مین یہ لکھتے ہے کہ بنائے عالم ہمہ ہر باد است کہ اذکرہ الشعلی فی تفسیرہ آور نزدیک ابن عباس وقتا وہ خورشید مفسرین کے نام اس مچھلی کا یہ موش ہے اور بعض کے نزدیک لہوٹا اور بعض مین کے نزدیک لہوٹ اور بعض مین کے نزدیک لومیا نظم الجواہر مین بائیں مچھلیوں کے فصل دوسری مین حدیث امیر المؤمنین علی بن ابیطالب سے سورہ نون کی تفسیر مین منقول ہے کہ نام اس ماہی کا ہر ہونا مچھلی ہے ایک شاعر نے بھی کہا ہے کہ نقل کیا ہے مای اراکم کلکم سکونا و اللہ بی خالق البر ہونا بعض اہل تفسیر فرماتے مین کہ یہ مچھلی وہ ہے جسے حضرت یونس کو تین دن یا چالیس دن بچک خدا پیٹ مین رکھا تھا اور بعض مین نے کہا کہ یہ وہ مچھلی ہے کہ جسکے خون مین نمرود کا تیرود بچھرا آیا تھا اسو کسطے کہ ان مچھلیوں کو اور مچھلیوں سے فضیلت ہے کیونکہ ایک نے پیغمبر کو باادب پیٹ مین رکھا دوسری نے خدا پر اپنی جان فدا کی کہ اب جبکہ روایت ہے کہ ایک روز ابلیس پر ابلیس علیہ اللعنة اس مچھلی کے پاس گیا اور بولا کہ تو نے کس واسطے یہ بار عظیم اپنے سر پر اٹھایا ہے ابلیس کی جنبش مین سب بار گرا پڑتا ہے اور نجات ملی جاتی ہے سو مچھلی نے ارادہ کیا کہ حرکت کو دن بچھرا اس قصد کے حق تعالیٰ نے ایک جانور بھیجا کہ اسکی ناک مین گھسکر نعت مانع ہو گیا سو مچھلی اس سبب سے بیجا ہو کر حضرت پھر و کار مین شکایت کرنے لگی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اس دوسرے شیطانی کی ہے جو تو نے قبول کیا بعد اسکے جانور کو حکم ہوا کہ اسکے کان سے نکل سنبھال کر بیٹھا رہے جب پھر کبھی ایسا ارادہ کرے تو پھر وہی حال اسکا رہے یہ قصد بود مرد ہونے ابلیس لعین کے

واقع ہوا ہے تنبیہ خالق لایزال نے جو اپنی قدرت کاملہ سے سات طبق آسمان کو پیدا کیا سوا سکا ستر  
 محققین سے تفسیر جو اہل بین لکھا ہے کہ یہ عدد کامل ہے اور دلیل اسکے کمال کی یہ ہے کہ عدد اصل میں  
 یا جفت ہے یا طاق جفت وہ کہ برابر برابر تقسیم قبول کرے اور طاق یعنی فرد جو کہ مساوی منقسم نہ ہو سکے  
 اور عدد زوج ہے یا زوج الزوج کہ سلسلہ اعداد کے شروع تک بازوج منقسم ہوتا ہے یا زوج الفرد کہ  
 آخر القسام اسکا فرد ہوتا ہے سو بیون قسمیں اس عدد میں پائی جاتی ہیں مثلاً تین پہنچ فرد میں پہلے زوج اور  
 اور چھ زوج الفرد اور یہ بھی دلیل ہو سکتی ہے کہ سات کا عدد پہلا ہے اعداد میں اس جفت پر  
 کہ عدد تمام اسکا مقوم ہے یعنی اگر فرد اول کو زوج ثانی سے جمع کریں مثلاً تین کو چار کے ساتھ یا زوج  
 اول کو فرد ثانی سے مثلاً دو کو پانچ سے تو وہی اعداد سات کا حاصل ہوتا ہے لہذا اکثر معظمت علوی سفلی  
 اور بعض اصناف شرعی حکمی اور سزائے کلام ربانی سباعی ہیں چنانچہ منجملہ علیات کے دو چیزیں ذکر کرنا  
 اول اکابر ملائکہ علیہم السلام کہ سات طائفہ میں پہلا ہمیشہ کہ شہود جمال حضرت ذوالجلال میں  
 خوش حال ہیں کہ سوائے اسکے کچھ بھی خبر نہیں رکھتے اور ایسے مستمر الوصال ہیں کہ لذت وراق سے اصلا  
 واقف نہیں سے اکثریت وصال مذائم وصال چہیت + چون باغبان پرست و نام زبوں گل +  
 یہ فرقہ غریق لوج عبادت ہے حدیث میں وارد ہے کہ اس قسم کے فرشتے اس کثرت سے ہیں کہ آسمانوں میں  
 بالشت بھر جگہ ایسے خالی نہیں کوئی قیام میں کوئی سجود میں کوئی رکوع میں مشغول ہے دوسرا ملائکہ  
 بارگاہ ربوبیت و سایہ فیض لوریت کہ روح اعظم انکے اول صفین اور روح القدس جو عبارت حضرت  
 جبریل علیہ السلام سے ہے آخر صفین یہ دونوں طائفے کروہیوں میں معدوم ہیں تیسرا حملہ عرش  
 چوتھا ملکوت اعلیٰ پانچواں ملکوت اسفل یہ دونوں طائفے روحانیوں میں شمار کیے جاتے ہیں چھٹا  
 ملائکہ سفورہ برہمحررین صحائف ساتواں کرام کاتبین کہ آدمیوں کے افعال و اقوال لکھتے ہیں دوم  
 کو اکب سبعہ کہ حکم حکمت الہی منبع فیوض نامتناہی ہیں نام انکے آسمانوں کے نام کے ساتھ بیان ہونگے اور  
 منجملہ سفلیات کے نو چیزیں بیان کرتا ہوں ایک زمین کہ آیتہ من الارض مثلہن سے ظاہر ہے  
 یعنی زمین مثل آسمانوں کے سات ہیں دو قوم درکات و البواب و درخ لہا سبعہ البواب کل باب  
 منہم جزو مقسوم یعنی اسکے سات دروازے ہیں ہر دروازے کو انہیں ایک فرقہ بنتا ہے اور نام  
 اسکے زمین کے نام کے ساتھ بیان ہونگے سوم دریا ہاے مشہور کہ معدن منافع و مجمع عجائب ہیں  
 سات ہیں چنانچہ ارشاد ہوا من بعدہ سبعہ اجر ایک بحر ہیں کہ طول اسکا مشرق سے مغرب تک  
 آٹھ ہزار میل اور عرض دو ہزار سات سو میل کا ہے دوسرا بحر مغرب کہ اسکو بحر محیط کہتے ہیں اور

حکمت ہفت طبق  
آسمان

سات اکابر

سبعہ مشہور

دوم

دریای ہند سے ملحق ہے طول اور عرض اسکا کسیکو معلوم نہیں تیسرا بحر بنطس کہ لاوقیہ سے قسطنطنیہ تک  
 طول اسکا ایک ہزار تین سو میل اور عرض تین سو میل کا ہے چوتھا بحر روم و افریقیہ کہ طول اسکا پانچ ہزار میل اور  
 چھ سو میل کا ہے پانچواں بحر ہند زمین شام میں چھوٹا بحر حران کہ اسکو البکون بھی کہتے ہیں طول اسکا تیس  
 سے مغرب تک تین سو فرسنگ کا ہے ساٹواں بحر خوارزم کہ اسکا دو تیسو فرسنگ کا ہے چہارم  
 اقلیم سب سے کہ مسکن عالمیان و موطن آدمیان ہے تفصیل انکی کتب حکمیہ میں موجود ہے پنجم  
 جبال کہ قرآن و حدیث میں انکا مذکور ہے سات میں جبل اول بوقیس کہ تماشاکاہ آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم تھا دوسرا حرہ کہ اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے خلوت کے تشریف لیجاتے تھے  
 یہ دونوں پہاڑ تھے تشریف میں واقع ہیں تیسرا طور سینا کہ ملاقات کلامیہ حضرت کلم علیہ السلام کی مشکلم  
 قدیم ہے وہاں ہوئی تھی اور یہ پہاڑ تحقیق حوالی مہر میں واقع ہے چوتھا طور نیا پانچواں طور زیبا  
 کہ بقول بعض مفسرین والنین والرتویان انھیں دونوں سے اشارہ ہے اور یہ دونوں پہاڑ  
 لایب ولایت شام میں ہیں کہ زہاد و عباد و ابدال زادنا و اسمین سکونت پذیر ہیں چھوٹا جو  
 کہ شتی حضرت نوح علیہ السلام کئی وہاں پر ٹھہری بھی چنانچہ استوت علی الجودی اسی سے  
 اشارہ ہے اور یہ پہاڑ جزیرہ موصل میں ہے ساٹواں جبل احد کہ مزار حضرت سید الشہدا  
 ایلمونین حمزہ رضی اللہ عنہما وہاں واقع ہے اور یہ پہاڑ مدینہ منورہ میں ہے علی صاحبہما صلوة  
 والسلام ششم جو اہمیتی کہ معنیات سے نکلتے ہیں سات میں یا قوت لعل فیروزہ الماس  
 زبرجد و زمر و مرجان ہفتم فلزات کہ سات میں سونا چاندی تانبہ لوہا سیسہ پتیلہ رانگا ہشتم  
 نباتات جو عمر دار ہیں مہجی سات میں پہلا وہ کہ جبکا پھل کھایا جاتا ہے جس طرح انجیر و سر اوہ کہ پوست  
 اسکا کھایا جاتا ہے جس طرح عناب تیسرا وہ کہ مغز اسکا کھاتے ہیں جس طرح لپتہ چوتھا وہ کہ  
 جسکا وسط کھایا جاتا ہے جس طرح خرزہ پانچواں غذا کے دوائی چنانچہ انار چھوٹا وہ کہ محض  
 دوا ہے جیسے ہلیجات ساٹواں وہ کہ بالکل مضر ہے جس طرح جوز نائل سم قائل نہم حیوانات  
 غیر ناطق کہ سات میں اول سم شگافہ چون گاؤ گو سنند و دم گول سم دالے جیسے گھوڑا خر سو م سلح  
 چون تیسرا ہر چہارم طیور ہر چہ باقر عقاب پنجم حشرات زمینی مثل موش و کشف ششم بیٹے بل جانے والے  
 چون سانپ علق ہفتم حیوانات آبی چون موت سگ سلطان اور اگر عالم انسانی میں تفکر کیا جا  
 تو معلوم ہوتا ہے کہ اعضاء مرکبہ بظاہر بھی سات میں ستر و لون پالون دونوں ہاتھ لپتہ ششم  
 اور اعضاء باطنیہ بھی حگو بزرگی و شرافت ہے سات میں دل محل حرارت عزیز می و منبع روحانی

تعداد جبال

تعداد جزائر  
 تعداد سنگات  
 تعداد نباتات  
 تعداد حیوانات

و دماغ مختلف قسم و موضع روح نفسانی و جگر قاسم اغذیہ و مسکن روح طبعی و انقیان محرری منی چارون بقول  
 صحیح اعضا کے رئیسہ میں تشریح کہ آتفسس مرو جسم دل ہے و شجاع کہ اعصاب و دماغ میں متوسط ہے  
 و زبان کہ آتظن و ترجمان دل ہے و مابین اعضا ظاہری اور باطنی کے واسطہ ہے اسی طرح سات عضو  
 اور میں کہ انکی طرف بھی کمال احتیاج ہے اول مری رگدز طعام دوسرا معدہ مطبخ غذا تیسرا امعاء مصلحت  
 چوتھا زہرہ مالوہ صفرا پانچواں سپرز مستقر سو و اچھوان دشانہ کہ طرف ہے پالی لہو خون سے صاف ہونے  
 نکلتا ہے ساتواں گلہ کہ ستون بدن سے علیٰ ذالقیاس اعضا مفردہ کہ ترکیب بدن اُنسے ہوئی ہے  
 بھی سات ہین آخوان گوشت پوست رگت کی عذروف رباط اسی طرح اطوار خلقت انسانہ کہ  
 آیتہ لقد خلقنا الانسان من سلالۃ من عین سے مفہوم ہوتا ہے بھی سات ہین سلالۃ ارضین نطفہ علقہ  
 مضغہ عظام لحم خلق آخر کہ حدیث میں آیا ہے کہ خلقتم من سبج زر قتم من سبج اسی طرح اطوار خلقت  
 انسانی بھی سات ہین لہرکین طبقات طبع مثلاً صبیح یعنی شیر خوارہ و فطیم یعنی شیر چھوڑا رکھان و نون مالتون  
 میں نام طفولیت کا انپر ہوتے ہیں بعد اسکے صبی کو دک نارسیدہ پس ازان کا بالغ اسکے بعد شباب کہ توجہ  
 تینتیس برس تک ہوتا ہے و بقولے چالیس برس تک پسترس کہ ولت اور آخر میں شیخوخت اور قوائے  
 مرد کہ انسانی بھی سات ہین باصرہ سامتہ شامتہ ذائقہ لامتہ و اہمہ کہ ادراک جزئیات اُس سے متعلق تو  
 عاقلہ کہ دریافت کلیات خاصہ اسکے اور قوائے نفسانی بھی سات ہین جاذبہ کہ اشتہا کو حرکت  
 میں لاتی ہے ماسکہ کہ غذا کو تعرف کے لیے رکھ چھوڑتی ہے ہاضمہ کہ غذا کو تصرف کرتی ہے و افوہ کہ  
 نفس کو دفع کرتی ہے غاذیہ کہ غذا کو بدل یا خیل کر دیتی ہے نامیہ کہ اجزا کو بطور مناسب نشوونما دیتی ہے  
 سو کہہ کہ تولید مثل متعلق اُس سے ہے اسی طرح سر میں کہ تحت گاہ سلطان عقل کا ہے سات روزن رکھے ہین  
 دوکان و دو گھین متخرین و ہین اسی طرح طبقات اکھون کے کہ دیدہ بان قصر بدن کے اور جاسون بادشاہ کو  
 کہ ہین بھی سات ہین صلبیہ شیبہ شکیبہ عنکبوتیہ عنبیہ قرنیہ نتیجہ علیٰ ذالقیاس اصول رنگ کہ باصرہ اس سے  
 فائدہ اٹھاتا ہے سات ہین سفید ریز کہ دونوں لباس ہشتیوں کے ہین سرخ زرد کہ یہ دونوں رنگ موضوع  
 ہین واسطے معشوقوں کے سیاہ کہ یہ رنگ دوزخوں کے لباس کا ہے کہ بود کہ یہ رنگ آسمانی ہے رنگت  
 بنفش کہ یہ رنگ نہایت دلنسان ہے اور اگر شریعت میں ملاحظہ کیا جائے تو بہت ایسی چیزیں ہائے رنگی  
 جو سات سات میں متجاہد کے نزول قرآن ہے کہ سات حرف پر ہوا ہے ان ہذا القرآن انزل علی سبغہ  
 احرف اور سرنامہ کلام الہی کہ سبع مثانی سے ہے و علی ہذا واجبات نماز کہ بقول بعض ائمہ سات ہین  
 اور کبار متفق علیہ بھی سات ہین چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے اجنبوا السبع الموفیات یعنی شکر

اور سحر اور نفسِ مومنہ کا ناحق مارنا اور شوہر کو مارنا اور شوہر کا مال لینا اور نصف بہاد سے بھاگنا اور زین کو منہ سے کھینچنا  
تہمت کرنا اور عورتوں کی بھی ساتھی بنانا یہی ہیں جو آج کل کے بھائی کی بیٹی بہن کی بیٹی اور عورتوں کی بیٹی  
بھی ساتھی بن دودھ کی ماں بنیں و سانس اور آس عورت کی لڑکی جسکے ساتھ جماع کیا ہو اور  
بہو اور شوہر دار عورت و جمع کرادو جنوں کا وطنی ہیں اور اگر کوئی شخص کتب تصوف سے مشرف ہو  
تو دیکھے کہ محققین کے نزدیک ایسے ایسے نامی بھی ساتھی ہیں انکی تعلیم الرشد القادر السميع البصیر المتکلم اور  
فصل تیس اول باب تشریح فتوحات میں لکھا ہے کہ ابدال است محمدی علیہ السلام کہ ہفت اقلیم کے  
تصرف میں سے بھی ساتھی ہیں عبدالحی بر قدم ابراہیم و عبد العظیم قدم موسیٰ و عبد الودود و عبد الکریم  
بر قدم ہارون و عبد القادر بر قدم آدم و عبد الشکور با عبد الظاہر بر قدم یوسف و عبد السميع بر قدم عیسیٰ  
و عبد المصطفیٰ بر قدم آدم علیہ السلام مراد قدم کے اطلاق ہیں یا یہ کہ فیض حق در لون گیر ایک جنس سے  
مخفی نہ رہے کہ اگرچہ اربعہ و اربعہ مقدسہ کسی قسم میں آزا بخلہ افراد ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قطب کا  
تصرف جاری نہیں ہے اور افراد بعد و طاق ہیں نہ جنت اور قطب جسکو عورت بھی کہتے ہیں ایک ہی  
ہوتا ہے مسمیٰ عبد اللہ یہ شخص محل نظر حق ہے و بر سبیل ندرت خلافت ظاہرہ اسکو حاصل ہوتی ہے  
جس طرح خانقاہی اربعہ و امام حسن و معاویہ ابن زید و عمر ابن عبد العزیز و متوکل علی اللہ اور قطب بر قلب  
اسرائیل علیہ السلام ہوتا ہے اور وہ شخص قطب کے عین و شمال ہوتے ہیں ایک عبد الرب ناظر عالم ملکوت  
جانب یمن و دوسرا عبد الملک یسا عوث ناظر عالم ملک کہ عبد الرب سے فضیلت رکھتا ہے آزا بخلہ اوقات  
کہ اطراف عالم میں قیام پذیر ہیں عبدالحی مشرق میں عبد العظیم مغرب میں عبد الکریم شمال میں عبد القادر  
جنوب میں آزا بخلہ ابدال ہیں کہ مذکور ہوئے آزا بخلہ نجیبین کہ آٹھ نفر ہیں اور محل افعال خلائق پر صرف  
رہتے ہیں آزا بخلہ نقباء ہیں یہ بارہ شخص میں مطلع بر اسرار نفوس آزا بخلہ بدلاء ہیں یہ بھی بارہ شخص ہیں  
جب کوئی انہیں فوت ہوتا ہے تو انکی قائم مقام مجموع رہتے ہیں آزا بخلہ حسین کہ اول رجب میں ایک بار  
عظیم آئین ظاہر ہوتا ہے کہ حرکت سے باز رہتے ہیں اور روز بروز روزہ نفل خفیف ہوتے ہوتے تا اول  
شعبان بالکل زائل ہو جاتا ہے کہ فی الفواح آدر شیح کمال الدین کہتے ہیں کہ نجیبا چالیس نفر ہیں رقبائے  
آزا بخلہ ایک فرقہ ملائکہ ہے کہ انکے حال پر کوئی شخص مطلع نہیں ہوتا یہ لوگ رہا سے بیان تک احتراز  
کرتے ہیں کہ عبادات و طاعات کو پوشیدہ بجالاتے ہیں یہ افضل الطائفہ ہیں ذلک فضل اللہ اوتیرہ  
بشارت اور اخبار و قصص سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر صاحب کتاب بھی رات میں شہادت اور  
ابراہیم موسیٰ داؤد عیسیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح سات سات جنوں اکثر ہیں اگرچہ

انکے میں انجیب

بیان مسافت زمین  
و آسمان

الطابق والاراق  
الارض والسموات

بیان مسافت آسمان  
و زمین

بیان مسافت زمین  
و آسمان

لکھی جاوین نو ایک کتاب براسہ علمدہ ہو جاوے اسقدر واسطے فضیلت عدوات کے کافی و  
دانی ہے فائدہ واضح ہو کہ اہل تفسیر حدیث کے نزدیک مسافت آسمان و دنیا کی زمین سے پانسو  
برس کی راہ ہے اور اسقدر ہفت آسمان میں قیاس کرنا چاہئے اور سخن و گندگی بھی اسقدر ہے چنانکہ  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ در بیان تمہارے  
اور آسمان کے پانسو برس کی مسافت ہے اور اسقدر ہر آسمان میں ہے اور بالاسے ہفت آسمان میں  
اسی مسافت پر ادنیٰ چھ تمہارے سات طبقے زمین کے میں ایک طبقے سے دوسرے تک پانسو برس کی  
راہ ہے پھر فرمایا قسم ہے پروردگار کی اگر ڈالو تم کسی سبکے نیچے تو پڑتی وہ رسی اللہ پر پھر یہ آیت پڑھی اللہ  
والاخر والظاہر والباطن و جو بکل شئی علیم انتہی ترجمہ الحدیث الحصا و سبب ابن عبید کتے ہیں کہ اسٹیل عالم  
تا اعلیٰ لکن عرش پچاس ہزار برس کی راہ ہے اور سطح اعلیٰ آسمان دنیا سے زمین ایک ہزار برس کی  
مسافت ہے اسی لیے کہ میان آسمان و دنیا زمین کے پانسو برس کی مسافت ہے اور سخن آسمان دنیا پانسو برس کی  
اور اہل ہیئت کو سخن آسمان کے مقدار میں بہت گنگا گو ہے کہتے ہیں کہ پانسو برس کی راہ جو روایات  
شرعیہ میں وارد ہے میں نہیں کہ حرکت کس متحرک کی مراد ہے و اسے ایسے قطع مسافت صعود و نسبت  
بقطع مسافت ہموار دشوار تر ہے اور زمانہ قطع اول نسبت بزمانہ قطع دوم و چند ہے چنانکہ زمین ہموار  
پر چلنا اور پہاڑ پر چڑھنا برابر نہیں ہے اسی سبب سے وہ لوگ فراسخ اور امیال سے اس بعد کو فرض کرنے  
ہیں لیکن ایسی ہیئت میں محتمل ہے کہ روایات شرعیہ اور براہین ہندیہ منطبق ہوں مگر اہل ہیئت سطح  
افلاک متلاصق کہتے ہیں اور منکر فرجہ میں اور اہل شرح اسکے قائل ہیں اور بنا اس متلاصق کی نزدیک اہل ہیئت  
کے اسی قاعدہ پر ہے کہ لا فضل فی الکلیات اور وہ قاعدہ محض ظنی ہے کوئی بران قطعی اسپر  
بانی نہیں جاتی با این ہمہ اہل اس علم کو اثبات فرجہ کی ضرورت نہیں ہے اور اباب شرح کو سپر دور ملکہ  
با میں دو آسمانوں کے معلوم ہوا ہے تو انکو اثبات فرجہ کی ضرورت ہوئی لہذا انہوں نے ثابت کیا میں ہیئت  
نہیں ہے مگر مخالفت لفظیہ اسول سے کہ جس مقدار کو اہل ہیئت داخل سخن آسمان رکھتے ہیں شاید ان  
سے بعض کو اہل شرح فرجہ اعتبار کرتے ہوں اور باقی کو سخن فرجہ الزراع کذا حقیقہ اساذ الاساد سے  
تفسیر العزیزی اور حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی  
علیہ وسلم نے کہ آسمان ہفتم پر دریا ہے جو اسکے اللہ تعالیٰ نے عرش پیدا کیا ہے اور اسپر آٹھ فرشتے  
پہاڑی بکروں کی صورت میں انہیں کی پشت پر عرش ہے اور ما بین شمس و زمین ان فرشتوں کی  
مسافت انتہی ہے جتنی دو آسمانوں کے بیچ میں ہے اور ازلہ پانچ عرش تا بالاسے عرش اسقدر ہے

اور جو بعض روایات میں وارد ہے کہ وہ فرشتے بزکوہی کی صورت میں اور ان کے سم سے تیرن تک لاکھ برس کی راہ ہے سو یہ اشارہ ہے بزرگی جثہ پر اور چونکہ یہ صورت مناسب تر بار برداری کی ہے بعید نہیں کہ انکو ہمیں صورت پیرا کیا ہو اور جو بعض روایات میں ہے کہ ایک فرشتہ بصورت آدمی ہے اور وہ اس صورت میں آدھیرا بصورت شیر اور چونکہ شکل گرس سواس روایت کے معارض نہیں اس لیے کہ ممکن ہے کہ تمام بدن فرشتوں کا ایک وضع پر ہو اور صورت بزکوہی کی ہو اور چہرے میں اس صورت سے تفاوت واقع ہو اور چونکہ اختلاف حقائق پر گاہ کریں جس طرح حیوانات آبی باوجودے کہ بدن میں تفاوت نہیں رکھتے مگر جن میں اختلاف فاحش رکھتے ہیں کہ بعض بصورت اسب بعض لشکل کلب لہر وغیر ذلک اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ المصابیح میں روایت ہے کہ ماہین نرینہ گوش دوش حاملین عرش کے مشا ساتھ ہیں کی ہو اور روایت صحیحہ میں وارد ہے کہ حاملین عرش کے پیرساتوین زمین کے نیچے تک ہیں اور عرش سر پر رکھا ہے اور وہ سب سر جھکانے تسبیح میں مشغول ہیں اور آج کے دن تک حاملین عرش

چار میں بروز ششم آٹھ ہونگے کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم المومنین اربعۃ فاذا کان یوم القیامۃ ایدیم اللہ باریزہ آخری پس روایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی محمول روز قیامت پر کرنا چاہیے تا جیکر کلمہ اللہ باریزہ فرشتے اور سے اور کلام الہی کجی اسی پر ناطق ہے کما قال اللہ و کحل عرش ربک یومئذ ثانیۃ یعنی اٹھاوینگے عرش پروردگار تیرا کو سرون پر بروز قیامت آٹھ نفر شتوں سے فائدہ بالاسے سر دوش اس واسطے اٹھاوینگے کہ سر پر پوچھت آٹھ سکنا ہے بخلاف ہاتھوں کے اور نقل عرش بروز ششم اس وقت سے دو چند ہو جائیگا اور وجہ دو چند ہونے کی یہ ہوگی کہ عرش اعظم الہی جل شانہ جہانداری کی صورت ہے اور جہانداری اس عالم کی چار صفتوں سے ہے کہ ہر ذرہ میں ظاہر اور سب کو محیط و شامل ہے اول علم دوم قدرت سوم ارادہ چہارم حکمت اور بروز ششم اور چار صفتوں کی حاجت ہوگی تاکہ عالم اخروی انتشار و نبوی سے ممتاز ہو جائے اول صفت ظہور و انکشاف حقیقہ فرود دوسری حقیقت شیوع و کمال تیسری صفت قدس و طہارت چوتھی صفت عدل پس جب کہ آثار چاروں صفتوں کے برسبیل عموم و شمول درکار ہونے کو گرانی عرش معنوی کی کہ عبارت جہانداری سے ہی بھی مضاعت ہوگی اور سبب مطابقت صورت و معنی کے عرش صوری بھی گران ہو جائیگا فائدہ ربیع ہن و سلمان رضی اللہ عنہما کعب اجبار سے روایت کرتے ہیں کہ آسمان دنیا ہر موج آب معلق ہے اور آسمان دوم چاندی سفید خواہ مرورید کا ہے اور آسمان سوم آہن کا ہے اور چہارم مس کا نیم سونے کا ہر ایم کا اور ششم زرد یا سونے کا ہے اور ہفتم باقوت سرخ کا اور تکملہ میں لکھا ہے کہ اول آسمان کا نام شہاب

منہ بیان و جہانداری سے

اور زمر و سبک کا ہے یہی روایت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ہے اور دوسرے کا نام دفلون  
 کہ نفوذ عام کا ہے تیسرے کا نام فریم کہ یا قوت سبز کا ہے چوتھے کا نام صیقا کہ مردارید کا ہے پانچویں کا  
 نام و فنا کہ زرخالص کا ہے چھٹویں کا نام ماعون کہ یا قوت زرو کا ہے ساتویں کا نام عنباہد الخ کہ نور بخش کا  
 لیکن یہ سب باتیں حقیقت میں تشبیہ اور تمثیل پر دلالت کرتی ہیں یعنی اگر جوہر آسمانی کو جوہر دنیوی  
 مطابق کریں تو اس طرح کر سکتے ہیں آفتاب کو زریں اور مہتاب کو سیمین اور روز کو اشہب اور شب کو ادرم  
 خیالی تھے ہیں کیونکہ جوہر آسمانی بسیط ہے جوہر عناصر وغیرہ مرکبات وغیرہ سے بالکل علاوہ نہیں رکھتے سو  
 جس طرح اربع عناصر کو نہیں کہہ سکتے کہ فلان چیز سے مرکب ہیں اسی طرح آسمانوں کو نہیں کہہ سکتے کہ  
 فلان جوہر سے مرکب ہیں اور جو نام آسمانوں کے احادیث معراج سے ثابت ہیں انکا ذکر مع ربالوکن  
 قصہ معراج میں لکھا جایگا اور ابن منذر سے ابن عباس نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے  
 کہ سید السموات وہ ہے جبیر عرش ہے اور سید الارضین جحیم تم ہو اور کہا ابن عباس نے کہ فرمایا  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فکر کرو تم پر خیر میں اور فکر کرو ذات باری میں اس واسطے کہ در بیان آتون  
 آسمان کے کرسی تک سات ہزار نور ہیں اور اللہ اسکے اوپر ہے یعنی بالانزہ محیط و قادر ہے اور تکملہ القصص  
 میں ہے کہ اول زمین کا نام ربکا ہے اس میں ہوا پڑتی ہے دوسری کا نام فلدہ کہ مسکن عقارب نام ہے  
 تیسری کا نام غرقہ کہ عناکب و وزخ کا محل ہے چوتھی کا نام جریبا کہ آشیانہ حیات جنم ہے پانچویں کا نام  
 پلٹا اس مقام میں آتش و وزخ کو روشن کرتے ہیں چھٹویں کا نام بقیں کہ اہل شرک وغیرہ کا دفن خانہ ہے  
 کہ قال اللہ تعالیٰ کلا ان کتاب النجار یعنی سحین و ماورک ما سحین کتاب مرقوم یعنی کوئی نہیں لکھا  
 لنگاروں کا پانچواں بند چنناہ میں اور جب کو کیا خبر ہے کیا بند چنانہ ایک دفتر ہے لکھا ہوا حاصل یہ کہ اس دفتر  
 میں ہر ایک دوزخی کا نام لکھا ہے اور ہر نام پر رقم و علامت ہے کہ بحر و ملاحظہ دریافت ہو جاتا ہے کہ یہ شخص  
 دوزخی ہے جس طرح سودا گردن کا دستور ہے کہ اپنے تھانوں پر علامت نشان کرتے ہیں کہ اجار  
 سے روایت ہے کہ یہ دفتر ساتویں طبقہ زمین کے نیچے ہے اور وہاں ایک سنگ سیاہ نہایت  
 عظیم پڑا ہے جب کہ دوزخی مرتا ہے تو اول روح اسکی فرشتے آسمان پر لجاتے ہیں گھر دربان فلک روانہ  
 نہیں کھولتے ناچار واپس لاتے ہیں اور اس پتھر کے نیچے ڈالتے ہیں اور تعداد بیان دفتر خانہ اسکا نام  
 اس طرح لکھ لیتے ہیں کہ فلان ابن فلان کی تاریخ دنیا سے عالم برزخ میں آیا اور یہ عمل ساتھی پانچواں  
 نامہ اعمال کرام کا ہے اس میں ایک اسی دفتر میں داخل کرتے ہیں برودت و شرمی کا عقد نکال کر دست چپ  
 میں دینگے ساتویں کہ نام عجیب کہ ہر مقام ایسے اتباع ایسے کلمہ پویشیہ ہے کہ حضرت خالق المیزان نے

بہفت طبق آسمان کے واسطے سات ستارے جنکو سببہ سیارہ کہتے ہیں بطور پاسبان مقرر فرمائے ہیں اول زحل کہ ساتویں آسمان کا دربان ہے دوسرا مشتری کہ فلک ششم کا چوکیدار ہے تیسرا مریخ کہ پانچویں آسمان کا خبردار ہے چوتھا شمس کہ فلک چہارم کا افسر و سردار ہے پانچواں زہرہ کہ فلک سوم کا چوکیدار ہے چھٹا ان عطارد کہ فلک دوم کا شہسوار ہے ساتواں ماہتاب کہ فلک اول کا شہسوار ہے اور اہل حکمت سوائے انفلک مذکورہ بالا کے دو فلک اور بھی قرار دیتے ہیں ایک فلک انفلک دوسرا فلک الثوابت مگر سہ گاہ اول قطعہ عقلیہ سے بہت طبق ہونا فلک کا کما مینعی انکے نزدیک بھی ثابت ہو جاتا ہے تو بنا پر طابقت کلام الہی کے کہتے ہیں کہ یہ دونوں آسمان ہ ہیں جنکو اہل شرع عرش کرسی بولتے ہیں حالانکہ جو اوصاف عرش کرسی کے روایات شرعیہ میں آتے ہیں اصلاً ان دونوں آسمانوں سے مطابق نہیں ہیں اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ سب حکما کا تکلف ہے اور لغوی عرش کرسی بدلیل قطعی ثابت نہیں ہونا بلکہ اکثر دلائل سے ایسا مستفاد ہوتا ہے کہ ساتویں آسمان کے اوپر بہت فاصلہ ہے ایک جسم نور کا ہے کہ اسکو گاہی عرش کہتے ہیں اور گاہی کرسی لیکن وہ جسم تمامی انفلک وارض کو محیط ہے لہذا قال اللہ تعالیٰ وسیع کرسیہ السموات والارض کذا حقیقہ استاذ الہ استاذ فی تفسیرہ الغزوی مع عالم التنزیل میں جعفر ابن محمد سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلح نے کہ ما بین ایک قایمہ عرش کے دو ہرے قایمہ تک مسافت تین ہزار برس کی ہے اور ہر روز عرش کو ستر ہزار لباس پہنائے جاتے ہیں کہ اسکو کوئی نہایت دیکھ نہیں سکتا اور مجاہد سے روایت ہے کہ در بیان عرش و فلک ہنتم کے ستر ہزار حجاب ہیں نور و ظلمت کے اور وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ عرش کے گرد ستر ہزار صفین فرشتوں کی ہیں اور طواف میں مصروف اور کبیر تلمیل میں شیخوف سوائے انکے ایک صف ستر ہزار فرشتوں کی اور ستر اسپر ایک کھ صفین اور میں کہ دست راست اپنا دست چپ پر رکھے ہوئے تسبیح و تہجد کر رہی ہیں اور حال یہ ہے کہ ما بین دونوں بازوؤں کے میں سو برس کی راہ ہے اور کانون سے گندھون تک چار سو برس کی اور ما بین اس کو وہ اور خداوند عالم کے ستر حجاب نار کے اور ستر ظلمت کے اور ستر نور کے اور ستر درامین اور ستر باقوت احمد کے اور ستر زبرجہ اخضر کے اور ستر ہرے کے اور ستر پانی کے اور ستر مردی کے اور ایک چیز اور ہے جسکو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے باجماع عرش و فلک اطلس سے کسی طرح مشابہت و مناسبت نہیں ہے فاتدہ خالق کریم نے بہت کوشش کیا آسمان پر پیدا کیا ہے قہلی کے نزدیک اسکے سات درجے ہیں دار الجلال و دار السلام و دار الخلد جنہ عدن و دار اللہ جنہ نیمی جنہ فردوس کذا ذکرہ السیوطی فی البدر در السافرہ اور بعض اہل تحقیق کے نزدیک طبقات بہشت کے اٹھ ستر سطح کلمے ہیں ایک کا نام عرش دوسرے کا جنۃ الماویٰ تیسرے کا فردوس چوتھے کا نعیم پانچویں کا دارالقرار چھٹے کا دار الخلد ساتویں کا دار السلام آٹھویں کا دار الجلال اور یہ بھی محققین کہتے ہیں کہ سات بنا بر

فوزیہ و ذوق و ادب  
 دست در کردار است  
 رشتہ کار زمین و آسمان  
 کلان است اسلم  
 یعنی موجب فلک نورانی  
 کہ ستر فلک نورانی  
 از روی زمین جہاں دور  
 بنیاد و کج کردار است  
 اور فلک انفلک نورانی  
 خازن حال کرسی میاں  
 تیار و حسن کردار اصل تفسیر ہے زمین و آسمان

بیت و احاطت

تزارگاہ مردم اور ہشتم برای ید ارض گنہگار کے نام میں اختلاف ہے ابن عباس کے نزدیک علیین نام ہے اور بعض کے نزدیک مقعد صدق کما قال فی مقعد صدق عند ملک مقدر اور مقام علیین دفتر خانہ اہل جنت کا پورا و بنڈگان خاص کے سپرد ہے کما قال ان کتاب الابرار فی علیین و ما اور ملک ما علیون کتاب مرقوم تہیدہ المقبولین یعنی کوئی نہیں لکھا نیکوں کا ہے اور پر والوں میں اور شکر کیا خبر ہے کیا ہیں اور پر والے دفتر سے لکھا اسکو دیکھتے ہیں فرشتے نزدیک والے اور یہ مقام سب سمانون سے بالا ہے نیچے کا سرسدرۃ المننتی اس کے پاس ہے اور اوپر کا عرش مجید کے سید سے پایہ کے قریب ہے انبیاء و علیہم السلام و اولیاء اللہ ہیں بتیجوز اور ارواح نیکوں کی وہاں پہنچتی ہیں اور عوام صالحین کی روح بعد اسم نویسی اور پوچھنے اعمال ان کے گاہے گورستان میں اور گاہے مانی الجواد رکھی جاہ زفر میں رکھی جاتی ہے اور روح کو انہی قبر سے ایک نوع کا علاقہ بھی ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص زیارت کو آتا ہے تو اسکو اطلاع ہوتی ہے کیونکہ روح کو قرب بعد مکانی مانع اور انہیں ہے اور شمال اسکی وجود انسان میں روح بصری ہے کہ کو اکب بفت آسمان کو اندرون چاہ سے دیکھ سکتی ہے اور صاحب کشفان نے اس ترتیب سے جنات کے نام بیان کیے ہیں اول دار النخل دوم دار المقام سوم دار السلام چہارم جنت عدن پنجم دار القدر ششم جنت نعیم ہفتم جنتہ المادی ہشتم جنت فردوس اور سورۃ ذاریات کی تفسیر میں صاحب کشفان نے لکھا ہے کہ عدن کو زبردست سے بنایا ہے آسمین سخی و عادل و غازی و زاہد و اہمہ مساجد رہینگے اور جنتہ المادی کو نور سے تیار کیا ہے شہید حقیقی اور خیرات کرنے والے اور عہدہ کھانے والے اور معاف کرنے والے تقصیر و گنہگار آسمین رہینگے اور فردوس کو ہلال کبریائی کے نور سے بنایا ہے آسمین انبیاء علیہم السلام رہینگے اور اسکے درمیان ایک غرفہ نور رضا کا بنایا ہوا ہے اسکو مقام محمود کہتے ہیں سرور انبیاء علیہ السلام آسمین تشریف رکھینگے اور نعیم کو زبردست سے بنایا ہے آسمین شہید حکمی و مؤذن رہینگے اور دار القدر کو مردار و بد روشن بنایا ہے آسمین جو موتیوں میں عام ہیں وہ رہینگے اور دار السلام کو یاقوت سرخ سے بنایا ہے آسمین فقیر صابر اس امت کے رہینگے اور دار الجلال زر سرخ کا ہے اسکو دار المقام بھی کہتے ہیں آسمین اس امت کے اغنیاء و ثاکرین رہینگے اور کیفیت طبقات بہشت کی یہ ہے کہ ایک دوسرے طبقہ سے حامل نہیں بلکہ حلقہ طبقہ کو پائین باغ ہے اور عرش مجید انکی چھت ہے اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جنتہ المادی اسکے نیچے ہے جنت عدن وسط میں ہے اور جنت فردوس میانہ و بالا ہے اور اعلیٰ درجہ جنت کا علی لاطلان وہ ہے جسکا نام وسیلہ ہے اور صاحب اسکا حکم وزیر رکھتا ہے یعنی فیض شاہی کسی کو نہیں پہنچتا مگر بظہیر اسکے اور اسکے ہاتھ سے سو یہ مقام مخصوص ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے شکوہ حضرت

عبادہ ابن صامت سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے بہشت کے سو درجے ہیں اور ہر درجے کی فضا مقدار آفت  
ارض و سما ہے اور اعلیٰ درجہ فردوس ہے اسی پر عرش ہے اور وہ درمیان کی چیز ہے بہشت میں اسی سے پار  
نہیں جاری ہیں سو جب تم سوال کرو اللہ سے تو فردوس کا سوال کرو واسطیے کہ یہ اعلیٰ درجہ بہشت کا ہے  
اور یہ بھی ثابت ہے کہ بناے جنت سیم درجے سے ہے اور روشنی اسمین یا قوت و زبردگی ہے اور چشمے اسکے گھاٹ  
مصفا اور اسمین بجائے سگر یہ جو بہرات بہتے ہیں اور اس باغ میں درخت بنجار و میوزان با پوسٹ  
برگ طلائی و نقرئی قائم ہیں اور چار نہریں نہایت صاف جاری ہیں کہ ایک کا پانی شیرین و سرد دوسری  
دو درجے پر تیزی شہد خالص و صاف سے بھری ہوئی پھونکتی ہے پھر شراب خوش رنگ خوشبودار  
اور سوائے انہما راجعہ مذکورہ کے اور بھی چار چشمے اس باغ میں جاری ہیں جس طرح چشمہ کا فوری کہ  
تاثر اسکی سرد ہے اور زنجبیل جسکو سلسبیل بھی بولتے ہیں خاصیت اسکی گرم ہے اور چشمہ نسیم کہ کہاں لگا  
ہو امین جاری ہے نسیم لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو فریب پر واسطے خوشبو کے ڈالی جاتی ہے جس طرح  
گلاب کی بوہ دیدمشک سو یہ چشمہ ہے کہ مقربین و صالحین کو اس سے پلائیگی اور ابرار و اصحاب اللہ  
کو بطریق گلاب و دیدمشک ملا کے دیکھنا چاہے ارشاد ہوتا ہے و مزاجہ من نسیم عینا یشر بہما المقربون  
یعنی آمیزش اسکی شراب نسیم سے ہوگی اور وہ چشمہ ہے کہ پتے میں اس سے قریب کے لوگ ستر اسکا یہ ہے  
کہ چشمہ عشق و محبت خدا کا نمونہ ہے کہ بے تعیین محل و صورت بلکہ بے تشخیص حال ارواح مقربین کو اس سے  
سیراب کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چشمہ زیر عرش الہی جوش زن ہے اور مقربین کے سنانے بہت ہے اور بعض  
کہتے ہیں کہ ہر گاہ مقربین محبت الہی کے ساتھ کسی کو نہیں ملاتے اور مشغول باسوی اللہ نہیں ہوتے اس  
باعث سے چشمہ نسیم اسنے مخصوص ہوا بخلاف ابرار کے کہ محبت الہی آثار افعال و صفات باری عزوجل سے  
بھی ملی ہوتی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز سے پیدا کیا اللہ نے خلق کو فرمایا کہ پانی سے پھر کہا ہم نے کہ بنا یہ بہشت کس  
چیز سے ہے فرمایا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی اور مٹی اسکی مشک خالص ہے اور سنگریزہ  
اسکے مروارید یا قوت ہیں اور خاک اسکی زعفران ہے جو شخص کہ داخل ہوا بہشت میں پھر باز نعمت میں  
رہتا ہے اور کچھ سرج و مشقت نہیں دیکھتا اور ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور کہتے ہیں اسکے پرانے نہیں ہوتے اور جوانی  
اسکی نہیں جاتی اور علامہ ترمذی نے روایت کی ہے کہ درجات بہشت کے تلوہ میں ہر ایک درجہ کی فضا  
دوسرے درجے سے سو برس کی راہ ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت  
فرش مرفوعہ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ فرشتے ہیں بہشت میں نہایت بلند قامت کہ مقدار انکی مقدار آفت

ما بین آسمان و زمین کے ہوا اور آیات قرآنیہ سے واضح ہے کہ بہشت میں اونچے اونچے اور نیچے نیچے ہیں اور اونپر آنجور سے رکھے اور قالیچے برابر پڑے اور محل کے نہانچے اوہر اوہر پھیلائے ہوئے ہیں چنانچہ سورہ واقعہ میں ارشاد ہوتا ہے علی سررہ موعظونہ یتکلمین علیہا

متقابلین یطوف علیہم ولدان مخلدہ دن باکو اب و ابار بق و کاس من معین لا یصدعون

عنا ولا ینزفون وفاکتہ مما خیرون ولحم طیر ما یشتون و حور ین کا مثال اللؤلؤ المکنون یعنی

نیچے ہیں پلنگوں پر سونے سے سنبھلے دیے اور ہر ایک دوسرے کے سامنے لیے پھر پڑے

ان پاس لڑکے سدا رہنے والے آنجور سے اور شہیمان اور پیانے بھرے شراب کے

سرنہ دیکھے جس سے اور وہ بیوش ہوں اور میوہ جو نسا جن لین اور گوشت اڑتے

جانورون کا جس قسم کو جی چاہے اور گوریان بڑی آنکھوں والیاں کئی برابر لپٹے

موتی کے غرض کہ اوصاف بہشت سے تمام کلام اللہ گویا بھرا ہوا ہے اللہم اعلنی

جنت الفردوس فائدہ خالق لایزال نے گندگی ہر ایک فلک کی مقدار معین پر رکھی ہے

اور اشاروں کو اس طرح جڑویا ہے جس طرح انگوٹھی میں نگین اور ہر ایک فلک کے دو سطحین کی ہیں

ایک سطح محمد ب اور دوسری سطح معتد اور اجرام میں سب فلک مشابہ الاجز میں جو کچھ ان فلک پر

جائز ہو وہ دوسرے پر بھی درست ہے پس یہ کیفیت خالی از حکمت نہیں کیونکہ یہ امور بمقتضای طبیعت

نہیں ہیں اور دلیل اسکی سورہ نحل میں مذکور ہے خلق السموات والارض باحق یعنی مقدر کیا ہے

اللہ نے آسمانوں اور زمین کو یہ تدبیر درست اور ہر ایک فلک کا دور و نقطہ پر جسکو قطب کہتے ہیں

کہ اسکو جنبش نہیں ہے اور ہر دورہ کو ایک ماہ معین پر قائم کیا ہے مثلاً فلک القمر ایک ماہ جنبش کر دیا

ایک مہینے میں تمام کرتا ہے اور فلک ثواب زہرہ و عطارد ایک سال میں گھرے زیادہ اور فلک مزخ

دو برس میں یا ایک برس دن ماہ میں اور فلک مشتری بارہ برس میں اور فلک حمل تیس برس میں

اور فلک جھوان جسکو حکما تجویز کرتے ہیں اور اہل شرع تعبیر بکری فرماتے ہیں چھتیس ہزار یا پچیس ہزار دو سو برس

میں اور عرش کہ جسکو حکما فلک نعم کہتے ہیں ایک شبانہ روز میں اور ظاہر ہے کہ سرعت بطور کو چلی بزرگی

مخصوص نہیں ہے والا حرکت فلک عرش کی سب سے بظنی ہوتی حالانکہ سب سے سریع ہے اور ہر ایک

ستارے کی روشنی مختلف ہے اور رنگ علیحدہ مثلاً قمر کے منہ پر کلف ہے اور عطارد کا رنگ ردی مائل

اور زہرہ کا سفید و شفاف اور مزخ کا سرخ اور مشتری کا زرد و خالص اور زحل کافی الجملہ تاریکی لیے ہوئے

اور آفتاب ہر ایک نقطہ ہے مانند خال سیاہ کے چنانچہ جب ہوا میں غبار ہوتا ہے تو صاف نظر پڑتا ہے

تکلیف و کلام  
سبعین

اعمالہ  
ازکالی  
انصاف  
زیخ است  
فلک  
است ازکالی  
است ازکالی  
است ازکالی

۳۳۶

بیت بیج آسمان

قائدہ خداوند کبریا نے آسمان میں بارہ برج پیدا کیے ہیں کہ وہ السامرات البروج وتبارک الذی جعل فی آسمان  
 بروجا اس پر دلیل قطعی ہے اور ہر ایک برج کی صورت مختلف ہے اور ہر برج کا حکم نیکی اور بدی میں  
 جدا ہے اور باوجود اختلاف کے دوران کرتے ہیں اور کبھی حکم عالم پر جاری ہوتا ہے اور کبھی  
 راز کی ہوجاتا ہے اور پھر عود کرتا ہے پس اعتقاد کرنا ایک جگہ اور ایک شخص کے حق میں نہ چاہیے اس واسطے  
 کہ شاید حالت موجودہ معدوم ہو جائے اور حالت معدوم پھر آوے اور حسن مجاہد قتادہ کے نزدیک برج سے  
 بڑے بڑے ستارے مراد ہیں اور بسبب ظہور کے برج نام ہوا اور عطائے ابن عباس سے نقل کیا ہے  
 کہ برج سے مراد منازل سبعہ سیارہ ہیں اور وہ بارہ ہیں حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ میزان  
 عقرب قوس جدی دلو حوت اور ان سبکی صورتیں مختلف ہیں حمل بصورت بچہ گو سنند مرکب میں  
 ستاروں سے ہے اور پنج ستارے اور بھی علاقہ رکھتے ہیں گو کہ صورت سے خارج ہیں اور سرانکا جانب  
 مغرب اور دنبال طرف مشرق ہو گیا مٹھہ پیچھے پھیرے کسکو دیکھتا ہے اور ثور بصورت گاسے مرکب میں  
 ستاروں سے سر اسکا جانب مشرق اور دنبال جانب مغرب ہے اور سوساے ان ستاروں کے  
 اور بھی ستارے بصورت خوشہ انگوٹھ میں انشور و الثریا مانند عین ہیں کہ اسی صورت سے علاقہ رکھتے ہیں  
 اگرچہ خارج از صورت ہیں اور جزا بصورت دو آدمیوں کے باہم متصل سرانکے جانب شمال و مشرق اوپر  
 جانب جنوب و مغرب ترکیب اسکی کہیں ستاروں سے ہے اٹھارہ داخل اور سات خارج اور سرطان  
 بصورت خرچنگ نو ستاروں سے مرکب ہے اور اسد بصورت شیر ہے ستائیس ستاروں سے مرکب اور  
 قلب لاسد مذبرہ وغیرہ بھی اسی سے علاقہ رکھتے ہیں اور سنبلہ بشکل عورت ہے کہ دانے ہاتھ میں  
 ایک خوشہ لیے کھڑی ہے اور جمبیس ستاروں سے مرکب ہے ورے اسکے اور ستارے بھی اس سے  
 علاقہ رکھتے ہیں اور ایک ستارہ اور ملا ہوا ہاتھ سے ہے جسکو سماک اغزل بولتے ہیں اور میزان  
 آٹھ ستاروں سے بصورت ترازو ہے اور عقرب مرکب اکیس ستاروں سے بصورت کتر دم ہے اور  
 قلب لعرب اور اکلیل وغیرہ اس سے متعلق ہیں اور قوس مرکب اکتیس ستاروں سے ہے چہرہ  
 آدمی کا اور تمام بدن مانند اسپتھ میں تیر و کمان اور جدی بصورت بزغالہ یعنی بھیر اٹھائیس ستاروں سے  
 مرکب ہے اور سعد ذابح بھی اس سے علاقہ رکھتا ہے اور دلو بشکل آدمی کبھی یا لیس ستاروں سے  
 گو یا ڈول چاہ سے نکال کر ہاتھ میں لیے اٹا کیے ہوئے پانی والی ہے اور حوت دو مچھلیوں کی صورت ہے  
 اور مرکب چونتیس ستاروں سے ہے اور دونوں پیٹھے پیٹھے ملے ہوئے ہیں اور جنوب والی مچھلی کو  
 سماک مقدم کہتے ہیں مخفی نہ ہے کہ حمل اور عقرب دو گھر مرتب کے ہیں اور ثور اور میزان زبرہ کے اور

جوڑا سبب تک عطاروں کے اور سرطانِ ثمر کا اور اسد شمس کا اور قوس و حوت گھر مشتری کے ہیں اور جب تک  
و دلو زحل کے ہیں اور یہ بروج اربعہ عناصر پر مقسوم ہیں پس حمل و اسد و قوس مثلثہ نار یہ ہیں اور  
ثور و سنبلہ و عیدہ می مثلثہ ارضیہ و جوزا و میزان دونوں مثلثہ ہوائیہ اور سرطان و عقرب و حوت مثلثہ مائیدہ  
کذافی العالم و انگریزی اور حقیقت بروج کی یہ ہے کہ گردشِ آفتاب سے آسمان میں ایک اترہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا دائرہ البروج  
ہوتے ہیں اور شمس اُس دائرہ کو ایک س من تمام کرتا ہے اُس دائرہ کو بارہ قسمیں کر کے بارہ برج کہتے ہیں  
اور وجہ حصر کی یہ ہے کہ آسمان کے چار حصہ ٹھہرائے جس ریح پر آفتاب آیا وہ فصل مقرر ہوئی کہ ہوا  
اور خاصیت اُس فصل کی دوسرے فصل سے مخالف ہوتی ہے جس طرح ریح و خریف اور گرما و سرما اور ہر ایک  
فصل کی ابتدا و وسط و انتہا ہے کہ حکم اسکا ان حالات سے حسب قوت و ضعف مختلف ہوتا ہے سو اس حساب  
سے بارہ قسمیں ہوں انکا نام برج ہوا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آفتاب ایک دورہ میں بارہ مرتبہ قمر سے ملتا ہے  
یعنی دونوں ایک مقام میں جمع ہو جاتے ہیں سو اس حساب سے بارہ قسم ٹھہرایا اور ہر قسم کو برج کہا جائے گا  
برج کو موافق ایام حرکت شمس کی تین قسموں پر تقسیم کیا اور ہر قسم کا نام درجہ رکھا اور ہر درجہ کو ساٹھ قسم کیا  
اسکا نام دقیقہ ہوا کہ ہندی میں اسکو گھڑی ہوتے ہیں اور ہر ایک دقیقہ کو ساٹھ قسم کیا اسکو ثانیہ قرار دیا کہ  
ہندی میں بل کہلاتا ہے اور ثانیہ کو بھی ساٹھ قسم کیا اسکو ثالثہ کہا اور ہندی میں چھن اور حکمت میں یہ ہم  
کرات و دن کی ساعتیں دریافت ہوں اور حکمت تعیین آفتاب کی فلک چہارم پر یہ ہے کہ زمین سے وہ  
دقرب زہرے اگر دور ہوتا تو سردی و افسردگی ہوتی اور جو قریب ہوتا تو حرارت و سوزشگی ہوتی اور یہ دونوں  
تولید بقا سے نوع حیوان کے مانع ہیں لہذا حکمت الہی نے تقاضا کیا کہ وسط میں فایم ہوتا کہ حرارت  
و برودت معتدل رہے اور سیر پر روزہ کو نکھی معتدل رکھنا نہ سریع زیادہ ہے کہ غلبہ برودت پیدا کرے اور  
تربطی زیادہ ہے کہ موجب غلبہ حرارت واقع ہوا اور جو کوئی سلیم العقل حکمت طلوع و غروب و ظلمت و برودت  
و طوبت شب میں کہ علت انکی آفتاب ہے غور کرے تو اسپر حال موت و حیات و کیفیت نفحات یوم الحساب  
یا حسن و جو ظاہر ہو مثلاً ظلمت و برودت و طوبت موت کے صفات ہیں سو جملہ حیوانات وقت شب گویا  
مر جاتے ہیں لان النوم اخ الموت اور علی الصبح نور آفتاب کے ظاہر ہوتے حرکت کرتے ہیں اور جس قدر  
آفتاب بلند ہوتا ہے قوت حس حرکت میں زیادہ ہوتی ہے اور جب مائل بغروب ہوتا ہے حس حرکت  
میں نقصان آجاتا ہے یہاں تک کہ غروب کے بعد جملہ حیوانات اپنے آشیانوں سے آشنا ہو جاتے ہیں  
اور تا وجود شفق بیدار رہتے ہیں اور بعد زوال شفق سو جاتے ہیں مگر بعض دلائل اعتبار اس سبب  
ظاہری موت کا گویا آفتاب ہے اسی طرح خیال کرنا چاہیے کہ جب آفتاب غروب سے تا طلوع حیوانات ہر کسے کا

بیان حکمت آفتاب  
آفتاب ہفتہ ہزار  
یا صدوی وقت  
تین مرتبہ  
دست  
آفتاب زمین  
و ہر ایک  
دینے

تعمیر

خوف غالب ہوتا ہے گویا یہ نفخہ نزع ہے کما قال اللہ تعالیٰ ونفخ فی الصور فنفرت من فی السموات والارض  
اور جب بشقوق زایل ہو جاتا ہے سو جاتے ہیں گویا یہ نفخہ جمع ہے چنانچہ فرمایا ونفخ فی الصور فنفر من فی السموات  
والارض اور جب آفتاب طلوع ہوتا ہے جملہ حیوانات بیدار ہونے لگتی ہیں گویا یہ نفخہ قیام ہے  
کما اشار الیہ در نفخ تیرہ آخری فاذا ہم قیام تظرون اسی طرح میرا آفتاب میں بہت حکمتیں ہیں اور ایک فائدہ  
یہ ہے کہ حرکت آفتاب سے سال و ماہ و اوقات حج بیت المقدس ظاہر ہوتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے  
وکیلونک عن الابلہ قبل ہی مواعیت للناس الحج اور فائدہ یہ بھی ہے کہ شب و روز کی ساعات سے  
اوقات نماز دریافت ہوتے ہیں وراحمہ ان فوائد کے ایک بات اور بھی خورکی ہے کہ انسان اس امر از یاد  
میں کہ مزرعہ دار قرار ہے گویا کاشتکار ہے کہ تخم معرفت لیکر آیا ہے اور کاشتکار کو کئی چیزیں ضرور ہیں  
اول آفتاب ہے کہ زمین اسکی شعاع سے اصلاح قبول کرتی ہے اور باطن زمین میں گرمی پیدا ہوتی ہے  
کہ موجب ثوران قوت نامیہ ہے تو گویا آفتاب حق زراعت میں قائم مقام حرارت غریبہ کے ہو گیا ہے  
جب زمین میں تخم ڈالتے ہیں تو خاک و ہوا و آب باہم مل کر استعداد حیات نباتیہ پیدا کرتے ہیں پھر  
طلخ و دفع عنوت کے کسی قدر حرارت کی احتیاج ہوتی ہے سو اگر حرارت غصہ مار سے حاصل کرن تو نوج  
والا ہوا بیل جائے لہذا حکمت اللہ نے حرارت شمس کو مسلط فرمایا کہ اس سے منفعت حاصل ہے  
اور مضرت کم نہیں ہے وراے اسکے اختلاف فصول بھی ضروریات زراعت سے ہے اور یہ امر حر  
آفتاب سے متعلق ہے الغرض منافع شمس شروع زراعت سے آخر تک صاحب علم فلاحیت پر  
پوشیدہ نہیں ہیں اور حکمت تعین ماہتاب کی فلک لیل پر ظاہر ہے اور فائدہ یہ ہے کہ عمل زراعت  
میں رطوبت پانی کی کافی نہ تھی پس رطوبت فوقانیہ کی احتیاج پڑی تاکہ میوہ و دانہ کو پر مغز و گندہ کر  
اور یہ حاصل نہیں مگر نور قمر سے اور فائدہ اختلاف نور کا یہ ہے کہ رطوبت حیوانات پر تولی نہ ہے  
کیونکہ اللہ صاحب نے نور قمر کو سبب زیادتی رطوبات کا گردانا ہے یعنی جس قدر نور قمر ناقص ہوتا ہے  
رطوبت کم ہوتی ہے اور جس قدر زیادہ ہوتا ہے رطوبت زیادہ ہوتی ہے چنانچہ یہ بات جز  
و تدوریاؤن سے تجربہ معلوم ہوئی ہے اور خبر و تدویر قسم ہے ایک متعلق باہم کہ جب ماہ افق شرقی  
سے مل جاتا ہے تدویر شروع ہوتا ہے اور آب و ہوا پڑھتا ہوا نصف النہار بعد اسکے جز شروع ہوا اور زما  
جز افق غربی ہے اور جب اُس سے گزرتا تو دوسرا شروع ہوا اور یہ زمین کے نیچے ہوتا ہے نصف  
بمحر جز شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ افق شرقی میں آوے اور دوسرا متعلق بشہور ہے یعنی ایک  
ماہ میں پندرہ روز اول میں تدویر زیادہ ہوتا ہے پندرہ روز آخر سے بسبب قلت و کثرت رطوبت

فائدہ آفتاب

کے متعلقہ چیزیں

زراعت و ہجرت

حکمت تعین ماہتاب

کہ نور سے علاقہ رکھتے ہیں اور زیادتی اس رطوبت کی جملہ اجسام میں ظاہر ہوتی ہے جیسے کہ خاک میں بھی  
 یعنی اگر خاک کو پیمکہ اولیٰ میں بھجھتے ہیں یا اگر کے آب اندو کہیں تو پانی چٹکیا بخلاف نیمیہ آخرہ کے تبدیل  
 کلام الہی میں رب المشرق والمغرب ورب المشرقین والمغربین ورب المشارق والمغرب اس فائدہ  
 واقع ہے کہ ثابت کا شروق وغروب معین ہے سالہا سال نہیں بدلتا لیکن سیارہ کا مختلف ہے مثلاً  
 آفتاب اول سرطان میں نہایت بلند ہوتا ہے اور اول جدی میں نیچا اور جب ان دونوں نقطوں پر  
 ہوتا ہے تو مشرق و مغرب وہ نقطے ہوتے ہیں اور ان کے مشرق و مغرب اور میں باعتبار بروج و  
 مدارج تو جس جگہ ارشاد بلفظ واحد ہے اس طرف اشارہ ہے اور جس جگہ بلفظ تثنیہ فرمایا ہے وہاں مشرق و  
 وشتا مراد ہے اور مغرب وطلوع اس سرطان و جدی اور جہان کہیں بلفظ جمع ہے وہاں جمع مواضع شروق  
 وغروب مراد ہیں پوشیدہ ہے کہ طلوع وغروب کو ایک میں بہت فوائد ہیں از انجملہ پانچ ہزار ظاہر ہیں اول جب  
 ستارہ نکلتا ہے تو مرقع ہوتا جاتا ہے اور یہی حال لسان کے نشوونما میں ہے اور اس میں آتا ہے تو ٹھہرا  
 نظر پڑتا ہے کہ حقیقتہً ٹھہرا نہیں ہے سو ہی حقیقت سن وقوف کی ہے تیسرا جب ستارہ جانب غرب تک  
 ہوتا ہے تو نظر تک نقصان میں آتا ہے مگر اثر نقصان ظاہر نہیں ہوتا اور یہی حال سن کمولت کا ہے  
 چوتھا جب افق وغروب کے قریب پہنچتا ہے تو کانپ کر گرتا ہے اسی طرح انسان حالت شیخوہ موت میں ستر  
 گرتا ہے پانچواں بعد غروب عشا کے وقت تک اثر کو کب باقی رہتا ہے اسی طرح عوام انسان کا بعد  
 مرگ چندے اثر رہتا ہے لہذا معبود برحق نے انہیں پانچوں وقتوں میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں  
 کیونکہ انہیں وقتوں میں آثار عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں پس انسان کو لائق ہے کہ دل و زبان و جوارح  
 و اعضاء کو ان وقتوں میں مصروف عبادت خالق کرے تاکہ عبودیت جسمانی معرفت و حکمت حق سے  
 مصناف ہو جائے اور استغراق خدمت کما نیبغی ظاہر ہو فائدہ اختلاف شب و روز میں انواع  
 حکمتیں ہیں کہ بیان انکا دشوار ہے الا بمقتضات سالاید رک کلا لایرک کلا چند حکمتیں ظاہر کی جاتی ہیں  
 اول یہ کہ جب روز آتا ہے تو شب پرستولی ہو جاتا ہے اور اسکو وبالیتا ہے اور جب رات آتی  
 تو وہ بھی غالب ہوتی ہے اور روز کو مقہور کر دیتی ہے الا اول زمستان سے تا اول بہستان روز  
 کم ہوتا ہے اور شب زیادہ ہوتی ہے اور اول تابستان سے تا اول زمستان روز زیادہ ہوتا ہے اور  
 شب کم ہوتی ہے حکمت اسمین ظاہر ہیں لہذا اعتدال ہے یعنی اگر ہمیشہ روز ہوتا تو خواب نہوتا کم ہوتا  
 تو تین ضعیف ہو جاتیں اور اگر ہمیشہ رات ہوتی تو سردی اور افریقہ کی مستولی ہوتی اور تمام جہاں  
 خراب ہو جاتا اور سردی یہ کہ اگر تمام وقت روز ہوتا تو آفتاب ایک جگہ ٹھہرا رہتا پس جہاں دنیا

رب المشرق والمغرب

طلوع وغروب

کتاب اشارات

وہاں سوختگی ہوتی اور جہاں سے نزدیک بنتا بلکہ دور ہوتا تو وہاں افسردگی ہوتی اور دونوں صورتیں  
 بطلان حیات لازم آتا ہے تیسری یہ کہ دن میں آدمی اپنے کسب معاش میں مشغول رہیں اور رات کو  
 راحت اور سکون پاویں کما قال وجعلنا النہار معاشاً اور دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے وجعلنا لیل  
 سکنا اس واسطے کہ اگر ہمیشہ حرکت کرتے رہتے تو قوی ضعیف ہو جاتے چوتھی یہ کہ روز و شب سے  
 حشر و نشر کی صحت ہوتی ہو اس واسطے کہ سونا موت سے مشابہ ہو اور بیداری زہرگی سے چنانچہ  
 ارشاد ہوا ہے اللہ الذی یوفی النفس حین موتھا والقی لم تم فی مناہا اور جب رات کو  
 سوتے ہیں اور دن کو اٹھ بیٹھے ہیں کیا عجب ہے اسکی قدرت سے کہ بار بار اسے اور چھ جلاؤں سے  
 فائدہ زمین کو جو اللہ صاحب نے ساکن پیدا کیا فائدہ اسکا یہ ہے کہ حرکات حیوانات باطل  
 نہوں اور اگر متحرک ہوتی تو حرکت اسکی یا مستقیمہ ہوتی یا مستدیرہ مستقیمہ نہیں ہو سکتی ہے  
 اس واسطے کہ حرکت مستقیمہ یا نیچے ہوگی یا اوپر نیچے کو نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ اگر ایسا ہو تو چاہتا  
 کہ حیوان جب زمین سے جہت کرے زمین پر نہ پھونچے اس واسطے کہ جب جسم گراں زیادہ ہو  
 حرکت اسکی جانب اسفل کو بھی زیادہ ہو اور بطی الحکمت سریع الحکمت کہ نہیں پھونچتا اور اسطرح  
 حرکت زمین کی اوپر کی طرف بھی نہیں ہو سکتی ہو اس واسطے کہ اگر ایسا ہو تو چاہتے کہ جب کوئی  
 اوپر کو چلے نیچے نہ آوے خواہ پتھر کو اوپر چھینکے تو نیچے کو نہ آوے اس واسطے کہ جس جسم کی حرکت  
 قسری ہوتی ہے بعد زائل ہونے قاسر کے حرکت اسکی برخلاف طبیعت نہیں ہوتی بلکہ موافق طبیعت  
 ہوتی ہے پس اگر طبیعت اور اجزاء زمین میں کوئی بھی حرکت اوپر کو کرتا بعد از زوال قاسر پھرنے آتا  
 باقی رہی حرکت مستدیرہ وہ بھی نہیں ہو سکتی ہو اس واسطے کہ اگر ایسا ہو تو حرکت حیوان بسبب  
 تخالف حرکت زمین کی ممکن نہوا اس واسطے کہ زمین ہوا سے محیط کو اپنی طرف حرکت دیتی ہے اور حرکت حیوان  
 ہوا سے متعلق ہے پس اگر حیوان خلاف اسکے حرکت کرتا تو حرکت نہ کرنے دیتی اس سے ظاہر ہوا  
 کہ اگر زمین متحرک ہوتی تو حیوانات کی حرکت باطل ہو جاتی لہذا حکمت الہی نے امتضا کیا کہ زمین  
 ساکن ہونا کہ یہ قباحت لازم نہ آئے اور اسی پر اشارہ ہے کہ وجعل الارض قراراً اور دوسری جگہ ارشاد  
 ہوا ہے وجعل لکم الارض ساطعاً لتسکون انہا سبلاً فجا جابا اور زبور یکصد و چارم نسخہ ۱۱۱۱ میں فرماتا ہے  
 لکھا ہے کہ زمین کو پیش نہیں ہے اور زبور ایک سو و نسیس و نسیس نوے میں ہے کہ زمین ٹھہر رہی ہے  
 اسطرح حق تعالیٰ نے زمین کو بہت سخت نہیں پیدا کیا اسکا فائدہ یہ ہے کہ اگر سخت پیدا کرتے  
 تو زمستان میں بہت سرد ہوتی اور تابستان میں بہت گرم یہ دونوں باتیں زراعت کو مانع ہیں

اسکی قدرت سے

اور بہت نرم مانند پانی کے اس واسطے نہ پیدا کیا کہ حیوان اس پر قرار پکڑے اور اگر پانی ہوتی تو کوئی ٹھہر نہ سکتا لہذا معتدل پیدا کیا اور اسمین چٹھے جاری کیے چنانچہ فرمایا وجعل خلا لہا انہارا ونجونا الارض حیوانا کہ سبب تولید نباتات وغیرہ ہو اور قوت حیوانات کا اس سے بہم پہنچے اور انسان کہ اشرف مخلوقات ہو کمال حاصل کرے فائدہ خالق ذوالجلال نے پہاڑوں کو جو زمین پر پیدا کیا ہو فائدہ اسکا یہ ہو کہ پہاڑوں سے معدن طلا و آہن وغیرہ نکلے خصوصاً لوہے کی کان کہ اس سے کارزراعت اور لباس اور کارخانہ سکئی اور دفع مضر ت و شہمان وغیرہ امور کہ سوائے اسکے دوسرے سے نہیں ہو سکتے ہیں بہم پہنچیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ وانزلنا الحدید فیہ یاس ثابدا و منافع للناس علی ذلک القیاس احجار نفیسیہ بس طح فیوزہ اور یاقوت اور زمرد کہ سوائے پہاڑوں کے کہیں نہیں حاصل ہوتے ہیں اس واسطے کہ وہ پانی جو اجزا زمین میں پوشیدہ ہو جب اسکو حرارت آفتاب کی پہنچتی ہے تو بخار ہو جاتا ہے اگر پہاڑوں میں تو متفرق ہو کر پھر پانی ہو جانے جیسے دیگ اگر جوش کرے اور سرد سا کھلا ہو تو جو کچھ اسمین جوش کرے گا جابجا اور جب منجم ہو گا نہ گرے گا بلکہ طرف اعلیٰ میں جمع ہو کر تدریج علی سبیل التقاطر ٹپکیگا اور یہی سبب ہے کہ قرب جبال سے چشموں کی کثرت ہوتی ہے اور برف و باران کی شدت اور یہ موجب کثرت نباتات ہے اور اسے اسکے جبال سے راہیں دریافت ہوتی ہیں اور دریاؤں میں تفریق ہو جاتی ہے لہذا قال وجعل من البحرین حاجرا اسی طح اور بھی فوائد ہیں فائدہ تولید حوادث سفلیہ حرکت افلاک سے ہوئی اور عنابر اربعہ اصول مرکبات قرار پائی یعنی جب خالق عالم نے افلاک کو پیدا کیا تو انکو حرکت میں لایا اسی حرکت سے حوادث سفلیہ ظاہر ہوئے تو جو چیز فلک سے قریب تر تھی وہ لطیف تر اور حار یا بالہوئی سو وہ آگ ہے اور جو چیز فلک سے بعید زیادہ تھی وہ ثقیل مطلق و سرد و خشک ہوئی کہ وہ زمین ہے اور جو چیز آگ سے نزدیک تر تھی وہ خفیف مضاف و گرم تر ہوئی کہ ہوا ہے اور جو چیز زمین سے قریب ہے ثقیل مضاف و سرد تر ہوئی وہ پانی ہے پس خفیف مطلق آگ ہے و لہذا طالب غایت محیط ہے اور متحدہ اسکا ماس متفرق فلک ہے اور خفیف مضاف ہوا ہے کہ طالب جست محیط ہے اور متحدہ اسکا ماس مقعر ہے اور ثقیل مطلق زمین ہے اور طالب غایت مرکز کی اور جملہ ارکان سے فروتر اور پانی ثقیل مضاف ہے کہ طالب جست مرکز اور زیر ہوا اور بالاسے ارض واقع ہے اور خصوصیت ہر ایک عنصر کی دو کیفیتوں سے بحکم خالق ہے اور عقل اسمین حیران ہے اور حکمتیں خلقت عناصر اربعہ کی بہت ہیں از اجمالہ یہ کہ خاک سے مرکب کو نبات و قرار و شکل حاصل ہوتا ہے اور پانی سے مرکب میں

صفت جبال  
بہار و فصل

تلقہ ارض علی  
یعنی عناصر اربعہ  
تباہت و شکل

پہ

نرمی پیدا ہوتی ہے کہ جو صورت چاہیں بنا لیں اس واسطے کہ خاک خالص اشکال کو دیر تر قبول کرتی ہے اور اسی قبول رکھ چھوڑتی ہے اور پانی شکل قبول کرتا ہے لیکن مضبوط نہیں رکھتا مگر جب خاک سے مل جاتا ہے تو ابلتہ نگاہ رکھتا ہے یعنی خاک پانی کو جاری ہونے سے باز رکھتی ہے اور پانی خاک کو پرانگندی منع کرتا ہے اور چونکہ دونوں ثقیل ہیں تو جب ہوا کہ انکی نسبت لطیف و ملائی جاتی ہے اس سے سبکی پیدا ہوتی ہے اور کثافت دور ہوتی ہے اور آگ مرکب میں سبب خستگی واقع ہوتی ہے اور تلطیف و نضج کی علامت ہوتی ہے اور برودت آب و خاک کو توڑ دیتی ہے اسی طرح ہزاروں فوائد ہیں کہ بیان انکا مجال ہے

فائدہ بعد خلقت بنت کے خالق تبار خود اجمال والا کرام نے طبقات زمین کے نیچے دوزخ کو پیدا کیا اور اسکے سات دروازے بنائے اول جنم کہ مقام عذاب و عتاب امت مرحومہ علی صلیا صلیا الصلوٰۃ والسلام ہے دوم سیر کہ مقام نصاریٰ ہے سوم حطہ کہ مکان جہودان ہے چہارم لظی کہ ماواہی و بالیس و دیوان ہے پنجم سقر کہ جلع عقبہ بت جباران و متکبران ہے ششم جمیم کہ مخزن مشرکان بت تباران ہے ہفتم ماویہ کہ مرجع فرعونیان و منافقان ہے اسی طرح مفسرین نے تفسیر کریمہ کہا سببہ ابواب میں لکھا ہے اور بعض اس ترتیب سے کہتے ہیں کہ اول جمیم دوم جہنم سوم سقر چہارم سیر پنجم لظی ششم ماویہ ہفتم حطہ اور بعض کہتے ہیں کہ اول جلع عقبہ خاصیان امت مرحومہ دوسرا جلع عقبہ جہودان تیسرا مقام تریسایان چوتھا مسکن مغان پانچواں مقام بت پرستان چھٹواں مرجع مشرکان ساتواں جلع عقبہ منافقان

کما قال ان المنافقین فی الدریک الاسفل من النار اور امام ابو المنصور ما تریبی نوٹاتے ہیں کہ مراد ابواب سے طبقات ہیں اور چونکہ مومن ہمیشہ دوزخ میں نہ رہینگے و لہذا انکے نامزد کو فی طبقہ نہیں ہے پس طبقہ اولیٰ ذہبوں کا ہے اور ثانیہ ثنویہ اور مشرکین عرب کا اور ثالثہ براہمہ منکرین نبوت کا اور رابعہ یہود کا اور خامسہ نصاریٰ کا اور سادسہ مجوس کا اور سابعہ منافقوں کا اور سالہ مراجیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات دروازے دوزخ کے شبہ مراجع میں دیکھے تھے بعض علی اور بعض اسفل ایک دروازے سے دوسرے تک پانسویس کی راہ تھی اور ہر ایک پر ایک دربان تھا

پہلے دروازے پر لکھا ہے نویل المصلین الذین ہم عن صلواتہم ساہون دوسرے پر ویل المشرکین تیسرے پر ویل للمکذبین چوتھے پر ویل للمطغین پانچویں پر ویل لکل ہمزہ تھوڑی نویل القاسیۃ قناہم من ذکر اللہ ساتویں پر نویل للذین یکتبون الکتاب بیدہم اور حدیث مراجع سے بعضوں نے نقل کی ہے کہ اول طبقہ دوزخ کا نام وکما ہے اور مرحائیل اسکا خازن ہے دوسرے کا نام لظی طوفائیل اسکا خازن ہے اسمین لباس دوزخیوں کے رہتے ہیں تیسرے طبقہ کا نام حطہ خازن اسکا طوفائیل اسمین سانپ و بچھو ٹھہرے ہیں چوتھے طبقہ کا نام سیر و

اصول خلقت  
وضع  
سببہ  
پہلے دوزخ کا  
چوتھا دروازہ  
اسکا خازن  
ششم گزشتہ بیان  
دوسرے دروازے کا  
پانچواں دروازہ  
اسکا خازن  
تیسرے دروازے کا  
دو دروازے کا

خازن اسکا شطابیل باجپورین نام ستر موکل اسکاف تماییل ہوا سمین احوال نامہ رہا ہمارہن چھٹی کا نام حمیرہ موکل اسکا  
 قنضر طابیل ساتوین کا نام بودیہ تھا میل اسکا موکل جو اور بعض ارباب سیر نے موکلات کے نام اور بھی  
 لکھے ہین اور مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ  
 وسلم نے کہ چھوٹکی گئی آگ دوزخ کی ہزار برس میان تک کہ سرخ ہوئی پھر تیز کی گئی ہزار برس  
 میان تک کہ سفید ہوئی یعنی بے دود رہی اور سرخی جو آمیزش دود سے تھی جاتی رہی پھر فروختہ کی گئی  
 ہزار برس میان تک کہ سیاہ ہوئی سو آگ دوزخ کی سیاہ تار یک ہو کہ ہرگز روشنی اس میں نہیں ہو اور عجا  
 مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے کہ صعود ایک پہاڑ دوزخ کا ہو جسکا اشارہ آیہ کہ یہ سائر ہنقہ صعودا میں ہوا ہو ارتفاع  
 اس پہاڑ کا پچاس برس کی راہ ہو کافرون کہ فرشتے زنجیون میں کس کس اس پہاڑ پر لیجا ئینگے اور عذاب کونکے  
 اور پھر وہاں سے نیچے ڈالینگے اسی طرح یہ عذاب دایمی ایتروا کر یکا اللہم احفظ اللہم احفظ  
 اور علامہ ترمذی رحمہ اللہ نے روایت فرمائی ہو کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سر ابرو  
 آتش جہنم کی چار دیواریں ہین اور ہر دیوار کی سطرہ چالیس برس کی راہ ہو اور ابن عباس سے  
 روایت ہو مشکوٰۃ شریف میں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ایک قطرہ زقوم کا کہ  
 دوزخ ہو دوزخ میں اور کھانا ہو دوزخیوں کا ٹپکے دنیا میں تباہ ہو جائیں اہل زمین پر اسباب  
 زندگیانی کے پس کیا ہو حال اسکا جسکی یہ خوراک ہو اور ابوسعید خدری سے ترمذی میں روایت ہو کہ  
 فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ایک ڈول مساق سے یعنی زرداب سے جو دوزخیوں کے  
 بدن سے ٹپکتا ہو ڈالاجا سے دنیا میں ہر آنہ گندہ ہو جائیں تمام اہل دنیا اور ابو بردہ سے روایت ہو  
 اور یہ ابی بردہ میا ہو ابو موسیٰ اشعری کا کہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے کہ دوزخ میں ایک جنگل ہو کہ اسکو مہیب کہتے ہین اس میں جبار رہتے ہین یعنی متکبر متکا اور  
 عبد اللہ ابن حارث ابن ہرز سے مشکوٰۃ شریف میں روایت ہو کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ دوزخ میں  
 سانپ ہین سختی اونمون کی صورت پر کہ کاٹتا ہو وہ سانپ ایک مرتبہ پس پاتا ہو دوزخی سختی اسکی  
 چالیس برس تک اور ہر آنہ دوزخ میں چھو ہین مثل خچرون کے پالان کیے ہوئے کہ ایک مرتبہ انکے  
 کاٹنے سے چالیس برس تک سختی رہتی ہو فائدہ واضح ہو کہ دوزخ پر انیس فرشتے متعین ہین چنانچہ  
 ارشاد ہو تا ہو کہ وعلیہا تسعہ عشر حدیث شریف میں آیا ہو کہ آنکھیں انکی مانند برق کے چکتی ہین  
 اور آدازین مانند عدد کے اور دانت انکے جیسے شافین گوزن کی اور بال انکے ایسے بڑے بڑے ہین

علا فرشتہ چالیس  
 دواصل از تہ بود  
 سین ہولہ ہن فوکل  
 دوزخدان پس  
 سین ہولہ را ہین  
 محمدیل کر زود  
 فرست تو ہولہ  
 نغوزہ ہولہ کا  
 کی ہولہ فرست  
 دوزخ کی فرشتہ  
 فرست دوزخ کی  
 ہولہ ہولہ ہولہ  
 کلمتہ اللہ ہولہ  
 فرست  
 دوزخ کی ہولہ

کہ دامن کی طرح اٹھائے ہوئے چلتے ہیں اور ان کے منہ سے نوار سے آگ کے جوش زرن بہن اور دیکھا  
دونوں کندھوں کے مسافت ایک برس کی ہی اور کف دست ہر ایک کا گنجائش لاکھوں کی رکھتا ہے  
مہربانی اور رقت ان کے قلب سے بالکل زائل ہو اور سبب اٹھنے ہونے کا اکثر مقصدین بون بیان  
کرتے ہیں کہ روزِ خلق ظہور غضب آبی کا محل ہی اور جیسا کہ رحمت آبی جب متوجہ کسی امر کے انجام پر  
ہوتی ہے تو روحانیات جمیع مخلوقات کی اس کارخانہ رحمت کی خدمت کرتی ہیں اسی طرح غضب  
اور قہر آبی کسی مہم پر متوجہ ہوتا ہے تو روحانیات تمام مخلوقات کی اسکی خدمت پر مصروف ہو جاتی ہیں  
پس اس انتظام میں انیس فرشتوں کی ضرورت ہوئی اول ایک کہ روحانیات عرش سے علاقہ رکھتا ہے  
کہ ہرگز اپنی عمر میں نہیں بیٹھا اور چہرہ اسکا کسی نے کبھی نہ دیکھا اور یہ مثل سلطان  
دورخ ہے اور تمامی فرشتے فرمان بردار و سرافرازشہ کہ روحانیت کرتی سے متعلق ہے اور تقسیم  
طبقات اور تعیین مقدار عذاب اسکے خیر اختیار میں ہے گویا کہ یہ فرشتہ دیوان اور دفتر ہر ایک  
تیسرا فرشتہ روحانیات آسمان ہفتم سے علاقہ رکھتا ہے کہ سکین ہر عمل کا حفظ ابدان وغیرہ اور بقا  
اس سے متعلق ہیں پس یہ بمنزلہ میر عمارت ہے جو چوتھا فرشتہ کہ روحانیات چھوٹے آسمان سے جو  
محل مشتری ہی متعلق ہے کہ فساد اور مخاصمت ڈال دینا و وزخیون میں کہ جا بجا کلام ربانی میں  
تخاصم اور اختصام انکا مذکور ہے اسکا کام ہے تو یہ بمنزلہ باضی کے ہے یا پنچواں فرشتہ کہ روحانیات  
پانچویں آسمان سے جو سکین ہے مریخ کا علاقہ رکھتا ہے اور گرفت و گیر اور ضرب اور شلاق اس سے  
متعلق ہے پس یہ بمنزلہ کو تو ال اور جلا و سکے ہے چھواں فرشتہ کہ چوتھے آسمان کی روحانیت  
جسمین آفتاب ہے علاقہ رکھتا ہے اور بطلان عقائد اور قبح اعمال اہل دورخ کا اس سے متعلق ہے  
پس یہ بمنزلہ میر تعلیم اور تالیق کے ہے ساتواں فرشتہ کہ روحانیات تیسرے آسمان سے کہ کان ہے  
زہرہ کا علاقہ رکھتا ہے کہ وزخیون کو نوحہ اور زاری کی آواز میں سنا ہے یہ گویا بمنزلہ خنیاگر کے ہے  
آٹھواں فرشتہ کہ روحانیات دوسرے آسمان سے کہ محل عطار دہی علاقہ رکھتا ہے اور پونچھواں  
ایک فرشتے کی دوسرے کو اسی کا کام ہے پس یہ بمنزلہ جاسوس ہے نواں فرشتہ پہلے آسمان سے کہ  
سیرگاہ ماہتاب ہے علاقہ رکھتا ہے اور متعفن کرونیاجراحات کا اور حادثہ کنا بدبو کا اسکا کام ہے  
پس یہ بمنزلہ جراح کے ہے دسواں فرشتہ کہ روحانیات کتہ نار سے علاقہ رکھتا ہے اور جلانا اور  
روشن کرنا آگ کا اور پختہ کرونیاد وزخیون کے بدن کا اس سے متعلق ہے پس یہ بادرجی کا حکم  
رکھتا ہے گیارھواں فرشتہ کہ تعلق روحانیات ہوا سے رکھتا ہے کام اسکا یہ ہے کہ دھواں اٹھانے کے

دو فرشتوں کے مشام میں پہنچاتا ہے تو یہ بمنزلہ فریاش کے ہو بارگھوان فرشتہ کہ روحانیۃ پانی سے  
 علاقہ رکھتا ہے اور طبقہ زمردی کا آراستہ کہنا اور بروت، مفرطہ و وزنیوں پر مسلک کرنا کام اسکا ہے گویا  
 کہ سقاہ و وزخ ہے تیرھواں فرشتہ کہ روحانیۃ خاک سے متعلق ہے اور گہرائی میں پیدا کرنا اسکا کام ہے  
 پس یہ گویا پہلوان ہے جو چوہواں فرشتہ کہ روحانیۃ معدن سے علاقہ رکھتا ہے و بخیر اور طوق سے  
 اسی کا کام ہے پس یہ بمنزلہ آہنگ کے ہے پندرھواں فرشتہ کہ تعلق نباتات اور اشجار سے رکھتا ہے قوم  
 اور اشجار خار دار جانا اس سے متعلق ہے پس یہ بمنزلہ فالج اور مزارع کے ہے سو اسی ان فرشتہ کہ تعلق روحانی  
 حیوانات سے رکھتا ہے سانپ بچھو وغیرہ پیدا کرنا اس سے متعلق ہے پس یہ بمنزلہ میٹر سکار ہوتے ہوئے  
 فرشتہ روحانیۃ لطیفہ طبیعت سے کہ مقام اسکا جگر ہے علاقہ رکھتا ہے جو کھد اور میاس وغیرہ دنیا کہ  
 العطش العطش پکارین کام اسکا ہے پس یہ بمنزلہ طبیب عالم کے ہے اٹھارواں فرشتہ روحانیۃ لطیفہ  
 قلبیہ سے علاقہ رکھتا ہے اور کیفیات کا پیدا کرنا اس سے متعلق ہے پس یہ فرشتہ بمنزلہ مرشد کے ہے  
 اسیواں فرشتہ علاقہ لطیفہ عقل سے رکھتا ہے گاہ کہ دنیا خطاؤں سے کام اسکا ہے وہ بمنزلہ حکیم  
 اور فیلسوف کے ہے لیکن یہ فرشتے بطور سرداروں کے ہیں خدام اور اعوان انکے کوئی شمار نہیں کیا  
 و ما یعلم جنود ربک الا وہو اور بعض محققین فرماتے ہیں کہ ہر شخص میں انیس چیزیں آلات کسبیتہ ہوتی ہیں  
 روزوں، ہاتھ و دونوں پاؤں، زبان و دل، اعضا سے تناسل، پیٹیا، پیٹھ، بائوہ، سامعہ، شامہ، ذائقہ، لہجہ  
 فکر عقل، و ہم خیال، شدت غضب، اسواسطے انیس ہوکل روزخ کے مقرر ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ  
 کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جسے انسی تقصیر کی ہو یا انکو غیر محل میں صرف نہ کیا ہو الا انبیاء و اولیاء جنہوں نے  
 اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ شرائط اور ارکان نماز کے انیس ہیں طہارت، بدن طہارت، جامہ طہارت، حدیث  
 استقبال قبلہ، شتر شجرت، قیام رکوع، دو رکعت، نیت، سجود، قعود، کعبہ تحریمہ، بارخ، مدین، قرأت، اذکار، تسبیح  
 تکبیرات، تسبیح، درود، دعا، حضور، دل، درنیت، سلام، اطمینان، ارکان میں ترک کلام و عمل منافی معنی ترک  
 التفات، داسنہ، بائین سے پس جب نماز ترک ہوئی تو یہ سب ترک ہوئے لہذا انیس کلین غنایات مقرر ہوئے  
 اور یہ بھی وجہ لکھی ہے کہ رکعتیں مفروضہ نماز کی انیس ہیں، دو فجر کی اور چار ظہر کی اور چار عصر کی اور تین  
 مغرب کی اور چار عشا کی اور دو رکعتیں صلوة اللیل کہ سب انیس ہوتی ہیں اور ایک رکعت بسبب  
 رعایت طاق کے زیادہ کی گئی تب بین ہو گئیں اور جو میں ساعتیں رات اور دن کی مقرر ہیں  
 آسمین سے پانچ نمازوں کے واسطے معین ہیں کہ یہ انیس ساعتوں کا کفارہ ہیں جب اس سے  
 غفلت واقع ہوئی تو اسکے مقابلے میں انیس زبانہ روزخ مقرر ہوئے اور یہ بھی سبب ہے کہ اکثر لوگ

دنیا میں انٹیل آفتون میں گرفتار رہتے ہیں اول بیودہ گوئی دوسری نکتہ گیری تیسری انزاع اور جدال مذاہب میں چوتھی اپرٹھنا اشعار جو اور متضمن جھوٹھی بیج کے پانچویں نیش چھٹویں سخت گوئی ساتویں دشنام آٹھویں لعنت کرنا غیر مستحق کا ٹوہین مزاج زیادہ قدر اہلسایہ سے کہ رنجش ہنشین کا واقع ہوتا ہو دسویں قسمت اور بستان کرنا بیگنا ہون کا امور نتیجہ سے گیا رھویں مسخر اپ کرنا اور مسلمانوں کی حرکات پر ہنسنا بارھویں وعبرہ خانانی کرنا تیرھویں جھوٹھ بولنا اور مبالغہ کرنا چودھویں افشار از کرنا پندرھویں نعت کرنا سولھویں سخن چینی کرنا سترھویں بیج کرنا کسی کے منہ پر خوش آمد سے اٹھا رھویں نو زانیہ اور اپنے بزرگوں کا طمطراق سے بیان کرنا اسیویں دعاء بد کرنا اور یہ بھی سب معلوم ہوتا ہے کہ اکثر لوگ روز جزا انکار کرتے ہیں اور قیامت کو انیس واقعہ ہونگے چھ بعد نطفہ اولی کے اور تیرہ بعد نطفہ ثانیہ کے لیکن چھ پہلے یہ ہیں اول بچٹ جانا آسمانوں کا دوسرا زلزلہ زمین کا تیسرا انتشار کو اکب کا چوتھا بے نور ہو جانا ماہتاب اور آفتاب کا پانچواں حرکت کرنا پہاڑوں کا چھٹواں فروختہ دریاؤں کا اور وہ تیرہ جو بعد نطفہ ثانیہ کے ہونگے یہ ہیں اول زندہ ہونا مردوں کا دوسرا فوج ہو کے چلنا میدان محشر میں تیسرا دھوان اٹھنا کہ اہل محشر کو محیط ہو جائیگا چوتھا سیلان کرنا عرق کا آدمیوں کے بدن سے پانچواں بالکل سبب نہ ہونا چھٹواں طحل قیام ساتواں سوال حساب آٹھواں وزن اعمال نواں نام اعمال کا دکھانا دسواں دنیا نامہ اعمال کا دہنہ یا بائیں ہاتھ میں گیا رھوان روانہ ہونا بہشت یا دوزخ کو بارھواں اہل صراط گذرنا تیرھواں دخول جنبت یا نار کا فائدہ معلوم ہوتا ہے کہ موت بصورت گو سفند ہو اور حیات بصورت فرس ابلق چنانچہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حق جل شانہ نے حیات اور موت کی بھی صورت مثالی پیدا کی ہے یعنی موت عالم مثال میں بصورت گو سفند ہے کہ اسکے خان اور سفید نہایت کثرت سے ہیں کہ جب کسی جگہ گذرتی ہو اور کوئی شخص اسکی بوسو نکلتا ہو مر جاتا ہو اور حیات کو بصورت گھوڑی ابلق کے پیدا کیا ہے کہ جب وہ کسی پر گذرتی ہو اور بوسو اسکی اسکو پہنچتی ہو زندہ ہو جاتا ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ بعد داخل ہونے اور موت بہشت اور دوزخ میں موت کو بھی بصورت گو سفند لاکر بوج کرینگے تاکہ دوزخیوں کو بیخ ہو اور بہشتیوں کو سرور اور نصیب سامری میں واقع ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام گھوڑی پر سوار تھے تب اسنے اسکے سم کے نیچے سے خاک لیکر گوسالہ بنایا اور اسکو معبود قرار دیا فائدہ تعداد

انکس

مخلوقات آسمانی کی یک کو نہیں معلوم ہے اور حصہ اسکا کوئی نہیں کر سکتا اور شمار اسکا سوا ہے اسکے رسول قبول کے کسی سے نہیں ہو سکتا اور جو بعضے کہتے ہیں کہ اٹھارہ ہزار عالم ہیں مراد انکی انواع مخلوقات ہیں یعنی بزوع مخلوق کی ایک عالم ہے مثلاً عالم ملائکہ اور عالم دیوان اور عالم پریان اور عالم آدمیان اور عالم وحوش اور عالم طیور اور عالم جمادات اور عالم اشجار وغیر ذلک لیکن اس تقریر سے یہی عالم محصور نہیں ہو سکتے اب سنا چاہیے اختلاف اس مقام کا پس بعضے کہتے ہیں کہ چالیس ہزار عالم ہیں ہزار خشکی میں اور میں ہزار تری میں اور بعضے کہتے ہیں کہ اسی ہزار ہیں چالیس ہزار بحری اور چالیس ہزار بری بحر و جہاں میں تفسیر معنی سے اور تفسیر جہاں میں نیامع سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے چار قسم کے مخلوقات پیدا کیے ہیں ملائکہ شیاطین جن انس پھر اسکو دس جز کے جو جز فرشتے اور ایک جز کے پھر دس جز کے جو جز شیاطین اور ایک جز میں جن اور انسان اسی طرح پھر ایک جز کے دس جز جو جز جنات اور ایک جز انسان اور اس ایک جز کے ایک سو پچیس جز کے ایک جز اہل اسلام اور ایک سو چوبیس جز کفار انتہی ناقلیں اس حدیث کے کہتے ہیں کہ منجملہ ایک سو چوبیس جز کے سو جز کافروں کے ہندوستان میں ہیں اور بارہ بلا و دوم میں اور چھ جز بلا و مشرق میں اور چھ جز بلا و مغرب میں بعد اسکے ایک جز مسلمانوں میں تہتر فرشتے ہیں ایک فرقہ ناجی اور باقی ضالہ اور مبتدعہ اور بعضے عالم کو صرف دنیا اور عقبے پر منحصر رکھتے ہیں عالم دنیا کو عاجلہ اور اولیٰ اور دوارا لفظاً اور عالم آرایش کہتے ہیں اور عقبے کو آجلہ اور آخری اور دوار لبقا اور عالم آسایش کہتے ہیں اور بعضے بعبارات مختلفہ دو عالم اور بھی کہتے ہیں کہ مال اسکا ایک ہی ہے مثلاً عالم ملک اور ملکوت اور غیب اور شہادت یا نورانی اور ظلمانی یا علوی اور سفلی یا اجرام اور اجسام وغیر ذلک اور بعضے کہتے ہیں کہ تین سو عالم ہیں انہیں سے تین سو سر برہنہ کہ اپنے خالق کو نہیں پہچانتے ہیں اور ساٹھ جامہ پوش کہ اپنے خالق کو پہچانتے ہیں اور طوائع میں لکھا ہے کہ ہزار عالم ہیں چھ سو دریائی اور چار سو بری مشہور اٹھارہ ہزار عالم ہیں اور تفسیر بصائر میں لکھا ہے کہ دنیا و ما فیہا کہ اٹھارہ ہزار عالم ہے ایک ہی عالم ہے اور تفسیر نیامع میں ہے کہ زمین کے چار گوشے ہیں ہر گوشے میں تین لاکھ پانسو عالم ہیں اور اگر عالم سے مکلفین مراد ہوں تو تین عالم ہیں ملائکہ اور جنہ اور آدمی بعد اسکے ہر عالم آفسے چندین عالم پر مشتمل ہے چنانچہ فرشتوں کی قسمیں بہت ہیں کہ شمار نہیں ہو سکتا لیکن منقول ہے کہ دسواں جن کا آدمی ہے اور جن کا آدمی دسواں حصہ حیوان کا اور یہ تینوں دسواں حصہ طیور کا اور یہ چاروں

دسوان حصہ حیوانات بحری کا اور یہ پانچون دسوان حصہ ملائکہ ایک شامیانہ دسرا پر وہ عرش کے ہین اور سارا وقت عرش چھ سو ہین مگر طوائفین کے مقابلے میں ہر قطرہ پیش دریا کعب الاحبار سے مروی ہو کہ عدد عالم اللہ اعلم کے سو کسی کو معلوم نہیں ہی صحیح ہی اور محققین کے نزدیک عالم ایک چیز ہے کہ اسکو دفتر خدا کہتے ہین اسکی تجلی سے دو عالم اور پیدا ہو سے عالم خلق اور عالم امر اللہ <sup>الخلق</sup> والامر اور عالم اول کی یعنی خلق کی تجلی سے عالم ملک موالہ ملک السموات والارض اور عالم امر کی تجلی سے عالم ملکوت بیدہ ملکوت کل شیئ اسل اعتبار سے عالم چار ہو سے کہ انہر ایک پانچون عالم محیط ہی وہ عالم جبروت ہی پھر یہ مجموع عوالم خمسہ کے دو قسم ہو سے ایک عالم عرش کہ نہایت مکان ہی ایک عالم دہر کہ ہدایت زمان ہی پس تمام مکانوں کا محیط عرش ہی اور سائر ازمناہ کا محیط دہر عرش کے نیچے کر ہی مخلوق ہوئی اور دہر کے نیچے زمان پھر ایک کہ ہی اور زمان کے بارہ حصے ہوئے کر ہی کے بارہ حصوں کا نام بارہ برج ہو اور السماروات البروج اور زمان کے بارہ حصوں کا نام بارہ مینے ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا پھر ان بارہ برج مکانی کے ذریعہ سے چار برج کا ہو سے اور ہفت اقلیم میں ظاہر ہوئے اور بارہ شہور زمانی کی وساطت سے چار فصول ہوئے اور سات روز میں مشہور ہین یدبر الامر من السمار الی الارض پس اجرام علویہ میں فلک کوکب مختصر بہشت وغیرہ ایک عالم ہی اور اجرام سفلیہ میں ارض وقلم و ذرخ بلاد وغیرہ ایک عالم پھر ان عالموں کے انواع اقسام ایک عالم ہین اور ممالک الغیب میں کہ پڑیہ رب العلمین کی تفسیر میں لکھا ہے کہ فرشتے کئی قسم ہین اور ہر قسم ایک عالم ہی اول حجاب بارگاہ الوہیہ کہ معدود کرومیون میں ہین دوم حملہ عرش کہ بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کعب سے تا اسفل قدم آنکے پانچویں کی راہ ہی اور نہایت خاشع و خاضع ہین اور تسبیح انکی سبحان ذی العزۃ و الجبروت سبحان ذی الملک والملكوت سبحان المحی الذی لا یموت سبحان قدوس ربنا رب الملائکہ والروح ہی اور بقول مجاہد بن یوسف حاملین عرش اور عرش کے بستر حجاب نور کے ہین سو م سکنہ کہ ہی چارم ملائکہ لوح کہ اتباع اہل بیت علیہ السلام ہین پنجم ملائکہ زرق کہ اتباع میکائیل علیہ السلام ہین ششم ملائکہ قابض ارواح کہ اتباع عزرائیل علیہ السلام ہین ہفتم ملائکہ سدرۃ المنتہی کہ انصار جبرئیل علیہ السلام ہین ہشتم ملائکہ ہفت آسمان ہنم ملائکہ سفرہ و برہ و کرام کا تبین و ہنم ملائکہ خزینہ بہشت اعوان رضوان علیہ السلام یازدہم ملائکہ کہ خدام اہل جنبت ہین دوازدہم ملائکہ زیر فلک اول کہ مسلح پھرتے ہین سیزدہم ملائکہ ہوا موکلین ابر و باران و برق چہار دہم ملائکہ تجار پانچ دہم ملائکہ روسی زمین شانزدہم ملائکہ طبقات ارض

ہفتادم ملائکہ حافظین اہل ایمان از شیاطین ہجیر ہم ملائکہ حاضرین مجالس علم و ذکر نور و ہم ملائکہ ارجام  
 ہشتم ملائکہ انعام بست و یکم ملائکہ حافظین اطفال بست دوم ملائکہ مقابر مثل منکر و نکیر و بیشتر و بیشتر  
 بست و سوم ملائکہ اولی اجزہ بست و چہارم ملائکہ روزخ اتباع مالک علیہ السلام بست و پنجم ملائکہ زانیہ  
 کہ تعذیب اہل نار پر معین ہیں حضرت استاد الاستاذ فخر المحدثین ذریرۃ المدقین محدث دہلوی  
 اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ آواز کرتے ہیں سب آسمان اور اسکو  
 لائق ہے کہ آواز کریں کہ واسطے کہ آسمان میں کوئی جگہ بقدر ایک قدم کے بھی خالی نہیں ہے کہ  
 اس مقام میں فرشتے سجدہ و رکوع میں نمون اور مسک المارواح سے تفسیر جو ابہر میں لکھا ہے حضرت  
 صلعم نے معراج میں ایک جامعہ ملائکہ مابین عرش و سدرة اقطان و خیران و والہ و حیران سرگردان  
 دیکھے توجیرئیل علیہ السلام سے انکی حقیقت پوچھی جبرئیل نے عرض کیا کہ میں آگاہ نہیں ہوں  
 صرف یہ جانتا ہوں کہ مشتاقین جہاں الہی ہیں کہ شوق تقابین مست و از خود رفتہ ہیں  
 ہمہ از فیض نعمت عوامش و لقمہ خواران فیض العوامش و آنچنان فیض شان رسد بعبوم و  
 کہ نامند سچ یک محروم و او بشکوۃ شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ جب سے اللہ نے اسرافیل کو پیدا کیا ہے تب ہی سے اپنے پالون  
 پھیلائے بیٹھے ہیں اور آنکھ نہیں اٹھاتے اور مابین اسرافیل و پروردگار کے شہ پر دے  
 نور کے ہیں اگر ایک پر دے سے نزدیک ہوں صلجانین یعنی حضرت اسرافیل کہ نفع صورت متعین ہیں  
 مستعد و منتظر بیٹھے ہیں دوسری طرف توجہ نہیں کرتے اس خیال سے کہ مہر و احکم نفع  
 اسی وقت پہنچے مٹتی نہ رہے کہ صورت بصورت شاخ گاہی روایتی و ازنی اسکی ہزار برس کی  
 راہی اور آسمین سات درجے ہیں اور ہر درجہ علیحدہ جس طرح زمین گہرین اور ہر ایک درجے میں  
 سوراخ مانند خانہ زنبور غسل بروز حشر و نشر اول درجے میں ارواح فرشتوں کی ہونگی دوسرے میں  
 پیغمبروں کی تیسرے میں صدیقوں کی چوتھے میں شہیدوں کی پانچویں میں مسلمانوں کی  
 چھٹیوں میں کافروں کی آدمی ہو یا جن یا شیطان ساتویں میں ارواح دیگر مخلوقات تکملہ اقصی  
 میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے بنایا اور جنات کو نار سے اور نام پر جنات کا جان ہے  
 جس طرح آدمیوں کا آدم اور توزیت میں ہے کہ جن اصل میں فرشتے تھے مالک عالم نے قوت شہوت  
 و غضب عطا کر کے حکومت ارض پر بھیجا کہ انکی نسل ہوئی اور تفسیر کبیر میں ہے کہ جن اجسام ہونے  
 قادر بر شکل باشکال مختلفہ اور عاقل و معین و احمق و بی وقوف و نیک و بد و خوب و زشت و غلی

زمین  
 ہر درجہ میں

زمین  
 ہر درجہ میں

ہر درجہ میں

و فقیر مانند نوع انسان کے انہیں بھی ہوتے ہیں سو جس قسم میں خیر تہہ و نورانیتہ غالب ہو وہ صالح ہو عرفت  
 انکو پیری بولتے ہیں اور جس قسم پر خباثت اظلمت غالب ہو وہ ہوسوزی ہو عرفت میں انکو دیکھتے ہیں  
 اور اقسام اس نوع کے بھی اکثر ہیں ایک قسم خارج از اقالیم سبہ کو وہ قاف میں مقیم ہیں انسانوں سے  
 نہیں ملتے اور ایک قسم کوہ مذکور کے سر سے پرستے ہیں اور اقالیم سبہ میں آتے جاتے ہیں اور آویسوں کے  
 اختلاط رکھتے ہیں اور ایک قسم داخل اقالیم ہو مگر سکونت میں مختلف ہو کہ بعضے دریا کے کنارے  
 ہو دو باش رکھتے ہیں اور بعضے بانغون میں اور بعضے جنگلون میں اور بعضے ویرانوں میں اور بعضے  
 مواضع تیرہ و تار ایک میں معالم التبریل میں ہو کہ جن میں تین قسم میں ایک ہوا میں طیران کرتے ہیں دوسرے  
 ماروگ بنتے ہیں تیسرے وہ کہ بدن انسان میں حلول کرتے ہیں اور بر جیوان مارتے ہیں اور  
 جواہر التفسیر میں لکھا ہو کہ سب پر بیان ملک عطشان کی تابع ہیں تخت گاہ اسکا وسط کوہ قاف ہو اور  
 جانب شرقی کوہ مذکورہ میطاش خواہر زاوہ عطشان کے تصرف میں ہوا کے تین لاکھ غلام ہیں اور  
 ہر ایک غلام سلطان ہو اور طرف غربی متعلق عبد الرحمن و اما و عبد القادر سے ہو تینتیس ہزار شاہوں پر  
 فرمان رسان ہو اور ہر ایک شاہ کے تحت میں جم غفیر حضرت ابن عباس سے منقول ہو کہ تھو و نون نام  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلے تھے بعضے کہتے ہیں کہ شیاطین بھی ایک قسم میں سو  
 جنات کے کہ انہیں احکام تکلیفی جاری ہیں مگر صحیح یہ ہو کہ اشراج بن فرمان بردار ابلیس لعین ہیں جسکو  
 انکی خبریہ انضر متصل کوہ قاف ہو اسفار مغربی اور تسخیرات سراجی اور معاندان و غیر ہا سے معلوم  
 ہوتا ہو کہ جنون کے بادشاہ مسلمان کا نام طلوع خوش ہو کہ انکی زبان میں معنی کریم النفس ہو اور اسکی قوم  
 انسان سے محبت رکھتے ہیں اور جنون کے بادشاہ نصاری کا نام بسدیوس ہو کہ انکی زبان میں معنی  
 پرستندہ روح ہو اور اسکی قوم انس بسیر الانس ہو اور جنون کے بادشاہ یہود کا نام جلعطو ناش ہو معنی  
 براندازندہ سحر اور اسکی قوم نہایت خبیث ہو سارے انسان مخصوصاً اس امت کے اہل ایمان کے دشمن جان  
 اور کتاب خلقت الاسما میں ہو کہ خالق عالم نے چچاس ہزار برس اس جہان میں مخلوق بصورت گاو  
 رکھے پھر انکو ایک مرتبہ بیکل کن امر موت صادر کیا پھر ایک دریا انعام نام ظاہر کیا طول اسکا شرق سے  
 غرب تک اور عرض جنوب سے شمال تک اور عمق زمین سے آسمان تک بنایا اور پانی نہایت سفید و  
 شیرین کیا الغرض چچاس ہزار برس یہ جہان پر آب رہا اور کوئی حیوان نہ تھا پھر ایک گھوڑا نکلا کہ اسے  
 تمام آب دریا اپنے پیٹ میں لیا اور چچاس ہزار برس وہی عالم میں رہا پھر ایک مخلوق بصورت گیس  
 پیدا فرمائی کہ گیس غسل سے خود اور کھتی سے بڑی آسنے گھوڑے کو دکھایا اور چچاس ہزار برس اس قسم کے

مخلوق عالم میں ہے بعد اسکے زمین کو پچاس ہزار برس خالی رکھا پھر ایک شہر بنایا چاندی کا اور اس میں  
ایک قلعہ سونے کا پیدا کیا اور تمام شہر کو دانہ سفید سے بھرا جب پچاس ہزار برس گزرے تو ایک مرغ  
طاوس الملائکہ نام آیا اس نے سفید دانے کو کھایا اور بزرگی اس مرغ کی چھن لاکھ برس کی راہ تھی  
اور درود اسکی تسبیح تھی جب اسپر بھی پچاس ہزار برس گزرے تو ہوا سے سرخ رنگ بنا بر تعذیب  
اہل نار پیدا فرمائی اور اسکو چار حصہ کیا ایک روزخ کو بھیجا اور صرصہ و عقیم کو زمین پر رہنے دیا اور  
حصہ چہارم کو بہشت میں روانہ کیا اسی کو باد شمال و رحمت بولتے ہیں یہ ہوا بزرگ حشر و نشر ایمان پر  
چلیگی اور اجسام و وجوہ کو تروتازہ کرگی اور باد صرصہ و عقیم روز نیون پر چلیگی انھیں دونوں سے  
توم عا و ہلاک ہوئی ہوا سدا علم حقیقہ اعمال جب پچاس ہزار برس اس حال پر گزرے تو عنقریب سے  
ایک قسم کے دیو پیدا کیے اور بعد پچاس ہزار برس کے انکو جبل قاف میں مقیم کیا پھر اور طرح کے دیو  
نکالے جنکی طوالت قد کی لاکھ لاکھ برس کی راہ تھی انہیں بعضے مومن اور بعضے کافر تھے اور طریق  
توالد بیون قرار دیا کہ ہر دیو کی بائیں ران میں ایک سوراخ اور داسے میں ایک منہ تھی جب وہ دیو  
تمام رات ران راست کو ران چپ میں رکھ کر سوتا تو ایک ہزار دیو پیدا ہوتے اور یہ فعل جب ہزار مرتبہ  
ہو جاتا تو وہ یومرتا با بکلمہ وہ بھی پچاس ہزار برس عالم میں رہتے پھر کہ قاف کو گئے اور پچاس ہزار برس  
زمین خالی رہی بعد اسکے آتش بے دود سے پران پیدا فرمایا اور انکو پچاس ہزار برس زمین پر تسلط  
رکھا بعد اسکے آنکے دیگر دیو نے ایک کو جبل قاف میں بھیجا دوسرے کو ہوا میں رکھا انھیں سے  
جن ابجان کے بعد ازان پچاس ہزار برس زمین کو آب تلخ سے بھرا رکھا پھر اس پانی کو آسمان پر اٹھایا  
اسی سے طوفان نوح علیہ السلام ظاہر ہوا اور پھر بھی اس جان کی خرابی اسی پانی سے ہوگی انھیں  
پچاس ہزار برس جب اس انتظام پر بھی گزر گئے تب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور شمس العلوم میں  
لکھا ہو کہ خلقت عالم سے تا وجود حضرت آدم پنیا لیس کروڑ تیس لاکھ ستر شہ ہزار سات سو برس  
گزرے تھے اور نافع السالمین میں ہو کہ ابتداء سے پیدائش عالم سے تا ظہور وجود حضرت ابو الازواج  
محمد مصطفیٰ صلعم کے دو ارب اور دو کھرب اور ننانوے لاکھ برس گزرے تھے اور اسی کتاب کے حاشیے پر  
لکھا ہو کہ سی دو کھرب و دو ارب و نو روز لکھ سال گذشتہ بود از ابتداء خلقت افلاک تا دور آئینہ صلعم اور شاج  
فخران سرار نے اس بیت کی شرح میں ہے کیست درین اثرہ ویرا پہا کہوس من الملک نذیر خدا و تصحیح فرمائی ہے  
کہ بقول حکما و صحابہ سجا ب تبارک انفریش ارض سما سے یک لکھ و ہشتاد و چار ہزار و نو دوس سال گذشتہ و بقول  
حکما ہی ہذا ابتداء سے پیدائش عالم سے اب تک نہیں کروڑ چھن لاکھ چوراسی ہزار نو سو چھن برس گزرے ہیں اور بعض

بیان سالہا کہ  
از خلقت عالم  
تا آدم علیہ السلام  
تیرہ سو و ہشتاد و چار  
ہزار و نو دوس سال

اہل تفسیر روایت غریب حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت ابن عباس نے کہ اتنا سے  
 آفرینش ارض و سما سے اب تک شصت و دو لاکھ و ہشتاد و پنج ہزار سال گذرے ہیں اور اسی روایت  
 بعض فرق عالم کے چار قرن قرار دیتے ہیں اول قرن چوبیس لاکھ اٹھارہ ہزار برس کا کہ اس میں  
 دیویان کی تھی دوسرا قرن اٹھارہ لاکھ بیس ہزار کا کہ اس میں نمشتے آباد تھے تیسرا قرن بارہ لاکھ پانچ  
 سال کا تھا اس قرن میں ایک سو چھاس آدمی بلا توالد و ناسل آباد تھے اور بعض کہتے ہیں معلوم نہیں  
 کہ تیسرے قرن میں کون آباد تھا چوتھا قرن آٹھ لاکھ چھپیس ہزار سال کا تھا اس قرن میں آبادی دنیا کی  
 گھڑوں سے تھی بعد گزرنے اس قرن کے حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور برابرہ ہنود کہتے ہیں  
 کہ اس عالم فانی میں خدا سے تعالیٰ شانہ نے پینتالیس لاکھ اور بیس ہزار سال کسی کا ایک دور بفر کیا  
 کہ مشتمل چار قرن پر ہر اول ست جگ مدت اسکی سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس متعارف کی تھی  
 وضع کل عالم صلاح پر تھی عمر طبعی اس دور سے بیس لاکھ برس کی تھی دوسرا تریا جگ مدت اسکی  
 بارہ لاکھ چھپانوسے ہزار برس کی تھی اس وقت میں ایک حصہ وضع عالم کی برخلاف صلاح تھی  
 اور تین حصے صلاح پر اور عمر طبعی اس دور سے بیس و دو ہزار برس کی ہوتی تھی تیسرا دور اہر جگ  
 مدت اسکی آٹھ لاکھ چونتیس ہزار برس کی تھی اس دور میں دو حصے روش عالم کی صلاح پر رہی اور  
 اور عمر طبعی ایک ہزار برس کی تھی چوتھا کل جگ مدت اسکی چار لاکھ بتیس ہزار برس کی ہے اس  
 دور سے میں ایک حصہ وضع عالم کی راستی اور رستی پر ہے اور تین حصے نادرستی پر اور عمر طبعی  
 سو برس کی ہے بعد ازان نما پر لم ہوگی اور ہر چیز فانی ہو جائیگی اور پھر ست جگ شروع ہوگا اور  
 کوئی نہیں جانتا کہ کتنے مرتبہ نما پر لم ہوئی ہو انتہی تو ہم باجملہ براہمہ کے حساب سے اب کہ محرم سال  
 یک ہزار و دو صد و شصت و دو ہجری جو دورہ کل جگ سے چار ہزار نو سو انیس برس گذرے ہیں  
 اور چار لاکھ تائیس ہزار کا اسی برس باقی ہیں فائدہ جو کچھ خلقت الایمان و تیس العلوم و غیرہ  
 کتابوں سے اس مقام پر نقل کیا گیا اصل اسکی کتب معتبرہ میں نہیں پائی جاتی لیکن بعض تفسیرین  
 تفسیر کریمہ رب العالمین میں بعض روایات نقل کی ہیں و اما علم بقیۃ الحال فاما وہا جانا چاہئے  
 کہ انبیاء علیہم السلام جنکی نبوت میں اختلاف نہیں ہے چھپیس ہیں آدم علیہ السلام و آدمین علیہ السلام  
 و نوح علیہ السلام و ہود علیہ السلام و صالح علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام و شلوط علیہ السلام  
 و اسمعیل علیہ السلام و اسحق علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام و یوسف علیہ السلام و داؤد علیہ السلام  
 و شعیب علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام و داؤد علیہ السلام و سلیمان علیہ السلام

یہ روایت صحیح ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ اس دور میں جو کچھ خلقت الایمان و تیس العلوم و غیرہ کتابوں سے اس مقام پر نقل کیا گیا اصل اسکی کتب معتبرہ میں نہیں پائی جاتی لیکن بعض تفسیرین تفسیر کریمہ رب العالمین میں بعض روایات نقل کی ہیں و اما علم بقیۃ الحال فاما وہا جانا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام جنکی نبوت میں اختلاف نہیں ہے چھپیس ہیں آدم علیہ السلام و آدمین علیہ السلام و نوح علیہ السلام و ہود علیہ السلام و صالح علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام و شلوط علیہ السلام و اسمعیل علیہ السلام و اسحق علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام و یوسف علیہ السلام و داؤد علیہ السلام و شعیب علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام و داؤد علیہ السلام و سلیمان علیہ السلام

و یونس علیہ السلام والیاس علیہ السلام والیسع علیہ السلام و ذوالکفل علیہ السلام و ذکر کیا علیہ السلام و حجیجہ علیہ السلام  
 و عیسیٰ علیہ السلام و حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور انھیں کانام کلام التمدین  
 بالقباب نبوت واقع ہوا ہر سوان سب کا مذکور اس کتاب میں کیا جا گیا اور سوائے انکے حضرت شثیت و علیؑ علیہ السلام  
 و حضرت شیخا واریا و شہوین و غیر حضرت علیہم السلام کا اور یقین حکیم ذوالقرنین تبع بادشاہوں کا بھی مذکور ہوگا

**اصح اول احوال ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام**

پوشیدہ نرسہ کہ نظر حکمت آفرینش جانداروں کی اس عالم ناپا پار میں ضروری ہوئی اسلیے کہ اگر  
 جاندار عالم میں نہ تو فعل اختیار ہی نہ ہو سکے اور بدون افعال اختیار یہ کے عالم میں روزوں میں نہیں  
 اور نظم ارادہ و اختیار بھی متحقق نہیں ہوتا اسی طرح شعور و ادراک بھی بدون جاندار کے متصور  
 نہ تھا اور صفت عملیہ بھی بلا مشاہدہ ہی جاتی تھی اور جانداروں کو مظہر فعل اختیار ہی ہونے میں حاجت  
 و درصفتوں کی بلا تشک ہو ایک خواہش دوسری نفرت سے عنایت کرنا ان دونوں کا بھی ضرور ہوا  
 اور حصول نفرت و خواہش بلا ادراک حسن و قبح اس شو کے جسکی خواہش کرتا ہو یا جس سے نفرت رکھتا  
 ممکن نہیں ہو لہذا پیدا کرنا شعور و ادراک اشیا جزئیہ کا بھی جاندار میں ضرور ہوا اور چونکہ شعور و ادراک  
 اشیا جزئیہ کا بالاستنباط والا استیغاب و مدت قلیلہ میں ممکن نہیں ہے تو لاجرم شعور و ادراک کلی کہ متعلق  
 امور عامہ سے ہو اور حسن و قبح ہزاروں و لاکھوں چیزوں کا بواسطہ اسکے دریافت کیا جائے جاندار  
 دنیا ضرور لازم ہوا سو بنا بر خواہش و نفرت کے قوت شہویہ و غضبیہ پیدا فرمائی اور واسطے دریافت  
 حسن و قبح اشیا جزئیہ کے بہم و خیال کو مع آلات اسکے کہ جو اس قسم میں عنایت کیے اور بنا بر شعور  
 و ادراک کلی کے روح کو آادہ کیا اور قوت غضبیہ اسکو عطا فرمائی پس ہر جاندار کو شہوت و غضب  
 و بہم و خیال و عقل سے ناکزیر ہوا اور جاندار کیفیت ترکیب امور مذکورہ میں چار قسم میں اول  
 وہ کہ قوت تھلکیہ اسکی بہم و خیال و شہوت و غضب پر ایسی غالب ہو کہ حکم انکا قطعاً قوت تھلکیہ  
 ناقض نہیں ہوتا بلکہ کالیہ فی یہ الفصال زیر فرمان ہیں اور ہمیشہ مطیع و منقاد اسی قسم کو فرشتہ  
 و روحانیات ہوتے ہیں اور زبان ہندی میں دیوا اور ویاتا اور زبان فارس میں سروش اور  
 زبان شریع میں ملائکہ و ارواح و ملکوت اور یہ قسم خطا و گناہ سے معصوم و پاک ہو اور محتاج اکمل و ستر  
 و مشفق لباس و جویع و غیرہ ضایس کے نہیں اسلیے کہ انکو غبار صدور و اعمال اختیار یہ کے ایک حسب  
 نورانی غیبیہ تک عطا فرمایا ہو کہ اصلاً و مطلقاً اس سے جدا ہی نہیں ہوتی اور انکو بسبب غلبہ  
 قوت تھلکیہ کے بدن ہو کہ جس عورت و ہیبت میں چاہیں ظاہر ہوں اشرف و اعلیٰ اس قسم کے

حلمہ عرش بہن اسکے بعد حاقین میں حوال العرش پستہ ملائکہ کرسی بعد از ان ملائکہ افلاک سب سے بہت  
 ملائکہ کبرہ اشیر و نسیم و سجاد و کرہ زہریر کہ رمی شہاب و انزال مطر و سوق ابر و صعدہ برق پر موکل ہیں  
 پستہ از ان ملائکہ موکل کسجا و جبال پستہ ملائکہ سفلیہ کہ تصرفات اجسام نباتیہ و حیوانیہ و انسانیہ میں  
 مشغول ہیں فتح الطریقین جو کہ سارے ملائکہ تین قسم میں منحصر ہیں ایک مہمینہ عنونق جو عبادت  
 تسبیح تہنیدیں جو کہ ذکر الہی کے سوا کسی طرف توجہ نہیں کرتے حدیث میں وارد ہے کہ اس قسم کے  
 فرشتے اس کثرت سے ہیں کہ بالشت بھر جگہ آسمانوں میں خالی نہیں کوئی قیام میں مشغول کوئی تضرع  
 و رکوع و سجود ہیں دوسرے تہنیدین کہ عالم کے عمدہ کام جیسے وحی لانا روزی پہنچانی جان لینا فتح شکست  
 عزت دنیا دولت بخشنا انکی وساطت سے سر انجام پاتا ہے جبرئیل میکائیل اسرافیل غرانیل اور انکے  
 اعدوان ایسے کاموں پر متعین ہیں تیسرے وہ جو اجسام کے ساتھ متعلق ہیں خواہ اجسام علویہ جیسے  
 عرش کے اٹھانے والے کہ سی کے رکھنے والے بہشت اور دوزخ کے موکل سدرة المنتہی اور بیت المعمور کے  
 متکفل تارون کے چلانے والے آسمانوں کے گھمانے والے خواہ اجسام سفلیہ سے جیسے وہ فرشتے  
 جو ہوا کو چلاتے ہیں ابر کو ابھارتے ہیں باران کے ہر قطرہ کے ساتھ نزول فرماتے ہیں دریا اور  
 پہاڑ پر تعینات ہیں درخت اور بھڑکے نگہبان ہیں شب و روز نبی آدم کے نگہبان حال ہیں لیکن ساری  
 اختیار کچھ کم نختار ہر وہ سب محبوب ہیں بے حکم خراج بچا ہیں کریں کیا مقدر و فائدہ اس مقام میں  
 ایک شبہ ہوتا ہے کہ باوصف اسکے کہ قوت ملکیت کثرت اعمال و شدت افعال کو دفا کرتی تھی اور  
 ایک فرشتہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کام کر سکتا تھا پھر خالق کبریٰ نے ایک ایک کام پر فرشتے علیہ علیہ  
 کیونکہ معین فرمائے اور رفع اس شبہ کا یہ ہے کہ اگرچہ قوت و طاقت ملکیت ان صفات سے موصوفی  
 لیکن با این ہمہ انواع مختلفہ اعمال کو کافی و روانی نہ تھے یعنی ایک فرشتے سے نہیں ہو سکتا تھا کہ  
 دو طرح کے کام کو سر انجام کرے مثلاً ملک الموت نفع روح نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ نفع و نفع میں  
 تضاد ہے اور حضرت جبرئیل پانی نہیں برسا سکتے اور حضرت میکائیل وحی نازل نہیں کر سکتے ہیں  
 جہلور سے انسان میں قوت سامعہ باصرہ کا کام نہیں کر سکتی اور باصرہ نہیں سن سکتی حالانکہ ان دونوں  
 ممکن ہے کہ ہزاروں آوازیں سن لیں اور نہ تمکین اور آنکھوں کو ممکن ہے کہ لاکھوں رنگ دیکھیں اور  
 نہ تمکین اور یہ تو ظاہر ہے کہ ایک ایک نوع میں طرح طرح کے اعمال مندرج ہیں مثلاً عذاب و نفع کہ انواع کثیر  
 ہوتا ہے اور اگر ایک فرشتہ اس کام پر مقرر کرتے تو انواع عذاب سر انجام نہ ہو سکتے اور نفع سے حکمت بچ رہی  
 کہ ہر ایک کام پر ایک ایک شخص جہاں مقرر کیا جائے تاکہ مخلوق انتظام ہو قسم درم وہ چاند ہے کہ وہ چاند ہے

عقل پر و نیز شہوت و غضب پر غالب ہے یعنی عقل و شہوت و غضب جمیع افعال اختیار میں تابع وہم و خیال کے ہیں اور بدن اس قسم کا اجزائے ہوائیہ و ناریہ کا خلاصہ ہے جسکو کلام باری میں بارج من فرمایا ہے کما جازنی الرحمن و خلق ارجان من بارج من نار یعنی بنایا جان کو ایک دہک سے اور ایک مقام پر فرمایا ہے نار السموم لما درونی سورۃ الحج والجان خاقانہ من قبل من نار السموم یعنی جنات کو بنایا ہننے قبل اس سے لون کی آگ سے کہ لطیف ہوا آمیز ہوتی ہے اور بدن انکا روح ہوائی آدمی کا جو قلب میں پیدا ہوتی ہے حکم رکھتا ہے فرق اسقدر ہے کہ روح ہوائی انسانی عناصر اربعہ کا خلاصہ ہے کہ اسکی غذا میں کام آتی ہیں اور بدن اس قسم کا محض اجزائے ناریہ و ہوائیہ سے مرکب ہے اور بدن نسیمی انکا کہ نزلہ روح ہوائی آدمی کے، جو اسی جنس لطیف سے ہے کہ آنکھ بدن سے احتلاط و اتحاد پیدا کر کے ہر چہ آب و شیر کزیگ ہے اسی سبب سے قوت وہم و خیال انکی اس بدن کو مانند بدن نسیمی کے تغیر دیتی ہے جو سطح آدمی کو بدن نسیمی میں حالت خون و فرغ میں اور کیفیت سرور و نشاط میں تغیر ہوتا ہے آری یہ قسم کبھی اسی بدن پر کثفا کرتی ہے اور سام انسان میں متصرف ہوتی ہے اور داخل حقیقہ میں در آمد برآمد رکھتی ہے اور کبھی بقوت وہم و خیال ایک جسم کثیف ترتیب دیکر باشکال مختلفہ ظاہر ہوتی ہے اسی باعث سے اکثر اوقات بدن اس قسم کا نظر نہیں آتا جو مثل ہوا و نار شعاع و باہن ہمہ بقوت وہم و خیال انحال شاقہ و ثقیلہ کر سکتی ہے جو سطح ہوا بڑے درخت کو گرا دیتی ہے اور اس قسم کو احتیاج اکل و شرب و جماع و بیہوشی وغیرہ خایس کی ثابت ہے سو اس قسم کا نام جن ہے اور ہندی میں لفظ دیونا انکو بھی شامل ہے فرق اسقدر ہے کہ جو گروہ اس قسم کا پیشتر مصر و بشار و قبائح ہے اسکو ذہبت نامزد کیا ہے اور لغت عرب میں اشراجن کو شیطان اور غیر شریر کو جن کہتے ہیں اور لغت فارسی میں شریر کو دیو اور غیر شریر کو پری حدیث شریف میں وارد ہے کہ یہ قسم بھی باہم اختلاف رکھتی ہے یعنی بعض پر دار کہ مثل ہوا سے تندرٹے ہیں اور بعض بصورت ماروسگ پھرتے ہیں اور بعض بصورت انسان خانہ داری و بیہوشی کرتے ہیں اور کوچ و مقام کرتے ہیں اور بیشتر مسکن انکا صحرا و کوہستان و ویرانہ ہے لیکن یہ سب صورتیں ہیں کہ ہر فرقے کو ایک صورت سے خصوصیت و رغبت ہم پہنچی ہے والا اصل بدن جنات کا انھیں اجزائے ہوائیہ و ناریہ سے مختلط ہے اور یہ قسم کو یا عالم ملائکہ و حیوان میں بنفخ ہے جو سطح عقل و طبیعت میں وہم و خیال برزخ واقع ہے و لہذا حکام و دونوں طرف کے آئین متحقق ہیں پس شکل باشکال مختلفہ و تباہرات کلیہ وہم و شعور حسن و قبح امور و حقیقہ میں عالم ملائکہ سے پایا ہے اسی سبب سے قلم تکلیف اپنے جاری ہے اور اکل و شرب جماع

و غیرہ خواص حیوانیہ حیوانات سے لیا ہو کہ اتباع شہوت و غضب مثل حیوانات کرتے ہیں فرق  
 اسی قدر ہے کہ حیوانات نے عقل و وہم و خیال کو مغلوب شہوت و غضب کیا ہے اور اس قسم نے  
 عقل و شہوت و غضب کو مغلوب وہم و خیال قسم سوم وہ جاہل ہے کہ شہوت و غضب اسکی  
 عقل و وہم و خیال پر غالب ہو بدین حد کہ عقل کا معدوم ہے اور وہم و خیال شہوت و غضب کے  
 زیر فرمان ہے اس قسم کو حیوان کہتے ہیں وہ دو قسم ہے ایک بہیمہ دوسرا زندہ بہیمہ وہ کہ شہوت  
 اسکی غضب پر مستولی ہے اور درندہ بالعکس اور یہ دونوں جسطح چیزوں میں ہیں اسی طرح حشرات الارض  
 و پرندوں میں ہیں چنانکہ گس بہیمہ حشرات ہے اور عنکبوت زندہ ہکذا حقیقۃً استاذ الاثنی عشری تفسیر  
 من سورۃ الجمن بالجہاد اقسام ثلاثہ مذکورہ بسایط ذی روح ہیں کہ ابتداً تعلق ارواح انھیں کے ابدان سے  
 ہوا ہے قسم اول کو بنا بر سکونت افلاک و تدبیر امور منظمہ عالم خاک اختیار کیا کیونکہ معصومیتہ از خطا و نافرمانی  
 اس مقام میں مطلوب تھی اور قسم دوم کو بنا بر صدور افعال اختیار کیا کیونکہ زمین میں مقرر فرمایا اور  
 اختیار تصرف کائنات و معاون حیوانات میں عطا کیا اسلیے کہ ارواح اس قسم کی نہ مرتبہ خلقت و  
 کثافت بہائم میں تھی اور نہ مرتبہ صفا و لطافت ملکوت میں لاجرم ابدان انکے بھی اجرام عنصریہ لطیفہ سے  
 کہ خلاصہ ہوا بہت و ناریت ہیں مخلوق کیے تاکہ تحصیل علوم و ادراکات و سرعت لغزو و حرکات میں بین  
 ہوں اور یہ گاہ کہ روح و بدن اس قسم کے قریب ارواح و ابدان ملائے ہوئے تو انکو عالم ملکوت سے بعض  
 امور غیبیہ کا دریافت کرنا اور مجالس ملکوت میں کہ فوق السما ہے حاضر ہونا جائز ہوا تھا اور قسم سوم کو کہ  
 حیوان مطلق ہے محض بنا بر خیرت قسم دوم کے پیدا کیا گیا کہ حیوان اگر کیفیہ قسم ثانی کے تھے قسم چہارم  
 وہ جاہل ہے کہ عقل و وہم و خیال و شہوت و غضب اسکا قریب باعتماد ہے اور مبتدئہ معجون کر انھیں  
 اقسام ثانیہ سے ہے اس قسم کو واسطے سلطنت و خلافت ارض کے تجویز فرمایا ہے اور یہ مرتبہ عنایت کیا  
 کہ نام نہیبیہ توسط ملائکہ بالتخصیص اس پر نازل فرمائے اور حیوانات و نباتات و معاون و خزان کو مجبور  
 و مسخر آسکا کہ وہاں کہ خلافت کبریٰ با حسن و بدہ سر انجام کرے اور جو امور کہ بسا اظہری الارواح سے  
 مرجم و متوقع نہ تھے اس میں ظہور پکڑیں اس تحقیق و تدقیق سے سر تقدم جن کی پیدائش کا خلقت انسان  
 واضح ہوا اور نکتہ شرکت جن و انسان کا محل امانت تکلیف میں ظاہر ہو پیدا ہوا کمالا یعنی  
 علی التدریج لیکن عالم جن کو یا سطح سفلائی عالم ملکوت کی جو اسی وجہ سے کمال انسانی کی راہ کہ  
 عبارت ترقی عالم غیب سے ہر صاف و شفاف نہیں رہی اور اکثر گروہ نبی آدم کے اسی سطح سفلائی  
 مقید و گرفتار ہو گئے ہیں بیان تک کہ مدارک و وہم انکے اسی سطح سفلائی میں محصور و منحصر ہو گئے

اور طاقت اس قدر نہیں رکھتے کہ تخریق سطح آگے چلین اور اپنے مرکز پر صعود کریں اور لہذا بعض نبی آدم نے اشخاص عمدہ سطح سفلائی کو اپنا معبود و مسجود قرار دیا ہے اور بعضوں نے اپنی حاجات و لابیات میں انکو مستعان و مددگار گردانا ہے اور بعضوں نے حوادث مستقبلہ اور اخبار آتیہ سے پوچھنا شروع کیا اور مشرک و بت پرست ہو گئے جتنے کہ بعض جاہلون نے اس عالم میں بلا واسطہ حضرت الوہیت انھیں کو مستقل بالذات و قادر و مطلق سمجھا اور بعض نے یہ تجویز کیا کہ یہ عماد اولاد و نبات حضرت خالق کبریا ہیں کہ مذاہب ہنود و رسوم مشرکین عرب کے دیکھنے سے یہ بات بخوبی منکشف ہوتی ہے اور صریح و صاف معلوم ہوتا ہے کہ بطن علم و طبع ہمت ان لوگوں کی صرف یہی سطح سفلائی ہے بلکہ بعض جاہل مسلمین بھی اس ورطہ بلاک میں گرفتار ہیں کہ بعض اشخاص اس عالم کو پراکتے ہیں اور استعانت و استعلام انھیں سے کرتے ہیں اور بعض کو پری اور بعض کو پیر بولتے ہیں و لہذا لیکن یہ سد حائل کہ شاگ راہ عالم غیب کی تھی بقیہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹوٹ گئی اور راہ ترقی و عروج اربع بشری کی صاف ہو گئی کہ اذحقہ تا ذالانسانی تفسیرہ اور عماد قطب الدین نے درۃ التاج میں لکھا ہے کہ حقیقات مخلوقات چار ہیں اول طبقہ فرشتوں کا جس میں حکمت و شہوت نہیں دوسرا بہائم کا جس میں شہوت ہو حکمت نہیں تیسرا نباتات و جمادات کا کہ انہیں نہ شہوت ہے نہ حکمت چوتھا وہ کہ بہیم شہوت و حکمت دونوں ہیں برسبیل کمال وہ انسان ہے کہ انہیں عقل و جہل و شہوت موجود اگر عقل و حکمت کے تابع ہو تو درجہ ملکوت پایا اور جہل و شہوت و جہل میں پرا طبقہ بہائم میں داخل ہوا لیکن اس تقریر سے جنات و شیاطین خارج رہتے ہیں اور بعض کے نزدیک اقسام مخلوق تین ہیں روحانی محض جمہور ملکوت و جسمانی محض مانند معادن نباتات وغیرہ و روحانی و جسمانی کہ حضرت انسان ہے سو حکمت حق نے یہ تقاضا کیا کہ جو درم کسی قسم کا عمل نہ رہے اس واسطے اسکو پیدا فرمایا کہ اجتماع حکمت اور شہوت اور جسم و روح سے جو باہم منافات و تناقض رکھتے ہیں میری قدرت کاملہ ظاہر ہو اور نہ بظاہر اعتباراً آخر بھی مخلوقات تین قسم ہیں اول کاملین کہ انہیں کسی طرح نقصان کو گنجائش نہیں اس واسطے کہ معرفت انکی شہد و شک سے معرا و عبادت و طاعت انکی عجب دریا سے مبرا ہے یہ حال فرشتوں کا ہے لکما قال لا یعصون اللہ ما امرہم و یفعلون ما یریدون یعنی نہیں خلاف کرتے امر اللہ اور کرتے ہیں جو حکم دے جاتے ہیں دوسرے ناقصین کہ انکو کمال سے کچھ علاقہ نہیں جس طرح جمادات و نباتات کیسے کامل و ناقص نہیں گاہے کمال ہیں اور گاہے ناقص ہیں کہ وقت کمال

فرشتوں سے یہ مقام نمن نسیج بجز کہ میں اجلاس فرما کر انی رجعت انج پڑھتے ہیں اور وقت نعتھان حکم اولنگ کا لانعام بل ہم اصل کا مصداق ہو جاتے ہیں یہ حضرت انسان ہیں اگر کہ من انخطار والانیان والیقیم فی دارالاطمانہ والعصیان اور خطا ہو کہ ہر فرشتے کا ایک مقام ہو کہ اس سے نہیں بڑھتا کہ قال واما الالادہ مقام حکیم اور جب آنکے حال میں تغیر نہ ہو تو مقام شوق نہیں پاسکتے کیونکہ شوق کے واسطے دو چیزیں بہت ضرور ہیں ایک یہ کہ وہ چیز حاصل ہو و دوسرے یہ کہ ممکن ہو اور حال ملاکہ ممکن المتغیر نہیں تو حصول شوق و ذوق بھی محال ہو اگر نوع انسانی منوتی تو یہ صفت شوقی و عشقی مل نہ بیکار رہتی بلکہ مراد امانت سے کہ یہ انما عرضنا الامانی علی السموات والارض و اجبال فابین انج میں شوق الی اللہ ہو تو عجب نہیں ہر گاہ کہ یہ مقدمہ بالتفصیل بیان کیا گیا تو اب واضح ہو کہ حضرت ابن عباس دو گیارہ صحابہ میں سے روزیہ اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہو کہ قبل اسکے کہ علم خلافت آدم علیہ السلام کا عہدہ زمین میں بلند فرمایا اور صفحہ سطح ارض کو اس بوستان خوش اسلوب سے آراستہ کرین حکومت خطہ زمین کی متعلق نبات سے تھی کہ اولاد جان ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نام اسکا شوامو اور لقب جان کعب اجبار نزدیک ایک گروہ فرشتوں کا تھا جسکو اللہ صاحب نے شہادت و خواہش عطا کر کے حکومت زمین پر بھیجا کہ تو ان بتناسل اسے جاری ہو اور فرمان برداری و اطاعت باری جن روز و شب صبح و سہا ہر ایک نگاہ ہو اور ارتکاب منیات وغیرہ سے ہر شخص ڈرا ہو اسے سال و مہ از غایت فرمانبری آوہ شغل پریش گری و رومی تعبد زمین داشتہ و فرق تعجب ہمہ افراشتہ و جب ہر وقت حکومت دراز ہوئی اتفاقاً ایک زاہد ننگ اس قوم کا سیرکنان جنگل میں نکلا تو ایک شاخ گیاہ تر و تازہ زمین آگے ہوئی نظر پڑی اور ایک صورت شجر نو نماں خوش اندازہ سراسر نازدہ بنا براستفادہ دیکھیں میں آئی سے نہایت گویا زباغ بوشت و تر و تازہ و پاک و زیبا سرشت و اس روز دل تو جلوہ دیدہ خوش بہت ہو اگر زہد تقوی نے شاید روک دیا کہ اپنے صومعہ میں لپٹ آیا بعد چند سے پھر گیا تو وہ گھاس قوت نامیہ سے نمودار ہو شجر میوہ دار ہو شاخیں پیش و پس ہموار چھیدہ و خوشہ کا رنگین مانند سلاک گہر ناسفتہ آرنیختہ سے زآب ارچہ آید جاہر دیدہ و ولیکن بدین آبداری کہ دیدہ آخر کار ایک دانہ توڑا منہ میں رکھا تو ذوق حلاوت نے ذائقہ زبان کو نہایت چاشنی دی اور شوق نکابت نے پوست دماغ کو طراوت بخشی تب تو یہ اندیشے میں ہوا کہ یہ شو نفیس ہی اسکو بھی بھر کھانا لازم ہو اور حقیقت وہاں ہی اسکی دریافت کرنا واجب چنانچہ کئی گچھے توڑے

یہ جگہ ہے جہاں حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اس زمین کی حکومت عطا فرمائی تھی

یہ جگہ ہے جہاں حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اس زمین کی حکومت عطا فرمائی تھی

اور ایک جام رجاہی میں پھوڑے اور بنا بر غلیان وہیں چھوڑے اور آپ تفریحاً دھر دھر  
پھرنے لگا تھوڑی دیر کے بعد آیا تو اسکو بلا آتش جوش کنان پایا سخت پریشان و حیران ہوا اور  
حکمت الہی سے بالکل غافل یہ سمجھا کہ ع آخرا میں جوش و بخار تو برآورد رنگے پھر پلٹ آیا اور  
بعد اوتے توقف پھر گیا تو اب غلیان نہ تھا اب صاف سفاف بے در دہانی تھا چونکہ مقصدناے  
سے وعدہ وصل چون شو و نزدیک آتش شوق تیز تر گردید بے تابانہ جام ہاتھ میں لے  
لوش فرمایا ایک ساعت میں مدہوش و بیہوش ہوا تمام رات از خود فراموش رہا دوسرے دن  
ذوق مستی سے اپنے یاروں کو اطلاع دی کہ ایک جماعہ کثیر اس بلا میں مبتلا ہوئی اور محی نوشی  
اس قوم میں رسم ہو گئی اور ام المہابثت کی تاثیر زنا کاری و بدکاری رہا اور خواہر ہر دوست راز میں  
ختم ہوئی اور جاسے درود و عا حرام و منہیات اور غلغلہ مناجات کی جگہ زمرہ خرابات ظاہر ہوا  
سے آنکہ درصومہ تسبیح زکف نہ نہادے پھر خرابات مغان میں تفریح باو و بدست پابجگہ  
شراب خواری نے یہ نوبت پہنچائی کہ خبردار از خود بخیر ہو سے اور بخیر نفس و خوف و خطر ہو گئے  
سے بخیر آن شخص کہ جوئی چشید پش قلم جیبری و رکشید پش اس نہگامہ میں البیس نے جگہ نام  
حارث تھا اور اس قوم میں بقول بعض اہل تحقیق عالم و فاضل تھا دیکھا کہ یہ قوم باویہ نکلت  
و بدستی و حادثہ شرک و خود پرستی میں گمراہ ہو کر برباد و خراب ہوا چاہتی ہوا اور قریب تر بلطین  
مانزل ہوا چاہتی ہوا اپنے آشنائین کو مطلع کر کے کہا ع زمین میان کہے تو ان بہ کہ کنسارہ گیم ہوا  
ہزار توابع اپنے ساتھ لیکر گوشہ گرین ہوا اب زمین نمگین نے حضرت باری میں بگبہ زبانی کہا  
یارب اس قوم ولیہ ناپاک بیجا و بیباک کو ہلاک کر درگاہ کبریائی سے ارشاد ہوا کہ ع زمین میں منتقم  
حلیم ہوں عاصیوں کی عقوبت میں جلدی و تعمیل نہیں کرتا جب تک قطع حجت بخوبی نہیں کرتا  
چندے اور تامل کر زمین نے سکوت کیا اور حارث کو ارشاد ہوا کہ اپنے تابعاروں سے ایک  
شخص کو اس قوم میں ارسال کر کہ اسکو بویہ مغفرت و رحمت حق دعوت کرے اور عقوبت  
و عذاب پروردگار سے تحویف و انذار کرے شاید کہ شر و فساد سے باز آویں حارث نے مدہوش  
ابن مہابث کو بھیجا بہ واران قوم جن نے مضمون قصہ سے مطلع ہو کر فوراً قتل کیا پھر حارث نے  
بحکم خدا دوسرے کو بھیجا وہ بھی شہید ہوا اسی طرح نو سو ننانوے انصار اور فقہا سے البیس  
مارے گئے تب آئے یوسف ابن یاسن خواہ ہنس کو بھیجا کہ اسنے دعوت بسوسہ حق شروع کی  
قوم جن نے اسکو گرفتار کیا اور ایک دیگ میں بند کیا اس میں تیل ڈال کر آگ پر چڑھایا کہ وہ

خاک ہو گیا تب پھر زمین بجا رہ فریادی ہوئی حضرت خداوند کبریا نے نملک اول کے فرشتوں کو  
 تحت فرمان ابلیس فرما کر بنا بر قلع بنیان جنات معین فرمایا کہ فرشتوں نے اکثر قوم جن قتل کیا  
 بقیتہ السیف جبل قاف و جزائر بحر محیطین بھاگے کہ اسی جگہ مقید ہوئے اسی کا گزارہ ہی سے  
 ابلیس حکومت دنیا پر سرفراز ہوا بعض کہتے ہیں ابلیس کو افسر ملاکہ نعین فرمایا بلکہ یہ کنجٹ طفل  
 خردسال ہوشیار و چالاک تھا فرشتوں نے جب قوم جنبہ پر فتح پائی تو اسکو آسمان پر پکڑے گئے  
 اور پرورش کرنے لگے اسے عبادت میں نہایت کوشش رسمی شروع کی تھے کہ ملاک پیسقت گیا  
 اور بعض روایات میں ہے کہ جب اکثر قوم جنبہ مارے گئے اور بعض بچے ہوئے جزائر و جبال میں رہے  
 تو ابلیس کہ جنبہ میں تھا اور عبادت و طاعت میں سب سے ممتاز تھا فرشتوں کے ساتھ آسمان پر  
 چلا گیا اور فرشتوں کو شفیع گردان جناب باری میں یہ عذر پیش کیا کہ میں ہا میں شرک تھا سو ہنے  
 سندہ نحو حاصل کی اور فرشتوں میں رہنے لگا الا بطمع حکومت دنیا جو کوئی حکم فرشتوں کو عبادت و  
 ابلیس اسکی بجا آوری میں پیش پیش ہو جاتا اور آپ ہی اسکو بجا لاتا انغرض ابلیس ابتداء سے ہی  
 و طاعت میں بنظر ظاہر مصروف اور ریاضت و مجاہد سے پریرا مشغول تھا چنانکہ مشہور ہے کہ سالک  
 برس روئے زمین پر عبادت کرتا رہا کوئی مقام اسے نہیں چھوڑا کہ سجدہ نہ کیا ہو یہ حال دیکھ کر ملاک آسمان  
 دنیا اپنے مقرر کولے گئے یہاں بھی عبادت میں مصروف ہوا اور عابد مشہور ہوا کہ جملہ ملاک سموات  
 اپنے اپنے مقامات پر لے گئے کہ ہر آسمان پر آسکانام جدا ہوا یعنی آسمان اول میں عابد دوسرے میں  
 زاہد تیسرے میں آداب و برہانیتہ صالح پانچویں میں ناشع ششم میں شاکر ہفتم میں مطیع پچھترہ میں  
 گیا اور عزیز خدا بنکر عزرائیل کہلایا معالم میں ہے کہ اللہ جل ذکرہ نے ابلیس کو زمین و آسمان کا ملک اور  
 جنت کا خزانہ و مانی نہ عطا فرمایا تھا کبھی تو زودایا نے زمین پر سجادہ عبادت بچھاتا تھا اور گلہ پے طاقت  
 افلاک میں قنادیل طاعت روشن کرنا تھا اور جب چاہتا بہشت میں مراسم خدمت ادا کرتا اور اکثر  
 زیر عرش کروبیوں کے ساتھ تسبیح و تملیل میں سرگرم رہتا یہاں تک کہ عجب و پندار نے سکھایا کہ میں  
 اکرم کرو بیان و افضل فرشتگان ہوں سے اس عجب نے تو کھو دیا اسکو + آخر آخر ڈوبو دیا اسکو +  
 یوں جوڑوے کہیں تو جاننے لگے + غرق دریا سے کبر کیا نکلے + انھیں دنوں میں ایک دن وازہ  
 بہشت پر گنڈا دیکھا کہ حلقہ وریپہ لکھا ہے کہ مقربان دولت خداوندی و نواحیگان حضرت سروری سے  
 ایک بندہ عزیز عبادت و ریاضت سے سرفراز بلندی مرتبہ میں اپنا سے جنس سے ہزاران ہزار و جب  
 ممتاز میری فرمان برداری میں تصور اور اپنی طاعت و عبادت پر غور کرے گا کہ میں اسکو مرتبہ عزت

اور دریا اور بیابان

تو حکمت سے مغزول اور دربار خداوندی سے مردود و مخدول گردنا کہ خیر کبھی مقبول نہوگا غیری  
 کہ از درگمش سر یافت + بہر در کہ شد بیع عزت یافت + یہ بات دیکھ کر اہلبیس نے التماس کیا کہ الہی  
 مجھے حکم ہو تو میں بھی اُس پر لعنت کروں ارشاد ہوا کہ سب لعنت کرینگے تو بھی لعنت کرنا کہ اہلبیس  
 ہزار برس کامل لعنت کرتا رہا مغزور پس پردہ پندار شست + می پندارو کہ درگمش خیر ہی بہت  
 چون پردہ ز پیش کار او بردارند + بیند کہ بھرباوند او در دست + روایت ہے کہ ایک دن یہ قصہ حضرت  
 اسرافیل علیہ السلام کو بھی لوح محفوظ میں نظر آیا تو خوف سے روئے لگے فرشتے اہلک کے بہت مضطرب  
 اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور حقیقت حال سے مستفسر ہوئے جب مطلع  
 ہوئے تو بہت پریشان ہوئے اور یہ شوری قرار پایا کہ غزابل فرشتوں میں بالفعل بہت مغزور ہوا  
 پاس چلکر درخواست دعا کریں شاید برکت دعا سے ہلوگ محفوظ رہیں سو اکثر فرشتے غزابل کے  
 پاس گئے اور استدعا کی اُسے سب کو تسلی دی اور کمال غرور سے یوں دعا مانگی کہ الہی یہ تیرے  
 بندے ہیں تو مالک رحیم ہو انکو اُس بلا سے جو میں نے لوح میں مکتوب دیکھی ہے محفوظ رکھ لے  
 دعا اُسکی فرشتوں کے حق میں قبول فرمائی اور رقم شقاوت اس تکبر کے نام پر قائم کی سے اولک  
 دولت از علم بر نوردارست + با علم تو زبور عمل ہم یارست + مغزور شو کہ در پس پردہ غیب + اسرا  
 عجائب قضا بسیارست + عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس واردات سے بارہ ہزار  
 برس گزرے تھے جب اہلبیس ملعون ہوا حسن بصری ح سے تفسیر خواہ میں منتقل ہو کہ اہلبیس نے  
 نو لاکھ پچھتر ہزار برس خدا کی بندگی کی اور تفسیر بنا مع میں ہو کہ اسکی کرسی عرش کے تہ پچھتر تھی  
 اور فرشتے طرق عبادات اسی سے سیکھتے تھے فی الحقیقہ پادشاہ تھا سو جب نبی اجماع نے نسا  
 شروع کیا تو خدا سے تعالے نے اہلبیس کو کہ یہ بھی اولاد جان میں تھا ستر علم ہر علم کے تابع ستر ہزار  
 ملائک دیکر بنا برا خراج و اہلاک روانہ کیا کہ اُسے منصفین جنہ کو نیست و نابود کر دیا پھر حکم ہوا کہ زمین  
 قیام کرو اور سلطنت زمین بھی اہلبیس کو تفویض کی گئی اور تمام عالم علوی و سفلی کو متیقن ہوا  
 کہ بہترین مخلوقات الہی غزابل ہو مگر زبان قضا سے انلی یوں پکارتی تھی عہدہات از تو بر کنست  
 جب تین سو برس اس حال پر گذرے اور فرشتوں کو زمین پر سکونت خوش آئی اور بسبب آسانی  
 عبادت و طاعت کے دنیا میں آرام ملی تو ارشاد ہوا کہ وقت رحلت و کوچ ہو یہاں سے اٹھنے کی  
 تیاری کرو سے چہ بندی دل درین کاخ دل آویز + کہ تا جاگرم کر وی گویدت خیر + کسی کو مل درین  
 کلزار بندو + چو کل زمان پیش تو کرید کہ خندو + اور خطاب ہوا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ

یعنی جبکہ بنا ہوا زمین میں ایک نائب بدل قوم نبی النجان کہ کثرت روزگار میں و عبادت رب العالمین  
 خلیفہ تمہارا ہو و اعانت حق و امانت باطل میں میرا خلیفہ ہو متفقین اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں  
 کہ خالق الایزال نے اس لیے اس طرح فرمایا کہ ملائکہ آپ کو مقرر فرمائیں اور اسباب مقرر آسمان میں کیا کریں  
 لیکن یہ سخن اس وقت درست ہوتا ہے جب کہ ملائکہ سے صورت سکان ارض مقرر ہوں اور اگر یہ خطاب  
 جمیع فرشتگان آسمان زمین سے ہو جس طرح روایت صحیحہ میں ہے تو اس کلام سے یہ مقصد ہے کہ  
 اس بات میں جو کچھ استفسار کرنا ہو کر لین اور حکمت اسکی جو جہلیوں اور فرشتوں سے خطاب کرنے کا  
 یہ سبب ہے کہ منافع مخلوقات درحقیقت ملائکہ سے مقدر ہوں اور عنایت و چوکیداری مخلوق کی  
 اسی فرشتے کے مفوض ہو چنانچہ افلاک و کواکب کا گردش دینا پانی کا برسانا ہوا کا چلانا گھاس کا  
 اگانا معدنیات کا کو ہستان میں قائم کرنا وغیرہ امور دنیاویہ انھیں کے واسطے ہیں گویا تمام عالم نازل  
 قصبہ یا شہر ہو اور یہ فرقہ اسکا عامل و کارکن ہے لاجرم جب تک یہ فرقہ طبع و عمران پر و خلقیۃ الائنہ  
 نمودار نہ ہو اسکا کسی چیز میں جاری نمودار اور جب کہ ملائکہ مطیع و منقاد ہو جائیں تو کوئی شے  
 نافرمانی نہ کیگی اور پیش بندی قبول خلافت کی تمام عالم سے منظور تھی اس لیے تجویز ہوا کہ اول  
 فرشتوں کو تا بعد از بنائے تب خلیفہ کو حکومت کی سند دیکھیے اور حیوانات وحشی کو فی الجملہ ارادہ  
 و اختیار رکھتے ہیں لیکن فرشتوں کے مقابلے میں محض مجبور ہیں و لہذا جبکہ خلافت ظاہر حضرت  
 سلیمان علیہ السلام اوج کمال کو پہنچی فرشتوں نے جنات و ہوا و طیور و وحوش کو چاروں اچار سحر  
 و منقاد کر دیا کہ سب پر حکم رانی واقع ہوئی لیکن ملائکہ اس کلام سے سمجھے کہ جب خلیفہ زمین میں پیدا ہوا  
 تو عناصر مختلفہ سے مستفید ہوگا و لہذا قوت شہویہ و غضبیہ بوجہ اتم درکار ہونگی تاکہ لذات سفلیہ کی  
 خواہش قرار واقعی ہو اور اس خواہش میں جو کوئی معارض و مانع ہو اسے دفع کرے اور جب  
 قوتین مذکورین بوجہ کمال پائی گئیں تو انتظام عالم برہم ہو جائیگا لہذا بطریق ہتفسار دستاویز  
 جناب الہی میں ملتزم ہوئے کہ پیدا کرنا قائم مقام کا اگر محض واسطے آبادی و صلاحیت زمین کے ہے  
 تو بدرون اسکے کہ خلیفہ محتاج اشیار ارضیہ کا ہوا مکان سے خارج ہو اور جب احتیاج امور سفلیہ کا  
 ہوئی تو قوت شہویہ جوش کر لگی اور جو کوئی اس میں معارض ہوگا تو وہی قوت شہویہ بصورت قوت  
 غضبیہ تبدیل ہو جائیگی کہ نوبت قتل و قتال و جناب و جدال کی پہونچتی دہا سے اسکے جب  
 یہ خلیفہ عناصر مختلفہ سے بنایا جائیگا تو اسکی روح میں نمونہ تیری صفات کا بھی ہوگا اور عیناً  
 مختلفہ داعی لذات سفلیہ ہیں تو غالباً ان صفات کو لذات سفلیہ میں صرف کر لیا مثلاً

تفسیر امان

علم و حکمت کو تدفیبی لذات بین و حیل و تبیرات شیطانہ میں اور قدرت کو انحال و لامیہ میں اور ارادے و اختیار کو معاصی و قبایح میں اور قوت سامعہ کو سماعت اوتار و غیبت و ملاہی میں اور قوت باصرہ کو مشاہدہ امار و نساہ میں و معائنہ مکانات خوش فضا میں اور قوت کلامیہ کو موج متکبرین و ہجو متقدسین و فحش و دروغ و لعن میں پھر ایسا خلیفہ واسطے اصلاح زمین کے کہ مسر سنا د و خون ریزی کی اس سے توقع ہی پیدا کرنا ہماری نظر قاصر میں ہوا تو حکمت نہیں معلوم ہوتا کیا قائل

تالوا اتجمل فیہا من لیسہ فیہا و یسک الدبار یعنی بولے کیا تو رکھیگا آسمین جو شخص نسا د کرے وہاں اور کرے خون اور اگر اس خلیفہ کے پیدا کرنے سے یہ ارادہ ہو کہ اپنے پروردگار کو متصف

بکمالات جانے و منزہ از نقصان و زوال سمجھے تو ہم کیا تصور کرتے ہیں بلکہ ہم تیرے ہی واسطے خاص تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں اور کسی کو ہرگز تیرا شریک نہیں کرتے بخلاف اس خلیفہ ارضی کے کہ آسما مرکب حرص و ہوا و عجب و ریا ہوگا جس طرف اپنے حصول مطلب کی کوئی راہ پاویگا اسی طرف عنان تسبیح و تقدیس پھیر دیگا اور ملاحظہ آسمان میں ایسا فرد ہوگا کہ سبب سے بالکل غفلت کرے گا

اس باعث سے ایسا خلیفہ پیدا کرنا مناسب حکمت نہیں ہی چنانچہ ارشاد ہوتا ہی عن سح سحرک و تقدیس لک یعنی ہم پڑھتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو

تب اللہ صاحب نے جواب دیا الی اعلم مالا تعلمون یعنی میں جانتا ہوں جو کہ تم نہیں جانتے ہو اور مجھے معلوم ہے کہ تم خلافت عالم کی لیاقت نہیں رکھتے اور اس خلیفہ کو لیاقت ہی مگر تم

آگاہ نہیں ہونے بیہ واضح ہو کہ اعتراضات ملائکہ میں کسی باتوں کی فرو گدناشت ہو کہ وہ اب مناظرے کے خلاف ہی ایک یہ کہ صرف شہوت و غضب ایک ہی سمجھا ہو دوسرے کو خیال کیا

حالانکہ صرف شہوت کے دو ہیں اور غضب کے بھی دو ہیں ایک وہ جسکو ملائکہ نے بیان کیا دوسرا وہ کہ شہوت و غضب کا رضاء آہی میں صرف ہو پس جب شہوت کا رضاء آہی میں

صرف ہوگی تو محبت و عشق آہی پیدا ہوگا کہ ملائکہ اسکو اصلاً حاصل نہیں کر سکتے اسی طرح جب غضب خدا کے کام میں صرف ہوگا تو اس سے جاد و جان بازی و عزت و رفعت دینی ظاہر ہوگی

پس مقام قبل و قال میں ایک طرف اختیار کرنا دوسری جانب ترک کرنا داب مناظرہ کے خلاف ہی دوم یہ کہ اگر شرور و قبایح عالم میں ظاہر نہ ہوں اور نسا د و خون ریزی نہ پائی جائے تو معنی تکلیف و

بیشتر رسل و انزال کتب و کارخانہ وحی و سلسلہ امر و نہی و ترغیب و برطالیات و ترہیب از منہیات و دعوہ و تہذیب و تقویٰ و عید مخالفت و معاصی بالکل برہم ہو جائے و صورت مجازات و مکافات اخروی

تو در آن وقت ہوا کہ  
از این بیان

و تالی

و آباوی و اشراف و اہل عقاب متحقق نہوا اور جمیع شیون انویہ مطلق بیکار نہ جائیں سہ درکار خانہ عشق  
 از کفر ناگزیرست و دوزخ کرا بسوزد و گویا بے و صاحب گویا سہ قاتلش نمازی و تقویہ  
 بود صاحب شہید و بیچ کافر اورین و نیا چشم کم سہین و تیسرے یہ کہ فرشتوں نے لجانہ تسبیح  
 و تقدیس آپ کو مستحق و سزاوار خلافت سبحا اور مخلوق ارضی کو لائق ذیال کیا اور کچھ نہ جا کہ حق تھا  
 جل شانہ نے جو مخلوقات ارضی و سماوی و علوی و سفلی پیدا فرمائے ہیں بیکار و بیفائدہ نہوں گے  
 اور منتفع ہونا بذات خاص سنانی استغناء ہر اسے کہ جس چیز سے انتفاع فرض کرینگے اسکی طرف توجہ  
 ضرور ہوگی یہ بات منافی شریعت کے ہر لہذا ضرورت ایسے مخلوق کی ہوتی جو کہ مخلوق باخلاق اتھی  
 و مستعد بصفات باری عزاسوہ ہوتا کہ جملہ مخلوقات پر مالک کیا جائے اور کار تہذیب و امر و نہی و عبادت  
 و سیادت دیگر مخلوقات و تدبیر اسرار انکی اور حفظ نظام اور تشکیل کرنا انکو طاعات اتھی میں کیا جائے  
 کہ اس سے گویا خود منتفع ہو اور بھی اور وہ کو نفع ہو چکے یعنی استیفا سے منافع مخلوقات کا  
 بواسطہ اس خلیفہ کے منظور ہوا کا قیل سہ سر مد کہ عند لیب است پروای ز زہار و بیارش گل است  
 گل را یک شت ز ضرورت و در نہ جمیع مافی الارض مطلق بیکار حکمت کے خلاف رہی جاتی ہو اور  
 ظاہر ہو کہ گبرہ ملاکہ بسبب اسکے کہ شہوت و غضب سے متبرا اور اکثر احتیاجات سے معرہ ہیں مثلاً  
 زان و فرزند و خورش و پوشش کی احتیاج نہیں رکھتے استیفا سے منافع مخلوقات علوی و سفلی نہیں کھتے  
 اور لیاقت خلافت کی اصلا نہیں رکھتے اسواسطے کہ معنی خلافت الہیہ اور تجلی اوصاف ربانیہ  
 خواص ہیبت اجتماعیہ ترکیبیہ سے ہی پس ترکیب ایسی چاہتیہ کہ جامع دونوں عالم کی ہو اور جو کہ تعلق  
 روح کا و اما بدن کے ساتھ بلا شہوت و غضب پایندہ و باقی نہیں ہو سکتا ہو تو شہوت و غضب  
 اس میں ضروریات سے ہو اور حکایت مافی الضمیر و الکون کے لیے و انتفاع اطوار کمال کے واسطے قوت  
 عقلیہ پاک بھی لازم ہوتا کہ تاج ترکیبیہ اسکے سب سے حاصل ہوں اور ظاہر ہو کہ ہر طبقہ ملاکہ کو  
 صرف اطلاع اپنے کمالات پر حاصل ہو تو حمد انکا بھی مقابل انھیں کمالات کے واقع ہوگا و مقابل  
 کمالات فوقانی اور تحتانی کے اسطرح تسبیح و تقدیس بھی ہوگی مگر مقید و مقصور ہوا ایسے خلیفہ  
 جامع کی عدم تقریر میں بجا کہ شہوت ایسی تقریر کرنا مثل اسکے ہر کسی کے قوی اور جوارح عرض کر میں  
 کہ آپ کو حاجت غلام کی نہیں ہی ہم کفایت کرتے ہیں حالانکہ نہیں جانتے ہیں کہ ہرے بجز ایک ایک  
 کام کے کچھ بھی سرانجام نہوں سکو گا اور غلام کہ پروردہ مالک ہوگا البتہ دریا سے جمعیت کمالات و کمال  
 آشتا ہوگا اور جو کام مالک سے سرانجام ہوتا ہو غلام سے بھی ہوگا اسی طرح فرقہ جنات بھی اگر ہم

شہوت و غضب انہیں ہی لیکر آئین خلافت کے سزاوار نہیں کیونکہ قوت خیالیہ انکی قوت عقلمانیہ پر غالب ہے جس چیز کو خیال کرتے ہیں اسکو حقیقت جانتے ہیں جس طرح طفل فی سوار کہ آپ کو حقیقت گھوڑے پر سوار جانتا ہے اور چوب سوار ہی کہ لو ازہ فرسیت سمجھتا ہے پھر اگر تمام مخلوقات کو انکے منافع میں مصروف کریں تو بجز خیالات کے اور کچھ سراخا نہ ممکن نہیں ہو اور منظور الہی یہ ہے کہ حقیقت ہر صنعت کی ہے کم و کاست ظاہر ہو جائے قطع نظر اس سے جنات بسبب غلبہ ناریہ کے متعلق باخلاق الہی و متصف بصفات باری نہیں ہو سکتے مثلاً صید و علم و زراعت و فلسفہ وغیرہ کہ اصلاً یہ اخلاق انہیں متعلق ہے اور اکثر مخلوقات کی جانب احتیاج نہیں رکھتے مثلاً قلعہ و حویلی و عمارات و اسلحہ وغیرہ یہاں تک بلکہ یہ بھی استفادہ منافع جمیع مخلوقات نہیں کر سکتے جس طرح متصف بصفات ربانیہ و متعلق باخلاق الہیہ نہیں ہو سکتے باجملہ سوا سے آدمی کے جمیع مخلوق ارضی و سماوی سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ منصب خلافت کا سزاوار اور سیاست منزلی و مدنی کا واقف کار ہو ولہذا انسان بوجہ خلقت تمام انواع جسکے پیدا کیا گیا تاکہ استیفاء سے منافع جمیع مخلوقات اس سے متصور ہو اور وہ مخلوقات ہندوستان و اسباب و خفا کی سمجھے جائیں سہا آدمی چہیت بزنج جامع ہر صورت خلق و حق درو واقع ہر شہل بر دقائق جیوت ہر خوبی بر حقائق لاہوت ہر صورت نیک و بد ہر شہت درو و ہر شہت درو و صاحب سلسلہ اندہ بہ فرماتے ہیں سہا یک صفت نیست از صفات خدا کہ نہ در ذات او بود و نہ در ہم علم است و ہم جمیع و بصیرت و تکلم مرید حق و تقدیر ہر چہ نہیں از حقائق عالم ہر چہ جزئی درو بود و نہ علم از باب تذکرہ فرماتے ہیں کہ معنی الہی اعلم کے یہ ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ یہ گنہگار ہیں اور میں آفرینگر ہوں یا جانتا ہوں کہ تم مطیع و فرمان بردار ہو لیکن باسباب و واقعات راوریہ گنہگار ہیں اما باقتضی و نکسار اور میری بر گاہ میں معصیت بعد از بہت طاعت با نخرستہ ہی یا جانتا ہوں کہ تمھارے مصاحبین سے ایک طرف درو و ابلیس شیطان پیدا ہوگا اور انہیں سے ایک شخص مقبول حبیب الرحمن محمد مصطفیٰ صلعم سونوای ملائکہ تک بھی شہر زندگی کافی ہوگا تمھارے گروہ سے ابلیس پر تلبیس علیہ اللعن ہوگا اور آدمی کو بھی نخریس دانی ہوگا کہ انکے فرقے سے احمدیہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوگا یا میں جانتا ہوں کہ تمھاری طاعت تمام و دائم ہو اور انکے اعمال کا گاہ لیکن تمھاری پرستش بی تکلف و مجاہدہ ہو اور انکی باہزاران ہزار وند خدہ اسوا سے کہ تمکو منافع نفس ہوں نہیں ہیں در یہ بیچارے و مخدعہ ہوا و دوسو نفس واخو اس شیطان و فکر اولاد و نسوان و فتنہ دنیا میں گرفتار ہیں با این ہمہ فرمان حق سے منہ نہیں ہوتے اور رشتہ طاعت رحیم مطلق کا نہیں توڑتے اور جو طاعت با این تکلیف ہو اس سے کیا نسبت اسکو ہو

در بعضی الفاظ

سبب تصدیق ہو یا میرا جاننا ہوں کہ تم فرمان برداری کرتے ہو اور کہتے ہو تم میں اور یہ جہاں ہماری میری تہمتیں  
اور بولتے ہیں انت یا میں جاننا ہوں نساوانکے جواج کا اور تم نہیں جانتے محبت انکے دل کی اور محبت  
شفیع اعضا ہی والفت قلبی مقبول بارگاہ کبریا سے اگر اور درست یک گنہ آئید صد شفیع از محبتش زاید  
یا جاننا ہوں کہ گناہ کرتے ہیں بدن سے اور دل میں کراہت رکھتے ہیں اور تم طاعت کرتے ہو بدن سے  
اور دل میں اعتماد رکھتے ہو تمہارا تکیہ عمل پر پورا اعتماد برکرم سے تکیہ بر گوشہ محراب کندزادہ شہرہ گر کند  
تکیہ پر اب برکرم اونہ کندہ اور اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ سیرالی اعلم کا یہ ہے کہ میں جاننا ہوں صفائی انکے عقاید کی  
عالم محبت میں ہر چند کہ ظاہر انکا معصیت سے آلودہ ہو کہ کچھ خون نہیں اسلیے کہ جب آتش محبت  
روشن ہوتی ہے تو بوضوح خاشاک گناہ کارادہ میں پڑتا ہے سب جگہ خاک ہو جاتا ہے اور ملا کہ تم صفا سے  
دیکھتے ہو میں صفا سے باطن پر نظر رکھتا ہوں تم مخالفت اعضا و جوارح پر نگاہ رکھتے ہو میں موافقت  
قلوب کو ملاحظہ کرتا ہوں تم الالمش صورت کو نظر نہ کرتے ہو میں آرائش یعنی کوتاہی کہتا ہوں تم نشہ  
آب و گل دیکھتے ہو میں جلوہ جان و دل معائنہ کرتا ہوں نگاہ باطن طاعت پہنایا انکو کسوت رحمت  
تم ریاض عبادت میں چلتے ہو یہ صدائق عنایت میں تم انکو منفد کہتے ہو میں صاب فرماتا ہوں کما قال  
یہ تھا عبادتی الصالحون تم خون ریزی میں ترنٹھت کرتے ہو میں اشک ریزی میں تعریف کرتا ہوں اور  
اعینم لفیض من الیوم فائدہ اس بیان میں گئی جبین ہیں کہ خبردار کرنا ان سے ضرور ہے اول کہ جب ارادہ  
الہی یوں ہو کہ اس قسم کا مخلوق پیدا کریں اور اسکو منصب خلافت عطا کریں تو اس شہیت کا ذکر کرنا کیا  
ضرور تھا اور ایسے امور کے اخبار سے کیا حاصل تھا کیونکہ ایسی بات مشورہ سے کے مقام میں ہوتی ہے اور  
معنی مشورہ یہ ہیں کہ ایک دوسرے کی عقل سے استعانت چاہے اور حق تعالیٰ ہر چیز سے مستثنیٰ ہے پس  
مشورہ اینجا چہ معنی دارد جواب یہ ہے کہ حقیقت خلافت الہیہ کی یہ ہے کہ خلیفہ حق منافع تمام عالم پر ہے  
اور منافع مذکورہ فرشتوں کے ہاتھ میں رکھے ہیں چنانچہ اس قسم میں بیان ہوا پس عالم کارکن اس دنیا  
فرشتہ ہیں اور ایشا دیگر مثل آلات ہیں لہذا قبل قائم کرنے خلیفہ کے اطلاع اس امر کی عامل کو ضرور تھی  
اسلیے کہ اگر پہلے ہی خلیفہ مقرر ہو جاتا تو استحقاق خلافت میں تحمل تہج تھا اور خلافت کہ اطاعت و  
فرمان برداری سے عبارت ہے کیا معنی تسلیم نہوتا اور جب قبل از پیدائش خلیفہ شہید اسکا جاتا تو اطاعت  
و متابعت میں کمال رغبت و نشاط سے قدم رکھینگے اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ مقصود اس سے یہ ہے  
کہ بندگان الہی دریافت کریں کہ امور عمدہ میں مشورہ نہایت ضرور ہے اسلیے کہ حق تعالیٰ نے باوجود ہستی  
مشورہ فرمایا ہے دوسرے یہ کہ فرشتوں نے کولان سے دریافت کیا کہ یہ خلیفہ زمین میں نساوان خیر کی

مشورہ  
مشورہ  
مشورہ

بعضے علماء کہتے ہیں کہ فرشتوں نے جنات پر قیاس کر کے یہ حکم نکالا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کلمی سے یہ بات مروی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جب اللہ نے فرشتوں سے انی جاء لنی الارض خلیفہ فرمایا تو فرشتوں نے کہا وہ خلیفہ کیسا ہوگا ارشاد ہوا کہ صاحب اولاد و احقاد ہوگا انہیں جس قدر بعض مقابلہ و مجاہدہ و کبر و کینہ و عناد و فساد و بیشتر رہیگا فرشتوں نے کہا اتجمل فیما من فیہ فیہا ہذا ما روی عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور بعضے کہتے ہیں کہ عمدہ فرشتوں کو لوح کی کمناوات پر اطلاع ہوتی تھی اور عوام ملائکہ بعض کمناوات اسکے اپنے اکابر سے دریافت کرتے تھے سو خبر پیدائش اس خلیفہ کی اور انکی شنیعہ اسکی اولاد کے اس طرح معلوم ہوئے بلکہ روایات میں وارد ہے کہ جب خانیق لائیل جل جلالہ نے عنصر اک کو پیدا و ظاہر کیا تو ملائکہ اسکی رویت سے خوفناک و ترسناک ہوئے اور درگاہ لائیل میں ملتمس ہوئے کہ یہ عنصر کسکے واسطے ہو حکم ہوا کہ عاصیون اور شریرون کے واسطے ہو اور اسدم و راسے فرشتوں کے کوئی مخلوق ذمی شعور و صاحب ارادہ موجود نہ تھا جب انی جاء لنی الارض خلیفہ ارشاد ہوا تو معلوم کر گئے کہ صدر معصیت میں مخلوق ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ خلیفہ نائب خدا ہو حکم نہ تھا میں اور حاکم کی احتیاج نہیں ہوتی مگر وقت تنازع و تحاکم سو فرشتوں نے لفظ خلیفہ سے بطریق التزام دریافت کیا کہ فساد و بے اعتدالی و قتال و خون ریزی بے شک واقع ہوگی انقض بعد قیل مقال قدرت ایزد مہیال خلقت آدم علیہ السلام سے متوجہ ہوئی اور شہیت قادر ذوالجلال پیدائش اکرم خلق پر آمادہ ہوئی اور ماوہ ترکیب کے واسطے ہر چہ باعصر پیش نظر ہوئے لیکن قعد اختیار ماوہ ترکیب خاک پاک پڑیا ہے کہ بجز خاک نیست مظهر کل خاک شو خاک تابروید گل بہ محمدین مغسین حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یوں روایت کرتے ہیں کہ اول حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایک قبضہ خاک تمام روی زمین سے لاؤ کہ میں اس سے ایک مخلوق بناؤ گا جبرئیل علیہ السلام حکم کو طاعت قبضہ خاک لینے کو آئے اور چاہا کہ خاک زمین سے لینے زمین نے التماس کیا کہ اے محمدی وحی ربانی و اسی سرخیل مقربان روحانی بین تو ایک مدت سے لگدگوب آفات ہوں لیکن ایسا واقعہ عجیبہ کبھی واقع نہیں ہوا مجکو مطلع تو فرماؤ کہ اس حکم سے کیا مقصود ہے جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں خود اس معاملے میں متردد ہوں مگر اتنا معلوم ہے کہ خالق بالکمال تجھے ایک مخلوق بنا کر ظاہر کرے گا اور اسکو اپنا نائب و خلیفہ بناے گا اور وہ مرجع ثواب و عقاب ہوگا زمین نے استعفا کر کے کہا کہ اے جبرئیل میں نہیں چاہتی کہ مجھے ایسا شخص پیدا کیا جائے اور خدا سے پناہ مانگتی ہوں اور مجھے تو خاک اٹھانے جب حضرت جبرئیل نے ایسی پناہ بزرگ کا نام سنا ناچار بے نیل مرام و ہر پناہ سے بچ گیا

جناب حق تعالیٰ نے جس کو زمین سے استعفا دیا اور زمین تیرے نام کے ادب سے بچر آیا  
تو حضرت میکائیل علیہ السلام بھی گئے (مکو بھی) آئے منّت و سمات سے ٹالا پھر حضرت میکائیل  
علیہ السلام حکم رب جلیل آئے انکو بھی تواضع و عمارت سے روکا اب حضرت عزرائیل علیہ السلام  
ہوا کہ تو جا اور ایک قبضہ خاک لانا پھر ناگرا لیکر سویر حضرت خود کا ہی کو پھرنے والے تھے اب تو تاکہ ہی  
ہو گئی الغرض باہدیت و جلال زمین کے پاس آئے وہ نہایت آہ و زاری و اباح و نماکاری گوئی  
و بقیاری سے دست بستہ عرض کرتی رہی وہ کب سنتے ہیں یہی جواب دیا کہ اوز زمین کو پیش ہوں  
میرا کلام سن کہ میں حکم خالق ارض و سما و ارشاد الاک ما فیہا و علیہا لایا ہوں کچھ اپنے کام کو  
نہیں آیا ہوں خلیل حکم کی کج ہی ہلو ان کے رو برو کو زور کی نہیں جلتی یعنی وہ چلاتی رہی حضرت  
عزرائیل نے قبضہ خاک لے ہی لیا مطلق رحم نہ فرمایا اسی دن سے عزرائیل تالیف ارواح ہوئے اور  
ملک الموت کہلئے روایت ہو کہ جب یہ عمدہ آنکے نامزد ہوا تو حضرت حمی قیوم میں عرض کیا کہ اب  
بندگان حضور میرے دشمن و عداوت ہو جائینگے اسلیئے کہ موت ہر جاندار کو مکررہ معلوم ہوتی ہوا ارشاد ہوا  
کہ میں ایک مہذب ہوت کا ظاہر میں گردانوں گا کہ خلق آسمین مشغول رہیگی یعنی کسی کو دریا میں غرق  
کر دنگا اور کسی کواگ میں جلا دنگا اور کسی کو کسی بیاری سے مار دنگا ایسی صورت میں تیرا دشمن  
کوئی بھی نہوگا و سب ابن عنبہ سے روایت ہو کہ زمین ہدیت تکلیف سے بگریہ و زاری پیش آئی  
اسی روز سے چشمے جاری ہیں اہل عرفان فرماتے ہیں کہ یہ گریہ و زاری غایت فوج و شادی سے تھا  
نہج و بقیاری سے بروایت صحیح یہ ثابت ہو کہ زمین نے حضرت جبرئیل سے کہا تجکو قسم جو خالق  
نوا بجمال کی کہ تجکو مت ایجا کیونکہ میں طاقت قربت نہیں رکھتی ہوں کہ عجز و بیکان ایش بود جیرا  
اسی لیے میں نے استقدر بعد اختیار کیا ہوا و جبرئیل مجکو اسی جگہ پرارہنے دے سے ذرہ خاک و  
در کو ہی توام وقت خوش مت + ترسم امی دوست کہ باومی بیرونا گاہم + القصہ جب حضرت عزرائیل  
خاک لے آئے تو ارشاد ہوا کہ اس موضع پر جان اب کعبہ ہو ڈالو چنانچہ اسی جگہ تودہ کیا اور ایک روایت ہے  
کہ خاک کو آسمان پر لے گئے اور دروازہ بہشت پر تودہ کیا فائدہ واضح ہو کہ اولین شرافت و بزرگی  
خاک آدم کو یہ تھی کہ کئی رسل بزرگوار کے ذریعہ سے حضرت کبریا میں طلب ہوئی اور بانڈا و مشوقان  
ناز کرتی رہی کہ فرشتے عام و خاص متعجب و متعجب ہو کر باہم تذکرہ کرتے تھے کہ اسکا شکر کیا ہو جو اس خاک  
ذلیل کو کمال اعزاز و تکریم حضرت رب جلیل میں طلب فرماتے ہیں اور یہ افتادہ راہ توجہ بارگاہ میں  
و دلال کرتی ہوئے یا تو ناز سیکنی ناز جان ترارسد + حسن نمک ترارسد نازوگر کرارسد + اور زبان لایمونی

جہاں تک وہ تھی

جہاں تک وہ تھی

یوں ارشاد کرتی تھی کہ زہدان خشک صومہ نشین گیم اور ان خرابیات غش سے کیا خبر سلامتیاں سلجھو کہ  
ذوق حالت ملائیمان بلا جو سے کیا پاشنی سے دروہل نہت دردمندان دانندہ فی خوش نشان  
وغیرہ خندان دانندہ اسرار قلندری چه دانندہ ہا سزنی است درین پردہ کہ زندان دانندہ  
چندے صبر کرد تا کہ میں اس شہت خاک پر دستکاری قدرت و کھلاؤن اور زنگار خلعت چہرہ  
آئینہ فطرت سے دور کروں ع باش تا پردہ ازین ستر نہمان بردارم پھیر فرشتوں کو حکم ہو کہ انکے کو  
گلاب کرو اور سحاب پاک کو ارشاد ہو کہ چالیس فرسخ کے اور ایک روایت میں چالیس برس تک اس  
خاک پر پانی برسا برنے بفرمان ایسے پاک اتالیس روزہ دریا سے اندر بہ دغیب سے اور ایک روز  
نہر شادی و طرب سے پانی لیکر برسا اسے بے حکمت غریب و حدیث عجیبہ نسبت بہ شادی کی زبان  
و نعم جاودان ہا بعد از ان گلاب کو خشک کیا میان تک کہ مثل سفال کو زہ گران ہو گیا کہ حرکت سے  
آواز نکلتی تھی کما قال خلق الانسان من صلصال کالغیا ر یعنی پیدا کیا انسان کو گھنگھاتی مٹی سے  
جیسے ٹھیکر جب گلاب ایسا ہوا فرشتوں کو حکم ہوا کہ میں کہ و طائف داری نشان میں کہ عرفات سے  
لاہی ڈالو کہ میں یہ قدرت سے اسکو بناؤنگا کہ حیرت طینتہ آدم بیدی اسپر دلیل ہی یعنی خمیر کیا میں  
مٹی آدم کو اپنے ہاتھوں چنانچہ چالیس برس اسمین کارگیری فرمائی نہین معلوم کیا کیا اس میں  
تعمیر کیا اور کس کس شی کا ترکیبہ و تصنیف ہوا لایعلم اسرارہ الا ہواہل عرفان فرماتے ہیں کہ ہر ذرہ  
گل میں ایک دل پہان کیا اور دل کو محل جانان گردانا اور اسکو نظر عنایت سے پردہ کش فرمایا  
اور احوال نعمت سے نوازش اور توشہ خانہ گرم سے پوشش مرحمت کی اور نعمت خانہ فضل سے  
خورش حقائق نجمیہ میں ہو کہ چالیس برس آب و گل آدم میں کمال حکمت سے تیکار تہ قدرت فرمایا  
اور اپنی ذات و صفات کاملہ کی نقاشی و رنگ آمیزی سے تصویر بنائی یہاں تک ایک ہزار ایک  
صفت اپنی اسمین رکھی بلکہ کل جو ہر لطیف و گوہر شریف کہ خزانہ عجیب اور شہادت میں تھا  
آب و گل آدم علیہ السلام میں دفینہ و خزینہ فرمایا جب نوبت دل کی پہونچی تو غنچہ دل کو  
بانج جنت سے لائے اور آب حیات ابدی سے سرشتہ کیا اور تاب آفتاب جان تاب سے  
پرورش دیکر منظور نظر عنایت خداوندی فرمایا جب دل بیغل کا کام اتھام کو پہونچا تو ایک  
گوہر نفیس نفائس مخزونات غیب سے جو انظار ملکوت و جبروت سے پوشیدہ و مخفی  
رکھا تھا اور سوا سے حضرت باری جل ذکرہ کے اسکی خزانہ داری کسی سے متعلق  
نہ تھی طلب فرما کر یہ قدرت سے خزینہ دل میں دو بیت رکھا ظاہر یہ امانت سرانہست

وہ ہوگی جسکو خواجہ حافظ شیراز واقف اسرار دراز فرماتے ہیں سنا آسمان ہزار امانت تہذیب  
قرعہ خال بنام من دیوانہ زونہ پد اور جناب حضرت حق اپنے کلام میں فرماتے ہیں امانت  
الامانۃ علی السموات والارض و اجبال فلما بین ان یحلیئہا و تنفسن منها و حملہا الانسان ان کان ظلوما  
جولاً یعنی ہم نے دکھائی امانت آسمان کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو سب سب نے قبول کیا  
کہ اسکو اٹھادیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھالیا اسکو انسان نے یہی پڑی ترس ناوان  
خلاصہ یہ ہے کہ اپنی جان پر ترس نکلیا اور امانت کے معنی یہ ہیں کہ پائی چیز رکھے اپنی خواہش کو  
روک کر آسمان زمین میں اپنی خواہش کچھ نہیں ہو اگر ہو تو وہی حسب تقادیم ہیں یعنی آسمان کی  
خواہش پھینک دین کی ٹھہرنا اور انسان کی خواہش اور ہر اور حکم خلاف اس کے تو اس چیز کو خلاف  
اپنے جی کے تھا منہ بہت شکل ہو اور بڑا زور چاہتا ہوا سکا انجام یہ کہ منکروں کو تصور پر مگر ادا  
ماننے والوں کا تصور مان کر ناب بھی حکم ہو کہ اگر کسی کی امانت کوئی دیدہ و دانستہ ضائع کرے  
تو بدلہ دینا آتا ہو اور بے انتہا ضائع کرے تو بدلہ نہیں دے لانا ولی اللہ محدث فرماتے ہیں کہ امانت  
امانت سے استعداد تکلیف اور ہر اور نواہی کی ہو اور ظلم و جبر سے مراد یہ ہے کہ بالفعل عدلت  
اور علم نہیں رکھتا ہی الا قابلیت اسکی ہو اور عالم القہر میں لکھا ہو کہ امانت سے مراد طاعت  
اور فرائض ہیں کہ عرض کیا اللہ صاحب نے سموات اور ارض پر یہ قول ہو ابن عباس کا اور  
ابن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امانت سے مراد ہوا و اسے نماز اور ایثار زکوٰۃ اور صوم  
رمضان اور حج کعبہ اور صدق کلام اور قضاے دین اور کیمیا اور منہ ان کا پورا کرنا اور مجاہد  
کتنے ہیں کہ مراد امانت سے فرائض اور حدود دین ہیں اور ابو العالیہ کہتے ہیں کہ جملہ احوال  
اور منیات مراد ہیں اور زمین اسلام کہتے ہیں کہ صوم اور غسل جنابت مراد ہیں اور جو خیرین  
پوشیدہ ہیں احکام اور شرایع سے اور عبد اللہ ابن عمر و ابن عباس فرماتے ہیں کہ سب کے  
سے اللہ صاحب نے جب انسان کی فرج پیدا کی اور فرمایا کہ یہ امانت ہے پس فرج امانت ہے  
اور آنگھ امانت ہو اور کان امانت ہو اور پانوں امانت ہو ولا ایمان لمن لا امانۃ لہ اور بعض  
کہتے ہیں کہ دغاے عہد و مراد ہیں یہ روایت ہے صحاح کی ابن عباس رضی اللہ سے یعنی فرمایا  
اللہ تعالیٰ نے سموات اور ارض سے کہ یہ امانت ہے تم لے سکتے ہو بولے یہ کیا ہے جسکو ہو کہ  
یہ وہ چیز ہے کہ اگر انھیں طرح سے اسکو ادا کر دے تو اسکی جزا پائے گے اور اگر خلاف کرو گے  
تو عقاب و عذاب اٹھاؤ گے تب آسمان اور زمین وغیرہ نے قبول نہ کیا اور خوف سے بولے کہ ہم شیخ

سخن میں کچھ ثواب اور معصیت ہو کر رکاز زمین ہی بیان سے واضح ہوا کہ یہ حکم بطور تخیر تھا نہ بطور  
 التزام کس واسطے کہ اگر بطور التزام ہوتا تو قبول ہی کرنا پڑتا کیونکہ تمام سموات اور ارض اور فیما  
 خاضع اور مطیع اور ساجد ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے الم تر ان اللہ سجد لہ من فی السموات ومن  
 فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجمال والشجر والادواب الایہ اور بعضے اہل علم کہتے ہیں  
 زمین میں ہیں اور آفتاب اور ستارے اور ہوا اور پانی اور درخت اور جانور اور پتھر اور پانی اور  
 کہ جب اللہ صاحب نے امانت عرض کی تھی تب سموات اور ارض میں عقل اور فہم بھی پیدا کیا تھا  
 بیان تک کہ قابل خطاب ہوئے اور جواب دیا جو کچھ کہ بن پڑا اور بعضے کہتے ہیں کہ سموات اور  
 ارض سے اہل اسکے مراد ہیں عرض کہ جب سب نے مجھ پر کیا تب حضرت آدم کو ارشاد ہوا  
 کہ میں نے امانت اپنی عرض کی سموات اور ارض اور جبال پر کسی نے قبول نہ کیا اب تو قبول  
 کرتا ہوں یا نہیں عرض کیا کہ اور بے اس میں کیا ہے ارشاد ہوا کہ اگر احسان کریگا تو جزا ملے گی اور  
 اگر خلاف کریگا تو عقاب ہوگا پس سمجھا لیا امانت کو حضرت آدم نے اور ظلم کیا اپنے نفس پر  
 کہ مال کا رتبہ سمجھا اور مجاہد کہتے ہیں کہ حل امانت آدم علیہ السلام سے بہشت میں واقع ہوا  
 اور درمیان حمل اور خروج کے بہشت سے اس قدر وقفہ ہوا تھا جیسا نظر اور عصر میں ہوتا ہے  
 اور نقاس نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ امانت مانند صحرہ کے تھی کہ اٹھالیا آدم  
 علیہ السلام نے اور نہ اٹھا سکے اسکو آسمان اور زمین اور جبال اور ملائکہ وغیرہ  
 قائدہ اہل عرفان فرماتے ہیں کہ عظمت شان امانت باین مرتبہ ہے کہ اگر عرض کریں کو  
 اجرام عظام پہلو اور انکو شعور اور ادراک عطا کریں تو آسکے اٹھانے سے انکار کریں اولہ  
 حق یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اجرام کو ادراک اور شعور عطا کیا تب امانت کو عرض کیا  
 بغرض تخیر نہ بغرض التزام پس انکار کیا خون سے نہ کہ معصیت سے اور انسان نے قبول کیا  
 از روئے بہت نہ از روئے قوت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امانت کو سموات  
 وغیرہ پر عرض کیا اور انسان پر عرض کیا جن پر عرض کیا تھا انھوں نے سر جھپکایا اور  
 جب پر عرض تھا انے اٹھالیا اور جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نظر حضرت آدم کی عرض  
 اتھی پر ہوئی نہ کہ امانت پر سوزت عرض سے نقل امانت نصیب ہو گیا اور زبان عنایت سبلی  
 ارشاد کیا کہ اٹھالینا تیرا کام ہے اور نگاہ رکھنا میرا چونکہ تو نے زنجبت سے میرے بوجھ کو  
 اٹھالیا میں نے بھی جھکوسب سے بلند مرتبہ کیا کہ وصلنا من فی البر والبرس راہ او باہر تو توان  
 بار او را بدو توان برواشت صاحب انوار فرماتے ہیں کہ مراد امانت سے عقل اور تکلیف ہے

جو نگاہ آسمان اور زمین اور جہاں کو قوت اور استعداد حاصل حاصل تھی انکار کر گئے اور انسان نے اپنی قابلیت سے قبول کیا اس واسطے کہ سبب استیلا سے قوت غضبہ کے ظلم ہو اور بسبب قوت شہوہ کے جہول اور فائدہ عقل کا یہ ہو کہ دونوں قوتوں کو اعتدال پر رکھے اور اصل مقصود و تکلیفات سے تعدیل تو میں ہو کہ نتیجہ میں صفت سبعی اور بھیجی کا پس ظلمی اور جہولی علت حمل ہوئی اور بعضوں کے کہنا ہو کہ ظلم اور جہول شان انسان کی ہو مطلق سے کہ طائر شان ہو پانی کی لیکن چونکہ بعض امانت ہو بعض کے ترک ظلم اور جہول کیا اور بعضے اسپر آگئے اور حقیقت یہ ہو کہ ظلم اور جہول تو نزدیک خلق کے نہ کہ نزدیک خدا کے اور ان حقیقت کو ثابت کیا کہ تو سب سے عرض کیا امانت کو اہل امانت اور ارض اور جہول پر سبب انکار کیا یہ سبب تھا کہ اور چونکہ انسان کو اسکی استعداد بالقویہ و جہول بھی ہے لہذا کفر اور کفر قبول کیا پس ظلمی اسبب نفس پر کہ فکار دنیا پر اپنی ذلت کو بدیت مطلقہ میں اور جہول ہو کہ غیر حق کو نہیں جانتا اور قبول لا الہ الا اللہ نفی ماسوی اسکا و تیرہ ہو اور نعمتات میں لکھا ہو کہ امانت کو متوقف ہونا ہو اسما رحمتی سے کہ سب موجودات پر عرض کیا حضرت انسان نے قبول کر لیا اور انک اشھاء تو ظلم ہو تا اور جہول ہو یعنی عالم جو اسواسطے کہ نہایت علم اللہ کا امتزاج سمجھیں جو اور محض معرفت سے اور عجز کہ اذراک سے اور اک ہو اور روح الامنی میں لکھا ہو کہ ظلم یا جہول حدت حضرت آدم علیہ السلام کی جو نہ مذمت یعنی جب بار تعظیم کو فوق طاعت سے امانت ہوتی آٹھ لیا تب ارشاد ہوا کہ تیرے برابر ظلم کیا اپنے نفس پر اور تو نہیں جانتا تھا کہ یہ بار عظیم نہایت گران ہو اسپر جواب دیا حضرت آدم نے کہ میں غیر حق سے مباہل تھا کہ میرا آواز و ظلمی اور جہولی عالم میں ہو گیا اور تمام عالم اس سے ناواقف محض تھا اور واقع میں لکھا ہو کہ امانت مراد عشق ہو کہ عالم بشریت میں ہو اور عالم ملکیت میں اصلاً نہیں اسواسطے کہ فلک پرورد لطف اور نعمت ہیں درد سے واقف نہیں اور عجب ہے درد کو محبت کی قدر میں ہوتی عاشقی را درد و بدنامی خوش است + عاشقان را سوز و ناکامی خوش است + پس جب آفتاب امانت بچ عرض الوہیت سے چمکا آسمان نے کہا کہ میں بندی اور نعمت میں ہوں اور زمین نے فریاد کی کہ میں افتادہ راہ ہوں اور پہاڑوں سے آواز آئی کہ ہم تابست قدم میں تحمل اس بار کا نہیں کر سکتے کہ شاید جکو کچھ آفت ہوئے کہ یہ صفات بے جاتی رہیں حضرت آدم نے کہا کہ میرے پاس کیا ہو سکتا ہے۔

مردانہ اٹھ کھڑا ہوا اور اُس بار کو دوش نیاز پر اٹھا لیا اور نعرہ ہل من فرید شروع کر دیا تب حکم ہوا کہ امی خاکی تجھ کو یہ قوت کہاں سے ہم پہنچے تب زبان حال یون بولی کہ بارگراں اعانت یا مہربان سے آٹھ سکتا ہوں آن بار کہ از برون او عرش ابا کردہ با قوت تو حامل آن بار تو ان بود نہ القصہ خلعت حمل امانت اپنے قامت با استقامت انسانی پر کہ منشور انی جاعل فی الارض خلیفہ نامزد اسکے ہوا جو زیبا ہوا تب واسطے چشم زخم شیطین حاسدین کے اسپندانہ کان ظنوما جہولاً آتش غیرت پر ڈالا گیا القصہ چالیس ہزار برس ماطقات اور عنایات آب و گل آدم سے ظہور میں آئیں لیکن کوئی بھی مقربان درگاہ عزت سے اسکا محرم نہوا بلکہ اکثر لایک قالب آدم پر گذرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ غیبی ہے کہ تصویر کرتے ہیں اور کیسی صورت عجیب اور غریب ہے کہ پرود حکمت سے نکالتے ہیں مگر ہر کو مطلق اس سے اطلاع نہیں ہے اور زبان حال حضرت آدم علیہ السلام کی ارشاد فرماتی تھی کہ اگر یہ تم مجھ کو نہیں جانتے مگر میں تمکو بخوبی پہچانتا ہوں استقدر تامل کرو کہ میں بالین خجاستہ اسماعیل اور تمھارے نام تمکو تبارکون تفسیر قرطبی میں غرابس قبلی سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ ابن سلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیفیت خلقت آدم علیہ السلام پوچھی حضرت نے ارشاد کیا کہ روئے شریف آدم علیہ السلام خاک کعبہ سے بنا ہے اور سینہ اور پشت زمین بیت القریس سے اور رانہا سے لطیف ارض میں سے اور سا تھا سے عالی تربت مصر سے اور قدمین مطہرین زمین حجاز سے اور دست راست بے کم و کاست خاک مشرق سے اور دست چپ بے برج و تلب ارض مغرب سے اور تفسیر منیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مبارک حضرت آدم علیہ السلام کا خاک القریس سے بنایا اور پوست اور موی سر خاک بہشت سے اور شرکان اور ابرو ان تریبہ حوض کوثر سے اور وقائق الاخبار میں لکھا ہے کہ فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ پیدا کیا اللہ نے اسطرح کہ سر بیت المقدس کی مٹی سے بنایا اور منہ تراب جنت سے اور رانہا خاک کوثر سے اور دست میں خاک کعبہ سے اور دست چپ تراب فارس سے اور دونوں پہر خاک ہند سے اور تنخان تراب جبل اور دستہ عورت ارض بابل سے اور اہل حکمت لکھتے ہیں کہ سر آدم کا پانی سے اور سینہ آگ سے اور شکم خاک سے اور دونوں پہر ہوا سے بنائے ہیں اسی واسطے سر میں رطوبت ہو اور سینہ میں گرمی اور پیرون میں چالاک اور تگمہ میں لکھا ہے جو

کہ چاکہ زمین موصل سے پیدا کیا اور سپرز زمین حجاز سے اور پوست بدن زمین طائف سے اور مٹیانی خاک کنعان سے اور عورت زمین بابل سے اور معا احشا جزائر سے اور آتھون جبال سے پس اختلاف الوان اور اشکالی اور تفاوت امزجہ اور طبائع بنی آدم بسبب اختلاف خاک کے واقع ہوا ہر صحاح سے وغیرہ کتب حدیث سے واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم کو تمام اجزائے زمین سے پیدا کیا ہر اسی سبب سے بنی آدم رنگ میں مختلف ہو ہیں یعنی سبز سفید سیاہ گنہی اور طبائع اور انشاق میں متفاوت یعنی نرم اور خشک اور زشت اور طیب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابن ابی حاتم اور ابن عساکر اپنی تاریخ میں روایت کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت آدم کو تمام روئے زمین سے پیدا کیا یعنی شور و شیرین سے پس اگر انکی اولاد میں جو شیرین غالب ہو جاتا ہو تو وہ آخر کو نیک بخت ہو جاتا ہے اگر چہ مان باپ اسکے کافر ہوتا اور اگر شور غالب ہو جاتا ہو آخر کو بد بخت ہو جاتا ہے اگر چہ ولی اور نبی کا لہ کا ہو اور وہ شعیب ابوالمہدی آدم علیہ السلام کی یہ ہے کہ غالب انکا اور نرم زمین سے بنا ہوا اس واسطے یہ نام ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ رنگ حضرت آدم کا گیوان تھا اور لفظ آدم مشتق ہوا وہ سے یعنی گنہم گوان اس واسطے آدم نام ہوا روایت ہے کہ ہنوز غالب حضرت آدم کا کامل نہیں ہوا تھا کہ ابلیس دیکھے کہ آیا مشاہدہ آب و رنگ عجب کدورت اسکے دل میں پائی گئی کہ دریا سے عیب جوئی اور نقص گوئی نے اسکے دل سے جوش مارا پس پہلے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ خاک کہاں سے آئی ہے حضرت جبرئیل نے نشان ان مقالات کا دیا تو ابلیس ان مقاموں پہ گیا کہ شاید حقیقت حال سے مطلع ہوں سو جان کہیں ہو چکا غلغلہ تسبیح اور ولولہ تقلیل گرم پایا متحیر ہو کے کہنے لگا کہ یہ عجب ماجرا ہے باوجودیکہ ہنوز اجزائے آدم متفرق ہیں اور حال یہ ہے اب ہمیتہ نجومیہ کو دیکھا جاہے یہ کیا کیا رنگ لائے چنانچہ ہمیشہ گرد و قالب کے طواف کرتا تھا یہاں تک کہ اسفا سے شریف حضرت آدم علیہ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتب ہو کے مرتبہ صلصال کو پہنچے پلہیر نے چاہا کہ تفحص احوال کرے انگشت امتحان اس غالب خاک پر رکھی چونکہ بدنا پاک ترسکا دست بچا نہ تھا غالب آدم سے ایک آواز نکلی تو یہ تیرہ باطن آواز سے خوش ہوا اور ملاکہ سے کہنے لگا کچھ فکر کرنا چاہیے کیونکہ یہ ایک جسم جا بجا ہوا کہ اور مجموعہ جسم ہر جسم سے ہر ہر گاہ بلکہ سستی سے زمین پر گر کر بڑبڑا اور جو بھر جا یگا تو اعصاب متعدد ہو جائینگے اور حرکات میں

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت آدم کو تمام روئے زمین سے پیدا کیا گیا تھا اور لفظ آدم مشتق ہوا وہ سے یعنی گنہم گوان اس واسطے آدم نام ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ رنگ حضرت آدم کا گیوان تھا اور لفظ آدم مشتق ہوا وہ سے یعنی گنہم گوان اس واسطے آدم نام ہوا روایت ہے کہ ہنوز غالب حضرت آدم کا کامل نہیں ہوا تھا کہ ابلیس دیکھے کہ آیا مشاہدہ آب و رنگ عجب کدورت اسکے دل میں پائی گئی کہ دریا سے عیب جوئی اور نقص گوئی نے اسکے دل سے جوش مارا پس پہلے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ خاک کہاں سے آئی ہے حضرت جبرئیل نے نشان ان مقالات کا دیا تو ابلیس ان مقاموں پہ گیا کہ شاید حقیقت حال سے مطلع ہوں سو جان کہیں ہو چکا غلغلہ تسبیح اور ولولہ تقلیل گرم پایا متحیر ہو کے کہنے لگا کہ یہ عجب ماجرا ہے باوجودیکہ ہنوز اجزائے آدم متفرق ہیں اور حال یہ ہے اب ہمیتہ نجومیہ کو دیکھا جاہے یہ کیا کیا رنگ لائے چنانچہ ہمیشہ گرد و قالب کے طواف کرتا تھا یہاں تک کہ اسفا سے شریف حضرت آدم علیہ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتب ہو کے مرتبہ صلصال کو پہنچے پلہیر نے چاہا کہ تفحص احوال کرے انگشت امتحان اس غالب خاک پر رکھی چونکہ بدنا پاک ترسکا دست بچا نہ تھا غالب آدم سے ایک آواز نکلی تو یہ تیرہ باطن آواز سے خوش ہوا اور ملاکہ سے کہنے لگا کچھ فکر کرنا چاہیے کیونکہ یہ ایک جسم جا بجا ہوا کہ اور مجموعہ جسم ہر جسم سے ہر ہر گاہ بلکہ سستی سے زمین پر گر کر بڑبڑا اور جو بھر جا یگا تو اعصاب متعدد ہو جائینگے اور حرکات میں

کاہلی کر لیا حضرت انس سے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت معلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تصویر یہ کیے گئے آدم تو گرد تصویر پھیرتا تھا ابلیس اور دیکھتا تھا کہ یہ کیا چیز ہے جب دیکھا کہ اس کا تو معلوم کر گیا کہ اپنے نفس پر قادر نہیں ہو اب خوش ہوا اور روایت صحیح میں ہے کہ فرشتوں کو ارشاد ہوا کہ تم قالب آدم میں گھسکے ملاحظہ کرو جب فرشتے چلے تو ابلیس سب کے آگے چلا اور قالب آدم پر پہنچا فرشتوں نے بطریق سیران کی زیارت کی الا قالب میں نہ جا سکے۔ کتاب راویانہ عرشہ ہو ہو + استوی الرحمن اہل بیروت مانع سیران ایشان را نہ بران + گشتہ جناب جلال غزوثان + بعض روایت میں ہے کہ ابلیس در روز روزانہ در بین - سہ قالب آدم میں داخل ہوا تو جناب اور عزائب قدرت اسی سے آرت پایا سے شہری جو ہشت روز کوئی + چون باغ آدم بنا در اول + اور اس قبضہ طیف او شہر ان ظہیر میں جو فائس ملک اور ملک اور حیرت اور شہادت میں متفرق دیکھے تھے جمع پاکر کہ مملکت بواج اور اخصا کے تو ہم ہرت سے پھرتا رہا اور اس وقت سے نظر کرتا تھا پھر در اول یہ پہنچا الا آدم کو آگے دیکھ کر کتابت تمت متیز ہوا اور کہنے لگا کہ اور تو وہ اصل تھا یہ تمام نیت شکل ہو اگر مجھ کو آفت پہنچگی تو اس موضع سے اور حضرت حق کو اگر کام ہو تو اس موضع سے ہر سے دناک ماندا ابلیس زبان قلب سلیم + با حب گفت از پیشو خطیم غرضکہ پانسواندیشے نما سر اور فہم کہ کہ درون سے پست آیا نزدیک کتاب الحروف کے سرایکا یہ ہے کہ دل حضرت آدم نے آگے دیکھا کہ مردود حق ہوا چنانچہ کہتے ہیں کہ جو شخص مردود ایک دل سے ہوا بشرطیکہ دل ہو تو وہ تمام دلوں سے مردود ہو جاتا ہے جب ابلیس درون عبرت سے باہر نکلا تو اسکے ہمراہیوں نے استفسار کیا تب کہنے لگا اور تو بخریت ہو لیکن پائین طوت سینہ کے ایک قصہ دربتہ مشہور باسرا سرتہ نظر آیا ہر چند میں نے غور و تامل کیا مگر اسکی حقیقت سے آگاہ نہ ہوا مجھ کو اسی مقام سے فون ہو دیکھوں تکو کیا معاملہ پڑ لیا فرشتوں نے کہا کہ اگر مالک عالم ہو اس پر حاکم کر لیا تو ہم کہاں شفقت و عنایت اسکے جان کرینگے اور جو اسکو حاکم فرمایا تو اطاعت و فرمان برداری کرینگے اسوقت ابلیس علی اللقبہ اپنے دل میں کہا کہ اگر مجھ کو مسلط کریں تو میں ہلاک کروں اور جو اسکو مجھ پر حاکم بنا دیں تو میں ہلاک کروں عمن نہ آنم کہ زبونی کشر از پنج فلک + بیقی نے کتاب الاسرار والصفات میں حضرت عبد القدر ابن سعور رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب فرشتے پیدائش خلفہ سے ترسان

اور زبان ہو جسے تو اطمینان سے قالم آدوم علیہ السلام کو حضور آغوشاً دیکھا اور بولا کچھ خوف وغیر میں  
 نگہ اور بہتھا را طہا ہر دیکھا ہوا اور یہ قالم مجتہد و کاواک اگر مجھ آسپر تسلط فرمایا تو ہلاک  
 کروں انتھ جب کہ ترویج جسم شریف حضرت آدم علیہ السلام نے رقم تمام پایا اور لباس انتھ  
 پہنا تو روح کو عالم امر سے حکم ہوا کہ قالم آدوم میں گھسکر مقامات کاواک کو پر کر دے روح حکم  
 رب الارباب عالم نورت آئی اور قالم کو ٹنگ و تاریک دیکھا رک رہی اور داخل نہ ہوئی  
 چھ ارشاد ہوا کہ داخل ہو لیکن آسنے تامل کیا بے ارشاد ہوا کہ داخل ہوتے ہی آسنے  
 توقف کیا چھ حکم ہوا کہ داخل ہو کر اہت سے اور نکلے گی بھی کراہت سے یعنی جسطح داخل  
 ہونے میں مبالغہ کرتی جو اسی طرح خارج ہونے میں مبالغہ کر گی باجملہ سبب ذکرہ آسکو قالم  
 آدوم علیہ السلام میں داخل فرمایا کہ بغور و دخول روح حضرت آدم علیہ السلام کو چھینک آئی اور باہم  
 کھڑی تھی کھڑیاں پر جاری ہوا اللہ تعالیٰ نے جواب دیا میرے اللہ کھڑا رواہ الحاکم عن ابن  
 عباس رضی اللہ عنہما اور بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ چونکہ جسم شریف حضرت آدم علیہ السلام کا  
 خاصہ میں تیرہ ٹکڑے کھلائی دیا تھا اور روح عالم نورت تھی سو وہ منزل ظلمانی سے جوت کرنی تھی  
 اور داخل نہیں ہوتی تھی اس لیے شمع نور مبارک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لیکن مثالی البوشر  
 آدم علیہ السلام میں روشن کرائی گئی کہ ہر ایک زاویہ اس گن کا پر تو انوار سے روشن ہوا  
 تب نبی انور روح مقدس دماغ آدم علیہ السلام میں داخل ہو کے سو برس تک پھرتی رہی  
 پہنچے بطون دماغ نے تاثیر روح سے آگاہی پائی بعد ازاں آنکھوں میں داخل ہوئی تو آنکھیں  
 کھل گئیں اور ساق عرش پر نظر پڑی تو دیکھا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آسپر لکھا تھا اب ان  
 کانون میں داخل ہوئی تو ہوش سامعہ نے ظہور پکڑا پھر بی بی مبارک میں اثر روح پیدا ہوا  
 کہ اسی وقت چھینک آئی پھر دہان و زبان پر نازل ہوئی اس میں اثر روح سے زبان آدوم  
 کلمہ اللہ برب العالمین شکرانہ گذرا خداوند عالم نے جواب دیا یرحمک ربک یا آدم و لک  
 خلقت الفرض جس جگہ روح پہنچتی جاتی تھی وہ مقام گوشت ہو جا تا تھا اور اس میں  
 حس و حرکت پیدا ہوتی تھی اخبار الدول میں ہو کہ جب روح نے بطن آدم علیہ السلام میں  
 سرایت کی تو آنکو کھانے کی خواہش پیدا ہوئی یہ اول حرص حضرت آدم علیہ السلام کی تھی  
 اور یہی سنے کتاب الاسرار والصفات میں عبد اللہ ابن سعود رضی اللہ عنہ سے روایت  
 کی ہو کہ جب روح نورانی کو آدم علیہ السلام میں پہنچی تو آدم علیہ السلام جست کر کے جلدی سے

کھڑی تھی کھڑیاں پر جاری ہوا اللہ تعالیٰ نے جواب دیا میرے اللہ کھڑا رواہ الحاکم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ چونکہ جسم شریف حضرت آدم علیہ السلام کا خاصہ میں تیرہ ٹکڑے کھلائی دیا تھا اور روح عالم نورت تھی سو وہ منزل ظلمانی سے جوت کرنی تھی اور داخل نہیں ہوتی تھی اس لیے شمع نور مبارک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لیکن مثالی البوشر آدم علیہ السلام میں روشن کرائی گئی کہ ہر ایک زاویہ اس گن کا پر تو انوار سے روشن ہوا تب نبی انور روح مقدس دماغ آدم علیہ السلام میں داخل ہو کے سو برس تک پھرتی رہی پہنچے بطون دماغ نے تاثیر روح سے آگاہی پائی بعد ازاں آنکھوں میں داخل ہوئی تو آنکھیں کھل گئیں اور ساق عرش پر نظر پڑی تو دیکھا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آسپر لکھا تھا اب ان کانون میں داخل ہوئی تو ہوش سامعہ نے ظہور پکڑا پھر بی بی مبارک میں اثر روح پیدا ہوا کہ اسی وقت چھینک آئی پھر دہان و زبان پر نازل ہوئی اس میں اثر روح سے زبان آدوم کلمہ اللہ برب العالمین شکرانہ گذرا خداوند عالم نے جواب دیا یرحمک ربک یا آدم و لک خلقت الفرض جس جگہ روح پہنچتی جاتی تھی وہ مقام گوشت ہو جا تا تھا اور اس میں حس و حرکت پیدا ہوتی تھی اخبار الدول میں ہو کہ جب روح نے بطن آدم علیہ السلام میں سرایت کی تو آنکو کھانے کی خواہش پیدا ہوئی یہ اول حرص حضرت آدم علیہ السلام کی تھی اور یہی سنے کتاب الاسرار والصفات میں عبد اللہ ابن سعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ جب روح نورانی کو آدم علیہ السلام میں پہنچی تو آدم علیہ السلام جست کر کے جلدی سے

یہی نبی ہوا  
تو ہی نبی ہوا  
کا

نفس  
یہی نفس  
ہو

اگرچہ شیخے۔ اور کھڑا ہونا چاہا اگر نہیں اور سبب یہ تھا کہ ہنوز روح نے جسم نہیں پہنچا تھا  
نورین کی تھی راہین و نپڑیاں خشک تھی کی تھیں چنانکہ اللہ صاحب فرماتے ہیں خلق الانسا  
من عجل بھرتام بدن میں روح نے سرایت فرمائی تو حکم ہوا کہ فرشتوں سے سلام علیک کہہ  
اور انکا جواب سنو سو حضرت آدم نے السلام علیکم فرمایا فرشتوں نے جواب دیا السلام  
ورحمۃ اللہ ارشاد الہی ہوا کہ یہ کلمات تجھ پر اپنے تیرے واسطے اور تیری ذریت کے لیے  
فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ حضرات صوفیہ علیہم الرحمۃ کے نزدیک روح ایک جوہر ہے جس پر  
قائم بالذات نہ عرض ہو اعراض سے نہ جسم ہو اجسام سے نہ ممکن مکان میں نہ مقید ہر  
تقدیرت و زمان میں نہ متصل ہو بدن سے نہ منفصل نہ داخل ہو بدن اور عالم میں  
نہ خارج بلکہ ایک ذات ہی موصوف باوصاف ربوبیتہ واقرب اشیا سے مقام الوہیت سے  
اسی وجہ سے اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول مقبول کو کشف ذات اور اظہار صفات  
روح سے مردم نااہل پر امر نہیں فرمایا اور یہ لطیفہ روحانی موصوف باوصاف مختلفہ  
اور معروض بعوارض متعددہ ہوتا ہے اور باعتبار ہر وصف کے ایک نام اسپر اطلاق  
کرتے ہیں اگر انہماک صفات مذکورہ اور شہوات مردودہ میں کرتا ہے اسکو نفس امار  
بالسور کہتے ہیں اور اگر شناعیت اعمال اور زوالت افعال پر عامل کو ملاست کرتا ہے  
اور طریق توبہ دکھلاتا ہے تو نفس لوامہ کہتے ہیں اور اگر اقبال اوامر و نواہی راہ راہ باب  
میں بجزہ تمام جمعیت مالا کلام حاضر رہتا ہے تو وہ نفس مطمئنہ ہے اور نزدیک اس طائفہ  
حقہ کی سوائے اس روح کے ایک روح اور بھی ہے کہ اسکو حیوانی بولتے ہیں محسول اسکا  
قلب صنوبری ہے جو پہلو سے چپ میں ہے اور شعاع اس روح کی تمام بدن میں ساری  
اور جس وجہ گیت اسی کے سبب سے ہے اور بسبب قطع عضو کے منقطع نہیں ہوتی اور روح  
انسانی کو رابطہ محبت اور عشق اس روح حیوانی سے ہے اور اسکو رابطہ جسم سے ہوتا ہوا سے  
اعتدال وسعت مزاج اور بعد نسا و مزاج و دفع کمال اعتدال جسم سے بھاگتی ہے کہ جسم صورت  
جماد پیدا کرتا ہے اسی کو موت کہتے ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ شکل روح حیوانی کی اور رنگ اور  
نامت اسکا مشابہ جسم سے ہوتا ہے اسطرح ہے کہ اگر مکان جسم زمین مثلاً روح حیوانی نکل کر شیخے  
اور جسم زید کا معدوم ہو جائے تو دیکھنے والا نہ جانے کہ جسم زید کا نہیں ہے اور علیٰ ہذا القیاس  
روح حیوانی عمر واد پر اور اسب اور سائر حیوانات و علیٰ ہذا القیاس روح نباتیہ ہر جاوہ

اسی لیے کہ نزدیک اشراقیین اور صوفیہ کے نباتات اور جمادات کے یہی ارواح ہیں کہ وہ روح  
علم اپنے نفس اور خالق اور مخلوق کو اپنے کار کھتی ہو اور وہ اس کلام کی آیت کریمہ وان من شیء الا  
یسبح بحمده و لکن لا تفقهون تسبیحہم وغیرہ آیات اور احادیث واروہین اور اس گردو کو  
سوائے اس تحقیق کے اور بھی تحقیق عمدہ ہے کہ یہ مقام گنجائش اسکی نہیں رکھتا بلکہ ایک بات  
اور قابل تحریر ہے کہ جمیع علماء رحمہم اللہ اگرچہ اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ بعد فیما سے  
ابدان ارواح باقی ہیں معدوم نہیں ہوتی بقولہ علیہ السلام انکم خلقتم للا بدوانکم نقولون من دا  
الی دار لیکن اختلاف کر سکتے ہیں ازلیتہ برہم میں حکماء اشراق اور ایک جماعت صوفیہ درج  
قابل ہیں کہ نفس سرمدی جو یعنی ازلی اور ابدی مگر اذقیان ازلیتہ فقہا کے نزدیک کفر ہے۔  
کشف المحجوب میں ہے کہ قول ملاحظہ بقیم روح باطل ہے بلکہ روح مخلوق اور حکم الہی ہے لیکن  
اگر یہ معقول نظر دیکھا جائے تو کچھ مابین مشائین اور اشراقیین سے نزاع نہیں ہے کہ بعضا سے  
عماذ اسوتیہ و لغت فیہ من ررحی نسبت مبدیہ فیاض کی نفوس کے ساتھ مانند نسبت ابرک  
قطرون سے ہے اگر ابرق قدیم ہے تو میتوان گفت کہ قطرات قدیم اند کیونکہ ابر میں قطرات ہیں و  
توان گفت کہ حادث اند اس لیے کہ صورت قطرہ وقت انفصال ابر کے حادث ہوتی ہے اور  
شک نہیں ہے کہ مبدیہ فیاض قدیم ہے پس اطلاق قدم اور حدوث نفوس یہ صحیح ہوتا ہے  
باعتبارات مذکورہ اور امام غزالی اور شیخ تقیقول موافق مشائین کے ہیں مخفی نہیں کہ نفس  
نتیجہ روح ہے اور روح نتیجہ امر کہ قل الروح من امر ربی امی من نور ربی اور پر ظاہر ہے کہ خلیفہ  
مستجمع اوصاف مختلف ہے لہذا حضرت حق نے لباس اسرار اور صفات اپنی کا روح السانی بنا  
بنایا اور تخت بادشاہی پر بٹھلایا اور فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفہ اور اول آدم عبارت  
اس نقطہ لطیفہ سے ہے کہ دائرہ وجود اس سے متحرک ہوا اور کمال کو پہنچا اور صورت اسکی  
عشق سے پیدا ہوئی اور وجود انسان میں یہ دل بمنزلہ عرش ہے اور صورت اسکی مضمک  
صنوبری الشکل اور حقیقت اسکی لطیفہ ربانی کہ منسوب عشق سے ہے اور عشق ایک صفت ہے  
صفات خدا سے کہ اشیا میں ظہور پذیر ہے اور محبت ایک شعبہ ہے عشق کا کہ جملہ اشیا اسی سے  
قائم اور نظام دین و دنیا اسی سے مربوط ہے اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ نفس اور روح لفظ  
قابل میں جطرح شیاطین اور ملائک اور بہشت اور دوزخ عالم میں لیکن ایک محل خبیث ہے  
اور دوسرا محل شر اور اسی طرح نفس محل شرارت اور اوصاف ذمیمہ ہے اور روح محل خیر ہے

اور اوضاع حمیدہ اور صبر سے اول کو خلاصہ عالم واجسام بنایا ہوا اور روح دل کو غار سے عالم  
 ارواح تاکہ معلوم ہو کہ خلاصہ دونوں عالم کا دل ہی حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کسی سسٹما  
 پوچھا کہ مومن اور منافق کے دل میں کیا فرق ہو فرمایا دل منافق شرم تہہ پھرتا ہوا اور دل مومن  
 شرم بریں نہیں پھرتا آرزو سے دل میں طرح کا ہوا ایک بمنزلہ پہاڑ ہے کہ کسی لبو سے جنبش نہیں کھاتا  
 یہ وہ ہو کہ جسے حق کو پھانا اور یقین لایا دوسرا مانند درخت ہے کہ ہوا سے حرکت کرتا ہے  
 لیکن اپنے مقام سے نہیں ہٹتا یہ وہ دل ہے جسکے یقین میں ضعف ہی وہی دل صیبتہ میں  
 خزع اور نامرادی میں تردد کرتا ہو کہ اصل اعتقاد تقدیر اور حکم اور رزاقی مالک حقیقی کا ہونا ہو  
 لیکن کامل نہیں یہ دل عامہ مومنین کا ہے تیسرا ہمو برگ شجر ہے کہ ہر ایک ہوا اسکو حرکت  
 دے سکتی ہے اور مقام سے جدا کر دیتی ہے یہ صفحہ قلوب منافق کی ہے کہ مانند پرمغ اڑتا  
 رہتا ہے کسی ہوا میں اسکو سکون و قرار نہیں اور سابل میں مذکور ہے کہ روح انسانی کو صالح ہو  
 یا فاسق علاقہ اپنے قالب سے بعد موت کے منقطع نہیں ہوتا اور تعلق قالب سے  
 اگرچہ خاک ہو گیا ہو باقی رہتا ہے اور مجمع السلوک میں ہے کہ کلام روح میں بعض کے نزدیک  
 جائز ہے اور بعض کے نزدیک ناجائز جو لوگ قائل ہو رہے ہیں وہ کہتے ہیں ہی الجبوتہ ذیل  
 انما عرض وقیل جسم لطیف و ہوسخ مخصوص اور ترجمہ اعیان العلوم میں ہے کہ جو چیز فقیہ ہے  
 اور افہام اسکے اور اک سے عاجز ہیں خواص پر منکشف ہوتی ہے لیکن خواص کو واجب ہے  
 کہ نمیز سنج سے بیان نہ کریں و لہذا حضرت صلعم نے فرمایا سخن معاشر الانبیاء امران ان تکلم النبا  
 علی قدر عقولہم اسی باعث سے آنجناب نے حقیقت روح کی بیان نہ فرمائی عین القضاة  
 ہمدانی فرماتے ہیں کہ قیل الروح من امر ذبی نہایت مشح ہے اگر شرع مانع نہوتی تو روح کی  
 حقیقت بیان کر دیتا مگر غیرت الوہیت مانع ہے کہ ان اللہ عجیب و آدب واضح ہوا کہ اصل خلق  
 نفس کے ریش ہیں بجل اور کبر اور عجب اور بڑا اور حس اور بی رحمی اور حرص طعام اور  
 حرص سخن اور دوستی مال اور دوستی جاہ جو شخص اس سے خلاصی پاوے وہ راہ خلاصی  
 دریافت کرے اور خلاصی ان سے بلا مخالفت نفس کے ممکن نہیں یعنی اگر نفس کو کھانا  
 خوش آنا ہونا نہ کرے اگر کلام اچھا لگے تو سکوت کرے اور اگر خاموشی پسند ہو تو  
 کلام کرے اسی طرح سب چیزوں میں خلاصت کرے تب سلامتی ہی ورنہ خرابی کیونکہ تیسری  
 درمی طلب کرتا ہے جو خداوند کبریا کے واسطے چاہیے تلاً خداوند عالم انہی سائیں اور

عبادت سے طلب کرتا ہی نفس بھی خلق سے اسی کا خواستگار ہی و علیٰ ہذا القیاس دیکھو فرعون مردود نے انا ربکم الاعلیٰ اسی کے سبب سے کہا اور خراب ہوا اور شرک صلی کہلایا آدمی کو لازم ہو کہ اپنی ذات کو دعویٰ فرعونی سے نکالے اور یہ بلا قلع و قمع نفس راست نہیں آتا پس واجب ہو کہ اسکو ریاضت میں ڈالے تاکہ ادب اور تواضع اور سکت بہت اور شوع اور ضوع کی عادت پکڑے اسلیے کہ خیر ہی عادت اسکی ہو جس طرح شر او سکی عادت ہو ولہذا اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ نفس میں جملہ خصائل فیہ ہیں مگر ایک خصلت ایک ہے کہ جس عادت پر اسکو لاؤ اسی کی عادت پکڑ جاتا ہے اور طبع ہو جاتا ہے اور بہت دنوں خلاف اسکے سنیں کرنا و ذلک رذیلہ فاعلم اور بھی واضح ہو کہ ہر چیز کے لیے روح خاص فایض پروردگار سے ہے اور حیات خاص مناسب حال کہ ظاہر ہوتی ہے آسمین حیات اور توابع اسکے مانند علم و قدرت و ارادہ وغیرہ سبب فلج سے باہر و خاک و آب و آتش بندہ اندہ بامن و تو مردہ با حق زندہ اندہ + پیش تو آن سگریہ ساکت ست + پیش احمد اوفیج و ناطق ست + پیش تو استون مسجد کندہ ست + پیش احمد عاشق و دل زندہ ست + جملہ اجزاء جہان پیش عوام + مردہ پیش خدا و ازادہ نام + مردہ زین سوید و زان سو زندہ اندہ + خامش اینجادان طرف کو بندہ اندہ + کو ہما ہم سخن و اورد می کنند + جو بہرین کف مومی کنند + باو حال سلیمانی شود + بحر با موسیٰ خندان شود + ماہ با احمد اشارت میں شود + نار ابراہیم را سرین شود + سنگ با احمد سلامی میکند + کوہ سیچرا پیا می میکند + ماسیمیم و بصیریم و خوشیم + با شانا حرمان ما غامشیم + حضرت شیخ محی الدین عربی فرماتے ہیں کہ میں پتھروں سے ذکر خدا سنتا ہوں کہ ہر انسان اسکے ادراک سے عاجز ہے ولہذا حضرات سونیہ قائل ہیں کہ تمام عالم ہی ذائق ہے جسے کہ جادات مگر آواز آنکی عرفا بسماع حقیقتہ سنتے ہیں عوام بی غفلت گوش ملی خبر ہیں لکما قال استرولکن لا تفقہون تسیمیم اور یہ گروہ حقہ فرماتے ہیں کہ حیوانات چند چیزیں مشاہدہ کرتے ہیں کہ سوا سے اہل کشف اور کوئی بنی آدم اسکو نہیں دیکھ سکتے اسی باعث سے انسان بموجب اسفل السافلین ہے اور اگر انسان اس مقام کو پہنچنا چاہے تو حیوان مطلق ہو تاکہ عقل مزاج نہ ہو اور اکثر آدمی کہ اس مقام پر پہنچتے ہیں گنگ ہو جاتے ہیں مثلاً کیفیت عذاب قبر سے حیوانات مطلع ہوتے ہیں اور جن اور انہ مشاہدہ نہیں کر سکتے

فان اطلاع جزوات بغداد پور

بزرگی  
بنی آدم  
بزرگی

گد یعنی خواص انسان بخوبی اطلاع پاتے ہیں اسی طرح احوال عالم بزرگی سے اولیاء اللہ وقت  
اور عمل سے ظاہر بخیر محض دلندا انکار کرتے ہیں اور حضرت شیخ محی الدین بن عربی رضی اللہ عنہما  
بزرگی میں تحقیق مستقر ارواح ابتدا سے خلقت سے تا حشر اور بعثت اور تحقیق عالم بزرگی اور  
اور بزرگی بزرگی از روی کتاب دست بخوبی فرماتے ہیں عبارت اس رسالے کی ذمین عربی کہ  
لندا خلاصہ آسکا عبارت اردو لکھتا ہوں کہ خالق کبریا نے اپنے وجود باوجود کو تین عالم پر  
تقسیم فرمایا ہے دنیا اور بزرگی اور آخرت اول عبارت عالم ملک سے ہے اور دوم ملکوت سے اور  
سوم جبروت سے اور انسان کو مجموع عوالم سے پیدا کیا ہے یعنی جسم کو عالم ملک و شہادت سے  
اور نفس کو ملکوت سے اور روح کو جبروت سے پھر توفیق کہ انسان عالم دنیا میں ہو حکم اسکے  
ظاہر جسم پر ہے اور نفس و روح زیر حکم جسم مختفی ہیں یعنی ادا و غیبی نفس و روح کو بوسیلہ جسم  
پہنچتی ہے اور ایک موکل بنا بر نقل روح معین ہے یعنی روح ہمیشہ باقی ہے اور تصنیفی اسکی  
دنیا میں بقدر عمر شخص کے ہوتی ہے بعد ازاں اس عالم سے اسکو نقل کرتے ہیں جانب بزرگی  
تا روز حشر و نشر اور بعد قیامت جملہ ارواح عالم آخرت کو روانہ ہونگی اور بہشت والے بہشت  
اور دوزخ والے دوزخ میں ابد الآباد رہیں گے باجملہ واسطے لیجانے ارواح کے دنیا سے موت کو  
بواسطہ حضرت عزرائیل علیہ السلام موکل فرمایا ہے اور اس نقل میں جسم عنصری جسم مثالی سے  
مبدل ہو جاتا ہے لکھا قال اللہ تعالیٰ تا درین علی ان تبدل اشاکم اور عالم بزرگی ایک عالم  
مستقل ہے یا بین دنیا اور آخرت کے لکھا قال اللہ من وراہم بزرگی الی یوم یبعثون جس طرح  
شفق بین العشائین اور فجر بین النہارین اور وہ دو قسم ہے اول یہ کہ جملہ ارواح بعد خلقت  
ازلی آس عالم میں موجود ہیں وہاں سے بعد پیدائش جسم بتدریج آکر متعلق اجسام ہوتے ہیں  
تا حیات دنیا اور بزرگی ثانی یہ کہ ارواح اس عالم دنیا سے منتقل ہو کر آس عالم میں جمع ہوتی ہیں  
تا یوم نشر اور وہاں سے عالم آخرت کو جاتی ہیں اور اس بزرگی میں جنت و نار بھی ہیں اور  
جنت و نار آخرت کے اور فرق اسی قدر ہے کہ تعذیب اور تنیم بزرگی کا انتہا ماوالم السموات  
والارض ہے اور بعد فنا ہونے سموات اور ارض کے ارواح کو جنت و نار بزرگی سے عالم آخرت  
لیجاتے ہیں لکھا قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ ہود واما الذین سعدوا فی البیتہ خالدین فیما داروا  
والارض الا انما اشار ربک فلما الذین شقوا فی النار لہم فیما زفر و تحقیق خالدین فیما داروا السموات  
والارض الا انما اشار ربک یعنی جو لوگ نیک جنت ہیں بہشت میں ہی رہا کریں اس میں جنت تک ہے

آسمان و زمین مگر جو چاہے رب تیرا اور جو لوگ بد بخت ہیں وہ آگ میں ہیں انکو انجان جلانا ہوا اور وہ مٹوئے  
 رہا کریں آسمین جب تک زمین مگر جو چاہے تیرا رہ دیکھا قال ائمتہ تعالیٰ النار  
 یعرضون علیہا نعدوا وغشیا ولہم زر قم فیہا بکرۃ وغشیا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 القبر و وقتہ من ریاض الجنۃ اور حضرت مسیح النیران میں مراد یہاں سے جنت و نار برزخیہ ہیں نہ اخرویہ  
 مگر علماء سے ظاہر اسی بہشت اور دوزخ کو اخروی سمجھتے ہیں اور برزخیہ آپر منکشف نہیں ہوئے  
 حضرت شیخ اکبر وغیرہ اہل کشف اس باب میں مفروض ہیں اور اہل تحقیق کے نزدیک اس گفتگو میں  
 حق جانب شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے ہوا سلیے کہ احکام جنت و نار کلام الہی میں دو قسم کے ہیں اور  
 اجتماع تمام اوصاف کا جنت و نار اخروی جن میں جنت سکتا کیونکہ آخرت غذا اور غشی اور وقت امتنا سے  
 منور ہوا مثلاً تغذیہ و تعظیم سعید و شقی تا بقا سے آسمان و زمین شرط کرنا دلیل ہی اس پر کہ بعد بقا  
 ارض اور سما وہ حکم منقضی ہو جائیگا اسی سے واضح ہوا کہ یہ حال بنیج میں ہوگا نہ آخرت میں  
 اسلیے کہ مکث آخرت دائمی ہو اور اسکی شان ہو لایرون فیہا شمس ولا زمریرا یعنی جنت خلد میں  
 آفتاب اور سردی زہریکہ لوازم زمین اور آسمان کے ہیں نہونگے صبح اور شام بھی نہونگی اور  
 دلیل قاطعہ تغذیہ بہشت اور دوزخ برزخیہ اور اخرویہ پر قصہ حضرت ابوالبشر اور ام البشیر کے کہ الی  
 و زنون کو حکم سکونت کا ہوا پھر اخراج کا اسی طرح قربت شجرہ کے امتناع اور اسی طرح خاکلا منہا  
 دلالت کرتا ہے کہ یہ جملہ معاملات بہشت و دوزخ آخرت میں نہیں ہوسے کیونکہ صفت آخرت میں  
 وارد ہی اکھانا و اتم و لا مقطوعہ و لا ممنوعہ یعنی میوہ آسکا دائم ہی تمام نہونگا اور اسکے کھانے سے  
 مانعت نہونگی اور بعد دخول کے خروج نہونگا اور وہاں بول و برانگی حاجت نہونگی اور شیطان  
 وہاں نہ جاسکیگا اور وہ دار الکرامت اور دار الخلد ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے  
 تیار ہوا ہوتا دخول آنجناب اور وہاں پر حرام ہی اور جو معاملات حضرت آدم سے واقع ہوسے  
 سب بظلمات احکام جنت و نار آخرت کے ہیں کما ینظر من التفسیر والا حاد مٹ اور یہ بھی  
 واضح ہوا کہ ایک روز برزخ کا مقدار ایک ہزار برس اس عالم کے ہوتا ہے اور ایک دن آخرت کا  
 مقدار پچاس ہزار برس عالم دنیا کے حاصل کلام کا یہ ہے کہ انسان کی ترکیب عوامل ثلثہ سے ہے  
 جب تک ذہن انسان پر احکام دنیا اور ملک اور اجسام کے غالب ہیں اور مقام اسکا اسی  
 فشار ملک میں ہے اور قبلا بلبیۃ غیر تشاہیہ میں ہوتا ہے اور اگر احکام نفوس اور برزخ کے غالب ہیں  
 تو منزل و مقام اسکا عالم ملکوت ہے اور اگر غالب احکام ارواح اور ملائکہ ہیں تو منزل مقام اسکا

عالم جبروت و آخرت ہو اور جو انسان کہ تصف باحکام کتاب حقہ اور سنن صدقہ ہی اور متخلق باخلاق الہیہ ہو تو منزل اور مقام اسکا عالم لاہوت اور غیرت بالکلیہ انتقاد پیر ہی اور یہ پوشیدہ نہ رہے کہ قیامت بھی کئی قسم ہو ایک وہ کہ ساعت بساعت تبدیل و تغیر سے واضح ہو اور شمار میں نہیں آسکتا لہذا قال اللہ تعالیٰ بل ہم فی کس من خلق جدید وقال سبحانہ و جل کل یوم ہونی شان دوسرے موت ارادی کہ موتوا قبل ان تموتوا سے ظاہر ہے تیسرے موت طبعی تہا علیہ السلام من مات من مات قیامت قیامت کہ اشارت اعراض سے ہو یعنی تمتات اور لذات دنیوی سے چوٹھے قیامت موعودہ موافق فرمودہ خدا ان الساعة لآتیہ لا ریب فیہا پانچویں وہ قیامت ہے کہ اولیاء اللہ کو حاصل ہوتی ہے انکشاف حقیقت کلیہ اور ظہور وحدت اور استہلاک کثرت میں اسکو قیامت کبرئے بولتے ہیں اس مقام سے یہ فائدہ جلیلہ نکلا کہ حضرت مہذوبہ سلیم الرحمہ کے نزدیک ایک عالم بزرخ ماہین عالم اجزاء و عالم ارواح بلاشبہ اور شک ہے اور وہ عالم منتحل آن صورتوں پر ہے جو عالم اجسام میں ہیں اور اس حیثیت سے کہ نحو س قدر ہی ہے مشابہ باجسام ہے اور اس وجہ سے کہ نورانی و مشابہ عالم ارواح سے ہے آسکو عالم مثال کہتے ہیں اور جہاں منفعل اور ارض قہینت اور جملہ صور محسوسہ عالم شہادت پر تو صور شالیہ ہیں اسی سبب سے کالمیں صورت دیکھو احوال شخص بفرست معلوم کر لیتے ہیں کا قال صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا فرستہ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ حضرت صوفیہ فرماتے ہیں کہ روح بے جسد نہیں ہو سکتی اور جب بدن خنصری سے مفارقت کرتی ہے تو جسہ مثالی ابدی عالم بزرخ میں پاتی ہے کہ اسکو بدن کتب بولتے ہیں اور تغیر و تغیب قبر وغیرہ اعمال اور اخلاق ہمارے ہیں کہ تجسد ہوتی ہیں انما ہی اعمالکم تروا لیکم کاہ باالطف ادگاہ بلا میرسد جو صورت اعمال راست ہر صہ بامیرسد پس انسان میرکو لازم ہے کہ افعال اور اخلاق مذکورہ کو افعال و اعمال نیک سے بدل کرے اس بات کو اہل تصوف گردش کہتے ہیں اور یہ امر مانند رضو کے ہے جو جس کسیکو یہ بہت ہو کہ عادت اور ہوا پرستی سے خدا پرستی میں آوے تو وہ صحبت علماء آخرت کی انتہا کہے کہ انکی صحبت میں صفات نہویہ متبل بصفات محمودہ ہونگے اسوقت نفس کافر سے نجات پاوے گا اور حضرت وحدہ شریک لا بارباب ہوگا اسے اوصاف ذمیمہ چون بدل شد + ہر عقوہ کہ در تو بود حل شد + چون پستی توشہ محض + خیزو ہمہ نعرہ الامحق + اینجا است نہایت طریقت + انیت خلاصہ حقیقت

تفہیم

فائدہ بہت عالم بزرخ

۱۰

فناجح میں لکھا جو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انجمنہ قاع نصف صفت میں فیہا عمارتہ  
 خاک و اس فراں انجمنہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ما فرماں انجمنہ فرمایا التسبیح والتسلیل  
 اور بھی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزِ قیامت خود آپ کو آتش و فرج میں لیجا تا ہو اور  
 کوئی اس بات کو مستبعد نہ جانے کہ عمل ہمارا تو اس مقام میں عرض ہو اس مقام میں کیونکہ  
 جو ہر ہو جاتا ہے کیونکہ لحاظ کرنا چاہیے کہ صورتِ ذہنیہ جو ہر قائمہ بالذہن میں اور خارج میں قائمہ لفظ  
 بحاصل یہ سب حال دلالت کرتا ہے کہ حشر خلائق بصورت اعمال ہوگا بعد قیامت صفر سے لے کے کہ روز  
 عسارت موت سے ہو گا قال صلی اللہ علیہ وسلم کما تعیشون موتون و کما تموتون تبشون اور  
 دوسری حدیث میں ہے عشرہ اشرف من امتی بضم علی صورۃ القرد و بعضہم علی صورۃ الخنازیر  
 پس معلوم ہوا کہ حشر بصورت اعمال واقع ہوگا اور یوم شقی فی الصور قساقون افواجاً مؤمنین ان کا  
 یعنی جیسا ج ڈالو گے ویسا ہی نکلیگا چنانچہ مولوی معنوی فرماتے ہیں سے وقت محشر عرض ہوا  
 صورتیت + صورتے ہر ایک عرض را فوقیت + عالم اعلیٰ جہان امتحان + عالم ثانی جزا سے  
 این جان + سیرتے کان بر وجودت غالب است + ہم بران تصویر حشرت واجب است + حکم  
 چون راست کو غالب ترست + چون کہ زر پیش ازس آمد آن زرست + پیشہا و خلفتا ہر چون جنبر  
 سوی خلق آیند روز رتخیز + پس یہ سب امور اسی عالم سے جاتے ہیں اس عالم میں کہ نہیں آتا  
 اور موتے کو بخوبی اسکا ادراک اور فہم ہو لیکن حکمت الہی نے خاموش کر دیا ہوتا کہ سلسلہ معاش  
 بر ہم نہو جائے حضرت مولوی فرماتے ہیں سے خواجہ گشت او پامردی بانگ + اخیہ گشتی  
 من شیندم یک بیک + لیک پاسخ دادم فرمان نبود + بے اشارت لب نیارستم کشود +  
 تا کہ واقعت گشتہ ایم از چون و چند + مہر لبہا سے ما بنوادہ اند + تا نہ گرد و زار ہی غیب باش +  
 تا نگردد مندم عیش و معاش + تا نہ درد پردہ غفلت تمام + تا ناخندہ یک عزت نیم خام +  
 یا ہر گو شیم کرد نقش کوش + ما ہمہ نطق ایم لیکن لب نموش + ہر چہ ما دیدیم دیدیم  
 این زمان + این جہان پردہ است فیست آن جہان + دیکھو اللہ جل شانہ کو یہاں  
 پوشیدگی احوال اس عالم کی منظور ہے کہ شب عراج میں حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 ہزار حاجتیں کہ ہر ایک ہر ملک سلیمان علیہ السلام تھی بر لائے ایک حاجت کے انجام میں  
 انکار نہ پایا یعنی حضرت نے التماس کیا کہ حساب امت میرے ذمہ چھوٹا جائے وہ قبول نہوا  
 اور پوچھا گیا کہ اسکا فائدہ کیا ہے حضرت نے عرض کیا اسلیئے کہ دوسرا کے قبائح پر مطلع نہو

خطاب ہوا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ بھی انکے قبائح پر مطلع ہوں دوسری بات یہ ہے کہ حالت میں کا  
دو حال سے خالی نہیں ہی یا انکا حق تجھ پر ہوگا یا تیرا حق آپر سو تم دونوں اور آسکا نہیں کر سکتے  
پس رجوع اس آستانہ کرم سے کرنا چاہیے یہی بہتر ہے کہ حساب انکا بھجیر چھوڑ کر کہ میں اپنے  
کرم کے ساتھ حساب کروں خواجہ عالم نے عرض کیا آئی میں چاہتا ہوں کہ مطلع ہوں  
کہ حساب میری امت سے کس طرح ہوگا فرماں آیا کہ جطرح پر مہربان اپنی اولاد سے باتیں کرتا ہے  
اور اس سے کلام کر داتا ہے اور کہتا ہے اسی جان پر تیرے ہاتھ میں کیا ہے حالانکہ عالم ہی  
اور پوچھتا ہے اسلیے کہ لڑکا گستاخی کرے سو میں تیری امت سے اسی طرح حساب لوں گا  
اول انکو پرودہ نور میں لوں گا اور آسدن دو پرودے ہونگے ایک عام دوسرا خاص پرودہ عام میں  
مطیع ہونگے اور پرودہ خاص میں عاصی اور انبیاء اور اولیا اور ملائکہ سب بیرون پرودہ ہونگے  
اور پرودے کے باہر سے حضرت محمد مصطفیٰ صلعم عرض کرینگے کہ اجازت ہے میں آؤں اور حال  
عاصیان امت کا دیکھوں فرماں ہوگا کہ اسی محبوب اسی مقام میں قائم رہو میں نہیں چاہتا کہ  
کوئی شخص معاملہ گنہگاروں سے واقف ہوتا ایشیاں گوئید میں شغوم و ایشیاں عفو خواہند من  
بیشم ایشیاں عذر گوئید من قبول کنم واللہ اعلم ثم رجنا الی ما کنا فیہ العقہ حضرت آدم ابوالمہدی  
صلی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب آئی اجل شانہ میں التماس کیا کہ یا رب العرش العظیم  
میری ذریت کیا ہے اور کہاں ہے فرماں واجب الاذمان صا اور ہوا کہ تیری ذریت میرے دونوں  
یہ قدرت میں موجود ہیں جس ہاتھ کو اول اختیار کر سکوں کھول کر دکھلاؤں حضرت آدم علی نبینا  
وعلیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رب الارباب اول میں نے دست راست اختیار کیا خالق  
زود الجلال نے داہنا یہ قدرت پشت آدم پر پھیرا تو نیک بخت ظاہر ہوئے کہ قیامت تک  
انکی ذریت میں پیدا ہونگے اور انکی صورت بھی لعلی پھیران دست قدرت پھیرا تو بد بخت  
ظاہر ہوئے حضرت آدم نے سب کو ملاحظہ کیا تو باہم تفاوت اور اختلاف پایا گیا یعنی  
بعض خوبصورت اور بعض بدبخت اور بعض امیر اور بعض فقیر اور بعض دراز قامت اور  
بعض کوتاہ قد اور بعض صحیح الخلق اور بعض ناقص الخلق نظر آئے تب التماس کیا کہ  
یا خالق العالمین یہ تو سب تیرے بندے ہیں انکو ایک طرح کا کیوں نہ بنایا ارشاد ہوا کہ اگر  
سب کو ایک طرح کا بناتا تو کوئی ہرگز شکر نعمت نہ کرتا بعد ازاں انبیاء علیہم السلام کو دکھلایا کہ  
سب سے عظیم الشان تھے اور انکی آنکھوں کے بیچ میں نور چمکتا تھا انہی حضرت داؤد کا

قدرت

نور انکو خوشنما دیکھو پھر اسبب یہ تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام مسبب صدور لغزش قدم توبہ اور  
استغفار اور بکا و زاری میں مشغول ہوئے سو نور نبوت انکا انوار توبہ و ندامت سے مخلوط  
ہو کے چمکتا تھا اور حضرت آدم کو بھی بسبب صدور زلزلت ایسا ہی اتفاق پڑا اس باعث سے  
نور داؤدی اور نور آدمی میں مناسبت کاملہ ہم پہنچی اور بقدر مناسبت زیادہ ہوتی تو  
مجہت بھی زیادہ ہوتی ہو لہذا حضرت آدم نے کہا یا آلہمی یہ کون ہے ارشاد ہوا کہ یہ تیرا بیٹا  
داؤد ہے کہا اسکی عمر کتنی مقدر ہو فرمایا تاشوہ میں کی عرض کیا کہ میری عمر کس قدر ہو فرمایا ہزار برس  
تو حضرت آدم نے دعا کی کہ آلہمی میری عمر سے چالیس برس اسکو عنایت ہوں حدیث شریفین  
آیا ہے کہ جب عمر آدم سے چالیس باقی رہے تو حضرت عزرائیل تشریف لائے اور کہا کہ آپ کا وقت  
وفات آ پہنچا آدم نے کہا چالیس برس باقی ہیں ملک الموت نے کہا وہ تو تم داؤد کو  
دے چکے ہو آدم بوسے کہ مجھے یاد نہیں اور کوئی شخص اپنی عمر سے کیونہ نہیں دیتا پھر  
حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ معاملہ داؤد سے کہ کو آدم تبدیل گئے کہ یہ رسم انکی اولاد میں پڑ گئی اسی  
وقت سے حکم تحریر یہ نامہ کا بگواہی گواہن جاری ہوا فائدہ انکار حضرت آدم علیہ السلام محل توبہ  
نہیں ہے کیونکہ یہ اور بخشش اس شوہن جاری ہوتی ہے کہ وہ شو قبض و تصرف اور ملک اختیار  
و اہب میں ہوتا کہ یہ کرنے والا اس شو کو اپنے اختیار سے ہو ہوب کہ کو تقویض کرے  
اور قابض و تصرف کرادے اور اس معاملے میں کوئی بات ان امور سے پائی نہیں جاتی  
اور ظاہر ہے کہ یہ طلب اور دعائے عاری ہوتی ہے بخلاف اس مقدمے کے کہ یہاں دعا اور  
سوال اور طلب اور استدعا حضرت خالق لا نیاز سے ہو یہاں چنانچہ مالک دو جہان نے  
عنایت و کرم چالیس برس اور حضرت داؤد علیہ السلام کو دیئے اور حضرت آدم علیہ السلام  
عمر سے کم نہ فرمائے وذلك فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اذ قد ذوالفضل العظیم اور بخوبی ہو یہاں  
کہ چھل جانا کسی بات کا بسبب و رازی زمانہ کے خلاص عقل نہیں ہے ہزار برس کی بات  
کسکو یاد رہ سکتی ہو اور حضرت آدم آدمی تھے نہ مثل معبودان ہونو کہ سو و نسیان سے  
بغیر ہونو پاک اور عباد شکنی تصدق اور عدا میں بیباک امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے  
حسن بصری سے روایت کی ہے کہ وقت دکھلانے ذریت آدم کے فرشتوں نے کہا کہ یہ  
جماعت زمین میں گنجائش پذیر نہوگی اللہ نے فرمایا اسی واسطے موت مقرر ہو کہا تو زندگی  
تج ہو جائیگی فرمایا رشتہ کوہ از امید کا لگا دیا ہو کہ اُس میں غافل رہیں گے نقل ہے کہ حضرت

نور داؤدی اور نور آدمی میں مناسبت کاملہ ہم پہنچی اور بقدر مناسبت زیادہ ہوتی تو مجہت بھی زیادہ ہوتی ہو لہذا حضرت آدم نے کہا یا آلہمی یہ کون ہے ارشاد ہوا کہ یہ تیرا بیٹا داؤد ہے کہا اسکی عمر کتنی مقدر ہو فرمایا تاشوہ میں کی عرض کیا کہ میری عمر کس قدر ہو فرمایا ہزار برس تو حضرت آدم نے دعا کی کہ آلہمی میری عمر سے چالیس برس اسکو عنایت ہوں حدیث شریفین آیا ہے کہ جب عمر آدم سے چالیس باقی رہے تو حضرت عزرائیل تشریف لائے اور کہا کہ آپ کا وقت وفات آ پہنچا آدم نے کہا چالیس برس باقی ہیں ملک الموت نے کہا وہ تو تم داؤد کو دے چکے ہو آدم بوسے کہ مجھے یاد نہیں اور کوئی شخص اپنی عمر سے کیونہ نہیں دیتا پھر حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ معاملہ داؤد سے کہ کو آدم تبدیل گئے کہ یہ رسم انکی اولاد میں پڑ گئی اسی وقت سے حکم تحریر یہ نامہ کا بگواہی گواہن جاری ہوا فائدہ انکار حضرت آدم علیہ السلام محل توبہ نہیں ہے کیونکہ یہ اور بخشش اس شوہن جاری ہوتی ہے کہ وہ شو قبض و تصرف اور ملک اختیار و اہب میں ہوتا کہ یہ کرنے والا اس شو کو اپنے اختیار سے ہو ہوب کہ کو تقویض کرے اور قابض و تصرف کرادے اور اس معاملے میں کوئی بات ان امور سے پائی نہیں جاتی اور ظاہر ہے کہ یہ طلب اور دعائے عاری ہوتی ہے بخلاف اس مقدمے کے کہ یہاں دعا اور سوال اور طلب اور استدعا حضرت خالق لا نیاز سے ہو یہاں چنانچہ مالک دو جہان نے عنایت و کرم چالیس برس اور حضرت داؤد علیہ السلام کو دیئے اور حضرت آدم علیہ السلام عمر سے کم نہ فرمائے ذلك فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اذ قد ذوالفضل العظیم اور بخوبی ہو یہاں کہ چھل جانا کسی بات کا بسبب و رازی زمانہ کے خلاص عقل نہیں ہے ہزار برس کی بات کسکو یاد رہ سکتی ہو اور حضرت آدم آدمی تھے نہ مثل معبودان ہونو کہ سو و نسیان سے بغیر ہونو پاک اور عباد شکنی تصدق اور عدا میں بیباک امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ وقت دکھلانے ذریت آدم کے فرشتوں نے کہا کہ یہ جماعت زمین میں گنجائش پذیر نہوگی اللہ نے فرمایا اسی واسطے موت مقرر ہو کہا تو زندگی تج ہو جائیگی فرمایا رشتہ کوہ از امید کا لگا دیا ہو کہ اُس میں غافل رہیں گے نقل ہے کہ حضرت

آدم کی مصاحبت میں تین جانور تیل کتا بگلا پیدا کیے اور چالیس چالیس برس کی عمر عطا کی وہ آدم کے پاس آئے آدم نے زندگی و درازی عمر و عاجزی و بیکسی انکی بیان فرمائی کہ یہ تینوں رونے لگے اور عرض کی یا الہی ہماری عمر اس مشقت و دشواری میں کس طرح گزریگی ہماری درخواست یہ ہے کہ عمر ہماری سن و سن برس کی ہو اگر سے اور آدم کو باقی عمر عنایت ہو ارشاد ہوا کہ منظور ہے اور حضرت آدم علیہ السلام نے بسبب حرص و طمع کے قبول کیا چنانچہ ملاحظہ کیا چاہیے کہ جب آدمی بیل کی عمر میں آتا ہے تو محنت و مشقت میں بسر کرتا ہے چالیس برس تک خوشی و غم میں رہتا ہے اور جب کتے کی عمر میں داخل ہوتا ہے تو بخل و خصومت و جنگ و جدال و حرص و طمع میں مبتلا ہوتا ہے اور جمع عادات کلاب اس میں ظاہر ہوتے ہیں پھر جب بگلے کی عمر کو پہنچتا ہے تو بے تقریر و کم سخن ہو جاتا ہے اور دریا سے طمع کے کنارے نشتر زرق بگولوں کی طرح حیران و پریشان بیٹھا رہتا ہے کہ انی برطان العارفين اور صبح مسلم میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہترین ایام یوم جمعہ ہے کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور بہشت میں داخل ہوئے اور بھی خارج ہوئے اور وفات بھی پائی اور قیامت اسی دن ہوگی اور مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جب ذریعہ آدم پست آدم سے نکالی نعمان میں یعنی ما بین مکہ و طایف تو پر گندہ کیا ذریعہ کو آدم کی رو برو سطح مورچہ پھر کلام کیا اللہ نے اُسے بالوجہ اور فرمایا میں نہیں ہوں خدا پروردگار تمہارا سب نے کہا کہ تو ہمارا پروردگار ہے ہم گواہی دیتے ہیں تیری ربوبیت پر بعد ازاں بدستور پست آدم میں داخل کیا اور یہ عہد اس واسطے لیا گیا کہ قیامت کو نہ کہیں کہ ہم غافل تھے یا ہمارے ان سببے شرک کیا تھا ہم ناحق اُسکے فعل سے پکڑے جاتے ہیں فقیر مولف کے نزدیک مدعا یہ ہے کہ خدا کے ماننے میں ہر کوئی آپ کفایت کرتا ہے باپ کی تقلید درکار نہیں ہے اگر باپ شرک کرے بیٹا چاہے ایمان لاوے اور جو کسیکو شبہ ہو کہ وہ عہد تو یا نہیں ہے پھر کیا حاصل ہون سمجھے کہ اس کا نشان ہر کسی کے دل میں رہا ہے کہ سب کا خالق اللہ ہے اسکا تمام جہان قائل ہے اور جو کوئی منکر ہے یا شرک کرتا ہے سو اپنی عقل ناقص کے دخل سے پھر آپ ہی جھوٹا ہوتا ہے فائدہ نعمان ایک جنگل ہے عرفات کے قریب اُسکو نعمان صحاب کہتے ہیں اور بقول بطن نعمان بھی تفسیر لباب میں لکھا ہے کہ

نفس

اقرار و بیان

اخذ میثاق و حنائین ہوا تھا کہ ایک مقام ولایت ہند میں ہی اور بعد نکلنے بہشت سے  
 واقع ہوا اور مدارک التنزیل میں تصریح ہے کہ جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ اخذ میثاق بعد  
 خلقت آدم قبل دخول جنت دروازہ بہشت کے عین صحن میں جسکی مسافت میں ہزار  
 برس کی راہ ہی واقع ہوا کہ حق سبحانہ تعالیٰ فریاد آدم علیہ السلام کو مانند  
 مورچہ یا سے خرو صلاب آدم سے نکالا اور حیات و عقل و قوت ناطقہ عطا کی پھر اپنی  
 ربوبیت کا اقرار لیا اہل معرفت فرماتے ہیں کہ تکمیل عہد الست جزیون غافلون کے  
 واسطے ہی ورنہ ہوشمند بیدار دل ہنوز اسی جواب کو گوش ہوش سنتے ہیں سے  
 الست از ازل همچنان شان گوش + بفریاد قائلوا سبیلہ و فرودش + یعنی کسی وقت  
 عارنون کو غفلت نہیں ہو سے آنکہ از حق نیست غافل یک نفس + ماضی ہو قبلاش  
 حال ست رہیں + حقیقت یہ ہے کہ اسرار محبت نازک ہیں اور جو اپنی حقیقت سے غافل  
 رہ جواب الست کیا دیکھا ع ہم خود الست گوید ہم خود سبیلہ کند + نعمات میں ہے کہ حسلی  
 بن سبیل سے پوچھا یوم سبیلہ یوم فرمایا کل تو تھا یا دنتو تا عبد اللہ انصاری کے نزدیک  
 اس میں نقصان ہے یعنی وہی و فردا چہ آن روز را ہنوز شبے در نیامدہ + ابی ابن کعب  
 تفسیر کریمہ اذا خذ ربک من نبی آدم الخ میں کہتے ہیں کہ فریاد کو جمع کیا اور تسمین کہیں صورت  
 و نطق نخواستہ کلام کیا تب آئے عہد توحید لیا اور گواہ کیا انجین کو آئے نفوس پر  
 اور فرمایا الست برکم کیا نہیں ہوں میں تمہارا پروردگار قائلوا سبیلہ کہنے لگے کہ آئے تو ہمارا  
 پروردگار ہی پھر فرمایا میں گواہ کہ تا ہوں آدم اور آسمان و زمین کو تاکہ قیامت کے دن  
 نہ کہو کہ ہم نہیں جانتے ہیں بخوبی دریا خست کہ تو کہ میرے سوا سے تمہارا معبود کوئی نہیں  
 کسی کو میرے وجود اور عبادت میں شریک نہ کرنا اور قریب تر رسول اور کتب بھیجے گا بنا بر  
 یاد ہی عہد کے سب نے بالاتفاق کہا کہ ہم کو امی دستہ ہیں تیری ربوبیت کی اور بلا شک  
 تو ہی ہمارا معبود ہی جب سب نے اقرار کیا تب آدم کو طبع فرمایا اور رکھلا تو کوئی امیر تھا  
 کوئی فقیر کوئی خوب صورت کوئی بدہیت عرض کیا آدمی یہ سب بندہ سے تیرے برابر کیوں ہو  
 ارشاد ہوا کہ اگر سب کو یکساں کرتا تو شکر نہ کرتے اور فریاد آدم میں انبیاء علیہم السلام مانند  
 چسراخ درخشان تھے آئے سوا سے عہد میثاق الوبیت عہد رسالت و نبوت بھی  
 کیا گیا تھا فائدہ چونکہ پیدائش آدم سے خلافت ارض منظور نظر تھی اور خلیفہ کو

دو امر لازم اول علم نبات اور بافعال مختلف تاکہ موافق اسکے اپنی طرف سے سرانجام کر سکے  
 دوسرا علم ان اشیا کا جو زیر فرمان خلافت مندرج ہوں تاکہ ہر چیز سے اسکے مناسب جاہلہ کرے  
 لہذا تعلیم اسماء کی ضرورت ہوئی تو ہر چیز کے نام دل آدم میں القا فرمائے پھر منفعت اور ضرورت  
 ہر ایک شے سے مطلع کر دیا پھر ان اسماء کی تصویریں فرشتوں کو دکھلائی اور فرمایا کہ انکی  
 حقیقت سے واقفیت تو مشکل ہے صرف ناموں سے خبر دو کیونکہ نام کترین ہمیزات متعلق سے ہو  
 اور استحقاق خلافت کے سلیب معرفت متعلق شرط ہے اگر تم اسکے ناموں سے واقف ہو گے  
 تو دعویٰ تمہارا ثابت ہے اور اگر محض بے خبر ہو تو عمدہ خلافت کہ عبارت تصرف اشیا سے ہو  
 ہرگز تم سے سرانجام نہو سکیگا اگر تم صاف و عمومی خلافت نہیں کرتے ہو لیکن تمہارے  
 کلام سے منہوم ہوتا ہے پس لازم ہے کہ شرائط اور عا ثابت کرو اگر سخن منہج بھوک و نقدیں  
 میں سے ہے ہوا واسطے کہ معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ ہماری تسبیح اور تقدیس اور حمد  
 اور شکر کمال کے مرتبے میں ہو اور پڑھا ہر جہ کی تقدیس اور تسبیح کا کمال یہ ہو کہ جمیع  
 اسماء سے باری اور مقابل ہر کمال اور نعمت الہی کے واقع ہو اور اسکے لیے علم جمیع سما  
 و کمالات درکار ہو اور بدون معرفت حقائق عالم بالتفصیل یہ علم حیران کن سے خارج ہو  
 اور امتیاز بین الحقائق بوجہ کثیرہ ہوا و نئے امتیاز بلا سم ہے اگر اتنا بھی تکو حاصل نہوا  
 تو دعویٰ تسبیح اور تقدیس سلف الاطلاق کیسے درست ہوگا فرشتوں نے اپنا عجز  
 ظاہر کیا اور عرض کیا کہ آئی ہمارا سوال صرف ہدایت کے واسطے تھا کہ ہما و حکمت پیدائش  
 خلیفہ کی معلوم ہو جائے کہ اس سے ہم نادرقت تھے اور اپنی تقدیس اور تسبیح کو کامل  
 سمجھے تھے بجا کہ اللهم انما الاعلم لنا الا انت العليم الحکیم یعنی تو سب سے نرالا ہو ہسکو  
 معلوم نہیں کہ جتنا تو نے سکھایا ہے تو ہی ہوا اصل دانائے کار زمین القصص میں ہے کہ  
 فرشتے ان اعلم بالاعلمون سکرات برس تک عرش کے گرد پھرتے رہے کہ اللهم لبیک  
اعتمذرا لبیک لبیک مستغفرک و متوب الیک جب خداوند کبریا نے ملائکہ سے تضرع اور  
 زاری اور اقرار کمال حکمت اور علم باری پسند فرمایا تو آدم کو ارشاد کیا کہ اب خبر دے  
 فرشتوں کو ان اشیا کے نام سے کیونکہ یہ لوگ خواص اور منافع اشیا نہیں دریافت  
 کر سکتے مگر اس عقل سے جو کہ شہوت اور غضب سے مرکب ہو اور یہ بات خاص تیرے ہی  
 واسطے ہو تب آدم نے حقائق اشیا کا بیان شروع کیا اور ہر چیز کا نام با جمیع خواص

تبصرح تمام کھول دیا کہ ملائکہ اس احاطہ علمی سے متحیر ہوئے اور پروردگار نے واسطے مزید تاکید اور خلافت کے ملائکہ سے فرمایا کہ میں نے قبل خلقت آدم نہیں کہا تھا کہ میں جانتا ہوں اس بات کو جو تم نہیں جانتے ہو لہذا قال یا آدم انبئہم باسمہم فلما انبأہم باسمہم قال ألم اتلکم انی اعلم غیب السموات والارض واعلم ما تبدون او ما کنتم تکتُمون یعنی ای آدم بتاؤ سے انکو نام انکے پھر جب اسے بتا دینے نام انکے کہا کہ میں نے نہ کہا تھا تکو کہ مجھکو معلوم ہیں سپر آسمانوں اور زمین کے اور معلوم ہے کہ جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو یعنی غرض میری اس کلام سے یہ تھی کہ میں جانتا ہوں ان چیزوں کو جو کہ عالم علوی میں اوضاع کو اکب اور حرکات ملائکہ باجمع خواص اور آثار پوشیدہ ہیں اور باوجودیکہ تم عالم علوی میں ہو مگر نہیں جانتے اور یہ مخلوق کہ عناصر سفلیہ سے پیدا ہوا ہے سب جانتا ہے اسی طرح زمین کا حال تکون نباتات اور خلقت اجسام معدنیہ اور طریق تولد حیوانات عجیبیہ اشکل وغیرہ سے واقف ہوں اور یہ مخلوق بھی کمال و اتمیت رکھتا ہے اور تم انکے اساس سے بھی واقف نہیں ہو یا یہ ارشاد ہوا کہ میں جانتا ہوں جو تم تقدیس اور تسبیح اور معرفت اسماء الہیہ بقدر استعداد اور جو صلہ خود ظاہر کرتے ہو اور واقف ہوں اس سے جو تم میں قوتیں اور افعال پوشیدہ ہیں اور تم اصلاً مطلع نہیں تھے مثل تصویر بنی آدم اور خدمت مساجد اور معابد اور اعانت غازیان اور امداد حاجیان اور تماشائے مظہر اسم قہار اور غفار اور انزال وحی و کتب الہیہ اور امامت شریع و ادیان ربانیہ اور تبیین طریقہ ہدایت و رشادت حالانکہ یہ سب امور بالقوہ تم میں تھے لیکن میں نے اسکا ظہور وجود آدم پر موقوف رکھا تھا تاکہ بوسیلہ اس خلیفہ کے تکواکھ کروا اور تم اسکی خدمت میں ان کمالات کو بالفعل حاصل کروا آدم وجود میں آبا اور اسے تم کو خبردار کیا فائدہ اس مقام سے ظاہر ہوا کہ سوائے شرافت اور فضیلت علمیہ کے عالم امکان میں کوئی ایسی چیز تھی جسکو فضیلت آدم میں بیان فرمائے اور اگر کوئی بات ہوتی تو بلاشک اس جگہ ارشاد فرمائی جاتی اور یہ بھی سمجھایا گیا کہ ملائکہ باوصف اسکے کہ متوطنان مہربان قدس ہیں اور عبادت اور اخلاص انکا آدمیوں سے زیادہ اور طہارت اور عصمت جلی اور سجاوٹی امر و نہی انکی ذات کا لازمہ ہے کہ لایصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون انکے حق میں ارشاد ہے اور طعام و شراب اور نکاح اور سواری وغیرہ حوائج سفلیہ اور علائق جسمانی سے علمیہ کی تمام انکا ہے اور افعال شائقہ کی قدرت جیسی انکو اللہ نے عطا فرمائی ہے عشر عشر اسکا نصیب آدم اور

فضیلت علمیہ

آدمیان زمین پر اسی طرح نفع حجاب اور معانہ تجلیات ربانی اور سماع خطاب الہی بلا واسطہ جو انکو حاصل ہوا اصلاً آدمیوں کو میر نہیں لیکن با این ہمہ اوصاف استحقاق خلافت جو انکو حاصل نہوا تو سبب یہی ہو کہ علم حقانیت ایشا کا نہ رکھتے تھے اور ریاست رحمایا سے کون و فناء نہ کر سکتے تھے فائدہ اس مقام سے واضح ہوا کہ معصوم اور پاک ہونا اور خوارق عادات کا ظاہر کرنا اور فتنائی ائمہ ہوجانا اور زہد اور ریاضت بکثرت کرنا اور تجلیات ربانیہ سے مشرف ہونا اور عالم غیب کا دیکھنا اور غیب کی آوازیں سنا کر شرط خلافت میں نہیں ہو بلکہ شرط خلافت یہ ہے کہ علم ریاست منزلی اور ملکی اور ظلی تمیز بخوبی رکھتا ہوا آقصد جب فضیلت علمیہ حضرت آدم علیہ السلام کو بدلائل اور براہین ثابت ہوئی اور فرشتوں پر حق استاوی قائم ہو گیا تب واسطے ادا سے اس حق کے سچے سر سے کی تعظیم مطلوب ہوئی وہ یہ ہو کہ سب فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرو اس طرح سے کہ اسکو اپنا قبیلہ مسجود گردانو تاکہ دلیل اطاعت میرے احکام کی ثابت

معصوم ہونا  
نہ خواہی  
نہیں

ہو جائے لکن قال فی سورۃ البقرۃ اذ قانا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی تکبر وکان من الکافرین یعنی سب سے فرمایا فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس نے قبول نہ کیا اور تکبر کیا اور وہ تھا منکرون سے روایت ہو کہ اول حضرت جبرئیل نے سجدہ کیا کہ عمدہ سفارت ملا اور بعض کے نزدیک اول حضرت اسرافیل نے سجدہ کیا کہ لوح محفوظ سے انکی پیشانی پر قرآن شریف لکھا گیا بالجملہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا کما قال سجداً کلہم اجمعون اس آیت سے صاف ہو گیا کہ تخصیص ملائکہ غلیبہ کی غلط ہوا اور چنانچہ ہر جہ کہ جیسا ملائکہ غلیبہ کو اس خلیفہ کے ہونے سے وسعت کمالاً حاصل ہوئی اسی طرح ملائکہ علویہ کو بھی ہاتھ لگی ہو کیونکہ کارخانہ بعثت انبیا اور انزال کتاب اور نصب شرائع اور احکام اور عقوبت اور اتمام دنیوی اور مجازات اور ثواب اخروی قبر سے تاجرت اور ناز سب ملائکہ علویہ سے متعلق ہو چکر دیکھنا چاہیے کہ جیسا ملائکہ غلیبہ کا زمین ویسا ہی ملائکہ علویہ بھی خدمت سے بے بہرہ نہیں ہیں الغرض جمیع ملائکہ علویہ اور غلیبہ اور توابع انکے جنات سجدہ تحیہ میں گرے مگر ابلیس کہ اصل میں فرقہ جن سے تھا اور بہ سبب کثرت اختلاط کے فرشتوں میں شمار کیا گیا تھا سب پر وہ مخالفت کر کے سجدے سے منکر ہوا اور جب انکا سبب ہو چکا گیا کہ مانع ان لاسجدوا فرما یعنی کس نے منع کیا تمکو سجدے سے جب میں نے حکم کیا تمکو کہنے لگا اناخیر منہ خلقتی من نار وخلقتم من طین یعنی میں اس سے

فرشتہ  
علویہ  
غلیبہ

بستر ہوں کہ مجھ کو تو نے بنایا آگ سے اور بنایا آسکو خاک سے اصل یہ کہ میں بہت مدت سے عبادت  
اور عبادت میں مشغول ہوں سو میں ایسے مخلوق کی جو کہ میرے روبرو خاک سے بنایا گیا  
اور نہوز کسی کام کا نہیں ہوا اور کوئی جو بر بندگی امتحان میں نہیں لایا ہرگز اطاعت نہ کرونگا  
کہ صیح خلافت حکمت بلکہ بڑی ناقدر دانی اور تلاوت حق خدا تگذاری ہو حکم ہوا کہ نافرمان ہونا تاک  
برجیم وان علیک اللغۃ الی یوم الدین نکل یہاں سے بچھینیک مارا ہوا اور تجھ پر ٹھیکار ہو عبادت  
دن تک یعنی دن قیامت تک نعمت ہو بعد ازان وہ عذاب ہو گا کہ نعمت کو بھول جا بیگا  
فائدہ ابلیس نے مخالطہ کیا یا کہ فضیلت کو باعتبار عنصر نار خیال کی کے ایسا کام کیا اگر خلقت میں  
اور نعمت فیہ من روحی کو ملاحظہ کرتا تو کبھی ایسا قیاس ناسد پیش نہ کرتا اور ظاہر ہے کہ یہ قیاس  
بچند وجوہ ناسد ہے اولاً قیاس بمقابلہ نص باطل ہے دوسرے اقرار خالقیتہ الہی اور مخلوقیتہ انہی کا  
صاف صاف کرتا ہے پھر حکم بجا آوری میں ایسا دگی دلیل تکبر ہے تیسرے خاک کو کوئی وجہ سے  
آگ پر فضیلت ہے اولاً جو ہر خاک میں صبر و قرار اور سکون و وقار ایسا ہے کہ دوسرے عنصر میں  
اصلاً نہیں ہے اور جو ہر آتش میں طیش اور حدت ایسی ہے کہ کسی عنصر میں نہیں بلکہ صفات ناسد  
سبب تکبر اور ترفع واقع ہونے کے ہلاکت ابدیہ آسکا ٹرہ ہوا اور صفات خاک سبب توبہ و زاری  
اور ندامت و خاکساری واقع ہونے کے فائدہ منفرت اور ابتدا طاعت ہر توبہ امن تو اضع لدر نفعہ لہم  
ومن تکبر وضعہ اللہ ثانیاً و صفت جنت میں وارد ہے کہ اسکی خاک مشک ہوگی اور نار کا کہیں  
ذکر نہیں آتا ثانیاً سبب عذاب ہے اور خاک موجب ثواب ثانیاً خاک آگ سے مستغنی ہے اور آگ  
خاک سے متبعی خامسا خاک باعث عمارت و التیام ہے اور آگ موجب جدائی و خرابی و آلام  
سادسا خاک نقش پذیر ہے جیسا حضرت آدم نے نقش معرفت کو قبول کیا کتب فی قلوبہم الایمان  
اور آگ نقش پذیر نہیں جیسا ابلیس نے نقش معرفت جلا و یا نفق عن امر بہ اسکے حق میں  
نازل ہوا ثانیاً خاک امین ہے کہ جو کچھ آسے ہر دگرین رکھ چھوڑے اور آتش خائن ہے کہ جو کچھ آسے  
تفویض کرین جلا دے اور عقلاً امین خائن سے بہتر ہے جب اس مرد و دوسرے قیاس ناسد  
یوں دلیل کپڑی تو حکم ہوا کہ بیان سے نکل ابلیس نے کہا کہ رب فانظر فی اسے یومہ بپتون  
یعنی اسی پروردگار مجھ کو فرصت دے اس دن تک کہ لوگ جی اٹھیں ارشاد ہوا انک من لظن  
اسے یوم الوقت المعلوم یعنی مجھ کو ڈھیل دی ہے اسی ٹھہرے وقت تک اہل تفسیر فرماتے ہیں  
کہ غرض ابلیس کی تیبی کہ حیات دائمی پاؤن کبھی نہ مروں اسلیے کہ بعد بعثت اور نشر

نسخہ

موت نہیں ہو رہا تھا کہ کبریا سے نفع ادا کر کے ملک ملی اس سبب سے کہ اس میں ذوق تمام فنا ہوگی اور نفع ثانیہ میں زندہ اور باہین دونوں نفعوں کے چالیں برس کا فصل ہے کہ اس عرصہ میں ابلیس کو مار کر بھیر دیا گیا اور ذوق میں ڈال دینگے خلاصہ یہ کہ جب تک نبی آدم زندہ رہا تب تک نہایت جو یعنی اعمال کی بہ نسبت عوام اور اذلال کی بہ نسبت خواص ابلیس نے کہا

کہ نبی انھو یعنی اہل حق سے تم کو ہر ایک سے تم کو لائیں میں میں ایہ ہم میں غلظت دین ایسا ہم و عن شاکر کہ بلا تاجد اگر تم شاکرین یعنی جیسا تو نے مجھے بدراہ کیا ہو میں بھی جیسا تو نے انکی ناک میں تیری سیہ بھی راہ پر یعنی میں تو گمراہ ہوا اب انکی بھی راہ مارو گا پھر انہر آ رہو گا گت اور پیچھے سے اور دائیں اور بائیں سے کہ نہ پایگا تو اکثر کو شکر گزار یعنی میں تو گمراہ ہوا تو اب میں دین اسلام سے کہ راہ راست ہو چکا تو گا اور جو آتے ہونگے انکو پھیرو گا کہ ادھر نہ آو اور آئے کہو گا کہ حشر اور شکر کی بھی نہیں برس دھوکا ہو ناحق آخرت کے پیچھے پیسے ہو اور دنیا کو فوج آراستہ کر کے دیکھا تو گا کہ آگ سے پیچھے آئیگی اور جو کوئی ناکارہ کرتا ہو گا اسے محب اور نپاؤ دیکھا ہے اور باہین ڈالو گا اور جو بدکار ہونگے انکو کھلاؤں گا کہ اب تو آرام سے گزرتی ہو تا بہت کم ہو گیا ہے اور اس کا کو خوب مزہ دار اور شیرین کر کے

پیش کرو گا یہاں تک کہ شکر گزار کی کا نام نہ رہے اور شاد ہوا اور خج سہنا نہ ہو اور جو لڑکے ہنرم لا ملکہ جنہم سیکر جمعین یعنی نکل بیان سے مردود کھیرا جو کوئی چلیگا ان میں سے تیری راہ میں بھرو گا ذوق تم سب سے یعنی جو کوئی تیری متابعت کرے گا تو تابع اور متبوع دونوں کو ذوق میں ڈال دو گا تا کہ اس معاملے کے اسرار میں واقفیت اس سے نہایت دشوار واضح ہو کہ ابلیس مردود کی کنیت ابو مرہ اور نام اسکا سریانی میں غزائل اور عربی میں حارث اسرار الفاسق میں ہو کہ ملعون ہونے سے پیشتر اسکے القاب حمیدہ سات تھے پہلے آسمان میں غاب و دوسرے میں راکع تیسرے میں ساجد چوتھے میں خاشع پانچویں میں قائم چھٹھے میں مجتہد ساتویں میں ابد جو اہل التفسیر میں ہو کہ ملعون ہونے کے بعد اسکے القاب قبلی بہت مقرر ہوئے ازجملہ شرتب قرآن میں مذکور ہیں جیسے غور و غوی موسیٰ خاص وغیرہ نظم الجواہر میں ہو کہ بقول علی مرتضیٰ اور ابن سعود اور ابن عباس ابلیس ملائکہ

ابلیس  
سید القاب

ابلیس  
سید القاب

تھا و علیہ اگر مفسرین اور بقول حسن بصری اور قتادہ جنات سے تھا بدلیل کان من الجن اور خلقتی من نار اور بلطاطا تو والد اور تناسل اور عصیان اور جواب اسکا یہ ہو کہ لفظ کان

بعضی صابر ہو اور مسخ جیسا بنی آدم میں ہوتا ہو فرشتوں میں بھی ہوتا ہے چنانچہ قصہ ماروت سے ظاہر ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ بعض ملائکہ میں تو والد و تناسل بھی جاری ہے اور ممکن ہے کہ تو والد و تناسل بعد جنمی ہونے کے ظاہر ہوا ہو اور بعضے افاضل کہتے ہیں کہ ملک اور جن میں عموم خصوص میں وجہ ہے یعنی اجسام لطیفہ مستعد خیر محض ملائکہ میں جس طرح کہ وہ ہیں اور مستعد شر محض جنات ہیں جیسے شیاطین اور مستعد خیر و شر ملک بھی ہیں اور جن بھی اور ابلیس اسی گروہ میں تھا اس لیے اطلاق ملک قبل صدور شر ابلیس پر صحیح ہے اور اطلاق شیطان بعد صدور شرارت درست ہے اور چار سے اتنا ذرا تاؤ رحمہ اللہ تفسیر غزیری میں لکھتے ہیں کہ مفسرین کو اختلاف ہے جنیت اور ملکیت ابلیس میں بعضے کہتے ہیں جنات کا باپ تھا جیسے آدم انسان کا اور بعضے کہتے ہیں ملائکہ سے تھا اس دلیل پر کہ اگر فرشتوں سے نہوتا تو حکم سجدے میں شامل نہ کیا جاتا اور اسکے ترک سے طام اور معاتب نہوتا کیونکہ حکم سجدے کا خاص تھا فرشتوں کو اور ہتھنا متصل فیہ الذی ابلیس میں نہیں ہوتا اگر ملائکہ سے خارج سمجھا جائے کیونکہ ہتھنا غیر جنس سے متصل نہیں کہلاتا اور اصل ہتھنا میں اتصال ہے مگر یہ دلیل ضعیف ہے اور غلط کیونکہ سورہ کہف میں نص صریح ہے کہ ان میں جن فسق عن امر ربہ یعنی تمہا جن سے سونکل بھگا کا حکم رب سے اسی طرح اور صورتوں میں قریباً تبصریح واقع ہے اور ابلیس کی اولاد بھی ثابت ہے افسخ زونہ و ذرتیہ اولیا من دونی یعنی سو تم پکڑتے ہو اسکو اور اسکی اولاد کو رفیق میرے سواے حالانکہ ملائکہ میں اولاد نہیں کیونکہ اولاد واسطے ازہ واج شرط ہے اور فرشتوں میں مادہ نہیں وجعلوا الملائکہ ہم عبداً للرحمن انما یعنی بنالیا کافروں نے فرشتوں کو جو ائمہ رحمن کے بندے ہیں عورتیں و راے اسکے جا بجا فرشتوں کو بصورت اور طہارت وصف فرماتے ہیں اور ابلیس کو بوجہ قاحت و شرارت اور اگرچہ فرشتوں کو خاص سجدے کا حکم تھا لیکن بالاصالہ تھا اور جنات کو بہ تبعیت اور ابلیس ان میں داخل تھا جس طرح مثلاً کوئی بادشاہ لشکر یون کو کوئی حکم فرماوے تو شتر بان سائیس فرانس وغیرہ سب کو شامل ہوتا ہے نہ خاص سواروں اور سپاہیوں کو پس بنا براس تبعیت کے ہتھنا ابلیس کا فرشتوں سے بطریق اتصال صحیح ہوتا ہے سواے اسکے ابلیس مخلوق ہے نار سے اور ملائکہ ایجاد ہوئے نور سے اور صاحب کثافت نے کہا کہ اگرچہ ابلیس جنات سے تھا لیکن ہتھنا کو متصل کہنا چاہیے اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ ابلیس اول سے کافر تھا ناقصہ ایمان

نظارہ کرتا تھا اور خیالات فاسدہ اہلاک آدم پر ہمیشہ باندھتا تھا اور فرشتوں کو تحریریں اور ترغیب کرتا تھا بعض تفاسیر میں ہے کہ علما کا اتفاق ہے کہ حضرت آدم کے بابت ابلیس مجرم ملعون یعنی کافر ہوا لیکن اس میں اختلاف ہے کہ سجدہ نہ کرنے سے کافر ہوا یا حسد اور عصیان کے سبب تینوں صورتوں میں امر مشکل ہوا سو اسلئے کہ تمنع السجود اور حسد اور عاصی کافر نہیں ہو سکتے اس ہنگام میں وجہ نقصی یہ ہے کہ وہ لعین اس سبب سے کافر ہوا کہ اسلئے خدا کی طرف ظلم اور جور کی نسبت کی جب کہا خلقتمنی من نار و خالقتمنی من طین اور تقما کا اجماع ہے کہ جو کوئی اللہ کی طرف ظلم کی نسبت کرے کافر ہی خازن میں ہے کہ چار قسم کا کفر ہے ایک انکاری کہ حق کو پہچانتا ہی نہیں فرعون اور ہامان اسی کفر میں گرفتار تھے دوسرا کفر جو وہی کہ حق کو دل میں جانے پر زبان سے اقرار نہ کرے اس کفر میں بعض کافر بتلاہین اور بعض اہل ہوسے بھی تیسرا کفر عناد ہی کہ دل اور زبان سے حق کا اقرار کرے پھر کفر سے باز نہ آوے امیہ بن الصلت وغیرہ اسی کفر میں پابند تھے چوتھا کفر نفاقی کہ زبان سے حق کا اقرار کرے اور دل میں انکار رکھے آبی بن خلف اور سایر منافق اسی کفر میں ہنسک تھے ان چاروں کفر کا انجام خلودنی النار ہے اگرچہ اس میں ہے کہ اب علما کا اختلاف ہے کہ ابلیس کا کفر مجموعی تھا یا عناد ہی جیکے نزدیک کفر جو وہی تھا وہ کہتے ہیں کہ کفر کے وقت ابلیس کا علم سلوب ہوا اور جیکے نزدیک کفر عناد ہی تھا وہ کہتے ہیں کہ کفر کے وقت اسکا علم باقی تھا ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ کفر کا باقی رہنا علم کے ساتھ اگرچہ مستبعد ہے لیکن اللہ جسکو رسوا کرے اسکی نسبت کچھ بھی مستبعد نہیں اسرار الفاتحہ میں لکھا ہے کہ اس جگہ چھ سوال ہیں ایک یہ کہ ہر گاہ شیطان مبنوض الرحمن ہو اور مستعاز منہ انسان تو کیوں مخلوق ہوا جواب اسو اسلئے مخلوق ہوا کہ بنا گان خدا خدا کی طرف رجوع لائیں نڈر نہ ہو جائیں جیسے مادر ہر بان اپنے بچے نادان کے واسلئے کوئی صورت خوفناک بنا رکھتی ہے کہ جب لڑکا شوخی کرتا ہے اسکو دکھیکر ڈرنا ہو ان کی طرف رجوع لاتا ہے تسلی پاتا ہے نقل ہے کہ ایک شخص کی جو رو خوبصورت تھی مگر ہم آنحوش نہوتی بعد مرث ایک شب خود بخود لپٹ گئی شوہر نے پوچھا آج کیا ہو کہا چور آیا اسکے خوف نے یہ وقت دکھلایا شوہر نے کہا ایسے چور مبارک قدم کو اللہ ہر روز میرے گھر میں لاوے اور چور سے لگا کر جودل چاہے لیجا کہ تیرے سبب سے مجھے کھانا محبوب نصیب ہوا اسی طرح اللہ ہر بان چاہتا ہے کہ میرا بندہ مجھے رجوع رہے اور یہ

فہم  
بیان اشکال  
در کفر ابلیس

فہم  
بیان اشکالات  
در عقودہ  
ابلیس

محبوب

رجوع بلا خوف ممکن نہ تھا اس لیے شیطان کو پیدا کیا کہ اس سے ڈر کر اللہ کی طرف رجوع لا دین اور اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ شیطان کے پیدا کرنے میں یہ حکمت ہو کہ خلق کی نظروں میں بندے ذلیل اور خوار نہ دکھائیں اس واسطے کہ فرشتوں کو اللہ نے بگیاہ خلق کیا لایعون اللہ ما ادرمہم اور انبیاء کے سوا تمام آدمی غیر معصوم ہیں جب اس نامعلوم سے کوئی گناہ سرزد ہوتا اس کے بالنگاہ مقارت سے دیکھتے اور ہنستے یہ ذلیل ہوتا اس واسطے شیطان مخلوق ہوا تاکہ پاکہا ان اسکے طفیان کو دیکھ کر اسکے عصیان سے چشم پوشی کریں اور انسان کے حق میں استغفار بجا لائیں قال اللہ ریتغفرون للذین آمنوا دوسرے یہ کہ شیطان نہیں ہوا اور انسان شریف نہیں کہ شریف پر کیوں تسلط فرمایا جو اب تاکہ مومن پر اللہ کی رحمت کا انہار ہو کیونکہ اگر عصاة اور عصیان کا وجود نہ ہوتا اللہ کی رحمت کا نمود نہ ہوتا حضرت امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ گیارہ چیز کو گیارہ چیز سے سیری نہیں ہوتی چشم کو نظر سے زمین سے مطر سے آبی کو ذکر سے عالم کو اثر سے شیطان کو مکڑ سے کاڑ کو گرفت سے مومن کو ایمان سے جنت کو مومن سے نار کو کافر سے مشاطف کو شفاعت سے موٹے کو رحمت سے اور ارباب دعا ارشاد کرتے ہیں کہ تسلط اس واسطے ہوا کہ عباد و مہجود میں محبت کا علامہ مستحکم ہو منقول ہو کہ مجنون لیلی کے دروازے پر آتا لیلی کہتے چھوڑتی مجنون کو کاٹتے اور جب مجنون نہ آتا لیلی بیاب ہوتی اور کونٹھے پر کھڑی ہو کر مجنون کی راہ دیکھتی اور راہگیروں سے پوچھتی کسی نے کہا اے نادان یہ عجیب بات ہے کہ جب مجنون آتا ہے تو کہتے چھوڑتی ہے اور جب نہیں آتا تو دیدار نہ دار پھر سے سر چھوڑتی ہے کہا اسی نادان تھ عشق ظاہر میں مذمت ہے اور باطن میں عزت مشوق عاشق کو یوں ہی جانتا ہے اگر اس امتحان میں ٹھہر گیا تو عاشق صادق ہے اُس وقت معشوق عاشق ہوتا ہے اور عاشق مشوق نہیں ہے یہ کہ شیطان باوجود ذلت انسان کو دیکھتا ہے اور انسان باوصف جلالت شیطان کو کیوں نہیں دیکھتا جو اب تاکہ مومن کو دشمن نامرئی کے محارب سے اجر عظیم حاصل ہو اس لیے کہ مسلمان کے دشمن دو قسم ہیں ایک مرئی وہ کفار ہیں جبکہ قاتلوا الذین یؤمنون باللہ تاکہ جب مومن نے ان سے محاربہ کیا تاکہ مدد کو پہنچتے ہیں قال اللہ تعالیٰ یجددکم ربکم بجمہ الائمة من الملائكة مستؤمنین ووسل غیر مرئی وہ شیاطین ہیں جبکہ ان شیطان کم مدد فاشد وہ عدوا جب مومن ان کے قتل کو چلا خداوند عز شانہ مدد کو

عجب بات ہے کہ شیطان کو مومن سے کبھی کبھی کھلی جانتا ہے اور کبھی نہیں جانتا

پہنچتا ہوا ان عبادی لیس لک علیہم سلطان لیکن دشمن غیر مرئی کا محاربہ عدو مرئی کی نسبت  
اجرمین زیادہ ہوا سوا سٹے کہ عدو مرئی دنیا ہی کا نقصان کرتا ہے باوجود اسکے مومن ماجور اور  
شہید ہوتا ہے اور عدو غیر مرئی دین کا نقصان کرتا ہے باوجود اسکے مومن مجبور اور طرد ہوتا ہے  
اور ارباب حقیقت فرماتے ہیں کہ اہل ایمان جو شیطان کو نہیں دیکھتے اس میں یہ حکمت ہے  
کہ اللہ مومنوں کا حبیب ہے اور شیطانوں کا دشمن ہر گاہ رحمن حبیب نے آپ کو دنیا میں  
نہ دکھلایا شیطان عدو کا منہ کیونکر دکھاوے حبیب کو نہ دیکھنا اللہ کے ساتھ عدو کا  
دیکھنا اللہ عظیم ہے اسی سبب سے اللہ نے مومن کے دل پر دو الم نہ رکھے جیسے اسکے  
دل پر دو خوف اور دو امن نہیں رکھے دیکھو جب بھائیوں نے حد کر کے یوسف کو باپ سے  
دور ڈالا تاکہ ہمہ تن توجہ باپ کی انکی طرف رہے اللہ نے یعقوب علیہ السلام کو نابینا کر دیا  
کہ یوسف کا نہ دیکھنا ایک الم تھا اور دشمنان یوسف کا دیکھنا الم دیگر تا یوسف کا اشتیاق  
زیادہ رہے اور بائیں جبہ ایک حکمت یہ ہے کہ شیطان ظلمت کفر میں ہے اور مسلمان نور ایمان میں  
اور دستور ہے کہ تاریکی والا روشنی والے کو دیکھتا ہے اور روشنی والا تاریکی والے کو نہیں دیکھتا  
نور قمر اور نور چراغ میں یہ بات ظاہر ہے چوتھے یہ کہ شیطان نے عمر طویل پائی حالانکہ عدو اللہ ہے  
اور مومن نے عمر قصیر باوجودیکہ دوست اللہ ہے جواب دینا سبب ہے محبوب کی شان سے نہیں کہ  
سبب میں بند رہے بخلاف عدو کہ سبب اسکے مناسب ہے اور اہل تدقیق کہتے ہیں کہ اس  
مقام سے قصصیات حضرت رسالت مآب صلعم کا نکتہ ظاہر ہوا کہ آپ اول سے  
مدگاہ حق میں پہنچ کر امت کی حذر خواہی فرمائیں تاکہ وقت پر شیطان کی نہ چلے  
اسکی نظریوں دیکھنا چاہیے کہ ایک فقیر ہے اسکا ایک دوست ہے اور ایک  
دشمن اور وقت کے بادشاہ کو فقیر کی رعایت منظور ہے تو قبل وقوع خدمت  
دشمن اسکے دوست کو اپنے پاس بٹھا رکھتا ہے تا اہل شفاعت فقیر کے حق میں  
منظور کرے اور دشمن کے دعویٰ پر کان نہ دھرے پس ہر گاہ اللہ تعالیٰ کو  
اس امت پر عنایت کی نظر ہے اس لیے اسکے شفیع روز جزا کو اپنے پاس  
بٹھا رکھا کہ قیامت کے دن جب شیطان بد نیت اس امت سے خدمت کرے  
مارا پڑے پانچویں یہ کہ شیطان کی دعائی الفوق قبول ہوتی ہے کہ انک من المنظرین  
اہل ایمان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں یا قبول ہی نہیں ہوتی اسکا کیا سبب

لک. و در سہ  
بندہ سہ میں  
نہی آئے کہ  
نہ نہیں

من  
بیاں نکتہ  
تقریباً  
حز

۱۰

جواب یہ سبب ہے کہ مومن کو اپنی دعا سے یاس اور ہراس نہ ہو بلکہ جانین کہ شیطان کی دعا قبول ہوگی تو ہماری کیونکر قبول نہوگی ہاں البتہ یہ بات ہے کہ کبھی مومن دعا میں کرتا ہے اور اصلاً اجابت کا اثر نہیں دیکھتا اسکا یہ باعث ہے کہ دنیا میں اسکی قبولیت کی مصالحت نہیں عجبی میں یقیناً اجابت کا اثر ظاہر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ مادر مہربان بھی جب جانتی ہے کہ بچے کو شیرینی ضرر کرتی ہے نہیں دیتی گو بچہ ضد کیا کرے معذرا عرفا فرماتے ہیں کہ المنع خیر من البذل نذینا دینے سے بہتر ہے اسواسطے کہ اعطاد دلیل ہے پاکر بھرنے آنے کی اور منع دلیل ہے نہ پاکر ٹھہرانے کی چھٹے شیطان ہر گاہ نار سے مخلوق ہے تو اسکو نار کا کیا خوف ہوگا جواب یہ ہے کہ لو ہا لو ہے سے کٹتا ہے ویل ایک وادی ہے جہنم میں کہ ہر روز ناری اور نار شربار اس سے پناہ مانگتے ہیں اگر شیطان ناری کو اسی نار میں وعید اور عذاب شدید کیا بعید ہے بائیمہ شیطان مرکب ہے جسم ناری اور روح سے تو اس ترکیب کے سبب اگر اسکو نار کا الم ہو کچھ دور نہیں جیسے انسان مرکب ہے جسم خاکی اور روح سے اس ترکیب کے باعث اگر معذب خاک سے ہو تو کیا مضائقہ قارون کا دھننا زمین میں اسپر دلیل ہے اور جسکو زمین شبہ ہو تو اسکو ایک بڑا ڈھیلا مٹی کا مارا جاے اور پوچھا جاے کہ کچھ چوٹ لگی یا نہیں نفاسیر معتبرہ سے ظاہر ہے کہ باتفاق ارباب مل و نخل عقلاے مکلفین تین عدد میں محصور ہیں ملائکہ بشر جن اور بدلیل کان من الجن شیطان جن کی قسم میں داخل ہے لیکن جن اور شیطان کے وجود میں فلاسفہ کو کلام ہے یہ کہتے ہیں کہ اگر جنات اور شیاطین موجود ہوں تو وہ حال سے خالی نہیں یا اجسام لطیفہ ہونگے یا کثیفہ بصورت اولی افعال شاقہ کے متحمل نہیں ہو سکتے بلکہ ہوا کے جھونکوں سے انکے اجزا میں تفریق اور تفریق پیدا ہوگی اور بصورت ثانیہ لازم ہے کہ دیکھ پڑیں جس طرح پہاڑ نظر آتے ہیں یا رعد و برق کی روشنی اور آواز مرنی اور سمعی ہوتی ہے اور دفعیہ ہے کہ ماخن فیہ میں لطافت بمعنی سہلۃ الانتقال اور رقتہ القوام نہیں بلکہ بمعنی تشفیہ ہے اور کثافت بالضد اس ہنگام میں عدم تحمل افعال شاقہ اور تفریق و تفریق کو لطافت مستلزم نہیں جاسکتی کہ اجسام اپنی ذات میں سخت ہوں اور ترکیبات میں نرم اسپر کثافت بائن معنی مرنی ہونے کو مستلزم نہیں کیونکہ افلاک باوجودیکہ اجسام کثیفہ میں فلاسفہ کے مذہب پر مرنی نہیں درائے اسکے افعال شاقہ کے تحمل یا عدم تحمل اور قوام کی رقت یا عدم رقت میں ملازمت نہیں بلکہ دونوں میں جدا ہی ظاہر ہے

بیان صحت کتبہ

دیکھ لو انسان کا قوام سنگ و آہن کے قوام سے کہیں رقیق ہو باوجود اسکے آدمی لوہے کے کوڑا اور زنجیر  
 توڑ داتا ہے اور متحمل ایسے افعال شاقہ کا ہوتا ہے کہ سنگ و آہن باوصف غلط و کثافت اسکے متحمل نہیں ہوتے  
 اس تقریر سے فلاسفہ کے شبہے رفع ہوئے اور جن اور شیطان کا وجود ثابت ہو گیا ہے۔ **ذہاب** یعنی کھنڈ یا کھنڈ کا اور نص قرآنی  
 اسکی مؤید ہے قولہ تعالیٰ **واذکرنا الیک نفراسن الجن** و قولہ تعالیٰ **واتبعوا ما تلوموا الشیاطین علی ملک سلیمان**  
 اور حضرت نے فرمایا کہ مدینے کے جن مجھ پر ایمان لائے اور فرمایا **وامن احد الاولہ الشیطان** یہ ہیں اور **تلاوم**  
 اولہ عقیبہ بہت ہیں عمدہ و دلیل یہ ہے کہ جب کسی پر جن یا شیطان مسلط ہوتا ہے رقی اور غراٹم سے  
 و رفع ہوتا ہے کذافی تبصر الرحمن اور ماہیت جن اور شیطان کی یہ ہے **سعدن الجواہر** میں ہے کہ جن اولہ  
 شیطان علی القول الاصح جسم ناری ہیں مخلوق عناصر سے قال اللہ تعالیٰ **والجان خلقناہ من نمل**  
**من نار** بسوم و قال حکا یہ عن ابلیس **حلقنی من نار و خالقہ من طین** اور لفظ شیطان کا ماخوذ ہے  
 شیطان الشیء احرقہ سے کیونکہ شیطان جلانے والا ہے و نیا میں فرقت کی آگ سے اور عقیبہ میں  
 عقوبت کی چنگاری سے اس تقدیر پر لفظ شیطان غیر منصرف ہے و فیہ الا نظار یا ماخوذ ہے شیطن سے  
 یعنی رسن طویل کیونکہ جیسا وہ طینان میں بڑھا ہوا ہے ویسا ہی عصیان میں پیش قدم ہے اس تقدیر  
 شیطان کا لفظ منصرف ہے و ہوا الختار ابو عبیدہ نے کہا کہ ہر تندر کو شیطان کہتے ہیں خواہ جن کی  
 جنس سے ہو خواہ انس کی جنس سے خواہ اور حیوانات سے قال اللہ تعالیٰ **وان الشیاطین**  
**لیوعون الی اولیائہم ای یشیرون** و اذا خلوا الی شیاطینہم ای الی اصحابہم و طلعمہا کانہ کروش  
 الشیاطین ای الحیات تفسیر کبیر میں ہے کہ حضرت عمر کو ایک مرتبہ کہیں مرکب پر سواری کا اتفاق  
 ہوا وہ شوخی کرنے لگا اتر پڑے اور فرمانے لگے **احلمتونی الالعلی شیطان** نسنے بجلو سوار کیسا  
 ایک شیطان سرکش پر اگبر میں ہے کہ شیطان کا اطلاق کبھی صفات مذمومہ پر بھی آیا ہے چنانچہ  
 فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ الغضب شیطان و ارضع ہو کہ ابلیس شیطان جنی کے  
 کمر اور فریب و دھوکہ پر ہیں ایک بہ نسبت خواہ کہ اسکو لغزش قدم اور ازلال کہتے ہیں چنانچہ  
 مشہور ہے کہ ایک بار جناب سید ابراہیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورہ بقرہ پڑھتے تھے اثناء قرات میں  
 شیطان نے و منات الثالثۃ الاخری کے بعد تاک الغرائق العلی پڑھ دیا شکر کون لے سنا  
 اور خوش ہوئے حالانکہ آنجناب کی زبان سے ہرگز یہ کلمہ نہیں نکلا تھا اور جو کوئی اس کلمہ کا  
 نکلتا حضرت کی زبان سے بیان کرتا ہے شیعہ ہو یا سنی سہ تا پانچ غلط ہے تفسیر کبیر وغیرہ میں  
 صاف لکھا ہے کہ یہ قصہ سہ اسر باطل اور موضوع ہے قاضی عیاض نے اس قصہ کو ایسا مل

شیطان  
 جن کی اولہ  
 جنوں میں سے  
 اور غراٹم میں  
 علم سے  
 شیطان سلطنت  
 میں میدان سنا  
 یعنی  
 کون انہیں کہ  
 شیطانی  
 نہ  
 جان کرنا  
 پڑا  
 ہون کی آگ سے  
 بیان کو

اور بے اصل ٹھہریا کہ من بعدک یہ بھیج کی مجال باقی نہیں اور طبری شیعہ جامع مجمع البیان بھی  
اس قصے کو غلط کہتا ہے زہرۃ الریاض میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مشغول مناجات تھے  
اور شتر ہزار فرشتے گرد شیطان نے مدخلت چاہی ورنہ کی راہ پائی زمین میں گھس گھسا اور  
زیر قدم آ بیٹھا اور کہہ موسیٰ تم کس سے کلام کرتے ہو فرمایا دور ہو تو جس واسطے آیا وہ مراد  
نہ پائیگا کسا میں نے مراد پائی کہ تم مناجات سے باز رہتے تنبیہ الغافلین میں ہے کہ ایک روز  
ابلیس مرد و بیسی بن مریم سے کہنے لگا کہ تم بیشک مردوں کو زندہ کرتے ہو اور اندھوں کو بینا  
اور کوڑھی کو چمکا تمہارے دم پھونکنے سے تمہاری چڑیا بنتی ہے اگر زمین میں دعویٰ خدائی کرو  
تو بجا ہی میرا شکر اعانت کریگا فرمایا اتنی طعون یہ مجھ سے از خود مجھ میں نہیں آسے صرف  
اللہ کی عنایت ہے میں تیرے فریب میں نہ آؤں گا بولنا خیر اگر تو میری راہ پر نہیں آتا تو تیرے بہتے  
اکثر لوگوں کو گمراہ کر دے گا ان سے تجھے خدا کا بیٹا کہلاؤں گا اور تیری مان کو خدا کی جو روح و جگہ صلیب  
کچھ اور لگاؤں گے صلیب چھوڑو لگا چنچا پنچا ایسا ہی ہو اگر وہ میں بارہ ہزار فرسخ تک نصاریٰ  
اسی بلا میں مبتلا ہیں دوسرے عوام کی نسبت اسکو اضلال کہتے ہیں تہقیر میں ہے کہ ابلیس کی  
ہمت انسان کے گمراہ کرنے میں مصروف رہتی ہے کہ ذات و صفات الوہیت میں اور اسرار  
و خواص نبوت میں لگاتا ہے اور امور یقینیہ معاد کی بحث میں فکر کرتا ہے جون کی عبادت میں  
تقرب الہی بتاتا ہے مصلیٰ کو دام صمد و ربیبین پھنساتا ہے زکوٰۃ دینے والے کو فقر سے ڈراتا ہے  
طاعت کو گرا بنا رکھتا ہے معصیت کو سہکبار جتاتا ہے و علیٰ ہذا القیاس بعض تفسیرین میں ہے  
کہ جس دم نماز کا وقت آتا ہے اپنی ذریت کو ابلیس پھیلاتا ہے وہ نمازیوں کو کام میں  
بھلاتے ہیں اگر وقت جاتا رہا فوالمراد والالتکاف وقت میں نماز پڑھتے ہیں بہ سبب  
جلد ہی کے رکوع و سجود دعوات تسبیحات قیام قعود ہنگین ارکان نماز بخوبی ادا نہیں ہوتے  
منہاج المسترشدین میں ہے کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اسکے ہمراہ دس شیطان پیدا  
ہوتے ہیں جب وہ مرتا ہے تو دم واپسین شتر ہزار شیطان آگیرتے ہیں اگر مشرف  
بالموت سنت و جماعت کے اعتقاد پر ہے تو ہزار ہزار شیطان کے مقابل دس فرشتے  
مقرر ہوتے ہیں خاتمہ بخیر ہوتا ہے اور اگر مبتدع اور اہل ہوا ہے تو ہر دس فرشتوں کے  
مقابل ہزار ہزار شیطان مسلط ہوتا ہے خاتمہ بشر ہوتا ہے و العیاذ باللہ اسرارہ الفاتحہ  
میں ہے کہ پوز کر یا زاہد کے احتضار کا وقت آیا حاضرین نے کلمہ طیبہ کی تلقین کی اُسے

دو مرتبہ اعراض کیا تیسری بار کہا لا اقول لوگون کو اندیشہ ہوا کہ اسکا ایمان گیسازا ہونے  
 آنکھیں کھولیں اور فرمایا اسوقت ابلیس پر تلبیس آب سرد لایا اور اصرار کرتا تھا کہ اسے  
 نوش کر لے کہ کو ٹھنڈک ہوگی اور سکرات موت آسان میں نے نہ پیا کہنے لگا کہ میں عیسیٰ بن مریم  
 ہوں مجکو ابن اللہ کہہ میں نے انکار کیا اور کہا استغفر اللہ تیسری دفعہ کہا اگر مجکو  
 ابن اللہ نہیں کہتا تو لا الہ پڑھ لے میں نے کہا لا اقول کیونکہ یہ آدھا کلمہ ہے اسمین الوہیت کی  
 نفی نکلتی ہے نہ وحدانیت کا اثبات یہ سنکر ہاتھ ملتا ہوا چلتا ہوا اب تم شاہد رہو کہ میں کلمہ  
 شہادت پڑھتا ہوں اشہدان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور جان بحق تسلیم کی انا للہ  
 وانا الیہ راجعون تلج المذکرین میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیل میں برصیصا نامے ایک زاہد تھا  
 دو سو بیس برس سے عبادت حق کرتا تھا ساٹھ ہزار شاگرد اس کمال کے تیار کیے تھے  
 کہ پانی پر چلتے اور ہوا میں اڑتے تھے ابلیس کو اسپر حسد ہوا ایک عابد کی صورت بنا کر  
 حجرے میں آیا میں دن کچھ نہ کھایا نہ پانی پیا برصیصا فریفتہ ہوا اور کہا مجھے بھی اپنا شاگرد بنا  
 بولایہ تو آسان ہے حق تعالیٰ کو غافر الذنوب ساتر العیوب سمجھ اور مصروف گناہ ہو پھر خوف  
 کھا کر مشغوف عبادت ہو برصیصا مانے کہا کو نسا گناہ کروں کہا قتل کریا زنا کاری لیکن پیواری  
 بہتر ہے برصیصا نے پیواری قبول کی ابلیس خوش ہوا کہ اسمین دونوں طلب حاصل ہونگے  
 پس شراب کی تلاش میں چلا ایک عورت جمیلہ شراب پیتی تھی اُس سے شراب لی اور  
 پیٹ بھر پی نشے میں آیا عورت سے ہنسا ہوا بدنامی کے خیال سے اُسکے شوہر کو قتل کیا  
 ماجہرا آشکار ہوا حاکم نے پکڑا پیواری کی جزا اور زنا کاری کی سزا ملی خون کے  
 بدلے سولی چڑھانے لے چلے ابلیس اسی لباس میں آیا کہنے لگا کہ اگر مجکو سجدہ کرے  
 تو ابھی بچا لیتا ہوں برصیصا جاہل بے وقوف لے سجدہ کیا جب تو فاجر ہی تھا اب  
 کافر بھی ہوا تب ابلیس نے کہا میں نے دو سو برس بعد تجھ پر قابو پایا میری ضلالت کا  
 یہ ادنیٰ دام ہے اب تو جان اور تیرا کام آخر برصیصا دار پر چڑھا ابلیس بے جا صحرا کو  
 بڑھا حق تعالیٰ نے اس قصے کو قرآن شریف میں پڑھا کتشل الشیطان اذ قال  
 للانسان اکفر فلما کفر قال انی برئی منک انی اخاف اللہ رب العالمین یعنی جیسے کہادت  
 شیطان کی جب کہے انسان کو تو منکر ہو پھر جب وہ منکر ہوا کہے میں الگ ہوں تجھے  
 میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب سارے جہان کا ہے فائدہ علماء رحمہم اللہ نے فرمایا

برصیصا

کہ طریق اضلال میں ابلیس کے دو طریق عمدہ ہیں اول وسوسہ نفسانی آجیاء العسلوم میں لکھا ہے کہ جو چیز دل میں خطور کرتی ہو یا داعی الی الشر ہو کہ اُس میں عقبی کی مضرت متصور اسکو وسوسہ بولتے ہیں اسکا سبب شیطان پڑتا ہے یا داعی الی الخیر ہو کہ اُس میں عقبی کی منفعت متصور اسکو امام کہتے ہیں اسکا سبب ملک ہوتا ہے پس جس ولی میں شرکی استعداد ہو اُسکا نام خذلان ہو اور جس دل میں خیب کی استعداد ہو اُسکا نام توفیق ہو اس تحقیق سے واضح ہوا کہ انسان کا دل ہمیشہ ملک اور شیطان کے ایچ کھینچ میں رہتا ہے اسی معنی کا اشارہ حدیث میں آیا ہے کہ القلب بین صبعین من اصابع الرحمن اور یہ کنایہ ہے سرعت قلب سے اسواسطہ کہ لغت میں اجمع وہ شے ہے کہ جس سے کسی شے کی قلب جمل ہو پس ملک اور شیطان کی وساطت سے حق تعالیٰ مناسب تقابوب ہو اور وسوسے سے اکثر آدمی غالی نہیں مگر مقام شکر ہے کہ اس اُست کے وسوسے پر گرفت و گیر نہیں ہے بلکہ اُسکو ایمان کا نشان بتایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے شکایت کی یا رسول اللہ! بہکو نماز میں وسوسہ ستاتا ہے فرمایا ذلک منس الایمان ہی ہو خالص ایمان اسواسطہ کہ چروہن جاتا ہے جہاں مال ہو کذافی معدن الایمان جناب تفسوسی سے ماثور ہے کہ ہماری اور اہل کتاب کی نماز میں وسوسے کا فرق ہے کہ ہمکو نمازوں میں وسوسہ ہوتا ہے اور انکو نہ ہوتا تھا ابو بکر و راق نے فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان کو کفار سے موافقت ہوتی ہے اُن سے خوش رہتا ہے اور ایماندار سے مخالفت اُن سے ناخوش رہتا ہے اور شک نہیں کہ محاربہ مخالفت ہی کے ساتھ ہوتا ہے نہ موافقت کے ساتھ طہریق دوم جہل انسانی ہے چنانچہ اسرار الفاتحہ میں ہے کہ ایک زاہد جاہل سے شیطان نے کہا کہ تو کیسا زاہد ہے کہ تجھ میں عقبی کی خوشبین دنیا کی ہو ہے تیرا زہد جب پورا ہو گا کہ تو اپنی داڑھی موچھ کو گر دو غبار سے آلودہ رکھ اور جسم کو اشیائے گندہ سے آگندہ تاکہ ریا کا خیال نہ آوے آنکھوں پر بھبوت لگا مٹی چڑھا کہ دنیا کی چیز اچھی نہ دیکھ پڑے زاہد نے بلا تماشائی اپنی ہی وضع تراشی کسی عالم نے پوچھا ماہذا با بطلان زاہد نے اپنا ماجرا بیان کیا عالم نے فرمایا ایسا الاحق الانق وہ شیطان برہمن خانہ ایمان تمہارا غسل کر اور جو نماز میں ادا کی ہیں انکو از سر نو قضا کر عتار جمہم اللہ فرماتے ہیں کہ وسوسے نفسانی کے مرض کا عمدہ علاج ذکر خدا ہے اور عدم فکر عما سوا قال اللہ لا بذكر اللہ تطمئن القلوب اور حدیث شریف میں ہے کہ شیطان رکمتا ہے اپنے لشکر کو اولاد آدم کے دل پر پس اگر امین

عقبی کی مضرت متصور

عقبی کی منفعت متصور

علاج

یا دیکھا اُسے اللہ کو تو تپتے ہٹ رہتا ہی شیطان اور جو بھول گیا اللہ کو تو آگے بڑھتا ہی اور مچھلیتا ہی دل کو محققین کا اختلاف ہی کہ ذکر الہی کے وقت شیطان کا وسوسہ بالکل قطع ہو جاتا ہی یا نہیں کسی کا میلان بجانب اول ہی اور کسی کا رجحان جانب ثانی اور بعضے قائل ہیں کہ ذکر کے وقت وسوسے کا غلبہ جاتا رہتا ہی اور اثر باقی رہتا ہی اور بعضوں کا یہ مذہب ہی کہ ذکر قلبی کے وقت دم بھر وسوسہ منقطع ہوتا ہی اور بسبب وسوسے کے دم بھر ذکر منقطع ہوتا ہی علی التعاقب واللہ اعلم کعب اجبار سے منقول ہی کہ ایک شیطان بسمورت انسان ایک عالم باایمان کے پاس آیا کسا کچھ مسئلے پوچھا چاہتا ہوں فرمایا پوچھ کسا وہ کون ایک ہی کہ دو نہیں ہو سکتا فرمایا اللہ وحدہ لا شریک لہ کتا وہ کون دو ہی کہ تین نہیں ہو سکتا فرمایا بدن اور روح کتا وہ کون چار چیز ہی جو مخلوق نہیں فرمایا کلام اللہ یعنی کتب منزلہ اربعہ توہیت زبور انجیل فرقان کتا وہ کون پانچ چیز ہی کہ جمعہ کے دن پیدا ہوئی فرمایا بہشت و دوزخ آفتاب ماہتاب ستارے کتا وہ کون سات چیز ہی جسکے سات سات حصے ہیں فرمایا آسمان زمین دوزخ دریا طواف ایام قرآن کتا کس دن زمین آسمان بنے فرمایا ایک شنبہ کو کتا وہ کون ہی جو بیٹھ میں بیٹھا اور نکلا باوجود اسکے ان دونوں میں نسبت نہیں فرمایا وہ یونس بن مثنیٰ ہیں کتا وہ کون ہی کہ تیس برس کا تھا اور بیٹا اسکا ایک سو مین برس کا فرمایا وہ عزیز علیہ السلام تھے کتا کس کس چیز کے جوڑے ہیں فرمایا آسمان کا زمین آفتاب کا مہتاب نہار کلیل جنت کا نار غیبی کا دنیا آدم کا تو ذکر کا انشی غشا کا فق ضحاک کا بجا عافیت کا بلاسہ و رکاب غم صعود کا بہبوط شہرین کا تلخ خیر کاشہ ثواب کا عذاب اسن کا خوف رضا کا غضب ایمان کا کفر حیات کا موت جوڑا ہی کتا سب انبیاء کتنے ہوئے اور انہیں رسول کتنے اور مرسل کتنے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار انہیں تین سو تیرہ رسول اور چار مرسل کتا ان تینوں میں کیا فرق ہی فرمایا نبی وہ جسکو سچا خواب ہو اور رسول وہ جسنے آواز سنی اور مرسل وہ جسین یہ دونوں باتیں جمع ہوئیں کتا آدم حوا ابلیس جتہ طاؤس کس زمین میں گرے ہیں فرمایا ہند جدہ ہابل بھستان اقصاے ہند کتا کیا سبب کہ بعضے آدمی کی داڑھی پھلے سفید ہوتی ہی اور سر کے بالی پیچھے اور بعضوں کے بالکس فرمایا کہ اول کی یہ وجہ ہی کہ ریش موضع ملامت ہی اور دوسرے کی یہ وجہ

بیان سرائف

کہ سردش برس ڈاڑھی سے بڑا ہی کہا گیا باعث عورت کے ڈاڑھی نمسین نکلتی نہ رہتا  
نامردوں کو ان سے نفرت نہ ہو کہما جب گرمی آتی ہے جاڑا کسان جاتا ہے اور جب جاڑا  
آتا ہے گرمی کسان جاتی ہے فرمایا زمین کے نیچے اور زمین کے اوپر اس لیے کہ جاڑوں میں  
کوئین کا پانی گرم ہوتا ہے اور گرمیوں میں سرد کہما سب سے زیادہ کسا قلب سخت ہے  
فرمایا کافر کا کہما سب سے زیادہ کس کا نرم ہے فرمایا مومن کا کہما تلخ تر کون چسپہ ہے اور  
شیرین تر کون فرمایا حیات باذلت اور مات باعزت کہما اقل کون چیز ہے اور اکثر کون  
فرمایا اقل یقین ہے آدمی میں اور آدمی بے غم اور اکثر اسما سے الہیم میں دنیا میں اور شک  
بنی آدم کہما بہت محتاج کون ہے فرمایا جو اللہ کو نہ پہچانے کہما بہت غنی کون چیز ہے فرمایا  
فصل کا باران کہما بنی آدم میں کتنے پانی ہیں فرمایا نو شیرین آب دہن ہے تلخ آب گوش شور  
آب چشم تہ آب بینی ترش آب عرق تہن آب بول غلیظ آب منی رقیق آب مذی جیپتا  
آب ودی ان تینوں کو آب مرد کہتے ہیں جب کہن نے جواب صاف پایا بہاکر  
ایک چھوٹی شیشی نکالی اور پوچھا کہ آیا اللہ قادر ہے کہ اس میں ہفت زمین اور ہفت آسمان  
و ما فیہما کو داخل کرے فرمایا لا حول ولا قوۃ یہ تو کیا اللہ قادر ہے کہ ایسے سات سو عالم کو  
اس میں داخل کر کے تیری ذہنی آنکھ میں ڈالے اور بائیں آنکھ سے نکالے یہ بات  
کسی اور اسکی آنکھ میں انگلی ماری آنکھ پھوٹ گئی شیطان پھوٹی پھوٹی کہتا بھاگا  
عالم خدا کا شکر بجالایا معلوم ہوا کہ ابلیس کے شر سے علم بچاتا ہے اور جبل انسانی کا  
مرض کا بہترین علاج علم ہی بعض کتب میں اہل تجربہ سے منقول ہے کہ شیطان بد مال سے  
نجات کی صورت یہ ہے کہ اسکے محبوب الاشیاء اور محبوب الاشیاء کو مبعوض رکھے اور  
بالعکس کو محبوب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا تو مجھ پر بھی کبھی قسا ہو  
پاتا ہے کہما نہیں مگر اُس وقت کہ تو بھر پیٹ کھاتا ہے کہ نماز اور ذکر میں گونہ کاہلی ہوتی ہے  
فرمایا قسم بخدا کہ آج سے پیٹ بھر نہ کھاؤنگا معلوم ہوا کہ پڑھی شکم محبوب الاشیاء ہے  
حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا کہ محبوب تر تیرے نزدیک اور  
مبعوض تر کیا ہے کہما چلا کے ذکر کرنا دکھلانے کو اور نماز پڑھنا حضرت موسیٰ نے  
اس ملعون سے پوچھا کہ کس گناہ کے سبب تو بنی آدم پر غالب آتا ہے کہما جب کوئی  
خود نمایان کرتا ہے اور عمل خیر قلیل کو کثیر جانتا ہے اور اپنے گناہوں کو

بھول جاتا ہی ابن ابی الدینا نے مکائد الشیطان میں ابن عمر سے روایت کیا کہ ایک دن ابلیس موسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ اے موسیٰ تم کلیم اللہ ہو اور میں اٹیم اللہ اگر تم میری شفاعت کرو تو میں توبہ کروں حضرت موسیٰ نے کہا کہ میں دعا کرتا ہوں ارشاد الہی ہو کہ تمہاری شفاعت سے توبہ ابلیس کی قبول ہوگی مگر اس سے کہو کہ آدم کی قبر کو سجدہ کرے حضرت موسیٰ نے ابلیس سے فرمایا اُس نے کہا اب تُو سے کو کیسا سجدہ کروں جب زندہ تھے تب تو میں نے سر نہ جھکایا بعد اُسکے ابلیس آیا اور کہا اے موسیٰ شفاعت کے سبب تمہارا حق مجھ پر ایسے میں تمکو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی اُمت کو تعلیم کرو و وہ یہ کہ مجھ سے تین وقتوں میں جسہ دار رہے ایک حالت میں غصہ، تین دوسرے حالت جنگ و جدل میں تیسرے خلوت زن نامحرم میں کیونکہ وقت غضب میں آدمی کے بدن میں گھس جاتا ہوں اور لڑائی میں خیال زن و فسہ زند دل میں ڈال کر بھگاتا ہوں اور خلوت زن نامحرم میں مشاطہ بنتا ہوں حضرت نوح علیہ السلام نے جب طوفان سے نجات پائی ابلیس سے ملاقات ہوئی آپ نے استفسار کیا کہ نبی آدمؑ کا بدترین اخلاق کون ہے اُس نے کہا حرص کبیر بخل دیکھیے جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو سب فرشتے سجدے میں گرے میں بسبب حسد کے محروم رہا کہ شیطان کہلایا اور ہر گاہ خسد اوند کبریا نے آدم کو بہشت میں جادی جملہ نعمت عطا کی ایک درخت سے نہی فرمائی آدم حرص کو کام میں لائے اُسے کناہسا نکالے گئے اور جب مالک الملک و الملکوت نے جنت کو پیدا کیا تو فرمایا انت محرّمہ علی کل جبار و تجسیل اس مقام سے واضح ہوا کہ یہ ہیں ابلیس کی محبوب چیزیں اور اُسکی مبغوض چیزیں انکے خلاف میں متصور ہو اور اُس ملعون کے مبغوض الاشیاء بہت ہیں وہب بن نفیہ کہتے ہیں کہ ابلیس ایک دن حضرت سید ابرار کے دربار میں حاضر ہوا اسجناب نے فرمایا اے پرفتن تیرے دشمن کتنے ہیں عرض کیا کہ اول سب کے سردار میرے خارج کار آپ ہیں بعد ازاں بادشاہ عادل غنی متواضع تاجسر صادق عالم متخشع موٹمن ناصح عاصی تائب حیا فظ صلوة مشورع عن المحرام دائم الطہارہ کثیر الصدقات حسن الخلق حاصل القرآن قائل اللیل اور نافع الخلق پھر حضرت نے فرمایا تیرے دوست کتنے ہیں التماس کیا کہ ان پند رہوں گروہ کے خلاف واسلے

اور شارب الخمر زنا کا رقیق کمال کھانے والے سود خوار مانع الزکوٰۃ طول امل والے  
 حدیث شریف میں وارد ہے کہ مسلمان پانچ بلا میں گرفتار رہتا ہے ایک یہ کہ دوسرا مومن  
 اُس پر مسد کرتا ہے دوسرے یہ کہ منافق اُس سے بغض رکھتا ہے تیسرے یہ کہ دشمن اُس سے  
 مقابلہ کرتا ہے چوتھے یہ کہ شیطان اُس کو گمراہ کرتا ہے پانچویں یہ کہ نفس اُس کو فریب دیتا ہے  
 پس بحکم اس حدیث کے مومن اغوا سے نفس اور اضلال شیطان میں اگرچہ ہمیشہ  
 گرفتار ہے اور اُس کے دُفعیے کی تدبیر بھی ارشاداتِ الہیہ لہذا ہے با این ہمہ بد زنتہ فضل الہی  
 درکار ہے اسرارِ الفاہم میں لکھا ہے کہ شیطان مردود ہے سمجھتا ہے کہ کئی چیزیں دن میں میری  
 خوشنودی ہو حالانکہ نظر بفضلِ خسر اوہ اُس کے حق میں موجبِ ندامت اور نابہودی ہے  
 از اجماع ایک یہ کہ شیطان جانتا ہے کہ مومن کو اُس کے نقد ایمان کے ساتھ  
 لے جاگتا ہوں اور یہ جب نہیں رکھتا کہ اُسکی سزا جنت ہے جنت میں صاف مصرح ہے کہ  
 جو کوئی کسی کے غلام کو مع مال بچکا لے جائیگا جان جیسا غلام اور مال مولیٰ کی ملک سے  
 نہ نکلے گا چور گرفتاری کے بعد سزایاب ہو گا اسی طرح شیطان مارا جائیگا اور مالک الملک لے  
 بندے کو مع ایمان مسترد فرمایگا دوسرے یہ کہ وہ جانتا ہے کہ مین نے انسان کو نجاست عیوان میں  
 آلودہ کیا لیکن یہ خبر نہیں کہ اُس میں اور انسان میں یہی سبب ہو گا جہائی کا فقہ میں  
 مذکور ہے کہ حریہ اگر دار الحرب میں مسلمان ہو جائے اور تین حیض گذر جائیں تو اُس میں اور  
 اُس کے شوہر میں جو اول تھا مفارقت ہو جائیگی اور شوہر ثانی سے یہ حیض موجبِ وصالت  
 پڑیگا۔ تیسرے یہ کہ وہ مغرور ہے کہ مین نے انسان کو دامِ عصیان میں لیا اور یہ نہیں سمجھتا  
 کہ یہی باعث ہے اُسکی رہائی اور عتق کا حتیٰ کہ فقہ میں لکھا ہے کہ آدمی مسلمان کو مول لیکر  
 خوش ہوتا ہے کہ مین نے اہل اسلام کو غلام بنا یا حالانکہ وہ غلام نہیں آزاد ہے کیونکہ فقہ میں  
 مذکور ہے کہ مسلم کافر کے ذل میں نہیں رہ سکتا چوتھے یہ کہ وہ بغلیں بھاتا ہے کہ مین نے  
 بندے کو گمراہ کیا اور یہ جب نہیں کہ یہی وسیلہ ہے اُسکی نجات کا فتاویٰ ظہیر یہ میں  
 موجود ہے کہ اگر کسی کا کتا بورا یا ہوا راہ چاتون کو کاٹتا ہو یا کپڑے پھاڑتا ہو تو راہ گیروں کو  
 جائز ہے کہ اُس کو ماریں اور جو نہ ماریں اور اُس کے لئے کسیکو کاٹنا یا کپڑا پھاڑنا  
 بھاگ کر اپنے مالک کے پاس پناہ لی تو مالک پر عثمان اور ڈانڈا ہے پس اس حکم کے موافق  
 شیطان ایک سگ گزندہ ہے کہ قود کے سبب سے اپنے مالک کے پاس پناہ لے گا

اس ہنگام میں اگر کسی کو بدنہ ان اغوا کا ٹیگا یا بعنوان عصیان کسی کے لباس تقویٰ کو  
پھاڑیگا تو بحکم شرع مالک کے ذمہ کرم پر ضمان ہی پانچویں یہ کہ کبھی شیطان بے ایمان  
لوگوں کو گناہ پر اکرا دیتا ہے مگر اس سے آگاہ نہیں کہ وبال اس گناہ کا شیطان ہی پر  
پڑتا ہے مسئلہ فقہیہ ہے کہ مکہ کا فعل جانب مکہ منسوب ہوتا ہے یہی سبب ہے جب حضرت آدم  
اور حوا باغواے شیطان شجرہ منبہ کے مرتکب ہوئے تو اللہ صاحب نے اس فعل کو جانب  
شیطان نسبت فرمایا کہ فازنما شیطان اور یوسف نے بھائیوں کی نسبت کہا کہ من بعد  
ان نزع الشیطان بینی و بین اخوتی اور موسیٰ علیہ السلام نے جب قبلی کو مارا فرمایا ہذا من  
عمل الشیطان اور یوشع نے جب مچھلی تلی ہوئی کو نپایا فرمایا انسانہ الا شیطان اور یاقوت کو جب  
شیطان نے ستایا فرمایا انی مستی الشیطان بخصب و عذاب اسی طرح احاب کی لڑائی میں جب  
صحابہ کو لغزش قدم ہوئی تو اللہ سبحانہ نے اس زلت کو شیطان کی طرف نسبت فرمایا  
انما استزلتم الشیطان بعض ماکبوا و علی ہذا القیاس بعض کتب تذکیر میں مرقوم ہے کہ ہر گاہ  
ایسی عنایت ایزدی بندوں پر مبذول ہو تو اسی کا مقتضا ہے کہ بعض اجسام میں وارد ہے  
کہ قیامت کے دن جب یہ مردود و اصل جہنم ہونے لگیگا عرض کریگا ای خدا تو عادل ہے  
ظالم نہیں امیدوار ہوں کہ جن لوگوں نے میری اطاعت اور فرمانبرداری کی ہے  
وہ بھی میرے ساتھ ہوں تب علمائے محمدیہ کو خطاب ہوگا کہ اگر کسی زمین کو ایک فضولٹی  
غصب کیا اور کچھ اسپین بو دیا غلہ پیدا ہوا شریعت کے موافق اس غلہ اور زمین کا  
مالک کون ہے عملاً بالاتفاق التماس کریں گے کہ آئی تو عالم ہی تجھ سے زیادہ کسکو  
علم ہی ہم یہ جانتے ہیں کہ غلہ ہونے والے کا اور زمین مع ضمان مالک کی ہے حکم ہوگا  
یا عشر الاولین و الاخرین آگاہ ہو کہ یہی میرا حکم ہے شیطان اور بندوں کے درمیان  
کیونکہ بندوں کے دل میری ملک ہیں ہنزلہ زمین مالک شیطان غاصب نے اسپین  
وسوسے کا تخم بویا عصیان کا غلہ پیدا ہوا اب میں نے وہ غلہ شیطان کو دیا اور اپنی  
زمین یعنی دلہاے مومنین کو اُسکے قبضہ غصب سے چھڑایا اور لعنت کا ضمان اُسپر  
بڑھایا پس مومنین اہل عصیان کے تمام گناہ شیطان پر لا کر دوزخ میں لیجاٹینگے  
اور انکو گناہوں سے پاک کر کے جنت میں پہنچائینگے جو اہر التفسیر میں مرقوم ہے کہ ایک  
عارف کامل نے ابلیس ملعون سے پوچھا تو نے آدم کو کس لیے سجدہ نہ کیا میں آدم سے

التماس شیطان

بستر میں آسکے سجده سے مجھے ننگ آیا عارف نے فرمایا ای بد بخت تو دو شخصوں میں دلائی  
کر کے زنا کر دانا ہی اسمین تجھے شرم نہیں آتی اور ایسے شخص کے سجده میں جسے خدا نے  
اپنے یہ قدرت سے بنایا اور اپنی روح اسمین پھونکی اور تجکو اسکے سجده کا حکم دیا نگ کرتا ہی  
آدم کا کچھ نہیں بگڑا تو ہی سخت اور کبر کے سبب برباد ہوا ہے بود عکس جمال حضرت پاک  
اگر ابلیس پے نبرد چرباک ہرگز نہ آئینہ آئی بود ہر از چہ روشد فرشتہ را مسجد ہر روایت صحیحہ  
ثابت ہے کہ ثلوث میں تک اور بعض روایات میں پانچ سو برس تک سب سے سجدہ تہمتہ میں سے ہے  
اور ابلیس مردود کھڑا کھڑا دیکھتا رہا جب فرشتوں نے سر سجده سے اٹھایا تو اسکو مردود  
مطرد کھڑا ہوا دیکھا اور پھر سجده سے میں گرے یہ سجدہ شکر کا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو اس  
بلا سے نافرمانی سے بچا یا حدیث شریف میں ہے کہ جب مسلمان آ یہ سجدہ پڑھتا ہے اور سجده میں  
گرتا ہے تو ابلیس ایک کنارے جا کر روتا ہے اور افسوس کرتا ہے کہ بنی آدم کو حکم سجده ہوا  
وہ بجا لایا بہشت اسکی جگہ ہوئی اور مجکو حکم ہوا میں نے نہ مانا دوزخ میری جگہ ہوئی  
تفسیر جو اہرمن ابن المنذر سے روایت ہے کہ اول اس عالم میں گناہ جو ہوا وہ حسد ہے  
ابلیس مردود کا بالکل بعد مردود ہونے ابلیس کے آخری یوم جمعہ حضرت آدم علیہ السلام کو  
فرشتے تخت شاہانہ پر بٹھلا کر بہشت میں لے گئے جب آنجناب بہشت میں آئے تو ہوا  
خوش اور رضائے دلکش اور میوہ ہائے لطیف اور شہتہائے طریف آمادہ پائے تو بقضائے  
۵ ہزار شربت شیرین و میوہ مشوم چنان مفید نباشد کہ بوسے صحبت یارہ انیس  
جلیس رفیق با توفیق کی تماش میں پریشان اور حیران ہوئے خالق لایزال نے رحم  
فرما کر بائین پہلو سے جو اکو پیدا کیا یہی سبب ہے کہ عورتیں آرام میں رہتی ہیں اور مرد ہموم  
و آلام میں کیونکہ خلقت جو اجنت میں ہوئی اور خلقت آدم سنگستان میں یہ مقام تکلیف  
و عسرت ہے اور وہ محل راحت و عشرت تفسیر جو اہرمن تفسیر طبری سے نقل کیا ہے کہ اس  
واقعے میں آدم علیہ السلام بائین خواب و بیداری کے تھے اسلئے کہ خواب بہشت میں نہیں ہے  
اور حکمت یہ تھی کہ اگر آدم جاگتے ہوتے تو پہلو کے چاک کرنے سے رنج پہونچتا اور خواہ سے  
دشمنی ہو جاتی اور جو خواب خالص ہوتی تو حقیقت خواہ سے ناواقف رہتے اور مہربانی نہ کرتے  
یہ اشارہ ہی اس طرف کہ امی آدم تیرا متصود اور مطلوب تجھی میں ہے تو اپنے عالم وجود میں

سجدہ شکر

سجدہ شکر

نظارہ کر کے جمیع مقاصد اسی وجود سے حاصل ہونگے۔ اندر شکر نیابی ذوق نبات عشق و این چاشنی ہم از لب و دندان خویش جوے و مقصود ہر دو عالم و مطلوب ہر دو کون و ازان این جوے ہم از جان خویش جوے و اور حضرت استاد الالہیہ الامام علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تنہا پھرتے تھے اور حیوانات ارضی کو غیبہ جنس دیکھ کر متوحش تھے اور یہ آرزو کرتے تھے کہ اگر کوئی ہم جنس ہوتا تو اسکی صحبت سے انسیت حاصل ہوتی خالق لایزال نے اس خواہش پر رحمت فرمائی اور دوسرے دن روز جمعہ حالت خوابین فرشتوں سے بایان پہلو چاک کر کے ایک عورت خوبصورت پیدا کی اور پہلو کو پھر ملایا مگر کسی طرح کی تکلیف نہیں ہوئی جب آدم علیہ السلام جاگے تو دیکھا کہ پہلو میں ایک ہم جنس موجود ہے پوچھا تو کون ہے نہ اہوئی کہ یہ ہماری کنیز ہے تو انام تیری انسیت کے واسطے پیدا کی گئی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے ہاتھ لگانا چاہا ارشاد ہوا کہ بلا ادا سے مرا سے ہاتھ نہ لگانا تمناں کیسا کہ اسکا مہر کیا ہے حکم ہوا کہ محمد مصطفیٰ اور اسکی آل پر دس مرتبہ درود بھیج عرض کیا محو کون ہیں ارشاد ہوا کہ خاتم الانبیاء اگر اسکی پیدائش منظور نہ ہوتی تجکو پیدا نہ کرتا الحاصل آدم نے دس مرتبہ درود بھیجا اور فرشتوں کی گواہی سے عقد نکاح منعقد ہوا اور اسی دن آخر روز جمعہ فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو لباس شاہانہ پوشی خانے خاص سے پہنا کر اور جو آکو زیورات بہشتی سے آراستہ کر کے ایک تخت زرین پر مانند بادشاہان بشلا کر بہشت میں داخل کرو اور جو اہر النفسیہ میں کعب اجار سے روایت ہے کہ جو آکو ماہین کہ وظائف ظاہر کیا ہے اور بعض کے نزدیک دروازے بہشت پر اور بروایت ابن عباس رضی اور ابن مسعود صورت جو بہشت میں ظاہر ہوئی ہے اور بہشت میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ درمیان بین اور فلسطین زمین پر تھی اور بعضے مابین فارس و کرمان کہتے ہیں اور دلائل اسکے آئندہ بیان ہونگے ہاجلہ حضرت آدم اور جو آکو ارشاد ہوا کہ بہشت میں رہو کہ قال فی سورۃ البقرۃ قلنا یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ یعنی کتنا ہم نے ای آدم بس تو اور تیرا جوڑا جنت میں یعنی ہر چند کہ بتنے تجکو خلافت زمین کے واسطے پیدا کیا ہے لیکن وضع خلافت اور آئین ریاست اور طریق عمارت اور طرز زراعت بلا سکونت جنت غیر ممکن ہے اب لازم ہے کہ باغبان کی طرح سکونت اختیار کر کے زمین افتادہ کے جوتنے اور بوسنے کا طریق اور درخت جمانے اور پھیلانے کی وضع اور پانی پہنچانے اور سہنے

بستان بہشت

اور گورٹنے کا طور اور بناوٹ بنانے کا انداز دریافت کر اور اپنی قوت خیالیہ میں بخوبی محفوظ کر کہ عمارت زمین میں کام آویگا مگر یہ کام تنہا تجھے انجام نہوسکیگا تیری عورت بھی تیرے ساتھ ہو دو وجہ سے ایک یہ کہ جو باتیں خانہ داری کی مثل آرایش و صفائی مکان وغیرہ سے ہیں وہ دریاقت کر لے اور زمین پر اُسکے مطابق کار بند ہوتا کہ تعمیر ذکور اور انوثی دونوں متحقق ہوں کیونکہ اگر وہ ان امور سے واقف نہوگی تو زمین ایسی نظر آویگی جس طرح گھر بے عورت کے یا گھر مع زن بے عقل کیونکہ عورت کا کام مرد سے بخوبی سرا انجام نہیں ہو سکتا دوسرے یہ کہ آدمی وطن اپنا اسی مکان کو جانتا ہے جہاں زن و فرزند ہوں اگر وہ ہمراہ نہوگی تو استقرار ممکن نہوگا اور جب یہ نہو اتو حقائق عالم معلوم نہونگے اور تم دونوں صرف دیکھنے بھانسنے کو نہ ہونگا انہما رغدا حیث شہما کھا و اُسین مخطوظ ہو کر جس جگہ چاہو تاکہ منافع و مضار ہر شے کے معلوم ہو جائیں فائدہ ارشاد الی اللہ کہ میں ہے کہ بہشت ایک باغ تھا بندوستان میں پس اس قول پر بیوٹ آدم علیہ السلام گویا انتقال مکانی ہوا اور میلان قاضی بیضادی کا اس طرف ہی اور دلیل یہ ہے کہ جو کوئی بہشت میں جاتا ہے پھر نہیں آتا کہا جاوے و ما ہم عنہا بخارجین اور یہی امر وہی آدمی پر صادر ہوئی اور یہ دونوں دنیا میں ہیں اور جمہور علماء ابن مسنت فرماتے ہیں کہ بہشت اُس عالم کی مراد ہے اور عدم خروج سے مراد ہے کہ جب جزا کے واسطے جاوے ورنہ نمازنا بہشت ہمیشہ نکلتے پھٹتے رہتے ہیں اور شب معراج میں حضرت صلعم تشریف لے گئے تھے کذا فی الحدیث اور امر وہی خازنان بہشت پر صادر ہوتی ہیں باجماع بعد صدور حکم دخول بہشت و توسل اہل بہشت و طریق اباحت ارشاد ہوا و لا تقر بالہد الشجرة فکونامن الظالمین یعنی نہ جاؤ پاس اس درخت کے پھر تم ہو گے بے انصاف یعنی باوصف اس وسعت کے نزدیک نہو جو اس درخت کے اور اگر اُسکے قریب گئے یا کچھ اُسین سے کھایا تو مخالفت حکم سے ظالم ہو جاؤ گے کیونکہ ظلم نام حق تلفی کا ہے اور حق مالک کا ملوک پر یہ ہے کہ مالک کے حکم سے سر مو تجاوز نہ کرے اور وہ درخت موافق اکثر روایات درخت گندم تھا چنانچہ مختار اکثر صحابہ مفسرین کا یہی ہے اور عبد اللہ ابن مسعود و سعید ابن جبیر و سدی کے نزدیک انگور ہے اور ایک روایت علی رضی اللہ عنہ کا ہے اور قتادہ ابن جویع کے نزدیک انجیر اور یزید ابن عبد اللہ ابن قسط سے ابو الشیح نے ترجیح روایت کیا ہے اور کلبی و دینوری سے روایت ہے کہ ایک درخت معین تھا وسط جنت میں جسکو شجرة العلم بولتے تھے کہ جو اُسکو کھاتا تھا اُسکا علم بڑھتا تھا کذا فی الزاہدی و المغنی لیکن مشہور گندم ہے

فریاد شیطان دوم

والہد اعلم الغرض آدم وحواء ریاض بہشت میں آرام کرنے لگے اور شیطان دخول بہشت سے محروم ہوا اور چونکہ دوری و مجبوری شیطان صرف انکار سجدہ آدم سے تھی اس باعث سے عداوت قاطبہ دل میں رکھتا تھا اور اس گھات میں رہتا تھا کہ کسی طرح انکے کارخانے میں دخل کروں اور سنگ تفرقہ معرکہ جمعیت میں ڈالوں اور بسبب اسکے کہ بیشتر خزانچی بہشت تھا اہل بہشت اُسکو چاہتے تھے تو گاہ گاہ دروازے پر جاتا یا حوالی بہشت میں گذر کر تا اور اپنے ملاقاتیوں سے کیفیت آدم وحواء پوچھا کرتا یہاں تک کہ اُسکو یہ خبر ملی کہ ایک درخت کے کھانے سے ممانعت ہوئی ہے تب سوچا کہ اب تک کسی نوع کی تکلیف نہ تھی ہر طرف سے اطلاق و اباحت کی دھوم تھی میرا مکر و جیلہ کار گر نہوا اب البتہ یہ جملہ مد نظر ہو کہ نافرمانی و زلت تنگی و احتیاج میں زیادہ ہوتی ہے تب یہ تدبیر سوچا کہ اول طاؤس کو سکھلایا کہ تو آپ کو آراستہ کر کے آدم وحواء کے روبرو رقص شروع کر اور اپنے فعل و تماشے میں لگا کر دیوار بہشت بکلا اُسے شیطان کے دم میں آکر ایسا ہی کیا تب یہ مرد و دسانپ کے پاس آیا اور سانپ و دواب بہشتی میں بوضع شتر بخور بصورت تھا اُس سے کہا اگر مجھے بہشت میں جانے دے تو میں تجھے بنی آدم سے بچاؤنگا لہذا ابن عباس فرماتے ہیں کہ جہان کمین سانپ کو دیکھو مارو تاکہ حمد ابلیس ٹوٹ جائے چنانچہ ابلیس سانپ کے منہ میں داخل ہو کر داخل جنت ہوا بعض کہتے ہیں کہ دربانان بہشت نے روکا تھا مگر انکو حکم قطعی پہنچا کہ منع نہ کرو بہر دو تقدیر ابلیس بہشت میں در آیا اور اغواے آدم وحواء پر مستعد ہوا چنانچہ ایک وقت آدم تخت عزت پر بیٹھے تھے حور و غلمان حاضر تھے زبان پر جاری ہوا کیا خوب مکان ہو اگر دار الخلد ہو ابلیس نے یہ بات فہیمت جانی اور ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ کر رونے لگا حورون نے آواز گریہ بہشت میں نہ سنی تھی پریشان ہو کر پڑیں حضرت آدم وحواء بھی متعجب ہوئے جب اُس مجمع کو فریب کو دیکھا پوچھا کون ہے بولا ملک مقرب ہوں تمہارے حال پر روتا ہوں تم اپنا مال کار نہیں جانتے ہو فرمایا نہیں کہا اس تعلیم پر مغرور نہ ہو آخر موت ہی فرمایا موت کیا چیز ہے اسی وقت جانور مردہ کی صورت بن گیا اور مانند محض تر پنے لگا بجز معاینہ حالت موت خوفناک ہو سے اور پوچھنے لگے کہ علاج اسکا کیا ہے جو اس حالت محفوظ رہیں ابلیس نے کہا اہل ادلگ علی شجرۃ الخلد و ملک لایملی یعنی میں نشان دون تکو درخت ہی کا اور ملک باقی کا کہ جو کوئی اُسے کھائے ہرگز نہ مرے اور بادشاہت اُسکی خانی نہ ہو فرمایا وہ درخت کون ہے اُسے شجرۃ ممنوعہ کا نشان دیا فرمایا یہ تو درخت فنا ہے نہ شجرۃ بقا اللہ تعالیٰ نے اسی کی نزدیک سے مجھے دکھا

اگر آسمین یہ نفع ہوتا تو ہرگز منع نہ فرماتا بلیس بولا کما جارفی القرآن وقال ما تمسکنا عن بذہ الشجرۃ الا ان کونا  
 من الخالدين یعنی بولا نکو جو منع کیا ہی تمہارے رب نے اس درخت سے مگر یہ کہ میں ہو جاؤ فرشتے یا ہر  
 ہمیشہ جینے والے یعنی ضرر کے لحاظ سے منع نہیں کیا ہی بلکہ اس لیے کہ تم مانند ملک ہو جاؤ گے یا حتیٰ میں ہو  
 کھانے پینے جو رد لڑکوں کی خواہش نہ ہوگی اور حالت ملک یہ لائق خلافت نہیں اس لیے خدا کو منظور ہو کہ نکو  
 فکرون میں ڈالے اپنی یاد سے غافل کرے اور کار خلافت تم سے لے و حقیقت ارادہ یہ ہی کہ تم کو دور  
 کرے اور اس درخت کا کھانا موجب قرب ہی سو یہ نہی ایسی ہی جیسے بادشاہ کسی شخص کو مہم پر بھیجے اور  
 خدمات حضور سے منع کر دے چاہے یہ کہ یہ نہی تیز ہی ہو اسکی مخالفت واسطے حصول مرتبہ صفوت کے مقنا  
 نہیں اس تقریر سے آدم و حوا کو تردد ہوا فی الجملہ دونوں کی رضاد میں پائی گئی اسی دم شیطان نے  
 قسم کھائی کما قال اللہ تعالیٰ و قاسمنا الی کما لمن التناجین یعنی قسم کھائی اُن سے کہ میں تمہارا دوست ہوں  
 خیر خواہ کیلئے کہ میرے ہاتھ سے تمہاری نسبت سو راہی ہوئی ہے کہ میں نے تمکو سجدہ کیا ماعون ہوا  
 اب یہ چاہتا ہوں کہ لوٹ بے ادبی دامن دل سے دھوؤں اور ایسا مرتبہ تمکو حاصل ہو کہ مدت اہم کرے  
 شا کر رہو سو حضرت آدم قسم ابلیس پر مغرور ہوے اور دل کو اتباع سخن پر رکھا تب ابلیس بولا کما اگر  
 دولت ابدی و ملک سرمدی کی خواہش ہی تو اس درخت سے چند دانے تناول فرماؤ اس کلام  
 حضرت آدم کو اندیشہ مع انیسان و فراموشی نے غلبہ کیا معاملہ نہی سے غافل ہوے اور زلت میں  
 پڑ گئے اسی جگہ سے قیاس کر کے ابو بکر و راق رحم فرماتے ہیں کہ نصیحت قبول کرنا بچا ہے مگر ایسے شخص سے  
 جسکے دین و امانت پر اعتماد ہو اور کچھ نصیحت کرنے میں اُسکو اپنا حظ نفس نہ ہو یعنی کمال احتیاط کرنا لانا  
 نہیں تو ایسی ہی بلا میں پڑ جائیگا فائدہ اعتقاد صحیح و درست یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو عصیان سے  
 معصوم جانا واجب ہے اور قصہ ابو البشر علیہ السلام کو محمول برسیان و فراموشی کرنا لازم چنانکہ ارشاد  
 ہوتا ہے و لقد عهدنا الی آدم من قبل فسی ولم نجدہ عزما یعنی ہم نے تقید کر دیا تھا آدم کو پیشتر سے پھر  
 بھول گیا اور نہ پائی ہم نے آسمین کچھ بہت اور فراموشی کا کچھ تعجب نہیں ہے اس لیے کہ حکم نہی قربت شجرہ  
 تا اکل پانسو برس گزرے تھے پھر اگر اس مدت دراز میں کوئی بات فراموش ہو جائے تو قریب لگتا ہے  
 با اینہم حضرت آدم نے اس نہی کو نہی منفعت جانی تھی نہ ہی منقصت یا اس منع کو راجع بشجرہ معینہ  
 جانتے تھے نہ علی العموم خواہ یہ سمجھے تھے کہ قربت درخت کی ممنوع ہے نہ اسکا ٹھکر کھانا چنانکہ مروی ہے  
 کہ آدم علیہ السلام خود درخت کے نزدیک نہیں گئے تھے تو اُم البشر جا کر توڑ لائی تھیں اور طرفہ تیرے  
 کہ درخت ممنوع القرب تمام اشجار جنت سے زیبا و خوشنما تھا اور جس مقام پر حضرت آدم و حوا اجلاس

باب افتقاد قصہ آدم  
 و حوا علیہما السلام  
 فی احوال ابو بکر

فرماتے تھے اسی طرف کی کباریوں میں اگتا تھا اور بزبان حال گویاں سے کن در بن چمن  
سزانش بخورد کی چنانچہ پرورش میں ہند پر ویمم الغرض جب حضرت آدم کا توجہ فی الجہا پایا گیا تو حضرت  
خوآنے پیشقدمی کر کے چند دانے توڑ کر کھائے اور اسکے مزہ سے حضرت آدم کو مطلع کیا آنجناب نے بھی  
خوآنے کے اصرار سے دو تین دانے تناول فرمائے اور بعض تفاسیر میں ہے کہ سات خوشے خوانے توڑے یک  
کھایا دوسرا رکھ چھوڑا پانچ حضرت آدم کے پاس الامین انھوں نے اٹھا کر کھا جانے اسکے مزے کی بہت  
تعریف کی آنجناب نے ملاحت کیا کہ فرمایا ای خواتونے عبد خدا فراموش کیا خوآنے کما ای آدم حمت آتی  
ایسے نفرت ہے تب حضرت آدم نے کئی دانے کھائے میں کہتا ہوں کہ یہ قول کسوت صحت سے عاری ہے  
اور صحیح یہ ہے کہ بفراسوشی حمد خدا باصر حضرت خو الغرض قدم واقع ہوئی اور بھی قسم ابلیس سے دو کھا  
ہو گیا کما قال اللہ تعالیٰ فاللہم الشیطان عنہما فاخرجہما کما فیہ یعنی لغرض دی ان دونوں کو شیطان نے  
اُس درخت کے پرہیز سے اور اس تدبیر سے اخراج آدم و خواتین مصروف ہو کر نکال ہی دیا اس چیز سے  
جس میں وہ دونوں تھے فائدہ فصحا کے کلام میں اس طرح کا ایہام بروجہ تعظیم آتا ہے یعنی جو کچھ کہ بہشت میں  
انکو پیر تھا اُس قسم میں نہیں ہے جسکی صفت کوئی کر سکے بالجملہ بغور اکل جو ب تاج کر مہد فرق عزت سے گیا  
اور لباس رضوانی جسم نورانی سے آ کر گیا کما اشار الیہ المولوی سے حلہ ہائے خلد ازوے کندہ شدہ بیجو  
گندم برہند آگندہ شدہ مدارک میں ہے کہ حلیہ بہشت بصورت ناخن تھے نشان انکاب تک بنی آدم کی  
انھیں یوں میں موجود ہے اور اثر اسکا یہ ہے کہ ہنسی کے وقت جو کوئی اپنا ناخن دیکھتا ہے ہنسی بند ہو جاتی ہے  
آخر کار حضرت آدم و خواتین برہنگی دیکھ کر غایت حسرت سے زار رونے لگے اور اشجار جنت سے اپنی  
سبے برگ دلوائی بیان کرنے لگے لیکن کسی نے توجہ نہ کیا بلکہ جس درخت کے پاس گئے اُسے بخون خدا  
اپنا سر اٹھایا نا جان جن جنت میں دوڑتے پھرتے تھے اور نہایت پشیمان تھے دفعۃً حکم رب الارباب پہنچا  
کہ ای آدم تو مجھے پہاگتا ہے آدم نے اتناں کیا کجا آدم کہ بغیر از درت پناہم نیست + جز آستانہ لطفت گریز کا نہیں ہے  
بل حیاء سنگ یارب آخر کار درخت انجیر نے وہر وایتے شجر عود نے چار پتے دیے کہ اُسے تر عورت کیا  
اسی وقت فرغان واجب الاذعان صادر ہوا کہ اب بہشت سے باہر نکلو آدم علیہ السلام نے حضرت  
خوآکا ہاتھ پکڑ لیا اور باہر کو چلے جب دروازہ بہشت پر پہنچے تو زبان مبارک پر جاری ہو البسم اللہ الرحمن الرحیم  
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کما تھوڑا توقف کر و شاید ارحم الراحمین انفق غیب سے لمعہ صلح و عفو  
ظاہر کر کے ارشاد ہوا کہ ای جبرئیل اسکو چھوڑ دے کہ چلا جائے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے  
اتناں کیا کہ یا اسی اُسے جگر رحیم کہا ہے مقتضائے رحمت یہ ہے کہ رحم فرما اور اُسے گناہ و زلت سے

در گذر فرمایا در گاہ عزت و جلال میں رحمت و عظمت کی قیامت نہیں ہی لیکن اگر آج رحمت کروں تو بیکہ  
 فرد آدم پر رحمت ہوگی تو قیامت کر کہ فرد سے قیامت بنی آدم کو داخل بہشت کروں اور اس کثرت سے  
 رحمت کے دروازے کھولوں کہ ہر گنہگار اس کا یہ نعمت سے فیضیاب ہو اور ہر مطیع و فرمانبردار  
 اہل خوان غایت و کرامت سے بہرہ یاب ہو محققین مفسرین لکھتے ہیں کہ جب حضرت آدم و حوا  
 علیہما السلام بہشت میں گئے تو انکو لباس شتی پہنایا گیا تاکہ ستر عورت ہو اور اہل بہشت سے کیا دشمن کا  
 نظریہ آوے حتی کہ یہ دونوں خود اپنی شرمگاہ نہ دیکھتے تھے ابیس نے تقریب کیا کہ اگر ان سے کچھ نافرمانی  
 صادر ہو تو البتہ یہ لباس اتر جائے اور فرشتوں میں رسوا ہوں اور اہل بہشت انکو بہرہ نہ دیکھیں  
 کما قال السنی الاعراف فوسس لہما الشیطان لیبدی لہما ما قری عنہما من سوتہما یعنی پھر بھکا یا انکو  
 شیطان نے تاکہ کھولے آپر جو کہ پوشیدہ تھا انکی نظریں شرمگاہ انکی سے اور وہ تقریب و لطف  
 جو پیشتر مذکور ہوئیں کرنے لگا یہاں تاکہ جو تمھو دو تھا حاصل ہو یعنی بغور کھنسنے پھل و دخت منوع  
 شرمگاہ کھل گئی اور اشجار بہشتی کے پتے لیکر جوڑنے لگے اور اسد صاحب نے پکارا کہ میں نے  
 اس دخت سے منع نہ کیا تھا اور کہد یا تھا کہ شیطان تمھارا دشمن ہو کھلا ہوا زمین کتا ہوں اس مقام پر  
 عبرت پکڑنا چاہیے یعنی مالیشاء و حکم مایرید شیطان مردود کی کیا تاب و طاقت جو حضرت ہی کو  
 منظور نہوتا مقام ادب ہی دم مارنے کی جگہ نہیں نقل ہو کہ اصحاب باصفا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 وسلم سے سوال کیا کہ آدم نے کتنے دانے کھائے تھے فرمایا ایک خوشے سے ایک دانہ آدم نے  
 اور ایک حوائی کھایا تھا اور جملہ پانچ دانے تھے مقدار بیضہ مرغ اور تین باقی ماندہ کے تین حصے فرما  
 اور آدم کو حکم ہو کہ اسے جہاد کہ اس سے حکم خالق مسور و لوبیا و ماش و مونگ و نخود وغیرہ خلالت  
 پیدا ہوئے معلوم ہوا کہ اصل سب کی حضرت گندم ہیں احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ آدم و حوا کو  
 حاجت بول و براز و شہوت کی بہشت میں نہ تھی اور جو لباس پہنے تھے انکے اتارنے کی ضرورت  
 نہوتی تھی اس باعث سے واقف اپنے اعضا سے نہ تھے جب زلت و لغزش قدم واقع ہوگی تو لو انما  
 بشری پیدا ہوئے اور حاجت سے واقف ہوئی اور اپنے اعضا بھی دیکھے مگر سوائے انکے کسی نے  
 اہل بہشت سے انکی شرمگاہ نہیں دیکھی مشہور ہے کہ انجیر کے پتے پیٹے ہوئے ادھر ادھر پھرتے تھے  
 اہل علم فرماتے ہیں کہ اخراج آدم علیہ السلام میں ایک نکتہ ہی بہت صاف یعنی تمیز اہل جنت و نار سزا  
 کہ صلیب دم و ترائب حوا میں نیک و بد و خبیث و طیب بھرے تھے اور ظاہر ہے کہ شرمیو نا پاک کو  
 بہشت میں جگہ نہیں ہو اسلیبے بیان روانہ کیا کہ باہم تمیز ہو جاوے یا واسطے تخدیر و تہذیب بنی آدم کے

تاکہ اپنے دل میں اچھی طرح سمجھ رکھیں اور بخوبی غور کر کے سوچ رکھیں کہ ہمارے باپ حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام باوصف صفوت کے ایک گناہ میں بہشت سے خارج ہوئے ہمارا مال کار کہ شب و روز عیال میں گرفتار رہیں کیا ہوتا ہو اور اہل عرفان فرماتے ہیں کہ بہشت سے خارج کرنا حضرت آدم علیہ السلام کا وہ حقیقت انظار انکی بہت کا ہے چنانچہ روح الارواح میں لکھا ہے کہ موجودات سے بڑے عالی بہت آدم صغیٰ کہ نہت بہشت کو ہاتھ میں لیکر بھیک دمی اور گلستان خلد با انہما ناز نعمت و جنت فردوس با جلد بزرگی و کرمت و دراصل گندم کے مقابل بیج ڈالی پھر اگر طالب حق روز قیامت گوشہ چشم سے جانب بہشت نظر کرے تو گویا اسکی آدیت میں تصور اور انسانیت میں سخت فتور ہے اور حجام فرماتے ہیں کہ آدم بہشت را بد و گندم اگر فروخت ہر حقا کہ این گروہ بیک جو لمی خزند + اور بحر الحقائق میں ہے کہ سبب اخراج کا عشق تھا کہ عشق کے واسطے دارالعلمام چاہیے نہ دارالسلام سے ابو مردہ عشق کیش بار ملاست + یاد گذار از عشق بر و خوش اسلاست + اور بعض اہل حقیقت فرماتے ہیں کہ شجر گندم شجر محبت تھا کہ حقیقت میں حضرت آدم علیہ السلام کے لیے بویا گیا مگر وہ منع یا عزت و جلال محبوبی تھا یا تو لیس و ترغیب طالب و مطلوبی کہ انسان تر لیس علی مانع اور پر ظاہر ہے کہ اگر نبی اس شجرہ محبت سے متعلق نہ ہوتی تو حضرت آدم کو استیغای مرادات نفسانی و اشکال لذات جسمانی میں میوہ محبت کی پروا نہ ہوتی کیونکہ محبت خدا سے روحانی ہے اور جو کہ تربیت جسم سے قاصر ہے پرورش روح اس سے غیر ممکن لہذا حکم ہوا کہ آدم اگر آسائش مطلوب ہے تو بہشت مقام ہے جو خوشا دل ہوتا دل فرما اما شجر محبت کے گرد نہ جا سکیے کہ نوش محبت بے نیش محنت حاصل نہیں ہو سکتا محبت و محنت با ہم تلامزم ہیں و بلا و لا آپس میں تو آدم سے دوستی چون زربلا چون آتش است + زرفالص در دل آتش خوش است + عشق چون دعویٰ جنایدین گواہ + چون گواہت نیست دعویٰ شد تباہ + عاشقان را از بلا صدر راحت است + کہ محبت ہنشین محنت است + حضرت سلطان الغائب سے روایت ہے کہ عشق و محبت قبل وجود آدم اپنا منظر تلاش کرتے تھے فرشتوں کے پاس گئے تو انکو استحقاق مظہریت میں کورایا یا ناچار کنج فراغت میں رہنے لگے جب شیطان نے ولولہ طاعت اور کوس عبادت ملک و ملکوت میں بجایا تو عشق نے چاہا کہ دست محبت کو موصلت میں ڈالے سلطان عزت و ملکوت نے دست قدرت مارا اگر میری جاہ غیب میں بیٹھ رہتا تا آنکہ حضرت آدم علیہ السلام پر وہ عدم سے باہر اگر خیمہ وجود و فضا سے شہود میں ایسا وہ کیا تب محبوب خوش اسلوب حضرت واجب الوجود نے عشق کو بصورت شجرہ گندم حضرت آدم کو دکھلایا کہ آنجناب والد و شیدائے ہوسے

اور ایسا غلبہ محبت ہو کہ خواہش خفقہ وصال اسی مقام میں ہم پہنچی تب نہا ہوئی کہ یہ بات سراسر  
خلد میں رہت نہیں آتی منزل خاص اسکی دل محنت زدگان اور سراسر اسکی روح مصیبت یافتگان  
اور دارالخلد میں محنت و شقت و غم و ہر کہم بشت آنجا کہ آزار سے نباشد نہا چار حضرت آدم ہوا سے  
محنت میں فضلہ بشت سے تنگنا سے دنیا میں تشریف لے لے اور ساحل سلامت سے گرداب ملامت میں  
پڑے اور بوستان نعمت کو خارستان نعمت سے بدلا اور مراتب قربت سے کل باویہ غربت میں گھر  
بنایا اور درکات کافرت کو درجات الفت پر اختیار کیا اور نقد آرام دل و جان کو طاس الفت میں  
رکھ عروس محنت و مصیبت پر نثار کیا اور کرامات شاد کامی سے گداز بات بدنامی میں پڑے کیونکہ  
عشق و نیکنامی باجم جمع نہیں ہوتے سے رہا کہ تین دروہم بہ بدنامی ہے کہ نام نیک ورائین عاشقان  
تنگ بہت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام قصہ  
حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کے میں فکر کر رہے تھے اور خیال کرتے تھے کہ خداوند حضرت  
آدم نے ایک خطا کی اسپر تو نے اُسکو ایسا مانو ذکیا اور اتنی شہرت دی کہ قیامت تک کی تفضیح  
ہوئی حالانکہ کوئی دوست اپنے دوست سے ایسا معاملہ نہیں کرتا ہی وحی ہوئی کہ مخالفت الجیبیب  
علی الجیبیب شایعہ ابوبکر و اسطی سے کسی نے پوچھا انبیا علیہم السلام پر عقوبت بہت جلد ہوئی ہے اسکا  
کیا سبب ہے فرمایا سوء الادب فی القرب لیس سوء الادب فی البعای یعنی عادت اتنی یوں جاری ہے  
کہ اولیاء اللہ و مرسلین سے خطرات پر مواخذہ فرماتے ہیں اور عوام سے باز پرس نہیں ہوتی کیونکہ قرب  
درگاہ سے یہ لوگ حیران رہتے ہیں بخلاف عوام کہ دوری و مجوری سے قابل توجہ نہیں ہوتے قصہ  
جب ارشاد حق ہوا کہ اہبطوا بعضکم لبعض عدو و لکم فی الارض مستقر و متاع الیٰ صین یعنی اتر دو ایک  
دوسرے کے دشمن ہو سے اور تمکو زمین پر ٹھہرائی اور برترنا ہی ایک وقت تک تب حضرت آدم  
علیہ السلام نے حوا کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا چلو اب غریبی و بکیسی کا وقت آیا اسوقت حضرت جبریل نے  
کہا کہ حوا کا ہاتھ چھوڑو تمکو الگ الگ جانا پڑیگا لاجا حضرت آدم نے ہاتھ حوا کا چھوڑ دیا کہ حضرت حوا نے  
آدم کو سرانڈیپ میں و حوا کو جہ سے میں و طوائس کو حبشہ بامرج النہ میں بھینکا اور ساق کو خطہ اصفان  
یا جستان میں صرف منزل شیطان میں اختلاف ہے بعضے باہل کہتے ہیں اور بعضے بلسان کہ دونوں  
نوحی بصری میں واقع ہیں اور تفسیر قطبی میں ہے کہ شیطان ارض سمنان میں گر اگر اہل تحقیق فرماتے ہیں  
کہ تعیین مسکن ابلیس دشوار ہے کیونکہ وسادس شیطان مالگیر ہیں ع درتج بقعہ نیست کہ تجھے نکشتے آتا  
تفسیر زاہدی میں ہے کہ حضرت حوا دریا کے کنارے جہ سے میں کہ ایک پھاڑ بلند کا نام ہے گرین بیظام

سرازمیپ سے سات شو فرنگ واقع ہو این عسا کرنے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے کہ جب اخراج آدم علیہ السلام کا فرمان جاری ہوا تو جبرئیل و میکائیل علیہما السلام نے تاج سلطنت سر مبارک سے اتارا اور کر بند خلافت کھول حتی کہ برہنہ کر دیا اور درگاہ عزت و جلال سے زبان عربی کے عوض لسان سریانی عنایت ہوئی مگر بعد قبول تو بہ زبان عربی پھر ملی ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت آدم کو بہشت میں اس قدر توقف ہوا تھا جتنا توقف مابین عصر و مغرب کے ہوتا ہے مگر بحساب یوم اُس عالم کے کہ ہزار برس کا ہوتا ہے اور بعض روایات میں نیم روز توقف کرنا لکھا ہے کہ پانسو برس ہوتے ہیں مگر قول اول صحیح ہے اور احادیث صحیحہ سے اسکی سند بھم پہنچتی ہے آبی حاتم نے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت آدم آسمان سے زمین پر تشریف لائے تھے تو یہ کیفیت تھی کہ دونوں ہاتھ زانو پر رکھے سر جھکائے مانند شرمساران عاجز تھے اور ابیس مردود دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملائے تھیں گاہ پر گئے اور سر تکبر باند کیے ہوئے مثل حیرت زوگان نخت سرشت آیا تھا روایت ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر آئے تو ایک نوع کا اضطراب و قلق تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنجناب کے بشر سجود دیکھ کر پوچھا کیا حال ہے فرمایا تمام جسم میں گویا چیویٹیاں رنگیتی ہیں حضرت جبرئیل نے کہا یہ علامت و کیفیت بھونک کی ہے پھر دفعہ نظر سے غائب ہوئے و بعد ادنیٰ توقف قدرے گھانس سرخ و سیاہ و لوہا و اہرن اور تھوڑی لکڑی اور دھونکنی اور چٹھلا لاکر حضرت صفی السد کو دیا اور ایک چنگاری آگ بھی دو رخ سے اٹھا کر عنایت فرمائی کہ اُس سے ہاتھ حضرت آدم کا بھل گیا اور چنگاری دیا میں جا بجا پھر حضرت جبرئیل نے دریا سے نکال کر دی پھر وہ دریا میں اڑ گئی اسطرح سات مرتبے نوبت پہنچی آخر کار حضرت جبرئیل نے اُس آگ کو آہن و سنگ میں قید کیا پھر حضرت آدم سے آلات حدادی و کشا و زری بنوائے اور تین داسے گیون کے لائے دو حضرت آدم کو دیے اور ایک حوا کو دیا مورخین نے وزن ہر دانے کا آٹھ سو اٹھاسی درم کا لکھا ہے پھر ایک گائے جنت سے لائے اور کہا کہ اسکو ہل میں جوت کر زمین کو ہموار کرو اور جو دانے تمہارے پاس ہیں انکو بو دو چنانچہ حضرت آدم و حوا نے بوئے تو حضرت آدم کے حصے میں گیون تھے اور حضرت حوا کے جو جب درخت کاٹے گئے تو حضرت جبرئیل نے ایک اوکلی میں کوٹ کر بھوسی کو الگ کیا اور چکی بنا کر پیسا اور اُس آٹے کا خمیر کیا اور ایک گڑھا کھدوا کر اس میں آگ جلائی اور کئی روٹیاں پکانیں طول و عرض روٹیوں کا پانچ پانچ سو گز کا تھا جب روٹیاں تیار ہوئیں تو حضرت آدم نے کھانے کا ارادہ کیا حضرت جبرئیل نے کہا کہ حصہ حوا کا علیحدہ کر دو کہ میں اُسے پہنچاؤں چنانچہ حضرت آدم نے

پانچ روٹیاں آدم کو  
بہشت

دستار آدم

حوا کا حصہ نکال دیا بعد اسکے اپنا حصہ تناول فرمایا جب پیاس لگی تو حضرت جبریلؑ نے ایک کنوان  
 کھود کر پانی نکالا اور حضرت آدم کو بلا یا بعد اس واقعے کے حضرت جبریلؑ نے فرمایا یہاں  
 گندم کہ خوروی از خطاش ہے کن بچندین سعی بہر خود معاش ہے این سزا بہر خطائے سابق است ہے  
 بہر خطائے راسزلے لاحق است ہے این مکافاتے بودا نکات راہ معصیت سے اور واقعات راہ  
 سعاج النبوت میں ہے کہ نعمت بہشت کی فوت ہونے سے دو تلو بہر جس حضرت آدم روئے اور  
 سنو بہر جس حضرت حوا سے جدا رہے اور چالیس یوم و شب یا چالیس برس تک کھانا نہیں کھایا  
 اور سو برس تک سر زمین اٹھایا اور حاکم و بہیتی نہ روایت کی ہے کہ اول فریب شیطان میں حوا  
 آئین پھر مشورہ اُنکے حضرت آدم جب یہ زلت صادر ہوئی تو ارشاد ہوا کہ حکماک علی ان اکلت  
 من الشجرۃ الّتی نہتک عنما قال یا رب زمینتلی حوا یعنی ای آدم کس چیز نے تجھ کو آماد کیا اسپر کہ تو نے  
 وہ درخت کھایا جس سے میں نے منع کیا تھا کہا آدم نے خداوند اچھا اسنے اُسکو میری نظر میں آرہا کیا  
 اسی وقت خطاب ہوا کہ امی حوا تو گمان ہے اُسنے باؤ از حزمین جو اب ویا کہ امی اس جگہ بہر نہ پڑی ہے  
 ارشاد ہوا کہ یہ بے ستری اور غیبی اس سبب سے ہے کہ تو نے ایسی حرکت نازیبا کی ای حوا کیا باعث  
 ہوا جو تو نے آدم کو خطا کی راہ دکھلائی کہ اُسکو بہر نہ کرایا اور خود پہلے ستر ہوئی حوا نے کہا خدا مجھ کو  
 سرگزید گمان نہ تھا کہ ایسی مخلوق بھی تو نے پیدا فرمائی ہے کہ وہ تم کو چھوٹی قسم سے یاد کرے فرمان ہوا  
 کہ تجھ کو بھی عقوبت میں گرفتار کرونگا کہ حاملہ ہوگی مگر بشواری اور وضع حمل نہ کریگی الا بہ سختی اور بہر مہینے  
 حیض میں گرفتار ہوگی اور مرد کو ہمیشہ غالب کرونگا اور تمام مدارشہ بہر پر رکھونگا تاکہ ہمیشہ محتاج رہے  
 اعبر المؤمنین مگر رض سے روایت ہے کہ جب خون حیض ظاہر ہوا تو حضرت حوا نے ایک شور مچایا اور غیب  
 ہوئی کہ تیری اور تیری ذریت کے واسطے کفارہ و ظہور ہے عزراکس میں لکھا ہے کہ خالق کبریا نے حضرت  
 حوا کو اور انکی بیٹیوں کو پندرہ بلاؤں میں مبتلا کیا جس سے حشر تک نجات نہیں ایک یہ کہ اُنکے پیٹ  
 و فرج میں نجاست حیض و نفاس کی رکھی دوسرے حمل سے لومینے یا گیارہ مہینے تک زیر بار کیا تیسرے  
 شدت بخنے کی ہر مرتبہ عطا فرمائی چوتھے محنت عدت کی پانچویں ہمیشہ محکومی شوہر دن کی چھٹے اختیار  
 طلاق خاندون کے ہاتھ میں دیا ساتویں نقصان میراث کہ مرد سے حصہ عورت کا کم کیا آٹھویں نقصان  
 شہادت کہ دو عورتیں ایک مرد کی قائم مقام ہوں گیں نویں نقصان عقل دسویں محرومی سلام  
 و تیمہ سے گیارہویں بے نصیبی جمعہ و جماعت سے بارہویں محرومی عمدہ نبوت سے تیرہویں  
 نقصان دین کا کہ ہر مہینے میں دس دن کی نماز جاتی ہے چودھویں بد قسمتی عمدہ قضاء و سلطنت کے

شمارہ اول معاملات آدمی  
 درگہ روزگاری

شمارہ اول معاملات آدمی  
 درگہ روزگاری

پندرہویں محرمی جہاد و سفر سے بغیر محرم حدیث بخاری و مسلم میں وارد ہے کہ اگر نوٹے بنی اسرائیل تو نہ اُبتا گوشت اور جو موتی جو اتونہ خیانت کرتی کوئی عورت اپنے غاوند کی کبھوں اور یہی مٹی نے ولابل میں اور خلیب نے اپنی تاریخ میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ جو کہ آدم پر وہ خصمتوں سے تفصیل ہے ایک تو میرا شیطان مسلمان ہے انکا شیطان کافر تھا دوسرے میری ازواج دین کی معین تھی اور انکی زوجہ معین ہوئی خطا پر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر آئے تو تیس قسم کے میوے انکے ساتھ آئے تھے کہ زمین نہ تھے بعضے ایسے ہیں کہ پوست و مغز انکا کھایا جاتا ہے اور بعضے وہ کہ مغز انکا کھایا جاتا ہے اور پوست چھینک دیا جاتا ہے روایات صحیحہ میں ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر آئے تو شیطان و کلبان ہوتے ہوئے حجر اسود و طلہ و نقرہ و عسارے موسیٰ بھی ساتھ تھے اور یہی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے تھے کہ تم لوگوں کو کچھ معلوم ہے کہ زمین ہند کس باعث سے خوشبود آ زیادہ ہے اور کس وجہ سے عود و جوز و قرفنس وغیرہ اقسام خوشبود مخصوص ہند میں لوگوں نے انہیں کیا آپ ارشاد کریں فرمایا کہ جب آدم زمین پر گرے تو انکے بدن سے اشجار جنت کے پتے پیٹے ہوئے انکو ہونے پر آگندہ کر کے اس عالم کے درختوں پر ڈالا تو جس درخت سے وہ پتے پیٹے اسی خوشبود ہو گئی اسی طرح حذیفہ ابن الیمان نے حضرت رسالت پناہ سے روایت کی ہے اور طبرانی و ابو نعیم و ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب آدم بہشت سے زمین پر تشریف لائے تو انکو نہایت وحشت تھی حضرت جبریل نے ہاؤاز اذان کہی جب اشھدان محمد رسول اللہ پر پہنچے تو حضرت آدم کو اس نام سے نسبت پیدا ہوئی اور وحشت دفع ہوئی تفسیر زاہدی میں ہے کہ حضرت آدم کے آنسوؤں سے چہ سیاہ و لوگک وغیرہ پیدا ہوئی اور حوا کے اشکوں سے جو زمین پر گرے اُسے خاؤز عفران اور ہر چیز سرخ رنگ اور جو دریا میں گرے اُسے جو اہر و موتی اور جو پہاڑ پر گرے اُسے یاقوت و فیروزہ و نقرہ و طلہ ہوئے اس سبب سے یہ سب چیزیں عورتوں پر حلال ہوئیں اور مردوں پر حرام اور ابن ابی حاتم نے سندی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو البشر آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بہشت جاوید سے نکلناے دنیا میں آئے تھے تو انکے ہمراہ ہر قسم کے تخم بھی رب الارباب نے واسطے خلق کے بھیجے تھے لیکن حضرت آدم علیہ السلام رنج منارت خالق کبریا سے سچے اور بسبب مشغولی گریہ ندامت کے غافل تھے اور اپنے تن بدن کا ہوش نہ رکھتے تھے اس فرصت میں ابلیس نے

یہ میرا شیطان مسلمان ہے انکا شیطان کافر تھا دوسرے میری ازواج دین کی معین تھی اور انکی زوجہ معین ہوئی خطا پر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر آئے تو تیس قسم کے میوے انکے ساتھ آئے تھے کہ زمین نہ تھے بعضے ایسے ہیں کہ پوست و مغز انکا کھایا جاتا ہے اور بعضے وہ کہ مغز انکا کھایا جاتا ہے اور پوست چھینک دیا جاتا ہے روایات صحیحہ میں ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر آئے تو شیطان و کلبان ہوتے ہوئے حجر اسود و طلہ و نقرہ و عسارے موسیٰ بھی ساتھ تھے اور یہی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے تھے کہ تم لوگوں کو کچھ معلوم ہے کہ زمین ہند کس باعث سے خوشبود آ زیادہ ہے اور کس وجہ سے عود و جوز و قرفنس وغیرہ اقسام خوشبود مخصوص ہند میں لوگوں نے انہیں کیا آپ ارشاد کریں فرمایا کہ جب آدم زمین پر گرے تو انکے بدن سے اشجار جنت کے پتے پیٹے ہوئے انکو ہونے پر آگندہ کر کے اس عالم کے درختوں پر ڈالا تو جس درخت سے وہ پتے پیٹے اسی خوشبود ہو گئی اسی طرح حذیفہ ابن الیمان نے حضرت رسالت پناہ سے روایت کی ہے اور طبرانی و ابو نعیم و ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب آدم بہشت سے زمین پر تشریف لائے تو انکو نہایت وحشت تھی حضرت جبریل نے ہاؤاز اذان کہی جب اشھدان محمد رسول اللہ پر پہنچے تو حضرت آدم کو اس نام سے نسبت پیدا ہوئی اور وحشت دفع ہوئی تفسیر زاہدی میں ہے کہ حضرت آدم کے آنسوؤں سے چہ سیاہ و لوگک وغیرہ پیدا ہوئی اور حوا کے اشکوں سے جو زمین پر گرے اُسے خاؤز عفران اور ہر چیز سرخ رنگ اور جو دریا میں گرے اُسے جو اہر و موتی اور جو پہاڑ پر گرے اُسے یاقوت و فیروزہ و نقرہ و طلہ ہوئے اس سبب سے یہ سب چیزیں عورتوں پر حلال ہوئیں اور مردوں پر حرام اور ابن ابی حاتم نے سندی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو البشر آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بہشت جاوید سے نکلناے دنیا میں آئے تھے تو انکے ہمراہ ہر قسم کے تخم بھی رب الارباب نے واسطے خلق کے بھیجے تھے لیکن حضرت آدم علیہ السلام رنج منارت خالق کبریا سے سچے اور بسبب مشغولی گریہ ندامت کے غافل تھے اور اپنے تن بدن کا ہوش نہ رکھتے تھے اس فرصت میں ابلیس نے

وقت کو غنیمت سمجھا کر ان بچوں پر اپنا دست عطا دیا پھر دیا جسپر اُسکا ہاتھ پہنچا بے منفعت و ہم  
 ہو گیا اور جسپر اُسکا ہاتھ نہیں پہنچا اُسکی منفعت برقرار ہو حضرت ابن عباس سے منقول ہے  
 کہ جب حضرت آدم بہشت کو یاد فرماتے تو بیوش ہو جاتے اور گرہڑتے تھے اور یہ حضرت  
 جب زمین پر تشریف لائے تو اول فواکہ دنیا سے بھی تناول فرمائے کہ اس سبب سے رفع  
 حاجت ضروری کی حاجت ہوئی چونکہ بہشت میں اسطرح کا معاملہ پیش نہ آیا تھا نہایت پریشان  
 ہوسے پیش و پس میں ویسا روڑتے پھرتے اور قضاے حاجت کی وضع نہ جانتے تھے دفعۃً  
 حضرت جبرئیل امین تشریف لائے اور وضع قضاے حاجت تعلیم کر گئے جب بوسے بدنے شامہ کو  
 پریشان کیا تو شش روز برابر اسی نعم میں روتے رہے حقیقۃً الامر یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت  
 و ما فیہ اسکے واسطے نہ روتے تھے بلکہ خداوند بہشت کے فراق و ہجرت پر رونا پینا تھا سے  
 ہوا سے یار و دیار چو بگذر و بخیال ہوشو و منازل از آب دیدہ مالامال ہوا و ہماک نے ابن عباس  
 رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم کو فکر توبہ میں دو سو برس روتے گذرے تو  
 ایک دن اپنا ہاتھ ماتھے پر رکھے سر زانو بیٹھے روتے تھے دفعۃً حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف  
 لائے اور حضرت آدم کے رونے سے متاثر ہوئے یہاں تک کہ انکو بھی رونا آیا تب پوچھا ای آدم  
 استدر رونا پینا کس واسطے ہے فرمایا اے جبرئیل کس طرح نہ روؤن خداوند تعالیٰ شانہ نے شامہ معصیت  
 مرتبہ اعلیٰ کہ قیام آسمان و بہشت تھلے لیا اور تحت الثریٰ میں ڈال دیا اور در مقام سے دارالام  
 بھیج دیا اور خانہ نعمت سے کلبہ رنج و کلفت میں پہنچایا اور مقام بقا سے محل فناء میں گرایا ہے اے جبرئیل  
 اگر شدائد اس مصائب کے شمار کروں تو کرنیں سکتا تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت  
 عزت جل جلالہ میں عرض کیا ارشاد ہوا کہ آدم صغی کے پاس جا اور کہہ کہ اے آدم میری نعمتون کی  
 یاد کر کہ اول میں نے تجکو اپنے ہاتھ سے بنایا اور تیرے قالب خاکی میں اپنی روح پھونکی پھر  
 فرشتوں کو جو میرے خاص بندے ہیں تیرے سجدے کو حکم دیا اور تو نے ان نعمتون کی قدر  
 بخانی اور میرے حکم سے نافرمان ہو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار بیشک  
 مجھ سے قصور ہوا لیکن اسپر مجکو نہایت ندامت و شرمندگی ہے اور تیری رحمت غضب پر  
 سبقت رکھتی ہے حکم پہنچا کہ فی الحقیقت میری رحمت غضب پر سبقت رکھتی ہے اور اسی سبب  
 جب میں نے تیری آواز تضرع و زاری کی حقیقی سنی تو مجکو رحم آیا اور تیری تقصیر میں نے معاف  
 فرمائی اب یہ کلمات زبان پر لا لاکہ الا انت سبحانک و بھدک رب علمت سوراً و ظلمت لظنی

قتب علی انک انت التواب الرحیم اور طبرانی نے مجمع معیر میں اور حاکم و ابو نعیم و بیہقی نے حضرت  
 عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ جب حضرت آدم ترکب گناہ ہو کر معاتب ہوے  
 تو قبول ہوئے تو بہ میں پریشان تھے انکو یاد آیا کہ مجاہد حق تعالیٰ نے جب پیدا کیا تھا اور روح  
 اپنی مجسمین پھونکی تھی تب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تھا تو غرش پر لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ  
 اس سے میں نے جانا کہ کسی کی قدر برابر اسکے نہیں کیونکہ اللہ صاحب نے اپنے نام کے ساتھ انکے  
 نام کو ملا یا ہے اب تدبیر یہ ہے کہ بحق اس شخص کے سوال مغفرت کروں سو یہ دعا کی اللہم انی اسالک  
 بحق محمد الا غفرت لی حق تعالیٰ نے بخش دیا اور وحی بھیجی کہ محمد صلعم کو تو نے کہاں سے جانا آدم نے  
 تمام ماجرا بیان کیا حکم ہوا کہ اے آدم یہ محمد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تیری ذریت میں ہے اگر  
 اسکی پیدا ایش منظور ہوتی تو میں تجکو پیدا کرتا اور مشار و غیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ دعائیں  
 بحق فلان کننا کردہ ہے اسلیئے کہ کیسکو خدا پر حق نہیں ہوتا پھر حضرت آدم علیہ السلام نے کس طرح  
 ایسی دعا کی اور جواب اسکا حسب قرار داد علماء نظر ہر کے یہ ہے کہ معتزلہ افعال عباد مخلوق عباد  
 جانتے ہیں اور جزا اسکی حق حقیقی بوجہتے ہیں و اہل سنت و جماعت افعال عباد کو مخلوق خدا  
 سمجھتے ہیں اور جزا کو حق جعلی و وعدی جانتے ہیں اسلیئے کہ حق حقیقی کوئی خدا پر ثابت نہیں ہے چنانچہ  
 حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص ایمان اللہ و رسول کا لاوے اور نماز و روزہ ادا کرے اسکا حق  
 اللہ پر یہ ہے کہ جنت میں داخل کرے پس لفظ حق جو روایت تو بہ حضرت آدم میں واقع ہے محمول  
 اسی حق جعلی و تفضلی پر ہے اور ممنوع فقہ حق حقیقی ہے لیکن مذہب معتزلہ زمانہ سابق میں نہایت  
 راجح تھا اور استعمال اس لفظ کا موہم انکے مذہب کا ہوتا تھا اسواسطے فقہانے مطلقاً استعمال  
 اس لفظ کا منع کیا تاکہ اس مذہب پر کبھی خیال نہ جائے اور اہل تحقیق یہ کہتے ہیں کہ کاملین بنی آدم کا  
 باعتبار صورت کمالیہ اسما سے الہی سے ایک نام ہوتا ہے کہ تربیت اسکی اسی نام سے ہوتی ہے پس  
 سوال کہنا بحق کامل گویا اشارہ اُس اسم الہی کا ہے اگر کوئی شخص وقت استعمال اس لفظ کے  
 مستغذگوارا وہ کہے قطعاً معاتب نہیں ہے کہنا حقیقہ استاذ الاستاذ فی تفسیر العریزی اور طبرانی  
 معجم اوسط میں حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 فرماتے تھے کہ جب قبول ہوے تو بہ حضرت آدم علیہ السلام کا وقت آیا تو حضرت آدم نے مقابلہ کہہ  
 کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور بالہام الہی یہ دعا زبان پر جاری ہوئی اللہم انک تعلم سترتی  
 و علانیتی فاقبل معذرتی و تعلم حاجتی فاعطنی سؤلی و تعلم مانی نفسی فاعف عنی ذنبی اللہم انی اسالک

نہ زین

ایمانیہا بشر قلبی و یقینا صادقاً حتی اعلم انہ لایصیبنی الا ما کتبت و رضامن المعیشۃ بما قسمت لی تب  
 اللہ نے وحی بھیجی کہ تو بہ تیری قبول ہوئی اور دعا مستجاب اور جو شخص تیری ذریت سے اس  
 دعا کو پڑھے گا دعا اسکا حاصل ہوگا رواہ الارزقی فی تاریخ مکہ والبیہقی فی کتاب الدعوات عن  
 بریدۃ الاسلمی علیہ السلام کہ تو بہ حضرت آدم علیہ السلام کی تین باتوں سے قبول ہوئی چاہے  
 وہ دعا سو جیسا کہ یہ مرتبہ تھا کہ تین سو برس حضرت آدم نے جانب آسمان اترے شرم نہیں دیکھا  
 اور بکا وزاری ایسا کہ اگر تمام اہل دنیا کاروانا جمع کر کے ایک پائے میزان میں رکھیں اور دوسرے میں  
 گریہ آدم تو گریہ انجناب غالب آویگا اور جو بکے اہل دنیا اور بکے اوڈگریہ و نوحہ نوح سے مقابلہ  
 کریں تو نوح علیہ السلام کا نوحہ وزاری زیادہ ہوگا اور جو ان تینوں کو ملا کر گریہ آدم علیہ السلام سے  
 وزن کریں تو گریہ آدم زیادہ ہو رواہ البیہقی فی شعب الایمان اور دعا کا حال بیان کیا گیا ہے فائدہ  
 حقیقت تو بہ تین چیزوں سے مرکب ہے علم و حال و عمل پس علم یہ ہے کہ گناہ کی مضرت دریافت کر کے  
 جلنے کہ یہ رحمت حق کا جواب ہے اور جب یہ حال دل میں قائم ہوتا ہے تو فوت محبوب میں ایک  
 نوع کی بیقراری ہوتی ہے کہ اسی اضطراب و بیقراری کا کلام ندامت ہے اور اس حال میں تین طرح کے  
 تعلق ہوتے ہیں ایک تعلق زمانہ گذشتہ سے یعنی تلافی مافات جس طرح کفارہ دینا اور قضا کرنا فرض  
 و واجب کا بشرطیکہ لائق کفارہ و قضا ہوں دوسرا تعلق زمانہ حال سے یعنی فوراً اس فصل  
 ممنوع کو ترک کر دینا تیسرا تعلق زمانہ استقبال سے یعنی تصیم عزم اس بات پر کہ اب ہرگز  
 ایسا کام نہ کریں گے اور یہ سب امور بلا توفیق حضرت تو اب رحیم حاصل نہیں ہوتے اور حضرت  
 ذوالنون مصری سے کسی نے پوچھا کہ حقیقت تو بہ کیا ہے فرمایا تو بہ چھ چیزوں سے مرکب ہے اول  
 ندامت گناہ گذشتہ پر دوم عزم مصمم ترک گناہ کا زمانہ آئندہ میں سب سے قضا و فرض و واجبات  
 چہارم ادا سے حقوق عبادت پر چہارم کھانا گوشت و خون کا جو کہ مال حرام سے پیدا ہوا ہے ششم طاعات  
 و عبادات میں مشغول رہنا جب یہ سب باتیں جمع ہوئیں تو بہ نصح ہوئی چنانچہ یہ سب امور  
 حضرت آدم میں جمع تھے اور بقول صحیح ثابت ہے کہ دو سو برس تک حضرت آدم ایسا روئے تھے  
 کہ رخسار مبارک سے ندیان جاری ہوئیں اور اشکوں سے چشمے کہ جانور پرند اس سے پانی پیتے  
 اور کہتے کیا اچھا پانی ہے ایک مرتبہ پرندوں کا کلام سن کر حضرت آدم کو گمان ہوا کہ یہ کلام از رو  
 تشبیح ہے تب آہ سرد لیکر روئے اور کہا بار خدایا میں ایسا ہو گیا کہ مرغ ہوا میرے آب دیدہ پر  
 سخن اپن کرتے ہیں کیونکہ اشک گندگار میں کیا فرزند ہوگا جسکی تعریف کرتے ہیں پس یہ کلام

تفہیم اہل و عیال ابو بکر آدم علیہ السلام

انکا نہیں ہی مگر تسخرو استہزاتب ارشاد ہوا کہ ای صنفی جانور سیج کہتے ہیں کہ در حقیقت کوئی جو ہر سو  
 آب وید سے پیدا نہیں کیا گیا اور کوئی درشتوار خوب تر آب ندامت سے نہیں بنایا گیا و نعم تیل  
 سے گوہر ہے بس گران بہا اشک است ہر سبب آبرو سے ما اشک است ہر گریہ میکن کران شریانی  
 اشک ریزی کنی گریانی ہر ابر تا گریہ در چین کند ہر غنچہ ہم خندہ ہر سمن نماند ہر میسری دعائینی  
 شفیق گردانا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ یا الہی بجز محمد علیہ السلام میری آمرزش کر  
 ابن منذر نے حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ حضرت  
 آدم علیہ السلام نے اسطرح دعا کی اللهم انی اسالک بجاہ محمد عنک و کرامتہ علیک ان تغفر لی  
 خطیئتی اسی وقت حضرت آدم و حوا کی زبان پر جاری ہوا ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا  
 و ترحمنا لنكونن من الخاسرین اور شروع دعائین اسقدر زیادہ ہے لاکہ الا اللہ و عدہ لا شریک  
 لہ الملک و لہ الحمد و ہو علی کل شیء قہیر اور بعضے اہل تحقیق کا یہ مسلک ہے کہ دعا کے کلمات کو  
 اصل پر چھوڑنا چاہیے جسطرح حضرت حق نے سر بستہ فرمایا ہے فقلنی آدم من ربہ کلمات قناب  
 علیہ انہ ہوا التواب الرحیم یعنی سیکھ لیے آدم نے بالہام اپنے رب سے کئی کلمے اور رحمت  
 حق سے رجوع لائے پس قبول ہوئی تو بہ اسواسطے کہ اللہ قبول کرنے والا ہے تو بہ اپنے بندوں کا  
 اور مہربان ہے کہ بار بار گناہ بخشتا ہے اور حسن بصری و ابو سعید خدری و مجاہد و عکرمہ رضی اللہ عنہم  
 فرماتے ہیں کہ وہ کلمات سورۃ اعراف میں ہیں یعنی ربنا ظلمنا انفسنا و عدہ لا شریک  
 لہ اول غسل کرے اور پاک کپڑے پہنے اور پٹھے جو اللہ نے فرض کیا ہے پھر اپنا منہ زمین پر رکھے  
 خلوت میں تاکہ سوائے خدا کے کوئی اور نہ دیکھے پھر ڈالے خاک اپنے سر پر اور تعمیرے منہ کو  
 خاک میں کہ منہ اور اعضا سے عزیز تر ہے اور بدل حرمین اور آواز غمگین سے رووے اور ایک گناہ  
 گناہ کو یاد کرے جسقدر ہو سکے اور اپنے نفس کو ملامت کرے اور کہے کیا نہیں شرم کرتا ہے تو  
 لازم ہے کہ توبہ کر اور رجوع ہو پھر درکار کی طرف کیا پسند کرتا ہے گرفتاری عذاب میں  
 بلاشبہ تو عاجز ہے اللہ کے غصہ و غضب سے نہ سہاڑ سکیگا اسکے عذاب کو پھر اٹھا دے  
 اپنے ہاتھ اللہ کی طرف اور کہے الہی عبدک الاتی رجی الی باک عبدک العاصی رجی الی الہم  
 عبدک الذنب انماک بالعدر فاعف عنی بچو دک و تقبلنی بفضاک و انظر الی برحمتک اللهم مغفرنی  
 ما سلف من الذنوب و اعصمنی فیما بقی من الاجل فان الخیر کلمہ سیدک و انت بناؤف رحیم کذا  
 ذکرہ الغزالی فی المناجیح اور مرقاۃ میں ہے کہ اگر خطایا گناہ صادر ہوا اور توبہ کیا جائے تو آدم

اور پھیلاوے دو نون ہاتھ خدا کی طرف اور کہے اللھم انی اتوب الیک من الذنوب اللاریح  
ایسا ابد آپس اللہ بخشیدگا اسکو جب تک اُس کام کو نہ کرے گیاروایت کی حاکم نے اسے مطرح اور  
طبرانی نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام  
جو حضرت حق سے دور پڑے تو رفع وحشت کے واسطے خداوند قدیر نے بجائے کعبۃ شریف  
بصورت بیت المعمور ایک گھر بنانے کا حکم دیا اور ارشاد کیا کہ جب ایسا گھر مرتب ہو جائے تو  
اُسی طرف مثل ملائک نماز پڑھ اور اُسی کا طواف کر تاویج ابن عساکر واندلسی میں ہے کہ حضرت  
جبرئیل علیہ السلام مع حضرت آدم علیہ السلام مقام کعبہ پر آئے اور اپنا پر مارا کہ ایک بت متصل  
طبقة ہنتم زمین کی نکلی اُسی وقت اور ملائکہ نے بڑے بڑے پتھر کہ ایک انکا بت مثل آدمی سے  
نہ اٹھے طور سینا وزینا وجودی وجراسے لاکے اُس بنا کو چڑھایا کہ برابر زمین سے کہ ہو گئی اور  
حضرت حق نے بیت المعمور نازل فرمایا اسی جگہ سے محققین فرماتے ہیں کہ دو ہزار برس پیش  
از خلقت زمین ایک قطعہ خاک صاف شفاف مانند کف پانی پر تھا اور بتدریج بڑھتے بڑھتے  
مقدار کعبہ شریف ہوا تب فرشتوں کو ارشاد ہوا کہ اسکے گرد طواف کرو بعد اُسکے زمین کو  
اُسکے نیچے سے نکال کر بچھا یا جب حضرت ابو البشر زمین پر تشریف لائے اور مغارقت  
بہشت میں زار زار رونے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب ارحم الراحمین میں  
عرض کیا ارشاد ہوا کہ یا قوت سرخ جسکا نام صراح اور لقب بیت المعمور ہے آسمان سے  
زمین پر لیجا اور نقطہ وسط زمین میں جو مقام کعبہ ہو گا رکھ دے اور آدم سے کہو کہ اسکی  
زیارت کیا کرے اور دعا کرے کہ اُسکی توبہ قبول ہو روح القدس نے بیت المعمور مقام  
سعین میں رکھا اور رکن حجر کو کہ ایک یا قوت سرخ تھا روضہ جنت سے لاکر جس موضع پر  
حکم ہوا وہاں قائم کیا اور تین قبیلین طلائئ لکھائیں اور دو دروازے زمرد کے ایک  
جانب شرق دوسرا جانب غرب قائم کیے اور اس گھر کی یہ کیفیت تھی کہ نہایت صاف  
وشفاف اندرون و بیرون بے حجاب نظر آتا تھا اور ایک خیمہ زبرجد کا جسکی طنائین پر شمشیر  
تعمین اسپر تاتھا بعد اس ترتیب کے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حکم رب جلیل حضرت  
آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ حج کے واسطے چلو کہ حضرت فی الفور روانہ ہوے اور ایک فرشتہ  
راہ بتانے کو ہمراہ ہوا جس جگہ آپ کا قدم مبارک پڑا وہ مقام سرسبز و شاداب ہو گیا  
القرض کعبہ کے مقام پر پہنچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مناسک حج اور آداب عمرہ

بیت المعمور

تسلیم فرمائے اور حضرت آدم علیہ السلام نے مطابق اُسکے ادا کیے تب فرشتوں نے  
 ہستی قبول کر کے کہا کہ اسی آدم علیہ السلام حج آپ کا قبول ہوا اور ہم اس موضع کا طوفان  
 دو ہزار برس پہلے سے کرتے ہیں حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام چالیس  
 یا پینتالیس مرتبہ پاپیادہ ہندوستان سے حج کے واسطے تشریف لے گئے ہیں اور ہند سے  
 گئے تک جس مقام پر قدم مبارک پڑا وہ مقام سرسبز و آباد ہے روایت ہے کہ حضرت آدم کے  
 بین الخطوتین یعنی ایک قدم سے دوسرے قدم تک تین شبانہ روز کی راہ تھی اور ایک  
 روایت میں ہے کہ پچاس فرسنگ باہتمام حضرت آدم علیہ السلام نے حج سے فراغت  
 حاصل کی تو ہاشم بن عوف القدس کو عرفات پر تشریف لائے اتفاقاً حضرت حوام لبشر  
 جدہ سے آپ کی ملاش میں آتی تھیں کہ ملاقات فرمائے میں ہو گئی کہ دونوں سے دلہذا  
 وہ مکان سزا مند و ہو کہ مشتق از زلات یعنی اقران ہے اور جب باہم معرفت ہوئی اس  
 سبب سے وہ مقام عرفات ہوا اور وہ دن عرفہ روایت ہے کہ تئو برس کے بعد یہ ملاقات  
 ہوئی ہے پھر فرشتوں نے حضرت سے کہا کہ اب تمہاری آرزو کیا ہے کہا تو بے و مغفرت اسی  
 مقام سے وہ مقام منیٰ کہسلا یا فائدہ بیت المعمور حضرت آدم علیہ السلام کی زندگی تک  
 اس عالم میں رہا ہے پھر اٹھا لیا گیا تفسیر مدارک میں ہے کہ تیسرے یا چوتھے یا ساتویں  
 آسمان پر ہنابلکہعبہ رکھا ہے اور ہر روز شہزاد فرشتے اُسکا طوفان کرتے ہیں اور مشہور  
 بین المؤمنین یہ ہے کہ تا زمان طوفان بیت المعمور موجود تھا اور اُسکی زیارت ہوتی تھی وقت  
 طوفان فرشتوں نے اٹھا لیا تاکہ آب عذاب سے محفوظ رہے اور حجر اسود کو حضرت جبریل نے  
 جبل بوقیس میں چھپا دیا اور ایک پہاڑ فلسطین سے لاکے اُس مقام پر رکھا لہذا فی الزاہدی  
 والمدارک فائدہ نصیب وہ بن عساکر حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ جب  
 بظہور نزلت حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو جسم آپ کا سیاہ ہو گیا تھا قبول  
 توبہ کے وقت ارشاد ہوا کہ تیرھویں چودھویں پندرھویں روزہ رکھ تاکہ رنگ بدن بحالت صلیبہ  
 آوے چنانچہ ایک روز سے میں ایک حصہ بدلا دوسرے میں دو تیسرے میں گل بدن بحالت  
 اصلیہ آگیا پھر یہ روزے حضرت نوح یا حضرت موسیٰ علیہما السلام تک انکی اولاد پر فرض رہے  
 انھیں کو ایام بیض بولتے ہیں استحباب انکا ہماری شریعت میں باقی ہے عرائس ثعلبی میں ہے کہ  
 پہلے ایک جسم روشن و سفید و مضبوط تھا مانند ناخن کہ اُسکا نمونہ انگلیوں میں موجود ہے

ذات آدم  
 علیہ السلام

بیت

بعد صد و زشت سست و تاریک ہو گیا اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حلقہ بہشتی ہے حضرت آدم علیہ السلام پہننے تھے وہ بھی ان ناخنوں کی شکل تھے کہ اب تک انھیوں کے سر پر جو ہن اور انگوٹھیں حلون کی یادگاری کے لئے رکھا ہے کہ انکو حضرت آدم علیہ السلام دیکھا کرتے تھے کہ زانی المہارک معلوم ہوتا ہے کہ اسی سبب سے جب کوئی آدمی کسی خوشی سے ہنستا ہے اور نظر ناخنوں پر پڑتی ہے تو ہنسی جاتی رہتی ہے القصد بعد قبول تو بہ حضرت آدم علیہ السلام نے جناب الہی میں اتنا س کیا کہ یا الہی ابلیس سے مجھ سے عداوت قاطبہ ہوئی ہے اگر میری اور میری اولاد کی اعانت و نصرت خیب سے نہ دو گی تو میں اس سے طاقت مقابلہ میں رکھنا فرمایا تیری اولاد کے ساتھ ایک ایک فرشتہ مقرر کر دگا کہ وہ دوسرے شیطان سے باز رکھیں حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اس سے بھی زیادہ چاہتا ہوں کہ اگر جہاں سے عمل بد ایک دو لگا اور جہاں سے نیکی و حق حضرت آدم علیہ السلام نے کہا الہی اس سے بھی زیادہ اعانت درکار ہے ارشاد ہوا کہ درتو بہ و استغفار و توبہ رکھو گا آیت کہ روح باقی رہے یہ سکر حضرت نے عرض کیا الہی یہ کافی دوس ہے سبب حضرت آدم علیہ السلام نے فراغت حاصل کی تو ابلیس نے کمال ناری و بقراری سے عرض کیا کہ یا رب تیرا بندہ آدم میرا دشمن ہے اسپر اور اسکی اولاد پر تو نے اسطرح کی عنایات و افضال فرمائی پھر تجھ اسکے اغوا کی قدرت کسطرح ہوگی میری بھی اعانت ضرور ہے ارشاد ہوا کہ اولاد آدم کے ساتھ ایک ایک تیری اولاد بھی پیدا کر دگا کہ مدت العمر اسکے اغوا پر سرگرم رہے ابلیس نے کہا اس سے زیادہ مدد درکار ہے فرمایا کہ تجھ کو اور تیری ذریت کو یہ قدرت و طاقت بخشو گا کہ رگ و پوست بنی آدم میں مثل خون و رآوین اور انکے قلوب پر اپنا آشیانہ بنا دین ابلیس بولا کہ اس سے بھی زیادہ اعانت چاہتا ہوں حکم ہوا کہ تجھ کو اجازت ہے کہ تو باخیل و حشم بنی آدم پر ہر طرف سے ہجوم کر اور تمام مال و اولاد میں انکا شریک رہ کہ ذکر ابن ابی الدنیانی مکائد الشیطان اور اسی طرف اشارہ ہے سورہ بنی اسرائیل میں قال اندک

واستغفر من سخطت منہم بصوتک واجلب علیہم بخیلک ورجلک وشارکهم فی الاموال والاولاد وعدہم وایعدہم الشیطان الا عذرا یعنی اور گھبرائے انہیں جسکو گھبرائے اپنی آواز سے اور پکار لائے اپنے سوار اور پیادے اور سا جھا کر انے مال اور اولاد میں اور وعدے دے انکو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا انکو شیطان مگر دغا بازی سو دیکھو مال میں شرکت یہ ہے کہ بتوں کی نیانہ اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلا نے کا بخشا اور

درتو بہ حضرت آدم علیہ السلام

درتو بہ حضرت آدم علیہ السلام

دوسرے کو فلا نے نے بخشا اور محققین مفسرین کہتے ہیں کہ جب توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبول ہوئی تو ارشاد ہوا کہ فاما یا نیکم منی بدی فمن تبع ہدای فلان خودن علیہم ولا ہم یخزنون یعنی اگر آدے تکو میری ہدایت پس جو کہ پیروی کرے میری ہدایت کی پس کچھ ڈر نہیں، جو اسپر اور نہ غم یہ سنکر ابلیس نے کہا یا اتنی تو نے آدم کی اولاد کو کتاب و رسول و علم و جاے بود و باش و طعام و شراب و آواز خوش و غیرہ عطا کی مجکو بھی عنایت ہو ارشاد ہوا کہ تیری کتاب و شمشیر یعنی گو دنا کہ بدن میں سوئی سے نیلگون کرتے ہیں اور قرآن تیرا شعر اور رسول تیرے کاہن و برہمن اور علم تیرا سحر اور طعام تیرا مدار اور جس جانور پر وقت ذبح میسر نام نہ لیا جائے اور شراب تیری شنی مسکر مثل خمر و تاڑی و بنگ و بوزہ و چرس و گانجہ اور مسکن و ماو تیرا حام اور کلام تیرا جھوٹا اور جھوٹے قصے اور کہانیاں اور مؤذن تیرے عزامیر و بربط اور مسجد تیری بازار اور آواز تیری جس اور سنگیہ اور دام شکار تیرا یعنی آدم کی عورتیں ابلیس نے کہا اسقدر مجکو کافی وہیں ہی اور امام احمد و بیہقی نے سلمان فارسی سے دہن عساکر نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ پس از قبول توبہ وحی ہوئی کہ پارباتین تجکو اور تیری اولاد کو یاد رکھنا واجب ہیں اول حق میرا جو تجھ پر واجب و فرض ہو دوسرے تیرے حقوق جو تجھ پر ہوں تیسرے وہ معاملہ جو درمیان میرے و تیرے ہی چوتھے معاملہ جو تیرے و خالق کے درمیان ہے پس اول سخن یہ ہے کہ تو میری عبادت میں کسی کو میرا شریک نہ کر اور دوسرا یہ کہ میں تیرے اعمال کی جزا تجھے دوں تیسرا یہ کہ تو میرا حکم جیسا چاہیے بجالا اور میں جہاں علی بے کم و کاست عطا کروں کہ ظلم و نقصان اُس میں نہ ہو چوتھا یہ کہ ایشہ بر خود نہ پسندی پر دیگران پسند اور جس طرح کوئی تجھ سے کرے تو بھی اُس سے ویسا ہی کر یعنی اگر انسان کرے تو انسان کر بالہملہ بعد مقبول التوبہ ہونے کے حضرت آدم علیہ السلام مع حوا ام البشر سرانندیپ میں تشریف لائے اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آواز کی کہ ای چوٹا سوا کن ارض تمھارے رب نے اپنا خلیفہ بھیجا ہے سو اُسکی اطاعت و فرمان برداری کرو چنانچہ اس آواز سے اول جانوران بحری نے اپنا سر اٹھایا اور اطاعت قبول کی پھر جانور صحرائی حاضر ہوئے اور حضرت آدم صغی کے گرد کھڑے ہوئے تو حضرت نے ایک ایک کو اپنے پاس بلایا اور سر و پشت پر دست مبارک پھیرا الغرض جس جانور پر دست شریف پہنچا وہ جانور اہلی ہوا کہ معاش اُسکی آدمیوں میں ہے جس طرح گھوڑا اونٹ گائے بکری

تشریح  
توبہ  
قبول

کتابی اور جو حضرت کے پاس نہیں آیا اور اُسپر دست مبارک نہیں پونچا وہ وحشی ہو کہ بنی آدم سے بھاگتا اور نفرت کرتا ہو مانند نیل گاؤں و خسہ گوش و ہرن و بھیریا و شیر و چیتا و گینڈا وغیرہ بعد ازاں حضرت آدم نے زراعت شروع کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام حراس تھے یعنی زراعت میں مشغول رہتے تھے اسبطر ح اکثر انبیا اہل حرفہ ہوئے ہیں چنانچہ حضرت اور یس خیا علی کرتے تھے اور حضرت ہود و صالح علیہما السلام تجارت کرتے تھے اور حضرت ابراہیم و لوط علیہما السلام زراعت کرتے تھے اور حضرت شعیب صاحب سویشی تھے کہ اسی کے دودھ وہی پشم و صوف سے اوقات بسری فرماتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مشبانی بکریوں کی کرتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام غواص تھے یعنی درختوں کے پتون سے زنبیل و بوریا و بادکش بنا کر بیچتے تھے باوجودیکہ تمام روئے زمین کے مالک تھے مگر بلا کسب نہیں کھاتے تھے اور ہر مینے میں نور و زر و زہر رکھتے تھے تین دن شروع میں اور تین روز وسط میں اور تین روزے آخر میں اور باوصف اس زہر و ریاضت کے طاقت بشری ایسی تھی کہ سات سو کنیز اور تین سو منگوحہ سے ہم بستری رہتے تھے اور حضرت خاتم انبیا سرور اصفیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرفت جو اذھی اور المدبل جلالہ رزق آپ کا سایہ نیزہ کے تلے رکھا تھا اور سند فردوس میں حضرت انس سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اول جامہ بانی حضرت آدم علیہ السلام سے جاری ہوئی اور اہل تاریخ کیفیت وقوع اسکی یون لکھی ہے کہ اللہ صاحب نے ایک دُنہ جنت سے بھیجا اور ارشاد کیا کہ اسکو ذبح کر و سو حضرت آدم علیہ السلام نے اسکو ذبح کیا اور اسکی پشم کو یکا حضرت حوا نے کاٹا اور حضرت آدم علیہ السلام نے بنا پھر اپنے واسطے ایک پیرا بن اور حوا کے واسطے اور پھر تیار کی اور دونوں اور ہر جمع ہوئے اسی دن سے جمعہ نام ہوا اور بعضے لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت جبرئیل امین تشریف لائے اور حضرت آدم علیہ السلام سے حال پوچھا آپ نے جبرئیل حکایت نہ براہ شکایت اپنی عریانی کا حال ظاہر کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حق تعالیٰ عرض کیا تب اُنکے واسطے دو جوڑے بھینس کے اور دو بکری کے اور دو گائے کے بہشت آئے اور اُنسے بچے ہوئے پھر اُنکے ذبح کا حکم ہوا تب حضرت آدم علیہ السلام نے ایک کو ذبح کیا اور اسکی پشم سے سوت کتوایا ہر تقدیر پینا لباس کا بعد ملاقات حضرت حوا کے

اور زینب علیہا السلام  
کی پشم سے پیرا بن

اور زینب علیہا السلام  
کی پشم سے پیرا بن

تفہیم

روایات

حضرت آدم علیہ السلام

تفہیم

روایات

تفہیم

معلوم ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ پشم لیکر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت آدم کو پونچھایا ہو اور ابو اسحاق نے فتادی سے نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے تمام عمر آب باران پیا زمین کا پانی نہیں پیا اور ابن ابی شیبہ نے کعب اجبار سے روایت کی ہے کہ اشرفی و روپیہ کا رواج اول حضرت آدم علیہ السلام نے دیا ہے اور کعب اجبار سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جبل ہنہ سے چالیس مرتبہ پیادہ پانچ حج کے واسطے تشریف فرماے مکہ معظمہ ہوئے ہیں اور تاریخ طبری میں ہے کہ ہر سال حج کے واسطے جاتے تھے اور پھر جبل ہند پر تشریف لائے تھے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سرانڈیپ میں گھر بنایا تھا اور توطن اختیار کیا تھا فائدہ کنیت حضرت آدم علیہ السلام کی آسمان و جنت میں ابو محمد ہے اور زمین پر ابو البشر اور شریعت آپ کی خدا پرستی و صوم و صلوٰۃ و قربان و حرمت و خمر و خنزیر پر مشتمل تھی اکیس یا پچاس صحیفے ان پر نازل ہوئے تھے اور بلہ صحائف حکمت طبعہ اور معرفت منافع و مضار اور یہ اور کیفیت تفسیر جنہ اور علم حساب اور ہند سے پرستشمن تھے اور منجھارہ سجزات کے ایک یہ مجزہ تھا کہ تھوڑے پانی ٹھکتا تھا دوسرا یہ کہ سنگ ریزے آپ کی نبوت پر گواہی دیتے تھے اور وحوش و طیور و درندے آپ کے طبع و فرمانبردار تھے کہ انکو اپنی اولاد کی ایادہی سے منع فرماتے تھے اور جنگل اُنکے چلنے میں کم ہو جاتے تھے اور فن ہندسہ اور علم طب و موسیقی انہیں کے زمانے میں ظاہر ہوئے اور ایک معجزہ یہ تھا کہ جب گیمون زمین میں بڑھتے اسی وقت درخت ہوجاتا اور خوشہ لاتا کہ حضرت آدم علیہ السلام اُسکو اپنے ہاتھ سے توڑ کر دیگ میں ڈالتے اور اپنے ہاتھ اُسکے منہ پر رکھ دیتے تو وہ بقدرت اسی بلا آتش و آب پک جاتا کہ حضرت آدم علیہ السلام اُسکو نکال کر کھاتے اور اپنے لاکون کو کھلاتے کہ وہ فی عجائب المخلوقات اجبار الدول میں ہے کہ درخت اور پتھر حضرت آدم علیہ السلام کے ہمراہ چلتے تھے اور آگ ہاتھ میں لیتے تھے مگر ہاتھ نہ جلتا تھا تنبیہ اس قصے میں چند نکات ضروری البیان ہیں اول یہ کہ اللہ جل جلالہ نے سکونت بہشت کو بالاصالہ حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں فرمایا اور حوا کو تابع اُنکے کیا چنانچہ ارشاد ہوا اسکن انت و زوجک البختہ اور میوہ کھانے میں دونوں کو بالاصالہ مسکرم دیا کہ و کلامنا رغدا حیث شئتما اور منہ قربت شجرہ میں دونوں کو شکر یک فرمایا کہ ولاتقربا ہذہ الشجرۃ فتکونن انطا لہین اس میں یہ نکتہ ہے کہ تعین مکان سکونت

مرد کے اختیار میں ہوتا ہے عورت کو کچھ اس میں دخل نہیں جان چاہے وہ ان لیجائے اور  
کھانے پینے اور پرہیز کرنے میں دونوں برابر ہیں کوئی تابع دوسرے کا نہیں ہوتا ہے  
دوسرے یہ کہ توبہ کرنے میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ہے کہ فتاب علیہ انہ ہوا الثواب  
الرحیم اور حضرت عوا کا کہین ذکر نہیں اس میں یہ نکتہ ہے کہ عوا کی توبہ آدم علیہ السلام کی  
توبہ میں مشدج تھی اس واسطے کہ عورتیں اکثر اور میں تابع مردوں کی ہوتی ہیں اور یہ بھی ہے  
کہ حال عورتوں کا مقتضی ہے کہ شیدائی کا پس سکوت اسکے ذکر سے اولیٰ ہی بلکہ اسی سبب سے  
اکثر جبکہ قرآن اور حدیث میں ذکر عورتوں کا مستور یعنی پوشیدہ ہے تیسرے یہ ہے کہ لا تقربوا  
نہی ہے اور نہی دو طریق سے وارد ہوتی ہے اول بطریق تحریم شرعی کہ اسکے ارتکاب میں  
مضرت پیشی ہوتی ہے دوسرے ارشاد ہی کہ پرہیز اور احتیاط مضرات دنیوی پر شرع ہوتی ہے  
سو پہلے طریق میں خلاف ہو کر ناموجوب گناہ ہوتا ہے اور مرتکب اسکا محتاج توبہ اور استغفار  
ہوتا ہے اور دوسرے میں کچھ لازم نہیں آتا ہے بلکہ ترک اولیٰ اور خلاف مصلحت لازم آتا ہے  
سو یہ نہی کس قبیل سے تھی آیا قسم اول سے یا قسم ثانی سے بعض کہتے ہیں کہ دوسری  
قسم سے تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ پہلی قسم سے تھی کیونکہ لا تقربوا نزدیک ہونے سے منع کرتا ہے  
چہ جائے اکل اور استسداد کیسے پرہیز اور احتیاط میں نہیں ہوتی ہے و لاسذاس  
صیغہ کو مجربات شدیدہ میں استعمال کرتے ہیں جس طرح لا تقربوا الزنا ولا تقربوا  
مال الیتیم اور لفظ نکتہ کو نامن الظالمین بھی مؤید اس قول کی ہے علیٰ ہذا احسب ان  
بہشت اور گریہ اور زاری حضرت آدم علیہ السلام کا خوف سے اور تلقین توبہ اور لفظ  
فتاب علیہ اسپر دیسل قوی چوتھے یہ کہ جب کھانا درخت ممنوع کا موافق قول ارجح کے  
معصیت ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام سے وقوع معصیت لازم آیا اور یہ برخلاف  
عصمت ہے اس واسطے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ معصیت قبل از نبوت صادر ہوئی ہے  
اس واسطے کہ بعد نزول زمین کے حضرت آدم کو مرتبہ نبوت حاصل ہوا ہے لیکن یہ جواب قوی نہیں ہے  
اس واسطے کہ حضرت آدم کو مرتبہ نبوت بجز و پیدائش کے حاصل تھا باین دلیل کہ تعلیم اشیاء بلا واسطہ ہوئی  
اور فرشتوں کو سجدے کا حکم ہوا اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے ابوداؤد سے روایت کی ہے کہ حضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسکن انت و زوجک  
الجنة فرمایا تھا تب حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے و لکن اکثر محققین کہتے ہیں

تیسرے یہ ہے

تیسرے یہ ہے

تیسرے یہ ہے

کہ ارتکاب اس معصیت کا حضرت آدم علیہ السلام سے بطریق زلت واقع ہوا ہے اور زلت کے  
یہ معنی ہیں کہ ایک شخص امر مباح یا طاعت کا قصد کرے اور بسبب غفلت اور بے احتیاطی کے  
خلافت شرع اس سے ظاہر ہو جائے پس صورت اس عمل کی صورت معصیت ہی اور معنی  
اس کے معنی طاعت یا مباح کے ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام کو بسبب قسم کھانے ابلیس کے  
ایسا معلوم ہوا کہ جمع کو اس درخت کے کھانے سے واسطے خلافت زمین کے منہج کیا ہے اور  
بر تقدیر کھانے کے اور ہی مرتبہ بالاتر اس سے حاصل ہوگا اس سبب سے اقدام کیا جب  
ہاں اس اور زیور ہشتی اُن سے اتر گیا تب واقع ہوئے کہ یہ فہم میرا خطا تھا اس واسطے توبہ و  
استغفار میں کوشش کرنے لگے اور یہ بھی شان کا ملین کی ہے کہ تھوڑے گناہ کو بہت بڑا  
جانتے ہیں اور ترک اولی یا بے احتیاطی کو خطا سمجھ کر جزع و فزع کرتے ہیں پانچویں یہ ہے کہ  
سورہ اعراف میں مذکور ہے کہ شیطان کو بجز ذنکار سجدے کے بہشت سے نکال دیا تھا  
اور حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت میں داخل کیا پس کس طرح شیطان بہشت میں پہنچا  
کہ اُس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سوسے میں ڈالا اور درخت ممنوع کے کھانے میں لیر  
کر دیا جو اب اس کا اس قصے میں ہو چکا ہے کہ بوساطت مار و طاؤس کے یہ لعین دمان پہنچا  
لیکن اہل اسرار اور تحقیق یوں فرماتے ہیں کہ شیطان کمال کوشش اور سعی کرتا ہے  
کہ آدمی کو نیکی سے دور رکھے اور ضلالت میں ڈالے مگر اُس کو یہ مطلب حاصل نہیں  
ہوتا ہے جب تک کہ قوت شہویہ اور غضبیہ اپنے اختیار میں نہ کرے اور یہ دونوں قوتیں  
نفس آدمی پر غالب ہیں طاؤس مظهر ہی قوت شہویہ کا اور سانپ مخزن ہی قوت غضبیہ کا  
جیسا کہ شیطان سبب ہی قوت و ہمیبہ کا اور ازبیں کہ تسلط شہوات بیشتر خارج بدن سے ہے  
اور تسلط غضب داخل بدن سے پس صورت و سوسہ شیطان نے اس طرح ظہور پکڑا کہ طاؤس  
ہاہر سے بھیجا اور سانپ کو دیوار بہشت پر لے آئے گا وسیلہ گردانا تاکہ اشارہ ہو کہ قوت غضبیہ  
افق روحانی اور جیز قلبی سے اقرب ہے نہ بسبب قوت شہویہ کے چنانچہ حکیم سنائی اشارہ  
کرتے ہیں سہ خشم و شہوت مار و طاؤس اندر ترکیب توبہ دیوار این پامیر و نفس را  
لین دستیارہ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب رب العزت میں درخواست  
کی کہ بارخدا یا مجھ سے اور آدم سے ملاقات کرادے تو میں اُن سے پوچھوں کہ ہم کو اور

عقبت

تفہیم اول در احوال  
ابوالبشر آدم علیہ السلام

آپ کو کس واسطے بہشت سے نکال کر دار بلایمین ڈالا جو حق تعالیٰ نے ملاقات کرادی تب  
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطریق اعتراض کہا کہ تم وہی آدم ہو کہ اللہ نے تمہیں ریح خاص اپنی چھوٹی  
اور ہر چیز کے نام تکو بتلا کے اور فرشتوں کو تمہارے بندے کا حکم دیا اور بہشت میں تم کو  
رکھا حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ بان میں وہی آدم ہوں تب حضرت موسیٰ نے کہا  
کہ تکو کیا سبب ایسا واقع ہوا کہ آپ کو اور جکو بہشت سے نکال کر زمین پر ڈال دیا حضرت  
آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کون ہو جو اب دیا کہ میں موسیٰ ہوں حضرت آدم علیہ السلام نے  
فرمایا کہ تو وہی موسیٰ ہو کہ اللہ نے تجھ سے کلام کیا اور تجھ کو رسول بنایا اور مرتبہ مناجات میں  
ممتاز کیا اور تورات عطا کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا بان میں وہی موسیٰ ہوں  
حضرت آدم علیہ السلام نے کہا سچ کہ تورات میری خلقت سے کتنی مدت پہلے لکھی گئی تھی  
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا دو ہزار سال پیشتر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا  
توریت میں موجود ہے و عصبی آدم رہے فدوسی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا بان موجود تھا  
تب حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر جگو کیوں ملامت کرتے ہو اس امر پر جو قبل میری  
خلقت سے دو ہزار برس پیشتر لکھا گیا اس مقام پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام غالب آئے موسیٰ علیہ السلام پر اور حضرت موسیٰ  
علیہ السلام ساکت ہوئے یہ بعینہ ترجمہ صحیح بخاری کی حدیث کا ہی تنبیہ قصہ حضرت موسیٰ  
و آدم علیہما السلام میں عوام الناس کو ایک بڑا شبہ ہوتا ہے کہ اگر اس قسم کی گفتگو  
صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ ہر ایک بدکار ناصح کو ساکت کر دے اور باب امر بالمعروف و نہی  
عن المنکر مطلقاً مسدود ہو جائے کس لیے کہ جو امر شہ فی نیک و بد سے ہر قبل پیدا ہے  
لکھ دیا ہے اور تقدیر نیکی و بدی موجب مجبوری صدور اس فعل میں نہیں ہی بلکہ تقدیر  
تابع وقوع کی ہے جو واقع ہونا ہی مقدر کیا ہے خواہ با اختیار ہو یا بلا اختیار جواب اس  
شبہ کا یہ ہے کہ غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام گناہ  
انکار کرین انبیاء کے تخلیف کا وقت وقت انکار ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اس وقت میں  
نہ مکلف تھے نہ تکلیف گناہ اور نہ راضی بر گناہ صادر شدہ اور نہ عزم اپنا اسپر رکھتے تھے  
اور وہ انکار نہیں امور میں منحصر ہے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غرض اس سوال  
مخفی تھی کہ تم سے یہ گناہ کس طرح صادر ہوا سو حضرت آدم علیہ السلام نے اس سوال

تفسیری کو تقدیر پر چھوڑ کر وضع کیا اور یہی ہی طریقہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے گناہ شدہ سے پھر تعبیر کرنا بعضیوں نے پاسنہ بلکہ جو گناہ اس سے صادر ہو چکا ہی تقدیر پر حوالہ کرے اور ظاہر ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اوقات تکلیف میں ہیں نہ بعد از موت اور بھی سرزنش و تہمیر لائق اس گنہگار کے ہوتی ہے کہ اسے گناہ پندارست و نجات حاصل نہ کی ہو اور اگر مقدر و ریا سے پھر مرتکب اس گناہ کا ہوا و جہاں کوئی امر ایسا متحقق نہیں تو تعبیر و سرزنش اسکی خطا ہی کیونکہ جب وہ خود نادم و شرمندہ ہی تو پھر غرت دلانے سے کیا فائدہ اور سرزنش و تفضیح سے کیا نفع حضرت قدوة المحدثین عمدة المحدثین استاذ الاستاذ مولانا عبد الغزیز الدہلوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ایک عارف سے سماعت میں آیا کہ زلات انبیا علیہ السلام ہر چند کہ صورت میں ہمزگ گناہ ہوتے ہیں لیکن معنی میں بگت و اسرار پیچیدہ ہیں پس غیرت دلانا و سرزنش کرنا اسی شخص کا کام ہے جو اسرار الہی سے واقف نہیں نہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا و انہذا حضرت آدم علیہ السلام

انکے مدائح و اوصاف بیان کر کے یہ الزام دیا کہ اقلو منی علی الرقد قدر من قبل ان اخلق اور حاصل کلام حضرت آدم علیہ السلام کا یہ ہے کہ تم اس شخص کے مراتب و عرفان کے مرتبہ اقصیٰ کو پہنچا ہوا اس سے نہایت بعید ہے کہ اس زلت سر اسر حرکت کو مجھ سے نسبت کرے اور فریب حکیم سے کہ سر اسر حرکت تھا نافل ہو جائے معلوم کرو کہ خلقت میری خلافت زمین اور جہاں کن کن کے لیے ہوئی ہے اگر میں مرتکب احکام اس گناہ کا نہ ہوتا تو یہ کارخانہ کس طرح صورت پکوتا و نعم ما قیل سے کارپاکان را قیاس از خود بگیر ہر گز نہ ماند در نوشتن شیر سیر ہا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اس جنس کے مواخذات اکثر ہیں مگر یہ بھی مقتضائے کمال معرفت و ایقان ہے نہ دلیل نقصان عرفان از انجملہ تین حکایتیں حضرت خضر علیہ السلام کی ہیں کہ آخر سورہ کہف میں مذکور و موجود ہیں اور اس کتاب میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں بالتفصیل مذکور ہونگی فائدہ شعور و بخین میں یہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے ہیں تو قدیم بارک انکا اتنا بلند تھا کہ جب پہاڑ پر جاتے تو تسبیح ملائکہ سنتے اللہ تعالیٰ نے سناٹھ گز کا کر دیا مگر یہ سخن مخالف ظاہر حدیث صحیح بخاری کے ہے جو کہ حضرت ابو ہریرہ نے روایت کی ہے خالق اللہ آدم و طوبہ ستون زلعا یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور تشریف انکا طول میں ساٹھ ہاتھ کا تھا

موسیٰ

۱۳۴

شرح حدیث کو اختلاف ہو کہ ذریعہ سے ذریعہ آدم مراد وہی یا ذریعہ متعارف بعض قول باول بین اور بعض مائل ثنائی مگر قول اول ارجح ہو گا۔ فی فتح الباری صحیحین میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت مہلبی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آدم کو اور اسکا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا پھر خدا نے کہا آدم سے کہ جان فرشتوں کو سلام کہ پھر میں کیا جواب دیتے ہیں کہ وہی سوال و جواب تیرا اور تیری اولاد کا ہے آدم نے فرشتوں سے کہا کہ السلام علیکم فرشتوں نے جواب دیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرشتوں نے رحمۃ اللہ کی نسبت زیادہ کی اور جو کوئی بہشت میں داخل ہوگا آدم کی صورت ہوگا یعنی ساٹھ ہاتھ کا قسم ہوگا حضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگوں کے قدم ہوتے گئے اب تک یعنی حضرت آدم سے جتنا زمانہ بعد ہوتا گیا آدمیوں کے قدم بھی گھٹتے گئے بہشت میں سب برابر ہو جائینگے ہر چند ساٹھ ہاتھ کا قدم اس وقت خوشنامین کیونکہ ہمارے قدم چھوٹے ہیں مگر بہشت میں خوشنام ہونگے اس لیے کہ سب برابر ہو جائینگے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ السلام علیک کرنا اور جواب میں وعلیک السلام ورحمۃ اللہ کہنا حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے جو سلام علیک چھوڑ کر بندگی اور مجرایا آداب یا کورنش کرتے ہیں و حقیقت ناخلف ہیں اس لیے کہ اُس نے اپنے خاندان کی راہ چھوڑی لہذا فی ترجمہ مشارق الانوار بالہجرت حضرت آدم علیہ السلام نے نہ زمین قیام فرمایا اور اولاد ہونے لگی معالم میں ہے کہ دستور یہ انش یون قرار پایا کہ حضرت حوا ایک بیٹا دوسری بیٹی بطن واحد میں جننے لگیں کہ بیٹی ہارین چالیس اولاد ہو گئی اول قابل مع اقلیمیا بکسر بلا ہنزہ پیدا ہوئے اور آخر عبد المغیث تو امۃ المغیث اور مقام تولد قابل اور اقلیمیا اور بابل اور لبوذا میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ جب زمین پر حضرت آدم اور حوا علیہما السلام سو برس بعد طے تب قابل باقلیمیا پیدا ہوئے پھر بابل مع لبوذا پیدا ہوئے اور نزدیک محمد اسحق کے قبل صد و زلت بہشت ہی میں قابل اور اقلیمیا ظاہر ہوئے تھے اور کچھ رنج و الم نہ ہو بلکہ خون نفاس بھی نظر نہ پڑا تھا اور جب زمین پر آگئے تو بابل مع لبوذا ہوئے اور دروزہ کی تکلیف ہوئی اور نفاس میں تخفیف نہ ہوئی اور تفسیر زاہدی میں ہے کہ جمیع اولاد آدم علیہ السلام کی صلبی تو ام ہوئی ہے مگر حضرت شایث اور کلبی سے روایت ہے کہ فصل بین المملین دو برس کا ہوتا تھا فالمرہ تفسیر حسینی میں بقول ضعیف لکھا ہے کہ جب حضرت حوا کے آثار حمل ظاہر ہوئے تو شیطان نے حوا کو بصورت مجہول آکر ڈرایا کہ تیرے پیٹ میں

کوئی بلا ہی حضرت آدم علیہ السلام نے بھی سنا و و نون خوفناک و عاین مشغول ہو سے تہ  
اُس نے کہا کہ تم نگہین نوین اسم اعظم جانتا ہوں دعا کرونگا یہ بلا بدل جائیگی اور تم سا بشر پیدا ہوگا  
بشر طیکہ نام عبد الحارث رکھو اور نام ابلیس کا فرشتوں میں حارث تھا جب بیٹا ہوا تو عبد الحارث  
نام رکھا شاید اسی کا اشارہ سورہ اعراف میں ہو فلما اغشاحت حلاً خفیفا فمرت بہ فلما اثلقت وعولت  
ربہما لمن اتینا صالحاً لکنہن من الشاکرین فلما آتاہما صالحا جعل لہما شرکاء فبما اتاہما فتعالی اللہ  
عسماً یشرکون یعنی جب مرد نے عورت کو ڈھانپنا حمل رہا بلکہ سا پھر پتی گئی اُس سے پھر جب  
بوجہل ہوئی و و نون نے پکارا اللہ اپنے رب کو اگر تو بخشے چنگا بھلا تو ہم شکر کریں پھر جب دیا  
انکو پتنگا بھلا تمہاریسے اُسکے شرکاء اسکی بخشی چیزیں سوا اللہ او پر ہی اُسکے شرکاء بنانے سے  
پس اس حکایت سے جو تفسیر حسینی میں بقول کر کے لکھی ہے پیغمبروں سے شرک ثابت ہوتا ہے  
اور عمل اس شبہہ کا یہ ہے کہ اولاً یہ قسم ہے غلط ہے اور یہ روایت ضعیف ہے مفسرین کا اسپر  
اتفاق نہیں اور ظاہر ہے کہ آیت میں ایک مرد و عورت کا ذکر ہے نہ کہ آدم اور حوا کا گو اول ذکر  
انکا ہو چکا ہے ثانیاً بابت تسلیم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ بنی آدم میں مقدر کیا تھا وہ حضرت  
آدم علیہ السلام میں ظاہر ہوا اس میں وہ نمودار ہے کہ اولاد کے گناہ انہیں نظر آئے جس طرح  
آئیہ میں صورت نظر آئی جو چنانچہ نفس کی خواہش اور حکم الہی کا وجودی نہ سمجھنا اور بات  
کہا کر ببول جانا اور دوسے کرنا کہ ہونا یہ سب اولاد کی اوضاع انہیں نظر پڑ چکی ثانیاً تفسیر بیضاوی  
اور کشاف میں لکھا ہے کہ یہ آیت قصی بن کلاب کی شان میں وارد ہے یعنی جب اُس نے عورت  
قریشیہ عربیہ سے نکاح کیا تو باہم یہ شرط کی کہ اگر لڑکا شائستہ پیدا ہوگا تو خدا کا شکر کریں گے  
سوائے اللہ نے چار بیٹے عنایت کیے انہوں نے ناشکری کی اور خدا کا شرکاء پیدا کیا اور  
عبد العزیٰ اور عبثہ مناف اور عبد قصی اور عبد الدار نام رکھا بالجملہ اہل تفسیر کو شان نزول  
اس آیت میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک حضرت آدم اور حوا نے فریب لکھایا اور ہوا نہ خدا  
اور قصداً مصدر شرک فی الاسم ہو سے یعنی لفظ عبد اللہ کے مقام میں عبد الحارث نام رکھ دیا  
اور اگر یہ سمجھے ہوں کہ حارث خدا کا نام ہے تو بھی عجب نہیں اور بعض نے کہا یہ خطاب بنی آدم  
سے ہی یہ قول عکر مہ اور اُسکے توابع کا ہے اور بعض کے نزدیک مخاطب قصی بن کلاب ہے اور  
اسکی عورت یہ قول ابن کیسان اور اُسکے توابع کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نسبت شرک  
آدم و حوا سے بطریق مجاز ہے اور اراکلی اولاد ہے اور تحقیق یہ ہے کہ محاورہ اہل عرب

کتاب

یون جاری ہو کہ اولاد کو واقع اجداد سے اور اجداد کو سوانح اولاد سے نسبت کر لینا  
چنانچہ کلام ربانی میں بھی ایسا محاورہ واقع ہو سورہ بقرہ میں اکثر جملے تم انہم انہم  
اور لیسو موکم سود العذاب اور پڑجون اہنا کم حالانکہ یہ تینوں واقعات بنی اسرائیل کے اجداد  
کے ہیں اسی طرح اور آیات بھی ہیں اور کاتب کے نزدیک سچ تو یہ ہے کہ قرآن شریف اس  
امر کو ارشاد فرماتا ہے کہ مراد اس سے شرک اولاد ہی کیونکہ اللہ صائب جلالہ شرکاء فرماتا ہے  
بلقبط جمع اور اگر قصہ حارث مراد ہوتا تو جلالہ شرکاء نازل ہوتا کیونکہ اس قصہ میں ایک شرکیہ سے  
زیادہ نہ تھا پھر شرکاء کمان سے کو پڑھے اور ماہد اس کلام کا بھی اسی پر دل ہو قسالی اللہ  
عایشہ کون اس لیے کہ اگر شرک آدم و حوا مراد ہوتا تو ارشاد ہوتا تھا انہما شرکاء ان  
اور اگر فرض کیا جائے کہ یہ قصہ صحیح ہے تو ہرگز کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت آدم علیہ السلام  
معلوم تھا کہ یہ شیطان ہے اور نام اسکا آسمان میں حارث ہے بلکہ الفاظ حکایت مذکورہ سے  
واضح ہوتا ہے کہ نام شیطان کا زمین میں حارث نہ تھا پس ممکن ہے کہ جب وہ مردود بہ تبدیل  
صورت بنا بر فریب دی آیا اور یہ کہا کہ عبد الحارث نام رکھنا تو حضرت آدم علیہ السلام نے  
جانا ہو کہ یہ نام خارا کا ہے لہذا عبد الحارث رکھ دیا قطع نظر اس سے عبد کی لفظ کنی معنون نہ  
مستعمل ہو ایک معنی ملوک از روئے خلق و تکوین دوسرا ملوک بلکہ زمین تیسرے بمعنی  
نیاز مند و حاجت روا و منت پذیر اہل عرب بولتے ہیں فلان عبد الفیض یعنی حاجت روا  
مہمان اور الانسان عبد اہل الاحسان یعنی انسان منت پذیر اہل احسان ہے اور شاگرد بھی  
اپنے استاد سے کتا ہے انا عبدک یعنی میں تیرا نیا مندر ہوں پس معنی اول سوا سے  
خدا کے دوسرے کی نسبت تصور کرنا عین شرک ہے نہ اور معنی اور ظاہر ہے کہ حضرت آدم  
اور حوا نے شیطان کو بہ تبدیل صورت از قسم خواص جانا اور نام بیٹے کا عبد الحارث رکھا  
یعنی نیاز مند حارث اور منت پذیر حارث تو کیا حاجت ہوئی اور عتاب جو ہوا سو ترک  
آداب پر ہوا اور یہ عتاب ترک ادب پر پیغمبروں سے موجب نقصان نہیں با لجامہ جب  
حضرت آدم علیہ السلام کے اولاد ہوئی تو شریعت بضرورت یہ جاری ہوئی کہ آنجناب  
ایک بطن کے مرد کو دوسرے بطن کی عورت سے نکاح کر دیتے تھے چنانچہ اقسایمیا کہ  
خوبصورت تھی اور قابیل سے تو ام پیدا ہوئی تھی ہابیل کے واسطے تجویز کی اور لبوذا نواہ  
یہودا جو کہ یہ منظر تھی قابیل کے لیے مہرائی قابیل نے کہا میں اقسایمیا کو لوں گا حضرت آدم نے

جان شریک

قصہ ابراہیم و قابیل

فرمایا جو حکم آئی ہو اس میں اس کو سب لانا ہوں تو اسے قبول کر قابیل نے کہا میں نہیں مانتا تم بائبل کو زیادہ پیار کرتے ہو اس باعث سے یہ بات کہتے ہو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تم دونوں قربانی کرو جس کی قربانی قبول ہو وہ اقلیمیا کو پاؤ سے چنانچہ بائبل ایک بکری نہایت اچھی لایا اور پہاڑ پر چھوڑ گیا اور کہا کہ اگر میری قربانی قبول نہوگی تو میں اقلیمیا کو نہ لوں گا اور قابیل زراعت پیشہ تھا وہ ایک دستہ گیہوں کا لایا کم دانہ اور انگو پہاڑ پر رکھ کر یہ عہد کیا کہ میری قربانی قبول ہو یا نہ ہو اقلیمیا کو ضرور لے لوں گا اور اس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ قربانی رکھ دیتے تھے آگ سے لپجاتی تھی اسی سے دریافت ہوتا تھا کہ فلان شخص کی قربانی قبول ہوئی سو اس معرکہ میں یہ ہوا کہ جب قابیل اور بائبل اپنی اپنی قربانیاں رکھ آئے تو ایک آتش بلا دود آسمان سے نازل ہوئی اور بائبل حقی شناس کی قربانی کو کہ ایک بکری بہت اچھی تھی اٹھالے گئی اور قابیل ناقص شناس کی قربانی کو جو ایک دستہ گندم بلا دانہ تھا نہ لے گئی تب حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اے قابیل تو دیکھا خبردار ہو کہ اقلیمیا بائبل کا بی بی اور اسی کی روزی حلال ہے تجکو تعارض کرنا نہیں جائز اس بات سے آتش حسد قابیل کے دل میں بھڑکی اور دود حسرت نے چشم بصیرت کو تیرہ و تار یک کر دیا تو کہنے لگا واللہ اے بائبل تجھے مار ڈالوں گا اسیلے کہ تیری قربانی مقبول ہوئی اور میری مردود بائبل نے کہا پرہیزگاروں کی قربانی خلوص نیت سے قبول ہوتی ہے اگر تو ہاتھ چلاویگا بھپہ مارنے کو میں ہاتھ نہ چلاؤں گا بھپہ مارنے کو میں اللہ سے ڈرتا ہوں کہ وہ سارے جہان کا صاحب ہے میں چاہتا ہوں کہ تیرے گناہ عمر کے ثابت رہیں اور میرے خون کا گناہ اور چڑھے اور میری عمر کے گناہ اتریں سبحان اللہ کدہ اگرچہ بائبل قابیل سے زور میں دونا تھا لیکن اسے خوف رب العالمین سے تسلیم و رضا کا شیوہ اختیار کیا اور بسبب حق برادری کے کہا کہ تو اگر ماریگا تو میں نہ ماروں گا مگر قابیل نے بشریت نفسانی ارادہ قتل میں مضبوطی پیدا کی اور فکر میں پڑا کہ جب موقع ملے ماروں الا طریق قتل میں متوجہ تھا کیونکہ اس وقت تک کہیں یہ معاملہ واقع نہ ہوا تھا ایک روز ابلیس پر تلبیس علیہ اللعن والعذاب بصورت انسان آیا اور ایک مار خوار مرغ ہاتھ میں لایا اور اس کو ایک پتھر پر مار کر دوسرے پتھر سے کچل ڈالا قابیل نے یہ طریق اپنے ذہن میں محفوظ رکھا یہاں تک کہ ایک روز بائبل بھل سے سیر کر کے آیا

پہلے

اور درخت بید کے نیچے لیٹ کر سو گیا قابل ایسے وقت کی راہ دیکھتا تھا سو اس نے ایک سنگ گران لیکر سر بائیل پر مارا کہ سر بھٹ گیا بعض کہتے ہیں کہ پیشتر درخت بید شردار تھا اسی دن سے اسپرین ٹرنڈین لگتا بعضے کہتے ہیں کہ ٹرنڈین کی بیجیں برس کی ہوئی باجملہ جب یہ واقعہ ہو گیا تو اب قابل تہیر ہوا کہ لاش بائیل کو کھانے کے لئے نہ دینے سے واقف نہ تھا ناچار اپنے کندھوں پر لیٹے پھر تار با بعض دن کے نزدیک چالیس دن گھوما اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک برس کہ اس عرصہ میں نہایت پریشان و تنگدل ہوا اور درختوں پر غروں نے غالب کیا تب خداوند عالم نے ایک گوا بھیجا اس نے اپنی چونچ سے زمین گریبی اور ایک گوا وہ اسپرین پھیلا پھر قابل نے لاش بائیل سے یہی معاملہ کیا اور سبب یہ ہوا کہ اس سے پیشتر کوئی انسان مرانا تھا اور کوئی نہ جانتا تھا کہ بدن مرد سے کا کیا کرنا چاہیے قابل نے خیال کیا کہ اگر بدن بائیل کا پڑا رہیگا تو مچلو لوگ گرفتار کرینگے ناچار پوٹ ہانڈ سے پھر تار با جب کو سے نے یہ معاملہ کیا تو اس نے ایک بھائی کی خیر خواہی دوسرے بھائی کے حق میں دیکھی اور پشیمان ہو کے کہنے لگا کہ افسوس مجھے یہ بھی نہ ہو سکا کہ ہوں برابر اس کو سے کے پھر چھپاؤن عیب اپنے برادر کا اور یہ احوال اللہ صاحب نے سورہ مائدہ میں منسحل نازل فرمایا اور ہمارے حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ یہ قصہ اہل کتاب کو سناؤ کہ تم حسد نہ کرو کیونکہ حاسد مردود ہوتا ہے دیکھو بائیل کمال نیاز سے اچھی سی بکری قربانی کو لایا اور غیب سے آتش بے دو دے آکر کھایا اور قابل ایک دستہ گندم ناقص رکھ گیا آگ نے قبول نہ کیا تب حسد میں گرفتار ہوا کہ اپنے بھائی کو مار ڈالا اگرچہ بائیل کو قابل کے ہارنے میں رخصت تھی مگر بائیل نے بطع ورجہ شہادت مارنے سے انکار کی کہ میں نہ مارونگا اور یہ بھی نیکو کر لو کہ بائیل چہنچہ حکم پر تھا اسکی نیاز قبول بارگاہ الہی ہوئی اور قابل کہ نافرمانی بردار تھا اسکی قصہ بانی کسی نے نہ پوچھی اور ایسی بلا میں پڑ گیا کہ جب جہان میں خون ہوتا ہے اسپر بھی ایک وبال جڑھتا ہے کیونکہ رسم قتل ناسخ کی قابل نے اس بہانہ میں جاری کی ہی اور اول بڑا گناہ رو سے زمین میں ہی ہوا ہے لہذا حدیث شریف میں آیا ہے کہ من سن سنہ سیئۃ کان لکفل منها یعنی جو کوئی طریق بد ظلم و شرع ایجاد کرے اور اس پر کوئی عمل کرے تو اعمال دو جہد دونوں شرک یا حد شمار کیے جاتے ہیں اور تورات میں بھی فرمایا ہے کہ ایک کو دیا جیسے

سب کو مارا یعنی ایک کے کرنے سے اور دلیہ ہوتے ہیں تو سب کے گناہ میں وہ اول بھی شریک ہو اور جیسا ایک کو جلا یا سب کو جلا یا یعنی ظالم کے ہاتھ سے بچا دیا کما قال اللہ فی سورۃ المائدۃ من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفسا بغير نفس او فساد فی الارض حکما کما قتل الناس جمیعا ومن احیاہا نکانا ایسا الناس جمیعا تفاسیر مغتبرہ میں وارد ہے کہ جب قابیل بابل کو زمین میں دفن کر کے چلا تو حکم ہوا کہ اسی زمین اس کو پکڑو زمین نے پکڑا اور تازانوا اس کو نکلا سو وقت قابیل نے کہا یا امی شیطان مردود نے بڑی نافرمانی کی اور آدم میرے باپ نے درخت ممنوع عنہ کا پھل خلاف حکم کے کھا یا وہ دونوں اس بلا میں نہیں پڑے میرا ایسا تصور کیا ہی ارشاد ہوا کہ شیطان لعین نے کوئی خون ناحق نہیں کیا اور آدم تیرے باپ نے نمازِ رحم کو قطع نہیں کیا تھا جو انکو یہ سزا دی جانی اور تجھ سے دونوں گناہ صادر ہوئے ہیں اس واسطے تو ایسی سزا کا مستحق ہے پھر حکم ہوا اسی زمین اس کو پکڑو بلکہ جانے پائے تب زمین نے تاسینہ خوب دبایا تو قابیل نے کہا یا امی بھرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جنکا نام مبارک تیرے نام پاک کے ساتھ لکھا ہوا ساقِ عرش پر میں نے دیکھا تھا رحم فرما حکم ہوا کہ اسی زمین اس سے چھوڑ دے کہ زمین نے بلا تامل رکھنا اور ایک روایت ہے کہ حکم الہی صادر ہوا تھا اس کا تو قابیل اقلیمیا کو اسکر جانب میں بھاگا اور اسکی اولاد کثرت سے ہوئی اور آخر کار اپنے سپر صلیبی مسمی ہانپا کے ہاتھ سے مارا گیا اور نصف عذاب و دوزخ ہر روایت صحیحہ قابیل پر ہو گا اور بعض کہتے ہیں کہ ہر روز زندہ کیا جاتا ہے اور مارا جاتا ہے تفسیر زیاد ہی میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس حال سے معرفت حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اسطرح اطلاع ہوئی کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام والسلام بنا بر اداسے مناسک حج بیت اللہ تشریف پہلے تو اس وقت قابیل باوصف تماش نہ ملا اور رات میں عجیب انقلاب و تغیر پایا گیا کہ بعض درخت شردار پر ٹرنہ تھے اور بعضوں میں تھے مگر نہایت کم اور اشجار خاردار اور ادین نہایت کثرت سے موجود تھے حالانکہ پیشتر انکا وجود نہ تھا اور وحوش و طیور جو کہ انسان سے الفت و موانست کرتے تھے وہ آدمیوں کو دیکھ کر بھاگتے تھے پھر ایک آمد ہی ایسی آئی کہ عالم تاریک نظر آنے لگا اور قلوب بنی آدم میں ہول و خوف ایسا طاری ہوا کہ ہر شخص متحیر و حیران ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام بھی گھبرائے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھنے لگے کہ اسی امین خدا بہ تغیر و انقلاب جو نظر آتا ہے اول کہ نبی تھا

ذکر اللعین بن آدم

اسکا سبب جو تم جانتے ہو بیان فرماؤ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سبب تغیر و انقلاب  
شومی معصیت قابیل پسر نالائق و نا فرمان بردار تمہارے سے ہوتی ہو کہ اُس نے ناحق بائبل  
اپنے بھائی کو مار ڈالا یہ حال منکر حضرت آدم علیہ السلام کو ایسا غم و الم و سنگیر ہوا کہ پانسو برس تک  
نین نہیں ہنسیے اور ایک روایت ہے کہ دو برس تک قبری بابل پر قیام پذیر رہے اور ایک مرتبہ بھی  
نظم فرمایا گویا مضمون یہ تھا ہے آہ حز نے کانذین لوح دونک بوحرف ثابت شد بہسان  
نقش سنگ و ازہان غم ہر غم عالم بود آدم غمنا غم آدم بود باجملہ حضرت آدم و حوا کو شدت  
غم و رنج کی اسوقت تک رہی جب تک حضرت شیت علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت  
جبرئیل علیہ السلام نے اللہ صاحب کی طرف سے پیغام دیا کہ یہ نعم البدل تلو عنایت ہوا ہے  
اب غم و الم دل سے دور کرو اسوقت حضرت آدم و حوا کو فی الجملہ سکین ہوئی روایت ہے  
کہ جب ایام موت قابیل کے قریب پہنچے تو شیطان لعین نے بصورت انسان اگر کسا  
کہ بابل آتش پرست تھا اسی سبب سے اسکی قربانی آتش بے دود لگی جو تم بھی آگ کو  
سجدہ کرو تو سب دیو و پری تمہارے مسخر ہوں اور مثل آدم تمہاری قدر ہو اور آگ تمہاری  
معین و مددگار رہے چنانچہ قابیل آتش پرست ہوا اور اسی وضع پر مرزا اور اولاد اسکی  
بین میں رہی اور شیوہ آتش پرستی بوضع پدر جاری رکھا اور مانند حیوانات لای عقل  
مان بہن اور بو بیٹی سے وطی کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت اور پس نے اپر جہاد کیا  
فائدہ معلوم ہوتا ہے کہ مادہ خلقت قابیل اُس لقمہ سے ہوا تھا جو حضرت آدم و حوا نے ہشتینہ  
کھایا تھا اور اس وجہ سے ایسی نافرمانیاں اُس سے صادر ہوئیں کہ آتش پرست ہو گیا  
اور وہی اثر اسکی اولاد میں ظاہر ہوا اور ہر چند حضرت آدم علیہ السلام نے بحکم انہی دعوے  
فرمائی اور معجزے دکھلائے کسی نے نہ مانا فائدہ شریعت حضرت آدم علیہ السلام میں پچاس  
وقت کی نماز اور روزے ایام بیض فرض تھے و غسل جنابت لازم تھا اور خونِ نوح و مردار و نتر  
منوع تھے اور حضرت آدم علیہ السلام جلد احکام اپنی شریعت کے اولاد پر جاری فرماتے تھے  
اور جب وفات کے دن قریبے پہنچے تو اپنی اولاد کو جمع کر کے احکام شریعت کی وصیت  
فرمائی اور اطاعت شیطان سے نہی کی اور حضرت شیت علیہ السلام کو امیر و وصی گردانا  
اور ارشاد کیا کہ دنیا میں آرام سے نہ بنا اور عورت کے کہنے پر عمل نہ کرنا اور ہر ایک کام کا  
انہام سوچ لینا اور جس کام میں تردد واقع ہو اُس میں تا مل کر کے چھوڑ دینا اور جو کوئی کام

بعض کے نزدیک  
قبر کی کھدائی  
بیشمار کھنڈیوں سے  
مردانہ اور عورتانہ  
اشیاں ہیں  
کھنڈیوں اور چھوٹے  
تک بست اور  
بعض کے نزدیک  
اللہ تعالیٰ نے  
ایک ہفت روزہ  
مقرر کیا ہے  
کہ ہر ماہ اس روزہ کو  
بجس روز ہوتا ہے  
مخارج مومن

میش آوے اُسین اپنے دوستوں سے مشورہ کرنا اور نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
 باحسن وچوہہ حفاظت کرنا فائدہ قصہ حضرت آدم علیہ السلام میں بنی آدم کو عبرت دینا ہے  
 کہ ایک زلیقہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس طرح ماخوذ کیا کہ بہشت سے نکالا جو لوگ اولاد آدم  
 علیہ السلام سے گناہوں میں گرفتار رہتے ہیں انکا حال دیکھا چاہیے کیا ہوگا پس بنی آدم کو  
 لازم ہے کہ صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے حتی المقدور اجتناب کریں اور اپنے باپ کا حال یاد رکھ  
 نصیحت پکڑیں فائدہ قصہ حضرت آدم علیہ السلام میں جو سورہ بقرہ میں مذکور ہوا ہے ارشاد  
 فرماتے ہیں اَبْطُو اِلٰی صِنْفِیْ جَمْعِ حَالًا لَّکُمْ اِطْلَاقُ جَمْعِ کَاتِمِیْنَ سَمِعْتُمْ لَقَدْ کَانَ  
 سَوَاعِیْ حَضْرَتِ اَدَمَ وَحِوَاکِے اور کوئی قابلِ اخراج از بہشت نہ تھا تو ایسے مقام پر اَبْطُو  
 چاہیے تھا دوسرے جب ایک مرتبہ اَبْطُو فرمایا پکے پھر قلنا اَبْطُو اَمِنْہَا جَمِیْعًا کَا کِیَا فَا نَدَّہُ  
 حل اس اشکال کا یہ ہے کہ صِنْفِیْ جَمْعِ حَالًا لَّکُمْ اِطْلَاقُ اس سبب سے ہے کہ تمام نوع بنی آدم کی مراد ہے  
 اور منظور سارے نوع کا اخراج تھا لہذا صِنْفِیْ جَمْعِ لائے یا اس سبب سے کہ مار و طاؤس  
 و ابلیس لعین بھی اس خطاب میں شریک ہیں اور جو مکر اَبْطُو ارشاد ہوا ہے اَسْکَا فَا نَدَّہُ یہ ہے  
 کہ اول حکم تھا اخراج از جنت سے اور دوسرا حکم ہے استقرار از زمین پر اور بھی اس بات پر  
 اشارہ ہے کہ رجوع بہشت کی امید فی الفور نہ رکھو یعنی اسکا خیال نہ کرو کہ قبولیت توبہ سے  
 فوراً بہشت میں جا کے وہاں کی نعمتوں سے متمتع ہو گئے بلکہ زمین پر وقت موعود تک  
 رہنا پڑیگا فائدہ میر سید علی ہمدانی کتاب ذخیرۃ الملوک کے پانچویں باب میں لکھتے ہیں  
 کہ ایام حیات حضرت آدم علیہ السلام میں چالیس ہزار اولاد پیدا ہوئی اور یہ حضرت  
 اپنی اولاد کو فرمانِ حق پہنچاتے رہے اور ضبط قانون و دستور انکی معاش کا علی التوہیح  
 یعنی برابر انہیں اوقات بسر کرتے تھے اور کھانا پیٹ بھر نہ کھاتے تھے اور سیاہوا کپڑا  
 نہ پہنتے تھے اور ہنستے نہ تھے اور بات بلا ضرورت نہ کرتے تھے اور غایت ضعف و بڑھاپے  
 اُنکے پہلو کی بڑیاں سیرھی کی طرح ہو گئی تعین اکثر اوقات کہ مراقبہ میں بیٹھتے  
 تو مرد و عورت انکی اولاد میں سے آتے اور انکی پسلیوں پر سے کاندھوں پر چڑھ کر سر پر  
 بیٹھتے تھے اور دوسری طرف سے اتر آتے تھے اور حضرت آدم اپنا سر نہ ہلاتے تھے اور  
 بعضے انکو جب ملامت کرتے تو حضرت کہتے تھے کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے تم نے نہیں دیکھا  
 اور جو کچھ میں نے اٹھائے ہیں تم نے نہیں اٹھائے دیکھو ہلکے ایک حرکت کے واسطے

نعیم جان سے از رو سے عتاب عالم پریشان میں ڈال دیا سو میں خوف کرتا ہوں کہ مبادا  
دوسری حرکت مجھ سے ہووے تو اسفل السافلین میں قید ہو جاؤں فائدہ کتب متبرین  
لکھا ہے کہ جب وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث کو دسی فرمایا تو ایک صندوق  
بکالا اور اسکا قفل کھولا اور اس میں سے ایک صحیفہ نکال کر دکھلایا اس میں صفات و علامات  
و معجزات پیغمبروں کے لکھے ہوئے تھے اور انکی زبانوں و بلاؤں و عطاؤں کا بیان تھا  
سو سب بیان فرمائے یعنی اول اپنا ذکر کیا پھر حضرت شیث کا بیان تاکہ حضرت  
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کیا بعد اسکے صفات حضرت ابو بکر صدیق کے پھر  
حضرت عمر فاروق کے پھر حضرت عثمان غنی النورین کے پھر حضرت علی ابن ابی طالب  
رضی اللہ عنہم کے ذکر کیے پھر حضرت حسنین علیہما السلام کے صفات بیان فرمائے بعد ازاں  
اس صحیفے کو لپیٹا اور اسی صندوق میں رکھ کر کہا اے جان پدر قصہ خلافت کو تقویٰ اور  
پرہیزگاری سے زینت دینا اور میری شریعت پر عمل کرنا پھر ایک انگوٹھی عنایت فرمائی  
اور ابن عساکر و خطیب رضی اللہ عنہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت  
کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آخر عمر میں سکوت و قلت کلام اختیار فرمایا اس  
عصر میں اولاد انکی قریب چالیس ہزار کے تھی وہ سب جمع ہو کر آئے اور کہا اے پدر  
مہربان کیا وجہ ہے جو تم ہم سے نہیں بولتے اگر ہم لوگوں سے کچھ قصور یا گناہ ہو اے تو آگاہ  
کیجیے کہ توبہ و استغفار کریں فرمایا اے جان پدر سنو اللہ تعالیٰ نے شامت گناہ سے مجھ کو  
جنت فردوس سے خارج فرما کر زمین پر ڈالا کہ تمام عمر میری حزن و اندوہ و تپ و تاب میں  
گذری اور اس اندیشہ و فکر میں رہا کہ ایسا جہلم کمان سے پیدا کروں جس سے پھر ہرشت  
پہونچوں سو اس وقت وحی ہوئی کہ قلت کلام اختیار کرتا میری ہمسائیگی پھر نصیب ہو  
اس لیے میں نے سکوت اختیار کیا ہے اور ابن صلاح نے اپنی کتاب انالی میں محمد ابن المنذر  
نقل کیا ہے کہ حضرت ابو البشر علیہ السلام نے جناب حق میں عرض کیا کہ اے میں در خواست  
کرتا ہوں کہ انفاس باقیہ میری زندگی کے بعد و تسبیح میں گذرین مگر اے خدا تو نے مجھے  
زرراعت و حرفت میں ایسا مشغول و مشغوف فرمایا ہے کہ مجھے کچھ بھی نہیں ہو سکتا سو مجھ کو  
ایسی چیز تعلیم فرما جو کہ تمہید و تسبیح تمام مخلوق کا جامع ہو خالق عالم نے وحی بھیجی کہ صبح  
و شام میں مرتبے پڑھا کر اللہ رب العالمین حمد آویانی نعمہ و یکانی مزید کر مہ اور ابن سعد

ذکر وفات آدم

اور حاکم وغیرہ اہل حدیث رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ جب ایام وفات حضرت  
ابوالبشر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوئے تو انکو خواہش میوہ ہائے  
جنت کی پیدا ہوئی چونکہ خود بسبب ضعف و سخافت و سقوط قوت کے حرکت سے معذور  
بیٹوں سے ارشاد کیا کہ تم میرے جلا سے بہشت کا میوہ اللہ سے طلب کرو اور اس ایام میں طلب  
حاجت، و استجابت دعوت کا یہ دستور تھا کہ زمین کعبہ کرم پر جا کر دعا کرتے تھے حاجت روا  
ہوتی تھی سو ابنا سے آدم علیہ السلام بحکم پر فری الا کرام دعا کرنے کو جانب کعبہ روانہ ہوئے  
چند گام چلے تھے کہ حضرت جبرئیل امین مع دیگر فرشتگان ملاقی ہوئے اور مقصود حرکت سے  
استفسار کرنے لگے انھوں نے ماجرا سے فرمایش آدم علیہ السلام ظاہر کیا فرشتوں نے  
کہا کہ تم سب لوٹ چلو ہم فرمایش تمہارے باپ کی لائے ہیں سو وہ لوگ ہمراہ فرشتوں کے  
واپس آئے اور حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت حضرت آدم علیہ السلام  
گھر میں بیٹھی تھیں انکو ملا کہ موت کے دیکھنے سے خوف دانگیر ہوا کہ دم بدم حضرت آدم علیہ السلام  
پاس آنے جانے لگے آخر کار حضرت آدم علیہ السلام نے زبرد تو بیخ سے فرمایا دور ہو میرے  
پاس سے کہ جو کچھ مجھ پر گزرا ہے صرف تیرے سبب سے ہے اب تو بائیں میرے اور خدا کے  
رسولوں کے حائل نہو الغرض فرشتوں نے قبض روح شریف آدم علیہ السلام کی میوہ  
جنت کی خوشبو سے فرمائی اور بولے کہ ای بنی آدم دیکھ رکھو اور یاد کر لو کہ اس وقت جو معائنہ  
کہ ہم تمہارے باپ کے ساتھ کریں اسی طرح تم اپنے موتے سے کرنا بعد ازاں حضرت جبرئیل  
ایک خوشبو مرکب بھجوا رہے اور ایک کفنی بہشتی اور چند برگ کنار جنتی نکالے اور غسل دیا  
پھر کفن پہنایا اور حوط ملا اور نعش اٹھا کر کعبہ میں لے گئے اور نماز پڑھ کر سیدہ حنیفہ کے  
متصل دفن کیا و بروایتیے کوہ بوقعیس میں جسکو غارا لکنز بولتے ہیں دفن کیا تا زمانہ طوفان  
قبر اسی جگہ تھی وقت طوفان فوح علیہ السلام نے جسد مبارک کو ایک تابوت میں رکھ کر کشتی پر  
رکھ لیا تھا جب طوفان ہو گیا بوقعیس پر دفن کیا اور ایک روایت ہے کہ بیت المقدس میں  
یا نجت کوہ میں دفن کیا اور بعض کے نزدیک سرانڈیپ میں دفن کیا لیکن یہ روایت ضعیف ہے  
اور بروایت صحیح وفات حضرت آدم علیہ السلام کی مکہ شریف میں ہوئی اور ابوالشیخ نے  
خالد بن معدان سے نقل کیا ہے کہ بہوٹ آدم ہند میں ہوا اور وفات بھی ہند میں ہوئی  
مگر بعد وفات دو سو خواہ ڈیڑھ سو مرد اولاد آدم سے جنازہ اٹھا کر کعبہ شریف کے متصل

تکلیف حضرت آدم

خداوند اول فرشتوں  
ذکر وفات آدم علیہ السلام  
سازندہ و مخبربوقعیس کوہ میں  
دفن کیا گیا ہے  
مگر کوہ بوقعیس  
میں

لائے ہیں وہو الالصح اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ وقت وفات آدم چالیس ہزار برس اور چالیس سال تھے لیکن  
فرزند یواسطہ اکتالیس نفر تھے اکیس مرد اور بیس عورتیں خواہ انیس عورت اور بائیس مرد  
اور درقطنی نے اپنے سنن میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ امام صلواتہ جنازہ حضرت جبرئیل  
علیہ السلام تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام امام ہو سکے اور چار  
تکبیریں فرمائیں اور قبلہ کی طرف سے بحدین رکھا اور قبر کو بغلی کھودا تھا بعد ازاں بچہ کو بائیں  
بنایا اور ابن عباس نے ابی ابن کعب سے روایت کی ہے کہ فوجا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بھڑ  
طاق غسل دیا تھا اور ابن عساکر نے عطا خراسانی سے نقل کیا ہے کہ وہ وفات آدم علیہ السلام  
ام البشیر نے سات دن غم و ماتم کیسا تھا اور صحیح یہ ہے کہ عمر حضرت آدم علیہ السلام کی <sup>۹۳</sup> ہشتاد  
سال کی ہوئی اور ایک روایت میں ہزار سال لکھے ہیں اور تطبیق میں الروا میں یون ہوئی ہے  
کہ جو لوگ قائل بادل ہیں وہ قیام عالم دنیا مراد کہتے ہیں اور جو ہزار برس کی کہتے ہیں  
وہ چالیس برس مابین مہبوط و ولادت کے بھی شامل کرتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے  
کہ عمر آدم الف سنہ قمریہ روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام گیارہ دن بیمار رہے تھے اور  
ایک روایت میں اکیس دن ہیں اور آخر من میں حضرت شیث کو جو ایک تھا اور حضرت  
حوا کی وفات تین دن بعد وفات آدم علیہ السلام سے ہوئی و بروایت ایک برس بیوہ  
رہیں و بروایت سات برس اور حضرت آدم کے پہلو میں مدفون ہیں اور خواجہ عبدالکریم  
مولف نادرا نامہ لکھتے ہیں کہ میں نے قبر حضرت حوا کی جگہ میں سے ہوا روکھی ہے و مقابلہ  
ایک گنبد کو چاک واقع ہے اور طول قبر یکصد و نو و ہفتت قدم ہے مولانا رفیع الدین محدث  
رسالہ تقویم التواریخ میں لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام تاریخ ہشتم شہ ربیع الثانی مطابق  
دہم محرم روز جمعہ ہشت سے جزیرہ سراندیپ میں اترے اور یہی مبدو تاریخ قرار پایا چنانچہ  
وفات کو سو تیس شمسی میں ہوئی اور تفاوت شمسی و قمری کا تیس برس کا ہوتا ہے تو بحساب  
قمری نو سو ساٹھ برس دنیا میں رہے اور چالیس برس ہشت میں بسر ہوئے پس تمام عمر  
ہزار برس کی ہوتی ہے اور از روئے تحقیق فقیر کو ثابت ہوا کہ اب اسے پیدائش آدم علیہ السلام  
اب تک سات ہزار ایک سو اکتھ برس شمسی گزرے ہیں نقیۃ الاخبار میں لکھا ہے کہ حضرت  
آدم علیہ السلام کے ریش مبارک نہ تھی تا آخر عمر بصورت امرور ہے مگر انکی اولاد میں اول  
حضرت شیث علیہ السلام کے ڈاڑھی نکلی ہے اور حضرت ام البشر حوا ناسیت مشابہ حضرت

ابوالبشر آدم علیہ السلام سے تمہیں لیکن حیرت الفقیہین لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام حوا کو انوع تزئین سے مزین دیکھا تو کہا یا الہی مجھ کو کس زینت سے مزین فرما دیکھا تو خالق ذوالجلال والا کرام نے ریش سے زینت بخشی و ہذا القول اقرب الی الصواب روایت ہے کہ دار المقام میں کسی پیغمبر کے ریش نہوگی مگر آدم و نوح و ابراہیم و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ابوالبشر اور ابوالارواح علیہما السلام کے ڈاڑھی ہوگی اور بعض حضرات ابراہیم علیہ السلام کو بھی شریک اس تفضیل میں کرتے ہیں وہب ابن منبہ سے منقول ہے کہ حضرت حوا کو خالق عالم نے بصورت آدم علیہ السلام پیدا کیا لیکن چند امور میں فرق رکھا تھا یعنی پوست بدن اٹکا نازک تھا اور رنگ صاف و شفاف و خوشتر اور آنکھیں شکرین سیاہ تر اور بینی مبارک تر اور دندان شریف ہرچو گو ہر صاف تر اور ہتھیلیاں نرم و نازک تر اور فرق نورانی پر سات سو گیسوم دارید و یواقت سے گندھے ہوئے تھے جنہیں مشک و عنبر و زعفران کی خوشبو آتی تھی اور جس دم کھل جاتے تھے تمام مکان معطر و معنر ہو جاتا تھا فسادہ جمہور علماء اسلام اتفاق رکھتے ہیں کہ عالم ملکوت نافرمانی و عصیان

سہ ماہی حضرت عا

دیباچہ حضرت عا  
مشکلان حضرت عا

محموظ و معصوم ہیں چنانکہ آیات قرآنیہ مثلاً لا یصلون اللہ ما یمروا بہم ویفعلون ما یؤمرون

وہی عباد کرمون لا یسبقونہ بالقول وسم بامرہ یعلون سے واضح ہے کہ یہ قصہ کسی وجہ سے

بر خلاف اس عقیدے کے صاف و صریح معلوم ہوتا ہے چنانچہ فرقہ خشویہ ہمیں وجوہ

معصومیت فرشتوں سے منکر ہیں از انجملہ اول کہنا فرشتوں کا انجمل فیما من یفسد

فیما کہ یہ طریق طریق اعتراض ہے اور اعتراض خداوند تعالیٰ پر گناہ ہے دوسرے

فرشتوں نے بنی آدم کی غیبت کی ہے کہ ویسفک الدما اور غیبت گناہ کبیرہ ہے تیسرے

خود ستانی کہ سخن تسبیح بحد کہ یہ حقیقت میں عجب ہے اور عجب امور خمیسہ سے ہے۔

چوتھے حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انکم تم صادقین اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے کا ذبح

پانچویں الم اقل لکم انی اعلم بالاعلمون اس سے واضح ہے کہ فرشتوں کو علم الہی میں

شبیہ تھا چھٹے لا علم لنا الا ما علمتنا کہ توبہ اور عذر ہے اور توبہ دلیل ہے صدور گناہ کی

جواب اسکا محققین یوں دیتے ہیں کہ انجمل فیما اعتراض نہیں ہے بلکہ بیان اس امر کا

کہ ہمکو وجہ حکمت اس ارادے کی معلوم نہیں ہوتی ہے ہماری تشفی کر دی جاے

اور بیان اشکال واسطے طلب جواب کے بے ادبی نہیں ہے چنانچہ اکثر تلامذہ

اساتذہ سے یوں ہی کیا کرتے ہیں خصوصاً کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی کی نسبت حکمت کاملہ کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اُس سے کوئی ایسا امر صادر ہو کہ وجہ اسکی ظاہر میں پوشیدہ ہو تو ازراہ تعجب پوچھتے ہیں کہ اس میں کیا ستر ہے اور نصیبت بنی آدم کے سوال میں واسطے تعرض محل اشکال کے ہے نہ بقصد تحقیر اور اہانت اور یہ قسم نصیبت کی حلال ہے اور خود ستائی فرشتوں کی بقصد عجب نہ تھی بلکہ باین طور تھی کہ ہر کو مراتب علم اور کمال حکمت میں تیرے کچھ شبہ نہیں ہے اس واسطے کہ ہم ہمیشہ تیری تسبیح و تقدیس اور حمد و شکر میں مشغول رہتے ہیں بلکہ سوال ہمارا محض واسطے طلب وجہ حکمت کے ہے تاکہ یہ ستر ہم پر منکشف ہو جائے اور فرمانا خداوند تعالیٰ کا کہ تم صاوقین دلیل کذب صریح کی نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ تم اپنی تقدیس و تحمید کو کامل جانتے ہو حال آنکہ ایسا نہیں ہے اور انہی اعلم غیب السموات دلالت وقوع شبہ پر نہیں کرتا ہے بلکہ یاد دلاتا ہے اُس چیز کا جسکو جانتے تھے اور وقت سوال کے بھول گئے تھے اور عرض کرنا فرشتوں کا سبحانک لا علم لنا کہ اعتذار اور توبہ ہے دلالت نہیں کرتا ہے مگر ترک اولیٰ پر اس واسطے کہ سوال بوجہ حکمت سے افعال اکیہ میں اہل کمال کی شان نہیں ہے کہ ذائقہ مولانا استاد ذالانتہ بل استاد لکل حضرت شاہ عبدالعزیز الدہلوی فی تفسیر العزیزی فائدہ اس قصے سے معلوم ہے کہ افعال تعظیمی میں جو شان سجدے کو ہے کیسکو نہیں ہے اس واسطے کہ ایک سجدے کے ترک سے ابلیس ملعون ابدی ہو گیا حالانکہ ایک بندے کے واسطے حکم دیا تھا پس جو اپنے واسطے حکم سجدے کا فرمایا ہے اُسکے ترک میں دیکھا جاہیے کیا ہوتا ہے الا انہ غفور رحیم حدیث شریف میں آیا ہے کہ ووزخ عصات قیامت میں بلائی جاگی اُسوقت بنا برتیز مسلمان و کافر اور مخلص و منافق کے حکم سجدے کا فرمائینگے مسلمان خاص سجدے کریں گے اور منافق اور کافر جب سجدے کا ارادہ کریں گے تو پشت اُنکی مثل تختہ آہن کے سخت ہو جائیگی اور خطاب ہوگا و اتانوا ایوم ایہا الجرمون پس معلوم ہوا کہ یہی سجدہ ہے کہ دوست و دشمن اور موسن و کافر کے امتحان پر مقرر کیا ہے ابتدا و بھی اسی سے امتحان کیا اور انتہا میں بھی اسی سے امتحان کیا جائیگا فائدہ ممتاز ہونا حضرت آدم علیہ السلام کا فرشتوں سے محض بسبب تعلیم اور تعریف حقائق اشیا کے نہیں ہے کیونکہ قبل انفلقت آدم بھی فرشتوں سے خطاب اتی ہوتا تھا کہ فلان چیز کو یہ کرو اور فلان چیز سے ایسا کرو چنانچہ اسی قصے میں گذرا ہے کہ پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو خاک کے لائے کا حکم صادر ہوا پس اگر فرشتوں کو علم حقائق اشیا اور اسما نہ ہوتا تو بجا آوی

مستند  
افعال تعظیمی میں  
سجدہ زیادہ ہے

احکام انہی کی کسطن ہو سکتی تھی بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کو دو وجہ سے امتیاز اور تفوق حاصل تھا ایک یہ کہ قبل آدم علیہ السلام کے فرشتوں کو علم سب اسماء کا حاصل نہ تھا بلکہ علم انکا انہیں حقائق و اسرار میں منحصر تھا جسکی نہایت اسے متعلق تھی نہ اس کے غیرتے بخلاف ابوالہاشم کے کہ انکو پہلے عہدہ خلافت کے تعلیم عام واقع ہوئی تھی تاکہ ہر ایک چیز کی منفعت اور ضرورت واقع و آگاہ ہو جائیں حکام اور ابن عباس کہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم سب اسماء کے ضمن میں ہزار فرشتوں اور طرح طرح کی تعلیم فرمائی اور ارشاد کیا کہ اپنی ذریت کو کہہ کہ اگر تم دنیا پر سب نہیں کر سکتے تو انہیں حرفتوں اسکو طلب کرو مگر دنیا کو دین سے بچاؤ کیونکہ دین خالص میرے واسطے ہے افسوس ہر اس شخص پر جو دنیا کو دین سے طلب کرے دوسرے یہ کہ تعلیم عام بھی ابتدا از مخصوص حضرت آدم علیہ السلام کو تھی اور بعد اسکے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو ہر چیز کے نام سے خبردار کیا اور فرشتوں نے ہر چیز کا نام آدم اور آدمیوں سے سنا تو بعض نے انہیں سے جسطرح حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر چیز کے نام سے واقف ہو گئے کیونکہ شرائع سے بالیقین ثابت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام وغیرہ اکابر ملکوت انبیاء علیہم السلام خدمت میں آتے تھے اور ہر امر میں بحث و تفتیش کیا کرتے تھے اور اکثر امور مختلفہ کا ذکر آیا کرتا تھا لیکن گفت و شنید میں عاجز نہیں ہوتے تھے اور کہوں استفسار کرتے تھے کہ فلانی چیز کا نام کیا ہے یا یہ لفظ کس معنی میں ہے اور اسکی کیا حقیقت ہے اسے یہ تعلیم عام ابتدا از حضرت آدم کو بالخصوص واقع ہوئی تھی تاکہ افزونی اسکے علم کی فرشتوں پر خصوصاً وہ علم کہ متعلق سیاست اور خلافت ہے ظاہر ہو و لہذا انہیں انکی تعلیم پر اکتفا نہیں فرمائی بلکہ اسے بھی پوچھا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ علم کو مال پر سات وجہ سے فضیلت ہے اول یہ کہ علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال فرعون و ہامان و شداد و عمرو دکی دوسرے یہ کہ علم صرف کرنے سے زیادہ ہوتا ہے اور مال کم تیسرے یہ کہ مال کو نگہبان درکار ہے اور علم خود نگہبان ہے چوتھے یہ کہ جب آدمی مرتا ہے تو مال چھوڑ جاتا ہے اور علم قبر میں ہمراہ جاتا ہے پانچویں یہ کہ مال مومن و کافر دونوں کو حاصل ہوتا ہے اور علم نافع سوائے ایمان دار کے کسی کو حاصل نہیں ہوتا چھٹے یہ کہ سب لوگ امور دینیہ میں عالم کے محتاج ہیں اور اکثر فریق آدمیوں کے مالداروں کے محتاج نہیں

فضیلت علم

ساتویں یہ کہ قیامت کو علم علی صراط پر گذر جانے کی قوت عطا کرے گا اور مال ضعیف کر دیگا۔  
 مستطرف میں حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرمایا علم کو اسی قدر شرف کفایت  
 کرتا ہے کہ اگر جاہل کو عالم کہے تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور جاہل کو اتنی مذلت کافی ہے کہ جاہل بھی  
 جمالت سے بیزار ہے اور اگر جاہل کو جاہل کہے تو خفا ہوتا ہے اور فقیر ابو الیث  
 سمرقندی نے کہا ہے کہ عالم کی مجلس میں حاضر ہونے سے سات بزرگیان حاصل ہوتی ہیں  
 ہے اسکے کہ عالم سے کوئی مسئلہ پوچھے یا اس سے فائدہ اٹھاوے اول یہ کہ متعلمین میں شمار  
 کیا جاتا ہے اور ان کے ثواب میں شریک ہوتا ہے دوسرے یہ کہ جب تک مجلس عالم میں حاضر  
 رہتا ہے گناہوں سے بچ جاتا ہے تیسرے یہ کہ جو کوئی طالب علم کے واسطے گھر سے نکلتا ہے وہ  
 طالب علموں کے ثواب میں داخل ہوتا ہے چوتھے یہ کہ رحمت الہی میں جو خلق علی پر نازل  
 ہوتی ہے شریک ہوتا ہے پانچویں یہ کہ جب تک مذکورات علیہ سننا ہے عبادت میں رہتا ہے  
 چھٹے یہ کہ جب کوئی مسئلہ سنتا ہے اور اسکے فہم میں نہیں آتا تو شکرا اور تکریم ہوتا ہے پس  
 منکسرۃ القلوب میں شمار کیا جاتا ہے ساتویں عزت علم کی اور ذلت فسق اور جاہل کی اسکے  
 ذہن میں جم جاتی ہے کہ جاہلون اور فاسقون سے متنفر ہو جاتا ہے بعض حکما کہتے ہیں کہ اللہ  
 جل شانہ نے اپنے کلام میں سات چیزیں فرمائی ہیں کہ باہم برابر نہیں بلکہ ایک دوسرے سے  
 بہتر ہے اول ہل یتوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون دوسرے قل لا یتوی الجہیت

والطیب تیسرے لا یتوی اصحاب النار واصحاب الجنة چوتھے ما یتوی الاعلیٰ والاصیبر  
 یعنی الجاہل والعالم اور بعض کہتے ہیں اعمی عن الہدیٰ و بصیر بالہدیٰ یعنی مومن و مشرک  
 پانچویں ولا الظلمات ولا النور یعنی کفر و ایمان چھٹے لا الظلم ولا الحرور یعنی الجنتہ و النار  
 ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حرور ہوا سے گرم جورات کے وقت پھلتی ہے اور ہمووم  
 دن کو اور بعض کہتے ہیں کہ حرور دن میں چلتی ہے آفتاب کے ساتھ ساتویں و ما یتوی الابرار  
 والاموات یعنی مومن و کافر اور بعض کہتے ہیں علماء و جاہل مراد ہیں فائدہ اس سے  
 معلوم ہوا کہ ہر ایک فضیلت راجع ہے طرف فضیلت عالم کے جاہل پر لہذا حدیث شریفین  
 عالم کی فضیلت عابد پر عبارات مختلفہ مذکور ہے کما قال صلی اللہ علیہ وسلم وفضل العالم  
 علی العابد لفضل علی امتی اور آیات قرآنیہ کہ فضیلت علم اور عالموں میں وارد ہیں بہت ہیں  
 چنانچہ انما یجشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی ثواب اپنا مخصوص نصیب عالموں کے رکھا ہے

۱۶۹

اسی طرح قدر کشمیر ہے اگر بیان کروں تو یہ کتاب اسکی گنجائش نگرے فائدہ ایک جماعت مفسرین کا  
 اس قصے سے دلیل پکڑتی ہے کہ حضرت آدمؑ سب فرشتوں علمی و عقلی سے افضل تھے کیونکہ فرما  
 فرشتوں کو سجدے کے واسطے بلا تفضیل حضرت آدمؑ کے خلاف حکمت ہی لیکن یہ استدلال اس وقت  
 صحیح ہے کہ سچہ حقیقت حضرت آدمؑ کو ہوا اور اگر غرض سجدے سے حضرت آدمؑ کا قبلہ گردانا ہے  
 تو یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ قبلہ کو لازم نہیں کہ مستقبل سے افضل ہو والا کعبہ پیغمبر خدا  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوا جاتا ہے اور یہ بات خلاف ہی اجماع کے فائدہ حضرت استاد اناؤڈ  
 فرماتے ہیں کہ قبلہ گردانا ایک مخلوق کا واسطے دوسرے مخلوق کی حکمت الہیہ میں دو شرط سے  
 مشروط ہے ایک یہ کہ وہ قبلہ ہم جنس مسجود کے نہ ہو بلکہ غیر اسکے ہو اسلیے کہ ہم جنس کے قبلہ کرنے میں  
 اعتقاد و شراک و استقامت کا تو ہم ہوتا ہے جس طرح صلحا کی تصویروں کا سجدہ کہ آدمؑ و جنہ کی  
 جنس سے گذرے ہیں اور آدمؑ و جن اس امر میں شریک و ہم جنس ہیں بسبب احکام تکلیف کے  
 دوسری شرط یہ ہے کہ قبلہ گردانا باہر الہی و باستحسان عقلی ہو کیونکہ وسیلہ تقرب الی اللہ سبحانہ کسی  
 شے کا موقوف ہر شان الہی کے طور پر اسی طور خاص میں اس وقت میں اور علم تطورات متحدہ  
 اس قبیل سے نہیں ہے کہ عقل بشری از خود دریافت کر سکے پس جس جگہ کہ دونوں شرطیں متحقق  
 ہوں تو اسکو قبلہ توجہ گردانا شرع میں جائز ہے بلکہ واجب جس طرح کعبہ معظمہ و صخرۃ اللہ جنہ و  
 انسان کے حق میں اور شہل حضرت آدمؑ ملائکہ کے حق میں اور اس سے لازم نہیں آتا کہ قبلہ  
 مستقبل سے افضل ہو اور غیر جنس کے قبلہ کرنے میں یہ نکتہ ہے کہ صورت جنسہ میں فضیلت  
 ماتہ نہیں حاصل ہوتی اور بدون افضلیت تام کے یہ بات خلاف حکمت الہیہ ہے اور شاید کہ تفصل  
 جو اشیاء رثوبہ میں حرام ہے اس میں ایسی نکتہ ہے فائدہ حقیقت سجدے کی یہ ہے کہ پیشانی کو  
 زمین پر پہنچا دے اور یہ بات شرع میں کسی کو سواے خدا کے جائز نہیں اور ظاہر ہے کہ  
 فرشتوں کو سجدے کا حکم ہوا ہے پس وجہ اسکی کیا ہے جو آب اسکا ہے کہ پیشانی کو زمین پر  
 پہنچانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک تو بحق عبودیت اور یہ قسم سب دونوں میں واسطے غیر خدا  
 منع ہے کھنوں جائز نہیں ہوا کیونکہ یہ امر محرمات عقلیہ میں ہے اور محرمات عقلیہ بہ تبدیل ابدان  
 و ادیان بھی قبل نہیں ہوتے اسلیے کہ یہ قسم تعظیم کی غایت تذل پر مشعر ہے و غایت تذل  
 اسی کو لائق ہے جو نہایت عظمت رکھتا ہو اور نہایت عظمت یہ ہے کہ ذاتی ہو اور عظمت ذاتیہ خاص  
 حضرت حق کو ہے اور کسی کو لائق نہیں ہے دوسرا سجدہ بطریق تعجب ہے جسکو سجدہ مکریم و تعجبیہ بولتے ہیں

جسطح سلام کرنا و سر جھکانا یہ بات البتہ تفرق رسوم و تبدل ازمنہ سے متبدل ہوئی ہے یعنی گاہے جائز و گاہے حرام مثلاً ام سابقہ میں ایسا سجدہ جائز تھا چنانچہ قصہ یوسف عین ہے و خرفالہ سجدہ اور ہماری شریعت میں یہ قسم بھی حرام ہے پس سجدہ فرشتوں کا اسی قسم میں تھا کیونکہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر بسبب تعلیم اسما کے ایک نوع کا تفوق حاصل ہوا تھا اور فرشتوں سے قبل پیدائش آدم ایک طرح کی بے ادبی بھی صادر ہوئی تھی سو اسے مکافات اس احسان اور کفارہ اس بے ادبی کے ایسی تعظیم و تکریم پر مامور ہوئے اور جو بعض نصائر کفار اس سجدے کو بت پرستی کہتے ہیں سو انکی حماقت ہے یہ لوگ سجدہ عبادت و توحید میں فرق نہیں جانتے بلکہ عبادت و سجدے کو مترادف گمان کرتے ہیں حالانکہ عبادت میں معبود کی نسبت یہ تصور ہوتا ہے کہ یہ بڑائی کی بات میں ماسوائے مستغنی ہے سو اس قسم کی تعظیم کی نیت سے کوئی کام کسی کے لیے کرنا سوائے واجب الوجود کے بت پرستی ہے یا اس غیر خدا کی نسبت اعتقاد ایسا رکھنا کام ناپاک ہے جیسا اہل تثلیث کرتے ہیں کہ تین شخص اس مرتبہ کے ٹھہراتے ہیں اور ہنود مثل قرار دیتے ہیں اور سجدہ مطلق یعنی سر کو زمین پر رکھ دینا بت پرستی نہیں ہے یا اگر اس قسم کی تعظیم کی نیت سے ہو جو بیان ہوئی تو البتہ بت پرستی ہے اور فرشتوں کا سجدہ ایسا تھا جیسا خواب یوسف و تعبیر یعقوب باب تائیس و چوتیس سفر انکون تورات میں ہے پوشیدہ نہ ہے کہ اکثر فوائد اس قصے کے ضمن قصے میں بیان کیے گئے اور جو کسیکو زیادہ دیکھنا منظور ہو تو تفسیر معالم دجواہر و کبیر و جسد سواج و غزیزی ملاحظہ کرے اور ذکر حضرت آدم کا سورہ بقرہ و اعوان و طہ و حجر و صافات میں ہے و الحمد للہ علم حقیقۃ الحمال

### تفریح دوم در احوال شریف علیہ السلام

یہ نام سریانی ہے بمعنی ہبہ امد اور لبض کے نزدیک عجمی ہے اور کتب بنی اسرائیل میں بمعنی بدلہ آیا ہے یعنی بدل ہابیل ولادت انکی پانچ برس بعد قتل ہابیل کے واقع ہوئی اور عمر حضرت آدم کی دو سو تیس برس کی تھی ابن قتیبہ نے معارف میں ذکر کیا ہے کہ حضرت شیث وجود و احسن اولاد آدم میں تھے اور حضرت آدم سے شبہ اور برخلات اور اولاد کے تنہا پیدا ہوئے روایت ہے کہ جب حمل میں تھے تو بسبب صفائی چہرہ کے حضرت حوا آپ کو دیکھا کرتی تھیں اور و انت بھی پیٹ میں جم آئے تھے اور جب پیدا ہوئے تو ملائکہ اٹھائے گئے اور چالیس روز اپنے پاس رکھ کر تمام زبانیں سکھلائیں کذا فی اخبار الدول اور طبری میں ہے کہ انساب

بنی آدم بعد طوفان انھیں پریشانی ہوتے ہیں اور ولی عہد و وصی اپنے باپ کے ہوسے ہیں اور وقت قرب موت حضرت آدم نے طوفان نوح سے اطلاع بخشی اور ساعات یوم دلیلہ بنا بر عبادت تعلیم کین اور تاکید فرمائی کہ اپنے علم کو اولاد قایل سے مخفی رکھنا یہ بھی مثل حضرت آدم کے نبی ہوئے اور پچاس صحیفے ان پر نازل ہوئے اور کلام عبرانی اول انھیں نے کیا اور اول داڑھی انھیں نے دکھی اور اول نعلین اور فلسوہ انھیں نے پہنا اور اخبار الدول میں ہر کہ اول طین و حجر سے کعبہ انھیں نے بنایا و ہذا القول ضمیمہ اور صحائف نازلہ میں علوم حکمت اور ہندسہ اور حساب اور موسیقی اور ریاضی اور علم آبی و صنایع مشکاکہ تھے و ہذا حکمے یونان انکو اور یار اول کتے میں اور بعض تو اوحی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شید کی ایک کتاب زبور اول ایکسویں فصل کی تھی اور قبلہ نماز انکا بیت المقدس تھا اور پاک شام یا مصر مسکن لیکن یہ روایت صحیحہ کیونکہ بیت المقدس قبلہ انبیاء سے بنی اسرائیل ہوا ہے نہ اور پیغمبروں کا انھیں کے مقالات ہیں کہ وہ میں سترہ نصلتین چاہئین اول معرفت حق حاصل کرنا دوم حسن و قبح اشیا کا پہچاننا سوم بادشاہ کی اطاعت و فرمان برداری کرنا چہارم ماور و پودہ سے نیکی کرنا اور کسی طرح کی تخلیق انکو نہ دینا کما قال اللہ وبالوالدین احساناً پنجم تمام خلق سے بر سر خیر رہنا چنانچہ ہماری شرح میں ہے و قولہ للناس حسنا ششم محتاجوں و مسکینوں کی دلجوئی کرنا ہفتم مسافروں کی عت و خاطر دیکھ کرنا ہشتم خالق کبریا کی عبادت میں کوشش و سعی کرنا نهم اپنے نفس کو شر و روقباح سے دور رکھنا دہم صیبتوں و آفتوں میں صبر کرنا فان الصبر وسیلۃ الظفر یا زو ہم ہمیشہ سچ بولنا و دوازدهم عدل و انصاف سے کام کرنا سیزدهم شکر نعمائے الہی میں نذر اور قربانی خدا کے واسطے ادا کرنا چہاردهم قناعت کی عادت کرنا پانزدہم علم اور بردباری اختیار کرنا شانزدهم ہر حکم الہی بجالانا اور نجات اخبار میں ہے کہ از جملہ نصاب حضرت شید علیہ السلام ایک نصیحت یہ ہے کہ دوست و بیگانہ اس بھائی و قریب سے بہتر ہے جو کہ آرزو میراث رکھتا ہو اور زینت بعض لکھا ہے کہ حضرت شید کو اللہ نے مال بہت دیا تھا کہ اس سے تجارت کرتے تھے اور اکثر مال اپنے اقارب پر بعد اسکے فیوں و مسکینوں مسافروں پر صرف کرتے تھے اور بعض اہل تحقیق نے شرح فصوص الحکم میں لکھا ہے کہ جب حضرت آدم مریض برض موت ہوئے تو انکو میوہ جنت کی آرزو ہوئی سو حضرت جبرئیل ایک بلیق میں میوہ جنت کے لائے اور وہ طبق ایک حور کے سر پر چھا حضرت آدم نے میوہ کھانے کے دعا کی کہ یا الہی یہ حور شید کی کساح میں دے تو اللہ نے دعا

قبول کی کہ وہ حورائے نکاح میں آئی اور فرج الدرمین ہو کہ نام انس حوراکہ جو حضرت شیخ کے نکاح میں آئی مخواستہ تھا اور مجلس عقد نکاح میں زوج القدس حاضر تھے اور عمر انکی نو سو تیرہ برس کی ہوئی کہ انی اخبار الدل و بقول حضرت مولانا رفیع الدین دہلوی وقت وفات بارہ سو بیالیس ہبوط آدم سے گذرے تھے یعنی کہتے ہیں کہ اپنے والد کی قبر میں مدفون ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ قرینہ اعمال بعلبک میں مدفون ہیں اور وہاں زیارت ہوتی ہے قال صاحب اخبار الدل و قد زرتہ اور جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ قبر شریف شہر اودھ میں ہے قابل وثوق نہیں اور جب حضرت شیخ ایک سو پانچ برس کے تھے تب انوش کہ بزبان عرب یعنی صادق ہو اور انکو انس بھی کہتے ہیں پیدا ہوئے یہ بھی بعد اپنے باپ کے ولی ہوئے انھیں نے اول علم کتابت و علم حساب و حساب ماہ و سال و طریقے حسن عبادت و وضع فرمان روائی عالم میں جاری کیے عمر انکی بقول یهود و نصاریٰ نو سو پینتیس<sup>۹۷</sup> برس کی ہوئی و بقول ابن جوزی نو سو پچاس کی و بقول بیضاوی چھ سو برس کی و بقول صاحب اخبار الدل سات سو برس کی ہوئی اور اپنے جد کے پاس مدفون ہیں قال صاحب اخبار الدل و ہوا دل من غرس النخلۃ و لطف بالکلمۃ روایت ہے کہ نوٹے برس کی عمر میں رو برو سے حضرت آدم قنیاں یا قنین کہ بلسان عرب یعنی مستولی و غالب ہے پیدا ہوئے اور بڑے صالح و پرہیزگار تھے انھیں نے اپنے باپ کی اولاد کو جمع کیا اور اشراج سے بیان تک لڑتے رہے کہ انکو دفع کر دیا اور آپ بھی بچے اور توابع کو بچا یا شہر سوس و بابل انھیں کا آباد کیا ہوا ہے عمر انکی سات سو برس کی ہوئی اور نثر برس کے تھے جب سلاطین یعنی مدوح پیدا ہوئے نہایت حسین و جمیل و بااخلاق تھے اور بڑے عابد و متقی تھے انھوں نے وصایا سے آدم علیہ السلام بخوبی نافرمان کیے انکے عہد میں بعض اولاد آدم جبل مقدس پر آئے اور لہو و لعب میں مشغول ہوئے اور بنات قابل سے صورت ازدواج پیدا کر کے خراب ہوئے انھیں کے زمانے میں بنی آدم اطراف عالم میں متفرق ہوئے اور ایک نوع کافساد شروع ہوا مگر اولاد شیخ اکثر صلح و تقویٰ سے ممتاز رہی عمر انکی نو سو پچاس برس کی یا نو سو ساٹھ برس کی اور بعد وفات انکی ریاست بنی آدم بیاورد بابل اور التمیمہ بعد الموحدة انکے بیٹے سنہ چکاو یعنی برو بفتح الموحدة و سکون الراء المہملہ کہتے ہیں اور بعضے نارو بالنون کہتے ہیں اور شمس العلوم میں یا ذربالیا و التمیمہ و فتح الذال و سکون الراء المہملہ لکھا ہے متعلق ہوئی انھیں کے عہد میں دو شیوخ یعقوب یثوق نثر پانچ شخص صالح متقی مرے اور ایک مرد نے اولاد قابل سے ہم صورت انکے

پانچ بت خشب ساج کے اُنکے ویوں سے بنوائے اور بت پرستی شروع ہوئی مگر صحیح یہ ہے کہ یہ پانچ نام حضرت ادریس کے بیوں کے تھے اور اول بیارونے اولاد قابل پر جہاد کیا اور اکثر دن کو لونڈی اور غلام بنایا اور تالاب اور ندیاں اور نالے اُنکے عہد میں ظاہر ہوئے ہیں اور اکثر بلاد آباد ہوئے اور طریق عمارت اور باغ جاری ہوا منکوہ انکی بزورہ یا اشوب تمہیں انھیں سے حضرت اخنوخ یعنی ادریس پیغمبر پیدا ہوئے غریبار کی نوسو بائیس برس تک یا سترستھ برس کی ہوئی اور بعد موت اُنکے حضرت ادریس وصی ہوئے

### تفصیح سوم در احوال حضرت ادریس علیہ السلام

زبان سریانی میں اُنکو اخنوخ کہتے ہیں یعنی خاد عجمہ و نون مضمومہ قبل الواو ثم المعجمہ ہے اور بعض کے نزدیک اول مہلہ ہے اور بعض کے نزدیک اخنوخ زیادت ہمزہ کذا فی فتح الباری اور بعض کے نزدیک دو نون نام عجمی ہیں اور بعض کے نزدیک دو نون عربی ہیں لیکن صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ ادریس عجمی ہر اشتقاق اسکا درس سے نہیں ہو سکتا اور مدارک و معالم میں ہے کہ کثرت درس کتب اسلام و صحف آدم علیہ السلام سے ادریس مشہور ہوئے تولد انکا دریائے مصر پر ہوا ہے اور روضۃ الاجاب میں ہے کہ تنو برس بعد وفات آدم سے دیار شام میں پیدا ہوئے اور بعض کے نزدیک جب ادریس تین تہو ساٹھ برس کے ہوئے تب حضرت آدم نے وفات پائی اور انکا اولاد ان سے ہے کہ تھے حضرت ادریس طویل القامت ضخیم البطن بدن میں بال کم اور سر میں زیادہ اور ایک کان دوسرے سے بڑا تھا اور جسد شریفینہ میں ایک نکتہ سفید غیر برص کے تھا اور آواز باریک تھی اور بعض مؤرخین نے حلیہ مبارک میں لکھا ہے کہ گندم رنگ کشیدہ قامت کشادہ ابرو نیکور و انہو پیش مناسب الاعضا دراز بازو بزرگ استخوان و کم گوشت روشن چشم سیاہ مژدہ تھے اور اکثر خاموش تھے اور کلام ہتابل فرماتے اور چلنے میں نظر نیچے رکھتے تھے اور جمہور قائل ہیں کہ اول پیغمبر بعد حضرت آدم حضرت ادریس ہوئے اور ایک سو پانچ برس نبی رہے اور تین سو صحیحے انہر نازل ہوئے اور چار سو حضرت جبرئیل اُنکے پاس آئے کذا فی المختصر فی اخبار البشر و انس الجلیل اول عالم میں انھیں نے جاد سیدنی و سانی جاری کیا اور اولاد قابل کو مخالفت شریعت آدم و شیث سے منع کیا اور حکم رب جلیل مقاتلہ کر کے عورتیں لڑکے لونڈی غلام بنائے اور ہیکین ہزار آدمی انکا ایمان لائے اور اول قلمت انھیں نے لکھا اور اول کپڑے سینے ہوئے انھیں نے پہنے قبل اُنکے کھال پہنتے تھے اور صنعت حادوی و جولاگی اور علم نجوم و حساب و منطق و طبیعی و انہی و اسرار فلک

و علوم ریاضیہ و حکمت کے مروج ہوئے اور بعضے میزان و کیمیا کی بھی ابتدا انھیں سے بیان کرتے ہیں گذرانی المعالم و اخبار الدول اور کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اول انھیں نے نہ اپرتی کی دعوت فرمائی و نماز و روزے کا حکم پوچھایا اور زکوٰۃ و امانت و عطا کا فرمان جاری کیا اور مجلس جنابت و حیض کا امر کیا اور گوشت خوک و سگ و خروسیر و پیاز و باقلا وغیرہ اشیاء سے جو مضر و مایہ نہی فرمائی اور خود صائم النہار و قائم اللیل تھے اور جو کچھ کتابت و خطاطی سے حاصل کرتے تھے وہ فقرا و مسکینوں کو صدقہ کرتے تھے اور جب کپڑے سینے سے تو ہر سوزن پر تسبیح فرماتے تھے

معالم التنزیل میں وہب ابن نبتہ سے روایت ہے کہ عبادت حضرت ادریس کی ہر روز آسمان پر وزن ہوتی تھی اور عبادت جمیع اہل ارض سے جو اُس زمانے میں تھے برابر پڑتی تھی یہ احوال دیکھ کر فرشتوں کو تعجب ہوا اور ملک الموت نے مشتاق ملاقات ہو کر جناب الہی میں درخواست زیارت گذرانی بعد منظوری درخواست بصورت آدمی تشریف لائے اور حضرت ادریس الہی مصاحبت میں رہنے لگے چنانچہ تین دن متواتر وقت افطار صوم حضرت ادریس نے کھانے کو پوچھا انھوں نے انکار کیا تب حضرت ادریس نے اُن سے پوچھا تم کون ہو بولے میں ملک الموت ہوں قابض ارواح تمہارا مشتاق ہو کر بحکم الہی آیا ہوں حضرت ادریس نے فرمایا کہ میں قبض روح کی کیفیت دیکھا چاہتا ہوں چنانچہ حضرت ملک الموت نے بحکم الہی قبض روح فرمائی اور پھر بحکم خالق زندہ کیا اور پوچھا اس حرکت سے کیا فائدہ ہوا حضرت ادریس نے کہا کہ ذائقہ موت سے پیش از موت آگاہ ہو گیا یہی فائدہ ہے پھر کہا اب میں دوزخ کی سیر کیا چاہتا ہوں تو حضرت ملک الموت اپنے پروں پر اُٹھا کر قریب دوزخ کے لے گئے اور دروازہ کھلوا کر طبقات دوزخ دکھلائے تو حضرت ادریس طبقات دوزخ کے دیکھنے سے بیہوش ہو گئے اور ملک الموت لے کر وہیں لیکر کسی کیفیت تم نے اپنی درخواست سے حاصل کی ہے میں مجبور ہوں جب ہوش آیا تو کہنے لگے اب بشت کی سیر کیا چاہتا ہوں سو ملک الموت نے اپنے پروں پر بٹھلایا اور باغ بہشت میں لے گئے حضرت ادریس باغ بہشت کو خوش فضا دیکھ کر کہنے لگے اب میں یہاں سے نہ جاؤنگا ملک الموت نے مکرر کہا کہ زیادہ توقف کی اجازت نہیں ہے مگر حضرت ادریس نے کسی طرح نہ مانا جب حجت و تکرار فیما بین حد سے گذری تو حضرت حق نے ایک اور شہنشاہ بطور حکم بھیجا اُس نے ملک الموت کا دعویٰ سنا کر حضرت ادریس سے جواب لیا آنجناب نے فرمایا کہ خطہ ملک جنت فرماتے ہیں کل نفس ذائقہ الموت یعنی ہر نفس چکھنے والا موت کا ہر اور میں موت کا

۱۵۵  
تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء جلد اول  
تاریخ تصنیف  
۱۰۰۰

چک چکا ہون اور بھی اللہ نے فرمایا ہے وان منکم الا واد ما یعنی نہیں ہے کوئی تم سے مگر گزرنے والا  
دو بخ کا سو میں دو بخ پر گز چکا ہون وراے اسکے و ماہم نہما بخار بین اہل جنت کی شان ہے یعنی  
نہیں ہیں وہ لوگ بہشت سے نکلنے والے یعنی جب آدمی بہشت میں گیا تو ہمیشہ رہا کبھی نہ نکلیا  
سو میں بہشت میں داخل ہو چکا ہون اب تو واد میں بہشت سے نہ نکلاؤ گنا جب تک مالک بہشت  
مجھے نہ نکالے اسی وقت آواز آئی کہ اس سے تعرض کرنا چاہیے باذنی فضل و باذنی یخرج اہل تفسیر  
کہتے ہیں کہ رفناہ مکانا علیا کے یہ معنی ہیں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ چار نبی زندہ ہیں  
اوریسؑ و عیسیٰ آسمان پر و خضر و ایساں زمین پر اور کل مرینگے مگر اوریسؑ کہ انکو بعد موت  
مخلوقات کے ایک نوع کی بہشت لائق ہوئی سو داخل کیے جائینگے اموات میں حالانکہ زندہ  
ہونگے کذا فی مرآة الزمان و اخبار الدول بعض اہل سیر نے لکھا ہے کہ جب خاتون لایزال فرمائینگے  
لمن الملک الیوم تو حضرت اوریسؑ جواب دینگے لد الواحد القمار اور معجزہ حضرت اوریسؑ کا یہ ہے کہ  
ہو میں فرشتوں کو اڑتے ہوئے آنکھوں سے دیکھتے تھے اور جب ابر کو پکارتے تو وہ جواب  
دینا تھا کہ سب لوگ سنتے تھے اور اکثر اوقات ابر سے باتیں کرتے تھے اور عجائب الدنیا میں ہے  
کہ اوریسؑ کو مٹا کر تھے اس واسطے کہ نبی و مالک و حکیم تھے اور کتاب سر الملکوت انکے  
پاس تھی یہ کتاب عزرائیل نے حضرت آدمؑ کو دی تھی اور بعد شیمش کے سوا سہ اوریسؑ کے  
کسی نے نہیں کھولی ہمیشہ مختوم رہا کی فائدہ بعض تفسیروں میں ہے کہ رفعت مکان سے  
جو کہ یہ رفناہ مکانا علیا میں ہے مراد علوم مرتبہ و شان دنیا کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ عروج  
بطور معراج تھا اور بعد ادراک احوال اخلاک و خواص اشیاء طبائع کو اکب پھر زمین پر تشریف  
ہوے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ کعب اجار نے حضرت ابن عباسؓ سے ذکر کیا کہ اوریسؑ کل  
دوست ایک فرشتہ تھا اُس نے ہر خواست اوریسؑ چوتھے آسمان پر پہنچایا وہاں ملک الموت  
سے اُس سے پوچھا اوریسؑ کی عمر کس قدر باقی ہے ملک الموت نے کہا ان ہذا لشیء عجیب مجھکو  
حکم اُسکی قبض روح کا ہے مگر جملہ روایات ضعیف ہیں رفع اوریسؑ میں کچھ شک نہیں اور اسکے  
زندہ ہونے میں ہرگز شبہ نہیں ہے اخبار الدول میں ہے کہ حضرت اوریسؑ اول بنی آدم ہیں  
جنکو مخالطہ ملائکہ و ارواح مجردہ و معراج انسلخ بشریہ حاصل ہوئی ہے اور کبھی آسمان چہارم  
عبادت خدا کرتے ہیں اور کبھی نعمائے بہشت سے مشغول رہتے ہیں تنبیہ اقوال اُنکے  
کیات نصائح کے ہیں آرا نجلہ فرماتے تھے کہ شریرون سے صحبت نہ کرو و بدخواہوں سے پرہیز کرو

و حلف دروغ سے بچو راستی پر اعتماد کرو وغروری و خود نمائی سے دور رہو و حتی المقدور لفظ نہیں کا  
زبان پر نہ لاؤ و نعم و بے اختیار کرو اور جھوٹی قسم نہ لو اور شرع و حکمت کے دوست بنو اور اپنے نفس کے  
آداب پسندیدہ سے آراستہ رکھو اور کاموں میں جلدی نہ کرو بالخصوص اشرار کے سزا دینے میں  
اور حیا و خدایتی و توبہ اپنا ذمہ کر دو اور خواہش اپنی نیک کاموں میں صرف کرو اور سب  
لوگوں سے جہان تک ہو سکے باحسان پیش آؤ اور حیات کو تحصیل علم و بہترین صرف کرو اور وضع  
سناقتانہ نہ رکھو جس سے ملاحظہ ہر باطن سے یکساں ہو اور قول و فعل اپنا مطابق رکھو اور اپنے بزرگوں کی  
مطاعت اختیار کرو اگر خلافت دین و ایمان نہ ہو اور سلطان عہد کے فرمان بردار و مطیع رہو اور دشمنان سے  
مشورہ کیا کرو اور منزل و ظرافت بے محل نہ کیا کرو اور عیب دار کو ملامت نہ کیا کرو اور اسکو ہنسی میں  
نہ ڈالو بلکہ اس سے عبرت حاصل کرو اور خدا سے پناہ مانلو کہ وہ عیب تم میں بھی نہ ہو جائے  
کیونکہ بشریت میں تم و وہ یکساں ہو اور جب کسی شخص کو کسی مرض میں مبتلا دیکھو تو اس کے  
صحت کی دعا کرو اور جب امور دینیہ میں کچھ بحث واقع ہو تو سخت کلامی نہ کرو اور جب کسی  
مخمل میں بیٹھو تو خاموش رہو بے ضرورت نہ بولو اور جو کام نیک پیش آئے اسکو جلد کر ڈالو  
کہ شاید زمانہ فرصت تم سے اور اولاد کو جوانی سے پہلے علم و حکمت کی تعلیم میں مشغول کر دے  
اور عبادت کا صلہ رضا سے اتنی چاہو یعنی بخوف و دوزخ و امید جنت عبادت نہ کرو اور نماز  
و دعا میں بدل حاضر جو کچھ عرض کرنا ہو کرو اور غم زدوں کی غمخواری اور سافزون کی ممانہ  
کیا کرو اور مال کو قیریوں کی رہائی اور بیارون کے نداؤمی میں اکثر صرف کیا کرو اور بھوکوں کو  
کھلاؤ اور پیاسوں کو پانی دو اور ماتم زدوں کی تعزیت کرو اور مصیبت پر ثابیت قدم رہو  
اور دوست کو اول آزمائش کرو تب اسپر اطمینان و اعتماد کرو اور حالت غضب و غصہ میں  
بیوہ گفتگو نہ کیا کرو اور ازاجملہ حضرت اور میں نے فرمایا ہے کہ بادشاہ نیک وہ ہے جسکے عد  
سلطنت میں مشریروں کو نیکی کی ہدایت کیجاسے اور بدتر وہ ہے جسکے عد میں شر و فساد کا  
رواج ہو اور کریم وہ شخص ہے جو کہ حالت تنگدستی میں کرم کرے اور علیم وہ ہے جو جو حالت  
غضب میں حکم کرے یہاں تک کہ دشمن سے بھی انتقام نہ چاہے اور بڑا ماتم زدہ وہ ہے جو  
جسکو حکمت نہ آتی ہو اور ازاجملہ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے اپنے نفس کو مطیع و فرمان بردار  
کر لیا پھر وہ محتاج اور کسی کی اطاعت کا نہیں رہا اور بھی فرمایا کہ جو آدمی ایسی باتیں  
کرے کہ اس کے کام کی نہ ہوں یعنی نہ اُس سے دنیا کی منفعت نہ دین کی تو اوسنے

کار آمدنی چیز فوت کی آزا بجلہ فرماتے ہیں کہ بہترین دوست وہ ہے جو دوست کی تقصیر و ن کو فراموش کرے اور اُس شخص سے خبردار رہنا چاہیے جو کسی شخص کی تعریف و توصیف خلائق واقع کرتا ہو کیونکہ وہ آخر کسی وقت ایسی ذمّت و ہدی کریگا جو اُس میں نہیں ہے آزا بجلہ فرماتے ہیں کہ بادشاہ کو لائق ہے کہ خلق و رعایا پر ایسے شخص کو حاکم و متولی کرے جو صفت شفقت رکھتا ہو اور جس مقام میں کہ حاکم عادل و طیب خا ذق و بازار مہمور حسین ہر شریعہ و آب روان نہ ہو اُس میں سکونت اختیار کرنا چاہیے اور بھی فرمایا ہے کہ جاہل آدمی کے پاس مال کا ہونا ایسا ہے جیسا مزلہ میں سبزہ اور کا ذہون کی مصاجت ایسی ہے جیسے سراب کی حقیقت روایت ہے کہ حضرت ادریس کے وقت میں آمون نام ایک بادشاہ تھا اُس نے حضرت سے اتنا س کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے حضرت نے فرمایا کہ خالق لایزال کی پرستش کر اور اپنے نفس کو پاکیزہ رکھ اور بے ایافون سے جہاد کیا کر اور غیر کے مال کی خواہش دل میں نہ کر اور خوب یاد رکھ کہ ملک بے رعایا آباد نہیں رہتا پس نزعیت پر احسان کیا کر اور اُس کے حال سے غافل نہ رہا کہ ہمیشہ انکی خبر گیری کیا کر اور تجھ پر واجب و لازم ہے کہ دنیا کے کاموں پر آخر تک کام مقدم کر اور جب کسی دشمن سے لڑائی پیش آئے تو ہر کام میں تدبیر کو ہاتھ سے نہ دے اور لازم ہے کہ حالت لڑائی میں بھل گئے سے احتیاط رکھ کیونکہ فرار میں بھی وہی اندیشہ مر جانا ہے جو لڑنے میں ہے بلکہ نامردی کا عیب اور علاوہ ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ دشمن کی خبر لاسنے کو جاسوس مقرر کر مگر اچھا معتد ہونا ضرور ہے اور واجب ہے کہ مکر و جیلہ سے احتیاط رکھ کہ نقصان اُسکا تجھی پر عائد ہوتا ہے اور جب کوئی حکم لکھو اگر جاری کرنا منظور ہو تو اول خوب غور کرے کہ وہ حکم لائق اجر ہے یا نین اگر ہو تو لکھو اگر جاری کر دہ مگر اُس حکم کو اول سے آخر تک بخوبی پڑھ لکھنے والے پر اعتماد کلی نہ رکھ کہ اس میں خطا پائیگا اور تجھ کو چاہیے کہ اہل فلاحت و سعادت غفلت نہ کر کیونکہ آبادی زمین کی بے ہوشیاری نہیں ہوتی ہے اور اسی کی آبادی سے لشکر کی کثرت ہوتی ہے اور اسی سے خزانہ جمع ہوتا ہے اور بادشاہی قرار پاتی ہے گویا کہ یہ نسخہ کیمیا ہے آزا بجلہ حضرت فرماتے ہیں کہ نامی جنات سے تین باتیں احسن ہیں ایک راستی بحالت غضب دوسرے بخشش بوقت تلگہ ستی تیسرے عفو و اہمیت قدرت انتقام نہیں اتوال حکمت آمیز سے حکمے یونان حضرت ادریس کو اور یاسے اول یا ثانی کہتے ہیں آجا رالدول میں ہے کہ اول رسم عمارت و آبادی و قصبات و قریات و بلدان انہیں نے

باری فرمائی اور قواعد سیاست مدن انھیں نے منضبط فرمائے چنانچہ ہر فرقے نے اپنی زمین پر قبضے و شہر آباد کیے چنانچہ ایک شوہی مدینے آباد ہو گئے اور بعض تو اربع میں دیکھا گیا ہے کہ شوہر خود حضرت ادریس نے آباد فرمائے انہیں سے چھوٹا شہر مدینہ زہرا تھا کہ ہلاکو خان کے وقت میں ویران ہوا روایت ہے کہ گنبد ہرمان جو اطراف مصر میں مشہور ہیں حضرت ادریس کا بنوائے تھے اور انہیں یہ کام کیا ہے کہ تمام صنعتوں کی تصویریں اور انکے آلات کی تصویریں کھجوائی ہیں تاکہ بوقت ذہول و فراموشی انہیں دیکھ لیں اسی کا ذکر کتب تواریخ میں ہے کہ بنی الہرمان مکان النسر فی السرطان اخبار الدول میں ہے کہ جب حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر گئے ہیں تو عمر انکی تین سو بیاسی برس کی تھی اور بعض کے نزدیک تین سو پچاس برس کی اور باپ حضرت ادریس کے بعد الارتفاع پانٹو برس اس عالم میں رہے اور حضرت مولانا شیخ الدین دہلوی فرماتے ہیں کہ جب حضرت ادریس آسمان پر گئے ہیں تو سنہ ایک ہزار چار سو سو چھ سو چھ ہوا تھی اور عمر انکی چار سو پانچ برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ سو پینسٹھ برس زمین پر رہے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ تین سو پینسٹھ برس زمین پر رہے ہیں واعداء علم بحقیقۃ الحال تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب عمر حضرت ادریس علیہ السلام کی پینسٹھ برس کی ہوئی تو انھوں نے مسماة بروخام سے نکاح کیا ان سے متوشلح کہ بلسان عرب بمعنی مفرح ہے پیدا ہوئے اور اس وقت عمر حضرت ادریس علیہ السلام کی تین سو برس کی تھی اور حضرت ادریس علیہ السلام نے بحکم الہی قبل از رفع آسمان انکو اپنا ولی عہد و خلیفہ کر دیا تھا اور اول عالم میں انھیں نے گھوڑے پر سواری کی تھی اور نو سو بیاسی برس اس عالم میں رہے اور ایلول میں وفات پائی روایت ہے کہ جب متوشلح ایک شوہر برس کے ہوئے تو انھوں نے مسماة عربا سے نکاح کیا کہ ان سے لکات جنگو لاک بھی کہتے ہیں پیدا ہوئے اور انکے وقت میں اولاد قابیل کے اشرار و جابرہ بکثرت ظاہر ہوئے لاک کی عمر آٹھ سو برس کی ہوئی اور جب ایک شوہر تالیس برس کے ہوئے تو حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے ابو المعز بلخی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ہر امسہ بہت ہیں لیکن افضل و اعلم تین شخص ہیں اول ہر شمس الہرامسہ حضرت ادریس علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ انکو اہل فارس نبیرہ کیو مرث قرار دیتے ہیں دوسرا شخص ہر مس باہلی ہے کہ اُسے بعد وقوع طوفان حضرت شیخ الانبیاء

تفہیم سوم

تفہیم سوم در احوال ادریس علیہ السلام

نوح علیہ السلام کے شہر بابل کو اوسے نوآباد کیا اور جو علوم و فنون کہ مندرس ہو گئے تھے پھر اُسے از سر نو جاری کیے اور خود مدینہ کلدانیہ میں مقیم ہوا اس سبب سے وہ مقام مدینہ فلاسفہ کہلایا فیثا غورث اسی کاشا گرد ہو تیسرا ہر مس مصری کہ فن طب سببت و کیمیا میں بیحد تامل تھا حکیم اسفلوس اسکا شاگرد تھا فائدہ ہمارے حضرت صلعم کی خبر حضرت ادریس علیہ السلام نے یون دسی ہو کہ خدا آویگا فرشتوں کے ساتھ تو سب آدمیوں کو حکومت کرے اور منافقوں کو زجر و توبیح کرے بسبب اعمال نفاق کے اور خطا کاروں کو بسبب اقوال درشت کے انتہی اس قول کو یہود و عوامی نے اپنے مکتوب کے باب چار و ہم میں اور نصاریٰ اسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت پر دلیل گردانتے ہیں حالانکہ یہ قول کسی طرح انہر صاوق نہیں آتا کیونکہ منسوس اس قول کا تیغ زن اور قہر اور موج اور مخوف اور مہذب چاہیے سو یہ صفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں بالافتقار اصلانہ تھے اور ہمارے حضرت علی علیہ السلام میں جملہ صفات مذکورہ موجود کمال کے ساتھ تھے اور بنی الملاحم آپس کا نام تھا کما قال انما رسول اللہ بالسموت اور خدا کے آنے سے خدا کا جلال مراد ہی یعنی صفات محمودت ہی اور حذف مضافات عند وجود القرینہ جمیع اسماء میں شائع اور ذائع ہو اور اکثر نصاریٰ اس قول کو بائینہ تبتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حمل کرین تو چاہیے کہ جتنے نبی ابتدا سے آج تک تیغ زن اور مہذب و گذر سے ہیں انکی خدائی کے قائل ہوں حالانکہ اسکے قائل نہیں ہیں پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر صادق نہیں آتا قصہ ہاروت و ماروت یہ قصہ متعلقات احوال حضرت ادریس علیہ السلام سے ہو کیونکہ یہ واردات انہیں کے زمانے میں ہوئی ہو لہذا اس مقام پر بیان اسکا ضرور ہو اچھوٹا مذہب ہے کہ ابن جریر و ابن حاتم و حاکم وغیرہ مفسرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ شیعہ خدا کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہو کہ جب اخیال بہ اولاد آدم علیہ السلام کے آسمان پر جائے لگے تو ملکوت و سموات میں قبیل و قال شروع ہوا اہانت و تحقیر انکی ہر ایک کے زبان زد ہوئی خواہ یون ہو کہ جبہا قابیل نے ہابیل کو بلا وجہ قتل کیا تو سقر خزان ملکوت جو کہ میدان تعلق بین لالت انجس فیہا من یفسد فیہا ویسفس اللہ مار چکے تھے دلیری کر کے ہلے کہ یہ قوم خاکی اپنی بیباکی سے فرمانبرداری میں تقصیر کر گئی

نوح علیہ السلام

قصہ ہاروت و ماروت

اور حکم آئی بجانہ لایگی بہر دو تقریر و تقدیر جناب مالک الملک خالق کبریا سے ارشاد ہوا کہ  
 امر غرہ شدگان زوایا سے عبادت و امر باریا فنگان درگاہ جلالت اپنی طہارت اور  
 عصمت پر فریفتہ اور عزت اور کرامت پر شینفتہ نہ ہو اور زبان ملامت گنہگار بنی آدم پر  
 مت کھولو اور کلمات بد انکی نسبت زبان پر نہ لاؤ نہین جانتے کہ اگر ایک شمشہ بھی شہوات  
 نفسانی اور تعلقات جسمانی کا جو کہ بنی آدم میں رکھا گیا ہے اگر تم میں بھی رکھتا تو تم بدتر  
 اہس سے کرتے تب فرشتوں نے کہا معاذ اللہ امر رب اعتقاد ہمارا یہ ہے کہ باوجود قواس  
 شہوانیہ اور غضبیہ کے بھی خلاف نکرین ارشاد ہوا کہ تم لوگ اپنے گروہ سے ایک کسی کو  
 منتخب کرو تو حقیقت کا رد کھلاؤن سو فرشتوں نے غوا اور غویا اور غواہیل کو تجویز کیا  
 اللہ نے قوت شہویہ و غضبیہ انکو عطا کی اور فرمایا تم زمین پر جا کر فرمان روائی کرو مگر شرک  
 اور قتل اور زنا اور شرب خمر سے بچنا اور فیصلہ مقدمات بانصاف کرنا اور جب شام ہو جاے  
 تو اسم اعظم جو کھلو سکھلایا جاتا ہے پڑھ کر آسمان پر اپنی جگہ اور مقام پر حاضر ہونا اور دوسرے  
 دن پھر صبح کو بدستور زمین پر جانا فائدہ اس تمام پر تحقیق اسم اعظم کی جو اہل تحقیق نے  
 فرمائی ہے لکھنا ضرور ہے پس واضح ہو کہ حضرت نجم الدین کبریٰ فرماتے ہیں کہ اسم اعظم لفظ اللہ  
 ہی اسلئے کہ مومن کا فرشرک موحّد سب کی زبان پر یہ اسم دائر ہے مومنین اور موحّدین کہتے ہیں  
 کہ امرنا اللہ اور مشرکین کا فرین کہتے ہیں خلقنا اللہ قال اللہ تعالیٰ لکن سالتهم من خلقهم  
 ليقولن اللہ یعنی اگر تو پوچھے انکو کس نے پیدا کیا تو کہیں گے اللہ نے مومنین کو اعتقاد ہے  
 کہ انبیاء علیہم السلام اللہ پاس ہماری شفاعت کریں گے کافر و ن کو اعتقاد ہے کہ اشقیاء و صنّام کو  
 اللہ پاس ہم حمایت لائیں گے قال اللہ تعالیٰ یقولون ہولاء شفعاؤنا عند اللہ یعنی کہتے ہیں  
 یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ پاس تجرا علوم میں ہے کہ ہذا ہوا الحق الصریح اسوا سطلے کہ یہ  
 اسم ذات ہے اور اسماء اسم صفات ہیں اور ذات اشرف صفت سے ہے اگر یہ اسم اعظم  
 نہ ہوتا تو اللہ رحیم اپنے حبیب کریم کو اثبات و حدانیت اور نفی الیئہ میں اسکو تعلیم نہ فرماتا  
 کہ فاعلم انہ لا الہ الا اللہ و قل اللہ فذر ہم یعنی تو جان رکھ کہ بندگی کسی کی نہیں سوا  
 اللہ کے اور تو کہہ اللہ نے اتاری پھر چھوڑ دے انکو و معذاریان کی صحت میں کیوں  
 دخل ہوتا اور جملہ اسماء کی طرح یہ اسم غیر و ن پر کسوا سطلے بولا نجاتا اور دعا اور زندہ ہیں  
 کس طرح مقدم آتا قال اللہ تعالیٰ قل ادعوا اللہ و ادعوا الرحمن یعنی کہہ اللہ کو پکارو یا رحمن کو

تفویح اسم اعظم

وقال طیبہ السلام احب الاسماء الی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمن اور حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ میں ہر نماز کے بعد دعائیں کہتا تھا کہ اے نبیؐ مجھ کو اسم اعظم کی تعلیم فرما ناگاہ ایک دن نماز فجر کے بعد آنکھ لگی دیکھتا ہوں کہ ایک مرد باعزت و وقار نے مجھ سے کہا کہ لے تیری دعا قبول ہوئی

اب تو پڑھا کر اللهم انی اسألك باسمک اللہ اللہ اللہ اللہ لا الہ الا ہو رب العرش العظیم جناب امام فرماتے ہیں کہ قسم بخدا پھر جو دعائیں درخواست کرتا تھا وہ ملتا تھا اور علامہ قزوینی

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسماء اللہ کبھی اسم اعظم لیکن اسم اعظم کے وجود میں شک نہیں ہاں اُس کے تعین میں اختلاف ہی بعضے ہوالحی القیوم کہتے ہیں اور کوئی یا بدیع السموات والارض

فرماتے ہیں اور بعضے یا ذا الجلال والاکرام خواہ یا قریبا غیر بعید یا احسان یا شان یا حبیب ودعوة المضطربین خواہ یا صمد اور بعضے ہوالاول ہوالاخر یا الم یا کبیر یا اویس بسم اللہ

مضمربلاتے ہیں اور اکثر اہل تحقیق کا اتفاق ہے کہ یہی اسم اعظم ہی اور تقابیر معتبرہ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ لفظ رب کا اسم اعظم ہی تفسیر سبیر میں حضرت خضرؑ سے منقول ہے کہ جس اسم سے اللہ کو

سارا جہان پکارے وہی اسم اعظم ہی قرطبی وغیرہ میں ہے کہ الحق بیشتر اسی اسم سے مخلوقات نے خدائے کائنات کو پکارا ہے حملہ غوش نے ندا کی ربنا وسعت کل شیء رحمۃ وعلما آدمؑ نے دعا کی ربنا ظلمنا

اور نوحؑ نے رب لاتذر علی الارض ابراہیمؑ نے رب اجعل ہذا البلد منی یوسفؑ نے رب ارجعنی الیٰ ہعیث علیہ السلام نے ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق حضرت صالحؑ نے ربنا ہب لنا من

ارد اجداد ذریاتنا قرۃ اعین حضرت ایوبؑ نے وایوب اذ نادى ربہ حضرت یونسؑ نے رب انی ظلمت نفسی حضرت سلیمانؑ نے رب اغفر لی وہب لی ملکا لیتغنی لاعداء من بعدی حضرت

زکریاؑ نے رب انی وہن العظم منی حضرت عیسیٰؑ نے ربنا انزل علینا ما ندرہ ہمارے حضرت شفیعؑ نے محمد مصطفیٰ صلعم نے ربنا لا تو اخذنا ان نسینا او نخطانا اور اصحاب کہف نے ربنا اتنا من لدنک

رحمۃ فرزند ان صلح رب ارحمنا کما ربنا لی صغیرا حواریوں نے ربنا انما بانزلت ما در مریم نے رب انی نذرت لک ما فی ظنی محررا یہ امراۃ فرعون نے رب ابن لی عندک بیتانی البختہ بقیس نے

رب انی ظلمت نفسی و اسلمت اور ہمارے حضرت کے اصحاب باصفانے ربنا اتنا فی الذیاحسنۃ اور تابعین نے ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان مومنین نے ربنا انما سمعنا و یا بنا و یا

لایمان اہل علم نے ربنا ما خلقت ہذا باطلا و شیطانا نے رب انظرنی الی یوم یبعثون اسی طرح ایماندار و صلحا حسب حاجت اور مواعید لطف و برکات کو چاہیں گے عرض کریں گے ربنا انما لنا نورنا

ربنا آتنا ما وعدتنا اور کفار اور اشرقیاء جب درکات سے نجات چاہینگے ہاتھ اٹھائینگے دعا کو ربنا اخرجنا  
منہا ربنا غلبت علینا شقوتنا اس سے معلوم ہوا کہ ہر کسی کی دعا اور دعا اسی اسم کے ساتھ ہو اور معنہ دعا و  
بشارت اور قبولیت کے ساتھ بھی اسم مخصوص ہو کما قال اللہ تعالیٰ ادعواکم تضرعاً وخیفۃً ویکرم عنفی  
اے تجب لکم فاستجاب لکم بہم فائدہ اول ہنہ بیان کیا کہ بالاتفاق اللہ کا لفظ اسم اعظم ہو اور یہاں  
ظاہر ہوا کہ رب کا لفظ اسم اعظم ہو سو ان دونوں بات میں منافات نہیں اس واسطے کہ تحقیق کے  
نزدیک اسماء ربانیہ ذات موجودات کی نسبت و قسم بین ایمان ثابتہ و حقائق علیہ کے اعتبار سے  
اسماء الوہیت کہلاتے ہیں جیسے قادر مزید ان میں اصل اسم اللہ ہو اور ان کو ان خارجیہ و حقائق  
کوئیہ کے امتیاز سے اسماء ربوبیت کہلاتے ہیں جیسے رزاق حیذا ان ناموں میں اصل اسم  
رب ہو پس یہ دونوں اسم ان دونوں حیثیتوں سے اسم اعظم ہیں پس جس طرح اسم اللہ اسکا  
الوہیت کا مرجع ہو ویسا ہی اسم رب اسماء ربوبیت کا مرجع ہو اگرچہ اسم اللہ کہ رب الارباب  
اسکے تحت تربیت میں سائر موجودات واقع ہو لیکن ہر شے اور ہر نوع اور ہر شخص کے  
لیئے مطلق ربوبیت سے ایک حصہ خاص ہو کہ وہ انکا مربی اور مقوم ہو اسی واسطے  
قرطبی میں ہے کہ اسم رب میں ایک خصوصیت خاصہ ہیں الرب والمربوب مفہوم ہوتی ہے  
کہ وہ خصوصیت رب کی جانب سے رافت اور رحمت پر شامل ہو علی الاتصال اور  
مربوب کی جانب سے فقر اور احتیاج کو کیونکہ اور حال میں تشاؤل ہو واللہ اعلم  
بحقیقۃ الحال القصہ یہ تینوں فرشتے مکتب افلاک سے مرکز خاک پر نازل ہوئے اور  
بنی آدم میں محتاط ہوئے دن بھر منہ حکومت پر فصل خصومات کرتے اور شب کو  
بقوت اسم اعظم آسمان پر اپنے صوامع عبادت میں بسر کرتے یہاں تک کہ ایک  
مہینہ اس حال پر گزرا اور عدل اور انصاف انکا شہرہ آفاق ہوا غر ایل نے  
اختلاط بنی آدم سے اپنی حقیقت فکیہ میں فی الجملہ تغیر پایا اور سمجھا کہ نتیجہ اسکا  
بہتر نہیں ہے پس درگاہ الہی میں بزاری اور نیا ساز کئے لگا سے الہی ظلم کر دم  
برتن خویش + درین غم نخلتے دارم ز حد بیش + رہائی وہ ز زندان غورم + بسر  
باعصہ دار السورم + حضرت ربانی نے گریہ اور بزاری اسکا قبول فرمایا اور  
طبیعت آدمی کی اس سے زائل کی کہ اپنی جگہ پر جا کر سجدہ شکر میں گرا اور  
چالینش برس سب سے میں پڑا رہا اور غرا اور غرایا بدستور حکومت رانی زمین پر

مشغول رہے یہاں تک کہ صیاد قضا نے دام ہلا میں مبتلا کیا ہے اول کہ سپر  
بال و پر بکشاویم و گفتیم کہ از قید ہلا آزادیم و جیتا و ازل کرشمہ کرد با و مانیز چو دیگران  
بدام افتادیم و روایت ہے کہ ایک روز اثنائے استعمال رفع مہات اور فصل خصوصاً میں  
ایک عورت زہرہ نام اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ  
ملکہ اہل فارس ملقب بہ بیہرست تھی اور بعضے کہتے ہیں ستارہ زہرہ تھا کہ بصورت  
ایک عورت کے متشکل ہو کے امتحان کے واسطے آیا بالجمہ ایک عورت جمیلہ بحسن تدبیر  
ولطف تقریر آراستہ اور زیور حسن و جمال سے پیراستہ ہو کے مجلس عام میں آئی  
اور اپنے شوہر پر داد خواہ ہوئی سے ازین عابد فریبی دل ربائی و ازین زاہد کبشی  
شوخی بلائی و نہال نوبر از باغ جوانی پہلے خوشتر از آب زندگانی بہ ملاحظت راجشش  
رنگ بر روے و حلاوت راز لعش آب در جوے و معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ اُلکی  
شیرین بیانی اور حسن کلامی نے دونوں فرشتوں کو بیتاب کر دیا کہ دل ہاتھ سے  
جاتا رہا ہے بذلہ گو سے و عشوہ ساز و شوخ چشم و غمزہ زن و خور و سے کا بچپن  
باشد ہلا سے جان بود سے کیے را پے در گل ماندہ از عشق و دگر دست بردل ماندہ  
از عشق و القصہ دونوں نے باتفاق اُسکے مقدمہ کو تاخیر میں ڈال دیا جب مجلس عام  
خلوت ہو گئی مافی الضمیر اپنا ایک نے دوسرے سے کہا دونوں کو معلوم ہوا کہ آتش  
عشق میں حریق اور دریا سے شوق میں غریق ہیں نہ نیست یک ساعت دل ناخالی  
از سوداے عشق و تاجہ آرد بر سر ما عاقبت غوغاے عشق و دوسرے دن وہ حسینہ  
دلہ با پھر آئی کہ دونوں نے اُسکو خلوت میں طلب کر کے راز نفتہ اپنا بمقتضا سے  
عاشق روے تو ایم از تو چہ پنهان داریم و ہلا تکلف آشکارا کیا اُس نے بکرشمہ خوبی و غنج و  
دلالت محبوبی جواب دیا کہ تم مجھ سے دین میں مختلف ہو اور باوجود مخالفت مذہب یہ معاً  
نہیں ہوتا ہی قطع نظر اس سے شوہر میرا نہایت غیور ہے اگر وہ نیگا کہ میں تمہارے ساتھ  
نشست و برخاست کرتی ہوں تو بیشک مجھکو مار ڈالے گا پس اگر تکو طواف کعبہ مجاورت  
میر ہی کا منظور ہے تو میرے بت کو کہ قبلہ پرستش میرا ہی سجدہ کرو اور چو سر چشمہ وصال سے  
سیراب ہو اچاہتے ہو تو میرے خصم کو کہ اُسکے خار آزار سے دل بر خون رکھتی ہوں قتل کرو  
فرشتوں نے کہا معاذ اللہ عبادت غیر حق گناہ عظیم ہے اور قتل ناحق فعل شنیع ہم سے یہ دونوں

امر ہو سکیں گے ناچار وہ مشوقہ دلربا یوں طغنه کر کے چپ ہوئی سے گرتھیں تھا تصور انجام  
 کیوں عبت عشق کو کیا بدنام ہے چونکہ اس کے دل میں قلق الفت اور اضطراب محبت غالب ہو گیا تھا  
 دوسرے دن اسکو پیغام بھیجا کہ گذشتی بر مزارم شورشنے انداختی رفتی ہے کف خاک را  
 صحرا سے محشر ساختی رفتی ہے گرفتی شیشہ دل را شکستی تاختی رفتی ہے صد اہامی شنیدم  
 جا بجا انداختی رفتی ہے اور کہا ہم ناچار تیرے گھر میں مہمان ہونگے سے بنجانہ اش روم و این کم  
 بہانہ پیش ہے کہ دست بدم و کردم خیال خانہ خویش ہے او سے کہا بیجا بنے تکلف تشریف  
 لاسیے میں راضی ہوں اور اپنے مکان خلوت کو آراستہ اور خود بنفاست زیور و لباس  
 سے پیراستہ ہو کر بیٹھی اور حسب عادت دو چار شیشے شراب کے سامنے رکھ کے مستند  
 فریب ہوئی جب یہ دونوں دل نشہ از خود رفتہ مکان مشوقہ میں پہنچے تو یہ کہا سے میسر کے  
 شود وصل تو اسے آرام جان مارا ہے کہ از خوشی ان ترا بیم است و از بیگانگان مارا ہے اور از بسکہ  
 آتش شوق سے سوزان اور پیش عشق سے پریشان تھے وقت خلوت عنینت جانکر  
 کہنے لگے سے بیائے جان بشینم با تو ہے کہ فردا من کجا باشم کجا تو ہے نہ نام با تو کے گرد ملاقا  
 زمانے من ترا بیم مرا تو ہے اسے کہا کہ میں چار چیز دان میں تلو اختیار دیتی ہوں یا تو میرے بت کو  
 سجدہ کرو یا میرے شوہر کو قتل کرو یا بھگلو اسم اعظم تعلیم کر دیا ایک قدح شراب نوش فرماؤ  
 ان دونوں نے باہم مشورہ کیا کہ شکر و قتل نفس گناہ شدید ہے اسکو کرنا چاہیے اور اسم اعظم  
 سہا آئی ہے اسکو بلانا چاہیے مگر شراب پینا گناہ سہل ہے لا باس ہے سے آن تلخ و شش کہ صوفی  
 ام انجباتش خواندہ اشقی لنا و احلی من قبلہ الغاراء اور یہ نہ سمجھے کہ مجمع الفسادات اور  
 ام انجباتش ہی سے کس نہ بیماری نگر دبت پرست ہے پیش بت مصحف بسوزد مرد دست  
 غرض کہ بزم عیش میں بیٹھ کر جام می نوش فرمایا اور محتسب عدل کو فراموش کیا اور  
 حسب حال اون کے زبان حال نبی آدم یوں ترنم ہوئی سے کل شیخ بن کے مجتہد عصر  
 سابقا ہے دکھلا کے باغ سبز ثواب و عذاب کا ہے کہنے لگا زراہ تختہ مجھے بطنہ معلوم  
 ہو گا شہر میں پینا شراب کا + میں نے کہا کہ میں بھی ہوں یہ خوب جانتا ہے پر کیا کروں  
 کہ ہوا بھی عالم شباب کا ہے تقصیر ہو معاف تو ایک عرض میں کروں ہے گراپ بھلو کیجے  
 نہ مورد عتاب کا ہے تقویٰ ہمارے آگے ہو تب آپکا درست ہے اور تب یقین ہو آپکے اس  
 اجتناب کا ہے ہو و کنج باغ ہوساقی ہوا ماہ و شش ہے اور کوئی دان نخل نہ باعث

چاب کا چ گردن میں ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیجا چ یہ ریش چسپہ جلوہ ہو رنگ خضاب کا  
 کھینچ اسکو اور منہ سے ملا کر کے اپنا منہ چ دی ذائقہ زبان سے دہن کے لعاب کا چ منت  
 سے یون کے کہ ہمارا اوس پیہ چ گردنی بجائے جلد یہ پیالہ شراب کا چ اُس وقت میں سلام  
 کروں قبلہ آپکو چ گرا آپ خوف کیجیے روز حساب کا چ اور استحسان بغیر تو یہ آپکا غلام چ  
 قائل نہیں ہو قبلہ کسی شیخ و شاب کا چ اچھا حاصل شراب پی کے دونوں ہیوش ہو سے وہ  
 زیادہ چنان آتے ہر فروخت چ کہ می خوارگان را در درخت سوخت چ بعد اسکے بت کو  
 سجدہ کیا اور اسکے شوہر کو بھی مارا اور اسم اعظم بھی تعلیم کیا اس عشق ازین بسیار کردست و  
 کند چ سجدہ راز مارا کردست و کند چ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ عورت اسم اعظم کو پڑھ کے  
 آسمان کو گئی اور حق تعالیٰ نے اوسکی روح کو ستارہ زہرہ کی روح سے متصل کر دیا اور  
 بصورت زہرہ سنخ ہو گئی اور یہ دونوں فرشتے اوسکے ساتھ بجاسکے اور اسم اعظم انکو بھول گیا  
 جب مستی شراب سے ہوش میں آئے تو ندامت سے افسوس کرنے لگے اور گویا کہنے لگے  
 کہ دونوں جہان کے کام سے ہم چ نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے چ نہ خدا ہی ملا  
 نہ وصال صنم چ نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے یعنی سبحانہ تعالیٰ نے اس حال سے ملائکہ  
 آسمان کو مطلع کیا کہ یہ دونوں فرشتے باوجود اسے کہ میری تجلی سے غائب نہ تھے بلکہ شہود اتم انکو  
 نصیب تھا محض بغلبہ شہوت اس معصیت میں گرفتار ہوئے بنی آدم کہ میرے حضور  
 سے غائب ہیں اور شہوت انکی طبیعت میں مخمر ہے اگر یہ مصدر معاصی ہو جائیں تو کیا عجب ہے  
 سب ملائکہ مقرر بنجھا ہوئے اور اوس وقت سے واسطے اہل زمین کے استغفار کرتے ہیں  
 چنانچہ حق سبحانہ فرماتے ہیں والملائکہ یسبحون بحمد ربهم ویستغفرون لمن فی الارض آخر کار  
 ان دونوں فرشتوں نے اپنا حال تغیر پایا اور زار زار روئے اور حضرت ادریس علیہ السلام  
 کی خدمت میں آئے اور حال زار اپنا بیان کر کے شفاعت کی درخواست کی حضرت  
 ادریس علیہ السلام نے وعدہ فرمایا کہ جمعہ آئندہ میں تمہارے واسطے جناب باری میں آئیں  
 کروں گا جب وہ جمعہ گذر گیا تب حضرت ادریس نے کہا کہ اس جمعہ کو دعا تمہارے حق میں  
 مقبول نہ ہوتی تامل کرو جمعہ آئندہ تک جب جمعہ دوسرا آیا تو حضرت ادریس علیہ السلام نے  
 فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تمکو عذاب دنیا اور آخرت میں اختیار دیا ہے اگر چاہو عذاب دنیا اختیار کرو  
 اور اگر چاہو عذاب آخرت پر آمادہ رہو دنیا میں کچھ مواخذہ نہو گا کلمۃ النقص میں لکھا ہے کہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام بفراوان ربانی اسکے پاس آئے اور خبر دی کہ نام تم دونوں کا ستیغہ ہو گیا یعنی غرا کا ہاروت اور غرایا کا ماروت ہوا اور تم کو اختیار ہو محنت اس جہان اور مشقت اس جہان میں انھوں نے باہم مشورت کر کے باہم خیال کہ عذاب دنیا فانی ہو اور عذاب عقبی باقی عذاب اس جہان کا اختیار کیا حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ انکو زنجیر سے آہن میں کس کے اور بدن کے بال باندھ کے چاہ بابل میں کہ آتش تیز سے شعلہ زن ہو اٹھا لگا دو اور ایک ایک فرشتہ نوبت نبوت قیامت تک انکو تازیانہ آتشیں سے مایا رہے اور اُن پر تشنگی باہم مرتبہ غالب کی ہو کہ شدت عطش سے زبانیں منسوختے باہر پڑتی ہیں اور طرفہ عذاب یہ ہے کہ بمقدار ایک بالشت کے پانی سرد خوش گوار لبون کے مقابل رکھا ہو اور پیئے نہیں پاتے ہیں والیبا ذبا من غضب اللہ فائدہ واضح ہو کہ اس قصے کو تفاسیر محدثین اور سنن بیہقی اور سند امام احمد میں بروایات متعددہ اور طرق مختلفہ کہ بعض اہل تصحیح میں اس طرح بیان کیا ہے لیکن یہ تکلمیں مفسرین مثل امام رازی اور قاضی بیضاوی اس قصے کی انکار کرتے ہیں اس طرح سے کہ نظم قرآنی میں کوئی بات ایسی کہ شعر اس قصے پر ہو نہیں پائی جاتی ہے پس ایسی روایتیں کہ مخالف اصول اور قواعد دین کے ہوں قابل اعتبار کے نہیں کہ اس واسطے کہ اس قصے میں چند باتیں اصول عقائد کے خلاف ہیں اول یہ کہ فرشتے بالاباع معصوم ہیں گناہ کبیرہ ان سے صادر ہونا منافی عصمت کے ہو دوسری یہ کہ اس عورت فاجرہ کو باوجود جنائمت کے کس طرح ممکن ہو کہ بزور اسم اعظم آسمان پر چلی گئی کہ واسطے کہ دعوت اسما کے واسطے بہت شرطیں ہیں عمدہ اور تقویٰ اور طہارت بھی ہو تیسری یہ کہ نسخ اور تبدیل صورت گویا عقوبت ہو اور عقوبت تحقیر اور اہانت کا سبب ہو اور ستارہ درخشندہ ہونا دلیل کمال عظمت اور بزرگی پر ہے جو تھی یہ کہ زہرہ ایک ستارہ ہو مشہور کہ قبل از خلقت حضرت آدم مخلوق ہوا تھا اور اس قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ستارہ بعد از واقعے کے ہوا ہے یا پچھلے میں اس قصے میں فرشتوں کی زبان سے نقل کیا ہے کہ فرشتوں نے جناب الہی میں عرض کیا کہ ہم باوجود شہوت اور غضب کے گناہ نکرنگے حالانکہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر تم میں بھی شہوت اور غضب ہوتا تو تم بھی معصیت میں مبتلا ہو جاتے پس صریح تکذیب خدا لازم آتی ہے اور یہ فعل شیخ منافی ایمان کے ہے چہ جائے ملکیت پس سبب نازل کرنے ان دونوں فرشتوں کا یہ تھا کہ علم سحر جو کہ علوم الکلیہ سے ہے نوع انسان میں باقی رہے اور انبیا علیہم السلام کی یہ شان نہیں تھی کہ ایسے علوم سحر

بیان الکتاب اقصیٰ  
بمروت و دولت  
نسبت امام رازی  
و بیضاوی

ضرر کو کہ اُس سے تاثیرات مخلوقات کا اعتقاد اور تاثیرات خالق سے غفلت ہو جائے تبلیغ  
 فرمادین جیسے علوم فلسفہ اور طبیعیہ کہ ضرر اور نفع سے زیادہ ہی بیان نہیں کرتے بلکہ دیدہ و  
 دانستہ اوس سے سکوت کرتے ہیں اس واسطے کہ حقیقت نبوت دعوت الخلق الی الحق  
 ہو اور یہ علوم اس غرض میں نخل ہوتے ہیں پس ضرور ہوا کہ دونوں فرشتوں کو واسطے  
 تعلیم سحر کے نازل فرمائیں اور تعلیم سحر میں کچھ قباحت نہیں ہے اس واسطے کہ نہایت کار سحر کفر  
 اور جو چیز بودی بکفر ہو تعلیم اوسکی مضائقہ نہیں ہے مثلاً کوئی شخص کہے کہ اگر فلان ستارہ کی کوئی  
 پرستش کرے تو یہ اثر بخشیکار اور اگر فلان شیطان کی عبادت کرے تو یہ مطلب حاصل ہو جائیگا  
 اور دوسرا شخص اس کلام کہ شکے یہ کام کرے تو کفر یہ عبادت و اعتقاد ہونہ کہ بیان کرنا اسکا  
 اور سحر کے فائدے بھی بہت ہیں جیسے امیاز کرنا بحضرات انبیاء اور کرامات اولیا اور سحر  
 جادو گروں میں اور اس طرح فرق کرنا طلبات اور نیرنجات اور شعبہ دون میں بھی اسی علم سے  
 حاصل ہوتا ہے بلکہ جو لوگ اس علم سے ناواقف ہیں ایسی چیزوں میں اصلاً فرق نہیں کرتے ہیں  
 حتیٰ کہ ساحر اور شعبہ باز کو مثل انبیاء اور اولیا کے جانتے ہیں اور بعض اعمال سحر کہ واسطے  
 ہلاک کرنے دشمن خدا اور الفت مردوزن کے اور دفع کرنے شرطا لم کہ ہیں درحقیقت مستحبت  
 شرعیہ میں داخل ہیں اور یہ بھی ہے کہ جب کوئی شخص توبہ سے کوجائے محل ناپسند میں صرف  
 کرنے سے احتراز کرتا ہو تو مستحق ثواب ہوتا ہے کہ باوجود قدرت گناہ کے گناہ سے باز رہا اور یہ بھی ہے  
 کہ شہر بابل میں آدمیوں کو سحر کا کمال شوق تھا کہ عجیب و غریب چیزیں سحر سے استخراج کرتے تھے  
 اور اسی سبب کمال خود بینی اور غرور انکو پہنچا تھا کہ خدا سے فائل ہونگے تھے اس واسطے حکمت  
 الہیہ مقتضی ہوئی کہ اوسوقت میں دقائق اس علم کے غیب سے بواسطہ ان ولون فرشتوں کے  
 کھولے جائیں تاکہ یہ لوگ بھی معلوم کریں کہ علم الہی سے کبھی مستغنی ہونا چاہیے چنانچہ آیت قرآنیہ  
 ما نزل علی الملکین دلیل صیح ہے کہ یہ علم جناب الہی سے نازل ہوا ہے اور فرشتوں کے حال  
 سے بھی خبروی ہو و ما یعلمان من احد حتی یقولوا انما نحن فلقہ فلا کفر یعنی وہ دونوں فرشتے نہیں  
 سکھاتے ہیں کسی کو یہاں تک کہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم ہیں آزمانے کو پس توست کا فرہو اور یہ نصیحت  
 اور وعظ دلیل ہے کہ یہ دونوں فرشتے آپ سے تعلیم سحر نہیں کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ منظور  
 محض تعلیم نہ تھی بلکہ تعلیم اور منع دونوں تھے بالجملہ متنہام تکلمین سبطور سے گفتگو کرتے ہیں لیکن  
 اگر تفسیر روایات کہ اس باب میں وارد ہیں کیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ اس قصے کی بھی اصل ہے

اس واسطے کہ جو کچھ اس باب میں بطریق موقوف یا مرفوع یا خبر یا اثر کے وارد ہوا ہے جو قدر مشترک  
 اسکی متواتر ہے گو خصوصیات واقعہ میں کچھ اختلاف بھی ہوا اور انکار قدر متواتر نہیں ہوا اور  
 جو کچھ کہ وجوہ مخالفت میں قواعد دینیہ سے متکلیف نے بیان کیا ہے جو بحسب ظاہر قابل تسلیم ہیں  
 لیکن نظر تعمق اور سمیعین توجیہ ہو سکتی ہو تاکہ انکار روایات اور تکذیب قصہ حضرت یوسف  
 اور حضرت داؤد علیہما السلام وغیرہ کی لازم نہ آوے مثلاً کہہ سکتے ہیں کہ فرشتے گناہ سے  
 اوسیدم تک معصوم ہیں کہ اپنی صفت ملکیت پر باقی رہیں اور جب شہوت اور غضب  
 اونہیں دونوں ہوئیں تو اوس صفت سے خارج ہو گئے ہیں مقتضائے ملکیت کہ عصمت  
 اور طہارت تھا تھی ہو گیا اور ظاہر ہو کہ جب موثر بدلا اثر بھی بدل جائیگا اور وہ عورت اگرچہ  
 فاجرہ تھی لیکن اسم اعظم کا شوق رکھتی تھی الا اوسکے عوض میں فرشتوں سے وعدہ ہوا  
 کیا تھا اس باعث سے اس نفل میں حسن اور قبح مخلوط ہو گئے تھے حسن نیت اور باعث وقوع  
 صورت عمل پس صورت مجازات مسخ ہو گئی اور بحسن نیت ستارہ سے متصل ہو گئی اور سر پہ  
 کہ اوس عورت نے اپنے حسن و جمال کو وسیلہ قرب الہی گردانا تھا لیکن بیجا اور بے محل  
 پس اوسکو حسن اور جمال و ایسی عنایت ہوا کہ روح اسکی ستارہ زہرہ کی روح سے متصل  
 ہوئی اور صعود ارواح میں کچھ تعجب نہیں ہو چنانچہ ہمچے نیک مردوں کی روح ساتون آسمان  
 سے گزر جاتی ہے اور ہر چند کہ صورت کو کبیہ کو نسبت اور مخلوقات کے شرافت اور بزرگی کو  
 لیکن نسبت صورت انسانہ کے متحرک ہیں تعظیم بالنسبہ اور تحقیر بالنسبہ دونوں متحقق ہوئیں  
 اور فرشتوں کے کلام میں تصیم غم طاعت اور عدم عصیان کا بیان ہے نہ تکذیب اور  
 تجمیل الہی پس معنی کلام کے یہ ہیں کہ ہم اپنی طرف سے غم مصمم رکھتے ہیں گو واقع خلاف  
 اوسکے ہو ظاہر ملا کہ کلام الہی سے یہی سمجھے ہو گئے کہ شہوت اور غضب جس مخلوق میں  
 ترکیب دیا جائے مستلزم عصیان ہے اگرچہ بی اختیار ہو لیکن اپنی طرف سے عرض کیا کہ ہم سے  
 با اختیار خود مصیبت نہوگی پس اس کلام سے تکذیب لازم نہیں آتی ہے اور مسخ کر دینا عورت کا  
 بصورت زہرہ جو بیان ہوا ہے معنی اوسکے یہ ہیں کہ روح اسکی زہرہ کی روح سے متصل ہو گئی  
 نہ یہ کہ سابق سے یہ ستارہ ہی تھا پس خلاف واقع نہیں لازم آتا ہے زہرا بن بکار اور ابن مردویہ  
 اور دیلمی حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ صورت میں مسوخہ کس قدر ہیں فرمایا کہ تیرہ ہاشمی ریچھ خوک

جواب از نکل  
 تکلیفین

اصح  
 انکار بقدر مشترک  
 علیہ بنفوس مردوں  
 راز و خصال  
 نقاب امور  
 علیہ بنفوس مردوں  
 الحالیہ چنانچہ  
 صورت  
 بیست

بندر مار ماہی سوشمار طوطا بچھو جولانہ کہ دریاؤں میں ہونا ہے اور عربی میں اوسکو دعیوص کہتے ہیں  
 عنکبوت خرگوش سٹیل زہرہ تب میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کس طرح مسخ ہو سے فرمایا  
 کہ فیل مرد سرکش اور دولت مند تھا جو کہ بلواطت اور ترس ایک شخص تھا محنت کہ اگو مانند  
 عورتوں کے آراستہ کر کے مردوں کے پاس جاتا تھا اور خوک ایک جماعت تھی نصاریٰ کی  
 کہ کوفان نعمت نزول ماندہ اون سے صادر ہوا تھا اور بندر یہودی لوگ تھے کہ شبہ کو شکار مچلی کا  
 کرتے تھے اور مار ماہی ایک مرد تھا دیوت کہ اپنی عورت کی دلا لگی کرتا تھا اور سوسمار ایک گنوار  
 تھا باویہ نشین کہ حاجیوں کا اسباب چوری کر لیتا تھا اور طوطا ایک شخص تھا کہ درختوں سے  
 سیوہ چراتا تھا اور کر دم ایک مرد تھا سخن چین و زبان دراز کہ کوئی شخص اوسکی زبان سے محفوظ  
 نہیں رہتا تھا اور دعیوص ایک مرد تھا چنل خور کہ درمیان دو ستون کے جدائی ڈالتا تھا اور  
 عنکبوت ایک عورت تھی جس نے اپنے شوہر کو سحر کر کے مار ڈالتا تھا اور خرگوش بھی عورت تھی جو حوض  
 و جنابت سے غسل نہ کرتی تھی اور سہیل چوکیدار تھا میں میں کہ ہر کسی سے بچھو کھچھ لیا کرتا تھا اور زہر  
 و خربا و شاہ تھی کہ اسنے ہاروت و ماروت کو فریفتہ کیا تھا اور نافع المسلمین میں ہے کہ تعداد مسموعات  
 میں اختلاف ہے بعضے اوتیس کہتے ہیں اور بعضے ستائیس چنانچہ بارہ باستنار و دعیوص لکھے گئے  
 اور سترہ یہ ہیں ایک روباہ کہ مرد چرتھا اور مال و اسباب کار و انیون کا غارت کر لیتا تھا دوسرا  
 سلطان کہ مرد کفن چرتھا جسکو تباش کہتے ہیں تیسرا بانہ ایک عورت تھی کہ اپنے داماد سے ہم ستر  
 رہتی تھی چوتھا زنبور ایک مرد عابد تھا کہ علی کی تعمیر کرتا تھا پانچواں کھنر ایک مرد مالدار تھا کہ اپنی لونڈیوں  
 سے دریا میں کھڑے ہو کر جامع کرتا تھا چھٹا زاع ایک مرد تھا فتنہ انگیز و تلکھہ اسی نے طریقہ سودا و اجاری  
 کیا ہے ساتواں فاختہ ایک مرد تھا کہ قسم کھا کر وفائے عمدہ نہ کرتا تھا آٹھواں لعلقہ ایک مرد تھا کہ اپنی اونٹوں  
 زنا کر کے خرچی لیتا تھا نو ان کنجشک ایک مرد بصورت صوفی تھا اور رقص و ہزل کو سباح کہتا تھا دسواں بن  
 ایک مرد تھا جس نے مذہب قدریہ ایجاد کیا گیارہواں چند ایک شخص یہودی تھا جس نے اپنی ہمشیر کو خرچی  
 بیجا تھا بارہواں کتا تیر ہواں شیر چوہواں باز بند ہواں بط کہ ان چاروں کے افعال معلوم نہیں ہوتے  
 سولہواں طادس مٹھواں شہر کہ ایک مرد آفتاب پرست تھا اور نفسیہ عزیز میں دو حکایتیں  
 عجیب لکھی ہیں ایک کہ حاکم و بہتی نے عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت دو تہ اجندل  
 کی حضرت صلعم کو تلاش کرتی آئی اور یہ کہتی تھی کہ مجھے کچھ پوچھنا تھا افسوس آنجناب رحلت فرما گئے  
 جب میرے پاس آئی تو میں نے پوچھا تیری کیا حاجت ہے اوسنے کہا میرا خاندان بد مزاج تھا

کہ یہ جماعت  
 کی نام آواز

احوال در سوسمار  
 تقدیر انکبوت  
 تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء جلد اول  
 ان سوسمار  
 کہ ان سوسمار  
 و بندہ ان سوسمار  
 تلک کو بندہ ان سوسمار  
 علقہ بندہ ان سوسمار  
 جانور سوسمار  
 سوسمار سوسمار  
 سوسمار سوسمار

اس سبب سے میں پنج مین رہتی تھی اسی عرصہ میں ایک ضعیفہ میرے پاس آئی اوس سے  
میں نے خاوند کی شکایت کی اوس نے کہا اگر میرا کہنا کر تو خاوند مطیع ہو جائے میں نے کہا ضرور  
کروں گی سو وہ چار چھ گھنٹی رات باقی رہے دو گئے لائی کابلے ایک پر آب چڑھی دوسرے پر  
مجھے چڑھایا اور ایک لمحہ میں زمین بابل میں پہنچی وہاں دو شخص اولٹے لٹکے نظر پڑے انھوں نے  
مجھے پوچھا تو کیوں آئی ہو میں نے اوس ضعیفہ کے سکھلانے سے کہا میں سحر سیکھوں گی  
وہ بولے سحر حرام ہے اوسکے سیکھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے تو یہاں سے چلی جا میں نے کس  
سیکھے ہوئے نہ جاؤں گی الفرض وہ دونوں منع کرتے تھے اور میں مصر تھی آخر کار مجھے کاکہ  
اس تنور میں پیشاب کر سو میں تنور پر گئی مگر خوف سے پلٹ آئی اور میں نے کہا کہ یہاں کہ پیشاب کر آئی  
بولے تو نے کچھ دیکھا میں نے کہا کچھ نہیں انھوں نے کہا تو جھوٹی ہو یا سحر ہے، حق میں بہتر ہے  
کہ یہاں سے چلی جا میں نے قبول نہ کیا پھر کہا پیشاب تنور میں کر پھر میں تنور پر گئی اور خوف سے  
واپس آئی اسی طرح تین بار وقوع میں آیا چوتھی مرتبہ میں نے دیکھو مضبوط کر کے تنور میں پیشاب  
کیا تو اسی وقت ایک سوار زرہ پوش مسلح اوس تنور سے نکلا اور جانب فلک چلا گیا بہانہ کہ  
میری آنکھوں سے غائب ہو گیا تب میں اون دونوں کے پاس گئی اور تمام واردات بیان کی  
وہ کہنے لگے درست ہے یہ سوار زرہ پوش تیرا ایمان تھا کہ تجھے جدا ہو سکے چلا گیا اب تو رخصت ہو کہ  
سو میں کامل ہو گئی سو میں سخت سراپہ ہوئی اور اوس ضعیفہ سے کہا کہ تو مجھکو سحر سکھانے کو لائی تھی  
وہ تو کچھ نہوا میرا ایمان مفت کیا ادسنے کہا کہ یہاں کا طریق تعلیم یہی ہے اب تو ساحرہ ہو گئی کہ کچھ زبان  
سے کہے گی وہی ہو گا میں نے کہا کیوں مگر یقین ہو اوسنے کہا ایک دانہ گندم لیکر زمین پر ڈال اور  
کہ نکل آسویں نے دانہ گندم لیکر زمین پر ڈالا اور کہا نکل آجور دکنے کے وہ دانہ درخت ہو گا اور  
میرے کتنے سے وہی دانہ درخت بھی ہوا اور خوشہ لایا اور پختہ ہو کر طیار ہو گئی کہ روٹی ملی کا پڑا ہو  
ہو گئی جب کہ یہ کیفیت میں نے دیکھی تو مجھکو اپنے ایمان کا نہایت افسوس ہوا میں قسم کھاتی ہوں  
خدا کی احوام المؤمنین کہ میں نے آج تک ہرگز ہرگز کیسے حق میں بدی نہیں کی ہو اور نہ میرے  
دل میں کیسے ساتھ بدی کا ارادہ ہو اور میں حضرت صلح کے اوصاف عمدہ شکر بیان حاضر ہوئی  
کہ اون سے تیرا ایمان پھر آنے کی دریافت کروں گی وہ نہ لے اسکی نہایت حسرت ہوا المؤمنین  
نے فرمایا کہ حضرت کے اصحاب موجود ہیں اون سے پوچھو وہ سب یاروں کے پاس گئی کہیں  
کچھ نہ فرمایا مگر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تیرے مان باپ دونوں زندہ

ہوں خواہ ایک ہوا و نکی خدمت کر کہ ایمان پھر آوے دوسری حکایت یہ ہے کہ ابن منذر نے  
 ازراعی سے روایت کی اور وہ ہارون بن رباب سے روایت کرتا ہے کہ ایک روز میں عبد الملک  
 بن مروان کی ملاقات کو گیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص تعظیم ذکر کریم تکبیر لگاے مجلس میں بیٹھا ہے  
 حاضرین مجلس سے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ یہ شخص ہاروت ہاروت کو دیکھ آیا ہے اس  
 باعث سے اسکی تعظیم ہوتی ہے سو میں نے اسکو سلام کیا اور قصہ پوچھا اسنے روکر کہا کہ میرا معاملہ  
 یہ ہے کہ میں نوجوان تھا میرا باپ مجھکو لڑکا چھوڑ کر مر گیا تھا اور مال و اسباب میری مان کے قبضہ میں تھے  
 جو کچھ چاہتا تھا میں صرف کرتا تھا جب ایک مدت گزری اور مجھکو شعور ہوا تو میرے دل میں گذرا کہ اپنی  
 مان سے کثرت مال کی علت دریافت کروں میں نے باصرار پوچھا اسنے کہا اسکا حال مت پوچھ  
 عیش و عشرت سے بسر کر مال بہت ہو کئی پشتوں کو کافی ہو گا میں نے نہایت الحاح و زاری کی  
 آخر مجبور ہو کر وہ مجھکو گھر کے اندر لیکتی اور تمام مال و اسباب دکھلایا تو فی الحقیقت ایک بڑا خزانہ تھا اب  
 مجھکو زیادہ تر شوق ہوا کہ اسقدر مال کس طرح جمع ہونا چاہا اسنے کہا کہ تیرا باپ ساحر تھا اسنے یہ سب  
 مال سحر سے جمع کیا ہے میں نے کہا کہ باوصف تندرستی باپ کے مال پر تکیہ کرنا بہت ہمتی ہو میں بھی  
 سحر سیکھوں گا اور مال جمع کروں گا سو میں نے اپنی مان سے پوچھا کہ ایسا بھی کوئی آدمی ہے جو سحر سیکھے  
 اسرار سے واقف ہو اور وہ سحر جانتا ہو اسنے کہا ایک شخص فلان شہر میں ہے چنانچہ تین سفر  
 کیا اور اسکے پاس گیا اور سوڈب سلام کر کے بیٹھا اسنے نہیں پہچانا اور میرا حال پوچھا میں نے  
 التماس کیا کہ فلان شخص کا بیٹا ہوں تو اسنے گلے لگایا اور مجھکو کہا اور مزاج پرسی کی بعد ازان بٹھا  
 مستفسر ہوا اور کہا کہ تیرا باپ اتنا مال چھوڑ گیا ہے کہ تیری کئی پشتوں کو کافی ہو گا میں نے کہا کہ مجھکو مال کی  
 احتیاج نہیں ہے میں تو سحر سیکھا چاہتا ہوں اسنے کہا کہ اسکا خیال نہ کر کہ اس میں ہرگز فائدہ نہیں ہے  
 میں نے نہایت اصرار کیا اور بہت خوشامد کی تب اسنے ایک دن مقرر کیا کہ اسیدن حاضر ہو اور  
 ایسا وعدہ کا مستعدی اسنے کہا کہ میں تجھے ایک مقام پر لے چلوں گا وہاں خدا کا نام نہ لینا چاہیے  
 اپنے ہمراہ ایک نقب میں جو نیچے زمین کے تھی لیگیا خیال کرتا ہوں تو تین سو کئی زینے اور تیرا بڑے  
 اور آفتاب کی روشنی مطلق نہ تھی جب یہ مرحلہ طی ہوا تو دیکھتا ہوں کہ ہاروت ہاروت لوہے کی  
 زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہو امین لنگے ہیں آنکھیں بڑی بڑی اور پیر بھی نہایت بڑے کہ مجھکو  
 نہایت خوف ہوا تو میں نے کہا لا الہ الا اللہ یہ کلمہ سنتے ہی اپنے پروں کو جنبش دینے اور چلانے  
 لگے بعد اسکے خاموش ہوئے امتحان میں نے پھر کہا لا الہ الا اللہ تو انھوں نے پھر اپنے پر

کتابت

پھٹ پھٹا کر نل کی اب میں خاموش ہو کر کھڑا ہوا وہ دونوں مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ تو آدمی ہو میں نے  
 کہا آدمی ہون بیان کرو کہ لالہ اللہ کے سننے سے تم کیوں پریشان ہوئے کہنے لگے کہ جس دن سے  
 ہم اس بلا میں پڑے اور اپنے مقام اصلی سے جدا ہوئے ہیں یہ کلمہ کسی کہ زبان سے نہیں  
 سنا آج تیری زبان سے سنا تو ہکو مقراصلی اپنا یاد آیا کہ ہم بے اختیار ہو گئے اب ہم پوچھتے ہیں کہ  
 تو کس امت میں ہو میں نے کہا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہون کہنے لگے کیا محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم پیغمبر ہوئے ہیں نے کہا پیغمبر آخر الزمان ہوئے اور وفات بھی پائی بعد اوسکے چار خلیفہ  
 ہوئے وہ بھی رحلت کر گئے تب کہنے لگے کہ امت محمدیہ تابع ایک شخص کے ہو یا کہ گروہ گروہ  
 علاحدہ ہیں میں نے کہا کہ تابع ایک شخص کے ہیں جسکو بادشاہ کہتے ہیں یہ سنا کر ناخوش ہوئے  
 پھر کہا ہم اتفاق ہو یا اتفاق میں نے کہا ظاہر میں اتفاق باطن میں نفاق اس کلام سے خوش  
 ہوئے پھر پوچھا کہ عمارت بحیرہ طبریہ تک پہنچی ہو یا نہیں میں نے کہا نہیں اس پر سخت ملول ہوئے  
 اور خاموش ہو رہے میں نے کہا کہ اول کلام سے ناخوش اور دوسرے سے خوش اور تیسرے سے  
 ملول کیوں ہوئے کہا جب تک امت موصوفہ تابع ایک بادشاہ کی ہو قیامت دور ہو اور جو ظاہری  
 اتفاق اور باطنی نفاق ہو قیامت نزدیک ہو اور نہ پہنچا عمارت کا بحیرہ طبریہ تک موجب بوجہ قیامت  
 ہو اور ہم قرب قیامت سے خوش ہوتے ہیں کیونکہ سبب قیامت پر ہر تب میں نے کہا  
 کہ مجھے کچھ نصیحت کرو کہ اسویامت کر اگر ممکن ہو کیونکہ کام مشکل درپیش ہو پھر میں وہاں سے بھاگا  
 اور سحر نہیں سیکھا حضرت اساذالاتا تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں کہ مشکلیں ایسے قصوں کے  
 بھی منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ دونوں فرشتے عذاب شدید میں مبتلا ہیں باوجود اسکے انکو فرصت تعلیم  
 سحر کی اور اختلاط و ارتباط نبی آدم سے کہ سلسلہ تعلیم و تعلم کی واسطے پر ضرور ہی ممکن نہیں جواب  
 یہ ہو کہ اگر حوصلہ انسانی پر قیاس کیا جائے تو البتہ مستبعد ہو مگر گفتگو فرشتوں میں ہو کہ اوسنے  
 حوصلے کی فراخی ظاہر ہو اور جائز ہو کہ باوجود گرفتاری عذاب کے قوت فکریہ اور نطقیہ برقرار رہتے  
 چنانچہ بارہا تجربہ ہوا ہے کہ اصحاب مکہ باوصف گرفتاری اوجاع مولمہ و امراض شدیدہ کے تعلیم  
 کر سکتے ہیں اور اوس علم کا مالہ و ما علیہ طالب علم پر القا کرنا نہایت آسان ہوتا ہے اور ادنی التفات  
 وہ کام کرتے ہیں کہ اور لوگوں کے تعمق نظر سے بھی سرانجام نہیں ہوتا پس ان دونوں فرشتوں کو  
 القاعے علم سحر میں اسی قسم کا ملکہ ہو گا خصوصاً جب تسلیم کیا جائے کہ نزول انکا واسطے تعلیم  
 سحر کے ہوا ہے تو جانب غیب سے بھی مدد کا پہنچنا ممکن ہے اور عدم اختلاط آدمیوں کا قابل

جواب اعتراض  
 مشکلیں

تسلیم ہو لیکن جائز ہو کہ شیاطین و جنات افاوے و استفادے میں واسطہ ہوسے ہوں چنانچہ  
 قتاوہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہر سال ایک شخص شیطانوں سے ہاروت ماروت کے  
 پاس جا کر سو سیکھ آتا ہے اور آدمیوں میں پھیلاتا ہے اور زمان سابق میں آدمی بھی اونسے ملتے تھے  
 اور علم سوسیکھ کر لکھتے تھے چنانچہ حکماءے بابل نے زمانہ فرود میں کئی طلسم ایسے بنائے تھے  
 کہ وہ کیسی سمجھ میں نہیں آتے تھے ایک طلسم یہ تھا کہ شہر کے باہر ایک حوض کے کنارے  
 سنگ مرمر خواہ تلبے کی ایک بطنہ کرکھڑی کر دی تھی اوسکایہ حال تھا کہ جب شہر میں کوئی  
 جاسوس خواہ چور یا اور کوئی مخالف جانے لگتا تو وہ ایسی غل مچاتی کہ تمام شہر والوں کو یہ معلوم ہوتا  
 کہ آج شہر میں کوئی نیا آدمی آیا ہے آخر گرفتار ہو جاتا و ستر طلسم ایک ڈھول بنایا تھا کہ جسکی کوئی چیز  
 چوری جاتی تو وہ اپنے اون آدمیوں کو جن پر چوپی کا گمان ہوتا تھا اوس ڈھول کے پل لکھڑا  
 کر دیتا تھا اور کہتا کہ اسپر ہا تو مارو جب چور کا ہاتھ لگتا تو پتہ و نام صاف معلوم ہو جاتا اور جو وہ چور  
 نہ ہوتا تو کچھ بھی آواز نہ لگتی اور تفسیر بحر مواج میں ہے اور تفسیر غریزی میں لکھا ہے کہ ایک طبل ایسا  
 بنایا تھا کہ جب کیسی کوئی چیز چوری جاتی تو اوس طبل کو بجاتے اوس سے یہ آواز لگتی کہ فلان  
 چیز فلان کے پاس ہے مثلاً زید کا دو سالہ بکر کے پاس ہے تیسرا ایک عجیب و غریب آئینہ بنایا تھا  
 کہ جس کسی کا کوئی عزیز یا دوست سفر کو جانا اور مدت تک اوس مسافر کا حال دریافت نہوتا اوسکے  
 دیکھنے سے مسافر کی کیفیت بخوبی معلوم ہوتی تھی اور طریق اوسکے دیکھنے کا یہ تھا کہ سال بھر میں ایک مرتبہ  
 کیا تھا کہ اوس یوم مہودہ پر جو کوئی اوس آئینہ کو بغرض دریافت حال دیکھتا تھا تمام حال مسافر کا  
 کھل جاتا تھا چوتھا ایک حوض فرود مردود کے جشن کے واسطے بنایا تھا کہ سال میں ایک بار تمام اعیان  
 و اشراف جمع ہوتے اور مشروب و مطعم کے قسم سے جو کچھ لاتے تھے اوس حوض میں ڈال  
 دیتے تھے اور خود عیش و طرب میں مشغول ہوتے جب فراغت کر کے گھر چلتے تو حوض کے  
 ساقی بطور تبرک اوسکی روٹی یا شربت یا شہنی نکال کر دیتے تھے مثلاً جب آدمیوں نے دودھ  
 شربت شہد بتا سے شکر وغیرہ ڈالا اور جب وہ خوب مخلوط ہو گیا جب پیالے میں نکالا دیکھا تو  
 جسے شہد ڈالا تھا اوسکے پاس شہد آیا اور جسے شربت ڈالا تھا اوسکو شربت ملا و علی ہذا القیاس  
 پانچواں طلسم ایک تالاب بنایا تھا کہ اوس میں تین مات دیوانی فوجداری کا فیصلہ ہوتا تھا مثلاً دو شخص باہم  
 تنازعہ کرتے اور حق باطل سے کسی طرح جدا نہوسکتا تھا اوس تالاب میں دو نوکھتے جو حق پر ہوتا  
 اوسکی ناف تک پانی پہنچتا اور جو باطل پر ہوتا ڈوب جاتا مگر یہ کہ حق کو قبول کرے اور باطل سے

طبلت حکماء  
 بابل

باز آوے تو مخوف طور ہے کذا فی الغزیری چھوٹا ان طلسم ایک چشمہ کے گردا گردا ون شہرون کے  
 نقشے بنائے تھے جو فرد کے زیر حکم تھے اوس میں عجیب بات تھی کہ جب حاکم کسی شہر کا نافرمانی کرتا  
 تو فرد اوس نقشہ شہر پر نہر کو جاری کر دیتا تھا کہ وہ شہر اسی سال میں غرق ہو جاتا تھا ساتواں طلسم  
 فرد کی بارگاہ میں ایک درخت عجیب بویا تھا کہ جتنے آدمی چاروں طرف سے آدین ادن سب کو  
 اوس کا سایہ پہنچ جائے اگر لاکھ آدمی ہوں تو بھی اوس ایک درخت کا سایہ کافی ہے اور جب لاکھ سے  
 ایک آدمی زیادہ ہو جائے تو سایہ بالکل نرسہے گا آٹھواں طلسم یہ تھا کہ شہر کے باہر ایک ایسی شکل  
 پتھر کی بنائی تھی کہ وہ درمزدون گزندون کو شہر کے اندر نہیں آنے دیتی تھی یہ طلسم تواریخ سے بروج  
 اور تفسیر غزیری میں نقل کیے ہیں اور حضرت استاذ الاستاذ قدس سرہ تفسیر غزیری میں ارقام  
 فرماتے ہیں کہ فرد و دود بھی ایسے امور میں کمال تو غل رکھتا تھا اور اسی وجہ سے عدیت سے  
 انکار کرتا تھا اور یہ قسم سحر کی شکل ترین اقسام سحر میں ہے اور جو کوئی اس قسم کے سحر پر قدرت  
 رکھتا ہو وہ جو چاہے کرے شمس کا کجہ امراض کا جسمین اطبا عاجز ہوں کر سکتا ہے اس سبب سے  
 کہ وہ شخص باسعادت روحانیات تیر کر تا ہے نہ باسعادت جسمیات اور کہنے اس صنعت کی یہ ہے  
 کہ ہر جسم کو فلک سے عناصر تک ایک روح ہوتی ہے کہ مدبر اوسکی ہے اور تاثیرات اجسام جملہ بطریق  
 ارواح ہیں اور جب ارواح تمام عالم کی سحر ہو گئیں تو گویا شخص مالک جہان ہو گیا ہیں بے مارت  
 جنگ و قتال قہر دشمنوں کا اوس سے ممکن ہے چنانچہ ارسطو نے نقل کیا ہے کہ حکیم برہاطوس اور  
 پیداغوس سے شہر بابل میں ساز و مہوی پیداغوس نے کہا کہ تو مجھے طاقت مقابلہ نہیں رکھتا ہے  
 کیونکہ میری وزحل میرے مقابلے سے عاجز ہیں برہاطوس نے یہ بات سنی اور میری خوف بنایا اور  
 میری کی اعانت روحی سے پیداغوس کو جلا دیا کہ بے جنگ و قتال شہر دفع ہو اس قسم کی  
 حکایات سورجین نے اکثر اسی تواریخ میں بیان کی ہیں چنانچہ بعض طلسم و شب دے  
 جو کاتب الحروف کی نظر پڑے ہیں اور عجیب غریب ہیں لکھتا ہوں کہ شہر مدین کے خلع میں  
 ایک پہاڑ کی چوٹی پر نوشیردان عادل کا مزار بنا ہوا ہے وہاں حکیموں نے بادشاہ کے حکم سے کئی  
 طلسم بنائے ہیں پہلا طلسم ہو کہ اوس مدفن کے گرد چار مسلح سوارنگی تلواریں لیے کھڑے ہیں  
 جب کوئی آدمی اونکے سامنے آتا ہو وہ چاروں سوار تلہ کرتے ہیں اگر ہٹ گیا تو بچ گیا ورنہ قتل  
 کر ڈالتے ہیں دوسرا یہ ہے کہ اوس گور کے تہ خانے پر چار تلواریں برہنہ آویزاں ہیں اونکو شب روز  
 گردش مانند چاک کو زہر ان رہتی ہو اور اس زور سے پھرتی ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کے نزدیک

شہر مدین

آجائے تو گردن اوسکی کٹ جائے اس باعث سے وہ ان کوئی جانین سکنا ہو مگر کتب تو اس پر  
 سے واضح ہو کہ مامون رشید نے ایک مجاور کے ذریعہ سے جسکو دفعیہ طلسم مذکور کا یاد تھا اور اس کے  
 بزرگون سے یہ علم چلا آتا تھا اوس دمنہ کی سیر کی جو اور اوس تہ خانے میں مجاور کے ساتھ گیا تو  
 اوس نے دیکھا کہ نو شیردان ایک تخت زرین مرصع پر زندون کی طرح بیٹھا ہوا اور تمام اعضا صحیح و سالم  
 ہیں جلیوں نے شاید اوپر روغن ملے ہوں گے صرف لباس جا بجا بوسیدہ ہو کر پارہ پارہ ہو گیا تھا  
 مامون رشید نے ایک پوشاک جدید عمدہ معطر اپنے ہاتھ سے پہنائی کہ ناگاہ نو شیردان کے زانو کے تلے  
 ایک لوح طلائی نظر آئی اوسکو دیکھا اور پڑھا تو اوس میں لکھا تھا کہ خلفائے عباسیہ میں سے ایک حاکم  
 میری زیارت کو آویگا اور میری پوشاک بدلو کر سطر لگا مجھے یہ افسوس ہو کہ اوس وقت میری جان غالب  
 نہوگی جو میں اوسکی دعوت و ضیافت حسب دلخواہ کروں مگر خیر اب بھی میں نے اس تہ خانے کے  
 بائیں پہلو پر کئی خزانے اوسکے واسطے امانت رکھوائے ہیں وہ ان خزانوں کو لیکر اپنے تصرف میں  
 لاوے اور مجکو معذور رکھے کہ میں زندون میں نہیں ہوں جو مہمان نوازی کی شرط بجا لاؤں مامون رشید  
 اس لوح کو پڑھ کر سخت متعجب ہوا اور جب ان مقاموں کو کوہ داتو سب سمجھ نکلا اور بہت نقد و مسن  
 ہا تو لگا کہ بنی عباس میں اوس وقت سے دولت بڑھی اور تو زک جہانگیری میں کئی تماشے جہانگیر شاہ  
 نے اپنے دیکھے ہوئے ایسے لکھے ہیں کہ عقل اوس میں حیران ہو وہ بھی ایک قسم کا سحر ہو  
 از اہل علم ایک تماشہ تھا کہ بازگروں نے اس قسم کے تخم بونے اور کچھ اسم پڑتے ہوئے ادنکے  
 گرد گونھا و سکی تاشیر سے درخت اوسگے اور طرفہ انعین میں اس گز کے قریب برہو گئے اور دفعہ  
 پہول لگے پھر پھول جڑے سیب کے پھل لگے اور آبنہ کے درخت میں کیران آئین اور بڑے بڑے  
 آم ہوئے اس طرح سب قسم کے پھل ہوئے بادشاہ نے بھی کھائے اور امیروں نے چکھے تو  
 نہایت خوش مزہ و خوش رنگ تھے پھر دفعہ اوپر خزان آئی اور وہ درخت زمین میں غائب ہو گئے  
 از اہل علم ایک تماشہ لکھا ہو کہ بازگروں نے ایک بڑی دیگ میں آدھا پانی بھرا اور میں من چاول  
 ڈالے کہ وہ پکنے لگے حالانکہ اوسکے نیچے آگ کا نشان نہ تھا اور لکڑیاں جلتی تھیں تو موری دیر بعد  
 سو برتنوں میں کھانا خوشبودار نکالا اور اوسی دیگ سے ایک ایک کباب بھی نکال کر رکھ دیا تھا جسے  
 لکھا یا تمام عمر اوسکا مزہ نہیں بھولا اور ایک تماشہ یہ کیا کہ ایک فوارہ نکال کر رکھا اور بازگروں کے گرد گونھا  
 دفعہ اوس میں سے پانی دس گز تقریباً بلند ہوا اور رنگ برنگ پانی برسے لگا اور زمین تر نہوئی پھر اوسکو  
 ادمٹھا کر دوسری مرتبہ رکھا تو انا آتش بازی کے چھوٹے لگے از اہل علم ایک تماشہ کیا کہ گلستان کتاب

میکانی اور اوسکو جزو دان میں رکھ دیا پھر نکالا تو دیوان حافظ تھا اور پھر جو اسطرح کیا تو دیوان  
اہلی شیرازی تھا غرض جتنی بار اوسکو گردان کر لکھ لکھی کتاب تھی اس قسم کے تماشے کچھ مشکل  
نہیں ہیں اور طلسمات عجائب میں نہیں ہیں جس کیسیکو علم سیمیا حاصل ہو وہ کر سکتا ہے اور علم سیمیا عبادت  
اوس علم سے ہے کہ روح کو اپنے بدن سے دوسرے کے بدن میں اوس علم کے زور سے ڈال سگین  
اور جس شکل کی چاہیں صورت بنا کر دکھلا دیں اور موہوم چیزوں کے دکھلانے پر بھی قادر ہوتے ہیں  
حکماء اشراق نے اس علم کو ایجاد کیا تھا اور ایسے قاعدے لکھے تھے کہ سیکڑوں کو سہ ہفت  
پڑھاتے تھے اور طرقتہ العین میں لاکھوں کو سچلے جاتے تھے یہ علم تصفیہ دل اور تزکیہ باطن سے  
حاصل ہوتا ہے مگر یہ تماشے و شعبدے اون طلسموں کے مقابل میں واہیات ہیں  
اور یہ قسم سحر کی شرک اور کفر ہے اس واسطے کہ اس سحر میں اول شرط یہ ہے کہ ارواح کو  
قلوب پر مطلع جانے اور ہرگز اونکے عجز اور جہل کا اعتقاد نہ رکھے والا وہ ارواح اجابت  
نخرینگی اور مطلب کو نہ پہنچائیں گی چنانچہ کیفیت دعوت روحانیات میں ابتداء  
دعوت قمر کرتے ہیں اور اوسکے وسیلے سے دعوت عطار د و علی ہذا القیاس اور  
دعوت قمر میں یہ الفاظ ہیں **يَا أَيُّهَا الْمَلِكُ الْكَرِيمُ السَّيِّدُ الرَّحِيمُ مُرْسِلُ الرَّحْمَةِ وَمُنْزِلُ النِّعْمَةِ**  
اور دعوت عطار د میں یہ مقرر ہے **كُلِّ مَا حَصَلَ لِي مِنْ الْخَيْرِ فَمَوْئِدٌ وَكُلِّ مَا يَدْفَعُ مِنَ الشَّرِّ**  
**مَوْئِدٌ** اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد اور یہ قول منافی اسلام اور توحید کے ہے **فائدہ**  
اب بیان ضرور ہے اس امر کا کہ حقیقت سحر کی کیا ہے اور اسکی قسمیں کتنی ہیں اور کون  
قسم موجب کفر ہے اور کون موجب فسق اور کون مباح اگرچہ تفصیل اسس مبحث کی  
نہایت طویل ہے لیکن مجلاً بطور خلاصہ استاذنا مولانا نابل استاذ کل مولوی عبد النور  
محدث دہلوی کی تفسیر سے اور بھی تفسیر کبیر سے نقل کیا جاتا ہے کہ حقیقت سحر کی لغت میں یہ ہے کہ  
سحر جہارت ہے اوس چیز سے جس میں وقت ہو اور سبب اوسکا پوشیدہ ہو اور تفسیر انوار میں تعریف  
سحر کی یہ ہے کہ آدمی افعال عجیبہ خلاف عادت پر بزاوہ اسباب پوشیدہ قادر ہو جائے اور  
اس امر میں دعا اور سہار الہیہ سے توسل نہ چاہے اور نسبت افعال کی قدرت الہیہ سے  
نکر سے خلاصہ یہ کہ آدمی اوسکے اطہار اور انجام میں مستقل نہیں ہے بلکہ اوسکی تحصیل میں تقرب  
شیاطین کا محتاج ہے لہذا یہ کام اوسی شخص سے بخوبی سرانجام ہوتا ہے جو کہ شہادت اور خبث  
انفس میں شیاطین سے مناسبت رکھتا ہو کیونکہ تعاون میں تناسب شرط ہے اور چونکہ اسباب

کیونکہ حقیقت سحر

پوشیدہ عالم میں بہت ہیں سحر بھی کئی قسم ہوا اور ضبط اقسام اس طرح ہوتا ہے کہ سبب خفی یا بتا تیر  
روحانیات ہی یا بتا تیر جسمانیات اور روحانیات یا روحانیات کا یہ مطلقہ ہیں مثل روحانیات کو اکب  
اور افلاک اور عناصر یا روحانیات جو یہ خاصہ ہیں جس طرح روحانیات امراض اور جنات اور شیاطین  
اور نفوس مفارقہ بنی آدم کہ او سکوبعد از تسخیر نسبت ہندی میں پیر یکسہ البار الموحده و سکون الیاء الثمینیہ  
کہتے ہیں اور جسمانیات یا سبب ترکیب اور جماع کیفیت کے تاثر عجیب دکھلاتے ہیں یا بقبضہ  
صورت نوعیہ بنے توسط کیفیات جس طرح مقناطیس لوہے کو جذب کرتا ہے پس طریقہ تحصیل مناسبت کا  
روحانیات سے یہ ہے کہ اونکے نام شرایط کے ساتھ پڑھے یا اونکی تصویریں بنا کے رکھے اور جو  
عمل او سکے مرغوب اور مناسب ہو کرے یا کوئی کلام ایسا کہ او سکے مفردات سے بلا ملاحظہ ترکیب  
اوس روح کی بزرگی نکلتی ہو یا کسی کام کی تعریف پائی جاتی ہو جو اوس سے صادر ہوا اور زبان  
خواص اور عوام او سکے مدح میں جاری ہوتی تھی اور معتزلہ کہتے ہیں کہ سحر نام ہو شعبہ اور تخیلات کا  
اور فی نفس الامر کچھ اسکی حقیقت نہیں ہے بلکہ نمودی بود ہی اگر ایسا ہو تو مجوزہ سے مشتبه ہو جائے اور  
انکی دلیل سحر و فرعون کا قصہ ہے کہ عصا اور رسی اونکی نظرون میں چلتی تھی اور ہمارے نزدیک اسکی  
اصل اور حقیقت ہے طور آثار سے اور وہ آثار آفریدہ آئی ہیں کہ عقب افعال سحر ظاہر ہوتے ہیں  
اور نقل صحیح تاثر آنحضرت کا لید ابن عسیم کی بیٹی کے سحر سے ظاہر ہے اور موحذتین کا نازل ہونا اور  
وفیہ کو موید اسکا ہے پس اقسام سحر کے باہن شقوق بت ہوتے ہیں لیکن جو کہ جاری اور رائج ہیں  
انکو قسم میں ایک قسم سحر کلدانین اور سحر بابلی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسکے باطل کر نیکو سبوت  
ہوئے تھے اور یہ قسم عمدہ اقسام سحر میں ہے اور اصل اسکی ماخوذ ہاروت اور ماروت سے ہے  
کہ اہل بابل نے اونسے سیکھ کر جاری کیا تھا اور انہیں کی تعلیم سے طریقہ تسخیر و استعانت روحانیات  
کلیہ و جزئیہ و علویہ و سفلیہ و فلکیہ و عنصریہ و بسیطہ و مرکبہ دریافت ہو ا حتی کہ روحانیات امراض و  
مذہب بھی مسخر کرتے تھے اور اونسے اتصال پیدا کر کے اعمال عجیبہ حادث کرتے تھے لیکن  
یونانیوں نے صرف طریق تسخیر روحانیات علویہ پر اکتفا کی اور یہ سمجھے کہ جب روحانیات علویہ  
مسخر ہوتی تو روحانیات سفلیہ کی تسخیر کی کچھ حاجت نہیں کس واسطے کہ روحانیات سفلیہ کو سوسے  
قبول کے اور کوئی منصب نہیں ہے اور فعالیت تاثر مخصوص بلویات ہے اور قدم اہل ہند سب  
روحانیات کی تسخیر کرتے تھے اور ہر ایک سے اسکا کام لیتے تھے مولانا س فیما لیشون مذہبنا  
ہیں سحر بابلی آج ہندیوں میں موجود ہے اور یونانیوں نے بعضوں پر اکتفا کی ہے اور یہ سحر کفر ہے اور

قسم سحر سحر جن اور شیاطین کی خاصہ ہے اور یہ سہل الحصول و کثیر الرواج ہے پس اس سحر میں کبریا  
جن سے التجا اور تضرع اور زاری کرنا ضرور ہوتا ہے بطرح ہوانی اور ہومان وغیر ذلک کہ اگلی التجا  
کرنا اور نذر اور قربان گذرانا اور عطریات مناسبہ مواضع حضور میں رکھنا واجب ہوتا ہے اور  
یہ طریق بھی کفر صریح ہے تیسری قسم یہ پیدا کرنا ہے اس طریق میں پہلے یہ ہوتا ہے کہ جو کوئی انسان  
قوی القلب اور جہہ مراہوا و سکو تلاش کرتے ہیں بعد اسکے اوکی روح کو بعض الفاظ مقررہ سے کہ  
اس سے تعظیم اور تکریم ہوانی اور ہومان وغیرہ کی نکلتی ہو پڑھ کر اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں  
کہ وہ نفس قوت الفاظ سے اور نذر اور یہ گدازنے سے غلام ہو جاتا ہے پس جس کام پر معین  
کر دیتے ہیں او سکو سر انجام دینا ہے پس یہ عمل بھی یا سترم کفر ہے یا قریب بسر حد کفر اور اغلب  
اس قسم کی ارواح کہ امور شہوانیہ اور غضبیہ کی اعانت سے متوجہ ہو جاتی ہیں نہیں ہوتیں مگر  
از جنس حیثات مثل ہنود یا فساق پس مخالفت حیثات بھی اسی قسم میں لازم آتی ہے جو تھی  
قسم افساد و تخیل ہے کہ بعض آدمی ارواح حیثات کو واسطہ کر کے کسی شخص کے خیال میں تصرف  
کرتے ہیں کہ او سکو وہ چیز نظر آتی ہے جو خارج میں موجود نہیں ہے یا کچھ ایسی صورتیں خیال میں  
دیکھتا ہے کہ اوس سے خوف کھاتا رہتا ہے یا حرکات غیر واقعہ کو واقع سمجھتا ہے اس قسم کو خیال  
بندی اور نظر بندی کہتے ہیں اسکی بنا غلط البصار پر ہے بطرح قطرہ نازلہ کا خط و کینا اور نقطہ مشعلہ  
جوالہ کو دائرہ تصور کرنا اور سورہ فرعون اسی طرح کا سحر کرتے تھے پس یہ قسم سحر کی اگر معجزہ انبیاء اکرام  
اولیاء کے مقابلے میں واقع ہو تو حرام اور کبیرہ ہے اور اسی طرح اگر اس خیال بندی سے کسی کو غما  
دیکر مال و اسباب اور کائنات کر لین تو بھی کبیرہ ہے لیکن یہ قسم سحر کی کفر نہیں ہے اگر التجا اور  
حیثات سے تعظیم مفروضہ والا کفر ہے یا چوٹین قسم سحر اصحاب اوہام ہے کہ سابقا ہنود میں بہت  
رواج تھا اب اسکا نام و نشان بھی نہیں ہے او سکو تعلیق الوہم بھی کہتے ہیں اور اسکا طریق یہ تھا  
کہ صورت واقعہ مطلوبہ کو مصور کر کے پیش نظر رکھتے اور وہم کو او سکی تحصیل پر متعلق کرتے تھے  
اور اس تعلیق میں تغلیل غذا اور گوشہ نشینی اختیار کرتے تھے کہ مطلوب حاصل ہو جاتا تھا اور  
حکم اسکا یہ ہے کہ اگر مباح اس سے مقصود ہے مثلاً جد اگر ناد و حرام کار و نکایا الہاک ظالم اور کافر کا تو  
مباح ہے اور اگر غرض ممنوع مقصود ہے جیسے جدائی ڈال دینا جو روا و رضخ میں یا الہاک کسی بے گناہ کا  
تو حرام ہے یا جملہ آلات کا حکم رکھنا اور فی نفسہ قبیح نہیں ہے چوٹین قسم وہ سحر ہے کہ خواص اشیاء  
افعال عجیبہ صادر کرتے ہیں اور وہ خواص ہر ایک کو معلوم نہیں ہوتے بطرح بعض شخص الظہور

اک جلاتے ہیں کہ تھوڑا سا نورہ کابلی سسر کہ میں تر کر کے اور قدر سے کفن دریا او سین ملا کے الٹیوں پر  
 مل دیتے ہیں اور لب سے تر کر دیتے ہیں اور چراغ سے روشن کرتے ہیں انگلی نہیں چلتی ہے اور  
 اس طرح بہت صورتیں ہیں کہ رسالہ سحر العیون اسکا جامع ہے جسکو شوق ہوا و سین دیکھے اور اسی  
 قسم سے نیرنجات اور سموم قائلہ بھی ہیں ساتویں قسم سحر جیل ہے کہ استعانت آلات عجیبہ الصنعت سے  
 امور غریبہ حادث کرے ہیں جیسے گھڑی اور دو دربین اور آلہ ہوا اور آلہ آگ کہ نصارے فرنگ نے ایجاد  
 کیا ہے یہ از قسم طلسم ہے کہ اسکا حدوث ترکیب الات پر یا نسب ہندسیہ یا ضرورت خلط پر یا پانی ماہو پر  
 ہوتا ہے چنانچہ جالوس حکیم نے ایک ہیکل اور سلیمین اتحاد رہتوں کے واسطے بنائی تھی آٹھویں  
 قسم سحر شبہ بازی اور دست چالاک ہے اور سب نفعی اس میں حرکات خفیہ اور جلدی ہے حسب طرح  
 بھی کنتی کیا کرتے ہیں یہ تینوں قسمیں سحر کی نہ حرام ہیں نہ کفر لیکن اگر اس سے غرض فاسد ارادہ کر  
 تو البتہ حرمت پیدا ہو جاتی ہے اور مکر اور فریب بھی اسی قسم میں ہے کہ وجوہ خفیہ سے دوستوں  
 میں دشمنی پڑ جاتی ہے واصلہ علم بالصواب خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے کہ اگر سحر میں کوئی بات یا کوئی  
 کام ایسا کہ موجب کفر ہو مثل اسکے کہ نام بتوں کا اور ارواح خبیثہ کا اوس تعظیم سے لیا جائے کہ  
 مقصد اسے شان رب العزت کے ہوتا ہے حسب طرح اثبات عموم علم و قدرت و غیب دانی و مشکل کشائی  
 یا توجیر بعد اسبیرہ بغیب بعد عمل میں آئے تو بیشک وہ سحر کفر ہے اور کر نیوالا او سکا مرتد یا کوئی شخص  
 ایسا سر اپنے مطلب کی واسطے دیدہ و دانستہ کسی اور سے کرے تو کر نیوالا اور کرانے والا دونوں  
 مرتد ہیں اور احکام ارتداد کے اوس پر جاری پس اگر مرد ہے تو اسکو تین روز مہلت دینا چاہیے  
 تاکہ توبہ کرے بعد اوسکے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے اور مقابیر سلیمین سے علاحدہ دفن کیا جائے  
 اور آئین مسلمانوں پر اسکو تہمیز اور تکفین نہ کریں اور فاتحہ اور درود اور صدقات اوسکے واسطے پڑھیں  
 اور اگر عورت ہے تو نزدیک شافعی رح کے اسکو بھی بعد مہلت سہ روزہ کے قتل کرنا لازم ہے اور نزدیک  
 امام صاحب کے دائم الحبس کرنا چاہیے تاکہ توبہ نصح کرے اور اگر سحر میں ایسا قول اور فعل کہ موجب  
 کفر ہو تو لیکن فاعل او سکا دعوی کرتا ہے کہ میں اپنے سحر سے کار خدائی کر سکتا ہوں مثلاً آدمی کو جانو  
 بنا سکتا ہوں یا پتھر کو لکڑی کر سکتا ہوں یا لکڑی کو پتھر بنا سکتا ہوں یا پیغمبروں کے کام جیسے ہو میں  
 او ٹرنا قطع مسافت ایک مہینے کی ایک مخطہ میں کرنا کر سکتا ہوں وہ بھی کافر ہے لیکن نہ نفس سحر  
 بلکہ اس دعوی سے اور اگر وہ شخص کہتا ہے کہ اس اعمال کی خاصیت ہے کہ اوسکی باعث سے قتل  
 نفس یا بیمار کرنا صحیح کا یا مرین کا صحیح کرنا یا ڈرنا یا فساد تخمیل ہو جاتا ہے اور میں کر سکتا ہوں توبہ

بیان احکام  
 ح

سحر کرنا اور فسق ہو اور فاعل اوس کا مزور اور فاسق ہو اور جو کوئی شخص سحر سے قطع الطریق  
یا خناتی کرنا ہو تو اوسکو بھی قتل کرنا چاہیے اس واسطے کہ وہ شخص مفسد فی الارض ہو اور اس بات  
میں درمیان ساحر اور ساحرہ کے کچھ فرق نہیں ہو اسطرح امام فخر الدین زاہدی وغیرہ علماء  
حنفیہ نے نتیجہ کی ہے اور ایک روایت حضرت امام اعظم سے اسطرح آئی ہے کہ جب کسی شخص کو  
معلوم کریں کہ سحر کرنا ہے اور اقرار یا عینہ سے بھول ثابت ہو جائے تو اوسکو بھی قتل کرنا لازم ہے  
اور طلب توبہ اوسے ضرور نہیں اور اگر کہے کہ میں سحر سے توبہ کرتا ہوں تو اوسکا قول قبول  
نہ کیا جائے لیکن اگر یوں کہے کہ پہلے سحر کرتا تھا اب مدت سے چھوڑ دیا ہے اس مقام میں ایک  
شہم ہے کہ افعال خارقہ عادت کہ محض بقدرت قادر مطلق صادر ہوتے ہیں اکثر اولیا سے بھی  
ظہور پکڑتے ہیں جسطرح تبدیل صورت و اجبار موتی و قطع مسافت طویلہ وغیرہ امور کہ شبیہ معجزات  
سے ہیں اور کتب تصوف اور سیر اولیا میں مذکور ہیں پس ہر گاہ کہ نسبت فعل الہی بظرف غیر کفری  
توبہ بھی کفر ہو سکتا ہے پھر کیونکر ساحر کے حق میں حکم کفر کا کرتے ہیں حالانکہ حال دعوتیوں اور سنی  
خوانوں کا بھی ایسا ہی ہو بلکہ اوسکو ساحرون سے مشابہت کاملہ ہو چل اس شہد کا یہ ہے کہ افعال  
خارقہ عادت خواہ شبیہ معجزات ہوں یا اور سب مقدر و قدرت الہی کے ہیں اور با ایجاد و ارادہ الہی  
صاحب ہوتے ہیں تو اس صورت میں درحقیقت افعال اولیا اور ساحرین میں کچھ فرق نہیں ہے  
لیکن اہل دعوت نسبت اوس فعل کی غیر حق سے نہیں کرتے بلکہ قدرت الہی یا خواص  
اسما الہی سے کہ اوسمیں کچھ شرک لازم نہیں آتا ہے اور ساحر و خنین افعال کو نسبت بغیر خدا  
یعنی ارواح جبیشہ اور اسمائے اصنام سے کرتے ہیں کہ موجب شرک ہے و لہذا یہ لوگ اوس  
افعال کو اپنے قابو میں جانتے ہیں اور اوس پر مذور و حلوان وغیرہ لیتے ہیں مثلاً افعال عاد الیہ  
کو جسطرح لڑکا دینا و رزق دینا و بیمار کا اچھا کرنا مشرک لوگ ارواح جبیشہ سے نسبت کرتے ہیں  
و موجد اسمائے الہیہ کی تاثیر سے یا خواص کسی مخلوق الہی سے یا دعائے صاحبین سے پس  
مشرک کا فرہین و موجد اپنی توحید پر واحد علم بحقیقہ الحال کہ اقال اساذ الاستاذ فی تفسیر الغزالی

بیان شبیہ

مشرک

## تفریح چہارم در احوال حضرت نوح علیہ السلام

لقب حضرت نوح علیہ السلام کا شیخ الانبیاء و نبی الدہر ہے باپ اسکے ملک بفتح لام و سکون میم  
اور مان انکی سخاوت انوش یہ انوش سواسے اسکے ہیں جو اجداد حضرت نوح میں تھے اور

بعض روایات میں مادنوح فینوس بنت کامل ابن مخزئیل ابن کیان ابن اخنوخ تھیں اور عطا مفسر نے لکھا ہے کہ تمامی آبا و اجداد حضرت نوح کے آدم علیہ السلام تک مومن و موحد تھے اور ان بھی مومنہ تھیں اور بعض کے نزدیک اصلی نام نوح کا یسکر تھا و بقولی عبدالغفار و بقولی ساکن و بقولی سمک و بقولی ساکت اور بسبب کثرت گریہ و نوحہ کے نوح نام ہو گیا اور سبب نوحہ و نوحہ گریہ میں مورخین نے لکھا ہے کہ اسی قوم کے حال بد پر رو دیا کرتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت نوح راہ چلے جاتے تھے ایک کتا ملا اوسکو آنجناب نے کہا ای ناپاک دور ہو اوسے کہا اگر تلو قدرت ہونواس سے بہتر پیدا کرو خواہ حضرت نوح پر اوس وقت وحی نازل ہونی کہ خالق کو برا کتا ہے یا مخلوق کو یہ سنکر حضرت نوح سجد میں گرے اور رونے لگے اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب نوحہ یہ تھا کہ جب حضرت نوح نے کنگان کے واسطے نجات مانگی تو ارشاد ہوا کنگان تیرا بیٹا ہے یہ تو عمل ناقص ہے اس خطا پر آپ کو نوحہ ہوا کاتب اوراق کتا ہے کہ یہ سب وجوہ اوس وقت قابل لحاظ ہیں جب لفظ نوح کو عربی قرار دین اور جو جمعی مقرر کریں تو ان اسباب کو ہرگز نسبت نہیں ہوتی اور حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی بولتے ہیں کیونکہ اسباب بنی آدم انہیں پر منستی ہوتے ہیں اور دعوت حق میں بھی سب کے پیشوا و امام ہیں کیونکہ قبل حضرت نوح کے بنی آدم حضرت آدم سے انکے وقت تک کہ آٹھ واسطے ہوتے ہیں محتاج دعوت نہیں ہوئے تھے اور شرک و کفر میں کما فیہی گرفتار نہ تھے بلکہ ترتیب و تعلیم حضرت آدم و شیث و ادیس بنمیر و ن کی نسبت ادیسون کے ایسی تھی جس طرح ترتیب آبا و اولاد کو اور تعلیم بزرگ محمد کو اور کوئی مقابل اور طرف اصلا نہ تھا اس زمانے میں اولاد قابل آتش پرست اور بت پرست ہو کر مقابل ہوئی اور رفع ادیس سے اوس وقت تک کوئی پیغمبر نہ آیا تھا سوائے اس نے یہ رسالہ و الواعزم بھیجا کہ اوسکی معرفت پیغام اپنے بند و نگو پہونچا وے اور برخلاف مقدمات تکلیف دے ولذا تمام اہل ارض پر سعادت فرمایا حدیث شفاعت میں ہے کہ نوح اول رسول لبثہ المدیہ حضرت اول نبی میں جنہوں نے ادیسون کو شرک سے ڈرایا اور اول رسول ہیں کہ اوکی دعائے امت پر عذاب نازل ہوا اور اول اول الواعزم ہیں کہ اوکی شریعت نے شریعت آدم علیہ السلام کو منسوخ کیا اور حالت رسالت میں ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میرے منہ سے آگ نکلی اور تمام خلق جلگتی اور سنجہ معجزات باہو کے ایک یہ معجزہ تھا کہ ہزار برس دنیا میں رہے اور کوئی بال سفید نہوانہ کوئی دانت گرا نہ کسی قوت میں نقصان آیا دوسرا یہ کہ ایک مرتبہ قوم نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ پہاڑ فارس کا اونھکر عرفات میں آوے

منہ سے آگ نکلتی تھی

آنجناب

انجناب نے دعا کی کہ پہاڑ بڑھ کر عرفات میں چلا آیا تیسرا یہ کہ جب کشتی سے اترے تو کچھ بھی  
 کھانا نہ تھا آنجناب نے ریگ اٹھا کر قوم کو دی لوگوں نے سبز میں ڈالی تو شربت شہد ہو گئی  
 چوتھا ایک مہنت اوس وقت جایا اور دفعہ اوسنے میوہ دیا عرالیس ثعلبی میں کھا ہر کہ زمانہ  
 نوح علیہ السلام میں بنی آدم دو گروہ تھے ایک کونشین کہ بنی شیش تھے دوسرا بادیشین  
 کہ بنی قابیل تھے سو بنی شیش کے مرد نہایت خوش رو ہوتے تھے اور عورتیں بصورت اور  
 بنی قابیل کی عورتیں پریرا اور مرد بصورت ایک روز ابلیس مرد و بصورت بشر ایک شخص  
 بنی قابیل کے پاس آیا اور خدمتگاری میں نوکر ہوا بعد چند سے اوسنے ایک مزار بنایا اور علی العموم  
 بجائے لگا کہ اوس قوم کے لوگ جمع ہو کر سننے لگے اور ابلیس کے معتقد ہو گئے ابلیس نے  
 ایک دن سال میں بطور عیب میں کیا کہ اوس قوم میں اوسدن بہت لوگ عورت و مرد جمع ہوئے  
 اتفاقاً ایک مرتبہ اوس مجلس عام میں ایک مرد بنی شیش کا بھی آیا اور عورتیں اوس قوم کی  
 نظر پڑیں تو دالہ و شیدا ہو گیا سب اپنی قوم میں آیا تو اوسنے سب ماجرا وہاں کا بیان کیا کہ اوس  
 شوق میں اکثر لوگ بنی شیش کے جمع ہو کر آئے اور عورتیں خوش منظر پری پکر دیکھ کر فسق و  
 فجور میں مبتلا ہوئے تب اللہ جل شانہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور اہل  
 تحقیق نے لکھا ہے کہ جب بت پرستی قوم میں علانیہ ہونے لگی تب حضرت نوح علیہ السلام مبعوث  
 ہوئے اور سب بت پرستی کا یہ ہوا کہ پانچ خفت اور یس علیہ السلام کے بیٹے اولیا تھے اور  
 بعض کے نزدیک پانچ شاگرد شدید تھے اور ایسے عابد و متقی کہ ہر ایک نے واسطے عبادت  
 ایک مسجد جدا گانہ تعمیر کی تھی کہ اوسین شب دروز عبادت میں مشغول رہتے اور قوم کے لوگوں کو  
 بھی عبادت و طاعت پر دعوت فرماتے چنانکہ اکثر لوگ عبادت میں شریک ہوتے اور ان  
 اولیاؤں کی برکت سے عبادت میں کمال لذت اٹھاتے یہ معاملہ ایک مدت دراز تک  
 جاری رہا بیان تک کہ اون اولیاؤں نے وفات پائی اس واردات سے آدھون کو نہایت  
 حسرت نے پکڑا اور بڑا افسوس ہوا کہ جب مجالس و محافل میں بیٹھے تو ذکر کرتے کہ ہم لوگوں کو  
 اب عبادت و طاعت میں ویسا لطف نہیں ہوتا جیسا اولیاؤں کے حضور میں تھا ابلیس  
 ملعون کہ تاک میں لگا ہوا تھا فرصت کا وقت غنیمت جان کر شکل بزرگی عمامہ بر سر عصا  
 در دست ایک مرتبہ مجلس میں آیا اور تاسف کر کے کہنے لگا کہ تم لوگ کیوں فکر میں پڑے ہو  
 لذت عبادت کی تدبیر میں مبتلائے دیا ہوں تم ایک ظم کرو کہ ان بزرگوں کی تصویریں تھپیرا آہن

یازر و لقرہ سے بناؤ اور لباس تصویر دن میں پہنا کر حجرات مسجد میں مقابل اپنے منہ کے قائم کرو اور اونکو اپنے حال پر حاضر و ناظر سمجھو اور خیال کرو کہ اولیا کی شان میں ہوا ان اولیاء اللہ لایموتون پھر وہی لذت جو اونکی زندگی و حضور میں حاصل ہوتی تھی ملے گی چنانکہ اہل نخل نے اس پیچہ کو پسند کیا اور تصویریں اون بزرگون کی بنائیں اور باہم یہ قرار داد فرمائی ہوا کہ بعد ادا سے نماز جو شخص مسجد سے نکلے وہ دست بوسی اور قد بوسی ان تصویروں کی کر کے جایا کرے تاکہ حاضری اوسکی اون بزرگون کے نزدیک ثابت ہوتا کہ وہ خداوند کبریا کے حضور میں گواہی دین الغرض یہ وضع بخوبی جاری ہوئی آخر کار یہ نوبت پہنچی کہ عبادات اور اذکار کا ذکر نہ باہر دست بوسی اور قد بوسی کر کے مسجد سے نکلنے لگے یہاں تک کہ بعد چند سے بجائے قد بوسی مسجد سے و خاک بوسی نے رواج پکڑا یہ احوال دیکھ کر حضرت نوح علیہ السلام کے باپ آدم کو سزائش کرنے لگے مگر اونکا کہنا کون مانتا ہوں لہذا حضرت مالک الملک نے نوح علیہ السلام کو برسات و دعوت مبعوث فرمایا کہ حضرت نوح نو سو چالیس برس برابر آدمیوں کو دعوت حق فرماتے رہے لکن قال اللہ تعالیٰ ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ فلیث فیہم الکفر ستم الاثمین عاماً اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب بت پرستی کا یہ ہوا کہ ایک شخص حضرت ادریس کا بڑا دوست تھا جب ادریس آسمان پر گئے تو یہ شخص مضطرب ہوا اور حال میں البیس نے غمخواری کر کے کہا کہ اگر تو درخواست کرے تو تجھکو صورت ادریس کی لاؤں اوس فراق رسیدہ نے قبول کیا البیس نے ایک پتھر کی صورت بنا کے حوالے کی اور بعد مرنے اسکے اور لوگوں کو اغوا کرنے لگا کہ یہ صورت خدا سے زمین کی ہوا اسی پر عامہ خلق بت پرست ہو گئی اور طبقات قریش میں لکھا ہوا کہ جب قابیل بخوف حضرت آدم جنگل میں بھاگا تو سجدہ تہیجہ حضرت آدم سے مخروم ہوا تب البیس نے صورت آدم بنا کے دی کہ قابیل اسکو سجدہ کرنے لگا جب وہ مرنا تو اوسکی اولاد اپنے باپ کی وضع پر بت پرست ہوتی اور وہی رسم ہندوستان میں فی الحال جاری ہو فائدہ واضح ہو کہ اس قوم نے پانچ بت قومی الجثہ بتصاریر مختلفہ پتھروں سے تراشے تھے اور اوسکے نام حضرت ادریس کے بیٹوں کے نام پر رکھ دیے تھے اول وڈ کہ منظر محبت ذاتیہ خدا کا ہوا اور یہی محبت مبدیہ ہر طور عالم کا سوس منظر کو بصورت مرد بنایا تھا اس لیے کہ اصل مبدیہ ہر طور عالم انسانی کا محبت مرد و میل بسوے زن ہوا اور ہنود کی زبان میں اسکو بشن کہتے ہیں دوم سولخ کہ منظر ثبات و استقرار و تقارر آئی ہوا اور سبب بقار عالم یہی ہوا کہ عرف شرع میں اسکو قیومیت اور زبان

احوال نبی

اہل ذہن میں برہما کہتے ہیں قوم نوح نے اس منظر کو بصورت عورت بنایا تھا اس واسطے کہ کئی زانی  
 اور خانہ داری اور بقا و ثبات خاندان عورت کی تدبیر سے ہوتا ہے اور لغت عرب میں مادہ سوع  
 واسطے سکون و استقرار کے ہے اور معنی سواع برپا دارندہ جہان ستوم نبیوت کہ منظر داری اور  
 مشکل کشائی خداوند کبریا ہے اسکو قوم نوح نے بصورت اسپ بنایا تھا کہ دوڑنے اور جلد پہنچنے میں  
 سب سے گھوڑا زیادہ ہوتا ہے اور اس صفت کو عرف شرع میں غیثات المستغیثین و محبت المصطنعین  
 سے تعبیر کرتے ہیں اور اہل ذہن اس منظر کو اندر کہتے ہیں چہارم یعوق کہ منظر منع و حمایت و دفع بلا ہے  
 اس صفت کو شرع میں کاشف الضر و دفع البلاء اور بزبان ہنود شیو بولتے ہیں اسکو قوم نوح  
 نے بصورت شیر بنایا تھا کہ مقاومت میں مناسب تر تھا چم نہر کہ منظر قوت الہی ہے اور لغت میں  
 بمعنی گرگس چونکہ یہ جانور پرندوں میں زبردست و سریع الطيران تھا اس نسبت سے قوم نوح  
 بصورت گرگس بنایا اور اہل شرع اسکو لطیفہ غیبیہ کہتے ہیں اور ہنود ہنومان ہر چند کہ یہ  
 پانچون نام حضرت ادریس علیہ السلام کے بیٹوں کے تھے اور پانچون مرد تھے مگر بسبب  
 طول زمان اور غلبہ دہم کے عابدوں نے انکی صفات عالیہ کی ایک ایک صورت ذہن میں  
 قرار دے لی اور اسکے مطابق اجسام مختلف بناے تھے اور قوت و ہمیت تو اس جنس کے عجائب  
 بہت پیدا کرتی ہے چنانکہ بعض جہال اسلام شبیہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی بصورت  
 شیر اور شبیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بصورت باز سفید بناے ہیں کذا حقہ مولانا سید  
 الاستاذ فی العزیزی حضرت استاد الاستاذ فرماتے ہیں کہ اس مقام میں دو مقدموں کا جاننا بہت  
 ضرور ہے تاکہ معنی اکثر آیات قرآنیہ کے جو بہ نسبت قوم نوح اور دعائے بد آنجناب کے وارد ہیں  
 منکشف ہو جائیں مقدم اول یہ ہے کہ جب حضرت حق اپنے بندگان خاص سے کسی بندے کو  
 برابر دعوت خلق الی الحق مبعوث فرمائے تو اسکو لازم ہے کہ اول عقائد اور اعمال اور اخلاق اور  
 حالات قلبیہ اس قوم کے دیکھے اور اصل مرض دریافت کر کے جملہ اوامر و نواہی پر فکر ازلہ اس  
 مرض کی مقدم کھے پھر مقتضائے طبائع و خواجج و سوانح و قیہ پر نظر ڈالے کہ یہ لوگ کس چیز سے  
 خوف کرتے ہیں اور کس چیز کی طمع رکھتے ہیں جس چیزت بالطبع یا بحسب حاجات و قیہ ڈرتے  
 ہوں اور ستمین ڈراوے اور جسمین خواہش کرتے ہوں اور ستمین تطیع کرے یعنی جس طرح قوت  
 عقلیہ اور ملکات نفسانیہ کی اصلاح منظور ہے اور جس طرح قوت و ہمیت کی بھی اصلاح باسید و تیم  
 مد نظر رکھے کیونکہ عقل ملک روح انسانی کا وزیر ہے اور وہم حاکم اور صاحب الامر تختہ ملکیت ہے

جب یہ دونوں مطیع ہوئے تو جملہ ارکان و ابنا و خشم و خشم اس سلطنت کے خود بخود نسخ ہو جائینگے اور یہ حالت ہو جائیگی کہ ع از دوست یک اشارت و از ما بسر و ویدن ہلکین پچ دونوں امر بطریق قاصد و ہر کارہ سرسری نہ پہنچاؤے کہ س وادیم ترا ز گنج مقصود نشان ہ مختار تعالیٰ خواہ اسی یا نرسی بلکہ پر شفق اور طیب ناصح کی طرح صعوبت امراض سے دلنگ نہوا و تیرہ گوناگون کرے یعنی جیسی استعداد ہوا سی طرح دعوت شروع کرے اور ایک نوع دعوت سے دوسری پر انتقال کر جائے اور جب کہ بطلان استعداد بخوبی منتہی ہو جائے اور عضو مستغنی کا حکم پیدا کرے تو اسکے ازالہ کی فکر کرے تاکہ اور اعضا کو فاسد نہ کر دے سواگر مامور بجهاد و قتال ہو تو لشکر و اسباب جنگ مہیا کرے اور اگر مامور بجهاد و قتال نہیں ہے تو دعا سے بد سے اونکو دفع کرے کہ شر او نکا اور افراد میں سرایت نہ کرے مقدمہ ثانیہ یہ ہے کہ قوم نوح کو اصل مرض یہ تھا کہ لوگ اوسکے طلب قرب حق اور استعانت حاجات میں مظاہر کاملہ اولیاء سے گرفتار تھے اور مراتب تنزیہ بالکل اذہان سے محو تھے اور رفتہ رفتہ ارواح اولیا بھی بسبب کثرت جب نیا اور قصور ادراک مرتبہ روجہ نظر سے غائب ہو گئیں تھیں در ارواح شیطانیہ خبیثہ نے بجائے اونکے قائم ہو کے اپنی جانب کھینچ لیا تھا کہ فریقہ تھے یہاں تک کہ نام اولیا تھا اور حقیقت میں شیطان اور بھی چھ جہلت بشریہ کا ہے کہ جب تسفل اختیار کرتی ہے اور ترقی اوج معرفت سے قاصر ہوتی ہے تو پست ترین مراتب میں ٹھہرتی ہے اور ظاہر ہے کہ اگر نظر انکی عبادت اور تقرب میں اصل مراتب ارواح اولیاء سے متوجہ ہوتی تو اذن ارواح سے بھی ہایت ہوتی اور جستہ جستہ وہ ارواح منامات اور معاملات میں توجہ الی اللہ پر دلالت فرماتی اور شرک صریح سے باز رکھتی اور قوت وہمہ انکی ایسی خراب تھی کہ طول عمر اور کثرت مال و تبون اور تکثیر عمارات اور باغات کو بیشہ دوست رکھتے تھے سو حضرت نوح علیہ السلام نے برعایت ان دونوں مقدموں کے دعوت فرمائی اور انواع مختلف اور تطبیح فرماتے رہے کہ قریب ہزار برس کے اسی میں منقضی ہونگے اور اس عرصہ دراز میں کئی قرن گزرے اور حالات متفاو تہ ظاہر ہوئے اور استعدادیں مختلف ہو گئیں سپر بھی کچھ اثر نواوا کیسے نہ مانا بلکہ یہی کہتے انومن لک و اشک الار ذلون یعنی کیا ہم بھگو مابین اور تیرے ساتھ ہو رہے ہیں کیسے سے محنتی لوگ مراد ہیں کیونکہ ہر پیغمبر کے ساتھ پہلے غریب ہوئے ہیں عرضت سنکر حضرت نوح نے فرمایا کہ بھگو انکا صدق قبول ہوا دیکھے کام سے کیا عرض کہ اونکا بیشہ کیا ہے اونکا پوچھا میرے پروردگار کا کام ہے اور میں نہیں در در کہ نوا اللہ سلوانون کو تیرے لئے لکن لم متہ یا نوح

مقدّمات

تفریح

تکوین سن المرچین یعنی اگر تو نہ چھوڑے گا ای نوح تو سنگسار ہو گا تب حضرت نوح علیہ السلام کو  
یاس کئی اونکی اصلاح سے ہوئی ناچار ہلاک عالم کی دعا کی کہا قال رب ان قومی کذبون فاصح منی  
وہنہم فتحا وخبی ومن ہمی من المؤمنین اسے رب میرے قوم نے مجھکو جھوٹا یا سو فیصلہ کو میرے  
اونکے بیچ کسی طرح کا فیصلہ اور بچالے مجھکو اور جو میرے ساتھ ہیں ایمان واسلے حق تعالیٰ نے  
اجابت فرمائی اب جانا چاہیے کہ حضرت نوح قبل نزول آب عذاب یون وعظ و نصاح فرماتے  
کہ ای قوم ہتھکڑے قومیت یہ ہے کہ جس چیز سے میں ڈرتا ہوں تم بھی ڈرو اور میری نصیحت قبول  
کرو کہ میں سچا ہوں اور صاف نکو ڈرتا ہوں کہ اگر حجاب معبودان باطلہ میں رہو گے تو عذاب  
سخت تم پر نازل ہو گا مناسب ہے کہ آپ کو اس حجاب سے نکال کے عبادت خدا اختیار کرو کہ یہی  
عبادت ازالہ مرض کی دوا ہے لیکن بدریہ مخالف سے شرط ہے اور اگر تکو طریق عبادت اور تقویٰ  
معلوم کرنا عقل سے ممکن نہ تو مجھ سے سنو کہ دونوں کے حاصل کرنیکا یہ طریق سہل ہے کہ میری اطاعت  
کر دو اور جو احکام الہی بتلاؤ ان قبول کرو تا عبادت میں خطا واقع نہو اور جب یہ قبول کرو گے تو آثار  
محبوبیہ سابقہ تم سے کم ہو جائینگے اور جو گناہ کہ ترک عبادت و تقویٰ و مخالفہ احکام الہی میں تم سے صادر  
ہوے ہیں غفور رحیم بخشا لگا لیکن وہ گناہ کہ بعد از ہلام تم سے صادر ہوں گے یا وہ گناہ کہ حقوق خلق  
سے متعلق ہیں گو قبل اسلام ہوں یا بعد اسلام بخشے نہ جائینگے الا مواخذہ عصیان میں وقت معاہدہ تک  
تاخیر ہوگی مگر باہین ہمہ تخویف و اندرز کہینے نہ مانا کہ اسی شامت سے چالیس برس تک پانی کا برسننا  
بند ہو گیا اور زراعت و باغات و اموال و مویشی تلف ہو گئے اور عورتیں عقیقہ ہو گئیں اور حیض  
اونکا بالکل منقطع ہو گیا اور مردوں کی سنی قابل تولید ہنہیں رہی اور چشمے و نہرین خشک ہو گئیں مگر  
ایسے کا فر سخت دل تھے کہ جو شخص ادہین سے قریب موت کے پہنچتا تو حالت نزع میں اپنے  
بیٹوں اور قرہ بون کو وصیت کرنا کہ خبردار اس پیر محبوب کے قول پر فریفتہ نہو جو اور طریق اسلام  
ہاتھ سے نہ چھو کیونکہ کئی قرن گذر گئے ہیں کہ پیر ہکو ڈرتا اور وعدہ نزول عذاب کرتا ہے ہر کبھو وعدہ  
پورا نہوا اور پتھروں سے مارنا اور چھوٹے چھوٹے لوگوں کو سوزاؤں سے پیچھے حضرت نوح کے دوڑانا  
دستورات سے تمہا خصوص معظاکے وقت ایسا مارتے تھے کہ خون نکل آتا تھا اور ہیوس ہو جاتے  
اور کھبو پتھروں میں دب جاتے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام اگر نکالتے تھے پر حضرت نوح  
یہی دعا کرتے تھے کہ الہی میری قوم مجھے بنی نہیں جانتی ہے اور اپنے زعم میں بے ادبی تیرے  
پیغمبر کی نہیں کرتے ہیں بلکہ جاہل و اعمق ہیں غرض بعد طو کرنے مراتب دعوت کے حضرت نوح

کرا عذاب و نصاح

ماریوس ہو کر گئے لگے کہ اسی پر دروگاری میں نے امتثال امر میں حتی المقدور تصور نہیں کیا کیونکہ میں نے یہ بلایا تو تم کو بطریق سرگوشی و خفیہ راتوں کو اگرچہ وقت اندازہ تھا مگر اس لیے کہ غیر کے روبرو

فضیحت نہوں اور دن کو بھی دعوت کرتا رہا کہ اوس میں بھی خلوت ہو جاتی ہو کما قال رب انی

دعوت قومی لیلًا و نهارًا فلم یردہم دعائے الافرار ایسے اور ب میں بلاتا رہا اپنی قوم کو رات

و دن پھر سیرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے رہے حالانکہ میں اپنے نفع کے واسطے نہیں بلاتا تھا

لہ میری ریاست اوپر قائم ہو یا ان سے کچھ مزدوری کی خواہش ہو بلکہ خاص انھیں کے نفع کے

واسطے کہ تو ان کے گناہ گذشتہ بخش دے کہ اس سبب سے مورد عنایت و رحمت ہو جائیں

اور آثار قہر و جلال سے خلاصی پا دیں مگر یہ لوگ نفرت سے انگلیان کا نون میں دے لیتے ہیں

اور اپنے منہ کو کپڑے سے لپیٹتے ہیں تاکہ آواز دعوت کان میں نہ پہنچے اور میری صورت

نہ دیکھ پڑے اور میری بات دلیں نہ لگ جائے اور اگر باوجود اسکے بھی گناہوں سے باز رہتے

تو بھی فی الجملہ تیرے غضب سے بچتے لیکن یہ تو گناہوں میں اور بھی زیادتی کرتے ہیں اور

میری اطاعت میں تکبر خیال نہ سورۃ نوح میں حکایت فرماتے ہیں وانی کلام دعوتہم لتعز لہم حلوا

اصحابہم فی اذانہم واستعشوا یتاہبہم و اضروا و استکبروا استکباراً یعنی اور میں نے دعوت کیا انکو

تاکہ تو معاف کرے انکو ڈالنے لگے اپنی انگلیان کا نون میں اور کپڑے اوڑھنے لگے اور ضد کی

اور غرور کیا بڑا اور اوپر طرفہ یہ ہو کہ اپنے دلوں میں یہ جانتے ہیں کہ میں اپنی اطاعت اون سے

چاہتا ہوں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بائیں جو ہم سے سرگوشی سے خفیہ کہتا ہو سو محض ہماری فریبگی کے

لیے کرتا ہو اور اگر اسکا کلام پوچھیں نہیں ہو تو مجمع عام اور مجلس انام میں کیوں نہیں کہتا ہو

کہ ہم اور وہ کی اعانت سے جواب دہ ہوں سو جب میں نے انکے وضع فراسے دریافت کیا کہ خفیہ

گوئی اور سرگوشی میں انکو بدگمانی ہوتی ہوتی میں نے بر ملا ہر مجلس میں دعوت شروع کی

اور اس طرح الزام دینے لگا کہ عبادت غیر خدا حجاب دنیا اور آخرت کا سبب ہو اور عبادت

خدا موجب حصول ثواب ہو چنانچہ فرمایا تم انی دعوتہم جہاراً یعنی پھر میں نے بلایا انکو با آواز بلند

تو اسپر یہ گمان کیا کہ یہ شخص پہلے تو ہم سے پوشیدہ کہتا تھا جب ہم نے ناماتب از روے انتقام

مجلسوں میں خفیہ کرنے لگا اور ہماری تقضیح پر مستعد ہوا ہو پھر ناچار ہوسکے میں نے تیسرا

طریق اختیار کیا جو کہ ما بین اعلان اور اسرار کے ہوتا کہ دونوں گمان انکے مضمحل اور منکسر

ہو جائیں چنانچہ فرمایا تم انی اعلنت لہم و اسررت لہم اسرا یعنی پھر میں نے انکو کھوں کر کہا

اور چھپ کر کہا چپکے سے پھر میں نے دیکھا کہ تینوں طریق دعوت مفید نہوئے تب میں نے یہ تجویز کیا کہ چالیس برس سے اپنی بربیب پانی نہ برسنے کے عذاب ہو کہ کھیتیاں اور درخت اور مویشی وغیرہ سب ضائع ہو گئے ہیں اور شامت اعمال سے انکی نفس بھی منقطع ہو اب شاید منافع دنیا کی طمع میں راہ خدا اختیار کریں تب ایک تقریر اور ہی انکی دعوت میں میں نے شروع کی اس طرح سے کہ اگر عبادت اور تقویٰ باشرایط ضروریہ ادا کر نہیں سکتے ہو تو خدا اپنے گناہوں کی آمرزش چاہو اس واسطے کہ پروردگار آمرزگار ہے اگر سب گناہ نہ معاف کر لیا تو بھی اس قدر وبال گناہوں کا کم کر دیا کہ دنیا کی بلاؤں سے نجات ملے پانی برسنا دے گا اور مال اور اولاد میں امداد کرے گا اور باغات اور زراعت کو سرسبز کر دیا اور تالابوں اور نہروں کو جو خشک پڑے ہیں پر آب فرما دیا چنانچہ فرمایا سورہ نوح میں فقلت استغفروا ربکم انہ کان عفا ریرسل السماء علیکم مدرارا ویمدکم باموال ونبین ویحمل لکم جنات ویحمل لکم انہاراً سینے پس میں نے کہا کہ گناہ بخشو اور اپنے رب سے بی شک وہ ہی بخشنے والا چھوڑ دے آسمان کی تپسرو معارین اور بڑھتی دے ٹکومال اور بیٹوں سے اور دیوے ٹکوباغ اور ظاہر کرے تمہارے واسطے نہریں سو اسکو بھی انہوں نے مانا اور نافرمانی میں سرگرم ہیں اب بھگوانے اسید نہیں ہی اس واسطے کہ اگر یا جو گناہ کے بھی مخالفت کے تابع ہوتے تو احتمال تھا کہ روباصلاح لائینگے اور رفتہ رفتہ اطاعت کریں گے لیکن یہ تو میرے مخالفوں کی طرف مائل رہتے ہیں اور جب مال اور کثیر اولاد میں ایسے مشغول ہیں کہ رب الارباب کے ذکر سے اور سامان آخرت کے فکر سے بالکل غافل ہو گئے ہیں اور عمر عزیز اپنی اسی شغل حنیس اور دنی میں برباد کرتے ہیں اور بھی کئی وجہ سے میرے مخالف ہیں اول اتباع اہل امارت و دول اور ارتباط ارباب کثرت اولاد و اول کہ یہ بات میری وضع کے نہایت مخالف ہے دوسری کثرت مال اور اولاد کو علت و جوب اتباع جاننا گویا انکار اتباع ہے اس واسطے کہ میں اس سے پرہیز رکھتا ہوں بلکہ سب پیغمبر کثرت مال اور اولاد سے مجتنب ہیں تیسرے اصحاب کثیر الاموال وغیرہ سے اول لوگوں کو اپنا متبوع گردانتے ہیں کہ وہ بوجہ مال و اولاد کے آخرت کو برباد کرتے ہیں کاش ایسے لوگوں کی اطاعت کرتے جو کثرت مال سے آخرت کماتے ہیں تو بھی مضائقہ نہ تھا بلکہ انہیں مالداروں کا کہنا مانا جنکو اموال و اولاد سے خسار ابرہا اگرچہ ابتدا اسکی راہ حق سے دور رکھتی ہے لیکن جب مال جمع کر کے اور اولاد کی پرورش کر کے انکو وسیلہ ثواب آخرت گردانتے تو بھی

تفریح چھام در احوال حضرت نوح علیہ السلام

راہ حق سے قریب ہو جاتے تاکہ انتہا بہتر ہوتی گو ابتدا بد تھی و انما العبرة بانہما تم سو بھی اسے  
 نہوا و اسے اسکے ایک بڑا ہی مکر کرتے ہیں کہ بمقابلہ دعوت حق کہتے ہیں کہ ہم تو خدا کی عبادت  
 میں ثابت قدم ہیں اور تم سے زیادہ مصروف ہیں کیونکہ ہم مظاہر کاملہ حق کی عبادت کرتے ہیں  
 اور تم مرتبہ تخریبیہ کی عبادت کرایا چاہتے ہو حالانکہ وہ مرتبہ تمہارے بیان سے موہوم معلوم  
 ہوتا ہے تو یہ سخن تمہارا درحقیقت دال ہے منع عبادت پر اور طرفہ تریہ ہے کہ اسی مکر کو مجلسوں میں  
 سفلیوں کے روبرو بیان کرتے ہیں اور اپنے تابعین سے سمجھاتے ہیں کہ اگر تمکو عبادت خدا کی  
 منظور ہے تو مظاہر الیہ کی عبادت چھوڑو ورنہ ترک عبادت حق لازم ہو جائیگا بخصوص دَد و سَوَاع  
 و یَعُوذ و نسو کو اصلاً چھوڑو کہ تجلی الہی ان پانچوں پر بطریق اصالت ہوئی ہو کما قال اللہ

فی سورۃ نوح و مکر و اکبر اکباراً و قالوا لا ائذرنکم ولا ائذرن دَد و لا سواعاً و لا یعوذ و یعوذ  
 و نسو یعنی داؤ کیا ہے بڑا کہ سب کو سمجھا دیا اسکی بات نہ مانو اور بوسے نہ چھوڑو اپنے ٹھا کر دن کو  
 اور چھوڑو یوڈ کو دن سواع کو دن یعوذ و نسو کو پوشیدہ نہ رہے کہ منکر ان دین میں قسم کا  
 مکر کرتے ہیں ایک یہ کہ نفس رسالت و استحقاق نبوت میں شبہات لگاتے ہیں بطرح کفار مکہ  
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرتے رہے مگر یہ کمرسل ہے کہ مدارک اسکا معجزات باہر سے  
 ہو سکتا ہے و دوسرا یہ کہ ربوبیت خدا کی انکار کرتے ہیں اور رسول کے ارسال میں شبہات رکھتے  
 و امیہ پیش کرتے ہیں اور اپنے نفس کو مستقل و مستغنی عن الرب جانتے ہیں یا وجوب اطاعت  
 احکام خدا و رسول اپنے ذمے سے ساقط سمجھتے ہیں بطرح فرعون ملعون و مارب العالمین و

انما یکلم الالٰہی و ما علمت لکم من الٰہ غیر من الٰہ ازل و ازوے تکبر کہا کرتا تھا سو یہ مکر پہلے مکر سے بھی اسلئے  
 کیونکہ دلائل الوہیت ظاہر ترین رسالت سے قیصر ہے کہ ربوبیت خدا و رسالت رسول کو تسلیم  
 کر کے کہتے ہیں کہ علم پیغمبروں کا بنا برتہیم عوام و تحویف ارازل و اجلاف کے ہے و اقصین حقایق  
 اشبیا کو احتیاج ایسے مقدمات خطابیہ کی نہیں ہے کیونکہ درجہ ان علوم کا علوم تکبیرہ  
 سے بالاتر ہے بلکہ معرفت حقیقت ربوبیت و رسالت جیسی ہلکوی رسولوں کو نہیں ہے اسواسلئے کہ نظر  
 رسولوں کی سلطی و سرسری ہے اور حکیموں کی نگاہ تعمقی و اسمانی ہے سو یہ قسم مکر کی اشد ہے ملج ہکا  
 دشوار چنانکہ اکثر فلسفی مذہب دیونانی شرب اسی مکر و کفر میں گرفتار ہیں اور اللہ صاحب نے  
 سورہ مومن میں انہیں کا ذکر کیا ہے فلما جاءہم رسلہم بالبینات فرجوا با عندہم من العلم و ما حق  
 بہم ما كانوا یستزفون یعنی جب آئے انکے پاس پیغمبر انکے کھلے معجزات لیکر خوش ہوئے

اوپر جو اونکے پاس تھی دانش سے اور الٹ بڑی اونپر جس چیز پر ٹھنکا کرتے تھے پس قوم نوح علیہ السلام اسی مکہ میں مبتلا تھی لہذا ارشاد ہوا و مکروا کبرا کبارا قاتلہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ پانی کا نہ برسنا و مال و اولاد و کھیتی و باغات کا ضایع ہونا کبھو شومی عصیان سے بھی ہوتا ہے اور استغفار اوسکے دفع کی علاج ہو لہذا ہمارے دین میں صلوة الاستغفار مقرر ہوئی اور اسمین استغفار کا حکم ہوا شعبی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عمد خلافت عمر فاروق میں قحط پڑا تو حضرت امیر المؤمنین عمر خطاب نے اصحاب رسول اللہ صلعم کو ہمراہ لیکر نماز استغفار پڑھی اور بنبر پر کھڑے ہو کر سوائے استغفار اور کچھ بھی نہیں پڑھا جب فراغت ہو کر گھر آئے تو لوگوں نے پوچھا یا امیر آپ نے پانی برسے کیواسطے دعا کی فرمایا کہ میں نے پانی کی درخواست استغفار سے کی ہے اور کریمہ استغفار و اربکم تا آخر پڑھی راوی کہتا ہے کہ پانی بہت برسا اور قحط دفع ہوا اور امام حسن بصری سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ سے قحط کی شکایت کی دوسرے نے فقر و افلاس کا گلہ کیا قیسرے نے لا ولد ہونیکا شکوہ کیا چوتھے نے نقصان زراعت و باغات کا ذکر کیا حضرت حسن بصری نے فرمایا استغفار و اربکم حاضرین نے پوچھا کہ یا حضرت حاجات ان لوگوں کے مختلف ہیں اور انتخاب نے صرف استغفار کا امر فرمایا فرمایا میں نے اپنی طرف سے تجویزین کیا خود اللہ صاحب نے ان آیتوں کی علاج استغفار فرمائی ہے اور کریمہ استغفار و اربکم پڑھنے لگے اسی آیت سے حضرت امام اعظم نے استدلال کیا ہے کہ حقیقت استغفار دعا و استغفار ہے اور نماز و خطبہ وغیرہ ضرور نہیں ہو اگر ہو تو بہتر ہو و نہ اصل مقصود دعا سے استغفار ہے بالجملہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایمان قوم سے مایوس ہو کر اللہ صاحب سے پوچھا کہ اس قوم سے کوئی ایمان بھی لاؤ گی یا نہیں ارشاد ہوا ہون لہذا یومن قومک اللامن قد امن فلا تبش باک انوا یفلون یعنی ہرگز ایمان نہ لاؤ گی تیری قوم مگر وہ جو ایمان لاچکا ہو سو تو ٹھگین نہواں کے کاموں پر مجبور ہیں تفسیر فرماتے ہیں کہ اس مدت دراز میں ٹھگین انہی آدمی ایمان لائے تھے القصد جب ایمان حق سے دریافت ہوا کہ ایمان قوم مقدر نہیں ہے تو حضرت نوح نے کہا رب انی بخلو فانصر یعنی امی پروردگار میں ناچار ہوں اب تو ہی مدد کر ارشاد ہوا سورہ ہود میں واصنع العلک باعیننا ووجینا ولا تخاطبنا فی الذین ظلموا انہم معترفون یعنی بنا تو کشتی ہمارے سامنے دہارے حکم سے اور نہ بول مجھ سے ظالموں کے لیے یہ البتہ غرق ہونگے بعد اس وحی کے حضرت جبریل ساچ یا زیتون کی شاخ لائے اور حضرت نوح کو دی اور انھوں نے چالیس دن میں درخت

یہاں قوم سے  
ایمان قوم سے  
حضرت نوح علیہ السلام

کامل طیار ہوا اور مدارک میں ہو کہ دو برس میں کشتی بنائی گئی اور اس عرصے میں حضرت نوح نے دعوت سے ہاتھ اٹھایا اور قوم نے تکلیف دینی موقوف کر دی جب درخت کا ٹاگیا اور کڑی خشک ہو کے قابل بنانے کشتی کے ہوئی حضرت جبریل نے ایک نقشہ بنا دیا اسکے موافق حضرت نوح نے بنا نا شروع کیا پھر وحی ہوئی کہ کشتی جلد طیار کر تے دو کار گیر بڑھی مزدوری پر مدد کو لیے اور سام و حام و یافت کو بھی شریک کام رکھا اس حالت میں اشراف قوم دیکھ کر سخریاں کھینچتے کہ یہ مرد دیوانہ ہوا دل پیسہ بنا تھا اب بڑھی ہو اور چنانچہ سورہ ہود میں فرماتے ہیں

وَلْيَصْنَعِ الْفُلْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ عَلِيًّا مَلَأَهُ مِنْ قَوْمِهِ نَحْرًا وَسَمِعَ قَالَ إِنَّ نَسْفًا دَامَنَا فَانَا نَسْفٌ مِنْكُمْ كَسَا نَسْرُونَ لِيَعْنِيَنَّ وَهُوَ تَوَكُّشِي بِنَا نَاهِي وَأَوْجِبَ كَذَرْتِي وَأُسْپِرَ سِرَّ دَارِ قَوْمِ كَيْ هُنْسِي كَرْتِي أَسْ سَا سَا أَوْسَنِي أَلَمْ تَهْنَيْتِي هُوَ هَمَّ سَا تَوْهَمَ هَنْتِي هِنَّ تَمَّ سَا سَا جِيسِي تَمَّ هَنْتِي هُوَ حَاصِلُ يَكُ وَهُوَ هَنْتِي تَمَّ سَا سَا كَرْتِي خَشْكَ بِرِپَانِي كَا بِجَا وَكَرْتَا هُوَ أَوْ حَضْرَتِ هَنْتِي تَمَّ سَا سَا كَرْتِي مَوْتِ سَسْرِي كَحْرِي هُوَ أَوْ رِي هُوَ قَوْفِ هَنْتِي هِنَّ اَنْبَارِ الدَوْلِ مِيْنِ هُوَ كَطَوْلِ كَشْتِي كَا چُو سُو كَرْتَا أَوْ عَرْضِ مِيْنِ سُو بِيْسِي كَرْتَا أَوْ بَعْضِي كَتِي هِنَّ كَطَوْلِ مِيْنِ سُو كَرْتَا أَوْ عَرْضِ بِجَا سِ كَرْتَا أَوْ بَلَنْدِي مِيْسِي كَرْتَا كِي تَحْسِي يِهَ قَوْلِ تَرَا جَمِ تَوْرَاتِ سَا مَأْخُوذِي هُوَ اسْقَدَرُ فَرْقِي هُوَ كَرْتِي مِيْنِ كَرْتَا كِي جَلْمُ هَاتَمُ هُوَ أَوْ بَعْضِي كَتِي هِنَّ كَطَوْلِ اَيْكِنَزَارِ دُو سُو كَرْتَا أَوْ عَرْضِ چُو سُو كَرْتَا كَا يَاتِيْنِ سُو كَرْتَا كَتَا يِهَ قَوْلِ مَأْخُوذِي هُوَ اَوْ سَا رُوَايَتِ سَا سَا كَرْتِي حَضْرَتِ عِيْسَى عَلِيْهِ السَّلَامُ نِيْنِي كَوْبِ اِبْنِ حَامِ سَا سَا دَرِيَا فِتِي كِيَا هُوَ اَوْ رَا وَكُوَا نَدِ حَا كَرْتِي كِيُو چِيَا هُوَ تَبَا دَسْنِي بِيَا نِي كِيَا اَوْ تَفْسِيْرَ مَدَارِكِ دِمَعَالِ مِيْنِ هُوَ كَرْتِي سَا جِ كِي كَرْتَا مِي كِي تَحْسِي اَوْ طَوْلِ مِيْنِ سُو كَرْتَا كَا يَا اَيْكِنَزَارِ دُو سُو كَرْتَا كَا اَوْ عَرْضِ بِجَا سِ كَرْتَا كَا چُو سُو كَرْتَا اَوْ بَلَنْدِي مِيْسِي كَرْتَا كِي تَحْسِي اَوْ يِهِي رُوَايَتِ تَمَّ سَا سَا كَرْتِي اَسْتِي كَرْتَا طَوْلِ بِجَا سِ كَرْتَا اَوْ عَرْضِ مِيْسِي كَرْتَا اَوْ تَفْعَالِ مَكْرَعَارِجِ النُّبُوْتِ مِيْنِ هُوَ كَرْتِي صَحِيحِ وَنَمْتَارِي هُوَ كَطَوْلِ چُو سُو سَا تُو كَرْتَا اَوْ عَرْضِ مِيْنِ سُو سَا تُو كَرْتَا كَتَا اَوْ جَبْرَحِ طَوْلِ دَوْ عَرْضِ مِيْنِ اَمْتَلَا فِ هُوَ اَسِي طَرَحِ طَبَقَاتِ مِيْنِ بِيْ اَمْتَلَا فِ هُوَ بَعْضِي كَتِي هِنَّ كَرْتِي طَبَقِي تَمَّ سَا اَوْلِ اِنْسَانُو كَا مَدْرَا دِ اَمْتَلَا فِ مَدَارِكِ مِيْنِ هُوَ كَرْتِي حَسْبِ اَدَمِ عَلِيْهِ السَّلَامُ بِيْ اَسِي طَبَقِي مِيْنِ رَكْمَا تَمَّ مَابِيْنِ رِجَالِ وَنَسَا تَرَا كَرْتَا اَيْكِنَزَارِ هُوَ جَا سَا دُو تَرَا وَحُوشِ وَطِيُوْرَ كَا تَمِيْرَا چَارِ پَالُوْنِ دَرِ نَدُوْنِ كَا اَوْ بَعْضِي كَتِي هِنَّ طَبَقِي اَوْلِي پَرِ نَدُوْنِ كَا اَوْ اَسْطَا اَدَمِيُوْنِ كَا اَوْ اَسْفَلِ دُوَابِ وَوَجُوْشِ كَا اَوْ بَعْضِي كَتِي هِنَّ سَا تِ طَبَقِي تَمَّ اَوْلِ اَدَمِيُوْنِ كَا دُو سَرَا تَا بُوْتِ اَدَمِ كَا تَمِيْرَا طِيُوْرَ كَا چُو تَمَّ دَرِ نَدُوْنِ كَا پَانْجُوَانِ چَارِ پَالُوْنِ كَا چَمُوَانِ دُوَابِ كَا سَا تُوَانِ دَانِهَ وَكَاهِ وَفَلِهَ وَغِيْرَهَ كَارِ رُوَايَتِ هُوَ كَرْتِي كَشْتِي كَا سَرْمَلِ سَرْمَرِغِ

دو سینہ ہوسینہ بط دو م مانند دم گبوتر اور بعض مفسرین کے نزدیک صورت کشتی پچھو مرغ و سرمانند  
 سر طاؤس و سینہ مثل سینہ گبوتر و دم مثل دم خروس الغرض اس طرح کی کشتی تیار ہوئی تھی کہ صند  
 آب سے کچ نہو اور آب آسمانی کے بچاؤ کے لیے ایک سرپوش لکڑی کا رکھا تھا اور رفع ظلمت کے  
 واسطے روزن کہ اوس سے روشنی تھی یا حضرت حق نے دو موتی بجائے آفتاب و مہتاب بھیجے تھے  
 کہ آٹنے شب و روز میں تیز ہوتی تھی یہ روایت ابن عباس کی ہے محققین کہتے ہیں کہ اونہیں سے  
 اوقات عبادت پہچانے جاتے تھے اول حضرت نوح نے مواقیت صلوة کا تعین کیا ہے اور  
 لیل و نهار کی چوبیس ساعتیں مقرر فرمائی ہیں اور اخبار الدول میں حضرت ابن عباس سے روایت  
 لکھی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ایک چشمہ رال کا جس جگہ کشتی تھی جاری فرمایا کہ اسے جوش مارا  
 اور تھما سے زیرین کو مٹلا کر دیا باجملہ اونیسویں ماہ آزار روز جمعہ کشتی تیار ہو گئی تو حضرت نوح نے  
 علامت نزول عذاب دریافت کئے ارشاد ہوا کہ جب جوش مارے نور تب معلوم کر کہ ہمارا حکم آیا  
 اوس وقت کشتی میں ڈال لے ہر جنس کا جوڑا اور اپنے گھر کے لوگ مگر بسکے حق میں آگے حکم ہو چکا  
 اور نہ کہ مجھ سے آن ظالمون کے واسطے کہ اوکو ڈوبنا ہو چنانچہ فرماتے ہیں فاذا جارا مننا و فار التور

فاسلک فیہا من کل زوجین اثین و اہلک الامن سبق علیہ القول منہم ولا تخاطبونی فی الذین ظلموا  
 انہم مغرورون جمہور مفسرین قایل ہیں کہ نوران پر مراد ہے جو سب کو فی میں تھا اور بعضے کہتے ہیں موضع  
 میں الوردہ تعلقات شام میں تھا جو بعلبک سے متصل واقع ہے اور ابن عباس کے نزدیک ہند میں تھا  
 اور بعضے کہتے ہیں کہ فار التور سے مراد یہ ہے کہ پانی زمین سے جوش مارے گا اور حضرت شاہ ولی نے  
 محدث فرماتے ہیں کہ تور سے مراد تور غضب الہی ہے اور بعضے کہتے ہیں نور لوس ہے کا تھا اور بعضے  
 کہتے ہیں پتھر کا تھا کہ انی اخبار الدول اور من سبق علیہ القول سے کفان و دان اوسکی والدہ مراد  
 ہیں القصہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے اہل و عیال سام و حام و یافث اور نکی بیبیان اور  
 لونڈی غلام اور اسی آدمی کہ ایمان دار تھے لیکر منتظر آمد طوفان بیٹھے اور حضرت جبریل علیہ السلام  
 ہر جنس کا جوڑا پکڑ لائے اور حضرت نوح نے بموجب وحی ایک سال کا کھانا پانی بھی جمع کر رکھا یا تنگ  
 کہ اہلک قوم کا حکم پہنچا اور بیٹے حضرت نوح کے کشتی بنانے والوں کے واسطے کہ سب سترہ آدمی  
 تھے تور میں روٹی پکانے لگے دفعہ اسفل تور سے پانی نے جوش مارا کہ اُسے دوڑ کر اپنے باپ سے  
 اطلاع کی اسی وقت حضرت نوح مع توابع کشتی میں جا بیٹھے اور حضرت جبریل نے ہر جنس کا  
 جوڑا داخل سفینہ فرمایا اور اللہ جل شانہ نے چند فرشتے واسطے حفاظت کشتی کے مومل فرمائے

اور آسمان نے بلا ابر پانی کی دھارین چھوڑنی شروع کیں اور زمین نے اپنے چٹنے جاری کر دیے کہ جو کچھ زمین پر تھا نیست و نابود ہو گیا کذا فی اخبار الدول اور اللہ صاحب سورۃ ہود میں فرماتے ہیں تمہیں یہ ہو کہ وہ کشتی بہتی ہو لہروں میں جیسے پہاڑ کو واسطے کہ کھول دے تھے اللہ نے دہانے آسمان کے پانی کی لہریں سے اور بہا دیے زمین سے چٹنے پھر مل گیا پانی ایک کام پر جو ٹھہر رہا تھا اس حال میں حضرت نوح نے اپنے بیٹے کنعان کو کہ ایک کنارے پر تھا پکارا کہ اس کشتی میں چڑھا کا فروں کے ساتھ نہو اُسے کہا میں کسی پہاڑ سے لگ رہوں گا جو مجھ کو بچا لے گا حضرت نوح نے کہا آج کے دن کوئی قہر آئی سے نہیں بچا سکتا مگر جس پر وہ رحم کرے اس رو بدل میں ایک موج آئی اُسے کنعان کو کھینچ لیا تب حضرت نوح نے کہا ای پروردگار یہ میرا بیٹا ہی میرے گھر والوں میں اور تیرا وعدہ سچا ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ وہ نہیں ہو تیرے گھر والوں میں اس کے کام نثا سیستہ بن فلا تسلن مالیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجاہلین یعنی مت پوچھ مجھے جو مجھ کو نہیں معلوم ہیں نصیحت کرتا ہوں تم کو تاکہ تو احتراز کرے جاہل ہونے سے حضرت نوح نے التماس کیا کہ میں پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ پوچھو تم مجھے جو معلوم نہو مجھ کو فائدہ اگرچہ آدمی پوچھتا ہی وہی بات جو معلوم نہو لیکن مرضی معلوم ہونا چاہیے اور یہ کام جاہلون کا ہو کہ مرضی بے مرضی وقت بی وقت پوچھ بیٹھتے ہیں ولہذا حضرت نوح نے پناہ مانگی مگر یہ نہ کہہا کہ ایسا نہ کرو لگا کہیر لگا اس میں دعویٰ نکلتا تھا اور بندے کا مقدر کیا ہو جو اس طرح کہیگا اس سے پناہ مانگی کہ مجھے پھر نہ مارا کہ میں ہو کہ کنعان پسر صلیبی حضرت نوح کا بقول جمہور تھا و بقول غیر مشہور سماء والہ کا بیٹا تھا یہ قول مطابق ترجمہ تورات ہے اسیلئے اوس میں لکھا ہے کہ یہ شخص پسر نوح تھا یعنی زبیب تھا تفسیر حسینی میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو سننے سے یا ہند سے یا ایک باغ سے یا ایک گاؤں سے جو کہ جزیرے میں واقع ہو کشتی پر سوار ہوئے اور مدارک میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی علیہ وسلم نے کہ بیٹھے والے کشتی کے آٹھ نو تھے حضرت نوح و زوجہ مومنہ انکی و حام سام و یافث اور قینون کی بیبیاں روایت ہے کہ زوجہ مومنہ حضرت نوح کی سماء عمدہ مادر سام تھیں اور مدارک میں ہے کہ بعض کے نزدیک پانچ مرد اور پانچ عورتیں اور بعض کہتے ہیں کہ دس مرد تھے چار نذر مذکور اور چار اور دس انکی عورتیں کہ سب میں ہوتے ہیں اور بعض ائمہ ثریان کہتے ہیں شتر مرد و عورت اور اولاد نوح سام و حام و یافث اور عورتیں انکی اور صحیح اتنی نوزہن سوساے اہل و عیال کے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ چالیس روز پانی آسمان سے برسا و چالیس روز زمین سے نکلا اور بعد چوبیسے کے پہاڑ و بچے سر کھلے اور پانی استقدر بلند تھا کہ پہاڑ والے درخت بھی ڈوب گئے تھے اور پرندوں کو بھی بچاؤ تھا

عاشق علم  
ارکان شوق و عشق  
حضرت نوح علیہ السلام  
ایک کہ کنعان کا فریب تھا  
پھر کشتی سفارش فرمائی  
نوح نے یہ کہہ کر حضرت نوح سے  
فرمایا کنعان ایک روز پناہ  
مانگا کہ کنعان میں آج اور  
نیز فرماتا ہے ان جہاں میں  
اصطلاحاً نوح کی کشتی  
مانگا کہ کنعان میں آج اور  
خلعت کی کشتی میں  
حال پر سوال کیا  
اور حضرت نوح سے  
تین اہل عیال و اولاد  
نی ہوتے تھے اور  
دریغیت خلعت تھی  
اور حضرت نوح نے فرمایا  
جس کا اندھا صاحب  
مطلح فرماتے تھے  
مادر حضرت نوح کو  
جس کا بیٹا کہ کہیں  
مکان نوح فرمایا  
امام ابن عباس روایت کی  
فرماتا ہے

بعض روایات میں ہے کہ چالیس گز پانی پہاڑوں سے بلند تھا اجباراً دل میں ہو کہ دسویں رجب سے طوفان شروع ہوا اور دسویں محرم کو رفع ہوا اور کشتی پانی میں اکیسویں چاس دن رہی اور آٹھ گان گرم تھا جب وہ پانی رال کو جو زیر کشتی لگی ہوئی تھی پھونچا تو رال پھلنے لگی حضرت نوح متردد ہوئے جناب الہی نے دو اسم اپنے بتلائے کہ حضرت نے اُس سے دعا مانگی کہ رال کا پھلنا بند ہو اور جس قدر گھیل تھی سنجہ ہو گئی وہ اسم اہیا اشراہیا ہو بعد اُس کے یہی اسم وقت القارنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعلیم کیے یہ دونوں اسم اعظم توریت میں ہیں اور بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ اول کشتی پر واسطہ پہنچنے بندہ کے کشتی چڑھنے کے اور آخر کو سمار یعنی گدھا کیونکہ اہلیس گدھے کی دم پڑے تھا ہر چند حضرت نوح نے کھینچنا نہ آیا تب فرمایا چڑھاؤ اگرچہ تیرے ساتھ شیطان بھی ہو سو وہ بھی گدھے کے ساتھ کشتی میں آیا حضرت نے پوچھا تو کس طرح آیا آئے کہا آپ ہی نے بلایا ہو فرمایا لعنت ہو تجھ پر کہ تو نے اس قوم کو ہلاکت میں ڈالا اہلیس نے کہا یہ آپ کے فرمانے کی بات نہیں ہو حضرت نے کہا اگر اب بھی توبہ کر تو خدا رحم کرے آئے کہا اگر توبہ قبول ہو تو کروں سو حضرت نوح نے دعا کی ارشاد ہوا کہ مرد آدم کو سجدہ کرے یہ بات سکر اہلیس نے انکار کیا بعض روایت کرتے ہیں کہ عوج ابن عوق بھی حضرت نوح کے پاس آیا تھا کہ بھکو بھی کشتی میں چڑھا لیجیے حضرت نوح نے دفع کیا تفسیر زاہدی میں ہے کہ بعض کے نزدیک نام اسکا حج تھا اور بعضے حاج ابن عوج اور بھو حاج میں ہے کہ نام اوسکی مان کا عوق تھا یا عناق معالم التنزیل میں درازی اسکے قد کی تین ہزار تین سو پونے چوراسی گز کی لکھی ہے اور زاہدی دعوائس میں تیس ہزار تین سو پونے چوراسی گز ہے اور صحیح یہ ہے کہ بڑا طویل القامتہ تھا اور حضرت ابن عباس سے ایک روایت ہے کہ پانی طوفان کا بلند پہاڑوں سے بلند تھا لیکن عوج کی بلندی تک تھا اور بعضے قائل ہیں کہ تمام روئے زمین میں عوج باقی رہا تھا تاکہ مردم آئندہ کو خبر کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسنے کشتی کی واسطے لکڑی لانے میں اعانت کی تھی اس سبب سے نہیں ڈوبا روایت ہے کہ یہ شخص نواسہ آدم تھا اوسکی مان سے اول نسل زنا کا عالم میں صادر ہوا تھا کہ اوسکی شامت سے اسکو سانپ و بھیرے و گرگس نے مار کر کھایا القصہ جب غضب الہی بصورت آب جوش میں آیا اور حضرت نوح کشتی میں سوار ہوئے اور سرداران کفار ڈوبنے لگے تو بعضے مکار مکانات بلند پہاڑوں اور بعضے شیشے کے محلوں میں جنکو باصناے خبر طوفان تعمیر کرائے تھے جا بیٹھے اور حضرت نوح نے یہ حال دیکھ کر خوف کیا کہ بباد کوئی کافر بیچ رہے لہذا دعا کی رب لا قدر علی الارض من الکافرینہا دیار ایسے نہ چھوڑ زمین پر منکروں کا ایک گھر بنے والا یعنی عموماً کوئی کافر ایسے والا زمین کا

اسم اعظم توریت  
اہیا اشراہیا

دوسرے ابن عوق

باقی رہے خواہ میرے ملک میں ہو یا غیر میں خواہ اصحاب مکہ و تبلیس سے ہو یا تابع و مقلد خواہ میری قوم و اصل سے ہو یا اجنبی و غیر قوم اور اس مقولے میں کیا ہی معقول تعلیل فرمائی کہ انگ ان تدرہم یضلو اجمادک و لایلدوا الا فاجر الکفار یعنی اگر تو چھوڑ دیکھا او نکو بکا و سینگے تیرے بندوں کو اور نہ جینگے گمید کا رنا شکر فائدہ لفظ دیار السواطے فرمایا کہ البیس و ذریت ادسکی خارج ہے کیونکہ سکونت انکی زمین پر نہیں ہے بلکہ سطح زمین پر اکثر و بھی نہیں کرتے ہوا میں رہتے ہیں اور بقائے البیس تا قیامت حضرت کو معلوم تھی تو اگر ہر کافر کی ہلاکی رو سے زمین سے چاہتے تو تقدیر سبم کے خلاف تھا اور حضرات انبیاء تقدیر کے خلاف دعائیں کرتے اور جو تعلیل اپنی دعا کی حضرت نوح نے فرمائی سو اس واسطے کہ بعض اوقات میں کافروں کے باقی رہنے میں کچھ حکمت ہوتی ہو گو بالفعل گمراہی میں مبتلا ہوں جس طرح حضرت صلعم کے عہد کرامت ہمدین اکثر لوگ شدید الکفر تھے آخرش ایمان لائے اور جہادات کفار میں معین و مددگار رہے یا گاہ گاہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کافروں سے امید اولاد نیک بخت کی ہوتی ہے سو یہ فائدہ حضرت نوح کے نزدیک بالکل منتفی ہو گیا تھا لہذا فرمایا کہ انگ ان تدرہم یضلو اجمادک ایچ کذہ حقہ استاذ الاستاذ فی تفسیر الغریزی فائدہ اس تعذیب میں حضرت میکائیل بھی مع توابع شریک تھے یعنی بکلم الہی انھوں نے کائنات کو جو واسطے استعمال آب کے اور روح ارض کو واسطے نفخ عیون کے اور حیوانات بریہ و وحشیہ و سباع و حشرات کو بنا بر حمل کشتی اور آب و ہوا کی روح کو فعلاد انفعالاً مسخر کیا تھا حضرت استاذ الاستاذ فرماتے ہیں کہ ترویج آب پر اس سو کے میں اکفانہین فرمائی بلکہ عقوبت بر زمینہ بھی مد نظر ہوئی چنانچہ سورہ نوح میں ارشاد ہوتا ہے فادخلوا انارا فلم تجدوا الماء من دونہ انصرا آئینے پھر ٹھلائے گئے آگ میں پھر نہ پایا اپنے واسطے اندر کے سواے کوئی مددگار خلاصہ یہ کہ بعد غرق بلا فاصلہ آگ میں چلی گئے نہ کہ آتش دوزخ میں جو دوسری چنانچہ ضحاک سے روایت ہے کہ قوم نوح کے لوگ ایک طرف سے غرق ہوتے تھے دوسری طرف سے جلائے جاتے تھے فائدہ یہ آیت عذاب القبر پر دلیل صریح و کافی ہے اور یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ گنگا کی سطح سے مرے خواہ دریا میں ڈوبے یا آگ میں جلیے یا درندہ پھاڑے عذاب قبر میں گرفتار ہوتا ہے جس طرح مقبور کیونکہ معذب روح ہے نہ بدن تاکہ بقا اسکی شرط تعذیب ہو پویشیدہ نہ ہے کہ عین ثوران غضب الہی میں حضرت نوح نے اس خوف سے کہ یہ مواخذہ عامہ نونہ قیامت ہے ایسا نہ کہ ترک اولیٰ پر جو مجھے ہو جاتا ہے اور معاصی فرعیہ پر جو کہ سونوں سے ہے

دلیل صریح

واقع ہوئے ہیں موخہ جو یہ دعا فرمائی کہ رب اعفنی ولو الہدی ولمن دخل بی بی مونا و لکومنین و  
المونات و لا تزد الظالمین الا بارا یعنی ای رب معاف کر مجھ کو اور میرے مان باپ کو اور جو آدمی داخل  
ہو میرے گھر میں ایمان دار و سب ایمان والے مردوں و عورتوں کو اور گنہگاروں پر رکھو برباد ہونا اس  
آیت میں گھر سے مراد کشتی ہے اور ایمان کی قید اس لیے لگائی کہ ابلیس خارج ہو جائے کیونکہ وہ استحقاق  
معفرت نہیں رکھتا اور ایمان داروں کی معفرت اس واسطے چاہی کہ مبادا کسی گنہگار کے شامت گناہ  
سے کشتی ڈوب جائے اور یگانہ مارے پڑیں اس واسطے کہ عقوبات عامہ دینویہ بین امتیاز و تفریق نہیں  
ہوتا چنانچہ عذاب قوم میں اطفال و مجانین بھی ہلاک ہو جاتے ہیں بلکہ لایعقل کو بھی تکلیف پہنچتی ہے  
اس دعا میں مسلمانوں کو بڑی بشارت ہے قیامت تک اس واسطے کہ حضرت نوح کی دعا اہلاک کفار میں  
بالیقین قبول ہوئی تو دعا سے معفرت مومنین و مومنات بھی بے شک مقرون اجابت ہوئی ہوگی نہایت  
صحیح ہے کہ سفینہ نوح سات روز حرم شریف کے گرد طواف کرے بارہا گزیر میں حرم میں نہیں گیا اور بعض  
کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے بیت اللہ پر ایک پہاڑ کا سرپوش کر دیا تھا کہ آب عذاب سے محفوظ رہے اور  
بعض کہتے ہیں کہ بیت المعمور کو آسمان پر اٹھوا لیا تھا و ہوا الاصح روایت ہے کہ جب کشتی جانب شام چلی  
تو پہاڑوں نے اپنے سراہے گمراہے کو جو حکم خدا جو دی پہاڑ پر ٹھہری اور ارشاد ہوا یا ارض البلی ماؤک  
و یا سارا قلمی و حیض المار و قضی الامر و اسوت علی الجودی و قیل لعد اللقوم الظالمین یعنی اسے  
زمین نکل جا اپنا پانی و ای آسمان تم جا اور سکھا دیا پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری جو دی پہاڑ پر اور  
حکم ہوا دور ہوں قوم بے انصاف تراجم تورات میں جو بالفعل نصاریٰ کفار کے پاس ہیں لکھا ہے کہ سال  
طوفان کے دوسرے مہینے دسویں کو نوح کشتی پر سوار ہوئے اور سترھویں کو طوفان شروع ہوا اور  
ایسویں چالیس دن کے بعد پانی کم ہونے لگا اور سترھویں روز ماہ ہفتم کے کشتی پہاڑ پر ٹھہری اور دسویں  
مہینے کے پہلے دن چوٹیاں پہاڑوں کی دکھلائی دین اور چالیس دن کے بعد حضرت نوح نے کھڑکی  
کشتی کی کھولی تو پانی زمین پر موجود تھا پہرچو دسویں دن حال دریافت کیا الغرض دوسرے سال  
کے اول مہینے کی پہلی تاریخ کشتی کی بچت اٹھوائی تو زمین سوکھی نظر پڑی اور دوسرے مہینے کی  
سائیسویں کو خدا کے حکم سے مع ہر ایوں کے کشتی سے اترے باجمہ طوفان کی تمام مدت تین  
سویں دن کی ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ مدت طوفان چھ مہینے کی ہوئی اور دوسرے سال دسویں مہینے میں  
آدم علیہ السلام سے گزرے تھے اور دسویں یا گیارھویں رجب سے دسویں محرم تک طوفان ہوا  
الغرض بعد ٹھہر جانے کشتی اور خشک ہونے پانی کے ارشاد ہوا یا نوح اہب بسلام منا و بركات

علیک وعلیٰ امم من مکہ وامنتمکم ثم یسیم منا عذاب الیم یعنی اسے نوح اتر سلامتی کے ساتھ  
 ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور کتنے فرقوں پر تیرے ہمراہیوں میں اور کتنے فرقوں  
 کو فائدہ دینگے پھر پوچھے گی ہماری طرف سے اونکو دکھ کی مار اس مقام میں حقیقی نے نسل فرمائی  
 کہ پھر تمام نوع انسان پر ہلاک نہ آوے گا قیامت سے پہلے مگر بعض فرقے ہلاک ہونگے فائدہ  
 ارباب تواریخ سے اسے اس طوفان کے دو طوفان اور بھی لکھے ہیں ایک طوفان قبل پیدائش حضرت  
 آدم کا دوسرا طوفان عہد موسیٰ علیہ السلام کا لیکن اول طوفان اور طوفان زمانہ حضرت نوح علیہ السلام  
 عالم گیر تھا اور طوفان زمانہ موسیٰ خاص اہل مصر کے واسطے تھا اور جو بعضے کہتے ہیں کہ کئی ہزار برس  
 کے گنبد جس طرح گنبد ہیران اور بعض بت خانہ سے ہنود باقی تھے سو یہ بات دلیل نفی طوفان کی  
 نہیں ہو سکتی کیونکہ جہاں پر کہ اکنہ مذکورہ بسبب استحکام و مضبوطی بنا کے اب طوفان سے نہدم  
 نہوے ہوں اور دعائے حضرت نوح میں مکانون کی خرابی بھی مندرج نہ تھی صحیح بخاری میں  
 قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کشتی نوح اوائل اسلام تک باقی تھی اور اہل زمان نے اسکو  
 دیکھا تھا، عالم التزیل میں ہے کہ وقت طوفان قوم نوح میں کوئی لڑکا نہ تھا بلکہ سب لوگ جوان یا  
 بوڑھے تھے قصہ حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے اترے اور حکم ہوا کہ ایک شہر آباد کرو  
 چنانچہ اوسے جزیرے میں جہان پہاڑ پر کشتی ٹھہری تھی ایک قصبہ آباد کیا اور سوق ثمانین اسکو  
 نام زد کیا اس واسطے کہ انسی نقر کشتی میں تھے بعد چند روز کے سب لوگ مر گئے حضرت نوح علیہ السلام  
 اور انکے بیٹے تمام وجام ویاقت اور انکی بیبیاں کہ اونھیں سے آبادی عالم دنیا کی ہوئی کما  
 قال اللہ تعالیٰ وجعلنا ذریعہ ہم الباقین احوال اور انکے آگے بیان کیا جائیگا ولادت با سعادت حضرت  
 نوح علیہ السلام کی بعد گزرنے ایک سو تیس برس و وفات آدم علیہ السلام سے ہوئی اور ایک ہزار  
 چھ سو یا تیس سنہ مضبوطی تھے اور جب پچاس برس کی ہوئے تو بھی ہوئے اور نو سو پچاس برس  
 دعوت قوم فرمائی کما قال اللہ تعالیٰ قلبت فیہم الف سنۃ الاممین عانا اور چوبیس برس کے  
 تھے جب کشتی پر سوار ہوئے اور انبار الدول میں توریث سے نقل کیا ہے کہ تین سو پچاس برس  
 بعد طوفان زندہ رہے لیکن صحیح یہ ہے کہ قبل بعثت و بعد طوفان کا حال تحقیق نہیں معلوم ہوتا ہے  
 سالم میں حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس  
 برس دعوت فرمائی و بعد طوفان ننانوے برس تک زندہ رہے و بقول مقاتل دو سو پچاس برس  
 تھے تب مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس دعوت فرمائی کل عمر ایک ہزار چالیس برس کی

ہوتی و قبول وہب ایک تار چار سو برس، عمر ہوتی اور عین المعانی میں ہو کہ تین سو تیس کی عمر میں  
مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس دعوت فرمائی اور تین سو پچاس برس بعد طوفان اس عالم  
میں رستے اور معراج النبوتہ میں ہو کہ ایک سو پچاس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس  
بتلیغ رسالت فرمائی اور طوفان کے بعد تین سو برس زندہ رہے اور کل عمر ایک ہزار چار سو برس،  
ہوتی اور ایک ہزار پانسو برس بھی روایت میں آئے ہیں و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال مگر صحیح تر از روئے  
تحقیق یہ ہو کہ ولادت حضرت نوح کی سنہ ایک ہزار چھ سو یا تیس سو طوطی میں ہوئی اور واقعہ  
طوفان سنہ دو ہزار دو سو یا تیس میں ہوا اور وفات سنہ دو ہزار پانسو یا نو سے ہو طوطی میں ہوا تو  
اس حساب سے عمر حضرت نوح نو سو پچاس برس کی معلوم ہوتی ہو کہ اقال مولانا رفیع الدین الدہلوی  
روایت ہے کہ جب وفات حضرت نوح قریب تر پہنچی تو حضرت جبریل یا غزراہیل علیہما السلام نے  
پوچھا یا اطول الانبیاء عمر اتنے دینا کو کس طرح دیکھا فرمایا ج طرح دو دروازے کا گھر کہ ایک سے  
در آیا دوسرے سے نکل گیا روایت ہے کہ آخر عمر میں حضرت نوح نے سام اپنے بیٹے کو بھی  
و ولیہم قرار دیا اور فرمایا کہ تجکو دو باتیں کرنا واجب ہیں اور دو ترک کرنا لازم اول لا الہ الا اللہ  
وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر کو اپنا ورد کر کہ انکی شان عظیم ہو اگر آسمان و  
زمین سے یہ کلمات وزن کیے جائیں تو زیادہ لکھیں دوسرے سبحان اللہ مجدہ ہمیشہ پڑھا کر کہ یہ  
کلے کل مخلوق کے واسطے وظیفہ ہیں پڑھنے والا اسکا محتاج نہیں ہوتا اور جو دو باتیں واجب  
ہیں وہ شرک و کبر ہیں کہ ان سے ہمیشہ دور رہنا فرض ہو اور بعد ان وصیتوں کے حضرت نوح نے  
وفات پائی اور فرشتوں نے غسل دے کر نماز پڑھی مقام قبر میں اختلاف ہے بعض مسجد الکوفہ  
میں اور بعضے جبل الاحمر میں اور بعضے مدینہ کرک میں زیر جبل لبنان بیان کرتے ہیں وہو الاصح  
صاحب اخبار الدول لکھتے ہیں کہ مدینہ کرک میں مزار شریف واقع ہے کہ اسکی زیارت ہوتی ہے فائدہ  
ابن عساکر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ وہ پانچون بت جکو قوم نوح نے منظر ہر حق ٹھہرایا تھا حالت  
طوفان میں مٹی کے بیچے دب گئے تھے سو ابلیس مردود نے کہ او سے پوشیدہ کیے تھے غرب کے  
لوگوں کو نکال کر سپرد کیے انھوں نے اپنے معبود قرار دیے چنانچہ و ذکو بنی قضاہ نے  
دو مہ الجندل میں قائم کیا اور اسکی پرستش میں مصروف ہوئے پھر بنو قضاہ سے بنو کلب  
کو پہنچا کہ زمانہ حضرت صلعم میں انھیں کے پاس تھا اور نبوت کو بنی طو نے اپنے ملک میں  
خدا بنا کر رکھا پھر اسے بنو مزاد غاریہ لیکھے اور اسکی عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ بنو حاتم

منہ  
پوشیدہ کران  
بیان بنو حاتم

نے اون سے زبردستی لینا چاہا سو نومرا دواسے پیکر نبوت کے ملک میں چلی گئے اور یعقوب کو بچکانے لیا پھر اونسے نبوت قبیلہ سہیلان میں آیا اور نسر کو بنو شعم نے لیا کہ ابتدا سے اسلام میں وہ قوم ناپاک ایسی عبادت میں مصروف تھی اور سواع کو اولاد بنی الکلاخ حمیری نے لیا کہ اونسے تمام گروہ حمیر کو ہونچا مگر سواع ان بتوں کے عرب میں ایک سو سا نوبت اور بھی تھے جس طرح لات بنی ثقیف میں اور غزلی بنو سلیم و بنو غطفان میں اور بنو نضیر و بنو سعد و بنو کعبہ میں منات اور آساف و نائلہ وہیل کے میں کہ اہل مکہ نے آساف کو مقابل حج اسود کو وہ صفا پر رکھا تھا اور نائلہ کو مقابل رکن یمانی اور وہیل کو اندرون بیت اللہ مگر یہ بت سب بتوں سے قد و قامت میں بڑا تھا اور آٹھ گز کا لہنا تھا اور قریش وقت لڑائی کے اسی کا در در کہتے تھے چنانچہ ابو سفیان نے کفر کی حالت میں جب غزوہ احد سے پھرا تو اسی وہیل اپنے ٹھکانے کی طرح کیا کرتا تھا اور قد ما اور مدینہ دورہ میں مسلسل اپنی تحقیق فرماتے ہیں کہ یہ پانچوں بت جو قوم نوح میں تھے نہر شخص کے پاس موجود ہیں اور ہر آدمی اسکی عبادت و پرستش میں مبتلا ہے لکن حفظہ اللہ باحسانہ اسلئے کہ ہر شخص کا وہی جو کہ روح کا محبوب ہے اسکی الفت میں جملہ اجباب و اصحاب بے حقیقت محض ہیں دائما ایسے پرورش و پر داخت و تزیین و تسین و خوراک و پوشاک و ریاضت و صلاح و دلک و حمام و ستر و شانہ میں بلا سحاط خواہش و بیگانہ مصروف رہتا ہے اور سواع ہر آدمی کا نفس ہے کہ قیام جان دین اور سکی سبب سے جانتا ہے لہذا ہمیشہ سلاشی لذات و احترام مضرات میں ساعی رہتا ہے اور عبادت خدا و اطاعت انبیاء علیہم السلام میں قاصر اور بیعت ہر آدمی کے مان باپ اور بیٹا مینی اور بھائی ہیں ہیں کہ فریاد رسی و اعانت و امداد کا اونسے متوقع ہے کہ ایسی کوشش و سعی اور کئی رضا جوئی و انصاف میں کرتا ہے کہ فرمودہ قادر مطلق ذبی برحق سے آنکھیں چورا جاتا ہے اور یعقوب ہر شخص کا مال ہے کہ ادا سے زکوٰۃ و صدقات و اعانت نذی الحق و عبادت عبود و صلاح و تقوی سے منع کرتا ہے اور یہ شخص دفع بلیات و آفات کی اوس سے توقع و امید رکھتا ہے اور نسر ہر ایک آدمی کا شیطان ہے کہ حرص و طمع و غصہ و غضب کے وقت دفعہ کردہ ناکردہ برابر کرتا ہے اور وسوسہ فاسدہ و اعتقادات باطلہ ایسے سکھاتا ہے کہ ایمان ہی جاتا رہتا ہے جب یہ معلوم ہو گیا تو اب خوب آگاہ رہنا چاہیے کہ جب تک انسان ان پانچوں بتوں سے خلاصی حاصل نہ کرے گا دعائے مغفرت حضرت نوح علیہ السلام میں داخل ہوگا اور سواع اسکی ایک نکتہ اور بھی جانتا ضرور ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جناب باری میں التماس کیا ہے کہ میری قوم کے کافر پیدا نہ کریں گے مگر بدگار و ناشکر گذار حالانکہ

جان نکتہ ایسی

کیا ذون سے اکثر لوگ نیابت و سعادت مند پیدا ہوئے ہیں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام آرزو  
 بہت تراش سے پھر ظاہر میں یہ قول مخالف واقع ہوا اس شبہہ کے جواب میں اہل تفسیر کو اختلاف ہے  
 علماء ظاہر کہتے ہیں کہ حضرت نوح کو اپنی قوم کا حال وحی سے معلوم ہو گیا تھا سو یہ حکم علی العموم  
 نہ تھا بلکہ خاص اسی قوم سے تھا اور بعضے قائل ہیں کہ قبل آمد طوفان وحی ہوئی تھی کہ تیری قوم  
 سے کوئی ایمان نہ لاوے گا سوائے اونکے جو ایمان لائے ہیں اس کلام سے حضرت نوح نے  
 استنباط کیا کہ اب میری قوم سے سوائے کافر کے اور کوئی پیدا نہوگا کیونکہ اولاد قوم بھی داخل  
 قوم ہے لہذا حضرت نوح نے اس شرط و جزا کو جناب الہی میں التماس کیا اور حضرات صوفیہ فرماتے  
 ہیں کہ اس دعا میں حضرت نوح پر لب تک دلی واسیتلا سے غضب خدا کے غلبہ حال طاری  
 ہوا کہ حضرت نے بحال ظاہر میں حکم کیا اس دلیل سے کہ جو نطفہ کہ نفوس خبیثہ مظاہر سے ظاہر  
 ہوگا اور بتدبیر اس نفس تاریک کے تزیین پاویگا البتہ مستعد قبول نفس خبیثہ کا ہوگا جس طرح  
 مولود کا بدن کہ صفت میں والد کے بدن سے موافق ہوتا ہے ایسی مسترشد کہ نوع کمال میں شیخ کے  
 مطابق ہوتا ہے اور لہذا بولتے ہیں کہ الولادة الروحانية مثل الولادة الجسادية ہیں یہ مقولہ حضرت نوح کا  
 منجذ زلات غلبہ حال سے تھا کہ اور ایمان دن سے بھی ہوا ہے جس طرح قتل قبلی حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 سے زلت عمل تھی لاجرم اس عرض کے مقابلے میں کہ ان کے کفر سے مطلع فرمایا جس طرح حضرت  
 واود علیہ السلام کو بعد از ان اور زیادہ شخصوں کو شہ یک گردان کر حضرت داؤد علیہ السلام  
 کے پاس بھیجا اور متنبہ فرمایا فاد و زلت انبیا و نکتہ منی ہیں کہ فعل مباح کا ارادہ کیا اوہیں فعل  
 حرام صادر ہو گیا مگر اس فعل پر استقرار نہیں ہوا اور نہ قصد فعل حرام کا تھا مگر صادر ہو گیا جیسا  
 قتل قبلی موسیٰ علیہ السلام سے اور تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ مال غالب والدین کے باطن کا بلاشبہ  
 نفس اولاد میں سرایت کرتا ہے لیکن غیر غالب پس لازم نہیں کہ وہ بھی اولاد میں سرایت کرے  
 ایسا وسطے کہتے ہیں کہ اولاد سرلابیہ یعنی اولاد حالت پوشیدہ ہے باطن پدر کی اور جب یہ فرق ظاہر  
 ہوا تو پوشیدہ نہ رہے کہ بعض اوقات کافر حسب استعداد فطری و جبلی اصل میں پاک ہوتا ہے مگر ظاہر  
 میں اوپر عادات قوم و اوضاع و اطوار ابا و اجداد غالب ہو گئے کہ ان کے دین سے مدین ہو گیا  
 الاباطن او سکانت سے سالم ہے تو اس سے اولاد با ایمان اس حالت نورانیہ میں پیدا ہوتی ہے  
 جس طرح حضرت ابراہیم آذر سے اور حضرت علی مرتضیٰ ابوطالب سے اور حضرت عمر خطاب  
 سے سو حضرت نوح علیہ السلام کہ ہزار برس دعوت قوم کرتے رہے وہ بلاشک اپنی قوم کی

منزلت انبیا

تزیین ظاہر

کیفیت ظاہری واستعداد باطنی سے بخوبی واقف ہو رہے تھے اور بالیقین جان چکے تھے کہ اب استعداد فطری سالم نہیں ہو بلکہ حالات ظلمانیہ مستولی ہو گئے ہیں اور انکا اصرار کفر پر تقلیدی اور باعتماد ابائی نہیں ہو اسلیے ارشاد کیا انک ان تدرہم الی آخرہ اور یہ التماس مقبول بلاتامل و تکلف و بلاعتاب ہو گیا اور تولد کنعان کا حضرت نوح علیہ السلام سے منافی اس تعلیل کے نہیں ہے کہ اسکو کوئی متقشف تہیہ و عتاب پر عمل کرے اسلیے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے حصہ تولید فاجر کفار میں علت و وجوب الہاک گردانی تھی نہ اصل تولید کا فرد فاجر کیونکہ یکجہتوں سے بدبخت بھی پیدا ہوتے ہیں اور سعادت مند بھی پس خیریت بعض اولاد کی شرارت بعض اولاد سے معارض ہو کر علت افنائین ہوتی ہے اور کچھ بعید نہیں ہے کہ وقت تولد کنعان ہتھیہ ظلمانیہ بعض زلات و ترک اولیٰ کی قائم ہو گئی ہو کہ اسکو کنعان نے اوٹھالیا اور بھی تعجب نہیں ہے کہ اسکی بان مسماۃ و لو کہ سناقتھی فساد استعداد کا سبب پڑ گئی ہو اس سے لازم نہیں آتا کہ فساد استعداد کو حضرت نوح علیہ السلام سے نسبت کریں بالجملہ عدم تولید غیر کافر و فاجر میں اور تولید کافر و فاجر میں بڑا فرق ہے اثبات ایک کا دوسرے کو نفی نہیں کرتا تاکہ تہیہ و عتاب صورت پکڑے اور ایک شبہ اور بھی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام پیغمبر الواعظ تھے گمراہی کی دعا اپنی قوم کیواسطے کس طرح فرماتے حالانکہ انبیاء کا کام ہدایت کی دعا کرنا ہے نہ ضلالت و گمراہی کی بطرح حضرت ابراہیم و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہم اہد قومی جو اب اس شبہ کا یہ ہے کہ یہ دعا اسوقت حضرت نوح علیہ السلام نے مانگی جب قوم کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور توقع ہدایت بالکل قطع ہو گئی کما حاشی اللہ

لن نومن لک الا من قدامن لہذا حضرت نوح نے چاہا کہ قوم سے انتقام لین تب دعا زیادتی گمراہی کی فرمائی تاکہ عذاب بھی سخت نازل ہو اور بخوبی ذلیل و رسوا ہوں اور جان لین کہ پیغمبر کا دل کڑھایا اوسیکانہ پیا چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی جب فرعون و فرعونوں کے ایمان سے مایوس ہوئے تو اسی قسم کی دعا مانگی کہ آخر سورہ یونس میں اللہ صاحب زبان کلیم اللہ سے حکایت فرماتا ہے بن و قال موسیٰ ربنا انک آیت فرعون و ملاء زینہ و اموالا لہ

اللہ ربنا لیفعلوا عن سببک ربنا اطمس علی اموالہم و اشدد علی قلوبہم فلا یمنوا حتی یردوا العذاب الالیم یعنی اور کما موسیٰ نے امیر رب ہمارے تو نے دی ہے فرعون کو اور اسکے سرداروں کو رونق و مال دنیا کی زندگی میں امیر رب اسواسطے کہ بکا دین تیری راہ سے امیر رب ہمارے اوسکے مال و سخت کرد اسکے دل کہ نہ ایمان لا دین جب تک دیکھیں عذاب سخت اس مقام

جان شبہ کفر  
فریب شبہ

سورہ یونس

معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علی نبیا و علیہ السلام کو اپنے لوگوں سے بھی سچے ایمان کی امید نہ تھی مگر جب کچھ آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب ہم مانیں گے اسمین عذاب تمم جاتا اور کام فیصلہ ہوتا تھا اس واسطے دعا فرمائی کہ یہ لوگ جھوٹا ایمان ملاویں بلکہ قلوب انکے سخت رہیں تاکہ عذاب پڑ چکے اور کام فیصلہ ہو جائے فاتدہ حضرت نوح علیہ السلام کو ہمارے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی وجہ سے مناسبت ہو کہ اور پیغمبروں کو نہیں ہوا اولیٰ کہ قوم نوح کا عذاب موعود وقت انذار و تحریف سے بہت بعید واقع ہوا کہ ہزار برس کا فاصلہ پڑا اسپطرح عذاب موعود کا زمانہ اترومہ کا بھی بہت بعید ہو کہ قیامت کو ہوگا جو کچھ کہ ہو بخلاف اور پیغمبروں کے کہ انکی قوم کو دنیا ہی میں بفاصلہ قریب ہلاک فرمایا ہوا چنانچہ فرعون چالیس برس بعد غرق ہوا اسپطرح اور کا فر جیسے مردود و شداد و قوم صالح و قوم عاد کہ عذاب دنیا میں بفاصلہ قریب مبتلا ہوئے ہیں اور یہ امت مرحومہ عذاب دنیا سے محفوظ ہو بلکہ تعذیب کفار و فساق و منافقین و کاذبین قیامت پر رکھا گیا ہے اور دنیا میں قتل و گرفتاری سے بعض وقت عبرت و تنبیہ کیجاتی ہے دوسرے یہ ہے کہ مدت دعوت حضرت نوح علیہ السلام اور ہماری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر ہو فرق اتنا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام بذات خاص اوس مدت تک زندہ رہے اور دعوت فرمایا کیے اور ہمارے حضرت نے اپنے نائب چھوڑے اور خود عالم قدس کو تشریف لیگئے کہ انھوں نے ہزار برس یہ دعوت قائم رکھی اور بعد گزرنے ہزار برس کے ادیان باطلہ مثل ناکلی و نودی وغیرہ پیدا ہوئے کہ انھوں نے اپنی طرف بلانا شروع کیا اوس وقت سے توحد دعوت برہم ہو گیا مگر عہد کرامت مہد حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ میں تفر داسکا تجدید قائم ہوگا اور از سر نو دوسری بار منکرون پر الزام حجت کیا جائے گا تاکہ مستحق عذاب و نکال ہوں تیسری یہ کہ بعثت حضرت نوح علیہ السلام کی تمام عالم پر عام تھی اور ہمارے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عام ہو فرق اتنا ہے کہ بعثت حضرت نوح کی اہل عصر پر تھی نہ جمیع افراد نوع انسان پر کہ بعد اوسکے موجود ہوئے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل عصر و آئندہ پرتا قیامت قیامت عام ہے حدیث شریفین میں ہو بعثت علی الناس عامۃ و کل نبی بعثت الی قومہ خاصۃ پس حضرت نوح علیہ السلام کی قوم تمام موجودین تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ موجودین اور جو پیدا ہوتے جائیں تا انقراض عالم اور سر یہ ہے کہ حضرت نوح کے وقت میں جمیع اہل الارض شرک میں گرفتار تھے اور اسپطرح حضرت کے وقت بعثت میں اور بھی وہ عذاب خود سے

بعض نصاب ناسبت

حضرت نوح پر موعود تھا جملہ اہل زمین کو عام تھا اگر انکو سب لوگوں پر مبعوث کرتے اور اتنی عمر عطا نہ فرماتے تو ہلاک عام گناہ خاص لازم آتا اور یہ بات قاعدہ عدل و حکمت کے خلاف تھی وہ عذاب کہ اسوقت کے کافروں کے واسطے موعود ہو بھی عام ہو یعنی تخریب عالم اگر بشتہ نبی کی عام نہوتی تو بھی وہی قباحت لازم آتی چوتھی بفتح حضرت نوح علیہ السلام متصل قیامت واسطے کے ہوئی اور بشتہ ہمارے پیغمبر خدا کی متصل قیامت کبریٰ سے ہوئی برخلاف اور پیغمبروں کے پانچویں بعد طوفان حضرت نوح علیہ السلام کے وسیلہ تقرب الی اللہ بجز ذات باریکات استجاب اور کوئی نہ تھا اور عبادت و معرفت حق میں سوائے انکی امت کے اور اتباع امت کے دوسرا نظر نہ آتا تھا تو ایک تفریح عجیب اس کارخانہ میں انکو نصیب ہوا سو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابدا سے بشتہ سے یہ مرتبہ حاصل ہوا کیونکہ جملہ ادیان منسوخہ لائق تقرب نہ رہے اور جملہ عبادت و سارن اوں کے باطل و بے اثر ہو گئے اور بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقریب قیامت چوتھی تقرب حقیقہ و حکماً ذات پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جلوہ گر ہوگا اور کوئی دین سوائے دین اسلام کے عالم میں نہ رہے گا اور توجہ الی اللہ اسی شان میں منحصر ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ نے انکو انمولانا عبد العزیز المحدث الدہلوی فی تفسیر العزیزی قائمہ اللہ جل شانہ نے اس حالت میں کشتی بنا کر نکال صادر فرمایا اور ہمیں طرح طرح کے منافع خلق کے واسطے رکھے ہیں کما قال فی سورۃ ان نساء لنبجھلکم تذکرۃ و تعیہا اذن و اعینہ یعنی تاکہ رکھیں انکو تمہاری یادگاری کو اور سننے او سکوکان سننے والا یعنی کان اسکو سنکر یاد رکھیں کہ جب خون غرق دلون پر طاری ہو اور قطع کرنا سطح آب کا بنا بر روانگی ایک شہر سے دوسرے شہر کو یا ایک ملک سے دوسرے ملک کو یا ایک کنارے سے دوسرے کنارہ کو یا پیمائش بحری کو منظور نظر ہو تو اس قسم کا خانہ روان اجسام بناتیہ خشبیہ سے طیار کر لیا اور بلا تامل و بے تکلف آرام تمام کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہنستے بولتے چلے جاؤ اور عقل سے دریافت کرو کہ باوصف شدت آب طوفان جو کہ مادہ عذاب تھا اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس کشتی کی ذریعہ سے ہلو بچایا اور باوجود شرکت عذاب کے ہلو عذاب سے محفوظ رکھا اسطر لازم ہے کہ بنا بر نجات از نقل طبعی گناہان کہ مانند بجز خار تند موج تیرہ و تہ دار قواویہ و وزخ میں غرق کنندہ ہیں تو سل اوں لوگوں سے حاصل کرنا چاہیے کہ طرف الطف سے ہوں جس طرح کشتی کی لکڑی ہوسے لطیف کا طرف ہو گئی تھی سو اس اتمہ مرحومہ کے لیے وہ ظرف لطیف اہل بیت ہیں کہ ان کی محبت و متابعت موجب محبت حضرت صلعم ہو جاتی ہے اور نقل طبعی گناہوں کے دفع میں

تربیع کا حکم رکھتی ہے اور بیچارہ ہو سس کر دکھ کر کعبہ رسیدہ دست در پائے کبوتر زد و نگاہ رسیدہ لہذا حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ مثل میرے اہلبیت کی تم میں مثل کشتی حضرت نوح کے ہے جو کہ اس کشتی میں سوار ہوا دسٹے نجات پائی اور جو کہ باہر رہا غرق ہوا اور وجہ میں حضرات اہلبیت کی یہ ہے کہ حضرت نوح کی کشتی کمال علمی کی صورت تھی اور حضرات اہل بیت کو بھی حق تعالیٰ نے کمال علمی خاتم المرسلین کا نمونہ بنایا تھا کہ انکو طریقت کہتے ہیں کیونکہ کمال علمی حضرت کا کسی شخص کو حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ شخص قواسمہ روحیہ آنجناب سے مناسبت نہ رکھتا ہو جس طرح صحت و حفظ و قوت و وساحت اور یہ مناسبت بدون ولادت و علاقہ اصلی و فرعی کے غیر ممکن ہے سو اس کمال کو تمامہ اسبطن سے جاری فرمایا اور امامت کے معنی یہ ہیں کہ بسکا و صبی ایک سنے دوسرے کو کیا اور یہی جو سارا کا کہ یہ بزرگ مرجع سلاسل اولیا ہوسے ہیں اور جو شخص کہ ارادہ وصول الی اللہ کرتا ہے چارنا چارو سکا استفاضہ ان بزرگوں پر بنتی ہوتا ہے اور اس کشتی میں سوار ہونا ہے مخافت کمال علمی آنجناب کے کہ وہ بیشتر صحابہ میں جلوہ پذیر رہا ہے ایسے کہ انطباع اس کمال کا اثر اذ صحت تلیند و استاد پر سو قوف ہے اور حل شکلات و استخراج مہولات میں اسکی ضرورت ہے لہذا ارشاد ہے کہ اصحابی کا نجوم باہم اقتدیم ہندیم اور جو کہ قطع دریا سے حقیقت بدون بازو سے علمی و عملی ممکن نہیں ہے تو مرد مسلمان کو دونوں سے تسک واجب ہے جس طرح قطع سفر دریا بدون سواری کشتی کے اور بلا رعایت حال نجوم کی محال ہے ورنہ سمت توجہ غیر سمت توجہ سے متغیر نہوگی اور جو حضرت صلعم نے بعد نزول کریمہ و تعلیم اذن داعیہ جناب امیر سے فرمایا کہ میں نے اللہ سے سوال کیا ہے کہ اگر وہ ایسے کان تیر سے امیر علی سو وجہ تخصیص کی ہے کہ اہلبیت نبوت کا کشتی ہونا بدون جناب امیر کے متصور نہ تھا ایسے کہ او سوقت میں اہلبیت رسول مقبول کے قابل امامت اس طریق کے تھے صغیر السن تھے اور او کی تربیت و تعلیم دوسرے پر محول فرمانا نشان آنحضرت صلعم کے خلاف تھا لاجرم قواعد نجات کے حضرت امیر کو تعلیم فرما کر امام او سکا قرار دینا اور اپنے کمال علمی کو او کی صورت میں متصور کرنا ضرور ہوا کہ آنجناب بحکم ابوت اس کمال کو اپنے صاحبزادوں کو پہنچا دین گے تاکہ یہ سلسلہ تا قیام قیامت او کے توسط سے جاری رہے اس واسطے حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بخطاب لیسوب المسلمین مخاطب فرمایا سمذا جناب امیر صغیر سن سے حضرت کی خدمت میں رہے اور علاقہ دامادی بھی رکھتے تھے اور جملہ امور میں رفیق تھے اس سبب سے حکم فرزدی بھی آپہر صادق آتا تھا اور او کو بسبب قرابت فریہ کے مناسبت

کلیہ تمامہ تو اسے روحانیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل تھی پس جناب امیر گویا ظل اور صورت کمال علی آنحضرت تھے کہ عبارت ولایت و طریقت سے ہو اور یہ استعداد انکی روز بروز وعاسے آنحضرت سے دوچند ہوتی رہی اور غایہ مرتبہ کمال کو پہنچی کہ آثار اسکے جملہ سلاسل کے اولیاؤن میں ظاہر اور باطناً ہوید اور پیدا بین حاجت بیان نہیں پڑا ماحقہ مولانا استاد نے تفسیر العزیزی قائمہ مخفی نہ رہے کہ مناسبت حضرت نوح علیہ السلام کی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درباب رسالت عامہ من وجہ ہو ورنہ رسالت ہمارے رسول رب العالمین کی تمام ذرات عالم کو شامل ہو جس طرح ربوبیت رب اور بعثت ہمارے حضرت کی سوائے افراد انسانیہ کے جنات اور ملائکہ اور حیوانات اور نباتات و جمادات پر بھی ہو کما قال اللہ تعالیٰ و ما ارسلنا الا کافۃ للناس و تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیراً یعنی بڑی برکت ہو او کی جسے اوتارا فیصلہ اپنے بندے پر تاکہ رہے جہان والون کو ڈر پس علماء راست متفق ہیں کہ مراد بندے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جن عالمین میں داخل ہیں اور بقول سبکی رحمۃ اللہ علیہ ملائکہ بھی عالمین میں محدود ہیں و ہوا لاصح عند المحققین مگر رسالت آنحضرت ملائکہ پر جمیع احکام شریعیہ نہیں ہے بلکہ بجز توحید و اقرار نبوت اور بعض عبادات کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مخصوص فرمائے ہیں اور جو ہوتی اور طیبی نے عدم رسالت آنحضرت فرشتوں پر بیان کی ہے اور فرخ الدین رازی اور برہان نسفی و علامہ جلال الدین مہلی نے باجماع نقل کی ہے سول بعضے اعیان علامہ کمال الدین ابن ابی شریف وغیرہ اس نقل پر راضی نہیں ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ رازی اور نسفی اس نقل اجماع میں منفرد ہیں اور کہنے نقل نہیں کی اور مدار نقل اجماع کا کلام حفاظت پر ہو مثل ابن المنذر و عبدالبر اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ لایق اس مقام پر توقف ہو کیونکہ دلیل قطعی کہ مستلزم یقین ہو موجود نہیں ہے اور شیخ عبدالحق دہلوی نگیل الایمان میں فرماتے ہیں کہ اہل تحقیق کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمامی اجزاء عالم و جمیع اقسام موجودات پر ہو والا سلام اجمار و سجدہ اشجار و شہادت حیوانات رسالت آنحضرت پر چہ معنی دار و مگر جن والنس کو مرید و مختار پیدا کیا ہوا ہے کفر و عصیان صادر ہوتا ہے اور دن سے بجز ایمان و طاعت کچھ سرزد نہیں ہوتا جس طرح ملائکہ سے اور نص قرآنی کریمہ و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اسپر شعہ کیونکہ یا اور نون عالمین میں اپنی حقیقت پر ہیں جیسے کہ رب العالمین میں اور اس طرح ہیں مکی نے درمضو میں شیخ الاسلام مازری سے نقل کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ناس سے کریمہ و ما ارسلناک الا کافۃ للناس میں جن والنس ہیں نظر اشتقاق ناس نواس یعنی حرکت سے اور بعضے

مخصوص بالنس کہتے ہیں لہذا اشتقاق انسان النضد و حشہ سے وہو الاصح مگر اس سے  
تخصیص عالمین کی بنی ادم پر لازم نہیں آتی ہرگز انی المواہب اور کبیل الایمان میں حضرت شیخ  
عبدالرحمن محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صبعوت بکا فہ جن وانس ہیں لہذا رسول الثقلین  
کہلاتے ہیں اور اناجن کا حضور آنحضرت میں اور ایمان لانا اور قرآن سنا اور اپنی قوم کو خبر پہنچانا  
اور دعوت کرنا مخصوص قرآن ہے اور اکثر علماء عموم بعثت بجانب جن وانس مخصوص آنحضرت  
بیان کرتے ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطی کہتے ہیں اس میں شک نہیں کہ جن زفرہ مکلفین میں ہیں  
اور تکلیف نہیں ہوتی جب تک کسی پیغمبر سے نہ تبت یا کسی صادق سے جسے کسی پیغمبر سے روایت  
کی ہو سماعت نہ کرے اور یہ بات متفق علیہ ہے کہ جنس جن سے کوئی پیغمبر صبعوت نہیں ہوا اور قرآن مجید

میں جن سے منقول ہے کہ انا سمعنا کما بانزل من بعد موسیٰ مصداقاً لما بین ید یدیدی الی الی الی  
صراط مستقیم اور ظاہر اس آیت سے یہ ہے کہ جن شریعت موسیٰ کا ایمان رکھتے تھے اور تمتدی الی الی  
موسیٰ تھے پس خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہوئی کہ اور انبیاء و ان کی دعوت بالمشافہ  
نہیں تھی بلکہ بسماع کتاب اللہ کہ اسکو شکر عمل کرتے تھے اور آنحضرت سے بالمشافہ پوچھتے تھے  
اور ایمان لاتے تھے قال السیوطی و ہذا ما ذهب الیہ الضحاک و ہوا الظاہر اور جو ضحاک اور اونکے  
توابع کہتے ہیں کہ رسل جن موافق کر یہ یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم قوم جنات سے معلوم  
ہوتے ہیں سو ظاہر آیت سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن قائلین اس قول کے اس امر کے قائل نہیں  
کہ یہ امر سنہر رہا ہے بلکہ یہ اختلاف ملل سابقہ میں تھا اور اس ملت میں ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم تو جنات اور غیر جنات پر بھی صبعوت ہوئے ہیں اور ضحاک نے یہ سخن کہ رسل جن اونہیں سے  
ہوئے ہیں مطلق نہیں کہا ہے بلکہ مقید کہا ہے کہ انی المواہب تتمہ بعض اہل تاریخ سام و حام و یافث کو  
پیغمبروں میں شمار کرتے ہیں لہذا احوال مختصران حضرات کا بھی لکھنا مناسب معلوم ہوا اب پوشیدہ  
تر ہے کہ روضۃ الصفا وغیرہ تواریخ میں لکھا ہے کہ جب کشتی جو دی پہاڑ پر ٹھہری اور ایک نوع کا اطمینان  
حاصل ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام نے رب مسکون اپنے بیٹوں پر تقسیم فرمایا یعنی حضرت سام کو  
عراق و فارس و خراسان و شام عنایت کیا اور دیار مغرب و زنگبار و حبش و ہندوستان حام کو اور  
چین و ماچین و ترکستان یافت کو چنانچہ مدارک میں ہے کہ عرب و روم و فارس اور مخلوقات وسط  
سموڑہ عالم سام کی اولاد میں اور ایل ہند و زنگ و حبش حام کی اور ترک و یاجوج و ماجوج یافت  
کی بالجملہ حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت سام کو بظرف راست و دیانت و صالح و تقویٰ اپنا

ولیعہد خلافت قرار دیا اور اسرار نبوت انکو تفویض فرمائے اور اپنی اولاد کو تاکید کر دی کہ انکے مانع رہو یہ حضرت پانسو برس تک بعد طوفان زندہ رہے اور وقت وفات حضرت نوح علیہ السلام چار سو اڑتالیس برس کے متعاً کثر انبیا و اولیا و حکما و سلاطین انھین کی نسل میں بن السدجل شانہ نے انکو نویٹے عطا کئے از فخذ ابوالانبیاء کیو مرت ابوالسلاطین اشودین یورح لاد علم باعیلام ارم بوز چہبہ اکثر خوزستان غیلام کی اولاد ہیں اور اکثر اہل شام دیار بکر و عراق اشود کی اور شہر مدین درجہ و منبوی اشود کے آباد کیے ہیں اور اہل ارم نسل ارم میں بن عاد و ثمود و جرہم و عملیق او انھین میں بن چنانچہ عاد میں بن رہا اور ثمود ما بین شام و جزا اور بعض اولاد جرہم بھی حجاز میں رہے و قطان ابن عاد و یعرب ابن قحطان انھین کی نسل میں یعرب نے اول عربی زبان بولی جو دراض میں بن ملک مین کا باپ ہے اس کے عہد میں زبانین متفرق ہوئیں کہ اولاد سام میں اونیس زبانین ہوئیں و اولاد حام میں سترہ اولاد یافت میں چھتیس عمر سام کی چھ سو برس کی ہوئی و وفات بروز جمعہ ہوئی کذا فی اخبار الدول اور حام ابن نوح ساحل بحر محیط پر جانب جنوب یقیم ہوے رنگ انکاسیہ تھا انکے بھی نویٹے ہوے مہند سند زنج توبہ کنعان کرش قط بر بر حبش اور اولاد انھی سودان مغرب و بلاد کثر و زنگبار و ہندوستان میں منتشر ہوئی اور سترہ اٹھارہ قسم کے لغت میں کلام کرتے تھے یعنی ہر فرقہ ایک لغت بولتا تھا جسکو دوسرا نہ سمجھتا اسی سبب سے پریشان ہوے اور ہر گروہ نے ایک شہر آباد کیا چنانچہ مشہور ہے کہ جانب جنوب خط استوا کے چودہ درجون تک عمارات واقع ہیں وہاں بعض اولاد یقیم ہیں اخبار الدول میں ہے کہ پہلے رنگ حام کا گورا تھا بسبب دعاے حضرت نوح سیاہ ہو گیا اور موافق باپ کے اولاد بھی سیاہ رنگ ہوئی اور حضرت نوح نے یہ بھی دعا کی تھی کہ حام کی اولاد لونڈی و غلام اولاد سام و یافت کے ہوں چنانچہ ویسا ہی ہوا عمر حام کی پانسو چھتیس برس کی ہوئی اور یافت ابن نوح جانب شمال و مشرق رخصت ہوے اور حضرت نوح نے ایک اسم اعظم تعلیم حضرت جبرئیل ایک پتھر پر نقش کر کے عنایت کیا جسکو جو المطر کہتے ہیں اوسکے گیارہ بیٹے ہوے ترک خزر صہلاب کماری چین شیخ خلیج روس سدسان عربان رخ اور وفات یافت برگ مفاجات دریا میں ڈوب کر ہوئی اور ترک ولیعہد ہوا اور مقام اسہلوک میں یقیم ہوا یہ آدمی پتھر اہل دانش میں تھا اول اسنے گھاس پھوس کے مکان بنائے پھر خیمہ و خرگاہ ایجاد کیے اسی کا بیٹا قودک ہے ایک وقت میں نمک ظاہر ہوا اتراک اصلی ایسکی اولاد ہیں اور خزر نے جانب شمال کنارہ دریا پر ایک شہر آباد کیا اور اسکی اولاد میں رسم روباہ گیری جاری ہوتی اونھوں نے

لوٹری کی کھال کا اپنا لباس بنایا بعد چندے ایک بیٹا اور کھامرا اور طریق تدفین سے واقف نہ تھا چندے تاجر آخر یہ خیال میں آیا کہ ہمارا باپ دریا میں ڈوب کر مرا ہوا اور آگ پانی کے مخالف ہوں سنا رہے کہ ہم اپنے مردے کو آگ میں جلا دیں چنانچہ خزرنے بمشورہ بعض اہل شہر سے گاتے بجاتے اس مردے کو لیکئے اور جلا دیا کہ یہ رسم اب تک اون شہروں میں جاری ہے اور ظہور غسل ایسی کے عہد میں ہوا ہے اور صقلاب بسبب کثرت عیال کے دیار روس میں گیا اور اسے تھوڑی زمین اپنے بھائی سے چاہی اسنے انکار کیا تب کماری و خزر کے پاس آیا اونھوں نے بھی جواب صاف دیا ناچار ہو کر تینوں بھائیوں سے لڑا اور بھاگا اور اقلیم صالح کے درے زمین کے نیچے مکان بنا کے مقیم ہوا اور کماری مرد عیاش و شرکار دوست تھا سو حد و بلغار میں اقامت پذیر ہوا بلغار و برطام دو بیٹے اسکے ہوئے سمور و سنجاب و قائم کے لباس انھوں نے نکالے اور چین مرد عاقل تھا صورت گری و نقاشی و جائہ ابریشمی اوسی نے ایجاد کیے اور چین کا بیٹا ماچین ہوا اسنے باجارت پر ماچین آباد کیا جس طرح یافت نے بنام پسر چین آباد کیا تھا ناندہ شک ماچین نے نکالا ہے باقی اولاد کا حال مفصل کسی کتاب میں نظر نہیں آیا لیکن اس قدر ظاہر ہوتا ہے کہ بسبب اختلاف السنہ متفرق ہو گئے اور اطراف عالم میں آباد ہوئے اور بعضے جنگلون میں جا رہے اور یہ بھی متبع کتب سے واضح ہوتا ہے کہ نسبت جمیع اترک و مغول و تاتار و قپچاق یافت ابن نوح علیہ السلام پر منتہی ہوتی ہے قائمہ ظہور شراب قرار واقعی حضرت نوح علیہ السلام کے عہد میں ہو گیا تھا مگر شہرت اسکی یافت کے عہد میں ہوئی اور نکاح بھائی بن کا حضرت نوح کے عہد میں حرام ہو گیا تھا ذکر انکا سورہ اعراف و ہود و یونس و قمر و عنکبوت و شعرا و نوح میں ہے **قائدہ** مؤلف مرآة الملوقات نے لکھا ہے کہ اولاد قابیل ہندوستان میں بادشاہ ہوئے تھے انھوں نے جنات سے طریق سناکت جاری کیا تھا کہ اولاد مرکب نے کتب جنات پڑھے اور مشرع بشریت جنہ ہو گئے آخر کار اپنا نسب مہادیو و برہما سے ملانے لگے فقیر مؤلف اس کتاب کے نزدیک یہ سخن اسکا مطابق تواریخ معلوم ہوتا ہے کیونکہ تواریخ میں ہے کہ جب حضرت نوح نے ربع مسکون اپنے بیٹوں میں تقسیم کیا تو حام کو دیار مغرب جانب جنوب حصہ سام کا مشرق سے تا نہایت مغرب عنایت کیا رنج و حبش و ہندو سند بھی نام اونکی اولاد و احفاد کے ہیں انانجملہ ہند کہ پسر کلان تھام اپنے بھائی سند کے ایک مقام پر گیا اور ایک شہر آباد کیا اور سند کے دو بیٹے بردایت بعضے ہوتے نام انکے لٹان و ٹھہرین اور ہند کے چار بیٹے ہوتے انانجملہ ایک یورپ بھی ہوا اسکے بیالیس بیٹے ہوئے سواو سنے مالک ہند آباد کیے اور کشن نامے ایک شخص کو

از مرآة الملوقات و شرح  
لادوات قابیل بادشاہ ہند  
شہہ اند

اپنے بھائیوں سے بادشاہ کیا یہ شخص جسیم طویل القامت تھا اونے اودو آباد کیا مگر یہ کرن کنیا  
 نہیں ہو جسکی پرستش ہنود کرتے ہیں جب کیشن مرا تو ہمارا ج او سکا بنیا بادشاہ ہوا اس عرصہ میں  
 بادشاہ فارس ضحاک ماران تھا پھر بعد سات سو برس کے ہنود نامی پچا ہمارا ج نے خروج کیا  
 ہمارا ج نے ضحاک سے مدد چاہی ضحاک نے کرن شب بن زریان کو جو اجداد رستم میں تھا  
 معین کیا کہ اونے ہنود کو مارا اور براہ سرا ندیب پھر گیا اور جب ہمارا ج مرا تو کیشوراج راجہ ہوا اونے  
 سنگد ریب کو ضبط کیا آخر کار دشمن کے راجاؤں نے غلبہ کیا تب کیشوراج نے مینو چہر سلطان  
 فارس نبیرہ ایرج ابن افریدون سے مدد چاہی اونے سام زریان کو بھیجا تو کیشوراج نے  
 غلبہ پایا اسوقت دیار پنجاب سام زریان کو انعام میں ملا بعد ازان فروز راے ابن کیشوراج راجہ  
 بھی افراسیاب دانی توٹوں کا مطیع ہوا اونے دیار پنجاب سام زریان کے نائب سے پھر لے لیا اسوقت سام زریان  
 مر گیا تھا بعد ازان رستم ابن زال پوتا سام زریان کا عہد کی ہتا دین آیا اونے فروز راے کو قتل کیا سوراج  
 فرمان رواے سند کو کہ اولاد سندہ ابن حام سے تھا اوسکے قائم مقام کیا اسی عرصہ میں ایک ساحر  
 نے آپ کو بلطف برہمن مشہور کیا تو سورج راے مع توابع اپنے اسکا تابع ہوا تب شریعت جنات  
 کہ طوفان نوح میں معدوم ہو گئی تھی پھر رواج پذیر ہوئی و سلسلہ انساب اہل سند و ہند و اکثر  
 احفاد حام و یافث رام و یحییٰ بن وہما دیو و برہما وغیرہ سے شامل ہوا یہ لوگ اقوام جنبہ و شیاطین سے  
 زمانے سنے جب و تریہ تا و دوا پر دکل جب میں گذرے تھے اور اوسی برہمن نے بعد تئیںخ و ترمیم  
 کتب مند رسد جنات سورج راے وغیرہ کو تعلیم کیے اور یہ قرار دیا کہ یہی مذہب و دین تمھارے اسلاف  
 کا ہے کہ اب تک اوسی کے خرابی ڈالی ہوئی ہنود میں موجود ہے

عزیز مذہب پاک  
 ہنود سے تھیں  
 استوار اول جو  
 تحت اظہار مستعالم  
 عہد شکوہ و غم  
 مست نوبت  
 غمت اظہار  
 سزا دین

### تفریح پنجم در احوال حضرت ہود علیہ السلام

اہل سید کے نزدیک نام ہود علیہ السلام کا عابر تھا حضرت سام ابن نوح کے پردتے تھے  
 بلین ترتیب کہ عارین شام ابن ارفخشذ ابن سام اور شام بمعنی رسول و بقول دیکن و ارفخشذ  
 بمعنی چراغ روشن اور عابرا سم عربی ہے اور ہود عبرانی لقب حضرت ہود کا بنی السدا و نام انکی  
 عورت کا میثا صبا تھا اور درج المرزین ہود ابن ارفخشذ لکھا ہے اور مطالع السمرات شرح دلائل  
 میں یون تصحیح کی ہے کہ ہود ابن عبد البدان رباح ابن جاوہر ابن عدا ابن عوص ابن ارم ابن  
 سام لکھا اس ترتیب میں قبیلہ عاد میں داخل ہوتے ہیں حالانکہ تحقیق اہل تاریخ کی یہ ہے کہ بنی اعوام

عاد سے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ ہود کے باپ کا نام عابر تھا چنانچہ حسان ابن ثابت فرماتے ہیں  
 ابوہونابی السدود ابن عابر الغرض حضرت ہود علیہ السلام کذب رنگ کثیر الشعر حسن الوجہ اشبه آدم  
 علیہ السلام سے تھے اور شریف القوم وخی و عابد ورحیم تھے پیشہ اولیٰ تجارت تھا سوا وکوالد  
 صاحب نے قبیلہ عاد اولیٰ پر برسات و شریعت نوح بعوث فرمایا اور اس قوم میں تیرہ گروہ تھے  
 اور بادشاہ انکا عاد تھا متساب پرست ایک ہزار دو سو تیس کی اور سکی عمر ہوئی اور نسب اس عاد کا اسطریق  
 پر تحقیق ہوا ہے کہ عاد ابن عوص ابن ارم ابن سام پوشیدہ نر سہے کہ عاد کے دو فرے دنیا میں ظاہر  
 ہوئے ایک عاد اولیٰ جسکو عاد قدیم و عاد ارم بولتے ہیں مساکن انکے عدن کے متصل واقع ہیں  
 دوسرا عاد دوم کہ زمین احقاف میں جو حضرموت سے قریب ہو رہے تھے اور یہ لوگ اور شخص کی  
 اولاد ہیں کہ اسکا نام بھی عاد ہو مگر یہ بھی عاد اولیٰ تھا اور اجار الدول میں ہو کہ قوم عاد ارض بین  
 بین در میان عمان و حضرموت و احقاف مقیم تھے اور عاد اولیٰ کا ذکر کلام الہی میں دو جگہ واقع ہے  
 ایک سورہ نجم میں کہ و اہلک عاد و الا اولیٰ دوسرے سورہ الفجر میں کہ الم تر کیف فعل ربک بعد اذ امر بالعدل  
 اور عاد دوم کا ذکر کئی مقام پر ہو جس طرح سورہ احقاف و ہود و شعرا و اعراف و مومن میں اس قوم پر نبی  
 حضرت ہود علیہ السلام بھیجے گئے ہیں القصہ قوم حضرت ہود کے آدمی بڑے طویل القامت دروز اور ستر  
 حتیٰ کہ طویل اونکاسات سوگز کا اور کوتاہ تر ساٹھ سوگز کا اور بعض روایات میں بلند بالا ایک سو بیس گز کا  
 و متوسط سوگز کا و کوتاہ اسی گز کا ہوتا تھا اور اجار الدول میں ہو کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس قوم  
 کے آدمی اسی گز کے ہوتے تھے اور کلبی کے نزدیک اطول چار سو گز کا و قصیر ساٹھ گز کا اور ستر  
 اونکا ہچو قبہ عظیم و اسوال انکے اونٹ مگر اس زمانے کے اونٹ سے نہایت بزرگ تھے اونٹیں  
 سواری کرتے تھے اور گوشت بھی اونکا کھاتے تھے چنانچہ ایک آدمی ایک اونٹ جمع کو کھانا اور ایک  
 شام کو اور کثرت اس قوم کی بدینہ تیرہ ہوئی تھی کہ تمام عالم میں اونکی برابر کسی کا گروہ نہ تھا اور سبب  
 تن آوری و قوت کے پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر قطعے و حویلیان اور باغ و باغیچے ایسے تعمیر کر لیے تھے  
 کہ تمام عالم میں کیسے نہ بنائے تھے اور سات سو برس سے اس قوم میں حضرت عزرائیل علیہ السلام  
 بحکم الہی اپنا قدم نہیں پھیرتا اور صنعت بت پرستی میں بڑے شاطر و پوجے بات میں خوب ماہر کسی بت  
 کو ساقیہ کہتے کہ وہ پانی برساتا ہے اور کسیکو حافظ بولتے کہ وہ سفین میں محافظ رہتا ہے اور کسیکو رازقہ اور  
 کسیکو سائے بولتے تھے سو حضرت ہود علیہ السلام نے اونکو دعوت بحق فرمائی کہ یا قوم اجداد  
 بالکم من آلہ غیرہ ان اتم الامم و ان لیغی بے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی تمہارا حاکم نہیں سوائے

۱۰  
 شہین اردو نسخہ  
 آباد کیا ہوا ہے  
 اشاعت بیورو میں  
 پینتھن واقعہ ہوا ہے  
 لکھنؤ کا سبیل

اذ سکے تم سب جھوٹ کہتے ہو حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس قوم میں میناروں کو کھنچے بنانے کا  
 بڑا چہر چا تھا اور جانتے تھے کہ ہم پر موت نہ آویگی بلکہ اسی خیال سے نہایت مستحکم قلعے و حویلیاں و منار  
 بنا لیے تھے اور اہل مناروں پر بیٹھ کر راہ چلتوں سے سنہا پن کرتے تھے اور کبوتر اور اڑتے تھے  
 اور حضرت ہود فرماتے کیا بناتے ہو ہر نیلے پر ایک نشان کھیلنے کا اور کیا کارگیریاں کیا کرتے ہو  
 کیا تم ہمیشہ جیسے رہو گے یہ سن کر کہتے کہ ہکو نصیحت کرنا و نکرنا برابر ہے یہ تو طریق اگلے لوگوں کا چلا آیا  
 اور جو تو آفت آسانی سے تحویل کرتا ہو سو ہم پر آفت ہرگز نہ آویگی یہ جواب عوام لوگوں کا ہو اور سردار  
 و رئیس قوم یہ جواب دیتے تھے کہ تمہارے پاس کیا ایسی سند ہے جس سے ہکو پرستش تبوں سے  
 روکتے ہو ہم اپنے ٹھا کر دن کو ہرگز نہ چھوڑینگے ہماری دانست میں تمہکو عقل نہیں ہو بلکہ تو اپنے  
 دعویٰ میں جھوٹا ہوتے حضرت ہود نے فرمایا ای قوم میں بیوقوف نہیں ہوں بہانے کے مالک نے  
 مجھے تمہاری طرف بھیجا ہوتا کہ اوسکے پیغام تکو پہنچاؤں اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور اسکا تعجب نہ کرو  
 کہ تمہارے درمیان نبی اللہ نے ایک شخص بھیجا کہ تکو بدکا مون سے باز رکھے یا دکر وہ بعد قوم نوح کے  
 تکو آسنے سردار بنایا اور تن آورا اور پہلوان کیا سوا اللہ کا احسان یا دکر و شاید تمہارا بھلا ہو مگر وہ لوگ  
 ایسے کافر تھے کہ ایسی باتیں کب خیال میں لاتے تھے بلکہ کہتے تو کیا اس واسطے خدا کی طرف سے  
 آیا ہو کہ ہم تیرے اللہ کی بندگی کریں اور انکی بندگی چھوڑیں جنکو ہمارے باپ و دادے پوجتے رہے  
 تو لے آوہ آفت جسکا وعدہ کرتا ہو آسوقت حضرت ہود نے فرمایا کہ اب تم پر غضب الہی ثابت  
 ہو گیا کیون لڑتے ہو چند ناموں پر کہ تنے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کیے ہیں اور کوئی  
 دلیل اللہ کی طرف سے انکی صحت پر نہیں رکھتے ہو بلکہ محض بے اصل ہیں سو اب راہ دیکھو  
 میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہوں یعنی اگر حق ظاہر ہو اور تم اسی مجادے میں ثابت قدم رہو  
 تو دیکھ لو گے جو کچھ آفت آویگی اور میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور تم بھی گواہ رہو کہ میں سخت بیزار ہوں  
 اُن سے جنکو تم خدا کا شریک کرتے ہو اور اب تم مل کر مجھ سے بدی کر لو جو کچھ کرتا ہو کہ میں نے اپنے  
 اللہ پر بھروسہ کیا جو تم کچھ بھی نہ کر سکو گے اور مجھکو جو کچھ کہنا تھا کہ چکا بعد ازاں حضرت ہود نے ہاتھ  
 اٹھا کر دعا فرمائی کہ یا رب العالمین اس قوم ناپاک کو ہلاک کر وحی ہوئی کہ ای ہود تو اپنے ساتھ ایمان  
 و اذن کو لیکر اس قوم سے نکل جا کہ میں اپنے عذاب بھیجتا ہوں چنانچہ حکم الہی حضرت ہود علیہ السلام  
 مع مومنین کہ سب شہ آدمی تھے ایک پہاڑ پر جا بیٹھے اور علی روس الا شہاد ارشاد کیا کہ خبر داؤد  
 عذاب الہی بصورت ہونا نازل ہو گا اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ فرقہ عاد و حقیقت کشتی باز و پہلوان

تھا سو وہی زعم باطل میں خم ٹونک کے تکذیب و انکار میں رہ رہا تھا اور کتنا تھا سن اشد  
 مناقوۃ یعنی ہم سے کون قوت میں زیادہ ہے جس سے ہکو ڈراستے ہیں بالجملہ مالک الملک نے انزال  
 عذاب موعود سے پیشتر اس قوم پر قحط سہ سالہ مسلط فرمایا اور پانی کا برسانا بند کر دیا اس آفت میں  
 بھی رحم کر کے حضرت ہود نے فرمایا یا قوم استغفر واربعکم تم تو بوالبیرسل السما علیکم درارا ویزو کم  
 قوت الی قوتکم ولا تلو لو مجرمین یعنی اے قوم گناہ بخشو اور اپنے رب سے پھر رجوع لاؤ اور اسکی طرف  
 پھوڑ دے تم پر آسمان کی دھاریں اور زیادہ دے تم کو زور پر زور اور نہ پھر سے جاؤ گنہگار ہو کر  
 مگر تاہم اس قوم ناپاک نے کہنا اپنے پیغمبر کا نہ مانا اور اس عہد میں یہ دستور تھا کہ جب کسی طرح  
 کی آفت یا بلا نازل ہوتی تو اسکی دفع کیواسطے اس موقع پر جہاں اب کعبہ معظمہ واقع ہو جاتے تھے  
 اور وہاں ایک ٹیلہ بزرگ سرخ نمودار تھا کہ جملہ مسلمان و کافر وہاں جا کر اپنی اپنی حاجتیں مانگتے تھے  
 سو قوم ہود نے مضطرب و مضطرب ہو کر قبیل ابن عودہ یا ابن عمرو و مرثد ابن سعد و قحطان ابن عاد اہم  
 ابن ہزال و رحابہ ابن الجبیری کو جو خالو معاویہ ابن بکر کا تھا سہ اور شراذیموں کے اُس مقام کو روانہ  
 کیا تاکہ یہ لوگ وہاں حاضر ہو کر دعا کریں تو پانی برسے اور قحط دفع ہو لیکن سبب نجات و غرور کے  
 اپنے پیغمبر کی التجا نہ کی کہ اسی قبیلہ مقصود سے حاصل ہو جاتا اور اس سفر کی حاجت نہ پڑتی چنانچہ  
 قحطان و مرثد دونوں مسلمان مع دیگر کافران اونٹ و بکریاں قربانی کیواسطے لیکر موقع مقصود میں پہنچے  
 اُس زمانے میں وہ مقام تحت حکومت عمالقہ تھا اور معاویہ ابن بکر جسکی ماں سہاء گل چہرہ قبیلہ  
 عاد سے تھی وہاں کا عامل تھا سو یہ سب لوگ اول اُسکے پاس حاضر ہوئے اور تمام سرگذشت  
 اپنی کہنے لگے کہ مرثد مومن نے بر ملا کہا کہ تم لوگوں کو اس مقام کی دعا سے کچھ فائدہ نہوگا اسواسطے  
 کہ تم لوگ اپنے پیغمبر سے پھرے ہوئے ہو اگر اب بھی اوسکی اطاعت قبول کرو اور گناہوں گزشتہ  
 پر ندامت اختیار کرو تو اس بلا سے نجات حاصل ہو دعا کی حاجت پڑے بلکہ پیغمبر کی دعا کافی  
 ہو جائے اور مؤید اس تقریر کے بعض عمالقہ نے بھی کہا کہ تم لوگوں کے بیان سے صاف متشع  
 ہوتا ہو کہ یہ قحط جو ہوا اُس قسم کا نہیں ہے جو دعا سے استغاثے سے دفع ہو بلکہ یہ قہر خدا ہے اس میں دعا  
 کام نہ آوے گی تب کہا اگر ہم بلا حصول مراد واپس جائیں گے تو قوم میں شبکی ہوگی اسلیئے جسطح  
 ہو سکے کام کو سرانجام کر کے پھرنا چاہیے اور قحطان و مرثد دونوں ایمان داروں کو الگ کیا اور  
 قبیل کو ہمراہ لیکر اُس ٹیلے پر گئے اور مرثد ابن سعد سے طریق دعا مانگنے کا پوچھا تھا اوستے بتلایا  
 کہ تم لوگ سنگے سر برہنہ پانندہ حاجیان کو ہ صفا پر جو کعبہ شریف کے محاذی واقع ہو حاضر ہو اور

تاریخ نبی در احوال حضرت ہود علیہ السلام

مقابل کعبہ شریف کے کھڑے ہو کر یوں دعا کرو کہ یا ائی اگر ہو اپنے دعوی رسالت میں سچا ہو تو ہم کو ابرار ان عنایت فرما کہ ہم تیرے گھر میں ایسے آئے ہیں معالمتنزیل اور تجرمواج میں ہر کہ تمہان نے درازی عمر کی دعا کی اور سکوسات کر گسوں کے برابر عجم عطا ہوئی اور ہر گرس انسی برس کا ہوا ہے یعنی پانسو سا سو برس کی عمر ہوئی اور مردنے یہ دعا مانگی کہ ائی مجھ کو جو کو کی تاب نہیں ہو سو دنیا میں مجھے ناز و نعمت میں رکھنا اور سکوا آواز آئی کہ ایسا ہی کروں گا اور کافروں نے جو دعا ہوائی تعلیم ہر مہموسن کے مائی تو اوہ لکو میں ناکرے بڑے بڑے ابر کے ملے ایک سفید دوسرا سیاہ تیرا سرخ اور سادھی غیب ہائے آوازوں کہ انہیں سے جسے چاہو قبول کرو تب سب نے مشورہ کیا تو یہ قرار پایا کہ ابرسیاہ میں پانی خوب ہو گا اور اوسیکولینا مناسب ہو سو اوسیکو قبول کیا اور بہت خوش خوش بھولے جو سب بغلیں چوستے کو دتے پھاندتے روانہ ہوئے اپنی ولایت کو چلے ابھی سا تک ہوا جبہ فیثہ ایثہ میں کہ کاک عا کی حد قریب ہی پہنچے تو چند لوگ پیش پیش ہجو مقدمہ الجیش قوم کے لوگوں کو خوش خبری دینے تشریف لائے اور ہر سے دعوم و دعام سے پکارے کہ بدلی برساؤ لائے ہیں جو زمین اور تالاب اور چوراہا اور گتے عادت کر رکھو اور پھاڑوہ گدارین وغیرہ آلات قلہ ان اور سامان اور اسباب تحم بیری باہر نکال رکھو کہ یہ ابر موافق مراد کے پانی برساؤ لگا اور سب کے دلوں کو سیراب کر گیا جب یہ خبر قوم میں مشہور ہوئی تو ہر ایک شخص گلی کوچے میں خوش اور خرم پھرنے لگا کہ کوئی کتنا ہمارے رسولوں کی دعا قبول ہوئی کوئی کتنا تھا یا روستہ ابر چمک زن ز طرف کو ہمدان میرسدہ سا قیا سامان سا غر کن کہ ابران میرسدہ کوئی لن ترانیاں کر کے گھسا تھا کہ واسد کیا ہی گھسا منڈی ہوئی چلی آتی ہے خوب بر سے گی ہر دوہنمبر جو ہوتا تھا جو کتا تھا کہ بلا آوگی اور بعضے یہی کلمہ حضرت ہود علیہ السلام کے روبرو جا کر کہتے تھے سو حضرت ہود فرماتے تھے میں سچا ہوں دیکھو یہی بلا سوعود ہوا اب بھی کچھ نہیں گیا ہے بلکہ کتنا مانو لیکن کون شاہی بیان تک کہ وہ ابراہونچا کتا قال فلما راہ عارضا مستقبل او دہیم قالوا ہذا عارض مطنابل ہوا ما سبوا ہم بہ ریح فیما عذاب الیم تدمر کل شیء با مر رہا یعنی پھر جب دیکھا اور سکوا ابر سائے آیا اونکے نالوں کے بولے یہ ابر ہی ہر ہر سے گا کوئی نہیں یہ وہ ہے جسکی تم جلدی کرتے تھے ہوا ہے جیسی عذاب سخت ہو اکھاڑ مارے گی اپنے رب کے حکم سے تب کافروں نے کہا ای ہود بھلا تھلا تو ابر میں کیا بلا آوگی فرمایا ایسی ہوا چلیگی جس سے تمہارے مکانات اور تم برباد ہو جاؤ گے وہ تمہارے بولے تو ہمارے زور سے واقف ہو اور ہوا کی تہہ ہی سے ڈرنا ہے اسی ردوبل میں تھے کہ ابر سیاہ اندر دن شہ داخل ہوا اور باد عظیم کو

بسکامعدن طبقہ چہارم زمین کا ہوا ارشاد ہوا کہ اس قوم ناپاک بے باک پر چل موکلون نے روکا اس خیال سے کہ شاید یگناہ بھی نہیں نہ جائیں مگر وہ قبضہ اختیار سے نکلے وہ لوگ گھبرائے اور سنگین مکانوں میں گھسے اور جانور اپنے لوسے کی زنجیروں سے جکڑے اور عیال اطفال ستونوں میں بند اور لائگین باندھ کر ٹھونک کشتی کے لیے مستعد ہوئے اور بعض نے اپنی عورتوں کو ہوبہا سے آہنی بین شبلاؤتوں پر چڑھا دیا مگر ہوائے وہ دائرہ کی ایک لنگیان اڑی ماریاں مارین کہ مکان تو زمین سے اکھڑ گئے اور ہود ج اور اونیان مڈی کی طرح اڑ گئے اور کشتی باز تو ہاتھ ملاتے ہی زمین سے آشنا ہو گئے کہ چت گرے اور جو لوگ تہ خانوں میں تھے اوکلو نکال کر ہوائے زمین پر مارا سردار قوم ایک گڈ سے میں موع بعض قوم کے پوشیدہ تھا چار دن تک بچا رہا پانچویں دن حضرت ہود نے اسکو دعوت کی اوسنے نہ مانی چھٹے دن اوسی ہوائے ایک دوسرے سے سر ملکر ادا کیا کہ مر گئے رئیس قوم باقی رہا ساتویں مین پھر حضرت ہود نے دعوت فرمائی اوسنے قبول نہ کی اوسی جگہ ہوائے دے چکا کہ خاک مین مل گیا اور حضرت ہود علیہ السلام مومن کو ہمراہ لیکر کسی پہاڑ خواہ جزیرے میں جا بیٹھے اور خط محیط کھینچ لیا تھا کہ ہوائے عذاب اندرون خط سرود خوشگوار تھی اور بیرون خط آتش پر شرار اور یہ سب احوال قوم کا حضرت ہود علیہ السلام اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے سبحان اللہ حکیم علی لائق کی تدبیر کوئی خالی حکمت سے نہیں ہوتی دیکھو کیسے پہلو انون کے مقابلے میں ہوا جو ظاہر میں نہایت ضعیف نظر آتی ہو قائم فرمائی کہ اوسنے ایک جھوٹے مین سب کو برباد کر دیا کما قال فاکلوا بریح صریح عایت یعنی کھپائی گئی ٹھنڈی سائے کی ہوائے ہاتھوں سے نکل جاتی حدیث شریف میں آیا ہے کہ مالک حقیقی نے جہان مین ہوا کو نہیں بھیجا مگر بانداز اور کسی قطرہ آب کو آسمان سے نازل نہیں فرمایا الا بمقدار مگر بروز طوفان نوح و عذاب قوم ہود کہ طوفان مین آب باران قبضہ اختیار موکلین سے نکل گیا تھا اور عذاب قوم عاد مین ہوا یہ قدرت محافظین سے باہر جاتی رہی تھی اور یہ بھی صاف و روشن ہو کہ یہ شدت و زیادتی ہوا کی آثار اتصالات فلکیہ سے نہ تھی والا قوم عاد پر خصوصیت نہ رکھتی بلکہ حضرت ہود علیہ السلام کے تابعین کو بھی پہنچتی سو ایسا نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ منتقم کبریا نے اپنے غضب و قہر سے انہیں پر مسلط فرمائی تھی اور یہ تسلط ایک ساعت یا دو ساعت کا نہ تھا بلکہ از بست دوم شوال روز چہار شنبہ تا بست نہم یوم چار شنبہ تا غروب آفتاب رہا یعنی سات رات آٹھ دن کا قال فی الحاقۃ و سخرنا علیہم سبع لیل و ثمانیۃ ایام سو ما قتری القوم فیہا صریحاً انہم اعجاز نخل خاؤۃ نخل تری لہم من باقیۃ یعنی معین کیے اوپر سات رات آٹھ دن نہایت نحس ہیں تو دیکھے لوگ

او نہیں بچھڑ گئے جیسے وہ دُعا میں کھجور کی کھوکھری پھر تو دیکھتا ہے کوئی اونکاح ہوا اور عالم التشریح میں ہر  
 کہ ہوا مردوں کو قبور سے نکال نکال باہر پھینکتی تھی اور سبب تعین ایام کا یہ ہوا کہ قوم عاد مقام لافین  
 کہتی تھی کہ یہ قحط جو ہم پر مسلط ہوا ہے کیا اسکی حقیقت ہو ہم کو ایسی طاقت اور قوت ہے کہ اگر سات برس  
 اسطرح کا قحط پڑے تو اسکو بھی ہم کاٹ دین اسی وجہ سے مقابلے میں ہر سال کے ایک ایک دن  
 مقرر کیا اور ایک دن بڑھایا اسلیئے کہ ایک دوسرے کا احوال دیکھے اور عذاب الحسرت میں مبتلا ہوا اور  
 ہر ایک اپنی اور اپنے ہم چشم کی بیطاعتی دیکھ کر داؤد لاکرے چنانچہ ابن جریج وغیرہ مفسرین راوی ہیں  
 کہ باوجود ایسی آفت پی ہم کے چار شنبہ کے آخر وقت تک سب معذبین زندہ رہتے تھے بعد ازاں ہوا  
 قالبون کو اٹھا دیا سے شور میں ڈال دیا اہل عرب انھیں ایام کو عجز بولتے ہیں اور بردالمعجز ضرب المثل ہے  
 اور اسما نکلے عرب میں یہ مقررین اول صن دوسرا صنبر مکبر تین وسکون البار مع تشدید النون وفتح النون  
 اضع تیسرا و برفتح الواو و سکون البار چوتھا آمر بالمد و کسر المیم و سکون الملمہ پانچواں موثر بضم و فتح التاء  
 علی اسم الفاعل من الافعال چھواں مطفی البحر ساوان کفی الظعن مع الطار المبرمہ اور بعضے پانچ کہتے ہیں  
 صن صنبر و بر مطلق البحر اور بردالمعجز کی اضافت میں عوام کہتے ہیں کہ ایک ضعیفہ قوم عاد کی  
 تہ خانے میں چھپ رہی تھی آٹھویں دن اسکو بھی ہوانے نکال کر ہلاک کیا لیکن مسیح یہ ہے کہ عجز غلط  
 اصل میں عجز تھا کہ یہ مقام جانوروں میں متصل دم کے ہوتا ہے اور یہ ایام اخیر زمستان میں ہوتے ہیں  
 کمال برودت اجارا اول میں ہے کہ اول تصنیق یعنی تالی بجانا عالم میں اسطرح جاری ہوا کہ اس غذا  
 میں جسم ابر آیا تو اول ایک عورت سماۃ ہند نے اگ کی چنگاریاں ابر میں دیکھیں سو اسنے بنا بر اطار  
 مصیبت تالیان بجائیں اور شور کیا اور نالے اور بکاسے پکار پکار قوم سے کہا کہ اسے اولاد عادیہ غذا  
 ہو جسکا وعدہ ہو دینے پر نے فرمایا تھا میں نے ابر میں خوب دیکھا ہے سو تم لوگ ایمان لاؤ اور اپنے پیغمبر سے  
 رجوع کرو نہیں تو کوئی بھی محفوظ نہ رہے گا لیکن اسکی بات کسینے نہ مانی سب نے جانا دیوانی ہو آخر  
 ما سے گئے فائدہ اس عذاب میں اکثر فرشتے مثل حضرت یحییٰ علیہ السلام و توابع اسنے شریک تھے  
 و روح کلی عنصر ہوا کی تسبیح عمل میں آئی تھی صحیفین میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے  
 حضرت کو کبھی اسطرح ہنستے نہیں دیکھا کہ حضرت کا خوب نگو کھل جاوے مگر مسکراتے تھے اور جب  
 آندھی اور بدلی آتی تو گہبہ استے اور دماغے خیر کرتے خوف سے کبھی اوستے کبھی بیٹھے یہی حالت  
 حضرت کی رہتی جب تک پانی نہ برستا تو میں نے اسکا سبب پوچھا حضرت نے فرمایا ای عائشہ کون چیز  
 بڑھ کر تھی ہر شاہد اس آندھی اور بدلی میں عذاب آئی ہو مقرر ایک قوم سینے عاد پر عذاب ہو چکا ہے تو میں

تذکرہ الادیبانی

تذکرہ الادیبانی

اور البتہ قوم نے عذاب الہی دیکھا تھا سو کہا تھا کہ یہ بدلی ہماری پانی برسانے والی ہو یہ حضرت نے اوسوقت فرمایا جب حضرت عائشہ نے کہا تھا یا رسول اللہ میں دیکھتی ہوں لوگوں کو جب بدلی دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں اس امید سے کہ اس میں مینہ ہوگا اور میں آپ کو جو دیکھتی ہوں تو مضطرب پاتی ہوں سچ ہے کہ نزدیکاً نرا پیش بود حیرانی اخبار المدول میں ہے کہ بعد ہلاکی قوم کے حضرت ہود علیہ السلام کے میں تشریف لائے اور بعد چند روز کے وفات پائی عمر ایک سو پچاس برس کی ہوئی قبر شریف مکہ میں ہے اور معالم بن ہے کہ قبر مبارک ما بین رکن و مقام و زمزم واقع ہے اوسی مقام میں سونہی اور بھی مدفون ہے و بروایت وہب ابن منبہ قبر جناب یابین صفا و مردہ کے ہے اور روضۃ الصفا میں ہے کہ قبر شریف ما بین دارالانذار و باب نبی سم کے واقع ہے و بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ و جب حضرت موت میں ہو تو بوسے جامع دمشق میں کہ بیت المقدس سے دس نزل ہے مگر صحیح روایت یہ ہے کہ مزار مبارک حضرت میں ایک غار کے سامنے واقع ہے وہاں تابوت شریف ایک تخت پر رکھا ہے اور لوح طلائی پر اس قدر عبارت کندہ ہے

بسم اللہ العالی الاعلیٰ انا ہود البنی رسول رب الارض و السما والی الملائکین ما دفد عوہم الی الایمان و خلع الاضام والادمان فصونی فاکلم الریح العقیم فاصبحوا لریسم یعنی نام خدا سے بزرگ شروع کرتا ہوں کہ میں پیغمبر ہوں ہو دیکھا ہوا پروردگار زمین و آسمان کا ایک جامع نبی عادی پر سو میں نے انکو دعوت کی ایمان و ترک بت پرستی پر انہوں نے نافرمانی کی تب ہلاک کیا انکو ہوا سے عقیقہ نے پس ہو گئے جس طرح ہڈی پرانی قائمہ حکایت شداد و شدید دونوں پڑشا ہوں کی بھی تعلقات اس قصے سے تھی ایسے اس جگہ بیان اوسکا مناسب ہوا پس پوشیدہ نہ ہے کہ شداد و شدید بروایت اکثر اہل تاریخ اولاد عاد سے تھے کہ اکثر ربیع مسکون اوسکے قبضہ اختیار میں تھا اور صحیح یہ ہے کہ دونوں بادشاہ تھے اور مشرق سے مغرب تک اونکی حیطہ اقتدار میں تھا اور اونکے پاس لشکر و خزانہ بے انتہا تھا علی الخصوص شداد کو بعد فوت شدید ایسی قدرت حاصل ہوئی کہ چار سو سلطان صاحب فرمان اوسکے مطیع و فرمان بردار تھے بلکہ سلاطین روسے زمین سے کسکو اوسکے مقابلے کی تاب و طاقت نہ تھی اسی سبب سے اوسنے دعویٰ خدائی کیا عالمون اور واعظون اور دانشمندان نے بہت نصیحت فرمائی مگر اوسنے خیال نہ کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ اس سے زیادہ کون جاہ اور حشمت جھکو ملیگی جسکے واسطے میں خدا کی عبادت کروں میرے بھائی نے وہ نعمت چھوڑی ہے کہ اللہ کی عبادت میں بھی حاصل ہوتی ہے چند واعظون نے کہا کہ یہ دولت دنیا کی فانی ہے جو جھکو حاصل ہے اگر اللہ کی عبادت کرو تو نعمت جاودانی حاصل ہو شادانے کہا وہ کون نعمت ہے و واعظون نے کہا بہشت کہ پیغمبروں نے

اوسکے اوصاف بیان کیے ہیں شداونے پوچھا اوسکا وصف بیان کرو واعطون نے اوصاف بیان  
اوسکے مفصیل فرمائے شداونے کہا کہ اس بہشت کی مجھ کو حاجت نہیں ہے کہ وہ کہہ میں بھی اوسکے  
مثل بنا سکتا ہوں چنانچہ اوسنے بہشت بنائی اور اجارا الدل میں ہے کہ شداو برابر عاد تھا جب وہ  
تو ملک و دولت نے اوسکی طرف انتقال کیا اور سات سو برس اوسکی بادشاہت رہی اور حضرت  
ہود علیہ السلام اوس پر برنالت و دعوت مبعوث ہوئے اور اوسنے دعوت قبول نہ کی اور عین  
مفسرین لکھتے ہیں کہ شداو قوم عاد میں ایک بادشاہ تھا عین میں اوسنے ایک بت شیشے کا بنایا تھا  
اوسکی پرستش کرتا تھا تین سو برس کامل اسی باد میں بتلار حاجب و دروازا شداو بادشاہ ہوا اور اوسنے  
بھی اوس بت کی پرستش اختیار کی اور دونوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت قبول نہ کی  
اور غلبہ اور کج بادشاہت قوم عاد ثانی کے واقع ہوا اور ہلاکت اوسکی اور اوسکے لشکر کی آواز سخت  
تین سو برس بعد ہلاکت قوم عاد کی ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے کہ غلبہ شداو بعد حضرت ہود علیہ السلام کے  
ہوا اوس عرصے میں کوئی تعمیر نہ تھا اور بعض جو حضرت داود علیہ السلام کے عہد میں بیان کرتے ہیں  
وہ غلط ہے قصہ شداونے بہشت کی تعمیر شروع کی اول ایک سو آدمی معتمد علیہ معین کر کے اطراف  
عالم میں بھیجے اور انکو تاکید کر دی کہ ہزار ہزار مزدور ہر ایک ہزار اپنے ساتھ لیا جائے اور مورن طلا  
ونقرے سے چاندی اور سونا لیکر انہیں لنگا جمنی بنا کر بھیجیں چنانچہ وہ لوگ اس کام میں بدل و صرف ہوئے  
اور بجا آوری حکم میں سرگرم جب سامان عمارت مہیا ہو گیا تو شداونے کوہ عدان کے متصل ایک مکان  
مربع یعنی چوکھوٹا دس کوس کا بنایا اور دس کوس کا چوڑا بنا شروع کیا کہ اول بنا اوس مکان کی عین چوکھوٹا  
سنگ سلیمانی سے بھرادی اور لنگا جمنی انہیوں سے چار دیواری مقدار پانسو گراؤ سو وقت کے تعمیر  
کرانی کہ آفتاب کی روشنی میں آنکھ نہ ٹھہرتی تھی اور اوس میں ہزار محل اور ہر محل میں ہزار ستون مسح  
بزمردیو ا قیمت اور اون محلوں میں درتھے موزون رکھے اور تپتے اوسکے باروش خوش اسلوب  
اور چین مرغوب ایک خانہ بارغ ترتیب دیا اور وسط شہر میں ایک نہر اس طرح جاری کی کہ پانی اوسکا  
ہر ایک محل میں بے تکلف پہنچتا تھا اور اسے اسکے چند نہرین اور بھی جاری کر لیں کہ سین آبی نہرین  
وزیت قند کسبین شراب ارغوانی کسبین دودھ کسبین شہد بھر دایا اور اون نہروں کے ساسنے  
سنگ نیرسے یا قوتی وز جاجی چمکائے اور اوسکے کناروں پر انواع اقسام کے درخت لگائے کہ تنہ  
اوسکے طلائق اور نینیان زمردی اور پھول اور پھل یا قوتی اور جانور خوبصورت خوش الحان طرح طرح  
کے جواہرات کے بنا کے درختوں پر چمکانے اور درو دیوار میں جمع مکانات کو مشک وزعفران و عطر

تذویر الادیبانی احوال الانبیا طہ اول

وگلاب کنگل کرائی اور گرد شہر کے ہزار سارے طلائی قائم کرائے اور اون پر چوکیاں تعمیر کیں  
 کہ نوبت نوبت اوس شہر کی پاسبانی میں معروف رہیں اور دروازے شہر پر چار میدان ترتیب دیے  
 اور سارے کیوسے درخت بیوہ دار لگائے اور لاکھ لاکھ کریمان طلائی اور نقرئی اون میدانوں میں کھوانے  
 پہلے جب اس طرح کا شہر باہر میں مرتب آراستہ ہو گیا تو حکم شدہ تمام شہر میں فرش حریری و زربفتی بچھا گیا اور  
 وہ کانوں میں زربفتی پر دے لگائے گئے اور ظروف طلائی و نقرئی و زردی ہر ایک مکان میں  
 بقدر ضرورت ان قسم پائی و پیا لیان و انجور سے و تمبیان بہ ترتیب موزون چُن دیے گئے اور لڑکیاں  
 خوبصورت اور لڑکے اور خوب و جو اطراف عالم سے جمع ہوئے تھے جیسے سور و منصور و عثمان و علی بن  
 وہان چھوڑے گئے اور ہر ایک صنعت و حرفت و پیشے کے لوگ وہاں کھلائے گئے اور سطح  
 شہر میں طرح طرح کے کھانے اور قسم قسم کے کھانے طیار و مہیا ہوئے اس سے یہ مطلب تھا کہ  
 تمام اہل شہر کو بطریق اوش سرکار شاہی سے طعام عنایت کیا جائے تفسیر عزیزی میں ہے کہ اس طرح کا  
 شہر بارہ برس میں تعمیر ہو کر آراستہ ہوا تو شداد باجمل تمام مع امراء و وزراء عظام تخت بادشاہی پر نہایت  
 بختر و کبر میں اوسکے دیکھنے کو روانہ ہوا اور راستہ میں واعظون سے بطریق چل و ٹٹول کتا گیا کہ تم  
 ایسے ہی بہشت کی تعریف و توصیف کر کے مجھ کو تکلیف دیتی تھے کہ میں باہر قدرت و ثروت سے کبر  
 اپنا غیر کے آگے خم کروں اور ذلیل ہوں اب تم چلو اور میری قدرت کا تماشا دیکھو اور میری استغنا  
 و بے نیازی کو باعنان نظر ملاحظہ کرو کہ جس مکان کے واسطے تم نے مجھے نصیحت کی تھی اوس سے بہتر  
 میں نے مکان بنایا الغرض یہ مردود چلتے چلتے متصل شہر ارم کے پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے باہر  
 نکل کر استقبال کیا اور زروسیم اور جواہرات نثار کیے اور تہنات وہاں کے بطور نذر گزارنے بادشاہ  
 اور بھی کبر و نخوت نے گھیرا اور اپنے خدا ہونے پر یقین کامل ہوا آخر کار اوس شہر کے دروازے پر  
 آیا اور چاہتا تھا کہ اندرون شہر داخل ہوں ایک قدم بیرون دروازہ تھا دوسرا اندرون دفعہ آواز تہ  
 جانب آسمان سے ہوئی کہ تمام باشندے اوس شہر کے مر گئے اور بادشاہ اوس جگہ دروازے پر  
 گر کر فی النار و السقر ہوا اور عذاب حسرت دیدار دل میں لگیا واعظون نے شکر الہی ادا کیا اس مقام  
 میں حضرت مولانا مقدانا اساذالاستاد مولوی عبدالعزیز قدس سرہ العزیز تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں  
 کہ بعض کتابوں میں دیکھا گیا ہے کہ ملک الموت علیہ السلام سے حضرت جناب کبریا نے پوچھا کہ کب قبض  
 روح کسی مخلوق میں کبھی برقت نے بھی پکڑا ہو یا نہیں عزرائیل علیہ السلام نے التماس کیا کہ الہی  
 کہو نہیں مگر وہ شخصوں کے قبض روح میں مجھ کو برقت آئی ہے اگر تیرا حکم نہ ہوتا تو ہرگز میں قبض روح

نکرتا ارشاد ہوا کہ وہ ہونڈا کون تھے اوسنے عرض کیا کہ ایک تولڑکا فوتولد تھا جو ہمراہ اپنی ماں کے  
تختہ کشتی پر دریا سے شور میں رہ گیا تھا اور مجھکو حکم ہوا کہ اسکی ماںکی روح قبض کر اوسوقت مجھکو  
اوس بچا سے طفل نوزاد پر رونا آیا کہ یہ شخص تنہا بی یار و مددگار رہا جاتا ہے پرورش اسکی کون کرے گا  
دوسرا ایک بادشاہ قوم عاد کا تھا کہ اوسنے نہایت آرزو سے ایک شہر بنایا اور وہ شہر اس شان کا تھا  
کہ تمام عالم میں اوسکا نظیر و عدیل نہیں ہو سوجب اوسکو دیکھنے گیا اور دروازے شہر پر پہنچا اور  
ایک قدم اوسنے دروازے میں رکھا تھا کہ مجھے قبض روح کا حکم صادر ہوا اوسوقت بھی مجھکو اوسکی  
حسرت دیدار پر خیال آیا اور نہایت رقت پیدا ہوئی کہ اب سے کس محنت و جانفشانی سے ایک مدت  
در زمین ایسا شہر تعمیر کر آیا اور تونے دیکھنے کی فرصت نہ بخشی حضور خداوندی سے ارشاد ہوا کہ یہ بادشاہ  
وہی لڑکا تھا جسکو میں نے بواسطے مادر و پدر کے پرورش کیا اور ایسی قوت و ثروت عطا فرمائی کہ بادشاہ  
باقدار ہوا مگر اوسنے میرا حکم نہ مانا تب اپنے خزانے اعمال کو پہنچا روایت ہے کہ وہ تختہ جسپر طفل نوزاد  
رہ گیا تھا حرکت ہوا اسے کنارے دریا کے پہنچا اوس کنارے چند گز اپنے کام میں مصروف تھے  
وہ یہ معاملہ دیکھ کر یعنی طفل نوزاد و والدہ مردہ معاینہ کر کے دریا میں گسے اور تختہ کشتی باہر نکالا عورت کو  
بچھین کر کفن کر کے دفن کر دیا لڑکا چودھری کے نزدیک آیا اوسنے خوبصورت و باجمال سمجھا نہایت خوشی سے  
پرورش کیا اور اپنا منبئی بنا یا جب وہ سات برس کا ہوا تو آٹا زہیر کی دفتانت اوسکے بشرے سے  
نمودار ہوئے جو کوئی دیکھتا مانتا تصویر حیران ہو جاتا ایک دن کھیلنا کودتا یہ دن بیا اور ہم عمر دن کے  
ہمراہ چلا گیا دفعۃً غل ہوا کہ سواری سلطان وقت کی آتی ہے اور لشکر کی بیروننگاہ نظر آئی اور کچھ سوار بھی  
دیکھ کر شہر سے جملہ اطفال بخوف و خفا اپنے اپنے گھر دن کو بھاگے بڑکا اپنی جرأت و بہادری سے ایک جا  
کو کنارے لگ رہا کہ سواری بادشاہ کی آگئی یہ تماشائی رہا اور ہر ایک سوار و پیادے کو دیکھا کیا ہاتھکے  
تمام لشکر کے لوگ نکل کئے سب کے پیچھے پیادے بادشاہی کہ بھولے بسرے اسباب و آدمی کی نگہبانی کو  
سین تھے نکلے ایک سپاہی نے ایک کاغذ پیچیدہ سرراہ اقمادہ پایا اوسنے کھولا تو سرمہ نظر آیا اپنے  
ساتھ ہون سے کہنے لگا کہ اس کاغذ میں سرمہ ہے اور مجھکو ضعف بعمارت مدت سے لاحق ہے اگر کو تو لگا لو  
شاید نفع بخشے وہ بولے کہ پڑی چیز کا اعتبار کیا آنکھ کا مقدمہ بہت نازک ہے ایسی ایسی چیز کا لگانا نہیں چاہیے  
الاجد امتحان سوادل کسی اور کے لگاؤ اگر اوسکو ضرر نہ کرے تب مضائقہ نہیں تم بھی لگالینا اوسنے  
اگے پیچھے خور کیا تو سوا سے اس طفل فطین کے کوئی شخص نظر نہ پڑا سوا و سیکو بلا کر کما تیری آنکھ میں  
سرمہ لگا دین اوسنے کہا اچھا کچھ مضائقہ نہیں آنکھوں کی تزیینش ہو جائے گی اوسنے خود کاغذ پیچیدہ

بچھین کر کفن کر کے

ہاتھ میں لیکر انگشت شہادت سے سرمہ آنکھ میں کھینچا بجز استعمال خزانہ نمورہ زمین بالکل ظاہر ہو گیا جس طرح تہ آب سے کوئی شور دیکھ پڑے اور نکل پڑے اس طفل ہوشیار نے ازراہ عیاشی اور فطانت اور زیرکی شور کیا کہ اے ظالمو! تم نے میری آنکھ پھوڑی میں بادشاہ کی حضور میں فریاد کو جاتا ہوں مگر سزا دلاؤں گا سپاہیوں نے دیکھا کہ یہ بات بہت بے موقع ہوئی وہ اوسیدم بھاگے اوسے وہ کا نڈاپنے قبضہ اختیار میں کیا اور اپنے گھر آیا چودھری سے کہنے لگا کہ یہ معاملہ پیش آیا ہے وہ خوش ہوا اور میل و خراسپ و خچر اپنے سب اثبات کیے اور مزدور متہم علیہ جو کہ سالہا سے دراز سے رفیق و ٹھگار تھے ہمراہ کیے اور کہا یہ سب تیرے مطیع و فرمان بردار ہیں انکو ایجا جہان کہیں خزانہ نظر آوے کھودلا اوسے ہر روز یہ خبر دینا کیا کہ وقت شب باہر جاتا اور روپیہ اشرفی گدھوں ہیلوں پر بکھرتا حتیٰ کہ اموال کثیر و بیشمار جمع ہوا اور اہل موضع کا چہوٹا بڑا تاجدار ہوا اول اوسی کاٹون کے زمین دار کو قتل کیا اور خود پیر راہ بن گیا خزانہ نمورہ یہ خبر حکام شاہی کو ہوئی وہ سب درپڑے انتقام ہوئے اوس چھوکرے نے بھی سپاہی نوکر رکھے اور بگجیف کثیر مقابلے پر مستعد ہوا جب نوبت قتل اور قتال آئی تو حکام شاہی مغلوب ہو گئے اور اوسے فتح پانی بیان تک کہ بادشاہ نے سفارت کیا تب اوسے خروج کیا اور سلطان ہو گیا پھر تو غلبہ و قہر راج مسکون کا مالک ہوا اور جمیع سلطین روئے زمین اوسکے زیر نگین ہوئے اور دعویٰ انا مالک الارض بنا کر نے لگا اوسی نے بہت بنائی اور دیکھنے پایا حسرت و افسوس دل میں لیکیا جیسا کیا تھا ویسا پایا معائنہ کتب تناسیر سے واضح ہوا ہے کہ بعد مرنے بادشاہ اور ہلاک لشکر و سپاہ و مکان جبکہ اوس بولتے ہیں نظروں سے غائب ہو گیا کہ نشان اوسکا باقی نہیں رہا مگر بعض کتب میں لکھا ہے کہ حوالی شہر عدن تالہش و درخشندگی کچھ کچھ نظر پڑتی ہے اوسیکو لوگ کہتے ہیں کہ یہ جگہ دیک اوسی مکان کی ہے اور عبد اللہ بن قلابہ بکسر القاف و فتح الباء الموحده مع الباء المدورہ کہ اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے ایک دن اوس طرف وارد ہوئے تو اونٹ اولکا بھاگ گیا وہ تلاش میں دوڑے صحرا سے عدن میں سرگردان تھے یہاں تک کہ پھرتے پھرتے قریب اوس مکان کے پہنچے جسکو شہاد نے بنایا تھا سو بچر دیکھنے دیوار و در و در کھل بیوا قیت و جواہر بیہوش و از خود فراموش ہو گئے اور دل میں اندیشہ کیا کہ اس شہر کی صورت کبھی صورت شبست ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے شاید عالم خواب میں مجھکو وہ مکان دکھلایا ہے جب دروازے شہر پر پہنچے اور اندر مکان کے داخل ہوئے تو دیکھا کہ جگہ مکانات اور اشجار اوس شہر کے مانند بہت موعود کے ہیں بولے ہذہ الجتہ الی وعدہ الیہم المتقون لیکن کوئی شخص اوس شہر میں نظر نہ آیا

تفسیر جہانگیر

تب کچھ جواہر جو کہ صحن مکانات میں مفروض تھے اپنی چادریں اوٹھالیے اور تنہائی کے سبب باہر شہر کے آئے اور دمشق کی طرف روانہ ہوئے تو شہر کے لوگوں نے جواہرات دیکھ کر یہ معلوم کیا کہ عبدالسد نے کہیں خزانہ پایا ہے تب عبدالسد سے پوچھنے لگے اوستے کہا میں اسکو بہشت شہاد سے لایا ہوں پھر قصہ انکا عوام میں مشہور ہوا رفتہ رفتہ یہ خبر معاویہ بن ابی سفیان کو کہ ادس عرصے میں حاکم شام تھے پوچھی معاویہ نے عبدالسد کو طلب کر کے پوچھا کہ تو نے یہ شہر خواب میں دیکھا ہے یا بیداری میں عبدالسد نے کہا کہ میں نے بیداری میں دیکھا ہے اور علامات اس شہر کے میرے ذہن میں بخوبی موجود ہیں گوہ معدن سے اس طرف اسقدر فاصلہ ہے کہ پہر اور دوسری طرف فلان درخت ہے اور طرف ثالث میں فلان چاہ اور یہ جواہرات کہ میں اوٹھا لایا ہوں میرے پاس موجود ہیں معاویہ نہایت متعجب ہوئے اور جبکہ کیفیت وہاں کے مکانات کی پوچھی اور اپنی مجلس میں بٹھا کر کعب اجبار اور دیگر علماء عالی مقدار کو کہ اس زمین میں موجود تھے طلب کر کے کہا کہ دنیا میں ایسا بھی کوئی شہر ہے جسکی بنا سونے چاندی سے ہو اور اشجار اسکے مکمل جواہر اور سخنوں میں جواہرات جھلکے ہوں ہون علمائے عرض کیا کہ لاریب ایک شہر عالم میں اس طرح کا شہاد نے بنوایا تھا جسکا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے کہ ارم ذات العمارات التي لم یخلق سلفا فی البلاد اور اب یہ شہر نظرون سے غائب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ ایک مرد میری امت سے اس شہر میں اونٹ اپنا تلاش کرتا ہوا ہوا پھوٹا اور عجائبات اس شہر کے مشاہدہ کر گیا اور وہ شخص سرخ رنگ کوتاہ قد بنر خشم ہوگا اور اسکے چہرہ پر خلل اور گردن پر ایک علامت اور بھی ہوگی پس معاویہ نے عبدالسد پرین قلابہ کو پھر دیکھا تو علامات سے مطابق پایا اور کہا والدودہ مرد سرخ رنگ بھی ہے بالکلہ اوصاف اس شہر میں زیادہ اس سے بیان کرنا فضول ہے کہ خود حضرت رب العزت جل شانہ بناوہ و اعانی علی سنے اس شہر کے اوصاف میں اور اسکے بانی کے حق میں ارشاد کرتے ہیں الم تر کیف فعل ربک بما دارم ذات العمارات التي لم یخلق سلفا فی البلاد یعنی نہ دیکھا کیا کیا تیرے رب نے عادت سے وہ جو ارم تھی بڑے ستونوں والی جو بنی نبین ویسی سارے شہروں میں لینے کی سطح بلکہ کیا اونکو حالانکہ فرقہ عادی بڑے زور اور اور طویل العمر تھے کہ بعض مفسرین شہاد کو نو تہو برس کا بیان کرتے ہیں اور تین سو برس میں یہ شہر اُسے تیر کیا تھا سالم التنزیل میں لکھا ہے کہ ارم میں اختلاف ہے سعید ابن مسیب فرماتے ہیں ارم ذات العمارات دمشق ہے اور عکرمہ بھی اسکے قائل ہیں اور قرطبی کے نزدیک اسکندر یہ مراد ہے اور مجاہد فرماتے ہیں انہ تیر مراد ہے اور قحادہ و مقاتل کے نزدیک ارم ذات العمارات ایک قبیلہ ہے عاد کا اونہیں بادشاہ تھا اور عاد اس قبیلے کے باپ کا نام تھا کہ ارم بن عماد بن شیم بن سام بن نوح اور محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ ارم جد ہے عاد کا یعنی عادی بن عوص بن ارم بن سام بن نوح اور کلبی فرماتے ہیں کہ ارم عاد اور ثمود کا جد ہے اور بعضی کہتے ہیں

ذات العما و بسبب طول قامت کے کھلتے تھے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ طول اونکا مثل عماد تھا اور مقاتل سے روایت ہے کہ قصیر اونکا بارہ گز کا ہوا تھا اور لم خلیق سلیمان فی البلا سے یہ مراد ہے کہ مثل اس قبیلہ کے طول قاست اور زور آوری میں پیدا نہیں ہوا اور بعض محققین نے لکھا ہے کہ ذات العما لقب اس وجہ سے ہوا کہ شاد بن عادن نے ایک شہر بند ستونوں کا ایسا بنایا تھا کہ دنیا میں بے مانند تھا اویسکے دیکھنے کو گیا تھا ایک رات و دن کا فاصلہ باقی تھا اور واسطے دروازے پر پہنچا تھا اور قریب راست دروازے میں بخوشی و فرحی رکھا تھا کہ خالق عالم نے صبح نازل کیا کہ سلطان با فوج و شتم ہلاک ہوا و ہذا صبح و بعد اعلم بحقیقۃ الحال

### تفریح ششم در احوال حضرت صالح علیہ السلام

اہل تحقیق لکھتے ہیں کہ نسب حضرت صالح کا پانچویں پشت میں حضرت نوح سے ملتا ہے یعنی صالح ابن عبید بن عامر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام اور بعض مفسرین کے نزدیک اصح یہ ہے کہ صالح ابن عبید بن اصف بن باسح بن حادق بن ثمود بن عامر ابن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام اور اس ترتیب میں آٹھ واسطے ہوتے ہیں اور حضرت صالح قبیلہ ثمود میں معبود ہو جاتے ہیں جنار الدول میں ہے کہ ما بین ثمود و صالح علیہ السلام کے توبرس کا فاصلہ واقع ہوا تھا اور بعض آیات میں ارغش بن سام بھی داخل نسب ہیں بالجملہ قبیلہ ثمود بعد ہلاک ہونے قوم عاد کے عرب میں منتشر ہوا اور ثمود نام ایک چاہ کا ہے جو کہ زمین بحرین واقع ہے یہ قبیلہ اسکے نام سے مشہور ہوا ہے اور سکون اوگامان شام و حجاز کے واقع تھا اور وہ دو شہر تھے ایک حجر کہ اتصال او سکاسر حد شام سے تھا مگر حجاز سے دوری طول نجومی او سکاسر درجہ تیس دقیقہ تھا اب ویران افتادہ ہے دوسرا وادی القریٰ کہ سرحد حجاز سے طسوق طول و عرض اسکا شہر مکہ سے دو چند ہے اور طول او سکاسر درجہ کا ہے اور ما بین ان دونوں شہروں کے سات سو دیہات و قصبات تھے اور سب پر اس قوم کا قبضہ تھا سو عامد قوم نے بڑے بڑے قلعے ہر ایک قبیلے میں کمال استحکام سے بنوائے تھے اور دریا کے نونے سے کنوئین کھود کر پانی نکالتے اور زراعت کرتے تھے اور چونکہ زمین سخت تھی اس سبب سے بدشواری کنوئین کھودنے کے لاکھ مال اخراج عیون و احیاض و تعمیر مکانات اور اجرت نگر تراشون میں صرف ہوتا تھا کیونکہ وہ لوگ تعمیر مکانات میں ایسے مشغول تھے کہ دور دور شہروں سے سمارون و مہندسون کو طلب کر کے عمارات نقش و نسبت کمال لطافت و نفاست بنواتے تھے انھیں کے شان میں وارد ہوا ہے و ثمود الذین جاوا الصخر بالواد یعنی کیا معاملہ کیا ثمود سے جنہوں نے تراشے پتھر وادی میں اپنے پہاڑ گرہ گر گھر بناتے تھے آخر کار اسی شوق میں مور میں تراشوانے لگے اور پوجنے لگے اور خدا سے غافل ہوئے اور مراتب تزیینہ یک قلم قلوب سے محو ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ

نے حضرت صالح کو نبی کیا اور تاریخ مرآت الزمان میں ہے کہ قوم ثمود بقایا سے قوم عاد سے تھی جسیم و قوی الجمعہ اوسکے پاس ایک بت آہنی تھا اوسمیں ہر سال ایک شیطان گھس کر بولتا تھا اور باپ حضرت صالح کے منع کرتے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ اسکو کسی طرح توڑوں ایک روز اوس بت کے پیٹ سے آواز نکلی کہ اسکو مار ڈالو کہ پیر دشمن ہے چنانچہ چند کافروں نے اذکو قتل کیا اور ایک کڑھے میں ڈلوا دیا انہوں نے حضرت صالح کے پیٹ میں تھے جب پیدا ہوئے اور بروایت ابن عباس چالیس برس کو پونچے تو اسنے اذکو نبی کیا اور اخبار الدول میں لکھا ہے کہ قوم ثمود کے گھروں کا نشان پہاڑ پر موجود ہے مگر وہ گھر ہمارے گھروں کے برابر معلوم ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدوقامت اوسکے مطابق ہمارے قدوقامت کے تھے نہ موافق عادیوں کے مگر مخالفت حکم خدا میں عادیوں کے مانند تھے اور بت پرستی میں کامل تر سوانحی ہدایت کے واسطے حضرت صالح ابن عبیدہ کہ نہایت حسین و جمیل و صالح و متقی تھے مبعوث ہوئے اور ارشاد الہی ہوا کہ اس قوم کو عبادت اصنام سے منع کرو اور میری عبادت کرو اور سمجھا دو کہ یہ سب نعمتیں خدا ہی نے عنایت کی ہیں اور کاشکر کرو اور سرکشی و غرور سے باز آؤ نہیں تو بلا سختی میں مبتلا ہو جاؤ گے چنانکہ حضرت صالح نے دعوت قوم شروع فرمائی کہ یا قوم اعبدوا اللہ مالکم

من الہ غیرہ ہوا نشاکم من الارض واستمرکم فیہا فاستغفروہ ثم تو بوالیہ ان ربی قریب یعنی ای قوم میری بندگی کرو اللہ کی کوئی حاکم نہیں تمہارا اوسکے سوا اوسنے بنایا تمکو زمین سے اور بسایا تمکو زمین میں سو بخشو اوگناہ اوس سے اور اسکی طرف رجوع کرو کہ میرا پروردگار نزدیک ہے قبول کرنیوالا جب تکو حضرت صالح نے فرمائی تو کہنے لگے ای صالح تجھ پر ہوا یہ تھی اس سے بھلی کما جامنی سورۃ ہود قال لایا صالح قد کنت فیئنا مرجوا قبل ہذا یعنی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ تو ہونہار ہو اپنے آبا و اجداد کا نام روشن کرے گا سو تو برعکس اوسکے ہم کو منع کرتا ہے اوس فعل سے جسکو بزرگ ہمارے

کہتے تھے کما قال اللہ تعالیٰ اتھنا ما ان نعبد ما یبدآ بائنا وانا لفی شک ماتہ عونا الیہ مریم یعنی تو منع کرتا ہے ہکو اون کی پرستش سے جسکو ہمارے باپ دادے پوجتے تھے اور اسی سبب سے ہکو شبہ ہوا اسمیں جس طرف تو بلاتا ہے حضرت صالح نے فرمایا کہ مجھ پر اللہ کی عنایت و مہربانی ہے سو میں اوسکی بھیجی نہیں کر سکتا اور تم ڈرو اللہ سے کہ میں تمہارے پاس آسکے بیخام لایا سون اور میرا کہتا

مانوین کچھ مزدوری تم سے نہیں چاہتا ہوں میری اجرت الہیہ ہے اور یہ باغ و چمن  
 و درخت اور کویتیان اور عمارت سب فانی ہونے والی چیزیں ہیں ان پر دل لگانا  
 عیب ہے اور تب کہنے لگے کہ تجھ پر کسینے جا دو کیا ہے تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم  
 اور اگر سچا پیغمبر ہے تو کچھ نشانی دکھلا حضرت صالح نے فرمایا کہ میں نشانی  
 دکھاتا ہوں اگر اوس پر بھی ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب میں پڑو گے تب بوسے کہ  
 مضائقہ نہیں ایک دن سال میں عیب کھائیں قوم میں مقرب رہو اور اس روز  
 ہم لوگ باہر شہر کے جاتے ہیں اور اپنے ٹھکانے کو روز بروز بلایا اس سے  
 آراستہ کیے رکھتے ہیں اور تمام سال کی عیبیں ایک مرتبہ مانگ سکتے ہیں تم بھی ہمارے  
 ساتھ چلو اور اپنے خدا سے حاجت اپنی مانگو اور وقت دیکھیں گے کہ ٹکڑا کیا ملتا ہے  
 پھر ہم نشانی طلب کریں گے باجگہ وہ روز آیا اور شہر کے لوگ بیرون شہر چلے  
 حضرت صالح بھی اوس کے ساتھ ہوئے اور جو لوگ ایماندار تھے وہ بھی حضرت صالح کے  
 ہمراہ گئے یہاں تک کہ عید گاہ میں بلوہ فرمایا ہوئے دیکھا کہ اہل قوم بڑے تکلف سے تھنوں پر  
 رکھے ہیں اوس کے روبرو شہر کے لوگ دست بستہ حاضر ہوئے اور اپنی حاجت مانگنے لگے  
 تب حضرت صلح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگو سوزی و نالہ و زاری کر چکے اور کچھ  
 حاصل نہوا اب جو کچھ کہو میں اپنے خدا سے طلب کروں اور ٹکڑا مانگا دکھلاؤں جنہرے ابن  
 کو مردار قوم تھا اپنے لوگوں سے بولا کہ اس قسم کی چیز طلب کرنا واجب ہے جسکا وجود محال  
 ہو اور یہ شخص اوس کے ایمان میں عاجز رہے اور ہمارے ٹھکانے کی آبرو و عزت  
 بچنے والا بڑی خفت و سبکی ہوگی سب نے ملکر کہا تو ہی ہم میں مرد پختہ کار ہو شہار ہی کوئی  
 چیز محال تجویز کر کے بیان کر جنہرے نے غور و تامل سے کہا کہ اس پشتہ پہاڑ سے جسکو ہماری  
 اصطلاح میں کاشہ کہتے ہیں اور عید گاہ کے برابر ہی حضرت صالح ایک ناقہ نکالیں جسکی پیشانی  
 سیاہ اور تمام بدن سفید ہو اور بڑے بڑے بال رکھتی ہو اور چلے ماہہ سے حاملہ ہو اور اس پشتہ  
 کے برابر نظر پڑے اور بعد خروج فی الفور اپنے قدم کے برابر بچھنے حضرت صلح علیہ السلام نے سکر  
 فرمایا کہ اگر تمہاری فرمائش کے مطابق مادہ شتر نکالوں تو ایمان لاؤ گے اور میری فرمان برداری  
 کرو گے سب لوگوں نے کہا کہ اگر یہ امر واقع ہو جائے تو ہم بیشک ایمان لاویں گے پھر اس بات کا  
 عہد و پیمانہ سو کہہ و قول قرار مضبوط ہو گیا اور حضرت صالح اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لیکر متصل پشتہ

پہاڑ کے تشریف لگئے اور دو رکعت نماز ادا کر کے دعا فرمائی مومنوں نے پس پشت سے آمین کہا اور وقت اکثر عائد قوم شروع فوج وحشم تماشائی ہوئے کہ دفعہ قدرت حق نے یہ تماشاد کھلایا کہ پشتہ پہاڑ سے آواز در ذرہ شروع ہوئی اور وہ پہٹ گیا اور ناقۃ الد فرمائی کہ چار ہزار برس سے بڑا بک معجزہ رسول خدا پیدا ہو رہی تھی نکلی اور فی الفور اسی جنگل میں چرنے چلنے لگی پھر ایک ساعت کے بعد اسکو درد زہ ہو اور بچ پیدا ہوا کہ قد و قامت و صورت دو جاہت میں برابر نظر آتا اور بعد ایک ہی ساعت کے پشتہ آب و مرغزار بھی ظاہر ہوا کہ دونوں اوسمیں چرنے لگے فائدہ اس معجزہ کی تخصیص اس قوم کے ساتھ اسلئے فرمائی گئی کہ انکو سنگ تراشی و مصوری میں دخل کامل تھا گویا اس اعجاز میں یہ اشارہ ہو کہ تم لوگ پتھر سے عجیب و غریب تصویریں تراشتے ہو لیکن جان نہیں ڈال سکتے اور ہم پتھر سے ایک جانور جاندار ایسا نکال سکتے ہیں کہ تم حیران ہو اور یہ اشارہ ہو کہ حق تعالیٰ شانہ کی ہدایت پتھر کے قلوب بھی نرم کر سکتی ہے اور اونہیں اوصاف روح پیدا پیدا کر سکتی ہے اور وہ کام لے سکتی ہے جو روح سے علاقتہ رکھتے ہیں بالکل اس معجزے کا بڑا شور مچا اور قوم نمود نے جانا کہ صالح علیہ السلام کے خدا کو بڑی قدرت ہے اب اوسیکایا ان لانا لازم ہے چنانچہ جندع ابن عمرو مع چھ ہزار نقرابعین کے مشرف بالایمان ہوا اور استفسارے تفصیلات کرنے لگا لیکن اور عائد شامت نفس و شیطان میں گرفتار ہو کر اپنے تابعین سے کہنے لگے کہ یہ سچو کامل ہے ہرگز فریقہ نہونا اور اپنا مذہب و ملت نچھوڑنا یہی وقت امتحان ہے سو باوصف قولقار کے جمع اثیقار میسون کے اغواسے پھرتے اور صالح علیہ السلام کو جادوگر ٹھہرانے لگے تب حضرت صالح نے کہا کہ تم نے خلاف عہد و پیمان کے عمل کیا ہے مضائقہ نہیں مگر یہ کہے رکھتا ہوں کہ یہ دونوں جانور تمہارے امن دامان کے باعث ہیں جب تک تم میں موجود رہیں گے خیر ہو اور جب تکلیف دہی سے چلے جائیں گے عذاب آئے گا تمہارے حق میں بہتر ہو کہ ان دونوں کو نہایت خاطر داری سے رکھو اور کس طرح کا بچ انکو نہ پہونچاؤ و ما علینا الالبلاغ چونکہ اونٹنی از بس قومی ہیکل و بزرگ جشہ تھی اس سبب سے کل جانور اہلی و وحشی اسکو دیکھ کر بھاگتے تھے نہ چارہ کھا سکتے تھے نہ پانی پی سکتے تھے کیونکہ اونٹنی کھلی ہوئی بچہ سمیت پھرا کرتی تھی جس جیشہ یا تالاب پر پانی سپینے کو جاتی سب جانور الگ ہو جاتے اور وہ سب پانی بیجاتی اور جس جنگل میں چرنے کو توجہ ہوتی تمام جانور بھاگتے اور وہ سب گھاس پھوس چرتی اور جب شام کو شہر میں آتی تو شہر کے لوگ اپنے اپنے باں

تفہیم ششم در احوال  
حضرت صالح علیہ السلام

دورہ سے بھر لیتے ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ میں نے جو چیز میں گیا تو میں نے وہ کیا کہ اکثر اوفیٰ لستے تھے گناہات کی زیارت  
 کرتے ہیں سو میں نے وہ تمام اپنے ہاتھ سے مانا یا سنا کہ گزرا اور جو جن اہل نفسیہ لکھا ہے کھولیں اور جن لکھا ہے سو گزرا تھا  
 اور ایسی شہری تھی کہ ایک دیار سے دوسرے دیار تک کیسے گزرتا تھا تو ہمارے حضرت علیؑ مدینہ آکر تو ہم  
 اس قسم کا جو بھی تھا ہر ہر ایک مرتبہ بنجاب نے وہ عافرائی تو کو بان شہر سے ایک نٹ گھر سے کا خلا اور فرار  
 چل لایا ان میں یہ مانا نے اس کے چل لکھانے چھوٹ شخص کا ایمان نام الہی میں تقرر تھا اسکو وہ شہر سے میں چلوا  
 ہوئے اور جسکی سمت میں گزرتا تھا اس کے چھوٹے تھیں جو گئے اتنے وقت تو صالح مع اپنے بچے کے جب ایک مدت  
 دراز تک تو ہم شہر میں رہی تو اوپر پیشیوں کو چارہ پانی کی کلیف ہونے لگی اور رباب موشی عاجز ہو کر حضرت صالح  
 ناشی ہوئے اور جو جن اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ اس قوم میں سات گزرتے ان کے پانی پینے کا کنواں ایک ہی تھا  
 سوا ایک روز اوٹنی نے تمام پانی کنوین کا پی لیا تب اہل قوم فریادی ہوئے تو حضرت صالح نے فرمایا ہر دن اتنا تو شرب  
 و لکم شرب بوجہ معلوم یعنی براؤٹنی ہوا اسکو پانی پینے کی ایک باقی اور حکو باقی ایک دن کی مقرر آخر یہ بات قرار پائی کہ  
 ایک روز اتنا پانی پر جائے اور ایک روز قوم کے موشی جا یا کہ بن اور ایک دن بیچارے کو جا یا کر سے دوسرے دن دن  
 موشی جا یا کریں مگر یہ شرط شہری کہ اسکو کوئی شخص بری طرح نہ چھیڑے کہا قال اللہ تعالیٰ لا تسوا  
 بسوا فیما فذکم عذاب یوم عظیم یعنی نہ چھیڑو تم اسکو بری طرح کہ پکارتے تھو آفت بڑے دن کی خباثت تک  
 یقین ماری رہی اور جو جن کہتے ہیں جب نلو برس گذرے تو وہ لوگ جبکہ موشی کا شوق تھا اور لگائی پرورش  
 میں ذوق رکھتے تھے اس تقسیم سے ناراض ہوئے اور بدل چاہنے لگے کہ اس ناستے کو کسی جلد  
 فریب سے نکالیں تاکہ ہمارے موشی بفرانح خاطر ہیں کہ نقص عمدہ و سخا لطف قول و قرار سے کنارہ کرتے  
 اس وجہ میں ایک نوجوان بالکا شور و پشت کہ یہ اندیش شوح زبان ماورازار پر نزارتقدار بن صالح نام  
 ظاہر ہوا اور اسکو ایک عورت سماہ عمیرہ سے کسین و جمال ظاہری اور خنج و دلال مجبلی و فاشکی بن ابی  
 اور ظرافت طبع و ذراکت وضع میں عدم البدل تھی عشق پیدا ہوا کہ یہ مرد و مع مصدرع ابن واہر برادر  
 عم زادو ہمیشہ نادے اپنے کے اسکو گھر جا یا کرتا تھا اور سات نفر اور ہمو منع اسکو ہر جا جاسکے  
 اور شراب پیکر مخلو خافضانیہ میں مشغول رہتے تھے یعنی تقدار بن صالح اس قحبہ سے لطفت  
 رہتا تھا اور ساتھی اسکو لوندین سے اور ایک روایت ہے کہ یہ جو تین اس قسم کی تھیں ایک عمیرہ و دوسری  
 صدوق کہ مصدرع ابن واہر کی آشنا تھی اور یہ دون صاحب موشی تھیں الغرض ایک روز عمیرہ قنے ابن  
 نے کہا کہ مجھ سے نکاح کر لے کہ بلاخون و خطر بسر کریں آسنے کہا کہ ایک فرمائش میری سجا لاؤ میں  
 نکاح کروں یعنی اس اوٹنی کو جس سے قوم کے لوگوں کو تکلیف ہے اور موشی بھی رنج پاتے ہیں

نہایت شگفتہ

بہت شگفتہ

ان احوال سے

بارگاہ نبی پر روز بروز شہوت پیدا کی کہ زمین اس تم سے کہ سر انجام پر دستہ ہو گیا اور یہ مدح ابن و اہر بھی  
 حمد و ثناء کے ساتھ ساتھ ہو گیا اور ان کے دربار میں سالک کو یہ نماندہ بن جسارت سے وہ اونٹنی آتی جاتی تھی راستہ  
 کو کہ گناتہ میں لاکر اور اسے پھیرا دون کو مع مدح ابن و اہر بھی اسی کو یہ میں بٹھلایا کہ وہ پوشیدہ  
 بیخبر رہے جبکہ اونٹنی ہر گاہ سے تھیری اور اس کو چونا پاک میں داخل ہوئی تو اول مدح ابن و اہر نے  
 ایک تہہ اسکی پیشانی پر لگا دیا اور اس کے ماتھے پر سے تھریں مینا نون سے لیں گے اور اٹنی باوصف مجروح  
 کسی کو اسے پھیرا ایک زمانہ دیکھتی تھی آخر کار خدا پروردہ نے پیچھے سے آکر کوچوں میں تلوار ماری کہ  
 زمین پر گریختی اور سب لوگوں نے کھانسی مگر اسے کڑوا اور اہل شہر نے رضی ہو کر گوشت اسکا باہم  
 تقسیم کر لیا اور اس حال میں یہ اونٹنی کا پیچھے تھا اسنے یہ حال دیکھا اور بھاگ کر پتہ پہاڑ کی بنیاد  
 بنا لیا یہ خبر حضرت صالح علیہ السلام کو ہوئی انھوں نے نہایت افسوس کیا اور باہر مکان کے تشریف لے  
 لانے اور اہل شہر سے خطا سزا کو کہو یا یاد کر لے گون نے بہت بڑا کیا اب غلاب اور بھائی لیکن تیر بھائی کی  
 اب یہی کہو کہ سب طرح جو کچھ یہ سب ساتھ چلے کہ بہت وزاری کیجئے تاکہ گو شہر میں لاؤ کہ شاید اسکے  
 سبب سے اہل شہر سے کافروں کا تہہ اور غیر وہاں فرعون نے اسکا خیال نہ کیا اس سبب سے کوئی ایک بھی شہر کا  
 آدمی نہ گیا زمین اہل ایمان انھوں نے کہہ رہے کہ جب پتہ پہاڑ سے مقابل ہوئے تو کچھ  
 راتوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو دیکھا اور تین مرتبہ چلایا اسی وقت یہاں کا پتہ چٹا آسین چٹا  
 تھا اور حضرت صالح علیہ السلام نے اسے اور اہل شہر سے فرمایا کہ تین روز میں کچھ تاکہ نے فی  
 انکی تعمیر ہو کر تین دن کی کا مدت جو غلاب سے پھر غلاب شروع ہو گا کما قال اللہ فقاسی  
 مستعد فی دوام ثلثہ ایام فکانہ ذی بکر ذی بکر یعنی رہو اپنے گھروں میں تین دن یہ وعدہ سخت ہر گاہ  
 روز تہہ حضرت صالح علیہ السلام بیع القاری یوم جائزہ تہہ آخر وقت واقع ہوا اور روز پتہ پہاڑ علی اصباح ہر ایک  
 کافر کا چہرہ زرد تھا سب نے کہا کہ جو کچھ صالح علیہ السلام نے کہا ہے کہ اسے دن کھڑو ہو گا وہ سب سے دن  
 نرسن تیسرے دن سیاہ ہو سچ معلوم ہوتا ہے اور واقع ہونے والا ہے کہ قوت غضبیبہ نے تو تہہ تھلید کو  
 فرمایا کہ دیکھو کہ دربار میں سالک اور اٹکھ نفر یعنی دعویٰ زعمیم ہر من صواب صواب ذاب مدح  
 باہم تقسیم ہوئے کہ قبل آنے روز سوم کے حضرت صالح علیہ السلام کو قتل کرنا لازم ہے چنانکہ راست  
 وقت وہ سب مگر حضرت صالح کے مارنے کو چلے اسوقت انھوں نے اپنی سبب میں تشریف لے گئے تھے  
 وہاں ایک رخت تھا اسنے کہا کہ ام صالح قرار میں سالک سے آؤ نفر منفسدین تمہارے قتل کو تا بہر خبر ہو  
 اور اپنے گھر جاؤ اور روزہ بند کر کے سو رہو یہ خبر سنکر حضرت صالح اپنے دو بیٹوں میں آئے اور روزہ

بندہ کر کے سو رہتا ہے بعد اُس کے قذرا وغیرہ مسجد میں آئے تو حضرت صالح نے جب گھر پر آئے اور چاہا اور دروازہ کھولا  
 اسی وقت فرشتوں نے حکم فرمایا ان کا فرعون کو اپنے پروں سے مارا کہ سب کے سب اندر سے ہو گئے اور چران و  
 پریشان کرتے پڑتے بے تماشایا جاگے کہ اس حال میں کسی کا سر دیوار میں ٹک کر پھٹ گیا اور کوئی چاہے  
 کر کہہ گیا وہ دوسرے دن مجھ کو جب اہل شہر خواب غفلت سے چونکے تو چہرے اُسکا سرخ تھے اور قد ارباب غفلت  
 وغیرہ تو شخصوں کا نشان نہ تھا سو اُس کے ورثہ تلاش کو نکلے یہاں تک کہ حضرت صالح کے گھر پر آئے اور سب کو  
 شکر سے لے فوراً مردہ یا کیا کہ یہ حال عامہ قوم سے بیان کیا وہ لوگ مع جمیع اہل شہر ہوئے کہ جو حضرت صالح  
 کے گھر پر چڑھے آئے اور کہنے لگے کہ اونٹنی کے برے تھے جہاں سے نو آدمی رات کے وقت مارے گئے ہیں اب  
 تمکو اور تمہارے گھر والوں کو مارا گیا ہے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ میں کسی کے گھر نہیں گیا اور  
 زمین نے کسی کو دیکھا اور نہ کسی پر ہاتھ چلایا غالب یہ جو کہ یہ پیدہ مفسد وقت شب میرے گھر پر چڑھے آئے  
 اور رادہ دہرکتے تھے عاقلاً عالم نے میری حفاظت کے واسطے سب سے آگوشی اور امداد کی طرف سے  
 آگاہ ہو چکی اور جو دیکھتے ہو وہ سب میں روزی دل میں تھے کہ نہیں قوم بنوہ ابن عمر کو مع اپنے تواج  
 ایمان لایا تھا وہ حضرت صالح علیہ السلام کی مدد کو آیا اور سب کا کھانا کھا کر صلیح اس بات پر ٹھہری  
 کہ حضرت صالح اس شہر سے نکلیا وہیں آنجناب نے یہ بات سننے سے بھی اور مع جنر ابن عمر وغیرہ  
 تواج ولو اوت کہ انہوں نے شہر چارہ زور فرستے اس شہر سے نکل گئے اور اہل قوم خواب غفلت میں باقی  
 ہوئے صبح کو تیرے روز موعود شنبہ نمودار ہوا اور سب لوگوں کے آنکھ سیاہ ہو گئے تب تو شوش میں بیجا  
 اور قلعہ و حریلیان مضبوط سنگین بنالی کہ انہیں اور یہ مشورہ کیا کہ اگر غراب خدا آسمان سے اُسے جسطرح  
 پانی برسے یا اُسے پیرین خواہ زمین سے اُسے جیسے زلزلہ آوے یا زمین اُسے زلزلوں حال میں انھیں  
 مکانوں میں گھسیں کہ انہیں زلزلہ اثر کرے گا نہ پانی و زلزلہ اسکا صل شنبہ کا دن گذرا اور جو بات آئی وہ بھی  
 کٹ گئی صبح کو کیشنبہ کے دن حضرت جبریل علیہ السلام نے ماہین ارض و سما بصورت ہونناک فرشتہ  
 لاکر ایک آواز فرمایا تمہارا سطح کی فرمائی کہ بڑے بڑے پہاڑ پلنے لگے اور ہوا سے تیز تیز پلنے لگی  
 اور تمام اہل شہر انھیں مکانوں میں گھسے اور حضرت جبریل نے دو سہری بار آواز فرمائی کہ ہر ایک فرما  
 ن فوراً چھٹا اور سب کے پیچھے چھٹ گئے یہاں تک کہ اس فرقہ ملعونہ کا کوئی شخص باقی نہ رہا کمال اللہ سبحانہ  
 واما ثمود و غالب و ابالعاغیہ فہل تری لهم من باقیہ یعنی فرقہ ثمود کھپانے گئے جنہاں سے پھر تو دیکھتا  
 کوئی صحیح رہا حکمت اہل آواز میں یہ ہونی کہ یہ لوگ انکار و تکذیب پیچھے برحق میں سگ دیوانہ کا حکم  
 رکھتے تھے کہ ناقہ خدا کو مار کہ حضرت صالح کی قتل پر مستعد ہوئے اور گوشت اُسکا کھانے کی طرح

کات کات کر کھا گئے اور پریان اسکی توڑ ڈالیں اور سکنے مارو فرمان یہ ہرگز توت نہ کی اور اس کے بچے کو میا پورا یا  
کہ وہ جھاگ کہ نیشہ پہاڑ سے چھپا اور تین آوازین کر کر غائب ہو گیا سو حکمت الہی نے یہ تقاضا کیا کہ ان گتوں کو  
اس طرح کی آواز سے مذب کرنا چاہیے جو اس کے مناسب حال پڑے لہذا حضرت جبریل کو حکم دیا کہ ما بین آسمان  
زمین کھڑے ہو کر آواز کرے کہ اسی آواز سے ہلاک ہوں اگرچہ آواز نند و تیز جسطرح شیر کا دہکنا اور مرد کا گرجنا  
اور بڑی بڑی توپوں کا چھوٹنا موجب سترغ و مضاصل اور عذاب ہوتی ہے اور عمارات و اشجار اور جل عورت کو  
گر اوتی ہے اور بعض اوقات آہنی گولیاں بھی گرتی ہیں لیکن اسی آواز میں سے کافروں کے پردے چھٹ جائیں  
اور ہر ایک شخص کی روح جان سے جدا کرت کر جائے اور گمراہ گمراہ ہوں ہر کافروں میں کھسبے سے سو اسے  
آواز غضب حق کے اور کوئی آواز زمین منسرت استاد الامت از قدس سرہ الغریبہ میں اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں  
کہ یہ ماوند قاتہ تھانہ ابتداء الاجامع و مانع نواتا از گنہ گریان میں تفسیر خودی دو نوں پروردگار کر اور شمل خدا  
بزرگ سے نواتا اور پڑا بزرگ سے ہے اس فرقہ کے اور کسی کو آواز نہیں پہنچتی اور جو زمین سے صاف چلا گیا  
اور حادثہ عاقبت اسی کا نام ہے کہ کون کو باطل سے باہر کرے کہ گنہ گراں اس باقی نہ رہے ہا کہ حقیقت یہ ہے کہ جب  
شعوت و غضب غالب ہوتے ہیں تو حکم شرع عقل و ذوق نیال سے گھٹتا ہے اور جہاں اس قسم سے ظاہر ہے  
کہ قرآن میں سات کو اس شعور و غضب نے بہت حد تک مٹا دیا ہے عقل و شعور کا اثر گھٹ گیا ہے کہ ہر کس  
بے صرف گویا جبروت سے کہے کہ کیا حال کہ زبان صالح علیہ السلام سے کہ فرما جو بی بیانت کر چکے تھے یعنی حضرت  
نے کہی بار کو دیا تھا کہ یہ ناقہ ہذا جو اسکو چھوڑ دو جو ان چاہت ہے چاہت ہے اور جس مالاب میں چاہت ہے پانی سے اسکا  
تعمیر نہ کر و عقل کی بات یہ ہے کہ ما بین بزرگ و بزرگ عقل و شعور جانتے ہیں کہ جانور اور آدمی و وحوش اکثرت کو  
جاری پانی سے روکنا بہتر نہیں اور یہ تو خدا کا جانور ہے اس سے کہ نہ زیادہ قوی ہوگا پھر سکون بخیز یا بظلمت  
اور اس بات میں مغلوب شدہ ہو نا نہایت سزا بہت ہے اور طر فہ تریہ کہ یہ بھی تو لقا رہو گیا ہے کہ ایک دن  
تھار سے جانور پانی میں اور ایک دن یہ باہر نیشہ عہد کہتے ہو کہ یہ بات تمہاری عمل و شرع میں حرام  
منوع ہے لیکن باوصف اس فہمائش کے کہ ان نابکاروں نے کچھ بھی نہ خیال کیا اور ناقہ اعدا کو فریاد ڈالا  
چنانچہ ارشاد ہوا اذا سمعت استفہا مقال ہم رسول اللہ ناقہ اللہ و تیبہا ہا و کذبہ و عقرو ما فرم ہم ہم نہ ہر قسم ہونا  
و الا یہاں عقبہا یعنی بب اٹھا بدتر فرقہ نمود کا پھر کہا انکو اللہ کے رسول نے خبردار ہوا اللہ کی اونٹنی ہے  
اور اس کے پینے کی باری ہے پھر انھوں نے اسکو جھٹلایا اور کات والا بھراٹ مارا اور اس کے رب نے  
اسکے گناہ سے پھر برابر کر دیا اور وہ نہیں ڈرنا کہ سچا کہ نیگے غلاصہ یہ کہ جیسا انھوں نے اونٹنی کو لٹ  
مارا تھا اسی طرح اللہ نے انکو لٹ مارا سو اسلئے کہ اللہ نے قوت شہو یہ بغضب اسو اسلئے ہی تھی

اور اس وقت تک کہ...

کہ ایک عقل و شریعت کے تابع کرین سوائے لوگوں نے برعکس کیا یعنی شرع کو تابع عقل و عقل کو تابع شہوت و غضب گویا حکمت تشریح کو باطل کر کے اسکی غلطی کی جسطرح کوئی شخص اپنے غلام کو مار دے کہ ہمارے دشمن کو مارو وہ اسی کے بیٹوں کو مارے اس جگہ اگر کوئی شبہ ہے کہ یہ حرکت خدا ابن صالح اور اسکے یاروں نے کی تھی تمام فرقہ نشینوں کو یوں برابر کہا گیا تو فرح اسکا یوں ہوتا ہے کہ اس حرکت میں تمام قوم کی صلاح تھی اور سب راضی تھے چنانچہ اللہ صاحب فرماتے ہیں تبارک و تعالیٰ صابونہما علیٰ عقلمنیٰ جبرئیل سے اسے اپنے فریق کو چھوڑنا تھا چلایا اور کاٹا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سب لوگوں نے یہ عقیدہ تھا تو گوشت باہم تقسیم کر لیا حدیث شریفین میں وارد ہے کہ جب کوئی گناہ زمین پر عباد ہو جائے تو جو کوئی شخص اس میں عاف ہو اور بدل بیزاد و کارہ ہو وہ شخص ایسا ہے جیسے روز روزی راہ پر اور جو شخص اس میں نہیں ہے اور بدل نہیں ہے وہ شخص ایسا ہے جیسے اس گناہ میں شریک نہ ہو۔ فانزلہ اللہ ذل شانہ نے اس کو یہ بین نام حضرت صالح کا نہیں دیا اس لیے کہ معلوم ہے کہ یہ فرمانا حضرت صالح کا نہ تھا کیونکہ ان کا فرمانا تھا اور تنزیہی کی عذابی کی توحیف اور تخریر تھی کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شہر غضب الہی کے نازل ہونے کی جگہ ہے یہاں رہنا مناسبت نہیں اب اسکو چھوڑو اور کہ منظمہ میں چلا کر رہو چنانچہ سب لوگ حضرت صالح کے ساتھ وہیں گئے اللهم ارزقنا اتبات بنینا محمد صلیم حدیث شریفین میں ہے کہ حضرت صلیم سفر تبوک میں شہر حجاز پر گزرتے تو یاروں سے فرمایا کہ اس شہر میں نہ جاؤ اور یہاں کا پانی نہ پیو اور اس گروہ مغرب پر گزرنا گروہ روستے و ڈرتے ہوئے کیونکہ ارواح اشد قیام پر اس شہر میں عذاب ہوتا ہے اور جس جگہ تعذیب و قہر الہی ظاہر ہو اس مقام سے دور رہنا بہتر ہے اور یہی حدیث شریفین میں وارد ہے کہ فرقہ نشینوں کے کافروں سے کوئی شخص باقی نہ رہا تھا مگر ایک شخص ابورخال کہ وہ کسی قریب سے حرم شریفین میں گیا تھا سو وہ بھی جب حرم میں رہا عذاب سے بچا جب کہ حرم سے طائف کو چلا راہ میں وہی عذاب پہنچا جو فرقہ نشینوں پر پہنچا تھا کہ ہلاک ہو گیا چنانچہ حضرت صلیم جب طائف میں جبراً پہنچے تو وہاں ابورخال کی قبر تھی اور اسکو ہر شخص تھوڑے سے مارتا تھا یہ احوال دیکھ کر حضرت رحمۃ اللعالمین سید المرسلین قائم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے یاروں سے ارشاد فرمایا کہ جانتے ہو کہ یہ قبر کس آدمی کی ہے صحابہ نے اسکا نام لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قبر ابورخال پر قبیلہ قیسیت کی ہے اور میرا صدق کلام پر دلیل یہ ہے کہ اس قبور کے پاس ایک چھری سونے کی تھی شور و جھج

ع  
 جب اس شخص نے  
 اسے چھوڑا تو  
 اسکی قبر پر  
 اسکا عذاب  
 پڑا اور وہ  
 جہنم میں  
 گیا اور وہ  
 ابورخال  
 کی قبر تھی  
 اور اسکو  
 ہر شخص  
 تھوڑے سے  
 مارتا تھا  
 یہ احوال  
 دیکھ کر  
 حضرت  
 صلیم نے  
 اپنے  
 یاروں سے  
 ارشاد  
 فرمایا  
 کہ  
 جانتے  
 ہو  
 کہ  
 یہ  
 قبر  
 کس  
 کی  
 ہے  
 صحابہ  
 نے  
 اسکا  
 نام  
 لیا  
 اور  
 رسول  
 اللہ  
 صلی  
 اللہ  
 علیہ  
 وسلم  
 نے  
 فرمایا  
 کہ  
 یہ  
 قبر  
 ابورخال  
 پر  
 قبیلہ  
 قیسیت  
 کی  
 ہے  
 اور  
 میرا  
 صدق  
 کلام  
 پر  
 دلیل  
 یہ  
 ہے  
 کہ  
 اس  
 قبور  
 کے  
 پاس  
 ایک  
 چھری  
 سونے  
 کی  
 تھی  
 شور  
 و  
 جھج

حضرت آدم و نوح علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام

تقریباً جو جو چارہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر اسکی کھودی اور چھری نکالی اور ہستور  
 بند کر دی تو آیت ہو کہ آواز ناطقہ اس کو ہستان میں نہایت زور و شور سے آتی ہو اور جب قافلہ حجاج  
 وہاں سے گذرنا ہوا تو اہل قومین و بندر قین سر کرتے ہیں اور بعضے تقار سے بجاتے ہیں اور شور  
 غوغا مچاتے ہیں وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کریں تو قافلے کے اونٹ آواز ناطقہ صالح علیہ السلام  
 ہلاک ہو جائیں گے اور خواجہ عبدالکریم فی نادرا نامہ راست و دروغ ہر گز نہ راوی صاحب اسباب علیہ  
 نے تفسیر سورہ صافات میں لکھا ہے کہ مذہب حضرت صالح علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکی  
 قوم نے دعوت ثانیہ میں کی تھی اسلئے کہ اول مرتبہ جب حضرت صالح علیہ السلام نے دعوت فرمائی  
 تو سب لوگ ایمان لائے تھے اور جب آنکی وفات ہوئی تو سب مرتد ہو گئے حق سبحانہ تعالیٰ نے  
 پھر حضرت صالح علیہ السلام کو زندہ کیا اور اسی قوم کا یہ نمبر قبر اردیا مگر کسی نے نہ سچا نا اور تکذیب  
 کر کے سچے مذب کرنے لگے کہ اخرج ناطقہ اللہ ایک معجزہ عظیم الشان ظاہر ہوا اسپر بعض لوگ  
 اس قوم کے ایمان لائے اور اکثر قوم نے تکذیب کیا اور بسبب پڑ کرنے ناطقہ کے ہلاک ہوئے  
 بالکل بعد اس واقعہ کے حضرت صالح علیہ السلام پانچ ہزار آدمی مسلمان اپنے ہمراہ لیکر ممالک میں  
 تشریف فرما ہوئے اور بعض منازل میں میں وفات پائی اس مقام کا نام حصہ موت ہوا اور بعض آیات  
 میں ہے کہ جانشان تشریف لیگئے اور شہرستان عجم میں اقامت فرمائی جب انجنا ب کی وفات ہوئی  
 تو سب جاسم میں بن کیے گئے و بروریت یعنی حرم شریف میں جلوہ فرما ہوئے وہاں میں صفا و مردہ خواہ  
 حجرتین و من ہرے عمر حضرت صالح علیہ السلام کی حسب روایت کعب اجمار و سوا اٹھارہ برس کی ہوئی  
 اور بروریت صحیحہ و سوا اسی برس کی معلوم ہوتی ہے اور بعضے اہل سیر و سوانیسی برس کی لکھتے ہیں  
 اور بعضے موت و سوا برس کی قرار دیتے ہیں اور انبار الدول میں ہے کہ پہلی بیست برس حضرت صالح  
 علیہ السلام انبیا قوم میں رہے ہیں اور بروز یکشنبہ قوم سے نکل کر جانب رملہ کے تعلقات فلسطین سے  
 تشریف لیگئے اور وہیں وفات پائی حدیث شریف میں وارد ہے کہ بروز قیامت حضرت صالح خیمہ  
 ناطقہ پر سوار اٹھائے گا اور نیکے قائد ہر سند امام احمد وغیرہ میں وارد ہے کہ حضرت رسول اشقیین  
 خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی رضی اللہ عنہما کہ بکم اللہ و ہرے سے کہ  
 تکم معلوم ہے بخت ترین است پیشین کا اور زشت ترین اس است کا کون ہر عرض کیا کہ اللہ و رسول  
 اکرم فرمایا کہ بخت تراکلی استون کا مرد سرخ رنگ قرار بن سابع تھا جسے ناطقہ اللہ کو پڑ گیا  
 یعنی اسکی کو چہ کاٹی اور اس سمت میں وہ شخص ہو گا جو کہ تیرے محاسن کو خون آلودہ کرے گا

سوجردیات صحیحہ ثابت ہو کر ابن بلجم خارجی نے جناب ولایت آب کو شہید کیا ہر حال مفصل اس مقام کا جناب امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کو یہ امتدود ہو کے نال میں لکھا جا بیگا محالہ المنزل میں لکھا ہو کہ جب حضرت صالح علیہ السلام کی وفات ہوئی تو موتوں نے جلاد ابن سویدہ کو بروایت جلیس ابن عباس امیر کیا اور سخاریب ابن سوادہ کو وزیرت راویا اور سب نے لکھ کر ایک محل کنوئین پر بنایا اور اسی مقام پر مقیم ہوئے تو اولاد کی کثرت ہوئی مگر جو پیدا ہوا بذر کار و ناسک گزرا رویت پرست ناجار ہوا اور افعال بد مثل مسافحہ زنان و اتیان بہائم و لو اطلت و زنان لوگون نے اختیار کیے تب اللہ جل شانہ نے خلفہ ابن صفوان شمال قوم کو آپر بی کیا کہ آٹھوں نے دعوت شروع فرمائی اسی قوم ناپاک نے حضرت خلفہ کو بازار میں قتل کیا اس قوم میں خداوند منتقم نے تمام قوم کو ہلاک فرمایا اور چاہ کہ مصل و خراب کر دیا اسی قوم کا خطاب صحاب الہیں ہو اور وہب ابن مہتہ کے نزدیک اصحاب الہیں قوم شیب علیہ السلام کا خطاب ہو اور مقاتل وسدی کے نزدیک اصحاب الہیں وہ میں جنہوں نے حبیب بن ہمار کو قتل کیا ہو اسکا ذکر سورہ یونس میں ہو اور صحیح یہ ہو کہ بقیہ قوم و قوم صالح علیہ السلام سے تھے کذا فی المعالم اور بعض اہل تفسیر نے لکھا ہو کہ قوم میں حضرت خلفہ علیہ السلام کی زندگی میں ہلاک ہوئی ہو یعنی انکی دعا سے حضرت میریل علیہ السلام نے کوشاک ایکا جمین دب رہے تھے اٹکٹ دیا ہو کہ سب آدمی اس صدر سے نیست و نابود ہو گئے کہ کتب معتدہ تقاسیر سے صاف واضح ہو کہ بعد وفات حضرت خلفہ کے انکی قوم پر خدا تبارک و تعالیٰ ہو اور اسی کا اشارہ کلام الہی میں ہو نکاتین سن قریہ اہلنا ما وہی خاوتہ علی و شہاوتہ معطلہ و قسرت شید یعنی کمی استیان سننے ہلاک کی ہیں اور وہ گنہگار تھے سو وہ ڈھچچوڑے ہیں اپنی جھپٹوں پر اور کئی کنوین نکمے پر ہیں اور کئی محل گج گیری کے خراب ہیں ذکر حضرت صالح کا سورہ ہود و شعرا و نمل و اعراف و تہریم ہیں

تفریح ہفتم در احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام

ابراہیم بنی اب راحم ہرینی پر مہربان ہوں یہ نام اچکا ہوا ہو کذا فی تہرتہ التواظر اہل سیر کو عدد و ہجرت میں جو ماہین حضرت ابراہیم و فوح علیہما السلام کے واقع ہیں اتفاق ہو لیکن کیفیت نطق و بساط اسما میں اختلاف ہو کذا فی القول البدیع للسخاوی بعضے کہتے ہیں ابراہیم ابن ازر ابن ماحور ابن شاروخ ابن راخو ابن فاسخ ابن عیبر یا عابر ابن سام ہیں اور بعضے شاروخ ابن عابر ابن شاسخ ابن ارغشند ابن سام کہتے ہیں اور بعضے ابراہیم ابن تارح لقب بازار کہتے ہیں

تفریح ہفتم در احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام

ابراہیم بنی اب راحم ہرینی پر مہربان ہوں یہ نام اچکا ہوا ہو کذا فی تہرتہ التواظر اہل سیر کو عدد و ہجرت میں جو ماہین حضرت ابراہیم و فوح علیہما السلام کے واقع ہیں اتفاق ہو لیکن کیفیت نطق و بساط اسما میں اختلاف ہو کذا فی القول البدیع للسخاوی بعضے کہتے ہیں ابراہیم ابن ازر ابن ماحور ابن شاروخ ابن راخو ابن فاسخ ابن عیبر یا عابر ابن سام ہیں اور بعضے شاروخ ابن عابر ابن شاسخ ابن ارغشند ابن سام کہتے ہیں اور بعضے ابراہیم ابن تارح لقب بازار کہتے ہیں

اور بعضے بالعکس اور نام رازی اور ایک جماعت سلفت کا یہ قول ہے کہ آزر عم ابراہیم تھا نہ پیر کیونکہ پیر ابراہیم علیہ السلام  
مومن مومن تھا تاختم نام کہ از کب لیسوی علی فی المقاصد السیسیہ کا تب الحروف کہتا ہے کہ نفس صریح و از قال  
ابراہیم لایہ آزر اتخذا ضنائما لہتہ اول اس بات پر ہے کہ آزر پیر ابراہیم تھا مگر یہ کہ کہا جاسے کہ چچا کا باپ کہنا  
متعارف ہے جس طرح خالہ بنزکہ مادر ہے اور نام ابراہیم کی مان کا معانی یا او فی نسبت نہ تھا اور تو لہ تعجبے کوئی  
متعلقات بابل میں یا شہر سوس متعلقات اموازمین محمد نرود میں ہوا سجا و ندری نے نرود و نضرم فون لکھا ہے  
اور حضرت اخیر بالاففاق ذال مجہد کہ ذانی عاشیۃ عصا ط علی البیضاوی تیسیر بین ہے کہ نرود ابن کنعان ابن  
سخاریب ابن نرود ابن کوس ابن سام ہے چچا کے نزدیک شخص تمام روستے زمین کا بادشاہ تھا اور یہی  
قول ابن اسحاق کا ہے یہ نرود و دعوی الوہیت کہتا تھا اور لوگوں کو اپنی عبادت میں بلاتا تھا اور بعض کے  
نزدیک خدا کا انکار نہ تھا صرف دعوی جباری بطریق معلول باری کہتا تھا جس طرح نصاری حضرت عیسی کے  
حق میں اعتقاد رکھتے ہیں اور بعض کے نزدیک شمس و قمر کو اکب کی پرستش کرتا تھا اور اپنی رعایا کو اپنی  
عبادت پر دعوت کرتا تھا مگر نام جعفر سجا و ندری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحقیق ہے کہ نرود وہ شخص ہے جسے دعوی ذانی  
کے پر وہ کیا اور باطل شہر اور بابل میں تعلقو بنایا اور فالح کہہ رہے لڑنے کو آمادہ ہوا آسمان پر جانے کا قصد کیا  
کا ہنوں اور نجومیوں کا اسکے عہد میں بڑا اہم تھا آفرگندہ و دوزخ ہوا مساکم میں ہے کہ نرود سپر کنعان سلطان  
ہوا تھا شہر بابل تخت کا مکان تھا ایک مرتبہ شب کو سویا خواب دکھیا کہ ایک ستارہ افق مغرب میں طالع ہوا  
اسکی روشنی نے ماہ و خور کو تار یک کیا جب بیدار ہوا تو کہ ہنوں نجومیوں نے تاویل میں کہا کہ ایک انسان  
تجستہ نبیان خلق گاہ عدم سے میدان وجود میں آئے گا کہ قاطع نبیان سلطان و شاہ ہوگا اور اسی کے ہر  
تمام لشکر و سپاہ تباہ اور بعض کے نزدیک بلال استفسار شاہ نجومیوں نے سردار علی روس الاشہاد اقیان کیا  
کہ اس سال میں ایک مولود ہوا ہے جو تیری ملکیت میں موجود ہوا چاہتا ہے کہ جس سے دین و ایمن حال پر آزر  
مرد وال نظر آتا ہے جو وہ ایسے اہل تجیم نے شاید یہ حال صحائف انبیاء سے سابقین و غیر ان پیشین میں لکھا تھا  
اسی کوئی ہر کہا الفخر من نرود نے نجومیوں سے کہا کہ وہ مولود جو عود و صلب پر سے رحم مادر میں آئیائیں  
وہ بوسے بنو مولود و مقصود ہوا کہ وہ وجود مستقر صلب سے مستودع رحم میں نہیں آوے تاکہ علم پر نور ست  
ظہور میں قائم نہیں کیا ہے تب نرود نے مٹھن ہے کہ بونا ہی کہانی کہ اب کوئی مرد کہہ و عورت کے نہ جائے  
اور کوئی عورت قریب ہر دسے نہ بیٹھے اور دس دس نفر ایک ایک مرد و عورت پر مین کیے کہ خبر داری میں  
مصرفوت زمین آب کار فائز آئی دیکھنا چاہیے کہ آزر پیر ابراہیم علیہ السلام کو قربان بارگاہ سلطانی سوختن  
خاص و کا وظیف سبانی سے تھا ایک ات میں مساکہ معانی نسبت نر اپنی اہلیہ سے ہم بستر ہوا موکلان ہی سے

بہ

کوئی بھی خبر نہ خواہ حال و بار و برہمی اور امید و ابر و پشیمت اختر ملامت ممدی کہ اکابر علماء تفسیر میں ہیں فرماتے ہیں  
کہ جو تباہی و توجہ بر رویہ سے ہوا تو نہ ہو و درو اپنا لشکر بزمیت پیکر لیکر بیرون شہر سفر ہوا اور یہ نہ اہونی کہ جگہ  
رجال باہر شہر کے ہیں اور جگہ نماز ازلوں اور یہ تاکہ یہ ہونی کہ نہ نہا کسی کی عورت مرد سے نہ لے اور کوئی  
شکایت نہ بلکہ اس تہیز میں تحریر کاتب تقدیر سے فاضل تھا اور باوصف و انانی قضا سے ازل سے محض  
عاطل رہا ایک مدت اسی طاقت میں گذرانی کہ وہ ساعت مسنونہ ظہور ہو لو کی آئی اور قضا سے اذکار اور  
شبائیا کہ اسبابہ وقتیہ نہ ہو کہ ایک کار فروری اہل مقصد لادبی شہر میں پیشیں آیا اور ہمیں بنا کسی قائل و  
ہوشیار کا اندرون شہر واجب لازم ہوا آندہ پر اہل ہجرت خواص بادشاہی اور ضبط امور راہی تھا طلب ہوا اور  
اس سے ہمیشہ کی گئی کہ ہم تجھ کو باہی ظاہر و شہر کو عیسیتے میں اور قسم دلاتے ہیں نہ ہوا راہی عورت پاتس  
نہ جانا اور جو وہ نظر تیرے جانے تو اس سے غلجہ و بیکار نہ ہونا چاہیے آرزو بعد تو لقا حال ہوا کہ شہر کو گیا اور  
کار بادشاہی میں وجہ ہر شاہد کر کے پھر اتبل میں آیا کہ بہت دن ہوا جرت میں گذرے گھر والی کو وہ کھینچا  
خبر ہو یہ سمجھا کہ اس میں کچھ فتور ہو آخر کار گھر گیا عورت مقابل ہوئی اور عیسیت بیباشرت مائل کا عیسیتے  
تفضل مصابرت بلایا اور موکل شہوت نے مجھ کو بہتر آرام پر پہنچا لاوا لاکہ نور ابراہیم پیشانی آرزو میں  
ماد میں آگیا حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ دو سو دن جو میں نے نہ ہو و مرد سے کہ ما کہ آج وہ مولود  
تکلب پر سے ظن ماورین جلوہ فرما ہوا اور علم ظہور کتمان عد سے عالم وجود میں قائم ہو گیا نہ و نہ کما  
ہر عورت پر ایک موکل رہے کہ پیدا ہوتے قتل کرے اور ابراہیم کی والدہ پر شامل نمودار ہوئے موکل اپنا  
نہ نہ لیکر پھر آئے یہاں تک کہ آثار وضع محل ظاہر ہوئے والدہ حضرت نے یہ سوچا کہ اگر یہاں بیٹا جنون کی تو  
مقتول ہو گا آخر ایک گڑھے میں باہر وضع عمل فرمایا اور ایک پارچے میں پھیرہ کر غار میں رکھ دیا اور  
نہ نہ اسکا بچہ دن سے بند کیا پھر گھر آئیں اور شوہر سے وقت آتے سفر فرمایا کہ بیٹا جنی تھی ذوق کر آئی یا کو  
پیدا ہوا تھا سو میں نے چھپا دیا آندہ کو بھی اطمینان و قہمی ہو گیا اور عیسیت میں ہو کہ جب عورت نے  
یہ حال بیان کیا تو آندہ نے کہا خاموشی بہتر ہے نہ میں تو غضب سلطانی میں گرفتار ہو گی آخر وہ دم بخود  
خاموش ہو رہی لیکن جبکہ آندہ کسی کام کو گھر سے باہر جاتا تو وہ سبب شفقت کے ابراہیم کی خبر گیری کو جانی  
اور وہ وہ پلایا کہ تی اور جب کبھی کسی وجہ سے وہ بیہوشی تو دیکھتی کہ آنجناب اپنا انگوٹھا چوستے ہیں  
اور اس سے وہ وہ ٹپکتا ہے الغرض اسی طور سے ہر روایت بعض مفسرین نے عیسیتے تک حضرت ابراہیم غار  
رہے اور تیسری میں ہو کہ ایک دن ہر وقت میں جایا کہ تی تھی میں سچا ایک دن دلچسپی ہو کہ ایک انگلی  
سے پانی اور وہ مری سے دو دھتیری سے شہد جو تھی سے شراب یا چون سے نہ ٹپکتا ہے

توسخت تخیر ہوئی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنجناب ایک دن مین ہفتہ کے برابر بستے  
اور ہفتہ مین عینے کے برابر اور چوبیس ہفتہ مین ہو کہ حضرت ابراہیم کی بالیدگی خالق کبریا نے اس طرح  
رکھی تھی کہ ایک دن مین ایک ماہ کے اور ایک ماہ مین ایک برس کے نظر آتے چنانکہ پندرہ مینے مین  
پندرہ برس کے معلوم ہونے لگے اور گاہ بیگاہ فار سے باہر نکلنے لگے اقامت آنجناب در میان فار بعض  
روایات مین تیرہ برس اور بعض مین سات برس اور بعض مین تیرہ برس اور بعض مین سترہ برس مین لفظ  
حب ہوشیار ہوئے تو انکی والدہ نے از سر سے کہا کہ لڑکا جو پیدا ہوا تھا وہ زندہ ہوا اور نہایت خوبصورت و  
فطین لائق زیارت ہو تو بھی اُسکو دیکھ چنانچہ از بھی حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوا اور بولا کہ اِسکو کھ  
نیچل تاکہ مین نروو کے پاس لیجاؤن اور حضرت ابراہیم نے بھی اپنی والدہ سے فرمایا کہ اب مجھکو فار سے  
باہر نکال سہ آسنے رات کے وقت فار سے نکالا ازل کھتے کے نزدیک قبل غروب آفتاب باہر نکالا تو  
آنجناب نے آسمان وزمین و جہاں و اشجار دیکھے اور اپنے دل مین سوچے کہ بیشک انکا بھی کوئی  
خالق ہو گا تاہا جسے جہاں پرورش فرمایا چودہ ہی انکا بھی پروردگار ہو اور شمس فار کے کچھ جانور چرے  
انکو دیکھ کر والدہ نے کہا کہ ایسا کونسا ہے ایک کے نام قدام نے حضرت سے فرمایا انکا پیدا کرنے والا  
بھی جو آسنے کہ کوئی مخلوق بلا خالق نہیں جو فرمایا چار خالق کون جو بولی مین فرمایا تیرا رب کون تو  
کہنے لگی از کہہ از کا پروردگار کون جو بولی نروو پوچھا نروو کو کہنے پیدا کیا تب وہ ناراض ہوئی  
اور بعض روایت کہتے ہیں کہ آسنے کہا نروو کا پروردگار ستار سے ہیں اور جب آنجناب نے کوکب کا  
خالق پوچھا تو آسنے سکوت کیا اور صحیح یہ ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سب تقریر فار کے اندر  
فرمائی تھی اور اس وقت سال تیرہ کے تھے تب انکی والدہ نے ایک طمانچہ مارا اور کہا ایسی باتیں نہ کیا کر  
اور اس بحث کو آسنے اپنے شوہر سے اتار دیا کہ وہ بھی آیا حضرت ابراہیم نے بچہ وہی تعتر بر  
از سنے تب تبصیل فرمائی کہ وہ ناراض ہو کر چلا آیا اور جو روایت صحیح مین برس کے تھے وہ بروایت سات  
برس کے جب شہزین جلوہ فرمایا ہوئے اسی دن رات کے وقت ستارہ زہرہ یا مشتری افق مغرب سے  
طالع ہوا تو ستارہ پرست سجدے مین گریے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس حرکت کو ملاحظہ فرمایا  
کہا یہ مین استغمام یا اس قوم کے زعم باطل پر کہ یہ جو پروردگار میرا ہے جب وہ غائب ہو گیا تب  
ارشاد کیا کہ مجھے خوش نہیں ملے چھپ جانے والے اور جب رات بڑھی تو جو دو طوفین رات کا  
چاند نمود ہوئے چپکا اور مہتاب پرست سجدے مین گریے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے  
فرمایا کہ یہ جو میرا پروردگار جب وہ خط نصف النهار سے دوسری طرف کو گذر گیا تو فرمایا

کہ اگر ہدایت نہ کرے مجھ کو تو لا ریب امون ہوئے ہونگے اور ان میں پھر صبح ہوئی اور آفتاب  
 افق مشرق سے جھلکا اور آفتاب پرست سجدے میں پڑے تو فرمایا یہ جو پروردگار میرا کہ بہت  
 بڑا ہے جب وہ بھی غائب ہوا تو فرمایا کہ اس قوم میں بزرگوں میں اس سے جسکو تم شریک  
 کہتے ہو میں نے اپنا منہ کیا اسی کی طرف جس نے آسمان اور زمین بنائے ہیں اور غالب ہیں  
 میلان کرنے والا ہوں سب نبیوں سے سوا سے دین توحید کے اور میں نہیں ہوں شریک  
 کرنے والا چنانچہ سورہ انعام میں ارشاد ہوا قلما جن علیہ اللیل اسے کہ کیا قال ہزار بی قلما  
 اقل قال لاجب الا انما میں قلما اسے القمر باز قال ہزار بی قلما اقل قال لکن لم یهدنی  
 ربی لا کون من القوم المفلکین قلما اسے اس باز نوحہ قال ہزار بی ہزار کہ قلما انکلت  
 قال یا قوم انی برحمتی ما تشکرکون انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض ضیفا وانا  
 من المشرکین چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام لڑکے تھے قوم کو دیکھا کہ خالق آسمان اور  
 زمین کا اللہ کو ملتے ہیں اور اپنی حاجت و مراد کے واسطے کوئی ستارہ پرست اور کوئی آفتاب پرست اور کوئی  
 آفتاب پرست ہو گیا ہوتا ہے چاہا کہ میں بھی اپنا رب ٹھہراؤں پھر کوئی ستارہ ٹھہرایا جب  
 غائب ہوا تو جانا کہ ایک حال پر نہیں ہو کوئی اور ہی اس پر ماکم جو اگر آپتقل ہوتا تو  
 اعلیٰ مرتبے سے ادنیٰ مرتبے پر نہ آتا پھر پانچ اور سورج میں بھی یہی عیب پایا سبکو چھو کر  
 اسی ایک کو پڑا جسکو سب مانتے ہیں کہ سب سے بڑا ہے غرض کہ اس میں عقل سلیم چاہتی  
 کہ جب ایک کو مانا اس سے کون کام نہیں ہو سکتا ہو کہ دوسرا اور کار ہو چھو کر  
 مفسرین کو ہزار بی کے معنی میں اختلاف ہو بعض نے ہر پرچل کرتے ہیں اور کہتے ہیں  
 کہ حضرت ابراہیم اول حال میں طالب توحید تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکو توحید  
 دی اور اوائل میں ایسا کلام ضرور نہیں کرتا ہو باخصوص مقام استدلال میں اور  
 بعضے کہتے ہیں کہ یہ قول قابل اعتبار نہیں ہو اس واسطے کہ جو شخص پیغمبر ہی پر چھو جاتا ہو  
 وہ معصوم اور مظهر اور عارف بخدا ہوتا ہو اور خداوند تعالیٰ اسکا نگہبان رہتا ہو چنانچہ  
 ارشاد ہوتا ہو کہ ولقد آتینا ابراہیم رسماً رشداً من قبل وکتبنا ہامین پس انھیں مقدس  
 سے نص قرآنی میں کئی وجہ سے تاویل کرتے ہیں ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 اپنی قوم سے عم باطل کو تدریج دور کرنے تھے کہ نہ اس تمہاری خطا ہو جو تم ایم  
 اور نہ کہیم کو ایک بین مصروف ہو اس واسطے کہ جو قابل تغیر ہے لیاقت مجہودیت نہیں رکھتا

وقت اختلاف مفسرین در معنی ہزار بی

دوسرے یہ کہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا از قبیل استفہام انکاری سمجھنا چاہیے پس اس صورت میں آیت قرآنیہ میں صرف استفہام محذوف ہو یعنی ہزار بی یعنی نہیں ہو یہ پروردگار میرا اور یہ سہ لفظ تو بیخ اور انکار قوم میں ابلغ ہو اس سے کہ فرماتے ہیں ہزار بی یہ سہ لفظ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بطریق احتجاج واقع ہوا ہو یعنی یہ پروردگار میرا ہو تمہارے زعم میں اور جب فامکب اور غروب ہو گیا تو فرمایا کہ اگر یہ عبود ہوتا تو تمہارا نہو جاتا چوتھے یہ کہ آیت کریمہ میں ایک فعل محذوف ہو یعنی یقولون ہزار بی اور محمد ابن مسلم نے ترمذی کہتے ہیں کہ یہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل اور روح سے نہ تھا بلکہ اپنے نفس سے تھا اس واسطے کہ روح اور دل کو دلیل ہدایتی اور فطری دونوں حاصل ہیں اور نفس کو صرف دلیل فطری ہے پس نفس نے روح اور دل سے مخاصمہ کیا یعنی جب ستارہ وغیرہ دیکھے تو نفس نے دل اور روح سے کہا کہ ہزار بی روح اور دل نے کہا کہ اس پر مشغول مت ہو بلکہ مشغول ہوا اپنے پروردگار سے جو کہ ہمیشہ اور ایک جو بسطہ روح ہم مشغول ہیں اور بعض روایات سے واضح ہے کہ مشاہدہ ستاروں کا فارغین واقع ہوا اور گفتگو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ماں باپ سے بھی فارغین ہوئی تھی واضح ماذکر سابقاً لفظ برہمہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر میں تشریف لائے تو باپ وہاں آپ کے نرود کے پاس بیٹھے یہ مرد دو نہایت کورینٹس اور عبور تھے تھا حضرت ابراہیم نے اسکو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور غلام و کنیز پر ہی بیٹھے وہاں منتظر کہ دستخت کے دست بستہ ملاحظہ کیے باپ سے کہا یہ کون لوگ ہیں جو گریخت کھڑے ہیں اور یہ کون ہے جو تخت پر ہے اسنے کہا تخت پر خدا ہے اور گریخت اسکی مخلوق ہے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ خدا نے مخلوق اپنی آپ سے بہتر پیدا کیے چاہیے تھا کہ خود اسے بہتر ہوتا کہتے ہیں کہ آزر تھرون سے نبت تراشتا تھا اور حضرت کو دیتا کہ بازار سے بیچ لائے سو آپ بیون کی گردن میں رستی بازو کے گھسیٹنے بازار میں بیجاتے اور پچارتے کہ کوئی لیتا ہے اس چیز کو کہ جس میں نہ کچھ نفع ہے نہ ضرر اس آواز سے کوئی بھی نہ لیتا بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اکثر بقصد استنزا سے قوم یون کہا کرتے کہ بیون کو کنارے دریا کے بیجاتے اور پانی میں غوطہ دے کے کہتے کہ پانی بیو ایک دن آپ کے باپ کو یہ خبر ہو چکی تو نہایت غصہ ہوا اور منع کر دیا تب حضرت نے فرمایا

کہ سورۃ انعام میں ارشاد ہوا اذ قال ابراہیم لایہ ازر اتخذنا اوتی اولادک و تو کانت ضلالین  
 یعنی جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ ازر سے تو یکے تارہ سو تون کہ خدا میں دیکھتا ہوں تجھ کو اور  
 تیری قوم کو صریح گمراہی ظاہر میں اور فرمایا کہ اے باپ میرے کیوں چو جتا ہو اسکو جو نہ سننے لگتا  
 اور نہ کام آئے تیرے کچھ کہا قال یا ایت لم تعبد الا المسموع والایسیر والایسفی عنک شتا اور کہا کہ اے  
 باپ آتا ہو تجھ کو علم کہ تجھ کو نہیں آتا جو سو میری راہ میں کہ بتلاؤ ان جھگو راہ سیدھی کہا قال  
 یا ایت انی ق جبارنی من العلم ما لم یا تک فایسعی ایدک صراطا سبیا اور اے باپ میرے سے مت  
 عبادت کہ شیطان کی کوشش شیطان کا نام فرما نہ دو اور جو کہا قال ان الشیطان کان للکفر  
 اے باپ میرے ڈرتا ہوں ایسی بات سے کہ کہ میں آسکے تجھ کو ایک آفت رحمان سے ہے جس سے تو  
 ہو جاے شیطان کا ساتھی کہا قال یا ایت انی افان ان یساک خدا سے کن الذکر من نبت کن  
 للشیطان ولینا یعنی تمہارے وہاں کفر سے آفت آوے اور تو شیطان سے دریا نکلنے لگے اور  
 بیوں سے اعانت چاہے تو خراب و ذلیل ہو جاوے گا جب اس طرح سے کہ نصائح حضرت  
 ابراہیم نے کیے تو ازر نے ناراض ہو کے کہا اور تجھ آفت سخن آتی یا ابراہیم لکن لم آتت  
 الا جنناک و ارجونی لینا یعنی تو پھیرا ہوا ہوں میرے ساتھ کہ دن سے اے ابراہیم اگر تو پھیرا  
 تو تجھ کو پھیروں سے ما یونگا اور تجھ سے دور جاوے گا ایک مدت تک یہ مسکن فرمایا سلام کہیں تک  
 سا مستغفرک ربی ان کان بی خفیاء یعنی تیری سلامتی رہے میں بخشو او کا گناہ سے آفت  
 رب سے کہ بیشک وہ جو پھیرا ہوا ہے مفسرین کہتے ہیں کہ یہ سلام پور خفت کا ہے کہ  
 اس آیت سے مفہوم ہوا کہ اگر دین کی بات میں مان باپ ناخوش ہوں اور گھر سے  
 نکالنے لگیں اور بیٹا کوئی بات بیٹھی کہ کھینکے تو وہ بیٹا عاق نہیں ہو اور حضرت نے  
 گناہ بخشوانے کو کہا تھا لیکن جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی سو قوت کیا اور اخبار میں نہ کورہا  
 کہ جب حضرت ابراہیم جویت کر کے چلنے لگے تو ازر نے کہا رنجیدہ و نحوذا تمہارا بہت برا ہے  
 تمکو تو نہا نہ رکھیگا تب حضرت نے امید و ایمان ہو کے فرمایا سا مستغفرک ربی قطع لطف  
 اس سے استغفار کفار کے واسطے استدعا تو نیک ایمان ہو اللہ سے کہ سبب حضرت پر تا تو  
 صحیح بخاری میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم قیامت میں ازر کو عذاب میں گرفتار دیکھینگے  
 تو کہینگے کیوں میں نے نہ کہا تھا بت پرستی نہ کو میرا گناہ ان تو نے نہ مانا ازر کو دیکھا جو ہوا  
 سو ہوا اب میں تمہارا گناہ مانو گا تب حضرت ابراہیم جناب اسی میں عرض کیے کہ اے ازر

رب تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں تجھ کو قیامت میں منجیت نہ کر دوں گا اور اس سے زیادہ کون سی سوائی ہو  
 کہ میرے باپ کا یہ حال ہے کہ عذاب میں گرفتار ہو اور اللہ صاحب فرما دینگے اور ابراہیم میں بہشت کو  
 کافروں پر مرام کر چکا ہوں یعنی یہ ممکن نہیں کہ یہ دوزخ سے نکلے اور بہشت میں جاسے پھر حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنے پانوں کے تلے دیکھو تو دیکھنے لگا کہ آزر خاک آلودہ جانور ہو گیا پھر  
 فرشتے گھسیٹ کر دوزخ میں ڈالینگے یعنی تبدیل صورت سے عار و ہر ہو گی کہ کوئی نہ پہچان سکے گا  
 اس سے معلوم ہوا کہ بغیر ایمان بنا کر یہ کام نہ آئیگا سبحان اللہ جبکہ ابراہیم سا بیٹا ہو دوزخ  
 میں رہے نفسیہ سحر الجور میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بابل سے کوہستان فارس میں آکر  
 سات برس رہے کہ اس عرصہ دراز میں آزر باپ ابراہیم علیہ السلام کا مر گیا اور بتخانوں کی اڑی  
 اور تمام اہتمام انکا اسکے چچا سے متعلق ہوا پھر بابل میں تشریف لائے اور وہی مذمت اور نکوش  
 بتوں کی شرمع کی اور مجادلہ و مقابلہ قوم سے جاری فرمایا اور روز اس بات کے ہوئے کہ  
 قوم کو دعوت ایمان فرما دیں تب سب نے جمع ہو کر کہا تو کسکو پوجتا ہو فرمایا پروردگار عالم کو تو ہم  
 کہا نہ ہو کہ پروردگار کہتے ہو یا کسی اور کو ارشاد کیا میں اپنے خدا کو کہتا ہوں جسے نہ رو دوسرے  
 عالم کو پیدا کیا پھر حضرت نے قوم کے لوگوں سے فرمایا ما ذہ التماثل الی اتم لہا عاقون یعنی  
 یہ کیا نکالیں ہیں جسکے تم مجاور بنے ہو مسلمان ہیں کہ بہتر تہذیب میں تھیں سو نے و چاندی کی اور  
 بعض اوستہ درانگے کی بعض لکڑی و پتھر کی لگا ایک بت جلانی مرصع سجوا ہر سبکی دونوں آنکھوں  
 یا قوت جڑے تھے سب میں بڑا تھا اور نفسیہ تیسرے میں جو کہ ذرے بت تھے اور ایک بہت بڑا تھا  
 سبکی آنکھوں میں دو موتی جڑے تھے اور میان میں جو کہ درندے و طیور و دو اب و آدمیوں کی  
 تصویریں تھیں اور بعض کے نزدیک ستاروں کی بہر تقدیر کافروں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے  
 باپ دادوں کو اسی طرح دیکھا ہے اور ہم مقلد ہیں فرمایا تم اور تمہارے باپ دادے سب غلطی میں  
 رہے ہیں قالوا جنتنا باحق ام انت من الاعلیین یعنی کافروں نے کہا کہ تو سچی بات لایا ہے  
 یا بازی کرنے والا ہے کہ سب میں مزاح و مطایبہ بات کہتا ہے تب حضرت ابراہیم نے فرمایا میں ٹھٹھا نہیں کرتا  
 گواہی دیتا ہوں کہ پروردگار تمہارا وہ ہے جسے آسمان و زمین اور ان تصویروں کو پیدا کیا ہے ہر قسم ہر  
 اند کی علاج قرار دہی کہ بڑگا تمہارے بتوں کی حسب تم پیچھے پھیر کر جاؤ گے کہا قال اللہ تعالیٰ  
 فی سورۃ الانبیاء بل ربکم رب السموات والارض الذی یطہر من الشاہدین و تاسر  
 لاکیدین اذناکم بعد ان تو لو ادبرین علامہ زہوی سدی مفسر سے روایت کرتے ہیں کہ سال میں

ایک دن عید کا قوم نمود میں تفریح تھا کہ آس دن سب لوگ شہر میں جمع ہو کر باہر جاتے تھے اور تیسرے پہر تک  
 میرے ہاتھ میں رہتے بھارتان بجانے میں آتے تھو کہ زور اور لباس سے آراستہ کر سجدے کرتے تھے  
 اور پریشاد لیکر آتے تھے سو وہ دن آیا تو ابراہیم کا چچا بولا کہ اگر تم ہمارے ہمراہ عید گاہ کو جاؤ تو ہمارے  
 دین کی خوبی معلوم ہو کہ حضرت تھوڑی دور چلے چلا کر کہ رہے فرمایا کہ میرے پیروں دیکھتے ہیں میں تو آہستہ  
 آہستہ چلے گا تم لوگ چاہے کٹر لوگ کھل گئے اور مجھے ضعیف باقی رہے تو حضرت نے چپکے فرمایا  
 تا مگر لا کیدن اسنا کم ایک گنجت نے سن لیا جب سب شہری چلے گئے تو حضرت نے تبر باندھتے میں لیا اور  
 بچانے میں تشریف فرما ہوئے دیکھا کہ ایک بت بڑا بڑی تعلیم سے سخت پریشا ہو اور گرد آسکے چھوٹے چھوٹے  
 بت کھڑے ہیں رو برو کھانا رکھا ہونہ کوئی کھاتا ہونہ پیتا صرف اس واسطے تھا کہ عید گاہ سے پھر کر تبرک و  
 پریشاد لینے حضرت نے بطریق دستنر فرمایا کیوں نہیں کھاتے یہ کھانا کوئی نہ بولا فرمایا کیوں نہیں بولتے  
 پھر بھی کوئی نہ بولا تب تو حضرت ابراہیم نے سب بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا بڑی صورت کو باقی رکھا تبر ہی کا  
 گردن میں لٹکایا یا اسکے ہاتھ میں باندھ دیا اور خود بدولت بتکدے سے باہر تشریف لائے کما قال  
 توائل مجھام منبذا والا کبیر اہم معلوم الیہ حیون یعنی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا انکو مگر ایک بڑا اٹھاتا کہ اسکی  
 طرقت شاید پھرین اور بعضے محدث و مفسرین لکھتے ہیں کہ جب قوم نے حضرت ابراہیم سے کہا تم عید گاہ کو  
 ہمارے ساتھ چلو تو حضرت نے ستاروں کو دیکھ کر فرمایا میں بیمار ہوں تمہارے ساتھ نہیں چل سکتا ہوں  
 کما قال فنظر نظر فی النجوم فقال انی سقیم یعنی میں بیمار ہوں کی ایک بار تاروں میں پھر کہا میں بیمار ہوں  
 مراد نظر سے دیکھنا مقامات و اتصالات کو اکب کا ہو خواہ دیکھنا عام نجوم یا کتاب نجوم کا ہو کہ یہ بات  
 واسطے تو ہم کفار کے منوع نہیں ہو اور مراد بیماری سے یہ کہ وہ لوگ معلوم کریں کہ ابراہیم نجوم سے آسکا  
 مرض پر کرتے ہیں تاکہ انکے ہمراہ نہ جائیں کیونکہ اعدب مرض انہیں طاعون تھا اور اس سے یہ لوگ نہایت  
 ڈرتے تھے یا یہ مراد تھی کہ میں تمہاری منالالت و گمراہی سے سقیم ہوں اس صورت میں صاف ہو گیا کہ حضرت  
 ابراہیم نے عذر کیا جب دوسرے دن قوم کے لوگ عید گاہ کو چلے تب فرمایا لا کیدن اسنا کم اہل قضیب کو  
 ضمیر الیہ میں اتلاف ہو بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کی طرف بھرتی ہو یعنی بڑے بت کو چھوڑ دیا تاکہ  
 قوم کے لوگ حضرت کی جانب رجوع کریں اور بعض کے نزدیک بڑے بت کی طرف بھرتی ہو یعنی اس سے  
 استفسار کریں کہ شکنندہ بتان کون ہے جب جواب نہ پاؤ نیلے قضیب سے ہونگے اور بعض کے نزدیک بت کی  
 طرف بھرتی ہو یعنی بت پرستی ترک کریں اور جانب خدا رجوع لاوین اور کچھ ہیں کہ بت اپنے فرزند کو بھی منع  
 نہیں کر سکتے اجمال جبکہ قوم کے لوگ عید گاہ سے پھرے اور بتکدے میں آئے تو بتوں کو خراب و برباد کیا

عید گاہ کو چلے  
 بتوں کو چھوڑ دیا  
 بت پرستی ترک کریں  
 بتوں کو خراب و برباد کیا

تو کہا میں نسل ہزار ہا ہوں مگر انہوں نے انصاف نہیں کیا کہ ہم نے ان سے وہ کوئی بے انصافی نہ کی اور کچھ لوگ بڑے ظن غالب یہ کہہ کر ابراہیم سے کہا کہ یہ کیا ہو گیا ہے یہ عین ظلم ہے کیا کہتا تھا اور کوئی بولا کہ ہاں ایک جوان کہتا ہے کہ تم سنا تھا یعنی تمہارا کیدن اچھا تم کو وہ ابراہیم تھا جس کا سبب وارثت کا چرچا ہوا تو فرمودہ روز کو جس کی اطلاع ہوئی تو اسے اور اسکے عزیزوں نے کہا کہ ابراہیم کو سب کے رو برو لاؤ کہ سب ابراہیم کو اجی اوین اور میں نہراؤں چنانچہ حضرت ابراہیم گئے اور نہرو نے پوچھا انت نعمت ہذا بالکفایت ابراہیم یعنی تو نے کیا ہے جو کام ہمارے وجودوں سے اسے ابراہیم فرمایا بل فعلیہ کبریم ہذا من ملکوم ان کا نواذیل تھوون یعنی اس بڑے جنت سے کیا جو کچھ لوگوں سے اگر وہ بڑے ہیں یعنی میں نے تو نہیں کیا بلکہ اس نے کیا ہے جو کہ تمہارے زعم میں بڑا اثر اور آخیں سے ہتھسار کر رہا ہے کہ وہ بڑے ہیں کیونکہ قوت ماعتہ شراہ غزل کی اگر بولیں تو دریافت کہ لو کہ اس نے توڑا ہے اور جو بولیں تو سہا کہ میں نے توڑا ہے جو محمد بن کتبہ بن کر یہ قول حضرت ابراہیم سے سبیل استہزا راجع ہوا ہے اور بقرہ ص ۱۱۱ میں ہے انکم انتم الفاعلون تم سوا علی روہم قد علمت ما ہو الا ان یظنون یعنی جو یہ کفار اپنے جی میں اور بولے آپس میں کہ تم ہی سب انصاف ہو جو انہیں کو پڑتے ہو کہ نہ سننے نہ بولے نہ دیکھتے پھر اور نہ بتے ہوا ہے ہرگز کہہ تو جانتا ہے جیسا کہ بولتے ہیں یعنی پہلے کہا کہ تجھ کو جسے سے کیا فائدہ پھر شرمندہ ہو کہ کہنے لگے کہ تو جانتا ہے یہ نہیں بولتے پھر کھڑکھڑا کر کہ اس نے جو چاہے کافر قائل ہو سے اور دلیل حضرت کی عام ہوئی تو فرمایا انتم بدرون من دون اللہ ما لا یفتکم شیئا ولا یغیرکم اوت لکم ولما تعبدون من دون اللہ الا متعلقون یعنی پھر تم پوجتے ہو اللہ سے دوسے ایسے کو کہ تمہارا نہ کچھ بھلا کرے برابر انہوں میں تم سے اور نہ بکو تم پوجتے ہو سوا سے خدا کے کیا تم کو عقل نہیں ہے تب کفار بہت غلبے اور بولے اس کا بھلاؤ اور اپنے ٹھکانا کہ دن کی مدد کو جو بعض کے نزدیک یہ لکھ نہرو نے کہا تھا اور ان سے روایت ہے کہ قائل اس قول کا یہیوں تھا کہ اسی وقت زمین پھٹی اور وہ سیدھا نار جہنم میں داخل ہوا آخر کار نہرو نے انقباب کو تباہ کیا پھر اکیڈن مجلس عام میں بلکہ پوچھا کہ تو ہمارے بچوں کو بد جانتا ہے جو انکو پورا بیان کرتے اور دعویٰ کیا ہے اور پورا روکا ہے کون ہے حضرت نے فرمایا میرا خدا ایسا ہے کہ عنان امانتہ و احیاء ہے تب حضرت نے انہیں رکھتا ہے اور نام اعزاز و ذلال اپنے خیر اقتدار میں ہے ہر جان کہ وہی تو اندر بود تشریح آرد از عدم وجودہ کما قال اللہ قال ابراہیم ربی الذی کعبی و سمیت اسکے جواب میں نہرو بولا اننا ہی و سمیت یعنی میں بھی ہارتا جلا ما ہوں چنانچہ ایک واقعہ ایک کعبہ قیدی کو چھوڑ دیا اور کہا میں نے تم سے کوڑا کیا اور وہ سہرے قیدی بیگناہ کو قتل کر دیا اور کہا نہرو سے کوڑا کیا شاید اس سے تو مت کا بھلاؤ تھا کہ ایسا نام عنو کا ہے امانتہ تم قتل کا حال لکھ امانتہ و احیاء ہے کچھ مناسب نہیں یا شاید

۱۲

ایسا نہو کہ ماضی میں مجلس طلبییں طلبی کی کرتا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہہ کہ تمام مہر و عظیم و عورت میں  
تھے نہ محل مجاہدہ و نصیحت میں مطلقاً بشرطہ کتاب ال کی رعایت نہ کی اور اصلاً متعرض نہیں ہوئے بلکہ ماضی  
باطلہ کے اعتراض سے اعراض فرما کر ایسی صحبت پر روئے کار لائے کہ سو اسے خدا کے کوئی چاہو نہ ہو سکے  
لما قال اللہ قال ابراہیم ان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فانت بہا من المغرب یعنی کہا ابراہیم سے کہ  
اللہ تعالیٰ لاتا جو آفتاب کو ہر روز جاسے طلوع سے سو تو اور اسکو محل غروب سے سے نہ شرق اور نہ غرب  
رازد موب ہو تو با مشرق روئش کن زغرب ہو فقہت الذمی کفر سہوہوت ہو گیا جو نہ نہ کہ تمام ہی نہ ہو  
اور محبت اسکی منقطع ہوئی اور یہ القحاح بچہ پنیر تہا اسیلے کہ اگر نہ ہو کہ تا کہ بین آفتاب کو مشرق  
جانب مغرب آتا ہوں تو قوم پر یہ شہید درہتا اور جو بالفرض نہ ہو کہ تا کہ اپنے خدا سے استہاک کہ نہ نہ  
نکالے تو قبل قیام قیامت واقع ہو جاتا اور غلیل اللہ علیہ السلام کا جو حی نائل ہوتا چنانچہ روایت ہے کہ  
حضرت جبریل علیہ السلام کو ارشاد ہوا تھا کہ تم حاضر ہو کہ اگر نہ ہو ابراہیم سے کہہ کہ تو آفتاب کو مغرب سے  
نکال تو آفتاب پھیر کر مغرب سے نکال دینا ہے عجز را سو سے تم ترش زہ نیست ہر بیج دانا چلش کی نسبت  
اہل حقیق کہتے ہیں کہ عدول حضرت غلیل کا ایک دلیل ہے دوسری دلیل کی طرفت ماجزئی نہیں ہو بلکہ سب  
حضرت نے دیکھا کہ نہ وہ خواہس کے نزدیک ملازم ہو اگر عوام اسکے فعل کو امانتہ و امانتہ سمجھتے ہیں لہذا  
دلیل میں پر انتقال کیا تا کہ الزام زیادہ ہو اور عوام کے روبرو بھی رسوا ہو و موجزا و الفتوح سے میر  
جو ابراہیم منقول ہے کہ سب حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ ایک قیدی کو رہائی دیکر بولا یہ اچھا ہے انت ہر سے کہ  
مار کر کہیگا یہ امانتہ ہو سو قبل قتل ہونے بلکہ اس کے از رو سے شفقت دوسری دلیل پیش کی اور یہاں  
مستقیم میں ہے کہ حضرت نے جانا یہ من مناسبت نم نہ وہ نہیں ہر تب بقہنا سے مکتوم الناس علی قدر علوم  
یون ارشاد کیا کیونکہ اکثر قوم کے لوگ نجومی تھے اور حرکت خاصہ کو اکب ستارہ مغرب جانب مشرق  
معلوم تھی اور حرکت شہر قیمرئی دوسوں سو انجناب انجیلین کے علم سے محبت لائے اور کہا کہ  
ہمارا آفتاب کو برخلاف اسکی سیر کے حرکت دیتا ہے کہ وہ و شوار ہر پہلا تو موافق اسکی سیر کے کہ غرب  
جانب مشرق ہو حرکت دہسکہ حرکت فسر سے آسان ہے یا یہ کہ اہل مجاس تعلیم شمس کرتے تھے سو فرمایا  
کہ جو تھار مہرود ہر وہ میرے رب کا منقاد ہے اور اگر کوئی خیال کرے تو حضرت ابراہیم نے کیا خوب  
استثنائی معقولی بنا کر پیش کیا تھا کہ نہ وہ ساکت ہے گیا یعنی مہرود بحق کو قدرت جمیع ممکنات پر لازم  
اور وہ لازم تجہین منتفی ہے پھر نہ ہو نہ ہیں ہے اور قیاس استثنائی منطق میں وہ ہوتا ہے کہ  
مثالی کی مستثنیٰ ہو پس فیض مقدم کی نتیجہ خارج ہو اور حضرت نے تو اس طرح شروع میں اپنے

نفس کو بھی مقول کیا تھا فلما اقل حال لا احب الا ظلم یعنی اول اللہ کے ساتھ جمع نہیں ہوتا چنانچہ  
 مجتمع ہوا ہر قسم کے ساتھ پس نہیں ہوا لہذا صریح اسکا ثابت کرنا عناد کا ہر دو چیزوں میں یعنی الوہیت و اول  
 اور امام سازی فرماتے ہیں کہ یہ کلام تمہہ دلیل اول ہے کیونکہ آنجناب نے باجیا و امانتہ حجت پکڑی تو نہرو کو  
 تو اے خاسفہ سے واقف تھا کہنے لگا اگودعا سے امانتہ و ایسا بلا واسطہ ہر تو میرے خیال میں نہیں آتا اور  
 اگر بلا واسطہ سرکات افلاک و نظرات کو اکب ہے تو نظیر ہر کایا قریب اسکے امکان بشری سے خارج نہیں ہے  
 اسکے جواب میں حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ سرکات کو اکب و افلاک ہمارے خدا کے اختیار و تقدیر سے جو کب  
 بشر کو اسکے تغیر کی قدرت نہیں ہے وہ کیہ آفتاب مشرق سے مغرب کو اسکے حکم سے جاتا ہے جہلا تو خلافت  
 اسکے جو کیت دے تو نہرو میرا ہوا اور ایک روایت ہے کہ ان دونوں نبوت محو تھا و نہرو دوسنے غلات  
 بطریق استکار بھرا تھا جب کوئی غلہ لینے جاتا اس سے انکو ہذا کہنا کہ یہی وہ کہتا ہے غلہ دیتا تھا کفار  
 حضرت ابراہیم کو بھی ضرورت ہوئی آپ بھی آئے نہرو دوسنے کہایں کون ہوں فرمایا تو ایک غلہ کا بندہ ہے  
 کہنے لگا کہ مجھے سب سے کہو تو غلہ ملے فرمایا میں سوا سے اپنے خدا کے کسی کو سجدہ نہیں کرتا اسنے کہا تیرا خدا  
 کون ہے کہا ربی الذی یحیی و یمیت اور تفسیر کہ یہ میں ہے کہ جب حضرت نے ایسا نہرو تسلیم نہ کیا تو نہرو نے  
 کہا کہ تو اپنے خدا سے درخواست کر کہ وہ نہرو زندہ کرے اور اس بات پر نہایت مصر ہو اور کہا اگر ایسا نہرو  
 تو قتل ہوگا آنجناب نے ناگزیر مدعا مانگی رب ارئی کیف یحیی الموتی یعنی اے پروردگار مجھے دکھلا اپنی قدرت  
 کا یہ سے کیسے زندہ کرتا ہے نہرو کو ارشاد ہوا اولم یومن یعنی کیا تو یقین نہیں لایا اور مقابل منکر کے  
 بول اٹھا کہ ربی الذی یحیی حضرت نے عرض کیا بلی و لکن یمیت قلبی یعنی یقین کیوں نہیں لیکن  
 یہ متبادل کے اطمینان کے واسطے ہے یعنی میں قدرت کاملہ ایسا ہوتی گا کہ وہ نہرو ہوں اور مجھے کچھ بھی شک  
 نہیں لیکن بنا برآں دل میں یقین چاہتا ہوں اہل یہ ہے کہ یہ علم میرا استدلالی ہے اب درخواست  
 ضروری کی کہ کہتا ہوں اور صاحب نہیں کہتے ہیں کہ سماعت موقوف خبر ہے و انچہ یقتل الصدوق و الکلہ  
 اور باصرہ جس چیز کو دیکھتا ہے باطل نہیں ہوتا ہے کہ وہ دوسے از سمعہ انے سوال ہے حق و باطل طبیعت  
 اور نیکو خدا کا ہے گوشت را بگرفت و گفت این باطل است ہے چشم حق ست یقینش حاصل است ہے جہن  
 کہ گوشت در شہوت رود ہا انچہ باطل بودہ است آن حق شود ہے گوشت و آل است چشم اہل وصال چشم  
 صاحب عالی و گوشت از اہل قال ہے ہر جوہلی کان ز گوش اہل چشم گفت از من شنو از اہل ہسل ہے  
 سو حضرت ابراہیم نے چاہا کہ جو کچھ کان سے سنا ہے انکے سے بھی دیکھوں اہل عرفان کہتے ہیں کہ یہ سوال  
 محض واسطے خاشع تھا نہ بنا برآں شک بطریق رویت انہی و نما سے بہشت کی یقین کامل ہے مگر

اور

آرزو سے دیدار میں یقین طے مقرر بنا ہوا ہے تفسیر بعضا میں ہے کہ تہا ایمان اور ہر دور در ہوا یقین اور سحر  
 حضرت کو ایسا دعوتی کا ایمان کامل تھا اہل سترہ کا کہ یہ ایمان نیز ایمان سے آراستہ ہو جائے اور  
 موعود میں آنجناب میں یقین تھا کہ وہ یقین من المؤمنین اور محمد اسحاق کا یہ قول ہے کہ جب نمرود سے  
 مناظرہ ہوا تو اس نے دعویٰ یعنی ایسا داتا کہ کیا اور دکھلایا تو حقا سے مجلس نے قبول کیا حضرت نے  
 اللہ سے درخواست کی کہ مجھ کو کسیت ایسا دکھانا کہ تمہارا مقنا و جہلا کہ نرودیر نرودیر میں کہ ویرہ ہو سے ہیں  
 کہ میں کہ ایسا داتا نمرود کی باطل ہو اس صورت میں اطمینان قلب تو تم تقہ و تہی یعنی لعلی میں قلب  
 توئی اور تفسیر تبیان میں ہے کہ جب نمرود نے نارنا جاننا دکھلایا تو حضرت ابراہیم نے کہا یہ ایسا نہیں  
 لانا عاۃ البرح فی الجسد و نہ فی الخلق تب نمرود بولا تو نے دیکھا ہے یا دکھلا سکتا ہے حضرت نے  
 جواب نہ دیا اور دوسری دلیل پر انتقال فرمایا بعد اسکے اللہ سے درخواست کی کہ نمرود سے کو زندہ کر  
 تاکہ وقت مناظرہ اپنے مشاہدے سے نمرود اور تفسیر کبیر میں ہے کہ بسطرح پیغمبر کی امت محتاج  
 سحر و جوتی ہو اسی طرح پیغمبر بھی وقت نزول ملک الہی مشتاق مجرہ ہوتا ہے تاکہ اطمینان ہوا  
 کہ یہ فرشتہ جو نہ دیکھتا ہے نہیں کہ حضرت ابراہیم نے وقت نزول فرشتے کے اسی سحر سے کی طلب  
 کی ہو اور معاملہ میں ہے کہ جب خداوند تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنا لیا تو آوازہ غلت زمین  
 آسمان میں بھیجا کہ حضرت عزرائیل نے منادی سننا کہ تمہارا کیا کہ یہ بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے  
 پاس میں ایجا ہو گا چنانچہ حضرت عزرائیل دو تھانہ خلیل یہ فرشتہ لائے اس وقت آنجناب فضل  
 بندہ کر کے کہ میں باہر فرشتہ لینگے تھے تھوڑی دیر بعد گھر آئے تو دیکھا کہ ایک شخص گھر کے  
 اندر بیٹھا ہے کہ جھنڈا سے غیرت اٹکاو غصہ آیا جا یا کہ اسے گرفتار فرما کر سزاؤں حضرت عزرائیل  
 علیہ السلام نے دست بستہ عرض کیا کہ ان خلیل ایزدی میں فرشتہ رب خلیل ہوں موافق خاک کے  
 اسکے خلیل کے گھر میں آیا ہوں اگر مجھے اذن الہی نہ ہوتا تو ایسی ستاخی نہ کرتا آنجناب نے کہا  
 تمہارا نام کیا ہے اور تم کس قسم کے فرشتے ہو کہا میں عزرائیل ہوں تمکو بشارت غلت لایا ہوں  
 کہ رب العالمین نے بسبب خاموشی آپ کے خلعت غلت پہنایا اور کوس عنایت سجایا  
 و ترانہ و اسخدا اللہ ابراہیم خلیل گوش ساکنین ارض و سما میں پہنچایا ہے حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام یہ فرودہ سکھو مرام و فنا سجلا سے پھر دیکھا کہ اس بشارت کی دلیل کیا ہے حضرت  
 عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میرے دعویٰ پر گواہ یہ ہے کہ تم سجاۃ العجوات ہو سے تمہاری  
 دعا سے خدا نمرود سے کو زندہ کر دیکھا تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذمیت شوق سے دعا مانگی

رب ارنی کیفیت تجھی الموتی اور بعضے عقلا کہتے ہیں کہ قوت تہیہ اشیا سے غیر محسوس کے اور اکہین مقصر ہے مگر قوت عقلیہ البتہ اشیا سے غیر محسوسہ کو سمجھ سکتی ہے اور اس سبب سے جب عقل و ہوش میں مخالفت واقع ہوتا ہے تو طبع انسانی شوش و متردد ہو جاتی ہے اور دل مضطرب و مضطرب اس لیے غفلت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام نے خداوند عالم سے یہ سوال فرمایا تاکہ قوت حساسہ اس ایسا کی مشاہدے سے شوشات طبع کو دفع کرے اور دل ساکن و مطمئن ہو جائے پس جہتِ حقیقت نفسِ امارت میں مطمئن و انقلاب تھے لیکن کیفیت میں تامل تھا کس واسطے کہ صورت ایسا مختلف ہوتی ہے جو کس وقت ایسا کے سوال سے گویا کیفیت ایسا مراد ہے یعنی حضرت نے چاہا کہ جس طرح نفس ایسا سے مطمئن ہو جائے وہی اسکی کیفیت سے بھی مطمئن ہو جائے اور اسی واسطے ارنی ایسا الموتی نہیں فرمایا بلکہ کیفیت تجھی الموتی کہا اور اسی قول کے قریب قریب فتوحات میں حضرت شیخ اکبر و جتہ امد علیہ فرماتے ہیں کہ طریق ایسا مختلف ہے جس طرح وجودِ خلق اس واسطے کہ بعضے فتوحات کلام کن سے موجود ہوئی ہیں اور بعضوں کو ایک ہاتھ سے اور بعضوں کو دین سے اور بعضوں کو ابتداء اور بعضوں کو مسبب اور مخارجات کے یہاں کہ دیا ہے جب اس طرح سے حضرت ابراہیم نے دیکھا تو جاننا کہ ایسا خلق بعد از موت قسم دوم بھی ہے اور یہ بھی مختلف ہوگی پس درخواست کی کہ کون قسم کی ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سبب اس سوال کا یہ تھا کہ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام سجدہ طہرہ سے عبور فرماتے تھے ایک مرد ارکنا سے دریا کے پڑا ہوا دیکھا کہ وہ دریا کے مچھلیاں مگر محسوس وغیرہ جانور دریائی اپنا رزق اُس سے لیتے ہیں اور وقتِ جزر دریا کے مچھلی روگڑھ لے جاتے ہیں حیوانات جنگلی اُس پر متوجہ ہوتے ہیں اور کھاتے ہیں بعد اسکے مرغ بواشکاری غیر شکاری اپنا حصہ لیتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ویان سمجھ کر کہا کہ کمالِ تعجب سے دیکھا اور اپنے دل میں تصور کیا کہ مجھ کو یقین ہے کہ خداوند کبریا قادر ہے کہ اس مرد سے کوزندہ کیسے کیونکہ قدرتِ بیرواں اور قوتِ بیرواں اس پروردگار کی شاہدہ نقصان اور زوال سے پاک ہے جو قدرتِ علم کن مکان برافراز دہن زمینتی موسیٰ سے ہستی کشد جو اس نے راہ لیکن یہ مردہ کہ اسکے اجزا متفرق دریائی جانوروں اور حشراتِ دریائی درمیان اور ہوائی مرغوں کے جزیرہ بن ہو گئے ہیں کس طرح زندہ ہوگا لہذا سوال کیا کہ رب ارنی کیفیت تجھی الموتی اور ایک جماعت مفسرین اس طرف گئی ہے کہ ایک روز ہلیس تلبیس کنار سے کسی دریا کے گزرا وہاں ایک قبر دیکھی کہ مردہ اسکا باہر پڑا اور مخرج ہوا جانور

دریا حیوانات صحرا اس سے اپنا منہ لیتے جاتے ہیں ایک ساعت کامل وہاں تو قنص کہے کے خوب دیکھا  
اور دیکھا کہ یہ خوب جیسا جھکا ہوا تھا لگا ایسے بے شمار اور کونہ نظر وہاں کو دوڑا تو یہ نہیں  
یہاں سو لگا کہ قیامت کو خالق ذوا سجلاں اسے اجڑا سے متفرقہ کو اظہار منہ عالم سے کسطنج  
کر گیا اور ایسے اعضا سے پرگندہ کو حواسل عیبر اور زاجا من سباج سے گونہ کر گیا کہ گھبراہٹ  
حکم انہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پوچھا کہ فلاں دریا کے کنارے جلد جا کہ میرے دشمن نے  
کہ اور فریب کا جال پھیلا رکھا ہے چاہتا ہے کہ میرے بندوں کو چھانسنے حضرت علیہ السلام  
بکہا کہ رب علیم دریا پر تشریف لائے اب میں علیہ اللہ تعالیٰ کو متحیر کرنا ہوا دیکھا حضرت نے  
ارشاد کیا کہ اے مومن کیا تامل کرتا ہے اور کون نقشبہ کرے گا اپنی لوح فکر پر کھینچتا ہے ابلیس نے  
جواب دیا کہ اس غم سے کنی کیفیت سے متحیر ہوں کون تمہارا اس فنا نہ خرابہ کو بنا سکتا ہے اور  
کون مہندس اس نقشے کو از سر نو کھینچ سکتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اور  
کیا محل تیسرے ہو وہی معارفیہ جو اسکو گمشاں عدم سے صحرا سے وجود میں لایا تھا تو وہ کہ وہ  
مرتبہ زانو تفرقہ سے ساحت جمعیت میں پہنچا دے کہ کوڑہ کوڑہ رابٹ کندہ  
چون بخواب باز قائم می کند ہا انکا واند کوڑہ کہ دن از سخت ہیم عجب کہ ساز و اشک تہ دست  
لیس ابراہیم علیہ السلام نے زبان سوال کھولی کہ الہی دکھلا بھگا کہ سطح مڑوے کو زندا  
کہتا ہے تاکہ یہ طاعنی ملزم ہو اور ول میرا اسکے انزام سے اطمینان کیڑے اور اہل تصوف  
فرماتے ہیں کہ مراد موتی سے وہ قلوب ہیں کہ انوار کاشفات سے محبوب ہوں اور ایسا  
عبارت ہے جہلی انوار کو ہوتی ہے اور زانا حضرت ابراہیم میں آدمی اس نعمت سے بے بہرہ  
اور اسطے حضرت نے فرمایا کہ رب انی الخ یعنی قلوب کا زندہ ہونا جھکا دکھلاتا کہ دل  
میرا اس تجلی کے حاصل ہونے سے آرام پائے اور معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ بعد سے قربت  
پہنچے اور بعضے کہتے ہیں کہ جب اللہ ذیل شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذبح  
اسمیں علیہ السلام کا حکم دیا اور حضرت نے ہا متثال حکم ربانی مقدمات ذبح یہ اقدام فرمایا  
تسب آپ نے دعا مانگی کہ اے الہی تو نے حکم دیا کہ زندہ کہ بے جان کر میں نے اسے اقدام کیا  
اب میں درخواست رکھتا ہوں کہ مڑوے کو زندہ کہتا کہ میں دیکھوں اور ایک وجہ اور  
بھی ہے کہ تمام خلق پر بروز قیامت حقیقت حشر اور شہر بخوبی روشن ہو جائیگی اے  
حضرت نے چاہا کہ آج دنیا میں مجھ کو اجاڑ موتی دکھلا دے کہ مجھ کو اطمینان حاصل ہو

اور قبل از قیام قیامت اس اختصاص سے مخصوص ہو جاؤں اور یہ بھی وہ ہے کہ اغلب آیات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عقلی تھے اور انبیا کو آیات حسی بھی ہوتی ہیں جیسے یہ بیضا اور عصا وغیرہ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے درخواست کی کہ میں جامع آیات حسی اور عقلی ہو جاؤں لہذا درخواست کی کہ رب ارنی کیف تھی الموقی اور امام جمال الدین سباجی اپنے عشرت میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ تیری اولاد میں ایک پیغمبر ذی شان آخرا الزمان پیدا ہوگا اور نام اسکا محمد ہے اسکی برکت سے میری نسلت کی تاثیرات سبجوبی ظاہر ہوگی حضرت غلیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا الہی وہ شخص کس زمان اور وقت میں ظاہر ہوگا اور علامت ایجاد اس نسلت کی بعد نشان وقوع اس دولت کا کیا ہو حکم ہوا کہ جب تیری دعا سے مردے کو زندہ کروں میں تیرے جان لے کر میں نے تجھ کو غلیل اپنا کیا چونکہ مدت انتظار دراز ہوئی بزبان نیاز و دعا مانگی کہ رب ارنی کیف تھی الموقی اور فصول میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ و بزرگاتہ سے نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی صحیفہ میں ملاحظہ فرمایا تھا کہ مرغان ہوا ہوا سے بہشت میں طیر ان کہ نیکے اور اہل بہشت باشندہ اور طیر مہاشتوں اس سے گوشت لیکر تناول کہ نیکے اور سپرد و سر ہی مرتبہ وہ ہڈیاں مجتمع لباس سحر میں لکتسی ہو کے بال پر دم ہر سے ملکہ بدستور منضائے بہشت میں پرواز کرنیکی اس واسطے حضرت ابراہیم نے درخواست کی کہ اس عالم میں بھی آسکو ملاحظہ کروں پس عرض کیا رب ارنی کیف تھی الموقی اور بعضین نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی صحیفہ میں دیکھا تھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے مردے کو زندہ کر گیا اس واسطے آپ نے بھی دعا مانگی کہ یا اللہ مردے کو زندہ کہ تا دل میرا مطہین ہوگا اور مرتبہ میرا کتر مرتبہ لڑکے سے جو عیسیٰ ہو گا نو اور اہل تحقیق بعد اعتقاد وقوع اس قصہ کے ظاہر میں باطن آیت میں فومن کر کے فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مثل عاشق میناسب کے عشق انہی سے بے آرام تھے اور غایت جلال اور دلالت شوقی سے آنکو طاقت رویت جمال الہی نہ تھی اس واسطے نعرہ ارنی انما لک دبان عالی سے نکلا سے برقع فرود گذار شتہ بگذر کہ دیدہ را با نور آفتاب جمال تو تاب نیست بہ مثل کسی کا محبوب کا تابع ہو اور عاشق چاہے کہ آسکو دیکھے اور کہے کہ ارنی کیف تکتب پس اس مقام میں عرض کر رہے

تفریح  
اصول  
تفسیر  
تاریخ  
تذکرہ

کاتب کی چیز مشاہدہ کتابت اور خیال عاشق کا یہ ہو کہ شاید محبوب و لمنواز جرتع ناز اٹھا کر  
 فرماوے کہ انظر کیت کتب بیان بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسیار موتی گویا بہانہ  
شہود صحیحی تھا اور چونکہ طلب لغا فر اور اشارے سے واقع ہوئی تھی جواب بھی پوشیدہ  
 ملا کہ اولم توسن اور رباب و بدان فرماتے ہیں کہ باعث سوال کا صرف استماع اس  
 کلام کا تھا اس واسطے کہ معاند دوست میں عاشقوں کو ایک ذوق ہوتا ہے اور مسکوبہ حال  
 نہیں ہوتا وہ اصلاً نہیں جانتا ہو سکتی کہتے ہیں کہ جب خطاب باعتاب اولم توسن  
 حضرت خلیل علیہ السلام کو پہنچا آپ نے جواب دیا کہ بلا ایمان رکھتا ہوں لیکن مشتاق  
جمال تھا باوجود یقین کامل کے میں نے آپ کو لباس اہل گمان میں پوشیدہ کیا تھا  
 تاکہ یہ جواب سنوں اور دل میرا آرام پائے مصاحفہ رقیقی الود ما بقی العتاب  
 بالکل جب حضرت ابراہیم نے عرض کیا کہ میں اسکا ایمان لایا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ  
 کرنے والا ہے اور تیری قدرت کا ماہ کا گردیدہ ہوں لیکن یہ سوال اس واسطے میں نے کیا ہے کہ  
 مجھ کو اطمینان ہو جائے اور میرا قلب آرام پائے یعنی عین الیقین حاصل ہو تو ارشاد ہوا  
 فخذ اربعة من الطیر فصر من ایاک ثم اجعل علی کل جبل منهن جزءاً ثم اوعمن یا تینک سیما  
 یعنی پس پکڑ تو چار جانور اڑنے والے پھر انکو بلا اپنے ساتھ پھر ڈال ہر ایک پہاڑ پر  
 اسکا ایک ایک ٹکڑا پھر انکو پکار کہ آوین تیرے پاس دوڑتے چنانچہ حضرت ابراہیم نے  
 چار جانور لیے ٹور گوا کبوتر مرغ انکو اپنے ساتھ بلایا کہ پہچان رہے پھر ذبح کیا اور  
 ایک پہاڑ پر چاروں کے سر کے دو سر سے پر اُنکے پر تیرے پر دھڑھڑاتے پیپر ہر کاٹک  
 اور ماہین جبال کھڑے ہو کر ایک کو چار اسکا سر اٹھکر ہوا میں کھڑا ہوا پھر دھڑھڑ  
 چلا پھر برنگے پھر بانوں کو وہ دوڑتا چلا آیا اسی طرح چاروں آئے اور بعضی روایتیں  
 بجا سے کہتے ہیں کہ گوس ہو اور بجا سے کبوتر کے بچا اور عطا مفسر کہتے ہیں کہ بطسز  
 تھی اور گوا سیاہ کبوتر مرغ خروس سفید اور بعضے محققین مفسرین یوں روایت  
 کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جانوروں کو ذبح فرمایا اور سر اُنکے  
 ہاتھ میں لیے اور تمام اجزا کو خوب کوٹ کر بلا دیا پھر اُنکے چار حصے کیے ہر ایک حصے کو  
 ایک ایک پہاڑ پر رکھ دیا اور آواز دی کہ آو مرغ آؤ اپنے سروں کی طرف پس علم  
 خدا سے چاروں جانور اپنے سروں کی طرف اجازت سے متفرق ہوئے بلکہ دوڑنے سے

لے یعنی دیکھ کر میں لکھتا ہوں ۱۱

لے یعنی باقی رہتی ہو گئی جبکہ باقی رہے قباب ۱۲

اول حکمت و ڈرنے میں یہ تھی کہ کسی طرح کا تشہیر باقی نہ رہے اس واسطے کہ توہم اس امر کا ہوتا  
 تھا کہ شاید اور ہی جانور ہوں یا شاید خیال کیا جائے کہ پانوں اُنکے درست نہیں ہوئے ہیں  
 دوسرے یہ کہ جانور کے دوڑنے میں جو حال معلوم ہوتا ہے وہ اڑنے میں نہیں دریافت ہوتا  
 تفسیر انوار میں لکھا ہے کہ جو شخص کہ اپنے نفس کو حیات ابدی سے زندہ کرنا چاہے بہتر ہے  
 کہ قرآن سے صفات بدنیہ کو تیغ ریاضت سے نسل کرے اور ایسا کوئی کہ تندی آنکی  
 جا تو رہے اور فرما نیز جاری پر قرار واقعی مستعد رہیں پھر انکو عقل اور شرع کی طرت  
 بلاوے تاکہ بطریق متابعت اور مطاوعت جلدی کریں اہل معانی علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں  
 کہ چار جانور کے ذبح کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ کبوتر پیوستہ آدمیوں سے انسیت  
 رکھتا ہے اُسکے زشتہ اذیت کو توڑے اور غریب سے ہمیشہ مالک بشہوت رہتا جو اُسکو ذبح  
 کرے کہ بہر شہوت سے نکلے اور کبوتر منج مسرور اور طبع ہر اُسکو قتل کرے کہ صفت  
 حرص اور طمع دور ہو جائے اور طاؤس مجمع زینت ہے اُسکا سر کاٹنے تاکہ آرائش دنیا سے  
 اُنکے میں اُسکی بند ہو جائیں تب حقیقت سنی پر پہنچے حضرت بہار الدین نقشبند علیہ الرحمۃ  
 فرماتے ہیں کہ آرائش ظاہر و میرانی باطن کا سبب کامل ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص  
 تیغ تجاہد سے ان پاروں مہفتوں کو ذبح کر ڈالے حیات ابدی اور زندگی سہمی  
 اُسکو حاصل ہو اور حکیم سنائی فرماتے ہیں سے چار مرغ ست چار طبع بدن ہے جملہ را  
 بہرین بدن گردن ہے پس باہمان عشق و عقل و دلیل ہے زندہ کن ہر چہ را و چھیل ہے  
 یعنی آگ نمونہ ہر چہ کر کا اور شہوت نثر ہے ہوا کا اور سردی فاصلہ ہے پانی کا اور تیرگی و تیرہ ہے  
 خاک کا پس پنجین ارکان کا تیغ ریاضت سے ذبح کرنا لازم ہے اور تخصیص پر بندوں کی  
 وجہ یہ ہے کہ نوع مرغ الطیف حیوانات میں ہے اور حیات الطیف اشیاء اور سائل  
 لطیف نے خداوند لطیف سے مشابہہ الطیف اشیاء کا سوال کیا لطیف عظیم نے قضا کی  
 کہ یہ صورت الطیف حیوانات پر ظاہر کیجائے تاکہ وہ مناسب بھی بخوبی پسند آہو  
 تفسیر کبیر میں لکھا ہے اگر کوئی تشہیر کرے کہ ایک حیوان کے زندہ کرنے سے بھی  
 مطلب حاصل تھا چار کی کیا ضرورت تھی تو جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے  
 سوائے عبودیت کے درخواست کی خداوند کبریا نے بقدر رجو بیت دکھلایا مگر  
 تو لائق خود خواری سن در خود بخشم ہے اور تفسیر جو ہر میں لکھا ہے کہ شاید یہ وجہ ہے کہ

سوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طلب حیات سے تھا اور نیاں کے ارکان چارہین آگ پانی خاک ہوا اور ہر ایک حیوان کے بدن میں چار مسلطین ہیں خون بلغم سودا صفرا اور صفحہ سے رئیسہ بھی چارہین دل دماغ کبد و مثیانی اور ہر حیوان میں چار قوت طبیعی ہوتی ہیں طاقت نامیہ مؤکدہ و مقصورہ اور چار قوتیں انکی فنا و مدہ ہیں جاؤہ اشکہ یا ضمہ و انہ اور یہ چارہین محتاج ہین چار کیفیت کی حرارت یہ بوشست رطوبت ببردوست جس ہر ہر کام کا حیوانات میں مختص ہر چارہین سے لہذا ابراہیم اور اس عہد کا مناسب ہوا اور اس سے کہ یہ وقت بوقت اظہار آثار حیات کا تھا اور اس باب تذکرہ وجہ بیان کرتے ہین کہ ابراہیم علیہ السلام کو پکارا اور زریب اور زینت حضرت آدم علیہ السلام جو بہشت میں تھی یاد کر اور کوسے کو گرفتار کر اور رغبت اور حرص حضرت آدم کی اکل شجرہ میں مشاہدہ کر اور کہو تر کو دیکھ اور لغت اور وابستگی حضرت آدم کے ریاضن فردوس سے بیجان اور فردوس کو سننے اور شہوت وصال آدم علیہ السلام کو جو حضرت تواس سے ہوئی تھی دل میں خیال کر اور جس وقت آنکو ذبح کر تو یہ بوجہ آدم علیہ السلام میں سجنوبی فکر کر کہ بہستان بہشت سے کس طرح زندان بنایا میں گرفتار ہوے اور زینت رضوان کی محنت اس تکلیف اخذان سے بدل ڈالا اور سر انجام زینت اکل میں زینت جو ع حاصل کی اور سجا سے نور لغت کے ظلمت و تاریکی اور غمت و محنت مہاجرت اور فرقت سے بدل ہوئی اور حب میں آنکو زندہ کروں تو اس نکتہ دلیندیر کو لوح ضمیر پر تصویر کر کہ حضرت آدم علیہ السلام کو میں نے بعد غربت اور وحشت کے زیور تو بہ سے مثل عروس آراستہ کیا اور لباس قرابت اور وصلت پھر اس جسم زاریہ پہنایا اور فائدہ اس فکر کا یہ ہے کہ جب حال آدم علیہ السلام کا معلوم ہو گیا تو پھر تجھ پر پیشیدہ نہ ہوگا کہ احوال آدمیوں کا بھی منقلب اور متغایرت ہوتا ہے نہ عشرت اور مصرت کو دوام ہے اور نہ محنت اور کسبت کو تمام مصرت عہد بر مہر زند آدم ہر چہ آید بگذرد نہ پس مشاکرہ اور محنت اور شدت میں صبر اختیار کرے اور کئی نالی زینت راہ فرسندی طلب ہے کہین ہمہ اندوہ و حشم و نیم ساعت بگذرد و دو کو کافی بنایا بدولت پیش ازین شادی مکن و چشم تا بر ہم زنی اقبال و دولت بگذرد و امام عہد انوہا

فصول میں بیان کرتے ہین کہ چاروں طیور میں ایک ایک صفت بہتر تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تا بمرکتاب اذن صفات کے بھی اشارہ ہوا ہے یعنی ابراہیم علیہ السلام

طاؤس میں جس خالق ہو تو بھی حسن خلق اختیار کر اور خروس میں پیدا ہو تو بھی ہر دو بھی رات کو  
وظیفہ ذکر اور نمازات کر اور بظافت طہارت سے موصوف ہو تو بھی ظاہر اور باطن اپنا  
پاکیزہ رکھ اور غراب عزت گزین اور گوشہ نشین ہو تو بھی اپنے دل کو اندیشہ و غبار سے  
دور رکھ ۵۔ مناسب نیت یکجا جمع کردن ۶۔ ہوا سے یا با سو اے اغیار ۷۔ تفسیر کنز معلوم  
میں لکھا ہے کہ حکمت اس حکم میں یہ ہے کہ طاؤس حسن اور جمال میں سب مرغون سے پیش قدم  
اور انسان جمال اور نکوئی میں سب حیوانات سے افضل ہے کہ فقد خلقنا الانسان فی احسن  
تقویم سو طاؤس مشابہ ہو آدمی کے اور خروس مشابہ ہو فرشتے کے یعنی بسط فرشتہ  
تمامی اہمات موجودات سے ذکر مذہب میں بیشتر رہتا ہے خروس بھی تمامی انواع طیور سے  
طریقہ ذکر میں اکثر ہے اور بظاہر جنات سے مناسبت ہے اس واسطے کہ جن بھی ظاہر ہوتا ہے  
اور کبھی مخفی اسی طرح بظاہر کبھی اور پرتی ہے کبھی نیچے اور ذراغ کو سیاہی رنگ اور  
طول عمر اور قیامت فعل کے نسبت دیوسے مشابہت ہو سو حکمت باری بزبان اشارت  
ارشاد فرماتی ہے کہ اور خلیل وقت ذبح ان جانوروں کے فنا سے انسان اور ملک اور  
جن اور شیاطین سے خبردار ہو اور جب یہ جانور میری قدرت سے زندہ ہوں تو ان  
جانوروں کے زندہ ہونے سے مطلع ہو کہ میں اول اور آخر کا مختار ہوں **فنا** کدہ  
آیت قرآنیہ میں نافع ہے کہ ہر پہاڑ پر ایک جبر کھدے یہ امر بظاہر محال معلوم ہوتا ہے اس واسطے  
مفسرین کہتے ہیں کہ اس جگہ ایسا دوام اور ارادہ خاص ہے جس طرح اذیت من کل شی  
میں نافع ہے یعنی جس پہاڑ پر کھنا ممکن ہو اور تیرے نزدیک ہو اس پر کھدے  
و جب تنصیص پہاڑوں کی بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدرت  
حق کا اظہار اپنی آست پر چاہا تھا اور پہاڑ تمام اجزا سے زمین سے اظہر ہیں اور  
ایک وجہ اور بھی خیال میں آتی ہے کہ اکثر بنیادوں کو انحراف کو پہاڑوں پر خلعت فیض  
عنایت ہوا ہے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو شجر تو بہ شجر عرفات سے ملا اور سفینہ  
باسکینہ حضرت نوح علیہ السلام کا قرار گاہ کوہ جودی صخرہ ہوا اور عہدہ حکیم موسیٰ  
کلیم اللہ کا کما قال اللہ و کلم اللہ موسیٰ تکلیما طور سینا سے عنایت ہوا اور زفر نہ نجات  
داوودی کوہ یونس سے بلند ہوا اور نور شریعت حضرت عیسیٰ روح اللہ اور ج ساعیر سے  
چمکا اور آفتاب عنایت اہری اور کوکب فضل ایندی ازلی حضرت احمدی علیہ السلام

علیہ السلام کو وہ سراسر طالع ہوا بلکہ خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تیرا عبادت و عورت و اذن  
فی الناس باج کج گوہ اقبویس سے نشانہ پر لگا اور فرما سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پہاڑ ناک  
میسر ہو آپس ہر گاہ کہ پہاڑ کو ایسی برکتیں عنایت ہوئی تھیں انہما بحضرتہ اویا اور وضع  
اجرا کا بھی حکم پہاڑوں پر پہونچا کہ حضرت نے اجزائے متفرقہ کو پہاڑوں پر رکھ کر گویا ارشاد  
کیا **۵** یا مئدا ہو کہ تمار ان کہ مقناح سبحاتہ آمد بہ حجاب مرگ یا سورفت و نہ کام نیات  
آمد بہ مینا سیمہ تھارن اس آواز کے اجزائے متفرقہ باہم ملکر اپنے مہرون سے ملحق ہوئے  
لکھنا یہ اقصیٰ میں لکھا ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئے کا سر طاقوں کو دکھلایا اسنے  
اپنی گویوں کو پھیر لیا اور قبول نہ کیا تب حضرت نے اسی کا سر ناکو عنایت کیا اسی طرح  
بہا علیہ را اپنے اپنے مہرون سے ملکر اڑنے لگے **۶** ترخان آشیانہ قدسی بعد نیاز مہر و ہم  
گہرہ کو سے تو پر و زنی کنند بہ تفسیر طبری میں لکھا ہو کہ یہ قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی  
آخر عمر میں واقع ہوا ہو کہ اسکے بعد ایک برس دنیا میں رہے ہیں اور شفا میں ہو کر اس  
وقت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پچانوے برس کے تھے اور ستوبیس کی عمر میں حضرت  
اسحق علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اور ابوسلمہ صفحہ مانی کہتے ہیں کہ یہ قصہ اویا تھیں ہونہ کہ  
ذبح و اویا خارج میں واقع ہوا ہو یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے محی قیوم سے  
طلب اویا کی تو حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک مثال دکھلائی کہ اس سے کیفیت اویا سے  
واقع ہوں وہ یہ ہو کہ چار مرغ پاکڑ اور انکو مطیع کر کہ جب بلاوسے حاضر ہوں اور مہرون  
بمعنی اہلوسن کے آیا ہو اور حضور و صفوار وہ گنشاگ ہو جو کہ بلائے وائے کو قبول کرے  
میں معنی کہ یہ یہ ہو سے کہ چیر یوں کو سکھلا اس طرح کہ جب بلاوسے حاضر ہوں تو گویا ایک  
مثال محسوس ابراہیم کو دکھلائی کہ ارواح حسد میں برسبیل سہولت پھر آتے ہیں جس طرح  
بے بہا لہ مرغ آموختہ چلے آتے ہیں اس طرح طیور ارواح کہ دست آموز قدرت ہیں بلائے  
کے وقت بلا تہ و ترو دو جانب قبض تن متوجہ ہوتے ہیں **۷** مرغ دست آموز ایند انکس  
وور افگند بہ بانشاط بال آید باز چون گوید بیا بہ مفاتیح الغیب میں تصریح ہے سے لکھا ہو کہ یہ  
کلام ابوسلمہ کا حقیقت انکار اجماع ہو کیونکہ جمیع ارباب تفسیر و وقوع ذبح وغیرہ متفق ہیں  
سوائے اسکے وہیں ایسی ناقص ہو اول اس وجہ سے کہ سکھلانا مرغون کا ہر شخص کو ممکن و  
آسان ہو ابراہیم کی کیا تخصیص ہو دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم نے مشاہدہ کیفیت ایسا کی

دست خانہ نقلی ۱۲

درخواست کی جو اور علیہ برکت سے اجابت و عطا فرمایا جو اور اس قول سے اجابت و عطا کا تحقق  
 نہیں ہوتا قیصر سے یہ کہ آیت منہن جزاء اسے ثابت ہوتا ہے کہ طیور تجزی ہوئے اور تجزیہ قطع  
 و نفاط کے ہو سکتا ہے جو اگرچہ احتمال ہو سکتا ہے کہ واحد ریح سے ارادہ کیا جاسے لیکن عمل خبر و ابواب  
 اظہر من الشمس ہے کہ اس قصہ کے وقوع میں کسی طرح کا تردد نہیں ہے کہ کاتب اور ارق نے موافقت  
 تحقیق امام رازی و سیاق و سباق آیات ربانی کے اس مقام پر لکھا ہے تصدیب ابراق حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام موافقت کرنے ایک مرد جنگلی فارسی مسمیٰ امیرن کے قرار یا تو خطیر می کی تجویز ہوئی  
 حال اول انبوالہ بنیانا فالتقوہ فی الحجیم یعنی بناؤ اسکے لیے ایک عمارت پھر ڈالو اسکو بڑی آگ میں جلیج  
 نہ مرنے وغیرہ باتوں کے سامنے ہوا یا باندھی اسکی سناٹھی گز کی بھینٹ کتے ہیں کہ وہ مکان تصدیب  
 کوئی میں تھا اور غیبیہ بلکہ دعویٰ کے متصل کہتے ہیں اور سب رنایا کہ نکم ہوا کہ لکڑیاں آسمان میں  
 کہیں جلیجیہ مردم شہر و دیات و گنج و تصدبات لکڑیاں جمع کرنے لگے اور یہ شوق دامنگیر ہوا کہ  
 حسب کہ ذرا کا فر ہوا جاتا تھا تو یہ کہتا تھا کہ اگر سمحت یا دین تو لکڑیاں لا دین بلکہ ایک مرد اور عورت  
 سکتا اپنا بچتی اور بچہ لکڑیوں کے مول لیکر آگ میں ڈالتی تھی یہ بھی حسب جنم زن الوبس کے  
 جنم تھی اور جو شخص ترمب بمرگ ہوتا تھا اپنی اولاد سے وصیت کہ جاتا تھا کہ تم بھی لکڑیاں  
 لاکر ہارنی اور اپنی طرف سے ڈالو محالہ التزیل میں ہے کہ ابن اسحق فرماتے ہیں کہ ایک یونینہ  
 کالہ میں خطیر سے بن لکڑیاں جمع کی گئیں جب حد حیمینہ پر پہنچی تو آگ دی اور سات دن تک  
 اس آگ کے مشتعل کرنے میں مصروف رہے سیکڑوں گیتان گھسی کی ڈھلکانی گھسیں تھیں تو ایسی  
 بلند ہوئی کہ اگر پردہ آسیر ہو کہ نکلتا تو جلیجاتا تھا اب سب لوگ حیران ہوئے کہ ایسی آگ میں  
 حضرت ابراہیم کو کس طرح ڈالیں متصل اسکے جانا محال تھا اور طاقت بشری سے خارج اس  
 میں میں بن المیس علیہ الامن آیا اور اسے منجیق بنانا تعلیم کیا کہ فوراً بنایا گیا خواجہ عبد اللہ  
 مولعت نا در نامہ نے لکھا ہے کہ پائین کوہ مکان آتش تھا اور بالاسے کوہ منجیق قائم کیا تھا  
 کہ خلاست اسکی اب تک موجود ہے بعد اسکے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سب پوشاک سوا سے  
 پاسبانے کے اتاری اول حضرت ابراہیم راہ خدا میں برہنہ کیے گئے ہیں انبار الدول میں ہے  
 کہ ایک سفید حق نے پاسبانہ اتارنا چاہا و دونوں ہاتھ اسکے شل ہو گئے بعد ازاں طوق و  
 زنجیر سے آراستہ کر کے منجیق میں بھلایا ہنوز آگ میں نہ پھینکا تھا کہ ارض و سماوات و  
 ملائک و حیوانات و اشجار و جمادات و ہر گل و نباتات یعنی جملہ مخلوقات سوا سے انسان جنات

سب نے پکارا کہ اے پروردگار جو مان و جہانیاں اپنے جانی دوست کو کیلئے جلائے و تیا جو انکا کوئی شخص  
 زمین پر ایسا نہیں جو تیری عبادت کرے اگر ارشاد ہو تو توہم اسکی مدد کریں ارشاد ہوا کہ اے ابراہیم نبی  
 میرا دوست جو اور فی الحقیقت اسکے سوا کوئی ضلیل میرا نہیں جو اور زمین اسکا مہبود ہوں کہ میرے  
 سوا کوئی مہبود اسکا نہیں ہے لیکن تم سب اسکے روبرو حاضر ہو جس کسی سے ہو چاہئے وہ بلائیں  
 مدد کرے ہماری درگاہ سے اجازت عام ہے اور اگر کسی سے اعانت نہ چاہئے تو میں اسکا زمین و  
 ناصر جو ملی و مددگار ہوں چنانچہ ملک اشجاف نے حاضر ہو کر اتھاس کیا کہ اگر ارشاد ہو تو ایک قطعہ  
 ابر سے اس آگ کو پانی کر دیں فرمایا لا حاجۃ فی الیام <sup>یعنی نہشتہ نبوی ابراہیم</sup> پھر ہوکل ہوا آیا اسنے عرض کیا کہ اگر  
 مجھے حکم ہو تو میں اس آگ کو ہوا کر دیں کہ تمام آگ رو سے زمین پر پتھر جاوے حضرت ابراہیم نے  
 فرمایا لا حاجۃ فی الیام <sup>یعنی نہشتہ نبوی ابراہیم</sup> جسی اللہ و نعمہ کو کیل <sup>یعنی نہشتہ نبوی ابراہیم</sup> اسی طرح تیرے نہشتہ آئے مگر حضرت ضلیل نے اکیلی  
 جواب سبکی سنا یا کہ لا حاجۃ فی الیام <sup>یعنی نہشتہ نبوی ابراہیم</sup> ابن کعب سے روایت ہے کہ جب کفار آگ میں ڈالنے پر تہمت سے  
 تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لا آلا اذ انت سبحانک اکھ و کاکہ الماک لاشکر کیل  
 پھر تحقیق اٹھایا اور انجناب کو آگ میں ڈالا اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے استقبال  
 کر کے کہا بل کہ حاجۃ قال ابراہیم اما الیام فلا یعنی بندہ ہر حال میں محتاج ہے لیکن جسے  
 تو بھی بندہ خدا کو کچھ حاجت نہیں ہے حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اسنے فرمایا سوال کر دیا  
 علمہ بجالی یعنی من سوالی یعنی حاجت سوال نہیں ہے اسکو میرا حال خوب معلوم ہے اور ابوا منصوبہ  
 سماع کہتے ہیں کہ جبوقت حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا ہے کہ کچھ حاجت ہے تو انجناب نے  
 ارشاد کیا کہ میں نے اپنے نفس کو اللہ کے ماتھے بیجا تھا مگر منتظر تیلتم تھا اب کہ وقت اسکا آیا تو  
 اب حاجت نہیں ہے مگر یہی کہ جو میں نے بیجا ہے اسی شتری کو تسلیم کروں اور ایک آیت ہے کہ جب  
 حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ غار سے اپنی حاجت مانگو تب فرمایا اگر دوست دوست کا  
 جلنا چاہئے تو پھر دنیا دوست نہیں ہے کعب اہبار منی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر ایک مخلوق کو  
 سجھاتی تھی مگر وزغ بھختین و آخرہ لغین الحجۃ فی الفارسی آفتاب پرست و فی الہندی گرت  
 کہ یہ ناپاک بہتھما سے طبیعت بڑاگ کو اپنے منہ سے چھونکتا تھا اور تیز کرتا تھا فائدہ سالہ التزیل  
 میں علامۃ الوقت محدث الزمان محی السنہ بنوی نے فرمایا صحیحہ سعید ابن سبیب سے روایت کی ہے  
 کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر کیا ہے قتل وزغ اور اسکے سبب میں فرمایا  
 کہ یہ آتش نمرود کو دم سے چھونکتا تھا باسباب توکل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حد سے تجاوز ہوا

تو حضرت جنت بل جلائے ننگ سے فرمایا یا ناک کوئی بڑا دوسلا گام علی ابراہیم یعنی اونگ تو ہو جا ٹھنڈھی اور  
 سلامتی ابراہیم پر یعنی جس طرح ابراہیم اپنی طبیعت سے نکلا ہو تو بھی اپنی طبیعت سے نکل کر سرد ہو جا  
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ارشاد ہو تو سلاما تو مر جاتے حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام پرودت سے اور تمام دنیا میں آگ کا نام و نشان باقی نہ رہتا اور نفع اُس سے کیا منتفعی  
 ہو جاتا اور اگر فرماتے علی ابراہیم تو سارے عالم پر آگ ٹھنڈھی رہتی بائیمہ سات دن ناک  
 آتش دنیا میں مطلقاً حرارت محسوس نہیں ہوتی اور کعب اہبار سے انہارا الدول میں نقل کی ہے  
 کہ جس وقت یہ حکم صادر ہوا ہے تمام عالم کی آگ بجھ گئی معالہ التمزیل میں ہو کہ جس وقت حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام کو کافروں نے آگ میں پھینکا تو فرشتوں نے وہ دونوں بازو تھام کر نہایت نرمی و  
 آہستگی سے بٹھلا دیا اور اسی وقت روز بروز حضرت ابراہیم ایک پستھلہ آب شیرین و شفاف جاری  
 ہو گیا اور گلاب و زعفران سے غسل بخش پھول آٹھے گویا ایک گلشن عجیب و بوستان غریب ظاہر ہوا  
 اور خواجہ عبدالمکریم کولہٹ ماورائے لکھتا جو کہ اب تک وہ چشمہ جاری ہو اور اسیر ایک مسجد وسیع  
 واقع ہو اور وہ چشمہ وسط مسجد میں ہو اور خارج مسجد ایک حوض کبیر طولانی نہایت مستحکم بنا ہو جو  
 کہ آب چشمہ اس میں جمع ہوتا ہو اور کعب اہبار سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سات رات  
 و سات دن اُس آگ میں جلوہ فرما رہے تھے اور سوا سے طوق و زنجیر کوئی چیز آہنجاب کی نہیں تھی  
 اور ان سے سارے عالم میں نقل کی کہ جو کہ خدا نے ہمزاد فرشتے کو چاہے حضرت میں ظاہر کر دیا کہ  
 وہ حالت تمنائی میں اُنیں تھا بعد اُسکے حضرت جبرئیل ایک قمیص حریری ہشت سے لائے اور  
 بسم شمرین میں پہنایا اور ایک تخت نہایت کا بچھا کہ بٹھلایا اور باتین کرنے لگے پھر کہا ابراہیم  
 اللہ صاحب سچ فرماتے تھے کہ میرے دوست کو آگ نذر نہیں کرتی اس عرصہ میں شاید ایک ہفتہ بعد  
 نمرود نے وزیروں سے کہا خوب دیکھو ابراہیم جلایا نہیں وزیروں نے کہا یہ آگ نہیں ہے کہ اگر  
 یہ آگ بھی آہیں والا جاتا تو خاک ہو جاتا ابراہیم تو انسان تھا وہ بولا میں نے خواب دیکھا ہے کہ  
 ابراہیم صبح و مندرست برآمد ہوا آخر کار خود نمرود و دو مع بعض خواص ایک بلند مکان پر  
 چڑھا تو دیکھتا ہے کہ حضرت ابراہیم خوش و خرم بیٹھے ہوئے باتین کرتے ہیں اور آگ علیحدہ  
 شعلہ زن ہے آٹھے بچار کہہ لیا ابراہیم تیرا خدا بڑا ہے کہ تجھ میں اور آگ میں عامل ہو گیا ابراہیم  
 تو باہر آسکتا ہو فرمایا ہاں اگر اللہ چاہے پھر آہنجاب بیرون آتش تشریف لائے آٹھے پوچھا  
 دوسرا آدمی کون باتین کر رہا تھا فرمایا یہ ساتھ کافر تھے ہر روز دے کہ میں تیرے خدا کی

کچھ نذر کر دیا گیا تھا چالیس ہزار گائیں قربانی کیں حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ یہ نذر قبول نہیں ہوگی جب تک تو ایمان نہ لاوے نذر دے گا کہہا میں ملک و سپاہ چھوڑ نہیں سکتا بعض قصص میں ہے کہ نذر کا میلان جانب ایمان ہوا تھا کہ با مان بے سامان بول اٹھا اور نذر و ابراہیم آتش پرست ہوا اور آگ فرشتہ ہوا اسنے بسبب محبت کے فرزند کیا اسی وقت ایک خپکاری آگ سے نکلی اور با مان پر گری کہ وہ جگہ خاک ہو گیا مگر مناد ڈال گیا کہ اسکے کہنے سے نذر و ایمان سے باز رہا اور بعضے بیوقوف آتش پرست ہو گئے اور بعض روایات میں وارد ہے کہ سہ ماہہ رخصت نذر و بھی اس مکان نفع پر اپنے باپ کے ساتھ گئی تھی اسنے جب حضرت ابراہیم کا یہ حال دیکھا تو نذر و سے کہنے لگی کہ اب کیوں ایران نہیں لاتا اسنے جب کار و یا مرہ حضرت کے پاس حاضر ہو کر ایمان لائی تھی اور وہاں سے نذر و کے پاس آئی اور اسکا دعوت ایمان کرنے لگی تب نذر و نے اسکے قتل کا حکم دیا اسی وقت ہونے لگا کہ وہ قاتل میں پھینکا دیا کہ اسی دم سے نماز میں مشغول ہوا اور تاح نفع ضرور قائم رہی اور بعضے کہتے ہیں کہ سہ ماہہ رخصت حضرت ابراہیم کے ساتھ رہی اور حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے میں سے اسکا عقد فرمایا کہ افسے نہیں مرد بیٹے پیدا ہو سے کذافی البحر الزخار و انجا لہو میں کہتا ہوں کہ یہ روایت ضعیف ہے الغرض نذر و نے بعد ازاں نذر و قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رہا کیا عمر شریف سولہ برس کی تھی منہ مال ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم جب آگ سے نکلے تو فرماتے تھے کہ اندون نعمت وصل الہی ایسی حاصل ہوئی اگر ہمیشہ ہوتی تو بہت خوش ہوتا اور فرمایا کرتے تھے کہ پھر وہ لطف کبھی حاصل نہوا کذافی اخبار الدول اور معالم التنزیل میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نجات پائی تو کئی شخص ایمان لائے اول حضرت لوط اور یوسفون کے نزدیک اول حضرت سارہ ایمان لائیں اور وقت لاسنے ایمان کے کہا کہ او ابراہیم میں ایمان لائی اس خدا کا جسنے آگ کو سرد کر دیا ابن اسحق کے نزدیک حضرت لوط بھتیجے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تھے اور انکے باپ کا نام ہاران تھا اور ہاران بیٹا تھا تاریخ کا اور ایک بھائی حضرت ابراہیم کا ماخوڑ بھی تھا اور اخبار الدول واضح ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام بھائی چیر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تھے اور بعض مفسرین نے اسی کو صحیح لکھا ہے اور اسی طرف ابن سیر کو پر سارہ میں بھی اختلاف ہے بعضے قائل ہیں کہ حضرت ابراہیم کی بھتیجی تھیں اور شریعت ابراہیم علیہ السلام میں نکاح جائز تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت سارہ ہاران اکبر کی بیٹی تھیں اور ہاران نذر و حضرت

عالم نذر و

ابراہیم علیہ السلام

ایمان اور وقت حضرت لوط

ابراہیم کا چچا تھا اور باران دوسرا بھائی حضرت کا تھا کہ انی العالم براخبار اولی اور بعضے  
 کہتے ہیں کہ بادشاہ حمران کی بیٹی تھیں اور نکاح بعد ہجرت ہوا اور سورت اُسکی پان غبار  
 ہوئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سب باب شام ہجرت فرما ہوئے تو شہر حران میں پورے چھ  
 دیکھا کہ اکثر لوگ اداستہ لباس و روزہ سلطانی پہرتے ہیں آنجناب نے پوچھا تم لوگ  
 کہاں جا رہے ہو انہوں نے کہا بارشاہ کی بیٹی نہایت حسینہ ہو ایک مدت سے شہر اداستہ  
 اطراف و جوانب کے پیغام نکاح بھیجتے ہیں وہ قبول نہیں کرتی اور یہی فرماتی ہو کہ بسنے  
 بسنے کہ بیٹی اسی سے عقد کر دگی ہم لوگ بھی ایک ہفتہ سے دروازہ سلطانی پہرتے ہیں  
 کہ شاید کسی کو پسند کرے اور وہ بیروزہ تھا ہر روز آتی ہو اور دیکھ کر ہر جاتی ہو  
 اب تک کسی کو پسند نہیں کیا حضرت ابراہیم نے فرمایا ہم بھی تمہارے ساتھ چلتے ہیں چنانچہ  
 آنجناب بھی اُسکے ساتھ گئے اور سب سے الگ کھڑے ہوئے وہ بہت سزاوی  
 نقاب ڈالے ترنج زرین ہاتھ میں لیے ہوئے ہوا وہ بیابان کے ایک ایک شخص پر نظر  
 ڈالتی حضرت ابراہیم تک آئی تو انکی پیشانی میں نور حضرت صلوات نظر آیا زبان حال بولی  
 سے روئے خوبان را حسن خود تماشا کردہ وہ عالمے در کجی سے خوشی شیدہ کردہ ہو  
 اور سب اختیار ترنج زرین حضرت ابراہیم پر ڈال کر دو لٹیاں کہو آئی ملازمان سلطانی نے  
 حضرت ابراہیم کو قلعہ میں پہنچایا بادشاہ نے بھی اُس نوکر کو دیکھا اور کہا اور سارہ تو نے بہتر  
 شو بہر سچو یز کیا ہو اگرچہ غریب ہو لیکن روئے زمین کے ملاطین سے افضل ہو بعد از ان  
 ہوا جبہ روزیہ سے شہر عقدہ کو دیا کہ انی قصص الانبیاء لیکن اہل تحقیق نے علامہ بخاری کے  
 قول کو ترجیح دی ہو اور سبط اس میں ایک نوع کا اختلاف ہو اسی طرح وقت مناجت  
 میں بھی اختلاف ہو بعضے کہتے ہیں کہ جسد حضرت سارہ ایمان لائیں اسی دن نکاح  
 آئین اور بعضے کہتے ہیں کہ بعد ہجرت نکاح کیا ہو اور یہ قول از روئے احادیث صحیحہ  
 اعتماد کے قابل ہو اور قصہ یہ ہو کہ جب حضرت ابراہیم نے آتش نمرود سے نجات پائی  
 تو اب نمرودیوں نے چاہا کہ حضرت کو اور طرح سے تکلیف دین کہ اس حال پر حضرت  
 نوح علیہ السلام مطلع ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتائیہ کیا ناہیہ حضرت نے  
 مع حضرت نوح کے ہجرت فرمائی اور شہر حران کی طرف تشریف لیکرے اور ہاران اکبر  
 اپنے چچا کے گھر اقامت فرمائی اُسے اپنی بیٹی سارہ کو افسے عقدہ کر دیا اور استہانت

مخائب و درجہ بونی و خاطرہ آوری میں سرگرم ہو اور غرض اسکی یہ تھی کہ شاید طبع ذہن و فرزند اور جوہر  
مال و متاع سے اپنا عقیدہ اللہ کی ذات سے اتھاوین اور قبول کی نکتہ پیش نظر باورین کو یہ  
تدبیر کارگر نہونی بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہما کو روز بروز قوت  
میں ترقی ہوتی رہی اور ہر دم و لحظہ یہ دونوں بت پرستوں میں گون گون کر رہے تھے اور فریاد  
ایمان کی خوبیاں بیان فرماتے اور سب سے کھٹکتے کافروں کو آسٹیکے تھا کہ باطل پرانہ ہرگز  
تسب باران مضطرب ہو کر غصہ میں آیا اور حضرت پھر دو دو دل نہ گنتے ہو کہ کس نے انکا کو تم کو  
میرے مکان سے نزع ہوا اور سب مال و اسبابہ لیلیا اور زہر و رو بہاں حضرت سارہ  
چھین لیا اور گرتے کمال آیا انہما سب حضرت سارہ کو ساتھ لیکر علیہ آسٹیکے حضرت سارہ  
رضی اللہ عنہما سند حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کس وقت کسی اور میں  
خلافت حکم نہ کرونگی بشرطے کہ تم بھی میرے ساتھ آؤ گے میں رہوں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے  
قبول کیا اور حیران سے روانہ ہوئے اس وقت سوارے حضرت لوط علیہ السلام کے اور کوئی اور  
نہ تھا انفرض اول مہین آئے اس عرصہ میں یہاں ایک سلطان فرعون ہنشا جاہر ہنشا  
نورانرو اتھا اور اسکی عادت یوں جاری تھی کہ جو عورت حسینہ باجمال مع شوہر آسٹیکے شہر  
وارد ہوتی آسٹیکے پیر و قہر چھین لیتا تھا اور آسٹیکے شوہر کو قتل کرتا اور اگر بھائی عورت  
یا کوئی اور وارث آسٹیکے ساتھ ہوتا تو من عورت کو لے لیتا اور وارث کو جانے دیتا یہ  
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کان میں پہنچی تو سخت پریشان خاطر ہوئے اور سبب  
پریشانی یہ تھا کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہما اس وقت میں ایسی خوب صورت تھیں کہ عالم  
انکا نظیر نہ تھا پنا سچے حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے حسن سے  
نصف حضرت یوسف کو ملا اور حضرت ششم آسٹیکے حضرت سارہ کو اور باقی سب آدمیوں کو  
اور ایک روایت میں نصف تمام آدمیوں کو اور شلٹ حضرت یوسف علیہ السلام اور  
سب سے حضرت سارہ رضی اللہ عنہما کو ملا اسی خیال سے حضرت نے حضرت سارہ سے کہا  
کہ جب تک بادشاہ سچ طلب کرے اور مجھ کو پوچھے تو کہنا میرا بھائی ہے اور از رو سے  
وین کی بیشیاک بھائی ہوں اور خاطر جمع رکھنا اللہ تعالیٰ ہر طرح سے محفوظ رکھے گا  
انفرض خبر شریف آوری حضرت سارہ بہین حسن اور جمال لوگون نے بادشاہ کو پہنچایا  
آسنے فوراً سپاہی بھیجے کہ حضرت سارہ کو لینگے اور حضرت ابراہیم سے پوچھا تم کون

تفریح احوال اول اور پندرہویں صفحہ ۲۵۹

آپ نے فرمایا کہ میں دینی بھائی ہوں انکو چھوڑ دیا بادشاہ نے دیکھا اور فریفتہ ہوا اور قصد  
 سے ادبی کیا حضرت سارہ نے کہا مجھکو مہلت استقدر ملے کہ میں تجھار راہ و فتح کروں اور  
 رسم عبادت بجالاؤں پھر تجھکو اختیار ہو آسنے اپنے روبرو طاش اور آفتاب طلب کیا  
 حضرت سارہ نے وضو فرمایا اور مشغول بہ نماز نیازمی بنیں پھر دعائیں مصروف ہوئیں جب  
 دعا کی مدت دراز ہوئی تو بادشاہ نے مکان کو غارت کر دیا اور بہر ادفا سدا پناہ تھمہ دراز  
 کرنا چاہا کہ دونوں ہاتھ اسکے نعل ہو گئے اور غش کیا گیا کہ اگر حضرت سارہ نے اس  
 خوف سے کہ وہاں کے لوگ مجھے تہمت قتل کی لگا کر مار ڈالیں گے خدا سے دعا کی کہ تھمہ  
 صحت ہوئی مگر اس ظالم نے تین مرتبہ اداہ کیا اور ہر بار ہتھلا سے بلا ہوا آہستہ تو  
 کر کے حضرت سارہ کی کرامات دیکھ کر مستعد ہوا یہ سب حالات اللہ جل شانہ نے حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام کو آئینہ وارد کھلائے کہ آنجناب کو اطمینان ہوا پھر بادشاہ نے  
 حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ کو باعزت رخصت کیا اور وقت رخصت انہی بیٹی مسما  
 باجرہ کو پیش کیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنی اذہ اور مناسبت اور حضرت ابراہیم سے کہا کہ  
 یہ لہو نوری کی گنجی خدمت میں رہے تو بہتر ہے اس سے کہ اور کہیں لگے ہو حضرت سارہ  
 اور حضرت ابراہیم نے قبول کیا اس بادشاہ کا نام ریمون تھا اور یہی شخص اول  
 القصب فرعون ہوا یہ حکیم و دانشمند رہنے والا بابل کا تھا بسبب افلاس کے بابل سے  
 مصر ہجرت کیا اور راکین سلطنت میں منسلک ہوا بعد چند سے بادشاہ مصر ہو گیا اسی کے  
 بعد سلطنت میں حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ مصر میں آئے ہیں اور اسی نے بسبب  
 شہرہ حسن اور جمال سارہ کو گرفتار کر لیا تھا اسکی ایک بیٹی سماء با ناز بسکا ترجمہ عربی میں  
 باجرہ ہو گیا بادشاہ بسبب ظہور کرامات اور خوارق عادات کو بوجہ حضرت سارہ ظاہر ہوئے  
 انہی بیٹی کو وقت رخصت حضرت سارہ اور ابراہیم کے روبرو لاکہ بانکسار تمام عرض کیا  
 کہ آپ اسکو اپنی گنجی خدمت میں رکھیں اور خادمہ بناوین جیسا سفر النساء تاریخ  
 یہودیوں میں موجود ہے اور ربی سلوہ اسحاق نے باب سولہ پیش درس اول میں  
 لکھا ہے کہ باجرہ فرعون کی بیٹی تھی جب آسنے ان کرامات کو دیکھا جو بوجہ سارہ ظاہر ہوئیں  
 تو آسنے باجرہ کو پیش کر کے کہا کہ یہ خدمت میں رہے حضرت ابراہیم اور سارہ نے قبول کیا  
 اور رخصت ہوئے کتاب اسماء الرجال میں نام والدہ حضرت اسمعیل علیہ السلام آج

بروزن فاعل لکھا ہے مگر ایک روایت میں باجر بھی ہے باجگاہ اللہ جل شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو دست تطاول بادشاہ مصر سے محفوظ رکھا اور ایسا معتقد کر دیا کہ اس نے اپنی بیٹی ماجرہ کو بنا بہندست وقت رخصت تفریق کیا ہے حضرت ابراہیم مع سارہ وہاں جو لو طر ومانہ ہوئے اور زمین فلسطین میں کہ وسطا شام میں ہوا وقت اختیار کی اس عرصہ میں وہاں انی مانع بادشاہ تھا سو مقدم شریفین سے وہاں کے آدمی بہت خوش ہوئے اور ان کے قیام کو غنیمت سمجھے اور بہت زمین معارف کر دی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس سے نہایت وسعت حاصل ہوئی کہ آپ نے اکثر غلام خرید کیے اور بہت کاشتکاری آباد فرمائے اور موشی وغیرہ بکثرت جمع کیے بلکہ ایک لنگہ خانہ بسم ضیافت جاری فرمایا کہ کوئی مہمان وہاں سے بھرنے جاتا اور اولاد حضرت سام ابن نوح علیہ السلام کی جو اس نوح میں تھی تشریف آوری حضرت سے نہایت مسرور ہوئی سب نے اپنے اپنے گائون آباد کیے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام انکو شہریت تعلیم فرمائے لگے جو اسکے حکم ہوا کہ پھر بابل میں جا اور نرود اور شکر نرود کو دعوت باسلام کر چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر بابل میں تشریف لائے اور نرود سے ملاقات کی پہلے کلام ہی فرمایا کہ اے نرود کہہ اللہ ایک ہے اور ابراہیم رسول ہے نرود نے کہا مجھکو تمھارے خدا کی عبادت نہیں بلکہ میں یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ تیرے خدا سے ملنا آسمان بھی ہے لو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آسمان پر کس طرح جا سکیگا اس مردود نے کہا کہ اسکی تہ بیکر تہ ہوں معاملہ التنزیل نہیں حضرت امیر تمضنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نرود نے اپنے مذہبوں سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آسمان پر جاؤں اور ابراہیم کے خدا کو دیکھوں تب اشراف قوم نے کہا کہ آسمان بہت دور ہے اور وہاں کا جانا سخت مشکل ہے نرود نے کچھ جمعی بنانا اور حکم دیا کہ ایک کوشک کہ بلندی اسکی پانچہ ارگن کی اور عرصہ دو فرسخ کا ہو تمہیں کیا جانے چنانچہ اسی طرح کا کوشک تین برس میں تعمیر ہوا اور نرود واسطے مقابلے کے اس پر چڑھا وہاں سے جو آسمان کو دیکھا تو ویسے ہی معلوم ہوا جیسا زمین سے نظر آتا تھا جارا تیرا دوسرے دن ایسی ایک ہوا آئی کہ وہ مکان بیخ اور بن سے گر گیا امام ثعلبی نے نقل کیا ہے کہ ہوانے ہر اس مکان کا اٹھارے دریا میں ڈال دیا اور بنا اسکی زمین پر گرادی کہ ایک آواز مہیب ہوئی اور زبان آدمیوں کی متبدل ہو گئی اور یہی وجہ ہے کہ شہر کوفہ کا نام بابل ہو گیا محمد بن جریر طبری شافعی نے بیان کیا ہے کہ زبان سب لوگوں کی زمانہ نرود میں سریانی تھی

حضرت  
ابراہیم علیہ السلام  
سبب ولوج

جب سے کہ ٹھکانے پر آئے تب سے زبانوں میں امتلاقیہ پڑ گیا اور ہر قوم کی زبان علیحدہ ہو گئی کہ کوئی شخص ایک دوسرے کی زبان نہ سمجھتا تھا جب ایسا اتفاق ہوا تو نمرود مردود علیہ اللعنة غصہ ہوا اور کہا کہ اب تو نہ تو آسمان پر جا سکے حضرت ابراہیم کے خدا سے لڑو گا لہذا چار گیس پرورش کیے اور انکو ذبح بھی لیا اور ایک ایک صندوق چار گوشے کا بنوایا اور آسمین دودروازہ اور رکھے اور ایک دروازہ نیچے اور چار نیزہ بڑے بڑے اسلحہ آسمین باندھے کہ جب چاہے اوپر کو گھینے لیکن اور جب چاہے نیچے کو نیس ازان کہ گسون کو چند روز بھوکھا رکھا چاروں گوشوں میں باندھ دیا اور نیزوں میں ایک ایک جانور مردہ لٹکایا اور ایک شخص کو اور اپنے ساتھ ایک آسمین بٹھایا کہ گسون نے گوشت کی طلب سے اوپر کا ارادہ کیا تو صندوق کو لیکے اڑھے ایک رات دن کے بعد نمرود نے اوپر کا دروازہ کھولا اور دیکھا تو آسمان اسی طرح جیسا تھا نظر پر تب اپنے رفیق سے بولا کہ نیچے کا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ اس کے پاس پانی کے کچھ بھی نظر نہیں آتا بعد ایک شبانہ روز کے پھر اوپر کا دروازہ کھولا تو بھی آسمان کا وہی حال تھا اور نیچے کا دروازہ کھولا تو اس کے رفیق نے عرض کیا کہ بالکل دھواں نظر آتا ہے اب نمرود مردود کو نہایت خوف ہوا چار نیزوں کو بچا لیا کہ گیس بطن گوشت اسی طرف متوجہ ہوئے اور زمین پر اتارا لائے کہ ان کے پروں کی آواز ایسی ہوئی بسطرح کوئی پہاڑ لگا پھر نمرود نے کہا کہ اے ابراہیم میں اپنا شکریہ سمجھ کر تا ہوں تو بھی اپنے خدا سے اسکا شکریہ سمجھ کر دو اگر شکریہ لڑے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ تو اپنا شکریہ سمجھ کر نے میرے خدا کا شکریہ لگاؤ لیکن جو نمرود نے مشرق اور مغرب اور روم اور ترکستان اور ہندوستان اور چین وغیرہ سے لشکر جمع کیا کہ نو سو ہزار فرسنگ میں پڑا اور سات برس تک وہاں جمع رہا ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے نمرود تو مالک الممالک اور خالق ارض و سما سے شرم زمین کرتا ہو تجھکو لازم ہے کہ ایمان آسکا لانا کہ بسطرح تجھکو اللہ تعالیٰ نے دیا میں مرتبہ دیا جو عقلی میں بھی عنایت کرے نمرود نے کہا کہ مجھکو تمھارے پروردگار سے کچھ حاجت نہیں ہے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے خداوند اس مردود طاعی تجھ پر خروج کیا ہے اسکو ہلاک کر حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر پیغام دیا کہ خداوند بڑا نے آج ہی دعا قبول فرمائی تو یہ تراس بائی پر خدا اب آتا ہے خاطر جمع رکھیے پناہ بعد چند فرشتے ہوئے جو انکو حکم پہنچا کہ پہاڑوں کے سوراخ کھول دے فرشتے نے عرض کیا کہ

لے کر گیس آج  
جانور سے اڑھیں  
ظہیم اللہ ایک دن  
میں شرف سے  
کے ہونے کا  
جیسا کہ لکھا ہے

اور خداوند اگر سب سواران کھول بوزگیا تو پیشے اسکے تمام دنیا میں بھی نہ سما سکتے تھے ارشاد ہوا  
 کہ ہر ایک سوار کے حساب سے ایک ایک پشہ چھوڑ دے کہ اُس نے ویسا ہی کیا تو پشہ ابر کے مانند  
 ہوا میں اُڑتے ہوئے چلا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا تو نرو دے سے فرمایا کہ اترا  
 نرو دے اب خدا کا لشکر آپہنچا نرو دے نے دیکھا کہ ایک ابر سیماہ ہوا میں چلا آتا ہے مشککہ کو کلم  
 دیا کہ اپنے علم کھڑے کرو اور فقار سے بچاؤ کہ یہ پشہ بھاگ جائیں بیٹوں نے ایک اور نر کی  
 کہ آئی اور اسے تمام جانچ پریشان ہو گیا اور ہر سوار کے سر پر ایک ایک پشہ آٹھیا کہ  
 سارے بدن میں گھستا ہوا چلا گیا جو کچھ گوشت اور پوست اور رگ اور پورا خون بدن  
 پایا سب کا سب کھا لیا کہ لشکر یوں میں ایک شخص بھی باقی نہ رہا الا گھوڑے اور صلاح  
 اور آدمیوں میں نرو دے سے اپنے عیال کے اس وقت تک بچ رہا جب اسکا بھی وقت آیا  
 تو ایک پشہ لنگڑا کا نرو دے بدن نرو دے حضور خداوند ہی سے مستعدی ہوا کہ یا الہی اس  
 ملعون کی ہلاکت میرے ہاتھ سے ہو کہ یہ کافر اپنی قوم میں سردار ہو اور میں اپنی قوم کا  
 سردار ہوں اجازت ہوئی اور نرو دے اس سو کے سے نہایت تمجیر تھا اور سبب حیرت  
 یہ تھا کہ ایسے جانور خرد اور ضعیف اس طرح کے لشکر قوی اور بزرگ کو مار گئے اور میرا  
 کسی ایک پر دسترس نہوا اس خیال میں سر اسیمہ اور پریشان گھر میں آیا اور اپنے  
 گھر والوں سے حال بیان کیا اسی خیال پر ملال میں تھا کہ وہ پشہ لنگڑا ابھی آپہنچا  
 نرو دے اپنی جوڑے کھا کہ دیکھو اسی طرح کے جانور تھے کہ جن سے میرا لشکر ہلاک ہوا ہے  
 چاہا کہ اُس پشہ کو گرفتار کرے چہ نہیں ہاتھ بڑھایا وہ پشہ نرو دے کی ناک میں گھس گیا اور  
 صفحہ دماغ میں پہنچا مگر نہ کھانے لگا کہ چالیس دن تک آہستہ آہستہ کھاتا رہا  
 اس سبب سے ایسی تکلیف اُسکو ہوتی تھی کہ اپنے سر کو ٹھار کے گھن سے بیٹواتا تھا  
 تب فی الجملہ قرار پاتا تھا ورنہ بے آرام رہتا تھا اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا  
 کہ اس حالت میں نرو دے کو دعوت اسلام کہ چنانچہ حضرت قشیریف لائے اور نرو دے کھا  
 کہ کہ لا اے اللہ ابراہیم رسول اللہ نرو دے نے کہا کون گواہی دیتا ہے کہ اللہ تبارک و  
 اور تو رسول برحق ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ او ملعون جو کچھ تیرے  
 گھر میں ہے سب گواہی دینگے کہ خدا ایک ہے اور میں رسول اُسکا ہوں چنانچہ سب اشیاء  
 از قسم رخت و شجر سو سے آدمیوں کے بول اٹھیں کہ ان اللہ ہوا حق اہمیں نرو دے کھا

کہ سب کو جلا دیا اور زنتون کو بیخ سے گرا دیا پھر بولا کہ اے ابراہیم اب کون گواہی دیتا ہے  
 حضرت نے فرمایا کہ اب دیوار اور ستون تیرے گھر کے گواہی دینگے چنانچہ دیواروں اور  
 ستونوں سے آواز آئی کہ ان اللہ ہو الحق اہلین نرود نے سنے کہا کہ انکو بھی گرا دو  
 پھر کہا اب کون گواہی دیتا ہے حضرت نے ارشاد کیا کہ تیرے بدن کے کپڑے گواہی دینگے  
 چنانچہ کپڑوں سے آواز آئی کہ ان اللہ ہو الحق اہلین نرود نے اپنے کپڑے بھی اتار  
 بلوا دیئے پھر کہا کہ اب کون گواہی دیتا ہے اسوقت حضرت جبریل علیہ السلام تشریف  
 لائے اور فرمائے لگے کہ اے ابراہیم نلیل اللہ سب کافر موت کے وقت کو زمانہ پاس  
 ہوتا ہے ایمان لائے تو ایمان قبول نہیں ہوتا لیکن یہ مرد و بڑھکا فرسخت دل ہوا  
 قیامت میں اس سے بھی زیادہ ہو گا **فانکرہ** حدیث شریفین میں آیا ہے کہ جب عبد اللہ  
 بن مسعود رضی اللہ عنہما نے ابو جہل ملعون کا سر کاٹا تب اس مردود نے کہا کہ اے عبد  
 بن مسعود رضی اللہ عنہما اے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کہ دشمن رکھتا تھا اب اور بھی دشمن رکھو گا خدا  
 تو ہے یا سب قیامت کو مردوں کو قبر سے اٹھا دے گا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان  
 کہنے کے تب آسمان محمد رسول اللہ پر نرود کہی گا کہ اے ابراہیم رسول خدا تھے اور  
 اب وہیں ملعون کو یہ گناہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول خدا کے نہیں ہیں باجہ پھر حضرت  
 جبریل نے فرمایا کہ اے ابراہیم اس مردود کے چند نفس اور باقی ہیں چنانچہ بعد ایک سخط  
 نرود محمد فی النرود ہو گیا پس شام اور غم نرود کے جو باقی ماندہ تھے سب نے حاضر  
 ہو سکے عزت کیا کہ اے ابراہیم علیہ السلام اب تو ہمارا بادشاہ ہے اور یہ مال و ملک تیرا ہے  
 اور ہم تیرے ہی فرمانبردار ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ کو ملک سے  
 لے لے گا تم زمین ملک اللہ کا ہے اور ہم سب اس کے بندے و تابعدار ہیں اور بھی فرمایا  
 کہ عجم جاہے بادشاہوں کی اور شام محل ہے انبیا کا اب میں شام میں جاتا ہوں چنانچہ  
 ارشاد ہوا **وارادوا بہ کیداً فجعلنا ہم الاخرین وجعلناہ ولو طالی الارض الذی بارکنا**  
**نیہا للعالمین** یعنی چاہنے لگے کافر لوگ فریب کرنا پس انہیں کو پہننے ڈال دیا  
 نقصان میں اور فلاسیادی پہننے اُسکیہ اور لوطا کو اُس زمین کی طرف جس میں برکت  
 رکھی پہننے جہان کے واسطے یعنی زمین شام میں آسودگی بہت خوب ہے معام التبریل میں  
 ارادوا بہ کیداً کی تفسیر میں لکھا ہے **وقیل معناه ان اللہ تعالیٰ ارسل علی قوم نرود المبعوث**

فما کلت سحوم و شربت وما کم و اولعت واحدۃ فی زمانہ فاہکاتہ یعنی اللہ نے مجھے نہ رو پر پشے پس  
کھا لیا پشون نے گوشت نہ رویوں کا اور پی لیا خون انکا اور روز مل ہو ایک پشہ نہ رو دکنے مانعین  
پس ہلاک کر ڈالا اسکے اور بھی سالم بن لکھا ہے کہ اللہ جل شانہ نے شام کو ہجرت دی ہے بسبب فراخی  
و کثرت اشجار و درختاں و درنہار کے اور اسی سے اکثر انبیاء مبعوث ہوئے ہیں اقبی ابن کمب کہتے ہیں  
کہ اللہ تعالیٰ نے نام اسکا مبارک اس واسطے رکھا ہے کہ گل پانی شیرین صخرہ سے بسکویت المقدس  
کہتے ہیں جاری ہو رہا ہے جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام ارض عراق سے  
بیشتر یعنی یہاں تک کہ فلسطین کی زمین پر پہنچے جہاں حضرت سارہ کو چھوڑ گئے تھے اور حضرت  
لوط علیہ السلام موت تک کا تہ ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بفاصلہ ایک رات و دن کے  
یا قریب تر اس سے تھا پھر سے اللہ جل شانہ نے پانچ شہروں کا بنی کیا اور روایت صحیح  
یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کو واسطے ہدایت اور دعوت  
اسلام کے سدوم اور عامورا اور داروما اور حرایم اور عراکی طرف کی طرف کو وہاں کے لوگ  
سخت بدکار اور بد عمل عادی بلوا طلت تھے روانہ کیا اللہ جل شانہ نے انکو بھی نبوت عطا کیا  
اور وقت ہجرت کے عمر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سالہ التنزیل سے پچھتر برس کی معلوم  
ہوتی ہو چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں پہنچے تو وہیں اقامت  
اختیار کی اور ابی ناح بادشاہ اور باشندے وہاں کے حضرت سے کہاں رعایت پیش  
آنے لگے کہ حضرت کو بہت وسعت و فراغت حاصل ہوئی جب اس اقامت پر دس برس گزرے  
تو ایک دن حضرت سارہ کو اشتیاق اولاد ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگیں  
کہ میں عقیمہ ہوں مجھ سے اسباب کبر سن کے امید اولاد نہیں تم حضرت ہاجر رضی اللہ عنہما کو  
اپنے تصرف میں لاؤ کہ شاید اسی سے کوئی لڑکا پیدا ہو کہ میرا نعم غلط ہو حضرت ابراہیم  
علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے مزاج میں غیرت و رشک غالب ہو اگر اس خادوم سے  
کوئی لڑکا پیدا ہوگا تو تمکو گران گذرے گا اور تم اسے ناحق ظلم کرو گی حضرت سارہ نے باشتیاق  
اولاد اپنے مدعا پر کمال اصرار کیا کہ ناچار حضرت ابراہیم نے تصرف اپنا جاری فرمایا اور  
بعد چند سے اُسے حضرت اسمعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اسوقت میں عمر حضرت ابراہیم  
علیہ السلام کی چھیالیس برس کی حسب روایت صاحب اخبار الدول معلوم ہوتی ہے انحضرت  
حضرت اسمعیل حضرت سارہ کی گود میں بننے لگے حضرت ہاجر رضی اللہ عنہما صوفی و مدھ پلاوی ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت  
 حضرت لوط علیہ السلام کی ہجرت  
 حضرت اسمعیل علیہ السلام کی ہجرت  
 حضرت سارہ کی ہجرت  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت

اور کچھ کام آئے نہ کہتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی عجوبت حضرت سارہ بیگانہ وار رہتے  
ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ایک مکان خالی میں  
حضرت ہاجرہ کی گود میں دکھا تو بہت قناعت سے شہرت شہقت پوری نے جو پیش مارا کہ حضرت ابراہیم  
علیہ السلام نے اپنی گود میں لیکر کئی برس سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لبون پر رکھے  
تو قضا کار حضرت سارہ اس چار پر مطلع ہو گئیں اور رشک نے انکے قلوب پر غلبہ کیا  
تو زمانے لگے کہ اسی وقت دونوں ماں بیٹیوں کو میرے گھر سے نکال دو اور ایسے  
جنگل میں چھوڑ دو کہ جہاں نہ پانی ملے نہ گھاس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہر چیز چھپا یا  
کہ انہیں شام تک بھی بیٹا عنایت کر لیا کہ اکثر انبیاء علیہم السلام اسے مناسب سے ہو کر  
لیکن کچھ سمجھیں سچ ہو کہ تریاہٹ سے خدا پناہ میں رکھے آخر کار حضرت ابراہیم  
علیہ السلام جناب انہی میں ملتی ہو سے اس درگاہ لا ابالی سے جو سیکہ جبریل علیہ السلام حکم ہوا کہ  
بس طرح سارہ کہتی ہیں ویسا کہ واز باب سید اور توارخ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم  
علیہ السلام کے حضرت ہاجرہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو نور محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم پیشانی میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چمکتا تھا اس باعث سے حضرت سارہ کو  
رشک ہوا کہ برگزد و کچھ نہ سکین اور یہ بات محض اسی طبع سے ہوئی کہ اگر میرے لڑکا ہوتا تو  
حاصل اس نور کا ہوتا بلکہ یہ تیرہ رشک کا پونچا کہ اسی حالت میں قسم کھا گئیں کہ ہاجرہ کے  
اعضائے تن مخصوص کاٹ ڈالوں گی چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بات میں کمال  
شفاعت کی کہ اگر تمکو یہ منظور ہو تو ہاجرہ کے دونوں کانوں میں ایک ایک سوراخ کرو اور  
مخصوص سے کچھ گوشت کاٹ ڈالو کہ قسم تمھاری ادا ہو جا سے حضرت سارہ نے قبول کیا اور  
اسی طرح عمل میں الامین اس وقت سے کان چھیدنا اور عورتوں کا فتنہ کرنے سنت ہوا  
لیکن اس جو رو جفا کا ذکر محققین مفسرین نے نہیں کیا ہوتا کہ محل اعتراف ہو اور اہل سیر  
اور توارخ کا قول سنہ نہیں ہو سکتا فائدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں کان  
چھیدنا سنت تھا اور ہمارے حضرت صلعم کے زمانے میں بھی کانوں میں زیور پہنتے تھے  
کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ بروز عید عورتیں بھی تھیں تو حضرت نے صدر کے  
واسطے فرمایا تو عورتیں اپنے کانوں سے زیورات مارنے لگیں اور کہتے تھے ہجر کہ عورتوں  
کان چھیدنے میں کچھ مضائقہ نہیں چنانچہ در مختار میں ہے لا باس بقتب اذن البنت و اطفال

استحسانا و فی استحادیہ لایاس ثقب اذن اطفال من البسات الاثم کا فرافیعیدن ذلک فی زمین رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم من غیر انکا رونی نقاب الاعتساب لایاس ثقب اذن اطفال من النساء و فونیکل  
علی ان ثقب اذن اطفال من الذکور مکروہ فیمقتب علی من عملہ لیکن ناک چھید ناجو بہندون  
جاری ہر اسکی اہل شرع میں پائی نہیں جاتی یہ وضع خاص ہندوستان کی ہر باجگہ حضرت سارہ کو  
روز بروز رشک زیادہ ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم آئی ہو چکا تھا کہ اسمیل اور ہارے کے  
حق میں جو کچھ سارہ کہیں اس پر عمل کرونا چاہئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو ایک  
اونٹ پر سوار کیا اور لیچلے اور بعد طعمی منادل و مراحل ایک میدان میں کہ بالفصل کعبہ مبارک اسی  
مقام پر واقع ہو چکے اور بروایت صحیحہ ثابت ہو کہ براق پر سوار کیا کہ بہت جلد وادی مکہ میں  
نزول فرمایا تب وحی ہوئی کہ انکو اسی جگہ چھوڑ جاؤ چنانچہ آسناپ نے ایک درخت کے تلے کھڑے  
چشمہ زفرم اور طرف اعلیٰ سجد کے واقع ہو دونوں کو چھوڑا وہ مکان اُس جگہ میں ایسا تھا  
کہ متنفس کسی قسم کا وہاں سکونت پذیر نہ تھا اور نہ پانی تھا کھانے کی چیز کا تو کیا ذکر ہے اور حضرت  
حضرت اسمیل و ہر برس یا تین برس کی تھی مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام چند کاک نان اور ایک نشاک  
پانی اور ایک تھیلی خرمیوں کی حضرت ہاجر کے پاس رکھ کر چلے اور فرمایا کہ اس مولود کو دو پہلا  
اور اسی مقام میں رہو حضرت ہاجر نے پیچھے دوڑ کر پوچھا کہ یہاں مجھے کس پر چھوڑنے ہونے یہاں  
پانی ہونے گھاس نہ کوئی مددگار نہ کوئی درخت سایہ دار لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیر سے ہو سے  
جاتے تھے اور انکی گفتگو پر اصلا گفت نہ تھے تب ہاجر نے کہا کہ یہ کام تم سبکم خدا کرتے ہو یا اپنے  
حکم سے ارشاد کیا حکم خدا حضرت ہاجر نے کہا اب کچھ پروا نہیں اللہ سر ا حافظ ہر وہ ہرگز مجھے ضائع  
نہ کرے گا یمن تیوکل علی اللہ فہو جبہ اپنا در خیال کر کے بنی طرح جمع اپنے مولود ہر اسر جو بد کے پاس  
آئین اور دو دو پہلا نے میں مصروف ہوئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام قیشہ پہاڑ سے گذرے  
اور خوب آنکو یقین ہوا کہ اب حضرت ہاجر کی نظر سے فاسب ہوں وہ اصلا نہ دیکھتی ہوگی لہذا  
جانب کعبہ متوجہ ہوئے اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعائیں کیں از انجملہ ربنا انی اسکنت  
من ذریعی ہذا و غیر ذی ازرع عند بیتک المحرم یعنی اہم پروردگار میرے میں نے بسائی ہو ایک  
اولاد اپنی میدان میں جہاں کھیتی نہیں ہر نزدیک تیرے بڑے گھر کے دور میری یہ رہنا یقین ہوا  
فاجعل ائدہ من الناس تمہی الیہم یعنی اہم پروردگار ہمارے تاقائم رکھیں نماز سب کو دے کہ جھنڈے  
لوگوں کے دل رغبت کرنے دے انکی طرف تیسری یہ وارز قوم من الثمرات معلم لیکرون یعنی

س  
اسکنت من ذریعی ہذا

روزی دسے آنکو میوون سے شاید یہ شکار کہ برین اہل تحقیق اس جگہ فرماتے ہیں کہ اگر من بغضیہ تہ  
 اذکر ذن الناس میں نہوتا تو مع مردم فارس و روم و ہندو ترک و یہود و زعماری حرم شریف  
 ازو عام کرتے کہ اور کسی کو جگہ بیٹھنے کی نہ تھی پھر کہاں تفریح و زاری التماس حق میں کیا  
 رہنا ایک عملہ یا تخفی و ما تخفی علی اللہ من شیء فی الارض و لانی السماء یعنی امر پروردگار  
 ہمارے تو جانتا جو جو ہم چھپاویں اور کہو لیں اور پوشیدہ نہیں تجھ پر کچھ زمین و آسمان میں  
 الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ دعائیں مانگ کر روانہ ہوئے اور حضرت ہاجر کا حال یہ ہوا کہ  
 بہت تک پانی کھانا رہا کھاتی مٹی دودھ پلاتی رہیں اور بروقت شدت عطش سمجھیں کہ پانی بھی پلایا  
 بعد چند سے کھانا پانی چاک گیا اور تنگی کا غلبہ ہوا بلکہ حضرت اسمعیل مثل بس ٹڑپنے لگے اور ہاجر  
 سخت سر آسیدہ و پریشان ہوئیں نہ کوئی معین و مددگار جس سے پانی کا نشان دریافت کر میں نہ  
 کہیں آبادی و اشجار کہ وہاں جا کر مقام کہیں آخر کار کوہ صفا پر کہ نزدیک واقع تھا شریف  
 لیگا میں اس خیال سے کہ شاید کوئی نظر آجائے جس سے پانی کا نشان پوچھوں یا پانی مانگوں یا  
 کوئی جانور دیکھ پڑے کہ اس سے پانی کا نشان ملے مگر اسی قدر ہمارے چڑھتے کہ حضرت اسمعیل  
 علیہ السلام نظر سے غائب نہوتے لیکن ہر چند درہنہ بائیں دیکھا کوئی بھی نظر نہ پڑا تب ماپوس  
 ہو گئے اس پہاڑ سے نیچے آئیں اور جانب مغربہ متوجہ ہوئیں تو میدان کی فصائیں یہ نظر دل میں  
 آگیا کہ اس دم اپنے صاحبزادے سے غائب ہوں بہاد کوئی درندہ وقت فرصت پا کر آٹھنا ایجانے  
 تو کہ میں کی نہ رہے اسی نظر سے میں نشیب میدان میں جسکو بطن ورومی بولتے ہیں دوڑیں اور وہاں  
 سمیت کر ایسی سعی و کوشش کی کہ جلد تر زمین مہوار پر آگئیں کہ اس جگہ سے حضرت اسمعیل نظر  
 آنے لگے جب متصل مر وہ پوچھیں تو بھی اسی قدر جانب بالائیں کہ مقام اسمعیل نظر آتا تھا اور  
 راستا چپا خوب نگا ڈالی الا کچھ نظر نہ آیا پھر جانب صفا متوجہ ہوئیں اسی طرح سات مرتبہ سعی  
 بین الصفا و المرہ و عمل بین لائیں اسیلئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام حج میں سعی بین الصفا  
 و المرہ مقرر فرمائی تاکہ لوگوں کو حالت بیکسی و بیچارگی و بیتابی و عاجزی حضرت ہاجر و فریادی  
 حضرت حق قادر یاد آوے اور بصورت بیچارہ و بیکسی حضور خداوندی میں عرض کر میں تاکہ مورد  
 رحمت آئی ہوں حضرت استاذ الاستاذ حضرت علیہ فرماتے ہیں کہ صفا و مرہ کا شمار اللہ  
 ہونا حضرت اسمعیل کی والدہ کی برکت سے ہوا کہ مسبب الاسباب کی سمیت خاصۃً آنکے حق میں  
 انھیں دو چاروں کے درمیان ظاہر ہوئی اور آئے انکی مشکل کو حل کیا بعد اسکے شمار اللہ

فر  
 بین الصفا  
 المرہ

نہ  
تھیں  
اور  
کھینچے

ہو گیا، لہذا بننے لگے جو بہ زاتی کے ہو گیا اس سے میں کہتا ہوں کہ اس مقام سے ظاہر ہو کہ انبیاء اور اولیاء کے تبرکات و آثار و ان کی تعظیم و تکریم کرنا اور دین و دنیا کی حاجتوں میں آسنے سے پہلے کرنا شعاریں ہو اور جو بننے لگے جو وہ خراب ہو اس کا صل جب مرتبہ سا لہ میں حضرت باجر مردہ پہاڑ پر چڑھیں تو ایک آواز کان میں آئی کہ خود اُنھوں نے کہا تھا۔ یعنی انہوں نے نہ کہ آواز کی طرف کان لگا اچھی طرح سن تب ساکت ہو میں تو آواز کان میں آئی کہ سننے لگیں اور مناد ہی کندہ کا شہ میری حاجت روائی ہو سکے تو کر اور نہایت جلد دوڑیں اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پاس تشریف لائیں دیکھا کہ ایک فرشتہ زفرم کے مقام پر اپنا پہنچا خواہ پاشتنہ مارتا ہے اور پانی دو دو حصے سے یاد صاف اور شہ سے زیادہ شیریں جاری ہے حضرت باجر نے پانی کو اپنی جالی میں جمع کر کے اسیلے مٹی جمع کی اور مینڈ باندھی کہ صورت حوض ہو گئی یہ حرکت اس واسطے کی تھی کہ پانی جا بجا اور سمیٹا سے رو جائیگی حضرت صلعم بعد اتمام اس حکایت کے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بخشے والدہ اسمعیل کو اگر عجلت نہ کرتیں اور اس پانی کو مٹھی یا بطبع چھوڑ دیتیں تو چشمہ جاری ہوتا زفرم اور ایک روایت ہے کہ ہر مرتبہ اس سہی بین الصفا والہ مردہ میں حضرت باجر اپنے صاحبزادے اسمعیل علیہ السلام کے پاس ہو جاتی تھیں مرتبہ سا لہ میں جب تشریف لائیں تو حضرت اسمعیل علیہ السلام کی حالت تنہا قریب بھلاکت دیکھی پڑی پریشان اور مضطرب ہو سکے مردہ پہاڑ پر تشریف لائیں تو ایک آواز کان میں سن پڑی وہ آواز تھی حضرت جبریل امین علیہ السلام کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پاس موضع زفرم پر کھڑے تھے اُنھوں نے والدہ اسمعیل کو آواز دی تھی کہ تو کون ہے وہ بولیں میں ام ولد ابراہیم علیہ السلام ہوں جبریل علیہ السلام نے کہا اے تجھے کس طرح بیان تنہا ہے یا مردہ کا کس پر چھوڑا ہے فرمایا اللہ حفیظا علیہم قدیر جبریل نے فرمایا وہ جبریل و ہنم الوکیل پھر کیوں پریشان و سرگردان ہے بعد اسکے اپنا پاشتنہ با زمین پر مارا کہ ایک چشمہ رحمت بانہمت آما رہا ہوا اس وقت حضرت باجر اپنے صاحبزادے کے پاس تشریف لائیں انہاں اول میں ہے کہ حالت سہی بین والدہ اسمعیل کی زبان بریہ و عا جاری تھی اللهم انما وودیتک وودیتہ بیک وعلیک عندک فلا تضرع وودیتک ما من مودع لایضیع وودیتہ یا رحمہ الرحمین الغرمن وہ پانی جاری ہوا اور فرشتے نے اُلکی تسلی اور تسکین کر دی کہ ہرگز ہرگز خون نہ کرو حافظ حقیقی تسکو کبھی ضائع نہ کرے گا اسیلے کہ یہ مکان اسی حافظ کا گھر ہے اور یہ لڑکا تمہارا جوانی کے وقت اپنے باپ کے ساتھ شریک ہو کر

اسکی تعمیر کر گیا اور دستور مالک اس مکان کا یہ ہے کہ یہاں کے باشندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا اب یہاں شہر و اطمینان سے بسر کر و پانی پیو اور صاحب زادے کو پرورش کرو اور کارخانے خدائی کے دیکھو اور کم ہونے پانی کا ہرگز خوف نہ کرو کیونکہ یہ چشمہ وہ ہے جس سے خالق الایزال اپنے مہمانوں کو سیراب کر گیا حضرت ہاجر نے کہا بشکر اللہ بخیر اور خانہ کعبہ اندرون مانند ایک ٹیلے کے تھا انفرسٹ پانچ دن والدہ اسمعیل اس وادی میں تینارہن بعد ازاں اتفاقاً قبیہ ایک قافلہ قوم جرہم میں سے آوارہ ہو براہ گدا کہ اعلا سے مکہ آیا اور شینہ سفلی میں فرش ہوا تو انکو کبوتر وغیرہ طیور کعبہ پر نور پر اکثر بازیان کھیلنے اڑتے نظر آئے قافلے وادے سمیت متحیر ہوئے اس وجہ سے کہ جانوروں ہاں ہوتے ہیں جہاں آبادی ہو خصوصاً جس مقام میں پانی بھی ہو اور تم لوگ اکثر سفر کرتے رہے ہیں اور اس طرفت بیشتر وارد ہوئے ہیں کبھی ایسا نہیں دیکھا اور نہ کسی سے کچھ سنا یہ معاملہ کیا ہے اور اسمین نکلتے کیا لاجرم خبر لانا پڑ ضرور ہے چنانکہ ایک شخص بنا بفرخص تجسس حال بھیجا آئے پت کہ ظاہر کیا کہ وہاں عجیب ماجرا ہے کہ چشمہ آب زور شور سے جاری ہے اور اشد نے ایک عورت مع فرزند و ماں اتاری ہے سو وہ قافلہ اور بروا تھے انکے سردار بخت اقامت اور سکونت اول حضرت ہاجر کے پاس آئے اور اجازت سکونت چاہی جناب موصوفہ راضی ہوئیں اور محبت آدمیوں کی غیبت سمجھیں مگر شرمگاہی کہ پانی میں شرمیک نہ کر ونگی ان لوگوں نے قبول کیا اور ٹھہر گئے پھر اپنے اہل و عیال طلب کیے اور خدا الدول میں ہر کہ پانچ دن کے بعد دو غلام عمالقہ کے اوٹ تلاش کرتے ہوئے تو بیس پہاڑ پر گئے بعض نے پانی کی سفیدی دیکھی اور اپنے مزاروں کو جو عرفات میں فرکوش تھے خبر کی چند مردار و ماں آئے اور ہاجر و اسمعیل کو دیکھ کر متحیر ہوئے بعد ازاں با اجازت حضرت ہاجر مع اہل و عیال مقیم ہوئے اس عرصہ میں ایک دن حضرت ابراہیم کو آرزو ہوئی کہ اسمعیل کو دیکھیں حضرت سارہ سے اذن طلب کیا وہ بولیں اس شرط سے اجازت ہے کہ شتر سواری سے نہ آتے نا چنانچہ آجناب سوار ہو کر وہیں تشریف لائے جہاں چھوڑ گئے تھے تو مکان کو آباد یا یا ہاجر نے دور ہی سے پہچانا اور مکان پر لائیں اور اسمعیل سے کہا یہ تمہارے والد بزرگوار ہیں اسمعیل مسرور ہوئے پھر ہاجر نے التماس کیا کہ آتے تو مسرور شیں و صوڈا لون فرمایا میں نے سارہ سے شرط کی ہے کہ آؤ سے نہ آتے و گانا چار ایک تیر لائیں اور پائے مبارک حضرت کا اسپر رکھ کر دھویا

من  
بیان آمد  
قافلہ ہجری

من  
آنحضرت  
ابراہیم تراز  
اسمعیل  
علیہ السلام

اور آدھ سا روہو یا اسی طرح دوسری طرف غسل کیا چنانچہ دو فون قدم شریف تھیں در آن  
 کہ اب مصلی سب مسلمانوں کا جز اور و تختہ واسن مقام ابراہیم مصلی اسی کا اشارہ ہے بعد از  
 رخصت ہوئے اور معاملہ بین محمد بن اسحق سے نقل ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے  
 براق یہ تشریف لگے بین لاسٹے دن بھر قیام فرماتے رات کو پھر جاتے حتیٰ کہ حضرت ابن  
 اس لائق ہوئے کہ اپنے باپ کے ہمراہ میں سلیمین چنانچہ اللہ صاحب نے مندرایا  
 فلما بلغ مدہ اسی یعنی جب ابراہیم کے ساتھ چلنے کے لائق ہوئے بعض کے نزدیک  
 تیرہ برس کے اور بعض کے نزدیک سات برس کے ہوئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے  
 اٹھویں ماہ ذی الحجہ کو خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے اللہ صاحب حکم دیتے ہیں کہ اپنے  
 بیٹے کو ذبح کر دینا تو اٹھ شام تک متفکر رہا کہ یہ خطرہ شیطان ہے یا حکم حضرت جبار  
 اسی دن سے ترویہ نام ہوا چھ فونین تاریخ خواب دیکھا تب جانا کہ فی الحقیقہ حکم  
 خدا کی طرف سے ہے اسی مقام سے عرفہ نام ہوا مقاتل روایت کرتے ہیں کہ ذیون ذی الحجہ  
 پھر وہی خواب نظر آیا تب حضرت سارہ سے اجازت حاصل کر کے بین تشریف فرما  
 ہوئے اور حضرت ہاجر سے فرمایا کہ آئیں کو نہلا کر کنگھی کرو اور آنکھوں میں سرسہ لکھنی کہ میرے  
 ساتھ کرو چنانچہ حضرت ہاجر نے نہلا دھلا کیڑے پہنا سرسہ لگا ساتھ کر دیا کہ آنجناب  
 علیہ السلام حضرت اسمیل کو لیکر منا کی طرف چلے اور سدہی سے روایت ہے کہ حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام نے وہاں لگی تھی کہ رہا ہب لی من الصالحین انکو بشارت ہوئی تو  
 حضرت نے خوش ہوئے نذر کی کہ اگر لڑکا ہو گا تو میں ذبح کروں گا بنیت تقرب جب  
 پیدا ہوئے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور باپ کے ساتھ چلنے کے قابل ہوئے تشریف  
 ہوا کہ نذر ادا کرے حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل سے فرمایا کہ ایک چھری اور رسی  
 لیکے میرے ساتھ چلو کہ میں نذر کی چاہتا ہوں اللہ سے چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام  
 باپ کے ساتھ چلے جب پہنچے بیچ میں پہاڑ کے تو عرض کیا کہ کہاں ہے قربان کا مقام  
 حضرت نے فرمایا کہ یا بنی انی ارئی فی المنام انی اذبحک یعنی آؤ بیٹے میرے دکھلایا گیا  
 ہوں میں خواب میں کہ تجھ کو ذبح کروں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کا حکم ہوا تو حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل سے کہا کہ چھری  
 اور رسی لے لو اور میرے ساتھ تشریف پہاڑ تک آؤ کہ تمہارے گھر کے واسطے لکڑیاں لائیں

نہ  
 تشریح  
 ابراہیم علیہ السلام

تشریح  
 حضرت اسماعیل علیہ السلام  
 تشریح  
 حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت اسماعیل موافق حکم کے چلے اس اثنا میں ابلیس نے یہ تجویز کیا کہ اگر ایسے وقت میں  
 آل ابراہیم کو نہ بہکاؤ گا تو کچھ کھجوریں میری دسترس میں نہ ہوگا سو پہلے حضرت باجرہ کے پاس آیا  
 اور کہا کچھ جاتی ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسماعیل کو لیکر کہان گئے ہیں فرمایا کہ دوڑنا  
 لکڑیاں لینے گئے ہیں کہنے لگا واہ اشتر اسکو ذبح کر نیگے فرمایا کہ وہ تو اسماعیل کے باپ ہیں  
 ایسی بات غلام عطفوت کبھی نہ کر نیگے کہنے لگا یہ تو درست ہے لیکن انکو یہ زعم ہے کہ اللہ نے  
 مجھکو ایسا حکم دیا ہے فرمایا کہ اگر حکم الہی ہے تو پھر اسکا بجالانا ضرور ہے تب وہ بان سے بھاگا  
 اور حضرت اسماعیل کے پاس آیا اور بولا کہ اے اللہ کے رسول تو جانتا ہے کہ تجھکو تیرا باپ کہان  
 لیے جاتا ہے فرمایا کہ اس شعبہ پہاڑ میں اپنے کام کو لیے جاتا ہے کہنے لگا کہ واہ اشتر اس میں  
 نہ پڑتے تجھکو ذبح کر نیگے فرمایا کہ اس سے کہنے لگا کہ ان کے زعم میں یوں ہے کہ مجھکو اللہ نے  
 حکم دیا ہے فرمایا کہ اگر خدا کا حکم ہے تو بجالانا اسکا واجب ہے اور میں راضی ہوں تب پھر  
 سرود و بھاگا اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور عرض کیا  
 کہ یا شیخ آپ کہان تشریح لینے جاتے ہیں حضرت نے فرمایا اس شعبہ پہاڑ میں اپنے کام کو  
 جاتا ہوں پھر بولا کہ میں دیکھتا ہوں شاید تمہارے پاس شیطان آیا تھا کہ بھگا گیا ہے  
 کہ تم اپنے لشکر کو ذبح کرو اس تقریر سے حضرت ابراہیم نے سچان لیا کہ یہ خود ابلیس ہے  
 تب فرمایا دور میرے پاس سے اترو میں خدا اور اللہ میں تو بجالاؤ گا حکم اپنے خدا کا  
 ابو لطفیں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب تشریح پہلے  
 تو آگے سے ابلیس اٹھا حضرت نے ہانکا بعد اسکے جہرۃ العقبہ پر پھر آیا تب سات لکڑیاں  
 مارین پھر جہرۃ وسطیٰ میں آیا پھر مارین پھر جہرۃ اگبر سے میں آیا تو پھر مارین یہاں تک  
 کہ وہ رو بگیا پنا سچو اب بھی حاجیوں کا یہ دستور ہے غرض کہ وہ فون پیٹھیں علیہا السلام  
 شعبہ پہاڑ میں ہو بیٹھے وہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا یا ابا بت ائسل ما تو مر  
 سبحان لی ان شاء اللہ من الصابریں یعنی اے باپ میرے کہ ڈال جو حکم دیا گیا ہے تجھکو  
 تو مجھکو پاؤ گا اگر اللہ نے چاہا صبر کرنے والا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل کو زمین پر پھینکا پیشانی کے بل کہ تمہارا نکاسا منہ  
 نظر آوے کہ شاید محبت جوش کرے بعد اسکے ذبح کا ارادہ کیا اس وقت  
 حضرت اسماعیل نے فرمایا کہ اے باپ میرے ہاتھ اور پاؤں باندھ دیجیے تاکہ حضرت اب

نہ کہ دن اور اپنے کپڑے کو بچائے تاکہ خون کا داغ اضطراب سے نہ لگے جاسے کہ میں اس  
 لیے روٹی سے گنہگار اور بدنام ہو جاؤں سن اگر خونم پر بڑی خشم نہ ارم زبان ہی سہی  
 کہ ناگہ درمیں پاکت شود از خونم آلودہ اور یہ بھی خیال ہے کہ اگر میری ماں داغ خون  
 دیکھ لگی تو بہت غمگین ہوگی اور اپنی چھری کو نوب تیز کرے شبیہ اور جلدی اور کہ سال  
 چستی سے چلا سیے کہ بھگوان دینا آسان ہو جائے اور جب گھر کو تشریف لے جائے تو  
 میری والدہ کو سلام کہنے گا اور اگر اس وقت مناسب ہو تو کچھ میرا کپڑا بھی آنگو  
 عنایت کیجیے گا کہ شاید اسی سے تسلی اور سکین پاد سے اور پیشانی میری خاک پر  
 رکھیں تاکہ آپکی نظر شفقت مجھ پر نہ پڑے کہ مبادا امر الہی من تقصیر واقع ہو جائے سو  
 حضرت ابراہیم نے اسی طرح جیسا حضرت اسمعیل نے بتلایا تھا کیا اور اس حالت میں  
 دونوں پر عجب حالت تھی کہ قلم کو ہرگز وقت تھریر نہیں بلکہ اللہ صاحب نے بھی  
 مفصل نہیں منہرایا کہ اس وقت کیا معاملہ گذرا القومہ حضرت ابراہیم نے چھری  
 تیز کر کے گردن مبارک اسمعیل پر چلائی تو چھری نہ چلی تین مرتبہ یا دو مرتبہ چھری پر  
 تیز کر کے بھی گلے پر چلائی مگر ایک رنگ آنکی نہ گئی سدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 کہ اللہ صاحب نے ایک ٹکڑا مس کا حضرت اسمعیل کی نایق پر رکھ دیا تھا کہ چھری اُس پر  
 نہیں چلتی تھی اور بعضے روایت کہتے ہیں کہ گردن کٹ کے پھر درست ہو جاتی تھی  
 اس حالت میں حضرت اسمعیل نے عرض کیا کہ بھگوان پت لٹا سیے کہ آپکی نظر شفقت  
 جب میرے منہ پر پڑی تو رونا آویگا اور میں چھری کو دیکھ خوف سے رو دھکا پونا  
 حکم الہی میں اور تم میں حاصل ہو جائیگا اور رحم الراحین مجھ پر اور تم پر رحم فرماویگا  
 حضرت ابراہیم نے اسی طرح کیا تب بھی چھری نہ چلی الا حکم آبا کہ بس جسے خدا  
 امر ابراہیم تو نے سجا کر دکھا یا خواب کو ونا دنیاہ ان یا ابراہیم قد صدقت الروایا  
 انا کذاک بخبری احسنین یعنی بجا رہے کہ امر ابراہیم تو نے سجا کر دکھا یا خواب اور  
 البتہ ہم اس طرح بلا دستہ بین احسان کرنے والوں کو اگر کوئی اس آیت میں  
 تشبہ کرے کہ خواب میں حضرت نے ذبح کرنا دیکھا تھا اور رزق نہیں کیا پھر  
 کس طرح یہ قول درست ہو بعضوں نے جواب دیا ہے کہ مطلب خدا کا امتحان تھا  
 کہ تمی الامکان دونوں سے قصور نہیں ہوا اور مارنا اور خون کا جادینا حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے اختیار میں نہ تھا ملاو داسکے حضرت نے ذبح کرنا خواہ میں دیکھا تھا اور اقت و م نہیں دیکھا تھا سو بیداری میں وہی کیا جو خواب میں دیکھا تھا پس یہ قول صادق بالجمہ کہ جب خالق کبریا نے دونوں پیغمبروں کو اپنی راہ میں عاشق صادق پایا اور ہر طرح فرمانبرداری دیکھا تو ایک و نذر بہشتی کہ چالیس برس تک مرغزار بہشت میں چراتھا حضرت جبریل علیہ السلام کے ہاتھ سے بھیجا اور فرمایا کہ یہ ذنبہ فدا جو اسمعیل کا اسکود ذبح کرو یہ بھر حضرت جبریل نے فرمایا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر اور ذنبہ نے بھی تکبیر کہی بعد ازاں حضرت ابراہیم نے کہا تاکر الا اللہ واللہ اکبر اور حضرت اسمعیل نے کہا اللہ اکبر واللہ اکبر روایت صحیح یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام جب فدا حضرت اسمعیل علیہ السلام آسمان سے لاتے تھے تو بائیں خوں کہ مبادا حضرت ابراہیم علیہ السلام ذبح میں تجھیں کہیں پکار چکا کہ فرماتے تھے اللہ اکبر اللہ اکبر تاکہ حضرت ابراہیم آگاہ ہو جائیں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ ذنبہ وہ تھا کہ بسکو باہل ابن آدم علیہ السلام نے قربانی کیا تھا و ذنبہ نازک عظیم یعنی بدلا دیا ہے ایک جا نور ذبح کو بڑا اسی پر اشارہ ہے اور کہ محمد بن فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آنکھوں میں پٹی باندھے چھری زور سے چلاتے تھے لکہ اللہ کے حکم سے چھری نہ چلتی تھی جب حضرت نے پٹی کھولی تو ذنبہ کو ذبح کیا ہوا پایا اور حضرت اسمعیل کو محفوظ تب شکہ کیا انبار الدول میں مرآة الزمان سے نقل کی ہے کہ جب باجہ نے ذبح اسمعیل کا حال سنا تو پتہ ازسکا چھٹ گیا اور تیسرے دن مرگئیں موضع حجرین مدفون ہیں عمنہ انکی فونے برس کا ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ حضرت اسمعیل بیس برس کے ہو گئے تب باجہ نے وفات پائی و فائدہ اختلاف ہے کہ ذبح اللہ حضرت اسحق علیہ السلام ہیں یا حضرت اسمعیل علیہ السلام بوجہ پیش حضرت عمر اور علی رضی و ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہم اور تابعین و اتباع تابعین سے مثل کعب اہبار و سعید ابن جبیر و قتادہ و سروق و عکرمہ و عطاء و مقاتل و زہری و سدہی رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ حضرت اسحق کو شام سے حضرت ابراہیم منابین لائے اور ذنبہ کو ذبح کر کے ایک ساعت میں چلا گئے اور عبد اللہ ابن عمر و سعید ابن سبیب و شہی و سن بصری و مجاہد و ربیع ابن انس و محمد ابن کعب و قبطی و کلبی و عطاء ابن ابی رباح و

فدا  
ذبح و احوال  
حضرت ابراہیم  
علیہ السلام

یوسف ابن مالک فرماتے ہیں کہ ذبح اسمعیل علیہ السلام بہین آورد لیل جاذہ اولی کی یہ جو کہ خداوند عالم اس قصید میں فرماتے ہیں نبشتر ناہ فہلام علیہم فلما بلغ مہد السعی قال یا بنی الٰہ یعنی پھر خوشخبری دی پہننے آسکو ایک لڑکے کی جو ہوگا تمہیں والا پھر حسب پہنچا اسکے ساتھ دوڑنے کو تو کہا اہ بیٹے میرے میں نے خواب دیکھا ہے کہ تجھکو ذبح کرنا ہوگا اس سے ظاہر ہے کہ بمشتر ذبح واحد ہے اور قرآن مجید میں جہان کہین ذکر بشارت ہے بتفسیح یا اشارہ وہاں بشارت اسحق ہو چنانکہ سورہ ہود میں نبشتر نالایا اسحق یعنی پہننے بشارت دی سارہ کو اسحق کی آورد لیل جامعہ ثانیہ کی اول یہ ہے کہ سورہ کہ والصفات میں بعد قصہ ذبح کے ذکر بشارت اسحق کا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذبح کوئی اور ہی ہے اور اسلئے کہ سورہ ہود میں ہے نبشتر نالایا اسحق ذین و در اسحق یعقوب یعنی پھر پہننے خوشخبری دی آسکو اسحاق کی اور بعد اسحق یعقوب کی پس بسطرح بشارت حضرت اسحق کی ہے اسی طرح بشارت حضرت یعقوب کی بھی ہے اور خبر ہے نبی ہونے کی پھر کہ یہ نگر اسحاق علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوتا ہے کہ وہ یہ یعقوب علیہ السلام کے طور کا ہو چکا تھا علاوہ ہران اگر ذبح ہونے کی خبر حضرت اسمعیل علیہ السلام کی نہوتی جیسا ہود و نصاریٰ کہتے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بیشک پوچھتے کہ یا الٰہی تو نے مجھکو اسحق و یعقوب کی خوشخبری ایک ساتھ دی ہے سو اسحق تو پیدا ہوگا مگر یعقوب نہیں ہوا پھر اسحق کس طرح ذبح ہو جب تک یعقوب نہوے دو تہری صاعھی کہتے ہیں کہ ہم معاویہ ابن ابی سفیان کے پاس دمشق میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا ذبح کون تھا اسحق یا اسمعیل معاویہ نے کہا کہ میں ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کر کے کہا یا ابن الذبجین حضرت مسکراتے کسی نے پوچھا یا حضرت دو ذبح کون تھے فہنر یا میرے باپ عبد اللہ اور ذواد میرے اسمعیل و لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے انا ابن الذبجین اور قرطبی کہتے ہیں کہ عمر ابن عبد الغزین نے ایک عالم یہودی سے کہا سلام لایا تھا پوچھا کون بیٹا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذبح ہوا تھا اسنے کہا کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام تیسری یہ کہ شامین دسنے کی کعبے شریف میں نبی اسمعیل کے پاس محمد عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ تک آویزاں تھیں

یہاں تک کہ حجاج ثقفی غلام نے جب کعبہ جلایا تو وہ بن گئیں چنانچہ شعبی رضی اللہ عنہ  
 فرماتے ہیں کہ میں نے وہ دونوں شاخیں کبھے شریعت میں آویزان اپنی انکھیں سے  
 دیکھی تھیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ مندرجہ بالا شاخیں نے وہ دونوں  
 شاخیں کبھی کی مع سر اول اسلام میں آویزان کبھے میں دیکھی تھیں یہاں تک کہ حجاج نے  
 جلایا اور اسی کہتا ہے کہ میں نے ابو سہرا بن العلاء سے پوچھا کہ ذبیح اسمعیل علیہ السلام  
 تھے یا اسحق علیہ السلام اس نے کہا اس صبیح تیری عقل و دانش کو مان گئی جو اسحق  
 ابن ابراہیم علیہما السلام کبھے میں کبھی تھے وہاں نہ تھے مگر اسمعیل کو انھیں نے  
 کعبہ اپنے باپ کے ساتھ بنایا تھا اور سب سے پہلے رہتے تھے اور جلال الدین سیوطی  
 فرماتے ہیں کہ حضرت اسحق کو ذبیح کہنا صحیفات اہل کتاب سے ہے کہ اقبال الشیخ فی  
 شرح مشکوٰۃ اگر کوئی مشہور کرے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے میں اسی وقت تک  
 شریعت نہیں لائے جب تک حضرت اسمعیل علیہ السلام جوان و خانہ دار نہیں ہوئے  
 پھر کس طرح ذبیح کیا تو جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر مہینے میں ایک مرتبہ  
 براق پر سوار ہو کر صبح کے وقت آتے تھے و اسمعیل و باجر کو دیکھ کر چلے جاتے تھے  
 اور قیلولہ شام میں کرتے تھے سو یہ قصہ بعض زیارات میں واقع ہوا ہے کہ انی انجالا  
 نقلاً عن نزہۃ النواظر اور بھی اخبار الدول میں ہے کہ اس مقدمے میں توقف  
 واجب ہے اس واسطے کہ دلائل جاہلین متعارض ہیں اور ترجیح اس امر کی کہ ذبیح  
 حضرت اسحق تھے جس متذکر اور حضرت مولانا عبدالمعلیٰ لکھنوی شرح شنیوی کے دفتر  
 سوم میں باتباع قول شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ اسحق  
 مذکور تھے اور دلائل اس قول کے اکثر بیان کیے ہیں جو چاہتے شرح مذکور ملاحظہ  
 کرے اور کتاب اوراق کے نزدیک اگر دونوں پیغمبروں کو ذبیح کہیں تو صحیح قرار  
 نہیں ہے کیونکہ بعض روایات میں وارد ہے کہ ذبیح اسحق علیہ السلام بیت ایلیا تھا  
 اور ذبیح اسمعیل بنتی فلاخند و رفیعہ اور مختار میں ہے کہ اگر کوئی شخص نذر کرے کہ  
 میں اپنے بیٹے کو ذبیح کر دوں گا تو اس پر ایک بکری ذبیح کرنا لازم ہے بدلیل اس  
 قصہ کے اور مذکور کہا ہوا ہے کہ امام ابو یوسف و شافعی رحمہما اللہ تمنا سے نے کیونکہ  
 وہ نذر نذر ہو جو چاہے ذبیح اپنے نفس یا غلام کے اور جو اسباب ہوا نام محمد کے

نزدیک بکبری اور اگر کوئی شخص مذکور سے کہیں اپنے باپ یا دادا یا مان کو ذبح کرونگا تو یہ بھی  
مغویہ و اجماعاً آسمین کسی طرح کا اختلاف نہیں ہے **فناکرہ** و معالم التنزیل میں علامہ بیہقی  
لکھا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درپہنچسہمیہ کی یہ ہوئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے  
خداوند تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا ائی مجھ کو اولاد دے اور دعائیں اس طرح مانگی کہ اس صبح  
یا ریل میں قبول کر اور خدا سوجب حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کا نام بھی رکھا  
اور عبرانی میں شیمیل ہے القصہ ابراہیم بعد وقت صبح شام میں جاؤ فرما ہوئے اور  
مہمانداری میں مصروف ہوئے عادت حضرت کی یہ تھی کہ مہمان کی خدمت سے زیادہ خاطر  
کرنے کو اسکا ذکر انکی صفات میں آگے آتا ہے غرض کہ اس اثنا میں ایک دن حضرت  
خلیل علیہ السلام اپنے مکان پر بیٹھے تھے کہ آٹھ یا گیارہ یا بارہ اور بروایت صحیح تین  
شخص بصورت جوانان سادہ رو مہمانوں کی طرح آئے اور سلام علیک کر کے  
بیٹھ گئے حضرت ابراہیم جواب سلام دے کے جلد ہی سے گھر میں گئے اور ایک بچہ  
تلا ہوا ان کے واسطے سے آئے اور سامنے رکھ دیا چنانچہ سورہ ہود میں ارشاد ہوا و  
لقدر جات رسولنا ابراہیم بالبشری قالو اسلاما قال سلام فما لبث ان جاء بحمل عتیق  
یعنی آگے ہمارے صحیح ابراہیم کو بشارت ملے کے بڑے سلام وہ بولا سلام ہی میں جلد ہی  
لا یا ایک بچہ تلا ہوا بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم  
کے پیدا ہونے کی بشارت لائے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ قوم لوط کے اہلک کی  
خوشخبری لائے تھے اور مقاتل سلمی میں لکھا ہے کہ دوام خلقت اور نسبت کی بشارت  
لائے تھے اور کشف الاسرار میں بھی اسکے قریب قریب لکھا ہے اور بعضے کہتے ہیں  
کہ ثردہ ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ تھا اور بعضے محققین فرماتے ہیں  
کہ حضرت جبریل علیہ السلام تو واسطے اہلک قوم لوط کے تشریف لائے تھے اور  
میکائیل علیہ السلام واسطے محافظت حضرت لوط اور انکی اولاد کے آئے تھے اور  
حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت اسحاق کے تولد کی خوشخبری لائے تھے اور یہی  
قول صحیح الاقوال میں ہے غرض کہ حضرت ابراہیم نے انکو نہ پہچانا اور کھانا طلب  
آگے رکھا مگر کسی نے نہ کہا یا تب حضرت خلیل علیہ السلام نے جانا کہ شاید انکو کھانہ  
اور اپنے دل میں ڈر سے اسوجہ سے کہ اس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جو کوئی شخص کے پاس

تلا ہوا ان کے واسطے سے آئے اور سامنے رکھ دیا چنانچہ سورہ ہود میں ارشاد ہوا و

گھر جاتا تو اسکے گھر گھانا کھاتا تھا جب ان لوگوں نے نہ کھایا اور ہاتھ بھی نہ ڈالا تو حضرت نے جانا کہ شاید یہ لوگ دشمن ہیں یا چور مبادا مجھ کو کچھ ضرر پہنچاویں اس پر ڈر سے کہ ایشاد ہوا غلاما سے ایزیم لافعل الیہ نگہم و اوس منہم خیفہ پھر جب دیکھا انکے ہاتھ نہیں آنے کہا نے پراو پر ہی سمجھا اور دل میں اُسے ڈرا جب فرشتوں نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم ڈر گئے ہیں تو بوسے لاشخت انا ارسلنا الی قوم لوط یعنی مست ڈر ہم صحیح آئے ہیں قوم لوط پر اور اس وقت حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بھی آڑ میں کھڑی ہوئی باتیں سن رہی تھیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو بظہر ما مذاری مہانوں کی خدمت میں حاضر تھے اور حضرت سارہ دروازے پر کھڑی تھیں تب حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ کھڑی نہ رہو حضرت سارہ نے عرض کیا کہ تم کھڑے ہو مہانوں کے واسطے اور میں کھڑی ہوں پروردگار مہانوں کے واسطے اور مہان آپکو دیکھتے ہیں اور مہانوں کا خدا مجھ کو دیکھتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مہانوں کے پاس کھڑی تھیں اور سبب پیری اور بڑھاپے کے کسی سے پر وہ نہ کرتی تھیں اور یہی روایت صحیح ہے اس واسطے کہ سورہ ذاریات میں واقع ہے نہایت امراتہ فی صرۃ یعنی پھر سامنے سے آئی اسکے عورت بولتی باجمہ فرشتوں کی باتیں سننا یہ نہیں اور سبب ہنسنے کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ٹرنے پر انکو ہنسی آئی یا کہ فرشتوں کو بصورت آدمیوں کے دیکھا کہ متعجب ہوئے اور ہنس پڑیں یا قوم لوط کی اہلک سے خوش ہوئیں کہ وہ لوگ اہل فساد تھے یا غفلت قوم لوط پر تعجب کر کے ہنسیں بہر تقدیر جب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں تو فرشتوں نے حضرت اسحاق کے تو لہ کی خوشخبری کہی چنانچہ ارشاد ہوا سورہ ہود و امرتہ قائمۃ فصحاکت فبشرنا یا باسحت و من و راوا سحت یعقوب یعنی اسکی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی پھر ہنسنے خوشخبری دی اُسکو اسحت کی اور بعد اسحاق کے یعقوب کی تفسیر بشارت کی حضرت سارہ کو یہ معلوم ہوتی جو کہ لڑکے ہونے سے عورت زیادہ خوش ہوتی ہے بشارت مرد کے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت ہاجرہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہو چکے تھے صرف حضرت سارہ سے اولاد نہ تھی لہذا انکی تفسیر ہوئی اور اتفاق مفسرین حضرت سارہ کی عمر نفاک

یا اٹھا نوٹسے برس کی تھی اور حضرت ابراہیم کی ایک سبب یا ایک سوارہ برس کی تھی سو اس باعث سے مادہ نازرو سے انکار حضرت سارہ نے کہا کہ اور خرابی میں کیا جنونگی مالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ فائدہ مند میرا بوڑھا ہے یہ تو مجبب ایک چیز ہے قانت را کہ وہ انا عجوز و ذلیل بیچارہ کی نذر تھی عجیب اور سورہ ذاریات میں واقع ہے فصاحت و جہا و قانت عجوز عقیم یعنی پھر مٹایا اپنا ماتھا اور کہا کو میں بڑھیا ہوں کھجیا جنتی ہر قتل ہے کہ جب حضرت سارہ متعجب ہوئیں تو حضرت جبریل نے فرمایا کہ اپنے گھر کی چھت تو دیکھو تو دیکھتی ہیں کہ خرمائی نکلیاں سبز اور میوہ دار ہو گئی ہیں تب فرشتوں نے کہا کیا تعجب کرتی ہو اللہ کے حکم سے قالوا انجبین من امر اللہ یہ بات کہار وہ فرشتے تو م لوہا پر چلے گئے اسوقت میں حضرت اسمعیل علیہ السلام کی چوڑا برس کی ہوئی اور قوم جبرہم میں ایک سردار نے کہا کہ از رو انچی لڑکی کو حضرت سے عقد کر دیا اور زبان عربی سیکھ کر نہایت تیز فہم اور فصیح ہوئے اور حضرت باجرہ نے وفات پائی اور حضرت سارہ سے حضرت اسحاق پیدا ہوئے کہ حضرت سارہ انکی پرورش میں مصروف ہوئیں اور فی الجملہ رشاک انکے دل سے کم ہوا ابن قتیبہ انہی معارف میں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت اسحق علیہ السلام پیدا ہوئے تو کنعان میں نو بڑا تعجب ہوا کیونکہ حضرت ابراہیم کی زیادتی عمر سے اولاد کی نقیض نہ تھی اور حضرت اسحاق حضرت ابراہیم سے کمال مشابہ تھے بلکہ جب جوان ہوئے تو دونوں میں کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا تھا اس واسطے خداوند کبریا نے حضرت ابراہیم کے محاسن شریف کو سفید کیا تاکہ باپ بیٹے میں فرق ہو جائے غرض کہ بعد پیدا ہونے حضرت اسحاق کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے اجازت چاہی کہ اگر کو تو اسماعیل کو دیکھ آؤن حضرت سارہ نے خوشی سے اجازت دی الا بدین شرط کہ گھوڑے سے نہ آترو اور شب ہاش نو جو اولاد تو قلمت بھی زیادہ نہ کر لو چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی نہ شرط روانہ ہوئے جب مقام معمود پر پہنچے تو دریافت ہوا کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام جوان ہوئے فائدہ دار ہوئے ہیں اور حضرت باجرہ نے وفات پائی ہے اور اسوقت حضرت اسمعیل علیہ السلام شکار کو گئے تھے اور عیشت انکی یہی تھی کہ تیر و کمان سے شکار کرتے

۲  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 حضرت اسمعیل علیہ السلام  
 حضرت اسحاق علیہ السلام  
 حضرت باجرہ

اور زب زفرم سے چاکر کھاتے تھے اور رازق بیہال نے اسی پر قناعت عطا کی تھی جب  
 حضرت ابراہیم نے انکو نہ پایا تو انکی بی بی سماء و عمارہ بنت سعد جہ مہیہ کو دروازے پر بلا کے  
 پوچھا کہ تمہارا شوہر کہاں گیا ہے اور کب آویگا اُس نے کہا کہ جنگل کو ت بلاش معیشت گئے ہیں  
 شام تک آئینگے حضرت ابراہیم نے کیفیت معاش سے استفسار کیا اُس نے کہا بہت  
 خراب ہے اور نہایت تنگی اور شدت سے ایام گذرتے ہیں اسی طرح بہت شکایت کی  
 کہ حضرت کو برا لگا اور اندیشہ کیا کہ اگر شام تک ٹھہرتا ہوں تو خلاف وعدہ ہوتا ہے اور  
 مقصود میرٹ احوال پرسی تھا سو معلوم ہو گیا لہذا باگ پھیر کر پہلے اور فرمایا کہ  
 جب تمہارا شوہر آئے تو میری طرف سے سلام کہنا اور یہ بھی کہدینا کہ اپنے دروازے کی  
 چو کھٹ یا مہرول کو بدل ڈالو کہ تمہارے لائق نہیں ہے اور روانہ ہو سائے ہیں  
 حضرت اسمیل علیہ السلام تشریف لائے تو دیکھتے ہیں کہ دروازہ پر انوار نبوت چمک  
 رہے ہیں اپنی بی بی سے پوچھا کوئی شخص یہاں آیا تھا اُس نے عرض کیا کہ ایک ڈوہا  
 سوار اس شکل اور شامل کا یہاں آیا اور دروازے پر کھڑے ہوئے تمہارا حاجت پتہ پتا  
 تب حضرت اسمیل نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم تھے اور اس بی بی نے سارا سال  
 بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ میں نے اپنی تنگی معاش کی شکایت کی تھی حضرت اسمیل نے فرمایا  
 کہ پھر اُس بزرگ نے کیا کہا اُس نے کہا کہ یہ بات کہ گئے ہیں کہ سب تیرا شوہر آئے تو میری  
 طرف سے سلام کہنا اور پیغام دینا کہ چو کھٹ یا مہرول اپنے دروازے کا بدل ڈالو سینگے  
 حضرت اسمیل نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے باپ تھے اور تیرے نکال دینے کا حکم  
 دے گئے ہیں سو میں نے تجھکو حلاق دی تو اپنے بان باپ کے گھر جا مجھ سے کچھ پوچھو گا  
 نہیں اور اسی وقت رخصت کر دیا بعد اسکے دو مہرے شخص نے قبیلہ جرہم سے اپنی  
 لڑکی دی ورج الدررین ہے کہ حشر نامے مہر در جرہم نے بیٹی دی اور اخبار الہدایہ میں  
 کہ مضاہن ابن عم رئیس نے مسماہ رعلہ سے نکاح کیا اور صحیح نام انکا ہار تھا کہ وہ کتالی  
 کرنے لگی بعد مدت دراز کے حضرت ابراہیم نے بھر سارہ سے اجازت مانگی اور کہا کہ پہلے  
 جو میں گیا تھا تو اسمیل سے ملاقات نہیں ہوئی اب پھر میرا حاجت پتہ پتہ کہنے کو ہوتا ہے اگر کوئی  
 تو دیکھ آؤں حضرت سارہ نے بشر اکتا سابقہ اذن دیا چنانچہ حضرت ابراہیم تشریف  
 لے گئے پھر بھی ملاقات نہ ہوئی اور دروازے پر بی بی کو بلا کے نال پوچھا اُس نے عرض کیا

کہ آپ اترے اور تشریف رکھے تو میں آپ کا سر دھو ڈالوں حضرت ابراہیم نے فرمایا مجھ کو اجازت  
 اترنے کی نہیں ہے ناگہ میرا سنے ایک چھوڑا لاسکا کہ کاب کے نیچے رکھا اور اس پر ٹپ کے شہکار  
 خوب مل کے دھویا اور نگھی کی اس حالت میں آپ احوال عبرتی کہتے تھے اور وہ شکر گزار  
 انکی وضع اور افلاق کی کرتی تھی یہاں تک کہ کیفیت معاش پر ذمہ آئی تو اسنے بہت شکر کیا  
 اور کہا احمہ شکر کہاں سہرت گذرتی بہت حضرت نے دو ماہے فرمائی اور کہا حق تھا سائے انکو  
 گوشت اور پانی میں برکت دیا حدیث تشریف میں ہر روز کہ ناصیت اس دعا کی یہ کہ جو کوئی  
 شخص مکہ منظر میں گوشت اور پانی پیرا کھتا کہ باہر آسکو غلہ وغیرہ کی حاجت اصلاح نہیں ہوتی  
 اور طاقت اسکی بدستور برقرار رہتی ہے بعد اسکے حضرت ابراہیم علیہ السلام رات کے رہتے تھے  
 فریفت کر کے رخصت ہوئے اور انہی بہت سے فرما گئے کہ سب اسمیں آوین تو میرا سلام کہہ بنا اور پیغام  
 دنیا کہ یہ مہرول دروازے کا بہت خوب ہے اسکو غیب سے بھیجا کہ یہ سب حضرت اسمعیل علیہ السلام  
 سب سے متور تھے یعنی لاسے پھر وہی نوزیوت محسوس ہوا تو انہی بی بی سے پوچھا کہ آج کوئی یہاں  
 آیا تھا بولیں کہ ایک بزرگ تشریف لائے تھے اور انکی صورت ایسی تھی جو میں نے بہت غصے کی  
 اور انکا یہ ہویا لیکن وہ بزرگ گھوڑے سے نہیں اترے اور میرے واسطے دنا کہ گئے تب  
 حضرت نے پوچھا اور کیا فرمایا بولیں کہ تم کو سلام کہے کہ یہ فرما گئے ہیں کہ یہ مہرول دروازے کا  
 بہت خوب ہے اسکو غیب سے جان کے انہی طرح سے رکھو حضرت نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے  
 باپ تھے یہ ساق بن سفارش کہ گئے ہیں اور مہرول دروازے کا تو چہ چاہیے کہ میں تجھ کو  
 حسن سلوک سے رکھوں جب اس معاملہ پر ایک وقت گذری پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے  
 حضرت سارہ سے فرمایا کہ میں دو مرتبہ گیا اور اسمعیل سے ملاقات نہوئی اگر اب اجازت ہو تو انکو  
 دیکھ آؤں اور چند روز اسکے پاس رہوں کہ میرے سائل کی تسلی ہو حضرت سارہ نے اجازت دیا  
 کہ حضرت ابراہیم تشریف لائے اور اسی مکان پر پہنچے جہاں اسمعیل رہتے تھے دیکھتے ہیں  
 کہ حضرت اسمعیل ایک درخت کے نیچے زمر سے قریب بیٹھ اپنے تیرون کو درست کیے ہیں  
 بچہ دیکھنے کے حضرت اسمعیل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہچانا اور بے اختیار  
 اٹھ کھڑے ہوئے اور معاف فرما کر کہ جو کچھ معاف تھی کہ باپ سے چاہتے سو بھلا لائے  
 اور دونوں ملکر ایسا روئے کہ انکی آواز سے ہرگز سے بھی روئے لگے بعد اسکے حضرت  
 ابراہیم نے فرمایا کہ مجھ کو خالق لایزال نے اس جگہ عبادت گاہ بنا نے کا حکم فرمایا ہے

اور یہ کام میں اپنے ہاتھ سے کرو گا اگر تم بھی سچے ہو تو بہتر کہو کہ یہ بھی گویا میرا ہی امیر ہے  
 وہیں نے کہا کہ انہاں بنا سیکے گا فرمایا کہ اس تو دوسرے پر جہاں بیت المعمور تھا حضرت امیر نے  
 کہا کہ تمہارا فرمانا اور اللہ کا حکم میرے سر اور آنکھوں پر چڑھیں بیشک اعانت کرو گا پناہ  
 غرہ ذی قعدہ کو بنا کر کعبہ شریف کی اوپر چھینون کو تمام کی اور بنا سنا اس طرح سے تھے کہ حضرت  
 اسماعیل تعمیر لائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بناتے اور اس وقت عمر حضرت اسماعیل  
 علیہ السلام کی تیسس برس کی تھی اور حضرت ابراہیم کی ایک تینویس سال کی تھی جاگنے  
 بطریق صحیح اور ذیقعی نے دلائل میں حضرت امیر المؤمنین علی کریم اللہ وجہ سے روایت  
 کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم کو کعبہ بنانے کا حکم ہوا تو نہایت تردد تھے کہ کس طرح بناؤں جاؤ  
 کچھ کمی و زیادتی ہو جائے تب حق تبار نے سکینہ کو بصورت ہوا سے پیدا کیا اور اسکا  
 دونوں طرف سر شام کو ہوا بنا برلی کے فائدہ کعبہ پر سایہ افکن ہوئی اور ٹھہر گئی اور  
 حضرت کو حکم پہنچا کہ اس سایہ کے موافق زمین کو زمین کر کے کعبہ بناؤ اور وہ بنا بقول  
 شاریح حیرۃ اللہ کے طول پانچ بیس گز اور عرض میں بیس گز اور ارتفاع میں نو گز تھی  
 اور عقب پر خدا دی میں لکھا ہے کہ وہ ہوا کا ٹی کے جانے کی طرح اس مکان کے گرد تھی اور  
 ایک سرخ نے آسمان سے آواز دی کہ میرے برابر گھر بنا سیکے اور مشورہ دیا کہ ایک ٹکڑا  
 ابر کا مقدار اس مکان کے ہوا میں گھرا ہوا اور اس سے آواز نکلی کہ میرے برابر کعبہ بناؤ  
 اور یہی روایت گلی سے معالم المتعزیز میں لکھی ہے اور ابو الشیح نے تاریخ ازرقی اور  
 کتاب المغنمہ میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام  
 بہشت سے زمین پر گئے تو جناب انہی میں گزارش کی کہ میں اب تیج اور تھلیں و شتون کی  
 نہیں سنتا ہوں تب حکم ہوا کہ ایک گھر جہاں جھکاؤ نشان دیا جاتا ہے بناؤ اور گھر کے طول  
 کیا کرو اور اسی کی طرف نماز پڑھا کرو اور حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم وہ جگہ بناؤ  
 پناہ یہ حال مفصل تھے حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام میں بیان ہو گیا ہے حقیقت یہ  
 کہ یہ خانہ طوفان نوح علیہ السلام تک بیت المعمور تھا طوفان میں آسمان مغترم ہوا تھا  
 اور اب مقابل کعبہ سے کہا ہے اور فرشتے اس کے طوائف میں مشغول ہیں کہ حدیث مورخ  
 معلوم ہوتا ہے پناہ بعد اٹھ جانے کے یہ مکان ایک ٹیلہ بلند سرخ رنگ ممتاز تمام  
 زمین سے رکھیا تھا اور کچھ مکان اسپر باقی نہ تھا اہل افاق اسی مکان پر تھے اور دعا

۲۸۲

کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی مکان کی تعمیر کا حکم ہوا اور ان کے ساتھ کینیڈا  
 بصورت ابرایا اس سے مدد کجہ مقرر ہوئی اور حضرت جبریل علیہ السلام نے اسی کے مطابق  
 ایک خط کھینچ دیا کہ اس خط سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمین کھودنا شروع کی یہاں تک  
 کہ بنا آدم علیہ السلام ظاہر ہوئی اور دونوں عاصیوں نے بنانا شروع کیا اور خالق المیزان  
 سات فرشتے بھی انکی مدد کو بھیجے سو پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قاعدوں کو کوہ  
 حرا کے چھوڑنے سے اٹھایا اور فرشتوں نے کہ وہ سینا اور زینا اور جودی اور لبنان پہاڑوں  
 چھ لاکھ حضرت آدم کے ہاتھ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پوچھا کہ حضرت نے  
 دیواروں پر جھانپے ابو بکر قطان فرماتے ہیں کہ اس وقت حضرت ابراہیم زبان سریانی  
 بولتے تھے اور حضرت اسمعیل بزبان عربی اور باہم سمجھ لیتے تھے چنانچہ حضرت ابراہیم  
 فرماتے تھے جب لی کیا یعنی چھوڑا اور اسمعیل کہتے تھے خدا بچھ اور بھنے کہتے ہیں  
 کہ پانچ پہاڑوں سے چھڑاتے تھے طور سینا اور زینا اور لبنان و نور و یوزگار صحیح یہ کہ حضرت  
 اسمعیل گارہ بنا کے بوہیس و درواہ لبنان سے چھڑا لاسکے دیتے تھے یہاں تک کہ دیوار میں  
 قعد آدم سے بلند ہو گئیں تب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلند چیز کی حاجت ہوئی کہ اسی چڑھ کر  
 بناوین سو حضرت اسمعیل علیہ السلام جانب جبل بوہیس چلے راستے میں حضرت جبریل نے کہا کہ  
 زمین بڑے بڑے دو چھڑا کر کے بتلاتا ہوں اور یہ وہ چھڑا ہیں جنکا حضرت آدم ہمیشہ سے لاسکے  
 اور وقت طوفان حضرت نوح نے اس پہاڑ میں رکھ دیے تھے انکو ایجا بنے ایک ابراہیم کے  
 کھڑے ہونے کو دیکھیے اور دوسرا وہی طرف دروازے کے لگا دیکھیے کہ جو کوئی اس گھر میں آوے  
 اول اسکو بوسہ دے چنا کہ حضرت اسمعیل نے دونوں چھڑا لے اور پہلے حضرت جبریل علیہ السلام  
 آپ کے ساتھ چلے آئے اور حضرت ابراہیم کو دوسرے چھڑا کے جاننے کی تدبیر بتلا گئے کہ حضرت  
 ابراہیم نے اسی طرح رکھا وہی چھڑا جو مشہور ہے اور اباب اسکی جگہ ہے اور ایک چھڑا  
 چڑھ کر بنانے لگے وہ چھڑا میا نرم ہو گیا کہ حضرت کے پیروں کی انگلیوں کے نشان بن گئے اور  
 یہ کرامت ہوئی کہ تا تمام تعمیر کعبہ دوسرے چھڑا کی حاجت نہ ہوئی وہی بڑھتا رہا اور  
 حجر اسود کی روشنی ایسی پھیلی کہ چاروں طرفین کعبہ کی روشن ہو گئیں بلکہ اسی روشنی سے  
 حد حرم میں ہوئی اور بعد تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حرم کا ایک نشان کر دیا ہے  
 عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کہ رکن و مقام دونوں بہشت کے مقام ہیں نور انکا جاتا رہا جو اور اگر نہ جاتا تو مشرق سے  
 مغرب تک روشن ہو جاتا اور بھی حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حجر اسود بہشت سے نازل ہوا  
 اور پہلے نہایت سفید و نورانی تھا گنگا رون کے ہاتھوں سے سیاہ ہو گیا جو رواہ احمد  
 و ترمذی و شامکہ اس حدیث میں ایمان کا امتحان مراد ہے اگر کامل الایمان ہے ترو  
 و بلا تامل قبول کرتا ہے اور ضعیف الایمان ترو کرتا ہے اور کافر انکار کرتا ہے حضرت شیخ  
 عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو مخالف  
 دلیل قاطع کے ہو اور ظاہر حدیث میں تاویل کرنا پڑے اور یہ قول اہل مخالفت کا ہے کہ بہشت  
 اور جو چہ اسمیں ہے جو اہرات وغیرہ سے مخالفت ہیں ان چیزوں کے جو اس عالم فانی میں  
 معاف ہوئی ہیں یعنی جو بہشت کی چیزیں ہیں انکو زوال و فنا نہیں ہے اور جو اسود کو خود  
 اہل حقین قرار دے ملاحدہ کے ہاتھ سے پہنچیں کہ ٹوٹ گیا اور ہنوز اثر اسکا باقی ہے جو اب  
 اسکا یہ ہے کہ حجر اسود بنے اس عالم کے اپنی حالت سے متغیر و متبدل ہو گیا ہے جس طرح  
 حضرت آدم علیہ السلام پر بعد آنے بہشت سے گر سنگی و آتشکی وغیرہ امور سلامت  
 دراز بھنگان کے ظاہر ہوئے ہیں اسی طرح حجر اسود میں ظاہر ہوئے ہیں اعتراض نا درست ہے  
 اور بعضے کہتے ہیں کہ بہشتی ہونا جو اسود کا یہ ہے کہ اسمیں برکت و شرافت ہے مگر بہشت سے  
 آیا ہے اور سفید ہو جانا اور سیاہ ہو جانا آدمیوں کے گناہوں سے گویا عبرت کے واسطے ہے  
 کہ گناہوں کا اثر پھر میں پہنچتا ہے نہ جاسے قلب انسان اور یہ سب ترو و تامل تاریکی  
 باطن سے ہے راست ہے کہ و کاست تو یہ ہے کہ ایمان ظاہر حدیث پر لاوے اور حقیقت حال کہ  
 علم الہی پر چھوڑے اور کہے کہ ان اللہ علی کل شیء قدیر تکملہ بقصص میں حضرت امام حنفی  
 صاویق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ جل شانہ نے فریات آدم سے عہد لیا  
 تو ایک نہر شہد سے زیادہ شیریں اور مسک سے زیادہ نرم جاری فرمائی اور قلم کو اڑھا دیا  
 کہ لکھ سؤ قلم نے اسی روشنائی سے اقرار فرمیت آدم علیہ السلام کا لکھ لیا اور رب الارباب  
 نے اس نوشتے کو حجر اسود میں رکھا اس عالم میں بھیجا تو گویا بوسہ دینا آدمیوں کا  
 اس پتھر کو نشان قرار کا اقرار ہے اور حجۃ الہند میں لکھا ہے کہ رب العزت نے  
 اس اقرار کرنے کو ایک نوشتے کے منہ میں رکھا اور فرمایا اھجر شوہ نوشتہ پتھر  
 ہو گیا اور ہر حضرت میں تھا اب رکن یمانی میں رکھا گیا قیامت کو پتھر فرشتہ کو دیکھے

حضرت ابراہیم علیہ السلام

اور عہد نامے کو لگا لگا دیکھا دینے کے پھر جو کوئی اپنے عہد پر قائم ہوگا اسے بہشت ملیگی اور جو  
 بر خلاف ہوگا اسکو دوزخ ملیگی اور یہ جو مشہور ہے کہ حجر اسود میں کچھ سفید ہی باقی ہے جب  
 وہ بھی جاتی رہیگی تب قیامت قائم ہوگی خواہ نزدیک ہوگی سو حضرت شیخ المہدی نے تحقیق  
 دہلوی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ فقیر اس بات میں متحیر تھا یہاں تک کہ میں نے  
 تاریخ مکہ میں دیکھا کہ ابن جبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حجر اسود میں کئے نعلے سفید چھوٹے  
 چھوٹے دیکھے تھے اور ابن جبیر نے سنہ پانچ سو اسی میں وفات پائی اور فقیر سیمان  
 عسقلانی نے انہی مناسک میں بیان کیا ہے کہ میں نے حجر اسود میں تین جگہ سفید ہی  
 دیکھی بعد اسکے دیکھا تو ہر وقت کم ہوتی جاتی تھی اور یہ عامہ سنہ ہفت صد و ہشت میں تھا  
**مسئلہ** واضح ہو کہ جب حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے  
 کعبہ شریف بنایا ہے تو ارتفاع اسکا نو گز کا تھا اور دور حجر اسود سے رکن یمانی تک  
 تینتیس گز کا اور رکن شامی سے رکن غربی تک بائیس گز کا اور رکن غربی سے  
 رکن یمانی تک اکتیس گز کا اور رکن یمانی سے حجر اسود تک بیس گز تھا اس سے  
 معلوم ہوا کہ شکل کعبہ اسوقت میں مستطیل تھی کہ طول عرض سے زیادہ اور طول شرقی  
 اور غربی میں بھی تفاوت الاغیر محسوس اور دروازہ کعبے کا زمین سے ملا ہوا ہے  
 کیوڑوں کے تھا تیج خمیری نے دروازے میں کیواڑ اور قبض اور زنجیر میں لگائیں  
 اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے داہنی طرف ایک مفرد بطور خزانہ لکھو دا تھا تاکہ  
 از قسَم نہ در اور ہدایہ جو کچھ آوے اس میں رکھا جائے پس معلوم ہوا کہ یہ چار دیواری  
 اور سقف حضرت ابراہیم نے بنائی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں سوا  
 بنیاد کے اور کچھ نہ تھا بلکہ اس بنیاد پر ایک فیہہ یا قوت مجوت کا جسکو بیت المہور  
 کہتے ہیں رکھا تھا اور یہ مکان قبل حضرت آدم علیہ السلام کے بلکہ قبل خلقت زمین اور  
 ما فیہا مقام عظیم تھا چنانچہ فاکھی اول تاریخ مکہ میں مع اسناد بیان کرتا ہے کہ حضرت  
 امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کہم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ خالق ذوالجلال نے چالیس  
 برس پیش از خلقت آسمان اور زمین کعبہ شریف کو پیدا کیا تھا اور تھا کعبہ بطور  
 کنت کے پانی پر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو ہزار برس پیش از خلقت  
 زمین سے کعبہ پیدا ہوا ہے تب کسی نے کہا کہ طسرح کعبہ قبل زمین کے پیدا ہوا

حالانکہ وہ خود زمین پر ابوہریرہ سے فرمایا کہ مانند بروت اور ہوا کے ٹھٹھا ہوا تھا جو جب  
 اٹھتا تھا اسے خلق سے زمین کا ارادہ کیا تو بچھایا اسکو کہ جسے کتے سے اور کبجہ کو  
 رکھا وسط میں پس یہ بات نہایت غلط مشہور ہے کہ اصل کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے  
 وقت سے ہے اور یہ جو اصل تاریخ لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ترکوں نے  
 بھی اٹھی اور پھر سے کعبہ بنایا تھا یہ تو قابلِ اعتماد نہیں ہے اور اسوے کے منتہی سے  
 سند الکی و مہربان منبوتہ یک ہے اور یہ شخص اکثر روایات امیر المکیوں سے نقل کرتا ہے  
 پس تحقیق یہی ہے کہ قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کسی شخص نے اس گھر کو  
 تعمیر نہیں بنایا اور کلام آئی اور اعدا میں نبوتی بھی اسپر مشعرین لہذا شیخ  
 عمار الدین ابن کثر نے یہی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ لہ میر عن معصوم ان البیت کان  
 بیتا نہیں انجیل لیکن بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے البتہ عمالقاہ اور جرم  
 بنایا اور بعد اسکے تھیں ابن کثر کا ایسا ہے بنایا اور حیثیت کو اور گل کی لکڑیوں سے  
 بنا اور کھڑے کی لکڑیوں سے بنائے گئے ہوا ہے اسکے اسخرفت معنی اللہ علیہ وآلہ  
 سلم کے وقت میں تشریح سے ہے اور سبب تشریح بناتے تھے تو حجر اسود  
 رکھنے میں بڑی عزت تھی کہی کہ ہر ایک فرقہ یا پتا تھا کہ ہم اپنے ہاتھ سے  
 رکھیں اسے کو تو فرمایا کہ اول جو شخص بنی ہاشم سے دروازہ بنی شیبہ سے  
 جان آئے اسے آگے میں ہاتھ میں حکم بناؤ اور اسکے ارشاد کے مطابق سجلاؤ  
 پتا پتا اول دروازہ بنی شیبہ سے اسخرفت سے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسخرفت  
 اسے سب سے عزت کو حکم بنایا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک چادر بچھاؤ زمین  
 پر اور اس پر سب کو رکھو اور غرض کہ سب اسکے سجلائے اور حضرت نے  
 چادر میں رکھ کر منہ دیا کہ ہر فرستے کا ایک ایک سرور اس چادر کے گوشے  
 پر رکھے اور سب کو چادر سجھون نے اٹھانی جب چادر مجاز تھا موشن حجر اسود  
 پہنچا کہ سب چادر پر سب کو رکھو اور اسے اپنے دست مبارک سے شجر ہوا  
 موشن اسوے سے کہ چادر چھوڑا ان سے وصل فرما دیا اس وقت میں حضرت  
 مسلم اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی تھیں برس کی تھی اور سب اس بنا کا یہ واقع  
 ہوا تھا کہ ایک عورت ہمیشہ کعبہ شریف کی پوشش کو خوشبو اور چیزوں سے

دھوان دیا کرتی تھی ایک روز گجراتی تو لکڑیاں چھت کی بل گئیں اور قبل اسکے سیل آب  
 بھی آیا تھا کہ اسکے مدد سے وہ دیوار میں گر گئی تھیں تب اکثر سرداران قریش نے  
 مصالحت کی کہ اسکو بنانا چاہیے پناہ و ولید ابن مغیرہ کو میر عمارت قرار دیا اور یہ بھی  
 قول و قرار ہو گیا کہ سوا سے مال ملال کے اور کچھ اس میں صرف منہوں نے پاؤں سے غرض کہ  
 سرنو سے پھر بنایا گیا اور کئی طرح کی تعمیر اس بنا میں واقع ہوئی کہ اول یہ کہ کعبے کے  
 عرض سے کئی گز زمین عظیم میں داخل کر دی گئی دو سو سے یہ کہ دروازے کو زمین سے بہت  
 بلند کر دیا تیسرے یہ کہ اندر کعبے کے دو مضامین مستوفیوں کی قائم کیں کہ ہر مضامین میں تین  
 ستون بنائے چوتھے یہ کہ بلند ہی کعبے کی باہر سے اٹھارہ گز بڑھا دی پانچویں یہ کہ کعبے کے  
 اندر رکن سیانی کے متصل ایک زینہ بنایا ہو کہ اسی سے سقف کعبہ پر جاتے ہیں حیرۃ الفقدی  
 شرح میں لکھا ہے کہ مقدار طول و عرض کعبہ معظمہ کا نوبت قریش میں یہ تھا یعنی طول  
 ستائیس گز اور عرض اٹھارہ گز کا اور آج اسی اندازہ پر ہے کہ طول دیوار شرقی و  
 غربی کا باہر سے پچاس گز اور دیوار شمالی کا بیس گز اور دیوار جنوبی کا اسی گز و چار  
 انگل اور درمیان رکن سیانی اور شمالی کا اسی گز ایک بالشت اور درمیان ان  
 دو رکنوں کا عرض چودہ گز اسی گز انگل اور رکن حجر اسود سے تا رکن عراقی اٹھارہ گز اور  
 ایک دروازے سے تا دروازے کے طول پانچ درجہ اور عرض چار درجہ اور بلند ہی خانہ شریف کی  
 سوا ستائیس گز اور اندر سے تین ستون ہیں دو منور کی کلاسی کے اور درمیان کا  
 ستون سانگ کا اور چھت اسکی اٹھارہ گز دیں سانگ سے چھت صحیح بخاری وغیرہ  
 کتب حدیث میں روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائ  
 صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متصل کعبے کے بیجا کہ فرمایا کہ دیکھو تمھاری قوم نے جب کعبے کو  
 بنایا تو تو اے ابھی میں اختصار کر دیا جو حضرت عائشہ نے اتھارہ گز کیا کہ یا رسول اللہ  
 آپ اسکو تھام کر میں فرمایا کہ تمھاری قوم نے اسکو جو اگر میں اسکو گرا کر چھد بناؤں  
 تو یہی کہانگی اور طعن کر لگی کہ اسنے اپنی حاجت سے زمین اور داخل کر دی جو اگر یہ جو  
 نہ ہوتا تو زمین بناتا اور اسکے دروازے کو زمین سے ملا دیتا اور دورہ کر دیتا ایک نہ  
 جانب شرقی اور ایک درہ جانب غربی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں  
 نوبت اسکی نہ پہنچی مگر اسی حدیث کے مطابق عبد اللہ ابن زبیر نے پھر بنایا اور بنا

ابراہیم قانم کی اور برعات جاہلیت سب مٹا دین اور حطیم کو خانہ کعبہ میں داخل کیا اور روزہ  
 کر دیا اور طول دو سو بیس گز کا کر دیا اور سپاسے گلاب کے درمں کہ خوشبو دار چیز ہو کام میں  
 لایا اور جعتر اور یابرشک اور عنبر سے کونجلی کی اور دیاج کی پوشش پہنائی اور تیسویں  
 تاریخ رجب ۱۲۵۰ ہجری میں یہ بنا تمام ہوئی اور اسکے حجاج نے اپنے وقت میں عبدالملک  
 ابن مروان کے اشارے سے جانب شامی کو دبا کے بنیاد قریش پھر قانم کی اور زمین کعبہ  
 پہ تھرون سے بھردی اور روزہ شرفی کو باند کیا اور روزہ غربی کو بند کیا اور پچھن  
 زیادہ کیا یہ بنا سنہ چہتر ہجری میں عمارت ہوئی اس وقت سے تا وقت سلطان مروان  
 احمد خان مسجد بنی ہوئی مگر بلوک اور سلاطین نے کچھ ترمیم اور اصلاح بنا حجاج میں  
 کی تھی سلطان مروان نے پھر بنایا اور سوسے حجر اسود کے باقی سب گرا دیا اور یہ عمارت  
 سنہ اکیتر ہجری میں واقع ہوئی اور اب تک وہی عمارت باقی ہو لیکن یہ عمارت حجاج  
 کے طریق پر ہو کہ حطیم باہر ہو اور پیکرہ جو قانم حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے  
 رسالہ فضائل مکہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ کعبہ منظر زمانہ سابق میں ہر طرف سے بے دیوار تھا  
 اور درم کے گھر تھے کہ وہ مانند دیواروں کے محیط تھے اور گھروں میں راہیں تھیں  
 کہ انھیں راہوں سے حرم میں آتے تھے سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی خلافت  
 وہ سب گھر خرید کر کے گھد داڈا لے اور اسکی کچھ زمین حرم میں داخل فرما کے حرم شریف کو  
 فراخ کیا پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو حضرت نے اٹھائیسویں برس  
 ہجرت سے جب قدر اور گھر باقی تھے انکو بھی خرید کر کے حرم میں اسکی زمین کو داخل کیا  
 کہ نہایت کشادہ ہو گیا پھر سنہ ۶۷۰ ہجری میں عبداللہ ابن زبیر نے بہت گھر  
 از ان قیمت اور گران قیمت کہ بعضے سات سات سزارو نیار کو طے خرید کر کے انکی  
 زمین مسیحی حرام میں داخل کی بعد اسکے عبدالملک ابن مروان نے مسیحی حرام کو  
 بہت خوبصورتی سے تعمیر کیا لیکن اسنے کچھ زیادہ نہیں کیا صرف دیواروں کو بلند  
 کر دیا اور سقف خانہ کو ساج کی لکڑی سے بنوایا اور چند بلین آسمین ٹکائیں جو اسکے  
 ولید ابن عبدالملک نے کچھ زیادہ کیا اور بعضے ستون سنگ رخام سے بنوائے پھر  
 منصور ابن جعفر نے کچھ کچھ زیادہ کیا پھر دو مرتبہ ہمدی ابن منصور نے کچھ زیادہ کر کے  
 حرم کو تعمیر کیا اول سنہ ایک سو ساٹھ ہجری میں دوسرے سنہ ایک سو ترہن

اور سنا ایک سو نہت میں آسنے و نمانت پائی اُسکی عمارت آج تک قائم ہو کذا ذکرہ اللہ علیہ  
فی مناسکہ اور سحر المعیق میں لکھا ہے کہ زیادت مہدی مشہور باب النداءہ جو اور طول  
دروازہ کعبہ کا چھ گز اور ثلث اور نصف مہدی گز کا ہے اور عرض چار گز کا اور وہ دروازہ  
دیوار شرفی میں ہے اور تختہ ساج کی لکڑی کے اور تختہ نقرہ کے اُسکے اوپر ہے اور تختہ  
نقری اُس پر چڑھی ہیں کہ اُس سے کمال مغنیوں نے جو اور آستانہ کعبہ کی بلندی زمین سے  
ساڑھے چار دروہ اور ناوہ ان کعبہ کا بسکہ بنی راب الرحمتہ کہتے ہیں درمیان رکن عراقی اور  
شامی کے راتح ہے اور حجرہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کا اُسی کے نیچے ہے اور حجب اسود کی  
بلندی زمین سے دو گز اور نصف و سدس گز سے زیادہ اور عرض اُس معتدرا کا  
جو اُس سے ظاہر ہے ایک و سب چار انگل ہے قائمہ ہر ماظنا سبحی ز نقی الدین ہا رسی تاریخ  
مکہ میں لکھتے ہیں کہ دس بار کعبہ بنا جو اول بنا سے ملائک و دوسرے بنا سے آدم تیسرے  
بنا سے نبی آدم چوتھے بنا سے ابراہیم پانچویں بنا سے عمالقہ چھٹوں بنا سے جبرہم  
ساتھویں بنا سے قسطنطنیہ آٹھویں بنا سے قریش نوین بنا سے عبد اللہ زبیر دسویں بنا سے حجاج  
تعاودہ سے روایت ہے کہ قبل از اسلام عادت یہ تھی کہ مقام ابراہیم علیہ السلام سے کوئی  
باتھ نہیں نکاتا تھا اس وقت میں یہ بات راجح ہے اور جو لوگ قبل از عہد اسلام ہتھام کو  
دیکھ چکے تھے وہ نقل کرتے ہیں کہ دونوں پانچوں کی انگلیوں کے نشان آسمان موجود  
تھے اب ہاتھوں کے مگانے سے وہ نشان بخوبی ظاہر نہیں ہیں اور ابن ابی شیبہ نے  
عبد اللہ ابن زبیر سے نقل کیا ہے کہ جب عبد اللہ ابن زبیر نے لوگوں کو دیکھا کہ ہتھام  
ابراہیم کو ہاتھ سے چھوتے ہیں منع کیا اور کہا کہ تمکو اللہ تعالیٰ نے یہاں نماز  
پڑھنے کو فرمایا ہونہ مسح کرنے کو اور یہ تھی نے اپنے سنن میں روایت کی ہے کہ یہ پتھر جو  
مقام ہوزمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زمانہ حضرت صدیق اکبر تک کعبہ کے  
متصل تھا حضرت عمرؓ کے وقت میں بسبب سیل انہمیش کے بہا کہ اپنی جگہ سے جب ہٹ گیا  
تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود تشریف لائے اور اُسکو آٹھا کہ جہاں تھا چھپر رکھا  
اور گرد اُسکے اور پتھر رکھو اُسے تاکہ جنبش نہ کرے پنا سچہ اب تک اُسی جگہ پر ہے  
فائدہ واضح ہے کہ حضرت استاذ الائمہ محدث دہلوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ  
مانہ کعبہ کے چار گز ہیں دو ہیانی ایک میں حجر اسود ہے اور وہ جانب شرفی میں واقع ہے

دو سو اربعہ کعبہ کی بنیاد پڑی جو کہ بائیں طرف واقع ہو اور دوسرے کعبہ کو مرکز شامی کہتے ہیں ایک جانب  
 شرقی مقبب ہو کر عراقی دو سو اربعہ بائیں طرف عربی طرف ہو کر مغربی ہیں قریشیوں نے دونوں  
 کعبہ شامی کو توڑا اور ابراہیمی سے بنیاد پڑی اور کعبہ زمین کعبہ کی بھی چھوڑ کے داخل حجر  
 کردی اور وہ دنیو اور جو کہ حجر اسود کے کعبہ سے تارکین عراقی تھی بھی کم کر ڈالی اور حضرت  
 ابراہیم کی بنیاد سے بھی کعبہ کو تارہ کر دیا کہ مثل چوہترہ دکان کے زمین سے بلند رہ گیا اور  
 اسی کو شادروان کعبہ کہتے ہیں بعد اسکے عبداللہ ابن زبیر نے اپنی ولایت میں جب  
 موافق حدیث کے بنایا لیکن حجاج نے بعد اسکے بصورت جاہلیت کر دیا لہذا اراون نے  
 اپنی سلطنت میں حضرت امام مالک سے پوچھا کہ اگر ارشاد ہو تو میں پھر موافق بنا سے  
 عبداللہ ابن زبیر کے کعبہ بناؤں حضرت امام مالک نے فرمایا کہ اگرچہ یہ حدیث صحیح ہے اور  
 عمل مطابق اسکے عین اتباع ہے اور امامت نہیں ہے کہ بار بار کعبہ کو گرا کے تعمیر اور  
 تبدیل کی جائے اس واسطے کہ کعبہ بائیں طرف ہے اور اسی کا اور ہر ایک بار شاہ اپنے  
 وقت میں ایسا ہی کیا کہ کعبہ سے پڑ جائیگی اور مفسدہ عظیم ہو گا اور جس کعبہ  
 مفسدہ پیدا کرے تو رعایت دفع مفسدہ کی مقدم رکھنا اور حدیث سے دست بردار  
 ہونا چاہیے فائدہ جو بعض جگہ کلام الہی میں نسبت اس گھر کی اللہ کی طرف واقع ہے  
 جس طرح ظہر ابھی اسکے معنی کیا ہیں اگر نسبت ناقیہ اور ہر تو سب سکانوں سے یہ نسبت  
 ہو سکتی ہے اور اگر نسبت سکینت اور بود باش کا خیال ہے تو ذات پاک الہی اس سے  
 پاک ہے اور اگر اس سخا سے ہے کہ اس مکان میں عبادت کہتے ہیں اور نشان معبودیت  
 اس مکان میں ظاہر ہوتی ہے تو فائدہ کعبہ اور عبادت کفار مثل ہر دو اور غیر ہر دو اور  
 ہو جاتے ہیں اس واسطے کہ سب جگہ نشان معبودیت ظاہر ہے اور ہر جگہ طالب حق  
 اپنے شوق کو لباس صورت میں ظاہر کرتا ہے جو اب یہ ہے کہ سبب اختتام کا یہ ہے کہ  
 اللہ کے حکم سے عبادت اور شوق طلب کے واسطے یہ مکان بنایا گیا ہے اور کسی طرح کا  
 علاقہ مخلوقات سے نہیں رکھتا اور عبادت کفار حکم خدا نہیں اور علاقہ مخلوقات سے  
 بے علاقہ نہیں بلکہ عبادت اور کوشش وغیرہ سے نسبت رکھتے ہیں اور تحقیق  
 اسکی یہ ہے کہ قبلہ بنانے کے واسطے دو چیزیں لازم ہیں اول یہ کہ حکم خدا سے ہو  
 اس واسطے کہ نسبت ظہور آتی ہے جگہ پر ہر شے میں یہ طور عام عقلاً بالاجماع توہ عبادت کا

نشان  
ادبیت

۱۰

صحیح نہیں ہوتا پس ظہور خاص ضرور ہوا اور ہر اس ظہور کا عقول بشر سے خارج ہر وہی  
 اصلاح شریعت کے سمجھنا نہیں جاتا پس نفس شارع بھی ظہور ہونی چاہئے کہ یہ کہ مکان کو  
 کسی طرح کا علاقہ مخلوق سے نہ ہو والا توجہ کے وقت شایہ شرک شامل ہو جائیگا اور  
 توجہ صرف باقی نہ رہیگا ولہذا قبور انبیاء اور اولیاء اور درختوں اور آگ اور پانی اور ستاروں کا  
 تہجد کرنا منسوخ ہو اور جاہد کفار ان دو صفتوں سے عاری ہیں مثلاً ہر دو اور اسی سبب سے  
 واجب تنظیم ہو کر کوشش اسی راہ سے اوپر گیا ہو اور احوال اس سبب سے کہ  
 رام چند روہان رہتا تھا اور میتا کی زبان رسولین تھی علیٰ ذرا القیاس اور مساہر  
 کہ ایک ایک مقام سے نسبت رکھتے ہیں آری یہ فرقہ کہ علوی مذہب ہر رام چند  
 وغیرہ کو منظر ذات پاک جانتا ہے اور ان کے منسوبات کو نہیں منسوبات حق سمجھتا ہے لیکن چونکہ  
 علویان باری نفس باطل ہو تو یہ خیال از قبیل نبار فاسد علی الفاسد ہے اور اگر بالفرض  
 مساہد کفار کو اصل میں ہم شمار اویہ سمجھیں اور کہیں کہ مخلوقات سے نسبت کرنا  
 اس فریق کی توجیہات سے جو اور بتداین سو اسے ذات پاک کے کسی طرف نسبت  
 نہ تھی اور کوئی نص بھی شریع سے پیدا ہو جائے تو بھی خانہ رکعبین اور ان مکان  
 میں بظاہر فرق تھا ہر جو اس واسطے کہ تعبد انکا منسوخ ہو گیا اور حکم منسوخ کی متابعت  
 کرنا خدا کی مخالفت ہو کہ اس واسطے کہ مدار قبلہ کرنے کا موافق ہو قبول عبادت پر اور  
 قبول عبادت منحصر ہے اس مکان میں جسکا نام رکھا گیا ہو پھر اس کے غیر میں عبادت کرنا  
 گویا کہ اپنی سعی کو باطل کرنا ہو یا تشبیہ ایسا ہے کہ جیسے بادشاہ ایک مکان کو اپنی مملکت  
 سے دارالخلافہ قرار دیکر رہنا یا سے حکم دے کہ اپنی حاجتیں اس مکان سے رفع کرو  
 اور نذر اور ہدایا اور مال گذاری وغیرہ اس مکان میں پہنچاؤ اور جب چند سے  
 دوسرے مکان کو دارالخلافہ قرار دے اور اسی طرح کا حکم ناطق صادر کرے تو  
 پہلے مکان کو وہ بزرگی نہیں رہتی جو پہلے تھی جس طرح اکبر آباد اور دہلی ہلکا اگر کوئی  
 شخص پہلے مکان میں نذر اور ہدایا پہنچاؤ سے تو قبول نہیں ہوتی اور وہ شخص قابل  
 تشبیہ ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص قاصدین مساہد کفار سے تفتیش کرے کہ تم کہاں کس واسطے  
 جاتے ہو تو سنجو بی کھل جاتا ہے کہ یہ لوگ اس مکان کے جانے سے تقریب کسی مخلوق کا  
 روحانی ہو یا جسمانی منظور رکھتے ہیں اور توجہ ذات پاک سے بالکل غافل ہوتے ہیں

میں سو اسے بیت المقدس اور فاند کعبہ کے کوئی مکان پایا نہیں جاتا کہ محض واسطے توجہ  
 الہی کے ہو اسے معابد کفار قبور اولیاء اور صلحا وغیرہ سے البتہ فی الجملہ مشابہت کہتے ہیں  
 نہ معجزہ اور کعبہ سے و بعد احدثہ شہرین میں قبور انبیاء کے مسجد کرنے سے منع ہوا ہے  
 اور مدعا یہ ہے کہ اس عمل میں اکثر جاہلون کو وہ اعتقاد ہو جاتا ہے جو مشرکوں کو اپنے بتوں  
 سے ہوتا ہے اور توجہ صرف الی اللہ نہیں رہتا ہے اور اگر کوئی بت پرست کہے کہ ہم خدا  
 جانکر پرستش نہیں کرتے ہیں بلکہ مخلوق سمجھ کر پرستش کرتے ہیں بسطرح بعض اہل ایمان  
 اہل قبور سے مدد اور اعانت چاہتے ہیں اسی طرح ہم بھی صورت کنیا اور کالکاسے  
 اعانت اور شفاعت کی درخواست کرتے ہیں اور اگر وہ اللہ سے مانگ دیتے ہیں  
 تو یہ بھی اللہ سے دلا دیتے ہیں جواب اول یہ ہے کہ بت پرست مدد بھی چاہتے ہیں اور  
 پرستش بھی کرتے ہیں پرستش یہ ہے کہ آسکر مسجدہ کرے یا طواف کرے یا نام اسکا  
 بطریق تقرب درو کرے یا فوج جانور اسکے نام سے کرے یا ایک بندہ فلانی کے اور جو  
 شخص مسلمان ہو کے ایسی حرکت کرنا ہے لاریب دائرہ اسلام سے خارج ہے و دوسرے  
 یہ کہ مدد چاہنا اور طرح کی ہوتی ہے ایک تو مدد چاہنا مخلوق کا مخلوق سے بسطرح فقیر  
 اور نوزاد بادشاہ اور امیر سے مہلت میں مدد چاہتے ہیں اور عوام الناس اولیاء سے  
 کہتے ہیں کہ ہماری مطلب براری کے واسطے خداوند کبریائین عرض کر دیں یہ قسم مدد  
 شہرے میں زلزہ اور مردہ سے درست ہے و دوسرے یہ کہ بالاستقلال کسی مخلوق سے  
 کوئی مخلوق وہ چیز جو مخلوق جناب الہی سے جو جیسے ایذا کا دنیا پانی برسنا عمر کا طبعانا  
 امراض کا وضع کرنا مانگے اور کچھ اسمین دعا کا ذکر نہ کرے تو یہ قسم حرام مطلق بلکہ کفر ہے  
 مردہ سے جو یزیدہ سے اور بت پرست اسی قسم کی مدد اپنے محبوبان باطل سے چاہتے ہیں  
 اور اسکو درست جانتے ہیں بلکہ بت پرست تو شفاعت کے معنی بھی نہیں جانتے ہیں  
 اسواسطے کہ شفاعت بمعنی سفارش ہے اور یہ لوگ وقت درخواست کے ہرگز نہیں کہتے ہیں  
 کہ ہمارے طلب کو پروردگار عالم سے عرض کرو بلکہ انھیں بتوں سے درخواست کرتے ہیں  
 قطع نظر اسکے معجز کنیا اور جہوانی کو اہل قبور سے مناسبت دنیا خطا در خطا ہے اسواسطے  
 کہ ارواح کا تعلق اپنے ابدان سے جو قبر میں مدفون ہیں لاریب ہوتا ہے بسبب اسکے  
 کہ مدتہا سے دراز اسمین رہی ہیں اور بقا سے ارواح بعد فنا سے ابدان کے انصافی ہے

تو ہم اہل اہل اور علی و سید اشفاق کے لئے ہیں اور بہت پرست آجوز محبوبوں باطل کی تہذیب نہیں کرتے ہیں بلکہ اپنی جہنم سے موتیوں تراشتہ ہیں اور درخت اور دریا قمر اللود سے آتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان قبروں کو گیتھی تعلق انکی ارواح سے ہوتا ہے اور یہاں جلائے گئے ہوں پس اس قرار داد اتھرائی کو گیتھی اثر ہو اور اس لئے کہ علی اور زینب کا وجہ معلوم ہو اور سیدنا اور عجواری کا مہموم اور یہ تقدیر تسلیم از قبیل ارواح نبیہ میں کہ ہمیشہ ایذا سے تعلق ہو مستعد ہیں انکو ارواح طیبہ سے کیا بنا سبب ہو مگر عہد پر نسبت کیا کہ راہ عالم پاک + + + + + طیبہ تخصیص نکست اس مکان کی بنا سے کعبہ کے در سے کعبہ سے معلوم نہیں ہوئی الا انہ تخصیص نمائی از کماست نہ ہوگی اسوا سے کہ حکیم علی الاطلاق کسی اور کی تخصیص نہ نکست نہیں فرماتا پس وجہ نکست کیا جو جواب نکست اس تخصیص سے ہوتی ہے جو اولیہ کہ اصل توحید کی خاک سے جو اور اسل گروہ خاک کی اسی نسبت سے جو بان کعبہ جو بان اہل توحید کی اسی نقطہ سے راجع ہوئی تو چاہیے کہ جب آدمی ایسا بسم کہ شغول عبادت کرے تو اپنی اصل توحیدی سے رجوع لاوے یعنی جیسا اسل توحید سے کہ ہر جا کہ ہو جو جہاد کرنا اور اصل توحید سے وقت عبادت کے متوجہ ہو اور اپنی عمر پورا کرے اور اسلی زیارت بھی کرے تاکہ توجہ الی اللہ اور اشتیاق الی تقار و خدمت جلوتہ کہ جو ہر جہاد سے کہ آدمی وقت عبادت کے فرشتوں کا خلیفہ ہو جیسا وقت غصہ اور غضب سے کہ نہ ترون کا اور وقت شہوت سے کہ بہانم کا اور وقت تکبر اور رکر کے شیاطین کا اور عیانہ نگاہ ملکوت بیت المہور اور کعبہ بیت المہور کے مقابل واقع جو تیسرے سے کہ اس مکان عظیم ارشاد میں ربوبیت الہی حضرت اسماعیل علیہ السلام پر کہ اکبر اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور بعد وجود خاتم المرسلین کے تحفے عجب رنگ سے ظاہر ہوئی ہے پس اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اور اسلے تو انج کو چاہیے کہ اس مکان کو واسطے توجہ خوات پاک کے اختیار کریں اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کو شکر اس نعمت کا مقتضی ہو جو کہ اس مکان پر ایک مکان حسین کہ میں تاکہ جب وہاں مشغول ہوں تو ربوبیت الہی بوجہ عیان ملحوظ نظر ہو جائے اسوا سے کہ دیکھنا مکان کا تذکرہ و قانع گذشتہ میں ذل عظیم رکھتا ہے پس یہی باتیں کہ امتد میں واسطے تخصیص بنا سنے اس مکان کے وجہ نکست سے ہیں ہر شخص کو معلوم ہیں کہ ان بعد اسلے کہ یہ مکان مجید

فلما تم اور قبلہ عبادت اور سرج ناشتہ ان صادق اور طاف مہبان واقع ہوا پس عمدہ وجود  
 تخصیص اس مکان کی طور تجلی آئی کہ یہ سب غیبات اور محبت اسی تجلی پر واقع ہوتی ہیں  
 اور اسی تجلی کا انبیاء سابقین کے کلام میں اشارہ ہے کہ اسکو کتب نبی اسرائیل میں ذکر کرتے ہیں  
 بسطرح سے کہ پاک ہو وہ صاحب کہ اس سے تجلی فرمائی کہ وہ طور پر اور روشن ہوا اور اس کا سایہ  
 کہ پہاڑ جو بیت المقدس کا اور شبہ چہ درہ نما ہے اور کہ بہستان فاران سے اور فاران نام ہے  
 کعبہ منظمہ کا اور اسی تجلی کی یہ خاصیت ہے کہ جو کوئی زائرین سے زکی ہو یا پلید جب اس  
 بیت کرم پر نظر داتا جو عجیب عظمت اور وقار مقرون بجلال پاتا جو اور سمجھ جاتا ہے کہ یہاں  
 ایسی شان عظیم ہے کہ دوسری جگہ نہیں اور شہوت اور جذبہ قلب خاصہ اس تجلی کا ہے  
 ارتقی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جب کسی امت پر ائمہ پیشین سے  
 کچھ عذاب نازل ہوتا تھا تو اسی گھر سے نجر لاسٹے تھے اور اسی جگہ مشغول عبادت  
 ہوتے تھے اور عبادت سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ السلام واسطے حج کے  
 اونٹ پر سوار تشریف لائے تو روئے سے اعوام باندھا اور ایک کتل سے لانگ باندھی اور  
 دوسری کملی کو چادر کے بل بوتہ کیا اور صفا اور مرد کے درمیان میں لپیٹ کھتے ہوئے  
 دوڑے کو ناگہ اور ایک اور زکان دین پڑھی کہ لپیٹا ہے عبدی اناسک حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 نے اقیار زمین پر گرسے اور سب سے دین جانتے رہے تھا مگر عجاہبات اور واقعات اس  
 بیت شریف کے شمار سے باہر ہیں لیکن جن میں سے بیان کرنا ضرور ہے حضرت ابن عباس  
 اور مجاہد وغیرہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ہر شخص کے دل میں اسکی زیارت کا  
 شوق ایسا ڈالا ہے کہ اسکو دیکھنے سے دل سیر میں ہوتا اور جو کوئی وہاں جاتا ہے پھر اسکا  
 دوبارہ جانے کو جی چاہتا ہے چنانچہ ہر تہجد معلوم ہوا ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ حج کو گیا اور  
 پھر آیا تو رت العزت ناق رہا اگرچہ وہ زمین قسم قسم کے شداہ اور مصائب راہ بھی اٹھائے  
 ہوں نہیں تغذیم اور تکذیم اس گھر کی گویا انظر اری ہے کہ ہر دل سے جوش مارتی ہے بلکہ تغذیم  
 بتلی جو کہ نہ وصیت نفع اور ضرر پر موقوف نہیں اور یہی سبب ہے کہ حیوانات بھی اس گھر کی  
 تغذیم کہتے ہیں ارتقی نے ہر روایت طلق ابن جبیب بیان کیا ہے کہ میں عبد اللہ ابن عمر  
 رضی اللہ عنہ کے ساتھ سایہ کعبہ میں بیٹھا تھا یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوا اور وہ صوب  
 آگئی ساہ جاتا رہا کہ اہل مجلس اٹھ چلے چاک ایک چمک دروازہ مسجد اکرام سے

کرام

ماہر ہوتی تو میں نے دیکھا کہ ایک سانپ آتا ہے پھر سب لوگوں نے اسکو دیکھنا شروع کیا وہ  
 سانپ سید جانہ رکعبہ میں آیا اور سات مرتبہ اسنے طوائف کیا بعد اسکے مقام ابراہیم  
 علیہ السلام کے نیچے آئے دو کعتیں نماز کی اور کین عبد اللہ ابن عمر وغیرہ گراسے مجلس نے  
 اس سانپ کے پاس جا کے کہا کہ امیر مزیر اطوائف اب ہو چکا یہاں شہر کے لوگ تجھے  
 ناواقف ہیں شاید تجھکو ضرر ہو سچاویں اور غلام اور غلامکار بھی یہاں بہت ہیں بہتر ہو کہ  
 آپ کو اسے پوشیدہ رکھ دینا اور نیکے بچہ اس کلام کے وہ سانپ اپنا سر زمین دبا کے  
 آسمان کو اڑا اور نظر سے ناپ ہو گیا اور شیخ ابو الولید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ  
 ستائیس ذیقعد سنہ دو سو چھتیس ہجری میں ایک دریائی مرنے میں نے دیکھا کہ وقت طلوع  
 آفتاب کے بیت اللہ میں آیا اس وقت بہت لوگ طوائف کر رہے تھے جب میرے دیوانی  
 مقابل رکن حج کے پہنچا تو ایک شخص فراسانی کے کندھے پر بیٹھا اور وہ پھر نے لگا  
 بیٹھے لوگ تو یہ ماجرا دیکھ کر تعجب تھے اور بیٹھے روتے تھے اور بیٹھے اسکو اڑاتے تھے مگر  
 وہ نہ اڑا یہاں تک کہ طوائف ہو گیا تب اڑ گیا اور ابو العطفیل نے نقل کیا جو کہ ایک فوجوان  
 ذمی طوی کار بننے والا سانپ کی صورت بنکر ہمیشہ طوائف کرتا اور مقام ابراہیم پر نسا  
 پڑتا مان اسکی جنبہ تھی وہ اکثر اوقات شفقت سے منع کرتی اور کہتی کہ ایسا نہو جھکو  
 آدمی مار ڈالیں لیکن وہ باز نہ آتا تھا آخر کار جامعہ ابوسہم نے اسکو مار ڈالا بعد اسکے ایک  
 غبار عظیم اٹھا اور جامعہ قائمہ ساری مرگئی اور تواریخ مکہ میں ایک حکایت اونٹ کی مشہور ہے  
 خلاصہ اسکا یہ ہے کہ سنہ ۱۱۵ھ سنویدرہ ہجری جمادی الثانی کے مہینے میں ایک اونٹ فاروقی  
 اپنے مالک سے کعبہ کی طرف بھاگا اور مسجد احرام میں سات مرتبہ طوائف کر کے حجر ہود کو  
 چوما بعد اسکے مقام خضیہ پر ٹھہرا اور نیز اب الرحمۃ پر کھڑا ہو کے روئے لگا پھر زمین پر  
 گر کے مر گیا آدمیوں نے اسکو صفا اور مر وہ کے درمیان میں دفن کر دیا قائد ہند بڑا  
 میلان قلوب کی چاکر و جہن ظاہر میں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ اخذ مشیق بطن نعمان  
 ہوا ہے کہ مواضع عرفات سے جو اسی جگہ ذریات آدم علیہ السلام کو ظاہر فرما کے خطاب  
 الست برکم سے مخاطب فرمایا ہے اور ذریات آدم نے اقرار کیا ہے کہ وہ اقرار صحیفہ  
 حکمت پر لکھا گیا اور جو اسود میں امانت ہوا پس گویا وطن اول آدمیوں کا وہی ہے جو  
 اور شیش طبع جانب وطن اگرچہ اسکو نہ پہچانتا ہو جلی ہو من الایمان حسب الوطن

اور عدد مکہ کہ پیشینہ میں مطابق ہیں عدد وطن کے پس کہ و حقیقت وطن ہو دوسری یہ کہ حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام نے دعائانگی تھی کہ یا اقد قلوب خلائق کو اہل اس مکان اور اس مکان  
 منجذب کر دے گا قال فاجعل افسدۃ من الناس سوی الیوم تہم تھی یہ کہ اجبار بیت المقدس  
 مقناطیس ارواح ہیں کہ جذبہ شوق سے انداح کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور جلد اجسام  
 تابع ارواح ہیں چوتھی اخبار صحیحہ سے واضح ہو کہ مشبہ نیکہ شعبان اس گھر پر نظر عنایت  
 حق ہوتی ہو اور قلوب مومنین بھی منظور نظر تھی ہیں پس سبب عنایت کے پیمان  
 حاصل ہوتا ہو اور ایک سبب رجوع کا اور بھی ہو کہ کئی جگہ کعبہ میں دعا قبول ہوتی ہو  
 اہل حقیقت نیکے اور اسکے اطراف میں دعائی مقبولیت کے مقام بہت لگے ہیں اول  
 جب کعبہ پر نظر پڑے دوسرا حجر اسود کے پاس نمودار و سپر کے وقت تیسرا مقام میں  
 باب کے سامنے چوتھا ترم کے قریب خصہ صا آدھی راستہ کو پانچواں عظیم میں چھٹا میراب  
 رحمت کے نیچے خصہ صا صبح کے وقت ساتواں رکن یمان کے پاس خاصتہ صبح کو  
 آٹھواں ماہین رکن یمان اور باب سدود کے کورنٹ کی جانب خانہ کعبہ کے سامنے  
 اس دروازے کے تھا اس مقام کو مستجاب کہتے ہیں نواں در میان رکن یمان اور  
 حجر اسود کے دسواں مقام ابراہیم کے پاس خصہ صا صبح کو گیارھواں زمرہ پر خصہ صا غروب  
 وقت بارھواں خانہ کعبہ کے اندر چاروں کونے میں اور ستونوں کے در میان خصہ صا  
 زوال کے وقت تیرھواں و چودھواں انشاہ روہ پڑھنا بعد عصر کے پندرھواں میں یمن  
 سو گواں و سترھواں عرفات پر دو مقام ہیں ایک بیسی کے دست کے نیچے زوال کے  
 وقت گیارہ وقت کا نشان باقی نہیں جو وہ ستر اہل رحمت کے بائیں طرف سورج  
 ڈوبتے اٹھارھواں شہرا حرام قبل طلوع آیسواں و بیسواں منی میں دو جگہ مستجاب  
 سکے پاس اور جہان کنکریاں مارتے ہیں خصوصاً جو دھوین تاج آدھی رات کو میقات  
 مشہورہ میں سوائے اسکے اور بھی لوگوں نے بیان کیے ہیں اور بہت دعا یہ ہو کہ  
 اللهم اوفلنی الیٰ الجنة بغیر حساب اور امام صاحب کے نزدیک مستجاب الدعوات ہونے کی  
 دعائانگی اور صفا تہم بہت صاف اور سفید کو کہتے ہیں اور مردہ سنگ سیاہ زود سنگن کو  
 بولتے ہیں اخبار میں وارد ہو کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اور نوح و ہان ہوئے تو  
 حضرت آدم علیہ السلام نے کوہ صفا پر اقامت فرمائی پس سبب نزول صفا کے

مقامات  
 مستجاب

صفا ہوا اور حضرت ثور نے مرودہ پر سکونت کی سو سبب سکون مرودہ کے مرودہ ہو اور ابن عباس سے روایت ہے کہ صفا پر ایک مہبت تھا سہلی بہ آسان بصورت مرد اور مرودہ پر ایک مہبت تھا ناملہ بصورت عورت ورازبالا اور خول بصورت اہل کتاب کہتے ہیں کہ ان دونوں نے خانہ کعبہ میں زمانہ کی تھی کہ حضرت محول الاحوال نے انکو متحیر کر دیا نہیں اس زمانے کے لوگوں نے عہد کے واسطے ایک کو کوہ صفا پر رکھا اور دوسرے کو مرودہ پر جب ایک مدت اسپر گذری تو مرد مہلا اور سفلا آسان اور ناملہ کو خدا تعالیٰ کو کر کے پڑھنے لگے اور زمانہ جاہلیت میں اجالان عرب انکا طواف کرنے لگے اور موسم حج میں انکی تعظیم اور اہل نبیہ قبل از اسلام جو وہاں جاتے تو پہلے منات کی زیارت کرتے اور رسم جاہلیت یہ کہتے تھے کہ جو کوئی منات کی زیارت کرتا صفا اور مرودہ کا طواف اسکو ملال نہ ہوتا جب وہ مدت اسلام کی فوت آئی تو مسلمانوں کو اس سبب سے صفا اور مرودہ کے طواف میں عار و ہنکاہ ہو کہ انپر مہبت رکھتے تھے لہذا یہ آیت نازل ہوئی ان الصفا والمرودۃ من شہائر النہر اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب کراہت اہل اسلام کا یہ تھا کہ راتوں کو دیو اور شیاطین راہیں صفا اور مرودہ حج ہو کے مزامیر بجاتے گاتے اور لوگوں کو فریب دیتے کہ اس سے اکثر لوگ گمراہ ہو گئے اور آسان اور ناملہ کی پرستش و عبادت کی خواہش کرنے لگے اور ازنی نے جو طیب بن عبد العزی سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز ایام جاہلیت میں کہنے کے ساتھ میں بیٹھا تھا یکایک ایک عورت آئی اور پرودہ کعبہ کو پکڑ کر فریاد کرنے لگی کہ یا الہی میں اپنے شوہر کے ہاتھوں سے فناک ہوں کہ مجھے بے سبب مارا کرتا ہے بجز اس دعا کے ہاتھ اسکے شوہر کے مثل ہو گئے چنانچہ میں نے اسکو اسلام میں مثل دیکھا تھا جب اسی نے اپنی تاریخ میں بسند صحیح بیان کیا ہے کہ ایک عورت عقیقہ نے ایام جاہلیت میں ایک لڑکا اپنے اقارب سے لیکر پرورش کیا اور آپ اکثر اوقات اسکو تنہا چھوڑ کر سب معاش کے لیے جاتی ایک روز اس لڑکے نے تنہائی کی شکایت کی تب اسنے کہا تو لڑکے کے اگر کوئی ظالم تجھے سہالت تنہائی کیجے ظلم کرے تو بے تامل خانہ فرامین جا کہ فریاد کرنا کہ مالک خانہ تیری فریاد کو پہنچے گا اتفاقاً ایک ظالم نے ایک دن اسکو تنہا پکڑ لیا اور لے جھاگا اور ایک مدت تک اپنے پاس رکھا ایک مرتبہ تقریباً کعبہ شریف میں آیا تو وہ ایجا کا بھی اس کے ساتھ تھا چنانچہ اسنے جو نہیں کعبہ کو دیکھا تو آدمیوں سے پوچھا کہ

حج و عمرہ کے وقت صفا اور مرودہ کا طواف کرنا واجب ہے اور انکی تعظیم بھی واجب ہے

یہ کیا مکان ہے سب نے کہا خانہ خدا جو اس نے اپنی مان کی بات یاد کر کے کہنے کے عزت ارادہ کیا اور وہ لوگ  
 پہنچ گیا اور پردے کو مضبوط پکڑے کھڑا ہو رہا اور وہ غائب بھی اُسکا پیچھے دوڑتا ہوا  
 اسی کے ساتھ کہتے ہیں پوہنچا اور چاہا کہ سیدھا ہاتھ پڑھا کے کپڑوں ہاتھ نسل ہو گیا پھر  
 باہان ہاتھ بڑھایا وہ بھی نسل ہو گیا جب اس نے یہ معاملہ دیکھا تو سرداران قریش سے اپنا  
 حال کہا اور یہ بھی کہا کہ میں اس لڑکے سے دست بردار ہوں جان چاہے چلا جاوے  
 مگر میرے ہاتھ دست ہو جائیں سو تم اسکے علاج جو کچھ جانتے ہو تیار و اکابر قریش نے  
 کہا کہ دونوں ہاتھوں سے ایک ایک اونٹ قربانی کر چنانچہ اُس نے قربانی کی اسکے ہاتھ  
 اچھے ہوئے اور ازوقی نے عبدالمطلب ابن بیہد بن حارث سے روایت کی جو کہ ایک شخص  
 بنی کھانہ کا اپنے چچا زاد بھائی پر ظلم کیا کرتا تھا اور یہ چچا پر ہر منید خدا سے پناہ مانگتا تھا  
 یہ ظالم اپنے ظلم سے باز نہ آتا چنانچہ م نے خانہ کعبہ سے پناہ پکڑ لی اور دعائی کہ یا اُمّی  
 فلان شخص مجھ پر ظلم کرتا ہے سو تو اسکو ایسے دروین تیار کر کہ لا دو اور یہ دعا کر کے اپنے  
 گھر چلا آیا تو اس ظالم کا بیت بھول گیا ہر منید سے کہا کچھ مفید نہ پڑا آخر کو بیت بھٹ گیا  
 عبدالمطلب کہتا ہے کہ میں نے یہ قصد حضرت ابن عباس سے نقل کیا حضرت ابن عباس نے  
 کہا کہ میں نے بھی ایک شخص کو دیکھا تھا کہ خانہ کعبہ میں کھڑا ہوا اپنے ظالم پر منہ بیاہ  
 کر رہا تھا کہ یا اُمّی وہ اندھا ہو جاوے فی الفور اندھا ہو گیا چنانچہ لوگ اُسکا ہاتھ پکڑ کر  
 لے جاتے تھے اسی طرح کے کہ شہمہ اور عجائبات اس مکان کے بہت ہیں اور یہ  
 ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور اسی سبب سے ہمیشہ یہ مکان محفوظ اور مصون رہا جو اس واسطے  
 کہ کوئی آدمی بخوف عقوبت عاجلہ ساکنان مکہ سے تو عرض نہیں کرتا اور سب لوگ تیار  
 حرمت اس مکان سے پرہیز رکھتے ہیں اور اصلاً اس مکان میں باہم مناقشہ نہیں کرنے  
 متعمدہ وضع ہو کہ کعبہ کو کئی وجوہ سے بیت المقدس وغیرہ معابد اور مساجد تفریحی اور  
 اول یہ کہ سب سے پہلے یہی گھر واسطے عبادت کے بنایا گیا چنانچہ ان اول بیت وضع  
 للناس للذکر ہی جگہ سے وضع ہو یعنی اول گھر کہ بنایا گیا جو واسطے آدمیوں کے تاکہ اُسکی  
 زیارت کریں اور اپنا معبود کریں وہ گھر ہو کہ مکہ میں واقع ہو اور یہ بھی ظاہر ہو چکا کہ  
 کہ آدم سے بھی پہلے تھا دو تھر سے یہ کہ یہودی بیت المقدس کو حضرت داؤد اور سیمان  
 علیہما السلام سے نسبت دیتے ہیں اور یہ گھر بنایا ہوا حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا ہے

سلسلہ  
 حضرت ابراہیم خلیل  
 حضرت اسماعیل  
 حضرت یوسف  
 حضرت داؤد  
 حضرت سلیمان  
 حضرت عیسیٰ  
 حضرت محمد  
 حضرت ابراہیم خلیل  
 حضرت اسماعیل  
 حضرت یوسف  
 حضرت داؤد  
 حضرت سلیمان  
 حضرت عیسیٰ  
 حضرت محمد  
 حضرت ابراہیم خلیل  
 حضرت اسماعیل  
 حضرت یوسف  
 حضرت داؤد  
 حضرت سلیمان  
 حضرت عیسیٰ  
 حضرت محمد

اور درجہ حضرت خلیل کا کثرت مناقب اور نعمت مراتب میں حضرت سلیمان اور داؤد علیہما السلام سے  
 ارفع ہو پس بنا انکی بھی افضل ہو تیسرے ایسا مبارک مقام ہو کہ کبھی طاقت اور عاقت اور اثر  
 اور ناظر سے خالی نہیں رہتا تفسیر کہ برین لکھا ہو کہ زمین کو وہی شکل ہو پس جو وقت اور آن  
 زمین پر زمین زمین ایک قوم کی بھیج ہو گی اور ایک قوم کی فخر اور ایک کی غصہ اور ایک کی غم  
 اور ایک کی عشا پس کعبہ کسی وقت تو جو نمازیوں سے خالی نہیں رہتا دستگی تمام دارم  
 با تو ہو یکدم نہ علی الدوام دارم با تو ہو چوتھے اس گد میں ایسی نشانیاں روشن ہیں کہ ہرگز  
 کو میں نہیں ہیں سو بعض اسمیں سے وہ ہیں کہ خاص کعبہ سے علاقہ کتنی میں اور بعض وہ ہیں  
 برکت کعبہ سے حرم میں علامتیں ہیں قسم پہلی دو قسم ہو ایک تو وہ کہ خواص اور عوام میں ہر دو قسم  
 وہ کہ ارباب و حقی ملک غلام اور اصحاب کشت اور الہام میں ہر دو قسم اول کی چند باتیں ہیں  
 کہ تا میں اول یہ کہ خار اور دست اس مکان کا نہیں کاٹتے اور عید و ایام کا نہیں پکارتے اور  
 حیرت اس گھر کی باہر مرتبہ ہو کہ ہرگز پانی کا سیل مل سے حرم میں نہیں آتا تاکہ خاک غیر حرم  
 اسمیں نہ ملے چنانچہ حضرت ابن عباس اور امام شافعی کے نزدیک خاک اور سنگ حرم شریف  
 حل میں ایسا نہ ہو جو دوسری یہ کہ ہرگز کسی قسم کا اسپ نہیں بیٹھتا مگر شافعی اور نادری روایت  
 صحیح ہے کہ جب کوئی طائر بیمار ہو تو بالہام آئی اس گھر سے پناہ پکڑتا ہے اور اس وقت  
 موریاتا ہے اور چنگا جو جاتا ہے تیسری یہ کہ جب آڑنے والے جانور سفین بائندہ کے کہ پڑتے ہو  
 آتے ہیں تو مقابلہ بیت اکرام کی صف سے نکل کے داہنے بائیں ہو جاتے ہیں چنانچہ یہ بات  
 بارہا تجویہ ہوئی جو چوتھی یہ کہ جب کسی جبار گردن کش اور متکبر ہو یا نے اس مکان کا قصد کیا تو  
 صدقہ دولت جباری اور سطوت ہیبت ہماری حضرت باری نے گردن تجر اور تائب اسکی توڑ دی  
 چنانچہ قصہ ابرہہ کا اسپر دلیل ہے کہ جو سے کورخ تباہ از شدہ ماوربسا طہات یا بد چون پلاوہ  
 خویش را در پاسے پہل پا چوین یہ کہ جو سخت اور سنگین دل خیر چشم تیرہ روز گار اسکی زیارت  
 سے مشرف ہو، البتہ دل اسکا نرم ہو گیا اور دیدہ دل سے اسکا بار ہو بلکہ ایک جماعت نے  
 مساوت قلبیہ سے انکار بھی کی تھی اور بعد شادہ کے مقرر ہوئی اور خاصہ یہ ہو کہ جو شخص وہاں  
 گیا یا تو ہنسایا رو یا چٹوین یہ کہ ہرگز کسی وقت خالی نہیں رہتا بلکہ سلعت کے لوگوں نے  
 مدتہا اسکا انتظار کیا تاکہ خلوت میں اپنا راز دل عرض کر میں لیکن خالی نہ پایا اگر آدمی نہ نظر تو  
 سانپ ہی ملا کہ طرف میں مشغول تھا ساتوین یہ کہ خاک کعبہ رشک آب حیات ہو اور ازالہ

امراض کی دو آٹھویں جانور تیز چنگال جانور ضعیف حال سے بالکل ملتے ہیں کہ باز اور تھو ایک  
آشیانہ میں نہر کرتے ہیں اور بڑھ اور گرگ ایک شیشے سے پانی پیتے ہیں سے رنگ تو باز  
اگر یہ بیمار شود بد از بیم تو آرزو سے تھو نکلند یہ توین جو کوئی جانور شکاری عمل میں کسی شکاری پر  
ارادہ کرے اور وہ صید حرم میں بھاگ آوے تو شکاری ہیٹ جاتا ہوا تفسیر حدادی میں لکھا ہے  
کہ ایک آیات بیانات سے یہ ہے کہ جانور زمین حرم سے پناہ پکڑتے ہیں اور اگر کوئی آفسے تھو  
کرتا ہو تو حرم میں آکے استغاثہ کرتے ہیں اور اپنی داد کو پہنچ جاتے ہیں دشوین آب ہرم  
سے استشفاء اور امراض احادیث صحیحہ میں وارد ہو اور گرگ سنہ یہ ہوتا ہے اور تھو سیراب ہوا  
ابن منبہ کہتا ہے کہ کتب سابقہ میں اب زرمزم کی بہت تعریف لکھی ہو طعام ولیم و شفا کے تھو  
مصروعہ مشہورہ حیات روان اب زرمزم است ہے اور ایک عجیب تر بات یہ ہے کہ پناہ زرمزم  
شب برات کو ایسا جوش مارتا ہے کہ لب تک پانی آجاتا ہے کہ سب لوگ اُسکو جانتے ہیں  
قائد و زرمزم ایک کنواں ہے کہ بفاصلہ تین تیس میل ذوالحجہ سے واقع ہے عرض نہر اسکا  
چار در چار ہے اور عمق تینا نوے گز کا ہے جسے یہ کہتے ہیں کہ پانی اس میں بہت ہے بقال ہا زرمزم  
اسی کثیر اور بعضے کہتے ہیں کہ مشتق ہے زرمزم سے عربی الغز یا عقب فی الارض اور کنواں  
ایک گنبد میں ہے جسکو سقا تہ اسکا ہے بولتے ہیں اور اسکا عقب میں ایک گنبد ہے جسکو  
تقبۃ الفاسدین کہتے ہیں اور وزن اسی پر کھڑا ہے کہ اذان کہتا ہے رسا کہ فضا کل مکہ میں  
لکھا ہے کہ یہ گنبد جسکو سقا تہ اسکا ہے حاج کہتے ہیں ابتداء حضرت عباس نے بنایا تاکہ حاجی لوگ  
وہاں کھڑے ہو کے آب زرمزم پئیں اور نیز اب الرحمتہ کے نیچے سفید اور سیاہ اور سرخ  
سبز و زرد و زرد و سفید چھرون سے فرشتے ہر گیارہ سو تین ہر سال لاکھوں آدمی شتر شتر نکلتے ہیں  
ایک موضع پر پڑا ہے تھو اور وہ موضع سیل آب اور زرمزم ریاح بھی نہیں ہے کہ دو سو  
برس اُسقدر نہیں ملے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جسکا حج مقبول ہوا ہرات اُسکا آسمان  
اٹھائے جاتے ہیں ہا تھو میں یہ ہے کہ زرمزم سیانی پر دو فرشتے معین ہیں کہ حاجیوں کی  
دعا کے امین ہیں اور اسمین ایک دروازہ ہے دربا سے ہشتی سے چنانچہ ابن عمر ابو  
حسن بصری سے منقول ہے اور حجرا سود کو ہر روز قیامت دو انگھین اور زبان عنایت  
ہو لگی تاکہ صدق مومنین پر گواہی دے تھو میں یہ ہے کہ مقام ملتزم ہے کہ بیان در اور حجرا کا  
نام ہے جو کوئی دعا کرے مقبول ہے اور اس اجابت دعا کے عجائبات میں منجملہ اُسکے یہ ہے

کہ عبد اللہ ابن زبیر نے مکہ میں حج اور نبی مصعب ابن زبیر نے قولیت عراق اور عبد المکات نے بادشاہی شام اور عراقین اور شہکسان کی وعا مانگی سو قبول ہوئی چودھویں تحت المیزاب محل اجابت وعا جو دنیا بچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قبول ہو کہ ان خون نے اپنے انحاب سے فرمایا کہ میں دراشت پر لکھتا تھا یا رون نے جب بس کیا تو مسام ہو کہ تحت المیزاب ایسا وہ تھے اور عبد اللہ ابن عباس اور عطا ابن ابی رباح سے بھی اسی طرح کی حکایات منقول ہیں <sup>۱۵</sup> چودھویں ماہین رکن اور مقام کے تاجرا اور زرمزمنانوں نے پینمبر مدفون ہیں بروایت ابن مزرہ اور بعضے تین سو بھی بیان کرتے ہیں اور حضرت اسماعیل غایب السلام نبی ماہین میزاب اور باب غربی کے مدفون ہیں سو لہوین ہر روز بہشت کی نو شبوں کے میں نازل ہوتی جو سکا مشام زکا غمش اور نفل سے پاک ہو اسکو مستشام نیب جو <sup>۱۶</sup> اسیمیر و لعت اور عالم معطر شادرو نے وہ آشنا بایک کہ بوسے آشنا فی اشہود وہ شتر ہویں ایک نماز اس گھر میں ہزار نماز کے برابر ہو اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول جو کہ ایک نماز اسین لاکھ نماز کے برابر ہویں کہتا ہوں کہ ہر منظر کرنا فائدہ کعب پر بلا طواف اور نماز برابر عبادت ایک برس کے جو اسکو جو کہ کے میں نہو اور سن بھری ستہ روایت جو کہ ایک روزہ وہاں رکھنا برابر لاکھ روزوں کے جو اور ایک درم لہوین دینا ہر روز کہ درم کے جو اور حاکم نے ابن عباس سے نقل کی جو کہ ہر ایک نیکی وہاں کی کہ کہ نیکی کے برابر ہو اور حدیث میں آیا جو کہ حج مبرور کے واسطے نہیں ہو کہ بہشت اتھار ہویں قبلہ جو تمام عالم کا نوٹو اور جو کہ شطرہ انیسویں <sup>۱۷</sup> یہ کہ ستر ہزار ہشتے کہے کہ اسینے بازووں سے نسیان کرتے ہیں اور طائفین اور عاکفین کے لیے استغفارین شغول رہتے ہیں بیسویں حق تھانے ہر روز اس گھر پر ایک سو بیس نظر حسرت کی کرتا ہوتا ہے واسطے طائفین نے اور چالیس واسطے طائفین کے اور سین واسطے ناظرین کے اور حدیث میں آیا جو کہ النظر انی کعبہ عبادۃ المیسوین ابن مردویہ اور صہبانی اور ولیمی جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن کہے کہ وہ وطن بنا کے فرشتے میدان میں لائینگے آٹھ سے راہ میں میری قبر پر لڑیگا اور کہیگا السلام علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میں جواب لگا

اور عیالک السلام یا بیت اللہ میری اوست نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا اور تو کیا ساوگ  
 کر گیا وہ جو ارب و لگا کہ یا رسول اللہ تیری اوست سے جس نے میری زیارت کی جو میں اسکا  
 شفیق ہوں اسکی طرف سے آپ خاطر جمع رکھیے اور جو یہاں نہ پہنچ سکا اسکے واسطے  
 آپ شفقت کافی ہیں یا سچا شہرت فضائل اور عبادتیں گھر کے قوت عاقلہ اگر لاکھ  
 برس تک بیان کہہ سکتے تو تمام زمین ہوسکتی اور طوطی ناشتہ اگر کہہ رہیں تاک  
 ختم نہ رہی کہ سے تو عشرت پر نہیں کہ سکتی فائدہ اہل عرفان آیت ان اول بیت دست  
 انسان اللہ ہی جہاں تبارک کا یوں تاویل کرتے ہیں کہ پہلا گھر جو مکہ صدر ارضانی میں ہے  
 منظور تیرے منوع ہوا خانہ دل ہو اور جیسا کہ قبیلہ مالکیان جو اسی طرح  
 دل مبارک محل ایمان جو خانہ گل زیارت گاہ جو اومیدین کا اور خانہ دل منظور لفظ  
 رب فالیون کا بیت ظاہر واسطہ ہواست انام کا اور بیت باطن رابطہ ہواست  
 ملک غلام کا تھا کثرت تشریح میں لکھا ہے کہ اپنے دل کو اس گھر سے جسکو ظاہر میں پہلے  
 بنایا جو متعلق است کہ بلکہ اس سے متعلق کہ جو اول اور خسر و نون ہوا سواست کہ  
 اور آیت خانہ بر وضع واضح ہو اور اولیٰ حق بحسب واقعہ احوال تو در اسے اول  
 حیران تو انبیاء سے مسل ہے اور زوار شاد ہوا جو فیہ آیات بینات مقام ابراہیم اس سے  
 یہ مراد ہے کہ خانہ دل میں دلائلین واضح ہیں کہ عقلاً اسکو وحدانیت حق پر دلیل  
 گزرتے ہیں وہی الصلح افلا تبصرون اور اخصیٰ آیات سے ایک مقام ابراہیم جو  
 پسریم محمد حکیم علی ترندی فرماتے ہیں کہ مقام ابراہیم ہی تھا کہ نفس اور سرزند  
 اور مال اپنا راہر عا سے ذوالجلال میں بذل کیا پس جو شخص کہ نظر اس موضع پر  
 ڈالے اور غایہ بذل سے آراستہ نہو اسکا سفر اور سچی سب باطل ہو اور حضرت شبلی  
 عیالہ الیچہ فرماتے ہیں کہ مقام ابراہیم غلت ہو اور جو کہ مقام غلت میں پہنچا سکتے  
 امین ہوا اور بعد اجد فقیر حضرت شاہ میر محمد قلندر قدس مہر فرماتے تھے کہ مقام ابراہیم  
 عیالہ السلام کا تسلیم جو دامن دغاہ کان آمناسو جو شخص قدم اپنا قدم تسلیم میں رکھے  
 اور زمام اختیار قبضہ اتمدار پروردگار میں دے دغاہ ہو جس شیطانی اور  
 وسوسہ ملائحت نفسانی سے امین رہیگا سبیک قدم از خود می خویش ہوں نہ ہمارے  
 تبارک و تبارک قدم اندر قدم دوست روی ہوا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی شخص نے جو صفت اوب

قدم اپنا مقام نیاز اور خدمت میں رکھا آفات صوری اور تنوی سے محفوظ رہا اور حقیقت یہ کہ  
 کہ جب سالک نے قدم صدق و عزت میں قائم کیا تو غم و افسانہ کو زمین سے ازلہ تھا  
 منزلیں سے امین ہوا حتیٰ کہ آج اور کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ حرم کو اس واسطے حرم  
 کہتے ہیں کہ اس میں مقام ابراہیم اور محل اس ہے اور ابراہیم کے فوریہ مقام میں ایک تین روزہ  
 دل پس جو شخص تصدق کا کرے اس کا حج ادا کرے اور جو کوئی عزم دل کا کرے  
 مالوفات اور لذات اور سعادت سے اعراض کرے اور اخیار کو اپنے دل میں جبکہ  
 نہ پس مقام نکستہ پر پہنچ گیا اور اس مقام کا داخل ہونا موجب امن ہوا اور  
 جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم کعبہ بنانے کا ہوا تو پہلے آپ نے یہ دعا مانگی  
 رب اجعل بذا بلدا آمنا یعنی اے خداوند پروردگار میرے بنادے تو اس صحرا سے  
 لقم اور دق کو کہ اس میں سوائے چند فائدہ داروں کے اور کوئی نہیں رہتا جو ایک شہر  
 آبادان تاکہ فائدہ اسکے بنانے کا حاصل ہو اس واسطے کہ اگر اسکے قریب کوئی شہر آبادان  
 نہ ہو گا تو یہ امت اس کا کون کیگا اور اعلیٰ کائنات کون بیٹھیگا اور نماز کون پڑھیگا لیکن  
 با اسن ہو اس واسطے کہ پروردگارت سے شہر ویران ہو جاتا جو قطع نظر اسکے قافلے  
 حاجیوں کے جو دور دراز سے آئینگے پہنچ نہ سکیں گے اور سبھی یہ صحرا نہ قابل زراعت ہے  
 اور نہ قابل گیاہ کہ اس میں مویشی اور آدمی بسر کر سکیں اس واسطے اس مکان میں امن  
 حوافر چاہیے کہ تاجر لوگ ہر طرف سے غلہ وغیرہ انجاس یہاں لادیں اور فروخت کریں  
 تاکہ یہاں کے رہنے والوں پر روزی نراخ ہو اور جو آدمی اس جگہ واسطے تحصیل ثواب  
 دینی اور دنیاوی دنیوی کے آویں خوف سے امین رہیں والا اجتماع و اختلاط ممکن نہوگا  
 اس واسطے کہ صورت خوف میں انسان بجاگتا ہے اور دفع ضرر کو غالب منفعت پرست ہم  
 جانتا ہے اگر کوئی کہے کہ امن تو ہر مقام میں واجب ہے تو تخصیص اس مکان کی کیا ہے تو  
 جواب یہ ہے کہ ہر چند امن ہر جگہ تمام روے زمین میں شرعاً واجب ہے اور تعرض بلا سبب  
 عافی ہر یا مالی جائز نہیں لیکن اس مکان کو خصوصیت ہے کہ دوسرے مقام کو خصوصیت  
 نہیں ہے کیونکہ یہ قلعہ خاص باؤشا ہی ہے اور پڑنغا ہے کہ قلعہ سلطانی کو بہ نسبت اول  
 ممالک کے تخصیص ہوتی ہے لہذا شکار کرنا و بان حرام ہے اور نزدیک امام اعظم  
 رحمۃ اللہ علیہ کے اگر تکب کسی حد کا یا قاتل نفس کا حرم میں داخل ہو تو قتل من کرنا

منہ  
 جبرہ  
 ابراہیم  
 علیہ السلام

منہ  
 تفریح

جا کر زمین پر ہلکے اسکو تباہ کرنا چاہیے کہ یہاں سے نکلیجئے بعد اسکے امیر منرا سے شروع  
 جاری کیجئے اور دوسری دعایہ کی وارزق الہ من القمات یعنی روزی دسے اس مہر  
 باشندہ یوں کہ طرح طرح کے بیہوشی سے تاکہ اشتیاق سے اور شہرون میں نہ جائیں  
 پس مجیب الدعوات نے اول ذمنا اس طرح قبول فرمائی کہ ہرگز کسی ظالم غریب نہ آجکا  
 اس مکان حلیل ایشان میں دسترس نہوا اور اگر کسی نے قصد کیا تو فی القبر ہلاک  
 ہو چنانکہ قصد اصحاب نبیل اور حکایت حضرت معون نائب نیرید پلید اسپر دو گواہین  
 اور جو کوئی باہم یہ کہے کہ حجاج ثقفی شہر کوفہ فاتح بن علیہ دستم کس طرح وہاں غالب آیا  
 جب کہ وہ سنہ بہتر خزاہ سنہ تہتمہ جو مین مکان کعبہ ہوا اور عبد اللہ ابن زبیر کہنے لگا  
 تو جواب یہ جو کہ غرض حجاج ظالم کی تخریب تاکہ یا افراد ہی اہل مکہ ہرگز نہ تھی و انہما  
 شہر کے لوگوں سے مزاحم و متعریف نہیں ہوا اور جو جو دستم اس مرد و مطلق دست  
 واقع ہوئے اور عمارت کعبہ کی اس حد سے شکست و سختی ہو گئی آئے تھے جب  
 کہ مال زبیر و زینت اصلاح دیدی پس معلوم ہوا کہ غرض اسکی صرف قتل عبد اللہ  
 ابن زبیر سے تھی اور دوسری اس طریق سے قبول ہوئی کہ حضرت بنیہل علیہ السلام  
 نے شہر طائف کو زمین ناسطین اور شام سے اپنے بیرون پر آٹھا کہ لائے اور  
 سات مرتبہ گرد کعبہ طواف کیا کہ اسے تین منزل پہنچا لائے چل رکھد یا کہ اتناک موجود  
 اور اللہ جل شانہ نے محض عنایت و کرم سے اسکی آب و ہوا جیسی تھی قائم رکھی  
 اس غرض سے کہ ایام تابستان میں گرمی کی شدت کے میں ہوتی ہو اور حاجیوں کو  
 تکلیف ہوتی جو سو بعد فراغت طائف میں آویں چنانکہ جب حجاج بیت اللہ و  
 مناسک و غیر انھن حج سے فراغت پا کر طائف میں آئے ہیں اور وہاں ہوا سے  
 سرد و خوش پاتے ہیں اور مویشی طائفی اور انار وغیرہ میوہ سرد یہ کھاتے ہیں تمام  
 حرارت رنج ہو جاتی ہو اور دوسری طرح اور تھی یہ دعا قبول ہوئی کہ مصر و ہندوستان  
 و غیر میں دربار کے رہنے والوں کے دل ایسے اس طرف مائل ہوئے کہ انواع غلات  
 اور فواکہ کے جہاز بھر کر وہاں لاتے ہیں اور یہی سبب ہو کہ اس شہر میں ہمیشہ  
 ہر ایک مقام کے تھا لطف و فواکہ دستیاب ہوتے ہیں **ف** انکہ وہ سبحان اللہ  
 محمد و خدا کی درگاہ عجب لا ابا بانی ہو کہ سب پیغمبر اولوا العزم ہر دم اپنے قول و فعل میں

کاشفہ لڑتے رہتے تھے کہ دیکھیں ہمارا قول فعل قبول ہوتا ہے یا نہیں جتنا کہ حضرت ابراہیم  
 اور اسمعیل علیہما السلام وقت تعمیر عمارت کعبہ یوں دعا فرماتے تھے ربنا تقبل منا انک  
 انت اسمع العالیم یعنی امیر پروردگار ہمارے اپنے فضل و کرم سے ہماری اس محنت و  
 خدمت کو قبول کر کہ تو سننے والا ہے دیکھنا چاہیے کہ اس مقام میں کیا ہوا ہے  
 اور فریقہ بنی ہو کر نہ کہ فقط قبیل و لالت تخلص قبول پر کرتی ہو اور تخلص قبول اسی جاہ  
 ہوتا ہے جہاں وہ اپنے قابل قبول نہ ہو اور قابل قبول میں اقبل بولتے ہیں چنانچہ ہمارے  
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وقت افطار صوم فرماتے تھے اللہم لک صمنا وعلی  
 رزقک افطرننا تقبل منا انک انت اسمع العالیم رواہ الحدیث قطنی عن ابن عباس رضی اللہ  
 عنہم یہ بھی وہی ہضم نفس ہے جو حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کی دعائیں تھیں  
 اور صوم اس دعا کے یہ بھی فرمایا رہا اور جہاننا مسلمین لک و من ذرینا ایتہ مسلمہ لک  
 یعنی امیر پروردگار ہمارے کرم سے تو ہمکو منتقاد و فرمانبردار اپنے احکام کا اور ہمساری  
 اولاد سے ایک امت مکر بردار اپنی اصل حقیقت یہ ہے کہ دونوں پیغمبروں کو از رو سے  
 فرست صادر تہ نبوت یہ معلوم ہوا کہ ہر گاہ خداوند کبریا نے ہمکو بنا سے کتب کا حکم دیا ہے  
 تو البتہ اس تقرب سے کوئی اور رنگ عالم میں ظہور کیا اور عبادت کی اور ہی نہیں  
 کہ شبیہ بصورت پرستی اور عشق مجازی ہو قرار پائیگی اور اسی وسیلے سے آدمی  
 ہر رنگ ماکہت نعمت مشاہدہ پائینگے اور اسرار اس حکمت کے باہر نظر میں نہ نظر  
 عقل جلوہ گر ہونگے تو ایسا نہ ہو کہ ناواقفیت اسرار اور بے اطلاعی احوال سے بچو  
 صورت پرستان احکام الہی میں مجھ سے یا میری اولاد سے کسی طرح کا تہا دن  
 یا تنافل واقع ہو لہذا حکم بردار ہونا اپنا اور اولاد کا مانگنا تاکہ جس رنگ میں اور اس  
 وضع میں وہ احکام نازل ہوں بلا طلب اسرار قبول کہ لین اور مقصود حج بیت سے  
 صرف بناگی ماکہت کی ہونہ عبادت و بندگی اس گھر کی اور اسے مناسکت  
 کہ بیشتر آبروریزی اور ختمیاری وضع مستانہ و مجذوبانہ پرہین اور ظاہر اوتار کے  
 منافی ہیں کسی طرح کی مخالفت واقع نہ ہوگا اعانت احکام ان عبادت کا  
 جو اس گھر سے متعلق تھی بدون معرفت احکام ممکن نہیں تھی لہذا دعا سے اولیٰ ابن  
 شامل کر کے یہ دعا فرمائی ورنہ مناسکتا و تب علینا انک انت التواب الرحیم

یعنی دکھلا دے تاکہ اور جاری اولاد کو دستور حج کرنے کے اور معاف کر ہمکو کہ تو ہی ہو  
 معاف کرنے والا مہربان یعنی دستورات و حکمتیں عبادت کی جو تعلق اس گھر کے ہوں  
 اور زمانہ عبادت اور کیفیت اسرار جو اس میں پوشیدہ ہیں دکھلاتا کہ ایمان بصری یہ  
 پیر میں منکشف ہو جائیں کہ ہر آسکے مطابق عمل کریں اور اپنی اولاد کو بتلا دین  
**فائدہ** یہ کلام حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کا رہنما و جبلنا مسلمین محل  
 خدمت ہے کیونکہ مسلمان ہونا ان مہاجروں کا بالیقین ثابت ہو پس تحصیل مہاجرت کی لازم  
 آتی جو اور تحصیل مہاجرت سے نامرہ محض ہے اور رفع اس خدمت سے ہمارے استاد  
 تفسیر غفرینی میں اس طرح فرماتے ہیں کہ اس کلام سے ثبات و استقرار اسلام پر  
 مستقیم و تھانہ معمول آسکا اور اکثر یوں واقع ہو کہ دوام اور ہمیشگی ایک شو کی بہ لفظ  
 اسی شو کے طلب کرتے ہیں لیکن یہ توجیہ اس حال میں درست ہے جب مراد اسلام  
 دین مسلمانوں اور اعتقاد ہو اور اگر انقیاد نام مراد ہو تو طلب اسکی ہر شخص کو مفید ہو  
 بنی ہو یا غیبی کیونکہ تکالیفات انہی کا انحصار نہیں ہے اور جب تکالیفات منحصر نہ ہو  
 تو انجام اکابر و انعمائت و انہی ممکن نہیں ہو بخلاف اعتقاد بنی کے کہ یہ ایک امر  
 مضبوط ہے اور توفیق ایک برہان میں کافی اور وافی ہے پس اس مقام میں انقیاد  
 مراد ہونے دین اسلام اور اعتقاد **فائدہ** حضرات انبیاء علیہم السلام گناہ سے  
 معصوم ہیں جب ان حضرات نے اس طرح فرمایا تب علینا انک انت التواب الیم  
 کیونکہ جب عصمت ہو تو گناہ نہیں ہو گا اور جب گناہ نہ ہو تو توبہ کی ضرورت نہیں  
 اور علی شہبزیوں ہوتا ہے کہ بمقتضای مسنات الابرار سیئات المقربین اکثر امور  
 ایسے ہیں کہ حق انبیاء میں حکم گناہ رکھتے ہیں اور حقیقت گناہ نہیں ہیں اور یہ مقتضی  
 علیہ منصب کا ہے لہذا حدیث میں آیا جو یا ایہا الناس توبوا اے اللہ خانی التوب  
 اے اللہ خانی ایہو ہا تہ مرہ اور بعض اہل تفسیر کہتے ہیں کہ مقصد اس کلام سے  
 توبہ و عیبت کی تھی کیونکہ نصیب متکلم مع الخیر دعائیں واقع ہو یعنی تب علینا گو کہ آپ  
 گناہ سے معصوم تھے جس طرح اسلام اولاد اپنے ساتھ ملا یا تھا اور جب ان لوگوں  
 ترکب ایک فعل مہیج کے ہو کہ صحت توبہ ہونے تو اس وقت سے توبہ و اس سے  
 عمل کے نتیجے جو بلا مجاز عقابرتہ امیر المؤمنین علی مرتضیٰ اور حضرت امین عباس

تفسیر

تفسیر

رضی اللہ عنہما سے تفسیر ابن جریر میں روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تو حضرت جبریل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ ابراہیم علی نبینا علیہ السلام کو حج تعلیم کر دینا چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حج کر دیا اور احرام سے معلق مترک جتنے واجبات دیکھنے اور وہ سب وغیرہ دیکھنے سب سکھلائے بلکہ ادا کر کے یعنی اول احرام بانڈھا پھر طواف تدریس کیا پھر نماز اور مردہ کے درمیان دوڑے اور آٹھویں ذبح حج کو منامین قیام کیا پھر عرفات میں کھڑے ہو کر لبیک لبیک کہا اور نوٹین تاریخ مزدلفہ میں تشریف لائے اور شب باقی ہو سے پھر دسویں تاریخ صبح کو وقوف کیا اور منا کو چھوڑے اور وہاں سے واپس آیا اور دوسرے مرتبہ شوال کے احرام سے نکلے اور کپڑے بدل کر طواف الزیارات کو تشریف لائے لیکن اس کے بعد منیٰ کو مقصد کیا کیونکہ منیٰ کی حدیث واقع ہوا ہے ملا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت اشارہ جبریل علیہ السلام سات کنکبان مارن کو وہ مردود تھا گا پھر دوسرے تیسرے دن آئیں تو اسی طرح سات سات کنکبان مارن اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی اس حج میں شریک تھے اس قصے کو پہلی نے شعب الایمان میں لکھا ہے اور سعید ابن منصور نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ نون بینہ ابن علیہما السلام نے یہ پارہ باج ادا کیا تھا باجمہل جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حج سے فارغ ہوئے تو حکم حق ہوا کہ آدمیوں کو حج کے واسطے نہ ادا کرتا اس کی یا الہی میری آواز سب لوگوں کو کہان سے پونچھ لگی ارشاد ہوا کہ تو آواز نہ کر اور یہ پونچا دینا میرا کام ہے تو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سنگ پر چڑھ کر کعبہ بنا سٹے تھے کھڑے ہوئے اور وہ پتھر اتنا بلند ہوا کہ بوقعبیس پہاڑ سے بلند ہو گیا اور قبولی پہاڑ ہی پر چڑھ کر دونوں انگلیاں کانوں میں ڈالیں اور جانب راست و چپ تین تین بار آواز بلند کیا کہ اے آدم کی اولاد خدا نے زمین پر اپنا کھسک دیا ہے اور تمکو حج کا حکم دیتا ہے پیادہ آؤ یا سوار اٹھنے یہ آواز تمام بنی آدم کے بلکہ تمام عالم کے کان میں ڈالی حتیٰ کہ جو صلب پیر اور رحم مادر میں تھا اٹھنے بھی سنی پھر کسی نے ایک بار لبیک کہا اور کسی نے دوبار اور بعض نے اجابت نہ کی پس جس نے اجابت نہ کی اسکو حج نصیب نہوا اور جس نے ایک مرتبہ لبیک کہا اسکو ایک حج نصیب ہوا اور جس نے دو مرتبہ کہا اسکو دو مرتبہ و علی ہذا القیاس اور اسی نڈاسے عام کا حکم سورہ انبیاء میں یون ارشاد ہوا ہے واذن فی الناس باحج یا توکرجالاً وعلی کل ضامر یا تین من کل حج عمیق یعنی پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے

کہ توین تیر ہی طرف بیرون چلتے اور سوار ہو کر دُستِ اوتونوں پر چلے آتے راہوں دور  
ابن ابی حاتم نے تفسیر میں اور ازرقی نے تاریخ میں لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ  
مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ اول اہل یمن نے بیک کہا ہے اور یہ  
سبب ہے کہ اہل یمن حج بہت کرتے ہیں اور مرادنا سے اہل قبایہ ہیں اور حسن نے ز  
کیا ہے کہ ماہور اس تاذقن کے حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنا سچہ حجۃ الوداع میں فرما  
ایہا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا روایت ہے کہ جب دو دنوں کے بعد عظیم القدر حج سے فار  
ہوے تو خیال کیا کہ مناسک حج احرام سے تعلق بہت ہیں بسبب ادائین ایک مدت  
دراز گذرتی ہو اغلب ہے کہ تقصیر و سو بھی واقع ہو اسلئے یون دعا فرمائی ہے و سبب علیا  
انک انت التواب الرحیم کہاؤ کہ سابقا غرض اس استدعا سے یہ تھی کہ اگر مناسک  
حج میں مجھے یا میری اولاد سے کچھ تقصیر پڑ جائے تو اسے کفارہ سے بھی آگاہ کر  
تا کہ تدارک یافتہ کیوں مثلاً حالت احرام میں کوئی سیاہ کپڑا پہنے یا ناخن ترشوائے  
یا خوشبو لگائے یا سر کے بال کٹوائے یا شکار کرے تو کیا کرنا چاہیے جس سے تدارک  
یافتہ ہو جائے چنانچہ اسی دعا کے اثر سے کفارہ جنایات کا طریق مسلمانوں میں  
شروع ہوا کہ قصہ میں مذکور ہے **فانکندہ** اس مقام میں مجملہ کفارہ جنایات  
لکھا جاتا ہے اگر احرام والا کسی عضو میں خوشبو لگاوے خواہ سر پر ملہدی کا نضاب  
کرے یا تیل لگاوے یا سیاہ کپڑا پہنے یا دن بھر سر سے اوڑھے یا چوتھائی سر یا ایک  
بٹل یا ناٹ کے نیچے کے بال مونڈے یا ناخن کاٹے دو دنوں یا تھ یا دو دنوں پیر کے  
یا ایک یا تھ ایک پیر کے مجالس واحدین خواہ طواف القدوم یا طواف الصلوات یا کی بین  
اداکرے یا امام سے پیشتر عرفات سے چلا آوے یا طواف الزیارۃ سے تین شوٹا خوا  
کم ترک کرے یا منار اور حرم کے سوائے کہ میں اور طلق کہانے یا عورت کو بہ شہوت  
چھوے یا بوسہ لے یا طلق و طواف الزیارۃ کو قربانی کے دنوں سے تاخیر کرے یا سبھی  
عبادت میں تقدیم و تاخیر روار کے بسطرح کنکرہ یا ن مارنے سے پیشتر طلق اس  
کرانے تو اسپر ایک کبھی یا گائے ذبح کرنا واجب ہے اور جو ایک عضو سے کم میں  
خوشبو لگائے یا سر کو ڈھانکے یا سیاہ کپڑا ایک روز سے کم پہنے یا چوتھائی سر سے  
کم منڈاوے یا پانچ انگلیوں سے کم کے ناخن ترشوائے یا کسی اور محرم یا طلال کا

من  
بیان کفارہ  
جنایات حج  
کم

سرخونڈ سے یا طوائف القدر و مہربانوں سے یا طوائف القدر میں تین شوٹ کرے یا تین دن  
 بمقاموں سے کسی مقام کی کنکریاں مارنا ترک کرے تو نصف صاع گندم کہ دریا سخاقتہ  
 لکھنؤ کے وزن سے ڈیڑھ سیر اوصی چھٹانک تخمیناً ہوتے ہیں صدقہ دے اور اگر بیمار  
 کے باعث سے یا کسی اور نذر سے نو شہوار چیز کا استعمال کیے یا سن مہر کو حلق کرے  
 تو کبھی یا گائے ذبح کرے یا تین صاع گیہون چھ فقیروں کو صدقہ دے خواہ تین دن  
 روزہ رکھے اور اگر قبل وقوت عرفات کے جماع کرے تو حج باطل ہو اور اسکو لازم ہے  
 کہ ذبح کرے اور دوسرے سال تمنا کرے اور جو احرام والا شکار کرے خواہ کسی اور کو  
 شکار بہلاوے قصداً یا سہواً تو اس پر تین ہونہ جو خواہ سعید درغہ ہو یا اور اور بدلیہ جو کہ  
 جو کچھ وہ شخص عادل ساکنین شہر سے تیس اُسکی ٹھہراوین اس قیمت کا جانور مول لیکر  
 کئے میں ذبح کرے خواہ گیہون صدقہ کرے ہر سکین کو نصف صاع اور اگر شکار کو  
 مجروح کرے یا اُسکے بال نوح ڈالے یا اُسکا عضو کاٹے تو بقدر نقصان کفارہ دے  
 اور اگر جانور کے پیرا کھاڑے یا اُسکے پیر کاٹے تو اُسکی قیمت دے اور اگر انڈا توڑے  
 تو اُسکی قیمت دے اور اگر اُس سے بچہ نکلے مردہ تو زندہ بچے کی قیمت ادا کرے  
 اور جو حرم شہرین کی گھاس کاٹے یا خود درودخت کاٹے جو کسی شخص کی ملک  
 نہیں ہے تو اُسکی قیمت دے اور اگر خشک دخت ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور وہاں کی  
 گھاس کو نہ کاٹے نہ چراوے لگراؤ خوکو کاٹنا درست ہے اور اگر جون مارے یا کپڑا  
 جون کی تکلیف سے دھوپ میں ڈالے کہ جون مر جائے یا بلخ کو مارے تو کسی قدر صحت  
 دے تبنا اُسکا جی چاہے اور جو گویا پھیل اور گھجھو اور سانپ اور چوہا اور باؤ لاگتا  
 مارے تو مضائقہ نہیں اور مچھڑا اور نیچو اور چھری اور گھجھو اور درندے جانور کو چوہ  
 حملہ کرے اور اُسکا درست ہے اور محرم کو ذبح کرنا گائے بکری اونٹ یا بونہ وغیرہ  
 درست ہے اور اگر غیر محرم نے شکار کیا ہو بلا اشارہ اُسکے تو محرم کو گوشت اُسکا کھانا  
 درست ہے اگر احرام باندھ کر بیماری کے سبب یا دشمن کے خوف سے حج نہ کر سکے  
 تو اپنی طرف سے کسی اور کے ہاتھ قربانی کے میں روانہ کرے اور ذبح کا دن مقرر  
 کر دے اگر صرف حج کی نیت کی ہو تو ایک قربانی اور جو قرآن کی نیت کی ہو تو دو  
 قربانی پھر جس دن قربانی ذبح ہو اسی دن اپنا احرام اُتارے اور اگر قربانی نہ بھیجے

اور گھر بیٹ آوے اور احرام باندھے رہ سکے تو بھی درست ہو پھر دو مہرے برس تمنا  
 کرے اور اگر قربانی روانہ کرنے کے بجائے پاؤں سے یا خوف و ور ہو جائے تو حج  
 کرنے کو روانہ ہو **مسئلہ** اگر یہ فرائض و واجبات حج کے کتب فقہ و حدیث میں  
 بتفصیل تمام کتاب الحج میں مذکور ہیں لیکن بمقتضایہ ضرورت بقدر ضرورت کیفیت  
 بالاجمال بیان کرنا ضروری نہیں فرائض حج تین احرام اور وقوف عرفہ اگر چہ ایک  
 ساعت ہو اور شہادت الزیارات ان میں سے اگر ایک بھی ترک ہو گا حج ادا ہو گا اور  
 واجبات میں اختلاف ہے بعضے چاہتے ہیں اور بعضے اٹھارہ وقوف مذکور  
 سعی بین الصفا والہرہ رخصی جہار طواف کعبہ یعنی طواف حضرت مسافر کو کرنا  
 مہر منڈانا یا کتر و نامیقات سے احرام باندھنا عرفات میں غروت تک  
 ٹھہرنا طواف حج اسود سے شروع کرنا طواف دہشتہ طواف سے کرنا طواف  
 پیادہ کرنا اگر غرض تو طواف میں پیادہ ہونا اگر غرض تو ایک بکر ہی ذبح کرنا قرآن  
 اور تمغہ کرنے واسطے کو ستر عورت کرنا طواف میں دوڑنا صفا و مروہ کی صفائی  
 شروع کرنا سات مرتبہ طواف کر کے دو رکعت نماز پڑھنا کنکریاں مارنا **مسئلہ**  
 ذبح میں کرنا یعنی قربانی کے دن اول کنکریاں مارے پھر ذبح کرے پھر ستر  
 منڈائے اور عورت صرف بال کتر او سے طواف الزیارات صرف قربانی کے  
 دنوں میں کرنا اور بیت اللہ کا طواف مع طیم کے کرنا اور قاعدہ معرفت واجب کا یہ  
 کہ جسکے ترک کرنے سے ذبح کرنا لازم آوے وہ واجب ہو اور سور سے فرض ہو واجب  
 اور جو کچھ کام میں سنت ہوئے یا مستحب بطرح شرح میں کشائش کرنا اور باطہات  
 رہنا اور گالی و غیبت سے باز رہنا اور والدین و امین و خاصین سے اجابت سفر کی لینا  
 اور سعی میں دو رکعت نماز پڑھکر دو ستون سے نصرت ہونا اور اسے قصور معاف  
 کرانا اور اپنے حق میں استدعا کرنا اور برہنہ پیشانیہ سفر کرنا اور چلتے وقت کچھ نیرت  
 کرنا پوشیہ نرسہ کہ ایام حج کے سوال و ذلیقہ و عشرہ ذی الحجہ میں ان دنوں سے  
 پیشتر احرام باندھنا کہ وہ جو اور یہ بھی مانع ہو کہ عمرہ کرنا سنت ہو کہ وہ جو اور تعریف  
 عمرہ یہ جو کہ احرام سے طواف اور سعی بین الصفا والہرہ ادا کرنے اور عمرہ تمام سال  
 درست ہو مگر عرفہ سے تیر تومین پہنچ تک کہ وہ تحریمی ہو اور موقوف احرام کی پانچ میں یعنی

بیانات و احوال  
 و وجہات

تفریح  
 و مسکن

تفریح  
 و مسکن

وہ مکان جہاں سے گئے جاسنے واسطے کو بدون احرام بانا درست نہیں سمجھتے والوں کا  
میقات نود کا میقات ہے اور عراق و اہون کا ذات عرق اور شام والوں کا جحفہ اور نجد اہون کا  
فرق اور حین والوں کا میقات اور نجد والوں کا بھی پس ان مکانوں سے تاخیر احرام حرام ہے  
لیکن تقدیم درست ہے اور مکہ والے احرام رم سے کہیں اور احرام عمرہ تیغیم جو اور طریق  
احرام یہ ہو کہ وہ نود کیسے اور جو غسل کیسے تو مستحب ہے اور عمرہ کا منڈرانا اور موچھ کرنا  
اور ناخن کٹوانا اور پاکی لینا بھی ادب ہے اور اگر سر پر بال ہوں تو کنگھی کرے پھر تھمہ  
جو یہ باندھتے اور پادروڑے اور اگر تھمہ و پادری پانی ہو تو وہ سو ڈالے پھر بدن میں  
خوشبو لگا دے اگر میسر ہو اور دو رکعت نماز پڑھے پھر معرفت حج کا ارادہ کرنے والا  
یوں کہ اللہ تعالیٰ اسے ایچ فرمائے ہی وقتیکہ یعنی اور اس طرح لبیک کہے لبیک اللہم  
لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد لله لا شریک لک واللک لا شریک لک  
اس لبیک سے کوئی لفظ کم کرنا جائز نہیں مگر زیادہ منافی نہیں جب یہ کہا تو محرم  
ہو اب سچنا یا سچید جامع سے اور عورتوں کے رو برو جامع کی بات حیت سے اور  
گناہ سے اور نیکوئی سے لڑنے سے جھگڑے نہیں اور شکار خشکی میں نہ کرے نہ اشارہ  
کرے نہ بیاہے اگر یہید سحر اور خوشبو نہ لگا دے اور ناخن نہ کاٹے اور سر و نہ چھپا تو  
اور موے ریش و سر نعلی سے نہ دھو دے اور موے بدن نہ کترے نہ اکھاڑے  
نہ کترے اور نہ سونڈے اور گرتے یا بیجا مہ تبا بگڑھی موزے اور رنگین خوشبودار کپڑے  
نہ پہنے لیکن حمام کزنا اور مسایہ عمارمی و خانہ میں ہونا درست ہے اور مہیانی و خست  
کمر سے باندھنا جائز ہے اسی طرح ہتھیار باندھنا انگشت تری پہننا نصد لینا مرہم ٹپی کزنا  
سمر مہ بلا خوشبو لگانا اور سر و بدن کھلانا کہ بال نہ ٹوٹے نہ جو ن چھڑے درست ہے  
اور محرم کو لازم ہے کہ وہ اس لبیک کہا کرے جب نماز پڑھے اور بلند ہی پر چڑھے  
اور پستی میں آوے اور سوار پیادہ سے ملے اور جب فجر ہو اور جب مکہ میں داخل ہو  
تو دن کو باب السلام سے لبیک کہتا ہوا نہایت عاجزی سے مسجد حرام میں جائے  
اور سنت ہے کہ غسل کرے اور جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو بار اللہ اکبر کہے  
اور کلمہ توحید پڑھے پھر یہ حجر کی طرف جائے اور اللہ اکبر کہے اور کلمہ پڑھے  
اور نماز کی طرح رقع یدین کرے یعنی دونوں ہاتھ بلند کرے اور حجر اسود کو کف و سنت ہے

تفریح بہنعمت در احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام

طے یا چوے بشرطے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو ورنہ کسی چیز سے اُسکو چھوے اور اُسکو بوسہ دے  
 اور اگر کثرت ہجوم سے یہ بھی میسر نہ ہو تو صرف حجِ اسود کے روبرو ہو کر اللہ اکبر کہے اور کلمہ  
 پڑھے اور حمد الہی کرے اور وہ پڑھے پھر طوافِ القدر شروع کرے کہ مسافر کو  
 سنت ہے اس طرح کہ حجِ اسود سے اپنی داہنی طرف کو جدھر بیت اللہ کا دروازہ ہو  
 طواف شروع کرے اس طور سے کہ چادر کو منہل راست کے نیچے سے نکال کر بائیں  
 مونڈھے پر ڈالے اور بیت اللہ کا طواف صحیح طیم کے گرد سات بار اور اول تین  
 طوافوں میں اکڑ کے دوڑے اور دونوں مونڈھے ہلاوے جس طرح غازی صفت جنگ  
 چلتے ہیں اور جب طواف کرنا حجِ اسود پاس آوے تو اُسکو ہاتھ لگا دے یا چوے  
 اور طواف ختم کرے اور رکنِ یمانی کا چھونا طواف میں مستحب ہے پھر دو گانہ طوافِ مقام  
 ابراہیم کے پاس ادا کرے یا کہیں اور حرم میں کہ یہ نماز واجب ہو نزدیک ہمارے امام  
 اور شافعی کے دو قول ہیں ایک سنت و دوسرا فریضہ لیکن پڑھنا اس دو گانہ کا اس طرح  
 کہ پتھر امام ہو اور نمازی مقتدی بالاجماع مستحب ہے تاکہ تہی المقدر اور اسکو ہاتھ سے  
 دوسے اور ساگر اثر دھام مانع ہو تو اور جگہ مسجد احرام میں پڑھے **سُود**  
 حضرت استاذ الاستاذ محمد ثناء بلیوی فی الفیض غریزی میں فرماتے ہیں کہ بعد طواف  
 حاذقہ دو رکعت تہیۃ الطواف عقب سنگ پڑھنا مستحب ہے تاکہ امامت حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام تاقیام قیامت جاری رہے اور بھی اسی پتھر پر پڑھنا حکم حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام نے اذان حج دی تھی پس بعد حلت اُنکے اُس پتھر کے پاس حاضر ہونا  
 اور عبادت کرنا گویا حضرت ابراہیم کے پاس حاضر ہونا ہے اور اُنکے آگے عبادت  
 بجالانا ہے میں کہتا ہوں کہ اس کلام سے وہاں بیہ فرقتے پر تو صریح ہوتی ہے کمالاً غیبی  
 علی المندبر اور سنن ابن ماجہ و دیگر کتب حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے  
 روایت ہے کہ جب پتھر سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ابراہیم کے پاس  
 بروز فتح مکہ تو حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے اتھاس کیا یا رسول اللہ مقام  
 ابراہیم جو اسکی شان میں اللہ صاحب نے فرمایا ہے و اتخذوا من مقام ابراہیم مصلی  
 فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعم اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت خاتم المرسلین  
 صاحب رب العالمین گریہ کئے تین بار گھومے اور چار بار چلے جب طواف سے

غاسخ ہوئے تو مقام ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑھے اور دو رکعت نماز  
 اسی مقام میں اور فرمائیں اور پڑھا و استخروا من مقام ابراہیم مصعبی اور تہامی کتب صحیح  
 میں وارد موجود ہو کہ آتیا کر میرے استخروا من مقام ابراہیم مصعبی بتوافق اسے حضرت  
 اسیر المذنبین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے نازل ہوئی القصد حاجی کو چاہیے کہ اس  
 نماز کے بعد حج اسود کو چہرے اور مسجد سے باہر نکلے اور صف پر چڑھے اور بیت اللہ کے  
 سامنے ہو کر اللہ اکبر اور کلمہ کہے اور دو پڑھے اور جدول چاہے سُود خاکہ سے  
 اور رخ الیدین کرے پھر مروہ کو چلے راہ میں دو سبز میناروں کے درمیان میں  
 دوڑے جب مروہ پر چڑھے تو جو صف پر کہ چکا سُود بان بھی کرے اسی طرح سات با  
 کرے صفائے شرمع کرے مروہ پر ختم کرے اور مستحب ہو کہ اسکے بعد مسجد اکرام میں  
 جا کر دو رکعت نماز پڑھے پھر گتے میں جا کر رہے احرام باندھے اور نفل طواف کیا کہ  
 جتنا اُسکا بھی چاہے مسافر کے حق میں نفل نماز سے نفل طواف بیت اللہ نفل نماز  
 اور جو تفصیل زیادہ مطلوب ہو کتب فقہ میں دیکھ لے اور مولوی محمد اسحاق محدث  
 دہلوی کا رسالہ ملاحظہ کیے تنبیہ صحیح بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ  
 عنہ سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ کا نئے میان  
 گنا ہوں کو مٹاتا ہو اور مقبول حج کا تو سوائے بہشت کے کوئی بدلہ نہیں اور  
 صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ  
 جو کوئی بیت اللہ میں آیا اس طرح کہ نہ اُسے عورت سے صحبت کی اور نہ گناہ کیا  
 تو ایسا بے گناہ ہو جاتا ہو جیسے کہ اُسکو مان نے خبا اور بھی صحیح مسلم میں عمر ابن  
 عاص سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اسلام اگلے گناہوں کو ڈھاتا ہو  
 اور ہجرت اگلے گناہوں کو ڈھاتی ہو اور حج اگلے گناہوں کو ڈھاتا ہو اور حج  
 فرض ہو جو اُسکو نہ مانے کا فر ہو مگر حج اُس مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہو جو آزاد  
 اور تندرست اور مقدر والا ہو یعنی آتے جاتے اہل و عیال کے خرچ کے  
 سوائے اُسکے پاس خرچ اور سواری میسر ہو اور راہ میں امن ہو اور عورت پر  
 اُس وقت فرض ہو کہ اُسکے ساتھ خاوند یا محرم ابدی ہو اور تمام عمر میں  
 ایک بار در صورت مقدر فوراً فرض ہو اور اگر باو صفت اسکے شستی کرے تو

سخت گناہگار ہوتے کہے کا اشارہ کتب انبیاء سابقین میں بہت کثرت سے باہر  
 تحریف اب تک موجود ہو چکی اور نسبت میں ان سب اشارات کا بیان کرنا تطویل لائق  
 لہذا دو اشارے اس میں سے ضروری البیان بیان ہوئے تاکہ نشتے از انہار سے و نمونہ از خود  
 باشد اول یہ کہ حضرت اشعیا علیہ السلام کے دوسرے صحیفے میں لکھا ہے کہ (آخری دنوں میں  
 ایسا ہوگا کہ خداوند کے گھر کا پہاڑ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بنایا جائیگا اور ساری فوجیں  
 طرف روانہ ہوں گی اور کوئی اور قوم خدا کے پہاڑ پر نہیں آئے گی اور اس کے گھر میں جاوین وہ  
 جگہ اپنی راہ میں تباہ کیا جائے گی اور ان کے گھر میں نہ رہیں گے اور ان کی بات  
 اور شکر سے بے گنجائی ہوگی اور وہ امتوں کے درمیان عدالت کرے گا اور بہت لوگوں کو دیکھا  
 انکو بے ہمتی اور صبر ہوگا اور انہوں نے والی قوم حاجی لوگ ہیں اور خدا کا پہاڑ عرفات  
 اور اسکا گھر کعبہ جو پہاڑوں سے گرا ہوا ہے اور صیہون بیت المقدس کی پہاڑی کو  
 کہتے ہیں اور اور صیہون بیت المقدس کا نام جو سو فرمایا کہ وہاں سے عیسوی شریعت مومن  
 ہوگی دو تہمرا یہ کہ حضرت اشعیا کے ساتھیوں نے صحیفے میں موجود ہے کہ (اٹھ اور روشن  
 کہ تیری روشنی آئی اور خدا کے جلال نے تجھے طلوع کیا بعد از ان کہ جان میں تاری  
 زمین پر چھا جائیگی خدا تجھے طلوع ہوگا اور اسکا جلال جلوہ کرے گا عوام اور بادشاہ تیری  
 روشنی میں چلنے لگے سب کے سب جمع ہو کر دو دور سے تیرے طوائف کو آویں گے اور ان  
 کی قطار میں اور دیانی اور ایفائی ساندنیان تیرے گرد بے شمار ہونگی قیدار کی سار  
 گئے اور نیاوٹ کے سارے مینڈھے تیری خدمت کیسے اور میں اپنی شوکت کے گھر کو  
 ستودگی بخشو گا حربی اور ترسےس کے ہزار ابتدا میں میری راہ کیسے کہ تیرے  
 بیٹوں کو سونے روپے سمیت دور سے خدا کے نام کے لیے لاوین کیوں کہ آسنے  
 تجھے ستودہ کیا جنہوں کے بیٹے تیری دیوار میں آٹھاویں گے اور اسکا بادشاہ  
 تیری خدمت گزار کیسے کیونکہ میں نے تجھے قہر سے مارا تھا پھر آخر رحم کیا سو  
 تیرے دروازے منت کھلے رہیں گے تاکہ لوگ عواموں کی فوجوں کو تیرے پاس لا کر  
 حاضر کریں جو گروہ اور مملکت تیری خدمت گزار ہی نہ کر لگی بر باد ہوگی لبنان کا جلال  
 تیرے پاس آویگا اور منوہر اور شمشاد اور نفیس اکٹھے ہوئے تیرے پاس آویں گے  
 تا میں اپنی گزرگاہ کو راستہ اور علیل گردن سب تیری تقاررت کرنے والے تیرے

ساستے آپ کو مخم کر نیگے اور خدا کا شہر اور اسرائیل کی قدوس کا صیون تیرا نام کھینکا  
 اسکے بدلے کہ تو متروک اور بنیوس رہی ہوتی تھی شرافت و انجی و وزنگا اور بیت تورا  
 بستیون کا سردار بناؤنگا آگے کو کبھی تیری سرزمین میں ستم کی مدد نہ سنی جائیگی اور  
 تیری سرحدوں میں خرابی اور بربادی نہ ہوگی تو اچھی دیواروں کا نام بناتے اور دیواروں  
 نام ستودگی رکھیں گی تیرے تمام لوگ صدیق ہونگے اور اب تک زمین کے دارش ہونگے  
 میری لگائی ہوئی کھنٹی اور میرے ہاتھ کا کام تاکہ میں ستودہ ہوں ایک چھوٹی سی  
 ایک ہزار ہونگی ایک حقیر سے ایک توی گروہ ہونگے میں خدا اسکے زمانے میں کیے  
 بلکہ کرنگا اٹھی) واضح ہو کہ یہ خطاب ہونگے کی طرف اور وہیں روشن ملاحظہ کہ  
 کچھ کہ چھ سو برس رہی کا آنا تو منہ ہو گیا تہہ خداوند کبریا نے آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کر کے اس پنہ نور سے سکے کو درخشان کیا وہی نور خواہم اور خواہم  
 رہنا ہو کہ مکہ شہر جامع بن گیا پاروں طرف سے خلق سہلک آسمان آئی اور آنحضرت  
 ایمان لائی اب دور دور ملکوں سے ہر قسم کے آدمی ہر سال حج کے واسطے آتے ہوئے  
 یہ رتبہ اور شایم کو کب حاصل تھا اور مدیان ابراہیم علیہ السلام کی بیٹے کا نام تھا جو قطر  
 سے پیدا ہوا تھا اور ایفادیان کا بیٹا تھا اور نبی پوت حضرت اسمعیل علیہ السلام  
 پہلے بیٹے کا نام تھا اور قیدار دوسرے کا اور یہ سب کتاب پیدائش کی چھ بیویوں  
 باب پیدائش میں قومیت کے مذکور ہوئے ان دونوں کے سارے گلے اور منہ  
 کے میں آکر جمع ہوئے اور اسکے فادم اور مجاور بنے اور ستودہ کرنے سے یہ لوگ  
 کہ لوگ تیرے اس واسطے انتظار کر نیگے کہ خدا نے تجھے محمد کیا ہو یعنی ایک مرد ستودہ  
 اور محمد بھجین پیدا ہوگا اس سبب سے تو بھی ستودہ ہوگا گویا تیرا نام ہی ہو اور  
 ملک محمد جو مسطح شہر مدینہ کے آباد کرنے سے مدینہ کہلایا اور غالباً  
 کہ خطاب آنحضرت صلعم کی طرف ہو کیونکہ بستی کے پکارنے سے بستی کے لوگ ہر  
 ہوتے ہیں چنانچہ اسی صحیفے میں جا سجا ہو کہ اے اور شایم نافرمان نہو اور صیون تو  
 ایسا کرو غیر ذلک اور نکلے کے سب ساکنوں سے افضل وہ ہو چکے باعث سکے سننے  
 شہرت اور بزرگی اور ہدایت پائی ستودہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یعنی اے  
 لوگ اس سبب سے تیرے انتظار کر نیگے کہ خدا نے تجھے ستودہ اور محمد کیا ہو یہاں تک

کو خلق اور خالق سب تجھے محمد محمد کہہ گا کرتی ہو اور جنبی سے مراد بنی اسماعیل ہیں اس واسطے  
 کہ حضرت اشعیا علیہ السلام کے وقت میں متروک اور بیگانہ تھے یا بنی اسرائیل ہیں اس واسطے  
 کہ مکہ تدریم سے اسمعیلیوں کا مسکن تھا پس اسمعیلی آشنا ہو سے اور اسرائیلی ابنی اور  
 پہاڑ جو اسکا گھیرے ہیں دوہین ایک تو ہمیں اور دوسرا قیقتعان اور قہر سے مارنے کے  
 یہ معنی ہیں کہ اگلے زمانے میں بعد حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے  
 تو متروک رہا اور تجھیں بتین رکھی رہیں تجھ پر نبوت کا اوتاب نہ چمکا خدا کی توجہ اور شلیم کی  
 طرف رہی لیکن آخر خدا نے تجھ پر مہر کی اور اور شلیم سے تجھے افضل بنایا اور ہمیشہ  
 تیرے دروازے کھلے رہتے ہیں کہ گرورون عورت اور مرد شب و روز تیرا اطواف  
 کرتے ہیں اور لہبان ایک پہاڑ جو شام میں اور شام کو اللہ نے متبرک کہا ہے کیونکہ  
 اسرائیلی پیغمبروں کا مسکن رہا ہے سو اشعیا پیغمبر بنے ہیں کہ اسکا عظمت اور  
 بزرگی لہبان کو حاصل تھی تجھ کی بیلی یعنی نبوت شام سے اٹھا تمہیں آوگی اور قول  
 اسکا اسرائیل کے قدوس کا مینہون یعنی خدا کا پہاڑ اور جبل عرفات ہے یعنی اور شلیم میں  
 تو مینہون مقرر ہو لیکن اسکا تیرا پہاڑ خدا کا صیہون ہے اور اسرائیل کا لفظ عظمت ظاہر  
 کرنے کو ہے یعنی وہ خدا کی اسرائیل نے تقدیس کی ہے سو وہ جب تجھے نوازیگا تو بھی  
 اسکی تقدیس کرے گا اور یہ جو فرمایا کہ تو مینہون اور متروک رہے سو یہ اس پر دل ہے  
 کہ خطاب سکے کی طرف ہو کیونکہ اور شلیم مینہون نہ تھے اور نہ رہے تھے مینہون حضرت  
 اشعیا علیہ السلام کے وقت میں کہ نہایت محبوب تھے اور کہنے کے ایک دروازے کا  
 نام باب السلام ہے اور اونٹوں کی افران کے مین استدر ہے کہ اور ملکوں میں نہیں عرب کے  
 لوگ انھیں کا گوشت کھاتے ہیں اور انھیں کا دودھ پیتے ہیں اور انھیں کے  
 بالوں سے قبائین اور ندے اور قالین وغیرہ بناتے ہیں اور انھیں پر سوار  
 ہوتے ہیں اور بوجہ بھی لادتے ہیں اسی سبب سے اصحاب تجر بہ کہتے ہیں کہ عرب کا  
 کام سب اونٹ سے ہے اور ہند کا میل سے اور ایران کا چتر سے اور یہ جو کہا عوام کی  
 فوجوں کو لاؤینگے یعنی غازی لوگ عوام کی فوجوں کو تیغ کے زور سے مسلمان کر کے  
 تیرے پاس بھیجتے ہیں اور عالم و دواعظ خلق کو سمجھا سمجھا کر حج کے واسطے تیری طرف  
 روانہ کرتے ہیں اور عشق اور محبت عاشقوں کو اور حجاج اور طالب حاجیوں کو

حاجی

خواہی تو اہی تیری طرف گسپیٹ لاتے ہیں جو کہ وہ تیری خدمت سے کچھ نہ موڑتے ہیں برابر ہوتے ہیں چنانچہ ابراہیم کے حاکم نے چاہا کہ اپنے ہاتھیوں سے ڈھاد سے سو حق تھانے انے چھوٹے چھوٹے پرندوں سے اسے ہلاک کر دیا اور صنوبر اور شمشاد سے یہ مراد ہو کہ کین دین درخت اور سبزہ کثرت سے ہو گا سو فی الواقع قسم قسم کے نباتات اسمین زمین وہاں کے درخت و سبزہ کوئی کاٹتا کھاتا نہیں اور درختوں کی پتی بھی کوئی توڑتا نہیں مگر اذخر و سفا کو بفرست دو اور شاہد کہ صنوبر اور شمشاد سے قسم قسم کے آدمی مراد ہوں اور اس قول کے الفاظ صحیح ولایت کرتے ہیں حاجت بیان نہیں **فاندر** مشوق السورین میں لکھا ہے کہ کتے کے چوڑا نام ہیں آٹھ اسمین سے کلام الہی ہیں موجود اول کتہ قال اللہ تعالیٰ بیطن کتہ اور وہ جسمیہ کی یہ جو کہ لغت میں بھی نزل کرنا اور پستان سے دودھ پینا اور کم ہونا پانی کا جو پس گویا کہ برکت اس شہر کی نائل کر دیتی ہو حاجیوں کے گناہوں کو اور خلق کو اطراف عالم سے اپنی طرف جذب کرتی ہو اور چینی چتی جو بطرح لٹکا کا دودھ کو پستان مادر سے کھینچتا ہو یا زمین سے تمام پانی اسکا اپنی طرف کھینچ لیا ہو اسو اسلے کہ وسط زمین میں واقع ہو اور شہر اس کے نیچے سے جاری ہوتے ہیں اور قلت پانی کا یہی سبب ہو دوسرا کتہ قال اللہ تعالیٰ لاندھا بکۃ اور کتہ بکۃ بین توڑنے والے کے نمونی بین آیا جو پس یہ شہر بھی سد کشون کی گردنا توڑ ڈالتا ہو مشہور ہے کہ کتہ اور کتہ دونوں لفظ واحد ہیں اور قلب باویم سبب قرب و مجاز کلمات عرب میں شائع و مطرز ہو بطرح لازم اور لازب اور اشم و اشمب اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کتہ سے حجرت تک ہے اور بیت اللہ سے بطحا کتہ پس اس قول سے کتہ تمام حرم شریف ٹھہرتا ہو اور کتہ ہی شہر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ کتہ بالہا زمین خانہ اور مولیٰ مسجد اکسہ نام ہو ما سوی اسکے کتہ ہے بالہیم اور نام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کتہ بالہیم انسی موضع کا نام جو جس موضع میں ہے واقع ہو اور ایک روایت ہے کہ جب قریش نے کتہ بنایا تو ایک سنگ رخام بنا دینا نکلا اس پر لکھا تھا کتہ بکۃ بکۃ بار موعده تیسرا کتہ قال اللہ تعالیٰ لاندھا بکۃ اور چوتھا بلد ابن یعنی شہر امان و ہندہ یا امان یافتہ کتہ قال اللہ و ہذا البلد الامین سو اس بلد سے شہر کتہ مراد ہو اسو اسلے کہ ہر ایک شہر میں سپاہی اور تاجر اور غنی اور فقیر اور عورت اور

مشوق السورین

اور بادشاہ اور حاکم اور امانت متبرکہ اور پیش بد شہد اور قبور انبیا اور اولیا اور مساجد اور مدارس  
اور اقسام نباتات اور حیوانات ہوتے ہیں لیکن کسی شہر میں خانہ خدا اور بیت حضرت  
کو محیط جگہی اور کعبہ عبادت خلایق ہو نہیں ہو مگر اس شہر میں کہ اس سبب سے  
اس شہر کو جامعیت، اتم میسر جو اور با انہیہ خاتم الانبیاء و المرسلین کا مقام بخت ہو  
اور اس شہر اور شہریہ علی صاحبہما ان ملکوتہ والسلام کا جامع ہو کہ انوار نبوت و ولایت حسین  
سالم و لامع ہیں اور یہ نبوت و ولایت جامع ترین نبوات اور ولایات ہیں اور شہر مکہ  
شہر مستطیل جو کہ طول اُسکا عرض سے زاید ہو اور مثل قلعہ پہاڑوں سے محیط ہو اور با  
اسکے تین طرف دیوار شہر بناہ کی بھی ہو چنانکہ دیوار شہر تھی کو دیوار باب المعلاآت  
ہوتے ہیں اور دیوار مغربی کو جو کسی قدر جانب شمال مقابل مدینہ باسکینہ واقع ہو  
سور باب الشبکہ کہتے ہیں اور دیوار جانب میں کو سور باب الہمین اور دیوار میں سیدین  
ابن حلالان شہر یعنی مکہ کے حکم سے سنہ ہشت صد و شانزدہ ہجری میں تعمیر ہوئی ہیں اور  
طول و عرض شہر کا یون ہو کہ باب المعلاآت سے سور باب الہمین تک چار ہزار چار سو بہتر  
وزعم ہو اور باب الشبکہ تک بھی اسی قدر با زیادت دو صد ہشت درہم اور دو پہاڑوں کو  
گیر سے ہیں جو تیس اور قیقان بنعم قاف اول و ثانی و فتح عین حملہ اوسے اوثانہ  
ان دونوں کو ان شہرین بفتح ہمزہ و شین و ک ن خا و منقوط ہوتے ہیں ان شہر شرقی  
جو تیس و ان شہر غربی قیقان اور یہ شہر داخل ولایت حجاز جو بلاد ما بین شام و عراق و مصر  
و یمن کے واقع ہو اور حجاز کے کہتے شہر میں از انجند ایک کہ دو سو ہزار تیرہ ہو اور عسل  
تک کا بعض ہونے سے ویش کو تک ہو چنانچہ سر مدینہ منکان واقع ہو اور بعض  
طرح سے کم اور اسکا کہ در حرم ہو مخفی تر ہے کہ در حرم کتب مشہورہ و فقہ میں مذکور  
ہیں جو الا حواشی کتب فقہ میں ہو کہ حرم کے گے کہ دو کو ہوتے ہیں جانب مشرق چو  
میل اور جانب مغرب چو بیس میل اور بعض کے نزدیک تین میل و مواعج اور جانب  
شمال اٹھارہ میل اور جانب جنوب چونتیس میل اور حضرت استاذ الاستاذ نے  
نفس پر ضرب زیدی میں لکھا ہو کہ در حرم کا کو سون کے مساب سے سینتیس کو س لکھا ہو  
اور حساب درہ یون ہو کہ باب بنی شیبہ سے دو مناروں تک جو کہ جانب عرفات  
در حرم بتعمام ہیں سی و ہشت ہزار و دو صد و درہم اور باب موالات سے سی و پنج ہزار

میں ہزار  
دو سو

۱۱

دو ہفتے پہنچ درعہ اور جانب پنجم سے کہ حد جانب دہنیہ ہے دو اوزہ ہزار و چار صد ہفتے درعہ  
 اور جانب تینم دو اوزہ باب المہاجن سے ہفتے دو ہزار ہشت صد ہفتاد و شش درعہ جو ہفتا  
 فائدہ ہر طرح حرم مکہ جو اسی طرح حرم مدینہ ہے اور حرمین کی حرمت سیاہی جو میر سید  
 شریف نے شرح مشکوٰۃ میں توشیحی سے نقل کی ہے کہ حرم مدینہ سے حرم عظیمی مراد ہے  
 نہ حرم احکامی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مدینہ حرام ہے جو غیر سے ٹوڑ تک اور یہ دونوں مدینہ کے  
 دو طرف میں پہاڑ ہیں پانچواں قریہ آمنہ کہ اپنے بیچ کے رہنے والوں کو لوٹ مار سے  
 امان میں رکھتا ہے چھٹا قریہ نطنہ کہ باشندے اس شہر کے انتقال اور اتحال  
 مطمئن رہتے ہیں اور یہ دونوں نام اس آیت میں ہیں ثرب اللہ مثلاً قریہ کانت  
آمنۃ مطمئنۃ ساتواں ام القری و التمدن ام القرے و من جو اہل انھوں ان بلدہ سد ام  
 رب ہذہ البلدۃ الہی حریمہا نو ان صلاح مثل طعام کہ معدول ہے صاحب سے یعنی  
 بقعہ شاکتہ و سوان باسہ یہ نام اس واسطے ہوا ہے کہ جو کوئی وہاں بے ادبی کرتا ہے  
 ہلاک ہو جاتا ہے گویا حیوان ماطمہ یعنی توڑنے والا گردن چار ان اور ہلاکت انگشتہ  
 ستمگاران بار حیوان کو بیا لیکن بعضے کہتے ہیں کہ نام ہے جو کوفے کا تیر حیوان کو  
 یہ نام تفسیر کہ یہ بین لکھا ہے اور غلب کہ یہ لغت غیر عربیہ جو معنی اسکے معلوم نہیں  
 جو حیوان ام الرہیم معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ ام رحم اس واسطے کہلاتا ہے کہ وہ  
 رحمت نازل ہوتی ہے وہاں یضین اور عاکفین پر کہ جو کوئی محتاج فقیر مع تحفہ افلاس  
 روسے نیاز اس ماسن اناس پر لایا فاذن خزان لطف و عنایت نے دستہ  
 نقد و جنس اپنی رحمت سے عنایت کیا کہ دامن امید میں گنجائش نہ رہی کون  
 بے سرو پا اس درگاہ میں آیا کہ نقد مراد اسکے دامن افلاس میں نہ رکھا گیا اور کس  
 عاجز جکیس نے سرعہ اور نیاز اس قبیلہ مکہ پر گھسا کہ درمقا صد اسکے منہ پر  
 کشوف نہ ہوا کہ ام بندہ برین آستان نہاد سر سے کہ لطف خواجہ  
 نہ بر روسے او گشا و روسے چٹنیہ اہل عرفان فرماتے ہیں کہ حضرت خلیل نے  
 عا ہرین کعبہ بنایا اور حضرت رب جلیل نے باطن میں کعبہ خلیل احجار سے ہے  
 اور کعبہ خلیل اسرار سے وہ کعبہ مشابہ اس ہے اور یہ کعبہ محل استیناس ہے وہ کعبہ  
 قبلہ مومنان ہے اور یہ نشانہ نظر رحمان وہ طوائف گاہ خلافت ہے اور یہ طواف طواف خالق

وہ مقصود خلق ہے یہ منظور حق و وہ قبلہ مکہ شریف ہے حجہ شمشادہ وہ بیت اکرام ہے  
یہ بیت اکرام وہ کعبہ فقہہ اشترار سے مامون ہے اور یہ اندیشہ اختیار سے مضمون وہ  
بنایا گیا ہے وادی غیر ذی زرع میں یہ گلستان و بوستان شریع میں اس کعبے  
کے ایک طرف دریا سے زخار ہے یہاں ہر طرف ہزار دریا سے اسرار وہاں میقات ہے  
یہاں تصفیہ اوقات وہاں اسرام ہے یہاں فیض الہام وہاں تجرید از لباس ہے  
یہاں تہن رید از ملاحظہ اجناس وہاں مسجد حرام ہے یہاں مشہد کبرام وہاں کوہ  
عرفات ہے یہاں نبات و کرامات وہاں مر وہ اور صفایا ہے یہاں مروت و وفا وہاں  
قدم خلیل ہے یہاں کرم طیل وہاں سقایہ حاج ہے یہاں ہدایہ حجاج وہاں چشمہ  
نرمزم ہے یہاں الطاف و مادم وہاں حلیم ہے یہاں رحمت رحیم وہاں میزان اب ہے  
یہاں قرب اجباب وہاں حج مبرور ہے یہاں سعی مشکور وہاں عاکف اور طاعت  
یہاں سعادت و طاعت وہاں رکوع و سجود ہے یہاں شہود و عدت وجود وہاں کفن  
یمانی ہے یہاں گنج معانی وہاں حج سبر اسود ہے یہاں سر سودا سے سرمد وہاں اعلام  
مناسک ہے یہاں اعلام ملائک وہاں نعرہ لبیک ہے یہاں ولولہ سلام علیک  
وہاں استلام حجر ہے یہاں احترام نظر وہاں کوہ منار ہے یہاں نفی من و ما وہاں نزل فہر  
یہاں سر معروف وہاں مسجد ضعیف ہے یہاں نیاز و ضیعت وہاں انفاضت ہے یہاں  
ریاضت وہاں قربانی ہے یہاں قرب ربانی وہاں خلق ہے یہاں تکر خلق وہاں  
تقصیر و رمب سے یہاں تقصیر نگر دن کیسے ہو سے وہاں طواف و دواع ہے یہاں ذوق  
سماع سے کعبہ ہر چند سے کہ خانہ برد دست ہے این دل من نیز خانہ سرد دست ہے  
پس طائفان قبلہ عشق کو نوید مسرت ہے کہ محراب دل انکا قبلہ اسل جمال ہے  
اور مقصد جاودان انکا دونوں جہان میں سرم وصال سے عرفات عشق  
یاران سر کو سے یار باشد ہے بطواف کعبہ زین و زین و م کہ یار باشد ہے جو سر سے  
بر آستانش بہ سر صفا نہادی ہے بصفاء و مر وہادی دل و گرت چہ کار باشد ہے یہ جو  
کلمہ کیا کلام راست و درست ہے مگر عارفین کالمین اور عاشقین صادقین کا ہے کہ ظاہر  
حال انکا پیرایہ شریع سے آراستہ ہے اور باطن ز پر طریقت سے پراستہ فائدہ  
مستورہ بقومین اللہ صاحب نے فرمایا ہے و اذا تبلی ابراہیم ربہ بجمالات یعنی

یا دکر و اس وقت کہ سب بظہر برق آدمائیش فرمایا ابراہیم کو اس کے پروردگار سے سننے  
چند سخن کہ اس کی سجا اور می سے فرشتگان ملو می اور سفلی پر گھلجائے کہ یہ شخص  
لائق اس مرتبے کے تھا جو اللہ نے عنایت کیا سو وہ کلمات چند حضرت ابراہیم  
علیہ السلام کے کہی باتوں سے متعلق تھے اول وقت عیشہ از منکر پر حضرت  
ابراہیم سے کہ انکا اسی کے سبب سے نماز بوقت پرستان پر مامور کیا اور  
آنجناب نے اسکو با حسن وجہ سرانجام کیا کہ اول آفتاب اور ماہتاب اور  
کہ اکب کو جگہ حدوشت اور تغیر لیا قمت معبودیت سے کہ او یا دوسرے بتوں کو  
تب تیرا سے توڑ ڈالا اور انکی عاجز می بقایہ قوت انسانہ با وجود اسکے کہ  
انسان اضعف المخلوقات تھا ظاہر فرمائی تیسرے واسطے ابراہیم انش پرستان کے  
آگ میں گرے اور اثرنا قوت آئید سے باطل فرمایا کہ خدا سے تم اگلے نے اسکے  
اثر طبی کو تبدیل کر دیا اور ایسی ترتیب معقول سے روحانیات ملو یہ اور سفلیہ کو  
لیا قمت معبودیت سے گویا کہ زبان مبارک پر گزرا انی وجہت وجہی لذی فطر ابراہیم  
والا رین ضیفا و ما انا من بلشر لیکن پھر واسطے امتحان صدق اس دعوی  
اللہ جل شانہ نے اور کہی باتوں میں بستل کیا اول تبری از قرم بلکہ تبری عن  
کل ماسوی اللہ کا قال انی بری ما لشر کون وانی برائم ما تعبدون اور یہ  
کیفیت آخر کار منجور بجلوت ہو گئی کہ ارشاد کیا فاصم عدولی الارب العالمین  
دو شری رفع وساخط اور وسائل سے حتی کہ حالت شدت غم میں کہ انکار  
نار تھا حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا انا ایک فلا حاجۃ لی تیسری تسلیم  
لا امر اللہ و لرضاء اللہ سے حالانکہ اس میں جان و مال کا نقصان بھی ہوا کہ ہجرت  
وطن اور ذبح ولد اور فیاضت مہانوں اور اثبات فقیروں میں ظاہر ہوا اور  
پر ظاہر ہو کہ انسان کے نزدیک چار چیزیں عزیز ترین اشیا ہیں جان اور مال  
اور شریک اور وطن کہ صحیح اقارب و عشائیر ہوتا ہو اور اسکے محافظین کسی کسی  
میسر فیان انسان سے ظاہر ہوتی ہیں سو حضرت ابراہیم نے ان چاروں کو رھا  
انہی میں نثار کیا کہ صدق محبت اور کمال غلت اسی سے ثابت ہوئی حضرت  
دین عباس نے تفسیر کلمات بن انھیں چار چیزوں کو بیان کیا ہو اور جو کچھ معاملہ

حضرت ابراہیم نے والدہ حضرت اسمعیل اور خود اسمعیل علیہ السلام سے حکم خدا کیا اگر  
 تامل کیا جائے تو مقصد و مقصد سے خارج ہو جائے ایسی تکلیفات سے جو دولت حال وقت  
 عاقلہ تھا کہ مجھلا جواب خطاب اسلم بین بجا اسلمت لدر رب العالمین اتماس کیا تھا  
 بعد ازاں جس قدر شرف کو بھی داغدار محبت و عشق فرمایا جس طرح خدمتہ کہ ناموسے لب و  
 دیار پینا نمن کوٹو انا وغیر ذلک پستہ بعض عبادت و افکار و اخلاق کے التزام پر  
 تاکید فرمائی اور وہ تیس فصلتیں ہیں جنکو سهام الاسلام کہتے ہیں بچھا اسکوتن  
 سورہ برات میں مذکور ہیں تو یہ عبادت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جو معروف شہنشاہ  
 حفظہ و دغدغہ ایمان اور دوش سورہ اخزاب میں اسلام ایمان فتوت صدق و ہمت  
 فتوح صدقہ روزہ اور زنا لواط سحاق نطفہ یعنی سہی بچنا اور ذکر الہی قابلاً و سناناً  
 و سماً کرنا اور دوش سورہ مومنون میں ہیں ایمان تصدیق روز جزا خوف از عذاب  
 خدا و شمار کھنا اور فتوح فی المعاملۃ اور محافظت آداب سنن میں اور کفو و غیبیت  
 و نزل و نعب سے اجزا کرنا اور دوش سورہ کوزۃ خوشی سے کہنا اور حفظ شہد گاہ  
 غیر منگومہ اور غیب مملوک سے رکھنا اور امانت کے ادب میں وفا کہنا اور قیام شہادت  
 یعنی جس بات کو جانتا ہو وقت شہادت ظاہر کر دینا اگرچہ بعض خصائل انہیں کے  
 متداخل ہیں لیکن سخیل جو کہ بہ تصدیق و تخصیص و درنظام مقاربات حکم مباینت  
 پیدا کرین اور ہر مقام میں جدا شمار کیے جائیں چہر ارشاد الہی جو کہ ہر سال  
 ایک مرتبہ والد و مشید اہو کہ دیوانہ وار عاشق کہ دار بنا پر طواف خانہ محبوب کردگا  
 کے بزہنہ سرسریان تن پاسے برہنہ فرود لیدہ نو پریشان حال گرداؤ و شام سے  
 حجاز زمین جاؤ اور گاہے پہاڑ اور کبھی زمین پر کھڑے ہو کر خانہ محبوب کی طرف  
 دیکھو اور گاہے اپنے دشمن کو تصور کیے لعنت کی کنکد بان اسپر مارو اور  
 اپنی جان کے عوض میں قربانی کرو اور اسی گھر کا جو کہ آشیانہ تجلی ربانی ہو طواف  
 کرو تا کہ معنی عشق و محبت جو باطن میں ہیں ظاہر بین جائے طوور پاکوین اور فاس و  
 عام میں مشہور ہو جائے اور ہر شخص عشق سے آگاہ ہو جائے اور اس اثنا میں  
 لبیک لبیک کہہ کر نعرہ زنی کرو اور آتش محبت قلبیہ کو روشن کرو چہر اسی  
 کیفیت کی نمود کے واسطے سنا سناک حج معین فرمائے اور ان سب امور کو حضرت

تفسیر  
 حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام

تفسیر

ابراہیم علیہ السلام نے سجنی ادا کیا کہ اس میں اصلا غافل و تماون و افراط و تفریط واقع نہ ہو کہ قال اللہ فی  
سورۃ النجم و ابراہیم الذی دعی لیسئلی اور ابراہیم جسے پورا تارا اللہ کا حق فاکدہ ہر روایت صحیح ثابت ہے  
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انسی برس کی عمر میں اپنا فتنہ کیا جو چنانچہ البواشخ نے کتاب العقیدۃ میں  
لکھا ہے کہ جب حکم فتنہ صادر ہوا تو عمر ابراہیم کی انسی برس کی تھی سو حضرت نے نہایت جلدی ہجرت  
کتنہ کر ڈالا اور روز کی شدت ہوئی تو آنجناب نے دعا کی وحی ہوئی کہ تو نے جلدی کر کے اپنے نفس کو  
سرخس ہلاک میں ڈال دیا انتظار کرنا لازم تھا تا کہ طریق فتنہ واک قطع سے نشان دیا جاتا من کیا اور  
میں نے توقف کرنا سب آوری حکم میں بکروہ بھقا فاکدہ پوشیدہ رہے کہ تین بیخ غار لقطہ دار  
سکون تار متناہ فتنہ کرنا اور جو غار اور تار کے زبیر تو درما و دوسرے وغیرہ رشتہ دار جانب زوہ  
اور عثمان کبیرہ غار مرد اور عورت کی پیشاب کی جگہ کا بنا ہوا کذا فی القاموس اور صحیح سناری و مسلم میں  
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرما حضرت مسلم نے آنتن ابراہیم رضی اللہ عنہم کلینی  
فتنہ کیا ابراہیم نے پندرہ مہینہ کی عمر میں مکان کا متعلقات شام سے ہوا اور نفس اہل تحقیق لکھتے ہیں کہ اس  
عمر میں عمر شریف بناؤ سے سال کی تھی مگر حدیث میں ہر روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عمر شریف انسی  
برس کی معلوم ہوتی ہے وہ صحیح اور بیہقی نے نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم نے فتنہ اسمیل علیہ السلام کا  
تیرھ مہینہ برس فرمایا اور اسحاق علیہ السلام کا ساتویں دن اور حضرت خاتمہ سلیمان معلم نے حضرت  
حسین علی ہدیہ و علیہما السلام کا ساتویں روز فرمایا اور میری بیہقی نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت  
معلم نے کہ جو کوئی اسلام لاوے لازم ہے کہ فتنہ کرے الغرض اول رسم فتنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام  
جاری کی ہے اور قبل ابراہیم علیہ السلام انبیاء علیہم السلام مختلفون پیدا ہوتے تھے حقیقت یہ ہے کہ  
اللہ نے انکے بدن کو داغ و عجزت و دلا کیا تھا جس طرح متشوق کے واسطے عشاق داغ و گل  
کھاتے ہیں تاکہ دعوی عشق کا ثبوت کافی ہو جائے اور عمدہ ترین داغون میں فتنہ ہے کہ محل شہوت  
رزیہ مہیبیہ ہو گویا یادگار گردانا ہو تاکہ اس عضو داعی کو مصروف نام نہی میں صرف نہرین لہذا تورت  
میں ہر ترجمہ فارسیہ ۱۳۳۱ خدا ابراہیم را فرمود کہ تو بعد از انکہ از اولاد تو ہر وفات تو ہر یک در عرصہ خود  
رعایت باندہ عمدت کہ میان من و تو فیئسل تو بعد از تو مرعی باید داشت نیست کہ ہر نہ کرے کہ از شما متون  
شود و گوشت خلف خود متون سازد کہ این علامت عمد میان من و شما باشد از شما ہر کہ عمر شریف ہشت روز  
باشد متون شود ہر نہ کرے و طبقات شما خانہ نادرہ و زفر ہر از ہر بیگانگان کہ از فیئسل تو نباشد خانہ نادرہ  
و زفر یہ تو لازم است کہ متون شود و عمدت در جسم شما بعد ابراہی خواہد ماند ہر نہ کہ نا متون کہ گوشت فلفش

سے  
تفریح ہفت روزہ  
اصول عقیدت  
تاریخ اسلام  
تاریخ ہندوستان  
تاریخ مغرب  
تاریخ فارس  
تاریخ عرب  
تاریخ روم  
تاریخ چین  
تاریخ ہند  
تاریخ ایران  
تاریخ یونان  
تاریخ روم

منہ  
فتنہ  
سنتہ

مختون نشدہ ان نفس از فبایہ خود منقطع کرد کہ عمدہ فرسخ نموده است انتہی اس کلام سے ظاہر ہوا کہ جو کوئی  
 نہ کرے ملت ابراہیمی سے خارج ہو اور گویا اسے نقص عمد کیا و لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مختون تھے  
 پس نصاریٰ کہ فتنہ نہیں کرتے ملت ابراہیمی و عیسوی سے لازماً خارج ہیں واضح ہو کہ ہمارے دین میں  
 بھی فتنہ سنت ہوا نام عظیم اور مبارک و احمد اور اکثر علماء اور فیض شامعی از سب اسی کے قائل ہیں اور یہ فتنہ  
 پنجائے شاعر اسلام پر صبر چھوڑا جاتا تھا کہ اگر کسی شہر کے لوگ اسکے ترک پر اتفاق کریں تو امام و  
 حاکم کو محارب لازم ہونی فتاویٰ قاضی خان اذا اجتبت اہل مدین علی ترک الختان قائم الامام کہا تھا تم سے  
 ترک سائے استنن و فی خزائن الفتاویٰ ختان الرجال سننہ و مختلفوا فی ختان المرءۃ قال فی ادب القاضی  
 کما روہ قال بعض افرسننہ کہ فی شرح شرف الاسلام و اکثر شافعیہ و جوب ختان کے قائل ہیں اسی طرح  
 بعض مالکیہ بھی اور وقت ختان میں اختلاف ہوا امام صاحب و صاحبین سے مروی ہے لا علم لی بذک یعنی  
 وقت ختان کا علم ہوا نہیں ہے اور نہ کوئی دلیل قطعی اس پر قائم ہے اور سوائے ائمہ سے روایت ہے کہ جب لڑکا  
 متحمل ہے اور طہمت ختنہ قائل ہو وہ وقت ہوتا ہنگام بلوغ فی فتاویٰ قاضی خان و ابو حنیفہ روح  
 لم یقیدہ وقت الختان قال مس الائمۃ اجماعاً فی وقت الختان میں تحلیل اہمبی کتاب الے ان یبلغ اور  
 بیٹھے کہتے ہیں کہ ساتویں دن ولادت سے فتنہ کرنا چاہیے اور بیٹھے بعد سات برس کے اور بعض نو برس کے  
 بعد فی فتاویٰ قاضی خان و شیخ ابن سنیین اہمبی اذا یبلغ لتسع سنین فان فتنوہ وہو الصغر من ذلک سن  
 ان کان فوق ذلک قایلاً قالوا الیاس ہر اور بیٹھے بعد دس برس کے بارہ برس تک تجویز کرتے ہیں  
 اور مختار بعض شافعیہ کا یہ ہے کہ قبل بلوغ فتنہ کرنا لازم ہے و فی مجمع البرکات و الصحیح با قال ابو حنیفہ  
 ما نہ لا یوقت بلکن یظن الے حال اہمبی اور اگر مسلمان بل ہے اور غیر مختون تو وہ اسنہ ہاتھ سے فتنہ  
 کرے اگر ممکن ہو والا نہ کرے یا عورت ختان سے نکاح کرے یا لونڈی اس عصمت کی خرید کر کے فتنہ  
 کرے لے فتاویٰ عالمگیری میں اسی طرح ہے اور ظاہر ہے کہ فتنہ حنفیہ کسے نزدیک سنت ہے اور مقرر عورت  
 زینس لہذا قد لے حنفیہ مسلم باغ کو فتنہ کرانے سے مانع ہیں تفصیل فی کتب الفقہ ہوا سب لذیہ میں ہے  
 کہ امام فخر الدین رازی نے مشرعیت ختان کی حکمت میں ایک نکتہ لکھا ہے کہ جب تک فتنہ نہیں  
 ہوتا اور سرد کر گھلا ہی میں پوشیدہ رہتا ہے اگر مجاہدت نرم رہتا ہے اور صحبت کے وقت لذت زیادہ  
 ملتی ہے اور جب وہ چڑا کٹ جاتا ہے اور سرد کر ظاہر ہو گیا تو اس میں کچھ کہ خشکی آجاتی ہے و تب وہ لذت  
 کم ہوجاتی ہے حال یہ کہ جو عضو پوشیدہ رہتا ہے اس میں مس کس زیادہ ہوتا ہے نسبت کھلے عضو کے  
 چنانچہ زبان اور لبون سے یہ تجربہ ظاہر ہے اور مشرعیست کے حکمون میں تو سطر ہے نہ افراط و تفریط

اسی واسطے نہ ایسا چھوڑتے ہیں کہ نہایت زیادہ ہو اور نہ ایسا کہ بالکل نہ ہو بلکہ معتدل کر دیتے ہیں تاکہ اعتدال ہاتھ سے نہ جائے اور سو سے اس ذرا مجتہد کے اور بھی ذرا غفلت ابراہیم علیہ السلام نے کہا جو مسطح ہون کے بال لینا اور مو سے زیر ناف نہ نزع کرنا و ناخن دست و پا کھانا و غسل کے بال دور کرنا اور بول و ہرگز کے مقام کو بوقت استنجا و مونا اور غنڈہ اور استندناق و ضویہ میں کرنا اور نماز و ذکر کے وقت مسواک کرنا اور بالوں کو شانہ سے نہ نزع کرنا یعنی ناگ نکالنا اٹکو جسے سر پر بال ہوں اور خوشبو کا استعمال کرنا اور جامہ و بدن کا پاک رکھنا اور ہر جگہ کو بندھا ہون کا دھونا اور تفسیر احمدی میں ہے کہ کلمات تہلیبہ دین تھے پانچ سر میں یعنی بال منڈانا یا کترانا اور توجیح کترانا اور منجھ میں پانی ڈالنا اور ناگ میں اور شوک کترانا اور پانچ شام بسم میں غسل کے بال اکھاڑنا ناخن کٹنا ناگوں کے نیچے کے بال موڑنا پانی سے ہتھنجا کرنا غنڈہ کرنا پس یہ دس باتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فرض تھیں اور ہر اسے دین میں سنت یعنی سر کے بال منڈانا یا کترانا علی اسلئے سنت ہے اور عورت کو نہین جائز مگر حج میں کترانا درست ہے اور توجیح کترانا اور پر کی ہونٹھ کے مقابلہ سے سنت ہے اور اس کے چھوڑنے میں خذاب اور منجھ میں پانی ڈالنا اور ناگ میں اور مسواک کرنا ہر وضو میں زن و مرد کو سنت ہے اور غسل کے بال اکھیرنا اور مو سے زیادہ موڑنا سنت ہے اور جامہ نیکس دن بعد مکہ بروہ اور ناخن کٹنا ہر جگہ یا غنڈہ میں بلا تعین یوم مستحب ہے اور پانی سے ہتھنجا کرنا سنت ہے جو کہ نجاست مخرج سے درم کے برابر سے زیادہ ہو و الا صاحب جو بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آدمی کی پیدائشی پیر میں پانچ ہیں اور دوسری حدیث میں ہے کہ دس ہیں اور مطالب اس حدیث کا یہ ہے کہ ہر ایک آدمی حسین آدمیت ہے وہ ان دس چیزوں کو جو اوپر بیان ہوئیں پسند کرتا ہے جو باک یہ پیدائشی اور خالق بات ہے حسین تعلیم کی حاجت نہیں کیونکہ اولاً ان باتوں میں پاکی و لطافت اور ستھرائی ہے مثلاً مو سے زیر ناف کے موڑنے سے میل نہیں جتا اور کچھ ہوتا ہے اور ہر جگہ اور شہوت کی قوت زیادہ ہوتی ہے اور موٹو چھوڑنے کے کترانے سے اول مجوس اور منہو کی مناسبت دور ہوتی ہے دوسرے اکل و شرب میں ناکہ نہیں رہتی اور ناخن کٹانے میں مول میل و نجاست نفع ہوتا ہے دوسرے دیکھنے والوں کو کہ بہت نہیں آتی علی ذلک یقاس جلد اور دین نوادہ ہیں کہ ناعلیں اور مل تجر پر پوشیدہ عین تہ و تاسک و بعض امور ایسے ہیں کہ اول غلبہ رکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوا پانچ بالوں کا سفید ہونا قبل حضرت کے نہ تھا اور جب حضرت کے بال سفید ہوئے تو حضرت نے تعجب کیا کہ حضرت حق سے عسدرن کی کیا کیا بات ہے ارشاد ہوا کہ یہ وقار ہے فرمایا رب زونی وقاراً اور ابن تیمیہ نے معارف میں لکھا ہے کہ جب حضرت اسحق پیدا ہوئے تو کٹھانیوں کو بجا خلیج خیمت زن و مرد کے شبہ پڑا اللہ نے حضرت اسحق کو حضرت ابراہیم

سنت  
ہر جگہ  
کو بندھا  
ہون کا  
دھونا

مشابہ کر دیا کہ یہ بھی ایک و بزرگ شاک کی ہو سکتی ہو مگر جب حضرت اسحق کی ڈاڑھی کھلی تو ہرگز باپ بیٹے میں فرق نہ تھا اسی لیے حضرت ابراہیم کے بال سفید کر دیے تاکہ فرق ہو جاوے و اللہ اعلم بحقیقۃ احوال اسی طرح لانگ کھانا اور سوخچہ کھانا اور ناخن کھانا اور نعل کے بال وضع کرنا اور ٹھوسے زہر دور کرنا اول حضرت ابراہیم نے جاری کیا اور پانچواں اول آنجناب نے پہنا قبل حضرت کے لانگ باندھتے تھے عرائس میں جو کہ ایسا دسراویل یون ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ اے ابراہیم تو افضل اہل ریح و بھگو چاہیے کہ جب مسجد میں جائے تو عورت تیری زمین کو نظر نہ آوے اسی وقت آنجناب نے سہراویل ایجاد کیا اور اول خطاب و سہم و ثنا حضرت ابراہیم نے فرمایا جو اور اول خطبہ منبر پر چڑھ کر حضرت ابراہیم نے پڑھا اور طبرانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلیم فرماتے تھے کہ اگر میں بھی منبر بناؤں تو مضائقہ نہیں ہو گی و نہ حضرت ابراہیم نے منبر بنایا تھا اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ اول جہاد باسیت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب کہ حضرت لوط کو رومیوں سے چھینا جو اور اول حضرت ابراہیم نے فی اور غنیمت تقسیم فرمائی جو غنیمت ذی ہین فرق ہو جہاں لڑائی سے پاتھ آوے وہ غنیمت ہو اور جو بلا لڑائی ملے وہ فی جو اور فی بیت المال میں جمع ہوتا ہو اور وقت ضرورت مسلمانوں کے خرچ کیا جاتا ہے چنانچہ حکم اسکا سورہ حشر میں بتصریح موجود ہے اور اول جو حضرت ابراہیم نے فرمائی جو اور اول طریقہ مینافست نہمانی حضرت ابراہیم نے جاری کیا چنانچہ بھتی نے شہسب الایمان میں لکھا ہے کہ مہاندزی کی کثرت سے حضرت ابراہیم ابو العینفان کہلاتے تھے اور غنیمت یہ رکھی تھی کہ مکان کے چاندنار سے رکھے تھے کہ جہان سے چاہے نہمان داخل خانہ ہو اور خود حضرت ابراہیم علیہ السلام حمام چاشت کے وقت ایک ایک کوس تک نہمان کو ڈھونڈتے تھے اور جب تک نہمان نہ ملتا تھا کھانا نہ کھاتے تھے چنانچہ اللہ صاب نے اپنے کلام جز نظام میں کئی جگہ آنجناب کے مہانوں کا ذکر فرمایا ہے اور سبند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں وارد ہے کہ ایک روز حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حق میں التماس کیا کہ یا اسی زمین پر کوئی عبادت کرنے والا تیرا نہیں نظر آتا جو میرے ساتھ شریک عبادت ہو خداوند عالم نے ہزار فرشتے ملکوت اعلیٰ کے بھیجے کہ وہ تین دن برابر شریک عبادت رہے اور حضرت ابراہیم انکی امانت کیا کیے اور عادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ تھی کہ ضعیفوں اور سکینوں کو کھال بٹاشت و مسرت کھانا کھلاتے تھے اور کسی وقت مہاندزی میں پہلو تھی نہ کرتے اور کثرت مہانوں سے پین کھین نہوتے تھے ایک مرتبہ بسبب کثرت اخراجات کے محتاج ہو گئے اور فلا کچھ باقی نہ رہا تو ایک دوست مصری کے پاس فلامون کو بھیجا اور اونٹ بار برداری کے واسطے ساتھ کر دیا اور شہر آیا کہ اس آشناسے کہد نیا کہ حسب ہمارے پاس فلا

جہاں غنیمت  
میں جو غنیمت  
کہا اور غنیمت  
منبت جو  
مہاندزی  
و غنیمت  
اللہ اعلم بحقیقۃ  
کہ وہ ای  
کہ تھا رکا  
دست بٹاشت  
اور نہمانی  
کہ غنیمت کا  
اور غنیمت  
نقصان اور  
کہ غنیمت کا  
نام اور غنیمت

فہم غنیمت شاکان  
فہم غنیمت

ہوگا تھا تو من اور کر نیکی چنانچہ غلاموں نے جا کر یہی کہا اس آشنائے کہا میرے گھر غلام نہیں ہونا چاہیے  
غلام اونٹوں کو نمالی ہو کر پھر سے حب حوالی کنعان میں آئے تو غلاموں کو شرم آئی کہ اونٹ غلامی  
کس طرح بیجا ہیں بڑے شرم کی بات ہے ہمارے آقا کو سخت ہوگی و سوا سے اونٹوں کے شلیٹے  
ایک بیابان سے بھر لیے ایک غلام از انجلا پیش پیش آیا تھا آئے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے  
تسام قصور بیان کر دیا تھا اور حضرت کو بلال ہوا تھا اس سبب سے گھر میں جا کر بھروسے تھے اس  
حالت میں اونٹوں کو لیکر اور غلام ہو سچے کنیزوں نے شلیٹے کو لے اور غلام نکالا اور مسکروٹھیان  
پکائیں جب حضرت ابراہیم کے روبرو لکھنیں تو آنجناب نے فرمایا یہ کہاں سے ہو لوڈیوں نے کہا خلیل  
مصری سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بلکہ خلیل سادی سے جو اور ابن سعد نے روایت کی ہے کہ  
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جمع مال و خدمت بہت حاصل تھی اول شریک حضرت ابراہیم نے بنایا جو اور  
شیر مال آنجناب ہی نے ہمانوں کو کہلائی جو اور کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اول طریق معانقہ آنجناب  
نے جاری فرمایا چنانچہ خلیب نے اپنی تاریخ میں حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ  
مدباہ معانقہ اصحاب بنی اللہ عند نے پوچھا حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ مایا کہ معانقہ درست ہے  
انبیاء پیشین میں بھی تھا اور خلیب نے محبت و لغت کی نشانی ہے اور اول معانقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام  
کیا ہے اور قصہ اس معانقہ کا تفصیلاً مشرہ میں یوں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام  
بیت المقدس کے قبرستان میں تہا مشیراگا ہسیر کرتے تھے کہ ایک آواز خزمین و رفیق کان میں  
آئی دریافت ہو کہ ذکر الہی اور حیات تقدیس و تزیہ الہی بیان کرتا ہے اس آواز کے سننے سے اپنا  
مطلب چھوڑ کر اسی طرف متوجہ ہوسا تو دیکھا ایک دراز قامت آدمی کثیر الشہد کھڑا ہے اور توحید الہی  
میں مصروف حضرت نے اس سے جا کر فرمایا اے شیخ تیرا نا کون ہے جسکو یاد کرتا ہے جو آئے کہنا پسرا  
خدا آسمان پر چڑھتا رہتا زمین میں بھی وہی خدا ہے کوئی اور آئے کہا وہی ایک چوڑے سر کو گنجائش  
نہیں ہے فرمایا تیرا قبلا کون ہے آئے کہا کہ بے منہ مایا کہ کہاں سے کھانا پیتا ہے آئے کہا کہ سب کچھ میں  
دانے پکھاتے ہیں تو آخر موسم گرما میں اپنے مکان سے نکلتا ہوں اور کسی قدر خوب لیسک  
جمع کر کے کھتا ہوں کہ زمستان میں کام آتے ہیں اور اسی سے ایام بسر ہوتے ہیں فرمایا  
تیرے خیال و اطاعت بھی ہیں کہ تیری خدمت کریں کہا میں تنہا ہوں تو آل و اولاد ایک غلام  
میں اس پہاڑ کے رہتا ہوں فرمایا ہم تیرے مکان پر چلیں اور سمت قبلہ دیکھیں آئے کہا میرے  
مکان کو جاتے ایک نہر عمیق ملتی ہے کہ اس سے کوئی آدمی وہاں نہیں جا سکتا مگر میں بطریق

تفہیم حضرت ابراہیم علیہ السلام

خوش عادت چلا جاتا ہوں کہ صرف کھٹ پامیر اچھیکاتا جو فرمایا بل شاید اللہ تعالیٰ اسے دوسرے واسطے بھی بانی کم کہہ دے  
 الغرض آنجناب اس بزرگ کے ساتھ قشر نصیحت لیکھے اور نذی سے بلا تامل دونوں پارہوں سے مگر اس بزرگ کے  
 حضرت ابراہیم کے پار اترنے سے سخت تعجب ہوا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نازک کے اندر گئے  
 تو سمت قبلہ موافق مراد دیکھے کہ خوش ہوئے پھر حضرت نے پوچھا سب دنوں سے کون دن بہت  
 سمحت جو اُسے کہا وہ دن مہین رب الارباب گرسی حساب پر بٹھیکھا اور سپندان عدل دو روز  
 رکھی ہوگی اور روزِ حرام تیس نہ کیجا بیگی اور خنیب رولکوت خون سلطوت تو تہاری سے گریہ کنان  
 منصفہ کے بل گریہ ننگا تب حضرت ابراہیم نے فرمایا ایو نیکبخت میرے اور اسپنے واسطے دعا  
 کرتا کہ حق تعالیٰ اس دن کے ہول سے اظہیان خنیب کرے اُسے کما میری دعائیں کچھ اثر  
 نہیں جو نہ فرمایا کیونکہ جانا کہ تین برس سے ہر وقت ایک دعا مانگتا ہوں لیکن اب تک قبول  
 نہیں ہوئی فرمایا کس بات کی استدعا ہو کہا ایک روز اس جنگل میں کھڑا تھا کہ ایک جوان  
 پریشان ہو کر آگندہ رو مویشی لیکر آیا میں نے پوچھا تو کہاں سے آتا اور مویشی کسکے ہیں اُسے کہا  
 ایک دوست انہی کے ہیں جسکا نام ابراہیم جو سوین اسی دن سے ملاقات سہانی کی دعا مانگتا ہوں  
 اب تک قبول نہیں ہوئی نہ فرمایا تیری دعا تو قبول ہوئی تو معافت کر مین سو اُسے معاف  
 کیا ہمارے حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ اسی دن سے معافت جاری ہوگی بشرط اس سے  
 اسکا دل نہ تنہا باقی حال معافت مذکور حضرت یوسف علیہ السلام میں لکھا جائیگا کہ  
 بخاری اور مسلم میں جو کہ بروز شہ تمام غلق عسریان تن سر برہنہ اور برہنہ پا اٹھائی جائی  
 مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام لباس پوشیدہ اٹھنے کا تہ اسخرون کے نزدیک سبب اسکا  
 یہ جو کہ اول حضرت ابراہیم علیہ السلام راہ حق میں برہنہ کیے گئے تھے جب آگ میں ڈالے گئے  
 اور دوسرے وقت غنڈ بھی ایک نوع کی عسریانی ہوئی تھی سو اس فضیلت سے انکی  
 فضیلت خاتم المرسلین پر لازم نہیں آتی کیونکہ بروز شہ انحضرت کو انواع فضائل خاص  
 سے سر ملندہ کہ نیکو کہ اس میں کسی بنی کو شکر نہ ہوگی بلکہ معنی ابن ابی شیبہ میں جو کہ بعد  
 ابراہیم علیہ السلام کے بلا فصل جناب خاتم المرسلین جاہ مخطوط پہنکے اٹھنے اسی طرح فضائل  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت ہیں چنانچہ صحاح میں وارد ہے کہ ایک شخص نے حضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا یا خیر البزیرہ فرمایا لائق اس خطاب کے حضرت ابراہیم میں  
 اور صنف ابن ابی شیبہ میں بطبرین صحیح روایت ہے کہ ایک قریب تھا پڑا اور حضرت

ابراہیم علیہ السلام غلے کے واسطے دوسری جگہ گئے مگر غلہ نہ ملانا چار ماویس ہو کہ پھر سے اور  
 ایک سرنج ایک میدان کی خرچوں میں بھر دائی اور شہر میں تقشیرت لائے لوگوں نے  
 پوچھا کیا غلہ لائے غلاموں نے کہا گندم سرنج جب گھر میں داخل ہوے تو خرچوں میں سرنج  
 کیوں نکلا خلاصہ یہ کہ اللہ نے نہ عیا باکہ ابراہیم کے غلاموں کا قول نبی جھوٹا ہے اور غیبت  
 اللہ نے ہمیں پیدا کر دی کہ جو کوئی دانہ اسکا بویا جاتا تو درخت میں از مہ تا پاکو یوں دیکھ پڑتا تھا  
 اور ابونعیم نے علیہ الاولیاء میں اور ماہام احمد نے کتاب الزہد میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ کافرون  
 نے دوشیر جھوٹے حضرت پر چھوڑ دیے آنکھوں نے آنکھوں کو دیکھ کر مسجد کیا اور تدم  
 مبارک چاتے اور بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم پھر  
 کبھی ایسی بات نہیں کہی جو حقیقت میں سچی ہو اور ظاہر میں جھوٹی ہو اسے تین باتوں کے  
 دو خدا کے مقدس میں تیسری اپنی بی بی کے باب میں اول یہ کہ میں بیمار ہوں یہ سخن عید کے  
 دن فرمایا تھا جب کافرون نے اپنے ہمراہ لیجانا چاہا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تاروں کو  
 دیکھ کر ہندیا میں بیمار ہوں یعنی موافق تمہارے عقائد کے گردش آسمانی مقتضی ہے کہ میں  
 بیمار ہو گا اور دوسری بات بلکہ انکے بڑے نے توڑا یہ اس وقت کہی جب بتوں کو تہ سے توڑا  
 اور تہ کو بڑے بت پر کھدیا جب کافرون نے پوچھا کہنے ہمارے بتوں کو توڑا فرمایا  
 اس بڑے بت نے توڑا اسیلئے کہ اسکی تعلیم وہ لوگ بہت کرتے تھے گویا وہ بت سبب  
 شکستگی واقع ہوا اور تیسری بات اسوقت فرمائی جب بادشاہ نے حضرت سارہ کو بلایا اور  
 یہ جانے لگین تو حضرت نے فرمایا اگر بادشاہ مجھے پوچھے تو کہو کہ یہ میرا بھائی ہے یعنی ادنی  
 بھائی یہ تینوں باتیں حقیقت سچی تھیں اور ظاہر اور رخ **فائدہ** پوشیدہ نہ رہے  
 کہ حسب طرح خاتمیت خواص حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے  
 معلوم ہوتی ہے اسی طرح امامت اور پیشوائی مطلقہ خواص حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے  
 ولہذا جس جگہ کسی وقت بعد حضرت ابراہیم کے حق نے ظہور پکڑا اور پیغمبر مرسل آیا اور کتاب  
 نازل ہوئی وہ سب باتباع ابراہیم علیہ السلام ہوا بلکہ تمامی یوں و نصاریٰ و مسابین  
 تعلیم و اتباع اور امتداد حضرت خلیل اللہ ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میں  
 کوشش کرتے ہیں اور افعال اور اقوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بوجہ کلی قانون  
 شرع اور مسرتین جانتے ہیں اگرچہ جزئیات بغیر تو حکم میں لفظ ہر حسب مصاحح و تفسیر

عجیب

فنا

حضرت ابراہیم

تین باتیں

علاقہ

فنا

ابراہیم

ابراہیم

ابراہیم

کچھ مخالفت کرتے ہیں لیکن وہ بھی قانون کلی میں داخل اور حکم و نفی میں محدود ہے جیسے  
 حکماء یونان قاطبہ طب میں بوعلی سینا کو امام جانتے ہیں اور قواعد کلیہ اس سے اخذ  
 کرتے ہیں اور اگر مخالفت بھی کرتے ہیں تو بھی قواعد تحریرہ کے موافق کرتے ہیں علی  
 ہذا القیاس حضی المذہب امام عظیم کو اپنا امام جانتے ہیں اور اگر کسی وقت قول صاحبین پر  
 فتویٰ دیتے ہیں تو اسکو بھی قانون منہی سے خارج نہیں جانتے بلکہ تو اعدا عامہ حضرت  
 امام میں مثل قول بالا استحسان یا اعتبار عام مملوئی میں درج کرتے ہیں پس اس  
 تقریر سے فرق ملت ابراہیم علیہ السلام اور دین مصطفوی صلعم میں پیدا ہوا کہ ملت ابراہیمی  
 ہر حال میں بوجہ کلی واجب الاتباع ہے اور دین مصطفوی بعد از منہج یہودیت و نصرانیت پر وہ  
 خبر بھی لازم القبول ہے اور یہ اشکال کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام حق عامہ ناس میں  
 واجب الاتباع ہوں تو عموم دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام میں فرق نہیں رہتا اور بھی یہودیت اور نصرانیت اپنے وقت میں ہی تھی حالانکہ  
 اکثر امور میں مخالفت ملت ابراہیمیہ اس میں ظاہر تھی پس اگر امامت مطلقہ حضرت ابراہیم  
 صراحتاً تو یہ مخالفت کس طرح ظاہر ہوئی اسی وقت تبریالات سے بالکل بزاہل ہو گیا ہے اور  
 اس امامت اور مشوائی مطلقہ پر کلام الہی بھی بعض قطعی ناطق ہے کہ انی جاعلک للناس  
 اماماً یعنی میں کرتے والا ہوں تجھکو سب آدمیوں کا امام کہ بعد تیرے آوین کہ ہر چیز میں  
 تیری اقتدا اور متابعت کریں گویا کہ تیری اتباع اور اقتدا دلیل انکی حقیقت کی ہوگی اور  
 مخالفت تیری علامت بطلان ہے چنانچہ اس قصے میں چند باتیں ضروری البیان ہیں  
 کہ اسکو گذارش کرتا ہوں اول یہ کہ ملت ابراہیم علیہ السلام اصول اور فروع میں عدل و  
 پیغمبر حسنہ الزمان ہو یا کہ صرف اصول میں جیسے تو مید و نبوت و معاد و غسل جنابت و خستہ  
 و اصول مکارم اخلاق و صبر و رضا بقضا و تسلیم لامر اللہ وغیرہ میں اگر شوق اول اختیار  
 کیجیے تو لازم آتا ہے کہ پیغمبر حسنہ الزمان صاحب شریعت جدیدہ نہوں بلکہ مثل انبیا سے  
 نبی اسرائیل کے جو محض مروج دین موسوی علیہ السلام کے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم بھی مروج دین ابراہیمی ہوں اور یہ امر صریح البطلان ہے اور اگر شوق ثانی  
 اختیار کریں تو اتباع ملت ابراہیمی جسکا جابجا کلام الہی میں حکم ہے کیا معنی ہو سکتا  
 اسواسطے کہ یہودیت و نصرانیت اور اسلام آپس میں متعلق الاصول ہیں بدلیل مشرع حکم

فہم  
 مدینہ منورہ  
 ملت ابراہیم  
 اصول و فروع  
 حضرت ابراہیم

من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوصینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسىٰ وعیسیٰ ان تمسوا  
 الدین ولا تمفروا فیہ یعنی راہ ڈالندى دین میں وہی جو کہ دیا تھا نوح کو اور جو حکم بھیجا  
 ہنسنے تیری طرف اور وہ جو کہ دیا ہنسنے ابراہیم کو و موسیٰ کو و عیسیٰ کو یہ کہ قائم رکھو دین اور  
 پھوٹ نہ ڈالو اس میں بلکہ صحیح مشرانج و ملل کے اصول باہم متفق ہیں اور یہ بھی اس  
 صورت میں لازم آتا ہے کہ یہ پیغمبر و یہ امت بھی فروع میں ملت ابراہیمی سے منحرف ہو اور  
 کہ اعتراف کسی ملت کے اصول کا موجب اعتراف تمام اس ملت کا نہیں ہوتا والا یہ  
 و نصاریٰ بھی تابع ملت ابراہیمی کے ہوں اس شبہہ کے جواب میں محققین نے دو مسلک  
 اختیار کیے ہیں اکثر کہتے ہیں کہ اتفاق ان دونوں ملتوں کا فقط اصول میں ہو لیکن  
 اصول صبرح عقائد کو کہتے ہیں اسی طرح قواعد کلیہ شریعت کو جس سے مسائل جزویہ  
 مستخرج ہوں بھی بولتے ہیں نہیں اصول ملت ابراہیمی باین معنی بعینہا شریعت مصطفویہ  
 میں محفوظ ہیں کہ اصلا تفاوت نہیں اور جو کچھ فروع مستخرجہ ہیں بسبب اختلاف  
 زمان کے کس قدر تفاوت واقع ہو گیا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مثلاً سہولت اور  
 سلوک راہ معتدل تہذیب نفس میں بے اقراط و تفریط اور رعایت مصالح نظام معاش  
 اور رسوم منزلی و مدنی وغیرہ میں اور احترام ابطال کسی قوت کا تو اسے طبیعہ سے  
 اور سبقت کسی عادت کا عادات مستمرہ بنی نوع سے کہ ہر ایک حکم کے ساتھ ہمارے  
 دین میں مرعی ہیں اور معنی اتباع ملت کے یہی ہیں نہ یہ کہ فروع بجزئیہ بھی بعینہا  
 باقی رکھیں بلکہ عند تحقیق ملت نام انہیں قواعد کلیہ کا ہے نہ کہ فروع جزئیہ کا لہذا  
 ہم کہتے ہیں کہ ملت ماہرہ ملت ابراہیم ہے اور یہ نہیں کہتے ہیں کہ دین اور آئین ہمارا  
 بملاحظہ فروع دین اور آئین ابراہیم کا ہے اور اس واسطے کہ فروع اس دین کے تمام کمال  
 محفوظ نہیں ہیں اور مثال عام فہم اس اتباع کی یہ ہے کہ دونوں شاگرد حضرت  
 امام اعظم کے بلا شک روش بہتاد اور استنباط میں اپنے امام کے تابع ہیں اور  
 استخراج مسائل میں قواعد امام کی رعایت کرتے ہیں ولہذا انکا اجتہاد حضرت  
 امام شافعی کے اجتہاد سے ممتاز ہے لہذا امام شافعی کو کوئی تابع ابوحنیفہ کا نہیں کہتا  
 باہر امام ابو یوسف اور محمد فروع مستخرجہ ہیں اپنے استاد کی مخالفت کرتے ہیں  
 اسی طرح شافعی شریعت مصطفویہ نے وقت انفاذ اس شریعت کے متاثر

منہ  
 مستحکم  
 اور ابراہیم علیہ السلام

ابراہیمی کے رعایت کی ہو گو بعض فروع مستخرجہ اسوقت کے مخالف فروع مستخرجہ اسوقت کے واقع ہوں ولہذا سورہ آل عمران میں وارد ہوا ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوه وذا النبی والذین آمنوا یعنی لوگون میں زیادہ مناسبت ابراہیم سے انگر تھی جو ساتھ آسکتے تھے اور اس نبی اور ایمان والوں کو شامل اس جواب کا یہ ہے کہ ملت اور شریعت میں فرق نہیں یہ ملت تو ملت ابراہیم ہے اور شریعت شریعت محمدیہ ہے اور ہم مامور شریعت محمدیہ ہیں اور یہود اور نصاریٰ کو بحسب استعداد آنگے اور شرائع عنایت ہوسے ہیں کہ ملت ابراہیمی کی روش پر ہو مگر قواعد اس ملت کے اول شریعتوں میں بسبب قصور استعداد کے جو نبی مرعی نہ تھے گو اصول عقائد موافق ہوں پس توافق جمیع ملل اور ادیان کا اصول عقائد میں ایسا ہی جیسے ائمہ اربعہ کا تمسک کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس سے اور توافق اس شریعت کا ملت ابراہیمی کے ساتھ اس طریق پر ہے جس طرح توافق صاحبین کا قواعد تنبہا امام سے ہے مثل الزیاد علی الکتاب نسخ فلا یثبت الا بالاجماع المشہور و مثل اعتبار عموم بلوی و استحسان وغیرہ جب فرق ملت اور شریعت ہیں ظاہر ہو گیا اور معنی اتباع کے کھل گئے تو اب اقلان شریعت کو انحراف نہ کہنا چاہیے انحراف یہ ہے کہ اصول اور قواعد میں فرق اور تجاوز ہو سو یہاں نہیں ہے اور بعض محققین کہتے ہیں کہ شریعت خاتم المرسلین بعینہ شریعت ابراہیمی ہے اور شریعت اور ملت میں کچھ منسرق نہیں بلکہ اصول اور فروع اس شریعت کے موافق اصول اور فروع شریعت ابراہیمی کے ہیں بلا تفادات باہن معنی کہ سب احکام آسکتے اس شریعت میں محفوظ ہیں گو بہت باتیں اس میں زیادہ ہوئی ہوں سورہ بھی مخالفت احکام اس ملت کے نہیں ہیں بلکہ شرح اور بسط اور تنہیم اور تکمیل انہیں احکام کی جو معنی ملت ابراہیمی میں ہے اور شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرح اور ہمیں معنی شارح کو مانگ کے تابع کہتے ہیں مثلاً صاحب مشکوٰۃ کو صاحب مصابح کا تابع جانتے ہیں مگر تفصیل ان احکام کی سوائے اس شریعت کے ہنگو اور کسی طرح سے معلوم نہیں ہوئی اور اس شریعت میں وہ احکام اور حکموں کے ساتھ ملے ہوئے نازل ہوئے اسی سبب سے تمیز و شمار ہو گئی اس قدر البتہ کتاب سنت سے متیقن و ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریعت ابراہیمی لائے ہیں کسا

قال اللہ تعالیٰ ولدتہ ابیکم ابراہیم ہو سواکم المسلمین یعنی دین تمہارے باپ ابراہیم کا ہے اسی نے  
نام رکھا تمہارا مسلمان و تم اور میں ایک ان آیت لہ ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہنسنے وحی کی تیری طرف  
کہ تاج ہو دین ابراہیم کے جو ایک طرف کا تھا اور حدیث شریفین میں ہے ایتیکم با محفیتہ ایتہ  
البیضاء یعنی میں لایا ہوں تمہارے لیے راہ ایک طرف کی صاف روشن اور نیر احوال میں  
تاسبت ہے کہ جہاد کفار و کفر منام و فتنہ و عقینہ و آداب مینافت و لبس ثیاب و استخار ذنبت  
وقت عبادت و رفع یدین نماز میں و تکبیر ہر باندہی و پستی میں و نماز چاشت چار گانی  
و شکریم اشہر حرم و حرمت محرمات و ایجاب شہود و قہر کفاح میں و رکوع قبل سجد  
و وجوب زکوٰۃ و دست عورت و حرمت زنا و لواط و سحاق و غیرہ گناہ کبیرہ و نماز جانب کعبہ  
و مناسک حج تمامہ و فضائل فطرت جمہما و آداب قربانی و ہجرت و احکام نجوم کا معتقد  
نہونا و ساعت نیک و بد نہ پوچھنا و سعد و نحس ساعتوں کا نہ شخص کرنا و ایام و شہور و تواریخ  
کے در پڑ نہونا و شگون بدن لینا و کاہن و جادو گر کا اعتقاد نہ لانا و نبات و شیا طین کی  
مذر نہ ماننا و فرج برائے غیر خدا تقر بانہ کرنا و رزق و شیفا سے امراض و موت و حیات و تولد  
اور لاد میں سوائے خدا کے دوسرے کو سبب نہ جاننا و وقت مصیبت صبر کرنا اور موت آقا  
و اصحاب میں جزع اور فرح نہ کرنا اور اپنی جان کو راہ حق میں نثار کرنا اور باپ کو بیٹے  
کے گناہ میں اور بالعکس گرفتار نہ کرنا اور جامعہ و بدن و خانہ و مسکن کو پاکیزہ و معطر رکھنا  
اور لہو و لمب سے احتراز رکھنا اور تصویر بنانے و پاس رکھنے سے بچنا اور ترک  
کفاح نہ کرنا اور لذت اذیاد اطعمہ و نفائس البسہ سے پرہیز نہ کرنا اور عزت اور گوشہ نشینی منفرط  
سے دور رہنا اور جو کوئی یہ بات اختیار کرے اسکو معتبر نہ جاننا اور ریاضت منفرط کو جس سے  
حق دار کا حق تلف ہوتا ہو بہتر نہ جاننا اور کسب معاش کرنا اور کمال بلانہ ورت سے  
احتراز کرنا اور امثال ان امور کے سبب ملت ابراہیمی کے احکام میں کہ اس شریعت میں  
بعینہا باقی ہیں بلکہ یہ سب احکام اصول اس شریعت کے ہیں اور انہیں سے صدر بنا  
فرج نکلنے ہیں کہ اس سے کل شریعت کا اعاطہ ہو جاتا ہے اتنی بابت ہے کہ احکام ابراہیمی  
سبب اسکے کہ نشان آنکے مت گئے اور کتابوں میں مدون نہیں ہوئے اور جاپوں  
کے ہاتھ پیرے اور اکثر اس سے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے عہد میں فسوخ  
ہوئے اور ایک مدت دراز ایسے گزر گئے کہ کتبہ عالم سے مخفی ہو گئے اس درجہ کہ بدون

وحی کے اصلاح کسی بشر کو ممکن نہ تھی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں حکام کو  
 بواسطہ وحی ارشاد کیا اور جس مقام سے حضرت ابراہیم پر نازل ہوئی اسی جگہ سے حضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی آئی اس سبب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب شریعت  
 جدیدہ ہوئے اس لیے کہ جدید ہونے شریعت میں یہ ضرور نہیں ہو کہ احکام اس شریعت کے  
 کبھی کسی وقت ظاہر نہ ہوئے ہوں بلکہ احکام شریعت مندرسہ کا عالم عیب سے اذھر فرماتا  
 ملنا تجدید شریعت میں کافی ہے اور اسی سبب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناسخ  
 اور اویان کے ہوئے کہ ناسخات اس شریعت منسوخہ کو پھر اسی شریعت منسوخہ سے  
 نسخ فرمایا لیکن کتاب کے جدید ہونے میں یہ بھی ضرور ہے کہ قبل اسکے وہ کتاب کسی  
 نبی پر نازل نہ ہوئی ہو و لہذا حضرت عزیز علیہ السلام کو صاحب کتاب جدید نہ کہنا چاہیے  
 یا یہ کہ تورات اپنے نازل ہوئی نہ سمجھنا چاہیے اور اس فرق کو خوب سمجھا لیتے ہیں کہ کتاب  
 کہ اکثر احوال اور آیات صراحتہ دلالت کرتی ہیں استناد شریعتین پر اور انبیاء سے  
 نبی اسرائیل کہ شریعت موسویہ کے تدریج تھے انھوں نے اس شریعت کو از روئے  
 کتب اور محفوظات بشریہ کے معلوم کیا تھا نہ از راہ وحی پس یہ بھی صاحب شریعت  
 جدیدہ نہیں ہیں اور علاوہ اس وجہ کے ایک وجہ اور بھی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کے صاحب شریعت جدیدہ ہونے کی ہے وہ یہ ہے کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے احکام ملت ابراہیمی پر قدرتشیر زیادہ کیا ہے مثیل تجدیدات صلوات اور صوم اور  
 زکوٰۃ اور مسائل جہاد اور نصب قضا اور محاسب اور تقسیم ٹوٹ اور غنیمت کے عبادت  
 خلافت گبرئی سے جو اسی طرح اور مسائل اہیاد و وجہ اور جماعات کے اور مسائل  
 فرائض اور تیرکات کے عبادات میں کہ حضرت نے بڑھائے ہیں اور معاملات میں بھی  
 تعمق نظر سے آداب قضا اور طریق فیصل خصومات بہ کمال شرح و بسط بیان فرمائے ہیں  
 اس سبب سے بھی صاحب شریعت جدیدہ ہوئے اور ظاہر ہے کہ انبیاء سے نبی اسرائیل  
 سے اسے احکام تورات کے کوئی حکم تازہ نازل نہیں ہوا پس فرق میان خاتم المرسلین  
 اور انبیاء سے نبی اسرائیل کے بہ کمال انجلا واضح ہو گیا بلکہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم اسی شریعت کے لانے میں مثل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھے کہ حضرت  
 موسیٰ بھی نبی الجملہ تو اعدا ابراہیمی کو منظور رکھتے تھے اور ان قواعد پر فریضہ رکھتے تھے

پس آج کے روز شریعت مستقیمہ و شریعتین ہیں موسوی اور مصطفوی لیکن شریعت موسوی میں جمیع قواعد ملت ابراہیم کی رعایت نہیں ہو اور شریعت مصطفویہ مستوفی جمیع احکام ملت ابراہیم کی ہو بلکہ اور اس پر زیادہ کہے گئے کیل اور تسمیم شریعت ابراہیم کی کر دی ہو اور شریعت عیسوی وہی شریعت موسوی ہو لیکن فی الجملہ بتخفیف اور آسانی اور رفع قیود پس حقیقت میں گویا شریعت عیسوی اربابس نزول شریعت مصطفویہ ہو اور ابتدا سے یا رجوع شریعت ابراہیم کی ہو من وجہ چنانکہ اربابصاات اور تمہیدات کی شان ہو کہ قبل از طلب کچھ نشان مطلب سے دیتے ہیں اور ایک راہ وہی طرف گھول دیتے ہیں یہی ہر ذوق اہل تحقیق کا اس محبت میں کہ ہمارے استاذ الاستاذ مولانا عبدالغفر زید پوری نے لکھا ہے اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ مراد ملت ابراہیم کی اتباع سے جو کلام الہی میں جا سجا واقع ہو یہ ہو کہ اعتقاد کو اس ملت کے عقائد سے مطابقت کہے پس اس واسطے کہ عقائد اس ملت کے جمیع طوائف کے عقائد سے ممتاز ہیں بسطرح مجہود و ماسد اور کو اکب اور عناصر وغیرہ کا قبلہ کرنا نہیں جائز ہو اور کسی مذہب کو وقت عبادت کے تصور کرنا نہیں درست ہو وغیرہ امور گلتیہ جیسے سجدہ اور ذبح لغیر اللہ سرام ہو اور اصول ملت ابراہیم یہ بھی ہو کہ حق تعالیٰ آخر زمانہ میں ایک رسول بھیجے گا کہ دین اسکا واجب القبول ہو گا پس اعتقاد نبوت اسکا اور اتباع دین اس نبی کا بھی مجملہ اصول ملت ابراہیم کے ہو جیسے اعتقاد نزول عیسیٰ اور سرورج مہدی کا شریعت مصطفویہ میں واجبات سے جو اور منجملہ اصول عقائد کے جو و لہذا کتب عقائد میں ان دونوں امر کو بہ دلائل اور برہان ثابت کرتے ہیں اور مؤید اسکا ہو جو کہ تفاسیر مستبرہ میں آیت و سن یرغب عن مائۃ ابراہیم الامن سفہ نفسہ کی شان نزول میں لکھا ہے یعنی اور کون پسند نہ کرے دین ابراہیم کا مگر جو موقوف ہوا ہو جی سے وہ یہ ہو کہ عبداللہ ابن سلام نے سلمہ اور حواجر اپنے جہانی کے لڑکوں سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ اللہ صاحب نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا ہے کہ میں پیدا کرنے والا ہوں اولاد تمہیں سے ایک نبی مسمیٰ باسم احمد میں جو کہ ایمان اسکا لاویگا ہدایت پاویگا اور جو نہ لاویگا وہ ملعون ہوگا چنانچہ سلمہ اسی وقت ایمان لایا اور حواجر نے انکار کی کہ اسی کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی لیکن اس تفسیر میں ایک غرض ہے جو کہ نبوت

ملت ابراہیم اور ملت عیسوی

انبیاء کا اعتقاد جمیع شرائع اور ادیان میں قاطبہ اصول عقائد سے ہو اور حسب طرح متاخرین پر  
ایمان بنیوت انبیاء سے سابقین فرمیں ہر اسی طرح تفسیر میں پرایمان بنیوت انبیاء سے  
لاحقین واجب ہو جس مقام میں تفصیلی چاہیے وہاں تفصیلی اور جس جگہ اجمالی درکار ہو وہاں  
اجمالی پس یہ معنی کچھ خاص تلبت ابراہیمی سے نہیں ہو سب پیغمبروں نے آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کی خبر دی ہے اور اپنی امت کو انکی نصرت اور اعانت پر تاکید کرتے اور عہد  
اور پیمان لیتے رہے ہیں سو اس اعتبار سے نبوت خاتم المرسلین کا اعتقاد جمیع ملل  
اور ادیان کے اصول میں داخل ہے کچھ مخصوص تلبت ابراہیمی سے نہیں ہے جو آج اس  
خدیجہ کا یون ہو سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رسول آخر الزمان کے نبوت کی  
درخواست کی تھی اور نزول کتاب بھی چاہا تھا اور امت کی بھی استدعا کی تھی تو  
حقیقت میں ایک نوع کمال کا اس تلبت میں باقی تھا اور یہ درخواست صلب تلبت  
ابراہیمی میں داخل تھی اس واسطے مخصوص اصول تلبت ابراہیم سے ہو پس رسول  
آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا خلیفہ منصوص حضرت ابراہیم کے ہوئے  
اور امت حضرت ابراہیم کی رسالت آنحضرت سے تمام ہوئی اور احکام اس دین کے  
گو یا احکام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہیں بخلاف اور انبیاء کے کہ اس بات کے  
طالب نہیں ہوئے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تو اس کمال پر جو سے نبی امت کو  
ہمیشہ بشارتیں دیتے تھے اور نصرت اور اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر  
تاکید میں فرماتے تھے اس جگہ سے فرق بتین نکل آیا لیکن با این ہمہ آیات  
قرآنیہ کے انفاضا سے جیسے تم اوجینا الیک ان اتبع ابراہیم اور الفانا احادیث سے  
حسب طرح آیتیکم بالحنفیۃ السنیۃ البیضاء کچھ فرق اس تفسیر سے جو بعض مفسرین کرتے ہیں  
باقی رہتا ہے اس واسطے کہ صرف اپنے عقاید کو کسی تلبت کے عقائد سے موافق کرنا  
اتباع ملت میں داخل نہیں ہے بلکہ من اگر معنی بھی ہیں تو پیغمبر آخر الزمان  
علیہ السلام کو اس اتباع کا حکم کرنا غالی از تکلف نہیں اس واسطے کہ اس اتباع  
کے جمیع انبیاء سے بنی اسرائیل مابور تھے خصوصیت آنحضرت کی کچھ نہیں ہے پس  
رہنہ اسکا یون ہوتا ہے کہ ہر ایک شریعت میں چیز پر مشتمل ہے اول اصول عقائد  
حسب طرح تو عہد نبوت و معاد اور یہ باتیں تسماعی ملل اور ادیان میں جو حق ہیں

مشترک ہیں اور جگہ انبیا اور رسل اسے متفق ہیں اس واسطے کہ یہ باتیں امت مسلمت  
 اعمصار اور ازمان سے مختلف نہیں ہوتیں اور اسی سبب سے ہر ایک ملت متاخرہ کو  
 ملت متقدمہ کے تابع کہہ سکتے ہیں کچھ خصوصیت ایک بنی اور ایک امت کی نہیں ہر  
 دو ملت ہی تو امد کلیہ شریعت کہ مسائل فرعیہ اور احکام جزئیہ اس سے نکلنے ہیں  
 اور ہر ملک میں رعایت ان کلیات کی ملحوظ رہتی ہے اور درحقیقت ملت انھیں تو امد  
 کلیہ کا نام ہے پس اتباع اس امت اور اس پیغمبر کا ملت ابراہیمی سے اسی معنی  
 خاص سے جو کہ یہ بات اور بنی اور امت میں بہ نسبت ملت ابراہیمی کے ہرگز نہیں  
 پائی جاتی ہے تیسری جمیع اذنیاع معتد بہ شرع کلیات اور جزئیات اور قواعد  
 اور فروع سے پس باین معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب شریعت  
 جدیدہ ہیں اور انبیا سے بنی اسرائیل میں معنی تابع شریعت موسویہ ہیں ہذا ما حقیقہ  
 المحدث المدلولی فی تفسیرہ العزیزی **مشائدہ اکثر کلام الہی میں جہاں اتباع**  
**ملت ابراہیمی کا ذکر جو وہاں ارشاد ہوا ہے وہاں من اکثر کلام الہی** حالانکہ احتمال  
 شرک کا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں کسی کو مخطور نہ تھا پس غرض اس کلام سے  
 یہود اور نصاریٰ وغیرہ جاہلان قریش پر طعن جو کہ تم اپنے تمہیں تابع حضرت  
 ابراہیم کا کہتے ہو اور شرک ظاہر سے صادر ہوتا ہے مثلاً یہود تشبیہ کے قائل  
 تھے اور حضرت عذیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تھے اور نصاریٰ تثلیث کے  
 قائل تھے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ بولتے تھے اور کئی کے جاہل  
 مسیحیت پرستی میں مشغول تھے گو یا فرماتے ہیں کہ تم اتباع ابراہیم علیہ السلام  
 سے نہایت دور ہو اس واسطے کہ اول سخن اور اصل کلام ابراہیم علیہ السلام سے  
 کہ تو میرے محض اور اسلام خالص ہو منکر ہو سے جاتے ہو پھر اور احکام اور عقائد  
 و امتلاق کو کیا پوچھنا ہے **مشائدہ سورہ بقرہ میں اول سے آئندہ تک**  
**بنی اسرائیل سے خطاب ہوتا جاتا ہے یعنی اول میں ارشاد ہوا ہے یا بنی اسرائیل**  
**اذ کروا نعمتی الی نعمتی علیکم وانی فضلتکم علی العالمین یعنی اے بنی اسرائیل**  
**یا ذکر و احسان میرا جو میں نے تم سے کیا اور وہ جو میں نے تمکو بڑا کیا جہاں کے**  
**لوگوں سے اور آئندہ میں ہوا تم کو نعمت شہداء اور حضرت یعقوب الموت یعنی کیس تم**

حاضر تھے جو وقت پہنچی یعقوب کہ موت اور درمیان خطاب کے قصہ امامت حضرت ابراہیم اور نبی کے لیے کا ذکر ہونا لاکہ یہ خطاب قریش سے یا ہے تھا جو کہجے کے مجاور اور حضرت اسمعیل کی اولاد تھے اس واسطے کہ جو نعمتیں کہ متعلق بنا سے کہہ اور فضیل حضرت اسمعیل علیہ السلام سے ہیں انہیں کے حق میں وقعت رکھتی ہیں نہ بنی اسرائیل کے حق میں نہیں بسبب اسکا یہ ہر کہ اس قصے کے بیان سے مقصود تعداد نعمتوں کا بیان نہیں ہر جویا تمسک سابقہ بین ہو بلکہ اثبات نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وجوب انقیاد دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مطمح نظر ہو کہ کہ بنی اسرائیل اولاد حضرت اسمعیل سے نہ تھے اولاد میت ابراہیم علیہ السلام ایسا منکر جانتے تھے اور عقیدت تھے کہ نبی کے کہہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام کے ہاتھوں سے جوئی جو اور اس وقت میں ان دونوں پیغمبروں نے اپنی اولاد کے لیے دعائیں بھی کی ہیں اور وہ دعائیں بہت رون باجا بت بھی ہیں سو اس قصے کے ذکر نہیں پارغرضین عمدہ منظور ہیں کہ وہ چاروں بنی اسرائیل سے تعلق رکھتی ہیں اول یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تھا کہ اول تکلیفات شتا تو سے آزمائش فرمائی جب اسکے عہد سے سے بوجہ حسن نکلے تو انکو منصب و قدر اور امامت عنایت کیا پس معلوم ہوا کہ حصول مناصب دینیہ اور معارف یقینیہ اسپر موقوف ہو کہ تمہارا اور عناد کو یکسر موقوف کرے اور جو احکام انکیہ کسی پیغمبر کے فرمایہ سے آوین اسکا مطیع اور منقاد بنے اگرچہ سخت اور کبر سے نفس پریشاں ہو دیں یہ کہ جب حضرت ابراہیم نے منصب امامت طلب کیا تو حکم ہوا کہ طن المون کو تمہاری اولاد سے یہ منصب نہ پہنچیکا کما قال ولانیال عمدی انظالمین پس جو شخص کہ لب منصب امامت یا اور کسی عہد سے کا عہد ہا سے دینیہ سے مثل ولایت اور ارشاد اور افتا اور اقتساب وغیرہ کا ہو تو اسکو مجادلہ اور مکابرہ اور منصب اور سخن پروری اور کج بختی سے الگ رہنا ضرور ہو تیسری یہ کہ اگر تباہ کو بیت المقدس سے پھیر کے کہے کے طرف ہم قرار دین تو ہرگز مت کو جائز نہیں ہو کہ تم زبان طعن کہہ لو اور اس پیغمبر خدا الزمان کی نبوت میں شبہات وارد ہا کر و کسواسطے کہ کہہ جی قدیم سے محل تعظیم ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کے عبادت کی جگہ ہوا اور اسی سبب شریفیت میں مقام ابراہیم علیہ السلام  
 کہ وہ تمام باتوں کا خسر ہو چکا تھا یہ کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے  
 کعبہ بنانے وقت تمہاری دانست کے موافق بھی دعائیں کی ہیں کہ میری اولاد میں  
 ایک امت نہ تھا و حکم الہی یہ ہے کہ ہوا اور زمین میں پیغمبر ہو صاحب کتاب مسلم دین  
 اور ہر طریق یقین اور یہ دعائیں ایسے وقت کی تھیں کہ مشرکوں کا جانتا ہوا  
 پس تمہارے زعم پر بھی وجود امت اور پیغمبر نبی اسمعیل میں ضرور ہی ہوا سو اگر  
 تم اس پیغمبر اور اس امت سے انکار کرتے ہو تو اعتقاد عظمت ابراہیم علیہ السلام  
 اور انکی دعا کی مقبولیت سے دست بردار ہو اور اسکا حال شتر مومنین باب پیدایا  
 توریت میں موجود ہے کہ قریب ترین بھی بیان کر دینگا ابھی تو نفس قرآنیہ سے پیغمبر  
 آفت انشان کی ثبوت اور انکی امت کا ثبوت درپیش ہو درمخ ہو کہ حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام نے یون دعا فرمائی رہا و اجعلنا مسلمین لک و من ذرینا امتہ سلمتہ

لک و اجعلنا مسلمین لک و یعلیم الکتاب و حکمتہ و یرزیکم انک  
 امت احمد نیر انکلم یعنی اجرب اور کہ ہما کو حکم بردار اپنا اور ہمار ہی اولاد  
 میں سے ایک امت فرما نہر دار نبی اور اشخا امین ایک رسول انجین میں کا  
 جو پڑھے انپڑ آتین اور سکھا دے انکو کتاب اور کئی باتیں اور اسکو سنوارے  
 تو ہی ہوا اصل زبردست حکمت والا اور اس دعائیں دستورات حج کی بھی درجوا  
 کیا جو پس بعض مفسرین کہتے ہیں کہ امت مسلمہ کا مصداق حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 کے بیٹے اسمعیل علیہ السلام کی نسل اور اولاد ہے کہ ہر تہ تک توحید اور اسلام پر  
 قائم رہی اور بعض کہتے ہیں کہ ہر وقت میں ایسے مومن گذرے ہیں جس طرح زید  
 ابن عبد ابن فیصل اور عبد المطلب بقا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکن یہ  
 قول ضعیف ہے صحیح یہ ہے کہ مصداق اس امت مسلمہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و  
 سلم کے اصحاب اور اولاد اصحاب ہیں کہ اہل قریش وغیرہ سے تھے اسوا سطل  
 کہ واجت فیہم رسولاً حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بیٹوں اور اولاد متبریب  
 صادق نہیں اور اسی طرح زید ابن عبد ابن فیصل اور قس ابن ساعدہ  
 وغیرہ پر بھی درست نہیں ہوتا بلکہ الفاظ کلام الہی سے صاف واضح ہے کہ وہ

رسول ان پر کتاب منزل پڑھیں گے اور تعلیم کتاب و حکمت فرمائیں گے اور باطن کو بخلت و  
 حجاب سے پاک کر چکا سو یہ اوصاف سوائے ہمارے حضرت نبی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کے اصحاب کے اور کسی اولاد میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے تحقق نہیں ہوئے  
 ولہذا آئمہ شیعہ حج میں اصحاب آنحضرت نبی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب جو تا  
 کہ مائتہ اربعہ ہوں ہوسکتے ہیں یعنی دین تمہارے باپ ابراہیم کا  
 آسنے نام رکھا تمہارا مسلمان اور حکم پر در پہلے سے فلاں یہ کہ کتب سابقہ میں  
 بھی ان کا نام ہی جو نہیں یہ دعوائے دونوں پیغمبر جلیل الشان کی نفس مطمئین صریح ہے  
 اس بات پر کہ پیغمبر آئمہ الزمان علیہم الصلوٰۃ والسلام ابن عبد اللہ نبوت ہو  
 اور امت اسکی امت مسلمہ جو پوشیدہ نہ رہے کہ اس نفس صریح سے الزام ہو ورنہ  
 نصاریٰ کا جو منکر نبوت آنحضرت ہیں بخوبی ہو سکتا ہے اور محققین کے نزدیک  
 تفصیص بالصفات قومی تشریحیں بالاسما اور القاب سے ہرگز سے امت در البتہ  
 مشروطہ کہ کلی فرد واحد میں منحصر ہوتا کہ احتمال شریکت جاتا ہے ولہذا اس نکتہ  
 اہل تحقیق یہ بھی فرماتے ہیں کہ خلافت خلفائے اربعہ کی ایسی ہی صورتوں سے  
 نہ ہو جس طرح آیت اختلاف سورہ نور میں اور آیت محققین رسول سلم حضرت  
 سورہ فتح میں کذا قال استاذ الالاستاذ فی تفسیرہ الحسنی فی حاشیہ  
 حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے نبوت رسول کی اس امت میں  
 اپنی اولاد سے کیوں درخواست کی اگر اور ہی قوم سے رسول ہوتا تو کیا قیامت  
 لازم آتی تھی اور رسول کا ہونا اس امت میں کیا ضرورت تھا کیا ایسا طریقہ ہے  
 اسکے کافی نہ تھا پس توضیح اور تحقیق اس مسلک کی یہ جو کہ دونوں صاحبوں نے  
 اہل امت کا قائم رہنا باوجود اختلاف عقول و تفاوت انزبہ ایک و تیرہ بار  
 بدون کسی جامع کامل کے خلافت قیاس و عادت سمجھا لہذا درخواست کی  
 اور اسکے ساتھ ہی مانگا کہ وہ پیغمبر بھی میری اولاد سے ہوتا کہ وہ پیغمبر  
 اور اسکی امت مسلمہ دونوں میری امت میں متحد و ہون اور مجھ کو  
 شرف امت عظیمہ و خلافت فخریہ حاصل ہو سوائے اس کے کہ اگر امت میری اولاد  
 سے ہوئی اور محتاج ایسے پیغمبر کی ہوئی جو میری اولاد سے نہیں ہو تو مجھ کو

کیا شرافت باقی رہی اور یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر وہ رسول اسی امت سے ہو گا تو اہل امت  
 اسکے مولد پر منشا و نسب و حسب و اخلاق و ادب و عبادت و دیانت و عمدہ  
 امانت سے بخوبی واقف ہونگے اور اسکی منشا بہت عظیم ہوگی اور مستعد رہینگے  
 بلکہ کسی طرح سے اسکی مطابقت اور فرمانبرداری میں ننگ و عار نہ کہیں گے کیونکہ  
 ریاست اپنے وقتے واسطے کی ایسی شاق نہیں ہوتی جو جیسے سردارِ غنیمی اور  
 غیبِ قوم کی و نیز بھگتِ امت اسکی رعایت و امانت اور نصرت میں سعی و کوشش  
 قرار و سعی کرینگے اور اجراء سے احکامِ شریعت میں تہرول سے جہدِ بلخ بجا لائیں گے  
 اور اس نبی کی شفقت و عنایت است پر جو بوجہ کامل ہوگی کہ تعلیم و تہذیب میں  
 مبالغہ کر چکا کیونکہ تربیتِ اقارب و عشائر بہ نسبتِ اہل انب کے بہتر ہوتی ہے  
 اور شفقت و حرمیں بجا کہ بہ نسبتِ بشریہ اپنی قوم و قبیلہ پر بہ نسبتِ اخیار کے  
 اکثر ہوتی ہے لہذا حدیث شریف میں وارد ہے کہ اول من شفع لہ من اہل اہل نبی  
 ثم نبوہا ثم ثم الاقرب فالاقرب من قریش یعنی پہلے میں شفاعت اپنے  
 اہل بیت کی اور پھر و اہل ان کی کہ وہ گا پھر نبوہا ثم ثم کی پھر قریب تر کی  
 قریش قریش سے اور حضرت امیر المؤمنین امام الاورعین جامع آیات قرآن  
 حضرت امیر المؤمنین عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے  
 کہ اگر اللہ جل شانہ کلیدِ بہشت میرے ہاتھ میں دے تو کسی شخص کو نبی امیر  
 سے بہشت سے خارج نہ رکھوں اور شک نہیں ہے کہ اس قسم کا رسول  
 کو مجموع اولاد ان دونوں نہیں ہوں گے سے بہشت ہوا ہو سوانے ذات  
 پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہیں ہو کیونکہ حضرت اسمعیل علیہ السلام  
 کی اولاد میں اس زمانے تک کوئی رسول نہیں ہوا اور اگر کوئی زید بن  
 ابن نفیل اور قس ابن ساعدہ کے حق میں احتمال نبوت رکھتا ہے تو احتمال  
 رسالت نہیں رکھتا اور اگر کوئی بالحدیث رسول بھی کہے تو امت و انکی  
 امت مسلمہ نہ تھی اور بالحدیث امت مسلمہ بھی ہوتی تو یہ اوصاف اسمعیل  
 خود متحقق نہ تھے کہ تیلو علیہم آیاتک و علیہم الکتاب و احکمہم لعلہم لعلہم لعلہم  
 کتاب کا سبب نزول کتاب کے جو نہیں سکتا ہیں چاہیے کہ کتاب بھی نازل

ہوئی ہوتا کہ اُسکے معافی تعلیم کرے اور امرار اُسکے جو ہر ایک حکم میں پوشیدہ ہیں  
 کھوئے کہ علم ظاہر و علم باطن کے جامع ہوں اور امر نبوت کہ ولایت ہو ہمیشہ اس  
 امت میں باقی رہے تاکہ بہت در امکان فیض نبوت سے بے بہرہ نہ رہیں  
 چون کہ گل رفت و گلستان شہ زراب پہ بوسے گل را داد کہ جویم از گلاب پہ گو یا حضرت  
 ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے نبوت پر جان لیا تھا کہ یہ پیغمبر خاتم الانبیاء  
 و المرسلین ہو گا باجملہ اس مقام سے نبوت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم بنفس صریح ان دونوں پیغمبروں کی اور بھی مقبول ہونا حضرت کی  
 امت کا مثل آفتاب روشن ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم حامل تہ ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام ہیں اور اس جگہ سے لازم آیا کہ  
 ملت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عین ملت ابراہیم علیہ السلام ہو اور  
 جو اکثر احکام اس دین کے مانند مناسک حج و قربانی کہ یہودیوں کے  
 حق میں بسبب قصور استعداد و بے نصیبی امرار باطنیہ سے اور عدم معرفت  
 محبت اور فنا کے منسوخ ہو گئے تھے وہ سب وقت ظہور اہل کمال و حساب  
 ذوق و حال کے پھر قائم ہوئے اور ملت ابراہیمی نے از سر نو بلا تفسیر ظہور کیا  
 تو اب اشخواف ملت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درحقیقت اشخواف

ملت ابراہیمی ہے جو کہا قال و من یرغب عن ملۃ ابراہیم الا من سخر

نفسہ و لقد اصفیناہ فی الدنیا و انہ فی الاخرۃ لمن العاصین یعنی کون

کہ پسند نہ رکھے دین ابراہیم کا لگے جو بے وقوف ہو اپنے جی سے اور سمنے  
 اُسکو خاص کیا دنیا میں اور وہ آخرت میں نیک ہو اس سے ظاہر ہوا کہ  
 ملت ابراہیم اس قبیل سے نہیں ہو کہ اس سے کوئی شخص عدول کرے اور  
 اگر یہود اور نصاریٰ کہیں کہ فی الحقیقت ملت ابراہیم علیہ السلام اکمل ملل ہو  
 لیکن انہیں کے واسطے جو آؤج کمال پر پہنچے تھے اور مقام ملت سے  
 مشرف ہوئے تھے یا اور انبیاء سے عالی قدر کے واسطے جو انکی اولاد میں تھے  
 ہم لوگ عوام اسکی مشابعت نہیں کر سکتے کیونکہ وہ کمال عوام کے دائرہ  
 استعداد سے خارج ہو مشلاً عوام امت کو جائز نہیں ہو کہ ایک وقت میں

من  
 لغزینہ  
 یہود و  
 نصاریٰ

چار سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرین نہیں اسکا جواب یہ ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جس طرح خود بنفس نفیس اس ملت کے احکام پر عمل کرتے تھے اپنے تواریح اور اولاد کو بھی انہیں تکلیف دہ تھے چنانچہ خود توریت میں جبکہ ترجمہ فارسی اور ہندی اب نصاریٰ کے ہاتھ میں موجود ہے اسکی کتاب پیدائش میں ملاحظہ کیے کہ بہت باتیں نکل آئیںگی پس اس سے واضح ہوا کہ وہ ملت مخصوصات ابراہیم سے نہیں بلکہ وہی بہا ابراہیم نبیہ و یعقوب یعنی وصیت فرمائی ہیں اس دین کی ابراہیم اپنے بیٹوں کو کہ سب اٹھتے اور سب میں بڑے حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت ہاجر سے تھے اور دوسرے حضرت اسحاق سارہ سے کہ بالاتفاق دونوں پیغمبر تھے اور یہ امر بھی خاص بیٹوں سے نہ تھا بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے بھی تھا جو بیٹے حضرت اسحاق کے اور نواسے حضرت لوط علیہ السلام کے تھے اخبار میں وارد ہو کہ حضرت ابراہیم اسمعیل و سارہ بعد از فراغ عمارت و اداسے معاملہ طواف و زیارت باتفاق آستانہ حرم میں دعا کرتے تھے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام واسطے امت محمدیہ کے دعا فرماتے تھے کہ یا رب جو کوئی پر وانا حبیب تیرے سے اس گھر کا طواف کرے آتش و دوزخ سے محفوظ رہے خطاب ہوا کہ میں نے قبول کی اور حضرت اسمعیل نے بھی ہاتھ اٹھا کے امت مذکورہ موجودہ کے واسطے دعا سے بہشت فرمائی کہ یہ بھی دعا قبول ہوئی اور حضرت سارہ نے اس امت کی عورتوں کے واسطے دعا کی وہ بھی مقبول ہوئی چونکہ حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام نے اس طرح سے کیا اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور انکی امت کو حق تعالیٰ نے ارشاد کیا کہ تم بھی بعض ایسے ابراہیم اور آل ابراہیم کو درود و تحیات میں شامل کیو چنانچہ پڑھتے ہیں کہ اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے اپنی دعائیں بعض ذریت کے اسلام کی درخواست کی ہے کہ درجنا مسلمین تک ذرینا سے واضح ہو حالانکہ دعائیں عموم چاہیے چنانچہ بعض احادیث میں واقع ہے کہ ایک اعرابی یون دعا کہتا تھا کہ اللہم ارحمہ و محمد اولا ترحم مننا احد یعنی اے اللہ مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرمائی کہ اور ہمارے ساتھ کسی کو کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منکر منع کیا اور فرمایا کہ دعائیں وسعت چاہیے پس سبب اسکا یہ ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دعاے امامت میں مسکوم ہو چکا تھا کہ میری ذریت میں بعضے عالم و فاسق ہونگے اور اسی طرح دعاے نذوق میں

مسن چکے تھے کہ بعضے کافر ہو گئے سو انکا عندیہ میں بالیقین ثابت ہو گیا تھا کہ آرادہ انہی  
بعض اولاد کے کافر ہونے سے متعلق ہو چکا ہے اور دعا کرنے والے کو چاہیے کہ امامت  
آرادہ انہی کے دعا کرنے سے لہذا اس تمیض سے رعایتیں تخصیص فرمائی لیکن ایک خدشہ  
اور ہو کہ جب دعائے امامت اولاد کے حق میں مقبول ہو چکی پھر دعائے اسلام کی کیا حاجت تھی  
کیونکہ مرتبہ امامت درجہ اسلام سے بالاتر ہے اور امامت موقوفہ ہے اسلام پر جب امامت  
حاصل ہوئی تو اسلام بے شہدہ و شک ہو گا نفع اس خدشے کا یوں ہوتا ہے کہ مقصود حضرت  
ابراہیم علیہ السلام کا یہ تھا کہ ایک جماعت کثیرہ ہو سکے امامت کر کے بولتے ہیں وہ ایک مدت  
دریغ تک مسلمانی پر قائم رہی اور مقبولیت دعائے امامت اگر دلالت کرتی ہے تو اسقدر زیادہ  
کہ بعض اولاد حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ ایک شخص ہو یا کہ دو  
شخص ہوں منصب امامت حاصل کریں گو کہ تابعین انکے قوم اجنبی ہوں میں نہیں دعائے  
امامت کافی نہ تھی اس واسطے اسلام کی سچی دعا فرمائی یہ سب حقیقتات اول سے آفرینک  
اکثر ہمارے مولانا استاذ الاستاذ کی جو تفسیر عزیز میاں فرمائی ہے **مقدمہ**  
جو بعضے نصاریٰ کفار کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر کسی نبی نے  
نہیں دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر آدم کے وقت سے ہے سو یہ قول محض غلط ہے  
کیونکہ اثبات نبوت کے واسطے خبر دینا اگلے پیغمبر کا ضرور نہیں والا سحزہ بنے فائدہ ہوتا ہے  
قطع نظر اس بات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
سیکڑوں پیغمبر ہوئے جیسے داؤد اور اشعیا و حزقیال و دانیال و جموںیل و ارمیا وغیرہ اسم  
علیہم السلام بالانما توریث میں کسی ایک کا بھی ذکر نہیں اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
بھی نام تصریح نہیں پایا نہیں با تا بلکہ اسی باعث سے یہ دو نام نہیں ہوتے تو اس سے  
دریافت ہوتا ہے کہ پچھلے پیغمبر کی خبر اگلے پیغمبر کی کتاب میں ہونا ضرور نہیں والا یہ سب پیغمبر  
نہوں بلکہ جائز ہے کہ ہو اور جائز ہے کہ نہ ہو لہذا بعضوں کی ہے اور بعضے کی نہیں ہے چنانچہ  
حضرت ابنیا کی صراحت اور حضرت عیسیٰ کی ضمنا و کنا یہ ہے لیکن آنحضرت کی خبر تو اگلی کتابوں  
میں دونوں طرح سے تھی تحریر کرنے والوں نے نکال ڈالی با این ہمہ صدمات اشارات  
اور بشارات موجود ہیں بلکہ بعضے صحیفے تو ایسے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
خبر سے بھرے ہوئے ہیں کہ اگر آسمین سے کچھ بھی نکال لینگے تو تمام صحیفہ مستجاب کیا جینا کہ

فہم  
نہوں  
نہوں  
تفہون  
مشا ائمہ  
علیہ وآلہ  
وسلم  
قائم ہیں

کتاب تمشا و توریت کے اٹھارہویں باب میں ہے کہ بنی اسرائیل کے واسطے اُنکے بھائیوں سے تیرے  
مانند ایک نبی قائم کرونگا اور انہیں کلام اُنکے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُس سے فرماؤنگا وہ سنتے  
کہیگا اور جو کوئی اُس بنی کا حکم نہ سنے گا تو میں سے کات ڈالاجائیگا اور میں اُس سے اہتمام  
لوں گا اور یہ خبر اعمال احوال میں کے تیرے باب میں بھی ہے سو اُس سے ظاہر ہوا کہ بنی اسرائیل کے  
بھائیوں سے یعنی بنی اسمعیل سے بنی ہوگا اور وہ بطور اجماع مگر کب سوا سے حضرت کے کوئی  
نہیں ہو کیونکہ ہمارے حضرت صلعم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مانند آدمی تھے اور انھیں کے  
مانند مانع تھے اور وہ نون کی شرع جبر و انتقام میں موافق ہی بلکہ اتنی وجہوں سے ہمارے حضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت موسیٰ سے شاکت ہے ۱- صاحب والدین ہونا ۲- صاحب زکا  
فرزند ہونا ۳- صاحب سیاسات مدنیہ ہونا ۴- صاحب جہاد ہونا ۵- عبادت کے وقت وضو کا حکم  
دینا ۶- جنابت و حیض و نفاس سے غسل کا واجب کرنا ۷- زنا کاروں کی سزا تجویز کرنا ۸- بدن و  
کپڑے کو بول و بواز سے پاک کرنے کا حکم دینا ۹- جس جانور پر نام خدا کا نہ لیا ہو وقت ذبح کے اُسکے  
کھانے سے منع کرنا ۱۰- عبادات و ریاضات بدنیہ کا مقرر کرنا ۱۱- فیصل خصومات کے لیے قاضی مقرر  
کرنا ۱۲- مہکت میں مشورہ کرنا ۱۳- سو د کھانے سے منع کرنا ۱۴- عادات کے مجبور قرار دینے پر  
مجازات دکھلانے والے کو کاؤب جانا ۱۵- دشمن کے ہاتھ سے اکیلے مخفی نہ ہونا بلکہ اسپر  
یاروں کو بھی بچانا ۱۶- خدا کی عبادت گاہ مقرر کرنا ۱۷- بیماری سے مرنا ۱۸- دارالمہمل سے وفات پانے  
پر بھرنے ۱۹- آدمیوں کی جنات کے واسطے ملعون نہ ہونا اور نہ تین دن و وزخ میں رہنا  
۲۰- نبی امت میں عبد اللہ و رسول اللہ کہلانا نہ اللہ و ابن اللہ اسی واسطے ہمارے حضرت کی شان  
میں ہونا ارسلنا الیک رسولاً مثلاً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً یہ لفظ کما کا ایسا ہی جیسا لفظ  
مثلاً منسوخ قدیمیہ توریت ترجمہ شدہ کے درس اٹھارہ میں ہے سو تو اہم ہم نبیاً مثلاً من بین انہم  
و ارجل کلامی فی فیہ اسخ یہ کلام قال اللہ میں داخل ہے جنہن قال موسیٰ ہیودی کہتے ہیں کہ جتنے  
انبیاء بنی اسرائیل بعد موسیٰ ہوئے انہیں سے کوئی مصداق اس خبر کا نہیں ہے اس لیے کہ مثل موسیٰ  
کوئی نہیں ہو سکا اور موسیٰ سے افضل تھے اور بنی اسرائیل کے بھائیوں سے بنی اسمعیل مراد  
ہو سکتے ہیں یا بنی عیص کیونکہ دو چار جگہ توریت میں جان ابراہیم سے خطاب بنی اسمعیل کے حق میں  
ہوا ہے مثلاً وہ اپنے بھائیوں کے سامنے بود باش کہیگا یا سحفرۃ جمع اخوتہ یکن یا اقام جعفر و شیخ  
اخوتہ بالاتفاق بنی عیص و بنی اسمعیل مراد میں اور بنظر دعائے حضرت اسحاق علیہ السلام کہ

انہوں نے آخر وقت اپنے دونوں بیٹوں عیسیٰ اور اسرائیل کے حق میں فرمائی اور ان دو سے تواریخ  
سوسائیکون اور میسایون اور اہل اسلام کے ثابت ہو کہ بنی عیسیٰ خالص ہیں کوئی صاحب نبوت  
نہیں ہوا رہے بنی آمیل انین بطور اجماع مرکب ہوا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
مصدق اس قول کا کوئی نہیں ہوتا اور اگر خود بنی اسرائیل کے بھائیوں سے بنی اسرائیل  
مراد ہوں تو حضرت عیسیٰ کی تخصیص کیا ہے حضرت موسیٰ کے بعد بہت بنی انین گذرے ہیں اور  
پہنچا ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں سے بنی اسرائیل مراد ہونا محض انہی پر قطع نظر ان سب  
باتوں سے اگر حضرت عیسیٰ مراد ہوں تو بڑی قیامت لازم آتی ہے اور سیدھے کہ حضرت موسیٰ فرماتے ہیں  
کہ میرے مانند نہیں ہوگا اور حضرت عیسیٰ اندامی کے نزدیک پیغمبر نہ تھے بلکہ ابن اللہ تھے اور  
موسیٰ کے مانند نہ تھے بلکہ خداوند موسیٰ تھے اور اس تجویز میں بنی اللہ موسیٰ جاتے ہیں  
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام احکام جدید تو آپ کے تھے مگر احکام ان کے جبری  
و انتقامی نہ تھے اور اگر ایسا ہو تو جو نصرانی یہودی ہو جائے اس پر قتل واجب ہوا اور  
فسدگی زنا کرے اس پر جہم لازم ہو اس واسطے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو اس  
بنی کا حکم نہ مانے گا کات ڈالا جائیگا مالا لکنہ حضرت عیسیٰ نے یہودی بننے سے  
اور زنا کرنے سے منع کیا ہے لیکن نصرانی یہودی بھی ہو جاتے ہیں اور زنا بھی  
کرتے ہیں نہ خدا پر ہو بچتی نہ واجب ہوتی ہے سہلانت محمدی دین کے کہ یہ سب  
امور جاری تھے اور صحیحین حضرت اشعیا کے تیرتوں باب میں ہے کہ اعرابل کن  
میں نے اپنے ہاوردن کو جو سیری خداوندی سے ک۔ وہ میں بلایا ہے پانچ  
میں ایک قوم کی آوار ہو جیسے ایک بڑے لشکر کا شور یہ انکی امتوں کے ڈنکے کی  
آواز ہو وہ ملک دور سے آتے ہیں یعنی خدا آتا ہے اور اس کے قہر کے ہتھیار تو ساری  
زمین کو ہلاک کرے اب تم دو ہلا کر و کھنڈ اکا دن نزد یک ہے وہ قادر کی طرف سے  
و با کے مانند آویگا سوسارے ہاتھ آسکے نیچے ہو جاوینگے اور ہر ایک آدمی کا دل گدا  
ہو جائیگا اور ان کے چہرے شعلے کے مانند ہونگے طن لمون کا منہ ورڈھا ونگا  
اور ایک مرد کو چوکے سونے سے گران ہسا کر ونگا بابل جو مملکتوں کی شہت ہے  
سروم اور عا مورا کے مانند ہو جاوینگے جن کو خدا نے اُلٹ مارا  
وہ پشت در پشت ویران رہیگی وہ ان عرب کے لوگ اپنا فیہ ایسا وہ نہ کہ نیچے

اسکا وقت نزدیک پہنچا ہی اور زبور داؤد علیہ السلام کے باب یکصد و سی و ہفتہ میں ہے کہ اہل بابل مبارک بندہ وہ ہی جو تیرے سلوک کا جو تو نے مجھ سے کیا ہی انتقام لے او تیرے لڑکوں کو پکڑ کر پھیلے کچلے اور صحیفہ اشعیا علیہ السلام کے باب اکیسویں میں ہے کہ خواب میں دو سوار نظر آئے ایک گدھے پر دوسرا اونٹ پر سو ایک زمین سے کہتا ہی بابل گر گیا اگر گیا اور اسکے تمام بت توڑ گئے نبوت ہی اودھم اور ساحیرین نبوت ہی عرب اور بنی قینار میں اور صحیفہ ارمیا علیہ السلام کے باب ستائیس میں ہے کہ میں نے سب زمین بخت نصر بادشاہ بابل کو دی سو وہ اور اسکا بیٹا اور اسکی بیٹی کا بیٹا گر دھون کو اپنا مطیع بنا دینگے اُس وقت تک کہ اس زمین کا عقاب آوے اور گردہ بشیار اور لوگ سب یا اس عقاب کے مطیع ہوں اور اسی صحیفہ میں ہے کہ صفت باندھو بابل پر ایسی کماندارو اور تیر اندازی کرو اسپر لڑائی کی اور ٹوسنے کی بری آواز ہی کلدانیوں کی زمین پر خد اکلدا اینہ اور بابل پر تلوار رکھیگا اور بابل تا ابد آباد نہوگا است غلبہ خرمین سے آویگی انکے پاس کمانین اور چھربان ہونگی اور وہ رحم نہ کریگا دریا کا سا شور ہوگا وہ فرس کی سواری میں فراست کا ملہ رکھینگے اور مشاہدات کے باب ہی ہم میں یوحنا عاری فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ملک دیکھا کہ آسمان سے اترام کے ساتھ سلطان عظیم ہی سوز میں اسکے چہرے کے نور سے چمک اٹھی اور اسنے لاکھ لاکھ کہا کہ میں نے بابل کو جو پیرا شہر تھا دھا دیا اسواسطے کہ وہ بہت ہی خراب ہو گیا تھا سو اب کبھی سمین چراغ نہ بجیگا اور سطح کاہن نے نوشیر وان عادل کو خبر دی کہ جب ظاہر ہو تلاوت اور پیغمبر بنایا جاوے لائھی دالا اور جاری ہو جیبل سماوہ کی اور سوکھ جائے تالاب ساہہ اور بچھ جائے آنشکدہ فارس نرستے بابل فارس یون کا مقام اور سطح کا خواجگاہ انتہی تپے و عاقل کو اختیار مسطورہ میں اندک نامل در کاری دیکھو حضرت داؤد علیہ السلام نے بابل کے ٹوٹنے کی خبر دی ہی سو وہ حضرت شیمیا کے عہد تک ٹوٹا یہ فرمایا کہ قریب ٹوٹینگا سو حضرت ارمیا علیہ السلام کے عہد تک ٹوٹا بلکہ انجیلین کے عہد میں بوقیم بادشاہ بنی اسرائیل کو شاہ بابل پکڑ لیگیا تب حضرت ارمیا نے پکارا کہ اہل بابل کے ٹوٹنے والو آؤ تاکہ لوگ جانیں کہ انبیا علیہ السلام کی خبر جھوٹی نہیں ہوتی وہ ضرور ٹوٹیکا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت بھی گذرا اور نبوت اسرائیلی کا انقطاع بھی ہو گیا لیکن بابل نہ ٹوٹا لہذا لوگوں کو شبہہ پڑتا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یوحنا سے یوحنا سے خواب میں فرمایا کہ انبیا کا قول جھوٹہ نہوگا ضرور وہ دن آبنوالا ہی اور جب یوحنا کے قول پر بھی قریب چھ سو برس کے گذرے تو سطح کاہن نے نوشیر وان کو جو فارس اور بابل کا بادشاہ تھا خبر دی کہ اب بابل کے ٹوٹنے کی نشانیان ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ آنشکدہ فارس بچھ گیا اور

ساوہ مذی جو سوکھی پٹری تھی جاری ہوئی اور تالاب سادہ سوکھ گیا اور غیر صحابہ عصا اور تلاوت پیدا ہوا  
 سو وہ مبعوث ہوگا اور تمام فارس میں اسکا عمل ہوگا اور بابل ٹوٹ جائیگا اور جو وہ شخص تیری اولاد سے  
 ابھی اور سلطنت کرینگے سو بچھڑ پائیں گے اور عرصے میں انہی بھی سلطنت ہوگی اور ہمارے حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی جلالت فرمائی سے چھتر برس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بابل و سیوان و ساہل و بیت المقدس  
 فتح کیا پنا  
 تا بعد ارون کا خطاب اسد اللہ اور سین اللہ ہوا اور کافر پیکر خدا کے وہ ہیں ہزاروں سے انھیں کے  
 جہاد کا ڈنکا بلند ہوا اور مسافت بعیدہ سے وہ ہی تشریف لائے کیونکہ حجاز اور بیت المقدس وغیرہ سے  
 ہزاروں کوس کا فاصلہ ہے اور اجنبی بھی تھے کہ بنی اسرائیل میں نہ تھے سب ہاتھ اس سے نیچے ہوئے  
 وہ سب پر غالب آیا ہر ایک آدمی کا دل ذوق و شوق یا سمیت و رعب سے گداز ہوا ظالمون کا غرور  
 ڈھا گیا وہ بنی زمرغری سے زیادہ عزیز ہوا اور بابل کے بت اس کے تا بعد ارون نے جو چور کیے اور عرب نے  
 آسمین سکونت اختیار نہ کی کہ کتاب یران ہر شتر سو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور خیر سوار حضرت عیسیٰ  
 علیہ السلام عرب و بنی قیناز میں آنجناب نبی ہوئے اور ادم و ساعیر میں حضرت عیسیٰ وہ عقاب جسے  
 زمین مائل کی چھتری اور اکثر سلاطین کو بھیج بنایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو آنجناب کے کسی اور پر  
 یہ لفظ صادق نہیں آتا اور کماندار تیر انداز محمد ہی ہیں جیسا کتاب پیدائش تورات میں ہے کہ آسمیل  
 تیر انداز تھا اور گھوڑے عربی مشہور ہیں اور ہمارے حضرت گھوڑے کو دوست رکھتے تھے اور عصا  
 رکھنا اسی امت میں صحیح ہے اور کمانت آنجناب ہی کے عہد میں موقوف ہوئی پس ثابت ہوا کہ اول جسے  
 بابل کو ویران کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس یرانی کے بعد پھر آباد ہوا اب تمام توہمیں جو بابل  
 کے ٹوڑنے والے کی شان میں تھیں حضرت شہداء پر صادق ہوئیں اور توفیق جہاد کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
 کی بھی نکلی اور انجیل پر جملہ کے بار پہلے ہم و پانچو ہم و شانزہم میں خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاف  
 صحافہ ہوا لہذا ان سب خبروں کا یہ ہے کہ بنی باپ کے پاس جن راہوں میں جانا سو و مند ہوا اور فاطمہ  
 بھی آتا ہوں وہ اگر جہان کو تیر کر گیا اور از رو سے عدالت کے الزام دیکھا اور تھیں آئندہ کی خیرین  
 بتلاو گیا اور میری مستائش کر گیا اور میری چیزوں سے پاویگا اور اسکی مجھ میں کوئی خیر نہیں اور اپنی طرف سے  
 کچھ نہ کہیگا اور وہ دلیل شافع ہے اور وہ کہیں تمہارے ساتھ رہیگا اس جہان کے سردار چلیم کیا گیا ہے انتہی نصیحتاً  
 پس خارج میں بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی شخص دمیون سے اس قسم کا ظاہر نہیں ہوا جو خلق کو  
 راہ نیک کھلاوے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فرمائی ہوئی باتیں یاد دلائے اور نبوت اسپر ختم ہو جائے

کہ اس سبب سے دین اسکا اب تک رہے اور وہ آئندہ کی خبریں کہے اور حضرت عیسیٰ کی تعریف کرے اور کلمو پیغمبر برحق بتا دے اور انکے دشمنوں کو الزام و سزا دے اور جہان کو زجر و توبیح کرے اور عدالت جاری کرے مگر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے معلوم ہوا کہ روح قدس اور روح صدق اور فارقلیط معہ انجناب میں نہ کوئی اور شخص نہ ہی کہ باپ بیٹے سے کھلا کیونکہ اسنے جہان کو توبیح نہیں کی اور سرکشوں کے جہاد پر مستعد نہوا اور عدالت کا کارخانہ جاری نہیں کیا اور سیکونز انہیں دی اور جہان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان نہ لانے پر الزام نہ دیا حالانکہ انجناب فرما گئے تھے کہ وہ جہان کو الزام دیگا اور عدالت کرے گا اور پوری اس جہان کی بھی اسپر صادق نہیں آئی کیونکہ خدا و نون جہان کا سردار ہوتا ہے علاوہ بران باپ بیٹا روح قدس تینوں متحد ہیں اور درجہ اور جلال میں برابر و یکساں حالانکہ اس مقام پر بیٹے نے اتحاد سے قطعاً انکار فرمائی کہ اسکی کوئی چیز مجھ میں نہیں نہ ذاتی نہ صفاتی اس مقام پر اس بقید بیان اس قول کا کافی ہے اگر تفصیل سیکو درکار ہو تو صورتہ الضیفم اور استفسار ملاحظہ کرے اور اگر کوئی شخص کہے کہ عبارت انجیل مقدس میں نام کی تبدیل ہو کیونکہ اسم مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محمد تھا نہ فارقلیط تو کہا جائیگا کہ اگر ایسی تصریح مطلوب ہے تو خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی اگلی کتابوں میں نہیں پائی جاتی اور نام آنحضرت تبصریح کسی کتاب میں پایا نہیں جاتا بلکہ اگلی کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام عمواہل تھا یعنی خدا ہمارے ساتھ جو جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام میں تبدیل ہوا اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نام میں تبدیل ہوا فائدہ بعضے علما رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تین صفتوں کے جامع تھے اول عرفان کما در لکین امید ہے ربی لکن من القوم الظالمین یعنی اگر نہ راہ بتلا تا مجھ کو میرا رب تو میں ہو جاتا تو قوم گنہگار سے حاصل کہ ایسی نعمت غیر مترقبہ محض فضل ازیدی و عنایت سرمدی سے حاصل ہوئی تھی نہ اپنی سعی سے دوسری نعمت عاقبت کہ اثناء تقابل میں قوم سے فرمایا و لا اخاف مما تشرون بہ الا ان یشاء ربی شیئا یعنی میں نے زبان افسے جھکو تم شریک ٹھہراتے ہو اسکا مکرم ہو کہ میرا رب کچھ چاہے اہل تویل کے نزدیک مراد یہ بھی کہ الا ان یشاء نزع المعرقہ من قافی پوشیدہ نرسے کہ اگرچہ حضرت ابراہیم مامون العاقبہ تھے لیکن خود خدا ایسا غالب تھا کہ یوں فرمایا کیونکہ جو شخص اللہ کو زیادہ پہچانتا ہے وہ ڈرتا بھی بہت ہے میری دعا میں کو چنانچہ رب ہیل حکما و احسنہ بالصالحین یعنی اعراب دسے مجھ کو حکم اور ملا نیکن میں ولا تغزنی یوم یبعثون واجعل لی لسان صدق فی الآخین واجعلنی من ورثة جنتہ النعیم یعنی رسوا کر مجھ کو جس دن لوگ جی کر اٹھیں اور رکھ میرا اول سچا پھیلوں میں اور کر مجھ کو وارثوں میں نعمت کے باغ کا اس سے میرا وارث

کہ آخر زمانے میں میری اولاد سے نبی وامت بنواخبار الدول میں ہر کہ بعد وفات حضرت سارہ کے ابراہیم نے  
 قنطورا کنعانیت سے نکاح کیا اس سے سات لڑکے ہوئے اور کل اولاد حضرت کی تیرہ نفر تھی اور ابن سعد نے  
 کلمی سے روایت کی ہے کہ اسمعیل کو مکے میں رکھا و اسحاق کو کنعان میں دوین کو مدین میں کہ حضرت شیب نے نہیں کی  
 اولاد میں وکدان وغیرہ کو بلا و شام میں متفرق کیا لیکن آخر کار اولاد نقبان مکے میں آئی اور جب حضرت ابراہیم  
 نے اپنی اولاد کے قیام میں یہ طریقہ جاری فرمایا تو بعض نے التماس کیا کہ آپ اسمعیل کو بجا و خانہ خدا فرمایا اور جان  
 اپنے ساتھ رکھا اور مکہ غربت میں ڈالتے ہو اسکی علت و حکم کیا ہو فرمایا کہ حکم آئی اسی طرح ہوا میں مجبور ہوں کہ ایک  
 ایک اسم سب اولاد کو بتلائے کہ وہ لوگ یا تم خود میں اور مقابلے عدو میں پڑھتے تھے کہ پانی پرستہ تھا اور دشمن پرستہ  
 آتے تھے اہل تفسیر لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم پر اس صحیفہ شعل بر حوا عطا و مثال نازل ہوئے تھے از ہذا موا عظیم  
 باتیں لکھی جاتی ہیں اول انہم مذکور چاہیے کہ زبان کو کلام غیر ضروری سے بند رکھے دوسرے تاثر سناش فکر معاکر  
 تیسرے گناہوں سے بچا رہے چوتھے جب کسی منصب عالی پر پہنچا اور عدل انصاف اس سے متعلق ہوں تو  
 رعایت اس بات کی ضرور کرے کہ کوئی کلمہ زبان سے نامناسب نہ دے و خلوت و ادوارہ نہ کئے پانچویں جاننا چاہے  
 کہ رزق مقسوم ہو و حرم محرم و خلیل محرم و رازق محرم و قیوم و دنیا و دینا و ایہا سعورم چھٹے فقیر و مسکین مغرب کو ہرگز  
 جانے ساتویں جو کوئی آپ سے قطع کرے اس سے لجا سے اسبی آدم جو کوئی ظلم کرے اسپر رحم کر اور جو گناہ کرے  
 بخش و اور جب گناہ کر و اس سے عفو چاہو اتھوین عاقل کو جب تک عقل رہے تو اسکو چند ساعتیں ضروری ہرگز  
 ایک بنا برنا جات خدا کہ اسپر طاعت حق بجا لاوے دوسرے بنا بر نفس کہ اسپرین اپنی حسد میں تفکر کرے تیسرے  
 ساعت میں اپنی نفس سے مواخذہ کرے چوتھے ساعت میں حاجت نفس بجا آوے مگر وہ حاجت خلاف حکم خدا و رسول ہو  
 اور چوبیس ساعت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت تھے از انجملہ ایک یہ تھا کہ جسم شریف سے مشک لڑکی بوائی تھی حتی کہ جس  
 گھر میں تشریف لیجاتے وہ خوشبودار ہمیشہ کے واسطے ہو جاتا تھا اور مجوسی لوگ اس گھر کو اپنا مسجد قرار دیکر اسپرین  
 آگ لگاتے تھے از انجملہ وارد و کی خوبی تھے چنانچہ روایت ہے کہ حضرت اسمعیل نے مکے میں شکایت کھانے کی فرمائی  
 اور شام میں حضرت ابراہیم نے آواز سنی اور دعا فرمائی کہ اللہ وسعت رزق عطا کی از انجملہ جس وقت حضرت ابراہیم  
 کسٹھ کی کوتھنا تشریف لیجاتے تو رندے جانور طرح شیرو برساتھ چلتے تھے کذافی اخبار الدول عمر حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام کی ایک پوچھتہ برس کی بقول اہل کتاب عام ہوتی ہے اور عند تحقیق بھی ایسا ہی واضح ہوتا ہے کیونکہ اول حضرت  
 ابراہیم کا تین ہزار تین سو تیس <sup>۳۲۳</sup> مہر مہر میں ہوا اور وقت القا ہار پتالیس برس کی تھی اور وقت وفات تین ہزار  
 چار سو اٹھانوے مہر مہر آدم علیہ السلام سے گذرے تھے پس لاکم و کاست ایک پوچھتہ کی عمر ہوتی ہے کہ اسکا طبع لایذی  
 الہامی رحمت اللہ علیہ فی بعض تقریرات مگر بعض کہتے ہیں کہ وقت تولد تین ہزار تین سو اڑس مہر مہر تھی کہ تاریخ قدس سے

واضح ہو کہ وقت القادح حضرت ابراہیم چھبیس برس کے تھے تو اس صورت میں قتل ہوا تین ہزار تین سو  
 اٹالیس سو چالیس ہوتے ہیں اور اسی سن میں ہجرت جانب فلسطین فرمائی ہو اور تفہیم التواریخ سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ وقت تولد تین ہزار تین سو تیرانوے تھے اور افریدون بادشاہ بھی اسی وقت میں تھا تو  
 اس صورت میں عمر حضرت ابراہیم کی وقت ہجرت ستر برس ٹھہرتی ہو اور کعب جبار کے نزدیک و سو ستر کی  
 عمر ہوئی اور قدس خلیل میں اچکا فرما رہی اور صاحب اخبار الدول نے بھی اسکے موافق لکھا ہے مگر قیر شریف  
 مزرعہ بحیرون میں قرار دی ہو اور اسی جگہ حضرت سارہ بھی مدفون ہیں اور خیر العزام میں ہو کہ حضرت ابراہیم  
 وفات نہیں پائی جب تک کہ حدیث احمق ارض شام میں اور اسمیل قوم جرہم میں اور یعقوب کنگان میں  
 اور لوط سدوم میں بنی نہیں ہوئے اور جامع عظیم میں جو کہ تیس دن حضرت ابراہیم بیمار رہے اور نوین محرم بروز شنبہ  
 وفات پائی مگر یہ روایت روایات صحیحہ کے خلاف ہے کیونکہ بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم و حضرت اود  
 و حضرت سلیمان نے وفات برگ سفاجات پائی ہو اور اکثر علیا کی موت بھی اسی طرح ہوئی ہو اگر کوئی ناواقف  
 علم حدیث سے کہے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ موت النبی اذ اذہ الاسف یعنی موت ناگہانی کی بنا غضب کہ ہستی  
 آثار غضب الہی سے ہو تو جواب یہ ہے کہ بکاروان کے واسطے غضب آفت ہو اور نیکو کاروں کے واسطے رحمت  
 کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما موت الانبیاء اذ اذہم من اللہ انما موت الانبیاء اذ اذہم من اللہ انما موت الانبیاء اذ اذہم من اللہ  
 حدیث ثانی کے نیکو کار اور صحیح یہ ہے کہ قبر شریف خلیل الرحمن میں جو اراضی مقدسہ سے متعلق ہو واقع ہو اور عمر  
 حضرت سارہ کی ایک سو ستائیس برس کی معلوم ہوئی ہو اور ذکر حضرت ابراہیم کا سورہ انعام و بقرہ و مریم و ہر بات  
 و حجر و صفات و شعر و ہجے و ابراہیم و متحتمہ میں ہو

### تفہیم ہشتم در احوال حضرت لوط علیہ السلام

نام انکا لوط اس واسطے ہوا کہ انکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف نہایت میلان تھا قال الشعابی انما سمی لوطا لانه  
 قلبہ الی ابراہیم و کان ابراہیم حبیبہ عیاشد یا ایک مرتبہ اہل روم نے حضرت لوط کو قید کر لیا تھا کہ حضرت ابراہیم نے  
 جہاد کر کے چھوڑا یا یہ حضرت چچا زاد بھائی حضرت ابراہیم کے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ بھتیجے تھے اللہ جل شانہ نے انکو  
 پانچ شہروں کا نبی کیا سو دوم حرامہ عمودا دو بازار عریا یا بخون شہر لواح اروں میں کہ تعلقات بلاد شام یا کرانگ  
 ہو واقع ہیں اور ان شہروں میں لاکھ لاکھ مرد شمشیر زن رہتے تھے اور عمدہ گناہ انکے یہ تھے بت پرستی و اطاعت  
 قرآنی مساحقہ اور انہر حرکات و بدعات اس طرح کے جاری تھے کہ جسکی انتہا نہیں مثلا گبو تر بازی کرنا سبھی جانا  
 زنیلنا بٹیر لانا پتھرون سے لڑنا گولی کھینا شرب پنیا مزامیر سجانا ممان کو گھر میں جگہ دنیا مسافر کو غلام دنیا  
 مزاج میں غمش بکنارہ چلتوں سے مسخر اپن کرنا لوگون کے روبرو رہنے ہو جانا مسی گانا مندی سے ہاتھ پیر

در تفریح

در تفریح

در تفریح

در تفریح

در تفریح

در تفریح

در تفریح

در تفریح

سخن کرنا و خود لاک اور بیضون نے گوز کرنا بھی دخل کیا ہو اور تمام قبائح اٹھارہ لکھے ہیں از انجملہ دارمی مندو انانجی  
 باجملہ ان کیفیتوں کو دیکھ کر حضرت لوط نے بہت سمجھایا کہ اس طرح کی جہاںی کے کام تم سے پہلے عالم میں کسی نے نہیں کیے  
 تم کی مردوں پر دوڑتے ہو اور مسافروں کی راہ مارتے ہو اور مجاس میں بدکام کرتے ہو مگر کسی نے نہ سنا بلکہ اور  
 ناکردنی بھی کرنے لگے اور یہ کہتے کہ اگر تو سچا ہو تو ہم پر آفت لے آؤ مگر حضرت لوط نے بمقتضای شفتت دوبارہ سمجھایا  
 اور عذاب خدا سے ڈرنا چونکہ وہ لوگ بڑے شریر بد ذات تھے ہی کہتے تھے کہ ہم پر بلا لاؤ ناگزیر حضرت لوط نے لعجز  
 و انکسار و گاہ حضرت تمہارے عرض کی کہ اے رب مجھ کو اور میرے اہل کو اس قوم سے اور انکے اعمال سے نجات دے اور  
 میری مدد کر یہ قوم بلا ناگہتی ہو چنانچہ بقول مقاتل رضی اللہ عنہ بارہ فرشتے بصورت امر دکانین حضرت تبرئیل بھی تھے  
 ارسال فرمائے اول وہ فرشتے حضرت ابراہیم کے پاس لے اور اسحاق علیہ السلام کے تولد کی بشارت دی اور  
 ارشاد کیا کہ ہم موتفکات پر حکم عذاب لے جاتے ہیں چونکہ حضرت لوط کو حضرت ابراہیم نے موتفکات میں بھیجا تھا

اس سبب سے انھوں نے زبان سفارش کھولی ارشاد ہوا ابراہیم عرض عن ہذا انہ قد جا امر ربک وانتم ایہم  
 عذاب غیر مرد یعنی اے ابراہیم اس خیال کو چھوڑ کیونکہ آج حکم تیرے رب کا اور آئینہ آتا ہے عذاب جو پھیرا نہ جا  
 اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ جب فرشتوں نے عذاب کا نام لیا تو حضرت ابراہیم نے کہا کہ تم اس موضع کو ہلاک کرنے  
 آئے ہو حسین سا آدمی مسلمان ہوں فرشتے بولے ہرگز نہیں فرمایا اگر نوے ہوں فرشتوں نے کہا تو بھی نہیں  
 اسی طرح دس دس کم کر کے کہتے گئے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر ایک شخص بھی ایمان لائے تو بھی عذاب نہ کرے  
 فرشتے بولے نہیں تب آنجناب نے کہا کہ لوط اور اسکی بیٹیاں و ان موجود ہیں اور وہ مومن ہیں پھر کس طرح عذاب

کر کے فرشتوں نے کہا انا ارسلنا الی قوم مجرمین الا ال لوط انما نجوہم جمعین الامراتہ قد بنا انہا لمن الغابریں  
 یعنی ہم بھیجے آئے ہیں ایک قوم گنہگار پر گمراہوں کے گھر والے ہم انکو بچالینگے سب کو بچا لینگے عورت بچنے ٹھہرا لیا وہ  
 رہ جا دیوں میں اس مجادلے کا ذکر سورہ ہود میں ہے کہ فلما ذبب عن ابراہیم المروع و جاتہ البشریٰ یجادلنا فی  
 قوم لوط ان ابراہیم حکیم و اہ منیب یعنی جب گیا ابراہیم سے خوف اور کائی اسکو خوش خبری جسکڑنے لگا ہے قوم لوط  
 کے حق میں ہر آئندہ ابراہیم محل از انزل پر جمع کرنے والا سبب خوف کا یہ تھا کہ فرشتے حکم عذاب لے ہوئے تھے اسکا  
 اثر باطن حضرت ابراہیم پر پڑا اور سبب مجادلہ یہ ہوا کہ آنجناب بڑے جسم و قوی القلب تھے اس گفتگو سے چاہتے تھے  
 کہ عذاب میں کسی طرح توقف ہو جائے اور قوم لوط تو بد مذمت سے پیش آجے فائدہ اسامی موضع میں اختلاف ہے  
 انجملہ اول میں ہر سدوم عام مردار آو ما ضیوہ ضنیوہ اور بعضے کہتے ہیں لعب صفدہ عمرہ دو ماسدوم اور بعضے  
 کہتے ہیں سدوم عمودا ارد ما صفروا صوامیم اخبار اللہ فلین ہر کہ ان شہرون کو موتفکات ہوا سٹھے کہتے ہیں کہ حضرت  
 جبرئیل نے اٹھارہ انکو پلٹ دیا ہر فلذک سمیت الموتفکات ای القلیبات القصہ بعد مجادلہ حضرت ابراہیم نے

بجائے

فرشتوں سے کہا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ چلینگے فرشتوں نے کہا کہ ملاقات مشاہدہ غدا صبح کی نہیں ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوار ہو کر تشریف لیجئے آدھ کوں پر فرشتوں نے عرض کی کہ بس اب آگے جانے کا کام نہیں ہو لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام اونٹ سے اتر پڑے اور عبادت خدا میں مشغول ہوئے مگر روایہ صحیحہ یہ ہے کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رخصت کیا اور خود جانب موافکات چلے گئے جب بنو قوم میں پہنچے تو حضرت لوط علیہ السلام سے کہ اس وقت کار زراعت کر رہے تھے ملاقات ہوئی اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت لوط کھیت پر گئے تھے اور فرشتے گھر پر آئے اس وقت ملاقات ہوئی بیٹیان انکی زوجہ تھیں انھوں نے مسافر جان کر خاطر داری سے ٹھہرایا اور کہا ہمارا باپ آتا ہو گا تم لوگ ٹھہرو بعد ساعتے حضرت لوط علیہ السلام گھر میں تشریف لائے فرشتوں نے سلام علیک کیا حضرت لوط نے جواب سلام ادا کر کے فرمایا کہ میری قوم سخت ناپاک بیباک فعل شریر ہر قوم خبیثت لوگ کہاں آسکتے دن مجھ پر سخت ہوا کما قل الدنی سورۃ ہود و لما جاوت رسلنا لوطا سئى لہم وضاق بہم ذرعا و قال ہذا یوم نعیب یعنی آج ہے ہمارا بھیجے لوط پاس ناخوش ہوا انکے آنے سے اور رک راجحی میں اور بلا آج بڑا سخت روز ہے پوسیدہ زہے کہ یہ سخت کراہت ممانداری سے نہ تھی بلکہ اس سبب سے تھی کہ فرشتے بصورت مرد خوبصورت تشریف لائے تھے اور انکو عادت اپنے قوم کی معامد تھی اسپر خون ہوا کہ اب نہ تہہ بریا ہوگا محکوم انکو واسطے زمانہ پڑ گیا بعض کہتے ہیں کہ اسی دن جب حضرت لوط نے کہا تم لوگ آشنا محض ہے بیوکر بیان آئے تو فرشتوں نے کہا ہم فرشتے ہیں اس نام پر عذاب لانے میں نا آشنا نہیں ہیں تب بجناب کو فی الجملہ تسکین ہوئی اور صبح یہ ہے کہ فرشتوں نے آپ کو اس وقت ظاہر کیا ہے جب قوم نے گھر گھیرا ہر اہل تحقیق لکھتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کدیہاتھا کہ جب تک لوط علیہ السلام چار مرتبہ اپنی قوم کی شکایت نہ کرے تب تک عذاب نہ کیجیو و اسکا معاملہ یوں واقع ہوا کہ جب وقت کھیت پر فرشتوں سے ملاقات ہوئی تو حضرت لوط نے کہا تم لوگ شاید اس قوم کی حرکت سے واقف نہ تھے کہ بے تکلف با انہیہ شکل و شمائل داخل شہر ہوئے فرشتوں نے لڑ پوچھا یہاں کے لوگوں کی کیسی وضع ہے حضرت لوط نے نہایت شرم سے فرمایا یہاں کے لوگ تمام عالم کے لوگوں سے بد وضع ہیں اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے اشارہ کیا کہ ایک شہادت ہوگی اور جب فرشتوں کے ساتھ کھیت سے چلے اور شہر کے دروازے پر پہنچے تو وہی بات پھر فرمائی اور جب شہر میں داخل ہوئے تب بھی وہی فرمایا اور جب اپنے گھر میں آئے تو بھی وہی شکایت فرمائی فرشتوں نے چار دن شہادتیں سن لیں اور خاموش ہو رہے روایت ہے کہ حضرت لوط کی بیٹی نے جو اسی قوم کی تھی شہر کے لوگوں کو اطلاع کر دی اور بروایتی خبر آمد مہانوں کی مشہور ہوئی اور وہ میں آتے ہوئے بازار یوں نے دیکھا لیا بہر تقدیر شہر کے باشندوں نے دولتخانہ لوط علیہ السلام

گھیرا لکھا قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ ہود وجاء قومہ بامر عیون الیہ ومن قبل کانوا یعملون السیئات  
یعنی آل قوم حضرت لوط کی جمع ہو کر اُسکے دروازے پر دوڑتی بنے اختیار اور آگے سے کہہ رہی تھی  
کہ ہم جب یوحنا ہو تو حضرت لوط کیواڑے بھیر کر اندر دیوڑھی سے بولے با قوم ہو لار بنا کے  
ہن اطہرکم فانقوا اللہ ولا تخفون فی ضیفے الیس منکم جل رشید یعنی اے قوم یہ میری بیبیاں حاضر ہیں  
یہ پاک ہیں تمکو اُنسے ڈرو اللہ سے اور نہ رسوا کرو و جبکو میرے معانون میں کیا تم میں ایک مرد بھی  
نہیں ہے نیک راہ اہل تفسیر لکھتے ہیں کہ اسوقت میں نکاح مؤمنہ کا کافر سے درست تھا جس طرح ابتدا  
میں ہمارے دین میں جائز تھا چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کو عتبہ بن ابی لہب  
اور ابی العاص سے تزویج فرمایا تھا اور یہ دونوں کافر تھے یا یہ کلام بشرط ایمان تھا اور بعض لکھتے ہیں  
کہ بیٹیوں سے مراد انکی زوجات ہیں اور نبی من حیث الرتبہ بہت کا باپ ہوتا ہے سو فرمایا کہ اپنی عورتوں سے  
صحبت کرو کہ وہ تمپر حلال اور پاک ہیں فائدہ تفسیر نظم الجواہر کے باب بہات میں لکھا ہے کہ  
نام حضرت لوط کی بیٹیوں کا ریشا رعذنا تھا اور نزدیک بعضوں کے رتہ رعوراء فائدہ اس آیت سے  
شبیہ و طی فی الدبر کا جو از نکالتے ہیں چنانکہ تفسیر توضیح المجید میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے امام رضا  
علیہ السلام سے سوال کیا دبر زوجہ سے فرمایا کہ حلال کیا ہے اس و طی کو ایک آیت نے قرآن سے  
کہ وہ قول لوط علیہ السلام کا ہے ہولار بناتی ہن اطہرکم ایلیہ کہ لوط جانتے تھے کہ وہ ہمیشہ زن نہیں  
رکھتے تھے باوجود اسکے ترغیب کرنا قوم اپنے کو ساتھ نکاح نبات کے دال سپر ہے کہ و طی دبر زن حلال ہے  
انتہی اور تمذیب اور تبصرا میں بھی حلت اس فعل بد کی مسطور ہے اور تذکرہ میں اس فعل کے جواز پر  
امامیہ کا اجماع نقل کیا ہے اور مجمع البیان میں ہے کہ ان لہنسا و ان کن حرتا فقد ایج لنا طہین بلا خلاف  
فی غیر موضع احرث کا لوطے فیما دون الفرج و ما شبہ یعنی عورت اگر چه حرت ہیں پر غیر موضع  
یعنی دبر وغیرہ میں اُنکے ساتھ مباشرت درست ہے اور شبیہ اخبار یہ کہتے ہیں کہ جو و طی دبر منکر ہے  
دبر ہے اور شی نزاوا امام کذاب کی اولاد اور علم اللہ سے ناستی اور ابو جعفر طوسی وغیرہما اس نسل  
بد کی اباحت پر چار طرح پر استدلال فرمودہ دار کرتے ہیں ایک یہ کہ حق تعالیٰ نے عورتوں کو حرت  
فرمایا ہے کہ نساء کم حرت لکم یعنی عورتیں تمہاری کہتی ہیں تمہارے واسطے پس حرت تمام ذات  
تھیں نہ مقام مخصوص پھر جب اسکے بعد فاقوا حرمکم انے شتم یعنی پس او ابائی  
کھیتوں میں جس میں چاہو ارشاد ہوا تو تمہیں دونوں مقام کی نکلی یعنی قبل اور  
دبر دو شرمیں ہیں کہ انے مکان کے واسطے آتا ہے جیسے اسے تک ہذا پس اتی شتم کے معنی

بیان حرت و طی فی نساء  
نکاح کی صورت و جواز  
فصل

این ششم ٹھہرے اور یہ ثبت تعدد اور تخییر مکان ہے پوشیدہ نہ ہے کہ مید و نون استدل انہو سے  
 و پابین اس وجہ سے کہ انے مشترک ہر این اور تخیی اور کیفیت کے معنون میں کہ اول کوان کالی  
 اور ثانی کو زمانی اور ثالث کو ہستی بولتے ہیں سوائی مکانی کی وضع اگرچہ معنی مکان میں ظاہر  
 اور تعدد اور تخییر مکان کو مستلزم لیکن طور اس معنی کا مکان دیر میں غیب سلم ہوا سلیہ  
 کہ جائز ہے کہ مکان سے دیر مراد نہو بلکہ بالا خانہ یا تہ خانہ یا صحن سرا مراد ہونہ یہ کہ ہر عضو حوت  
 میں دخول کر دغاہ ہر ہر دغاہ گوش خواہ مینی پس جب یہ معنی نسبت اس احوال کے باطل ہوے  
 تو باقی رہے دو معنی اخیر اور یہ عین مذہب اہل سنت ہے اور تفاسیر فریقین سے اسکی تائید  
 ہوتی ہے یعنی انی زمانی کی تصریح فریقین کی تفسیروں میں موجود ہے فی الجلالین انی کیفیت شتم  
 من قیام و تعدد واضطجاع و ادبار و فی المفاتیح الجاہلین انی شتم منناہ شتی شتم من لیل و نہار  
 و فی الصافی عن الصادق انی شتم معناه شتی شتم فی الفرج و فی روایت اخو کے اسی ہافہ شتم  
 کہیں یہ معنی مختار نہیں فی الکبیر فاما الاوقات فلا مدخل لہا فی ہذا الباب لان انی لا اکون بمعنی  
 متی و اما اکون بمعنی کیفیت پس جمہور محققین شیعہ اور سنی کے نزدیک انی بمعنی کیفیت ہونہ بمعنی  
 این فی منہج الصادقین انی شتم ہر گونہ کہ خواہید خواہ ردی زنان بجانب شتابا شیاپت یا غیر ان  
 ازہیات جماع اور توضیح الجہد میں ہر انی شتم جس طرح چاہو مقاربت کر و خواہ از طرف مرد و خواہ از  
 طرف پشت یا غیر اسکے اشکال مجامعت سے اور مراد حرث سے بالاتفاق موضع حرث ہے فی الجلالین  
 نساؤکم حرثکم ای محل زرکم للولد فاقوا حرثکم ای محلہ و ہوا قبل و فی المدارک نساؤکم حرثکم ای مواضع  
 حرثکم و فی الصافی نساؤکم حرثکم مواضع حرثکم و فی المنہج نساؤکم حرثکم زنان شما موضع کشت شما  
 کہ آن جاے پیدا شدن ولد است اس تقدیر پر مراد حرث سے قصابہ ٹھہرے پس بعض حضرات شیعہ  
 جوانی کے بھروسے و طی فی الدبر تجوز کرتے ہیں وہ حرث کو بھوسے ہیں اسوا سطلے کہ در موضع  
 فرث ہونہ موضع حرث کیونکہ فرث زمین اور سپر کو کہتے ہیں جس میں تخم آگنے کی اسیدین ہوتی  
 اور کھیتی موضع حرث ہی میں ہوتی ہونہ فرث میں تیسرے یہ کہ آیۃ الاعلیٰ ازواجہم او ممالکت ایمانہم لہو ما  
 اسپر دلاکت کرتا ہے کہ و طی قبل میں ہو یا دبر میں تا آنکہ اگر لواطہ غلام کی حرمت پر اجماع منعقد ہوتا  
 وہ بھی اسس کر یہ سے جائز ٹھہرنا اسکا جواب یہ ہے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ آیت عام ہے لیکن  
 دلائل اہل سنت خاص ہیں و انخاص مقدم علی العام پھر خاص ہی پر عمل چاہیے کہ بیجا ہونے پر  
 نہ عام پر کہ بہ تن تیرہ و تار ہی چوستھے یہ کہ بین الفریقین یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اگر کسی نے بیت طلاق

اپنی زوجہ کو کہا کہ تیری دیر بچھپ کر حرام ہو طلاق پڑ جائیگی اس سے معلوم ہوا کہ وحی فی الدرج حلال ہے  
جو اب یہ ہر کہ لفظ نہ کو رسوا سے طلاق سے کنا یہ ہوا کہ وہ مقام لامست اور خضاعت ہو کیونکہ  
جب مرد عورت کے ساتھ خفت و خیز کر گیا البتہ میں نیما بنیہا تنعم ہوگا تو یہ اس قسم سے ٹھہرا کہ  
اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرا ہاتھ بچھپ کر حرام ہو یا تیرا ہاتھ بچھپ کر حرام ہو اور طلاق کی نیت کی  
تو طلاق پڑ جائیگی الغرض یہ مسئلہ یعنی لواطہ عورت سے اہل تشیع میں مختلف فیہ ہے اور اہل سنت میں  
بالاتفاق حرام ہے اور اب دلائل حرمت لواطہ مرد سے ہو خواہ عورت سے ہو از جانب اہل سنت  
کان لگا کر سننا لازم ہے اول آیت کریمہ سورہ اعراف و لوطاً اذ قال لقومہ اما تون الفاحشۃ ما یستکفون

من احد من العالمین انکم لتاتون الرجال شہوة من دون النساء بل انتم قوم مسرفون یعنی اولاد کو  
بھیجا جب کہا اسنے اپنی قوم کو کیا کرتے ہو جیالی تم سے پہلے نہیں کی یہ کسی نے جہان میں تم تو  
دوڑتے ہو مردوں پر شہوت کے مارنے عورتیں چھوڑ کر بگڑے ہو گئے۔ پر نہیں رہتے اور اسی  
مضمون کو سورہ نمل اور عنکبوت میں بھی ارشاد فرمایا پس از رو سے ضوابط اصول فقہ اس  
حرمت لواطہ نجوی ثابت ہوئی اس طرح سے کہ جو شراعی سابقہ کے امر و نہی اللہ صاحب اور اس کے  
رسول نے بلا انکار بیان فرمائے ہوں وہ ہمہ لازم ہیں اور اللہ صاحب نے مکرر اسکو قرآن میں  
فرمادیا ہے تو ہمیں اسکی اتباع لازم ہوئی اور بدایہ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
افعلوا الفاعل والمفعول بہ فی روایۃ فارجموالا سے لاء الما غسل یعنی فاعل اور مفعول دونوں  
مقتول ہوں اور ایک روایت میں دونوں سنگسار کیے جائیں اور فتاویٰ کے حامدین میں ہے  
کہ اسلام زمانہ میں ہے اور تعزیریں اختلاف ہے حضرت صدیق اکبر سے منقول ہے کہ دونوں کو  
آگ میں جلاوین اور حضرت علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ دونوں کو تازیانہ مارین یا سنگسار  
کرین اور حضرت عباس سے منقول ہے کہ بلند مکان سے نیچے ڈال دین اور رجم کرین اور  
حضرت زبیر سے روایت ہے کہ سنگسار میں دونوں کو قید کرین کہ شدت بدبوستی ہلاک ہوں  
اور بیض کے نزدیک دونوں بر دیوار ڈھا دین اور بھی تفسیر احمدی میں ہے کہ ہمارے نزدیک  
دونوں پر حد نہیں ہے لیکن تعزیر فقتیل بالا حراق و قتل بالا غساق و قیل بالا اقسام من الاعلیٰ  
و ابتلع الاجار من فوقہ و کذا اختلف الصحابہ فیہ اور صاحبین اور شافعی رحمۃ اللہ علیہما  
فرماتے ہیں کہ لواطہ میں حد نہ لازم ہے لہذا مثلہ فی الحرمتہ والشہوة و سفح الماء انتہی یہ لواطہ کبریٰ  
ہے اور لواطہ صغریٰ کے عبارت ہے دخول دبر زن سے یہ بھی اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق

از روئے آیات و احادیث و آثار صحابہ و تابعین اخبار و فقہاء و محدثین کبار حرام ہے اور نجوبی  
 حرمت اسکی علی سبیل الاشتهار ہے فرمایا اللہ صاحب نے سورہ بقرہ میں لساناً و کم  
 حرث لکم ما تو احرثکم انی شیئتم و قد سوا الالفکم و اتقوا اللہ و اعلموا انکم ملائقہ و و بشر المؤمنین  
 یعنی تمہاری عورتیں کھیتی ہیں تمہاری جیسے کھیت میں تخم ڈالنے سے غلہ پیدا ہوتا ہے  
 فرج میں لطفہ ڈالنے سے رگ پیدا ہوتا ہے سو او اپنی کھیتی یعنی فرج میں جس طرح پرچا ہو کھڑے خواہ لیٹے  
 خواہ لیٹے خواہ سو کی جانب سے خواہ پشت کی طرف سے اور آگے کی تدبیر کر دے یعنی اس آغے میں نیت چاہیے  
 اولاد کی اور ڈرتے رہو اللہ سے اُسکے امر و نہی میں اور جان رکھو کہ تمکو اُس سے ملنا ہے جزا  
 اعمال اور شرعے افعال کے واسطے اور خوش خیری سنا ایمان و اولاد کو جنت کی  
 اس آیت سے صاف نکلتا ہے کہ وطی فی الدبر کی اصلاً اجازت نہیں اور اس آیت کے  
 پہلے یہ ارشاد ہے ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین یعنی اللہ دوست رکھتا ہے توبہ والوں کو  
 اور طہارت والوں کو اور ظاہر ہے کہ طہارت اجتناب مستقدز کا نام ہے خواہ وہ ناپاکی مذہب  
 یا جنب یا جماع حائض یا وطی فی الدبر پس اتیان فی الدبر کی حرمت اس آیت سے اشارہ نکلی  
 اور جو کوئی غافل دین دار کریمہ لساناً و کم لیس میں غور کرے تو سیاق سے اسکی حرمت اتیان  
 فی الدبر نکلتا ہے کیونکہ انی شیئتم کے بعد قد سوا الالفکم ارشاد ہے یعنی جب تمکو اتیان موضع  
 حرث کی اجازت ملی تو اب موضع حرث میں آؤ اور منافع را جمع اے الدین جیسے فسج کے  
 حفظ اور تخمین کا قصد کرو اور ولد صالح چاہو کہ تمہارے لیے دعا اور استغفار کیا کرے کیونکہ  
 امور مبارک نیت صحیحہ کے سبب عبادت میں شمار ہوتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ حصول اولاد  
 سوائے موضع حرث کے موضع حرث میں ممکن نہیں اور جو کوئی کہے کہ وطی مطلقاً  
 مستقدز ہے خواہ ادبار رجال میں ہو خواہ ادبار یا اقبال نساء میں اسی باعث سے واطی اور  
 موطوہ پر غسل واجب ہے پھر ادبار کی تخصیص کیا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ سخن قابل تسلیم ہے  
 لیکن وطی فی القبیل بضرورت ابقا سے نسل مباح ہوئی بشرط نکاح اور عدم حرمت اور  
 ہرابت اور طہارت از حیض وغیرہ اور در مرد یا زن میں یہ ضرورت نہیں ہے اس سبب  
 استقداز کی علت سے حرمت اصلہ باقی رہی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر گاہ ادبار رجال کی حرمت  
 بنسبوں قطعیہ اور باجماع سنی اور شیعہ معلوم ہے اور قوم لوط کا اہلاک اسی باعث سے  
 متیقن ہو اسی قیاس پر ادبار نساء کی حرمت متصور ہے اور اہلاک فاعلین کا بنسبوں

احوال مسلم سیوا سے اتیان نساؤنا توہم من حیث امرکم اللہ کے ساتھ تفسید پایا کہ باتفاق مفسرین محققین اس حیث مکانیہ سے فرج زن مراد ہونہ شرح قاذورات کا معدن عقبہ بن عامر نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا اسپر لعنت ہو جو عورتوں کی مقعد میں جماع کرتا ہو اور ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت صلعم نے فرمایا اللہ بنظر رحمت اُسکو نہیں دیکھتا جو مرد یا عورت کی درمیں جماع کرتا ہو اور ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلعم نے جسے مرد یا عورت کی درمیں جماع کیا بے شک کافر ہوا یعنی حلال جانکر اور کسی نے طاؤس سے ادبار کا سلسلہ چمپا فرمایا کفر ہو قوم لوط کی ابتدا یہی تھی کہ عورتوں کی درمیں جماع کرتے تھے رفتہ رفتہ مرد مرد مبتلا ہوئے اور تفسیر درمنشور میں شان نزول اس آیت کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ انصار کا معمول تھا کہ جماع کر ڈٹ سے کرتے تھے اور قریش چیت ٹٹا کر ناگاہ کسی قریشی نے ایک انصاریہ سے نکاح کیا چاہا کہ اپنی عادت کے موافق ہمیشہ آئے انصاریہ نے کہا یون نہیں ہمارے طور پر ہمیشہ آئے یہ قصہ حضرت صلعم پاس پہنچا نسا کر لم نازل ہوا کہ تمھاری عورتیں کھیتی ہیں جس سے جماع کیا ہو کفر سے خواہ بیٹھے خواہ چیت بٹھڑ طیکہ سوراخ ایک ہو اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ بنی حمیر کے حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے بہت باتیں پوچھیں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں عورتوں کو دوست رکھتا ہوں اور اوندھار کے صحبت کرتا ہوں آپ کیا فرماتے ہیں تب سورہ بقرہ میں اُسکا جواب نازل ہوا اور اُس شخص کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی پھر حضرت نے بتایا کہ اپنی عورت سے تجکو صحبت چیت اور پٹ درست ہو بشرطیکہ فرج ہی میں ہو اور بھی حضرت جابر سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ یہود کہا کرتے تھے کہ جس نے مباشرت کی فرج میں بیچھے سے اور عورت کو حل ہاتھ لگا احوال پیدا ہوگا اسکے رد میں یہ آیت نازل ہوئی اور تفسیر صافی میں امام رضا علیہ السلام سے بھی مروی ہے اسی طرح سے یہود کہا کرتے کہ اگر مرد عورت کی پشت کی جانب سے دھلی کر گیا لڑکا احوال پیدا ہوگا اسپر اللہ نے برخلاف قول یہود آیت نازل فرمائی کہ تمھاری عورتیں کھیتی ہیں اور اس کھیتی میں جیسے چاہو پشت کی جانب سے یا روکی جانب سے اور زمین رادہ کیا اللہ نے دخول فی الدبر کا یہ ترجمہ بلفظ عبارت صافی کا ہے من شاء فلیطالہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے اخراج کیا کہ اُنکی خدمت میں ایک عورت عرض کرنے لگی کہ میرا شوہر مجھے اوندھے اور چیت جماع کرتا ہو مجکو

ناگوار ہوتا ہے۔ یہ سب حضرت صلعم کو ہوئی۔ فرمایا کیا مضائقہ اگر تم تمام واحد ہی یعنی سوراخ  
 ایک ہو اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب امین خزمیہ بن ثابت کے طور پر استخراج  
 کیا ہے کہ ایک سائل نے حضرت صلعم سے مسئلہ امتیان النساء فی اربابین کا پوچھا فرمایا  
 حلال ہے یا نہ؟ فرمایا لا باس جب وہ یہ سن کر چلا آپ نے استیلا یا اور فرمایا کہ کیونکر کہا تو  
 آیا امتیان جانب دبر سے قبل میں تو ٹھیک ہے اور دبر سے دبر میں تو نہیں اللہ شرم  
 نہیں کرتا بیان میں میں غیب و ارجاع دبر عورتوں میں نہ کرنا اور امام احمد نے طلق بن  
 برید سے استخراج کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا اللہ شرم نہیں کرتا بیان حق سے جماع نہ کرو  
 عورتوں کے سر پر نہیں اور تالی فقہی اور محدثین اہل سنت متفق ہیں کہ امتیان جانب  
 دبر سے دبر میں حرام ہے تو وہی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ وطی فی الدبر حلال نہیں کسی حال  
 میں نہ انسان کے ساتھ نہ حیوان کے اور مستوی شرح موطا میں لکھا ہے کہ وطی فی الدبر حرام ہے  
 جو کوئی ناوانستہ مبتلا ہو گا اسکو باز کھین گے نہ مانیکا تو تعزیر دینگے اور بدایہ میں ہے کہ  
 جو کوئی عورت کے وضع مکہ میں یعنی دبر میں وطی کرے یا قوم لوط کا عمل بجا لائے اسے  
 امام ابو حنیفہ نے کئے نزدیک اس پر چوبیس تعزیر پاویگا اور صاحبین کے نزدیک ایک  
 زنا کی طرح حد مارا جائیگا جامع مغنیہ میں ہے کہ اسکو یہاں تک قید رکھینگے کہ توبہ کرے اور  
 جو بعضوں نے دعو کا کہا ہے جو اناس فعل مذموم کی نسبت حضرت امام مالک کی طرف  
 کی ہے وہ سرتاپا غلطی ہے اور حقیقت اسکی یہ ہے کہ مالک نامے احد الرواۃ شیعہ گذرا ہے کہ حلت  
 اور اباحت دخول فی الدبر کا قائل تھا وہ باعث اہتمام کا امام موصوف پر ہوا حالانکہ امام  
 صاحب ان دونوں کے فاعلون پر حد تجویز فرماتے ہیں اور یہ تو قوم روافض میں دستور ہے  
 کہ آپ کو کسی ایک مذہب میں مذاہب اربعہ سے متصف کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے میں  
 کثرت النعمہ فی احوال الائمہ میں موجود ہے کہ شیخ ابو عبد اللہ گنجائقیہ و تزویر آپ کو شافعی  
 المذہب ٹھہرا کے اہل سنت کو فریب میں لاتا تھا اور کتب اسماء الرجال ناظمین کہ اہل سنت  
 شیعہ نے تمام عمر بتقیہ اور تزویر اہل سنت بسر کی تا آنکہ معتد علیہ ہوا گنجائقی کا راجب  
 آخر عمر میں کچھ جاہلین اپنے مذہب باطل کے موافق روایات کرنے لگا من ذلک رواہ  
 عن بریۃ مرفوعاً ان علیاً و لیکم لبر سے کھل گیا کہ رافضی ہے اور جنہوں نے امام مالک کی نسبت  
 وطی فی الدبر کا جواز ٹھہرایا وہ حوالہ دیتے ہیں کہ امام موصوف نے اپنی کتاب السیر میں لکھا ہے

حالانکہ کتاب السیر کتاب مہول ہے کہ اس پر اعتماد نہیں ہو سکتا بلکہ قرطبی نے تصریح کی ہے کہ مالک بری ہے اس سے کہ اسکی کتاب کتاب السیر ہو اور بعض مالکیہ نے فرمایا کہ ناقلاً عن احمد و طحی فی الدبر کا امام مالک سے کاذب اور دروغ باز افترا پرداز ہے یا جگہ یہ فعل اہل سنت کے نزدیک قطعاً حرام ہے اور مذہب شیعہ میں حلال ہے جو کوئی اہل سنت سے ملت کو نقل کرے منقول عنہ حقیقت میں سنی نہیں چھپا ہوا شیعہ ہے اور قیاس مشہور حرمت و طحی او بار نسا و پر یہ ہے کہ وقت تعالیٰ نے کریمہ سیکلونک عن الحمیض فل ہو اذ حی فاعترضوا النساء فی الحمیض میں نجاست حیض کے سبب و طحی قبیل حرام کی ہے نجاست براز کے باعث سے و طحی فی الدبر کیوں حرام نہ ہوگی کہ ہر وقت یہ ناپاکی امعاء متصلہ بالدبر میں موجود ہے بخلاف قبیل کہ جسرا یام حیض کبھی ناپاک اور گتہ نہیں ہوتی اسی واسطے تا بقا سے این مدت مباشرت حرام ہے نہ بعد القضا اور وہ جو بعض معتادین فعل مذموم اس قیاس پر شبہہ کرتے ہیں کہ اگر یہی نجاست براز حرمت و طحی فی الدبر کا سبب ہے تو چاہیے کہ نجاست بول بھی حرمت و طحی فی القبیل کا موجب ہو کیونکہ بول و براز میں حیث النجاستہ اخوان ہیں پھر جس طرح دبر نجاست براز سے کبھی خالی نہیں ہے ایسا ہی قبیل نجاست بول سے عاری نہیں رفع اس شبہہ کا یہ ہے کہ علم شریح میں شرح ہے کہ عورت کی فرج میں تین تجولیف ہیں اعلیٰ اوسط اسفل اعلیٰ نشانے سے متصل ہے بستورنا و دان بول اسی تجولیف سے جاری ہوتا ہے اور اوسط والی تنگ ہے کہ اس سے ریح نکلتی ہے اور اسفل والی فراخ تر ہے رحم سے ملی ہوئی ہنگام جماع ذکر ایسی تجولیف میں داخل ہوتا ہے اور خون حیض اور جنین اسی تجولیف سے خارج ہوتا ہے پس فرج میں یہ تجولیف کبھی گندہ اور ناپاک نہیں ہوتی الا ایام حیض میں اور ان ایام میں جماع حرام ہے بخلاف دبر کے کہ ایک ہی راہ ہے اور متصل امعاء سے کہ معدن براز اور جابے نجاسات غلیظہ ہے اور یہ فعل اطباء کے نزدیک بھی مضر ہے چنانچہ شیخ بوعلی نے قانون میں لکھا ہے کہ امر دون سے مبتلا ہونا جمہور کے نزدیک قبیح اور شہیعت میں حرام اور اس فعل میں ایک جہت سے ضرر زیادہ ہے اور ایک جہت سے کم پس اس سبب سے کہ طبیعت حرکت کثیر کی محتاج ہوتی ہے تا فرج منی متصور ہو تو اس صورت میں ضرر بیشتر ہے اور اس وجہ سے کہ منی میں دقت کثیر نہیں ہوتا ہے

فردانہ

و طی ادا بر نسار میں تو اس ہنگام میں ضرر کمتر ہی اور عمدہ ضرر اتیان النساء فی ادا بہر کا یہ ہی جو کتاب موجز اور سدید ہی وغیرہ میں لکھا ہے کہ دخول فی الدبر والی کے گھبر میں اگر مٹیا پیدا ہو بیشک علت اُبْنہ میں گرفتار ہو گا اس واسطے کہ زن معتادہ جب اس فعل سے لذت بردار ہوگی تو اسکی تاثیر رڑ کے میں سہرایت کرگی اس سبب سے کہ بنا بر مذہب اطہا بر عضو مابا پ سے جو منی منفصل ہوتی ہے اس سے ہر عضو مولود مخلوق ہوتا ہے اور تبصرہ طبعیہ میں ثابت ہے کہ مفعولہ فی الدبر حصہ وصاحا ملہ اگر مٹیا جنے اسکو علت اُبْنہ ہوگی لا علاج نہ اسی واسطے اشر صاحب نے اپنے حبیب کریم کی ہمت اس فعل رزیل کو پسند فرمایا اور بنفسہ انھیں قباحتون کے شارع نے ذائل پر تیز کرنا حکم دیا آج حاصل اس تحقیق اور تدقیق سے نجومی واضح اور لائح ہوا کہ حرمت دخول فی ادا بر النساء جمیع ائمہ اربعہ اور جمہور اہل سنت کے نزدیک یقینی ہے جیسا کہ قسطلانی میں

ہو مذہب احمد و اشافعی و مالک و ابی حنیفہ و صاحبیہ و الجمہور الختم لورود الہنی عن فعلہ و تعاطیہ یعنی چاروں امام اور صاحبین سے امام ابو یوسف ربانی و امام محمد ابن اسن الشیبانی اور جمہور اہل سنت اس فعل کو حرام بتاتے ہیں اس واسطے کہ اسکے فعل اور تعاطی میں نہی وارد ہے بلکہ بشہادت استبصار خلاصہ تہذیب اور ارشاد وغیرہ کتب شیعہ سے بالبلغ وجہ وضوح واضح ہوا کہ قائل اور فاعل اس فعل کے رفضہ فسقہ اور انکے ائمہ مقررہ تہذیب بین اور جو بعض ناواقف روافض مناظرہ امام شافعی اور محمد ابن حسن سے اباحت فعل نزدیک امام شافعی کے تفسیر و مفسور سے بیان کرتے ہیں وہ ابن ادریس شیمی کا نظر محمد ابن حسن سے ہے اور محمد بن حسن خود ایک شخص شیعہ گذرا ہے اور اسی طرح ایک ابی حنیفہ نامے ہوا ہے چنانچہ ان المیزان میں ہے کہ ابو حنیفہ ناؤسیہ کی کنیت ہے اور ایک شخص ابو حنیفہ ہم عقیدہ زرارہ گذرا ہے کہ جسکا حال کسبی میں بروایت ابو بصیر یون مروی ہے کہ قال قلت لابی عبد اللہ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایماہم بظلم قال انما ذنا السد و ایک یا ابابصیر نے ایک ظلم ڈاک ما ذہب الیہ زرارہ و صحابہ و ابو حنیفہ و صحابہ یعنی ابو بصیر کتنا ہے میں نے اس آیت کو ابو عبد اللہ امام صادق کے حضور میں پڑھا فسرمایا کہ ابو بصیر حق تعالیٰ محکو اور شجکو پناہ دے سے اس ظلم سے یہ ظلم زرارہ اور ابو حنیفہ اور ان دونوں کے توابع کا مذہب ہے شامی شیعہ کمانی میں ہے کہ مراد اس ابو حنیفہ سے ابو حنیفہ لہری ہے

منجملہ قوم نبی عارفانہ کو خوب جانتا تھا اور اجتہاد کرتا تھا تا آنکہ ایک دن ہارون شہید کی مجلس میں حاضر ہوا اور دعوے کیا کہ امام صادق اور آپ کے اصحاب رافضی ہیں جو صحابہؓ پر اہلیہ کے حکم سے اپنے اتباع کے ساتھ آرا گیا تا جب سلسلہ اہل سنت کی کتابوں میں جہان ابوحنیفہ کی کسی نے برائی لکھی تو یہاں تک کہ مر جیہ بتایا مراد اس سے ہیں ابوحنیفہ نادیہ یا ابوحنیفہ بصری چونکہ امام ابوحنیفہ کو فی علیہ الرحمہ اور جو حضرت سیدنا نوحؑ تھیں عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوحنیفہ کو فارسی جہنی مر جی بتلایا جو وہ اسی ابوحنیفہ کو بتلایا جو مگر کسی رافضی نے غنیۃ الطالبین میں بعد لفظ اصحاب ابی حنیفہ کے نہان ابن ابی بکک لفظ زیادہ کر دیا حالانکہ نسخ صحیحہ میں یہ زیادتی نہیں ہے فانہم ولکن من اذنا فلین القصہ قوم کے لوگوں نے کہا ای لو ط تو یہ بیان سے دور ہو تو ہمارے پاس اوقات بسر کی کو آیا تھا اب حکومت کرتا ہے اور تو خوب جانتا ہے کہ ہمکو تیرے بیٹوں کی خواہش نہیں ہمارا مطلب تجھے خوب معلوم ہے نہ مایاوان لی ہم کو قوۃ اوادی الی رکن شد یہ یعنی کاش مجھکو تمہارا سامنا کرنے کی قوت ہوتی یا جا بیٹھتا کسی حکم آسے میں خلاصہ یہ کہ مجھے ذاتی زور ہوتا تو میں تمکو دفع کرتا یا شیر اور قبیلہ رکھتا کہو تا کہ انکی اعانت سے منع کرتا نہ مایا حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے رحم اللہ انھی لو ط یا دی اے رکن شد یہ یعنی اللہ رحم کرے بھائی او ط پر کہ آسنے پناہ پکڑی خدا سے کہ خدا نے مدد فرمائی اور حکم دیا فرشتوں کو اعانت کا تب فرشتوں نے کہا دروازہ کھولو واد طالمون کو آنے دو حضرت لو ط نے دروازہ کھولا کہ سب بیباک گھس پڑے اور جا ہا کہ مہانوں پر ہاتھ ڈالیں حضرت جبرئیل نے ایک پر مارا کہ سب اندھے ہو گئے اسی کا اشارہ سورہ قمر میں ہے ولقد اودوہ عن ضیفہ فہمنا اعینہم فذوقوا عذابی ذذری نے اس سے لینے لگے اسکے مہانوں کو پھر منے متا دین انکی انکھیں اب چکو میرا عذاب اور ڈرانا اکثر اہل تفسیر کے نزدیک انکھ ناک منہ سب برابر کر دیا اور ضحاک کی صرف آنکھیں متا دین کہ مہان نظر نہ آئے سب واپس ہوئے جب قوم کے لوگ غائب و رخا سر کیے تو فرشتوں نے کہا کہ ہم پروردگار کے بھیجے آئے ہیں ہمیں کسی دسترس نہوگا اپنے گھر و اون کو لیکر کچھ رات رہے نکل جاؤ اور منہ موڑ کر نہ دیکھے کوئی تم میں سے مگر تمہاری عورت کہ اس پر پڑتا ہے جو اپنے پڑ گیا جیسا سورہ ہود میں مذکور ہے مطلب یہ ہے

کہ اپنی بیویاں اور گھسہ کا اسباب بیکہ جس مقام کا حکم ہو مصر یا شام یا زغرات کو چل دو  
 مگر عورت کو ساتھ نہ لو اور سب کو آگے دھرو اور آپ پیچھے رہو تاکہ یہ لوگ چلنے میں جلوہ بازی  
 کریں مگر سمجھا دو کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھیں تاکہ بول غذاب سے بچے۔ بین چنانچہ حضرت لوط  
 علیہ السلام کچھ رات باقی رہے نکلے چودہ انبیاء ہمراہ اور دھڑ کا اسباب تھا اور حضرت  
 جبرئیل علیہ السلام بھی تھے اُنسے مفسر بانہ پوچھا غذاب کسب او کیا کہا صبح کو فرمایا صبح تو  
 دو جو حضرت جبرئیل نے کہا صبح نزدیک ہو کچھ دور نہیں کما قال اللہ تعالیٰ ان موعیہم صبح  
 ایسے صبح بقیہ یعنی وعدہ غذاب انکا صبح ہو گیا نہیں صبح نزدیک الغرض حضرت شام لوط  
 علیہ السلام نے ہمراہ بیان آفتاب نکلتے زغرا میں پورے اور حضرت جبرئیل کو ارشاد ہوا کہ  
 ان چاروں شہروں کو اولت دو کہ حضرت جبرئیل نے مطابق فرمان الہی عمل کیا چنانچہ  
 سورہ ہود میں فرماتے ہیں فلما جاد امرنا جمانا الیہا سا فلما دامت لعلنا علیہا حجارة من سجيل  
 منضود مسوتہ عند ربک یعنی جب پہنچا حکم ہمارا اگر ڈالی بننے وہ سستی اور پیچھے اور سہا میں  
 پتھر بیان کن کر کی تہ بہ صاف بنا میں تیرے رب کے پاس کی حدیث شریف میں وارد ہے  
 کہ حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنی قوت و امانت کا حال ہمارے  
 سامنے بیان کر دو حضرت جبرئیل نے کہا کہ قوت میری یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے مجکو واسطے  
 تخریب مجرمین قوم لوط کے کہ چار شہروں میں رہتی تھی اور ایک شہر سدوم انہیں ایسا تھا کہ وہاں  
 باسٹننا سے اطفال و نسا چار لاکھ آدمی سلخ پوش تھے بھیجا سو میں نے ان شہروں کو  
 ساتویں زمین کی تہ سے ایک پر کے اوپر اٹھا کر اتنا آسمان کے نزدیک لگایا کہ آسمان کے  
 رہنے والے ان شہروں کے مرغون و کتون کی آواز سنتے تھے پھر میں نے ان شہروں کو  
 اسی غار میں اوندھا ڈال دیا اور مجکو کچھ تکلیف و بوجہ معلوم نہوا تفسیر زاد المسیر میں ہے کہ پتھر یا  
 مہر کی ہو میں بزرگ مختلف تھیں بعض سفید پتھر نکتے سیاہ اور بعض سیاہ پتھر نکتے سفید  
 اور ہر ایک پر مجرم کا نام لکھا تھا تفسیر زاہدی میں ہے کہ بڑا پتھر خم کے برابر اور چھوٹا گھسے  
 یا انجور سے کے مقدار تھا پتھر سفیدہ تر ہے کہ یہی حادثہ عاقلہ ہو گیا یا نازج گئے اور گھسے  
 مارے گئے تھے کہ حضرت لوط کی بی بی مسماۃ والہہ یا بالکہ بھی نہ بچی کیونکہ یہ عورت ظاہر میں انور  
 اور باطن میں مخالف تھی لیکن خدا سے تعالیٰ بلا تفسیر ظاہر غذاب نہیں فرماتے ایک حکم  
 ایسا بھیجا کہ اُس سے نو سکا اُس گناہ میں ماخوذ کیا یعنی یہ حکم ہوا تھا کہ کوئی منہ پھیر کر نہ دیکھے

سو عورت حضرت لوط نے منہ پھیر کے پوچھا قوم کا کیا حال ہے اس وقت ایک پتھر اُسپر گر ا کہ  
داخل نہ ہوئی اور بھی تفسیر ناپدی میں ہے کہ نیک کا ستون ہو گئی ہے کہ انی تراجم التورات  
الغرض یہ حادثہ اس طرح کا محیط تھا کہ اس قوم ناپاک کا آدمی جہان کبیر تھا وہیں اسی غلاب میں  
متلا ہوا چنانچہ ایک شخص حرم شریف میں کسی کام کو گیا تھا سنگ عذاب چالیس دن تک ہوا  
تھمرا ہوا جب وہ حرم سے نکلا اسی سنگ عذاب نے سر توڑا اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ بروز حشر  
اس قوم کی آواز آو گی اور اہل حشر استفسار کریں گے کہ یہ کسی آواز ہے ارشاد ہو گا کہ شہرستان لوط کے  
ساکنین کی آواز ہے ووزخ میں جلاتے ہیں بعد اسکے اسی وقت قوم لوط کو طلب کریں اور اُنکا کر  
جہنم میں بھیجیں گے روایت ہے کہ جس جگہ یہ عذاب نازل ہوا ہے وہاں اب سمندر ہے اور پانی وہاں کا  
ایسا شور ہے کہ پھلی جاتے ہوئے مر جاتی ہے اسی وجہ سے اُسکو سمندر مردہ بولتے ہیں اور اطراف کی  
زمین سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ عذاب نازل ہوا تھا اگر کوئی نادان وقت شبہ کرے کہ جب  
شہرستان لوط اُلٹ گیا تو سب قوم کے لوگ ہلاک ہو کر زمین میں دب گئے وبالضر و نظر  
خلاق سے غائب ہوئے پھر پتھر ان برسانے سے کیا فائدہ ہوا کیونکہ وہ پتھر ان تودہ خاک پر پڑی تھی  
تو جواب اسکا یہ ہے کہ ان پتھروں میں بسبب حدت مادے کے گوگرد کی خاصیت پیدا ہوئی تھی  
اور حرکت بالبطہ کی قوت سے طبقہ بالا سے زمین کو بھاڑ کے کافروں کے بدن میں داخل ہوتی تھیں  
اور جلاتی تھیں ہر چند کہ حالت تقلیب میں احتمال یہ نہیں ہے کہ ارواح نے فی الفور مفارقت کی ہو  
لیکن تعلق روح کا بدن سے بعد مفارقت رہتا ہے وہی موجب عذاب برزخ ہے لکن احدی شریفین  
وار وہی کہ مردے کی ہڈی توڑنا یا حرکت سخت دینا نہ چاہیے پس پلٹ دینا شہرستان لوط کا عذاب  
دنیوی تھا اور جلا نا پتھروں سے عذاب برزخی اور یہ بھی احتمال ہے کہ حالت تقلیب میں پتھر ان  
برسائی ہوں یعنی قبل پونچنے تہ زمین کے وا شدرا علم بحقیقۃ الحال القصہ بعد اس واقعے کے  
حضرت لوط علیہ السلام شہر زعرا سے نکل کر مع اپنی لڑکیوں کے حضرت خلیل اللہ کے پاس  
تشریف لائے اور سات برس تک زندہ رہے مورخین لکھتے ہیں کہ دہم ربیع الاول بروز چہار شنبہ  
انتقال جنت فرمایا مدت دعوت سیستیس برس تھی شریعت انکی عین شریعت ابراہیم علیہ السلام کی  
تھی مزار شریف قریب مزار حضرت ابراہیم کے واقع ہے اور اخبار الدول میں ہے کہ قریہ کفر میں  
جو ایک فرسخ مسجد خلیل سے واقع ہے مدفون ہیں اور مغارہ غریبہ میں ہے کہ مسجد عتیق کے نیچے  
تساخو بنی مدفون ہیں انہیں بیس برس مرسل ہیں بعض مورخین نے عمر حضرت لوط کی پچاس برس کی

لکھی ہے مگر یہ سخن خلاف قیاس ہے کیونکہ وفات حضرت لوط بعد وفات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد  
 فائدہ بانجہ ذمہ سفر التکوین تغیرت میں لکھا ہے کہ جب طہر زعفران میں رشتے ہوئے ڈرے تو اپنی بیٹیوں کو لیکر  
 غار میں چھپے وہاں بڑی بیٹی نے چھوٹی بیٹی سے کہا کہ باپ ہمارا بوڑھا ہو گیا ہے اور زمین پر کوئی مرد ایسا نہیں  
 ہے جس کا پاس بوسے صلاح ہے کہ اپنے باپ سے نسل لیں تب حضرت کو تڑپ پلائی اور حالت نشے میں اول  
 بڑی بیٹی ہم بستر ہوئی پھر چھوٹی اور دونوں حاملہ ہوئیں اور حضرت نے نہ جانا انتہی اسی طرح حرم  
 مذکور میں ہے کہ اول سے جو بیٹا ہوا اسکا نام ہواب رکھا اور دوسری سے جو پیدا ہوا اسکا نام عمی  
 پوشیدہ نرسے کہ پیڑ چیل شان پر ایسی تہمت کرنا قانون عقل سے بعید ہے اور بڑی قباحت ہے  
 کہ راحوت و اسبہ جدات حضرت عیسیٰ سے ہے کیونکہ آنجناب اولاد دادودین اور راحوت مادر عابدین  
 پر دادودین معجزات حضرت لوط علیہ السلام گئی تھے آزا بجلہ ایک مرتبہ قوم نے پانی مانگا تو  
 حضرت لوط نے دعا کی کہ بلا ابر پانی برسے لگا۔ بعض اسلام لائے اور بعض منکر ہوئے آزا بجا ایک تہ  
 ایک کافر کا بیٹا غائب ہو گیا اسنے کہا کہ آپ بتلاؤ میں میرا بیٹا کہاں ہے حضرت لوط نے دعا کی اللہ نے  
 قبول کی کہ حضرت نے اس کافر کے بیٹے کو دکھلایا حالانکہ ماہین پر و پسہ سو فرسخ کا فاصلہ تھا آزا بجلہ  
 سنگ سخت آپ کے ہاتھ سے موم ہو جاتا تھا چنانچہ جب کبھی آنجناب پیچھے پر سر رکھ کر تپتے تو نشان  
 سر مبارک تپتے ہیں ہو جاتا تھا پوشیدہ نرسے کہ اٹھنے کے کرامات بلکہ نرسے اعلیٰ اولیا اہل تہمد علیہما صاۃ  
 و اسلام سے سادہ ہوئے ہیں

### تفزیح نہم در احوال حضرت اسماعیل علیہ السلام

نام مبارک حضرت کا عجیب ہے اور دو طرح سے حکم میں آتا ہے اسمیل و اسمین معنی اسکے عربی میں طبع شد  
 ولقب شریف بقولے اعراق الشری اور وجہ تسمیہ معالمتنزل میں یون لکھی ہے کہ حضرت ابراہیم نے اولاد کی  
 دعا مانگی اور کہا اسع یا ایل یعنی قبول کراؤ خدا جب اسمیل پیدا ہوئے تو حضرت ابراہیم نے نام  
 اسمیل رکھا اور عبرانی میں اسکو شیمیل کہتے ہیں ولادت باسعادت انکی حد و شام میں ہاجر قبلیہ  
 ہوئی اور صغر سن میں بتلا سے بلا سے ہجرت و رنج ہوئے انھیں نے اولاً بزبان عرب کلام فرمایا  
 اور انھیں نے اپنے باپ کے ساتھ کعبہ تعمیر کیا اللہ جل شانہ نے انکو اہل یمن و حضرت موت پر بعد  
 حضرت ابراہیم اور حج یہ کہ رو بروئے حضرت ابراہیم کے بنی کیا اور اپنے کلام میں انکی شان میں  
 دار و کیا و اذکر فی الکتاب اسمیل انہ کان صادق الوعد و کان رسولاً نبیاً تجاہد سے روایت ہے کہ حضرت  
 اسمیل جب کبھی وعدہ فرماتے تھے تو وفا کرتے تھے اور کبھی سے روایت ہے کہ ایک شب انکی

وعدہ کیا کہ جب تک تونہ آویگا میں اسی جگہ حاضر رہوں گا سو وہ سال بھر نہ آیا مگر حضرت اسی مقام پر کھڑے رہے اور برگمے درخت کھایا کیے اور عادت حضرت کی یہ تھی کہ ہمیشہ قوم کو ادا سے نماز دیتا ہے زکوٰۃ کی تاکید فرماتے تھے کیونکہ نماز عبادات بدنیہ میں اشرف العبادات ہے اور عبادات مالیہ میں زکوٰۃ کما قال اللہ وکان یا مریضا لیاصلوہ والذکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حنیف انجناب پر فرض تھی جس طرح ہم لوگوں پر ہے اور شریعت انکی میں شریعت حضرت ابراہیم کی تھی اور از جملہ معجزات ایک معجزہ یہ ہے کہ اہل بادیہ نے کہا کہ خشک پستان سے دودھ نکالو سو حضرت نے بھناقہ سے کہ لائن دودھ دینے کے نہ تھا دودھ نکالا آزا جملہ اہل بادیہ نے کہا کہ درخت شکر میں اگر پھیل لگن تو ہم ایمان لاؤں حضرت نے دعا کی کہ درخت مذکور میں پھیل لگے مدت دعوت پچاس برس تھی اور عمر ایک صدوی و ہفت سالہ مرقد شریف میں المیزاب واقع ہے اخبار اللہ میں ہے کہ جب ابن زبیر نے بنائے کعبہ کھودی تو ایک تابوت سبز سنگ مرمر کا نکلا ابن زبیر نے اسکا حال علماء عہد سے پوچھا انھوں نے کہا یہ قبر بامبر و اسماعیل کی ہے بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت قوم جرہم میں دو مرتبہ نکاح کیا پہلی بی بی کو باہیا سے والد بزرگوار مطلقہ فرمایا اُسے کوئی اولاد نہیں ہوئی مگر مسماۃ زغلہ بنت مضامن زوجہ ثانیہ سے بارہ یا گیارہ بیٹے پیدا ہوئے اگرچہ تمام اولاد قوم میں سردار تھی لیکن قیصر و ثابت بڑے نامور تھے چنانچہ ہمارے حضرت صلعم نبی قیصر میں ہیں نبی رح اللہ میں ہے کہ نور محمدی حضرت اسماعیل سے قیصر میں آیا اور اُسے عہد نامہ حفاظت لکھوایا گیا اور اُسکو حضرت اسماعیل نے تابوت سکینہ میں رکھ کر قیصر کے سپرد کیا پھر حضرت اسماعیل نے وفات پائی اور قیصر نے قوم جرہم میں اوقات بسری اختیار فرمائی اور صفت شجاعت و فن تیر اندازی و چابکداری میں مشہور ہوئے بعد چند سے یہ خیال دامن گیر ہوا کہ حسب نسب کمال اولاد ہی علیہ السلام میں منحصر ہے اسلئے اُس قوم کی عورتوں سے مکر نکاح کیے مگر اُس نورسہ اسر سرور نے انتقال کیا آخر کار یغوث دیکھا کہ یہ نور مجازی عربیات میں جاری ہوگا تو ناحق تقدیر کے خلاف تدبیریں کرتا ہے تب مسماۃ غاخرہ عربیہ سے نکاح کیا کہ وہ نور اُس سے منتقل ہو اعبدا زمان قیصر نے چاہا کہ تابوت سکینہ کھولوں غیب سے آواز آئی کہ تمکو اجازت نہیں ہے یہ امانت کنعان میں جا کر یعقوب ابن اسحاق کے سپرد کرو چنانچہ قیصر نے تابوت سکینہ اپنی پشت پر لادا اور پیادہ پا جانب کنعان متوجہ ہوئے متصل شہر مذکور کے تابوت سے ایک آواز نکلی کہ حضرت یعقوب اُس آواز کو سن کر اپنے بیٹوں کے ہاتھ استقبال روانہ ہوئے اور قیصر سے طاقی ہو کر تابوت سکینہ لیا اور فرمایا کہ آج رات کو مسماۃ غاخرہ سے

ایک بیٹا پیدا ہوا اور آفتاب نبوت محمدی برج محل سے طلوع ہوا جب کہ قیصر گھر آئے تو دیکھا کہ بیٹا  
 محل نامے بیٹا کے گھر میں پیدا ہوا اور نور محمدی اسکی پیشانی میں چمکتا ہے پھر جب محل جوان ہوا تو  
 قیصر اسکو جبل بوقمیس پر لیکے اور بطریق وصیت نہ بطرز کتابت ایک اقرار لیکر وفات پائی اسی  
 مقام میں مدفون ہیں پھر وہ نور مظهر محل سے نبت میں و نبت سے بیسوع میں و بیسوع سے اودین  
 اس سے اودین اس سے عدنان میں آیا و نہا ہوا صحیح المعتمد علیہ اور جو محمد ابن اسحاق مطہری نے  
 سیوطی میں لکھا ہے کہ حضرت علیہ السلام نابت ابن اسمعیل کی نسل میں ہیں اور حسب جہت الخصال  
 بھی اسی کو صحیح کیا ہے سو اکثر محققین کا اس روایت پر اعتماد نہیں ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

### تفہیم در احوال حضرت حق علیہ السلام

یام محمدی ہی کہ عربی صحیحی اقیق ہوا و زبان عبری میں حق بنی ہا کہا گیا اور انام اللہ نے نہایت حسین پیدا کیا تھا حضرت ابراہیم  
 چودہ یا تیس برس چھوٹے تھے اللہ تعالیٰ نے انکو بھی رو برو سے حضرت ابراہیم عہد نبوت عنایت  
 فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے و وہبنا لہ احق و یعقوب و کلا جعلنا نبیا یعنی بخشا ہم نے ابراہیم کو احق و یعقوب  
 اور دونوں کو نبی کہا روایت ہے کہ جب عمر حضرت احق کی چالیس کو پہنچی تو حضرت لوط کی بیٹی سے نکاح کیا  
 اور بیچ یہ کہ رقیق بنت تنویل سے عقد ہوا اور ساٹھ برس کی عمر میں اولاد کے واسطے دعا مانگی خداوند تعالیٰ  
 انکی بی بی کو دو بیٹوں سے ایک یعقوب علیہ السلام دوسرے عیسو زیادت و او عالمہ فرمایا جب نیت وضع  
 محل پہنچا تو یعقوب نے چاہا کہ میں پہلے نکون عیسو نے کہا اگر تو پہلے نکلیگا تو میں بیٹ میں دانہ کو مار ڈالو  
 سو حضرت یعقوب نے بلحاظ بزرگی والدہ کے توقف فرمایا تب عیسو اول ظاہر ہوئے و لہذا نام انکا  
 عیسو ہوا لہذا عنی الاممہ یہ نام تمام مس میں زیادت و او ہی اور شمس العلوم میں بدون او چاند لکھا ہے یعقوب  
 محقق عیسو پیدا ہوئے اسلئے یہ نام ہوا حالانکہ یعقوب بیٹ میں عیسو سے بڑے تھے اور حضرت  
 یعقوب حالت طفولیت میں موصوف برحمت ولینت تھے ایام شباب میں حسب مویشی و زراعت ہو اور  
 طفولیت سے موصوف بخلقت سنجی تھے عنقوان شباب میں صاحب صید و شکار ہو اور مسماۃ یقیا کو یعقوب سے  
 بنی مسما و تمندی محبت زیادہ تھی اور عیسو پر صرف شفقت ابراہیم کے حضرت احق بصیر ہو گئے تب یعقوب کے  
 واسطے نبوت و ریاست کی دعا کی اور عیسو کے واسطے ملک و رعیت کی اکثریت نسل بقا کے ذریعہ کی اور عیسو  
 نے قبول فرمائی یعنی یعقوب کی اولاد میں نبوت آئی اور عیسو کی اولاد میں سلطنت چنانچہ عیسو تمام  
 روم کے باپ کہلاتے ہیں بنی الاصفرا انھیں کی اولاد ہیں اور جو بادشاہ ہوا وہ بنی الاصفرا کی اولاد میں ہوا  
 اور یعقوب کی اولاد سے تمام انبیا ہوئے مگر نوح و ہود و یصلح و لوط و ایوب و شعیب ابراہیم و اسمعیل

محمد مصطفیٰ علیہم السلام عمر حضرت اسحق کی ایک سو اسی برس کی ہوئی اور وفات اس وقت ہوئی جو  
جب کہ حضرت یوسف وزیر مصر ہو لیے اور اپنے باپ کے پاس دفون میں گذانی اخبار الدولت مجتہ  
مشہور لکایا یہ کہ ایک کافر چند کھالین محتامت جانورون کی لایا اور بلا کہ اسپین جان ڈاوتو میں بیان  
لاؤن حضرت اسحق نے جناب النبی بن دعا کی فی انور ان کھا لون میں جان پر گئی یعنی جس جانور کی  
کھاں تھی وہی جانور زندہ ہو گیا اخبار الدولت میں ہے کہ حضرت اسحق علیہ السلام کو بھی فریج کتھے میں اور  
فریج انکابیت ملیا تھا فائدہ قصص الانبیاء و مشورین لکھا ہے کہ آخر عمر میں حضرت اسحق نے عیسوی  
کہا کہ بوقت خاص میرے واسطے کہ باب لاوتو میں نبوت کی دعا تیرے لیے کروں یہ خبر والدہ یعقوب و  
عیصو کو پہنچی اور وہ یعقوب کو زیادہ پیار کرتی تھیں سو انھوں نے یعقوب کو عیسو کا لباس پہنایا اور  
فمائش کی کہ آواز اپنی مانند آواز عیسو کے بدل کر اسحق کے پاس حاضر ہو اور سہنا کر کہ میرے واسطے  
دعا کیجیے چنانچہ حضرت یعقوب نے اسی طرح کیا اور حضرت اسحق نے دعائے نبوت فرمائی تھوڑی بر بعد  
عیصو کو کہ باب لیکر آئے اور دعا کی درخواست کرنے لگے حضرت اسحق نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ تیرے واسطے  
دعا کر چکا ہوں عیسو نے کہا جگو خبر بھی نہیں ہے تب حضرت اسحق نے تفتیش فرمائی کہ وہ دعا کون لیکھا ہوں  
کہ یعقوب اول مرتبہ آئے و برکت دعا لیکھ لاجار عیسو کے واسطے یہ دعا فرمائی کہ بادشاہت تیرے نسل میں رہے  
انتمی میں کہتا ہوں کہ یہ جلسا زسی فساری کی ہو کہ ایسی تمت کرتے ہیں اور صاحب قصبوں الانبیاء نے بلا کھا  
صحت روایت باب است و ہمزہ سندر التکوین روایت سے نقل کی ہے حاطب اللیل اسی کو کہتے ہیں وزیر قصب الانبیاء  
کہ بعد وفات ابراہیم علیہ السلام کے حضرت اسمیل نے اپنے چھوٹے بھائی اسحق سے کہا کہ باپ کے حکم سے کوئی  
چیز مجھے بھی ملے حضرت اسحق نے کہا تم نوٹھی کی اولاد ہو مگر میراث پور نہ ملے گی اس بات سے اسمیل علیہ السلام کو  
سچ ہوا فقہ حضرت جبریل نے اسحق کو دم سے کہا یہ کلام بس نازیبا تھا تا کہ نہیں معلوم ہو کہ سید ولد آدم محمد  
صلعم اسکی نسل میں ہو گا اور آخر زمانے میں تمام جن و انس کا رسول بس اس گفتگو کی سزا میں اللہ صاحب  
حکم دیا ہے کہ تمھاری اولاد کو اولاد اسمیل انیا ملو کہ باورین اور تیری امت میں قوم جو وہیہ ہوں کہ پیغمبرون کو نافع قتل  
کریں اور یہ بھی فرمایا کہ اس سخن کا نتیجہ یہ ہو گا کہ یوسف ابن یعقوب تمھارا پوتا غلام بنایا جائیگا اور بے گاہ اس  
پیغام کے سننے سے حضرت اسحق بہت رونے لگے کہ انھیں جاتی رہیں اور دو برس حضرت جبریل شریفین میں لائے  
اس عرصہ میں حضرت اسحق نے توبہ و ندامت میں ایام بسر کیے بعد اسکے اللہ صاحب نے توبہ انکی قبول فرمائی اور  
حضرت جبریل نے پیغام دیا کہ توبہ قبول ہوئی اور تمھاری اولاد میں ایک پیغمبر اولوالعزم پیدا ہو گا جو کہ بلا واسطے  
کسی فرشتے کے اللہ صاحب سے کلام کرے گا اس پیغام سے اسحق علیہ السلام کو شک میں نہ ہوئی واللہ اعلم

## تفریح یازدہم در احوال یعقوب علیہ السلام

انکو اسرائیل بھی کہتے ہیں جب یہ کہہ کر پورے اسرائیل کے لوگوں نے بڑے ہونے کی آواز کی اور حضرت یحییٰ نے کہا کہ اس کو کہو کہ اس کا نام اسرائیل ہو اور جب یہ اسم اسرائیل کی بعض کتب میں یون گئی تو کہ جب یعقوب جوان ہوئے تو ایک دن اس کے باپ نے خلوت خانے کا دربان مقرر کیا اور فرمایا کہ اس جگہ کوئی نامحرم نہ آوے اسی دن ایک شہتہ بصورت انسان آیا اور زبیرت حضرت یحییٰ کا مستعجبی ہوا حضرت یعقوب نے منع کیا اس نے بزور جانا چاہا آخر کا حضرت یعقوب سے کہتی ہوئے گی مگر فرشتہ منع فرمایا کہ یہ نوحہ حضرت یحییٰ خلوت خانے سے باہر نکلے اور اس معاملے کو دیکھ کر تھیر ہوئے اور فرشتے کو چہان کر بندت پیش آئے تب اس نے کہا کہ ہمارے پاس سے اس کا نام اسرائیل رکھو کیونکہ ہر باہری زبان میں مقبول کو کہتے ہیں اور میں ہی خدا ہے سو یہ لڑکا اچھا مقبول خدا ہے کہ لحاظ پاس کسی کا مختارے حکم کے سامنے نہیں کرتا اسی وقت سے نام یعقوب کا اسرائیل ہوا میں کتابوں میں کہ اس روایت کی کچھ پہل نہیں ہے غالباً کتب محرقہ بنی اسرائیل سے ماخوذ ہے کیونکہ ترجمہ تورات میں ہے کہ ایک شخص یعقوب سے رات بھر کہتی رہتا رہتا جب وہ یعقوب کو مغلوب نہ کر سکا تو چپکے سے یعقوب کی ران کے پاس لٹچے لگا کر ٹانگ کی اس پر چڑھادی اس کے بعد یعقوب نے اس سے برکت مانگی اس نے برکت دی اور کہا آج سے تیرا نام اسرائیل ہوگا اور یعقوب نے اس مقام کا نام فنا ل رکھا کہ میں نے خدا کو رو برو دیکھا اور میری جان بچ گئی اور برخلاف اسکے کتاب پیش کے پیشینوں باب میں ہے کہ خدا یعقوب کو چھو دیکھ پڑا اور اس کا نام اسرائیل رکھا اسپر طرہ یہ ہے کہ پوری فتنہ رفتان اسرائیل لکھتا ہے کہ کشتی کرنے والا عیسیٰ مسیح تھا باجمہ اس روایت کی حقیقت اسی قدر ہے جو میں نے بیان کر دی اور صحیح وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ جب حضرت یعقوب بخوف عیسو اپنے ماموں کے پاس جانے لگے تو رات کو چلتے دن کو مقام کرتے تھے اس سبب سے اسرائیل نام ہو گیا چنانچہ عرش میں لکھا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پاس تشبیہ لائے اور کہا اللہ نے تمہارا صبر دیکھا اور بعض نور بصیر دعا تمہاری اعزاء اولاد کے حق میں قبول کرے گا جو جاہو استعدا کرو چنانچہ حضرت یحییٰ نے دعا بنوت عیسو کے حق میں کرنا چاہی مگر مقتضایہ تقدیر نام حضرت یعقوب کا زبان مبارک سے نکلا کہ وہ بنی ہوئے اس بات سے عیسو کو یعقوب سے کہہ درت و بخش پیدا ہوئی کہ انکی والدہ کو جان کا خوف لاحق ہوا تب انھوں نے کہا کہ تم میرے بھائی کے پاس فلسطین میں چلے جاؤ نا چار یعقوب علیہ السلام نے ہجرت فرمائی و بخوف برادر رات کو چلتے دن میں کسی جگہ قیام کرتے اسی سبب سے نام اسرائیل ہو گیا الغرض سفر فلسطین میں ایک رات سر ہانے اپنے پتھر کو کر سوز ہے تو خواب دیکھا کہ ایک نینہ میرے سر ہانے سے دروازے آسمان تک لگا ہے اور اس پر فرشتے آتے جاتے ہیں اور

اسی وقت کو سیدہ نے کہا انا اللہ لا اله الا انا الکما واکم ابانک وقد ادرتک من الارض المقدسة  
ولذرتیک من بعدک وبارکت فیک ونبیم وجملت فیک الکتاب واکلم والنبوة القصد حضرت  
یعقوب علیہ السلام لایان لایبیا من بن نوبل کے پاس فلسطین میں پہنچنے اُسکی دو بیٹیاں  
تھیں ایک لایا خواہ لیا یا لیا دوسری رحیل سوا سنے دونوں بیٹیوں کو یعقوب کے نکاح میں لیا  
کیونکہ اُسوقت تک جمع بین الایمیں درست تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں منع ہوا اور تفسیر  
سراج المنیر میں لکھا ہے کہ بھائی یوسف علیہ السلام کے گیارہ تھے یوڈا اور ویٹیل و سمعون و لادئ و  
زبولون بقول بقاعی بڑا سے بھرمہ و بار موحده و بسخریہ چوسماہ لیا دختر لیان سے کہ مامون حضرت  
یعقوب کا تھا پیدا ہوئے اور فراق و نفقہ بنون مفتوحہ و فادساکنہ و مٹناہ فوئیدہ و لام بعد از ان  
یا و جا و اسہ چار نفر دو لونڈیوں سے بعد اُسکے لیا نے وفات پائی تو رحیل اُسکی بہن سے نکاح ہوا  
اُسے حضرت یوسف بنیامین ہوئے اخبار الدول میں ہے کہ لیا و رحیل کے پاس ایک ایک  
لوٹری تھی وہ بھی دونوں حقیقی بہنیں تھیں چنانچہ دونوں کو دونوں بیٹیوں نے ہم کیا کہ حضرت  
یعقوب نے انہیں بھی اپنا نصرت جاری فرمایا کہ اُسے چھ بیٹے ہوئے یاخز و نیبول و دان و نصال  
و کال و شمار اور بعض موزنین نے لکھا ہے کہ اول حضرت یعقوب کا نکاح لیا سے ہوا جب عمری  
تو لایان نے دوسری بیٹی مسماہ لیا سے نکاح کر لیا اُس سے پانچ بیٹے پیدا ہوئے دان و نصال  
یا بغالی یا یعیسالن و جا و یا کا و اور اشیر و شجر کہ سافا و شجور و نساجر و نساجار بھی انکو بولتے ہیں جب  
وہ بھی مرین تو رفا سے نکاح کیا کہ اُس سے زہاون یار و بون پ و دینا خواہ و دینہ دختر متول ہوئی  
جب ہ مرین تب رحیل سے نکاح ہوا کہ ان سے ہک شام میں یوسف علیہ السلام و کنعان میں بنیامین  
پیدا ہوئے اور وضع حمل کے بعد رحیل نے وفات پائی لیکن اصح یہ ہے کہ لیا و رحیل سے ایک وقت میں  
نکاح ہوا چنانچہ مذکور ہوا اسیکا اشارہ قرآن مجید میں ہے لا تجمدا بین الا متین الا ما قد سلف اور  
رنا و یلیا خواہ بلقا و نڈیان تھیں جیسا کہ کتب نبی اسرائیل میں ہے باجمہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے  
بارہ بیٹے ہوئے انھیں کو سب ابا بولتے ہیں اور سبط کا نام عرب میں وہ درخت ہے جسکی شاخیں بہت ہوتی  
سو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہوں بیٹیوں کی اولاد کثرت سے ہوئی ہے روایت ہے کہ جب عمر حضرت  
یعقوب علیہ السلام کی چالیس برس کو پہنچی تو وحی ہوئی کہ تم کنعان کے نبی ہوئے اب یہاں سے  
جا کر دعوت حق کرو اور شہادت ابراہیمی پر وہاں کے لوگوں کو بلاؤ چنانچہ حضرت یعقوب نے اپنے  
مامون لایان سے بیان کیا اُسے نقد و جنس دے کر باہل و عیال خصت کیا متصل کنعان کے

۷  
یوسف علیہ السلام کے  
نکاح کے بعد رحیل نے  
وفات پائی لیکن اصح  
یہ ہے کہ لیا و رحیل  
سے ایک وقت میں  
نکاح ہوا

عیصو برادر یعقوب بنا پرستہ تبال آئے اور بغیر گیر ہوئے حضرت یعقوب نے بہ نظر فرشتہ دسواں حصہ  
 موشی کا انکو دیا وہ جانب روم چلے گئے اخبار الدولہ میں ہر کہ سدی فرماتے ہیں جب یعقوب علیہ السلام  
 پانسو چاس راس عیسو کو دیئے تو وحی آئی اور یعقوب تو نے ناحق اپنا مال ضائع کیا اور مجھ پر توکل  
 نہ کیا اسکی سزا یہ ہر کہ اسے قدر آدمی تیری اولاد کی اولاد عیسو کے ملوک ہونگے سو جب سلطان روم نے  
 بیت المقدس پر غلبہ پایا تو طور اس وحی کا ہوا اور بعض اہل سیر نے اس مقام پر لکھا ہر کہ خبر  
 تشریف آوری حضرت یعقوب علیہ السلام جب عیسو کو معلوم ہوئی تو اول جوش و خروش میں آکر مقابلہ  
 کرنے کو مستعد ہوئے مگر بغیش عقلاً آخر میں سلوک پیش آئے اور ملاقات کر کے ملتصق ہوئے کہ تمکو  
 اللہ تعالیٰ نے از روئے نبوت بزرگی عطا کی ہر سو تم میرے حق میں اور اولاد کے حق میں دعا کرو چنانچہ  
 حضرت یعقوب علیہ السلام نے دعا فرمائی اور عیسو روم کو روانہ ہوئے روایت ہے کہ عیسو نے حضرت  
 اسمعیل علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کیا اُسے پانچ بیٹے پیدا ہوئے از انجاء ایک روم نام تھا کہ  
 اسکی نسل سے سب رومی ہیں اور تمام سلاطین روم اسی کی نسل میں ہوئے ہیں عمر عیسو کی ایک  
 پتالیس برس کی ہوئی جس دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے سفر آخرت فرمایا اسی دن عیسو نے  
 بھی وفات پائی اور اپنے والدین کے متصل مقام حران میں مدفون ہوئے بعض کہتے ہیں کہ حضرت  
 ایوب پیغمبر عیسو کی اولاد میں ہیں وہ صحیح اور بعض کہتے ہیں کہ عوس بن ناخور کی اولاد میں  
 لیکن نبی اسرائیل سے خارج ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت لوط کے نواسے تھے اور تحقیق اسکی  
 حضرت ایوب کے حال میں کیجا گیا القصہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں دعوت ایمان شروع فرمائی اول  
 یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ شہر کنعان میں کھلمین واقع تھا رہنے والے وہاں کے تنگی جگہ کے شاک تھے سو بدعت قوم  
 انکی جنس کے واسطے دعا فرمائی وہاں کا خداوند حقیقی دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا کہ دونوں ہاتھوں سے اور مقام  
 دوسرے معجزہ ہوا کہ یہود قوم عاقبت سے مقابلہ کیا اور حالت مقابلے میں برچھا ٹوٹ گیا یہود حضرت یعقوب آواز دی  
 کہ انجناب نے تشریح سے آواز سنی اور برچھا دوسرا پھینک دیا کہ انی اخبار الدولہ میں معجزہ یہ ہوا کہ اس  
 وقت میں سلجمن دارا کنعان میں بادشاہ تھا وہ مع شکر اپنے حضرت یعقوب کے پاس کر بیٹھا اور  
 مستفسر ہوا کہ آپ کس طرح بلا اجازت بیان مقیم ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں  
 یعقوب بنی اللہ ہوتا ہر اسیم خلیل اللہ کا ہوں اور حکم خدا ایمان آیا ہوں تاکہ تجھے اور تیری قوم کو  
 دعوت ایمان فرماؤں اگر تو قبول کرتا ہو تو تیرے حق میں بہتر ہو ورنہ تجھ پر جساؤں گا اُس نے  
 غیظ میں آکر کہا تمھارے ساتھ شکر کہان ہر جو مجھ سے لڑو گے تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے

شعون کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ انشاء اللہ میں اس بادشاہ پر باعانت خدا و ملائکہ و اولاد جہاد کرونگا  
 اسی وقت بادشاہ اپنے قلعہ میں جا بیٹھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے دعوت ایمان فرمائی مہ سے  
 قبول نکلیا چار اولاد کو جہاد کرنے کا حکم صادر فرمایا چنانچہ شعون بن یعقوب تن تنہا اس قلعہ کے  
 دروازے پر جا بیٹھے اور یوں دعا فرمائی اللهم افتح لنا هذا وانت تیسر الفاتحین بسم اللہ الامیر  
 و الحق و یعقوب اور ایک سپردا ہننا اپنا دروازے قلعہ میں مارا کہ تمام قلعہ میں زلزلہ پڑ گیا اور دیواریں  
 اسکی گرتیں کہ اکثر لوگ دب کر مر گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام داخل قلعہ ہوئے اور بادشاہ  
 منہزم ہوا اور تمام لشکر غائب ہو گیا ہمراہیان یعقوب علیہ السلام نے مال و متاع خوب لوٹا عمر  
 حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک نلوستیا انیس یا پنتیا لیس س کی ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے  
 پاس مدفون ہیں اور باقی احوال انکا حضرت یوسف علیہ السلام کے حال میں لکھا جائیگا

### تفریح و دوازہم در احوال حضرت یوسف علیہ السلام

یوسف یوسف کے نزدیک عیسیٰ بن مریم منور القدرت ہوا مخلوق عن سبب خیر سو تشریف و تفریح اس میں و مکسور بھی  
 پڑھا گیا کہ انی تو نے تیرا نازل ہوا بسو القصبی درخبر کے نزدیک بی خودت یہ تھا کہ انی قولہ تعالیٰ فلما اغتوا قہننا یعنی  
 جب تم لوگوں نے اللہ کی عبادت چھوڑ دی اور انبیاء اولیٰ بن ہو کر یوسف شوق سے ہر وہی اللہ یعنی الرحمن و اسی عبادت  
 و بعد کہ یہ تفریح تھی یوسف علیہ السلام میں جمع ہوئے کہ اقال الترمذی فی تفسیر و یکبذ فی عالم التنزل اور  
 عین المعانی میں ہے کہ یوسف علیہ السلام اس سبب اس القصص ہے کہ صاحب قصہ حسن تھا اور بجز تحقیق میں  
 کہ اس وجہ سے حسن ہے کہ احوال انسان سے شبہ ہے یعنی یوسف دل یعقوب و دراصل نفس و خون  
 قوی و جوارح اور اندر صاحب فرماتے ہیں ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اور علامہ ترمذی  
 فرماتے ہیں کہ وجہ حسن ہونے کی یہ ہے کہ اور پیغمبران کے قصے قرآن شریف میں متفرق ارشاد ہوئے  
 اور انکا قصہ ایک ہی سورہ میں ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بابہ سورتوں میں ہے اور نوح  
 علیہ السلام کا چھ سورتوں میں اور ابراہیم علیہ السلام کا اٹھارہ میں اور لوط کا نو میں اور  
 موسیٰ علیہ السلام کا تیس میں اور شیب علیہ السلام کا تین سورتوں میں اور عزیز علیہ السلام کا  
 دو میں اور سلیمان علیہ السلام کا چار میں اور داؤد علیہ السلام کا پانچ میں اور زکریا علیہ السلام کا  
 تین میں اور عیسیٰ علیہ السلام کا نو میں اور بعض کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت یوسف  
 علیہ السلام کو کیتاے زمانہ نہ مایا تھا تین امر میں اول حسن صورت کہ نو حصے حسن کے  
 یوسف کو عنایت کیے اور ایک حصہ اور آدمیوں کو اور مخزون اسرار میں ہے کہ اللہ نے حسن کے

ہزار حصے فرمائے ایک حصہ تمام عالم کو دیا اور باقی حضرت یوسف کو اور اخبار الدول میں ہر کہ  
تھے یوسف علیہ السلام سفید رنگ حسن الوجہ اور بال اس کے گھونگھروا لے اور آنکھیں سیاہ  
نہت برین نہ چھوٹیں اور ماہین دونوں آنکھوں کے ایک خال سفید گویا ماہ شب چہار دم اور  
بطنی بلند اور رخسار سے پر گوشت اور رخسارہ راست پر ایک خال سیاہ اور دندان مبارک  
روشن و تابان جب ہنستے تو نور کی چمک سی روشنی ہو جاتی اور وقت تکلم تھا پاس سے ایک نور  
دکھلائی دیتا اور شکم مبارک بار ایک اور ماٹا چھوٹی اور ساعدین و ساقین و بازو پر گوشت اور  
نراکت کا یہ مرتبہ کہ جب نوک و بقول تناول فرماتے تو سبزی اسکی حلق و سینے میں نظر آتی اور وہی  
چروہ مبارک کی ایسی کہ جب کسی کو جسے میں گندے تو درو دیوار میں عکس و نشانی کا نمودار ہوتا  
کما یرى الشمس في الماء على الجدران قال عمر بن الخطاب كان يوسف على سائر الناس في افضل كفضل القم  
عليه السلام على سائر الخلق و روى عن ابى سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رايت

عليه السلام في السماء يوسف قال القم عليه السلام لعل الله يقول ان الله يريد اخذ  
في الاخرة منكم ما لا نور وجهه من اهل العالم او لظلم الجاهلین ہر کہ یہ قصہ مثل حاسد  
و حسود و مالک و ملک و عاشق و مغشوق پر ہر اس سبب سے حسن نقص ہر اور عالم میں ہر  
کہ امین احکام و نکات و فوائد مفید دین و دنیا کے مثلاً سیر ملوک و مالک و علما و مکرنا و صبر  
برائے اسے اعدا و غصبہ لہذا حسن ہر ابن عطا فرماتے ہیں کہ نہیں سنا قصہ یوسف کو مجھوں  
مگر یہ کہ دفع ہو جاتا ہر اسکا غم اور تفسیر سراج المنیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ہے  
کہ حضرت صلعم حضرت یوسف کی شان میں فرماتے ہیں الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب  
بن احمق بن ابراہیم اور انیس العاشقین میں ایک روایت غریب ابن عباس سے لکھی ہے کہ  
ایک گنوار نے حضرت صلعم سے پوچھا کہ یوسف حسین تھے یا آدم فسرایا یوسف میں آدم کا  
نشان تھا کیونکہ آدم کو اللہ نے دو نعمتیں دی تھیں حسن و انکساری کہ برکت حسن حورون کے  
مخدوم و مہیبت خاتم سے فرشتوں کے مسجود ہو سے جب ذریت صادر ہوئی تو نور عرش پر گیا  
اور خاتم شاخ طوبی پر جب انکی ذریت ہوئی تو نور حسن یوسف کو ملا و خاتم سلیمان کو اور یہ بھی  
ارشاد کیا کہ یوسف متوسط القامت تھے اور بال اسکی بہت سیاہ کہ شب تار کو اس سے نسبت  
نہیں اور چہرہ ایسا نورانی و روشن کہ آفتاب و روز کو کچھ مناسبت نہیں اور آنکھیں ایسی بیاری  
گو یا دو چشمہ بہت جاری اور اک یہ رخسار پر خال گویا اختر ہے زوال اگر صورت انکی بمو کھا دیکھتا

سیر ہو جاتا اور جو بیگانہ دیکھتا تو پگانہ ہو جاتا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یوسف کو بھی خاک ہی سے بنایا تھا اے اعرابی اللہ کیا اچھا خالق ہے کہ آب و خاک سے ایسا جلوہ دکھاتا ہے اعرابی نے کہا یا رسول اللہ یہ کس طرح ہوا تب حضرت صلعم نے عبد اللہ ابن عمر سے جو کہ نہایت خوش آواز تھے فسرہ مایا تو پڑھو

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ اَلِی قَوْلِهِ تَعَالَى فَبَارِكْ اَللّٰهُ حَسْبُ الْخَالِقِیْنَ عَبْدُ اَللّٰهِ

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت تمام ہوئی تو اعرابی اسلام لایا اور آسمان کی طرف دیکھتا اور ہنسنا اور ایسا متحیر تھا کہ حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم کو بھی اس حالت سے تعجب ہوا تب حضرت جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ اب تک یہ اعرابی آپ کی بساط پر تھا اور اب بساط الہی پر ہے سو اس حال میں اعرابی نے جان بحق تسلیم کی اور حضرت صلعم اللہ نے اسکا سر اپنی گود میں رکھ لیا حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ یوسف کا دیکھنا روایت الہی کا نمونہ ہے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم سورہ یوسف پڑھتے تھے جب آیت نحن نقص علیک حسن القمص پر پہنچے تو ایک صحابی نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ خداوند کبریٰ نے اوکسی قصے کو حسن نہیں کیا اس میں کیا حکمت ہے جو اسکو حسن فرمایا فرمایا کہ تکلم فصیح اور صاحب قصہ حسین ہے تب اور اصحاب بولے کہ اور پیغمبر کیا حسین تھے فرمایا کہ حسین کیون نہ تھے لیکن ہاں یوسف کیونکہ حضرت یوسف نمونہ بہشت تھے کہ انکو اللہ نے واسطے دکھلانے اپنی خلق کے دنیا میں بھیجا تھا تاکہ انکے دیکھنے سے تمام خلق جانے کہ بہشت میں مسلمانوں کی ایسی ہی صورتیں ہونگی تب صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ حضرت یوسف نے ایسا کیا کام کیا جو ایسی صورت عنایت ہوئی نہ مایا کہ جس تقسیم ازلی میں باسبب عنایت ہوا تھا رفتہ رفتہ یہ خبر مدینہ منورہ میں فاش ہوئی اور عورتوں میں اسکا چہرہ چاہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اسکی غیرت دامنگیر ہوئی جب حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم دولتخانہ میں جاوہ فرما ہوئے تو حضرت عائشہ صدیقہ کو متغیر پا کے سبب پوچھا صدیقہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے یہ بات سنی ہے حضرت نے فرمایا کہ تو تمگاہیں نہو میں یوسف سے حسن ہوں کیونکہ یوسف کا حسن چہرے میں تھا کہ نبتہ ہوا اور موجب رنج و کلفت اور میرا حسن خوش خوئی اور خلق سے ہے کہ خلق اللہ کو بہت راحت و مسرت ہے چنانکہ میری شان میں ہے کہ وہاں ارسلناک الارجمۃ للعالمین اور میری صفت ہے انکے لئے خلق عظیم یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکے کہا یا رسول رب العالمین یہی بہت اہم اسوقت آپ کے نور اور یوسف میں آسمان پر درپیش تھا آخر کار حسن صورت ظاہری یوسف اور شجاعت و سخاوت و تقویت و بہت و حمیت و سیادت و شفاعت و دعوت و اجابت و وقار

و امانت و مسکات و خلعت و محبت و شریعت و خلافت و صبر و شکر و خلق و تادیب و کبیر  
 و تسلیل و تسبیح و تمجید و وسیع و جہاد و آیات مفصلات و کمالات منزلات و ازواج طاہرات معراج  
 و مقام محمود و جوہن مورد محبوبت مطلقہ و استظفا مطلق و رویت الہی و قرب اتم و علم وسیع و عرفان  
 و قضا و فتویٰ و اجتہاد و اعتساب و قرارت آپ کو عنایت ہوئی جب حضرت عائشہ صدیقہ نے  
 یہ سنا تو انکی تسلی ہوئی مگر معراج کی حدیث میں کہ بخاری و مسلم نے روایت کی ہے صاف وارد ہے  
 کہ فرمایا حضرت نے کہ میں نے یوسف کو تیسرے آسمان پر دیکھا اور انکو حسن کا ایک حصہ  
 ملا تھا پھر یوسف نے مجھ کو مر جا کہا اور دعا فرمائی اور براہین عازب سے روایت ہے  
 کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب ماہ میں ازار و دریا رخ پہنے ہوئے  
 دیکھا سو میں ایک نظر حضرت کے چہرے مبارک پر کرتا تھا اور ایک چاند پر پس بندہ چمک  
 حضرت کے چہرے کی روشنی چاند پر غالب تھی اور شیخ ابن حجر شرح شامل ترمذی میں لکھتے ہیں  
 کہ جو محاسن ظاہرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہوئے تھے کبھی کسی انسان میں جمع  
 نہیں ہوئے کیونکہ محاسن ظاہرہ محاسن باطنہ اور اخلاق کریمہ پر دلالت کرتے ہیں اور کوئی  
 شخص حضرت سے کاملتر نہیں ہے کہ معنی بود صورت خوب راہ اور علامہ قرطبی کہ اکابر محدثین  
 میں ہیں بعض علما سے نقل فرماتے ہیں کہ تمام حسن حضرت کا اصحاب پر ظاہر نہیں ہوا کیونکہ وہ  
 لوگ طاقت دید کی نہ رکھتے تھے جس طرح خورشید کو قریب سے نہیں دیکھ سکتے اور جو دیکھتا  
 تو آنکھیں جھپک جاتی ہیں اور دیکھ نہیں سکتا اسی طرح حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی یا  
 نزدیک سے مشاہدہ نہ کر سکتا تھا ۱۰ این حسن چہ حسن ست نہ حد بشر ست این بہ از حسن بشر  
 نیست صفایہ و گرسنت این ۱۱ صبح سعادت ز جبین تو ہوید ۱۲ این حسن چہ حسن نیست  
 و تعالیٰ ۱۳ اور ربیعہ بنت مسعود رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر دیکھتی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 تو دیکھتی آفتاب کو طلوع کرنے والا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم مقابل آفتاب کے کھڑے ہوتے تو نور آفتاب مغلوب ہو جاتا تھا اور حضرت  
 عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زمان مصر نے یوسف علیہ السلام کے  
 دیکھنے سے اپنے ہاتھ چھوری سے کاٹ ڈالے اگر حسن جمال میرے محبوب حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو مشاہدہ کرتی تو اپنے دلون کو کاٹ ڈالتی اور یہ بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ اگرچہ  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نصف حسن یوسف کو ملا ہے لیکن حسن جمال اہل بیت حضرت

حسن و جمال یوسف اور جمیع انبیا علیہم السلام سے زیادہ ہے۔ حیران شدہ و حیرت تو جسہ  
یوسف مصری، شرمندہ زعل لب تو چشمہ حیران، اور یہ تو پر ظاہر ہے کہ حسن و جمال جمیع انبیا  
شکوہ جمال حضرت سے منتقبس ہو پس حضرت گویا آفتاب ہیں اور جمیع انبیا گویا ستارے اور جواہر ہریرہ  
حدیث معراج میں روایت ہے کہ حضرت فرماتے ہیں میں نے دیکھا یوسف کو کہ فضیلت دیکھنے میں  
آدمیوں پر از روئے حسن کے مانند بیلتہ القمر سو قسطلانی فرماتے ہیں کہ مراد آدمیوں سے غیر حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ فرمایا حضرت نے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا  
مگر خوبصورت اور خوش آواز و نیک حسن و جہاد حسن صوتا اور جو سلم کی روایت میں ہے کہ ناگاہ یوسف  
نظر آئے اور انکو ملا تھا پارہ حسن سے سو مراد اسی پارہ حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور شیخ  
ابوالحسن شعری فرماتے ہیں کہ بہترین نعمت بہشت برویت الہی ہے بعد اسکے رویت حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم ہے بہ جمال شہمت فردوس چون دوزخ است، یا جمال آتش دوزخ زینت خوشتر  
دوسرے نسب کہ سوا سے حضرت یوسف علیہ السلام کے کسی پیغمبر کی تین پستین برابر نہیں ہوئیں  
لہذا حضرت یوسف اسی خطبہ لکھتے تھے میں یوسف عدلیق اللہ ابن یعقوب اسمہ ایل اللہ ابن حاق  
نبی اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ تیسرے محنت و مشقت و مصیبت کہ اور پیغمبروں کو فقر میں ہوئیں اور  
حضرت یوسف کے عین بادشاہت میں نبی حضرت یوسف نے چالیس برس تک مصر میں ظاہر نہیں فرمایا  
کہ میں یعقوب پیغمبر کا بیٹا ہوں اور شب و روز روتے رہے قائمہ مخفی رہے کہ اس قصہ کا سبب  
نزول کلام اللہ میں یہ ہوا کہ نظر ابن حارث قریشی کا فہرہ و رسول بر مالدار تھا اسنے عجیون کے قصے  
اور حکا میں خرید کر کے عربی میں ترجمہ کیے اور مکہ معظمہ میں قصہ گوئی کرنے لگا اور قریش بیع ہو  
سننے لگے تب اس فرودنے یہ اختیار کیا کہ بعد قصہ گوئی قریش سے پوچھتا کہ میں اچھے قصے کہتا ہوں  
یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے جواب میں وہ جاہل بدین کہتے کہ تو اچھے قصہ گوئی کرتا ہے محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم کچھ بھی نہیں کہتے ہیں سوا اس کا فرمودہ کے حق میں بقول بعض مفسرین سورہ لقمان  
یہ ارشاد ہوا کہ ومن الناس من یشری اموالہ بلیغ بعین سبیل اللہ لعلہ یعلم و یفخما  
ہذا اولک لہم عذاب ہمین یعنی اور ایک لوگ ہیں کہ خریدارہ میں کھیل کی باتوں کے تاکہ گمراہ کریں  
اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہراویں اسکو ہنسسی جو میں انکو ذلت کی مار ہے اور جب کہ مقولہ دیکھا اس  
کافر کا مشہور عواقب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب الہی میں کہا کہ کیا ارشاد ہوا کہ سخن نقص  
علیکہ حسن نقصص یہ ارشاد الہی جواب ہے اس کافر کے کلام کا کہ انا حسن حدیثا ام محمد اور بعض

مفسرین نے لکھا ہے کہ قریش نے یہود سے مشورہ کیا کہ ایسی کوئی بات تجویز کر کے نکالو تو آؤں گے  
 طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں جبکہ جواب نہ آوے یہود نے کہا محمد سے جا کے دستاورد  
 کہ ابراہیم پیغمبر علیہ السلام کا وطن تو شام میں تھا پھر انکی اولاد بنی اسرائیل مصر میں کس طرح آئی  
 جو موسیٰ پیغمبر فرعون سے جھگڑے تب یہ سورۃ حضرت پر نازل ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 حضرت یعقوب اور یوسف علیہما السلام کا قصہ صحیح و درست راست بے کم و کاست بیان کیا اور  
 بعض کہتے ہیں کہ یہ قصہ ایسی نازل ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آکاہ کر دین کہ اگر تمہاری قوم  
 حسد کرے اور جبرائیل کے تو کچھ خیال نہ کرو ایسے کہ یوسف کے بھائیوں نے یوسف پر ایسا حسد کیا  
 کہ کنوئین میں ڈال دیا اور حضرت خداوند جل شانہ نے حضرت یوسف کو بادشاہی اور نبوت  
 عطا فرمائی اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ ہم نے یوسف علیہ السلام کا قصہ تو ریشہ  
 پڑھا ہے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیان کریں تو ایمان لاویں حضرت نے فرمایا کہ کاش کہ  
 تعالیٰ اسی رات کو حضرت جبرائیل نے سارا قصہ یوسف کا حضرت کو سنایا تو آپ نے صبح کو جو  
 سامنے بیان کیا اور بعض کہتے ہیں کہ پوچھنے والے اس قصے کے گنہگار ثائب لوگ تھے کہ  
 انھوں نے حضرت سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہمارے گناہوں گزشتہ پر کیا نوبت ہماری ہوگی  
 ہم سخت متردد و حیران ہیں اور توبہ کر چکے ہیں اسپر قصہ یوسف علیہ السلام نازل ہوا اور وحی  
 ہوئی کہ اس قصے کو تاہمین پڑھو اور سمجھا دو کہ دیکھو حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کے واسطے  
 بعد توبہ و ندامت کے آمرزش چاہی کہ قبول ہوئی اسی طرح اللہ تعالیٰ تمکو بھی توبہ و ندامت سے بخشے گا  
 میں کہتا ہوں کہ یوسف اور اس کے بھائیوں کے قصے میں نشانیاں ہیں پوچھنے والوں کو کمال  
 تقدیر کا کہ یوسف و اخوتہ آیات للسائلین مثلاً اگر کوئی بلا کشیدہ فراق رسیدہ بھی اس قصے کو  
 پڑھے تو اسکو بھی تسکین ہوگی اور جو کوئی قیدی اپنے حال پر نظر کر کے اسکو دیکھے تو اسکو تسکین  
 ہوگی اور جو کوئی محتاج بے مایہ اسپر لحاظ کرے تو اسکو بھی جائے اطمینان ہو اور جو کوئی حاسدون  
 ہاتھ سے تنگ ہو اسکو بھی رنج کرنا چاہیے کہ بھائیوں نے حسد کیا ہے اور قریش کو یہ نشان ملا  
 کہ انھوں نے بھائی کا حسد کیا اور اطاعت قبول نہ کی اسی کی طرف محتاج ہوے اور جو ہر جنس  
 نکالو و نہین عروج ہوا کہ اکثر قریش کی جان گئی اور یہود بھی حسد ہی سے خراب برباد ہوے اور آج  
 ولیع خوار ہیں فائدہ چونکہ اکثر امور حضرت یوسف علیہ السلام کے ابتدا سے انتہا تک غائب میں  
 ہوے ہیں ایسے حقیقت خواب کی بیان کرنا واجب ہوا مثنیٰ فرمے کہ اللہ جل شانہ نے جو فرس

یہ رتبہ عطا کیا ہے کہ روح محفوظ دیکھ سکتا ہے اور آسمان پر جاتا ہے مگر موانع و عوائق بیداری میں مجبور ہوا ہے اور اس دراک سے قاصر ہے اور جب خواب میں یہ موانع کہ تجملہ ان کے اعلیٰ تدبیر بدن میں نازل ہوئے تو نفس کو قوت حاصل ہوئی اور اس کی بہم پہنچی پھر جب نفس کسی حال پر مطلع ہوا اگر صورت اسکی بعینہ خیال میں قائم ہو تو حاجت حاصل نہیں اور تاویل کی ضرورت نہیں اور اگر آثار اس اور اس کے خیال میں نازل ہو گئے تو تعبیر تاویل کی چارہ نہیں پھر اس صورت میں بھی اگر آثار اور اس کے روحانی کے تنظیم میں تو معبر کو انتقال تخیلات حقائق رسانی سے حاصل ہوتا ہے اور جو اضطراب و اعتلا طے دخل کیا ہے تو انتقال شکل سے ہاتھ آتا ہے اور اسی کا تمام اصناف احلام ہے اور سب اعتلا ط کا یہ ہوتا ہے کہ فساد قوی بدن سے قوت متخیلہ میں پریشانی پڑ جاتی ہے کہ اقبال مولانا نظام الدین نیشاپوری فی تفسیرہ اور حضرات صوفیہ علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ما بین عالم اجسام و ارواح کے ایک برزخ ہے کہ اُس میں ہر ایک چیز کی صورت شبیہ باجسام میں حیث المقداریتہ اور شبیہ با روح من حیث النورانیۃ موجود ہیں اسی کو عالم مثال و خیال منفصل و راجح <sup>حقیقت</sup> بولتے ہیں اور حکماء اشراقیہ اقلیم ثامن و مثل معلقہ اور مولانا سعد الدین شرح مقاصد میں مہرین سے نقل فرماتے ہیں کہ ہر موجود کی ایک مثال ہے قائم بذات خود اور معلق لانی المادۃ و المحل کہ اسکو جس باعانت منظر مشاہدہ کرتی ہے مانند آئینہ و خیال اور یہ عالم وسیع و لا انتہا ہے اور فعل و انفعال میں ہے عالم کے مانند ہے مگر عجائب و غرائب سے پر ہے و جلیبا و جالبصائس کے دوشہر ہیں کہ ایک ایک میں ہزار ہزار دروازے ہیں اور جو کچھ کہ خواب میں یا بیداری میں بحالت حقوق مرض و غلبہ خوف خیال میں آتا ہے اور خارج میں موجود نہیں ہے اسی عالم سے ہوتا ہے علیہذا القیاس متعدد مکانوں میں جانا اور نفاذ دور و دراز کا مگر کرنا اسی عالم سے ہے اور حسین سیندی فرماتے ہیں کہ مثال مقید کہ خیال ہر نوزو مثال مطلق ہے جس طرح ذرہ و آفتاب و جدول و دریا پس ہر گاہ کہ ساک اپنے سلوک میں مثال مطلق میں پہنچے تو جو کچھ مشاہدہ کرے حق و صواب ہے کیونکہ یہ عالم مطابق حق ہے اور جو امر خیال میں آتا ہے کبھی صواب ہوتا ہے کبھی خطا اور سبب صواب بدیدہ کے یہ ہیں اول توجہ نام بخدا و عالم ارواح دوم راستی و طہارت و اعراض اغراض و نیواید و علائق بدن سے سوم اعتدال مزاج و قیام بطاعات و عبادات و دوام وضو اور یہ تینوں مشہدات کا طین میں پائی جاتی ہیں لہذا یہ طائفہ بیداری میں بھی عالم مثال کو دیکھتا ہے اور کبھی عوام کو یہ بھی ہوتا ہے کہ جو کچھ پیشین از خواب دیکھتے ہیں مثال اُس کے خواب میں نظر آتی ہے اور انکار مر دیا تعنف و سکا برہ ہے اور اس سے انکار آیات و احادیث لازم آتا ہے صحیح بخاری میں اس ابن مالک سے روایت ہے کہ خواب آدمی نیک کا ایک جزو ہے جیسا اللہ جسے اجزا نبوت سے اور حضرت عائشہ رضی اللہ

عہنا سے صحیح بخاری میں مروی ہے کہ اول آناروحی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رویا حاصل دیکھتے تھے  
 حدیث صحیح میں وارد ہے کہ رویا حاصل خدا کی طرف سے ہے سو جو کوئی تم میں سے اچھی خواب دیکھے اُسکو  
 کسی سے نہ کہے اور جب بڑے خواب دیکھے تو ٹھٹھکتا کھکا دے بائیں طرف اور کہے <sup>الشیطان</sup> اعوذ باللہ من  
 الرعیسم ومن بشر ما رایت اور یہ بھی حدیث میں وارد ہے کہ خواب نہ بیان کرے مگر اپنے دوست سے  
 یا عاقل سے بیان کرے پوشیدہ نہ ہے کہ ارباب رویا کے کئی گروہ ہیں اول انبیا علیہم السلام اُنکے  
 خواب بہت راست ہوتے ہیں اور بعض میں حاجت تعبیر پڑ جاتی ہے دوم صلحا کہ اکثر رویا اُنکے بھی سچے  
 ہوتے ہیں اور کبھی غلط بھی ہو جاتے ہیں سوم سوا کمال کہ صدق و کذب اُنکے خوابوں میں برابر  
 ہوتا ہے چوتھے فساق کہ صدق اُنکے خوابوں میں کم ہوتا ہے پانچویں کفار کہ صدق اُنکے خواب میں نادر  
 صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ خواب اُس آدمی کا سچ ہوتا ہے جو سچا ہو اور بوسیدہ سستی مروی ہے  
 کہ خواب صبح سچا ہوتا ہے اور امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ جلد تر رویا تعبیر میں خواب قبیلہ ہیں اور محمد  
 ابن سیرین کہتے ہیں کہ خواب روزماند شب ہے اور عورت مثل مرد ہے القصہ حضرت یوسف نے پہلا خواب  
 دیکھا کہ مجھ کو لوگ گھسیٹتے ہیں اور پانی مجھ سے لیکے شک میں بھرتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ وہ اسفاہ  
 اور زمین مجھ کو اپنی طرف کھینچتی اور جگہ دیتی ہے جب بیدار ہوئے تو یہی خواب حضرت یعقوب سے  
 بیان کیا کہ اُنکو سنکر رنج ہوا پھر ایک روز اپنی بہن کے ساتھ کھیلنے کھیلنے سو گئے تو خواب  
 دیکھا کہ بھائیوں کے ساتھ جنگل میں گیا وہاں جا کے سب نے لکڑیوں کے گٹھے باندھے  
 سواروں کے پشتارے سیاہ ہیں اور میرا روشن اس عرصہ میں ایک شخص آیا اُس نے  
 مجھے سلام علیک کیا اور بولا اے یوسف میں اسیلے آیا ہوں کہ لکڑیوں کے بوجھ وزن  
 کروں اور دیکھوں کہ کون اسمین سے وزن میں زیادہ ہے سو میرا بوجھ ایک پیلے  
 میں رکھا اور ایک بھائی کا دوسرے میں میرے بھائی کا بوجھ زیادہ ہوا اور میرا  
 کم چھپا اُس نے اور بوجھ بھی وزن کیے بعد اسکے جگے تو یہ بھی خواب حضرت یعقوب  
 علیہ السلام سے بیان کیا اُنکو اس خواب کے سننے سے بھی رنج ہوا پھر دوسرے  
 برس ایک روز حضرت یوسف علیہ السلام آرام میں تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام  
 اچھا حال اپنے اوزار کون کے اُنکے پاس بیٹھے تھے کہ ایک بیک حضرت یوسف نے  
 چونک پڑے کہتے ہوئے کہ میری لکڑی سیدی لکڑی حضرت یعقوب نے نہرایا  
 کیا ہے حضرت یوسف نے عرض کیا کہ ایک آدمی سفید گھوڑے پر سوار آیا اور اُس نے

مجھ سے کہا اپنی جھڑی مجھ کو دے سو میں نے حالہ کی اُس نے لکڑی کو زمین میں گھنٹا کر دیا اور ب  
 بھائیوں نے بھی اپنی اپنی لکڑیاں اُسی طرح گاڑیں میری لکڑی بڑھی کہ آسمان تک پہنچ گئی  
 اور نہایت سبز ہوئی اور ایسی پھیل گئی کہ ایک شاخ اُسکی مغرب کو اور دوسری مشرق کو  
 گئی اور جڑ اُسکی چاروں طرف پھیل گئی تب میں نے اُس سوار سے پوچھا کہ یہ کیا ہے  
 اُس نے جواب دیا کہ یہ طوفانِ شہرود کی بہن جسکا تو بادشاہ ہوگا اور تیرا ملک وہاں تک  
 پہنچے گا اور سب رہنے والے وہاں کے تیرے غلام ہونگے بعد اُس کے اُس لکڑی میں  
 پھل لگے کہ سب آدمی اُسے توڑ کے کھانے لگے اور جو لکڑیاں میرے بھائیوں نے  
 بولی تھیں جیسی تھیں ویسی ہی رہیں نہ بڑھیں نہ گھٹیں سو میں اس سبب سے لکڑی لکڑی  
 کر کے پکارا حضرت یعقوب نے اس خواب سے دریافت کیا کہ انکو مرتبہ عظیم ہوگا  
 اور دل میں بہت ہی خوش ہوئے لیکن اُوڑ بھائی سنکر حسد میں گرفتار ہوئے  
 اور رپڑ ہلاکت پڑے یہاں تک کہ ایک مرتبہ بعضے کہتے ہیں دن تھا اور بعضے  
 کہتے ہیں روزِ خوشینہ شبِ لیلۃ القدر تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام بارہ برس کی  
 عمر میں بروایت ابن عباسؓ اور موافق تحقیق مؤلف اخبار الدول سات برس کی  
 میں حسب معمول کنارِ پدر میں آرام کرتے تھے یکا یک پریشان ہو کر چونک پڑے حضرت  
 یعقوب نے پوچھا کیا ہے بچے کہ میں نے معاملہ عجیب دیکھا کہ میں ایک پہاڑ پر  
 کھڑا ہوں اور میرے گرد و نرسدین جاری اور باغ لگا ہوا تھے میں آسمان سے  
 گیارہ ستارے اور آفتاب و ماہتاب نے اتر کے میرا سجدہ کیا یہ سنکر حضرت  
 یعقوب نے دریافت کیا کہ اسکو بہت بڑا مرتبہ نصیب ہوگا اور گیارہ ستارے اسکے  
 بھائی بہن اور آفتاب باپ اور ماہتاب اسکی خالہ ہر سو یہ سب اسکو سجدہ کرینگے لیکن  
 حضرت یعقوب کو سخت تشویش ہوئی اس سبب سے اگر یہ واقعہ اسکے بھائیوں پر  
 ظاہر ہوگا تو دشمن جانی ہو جائینگے لہذا از روئے شفقت فرمایا کہ لا تقصص رویاک  
 علی اخوتک فیکیدواک کیداً ان الشیطان للان عدو مبین یعنی مت بیان کر  
 خواب اپنا اپنے بھائیوں سے کہ وہ بناوٹینگے کچھ فریب اسوا سے کہ شیطان انسان کا  
 صریح دشمن ہے یعنی یہ مردودِ حسد ڈالنے پر مستعد رہتا ہے اور اسکے ساتھ ہی فرمایا  
 وکذلت بجنتیک ربک وعلیک من تاویل الاحادیث ویتیم نعمۃ علیک وعلی آل یعقوب

کما امتھانے ابوبیک من قبل ابراہیم و اسحاق ان ربک علیہ حکیم یعنی اس طرح  
 نوازے گا تجھ کو تیرا رب اور سکھا دیکھا تجھ کو خوابوں کی تعبیر اور پورا کرے گا اپنا انعام  
 تجھ پر اور یعقوب کے گھر پر جیسا پورا کیا ہے ابراہیم اور اسحاق پر ہر آئینہ تیرا رب  
 نبی و در حکمت و الا فائدہ نوازش اللہ کی حضرت یعقوب نے سجدہ سے جانی اور تعبیر  
 خوابوں کی رسائی ذہن سے کیونکہ چھوٹی عمر میں ایسا خواب موزون دیکھا اور بسبب  
 ہضم نفس کے اپنا نام نہیں لیا صرف ابراہیم اسحاق کا نام لیا اور مراد تمام نعمتیں  
 ابراہیم پر ملت ہیں و بقولے نجات آتش نرود سے اور اسحاق پر نجات فوج سے و بقولے  
 ظہور یعقوب و اسباط صاب اسحاق علیہ السلام سے کہ ذی المعالم حضرت امام غزالی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> اپنی تعبیر  
 فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف نے یہ خواب دن کو دیکھا تھا اور اس وقت کیفیت یہ تھی کہ  
 حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف کا اپنے زانو پر رکھے تھے اور چہرہ مبارک  
 نظر کر کے فکر کرتے تھے کہ یہ چہرہ اچھا ہے یا آفتاب اور ماہتاب کہ دفعۃً حضرت  
 یوسف علیہ السلام بیدار ہوئے اور عرض کیا کہ میری صورت سے آفتاب ماہتاب  
 کو کیا نسبت ہے میں نے تو انکو اپنا سجدہ کرتے ہوئے کج دیکھا ہے اور جو بعض عوام  
 کہتے ہیں کہ دن کا خواب صحیح نہیں ہوتا محض غلط ہے حضرت امام فخر الاسلام فرماتے ہیں  
 کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے راہت احد عشر کو کہا و الشمس القمر  
 راہتیم لے ساجدین تو حضرت یعقوب علیہ السلام بہت روئے حضرت یوسف نے  
 کہا یہ بات خوشی کی ہے نہ رنج و ملال کی حضرت یعقوب نے فرمایا کہ جبے ایسا کلمہ  
 وہ محنت و مشقت میں پڑا ہے سو وہ راحت کس کام کی جبکہ بعد نعم ہوا صحاب  
 اشارات فرماتے ہیں کہ جبے انا اور لی اور عندی اور نحن کہا دام محنت و  
 مشقت میں پھنسا دیکھو ملائکہ نے نحن اسج کہا بلا میں پڑے ابلیس نے انا خیر منہ  
 کہا ملعون ابدی ہوا قارون نے عندی خزائن اللہ کہا سارا خزانہ جاتا رہا  
 فقیر ہو گیا فرعون نے لی کہا غرق کیا گیا تنبیہ اس آیت سے  
 واضح ہوا کہ صاحب اسرار کو اختیار سے اپنا ستر کھنا درست نہیں کیونکہ حضرت  
 یعقوب نے بھائیوں تک بھی پوشیدگی کا امر فرمایا چہ جائے اجنبی فائدہ  
 سعید ابن منصور و ابی یعلیٰ بوقت جابر ابن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک

نزلان بیخ اولہ  
 حضرت یوسف  
 انصافاً فرماتے ہیں کہ  
 اللہ انبیا جداول

یہودی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو گیارہ ستارے یوسف نے دیکھے انکا نام کیا ہے حضرت نے سکوت کیا ذفقہ حضرت جبریل نے تسلیم کی فرمایا جبریل طارق ذبائل قابض مفتح فریض ذوالکفتین و شرع فیلق ذناب محمودون کذا فی نظم ابوابہ و تواقب التنزیل اور اسی روایت میں ہے کہ آنتاب ماہتاب آسمان نازل ہوئے اور سجدہ کیا یہودی نے کہا کہ یہی نام انکے ہیں اور مسلمان ہوا تنبیہ حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو کوکب سے نسبت دی نجم سے نسبت نہ دی اسکا سبب یہ تھا کہ نجم اس ستارہ کو کہتے ہیں جسکو طلوع اور مہبوط ہو اور کوکب بالعکس ہے سو حضرت یوسف کے بھائیوں نے گو کہ جو رطلم حد سے زیادہ کیا لیکن عسلاۃ برادری سے باہر نہیں ہوئے بلکہ حضرت یوسف نے خود نسر مایا کہ جو رستم سے نسبت برادری منقطع نہیں ہوتی تنبیہ عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ دو چہر بن عجیب خالق لایزال نے پیدا کی ہیں ایک دانائی دوستی خورونی اول فرشتوں کو دی اور حضرت آدم کو سجدہ انکا بنایا اور دوسری ستاروں کو عنایت کی اور حضرت یوسف کو انکا کعبہ گردانا افضلہ جب یوسف نے خواب کہا اور یعقوب نے تعبیر کہی تو حضرت یوسف کی خالہ یعنی والدہ شمعون نے چھپکے تعبیر و خواب دونوں سننے جب رات کو صا جزاد سے حضرت یعقوب کے گھر آئے تو شمعون کی ماں نے یہ احوال کہا اور طمنوہ دیا یا اپنے لڑکوں کی عورتوں سے تذکرہ کیا انہوں نے اپنے شوہروں سے بیان کیا اور طمنہ دیکر بولیں کہ مشقت و محنت ساری تمہارے واسطے ہے اور راحت و نعمت یوسف کے واسطے اسی وقت سے بھائیوں کو مسد پیدا ہوا کہ دریا اہلاک ہوئے اور پہلے اس تدبیر میں پڑے کہ یوسف علیہ السلام سے خواب کا حال پوچھیں چنانچہ ایک دن اپنے ساتھ سیر کو لیچلے راہ میں کہا کہ تم تجکو سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور باپ بھی تجکو بہت چاہتا ہے سچ بتلاؤ تو نے کیا خواب دیکھا اب حضرت یوسف گھبرائے کہ اگر گستاہوں تو باپ کے خلاف ہوتا ہے اور جو نہیں گستاہوں تو جھوٹھا ہوتا ہوں اور جھوٹھ میسری شان صدیقیت سے بعید ہے جب حضرت یوسف نے زیادہ تامل کیا تو

بھائیوں نے کہا اے یوسف بحق آباؤ اعمام ابراہیم واسحاق و یعقوب علیہم السلام اپنے خواب سے ہمکو مطلع کرنا چارو کچھ دیکھا تھا بیان کیا تب تو بھائیوں کو حسد نے ایسا کر دیا کہ دشمن جانی ہو گئے اور بخواب و بقیہ ار رہنے لگے اور اس فکر و تردد میں پڑے کہ کسی طرح یوسف کو یعقوب سے جدا کرین یہ تو معاملہ واقع ہو چکا تھا کہ بعد ایک سال کے پھر حضرت یوسف نے یہ خواب دیکھا کہ میری انگلیوں سے آب زلال ٹپکتا ہے بعد اسکے وہی پانی ہوا ہو کر بھائیوں کے سر پر برسے لگا یہ بھی خواب حضرت یعقوب نے سنا اور دریافت فرمایا کہ یہ نشان قحط کا ہے کہ اس حالت میں حضرت یوسف دریا سے بیج شناختہ دست احسان سے بھائیوں کو سیراب کرینگے مگر تاویل اس خواب کی موقوف رکھی اور حضرت یوسف نے فرمایا کہ اسکو بھائیوں سے نہ بیان کرو مگر بھائیوں کو خبر ہو گئی کہ دریا پر ہلاکت و غربت ہو گئے اور حسد نے یہ زور پکڑا کہ کوئی بات اپنی دانست میں اٹھا نہیں رکھی قائدہ یہ صفت حسد کی ایسی ہے کہ اسکی مذمت اور قباحت میں آیت اور احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہیں چنانچہ سورہ بقرہ میں جو دو کشتیوں میں اہل الکتاب لویردو نکم من بعد ایمانکم کفار احسد امن عن الفسکم من بعد ما بین لیسم الحق یعنی دل چاہتا ہے بہت کتاب والوں کا کہ تمکو کسی طرح پھیر کر بعد ایمان کے کافر کر دین بسبب حسد کے اپنی اندر سے بعد اسکے کہ کھل چکا اپنے حق اور حدیث صحیح ہے احسد یا کل احسدا ت کما ناکل النار الحطب یعنی حسد کیونکہ کھالیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھالیتی ہے اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ نبی آدم خدا کی نعمتوں کے دشمن ہیں جب حضرت نے یہ فرمایا سحبا نے عرض کیا یا رسول اللہ کون ایسا شقی ہوگا جو نعمت خدا کا دشمن ہوگا فرمایا کہ وہ لوگ جو حاسد ہیں اور نعمت اور فضل ایزدی کو کمرہ جانتے ہیں اور اسشد قبیح اس خصات ذمیرہ کا یہ ہے کہ علیما اور صلحا میں زیادہ ہے اس باعث سے کہ یہ لوگ نسبت جلا کے قدر نعمت خوب جانتے ہیں پس ہر گاہ اپنے نفس میں وہ نعمت نہیں پاتے تو دوسرے کو دیکھ کر متاذی ہوتے ہیں اور حسد کرتے ہیں لہذا اہل تجربہ فرماتے ہیں کہ چھ فرستے بے حساب دوزخی ہونگے اگر ان ظلم سے اور عرب بے حساب اور حییت سے

دہا قین کبر و نخوت سے تاجر لوگ خیانت سے بچتا رہتا اور پہاڑی جہالت سے اور علما  
 حسد سے اور غصہ من اس کو بندہ کی یہ ہے کہ یہ خصالتیں ان فرقوں میں مقررہ اور  
 کثیر الوجود ہیں کوئی شخص انہیں سے بچتا رہتا ہے ان شاء اللہ پس حساب اور پرستش  
 احوال کی حاجت نہیں اور یہی حدیث میں وارد ہے کہ الحاسد مشرک و لہ وزر المؤمن  
 لانہ جحد عطا و سولہ لغنی حادث مشرک ہے اور اسکے واسطے مشرکوں کا شرہ ہے کہ وہ تک  
 اُسے انکار کیا بخشش خدا کو اور کبھی حدیث میں وارد ہے کہ حاسد عیش کرتا ہے عجب  
 اور تائب نہیں اسی طرح حدیث میں وارد ہے کہ حاسد دن کو بوسے جنت نصیب نہوگی  
 اور قیامت کو بخشے نہ جائینگے اور ہمیشہ خلاق کے نزدیک محتاج اور اللہ کے نزدیک  
 حقیر ہیں اور بعض کتب میں اس میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے  
 اپنے معراج روحانی میں سایہ عرش کے نیچے ایک شخص کو دیکھا کہ تجلی ربانی سے  
 نہایت قریب ہے تو جناب الہی میں عرض کیا کہ یا الہی یہ کون شخص ہے اور کس عمل سے  
 اس مرتبہ کو پہنچا ہے ارشاد ہوا کہ نام اسکا تجکو نہ بتلایا جائیگا لیکن تین چیزیں  
 اسکے اعمال سے مقبول درگاہ ہوئی ہیں کہ اسی سے باین مرتبہ پہنچا ہے اول یہ کہ کسی  
 نعمت پر کسی سے حسد نہیں کرتا تھا دوسری یہ کہ اپنے ماں باپ کی اطاعت کرتا تھا  
 تیسری یہ کہ خیال غریبی اور سخن چینی سے بچتا تھا اور عبد اللہ ابن عون کہتے ہیں  
 کہ ایک روز میں فضیل ابن عبد اللہ کی مجالس میں گیا اور یہ فضیل اُس عرصہ میں  
 واسطہ کا وہ دار تھا سو اُس نے بطور فصیحت کہا کہ خبر دار تکبیر نہ کرنا کہ اول  
 گناہ عالم میں یہی ہے اور ابلیس اسی سبب سے ملعون ابدی ہوا ہے ابلیس و استکبر  
 و کان من الکافرین اسی طرح حرص اور طمع سے پرہیز رکھنا کہ اسی نے حضرت  
 آدم کو ہمیشہ سے نکال کر تختِ سرا سے دنیا میں ڈالا ہے اور حسد سے بہت دور  
 رہنا کہ اسی ذمہ نے ابلیس ابن آدم کو قابیل کے ہاتھ سے مروا ڈالا ہے  
 عبد اللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ حسد کسی پر نہ چاہیے کیونکہ اگر وہ محسود ہشتی ہے  
 تو مال اور منال اور جاہ اور جلال اور اولاد اور احفاد مفتا بلکہ اس نعمت کے  
 محض بے حقیقت ہیں جب بہشت ہی عنایت ہوئی تو یہ بھی مرحمت ہوا ہے  
 حسد کیا ہے اور جو وہ شخص دوزخی ہے تو بھی حسد کرنا فضول ہے کیونکہ مال ان نعمتوں کا

دو رخ ہر اہل علم فرماتے ہیں کہ حسد کے چار مرتبہ ہیں اول یہ کہ زوال نعمت کسی سے جاے  
 گو وہ نعمت اسکو حاصل ہو پس بہ مرتبہ اعلیٰ ہر کہ مسلمان صالح کے حق میں ایسا حسد گناہ کبیرہ ہو  
 اور کافر کے حق میں مصلح دوسرا یہ کہ انتقال اس نعمت کا اپنی طرف چاہے مثلاً کسی کا باغ  
 مجھے ملجائے یا کسی کی عورت خوبصورت مجکو ملجائے یا کسی کی ریاست مجھے حاصل ہو تو  
 اس میں حصول نعمت مقصود بالذات ہے اور زوال اسکا دوسرے سے مقصود بالنتیجہ پس قسم  
 بھی مسلمان کے حق میں حرام ہے تیسرا زوال نعمت تو نہیں چاہتا الا جب اس نعمت کی  
 تحصیل سے عاجز ہے تو آرزو کرتا ہے کہ یہ نعمت دوسرے کے پاس بھی نہ رہے پس یہ بھی ممنوع ہے  
 چوتھا یہ کہ حصول اس نعمت کا اپنے واسطے چاہے لیکن زوال اسکا غیر سے خیال میں بھی  
 نہیں اسکو غبطہ کہتے ہیں سو یہ مرتبہ اگر موروثیہ میں ہو جیسے ایمان اور نماز اور زکوٰۃ اور  
 اتفاق فی سبیل اللہ اور تعلیم اور تعلم اور ارشاد اور ولایت تو محمود ہے بلکہ بعض اوقات جب بھی ہوجاتا ہے  
 وہی ذلک فلیت الناس التنافسون یعنی اسپر چاہیں رغبت کریں رغبت کرنے والے

اور صحیحین میں وارد ہے کہ لا حسد الا فی الثنین رجل آتاه اللہ مالاً فالتفقہ فی سبیل اللہ ورجل آتاه اللہ  
 علماً فوعیل وعلیم الناس یعنی دو شخصوں میں حسد نہیں ہے ایک وہ آدمی جسکو اللہ نے مال دیا  
 اور آسنے خدا کی راہ میں صرف کیا اور ایک وہ آدمی جسکو اللہ نے علم دیا اور آسنے اسپر عمل کیا  
 اور لوگوں کو سکھلایا اور اسی طرح عبد اللہ ابن مسعود سے مشکوٰۃ میں روایت ہے کہ لا حسد الا

فی الاثنین رجل آتاه اللہ مالاً فسلط علیہ علی بلکہ فی الحق ورجل آتاه اللہ حکمۃ فوعی فیہا وعلیہا  
 یعنی نہیں حسد ہے مگر دوسرے کے حق میں یعنی اگر ہو تا حسد بہتر تو دو آدمیوں میں ہوتا ایک وہ شخص  
 جسکو اللہ نے مال دیا اور مسلط کیا اسکو اسکے صرف پر کہ اطاعت الہی اور نہ مودہ خدا میں خراج  
 کرے اور نامرضیات میں صرف کرنے سے محترز ہے اور ایک وہ جسکو اللہ نے حکمت اور  
 علم دین اور شریعت دیا پس آسنے عمل کیا ہے درمیان آدمیوں کے اور سکھلایا ہے اور اکثر  
 روایات میں الا فی الثنین تبار تائید بھی وارد ہے یعنی حسد نہیں ہے مگر دو خصلتوں میں ایک  
 مال دوسرا علم اور یہ حدیث باب العلم مشکوٰۃ میں موجود ہے متفق علیہ اور عند التفتیش اسباب  
 حسد کے سات معلوم ہوتے ہیں اول عداوت اور بغض کیونکہ آدمی مجبول ہے اس امر پر کہ جب  
 اسکو کسی کی طرف سے ایذا پہنچتی ہے تو باطن اسکو دل میں دشمن رکھتا ہے اور دوسرے چاہتا ہے  
 کہ اس سے کسی طرح انتقام کرے پس جب قدرت نہیں پاتا تو یہ چاہتا ہے کہ گروش زمانہ

اُس سے انتقام لے اور اُسکا جان اور مال تلف ہو جائے چنانچہ اللہ صاحب حساب ان  
 کذابی کی شان میں فرماتے ہیں ان یسئکم حسنتہ تسودہم وان تصبکُم سئیۃ یغیرواہا یعنی اگر  
 پونچھے لوگوں کو بھلائی کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر پونچھے تجھ کو کچھ بُرائی تو اُس سے  
 مہمت خوش ہوں اور بھی حسد باعث تنازع اور سبب تقاتل پڑ جاتا ہے دوست اکبر اور  
 تغویز کہ اپنے ہم چشم کو منصب اعلیٰ اور مرتبہ اقصیٰ پر دیکھ نہیں سکتا اور یہ خواہش رکھتا ہے  
 کہ یہ مرتبہ اور یہ منصب اُس سے کسی طرح زائل ہو جائے تاکہ میں اور وہ برابر ہو جاؤں اور  
 اسی حسد سے کافر کہتے تھے لولا نزل ہذا القرآن علی جبل من القریۃین عظیم یعنی کیوں  
 نہ اُترایہ قرآن کسی بڑے مرد پر ان دو بستیوں کے لینے لگے اور طائف کے سرداروں پر  
 تیسرا یہ کہ یہ شخص دانا اپنے ہمچشموں سے خدمت لیتا رہا ہو اور یہ استخدام اور استتباع  
 بدون زوال نعمت کے اُزروں سے صورت پذیر نہیں ہو پس ناگزیر زوال نعمت چاہتا ہے  
 جس طرح کافر لوگ مسلمانوں سے لیتے تھے کہ ابوالاؤمن اللہ علیہم من بنینا آیا یہ وہ ہیں  
 کہ احسان کیا اللہ نے اُن پر ہم میں سے چوتھا تعجب اس بات کا کہ یہ شخص لائق اُس  
 نعمت کے نہ تھا اور اسکو مل گئی سو یہ تعجب باعث ہوتا ہے کہ اگر یہ نعمت اِس سے زائل  
 ہو جائے تو تعجب رفع ہووے جس طرح سے کافر پیروں کے حق میں رکھتے ہیں  
 و عجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم علی جبل منکم لیندکم کیا تمکو تعجب ہوا کہ آئی تمکو نصیحت بھلا  
 رب کی ایک مرد کے ہاتھ تمہارے پیچ میں سے کہ تمکو ڈراوے پانچو اُن بعض مفاد کے  
 فوت ہو جانے کے خوف سے کوئی شخص آرزو کرتا ہے کہ یہ نعمت اُس سے زائل ہو جائے  
 جس طرح ایک ضائع کو دوسرے سے یا ایک شوہر کی عورتوں کو اُس میں ہوتا ہے یا ایک  
 مسجد کے داعظون کو یا ایک شہر کے طبیبوں کو باہم ہوا کرتا ہے چھو اُن حسب ریاست  
 متقاضی ہوتا ہے کہ اُوں کی ریاست نہ رہے کیونکہ بے نظیر اور منفرد ہونا کمال میں ہر آدمی کا  
 خواہش جہلی ہے گو کہ یہ بات اصلاً حاصل نہیں ہوتی بلکہ تفرّد کمالات خاصہ فائز کبریا ہے  
 جل شانہ سا تو اُن حساست نفس اور بخل بچد کہ فیضان الہی اور نعمائے باری مشاہدہ  
 کر کے بالطبع ملول ہوتا ہے اور مصیبت اور بد حالی ملاحظہ کر کے خوشدل اور مسرور ہوتا ہے  
 حسد بہترین انواع میں جو العیاذ باللہ من کل اور جب یہ چند چیزیں اسباب سے مجتمع  
 ہوئیں تو حسد کو ترقی ہوئی جس طرح یہود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کی

نسبت کمی سبب ان اسباب سے توج ہوئے تھے کہ اسی جہت سے انکا حسد جو بہ نفس میں  
 راسخ ہو گیا تھا اور بعض انہیں سے حضرت یوسف کے بھائیوں میں مجتمع تھے کہ باعث  
 عداوت واقع ہوئے اور یہ حسد مرض عالمگیر ہر کم کوئی آدمی اس سے خالی ہو بلکہ حدیث  
 شریف میں وارد ہے وما منا احد الا وحسده یعنی ہمیں ہر ہم میں سے کوئی شخص ہر حسد کرتا ہے  
 اور علاج اس مرض روحانی کے دو نسخے ہیں ایک علم دوستی اور عمل لیکن علم دو قسم ہے ایک اجمالی  
 دوستی اور تفصیلی اجمالی یہ ہے کہ ہر ایک چیز قضا اور قدر پر چھوڑے اور اس عقیدہ کو  
 بخوبی مستحضر رکھے کہ ماشاء اللہ کان و ما لم یشاء لم یکن اور یہ سمجھے کہ مکر وہ جاننا کسی کا اور  
 خواہش کسی کی دفع تقدیر میں کارگر نہیں ہوتی اور تفصیلی یہ ہے کہ حسد کو ایمان کی آنکھ کا خاکہ  
 جانے کیونکہ حسد و جب کراہت حکم الہی اور نارضا مندی تقسیم باری کا ہے اور اپنے برادران  
 نوعی کی بدخواہی اسکا لازمہ ہے اور عذاب دائمی اور بیخ مستمرا و وسواس خاطر اور تکدر  
 و اسسکا خاصہ ہے اسکے محسوس کو کسی طرح کا ضرر دنیا یا دین کا پہنچتا ہوا سوا اسطے کہ دنیا میں سبب  
 کے نعمت نہیں اٹل ہوتی اور دین میں تو کسی طرح کا نقصان ہی نہیں آتا بلکہ عظیم ہوتا ہے اور محسود  
 مظلوم شمار کیا جاتا ہے اور حسد ظالم اور صریح میں آیا ہے کہ ظالم کی حیات پر مظلوم کو قدرت تصرفت آخرت میں  
 دینگے اور حکما واسطے تقسیم ضرر جانکے ایک مثال بیان کرتے ہیں حقیقت میں یہ بات انکی درست ہے  
 وہ یہ ہے کہ حاسد مثل اسکے دشمن پر پتھر پھینکے اور وہ پتھر دشمن کے نلکے بلکہ پھر کے اکی ایک پتھر سے  
 تپسیر بھی یہ سفیہ پتھر پھر مارے کہ دوسری آنکھ بھی پھوٹ جائے علی ہذا القیاس یہ احمق  
 مارتا جائے اور دشمن محفوظ رہے اسی مارنے والے کو ضرر پہنچے اور تماشائی اسکی حرکت  
 پوچھ دیکھ کر منہ بستے رہیں پس یہ سب وبال حسد کا تو دنیا میں ہے اور عذاب آخرت اس سے بھی  
 شد ہے لیکن عمل پس طریق اسکا یہ ہے کہ محسود کی نسبت ایسے فعل کرے کہ جملہ مقتضاسے  
 حسد کے مخالف ہوں مثلاً اگر حسد بدگونی کا باعث ہو تو مقام بدگونی میں مدح شروع کرے  
 اور اگر باعث کبر ہو اس مقام میں تواضع اختیار کرے اور فریبتی سے پیش آوے یہاں تک  
 کہ محسود رفتہ رفتہ محبوب ہو جائے اور از خود حسد زائل ہو کیونکہ محبت مادہ حسد کی قاطع ہے  
 اور اس مقام پر ایک بات اور جاننا چاہیے وہ یہ ہے کہ حاسد کے دل کو ایک فرسٹ محسود  
 ہوتی ہے اور یہ نفرت وہ چیز ہے کہ مقدر و شہری سے خارج ہے پس اس نفرت پر عقاب اور  
 عتاب بھی نہیں ہوتا لایکلف اللہ نفسا الا وسہا یعنی اللہ کلین نہیں دیتا ہر کسی شخص کو مگر

جو اُسکی گنجائش ہی اور تکلیف شرع اس نفرت سے متوجہ نہیں بلکہ حاسد مکلف ہی اسپر کہ  
 اس نفرت کو مکروہ سمجھتے اور در پر ازالہ ہوا اور اس کے ارتکاب سے تکلف باز رہے تا بتدریج  
 یہ تکلف طبعی ہو جائے پس برادران یوسف کو دوسری قسم کا حسد تھا یعنی انتقال محبت  
 حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنی طرف چاہتے تھے کہ اُسکا ثمرہ دنیا میں یہ ہوا کہ حضرت  
 یوسف علیہ السلام کے محتاج ہوئے اور انھیں کی شفاعت سے آخرت کے عذاب سے  
 محفوظ رہے اور ثواب ہوئے فائدہ اس قصہ میں اہل خرد کو عبرت آتی ہے کہ حضرت  
 یوسف علیہ السلام باوجود اُس محبت کے جو حضرت یعقوب کو اُنکے ساتھ تھی تھی  
 خلاف میں چاہتے ہیں کہ خدمت پدیری سے دور پڑ گئے اور خلاف اس قدر ہوا تھا  
 کہ خواب بجا کیوں سے کمد یا پس معلوم ہوا کہ جس کام کو باپ منع کرے اُسکے خلاف میں  
 ایسی بلا آتی ہے اور جس بات کو اللہ اور رسول منع فرماوے اُسکے کرنے میں اُنسے دور  
 پڑ جاتا ہے فائدہ کیا وجہ تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کو  
 بہ نسبت اور انکوں کے زیادہ چاہتے تھے بعضے کہتے ہیں کہ وقت موت کی راہیں  
 وصیت کی تھی کہ یوسف کو بہت پیار سے رکھیو ایسا نہ کہ اُسکے بھائی تکلیف دین اور  
 سال اُنکی مرگ کا یہ ہوا کہ بنیامین پیدا ہوئے اور درو نہ گیا تب وفات پائی اور  
 وجہ تشہید بنیامین کی یہی ہے کیونکہ یا مین سریانی میں دروزہ کو کہتے ہیں اور بعضے  
 کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام چھوٹے تھے اور دستور ہو کہ چھوٹے لڑکے کو آدمی  
 دوست رکھتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خوابوں سے حضرت  
 یعقوب علیہ السلام نے عظمت شان اُنکی بخوبی دریافت کی تھی اس باعث سے دوست  
 رکھتے تھے اور بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نہایت حسین  
 اور طبع انسانی مقتضی ہے اس امر پر کہ رویت حسین سے خوش ہو کیونکہ حسن صورت  
 نشان ہر عنایت حسن انما لقین کا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی حسین کو  
 دیکھتے خوش ہوتے تھے اور حدیث میں وارد ہے النظر الی حسان الوجہ عبادة اور کا  
 ادراک کے نزدیک محبت کے واسطے کچھ سبب درکار نہیں نہ حسن صورت کو اس میں دخل ہے  
 نہ وصیت کو اثر اور نہ صغر سنی پر کچھ نظر بلکہ یہ سبب مؤید محبت الہیہ ہیں اور بعضے کہتے ہیں  
 کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام مراقبہ میں بیٹھے ہوئے اس انتظار میں تھے

کہ دیکھوں آفتاب جمال محبوب حقیقی کس روز نہ سے تابان ہوتا ہے اور کون کب وصال  
مطلوب اصلی کس مطلع سے طلوع کرتا ہے ناگاہ حسن جمال حقیقی آئینہ کمال یوسفی سے  
طلوع ہوا کہ حضرت یعقوب شفیقہ و فریفتہ ہو گئے و ہذا اقرب الی الصواب انکے دن  
حضرت شیخ سہری سقطی قدس سرہ کو یہ خدشہ دل میں پیدا ہوا کہ درجہ انبیا کا اولیائے  
مقدم ہر اور جملہ اولیاء اللہ اس بات پر متفق ہیں کہ جسکو عشق خدا ہوتا ہے اسکا دل میں  
غیر کی گنجائش نہیں ہوتی پھر باوصف اس مرتبہ نبوت اور قرب منزلت کے حضرت  
یعقوب کس طرح فریفتہ حسن یوسف ہو گئے کہ اسکا شور پڑ گیا حضرت سہری سقطی فرماتے  
کہ اسی تردد میں سو گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام خواب میں نظر آئے میں نے  
اسے یہ اشکال اپنا نقل کیا حضرت یعقوب نے فرمایا کہ امی سہری یہ ایک سہری ہے اسکو  
کسی سے بیان نہ کر اور زبان ملامت بند کر اور دل کی آنکھ کھول کر مشاہدہ کر تو معلوم ہو کہ  
اس مقام میں گنجائش ملامت نہیں ہے میں نے آنکھ کھولی تو جمال یوسفی مجھ پر کشوف ہوا  
قسم ہر عزت اور جلال خداوندی کی جو اس ایک نظر میں حقائق غیبیہ مجھ پر کشوف ہو گئے  
اصلاً خلوات متعاقبہ اور طہ مقامات متعالیہ سے حاصل نہ ہوئے اور غایت بخود ہی سے  
میں نے نعرہ مارا اور بیہوش ہو گیا اور تیرہ شبانہ روز جیگر رہا بعد اسکے ہوش میں آیا  
تو ایک آواز آتی تھی کہ یہ سزا ہے اسکی جو عاشقان درگاہ کو ملامت کر کے پس اس بیان کے  
ظاہر ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام آثار تجلیات ربانی یوح پیشانی یوسف علیہ السلام  
میں مشاہدہ کرتے تھے گویا معانی پوشیدہ فتنبارک اللہ حسن الخالقین جس میں رائیں  
یوسف علیہ السلام میں مشروح تھے اور ابواب مغلقہ خلق اللہ آدم علی صورتہ جمال حضرت  
یوسف میں مفتوح ہوا بشکفت بوستان رازش \* گلہاے حقیقت از مجازش \*  
چشمہ زشکاف سنگ جو شید \* دریا شد و سنگ را بسو شید \* عاشق کہ ز مہر دوست  
کاہد \* مہر گوید و روئے دوست خواہد \* فالکہرہ حکما اور عقلا ماہیت عشق اور محبت میں  
متزلزل ہیں فلاطون کہتا ہے کہ عشق ایک مرض ہے شبیہ بالیخولیا کہ لوند اور بیکار کو سبب  
کثرت اخلاط اور اختلاط امار دونسا کے عارض ہو جاتا ہے اور جالینوس لکھتا ہے کہ عشق  
ماخوذ ہے عشقہ سے اور عشقہ ایک گھاس ہوتی ہے کہ جب درخت سے لپٹ جاتی ہے تو  
وہ درخت خشک ہو جاتا ہے سو یہ مرض وسواسی ہے کہ جسم مریض کو لانے کو دیتا ہے اور

ارسطاطالیس بھی اسی کے قریب قریب بیان کرتا ہے لیکن اتنا زیادہ کہتا ہے کہ عشق عبارت ہے استغراق سے خیال حسن و شمال میں اور یہی سبب ہے کہ عاشق ادراک عیوب معشوق سے اندھا ہو جاتا ہے اور فرزانگان اہل وجد اور دیوانگان وادی نجد فرماتے ہیں کہ عشق ایک کیفیت ہے وجدانی جس طرح درد کہ بجز اہل درد و دوسرے نہیں جانتا یا ایک حالت ہے نفسانی جس طرح غم اور سرور کہ دوسرا شخص اس کے ادراک سے قاصر ہے اور جو کچھ بیان میں آجاتا ہے وہ احکام اور عوارض عشق ہیں نہ ماہیت و حقیقت ہے عشق راہرگز نذاذہ میچسپد عشق را ہم عاشقان دانند و بس ہے اور عشق دو قسم ہے ایک حیوانی کہ اسکو جسمانی بھی کہتے ہیں منشاء اسکا افراط شہوت جماعیہ اور غلبہ اخلاط بدن ہے اور یہ قسم از قسم نر ایل ہے دوسرا انسانی کہ اسکو روحانی بھی کہتے ہیں منشاء اسکا تناسب روحانیات اور شرافت نفسانیات ہے سو یہ قسم از قسم فضائل ہے جلال و دوانی فرماتے ہیں کہ طبائع لطیفہ کو شمال جبلہ سے حکم الجنس میل الی الجنس ایک طرح کا میل ہوتا ہے پھر بقدر اعتدال مزاج الطف اور اشرف ہو میلان خاطر بھی زیادہ ہے سو حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف سے اسی طرح کی محبت تھی اور حضرت امام غزالی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق یہی اور نفسانی میں تفرقہ بہت مشکل ہے تھوڑی بات میں دو لون ایک ہو جاتے ہیں لیکن اہل تحقیق کہتے ہیں کہ عشق نفسانی میں حرکات اور کلمات پر زیادہ تر میلان ہوتا ہے اور اعضا پر بہت کم کیونکہ نفس کا میلان جانب روحانیات جسمانیات سے بہت ہے نہ دوسرے سبب یہ کہ عشق حیوانی گوشتات اور قرار نہیں بخلاف عشق نفسانی کہ یہ غسالہ روال سے محفوظ اور محفوظ ہے عشق کہ نہ عشق جاودانی ست ہے باز کچھ شہوت جوانی عشق ان باشند کہ کم نگر دو ہوتا باشد از ان قدم نگر دو ہے تمثیلیہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے کئی طرح سے جانا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام انکو بہت پیار کرتے ہیں ایک تو حضرت اسحاق علیہ السلام کے گربند سے اور حال اسکا بروایت صحیحہ یہ ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کا ایک بچہ حضرت یعقوب کی بہن کو جو ایک برس اُنسے بڑی تھیں میراث میں پہنچا تھا اور اُس کے بچہ بڑی تعظیم تھی اسلیے حضرت یعقوب کی بہن اسکو نہایت عزیز رکھتیں بلکہ اس سبب سے کنعانی انکی بھی توقیر اور تعظیم کیا کرتے اور جب کوئی بیار ہوتا اسی ٹکے کے چھوٹے اچھا ہوتا تھا جب راحیل نے وفات پائی تو حضرت یعقوب کی بہن نے کہا کہ اس بچے کو میں پرورش کروں گی



یوسف تکو اپنا غلام بناو بیگیا یہ بولے اور شیخ پھر ہم کیا کریں اسنے کہا اقتلو ایوسف اور اظہر  
 ارضائیل لکم وجہ اسکیم و تکونوا من بعدہ قومًا صالحین یعنی مارڈا لو یوسف کو یا پھینک دو  
 کسی ملک میں کہ اکیلا رہے تب تمپر توجہ ہو تمہارے باپ کی اور ہو رہو اسکے پیچھے نیک لوگ  
 غرض یہ کہ توبہ کر کے اچھے ہو جائیو بعضے کہتے ہیں کہ کہنے والا اس قول کا شمعون تھا اور بقولے  
 دان اور بقولے یروئیل <sup>یوسف</sup> <sup>یوسف</sup> یعنی قاتل یہ تھا اور سب بجائی راضی تھے لہذا سب بجائی امر قابل ہو  
 خدا نے سینغ جمع فرمایا انعرض یہ کلام سنکر بقول صاحب عالم ہودائے کہ سب میں فطین اور حبیب اڑاے اور  
 قوی تر تھا اور حضرت یوسف سے محبت رکھتا تھا کہا لاقتلو ایوسف والقوہ فی غیابۃ الحب بلقیظہ  
 بعض السیرۃ ان کنتم فاعلمین یعنی مت مارو یوسف کو اور پھینک دو گناہم کنوئین میں کہ اٹھا ایجا  
 اسکو کوئی مسافر اگر تم کرنے والے ہو و بقول قتادہ قاتل اس قول کا روئیل تھا کیونکہ وہ خالہ زاد  
 بجائی بھی تھا اور عمر میں سب سے بڑا اور عقلمند تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ ہودائے منع کیا اور کہا کہ قتل گناہ  
 عظیم ہے ڈالو اسکو کنوئین میں کہ ذافی العالم اور غیابت لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو نظر سے  
 پوشیدہ کر لے اور مراد غیابت جب سے فخر چاہے کہ جو چیز اس میں گرے نظر سے پوشیدہ ہو جا  
 اور فائدہ غیابت کا یہ ہے کہ اگر القوہ فی الحب فرماتے تو احتمال ہو سکتا تھا کہ ایسے موضع میں  
 مواضع چاہے ڈالین جس میں نظر سے غائب نہ ہو اور جب غیابت الحب فرمایا تو اس قید سے  
 معلوم ہوا کہ فخر چاہے تاریک میں ڈالین کہ نظر بھی نہ آوے اور لام الحب کا واسطے عہد کے ہے یعنی  
 وہ چاہے مہین جو آنکو معلوم تھا اہل عرفان فرماتے ہیں کہ یہ مثال ہو گناہگار کی بروز قیامت کہ سب  
 تقارے فرماوینگے کہ اے مالک خازن دوزخ یہ بندہ میرا گناہ کے سبب سے مستوجب عذاب  
 ہو گیا ہے سو اسکو دوزخ بنیاری اور مفارقت پروردگاری سے عقوبت نکر چاہے دوزخ میں ڈال دے  
 کہ کاروان انبیا و اولیا اور علماء و شہد اس چاہے ہو کہ گزیرین اور شفاعت کر کے نکالین کہ میں  
 گناہ بخشون اور نجات دون عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب یوسف کے بھائیوں نے  
 اپنے ذہن میں ٹھہرایا کہ ہمارے باپ یوسف کو بہت چاہتے ہیں تب یہ قصد کیا کہ یوسف کو  
 باپ سے مانگیں اور جنگل میں لیجا کے کسی کنوئین میں ڈال دین چنانچہ ایک روز رات کو جنگل سے  
 پھر کر آئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہنے لگے کہ یوسف کو کیا لڑکیوں کی طرح گھب میں  
 بٹھلائے رکھتے ہو ہمارے ساتھ جنگل میں بھیجا کرو کہ باہر نکلنے کی عادت ہو روایت ہے کہ ہفتہ میں کہنے  
 حضرت یعقوب علیہ السلام خلوت میں رہتے تھے اور اس حالت میں کوئی شخص آئے پاس نہیں

مگر یوسف علیہ السلام اُس روز یہ سب کب بڑے جنگل سے آگے بے محابا عین غلوت میں چلے گئے تب حضرت یعقوب نے پوچھا آج کیا ہو بولے کہ ہمارے دل میں یہ آتا ہے کہ آپ یوسف کو بھی ہمارے ساتھ جنگل میں بھیجا کرے کیونکہ یہ لڑکا ہر اور لڑکوں کا جی کھیل کود سے زیادہ خوش رہتا ہے اور آپ کو اسے نہیں جانے دیتے میں ہم تو اسے تمہارے برابر پیار کرتے ہیں اور جو یہ خیال ہو کہ جا بجا ہو جائیگا تو ہم اسے نگہبان رہینگے اور نصیحت کرتے رہینگے بڑے شرم کی بات ہے کہ کشر لوگ کہا کرتے ہیں کہ یعقوب نے یوسف اور بنیامین کو لڑکیوں کی طرح گھر میں بٹھلا رکھا ہے ماہرین نکلنے دیتے ہیں مگر اس تقریر دلفریب سے بھی حضرت یعقوب نے نہ مانا کہ شرمندہ ہوئے بعد اسکے پھر ایک دن جنگل میں بیٹھے ہوئے حضرت یوسف کے مار ڈالنے کی فکر کر رہے تھے اور تدبیر سوچتے تھے کہ اُس وقت مردودا بلیس آدمی کی صورت پر پھر ظاہر ہوا اور بولا کہ اے فرزند ان یعقوب تم کیون تفکر میں ہو اپنا حال تو کو اٹھو انھوں نے بیان کیا تب اُس ملعون نے کہا کہ جلد ہی موت لڑکے کا ایام بہار جب شروع ہوں اور جنگل سبزہ وریا صین سے شاداب ہو اور آدمیوں کی طبع سیر پر مائل ہو تب یوسف کے باب میں اپنے باپ سے کہو تو البتہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے اور نہیں تو نہیں عرض اس صلاح کو پسند کر کے ایام بہار تک توقف کیا جب وہ دن آئے تو کوئی روز آپس میں مشورت کر کے رات کو حضرت یعقوب کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اب فصل بہاری ہو اور سبزہ وریا صین جا بجا جنگل میں آگے ہیں اگر یوسف کو ہمارے ساتھ جانے دیجیے تو یہ بھی وہاں خوشی میں کھیلے کودے حضرت یعقوب نے فرمایا کہ میں یوسف کی جدائی میں سہر نہیں کر سکتا ناگزیر پھر آئے اور مجبور ہو کے حضرت یوسف علیہ السلام کو گانٹھا کے ساتھ یوم کحل دوسہ روزست غنیمت دارید کہ اگر نوبت تارا ج خزان خواہد بود یہ تو لڑکے کا واقف مجھے دم میں دم بازون کے آگے اور کھیل کی طرف نہایت مائل ہوئے اور بولے کہ کل ہم بھی تمہارے ساتھ چلینگے بھائیوں نے کہا باپ سے اجازت لے لو کیونکہ ہمارا کہنا نہ مانینگے بلکہ شمع کرینگے ان عرض یہاں تک آمادہ کیا کہ حضرت یوسف اجازت مانگنے حضرت یعقوب کے پاس گئے اور عرض کیا کہ زین تنگنائے خلوقم خاطر بھرا می کشد کہ زبوستان باد سہر خوش میدہ پیغام راہ اور کمال اصرار اجازت چاہی حضرت یعقوب علیہ السلام سخت متعجب ہوئے کہ اگر اجازت دیتا ہوں تو میرا مطلب فوت ہوتا ہے اور نہیں تو محبوب کی دل شکنی ہوتی ہے اس خیال ہی میں تھے کہ لڑکوں نے موقع پا کے عرض کیا کہ اے باپ ہمارے کیا ہے کہ تو اعتسار

نہیں کرتا بجا را یوسف پر ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں اسلئے معنا غدا میرے ولیعیب وانا لکھفظون  
 یعنی بھیج دے اسکو ہمارے ساتھ کل کہ میرے کھانے اور کھیلے اور ہم اس کے نگہبان رہیں گے ریح  
 یعنی نوافی در صحرا اور بولا جاتا ہر ریح فلان فی مالہ جب صرف کرے اسکو اپنی شہوات میں بطریق منعم  
 و متشط و لہو اس کلام میں کہی خطائین ہو میں اول تو امر کرنا باپ کو ایسی بات کا جس میں انکو رنج  
 ہوا دوسرے ہی لفظ معنا کہ دلیل نجات ہر تیسری ریب کہ پیغمبر زادوں سے بعید ہر چہ تھیں لفظ  
 انا کہ جباروں کا کلام ہی یا پھر جن حافظوں حالانکہ حافظ سب کا خدا ہر چشموں فردا پر اعتماد کرنا سنا تو  
 آخر کلام میں انشاء اللہ نہ کہنا ولا تقولن لستے الی فاعل ذاک غدا الا ان یشاء اللہ اور سب  
 خطائین حضرت یوسف کو معلوم ہو گئی تھیں لیکن الطمان پوری سے پوشیدہ رکھ کر فرمایا کہ  
 الی یا خیر تخی ان تاذہ ہوا بہ یعنی مجاہد نہم کپڑا جو اس سے کر لیا وہ اسکو کیونکہ اول تو مفارقت  
 یوسف مجھ پر شاق ہو کہ میں ہرگز صبر نہیں کر سکتا دوسرے اخاف ان یا کلا الذئب و اتم  
 عنہ غافلون یعنی ڈرتا ہوں کہ کھا جائے اسکو بھیر یا اور تم اس سے بچ رہو اس واسطے کہ  
 اس زمین میں بھیر بے بہت ہوتے ہیں مبادا کوئی بھیر یا اسکا ارادہ کرے اور تم تا شاد کھیتے  
 یا اسکی محافظت میں اتہام نہ کر سکو ازان ترسم کہ وغفلت نشینید و ز غفلت صورت  
 حاش نہ بینید و درین دیر نہ دشت محنت انگیز و کمن گر کے بروندان کندیز و یہ تو حضرت  
 یعقوب کو بہانہ کرنا تھا اسی وقت سے انکے دل میں کھٹکا ہو گیا بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ  
 اللہ نے حضرت یعقوب کو مطلع کر دیا تھا کہ یوسف محفوظ رہے گا مگر بہانہ کر دیا تاکہ یہ لوگ ہمارے کریں  
 اور یہ بہانہ زیادہ تر موجب حرص واقع ہوا کہ الانسان حریص علی ما یشغ غرض اس کلام کے  
 جواب میں اگر کون نے کہا لئن اکلہ الذئب و نحن عصیۃ انما اذا انخاسرون یعنی اگر کھا گیا اسکو  
 بھیر یا اور ہم یہ جماعت ہیں قوت زلو تو ہم نے نسبت کچھ گنوا یا خلاصہ یہ کہ اگر ایسا ہو تو ہم گنہگار  
 جب حضرت یعقوب نے بیٹوں کا مبالغہ دیکھا اور حضرت یوسف کا دل سیر اور تاشے سے  
 مائل پایا تب اپنے صد مددی کو گوارا کر کے راضی بقضا ہوئے اور یوسف علیہ السلام کو اپنے  
 ہاتھوں سے نہلایا اور بابون میں کنگھی کر کے کپڑے پہنائے یعنی ایک جامہ صدون سفید کا  
 جسم مبارک پر پہنایا اور عامہ و شیکا حضرت اسحاق سے وکر سے باندھا اور چادر حضرت شعیب کی  
 کندھوں پر ڈالی اور نعلین حضرت آدم صغی اللہ کی پاسے مبارک میں پہنایا اور ایک عصا جو  
 حضرت جبرئیل خاص حضرت آدم کے واسطے لائے تھے ہاتھ میں دیا اور حضرت ابراہیم

یوسف علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

علیہ السلام کے پیرا بہن لطیف ہستی کو تعویذ کر کے بازو سے لطیف پر باندھا اور فرمایا کہ ای یوسف میرے باپ نے ایک دن مجھے کہا تھا کہ تیرے ایک لڑکا بصورت آدم اور حکمت خلیل اور بکا بوج پیدا ہوگا اور اسکو اسمعیل کی سی غربت نصیب ہوگی اور تجھکو اسکی مفارقت میں بڑا رنج ہوگا لہذا یہ تعویذ باندھے دیتا ہوں کہ شاید مدت تک تجھکو نہ دیکھوں ای یوسف کسی حال میں خدا کو نہ بھولنا اور کسی بلا میں سوائے اسکے کسی سے پناہ نہ مانگنا اور ہمیشہ یہ پڑھنا حسبی اللہ و لعمریکین س طرح حضرت ابراہیم پڑھا کرتے تھے اور بذات خود شجرۃ الودع تک کہ دروازہ کنعان پر سخاوت لینے لگے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو گو دہین لیکر بہت روئے اور رخصت فرمایاے روزوں گزرنے پر دیر ہو رہا ہوں انشا ناگہ بیان رسیدہ ہوا ہے حضرت یوسف علیہ السلام بھی باپ کو روتے دیکھ کر رونے اور عرض کیا کہ سبب پس رونے کا کیا ہے فرمایا کہ ای یوسف تیرے جانے سے بہت ٹھگین و حزن ہوں معلوم نہیں کہ انجام اسکا کیا ہو یا سبب یہ کہے دیتا ہوں کہ تجھکو نہ بھولنا کیونکہ میں تجھکو نہ بھولوں گا لہذا انسانی فانی لانا اسکی حق فرما سونٹی نہ شرط دوستان ست اور دین ہنسنا حرام کیا ہے جب تک تجھکو نہ دیکھوں تو بھی نہ ہنسنا اور لڑکوں سے کہا مجھ سے دعا کرو کہ تمہارے فعل میں یوسف پر رحم کرے تاکہ اسکی طرح کی خشونت و درشتی نہ کریں گے اور جب کھانا پانی مانگے تو اسکو دیجو اور میرا حق جو تیرے پاس ہے اسکے ساتھ اسکا لحاظ رکھو اور اسکے رنج و راحت کو میری ہی رنج و راحت سمجھو اسواسطے کہ یوسف میری راحت کا سبب ہے چنانچہ سب لڑکوں نے عرض کیا جو آپ فرماتے ہیں اُس میں سے سو فرق نہ پڑیگا اور ایک نظر میں زاد راہ بھر کر لا دی کے سپرد کیا اور ایک منظرہ میں پانی بھر کر شمعوں کو دیا کہ یہ کھانا اور پانی یوسف کے واسطے ہے اور ہوا سے آدم کہ یوسف کو تیرے سپرد کرتا ہوں اسکی محافظت میں بہت کوشش کرنا اور بڑھانا ہوں روزوں کا چالیس قدم اور بھی چلتا تاکہ محبت قلبی سے یہ لوگ آگاہ ہو جائیں آتھمہ روئیل نے حضرت یوسف کو اپنے دوش پر اٹھالیا اور کہا آپ خاطر جمع رکھیے ہم اپنی جان سے زیادہ اسکو عزیز رکھیں گے جب یوسف نے حضرت یعقوب علیہ السلام اسی طرف دیکھتے رہے اُنار میں وارد ہوئے کہ حضرت احدیت جل جلالہ نے اسی وقت وحی بھیجی کہ ای یعقوب تو نے جاننا کہ تجھ میں ویوسف میں مفارقت پڑگئی یعقوب نے عرض کیا کہ خدا و نذا میں نے نہیں جانا ارشاد ہوا کہ تو بھیرے سے ڈرا اور مجھ سے نہ ڈرا اور بھائیوں کی غفلت پر نظر ڈالی اور محکوم بھول گیا اور میرے سوائے غیر کو محافظ سمجھا اور علامتہ ترمذی نے اپنی تصنیفات میں لکھا ہے کہ جن دن حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب سے اجازت مانگی

تو حضرت یعقوب نے کمر باندھی اور عامہ سجا اور عصا ہاتھ میں لیا اور یوسف علیہ السلام کا ہاتھ  
 پکڑ کے شجرۃ الوداع تک جہان سے مسافروں کو رخصت کرتے تھے تشریف لائے اور اندکے  
 توقف فرما کے حضرت یوسف کو گود میں لیا اور روٹیل سے متوجہ ہو کے سفارش فرمائی کہ میں اپنے کو  
 تیرے سپرد کرتا ہوں اسکو اچھی طرح رکھنا پیادہ پانہ لیجانا نہیں تو اسکے پیرون میں حرارت زمین سے  
 آبلے پڑ جائینگے اور آفتاب میں نہ جھلانا کہ رنگ بدن بدل جائیگا اور غصے سے نہ پکارنا کہ یہ لڑکا ہر  
 تھوڑی سی بات میں دل شکستہ و پرگندہ ہوگا سب رکھون نے کہا اگر آپ باپ ہیں تو ہم سب کے بھائی ہیں  
 حضرت نے بارہ تیرہ برس آرام سے رکھا کیا ہم ایک دن بھی نہ رگم سکینگے اور حضرت یوسف سے  
 فرمایا کہ ای جان پدر بھگو طاقت نہیں ہو ورنہ میں تیرے ساتھ چلتا اب تو میری وصیت سن لے  
 اول یہ کہ اللہ کو کسی وقت اور کسی حال میں نہ بھولنا اور جو کچھ بلا آوے تو سو اسے اللہ کے کسی  
 دامن سے دست امید نہ رکھنا اور التجا نہ کرنا دوسری یہ کہ پدر فراق رسیدہ کو فراموش نہ کرنا کہ  
 وہ بھی تجھ کو کسی وقت نہ بھولے گا بعد اسکے بہت روتے اور رخصت فرمایا اور بیہوش ہو گئے  
 فواد القصص میں لکھا ہے کہ فرزند ان یعقوب تھوڑی دور چل کر پلٹ آئے جب حضرت یعقوب کو پیش آیا  
 تو دیکھا کہ یوسف علیہ السلام کھڑے ہوئے روتے ہیں آہ سرد دل پر درد سے بھر کر بول پڑا احمہ  
 الفراق اور روتے مبارک حضرت یوسف کا کندھے پر رکھ کر اتنا روتے کہ پیراہن مبارک انے  
 آستین تا دامن تر ہو گیا بعد اسکے راضی بقضائے الہی ہو کر بھائیوں کے ساتھ روانہ فرمایا اور  
 سب راہ تاکتے رہے یہاں تک کہ یوسف علیہ السلام نظر سے غائب ہوئے تو روٹیل نے اپنے  
 کندھے سے اُتارا اور کہا اب اپنے پیرون چل ہم کہاں تک ناز برداری کریں نا چار حضرت یوسف  
 علیہ السلام اپنے پیرون چلے تو یہ لوگ آگے بڑھ گئے حضرت یوسف نے آواز دی کہ تھوڑا ٹھہرا جاؤ  
 کہ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں بولے ہم تو نہیں ٹھہرتے پھر تھوڑا چلے جب بہت تھکے اور  
 پیرون میں آبلے پڑنے لگے فرمایا کہ براے خدا ذرا ٹھہرا اب مجھے چلا نہیں جاتا سمیہ پیرون میں  
 آبلے پڑ گئے کہ میں اسپر بھی کسی نے جا ب ندیا اتنے میں ہواے گرم چلنے لگی اور حضرت یوسف  
 پیادہ سے ہوئے پھر پکارا کہ میں پیادہ ہوں مجھے تھوڑا پانی عنایت کرو و تیسری کوئی نہ بولا آخر  
 تھک کر بیٹھ گئے اور رونے لگے تو انہیں سے ایک شخص نے پلٹ کر ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ تک  
 تیری ناز برداری کرتے رہینگے تب حضرت یوسف سے فرمایا کہ ای بھائیو میں نے کیا قصور کیا ہے  
 جو تم مجھ پر ظلم کرتے ہو بولے کہ تو اپنا قصور نہیں جانتا ہی پھر حضرت یوسف علیہ السلام شہوٹ

پاس دوڑ کے آئے اور فرمایا کہ اے بھائی میں پیاس سے مرتا ہوں شمعون نے پانی بندیا بلکہ وہ گھرا  
 جسکو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پانی دودہ سے بھر دیا تھا زمین پر ڈال دیا اور کہا دور ہو  
 تو اپنے خواب والے ستاروں سے پانی مانگ اور ابھی تو پیاس سے روتا ہی تھوڑی دیر میں بہت ہی  
 روٹیکا کیونکہ ہم تیرے قتل کی فکر میں ہیں اس کلام سے حضرت یوسف کی بھونک پیاس جاتی رہی  
 اور دعا مانگی کہ یا عالم الغیب والشہادۃ وی اغیاث المستغیثین اغمنی بعد اُس کے فرمانے لگے کہ  
 اے روٹیل تو میرا قریب و بزرگ ہی میری خریدی اور پیر کنعان کی ضعیفی پر رحم کر اور مجھ کو پانی عتیا کر  
 روٹیل نے بھی ایک طمانچہ مارا اور کچھ رحم نکلیا پھر حضرت یوسف نے یہود سے متوجہ ہو کے کہا کہ اے  
 یہود تو عالم ہی اور بعد وفات پیر کنعان کے تو ہی جانشین ہو تو میری حفاظت میں سعی فرماؤ  
 میری ضعیفی و پیر کنعان کی محبت کا خیال کر ۵ یاری کیندہ کردار اور گذشتہ ایم ۶ رحمی کیندہ  
 کز غم اوزار ماندہ ایم ۷ تب یہود اور رحم آیا کہ اُس نے اپنے دامن حمایت میں چھپایا اور کہا  
 اے جان برادر جب تک میری جان باقی ہے تجھ کو مارنے نہ دوں گا اُس حالت میں حضرت یوسف  
 فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ اہل بلا و محنت سے ہوں اور میرے خاندان پر ہمیشہ غم رہا ہے مگر یہ  
 سمجھتا تھا کہ بیگانوں سے رنج پہونچے گا بھائیوں سے یہ گمان نہ تھا ۵ من از بیگانگان ہرگز  
 نہ سالم ۶ کہ باسن ہر چہ کرد آن آشنا کرد ۷ اور بھائی کہتے تھے کہ اب آفتاب و ماہتاب کہاں گئے  
 اور گیارہ ستارے کس طرف ہیں کہ تیری دستگیری نہیں کرتے اور حضرت یوسف نے تھے  
 اور صبر کرتے تھے آخر کار یہود کی حمایت دیکھ کر بولے کہ جو تیری صلاح ہو سوا اسکے ساتھ  
 کریں یہود انے کہا مصلحت یہ ہے کہ یوسف کو باپ کی خدمت میں جس طرح سے لائے ہو  
 پہونچاؤ اور میں ضامن ہوتا ہوں کہ جو کچھ بدی تھے اسکے ساتھ کی ہے ہرگز باپ سے نہ کیگا  
 تب بولے تو اس سے چاہتا ہے کہ اس بات سے میری سرخروئی باپ کے سامنے ہو  
 تیرا کہنا ہم نہیں مانتے تو چپکارہ نہیں تو ہم تجھے بھی مار ڈالینگے اور تو جانتا ہے کہ ہلو یہ وقت  
 بہت مشکل سے ہاتھ لگاؤ اگر اب بھی ہم یوسف کے ساتھ کچھ ظلم نہ کریں گے تو کب کریں گے  
 ناگزیر یہود اسکت ہوا لیکن یہ کہا کہ مارنا یوسف کا میری دانست میں کسی طرح تو نہیں  
 اگر یونہی منظور ہو تو کنوئین میں ڈال دو کہ آسپین آخر جا بیگا اسوا سٹے کہ بیگناہ کا  
 مارنا خصوص اپنے بھائی کا بڑا گناہ ہے اسپر کہنے لگے مضائقہ نہیں ہر تو اسکے پاس سے  
 الگ ہو جا یہود انے کہا جب تک تم مجھے عہد واثق نہ کرو گے ہرگز نہ ہٹو گا ناچار بیٹے

قسم کھالی کہ ہم جان سے نہ مارینگے تب یہود نے اٹھنے کا ارادہ کیا۔ حضرت یوسف نے کہا کہ  
تجربو بھی انہوں نے باتوں میں لگا لیا یہود نے کہا میں مجبور ہوں یہ لوگ میرے مارنے پر  
مستعد ہوتے ہیں اور اگر کنوئین میں ڈالینگے تو کیا عجب ہو کہ حافظ حقیقی تجکو سب بلاؤں سے  
محفوظ رکھے اور شاگرد کوئی مسافر ایجا سے تب حضرت یوسف علیہ السلام رونے لگے ابن عباس  
فرماتے ہیں کہ پہلے شمعون چھوری مارنے کو نکالی تو یوسف علیہ السلام یوسیل کے دہن میں  
جا کر چسپے روئیل نے اپنے پاس سے الگ کیا اور مارا اسی طرح سب بھائیوں نے ظلم کیا تب  
یوسف علیہ السلام منہ سے یہود نے کہا یہ وقت منہ سے کانہیں ہو فرمایا کہ اس وقت میرے  
اور اللہ کے بیچ میں ایک ستر ہے یہود نے پوچھا کیا ستر ہو ارشاد کیا کہ میں اپنے دل میں  
کتنا تھا کہ میرے بھائی پہلوان و زور آور ہیں کسی دشمن کو مجھ پر دست رس نہوگا سوائے  
مجبو اب دیا اور تجکو بچھیر مسلط فرمایا یہ بات سنکر یہود کو بہت رحم آیا اور اُس نے اپنے  
داسن میں چھپا لیا اور کہا تو خوف نہ کرتب اور بھائی کہنے لگے کہ اے یہود شاید تو اپنے  
عہد سے پھر گیا ہے یہود نے کہا جس عہد میں خدا کی رضا مندی نہو وہ عہد قابل شکست  
اگر تم ارادہ قتل رکھتے ہو تو پہلے مجکو قتل کر لو پھر یہ قرار پایا کہ کنوئین میں ڈالو غرض کہ شمعون نے  
حضرت یوسف کا ہاتھ بکڑی کے کھینچا اور کنارے کنوئین کے جو آرون میں تھا لیکئے اس حالت میں  
حضرت یوسف فرماتے تھے اگر مجکو میرا باپ نہ دیکھتا تو میرا گناہ سوا کر گناہ مجھ پر نہ ہوتا  
تو اس ضعیف بچارے پر رحم کرو لیکن کسی نے التفات بھی نہ کیا اور کوئین میں ڈکایا تو کرتے کا  
داسن ایک پتھر سے اوجھ گیا تب کُتا اُتار لیا اور ہاتھ پیرا بندھے حضرت یوسف نے کہا کہ اے  
بھائیو یہ کُتا مجکو عنایت کر و شاید اگر زندہ رہو گنا تو اسی پر نماز پڑھو گناہ میرا ہی کفن ہوگا  
اور تم جانتے ہو کہ غریب کو امیر لوگ کپڑا دیتے ہیں اور میں غریب ہوں اور اچھے لوگ مردے کو  
کفن دیتے ہیں اور میں مرنے والا ہوں تب بولے کہ اپنے خواب والے ستاروں سے کہہ کہ  
پیرا بہن جنت سے لاکر نیچا میں اور آفتاب ماہتاب سے کہہ کہ تاج جنت سے لاکر سر پر رہیں  
اس حالت میں حضرت یوسف فرماتے تھے کہ کجانی اور پیرا آخر کجانی بہ زحال میں جنین  
غافل چرائی بہ غرض کہ بھائیوں نے ایک رسی لکر سے بانڈھی اور کنوئین میں ڈالایا انہوں نے  
رکھ کر دیکھا جب آدمی دوڑ ڈول پہنچا تو چھوڑ دیا اس ارادہ سے کہ ہلاک ہو جب کنوئین میں پہنچے  
تو حکم الہی ہوا کہ اے جبرئیل اس رُکے کو آرام سے سنگ سفید پر بٹھا دے اور بعضے کہتے ہیں

کہ وہ تخت جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے آتش نمرودی میں بہشت سے لایا گیا تھا وہی تخت حضرت جبرئیل نے لاکر بچھایا اور اسی پر حضرت یوسف جلوہ فرمایا ہوئے اور پیرا میں فلیبل علیہ السلام جو بازو پر بطور تعویذ بندھا ہوا تھا کھول کر بچھایا اور موزیوں سے پکار کر کہا کہ خبر دار سفیر معصوم یہاں مہمان ہوا ہے کوئی گزند نہ پہنچائیو بعد اسکے رخصت ہوئے بعضے کہتے ہیں کہ یہ کنوان سام ابن نوح نے کھدوایا تھا اور راہ سے کنارے واقع تھا اور اسکا نام جب الاحب تھا یا جب لاحب اور بعضے کہتے ہیں شداد ابن عاونے کھدوایا تھا اور جبل اردن میں جانب غربی دریا چو طریہ ما بین مدین و مصر کنارہ راہ کے بفاصلہ نین فرسخ مقام یعقوب علیہ السلام سے واقع تھا اور بعضے کہتے ہیں چراگاہ میں دو فرسخ پر مقام یعقوب تھا اور بعضے کہتے ہیں قراولے میں بارہ فرسخ پر مکان واقع تھا وہ ابن نبی سے روایت ہے کہ یہ کنوان چار سو گز کا گہرا تھا اور بعضے ستر گز کا کہتے ہیں اور کعب احبار سے روایت ہے کہ سات سو گز گہرا تھا اور ایک نیزے کے برابر آسمین پانی تھا اور نیچے سے فراخ اوپر سے تنگ اور بروایت جمہور ستر گز کا گہرا تھا اور سبب تنگی منہ کے جو کوئی آسمین گرتا تھا نکل نہ سکتا تھا اقصیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کنوئین میں تنہا رہے اور یہ دعا ورد زبان تھی یا صریح مستصرین یا غیاث المستغیثین یا سفرج کرب المکار و بین قدری مکانی و تعرفت حالی و لایحیٰ علیک منی من امری کذا فی انیس العاشقین اور اخبار الدول میں ثعلبی سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ عالمقین فرمائی ہو اللہم یا منس کل غریب و یا صاحب کل وحید و یا ملجأ کل خائف و یا کاشف کل کربہ و یا عالم کل غمی و یا منستی کل شکوی و یا ناصر کل ملاء یا حی یا قیوم اساک ان تقدت ربک فی قلبی منی لایکون بے شغل غیرک وان تجعل لی من امری فرجا و فرجا و فرجا علی کل شیء قدریرہا ہوا بہ مناسبتہ المقام بالجملہ بھائیوں نے بعد اس حرکت شنیدہ کے گھر جانیکا ارادہ کیا تب یہود اسے کنوئین کے پاس سب سے پوشیدہ جا کے آواز دی کہ اے یوسف زندہ ہے یا مردہ حضرت یوسف نے فرمایا کہ تو کون ہے اسنے اپنا نام بتلایا حضرت نے ارشاد کیا کہ تو بھائیوں سے نہیں ڈرتا اور میرا حال پوچھتا ہے میں حال اپنا کیا کہوں جو آدمی مان باپ سے علیحدہ کر سنے تین برس نہ ہوتا ہے وہ نہ زندوں میں معدود ہے نہ مردوں میں خصوص وہ کہ جسپر بھائیوں نے ظلم کیا ہو یہود بہت رویا اور کہنے لگا کہ اے یوسف جو کچھ بھائیوں نے تیرے ساتھ کیا اس سے میں تو سخت بخیدہ ہوں اور شرمندگی سے اسکا عذر نہیں کر سکتا حضرت یوسف نے فرمایا تقدیر یونہی تھی تمہارا قصور نہیں ہے پھر ارشاد کیا کہ اب کون وقت ہے یہود نے کہا اب بکریاں گھر کو لیے جاتے ہیں فرمایا

کہ کئی وصیتیں میری یاد رکھ ایک یہ کہ ہمیشہ غریب و بیکسین تمہیں سبے مادر و پدر پر رحم کیا کرنا اور میرا حال یاد رکھے افسے عنایت و کرم سے پیش آنا دوسری یہ کہ میرے بھائی نبیائین اور دنیا بہن سے بھائیوں کی بد معاملگی کا حال نہ کہنا کہ شاید یہ خبر آنکے واسطے سے میرے باپ کو پہنچے تو وہ بھائیوں کے حق میں دعا سے بد فرما دینگے اور میں اسید و اسیر ہوں کہ اس بلا سے نجات پاؤں اور بھائیوں کے گناہ بخشوں اسپر ہودا اور بھی رو یا کہ اسکی آواز اور بھائیوں نے بھی سنی اور کنوین پر آئے اور متعہ ہو گئے کہ حضرت یوسف کو پتھر دن سے مار ڈالین ہودا نے کہا اگر یہ حرکت کرو گے تو میں سب حال باپ سے کہونگا ناچار ہو کے ایک پتھر بڑا کنوین کے منہ پر رکھ دیا اور ہودا کو اپنے ساتھ لیکے حضرت یوسف علیہ السلام اور بھی روئے کہ انکی آواز سے فرشتوں پر ایک حالت مصیبت پیدا ہوئی تو درگاہ لایابی میں ملتس ہوئے کہ یا الہی آواز چھوٹے لڑکے کی ہو اور اس سے پیغمبری کی بو آتی ہو ارشاد ہوا کہ یوسف ابن یعقوب اسرائیل کی آواز ہے کہ بھائیوں نے اُسے کنوین میں ڈالا ہے فرشتوں نے عرض کیا کہ یا رحیم اے میرے رحم فرما اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ یوسف کے لیے بہشت سے کھانا لے جاؤ اور اسی کے پاس رہو سو حضرت جبریل علیہ السلام کئی قسم کا کھانا بہشت سے لائے اور نہایت پاسداری سے کھلایا اور بشارت دی التبتنتم بامر ہم ہذا و ہم لایسعون یعنی تو بتاؤ گی انکو انکا یہ کام اور وہ نہ جانینگے تنبیہ اللہ جل شانہ نے صرف اسی قدر فرمایا کہ فلما ذہبوا و جمعوا ان یحلبوا فی غیابت اجبت یعنی پھر جب لیکر چلے آسکو اور متفق ہوئے کہ ڈالین آسکو گناہ کنوین میں اور باقی حال بیان نہیں کیا کیونکہ اور حال لائق بیان نہ تھا انہوں نے شہوان وغیرہ سے کنوین سے پلٹ کر ایک بکری بیچ کی اور اس کے خون سے پرانہ بہشت علیہ السلام کا آئودہ کیا اور رات کے وقت روئے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے لکما قال سبحانہ تعالیٰ و جاؤا ابائہم عشاء سیکون قالوا یا ابانا ذہبنا سبق و ترکنا یوسف عندنا فلما فاکا انہ شب و انت بومن لتاؤ کنا صاوتین و جاؤا علی تمیصہ بدم کذب قال بل سولتکم انکم امرنا سبیر جبریل و اللہ المستعان علی ما تصفون یعنی اے اپنے باپ کے پاس ہوتے ہوئے رات کو اور کہا ابو باپ ہم سب جنگل میں دوڑنے لگے کہ دیکھیں آگے کون نکلتا ہے یا تیر بھی چلتے کہ دیکھیں کس کا تیر آگے جاتا ہے اور یوسف کو اپنے سباب کے پاس چھوڑ گئے تھے سو آسکو کھا گیا پھر سیکون نکلا کہ سیکوین میں ہو گا کہ ہم سبچے ہوں اور لاکے آسکے کرتے پر ہو لگا جو ٹھہرا لاکوئی نہیں

بلکہ بناوی ہر تمھارے جیون نے ایک بات اب مبرہی پڑنا آئے اور اندر ہی سے مدد ملتا ہے  
 اس بات پر جو بتاتے ہو روایت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو کون کا شور و غل سن کر کلے  
 اور پوچھا کیا ہوا تمھاری بکریوں میں جو چلا تے ہو بسے کچھ نہیں فرمایا کیا آفت ناگمانی ٹوٹ چکی  
 اور میرا یوسف کمان ہے چونکہ وقت رات کا تھا اور صورت اندھیرے میں نظر نہ آتی تھی عذرا  
 و سوخ میں جرات ہوئی اور بیان کر گئے جو کچھ فریب بنا لائے تھے علماء کو استباق میں اختلاف ہر  
 تجھے کہتے ہیں مراد تیرا پانا ہے بطور امتحان کہ تیرا کسکا آگے جاتا ہے اور بعض کے نزدیک مراد گھوڑا  
 دوڑانا ہے کہ دھین آگے کسکا گھوڑا جاتا ہے مگر متاخر یعنی اللہ کے نزدیک اس جگہ مراد پانا دوڑنا ہے  
 اور استباق کا اطلاق اپنے دوڑنے پر چھتیت ہے اور گھوڑے دوڑانے اور تیر چلانے پر مجازاً اگر کہا جا  
 کہ دوڑنا جو انون کو زیبا نہیں ایسی حرکات کو کون سے البتہ معادرتی ہیں پھر مقام عذریں فرزند  
 حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ کلام طسح کیا تو جواب یہ ہے کہ یہ لوگ بکریاں چرایا کرتے تھے اس  
 دوڑنے کی عادت کرتے تھے کہ سب ادا بھڑیا بکری کو لیا ہے تو اسکو دوز کر چھین لین اسی سبب سے  
 حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس کلام میں اعتراض نہیں کیا کیونکہ ان لوگوں کو ایسے امور کی  
 ضرورت داعی تھی اور جو کوئی یہ شبہ کرے کہ فرزند ان حضرت یعقوب علیہ السلام نے کس طرح کہا  
 کہ تم سچا نہ جانو گے سچے کو تو رفع اسکالیون ہو سکتا ہے کہ معنی آتے قول کے یہ ہیں کہ تم سچا نہ جانو گے  
 ہکو اسوا سے کہ ہمارے صدق پر کوئی دلیل نہیں ہے اگرچہ ہم اللہ کے نزدیک سچے ہوں اور جو جھوٹو  
 صریح کھلا ہوا تھا کہ تر خون سے ترک کیا کسی جگہ سے چاک نہیں کیا اسی باعث سے حضرت یعقوب  
 علیہ السلام نے انکا جھوٹہ دریافت کر لیا کیونکہ دلیل ظاہر یہ تھی کہ اگر بھڑیا حضرت یوسف کو لیا تا  
 تو کرتے کیونکہ مسلم چھوڑ جاتا اور بعض کہتے ہیں کہ پیرا ہن رات کے وقت نہیں دکھلایا بلکہ صبح میں  
 اور حال یہ ہوا کہ جس وقت بیٹوں نے خبر موحش کا ذکر کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام بیہوش ہو گئے  
 اور تمام رات اسی حالت میں رہے اور فرزند ان یعقوب علیہ السلام بھی رات بھر روتے رہے کہ  
 پہنے ناصح باپ کو ستایا اور زندہ درگور کر دیا الغرض جب رات کٹ گئی تو صبح کو حضرت یعقوب علیہ السلام  
 کو کون سے پوچھا کہ میں کس واسطے بد حال و مدہوش ہوں بولے انجنا ب تفریق میں ہیں اور مق  
 عزت و منزل کرامت میں جلوہ فرما ہیں فرمایا یوسف کہاں ہے بولے یوسف غائب ہے کہا پھر حاضر کون ہے  
 جو یوسف نہیں ہے اسوقت رسول نے بتفصیل تمام حال بیان کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بتیاب  
 ہو گئے اور برادران یوسف نے پیرا ہن خون آلودہ گذرانا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اسے

یوسف علیہ السلام  
 یوسف علیہ السلام  
 یوسف علیہ السلام  
 یوسف علیہ السلام

سوزگھا اور کہا کہ یہ خون ہرگز یوسف کا نہیں ہے سچ بتلاؤ تم نے کیا معاملہ اُسکے ساتھ کیا ہوئے  
اُسکو بھڑیے نے کھایا ہے ہم چھوٹے نہیں کہتے فرمایا کیا بھڑیا تم سے بھی زیادہ مہربان تھا کہ یوسف کو  
کھا گیا اور پھر اہن کو مسلم چھوڑ گیا یہ کلام تمہارا بالکل جھوٹا اور سراسر خلاف عقل ہے میرا گمان  
تمہارے ساتھ ایسا نہ تھا جو تم نے کیا اسی وقت حضرت جبرئیل نے جناب الہی میں تمہارا کیا  
کہ میں حقیقت حال یعقوب سے کہدوں ارشاد ہوا کہ ابھی اسکا وقت نہیں آیا ہے فائدہ  
کلام پیغمبر کا کبھی چھوٹے نہیں ہوتا دیکھو حضرت یعقوب کی زبان سے نکلا تھا لیکن تمہارا نہ ہونا  
اللہ تعالیٰ نے ایسا سچ دیا کہ روتے روتے اندھے ہو گئے اور بھی اکلہ الذئب فرمایا تھا  
سو بھی مہتمم کیا گیا اور گرفتار آبا اس بیان سے فائدہ یہ ہوا کہ آدمی کو بد بات زبان سے نکالنا  
نہ چاہیے کہ بیشتر بلا زبان سے ہوتی ہے ایسے مقام پر خدا سے ڈرنا چاہیے سو بوقتنا سے  
بشریت بھڑیے سے ڈرے اور حقیقت یہ بلا تنبیہ ہوئی تاکہ پھر سوا سے خدا کے کسی سے نہ ڈریں  
فائدہ حضرت یعقوب کے بیٹوں کی ہمیشہ یہ عادت تھی کہ قبل غروب آفتاب کے جنگل سے  
چلے آتے تھے اس واردات کے بعد خلافت عادت رات کو آئے اُسکا فائدہ یہ تھا کہ اگر دن کو  
آئے تو عذر کرنے میں حیا دا سنگیر ہوتی اور رات کو اعتذار میں دلیری ہوتی ہے اسی واسطے  
کہتے ہیں کہ جب کسی سے حاجت ہو دن کو طلب کرے کہ جب دونوں کی آنکھیں مقابل ہوں گی  
تو سؤل عنہ کو شرم آئیگی یا سؤل خود ترک سوال کریگا یا سؤل عنہ اُسکی حاجت روا کر دیا  
اور جب اعتذار کسی امر کا منظور ہو تو رات کو عذر کرے کہ بے تکلف جملہ مراتب عذر خواہی کے  
بجلا سکتا ہے ولہذا حضرت کے بیٹے رات کو آئے اور روتے ہوئے آئے کہ ارشاد ہوتا ہے  
و جاءوا اباهم عشاء یسکون یعنی اپنے باپ کے پاس رات کو روتے ہوئے آئے اور یہ رونا  
دلیل ہو گیا دروغ اور کذب پر اور صاف نفاق اس سے کھل گیا بزرگوں نے فرمایا ہے کہ رونا  
لوگوں کا تخصیص جب مہتمم بگذب ہوں نشان خیر نہیں ہے حضرت مجاہد شعبی سے نقل  
فرماتے ہیں کہ ایک عورت قاضی کے پاس روتی ہوئی آئی قاضی نے کہا یوسف کے بھائیوں کا  
ردمانہا نہیں سنا حال آنکہ بھائی پر ظلم کر چکے تھے اور کنوئین میں ڈال آئے تھے اور روتے ہوئے  
عذر کرتے تھے اسی سے کذب انکا ظاہر ہو گیا اور بعض کہتے ہیں رونا انکا حقیقت تھا نہ مجاز  
کئی طرح سے اول ضعیفی اور پیری حضرت یعقوب علیہ السلام کی دیکھی اور اندوہ و حزن  
انکا درجہ اعلیٰ میں مشاہدہ کیا اس سے روتے روتے بگینا ہی یوسف کی یاد کر کے روتے

تیسرے اپنے فعل پر پشیمان ہوئے اور اصلاح کار بن گئے تھے اس سبب سے معلوم و محسنوں  
 روتے تھے ارباب اشارات کو اس آیت میں انواع لطائف میں اور چار کلمے سے چار فائدے  
 آنکھوں ہاتھ آئے ہیں اول اللہ نے فرمایا جاؤ یعنی از خود آگے بلا کہ کوئی نہیں لانا اور جو گنہگار  
 آپ سے آدھے آسکو امید بغفرت ہو اور جو پیکر آدھے آسکو ہم عقوبت ہو مثلاً اگر گنہگار وقت  
 فراغت و عافیت کے توبہ کرے تو گویا خود آیا اور جب بلا دیکھ کر توبہ کی تو گویا گرفتار ہو کر آیا اول میں  
 امید عفو و مغفرت ہو دوسرے میں ہم فزاد عقوبت مثلاً بندہ ایام حیات و رحمت میں اپنے مالک کی  
 طرف متوجہ ہو گیا خود آیا اور جب مٹکل ملک الموت اُسکے سر ہانے آگیا اور اب متوجہ بحق ہوا تو بھی  
 حکم ہوتا ہی آیت الان وقد عصیت من قبل لفلن ہو کہ ایک شخص زمانہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ میں  
 بڑا گنہگار تھا سو وہ بیمار شدید ہوا تو اُس نے دعا مانگی کہ یا الہی مجھ کو صحت عطا کر تو میں سن اور فرجور  
 چھوڑ دو ن شافی مطلق نے شفا عنایت فرمائی پھر اُس نے توبہ توڑی پھر توبہ تیار پڑا پھر اُس نے  
 وہی حاجت ظاہری کر کے باقرار توبہ شفا چاہی صحت ہوئی اُس نے پھر اپنا فعل بد نہ چھوڑا تیسری بار  
 بیمار پڑا تب اُسکے بھائی نے حضرت حسن بصری سے عرض کیا کہ میرے بھائی نے کئی مرتبہ مفدا  
 توبہ ظاہر کر کے شفا پائی اب ایسا بیمار ہو کہ امید نیست نہیں اگر آپ اُسکے پاس تشریف لے جائیں تو  
 شاید آپ کی برکت سے توبہ کرے حضرت حسن بصری نے قبول فرمایا اور تشریف لے گئے جب وہ پورے ہوئے  
 تو اُسکی ماں نے استقبال کر کے عرض کیا کہ آپ اس ناسق کے پاس کمان تشریف لائے یہ تو  
 بڑا ناپاک ہو امام نے فرمایا اور ضعیفہ رحمت خدا کی بیشمار ہو اُسکی درگاہ سے نانا امید نہو آخر اس  
 بیمار کے سر ہانے گئے تو اُس نے آنکھ لکڑ لکڑ دیکھ اور حسرت سے بوسنے لگا امام نے فرمایا توبہ کا  
 دروازہ بند نہیں ہے توبہ اب بھی توبہ کر جو ان نے کہا کہ میں درگاہ خدا سے بے عتاب و بون بار ہا  
 میں نے توبہ کی اور پھر ٹوٹ گئی اب میں توبہ نہیں کر سکتا ہوں کہ یہ کہ آپ شفا عطا کریں امام  
 دو رکعت نماز ادا فرمائی اور توجہ بحق ہو سے ہاتھ غیب نے آواز دی کہ میں نے اس جوان کو  
 بارہا جانچا اور بیوفائے محض پایا اسی وقت امام اُسکے پاس سے چلے آئے وہ چہارہ کمال  
 حسرت سے اپنی ماں کی طرف متوجہ ہو کے بولا ای مان اگر جو ظاہر میرا معصیت سے آوہ نہ  
 لیکن باطن خبیث شرک اور لوٹ کفر سے ہزار ہا اور اپنے ایمان میں کامل ہوں سو میں یہ سبت  
 کرتا ہوں کہ توبہ کرے واسطے بخشش کی دعا کرے جب مروں سو بعد وفات اُسکی ماں نے  
 وصیت اُسکی جاری کی دفعۃ آواز آئی کہ اگر چہ بیٹیا تیرا سخت بدکار تھا مگر میں نے تیرے واسطے

بخش ویا اور تذکرۃ الاصفیاء میں ہمیں سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رات گوگوشستان  
جاتا تھا ایک جنازہ دیکھا کہ تین مرد ایک عورت ضعیفہ کندھوں پر رکھے ہوئے لیے جاتے ہیں میں بھی  
چند قدم ساتھ چلا حال میں جنازہ نے کہا حسبہ تیرا اس جنازے پر نماز پڑھ دے میں نے نماز ادا کی  
اور دفن کیا اس ضعیفہ نے ہاتھ جوڑ کر کہا تم یہاں سے جاؤ میں توقف کرونگی سو میں ایک قبر کی  
از میں گیا رہا اور دیکھا کہ وہ ضعیفہ برسہ گور گریبان ہوئی اور مینا جات کتنے لگی کہ یا الہی یہ لڑکا میرا  
گندکار تھا لیکن تیرے کرم کا اسید وار تھا تو اسکو بخش دے بعد اسکے عین گریہ میں تبسم ہوئی اور  
چل کھڑی ہوئی میں اسکے پیچھے چلا اور استدعا ہو کہ حقیقت حال سے مجھے مطلع کرائے کہ اسکا اور امام المسلمین  
یہ میرا بیٹا ہے اگر گندکار تھا جب بیمار ہوا تو اسے کہا او ما در مہربان کسی وصیتیں میں اسکو بجالا ایک تلاوت  
فسن و فجور لاکر میرے روبرو توڑو ال دوسرے جب مردن تو میرا سہرا تھا کتنے کے بل خاک پر ڈال  
کہ روئے گرداؤ و حضرت حق میں حاضر ہوں تیرے میرے منہ پر طاپنے مارنا اور کہنا کہ جزا ایسے گندکار کی  
پہنچتے اندھیری رات میں میرا جنازہ گور پر لیجانا کہ کوئی شخص نہ دیکھے اور میرے گناہ پر گواہی نہ دے  
پانچویں جنازہ میرا تو لیجانا کہ شاید اس سبب سے بخشا جاؤں چھٹیں جب تک مجکو معلوم نہو کہ اللہ تعالیٰ  
نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا میرے قبر سے جنبش نہ کرنا جب کہ وصیتیں کر چکا تو اسنے وفات پائی میں نے حسب  
وصیت اسکے اپنے آدم اسکے منہ پر رکھے اور غیب سے آئی ارضی قدمک من وجہ المیمون یعنی اپنے قدم  
میرے دوست کے منہ پر نہ اتھا اسے جب اسکو دفن کر چکی تو میں نے خدا سے بخشش چاہی اور اسنے  
کہ قبر لحد سے کٹنا ہے کہ یا انا نقدر علی ان نقتل علی الامر وغفر لی یہ تھی ایک صورت از خود آنے کی نکلتی ہے  
اور یہی سبب ہے کہ حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں سے مدد نہ کیا اور اسنے بھی انکو بعد تو بہ بخشا اور  
ابا ہم اس سے یہ اشارہ نکلا کہ ہر چند حضرت یعقوب کے بیٹوں نے قصور کیا لیکن نسبت فرزند کی قائم تھی  
وہ انکے باپ تھے یہ ایک بیٹے ہی طرح بندہ گندکار کا حال ہے کہ ہر چند گناہ و جور کرے لیکن بندہ ہے اور  
خداوند کریم اسکا خدا ہے نسبت خدائی اور بندگی کی منقطع نہیں ہوتی ہر نقل ہے کہ ایک شخص عجمی حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں بندہ عاجز جاہل محض ہوں ایک کلمہ ایسا  
تعلیم فرمائیے کہ سب دعاؤں سے مجکو مستغنی کر دے حضرت نے فرمایا ہمیشہ کہا کہ اللہم انت ربی وانا  
عبدک سو عجمی شب و روز برعکس کہا کرتا کہ اللہم انت عبدی وانا ربک اور جب یہ کلمہ زبان پر لاتا تو ایک  
دولہ ملکوت میں پڑ جاتا اور فرشتے بخون سطوت جباری لڑان ہوتے تھے ایک دن حضرت جبرئیل نے  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ عجمی اس کلمہ کو اس طرح کہتا ہے کہ اہل شرع اگر اسنے تو اسکی تکفیر کرے

حضرت نے عجمی کو طالب کر کے استفسار کیا کہ کیا اس نے رسول اللہ جو کلمہ آپ نے فرمایا ہے اس سے میں بہت خوش رہتا ہوں اور ہمیشہ یوں پڑھا کرتا ہوں کہ اللہم انت عبدی وانا ربک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے بڑی غلطی کی میں نے یوں بتلایا تھا کہ اللہم انت ربی وانا عبدک وہ بیچارہ رونے لگا اور بولا کہ یا رسول اللہ نہادہ تہ انتی مدت تک کلمہ کفر کنتارہا ہوں اب اسکا علاج کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تامل فرمایا حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ اللہ صاحب فہماتے ہیں کہ بندوں سے غلطی ہو جاتی ہے مگر خدا غلطی جان نہیں ہے میں تو مالکِ رضا و نیکوئی بنا۔ کہے اور مجھ کو دل پر نظر ہے نہ ظاہر پر اگر ظاہر میں سوؤ و غلطی سے ہو جاؤ اور دل کا حقیقت پرست ہو تو میں اس خطا کو صواب سے بدل دیتا ہوں تیسرا کلمہ عشاء اہی اسیمن یہ اشارہ ہے کہ فرزند ناسعدت مند برخلاف فرمان پر تمام دن لمبو بین مشغول رہتا ہے اور اوامر و نواہی والد پر التفات نہیں کرتا اور جب آفتاب غروب ہوا اور تاریکی شب ظاہر ہوئی تو لعب و بازی سے ملول ہو کر اپنے باپ کے گھر آتا ہے اور باپ ہر چند کہ اسکی نافرمانی سے ناراض ہو مگر گھر کا دروازہ مسدود نہیں کرتا اور شفقت اور احسان سے ہاتھ نہیں اٹھاتا ہی حال کے عاصیان تباہ روزگار اور گنہگار ان زیانکار کا کہ تمام عمر اپنے عصیان و نسیان و مخالفت فرمان الہی میں گزارتے ہیں اور جب آفتاب حیات مغرب مہلت میں آتا ہے اور عالم تن و جہان ظلمت فوت میں گرفتار ہو جاتا ہے تب اپنے گناہوں سے شرمندہ ہو کر درگاہ کریم کار سا زمین حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ خداوند اہم گنہگار شرمسار تیری درگاہ میں آئے ہیں تیرے دروازے کے سوا سے کوئی مقام نہیں کہاں جائیں اور فرشتے کہتے ہیں کہ یہ گنہگار نافرمان بردار کس مقام اور کس وسیلہ سے یہاں آئے ہیں مگر خداوند سبحانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم اس مقام میں دخل نہ کرو یہ بھی میرے بندے ہیں اور میں اسکا خدا ہوں اگر یہ میری درگاہ میں نہ آویں تو کہاں جائیں اور چونکہ شرمندہ آئے ہیں اسلئے اب اس عبادت قبول نہیں کھوتا ہوں ورنہ عنایت چھترتا ہوں کہ ناسیدنوں میں حضرت یوسف کے بیٹے شرمندہ ہو کر آگئے اور حضرت یعقوب نے اپنی فرزند سے نہیں کہا لاچونکہ کلمہ سیکون ہے اسیمن یہ اشارہ ہے کہ رونا اگر چشم میں ہر وہ جو پر از فائدہ نہیں آدے یہ ہے کہ آشنا اور بیگانہ اسپر رحم کرنا یہ نقل ہے کہ حضرت یحییٰ ابن کریم علیہما السلام نے اہلسنی اللغۃ کو رونے سے روک دیا آپ کو رحم آیا پوچھا اے بیگانہ کیوں روتا ہے اسنے کہا کئی ہزار مرتبہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا کے دروازے پر جاکر جاپا کہ دروازہ کھلے اور مجھ کو اجازت داخل ہونے کی ملے کچھ جواب نہ ملا آخر یہی آواز آئی کہ اس باگاہ میں با رہنیں ہے اس باعث سے روتا ہوں حضرت یحییٰ کو بہت برا لگا تو مناجات میں مشغول ہوئے کہ یا الہی یہ بیگانہ بنانا ہزاری روتا ہے اگر اسکی توبہ قبول ہو تو ہتھیر ہوا ارشاد ہوا کہ اے یحییٰ ابلیس جھوٹا ہے اگر مجھ کو

امتحان منظور ہو تو اس سے حکم کر کہ قبر آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے  
 ابلیس سے فرمایا اے شیطان کہ جب آدم زندہ تھا تب میں نے سجدہ کیا اب کہ مردہ ہوا کیونکر اسکو سجدہ کرو  
 اسوقت ارشاد الہی ہوا کہ اب تو نے جانا کہ ابلیس کا ردنا سر اسر کذب تھا حضرت امام غزالی  
 اسی تفسیر میں اور علامہ قشیری حسن القصاص میں ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ کنوان شداد ابن عادی کا  
 کہو دا ہوا تھا اور ایک ہزار دو سو برس گذرے تھے اور اسی زمانہ میں ایک شخص عالم بیودام  
 خواہ ہو وہومن حضرت ہو وہ پتیر علیہ السلام سے تھا اُس نے صحیفہ حضرت شیث علیہ السلام میں  
 حسن یوسف علیہ السلام کی ماہیت اور اس قصہ کی حقیقت پڑھی تھی دعانا گئی کہ یا الہی میری  
 عمر ایک ہزار دو سو برس کی ہو چکی ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اسوقت تک زندہ رہوں کہ جمال کمال  
 حضرت یوسف علیہ السلام سے مشرف ہوں باقی نے آواز دی کہ چاہ شداد میں اقامت کر  
 چنانچہ وہ عالم اس چاہ میں تول سے مشغول عبادت ہو اور قوت لامیوت کے لیے  
 ایک انا باخستان غیب سے نازل ہوا تھا اسی پر گفتا کرتا تھا اور ایک قندیل نورانی روشن  
 ہو جاتی تھی اسی کی روشنی میں بس فرماتا تھا الغرض بارہ سو برس اُس نے مقدم یوسف علیہ السلام  
 انتظار کی اب کہ زمانہ جلوہ فروزی یوسف پہنچا و آنجناب نے اُس کنوین کو اپنے نور سے روشن  
 فرمایا تو اُس عالم نے قدبوس ہو کر التماس کیا کہ یا نبی اللہ میں صرف آپ ہی کی زیارت کو آتا  
 زندہ رہا ہوں حضرت نے اپنے بھائیوں کی شکایت فرمائی میرے واسطے آپ کو اللہ نے بیان  
 بھیجا ہے اور اخوان محض و سیاہ ہیں استودعک اللہ یعنی سپرد بجا کرتا ہوں تمکو بعد اُسکے  
 و ولایت حیات سپرد مالک فرمائی اور بعضے کہتے ہیں کہ وجہ یہ ہوئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام  
 ایک روز آئینہ دیکھتے تھے اور اپنے حسن پر تعجب تھے اور خیال فرماتے تھے اگر میں کسی کا  
 غلام ہونا چاہوں تو کوئی شخص میری قیمت نہ دے سکے اس لیے اللہ تعالیٰ نے چاہ میں ڈلوایا اور  
 کھوئے دامون بکویا فرمایا حضرت صلح نے من تواضع بئہ رفعة اللہ من تکبر وضع اللہ فان ہنر  
 ماضی من یوسف فی تاک الخطرة والكلمہ وادبہ لقب البیر یعنی جسے فروتنی اختیار کی بلند کیا اسکو اللہ نے  
 اور جسے کبر و تیرہ کیا گرا دیا اسکو کیونکہ اللہ نہ راضی ہو ایوسف کے اس خطرے و بات سے اور  
 ادب دیا چاہ کے گڈھے میں اور بعض کہتے ہیں کہ ارادہ الہی ہوا کہ یوسف اندھیرے کنوین سے  
 واقع ہوں تاکہ جب بادشاہ ہوں توقید یون کی تکلیف سے آگاہ ہوں اور بلا وجہ موجب قیہ  
 مگرین اور اخبار الدول میں ہر کہ سبب اشتقاق وسیع یوسف یہ ہوا کہ ایک بار حضرت ابراہیم مصر سے

تو اکثر زاہد و عابد بطریق تواضع چار فرسخ پیادہ پا آئے مگر حضرت نے اسکا عرض نہ کیا تب وحی ہوئی کہ میرے بندہ خاص تیرے ساتھ آئے اور تو متوجہ نہ ہوا سو تیری اولاد سے ایک غلام بناؤنگا اسی کا ظہور یوسف علیہ السلام پر ہوا انتہی میں کہتا ہوں کہ سیاق اس روایت کا دلیل ضعف پر ہے روایت ہے کہ جن جن حضرت یوسف بھائیوں کے ہمراہ تشریف لے گئے تھے سہ ماہ دینا یوسف سر کی بہن نے خواب دیکھا کہ یوسف بھٹیرون میں ہے کہ وہ نوچتے ہیں سو بیدار ہوئی اور حضرت یعقوب کے پاس آئی اور کہا یوسف کہاں ہیں فرمایا کہ یوسف اپنے بھائیوں کے ساتھ گیا ہے آسنے کہا تم نے انکو کیلا پھوڑا اچھا لکھا آخر حضرت یوسف کے چھپے دوڑی تھوڑی دور پر سب بھائی ملے سو یوسف کو پٹ گئی اور کہا میں تمکو ہرگز جانے نہ دوں گی مگر بھائیوں نے حضرت یوسف کو چھپن لیا اور بھاگے اسکا زور نہ چلانا چار روتی ہوئی آئی اور اپنے باپ سے چٹ گئی حضرت یعقوب نے فرمایا کیوں روتی ہو کہا کہ اس وقت پر نہیں روتی ہوں بلکہ اور ہی وقت کا خیال کر کے روتی ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ بہت مدت تک روتے رہو گے تنبیہ عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ اُس زمانے میں کوئی شخص واقف نہ تھا کہ بھٹیرون بھی آدمی کو کھاتا ہے جب حضرت یعقوب نے بیٹوں سے فرمایا کہ شاید تم غافل رہو اور یوسف کو بھٹیرون یا کھا جائے تب انھوں نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں بھٹیرون بھی آدمی کو کھاتا ہے حضرت یعقوب نے فرمایا کئی دن ہوئے ہیں یہ خواب دیکھا کہ میں ایک پہاڑ پر ہوں اور یوسف جنگل میں سو اسکو دیش بھٹیرون گھیرے ہو مارنے کا ارادہ کرتے ہیں میں نے چاہا کہ پہاڑ سے اتر کر یوسف کو بچاؤں مگر راہ نہ ملی دفعۃً زمین پھٹ گئی اور یوسف اُس میں جاتا رہا سو میں گھبرا کے جاگ پڑا تو دیکھتا ہوں کہ یوسف میری بغل میں سوتا ہے میں نے کہا الحمد للہ عبد اللہ ابن عباس اس خواب کی تعبیر فرماتے ہیں کہ پہاڑ حضرت یعقوب کا حال تھا اور دیش بھٹیرون حضرت یوسف کے دیش بھائی تھے اور زمین کا پھٹنا کنوئین کا اشارہ تھا اور یوسف کا اُس میں جانا اشارہ تھا کنوئین میں ڈالنے سے یہ تعبیر سن کر بعضوں نے عبد اللہ ابن عباس سے کہا کیا حضرت یعقوب علیہ السلام تعبیر خواب جانتے تھے فرمایا اذ جاء القضاء فی البصیر تنبیہ بعضی روایات میں ہے کہ اول حضرت یوسف کو سب بھائی پیار کرتے تھے خواب دیکھنے سے دشمن جانی ہو گئے جس طرح فرعون حضرت موسیٰ کو دوست رکھتا تھا جب معجزہ ظاہر ہوا دشمن ہو گیا اور حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ دوست رکھتے تھے جب آفتاب نبوت چمکا تو ایمان داروں کے چہرے روشن ہو گئے

اور کافروں کے قلوب سیاہ پس دشمن ہوئے کہ حضرت کو ہجرت ہی کرنا پڑی اور حضرت آدم علیہ السلام کو شیطان بھی دوست رکھتا تھا جب سجدے کا حکم ہوا یہ مردود بھی دشمن ہو گیا القصہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کرتا دوبا ہوا جھوٹے خون کا لے لیا اور بہت روئے بعد کے پہنسنے لگے لڑکوں نے کہا کہ بگاڑی ایک ہی سبب آں واحدین مجنون کا فعل ہو فرمایا ہنستا اسپر ہوں کہ یہ کرتا سچا ہو اور دوتا ہوں اسپر کہ یہ خون جھوٹھا ہے اگر بھیر یا کھاتا تو کڑا کیوں چھوڑ جاتا تب بولے کہ ہم بھیر یا کپڑا دین آپ دریافت کر لیں کہ اُس نے کھایا یا نہیں کھایا فرمایا لے اوچر کہ بیٹے حضرت یعقوب کے عقدا جانتے تھے کہ بھیر یا حیوان ناطق نہیں ہو سو جنگل سے ایک بھیر یا کپڑا لائے یا کہ پہلے سے باندھ آئے تھے اُسکو لے آئے الغرض جب بھیر یا آیا تو حضرت یعقوب نے پوچھا کہ تو نے کیوں میرے رٹکے کو کھایا اور مجھ ضعیف پر رحم نہ کیا جلدی اسکا جواب دے نہیں تو بلا میں پڑ گیا اُس نے دست بستہ زبان فصیح عرض کیا کہ السلام علیک یا بنی اللہ میں تو آپ کے خون سے کھون بکریوں کے پاس بھی نہیں پھینکتا چہ جائے یوسف علیہ السلام کہ وہ اچکا جگر گوشہ اور خود بنی ہو اور ہم پر پیغمبروں کا گوشت حرام ہو اور ہمارے جنس میں کوئی پیغمبروں کو تکلیف نہیں دیتا یا بنی اللہ قسم جو اپنے رب کی مین اس گناہ سے بری ہوں اب اللہ مجھ میں اور تمہاری اولاد میں حکم ہو کہ انھوں نے ناعق مجکو نمت لگائی ہے حالانکہ صحت ابراہیم میں پڑھ چکے ہیں کہ ان البہتان لذت عظیم اس کلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام متحیر ہوئے اور انکے بیٹے نادم اور مضطر بعد اسکے پوچھا کہ یوسف زندہ ہو یا مردہ ہے عرض کیا کہ یہ بات آپ حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھیے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام کہہ نہیں سکتے کہا پھر میں کس طرح عرض کروں تب حضرت یعقوب نے فرمایا کہ تو انکے ہاتھ کس طرح لگاؤ اُس نے کہا یا بنی اللہ میں مسافر غریب الوطن ہوں مصر سے اپنے بھائی رضاعی کو تلاش کرتا دیر شام میں آیا بیان معلوم ہوا کہ وہ آیا تھا سو گرفتار ہو گیا یا بنی اللہ شترہ دن ہوئے کہ فاقے سے ہوں اور تمہارا حال سُکر چاہتا تھا کہ تعزیت کے واسطے حاضر ہوں سو ان ظالموں نے پکڑ لیا اس کلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام بہت روئے اور بھیر نے متوجہ ہو کر اولاد یعقوب سے کہا تم کو کھانے مجھے آنکھوں سے دیکھا تھا جب میں نے یوسف کو کھایا ہو اولاد یعقوب نے دیکھا کہ اگر رویت کا حال کہتے ہیں تو فضیحت و سوا ہوتے ہیں لہذا کہنے لگے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا مگر جس جنگل میں بھیر نے یوسف کو کھایا تھا وہاں تو سیر کرتا تھا ہمارا گمان ہوا

کہ تو نے کھا لیا ہے حضرت یعقوب نے لڑکوں سے مخاطب ہو کر فرمایا دیکھو بھٹیڑ یا اپنے بھائی رضاعی کی تلاش میں میرے کنعان میں آیا اور تم حقیقی بھائی کو ضائع کر آئے ہو تب بولو کہ ہم ذرا آدمی کہتے ہیں کہ بھٹیڑ یا کھا گیا پر آپ نہیں مانتے اور بھٹیڑ یا کے کلام کو تسلیم کرتے ہو تا چار حضرت یعقوب علیہ السلام چکے ہو رہے مگر فرمایا کہ اس بھٹیڑ یا کو چھوڑ دو اور یوسف کو تلاش کر لاؤ تو میں تم سے خوش ہوں اور بعض روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کا حال بھٹیڑ یا سے پوچھا تو بھٹیڑ یا نے کہا کہ میں واقف ہوں لیکن غمازی سے مجھ کو عار آتی ہے و الغماض یغوض عنہ اللہ وعندہ الناس فلیس للغماض من الرحمۃ نصیب مگر آپ سے بھائی کے ملنے کے واسطے دعا کیجیے اور میں آپ کے بیٹے کے ملنے کی دعا کروں چنانچہ دونوں نے دعا کی اور بھٹیڑ یا رخصت ہو کر چلا گیا صاحب تکلمہ نے لکھا ہے کہ وہ بھٹیڑ یا ایک بلند مکان پر گیا اور جا کر اسے اور بھٹیڑ یوں کو آواز دی کہ جلد حاضر ہو کر حضرت یعقوب سے عذر خواہی کروا کر تمہیں یوسف کو کھایا ہو چنانچہ تمام بھٹیڑ یا اس جنگل کے حضرت یعقوب کی حضور میں آئے اور قدموں گرے اور زبان حال بولے کہ حاشا للہ یا نبی اللہ ہم نے ہرگز آپ کے فرزند نور العین کو تکلیف نہیں دی ہے اور کوئی بے ادبی ہم سے نہیں ہوئی حضرت یعقوب نے عذر انکا قبول کیا اور رخصت فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ بدتر آدمیوں کا عماز اور نام ہے اور شفاعت میرے غماز کے حق میں حرام اور ولید بن مغیرہ کی شان میں قرآن میں کریمہ سورہ نون شاید چہماز رشاع تبیم رشاع اللہیر مستدائیم یعنی طغنے دینا چغلی لیتے پھرتا اچھے کام سے روکتا حد سے بڑھا گنگار فائدہ میں پھیر دینا تبین آدمیوں کی امانت رکھی رنج و غم اٹھایا اور تین شخصوں نے اپنی امانت اللہ جل ذکرہ کو سونپی آرام و راحت پائی ایک حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو انکے بھائی کے سپرد کیا ایسا رنج پایا کہ روتے روتے اندھے ہو گئے دوسرے حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہیں کہ اپنی قوم کو طور پر جاتے وقت اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو سونپا امدانگو خلیفہ فرمایا ساری قوم نے گوسالہ پرستی اختیار کی حضرت موسیٰ کو اس حال سے نہایت رنج ہوا اور بھائی ہارون پر سخت غصہ آیا کہ آمین تو ریت کا نقصان ہوا تیسرے حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں کہ بنا بر رفع حاجت ضروری جانب بیت الخلا چلے انگشتری اپنی بلحاظ ادب برداشتے اپنی بی بی خواہ لونڈی کو سپرد کر گئے ایک جن فریب سے بصورت حضرت آیا اور انگشتری لہنگیا اور تخت سلطنت فرما نہوا ہوا اور حضرت سلیمان چالیس روز تک پریشان و سرگردان رہے اور کمال رنج و غم دیدن

بسر کیے اور خیال کرنا لازم ہے کہ انھیں حضرت یعقوب نے بنیامین برادر یوسف کو فائدہ خیر  
حافظا و ہوا رحم الراحمین پڑھ کے بھائیوں کے ساتھ کیا کسی خوشی اٹھائی کہ بنیامین حفظ الہی میں  
رہے اور حضرت یوسف سے ملے اور حضرت یعقوب ان کے باعث سے کابلہ حزان سے کل شادان  
و فرحان باہل و عیال عورت و جلال مصر میں جلوہ فرما ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ  
ماجدہ نے حضرت موسیٰ کو صندوق میں بند کر کے دریا میں چھوڑا اور خدا کے سپرد کیا حافظ اکرم نے  
دست دشمن میں پہنچانے کے کس خوبی سے پرورش کرایا اور ان کی آنکھیں ٹھنڈی کیں اور انھیں  
دودھ پلویا اور پھر حضرت موسیٰ کو نبوت عطا کی اور ہمارے حضرت خاتم النبیین سید المرسلین شفیع  
الذین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت مرحومہ کو خدا کے سپرد کیا ہے کہ اللہ خلیفتی  
من بعدی سو حضرت کو بروز قیامت عہدہ شفاعت اور مقام محمود عنایت ہوگا کہ تمام امت  
آپ کی حکم و سونے لیلیک ربک و معنی رطل بہشت ہونگی اور حضرت کے دل کو نہایت مسرت ہوگی  
اس مقام میں نظر کر کے پانڈا کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنا جان و مال و عیال بلکہ دین و ایمان  
افعال و اعمال سب خدایا ہی کی توفیق کرتا رہے فائدہ موسیٰ علیہ السلام انظار میں لکھا ہے کہ منجملہ  
حیوانات غیر نافعہ رطل بہشت ہونے لگا اور حضرت سید الانبیاء کا نانا حضرت صالح کا  
چچا حضرت ابراہیم کا دیشہ حضرت بلعم کے بھڑے حضرت موسیٰ کی ماں حضرت یونس کی گدھا حضرت  
عزیر کا لکڑی حضرت سلیمان کا کھنڈی حضرت ایشیا کا کتہ کا یہ قول ہے مقاتل کا اور بعضوں نے  
بھیریا حضرت یعقوب کا بھی بتلایا ہے اور ڈی تلمیذ حافظہ جلال الدین سیوطی نے دلیل اور  
براق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ذکر کیا ہے اور شکوۃ الانوار میں کہ شرح شریعہ الاسلام میں لکھا ہے  
کہ یہ سب بصورت کبش تبدیل ہو کے رطل بہشت ہونگے انتہی اور بعضوں نے فیصل اصحاب الفضل کو بھی  
شامل کیا ہے فائدہ طرح پیرا میں علیہ السلام سے ان کے بھائیوں کو شرمندگی حاصل ہوئی یہی ہی  
چل پیرا میں اور بھی میں ایک پیرا میں آدم و حوا کے جب بصد و زلت آتا رہے گئے تو دونوں نادام  
ہوئے دو پیرا میں یوسف کہ زلیخا کو شرمندگی کا باعث ہوا کہ ان کا ان قیصہ قدیم بزرگدست  
و ہومن الصادقین اسی کا اشارہ ہے شرم سے سرگردیاں ہوں زلیخا اب تک ۴ شاہ عصمت یوسف  
و ہین و اسن ہے ۴ تیسرا پیرا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہ منکر لوگ کہا کرتے تھے کہ حضرت  
موسیٰ علیہ السلام مبروص ہیں جب پیرا میں شریعت ہوا سے اوڑا تو شرمندہ ہو گئے چوتھا  
قیصہ مبارک ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ابی ابن سلول منافق لغتہ اللہ علیہ نے

وقت نزع بطرز آزمائش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قیصر شریفین اس حیلہ سے مانگا کہ میں اپنا کفن بناؤنگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اُتارنے کا ارادہ کیا اور کئی مرتبہ نگمہ کھولا مگر پھر بند ہو گیا اور حاضرین پر ظاہر ہوا کہ یہ شخص منافق ہے اور پیراہن رسول خدا کے لائق نہیں ہے۔ لطیفہ قیامت کے دن شیطان رحیم کہہ ایا ان امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ہر ایک یوسف وقت ہوگا کیسا کہ انکو گرگ معاصی اور نلات نے ہلاک کر دیا ہے اور پیراہن توحید انکا خون عصیان آلودہ ہے اسوقت حضرت عزت سے خطاب ہوگا کہ ای ملعون اگر پیراہن توحید انکا خون عصیان آلودہ ہے مگر توحید باقی ہے تو آلودگی گناہ دیکھتا ہے اور رحمت میری توحید پر ناظر ہے یعقوب نے پیراہن یوسف درست دیکھ کر کہا لا ثیابنا سوا من روح اللہ اور میری رحمت نے پیراہن توحید درست دیکھا اور فرمایا لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اور حضرت یعقوب نے اولاً پیراہن دیکھ کر فریاد کی یا اسفا اور درست دیکھا تو کہا یا بٹی اذہبوا تم سوا من یوسف اسی طرح جب بندہ نے اپنے نفس کو آلودہ ذلات و معاصی دیکھ کر فریاد کی کہ احسرتا علی ما فرطت فی جنب اللہ پھر جب توحید و معرفت سے ملا ہے اور دیکھا تو امیدوار ہو کر بولا یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ فقنطوا حضرت یعقوب علیہ السلام پر بیٹوں کا جو ٹھوٹا ہوا گیا اور بھیرے نے شرمندہ کیا تو حضرت یعقوب نے فرمایا کہ جو کچھ تم بیان کرتے ہو یا کل توحید کسی سو ذمی نے اسکو نہیں کھا لیکن تمہارے دلون نے یہ بات بنائی ہے جو تمہارے ایسے اہل نظر پر قائم رکھا اور بھیکو ناحق رنج دیا پھر مکرانہ ہی اور کنعان کے جنگل میں سرگھوسے ہوئے لکڑی ہاتھ میں لیے تشریف لیگئے اور چکارے کرے گا اور محبوب میرے یوسف جھگڑا کس کنوٹوں میں ڈالا ہے اور کس دریا میں پھینکا اور کس تلوار سے مارا اور کمان دفن کیا کسی نے جواب نہ دیا تب حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر کہا کہ مقدیمان ملا اور آپ کے رونے سے بے آرام ہیں اور روتے ہیں سو اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے محصول کس کسوا سطرے رولا تا ہے حضرت یعقوب نے کہا پھر کیا کہ دن حضرت جبریل نے کہا کہ صبر اختیار کرو سو حضرت یعقوب نے کہا فصبر جمیل یعنی وہ صبر جمیل جنم اور فرغ نہیں کیونکہ صبر با جمیع ثواب کو کھودیتا ہے پھر جنگل چلے آئے اور خاموش ہو بیٹھے رہے جیسے مریض جو الی تلخ پیکے پیٹھ تپتا ہے اس سے میں ایک دن اپنے زانو پر رکھے ہو سو گئے حضرت جبریل اشراف ہوا کہ ای جبریل یعقوب نے وہ صبر اختیار کیا ہے جس میں فرغ نہیں کرے خدا سزا دے گی کیا تو محبت میں بڑ جائیگا اسطرے اس عوے کو طال کرنا چاہیے سو جبریل علیہ السلام سنبھلے ہیں کہ تصور حضرت یوسف علیہ السلام تو جبریل شریف ہے اور حضرت یعقوب کے پاس ہو کر کل گئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام روتے ہوئے جگے پھر

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آگے کہا کہ امیر یعقوب اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ تم نے تو جبرئیل سے  
انکار کی تھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے متنبہ ہو کے اپنے لبون کو مٹی سے بند کیا اور کہلایا  
تو بکر ہما ہون ارشاد ہوا کہ تجکو جرح معاف ہو لیکن مجھی سے نالہ وزاری کہ حدیث شریف میں آیا ہے  
کان یعقوب بکلی و سبکی بکالیہ حیطان بیتہ یعنی تھے یعقوب روتے اور روتین انکے رونے سے  
گھر کی دیواریں عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت یعقوب نے شہر کے باہر ایک گھر  
علحدہ سب سے بنایا تھا تاکہ آواز نالہ وزاری کوئی بغیر نہ سنے جب کہ رات ہو جاتی تو اس گھر میں  
آتے اور دروازہ بند کر کے یوسف کو یاد کرتے اور تڑپتے اور یوں پکارتے کہ ای یوسف میں نہیں  
جاننا تو کہاں ہے کس کنوین میں تجکو ڈالا اور کس دریا میں ڈبایا اور کس جنگل میں چھوڑ دیا اور  
کس میں دفن کیا اور کیا تیری حالت ہے اس حالت میں صبح ہو جاتی تو آسمان کی طرف  
دیکھ کر فرماتے کہ یا آسمی میرا بڑھا پاؤ ضعیفی و حسرت ہر شخص دیکھ کر رحم کرتا ہے نارجنی یا ارحم  
الرحمین اور حال اس رونے کی تاثیر کا یہ تھا کہ جب آواز آپ کی جنگل میں پہنچتی تو ہرن اور  
جنگلی جانور بیت الحزن کے گرد آگے جمع ہوتے اور حضرت کے ساتھ روتے اور رونے کا یہ مرتبہ  
پہنچا کہ آنکھیں جاتی رہیں کہ و ابیضت عیناہ من الحزن اسی کا اشارہ ہے یعنی بے سفید ہونے  
آنکھیں انکی غم سے فائدہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بل سولت لکم انفسکم فرمایا یعنی ہنسا  
اس حرکت مشنیدہ کا اپنے بیٹوں کی نفس سے کیا نہ کہ دل سے سبب اسکا یہ ہے کہ آدمی کے پاس  
دو چیزیں ہیں ایک نفس دوسری روح روح عالم پاک ہے اور نفس عالم خاک سے روح نیکی پر دلالت  
کرتی ہے اور نفس معصیت پر پیرا یہ نفس غرور ہے اور سرمایہ روح تجارت من بتور یعنی کھجوں ہلاک ہو  
نفس متاع پر عیب ہے اور روح کلبر گ کاستان عالم غیب ہے نفس پیرا یہ خیالات مست و روح  
سرمایہ سعادات مست و نفس پالبتہ ہو او ہوس و روح شایستہ کمالات مست و سو ہر گاہ کہ  
نفس بالذات شریر تھا اسوا سے گناہ کو اسکی طرف نسبت فرمایا اور اپنے درد کو صبر جمیل سے ملایا  
یعنی اگر تم نے کید کا اندیشہ کیا ہے تو میں نے پیشہ صبر اختیار کیا اچھے کہ بدوں اور شہیرون کو بدی از  
جرح نصیب ہے اور صابرون کو صبر میں فرج عنقریب واضح ہو کہ اہل تقیق کو صبر جمیل میں کئی قول ہیں  
حدیث شریف میں وارد ہے کہ صبر جمیل وہ ہے جس میں شکایت خدا خلق سے نہ ہو اور اگر کچھ شکایت  
دن میں رخصت ہو تو حق تعالیٰ سے کہ جس طرح حضرت یعقوب نے فرمایا انا شکوئی و حزلی  
الی اللہ اور حکیم علی ترمذی فرماتے ہیں کہ صبر جمیل وہ ہے کہ صابر زمام اختیار اپنے قبضہ وقت اور

رکھے اور مقام رضا و تسلیم میں قائم رہے اور بلا و عطا میں یکساں بسر کرے اور شیخ بھیجا سعاد رازی فرماتے ہیں کہ صابر بلا کے آسمانی مین خندان و شادان رہے خلاصۃ الحقائق میں ہرگز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو بندہ سیر مصیبت کی حالت میں صبر جمیل اختیار کرے تو شرط کرم یہ ہے کہ بروز قیامت بحساب داخل بہشت کرونگا اور امام قشیری فرماتے ہیں کہ صبر جمیل یہ ہے کہ صاحب مصیبت اپنے غیر سے بچانا بجائے الغرض حدیث رسول اللہ اور کلام اولیاء اللہ سے یہ منکشف ہوا کہ صبر دو قسم ہے ایک جمیل دوسرا غیر جمیل سو صبر جمیل یہ ہے کہ وقت نزول بلا کے صابر بھینچنے والے بلا کو بچانے جب بعلم یقین ساموم ہو جائے کہ یہ بلا جانب حق سے آئی ہے تو سمجھے کہ حق تعالیٰ مالک الملک ہے اپنی ملکیت میں جو تصرف کرے درست ہو جائے چون و چرا نہیں ہے دوسرے وہ حکیم ہے کوئی کام بے حکمت نہیں کرتا ہے تیسرے علیم ہے بے علم و دانش کچھ نہیں کرتا چوتھے مشفق و رحیم ہے اگر بندے کی خیر اس بلا میں نہوتی تو بلا کو مقدر نہ کرتا جب کہ یہ باتیں مبتلائے بلا پر منکشف ہوئیں تو نور مسل بلا میں مستغرق ہو جائیگا اور کبھوں شکایت نہ کرے گا۔ بہر بلا کہ تو خواہی بیازمانے مرا کہ در مشاہدہ تو بلائی بنیم + زمین بہر چہ کنے یار را ضمیمہ بجا کہ بہر چہ از تو رسد جز عطائی بنیم + اور جو صبر کہ در اے اسکے ہے وہ صبر غیر جمیل ہے اور فرق ان دونوں صبروں کا اس مثال میں ظاہر ہوتا ہے مثلاً ایک شخص اللہ کو سبب نعمتوں کے جو اسکو عطا فرمائی ہیں دوست رکھتا ہے جب بلا نازل ہوئی وہ دوستی زائل ہوگئی اور ایک شخص خدا کو محض از براے خدا دوست رکھتا ہے جب بلا آئی تو محبت و دوستی اسکی زیادہ ہوئی اور یہ ترانہ اسکی زبان پر جاری ہوا۔ مائٹی جو نیم نعمت ما بلا خواہیم و بس + بلکہ ما دائم ضائعے دوست را خواہیم و بس + از رضاے دوست مارا اگر بلا خواہد رسید + ما ہمیشہ خوشی تن را مبتلا خواہیم و بس + خلق از حق نعمت فضل و عطا جو بندہ ما + از خدا صبر جمیل اندر بلا خواہیم و بس + ہر کسے از تو بقدر خود مرادے خواستند + ما مراد خوشی تن از تو ترا خواہیم و بس + اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ صبر تین قسم ہے صبر پر مصیبت و صبر پر طاعت و صبر از مصیبت جو کوئی بلا شکایت و جزع مصیبت پر صبر کرے اسکو تین سو درجے ہیں اور جو طاعت پر صبر کرے اسکو المضاہفت اور جو مصیبت سے صبر کرے اسکو نو سو درجے اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ جو کوئی شخص جرعہ صبر خوشی سے نوش کرے اگر زندہ رہے حمید ہے اور جو مر جائے شہید اور عرفا علیہم السلام فرماتے ہیں کہ صبر دو قسم ہے صبر عابدین اور صبر عاشقین اول یہ ہے کہ مقام صبر میں مضبوط و مستحکم رہے آورد و سر یہ ہے کہ مرفوض رہے یعنی کمال صبر عاشقوں کا بے صبری میں ہے جس طرح مراد انکی

نامرادی میں ہر اسی سبب سے حضرت یعقوب صبح کو وعدہ صبر فرما کر فرماتے تھے نصیر جبل اور شاہ کو  
 بے صبری سے فرماتے تھے یا اسے اعلیٰ یوسف شیخ یحییٰ معاذ فرماتے ہیں صبر الجمین اشد  
 من صبر الزابدین ایسے کہ زائد شتیات نفس پر صبر کرتا ہے اور محب فراق محبوب پر اور یہ بہت سخت ہے  
 ایسے کہ عاشق کو سالہا سال گزر جاتے ہیں کہ نہ نفس کا خیال آتا ہے اور نہ خواہش نفس کا کیونکہ عاشق  
 کسی وقت محبوب سے غافل نہیں ہے نفس کسکا اور ہوا سے نفس کمان پھر جو چیز سالہا سال یاد  
 نہ آئے اسپر ثبات اور صبر آسان ہے یا اسپر جو ایک لمحہ اور ایک ساعت دل سے نہ بھولے  
 فائدہ اس جگہ صبر کا بیان ضرور ہوا واضح ہو کہ عالموں کے نزدیک صبر کی حقیقت ثبات ہے اور  
 ہندی سہار جسکو یہ حال پیدا ہو اسکو شہوت اور غضب کا غلبہ نہوگا اسی واسطے یہ صفت نوع  
 انسانی کے واسطے خاص ہوئی مائیکہ اور جانورون میں متصور نہیں کیونکہ ملائکہ عقل محض ہیں انہیں شہوت  
 نہیں اور جانور شہوت محض ہیں انہیں عقل نہیں ہر چند نوع انسانی ابتدا میں بمنزلہ جانور ہے کہ  
 خور و نوش کے سوا اور کچھ خواہش نہیں رکھتا اور ایک مدت کے بعد بازی اور جماع کا شوق پیدا کرتا ہے  
 مگر عقل بھی اُسکے ساتھ ہوتی ہے کہ وہ اُسکو لڈاؤ دینوی سے روکتی ہے اور نعمائے اخروی کی طرف  
 متوجہ کرتی ہے اور داعیہ شہوت سے بجا راضہ پیش آتی ہے اگر عقل غالب آئی اور انسان قابو میں رہا  
 اسی کا نام صبر ہے اگر شہوت غالب آئی اور انسان بے قابو ہو گیا اسی کا نام جبر ہے کہ صبر کا ضد ہے  
 اور یہ صبر دو قسم ہے جسمانی نفسانی پس جسمانی یا فعلی ہے جس طرح اعمال شاقہ کرنا یا انفعالی جیسے آرام  
 ثابت رہنا اور نفسانی وہ ہے کہ نفس کو طبع کی خواہشوں سے روکے پس یہ رکاوٹ اگر شہوت بطن  
 اور فرج سے ہے تو عفت ہے اور اگر لالینی طلب سے ہے تو زہد ہے اور اگر فرار اور تزلزل سے ڈرائی میں  
 ہوئی تو شجاعت ہے اور اگر عفت و غصے کی حالت میں ضرب اور شتم سے ہوئی تو حلم ہے اور اگر حالت  
 اضطراب میں اظہار سراسر سے ہوئی تو کتمان نفس ہے اور اگر غنا کی حالت میں تکبر اور تعلی باہتمام  
 اور بندوبست مہات کی حالت میں منظر اب اور تحیر سے ہوئی تو وسعت حوصلہ ہے اور اس صبر کے  
 فضائل کلام الہی میں اکثر مذکور ہیں اور احادیث صحیحہ میں بہت مسطور کتب تفاسیر و احادیث میں  
 ملاحظہ کرنا چاہیے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ الصبر نصف الایمان حضرت استاذ الائمہ  
 تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ یہ اسواسطے کہ ایمان تمام نہیں ہوتا جب تک کہ افعال شایستہ نہ ہو چھوڑ  
 اور اعمال شایستہ سے دل نہ چھوڑے اور ان دونوں امور پر مداومت صبر بخیر ممکن نہیں سوائے  
 حساب سے صبر تمام ایمان ہوا لہذا حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا الصبر هو الایمان کالیوم مع دونوں

کبھی رغبت جسمانی اور شہوت نفسانی کے موافق ہوتے ہیں اور کبھی نہیں پس وہ صبر ہی یہ نہیں  
 اسی وقت پر نظر فرمائیے کہ شارع نے صبر کو نصف الایمان فرمایا اور پوشیدہ تر ہے کہ حقیقت صبر یہ نہیں کہ  
 امر مکروہ کبھی رو برو نہ آئے یا پیش آئے تو اسکو مکروہ نہ جانے بلکہ اسکی حقیقت یہ ہے کہ باوجود کراہت  
 طبیعی منافیات عقلی اور شرعی سے آپ کو روکے ہرگز جزع و فرع کا اظہار نہ کرے اور اگر بے اختیار  
 آنسو بہا خواہ رنگ چہرے کا متغیر ہوا تو یہ صبر کے منافی نہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب ابراہیم  
 فرزند رسول کریم فوت ہوئے چشم شریف اشک ریزی پر آئی اور حزن و اندوہ کی کیفیت باہر عیاں  
 زبان پر جاری ہوئی کہ واللہ انما لفراقک یا ابراہیم محزون یعنی قسم خدا کی میں تیری جدائی سے ابراہیم  
 اندوہناک ہوں حتیٰ کہ لوگوں نے عرض کیا کہا ہی غم یا رسول اللہ ارشاد ہوا کہ اسقدر ملال و شک  
 ریزی تقضیات رحمتہ الہی سے ہے کہ علاقہ ابوت اور بنوت میں ظہور پذیر ہے اور بیشک اللہ رحم کرتا ہے  
 اپنے اُن بندوں پر جو رحم کرتے ہیں لوگوں پر اور فرمایا کہ آنکھ روتی ہے اور دل غم میں ہے باوجود  
 اسکے میں وہی کتنا ہوں جس سے اللہ میرا راضی اور خوش ہے لا یكلف اللہ نفسا الا وسعها مگر میری  
 زبان قید میں ہے کہ نامرضی کا حرف اُس سے صادر نہیں ہوتا غرض خالق محمود کا نام صبر ہی حدیث میں ہے  
 کہ جو مسلمان مصیبت میں انا اللہ وانا الیہ راجعون زبان پر لائے بہتر چیز بدلے میں پائے ام المؤمنین سلمہ  
 فرماتی ہیں کہ جب ابوسلمہ میرے شوہر نے وفات پائی مجھے یہ حدیث یاد آئی میں نے بار بار استرجاع کی  
 اسکے بدلے حضرت کے نکاح میں آئی بیعت الایمان میں ابن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ  
 یہ کلمہ اگلے پیغمبروں کو بھی نہیں ملا چہ جائے انکی امت کے اسی واسطے حضرت یعقوب نے شدت  
 حزن میں یا ہنی علی یوسف کہا اور انا لیدر نہیں فرمایا سعید بن مسیب اور حسن بصری کا معمول تھا کہ جب  
 جماعت کی نماز نہ ملتی تو باواز بلند استرجاع فرماتے یہاں تک کہ لوگ تعزیت کو دوڑتے معدن الجواہر  
 میں ہے کہ استرجاع کے فضائل کا یہ سبب ہے کہ انا لیدر میں عبودیت کا اقرار ہے اور انا الیہ راجعون میں  
 قیامت و بعثت کا اعتراف ہے کہ جو ہم خدا کے ہیں تو بے شبہ ہماری بازگشت خدا ہی کی جانب ہے پس  
 اس کلمے کو ہر مصیبت بلکہ ہر مصیبت خصوصاً موت کی خبر پر کہ وہ عظیم المصائب ہے کہنا اور مکرر پڑھنا  
 مغفرت اور رحمت کا موجب ہے قال اللہ تعالیٰ اولئک علیہم صلوات من ربکم ورحمتہ واولئک ہم الملتذون  
 یعنی ایسے لوگ انھیں پڑباشین ہیں اپنے رب کے و مہربانی اور وہ ہی ہیں راہ پر اور حدیث میں ہے کہ  
 استرجاع کے ساتھ انا الی ربنا نقبون بھی کہے تا اور دن کی موت سے اپنی موت یاد آئے نقل ہے کہ  
 یوسف سے یہود کو ایک نوع کی محبت تھی سو یہود اگاہ گاہ تفقدا حوال کیا کرتا تھا اور اُس یا ہم میں کہ

حضرت یوسف کنوئین میں تھے ہر روز برسہ چاہ جاتا اور استفسار احوال کرتا حضرت یوسف بھی اپنا حال فرما دیتے اور باپ کا مزاج پوچھ لیتے ایک مرتبہ یہود نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اے بھائیو احوال واظہار یوسف سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسکا خواب درست و راست ہوگا وہ بولے اسپر کیا دلیل ہے یہود نے کہا کہ وہ کنوان جسین حضرت یوسف ہین سخت تاریک تھا اب نورانی ہو گیا ہے اور جب میں برسہ چاہ جاتا ہوں تو ایک اور شخص کی آواز سنتا ہوں کہ یوسف سے باتین کرتا ہے مگر میں اُس شخص کو نہیں دیکھتا اب مصلحت یہ ہے کہ یوسف کو کنوئین سے نکال کے باپ کے پاس پہنچاؤ اور عمد و پیمان مضبوط لیلو کہ احوال گذشتہ باپ سے نہ کہے اس کلام سے بھائیوں کے دل میں رحم آیا تو اس ارادے سے چلے کہ یوسف کو کنوئین سے نکالیں اور باپ کے درد دل کی دوا کریں اثنائے راہ میں اہلبیس علیہ اللعنة ملا اسے کہا کہ اے اولاد یعقوب کہاں جاتے ہو انھوں نے احوال بیان کیا کہنے لگا کہ تم سخت بے عقل ہو لینے پہلے تمہیں باپ سے کہا کہ یوسف کو بھیرے نے کھا لیا کہ اس بات سے ہر کہ وہ واقف ہو گیا اور سب لوگوں نے رنج و غم اٹھایا اب اگر تم کو زندہ باپ کے پاس پہنچاؤ گے تو کیا عذر کرو گے سوائے بدنامی کے اور کچھ فائدہ نہوگا اور تمہارے باپ کو تم پر اعتبار نہ رہیگا بلکہ عداوت پیدا ہوگی اب مناسب وقت یہ ہے کہ جو کچھ ہوا سو ہوا دم نہارو اور گھر کو پلٹ جاؤ سو وہ لوگ اہلبیس کی نصیحت سے فسخ عزمیت کر کے لوٹ آئے اب اللہ نے چاہا کہ بے وضع منت ان لوگوں کے یوسف علیہ السلام کو اس بلا سے ناگمانی سے نجات بخشے جو عجب اتفاق ہوا کہ ایک قافلہ سوداگروں کا بعد تین یا چار یا سات دن کے مدین سے مصر کو جا رہا تھا اور اُس قافلے میں تین سو گیارہ یا تین سو تیرہ آدمی تھے اور رئیس انکا مالک ابن زعر خزانہ تھا اسی میدان میں وارد ہوا اور یہ مالک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتوں میں تھا چنانچہ اپنے خلون پر لکھتا تھا ابو دلامر مالک ابن زعر ابن لو ابن عتقان ابن مدین ابن ابراہیم اور اکثر فقہاء لکھا ہے کہ یہ شخص مصری تھا سو اسنے لڑکپن میں ایک خواب دیکھا کہ میں کنعان میں گیا ہوں کیا ایک آفتاب میری آستین میں چلا گیا میں نے اسکو نکال کر موتی بنا رکھے اور چن چن کر صندوق میں رکھ لیے جب بیدار ہوا تو ایک معبر کے پاس گیا اور اپنا خواب بیان کیا اسنے کہا کہ اے مالک تجھ کو ایک غلام کہ حقیقہ غلام نہیں زمین کنعان میں ہاتھ لگیگا اسکی برکت سے تجھے ثروت و غنا حاصل ہوگی اور قیامت تک تیری اولاد میں رہے گی اور اُس عالم میں آتش دوزخ سے نجات ملیگی اور تیرا نام قیامت تک قائم رہے گا جب یہ تعبیر معنی تو مالک نے تیرے اسباب ستر کر کے براہ دمشق جانب

شام چلا اور کنعان میں پہنچا تو کبھی زمین پر نگاہ کرتا اور کبھی آسمان کی طرف دیکھتا اسی شیر میں تھا کہ غیب سے ایک آواز آئی کہ افسوس تجھ میں اور اس میں جسکا تو متلاشی ہے پچاس بزرگ افضل مع ناکزیر پھر آیا لیکن ہر سال دو مرتبہ بر سبیل تجارت جایا کرتا یہاں تک کہ پچاس برس گزر گئے تو ایک دن مالک نے اپنے غلام سے کہ جسکا نام بشری تھا کہا کہ اگر مجھے ایسا غلام جسکو معتبر نہ بتلایا تو بلجائے تو میں جھگو آزاد کروں اور آدھامال اپنا تجھے دے ڈالوں اور اپنی بیٹی سے تیرا نکاح کر دوں چنانچہ جب یوسف کا واقعہ واقع ہوا مالک مذکور دمشق میں پہنچا تھا پھر وہاں سے چلکے تیس دن کنعان میں آیا اور پانی کی طبع سے اسی کنوئین کے قریب حسین حضرت یوسف علیہ السلام جلوہ فرما تھے فرخوش ہوا اور معالم التنزیل میں ہے کہ ایک قافلہ مسافروں کا مدین سے گھر کو جاتا اُسے راہ گم کی اور متصل اُس جنگل کے جس جگہ کنوان واقع تھا نازل ہوا اور پانی اُس جگہ کا جو اول شور تھا جب حضرت یوسف اس میں جلوہ فرما ہوئے تو شیریں ہو گیا باجملہ اُس مقام پر آنکر مالک نے پانی مانگا اور ایک روایت ہے کہ چار یا پون نے بوئے خوش یوسف پر وہاں سے خوشبو کی ناچار قافلہ وہیں آرا صبح کے وقت مالک دیکھتا ہے کہ پرندے جانور جانوروں کی طرح کنوئین کا طواف کر رہے ہیں اُس وقت مالک نے بشری اور بشری دونوں غلاموں کو واسطے پانی کے کنوئین پر بھیجا بشری نے ڈول کنوئین میں ڈالا حضرت یوسف نے جانا کہ میرے بھائی مجھ کو کالتے ہیں اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے یوسف علیہ السلام اٹھو فرمایا کسو اسٹے حضرت جبرئیل نے کہا کہ تم کو وہ دن یاد ہے جب تم نے کہا تھا کہ اگر میں کسی کا غلام ہونا چاہوں تو میری قیمت کوئی نہ دے سکے فرمایا یاد ہے میں ایک دن آئینہ دیکھتا تھا اور یہی خیال کر رہا تھا حضرت جبرئیل نے کہا آج وہی دن ہے اپنی قیمت دیکھو غرض بشری نے ڈول کنوئین میں ڈال کر جھانکا اور پکارا اٹھایا بشری انہی غلام یعنی جسکو پچاس برس سے ڈھونڈتے تھے وہ یہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مالک نے دو غلام جو پانی کے واسطے بھیجے تھے ان میں ایک بشری تھا دوسرا حامد تھا جب یہ دونوں پہنچے تو اُس وقت حضرت یوسف علیہ السلام سجدے میں پڑے ہوئے کھڑے تھے یا غیاث المستغیثین اغثنی بت حضرت جبرئیل نے کہا کہ اے یوسف اب غم ورنج گیا اور وقت فرج اور سرور آیا دل تو رکھ نہ جی کو کا ہمش دے چل کوئی دم میں داد خواہش ہے + اس ڈول میں بیٹھے لیجیے آپ ہی کے واسطے اللہ صاحب نے اس قافلے کو بیان بھیجا ہے سو یوسف علیہ السلام ڈول میں بیٹھے نہارے نے انکا حسن دیکھا تو بہت خوشی سے پکارا اٹھایا بشری

ہوا غلام اور قافلے والوں سے چھپا ڈالا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: وجارت سیارہ فارسلوا اور وہ قسم  
 فاعلمہ ولون قال یا بشریٰ هذا غلام داہرہ و بضاعۃ و انت علیہم بالعلمون یعنی آیا ایک قافلہ چھپے  
 یعنی انبیاء و انبیاء سے لٹکا یا اپنا ڈول بولا گیا خوشی کی بات ہے یہ جو ایک لڑکا اور چھپا لیا اسکو  
 پونجی سمجھ کر در اندر خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اسی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قافلے میں  
 سرور ہو گا۔ کہ آپ کو یمن پر پانی کی ٹہنیوں گئے بلکہ غلام کو بھیجا اور یہ جو ارشاد ہوا کہ و انت علیہم  
 بالعلمون شاید اشارہ اس طرف ہے کہ یہ اس مقام پر قصہ کو بدلتے ہیں چنانچہ آیت میں  
 اور ہی طرح سے بنایا ہے تاکہ ہمارے باپ دارون پر عیب کا حرف نہ آوے اور اللہ کو خوب  
 جانتا ہے یا اشارہ ہے اس پر کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے اپنی دانست میں ماری ڈالا تھا  
 کہ اللہ صاحب نے بچا لیا اور انشا ہے اللہ کی عطا فرمائی اور حضرت یعقوب کو خوش کیا اور  
 بھائیوں کو حضرت یوسف کا محتاج بنایا اور تاجدار کر دیا اس آیت میں اللہ نے لفظ غلام فرمائی  
 تاکہ بندہ ہونا حضرت یوسف کا پوشیدہ رہے کیونکہ اہل عرب لڑکوں کو غلام بولتے ہیں جس طرح  
 نبی شہناہ غلام سلیم اور اسدہ بضاعۃ سے یہ فائدہ نکلا کہ اچھی چیز کا چھپا نا بہتر ہے تاکہ لوگ حسد  
 نہ کریں فائدہ انسان کو یمن بولتے ہیں جب تک مان کے پیٹ میں رہے اور جب بطن مادر سے  
 جدا ہو تو صبی کہلایا مرد ہو خواہ عورت اور اس میں سے نو برس تک غلام کہلاوے گا پھر چونتیس برس تک وہ  
 بچہ لگن تک اہل بعد اسکے شیخ تا آخر عمر کہ فی النافۃ اور شروع میں از وقت تولد تا بلوغ یعنی پندرہ برس تک غلام  
 بعد از ان شباب و فرقی تیس برس تک بعد از ان کمل بچا پس برس تک پھر شیخ بولا جو یگانہ فی الشباہ والجموی  
 روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے کہ بشریٰ نام تھا ایک شخص کا اسکو پہنارے نے آواز دی کہ یا بشریٰ  
 غلام سو اسل و از سے اسکے یا حاضر ہوے اور بولے کہ اس غلام کو مصر میں بھیجئے اور بڑا نفع اٹھائے  
 لہذا اسکو پونجی کی طرح پوشیدہ رکھا اور ایک روایت ہے کہ وارد نے اور اسکے یاروں نے تصور کیا  
 کہ اگر اہل قافلہ یہ بات معلوم کرینگے کہ وارد نے ایک لڑکا پایا ہے اور اسکے نفع میں اپنے یاروں کو  
 شریک کیا ہے تو وہ بھی بیشک طمع کرینگے اسلئے پوشیدہ کرنا چاہیے اور جو کوئی پوچھے تو اس  
 کو دین کہ اہل شام نے ہمو بطور امانت دیا ہے تاکہ مصر سے بچ لاوین اور صحیح یہ ہے  
 کہ بشیر نے دوڑ کر مالک سے کہا کہ یہ وہ دولت ہے جسکی پچاس برس سے تلاش تھی اب ہاتھ  
 لگی ہو مالک نے کہا اسکو پوشیدہ کرنا چاہیے چنانچہ چھپا کر قافلے میں لائے اہل قافلہ  
 مطلع ہو کر مالک کے پاس دوڑے گئے تو حضرت یوسف نظر آئے پوچھا کہ بیڑ کا کامان سے

یہ روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو یہ خبر دیا کہ میں نے ایک لڑکا پایا ہے اور اسکو غلام بنا لیا ہے تاکہ وہ میری دولت ہو اور میں اسکو بچھپا کر اپنے گھر لے جاؤں گا۔

ہاتھ لگا مالک نے کہا کہ ایک دوست نے بیچنے کو دیا ہے بولے یہ تو غلام نہیں معلوم  
 ہوتا ہے بلکہ طور و طریق و صورت و وجاہت اسکی شہزادوں کی سی ہے شاید کہ میں سے  
 چورا لائے ہو اور بہانہ کرتے اس رو بدال میں نوبت مناصحت پہنچی اور شور و غوغا  
 ہوا اس عرصہ میں یہود کہ برادر مہربان یوسف تھا حسب معمول برسر چاہ آیا حال  
 میں ہے کہ یہود اکھانا لیکر آیا اور ہر چند یوسف کو پکارتا رہا جواب نہ دیا اور شہزادے  
 انتقال جنت فرما گئے سو رونے لگا اور ادھر ادھر دیکھتا تھا دفعہ ایک ابنہ آدمیوں کا  
 دیکھ پڑا وہاں گیا تو دیکھا کہ یوسف علیہ السلام پر ایک انود حامی فی الفور فریاد  
 ٹوٹا اور اپنے بھائیوں سے احوال کہا آنھوں نے اس خیال سے کہ حضرت یوسف اپنا  
 احوال قافلے والوں سے کہہینگے اور رفتہ رفتہ یہ خبر ہمارے والد کو پہنچگی افسانہ  
 و خیال برسر چاہ پہنچے اور حضرت کو پناہ قافلے کے لوگوں پر دے گیا اور  
 عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئین سے  
 نکالا تو انکے بھائیوں نے اس طرح خبر پائی کہ آفتاب تیرہ و تار یک تھا اور معاملہ یہ تھا  
 کہ اللہ جل شانہ نے حضرت یوسف کو ایسا نور عنایت کیا تھا کہ جب آفتاب سے  
 مقابل ہوتے تو نور آفتاب مضمحل ہو جاتا اور اب کنوئین کے رہنے سے اور بھی معاملہ  
 محبوبی پیش آئے تو نور نے دوئی جھلک پیدا کی کہ اسکے مقابلے میں آفتاب سیاہ  
 نظر آتا تھا بھائیوں نے جانا کہ یوسف علیہ السلام کنوئین سے نکلے ہیں آخر کار  
 روئیل نے پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا تو یوسف علیہ السلام اس قافلے میں نظر آئے  
 آئے آواز دی کہ اے بھائیو دوڑو یوسف کنوئین سے نکلا ہے سب بھائیوں نے  
 دوڑ کر قافلے کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ ہمارا ایک غلام بھاگ گیا ہے اور ہمکو خبر  
 ملی ہے کہ اس کنوئین میں کودا تھا تم نے نکالا ہے سو ہمارے حوالے کرو نہیں تو ایسی  
 آواز کرینگے کہ تمہارے دل پھٹ جائینگے ناچار اہل قافلہ نے حضرت یوسف کو  
 ظاہر کیا بعضوں نے کہا کہ ان سے چھینکر مار ڈالیں یہودا نے کہا تمکو وہ عبد وہمان  
 یاد ہوگا جو تم نے مجھ سے کیا تھا بولے تو ہی بتلا کیا کرین یہودا نے کہا بعد ثبوت  
 دعوے اسے بیچ ڈالو کہ اس ولایت سے جاتا رہے یہی صلاح پسند آئی تو اول  
 قافلے والوں سے پوچھا کہ تم نے اسکو کہاں پایا یہ شخص تو ہمارا غلام ہے اسکو ہم

کئی دن سے تلاش کرتے تھے ایک نے حال گذشتہ بیان کیا اور حضرت یوسف سے پوچھا کہ تم کیا فرماتے ہو یہ لوگ کیا دعویٰ کرتے ہیں فرمایا کہ یہ لوگ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں روایت ہے جو کہ حضرت یوسف نے چاہا کہ حال کمین لیکن بھائیوں نے زبان عبری میں کہا کہ اگر ہمارے خلاف کمیگا تو ہم ان سے لیکر مار ہی ڈالینگے کیونکہ ہم باپ سے کہے ہیں کہ یوسف کو بھبیٹا رکھا گیا اس خوف سے حضرت یوسف نے فرمایا کہ فی الحقیقت میں بندہ ہوں اور یہ لوگ میرے اہل ہیں تب مالک نے کہا کہ اسکی صورت سے شہزادگی پائی جاتی ہے اور تم لوگ غلام کہتے ہو یہ بات تو غلط معلوم ہوتی ہے گو کہ تمہارے خوف سے یہ بڑکا تمہارے موافق کہتا ہو کہنے لگے کہ ہمارے باپ کی ایک خوبصورت لونڈی تھی اسی کا جنا ہے مگر نرس زندون کی طرح پرورش پاتا رہا اس عرصے میں ایک بڑا قصور کر کے بھاگ آیا تھا تب مالک نے کہا اگر تمہارا غلام ہے تو لیجاؤ تب بولے کہ ہم اسکو اب نہ رکھینگے کیونکہ قابل اعتماد نہیں رہا اگر تم بولے لو تو ہم جیتے ہیں مالک نے کہا کس قیمت کو بیچو گے کہا ہزار درہم کو اسنے کہا کہ ہم نہیں لیتے پھر کہا پانسو درہم دوختے کہ سو درہم پر آئے مالک نے کہا اتنا روپیہ میرے پاس نہیں ہے اور جو روپیہ میں لایا تھا سب خرچ ہو گیا ہلکی سیس درہم کھوٹے باقی ہیں اگر اسقدر منظور ہوں تو میں لیتا ہوں جب دیکھا کہ مالک بے پروائی کرتا ہے کہنے لگے اگرچہ اسکی قیمت زیادہ ہے لیکن اسکے عیب سے ہم اسی قدر پر راضی ہیں مگر تین شرطیں کرتے ہیں ایک یہ کہ یہ غلام معیوب بعیب سرقہ ہو اگر چوری کریگا تو ہم واپس نہ لیونگے دوسرے بھاگ جائے تو ہمارے کے پیرون میں زنجیر رکھیو تیسرے کمل کی پوشاک پہنائو اور نان جوین بقدر قوت کھانے کو دیجیو اور بھی کہے دیتے ہیں کہ جھوٹے خواب بہت دکھا کرتا ہے اس پر اعتماد نہ کرنا اور کلام ہمیں انکے حضرت یوسف سنتے اور دوتے اور زبان عبری میں فرماتے کہ خدا سے ڈرو مجھ بیگناہ کو نہ بیچو اور بیٹری اور زنجیر کی وصیت نہ کرو اور طالعوتیاست کے دن کیا جواب دو گے بولے کہ سکوت کر اور جو ہم کہتے ہیں اس پر راضی رہ بعد اسکے مالک نے کہا کہ ایک بیگناہ لکھو چنانچہ سمعون یاروئیل نے دوات قلم لیکے اس مضمون سے بیگناہ لکھا کہ بنام خدا سے

ابراہیم علیہ السلام یہ غلام مول لیا مالک ابن زعر خزاعی نے اولاد یعقوب سے نام اسکا یوسف ہے اور شرط یہ ہے کہ چوری اور گریز پائی اور بد خدمتی کے عیبوں سے اسکو واپس نہ کریں اور دوسری شرط یہ کہ اسکو سوائے نان جوین کچھ اور کھانے کو نہ دیں اور سوائے کلمی اور ٹاٹ کے لباس نہ خطا کریں اور اپنے احاطے سے نکلنے نہ دیں فقط بعد ازان بیعتا مالک کو دیا اور قیمت لیکر گھر کو روانہ ہوئے

کما قال اللہ وشر وہ شمن نجس در اہم معدودہ وکانوا فیہ من الزاہدین یعنی بیچ آئے بھائی اسکو ناقص مول پر گنتی کی گئی پاؤ لیاں اور ہور بے تھے اُس سے بزار فائدہ چونکہ لفظ بیع دلیل تلیک تھی اور حضرت یوسف آزاد تھے بیع آزاد جائز تھی لہذا اللہ صاحب نے لفظ شر وہ ارشاد کیا تاکہ سامعین آگاہ ہوں کہ یہ بیع حقیقہ بیع نہیں ہے اور یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ اللہ نے یہ کلمہ شکایت فرمایا ہے اور اگر وہ اہل قافلہ دوسری بار مصر میں بیچا ہے مگر اسکی تصریح کلام اللہ میں نہیں ہے مگر اشارت ہے لیکن بقیت ازان اسی جگہ بیچا ہے اور علما کو اختلاف ہے کہ شرہا سے مراد مول لینا ہے یا بیعتا یعنی کہتے ہیں مول لینا مراد نہیں ہے بلکہ بیعتا مقصود ہے اور شرہا یعنی بیع شائع ہے اور اس تقریر پر معنی شر وہ شمن نجس رخ کے یہ ہوئے کہ بیچ آئے یوسف کو سب بھائی ناقص مول کو کئی دام کھوٹے لیکر اور وہ تھے اُس سے ناخوش اور بعضے کہتے ہیں کہ شرہا یعنی خریدن ہے یعنی مول لیا سو اگر وہ نے بھائیوں سے یوسف کو دم دیکر اور تھے اُس سے بزار اس خیال سے کہ بھگوڑا غلام ہے اور یہ بھی اختلاف ہے کہ بیچنے والے کون تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھائی تھے اور بعض علما کے نزدیک وہ تھے جنہوں نے چاہ کھان سے نکالا تھا پس معنی آیت کے یہ ہوئے کہ بیچا قافلے والوں نے عزیز مصر کے ہاتھ وہ اُس سے بزار اسلئے کہ یوسف لقیط تھے قافلے والے خوف کھاتے تھے کہ چھین جائینگے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ بیان بیع ثانی کا ذکر ہے اور یہ قول ضعیف ہے اور شمن نجس میں کئی قول ہیں خنجاک اور مقاتل اور سدیی کہتے ہیں کہ معنی حرام ہے اسلئے کہ شمن آزاد حرام متفق علیہ ہے اور شعبی اور عکرمہ کہتے ہیں کہ مراد شمن قلیل ہیں اور ابن عباس اور ابن مسعود فرماتے ہیں کہ مراد شمن نجس سے شمن زیوت ہیں یعنی کھوٹے اور ناقص کذا فی المعجم اور حقیقت یہ ہے کہ نجس مصدر یعنی مفعول ہے یعنی شمن نجس اور اصل معنی نجس ناقص ہے

تقریب لفظ شرہا

بیان حضرت یوسف

پر

اور لفظ معدودہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چالیس سے کم تھے کیونکہ اس وقت میں دستور تھا کہ چالیس درم سے جب کم ہوتے تھے تو انکو شمار کرتے تھے اور جب چالیس یا زائد ہوتے تھے تو وزن کرتے تھے اب اختلاف ہے کہ دراہم کتنے تھے ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تین درم تھے اور بعض کہتے ہیں چالیس درم تھے اور بعض کے نزدیک اٹھائیس اور بعض کے نزدیک اٹھارہ اور بعض کے نزدیک سترہ اور عکرمہ ابن ابی جہل کے نزدیک چالیس درم تھے مگر صحیح قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ کرام کیوں کہ دس بھائیوں نے یہ حرکت ناجائز کی تھی اور وہ درم کا حصہ تجویز کر لیا تھا چنانچہ از روئے روایات صحیحہ ثابت ہے کہ قیمت یوسف علیہ السلام کی لیکر در درم باہم تقسیم کیے صرف یہود نے اپنا حصہ نہ لیا اور کہا اللہ ہم اپنے بھائی کا دشمن نہ بنے گا کہ وہ بھی اور بھائیوں نے رسد ہی لیلیٰ فائدہ اس مقام سے علمائے دلیل کبھی ہر کسے آزاد کی قطعاً باطل ہے کسی طرح جائز نہیں اور جو بعض فتاویٰ سے یہ بلا تامل لکھا ہے کہ اگر مسلمان آزاد کا مخصوصہ اور قحط میں اپنی اولاد کو بیچے تو غلام و کنیز شرعاً ہو جاتے ہیں سو اس قول پر شک نہیں ہے اور نہ معمول یہ ہے اس لیے کہ دین محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں ہرگز آزاد کو مال اعتبار نہیں کیا ہے اور اس کے کتب متون بالکل اسکے خلاف ہیں اور جب متون خلاف ہوں تو قول کتاب سے پایہ اعتبار سے ساقط ہے کہہ احقہ استاز مولانا عبدالعزیز المحدث الدہلوی قدس سرہ اور تفسیر احمدی میں ہے کہ مولانا نظام الدین نے کہا ہے کہ بیچ آزادی کسی حال میں درست نہیں ہے اور جسے مخصوصہ میں بیچ کر کی ہے وہ مجتہدین اس سے بیزار ہیں فائدہ واضح ہے کہ اللہ صاحب نے تین شخصوں کو ایسا اور حسین عنایت کیا کہ اسکے مقابلے میں نور آفتاب منجمل و مغلوب ہو گیا ایک حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کہ جب تین دن چاہ میں رہ کر نکلے تو ایسا نور چمکا کہ آفتاب اسکے مقابلے میں لرزتا کانپتا تھا دوسرے نور جبین و رخسار حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیم کہ انکو حضرت ابراہیم نے کئی دن صندوق میں بند کیا تھا جب نکالا تو یہی حال تھا اور سبب یہ ہوا کہ جب ابراہیم نے ہجرت فرمائی اور پہلے تو ایک شہر میں آئے وہاں کا بادشاہ شاہد ہاروت نام بڑا ظالم نابکار تھا اور حضرت سارہ نہایت خوبصورت تھیں سو اس خوف سے کہ وہ ظالم

تفریح دوازدهم

تفریح دوازدهم

تفریح دوازدهم

گرفتار نہ کر لے حضرت ابراہیم نے سارہ کو تین شبانہ روز یا زیادہ اس سے صدمہ و قلق میں رکھا تھا  
تیسرا نور پشانی حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کا کہ جب سے کلیم اللہ ہو سے ایسا نور آگیا کہ نور آفتاب  
منلوب ہو جاتا تھا لہذا آفتاب چہرہ مبارک پر ڈالے رہتے تھے چنانچہ صفورا آپ کی بی بی سہیلہ  
ایک مرتبہ کہاں سبالتہ آفتاب اٹھو آیا جب اس نور پر نظر پڑی تو اندھی ہو گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام  
کی دعا سے اچھی ہوئیں اسی طرح سات مرتبہ اتفاق ہوا میں کہتا ہوں کہ حسن حضرت خاتم النبیین  
افضل الاولین والآخرین کا اول قصہ میں مجھلابیان ہو گیا ہے اور آخر کتاب میں مفصل لکھا جائیگا مگر  
اس جگہ تمہیں آداب اور واسطے ترمین اس مقام کے گزارش کرتا ہوں کہ اگر حضرت موسیٰ کا نور پشانی  
میں تھا تو حضرت خاتم النبیین کے دل میں ایسا نور تھا کہ عرش مجید پر غالب آیا اور نور آفتاب ایک  
بروز ہی سہل سات سو روز نور عرش کے کہ شب معراج میں اس نور نے ایسی بلندی اور روشنی مقام  
قاب توسین اور انبی میں پائی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نور میں آپ متفرق ہو گئے اور  
ہمیشہ تا دم زیست اسی نور میں آپ محور ہے اور اسی سبب سے کس طرف التفات نہ تھا سراسر اپنا  
جھکانے رہتے تھے آیت دن حضرت صدیق اکبر کے دل میں گذرا کہ سبب کیا ہے جو حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم ہماری طرف التفات نہیں فرماتے اور آنکھ سے نہیں دیکھتے حضرت کے اس خطر سے پر  
مشرف ہو کر فرمایا یا ابابکر لو کنت متخذ اظہیلا لاتخذ تک خلیلا و لکن خلقنی ابجبار عن الاعیان ابو بکر نے  
عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ تو بمنزلہ مع و بصیر میرے کے ہو فرمایا درست ہے لیکن یہ حدیث  
قبل از وصول بقاب توسین تھی اب سمع و بصیر میرا اور ہی ہو فاذا اجبتہ کنت لہ سمعاً و بصیراً و لساناً و یداً الی  
یسوع و بنی سیمرون بنی بیطون و بنی بیطش ابو بکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے کس نور میں عرش  
مجید دیکھا فرمایا غلب نور ہی نورہ فاعلمہ اسی مقام میں ایک مثال روز قیامت کی خیال  
میں آتی ہے کہ بروز قیامت جب بندہ مومن کو چاہے محمد سے نکال لکھو سید ان قیامت میں لاویں گے اور  
بہشت کو یوسف وار محمد رضیع میں عرض کریں گے تو ہنس لوگ نذر کریں گے کہ ہمارے کیسے اعمال  
کوئی نقد و نفس باقی نہیں ہے جو جنت ہو سکے پھر دل لگانا جنت کی خریداری پر بے فائدہ ہے جو اسی وقت  
خطاب حضرت کریم جل جلالہ و عسم نوالہ یون ہو گا کہ اے شرمساران حضرت الوہیت و گوئیگار ان  
درگاہ عنسرت اپنے کیسے اعمال میں دیکھو اگر کچھ نقد شکستگی اور نیاز سے نکلے یا کوئی شعاع  
سوزش سینہ بے کدینہ سے ہاتھ لگے یا کوئی قطرہ اشک ندامت ویدہ فراق رسیدہ کا تلاش  
سے نکل آوے تو آسکو پیش کر دو کہ سن بہشت کے واسطے کافی ہے اور ہر کونو سفور ہر نفسل ہے کہ

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیت شریفہ تمیز بنی مینس پڑھتے تو فرماتے کہ سبحان اللہ ما و النون نے پیغمبر خدا کو کیا ارزاں بیجا ہے بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بروز عید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ سے تشریف لاتے تھے کئی لڑکوں نے آکر دامن پکڑا اور کہا یا رسول اللہ جوڑ کھیلنے کو عنایت کیجیے حضرت نے فرمایا کہ جوڑ میرے پاس نہیں ہیں میرے ساتھ چلے آؤ شاید گھر میں ہوں لڑکوں نے کہا یا رسول اللہ اسی وقت دیجیے ہمارا وقت کھیل کا گذر جاتا ہے حضرت نے فرمایا میں مجبور ہوں مجھے بیچ ڈالو اور جوڑ خرید لو اسپر بھی لڑکے دامن پکڑے رہے اور یہی کہتے کہ ہکو اسی جگہ جوڑ پیدا کر دیجیے اس حالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضرت نے لڑکوں کا حال بیان کیا اور خود حضرت عمر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا معلوم کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام انبساط میں ہیں اس واسطے لڑکوں سے پوچھنے لگے کہ رسول خدا کو بعض کتنے جوڑوں کے جتنے ہو بولے جتنے مل جائیں حضرت عمر نے کہا کہ میں جوڑ میرے پاس ہیں سو مجھے جوڑ لو اور حضرت کا دامن چھوڑو لڑکوں نے میں جوڑ لیے اور دامن حضرت کا چھوڑ دیا حضرت عمر نے کہا کیا نادان لڑکے تھے کہ رسول خدا کو بیس جوڑ کے بدلے بیچ ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر تبسم کیا اور فرمایا کہ یوسف کے بھائیوں نے بیس درم کھوٹے لیکر اوسٹ کو بیچ ڈالا اگر لڑکوں نے کہا بالغ میں بیس جوڑ پر مجھے بیچا تو عجیب نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ اگر برادران یوسف حقیقت یوسف سے آگاہ ہوتے تو انھارہ ہزار عالم کے بدلے بھی نہ جتنے اسی طرح اگر بندہ عاصی قدر خداوندی جانتا تو ایک قوم مخالفت میں اپنی نذر کھتا اور دنیا و آخرت کو متعلقہ انصاف میں بے حقیقت سمجھتا حضرت شبلی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سید العارفین جنید بغدادی کے حضور میں حاضر تھا ایک ضعیفہ اپنے شوہر کو لیے ہوئی آئی اور کہا میرا خاوند اور نکاح کیا چاہتا ہے اور میں بہت مدت سے اسکے عہد میں ہوں شیخ نے فرمایا کہ مردوں کو چار عورتیں درست ہیں تو ایک ہی عورت میں مخلصت کرتی ہے جو کہ میں عورت نے عرض کیا کہ اگر شیخ اگر غیر کے سامنے منہ کھولنا درست ہوتا تو میں نقاب اٹھا کر اپنا چہرہ دکھلاتی تب تم میرے حسن و جمال کا تاشا دیکھتے اور انصاف فرماتے کہ ایسی بھوت اور حیدرہ عورت چہرہ دوسری عورت لانا مرد کو جائز نہیں ہے شیخ نے نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئے حضرت شبلی فرماتے ہیں کہ بعد بیہوشی کے میں نے سبب بیہوشی سے استفسار کیا فرمایا کہ اموشبلی یہ کلام اسکا اللہ پر جا لگا کہ اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اسے بندہ اگر میرا دیکھنا دنیا میں جائز ہوتا تو نقاب حجاب اٹھا دیتا کہ مجھ کو دیکھا تم دوسری طرف التفات نہ کرتے پست آن شہر بار در پردہ

شہر پر شور و یار در پرودہ + ہمہ گلمہ از و شگفتہ بناز + رخ او عنچہ وار در پرودہ + از پس پرودہ جلمہ حیرانہ  
 بیج زانست بار در پرودہ + از برون کہ ہزار بنی نیست + خبر کیے زان ہزار در پرودہ + ہم توئی پرودہ  
 بعصیرت تو بنوشتن رام در پرودہ + پرودہ خویش را بسوز و بہین + دوست را آشکار در پرودہ +  
 حقائق سلمیٰ بن حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ حضرت فرماتے تھے کچھ تعجب نہیں جو  
 براور ان یوسف نے یوسف کو از زمان بیچ ڈالا دیکھو انسان تمامی حظوظ آخرت کو ایک کوڑھی برابر  
 حظوظی سے بیچا کرتا ہے اور اس معاملے کی شامت سے دولت رضاے مالک مطلق اور سعادت تقاضا  
 حضرت حق سے محروم رہتا ہے اور ابن عطاء سے روایت ہے کہ فرماتے تھے کہ بھائی یوسف کے تھقیقہ  
 دشمن یوسف تھے کہ آنگو بیس ہر مہ کو بیچا اور بندہ مومن اپنے نفس کو دوست رکھتا ہے اور ایک مرتبہ  
 عوض بہشت کے اللہ کے ہاتھ بیچ چکا ہے کہ ان اللہ استقر علی من المؤمنین انفسہم و اسوا الہم بان لہم بحنتہ  
 اور پھر یہ اوشوت کے ہاتھ کہ دشمن قومی ہین اقل قلیل پر بیچتا ہے اور حیران و نکال آخرت کے نہیں  
 ڈرتا آقصہ یوسف کے بھائیوں نے در ہم معدوہ لیے اور دستاویز بیع مالک کو دی اور کہا کہ اسکو  
 محافظت سے ایجا بیو نہیں تو بھاگ جاؤ گا چنانچہ مالک نے ایک زنجیر لہے کی بھاری بھائیوں کے  
 روبرو حضرت یوسف کے پیروں میں ڈالی اور ایک غلام حبشی بخلق بقلوس نامی کے سپرد کیا اور  
 قافلہ روانہ ہوا تو حضرت یوسف نے شور کیا کہ انکی آواز مالک کے کان میں پہنچی اسنے کہا میری  
 سواری کے وقت کون روتا ہے کسی نے کہا وہی عبری غلام روتا ہے اسنے حضرت یوسف کو اپنے  
 روبرو بلوایا جب حضرت تشریف لائے تو اسنے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں کیا حاجت ہے فرمایا کہ  
 تھوڑی مہلت ملے تو میں اپنے بیچنے والوں سے مل آؤں کہ شاید پھر انکو نہ دیکھوں مالک نے کہا  
 میں نے تمسا غلام باوفا اور ان سا طائفہ بیجا نہ سنا ہے نہ دیکھا حضرت یوسف نے فرمایا کہ شخص اپنے  
 لائق کام کرتا ہے غرض مالک نے اجازت دی کہ حضرت یوسف علیہ السلام بقلوس حبشی کے ساتھ  
 رات کے وقت ہزار دشواری زنجیر کشان و گریہ کنان اس مقام پر جہان بھائیوں نے بیچا تھا پوچھے  
 اسوقت بیو پھرے پر تھا اور لوگ سوتے تھے یہووانے زنجیر کی آواز سنے پوچھا کون آتا ہے  
 یہ کس کے پاؤں کی آواز ہے + ہر صدائے پائین جسکے سوطر کا ناز ہے + حضرت نے فرمایا کہ یوسف  
 آتا ہے یہوواو ڈر کر لپٹ گیا اور بہت رویا اور عرض کیا کہ امی بھائی دیکھیں قیامت میں ہمارا کیا حال ہے  
 افسوس کہ میرا کوئی شریک نہیں اور تن تنہا افسے عمدہ براہین ہو سکتا ہے اور بھائیوں کو آواز دی  
 کہ بیدار ہو یوسف علیہ السلام سے زحمت ہونے کو تشریف لائے ہیں بعضے شرم سے نہ اٹھے

بیٹے اٹھ بیٹھے مگر حضرت یوسف نے ایک ایک کو گلے لگا کے فرمایا کہ شکو اللہ سلامت رکھے گو  
 تھے مجھے سپرد اعیان کرو یا اور اللہ شکو حفاظت میں رکھے اگرچہ تھے مجھے منافع کیا اور اللہ تیرے رحم  
 کرے ہر چند کہ تھے مجھ پر رحم نہیں کیا اور اللہ تمہاری مدد کرے گو کہ تھے میری مدد نہیں کی بھائیوں  
 نے شرمندہ ہو کے کہا اگر شکو باپ کا خوف نہوتا اور اپنے سخن کی حیا نہوتی تو ہم بیشک تجھے پھینک  
 لبتے بعد اسکے حضرت یوسف علیہ السلام رخصت ہوئے اور قافلہ میں تشریف لائے تو قافلہ جلا اشفاق  
 راہ میں مقبرہ اسحاق علیہ السلام کا پڑا زمین انکی ماں کی قبر تھی سو حضرت یوسف اونٹ سے کود  
 پڑے اور قبر راہیل سے لپٹ کے روئے اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی تو ایک آواز خیزن قبر سے  
 حضرت یوسف علیہ السلام کے کان میں آئی کہ ام قریظہ العین تیری حالت دیکھ کر سخت بیتاب ہوں  
 فاصبر و ماصبرک الا باللہ عرض اس مقام میں توقف زیادہ ہوا اور حبشی نکیل اونٹ کی کپڑے  
 ہوئے آگے بڑھ گیا تھوڑی دور پر آئے منہ پھیر کر دیکھا تو حضرت یوسف اونٹ پر نظر نہ آئے  
 آئے جلدی سے دوڑ کے قافلے میں خبر کی کہ غلام بھاگ گیا یہ کہہ کر تلاش کے واسطے لوٹا دیکھا  
 کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک قبر سے لپٹے ہوئے روتے ہیں حبشی نے غصہ ہو کے ایک  
 طمانچہ مارا اور کہا کہ تیرے نیچنے والے سچے تھے تو بیشک بھگوڑا ہو اور گھسیٹ کر اپنی سواری  
 کے پاس لایا حضرت یوسف بیہوش ہو گئے جب بیہوش آیا تو فرمایا کہ یا رب میں گنہگار ذلیل مغرور  
 تیرے در پر آیا ہوں میرا قصور معاف کر اور جو میری عرض نہیں سنی جاتی تو ابراہیم و اسحاق و  
 یعقوب علیہم السلام نبی معصوم تھے انھیں کے واسطے مجھ پر رحم کر اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام  
 کو حکم ہوا کہ یوسف کا حال دریافت کر حضرت جبرئیل نے آگے پوچھا فرمایا کہ میں طاقت کا نام میں  
 رکھتا جبرئیل نے کہا اگر حکم ہو تو زمین کو زیر و زبر کر ڈالوں انکو منع کیا اور کہا ان ربی رحیم مگر استغ  
 چاہتا ہوں کہ ایسا کوئی معاملہ واقع ہو جس سے اہل قافلہ کو عبرت پیدا ہو اور خدا کے غضب سے  
 ڈرنے لگیں تب حضرت جبرئیل نے اپنا ایک پر زمین پر مارا کہ ایک آندھی چلی یا بدلی ایسی آئی کہ  
 اطمینان ہو گیا اور زمین تھر تھرانے لگی اور سارے اونٹ قافلے کے بھاگ چلے اور ایسی شور  
 مچا کہ فرشتوں نے جناب الہی میں عرض کیا کہ یا الہی تو نے کیسے کیسے تازیانہ اس لڑکے کو مارا  
 اور کس کس طرح سے اسکو ذلیل کروایا لیکن کبھی کبھی بھی ہوا اب ایک ہی طمانچے میں جان کو دیر  
 کیے دیتا ہوا رہا ہوا کہ اگر میں ماروں تو ماروں لیکن اوروں کا مارنا مجھے خوش نہیں آتا دیکھو  
 تمام حال آدم اور نبی آدم کا لوح محفوظ میں لکھا تھا کہ ظاہر ہوا اور ہوتا جاتا ہے لیکن فرشتوں کا

اجتماع فیہا من لیسد فیہا کما خوش نہ آیا تب مالک نے تین مرتبہ پکار کر کہا کہ اگر کسی نے قافلے میں کچھ گناہ کیا ہو تو قبل ہلاکت کے توبہ کرے جیسی نے کہا میں نے اس غلام عبرتی کی خدمت میں گستاخی کی تھی اور ایک طمانچہ مارا تھا کہ ہاتھ میرا خشک ہو گیا ہے اور اس حالت میں یہ غلام کچھ کچھ کچھ کہہ کر رہا تھا کہ اسی دم سے یہ آفت بڑی ہوتی مالک خود حضرت یوسف کے پاس آیا اور دست بستہ ملتس ہوا کہ بھو یہ یقین ہے کہ تو اللہ کے نزدیک بزرگ ہو سو یہ دعا کر کہ یہ آفت جاتی رہے حضرت یوسف علیہ السلام نے قسم کر کے دعا کی کہ بلا دفع ہو گئی اور اس غلام کا ہاتھ بھی اچھا ہو گیا مالک نے اسی وقت ہند اور زنجیر دور کر ڈالی اور پوشاک نفیس پہنا کے ایک معقول گھوڑے پر سوار کر لیا اور سردار قافلہ بنا کر لے چلا روایت ہے کہ جس وقت جدیشی کو زنجیر پڑائی ہو تو اس نے مالک سے کہا تھا کہ اے مالک تو شام اسی غلام کے واسطے چاس مرتبہ آیا اور بڑی تحفین اٹھائیں بلکہ نعمت تجب ہو کہ ایسے شخص سے اسطرح کی جبروتی کرتا ہے اور میں تو اس غلام کو نہایت ضعیف اور نازک پاتا ہوں طاقت ایسے بوجہ کی نہیں رکھتا مالک نے کہا یہ سب درست ہے اور عبرت کے خواب کی تفسیر بھی اسی کے موافق سامان کی تھی المافرق اتنا ہے کہ میں نے اسکو بیس درم کو بول لیا ہے اور سو سے نیشہ اور دل میں کشتے کہہ رہی اب تک میرا احوال پوشیدہ ہے حقیقت یہ ہے کہ سو اسے حضرت یعقوب علیہ السلام اور زینبہ کے کسی نے حضرت کو نہیں دیکھا سو حضرت یعقوب کی آنکھیں جاتی رہیں اور زینبہ کا جو کچھ حال ہوا ہر سونے اسی قصے میں معلوم ہو گا اور مالک ابن زعرار حضرت کو صورت اصلیہ پر دیکھتا کہ بھی مول لینے پر مستعد ہوتا اور جو مول بھی لیتا تو پھر کبھی جدا نہ کرتا اسی طرح حضرت کے بھائیوں نے نہیں دیکھا اور حضرت یعقوب سے زیادہ پیار کرتے کیونکہ ہمیشہ وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ہمارے باپ کو کیا ہوا ہے جو یوسف کو اتنا چاہتے ہیں ہم لوگ تو اُسے خوبصورت ہیں سجان اللہ کیا ہی پر وہ اللہ نے ڈالا تھا اور مالک کی عقل پر کیا ہی حجاب ہو گیا تھا کہ بینامہ کی شرطوں پر قائم ہوا حالانکہ بینامہ مشروط قابل اعتبار نہیں اور جو شرطیں بیع میں ہوتی ہیں سب فاسد ٹھہرتی ہیں مگر فقہر میں حضرت یوسف کے ریاست لکھی تھی کسی بات کا خیال نہ رہا اور عادت آئی بھی یوں ہی جاری ہے کہ جسکو بزرگی و عظمت شان عنایت کرنا چاہتے ہیں اکثر ریاضت ہی میں مبتلا کرتے ہیں اور منظور نظر یوں تھا کہ انکو تمام صلا باوشاہ کرین اور مصر یوں کو لونڈی و غلام بناوین اس واسطے پہلے سے ورد غلامی میں مبتلا کیا کہ اسکو یاد کر کے اپنے غلاموں سے بحسن خلق پیش آوین القصد حضرت یوسف علیہ السلام قافلے کے ساتھ مدینہ نیشان میں پہنچے وہاں کے لوگ انکو دیکھتے ہی عاشق ہو گئے اور انکی صورت کی

سورہ میں بندہ کے پوجنے لگے وہ ان سے پلکار دینے مابلس میں پہنچے تو وہ ان کے لوگ بت پرست  
تھے وہ سب تہوان کہ توڑ کے ایمان لائے سبحان اللہ کیا شان کہ بربانی ہر سہ طاق ابرو اس بت  
نگہ میں ادا کی نہ کیا کر سکتے کافر میر گئے کتنے مسلمان ہو گئے + اور تفسیر جستانی میں لکھا ہے کہ حضرت  
یوسف علیہ السلام شہر قدس کے قریب پہنچے تو امیر قدس نے خواب دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے  
کہ ایک نیک آدمی تیرے ملک میں آتا ہے چاہیے کہ اسکا استقبال کر اور اپنے مکان پر لاؤ اور اس کے  
حکم پر چل امیر قدس جگا اور استقبال کے واسطے شہر سے نکلا اور طعام ضیافت کے واسطے حکم دیا  
جب قافلہ شام میں پہنچا تو اہل قافلہ سے پوچھا کہ تمہارا امیر کون ہے اور کون ہے بولے مالک ابن زعر  
اسکو سخت تعجب ہوا کہ مالک ابن زعر وہ تین مرتبہ ہر سال اس طرف سے آتا جاتا ہے کبھی مجھو اسکے  
استقبال کا حکم نہیں ہوا سنو زامیر کا کلام تمام ہوا تھا کہ ایک سوار دو سو فرشتوں سے حضرت یوسف  
کی محافظت کرو آسمان سے اترائے امیر کو حضرت یوسف کا نشان دیا وہ دوڑ کے پاؤں سے ہوا اور  
عرض کیا تم کون ہو فرمایا میں وہ ہوں جسکے استقبال کو تو آیا ہے اسنے متحیر ہو کے کہا کہ آپ کو کس نے خبر دی  
فرمایا کہ میں نے تجھو استقبال کا حکم دیا امیر نے عرض کیا کہ مجھو کیا حکم فرمایا کہ بت پرستی چھوڑو امیر نے  
ہا بدین شرط فرمایا کہ تمہوں کہ آپ اول میرے بت سے ملاقات کیجیے اگر وہ سجدہ کر کے کہے کہ شخص  
صادق ہے تو جیسا آپ فرماتے ہیں میں بجا لاؤں فرمایا ربی فیعل یا ایثار و حکیم ما یرید عرض کہ امیر قدس  
حضرت سے باتیں کرتا قافلے کے ساتھ شہر میں داخل ہوا ایک مقام پر حضرت یوسف علیہ السلام نے  
تھوڑا توقف فرمایا تب امیر قدس نے حضرت کے پیچھے ایک لشکر عظیم دیکھا کہنے لگا کہ اس لشکر کے واسطے  
میرا مکان کافی نہیں اور نہ اتنا کھانا ہے جو انکو کھلاؤں حضرت یوسف نے فرمایا انکو اکل و شرب کی  
احتیاج نہیں یہ اللہ کا شکر ہے پھر امیر قدس اپنے بت کو اٹھا لایا اسنے فوراً سجدہ کیا اور زمین پر گر کے  
چوڑ چوڑ ہو گیا تب امیر قدس ایمان لایا اور اپنے مکان پر لے گیا اور طعام ضیافت حضرت کے رو بہ  
لا کر چینی دیا اور خاص حضرت کے واسطے ایک پیالہ شیر برنج کا رکھا حضرت یوسف نے اسمین سے  
اول ایک لقمہ اس شخص کو دیا جو حضرت کے پہلو میں بیٹھا تھا بعد اسکے خود حضرت نے تمام محفل کو اسی  
ایک پیالہ سے کھلایا مگر پیالہ جس طرح بھرا تھا ویسا ہی رہا امیر قدس متحیر ہوا اور اہل قافلہ سے متوجہ  
ہوئے کہ کون ہے جو اس شخص کو کھانا دے گا یہ سزا کا ہے کہ یہ تو ہمارا غلام ہے امیر نے کہا سردار کون ہے کہنے لگے کہ مالک  
ابن زعر ہے کہ امیر نے کہا اسکا نام کا یہ معجزہ ہے تو سردار کا معجزہ اس سے زیادہ ہو گا تب سب گھبرائے  
اور امیر نے کہا اللہ خیر من لیس بعد اسکے امیر قدس کا یہ ارادہ ہوا کہ ان لوگوں سے حضرت یوسف کو

یہ حصین لہین مالک ابن زعر اس ارادہ سے مطلع ہو کر جانب مستطمان بھاگا اور امیر قدس بارہ نہر سوار لیکر چھپے پڑا یہاں تک کہ قافا تمبوڑی دور رہ گیا وقت حضرت یوسف کی نظر سواروں پر پڑی سب کے سب بتقیر ہو کے اپنی سواری سے گر پڑے اور تین شبانہ روز غمش میں پڑے رہے یہاں تک کہ مالک مدینہ عریس میں پہنچ گیا اور وہاں سے مصر کی طرف کوچ کیا آقصہ مالک بعد قطع منازل حوالی مصر میں دریائے نیل پر پہنچا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ مصر ہے آپ غسل کیجیے اور اپنا سر و بدن خوب دھو ڈالیے اور پوشاک سفر کی اتار لیے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے غسل کیا اور مالک ابن زعر نے ایک تاج طلائی مرصع سہ مبارک پر رکھا اور منطقہ فقرتی کرتے باندھا اور زر و وزنی کی قباجسم مبارک میں پہنائی اور گلوبند طلائی مرصع جو اہل گلے میں ڈالا اور کنگانی اونٹ پر محبوب پیر کنگان کو سوار کرا کے لے چلا تو حسن خدا اور دیکھ کا عالم ملکوت میں ندائے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ بلند ہوئی اور دروازے مصر پر منادی غیب نے چکارا کہ اہل ساکنان مصر تمہارے شہر میں ایک جوان صدیق آتا ہے اسکی ملازمت تمہاری سعادت ہے اور موجب مرتبت مصر کے لوگ سنتے ہی دوڑ پڑے کہ دیکھیں وہ جوان کہاں ہے اور مالک حضرت یوسف علیہ السلام کو لیکر اپنے دو لٹخانے میں پہنچا شہر کے لوگ تمام شہر میں تلاش کرتے رہے دوسری مرتبہ پھر آواز آئی کہ اُس جوان کو مالک ابن زعر خراعی کے گھر میں تلاش کرو صبح کو کٹر اہل مصر خانہ مالک کا طواف کرنے لگے اور اُسکے دروازے پر مجازیب کی طرح شور مچایا کہ مالک نے بھمت پر چڑھ کر پوچھا کیا شور ہے اور کون لوگ ہو اور کیا درخواست رکھتے ہو بولے تیرے گھر میں محبوب صدیق ہے اسکی زیارت کرنیگی مالک تعجب ہوا کہ یہ عجیب بات ہے کیا دیکھینگے اور کس بات کے مشتاق ہیں کیونکہ یہ شخص بھی ایک آدمی ہے جیسے اور آدمی اسی وقت فرشتے مصاحب حضرت یوسف نے بصورت آدمی ہو کر فرمایا کہ اہل مالک اُسے کہدے کہ اگر ایک ایک دینار منہ دکھلائی لاؤ تو دکھاؤ مالک نے یہی درخواست کی سب لوگ راضی ہو گئے اور دروازہ کھلوا کے گھر میں داخل ہوئے کہ چھ لاکھ دینار مالک کو منہ دکھلائی میں اسی دم ملے اور مصریوں کا یہ حال ہوا کہ مشاہدہ جمال یوسفی سے مجنون ہو گئے اور جب باہر نکلنے لگے تو گھر کا دروازہ بھول گئے تب مالک نے اپنے غلاموں سے ہاتھ پکڑوا کے ایک ایک کو باہر نکالا جب باہر آئے تو ایک دوسرے کو نہ پہچانتے تھے اور اپنے گھر کی راہیں بھولے ہوئے تھے اور سوائے تذکرہ حضرت یوسف علیہ السلام دوسرے کلام سے زبانیں اُنکی نا آشنا ہو گئی تھیں بلکہ زبان حال ہر ایک شخص کی یوں مترنم تھی

جان بتیاب اسیرم گیسوی تو شد + دل شہادت طلب از خنجر بروی تو شد + چشم آئینہ و گردلوہ کہ رو کہ  
تو شد + باز حیران زحمت ز گس باد روی تو شد + برخت ماہ فلک در چہ حساب ست ملی + روی خوشید  
قیامت نخل از روی تو شد + فارغ از در و مسجدہ محراب شدم + صندل روی چنین خاک سر کوی تو شد  
دوسرے دن مالک نے حضرت یوسف کو ایک بلند مکان پر بٹھایا اور سنائی کر دئی کہ جسکو آج  
رکھنا ہو وہ وہاں دیکر دیکھے اس دن بارہ لاکھ دینار منجھ دکھائی میں آئے کتب اجبار سے روایت ہر کہ  
دوسرے یا تیسرے دن جب اہل مصر جمع ہو کے آئے تو مالک اپنے گھر کے صحن میں تخت پر تاج طلا  
سر پر رکھے ہوئے تنہا بیٹھا تھا اور ایک چھتری ہاتھ میں تھی تب ہر ایک نے سلام علیک کی مالک نے  
جواب دیکر مخالف شام ہر ایک کو دیے اور کھانا اچھا کھلایا شراب بہتر لپائی بعد اسکے کہا کچھ حکو حاجت جو  
تو م نے کہا حاجت یہی ہو کہ اسی محبوب کو دکھاؤ اور جو بیجا منظور ہو تو ہم زیادہ سے زیادہ قیمت دینے کو  
تیار ہیں مالک نے کہا آج کوئی سبیل اسکے دیکھنے کی نہیں ہر پر کجا بیجا البتہ منظور ہو اگر اللہ چاہے  
تو روز جمعہ ماہ آئندہ کو اس زمین پر جہان غلام کہتے ہیں اس لڑکے کو بھی لاؤ گا اگر چند پڑے لیجو بیجا  
تو م نے وعدہ مضبوط لیا اور نصبت ہو سے اور مالک نے اس مقام میں جہان غلام بیچے جاتے  
تھے ایک قبہ بنوایا اور اس میں صندل کی کرسی مصع جو اہر بھپائی جب یوم ہو آیا تو علی الصبح  
بتایخ دہم محرم حضرت یوسف علیہ السلام کو انواع زیور و لباس سے آراستہ کر کے بٹھلایا اور سنائی  
نے ندائی کہ جسکو خرید کرنا ہو حاضر ہو سو اکثر اہل مصر عورت و مرد چھوٹے اور بڑے عابد و زاہد عالم  
و حکیم انہی انہی پونجیان لیکر حاضر ہوئے اور اس عرصہ میں بادشاہ مصر ابن ولید علیق تھا لکن اسنے  
تھوڑے دنوں سے امور سلطنت قطفیر یا ظفیر ابن روجیب مصری کو جسکو عزیز بھی بولتے ہیں سب  
کر دیے تھے سو عزیز بھی بائزک و اقشام بنا بر مشاہدہ جمال یوسفی حاضر ہوا جب اس میدان میں  
کثرت آدمیوں کی ہوتی تو مرد ایک طرف کھڑے ہوئے اور عورتیں دوسری طرف اور حال تھا  
کہ بعضے صرف نظارے کو آئے تھے اور بعضے خریدنے کو جب صفیں عالیہ دن کی آراستہ ہوئیں سب  
صلاح کر کے ایک ایچی مالک ابن زعر کے پاس بھیجا کہ اب اس محبوب کو جلد لاؤ کہ زیادہ اس سے  
تاب نہیں ہے عید ست و موسم گل دیاران و انتظار + ساقی برو سے یار بین ماہومی بسیار +  
پاؤ بکو کہ اسے بت نامہربان پیرس + مارا کہ عاشقان تو مردند ز انتظار + دل دادہ ایم و مہر تو از جان  
خریدہ ایم + بر ما جفا و در و فراق تو رادار + تو ناز میں حسنی و خلقے نیاز مند + چشمی نیاز جانب دل نیاز  
دار + اور روزگار بجز تو روزم سیاہ شد + بر روز من بین کہ چاکر در روزگار + جب ایچی پونچا تو مالک

نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر عرض کیا کہ اے محبوب سے آج تو گھر سے نکل اپنے خدا کے واسطے + ایک جہان پر منتظر تیرے لقا کے واسطے + تب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کچھ بھی حذر نہیں جہاں تیرا دل چاہے لے چل سے رشتہ درگزر ہم ننگندہ دوست + میسر دہر جا کہ خاطر خواہ دوست + مالک نے عرض کیا کہ آپ کچھ بیخ نہ کیجیے آپ کو مرتبہ عظیم حاصل ہونے والا ہے بعد اسکے نقاب چہرہ مبارک پر ڈال کر گھر سے باہر لایا اور ایک گھوڑے مشکین پر سوار کیا تو اس وقت مالک ابن زعر کے ساتھ دس ہزار آدمی سردار مصر تھے سب لوگوں نے رکاب تھامی سے عرشیاں چنچ پھیرت سے یہ کہتے تھے ہم + جس گھڑی گھوڑے پر اٹھیے ہیں یوسف بن نھن + وامن ابر سے یہ رو سے قمر نکلا ہو + یا ہونی طور پر شمع تجلی رود انحضرت یوسف سوار ہو کے مقام مہود کی طرف تشریف لے چلے راستے میں آسمان کی طرف دیکھا کہ تبسم ہوے اور کہا کہ اللہ اور رسول اسکا سچا ہوتا ہے ہر ایوں نے عرض کیا کہ آپ کے پاس خدا کا رسول آیا تھا فرمایا کہ جب میں کنوئین میں تھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر اللہ کا سلام کہا اور فرمایا کہ صبر کر ایک دن مصر کا مالک ہو گا اور عزیز مصر اور بادشاہ مصر تیری خدمت کی نیگی اور اکثر سردار مصر رکاب پکڑ کے دوڑینگے سو میں اسکا اثر پاتا ہوں سب کو تعجب ہوا کہ نے کہا یہ شخص بڑا صادق ہے انحضرت سوامی حضرت کی متصل قبیل کے پورنچی تو مالک نے آواز دی کہ اے عاشقان مصر محبوب و مطلوب تمہارا رونق افروز مخلص ہوتا ہے اسکا سراپا ستونے نسرین برنے من غذا رسے + در گلشن دلبری ہمارے + ہر جا کہ جلوہ قامت افراخت + قامت عالم قیامت افراخت + رخسارہ چین کمر رگ گل + آشفقت زلف زلف شبلی + غارتگر ہوش نس نرس ست + مہرگان سیہ پیالہ در دست + انداز نگہ بلا سے دوران + ابروی خمیدہ آفتابا آن خال سیاہ عنبر لود + درویدہ حسن مردک بود + بر ماہ خوش نظارہ افتاد + از چشم جہاں تارہ افتاد + آس آواز سے طالبان مصر نے آنکھیں کھولیں تو تابش نور یوسفی سے آنکھیں جھپک گئیں اور سب ہوش ہو گئے ہوش جا آرا بنگاہ کے ساتھ + صبر نصبت ہوا اک آد کے ساتھ + جب حضرت علیہ السلام قبیل پر پہنچے اور گھوڑے سے اتر کے کرسی پر جلوہ فرمایا تو اہل مصر نے گھیر لیا تب سادوی نے آواز دی کون مول لیتا ہے اس غلام کو اور کسکو قدرت ہے مول لینے سب لوگ شرا گئے روایت ہے کہ بوقت سادوی نے نکالی عاشقوں نے ایسا جھڑٹ کیا کہ پھسین ہزار عورت و مرد از وحام سے مر گئے اور پانچ ہزار عداوت بفر سے اور تین سو ساٹھ باکرہ کی چھاتی چھٹ گئی

سرا سکا یہ تھا کہ اس وقت اللہ جل شانہ نے صورت اصابیہ حضرت یوسف کی دکھلائی تھی بعد اسکے  
سنا وہی نے پھر مذاکی کون مول لیتا ہو غلام فصیح بلیغ صبیح کو حضرت یوسف نے فرمایا کہ یون  
پکار کون لیتا ہو غلام غریب مسکین خزین کو تب پکارنے والے نے جواب دیا کہ میری یہ طاقت  
نہیں کہ اس طرح پکاروں غرض کہ مصر یون نے خریداری میں کوشش کی اور حضرت یوسف نہایت  
تعمگین تھے اس حال میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ حضرت رب العالمین فرماتے ہیں  
کہ اے یوسف تو غم نہ کر تجھ کو اس شہر سے باہر نہ نکالوں گا جب تک تمام اہل شہر کو تیرا غلام نہ بناؤں گا  
حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اہل مصر اس وقت تین فرقے ہو گئے تھے متانہ یہوش مجنون  
کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ اس حال میں ملک ریان بادشاہ مصر بھی حاضر تھا اس نے صورت یوسف  
علیہ السلام کو دیکھ کر کہا کہ یہ لوکا ہرگز کسی کا غلام نہیں ہو میں تو اسکی صورت میں آثار امارت پاتا ہوں  
اسکا خریدنا بہتر نہیں ہے اور میں اسکی قیمت نہیں دے سکتا ہوں یہ کہہ کر مع حشم و خدم پلٹ آیا  
تب اور لوگوں نے مول لینے کا ارادہ کیا ایک سو ڈاگرنے دو ہزار دینار قیمت کیے اور دوسرے  
نے بیس ہزار قیمت کی اسی طرح قیمت بڑھ چلی کہ لاکھ دینار پر نوبت پہنچی اور اس وقت زلیخا کہ  
باجازت عزیز حاضر تھی بسبب اوب کے دم نہ مارتی تھی یہاں تک کہ عزیز نے زلیخا سے کہا کہ  
میرے کوئی لوکا نہیں ہے اگر صاحت ہو تو اس غلام کو خرید کر دن زلیخا لے کہا بہت مناسب میرے  
پاس بھی نقد و جنس بہت ہے اگر تو اعانت کرے تو میں بھی قدم اس اعظم پر رکھوں اس گفتگو میں  
تھی کہ بازغہ بنت طالون عمالقیہ ابن مسعود ابن زیاد ابن عاد اکبر بانی ارم کہ اہالیان مصر میں بڑی  
مالدار اور قوم کی شہزادی تھی ایک ہزار موتی و دو دو مشقال کے اور ہزار یاقوت پانچ پانچ مشقال کے  
اور ایک طبق میں فیروزے وغیرہ جواہرات اور ایک ہزار خچر سونے و چاندی کے بھرے ہوئے  
لیڈ آئی جب حضرت یوسف پر نگاہ پڑی تو زبان بلبل حال یون نعمت زن ہوتی سے اسی بومی  
نحلت بلا سے جاہنا + رومی تو بہار گلستا ہنا + سو داسی تو دشت کرو آباد + ویران فگند خانانہا  
یہ بھرانے عرض کیا کہ اے امیڑ کے تو کون ہو اور تجھ کو کس نے پیدا کیا ہے اور زبان حال سے گویا ہوتی سے  
توئی کہ نعل سمدت سر نعلک راج + بکھل خاک رہت دیدہ ملک محتاج + رخ کو کعبہ وز مزمجہ زرخندانہ  
قد تو طوبی وز لعل تولیۃ المعراج + توئی بکشورول بادشاہ لشکر عم + روادار کہ ملک دلم کند تاراج +  
تراست صورت و معنی کہ صورت و معنی + معنی آمدہ از صورت در استخراج + کزیدہ و تیری زنجیر غیب +  
کہ از تو کجہ توحیدیشو و معراج + دو چشم مست تو آشوب جملہ ترکستان + بچین زلف تو با چین و ہندہ

داوود خراج + بیاض روی تو روشن تر آمد از رخ روز + سواد زلف تو تا ریکتر ز نطلت داج + او محبوب محبو  
 انبی حقیقت اصلیه سے آگاہ کر تو میں ایمان لاؤں اور یہ سب مال و اسباب تیرے مول لینے کو  
 لائی ہوں مگر قیمت تیرمی تمام و نیا دمانیہا سے زیادہ ہو حضرت نے فرمایا کہ میں بھی ایک بندہ ہوں  
 بندگان سے جسے تجھ پر کیا اسی نے خاک سے مجھے بنایا ہے تو تب شہزادی نے کہا امنت باللہ الذی  
 بہ بھر جبکہ مال و اسباب لائی تھی سب صدقہ کیا اور نعمت ہو کے چلی اور گویا کہ یہ دل سے کہتی تھی  
 صدرہ بصد کر شہ ز من بر و بار دل + بخشیدہ فیض عشق بہ بیدل ہزار دل + بر روی آتشین تو ہر گز وقتہ نگا  
 بیرون جہد ز سینہ بزرگ شہزاد دل + جائز افدای شعلہ عذاران کہ میکند + پروانہ دل فرقیہ دل پیچار دل  
 ہر چند پاز بزم تو ہر روں کشیدہ ام + ہر جامی خود گذاشتہ ام یادگار دل + ہر جا کہ بہت خاک رہ جلوہ گاہ  
 بیچارہ دل تہذوہ دل خاکسار دل + اور ایک گھر خازم میں بنا کے بیٹھ رہی اور مشغول بعبادت  
 خدا ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ بازغہ نے مالک سے کہا کہ یہ سب مال یوسف کے مول لینے کو لائی  
 ہوں سوا اپنے خزانہ میں رکھ اور یوسف کو میرے تفویض کر مالک نے چاہا کہ بیچوں زلیخا نے ایک  
 دلال بھیجا پیغام دیا کہ ہفتہ راتہ و جنس بازغہ دیتی ہو میں بھی دینیے کو تیار ہوں اور تیس دانہ مرداریہ  
 اور ہوزن یوسف علیہ السلام مشک و کافور و عنبر اور نہر ار جائہ میاں مصری اور زیادہ کرتی ہوں  
 یوسف کو میرے سپرد کر مالک نے قبول کیا بازغہ نے کہا میں سو رطل سونا اسپر زیادہ کرتی ہوں اس  
 رو و بدل میں زلیخا کے ملازموں نے یوسف علیہ السلام کو تخت سے اٹھالیا اور زلیخا کے گھر پہنچایا  
 اور بازغہ حسرت و اندوہ میں مجنون ہو کر مگر گئی مگر صحیح یہ ہو کہ بازغہ بنت طالون کے بعد زلیخا نے عزیز  
 سے اجازت چاہی کہ میں بھی یوسف کے دیکھنے کو جاؤں عزیز نے بخوشی اجازت دی چنانچہ زلیخا بھی  
 اپنے مکان سے سوار ہو کے محل بیع میں پہنچی جب حضرت یوسف پر نگاہ پڑی تو بیتاب ہو گئی اور  
 زبان حال یوں گویا ہوئی سے فروغ این رخ تابان نجوماب میدیم + شب بر آمدن آفتاب میدیم +  
 نیال زلف سیاہت مگر بخاطر بود + کہ دغ سینہ پر از مشکنا ب میدیم + سحر سیاہ زخست بسکہ گریہ میکردم +  
 بجای اشک برامن گلاب میدیم + اور زبان شوق نے یہ کہا ہے تا پروہ ز خسارہ چوماہ تو بر افتاد  
 از پروہ بسی راز نہانی بدرافتاد + بود آتش رخسار تو چون سیوہ تو مید + از بہر کلمہ آتش اداں شہر افتاد  
 بالالہ صبا شرح گل و می تو میکرد + دل سوختہ را آتش جان در جگر افتاد + اور زبان و جمل یوں ترنم ہو  
 سے شد احمد کاین ماہ تھا باز آمد نہ نجت برگشتہ ما باز با آمد + باز تاسیہ ازان بال جا یوں فلک آمد +  
 پر سر وقت من امروز ہا با آمد + بروای ہجر ز شیم کہ وصال آمد باز + بلذرای درد ز جانم کہ دو ابا ز آمد +

یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بھی ایک بندہ ہوں  
 بندگان سے جسے تجھ پر کیا اسی نے خاک سے مجھے بنایا ہے  
 تو تب شہزادی نے کہا امنت باللہ الذی بہ بھر جبکہ مال  
 و اسباب لائی تھی سب صدقہ کیا اور نعمت ہو کے چلی  
 اور گویا کہ یہ دل سے کہتی تھی صدرہ بصد کر شہ  
 ز من بر و بار دل + بخشیدہ فیض عشق بہ بیدل ہزار  
 دل + بر روی آتشین تو ہر گز وقتہ نگا بیرون جہد  
 ز سینہ بزرگ شہزاد دل + جائز افدای شعلہ عذاران  
 کہ میکند + پروانہ دل فرقیہ دل پیچار دل ہر چند  
 پاز بزم تو ہر روں کشیدہ ام + ہر جامی خود گذاشتہ  
 ام یادگار دل + ہر جا کہ بہت خاک رہ جلوہ گاہ  
 بیچارہ دل تہذوہ دل خاکسار دل + اور ایک گھر خازم  
 میں بنا کے بیٹھ رہی اور مشغول بعبادت خدا ہوئی  
 اور بعضے کہتے ہیں کہ بازغہ نے مالک سے کہا کہ یہ  
 سب مال یوسف کے مول لینے کو لائی ہوں سوا اپنے  
 خزانہ میں رکھ اور یوسف کو میرے تفویض کر مالک  
 نے چاہا کہ بیچوں زلیخا نے ایک دلال بھیجا پیغام  
 دیا کہ ہفتہ راتہ و جنس بازغہ دیتی ہو میں بھی  
 دینیے کو تیار ہوں اور تیس دانہ مرداریہ اور ہوزن  
 یوسف علیہ السلام مشک و کافور و عنبر اور نہر ار  
 جائہ میاں مصری اور زیادہ کرتی ہوں یوسف کو  
 میرے سپرد کر مالک نے قبول کیا بازغہ نے کہا میں  
 سو رطل سونا اسپر زیادہ کرتی ہوں اس رو و بدل  
 میں زلیخا کے ملازموں نے یوسف علیہ السلام کو تخت  
 سے اٹھالیا اور زلیخا کے گھر پہنچایا اور بازغہ  
 حسرت و اندوہ میں مجنون ہو کر مگر گئی مگر صحیح  
 یہ ہو کہ بازغہ بنت طالون کے بعد زلیخا نے عزیز  
 سے اجازت چاہی کہ میں بھی یوسف کے دیکھنے کو  
 جاؤں عزیز نے بخوشی اجازت دی چنانچہ زلیخا بھی  
 اپنے مکان سے سوار ہو کے محل بیع میں پہنچی  
 جب حضرت یوسف پر نگاہ پڑی تو بیتاب ہو گئی  
 اور زبان حال یوں گویا ہوئی سے فروغ این رخ  
 تابان نجوماب میدیم + شب بر آمدن آفتاب میدیم +  
 نیال زلف سیاہت مگر بخاطر بود + کہ دغ سینہ  
 پر از مشکنا ب میدیم + سحر سیاہ زخست بسکہ  
 گریہ میکردم + بجای اشک برامن گلاب میدیم +  
 اور زبان شوق نے یہ کہا ہے تا پروہ ز خسارہ  
 چوماہ تو بر افتاد از پروہ بسی راز نہانی  
 بدرافتاد + بود آتش رخسار تو چون سیوہ تو  
 مید + از بہر کلمہ آتش اداں شہر افتاد  
 بالالہ صبا شرح گل و می تو میکرد + دل  
 سوختہ را آتش جان در جگر افتاد + اور زبان  
 و جمل یوں ترنم ہو سے شد احمد کاین ماہ  
 تھا باز آمد نہ نجت برگشتہ ما باز با آمد +  
 باز تاسیہ ازان بال جا یوں فلک آمد + پر  
 سر وقت من امروز ہا با آمد + بروای ہجر  
 ز شیم کہ وصال آمد باز + بلذرای درد  
 ز جانم کہ دو ابا ز آمد +

لب شیرین تو اتم ملخی بجران بر بود + دل شکن تو بر مہر و وفا باز آمد + تیرہ بود آئینہ دید و نم دیدہ ماہ آخر  
از عکس جالت بصفا باز آمد + حضرت عبداللہ ابن عباس اور وہب ابن ہنبتہ سے منقول ہے کہ زلیخا کی  
بتیابی کا سبب یہ تھا کہ زلیخا طیموس بادشاہ کی بیٹی تھی اور حسن و جمال میں نظیر اپنا رکھتی تھی سو اسکو سات  
برس کی عمر میں ایک واقعہ عجب پیش آیا کہ ایک دن بستر عیش پر آرام کرتی تھی خواب میں دیکھا کہ ایک جوان  
حور و شہین عدا چون آب زندگانی لطیف ز قمار میرے پاس کھڑا ہے جب خواب سے بیدار اور اس سے  
بیشمار ہوئی تو مخض میوانی تھی کہ اپنے کپڑے پھاڑتی اور لوگوں سے مثل بری بھاگتی مگر اس کیفیت کے  
انخاف میں کمال کوشش کرتی اور اکثر خاموش اور از خود فراموش رہتی جب رنگ روز در پیر گیا اور روز بروز نہ  
بدن پر ضعف و منخامت نظر آنے لگا تو لونڈیاں اور بدایان در پر تحقیقات ہوئیں کوئی چشم زخم ستانی اور  
کوئی سحر قرار دیتی اور کوئی نسبت بخون کرتی مگر جو اہل دل تھے وہ عشق اور محبت قرار دیتے تھے آخر ایک  
دن زلیخا کی دایہ نے ایک گوشہ میں لیجا کر حال پوچھا زلیخانے خواب اپنا بیان کیا اُس نے کہا کہ وہ جوان جو  
تو نے خواب میں دیکھا وہ شیطان تھا اور وہ بستی شیطان پر کمال نادانی ہے شیطان کا یہی کام ہے کہ کبھوں  
بصورت خوش نظر آتا ہے اور کبھوں بصورت زشت زلیخانے کہا کہ ہمیں کو ایسی صورت بننے کی ہرگز  
طاقت نہیں دایہ نے کہا بہر حال اس خیال سے دل کو خالی کرنا چاہتے زلیخانے کہا میں کار دل  
اسد کار من نیست - دل در کف اختیار من نیست + دایہ نے جانا کہ اس درد کی وہاں جو اصل محبوب نہیں اور  
اس زخم کا مرہم سوائے لب عشق نہیں ناچار ہر کھڑکیوں سے بیان کیا اُس نے اہلبا اور منجمن و معتبرین  
محققین کو طلب کیا طیبوں نے نبض قارورہ دیکھ کر کہا کہ کسی طرح کا مرض اسکو نہیں منجمن نے کہا  
کہ اس لڑکی نے عزیز مصر کو خواب میں دیکھا ہے اس پر عاشق ہو بادشاہ نے کہا کہ اس سخن کو پوشیدہ رکھنا چاہیے  
اور پناہ سے امتحان کرنا لازم ہے روایت ہے کہ ایک برس اسی کیفیت میں گزارا دوسرے برس پھر وہی صورت  
خواب میں نظر آئی تو اسے نزدیک جا کر قسم دی اور کہا کہ مجھ کو اپنے حال سے خبر دے اور حسب ذہب اپنا بتلا  
اُس صورت نے زلیخا سے کہا کہ میں انسان ہوں اور تیرے واسطے ہوں اور تو میرے واسطے ہو پس  
تو نہ اختیار کرنا کوئی شوہر سوائے میرے جب بیدار ہوئی تو اور بھی بتیاب ہوئی اور صبر تک بقیہ رہی آخر  
طیموس نے پوچھا کہ اسکو کینہ کیا حال ہے زلیخانے کہا میں نے شب گذشتہ میں پھر وہی حال با کمال دیکھا اور  
جو مجھے پوچھتا تھا میں نے ہتھنسا کر لیا طیموس نے کہا کہ سنئے اپنا مقام بھی بتلایا کہا نہیں جب بادشاہ نے  
زیادہ اشفتہ حال دیکھا تو مقید مہس فرمایا تیسرے برس حالت قید میں وہی خواب دیکھا اور عرض کیا کہ  
اگر محبوب مجھے اپنا مقام ارشاد کرے تو فرمایا کہ مصرع عزیز مصرم و مصرم مقام است + جب بیدار ہوئی تو اپنے

باپ سے کہنے لگی کہ اب مجھے قید سے تجات دے کہ میں مصر میں جا کر اپنا مطلوب حاصل کروں  
 کیونکہ آج میں نے محبوب کا مکان پوچھ لیا ہے وہ غریزہ مصر ہی تو ایت ہے کہ مصر اس مقام سے چھ  
 مہینے کی راہ پر تھا سو طیموس نے زلیخا کو مضطر دیکھ کر باضطرار تمام غریزہ مصر کو خط لکھا کہ میری  
 ایک لڑکی ہے بعض فسات کمال آراستہ اور زیور حسن جمال سے ہے راستہ اکثر لوگ سلاطین اسکی رغبت کرتے ہیں  
 پر میں بگوشہ دل تجسے بیاہا چاہتا ہوں غریزہ نے اپنا فخر بھجا اور طوطا پاتھت ملازمت شریف بادشاہین حاضر  
 ہوا کہ بادشاہ نے زلیخا سے نکاح کر دیا اور ہزار لونڈی اور ہزار غلام اور ہزار خیر اور ہزار اونٹ زلیورات سے  
 آراستہ اور چالیس اونٹ ویسا و حریر کے اور نقد و خیمے موافق رسم بادشاہان عنایت کر کے زلیخا کو حست کیا  
 اور بعضے کہتے ہیں کہ غریزہ مصر بادشاہ کے پاس نہیں گیا صبر جو اب نامہ بادشاہ لکھ بھیجا تب بادشاہ نے بنظر ضطر  
 زلیخا کو دلہن بنا کر روانہ مصر فرمایا جب لیلینا قریب مصر کے پہنچی تو غریزہ مصر بازرگ ہشتام استقبال کو آیا اور کمال  
 اعزاز و تکریم محل شامی میں لایا زلیخا اپنے دل میں عرش تھی کہ اب مجھ سے ملوگی اور اپنے معشوق کے دیدار سے مسرور ہوگی جیسا  
 ہوئی تو غریزہ مصر نے خیمہ عروسی میں قدم رکھا اس خیمہ میں زلیخا اور ایک ایہ اسکی تھی زلیخا نے دایر سے  
 کہا دل تمنائے وصل اور دار و چہ بلا مشکل آرزو دار و اب جلدی غریزہ کو لاؤ کہ زیادہ اس سے  
 تاب نہیں رکھتی ہوں سے علاجی کن کہ یک دیدار نیم + زین پس صبر را دشوار نیم + تب دایہ نے  
 خیمہ کو بھاڑ دیا زلیخا نے غریزہ کو دیکھا اور نہایت عمدیدہ ہوئی سے بزخاک نشست دست پیمان  
 باحسرت و دواع و درد حرمان + طاقت زبرد کنارہ میکرو + جان سو سے اجل اشارہ میکرو + اور  
 بولی کہ ایہ دایہ یہ شخص وہ نہیں ہے جسکو میں نے خواب میں دیکھا تھا سے بخون غلطید از حسرت نگاہ  
 واپسین من + متم شہانتظار مرگ بر جان خیرین من + زخاک گلشنم زبخل حسرت بر نمی خیزد + عجب  
 خاصیتے دار و ہوا می سز زمین من + بعد اسکے نقاب اپنے چہرہ پر ڈالا اور دایہ سے کہنے لگی کہ یہ کو  
 شخص نامحرم میرے پاس آتا ہے آئے کہا کہ تیرا شوہر ہر شے ہی زلیخا ہوش ہو گئی جب صبح کو نئی انجلہ  
 افاقہ ہوا تو ایک آہ سرد دل پرورد سے کھینچا دل ہی دل میں کہنے لگی سے نہ آنست این کہ من  
 در خواب دیدم + بخت و جوش این محنت کشیدم + نہ آنست این کہ عقل و ہوش من برد + عنان  
 دل بہ ہوشیم بسپرد + نہ آنست این کہ گفت از خویش رازم + ز بیہوشی ہوش آور د بازم + درینا  
 بخت سستم سختی آورد + طلوع احقرم بخبتی آورد + اور دایہ نے عمدیدہ اور زنجیدہ دیکھ کر پوچھا  
 خیر تو ہوا ب کس بات کا رنج ہے زلیخا نے کہا سے گواہ در د نہان ناہ خیرین من ست + دلیل سوز  
 درون آہ آتشین من است + اسی وقت ہاتھ نے آواز دی کہ اموز لیلینا صبری لان الصبر سیرا

سے یوسف گم گشتہ باز آید مکنان غم مخور + کلبہ اخزان شود روز سے گلستان غم مخور + پامی در  
 میدان عشق ارمی نہیں مردانہ + از بلای سز سز و ز آفت جان غم مخور + گرچہ جانسوز است  
 در و ہجر جانان صبر کن + کز وصال دوری روز سے بر زمان غم مخور + چون ترا با وصل جانان آصال  
 سر رسیدت + کز بصورت غائب ست از دیدہ جانان غم مخور + آخر زلیخا رونے لگی پھر فریب سے  
 آواز آئی کہ اے غم دیدہ فراق رسیدہ اپنا عشق کسی پر ظاہر نہ کر اور جس عزیز سے تجھے نفرت ہو  
 آخر کار یہی وسیلہ اتصال محبوب ہو جائیگا اس وقت سے زلیخانے سکوت اختیار کیا لیکن صبح کو  
 خیال وصل میں یوں کہا کرتی سے اسی صبا نکست از خاک رہ یار بیار + براندوہ ز دل شروہ و دلار  
 بیار + نکتہ روح فرا از لب و دلار بگو + نامہ محوش خبر از عالم اسرار بیار + اور تصور صورت کر کے  
 کہتی تھی سے چشمت ز نگہ دررگ جان نیشتر انداخت + شکرگان تو پیکان ہلا بگر انداخت +  
 عمر سیت کہ آوارگی قافلہ عشق + مار از دیار سے بیدار و گرانداخت + حسن است کہ در دست تو  
 شمشیر ستم داد + عشق ست کہ کارم تو بیدار و گرانداخت + گیسوی سیاہت ز جگر و دہر آورو +  
 ز خسارہ فروزان تو در جان شتر انداخت + در عشق برادھی کہ ولہ بال کشاشد + جبریل ز کو تہا  
 پرواز پر انداخت + اور رات کو بستر غم پر تیار ہو کر سیازہ کھینچی اور عاشقانہ اس مضمون کو  
 پیکار کرتی سے زمین پیش فنا نم سرو بگ اثری داشتہ + آن شکل از رو محبت خبر سے داشت +  
 خنجر نگے کھلے عربہ جو سے + زمین پیش ہا سینہ نگاران نظر سے داشت + اور اکثر تہائی کی کتہ میں  
 دل سے کہتی کہ افسوس اب میرا خواب میں دیکھنا بھی جا آ رہا اور میری ساری مشقت راگان ہوئی  
 اور عزیز کو محبت و شوق کی دم بدم شدت تھی اور زلیخا کو روز بروز نفرت مگر اس بات کو کسی نے  
 نہیں جانا جب کہ یوں عزیز کو میل مباشرت ہوتا تو پہلو میں ایک جانب پر سورتھا اور معانقہ اور تقبیل پر کتفا  
 کرتا اور لپٹے کہتے ہیں کہ ایک جسم میں زلیخا اور عزیز کے ہو جاتا تھا کہ زلیخا صحبت عزیز سے محفوظ  
 رہتی تھی اور صبح یہ ہو کہ عزیز نے غم مخور محض تھا القصد زلیخانے ایک مدت دراز اس غم و اندوہ میں بسر  
 جب عدائے یوں دکھایا کہ حضرت یوسف بازار عاشقوں میں بوسیلہ مالک ابن زعر کئے کو آئے اور مصر کے  
 امیر ز سز و اسے نقشہ بیکر عاشقانہ خریداری کو حاضر ہوئے تو عزیز مصر نے زلیخا کو بھی اجازت دی کہ تو  
 بھی غلام عبری کے دیکھنے کو حاضر ہو اب تک اسکو خبر نہ تھی کہ وہ غلام کون ہے جب بازار عاشقوں میں پہنچی  
 تو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ٹوٹتی ہوئی اور خود ہی بک لگی اور بچھے کہتے ہیں کہ زلیخا محل بیعت  
 میں نہیں گئی ایک جھوٹے سے حسن یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر بیہوش ہو گئی اور اپنی دانی سے

ہوئی کہ یہ وہی شخص ہو جسکو میں نے خواب میں کسی مرتبہ دیکھا تھا اور ایک خادمہ سے کہا کہ تو یوسف  
 کے پاس جا کر میری طرف سے کہہ دے کہ سوائے میرے کسی کو اختیار نہ کرنا اور میں سارا خزانہ اپنا  
 تجھ پر صدقے کر دوں گی اور میں نے تجھ کو خواب میں اپنا دل دیا اور بہت مدت دراز سے بلائے محنت  
 میں گزار رہا ہوں سے آج چہ کشر فغان حسرت + آتش افتد بجان حسرت + اور یہ بھی کہد نیاس نغز  
 سرخ دل من شراب ناب نخل + بو وز سینہ بریان کن کہا ب نخل + قمر بدو جبین تو شرمسار شست +  
 ز پیش روی تو برخواست آفتاب نخل + ز فرط کاشش غم ناتوان ترا ز پریم + شدم مہمد شباب از رتہ  
 شباب نخل + اور یہ کہد نیاس حدیث دروہجران ماجرای داغ دل بشنو + ز فریاد خرن من ز آو  
 آستین من + میرس از ماجرای خون نشانیهای شمرگانم + بین ای شوخ گل رنگین کہ دار و آستین من  
 ادین و حشمت فغان آہستہ بردارم درین گلشن + کہ شاید سنگدل صیاد باشد در کین من + با کجا خور  
 نے حاضر ہو کے لایحاً کا پیغام عرض کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے بھی اسکو خواب  
 میں دیکھا ہے سو تو میری طرف سے جواب دے کہ میں تیرے واسطے ہوں اور تو میرے واسطے ہو لیکن  
 وصال محبوب بے رنج و تعب میر نہیں ہوتا چند سے اور صبر کر فائدہ حقیقت یہ ہے کہ محبت و محنت لازم  
 و لازم ہیں آیت شخص نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ جو شخص دعوی  
 محبت الہی کرتا ہے اسکو تا زیادہ اسے اوب دیتے ہیں اور پورے محنت و درو میں مبتلا کرتے ہیں فرمایا  
 کہ اسواسطے بلا میں ڈالتے ہیں تاکہ ہرگز اوسلفہ دعوی محبت نہ کرے سے ہزار تیغ بلا کر کشیدہ غیرت  
 محنت + کہ مدعی نتواند بلاغ پر مغیرد + مختشان نتواند لاف مردی زد + نفیر جنگ چور و مصاف بخیزد  
 القصد یہاں سے پھر نہ کہی کہ کون لیتا ہوا اس غلام کو جس میں دس صفتیں ہیں مآحت صباحت  
 فصاحت شجاعت مردت قوت امانت حیانت امانت فتوت اور کہا چاہتا تھا کہ اور بھی نبوت  
 لیکن رب الکلام نے زبان تکلم بند کر دی تاکہ اور کوئی واقعہ نہ ہو ز لیمانے پھر ایک آدمی عزیز مصر کے  
 پاس جو محل بیع و شرا میں حاضر تھا بھیجا کہ اس عزیز کو ضرور لینا گو تمام مال صرف ہو جائے جب کہ  
 خریداروں نے ز لیمانے رغبت یوسف علیہ السلام کی خریداری میں کامل پائی تو قیمت کے بڑھانے  
 سے بند ہو گئے تب عزیز نے مالک سے کہا کہ قیمت کو پیچھا مالک نے کہا ہوزن اسکے سونا اور چاند  
 اور جواہر دیکھے تو میں بیچوں وہ راضی ہوا آخر ایک کفہ میزان میں زر و سیم اور جواہر رکھے اور دوسرے  
 حضرت یوسف کو بٹھلایا ہر چند کہ نقد و جنس زیادہ تھا مگر مقابلہ یوسف علیہ السلام ذلیل و بمقدار نکلا  
 اسلئے کہ یوسف علیہ السلام مہربان و امی الہی تھے نقد و جنس دنیا سے ناپاک کی کب انکے برابر ہو سکتی تھی غرض

خازن غزنی نے عرض کیا کہ امیر غزنی اب کچھ نقد و جواہر خزنہ میں باقی نہیں رہا غزنی سخت متروک و مہوا  
 حضرت یوسف علیہ السلام نے خازن کو طلب کر کے دوات و قلم مانگا اور لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ  
 و اسحاق ذبیح اللہ و یعقوب اسرائیل اللہ لکھا دیا اور فرمایا کہ یہ کاغذ پہ ترازو پر رکھ دے سوائے  
 بالاسے نقد و جواہر اس کاغذ کو رکھ دیا اسکی برکت سے کفہ نقد و نوس غالب آیا غزنی بہت خوش ہوا  
 اور یوسف علیہ السلام غزنی کے ہاتھ آئے نظیر اس قصہ کی یہ ہے کہ جس دن آوازہ انا عرضنا الامانات  
 علی السموات والارض کہ عبارت عشق و محبت سے جو متکفان ملک و ملکیت کی سماعت میں پہنچا  
 تو لاکھوں فرشتے مقرب ائمان و خیران دوڑے اور چاہنے لگے کہ یہ امانت ہکوسے مگر نظر عنایت  
 الہی جاشانہ متوجہ بنجا کہ دردناک تھی اس سبب سے وہ امانت حضرت آدم علیہ السلام کو سپرد ہوئی  
 مگر وہ کانی کہ مراد سوسی خوش کشید + دست درگروں سن کر دو سرا پیش کشید + باوجود ہمہ شاہان  
 کہ گدایان و یند + رقم عشق بنام سن ویش کشید + ہمہ س طالب یارند و لیکن چہ توان + کہ دلش جا  
 این جستہ دلان پس کشید + فائدہ حضرت یوسف علیہ السلام بسبب کورنوبت کے خزان غزنی پر نکلا  
 آئے اسی طرح عصمت قیامت میں جب میزان عدل کھڑی ہوگی تو کلک تو چپکہ کہ مہبط نور و حدیث  
 پہ گناہوں پر غالب پڑیگا فائدہ عصمت قیامت میں جب نامہ اعمال گنکاروں کے ایک میں  
 رکھینگے تو معاصی طاعات پر غلبہ کریگے اور گنکار سرخجالت جھکا کے مترصد عذاب و نکال ہوئے گئے  
 خطاب حضرت رب الارباب فرشتوں سے ہوگا کہ امیر مقربان بارگاہ میرے بندوں کی امانت زیر  
 رکھی ہو اسے آؤ چنانچہ پارہ کاغذ مشابہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حضور میں لاوینگے اور اسکو پہ  
 طاعات پر رکھینگے کہ پہ معاصی پر غالب ہو جائیگا نقد غزنی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بعض  
 نقد و جواہر خرید کیا اور اپنے دولتخانے کو لے پلا اور قبل اس حالہ سے حضرت نے مالک سے وعدہ  
 فرمایا تھا کہ میں ایک دن تجھے اپنا حال کو نکاسو مالک نے دست بستہ عرض کیا کہ ایفایے وعدہ فرمائیے  
 حضرت یوسف نے فرمایا بشرطیکہ یہ سکر کسی پر نکشف نہو مالک نے قبول کیا حضرت نے فرمایا کہ میں یوسف  
 ابن یعقوب اسرائیل اللہ ابن اسحاق ذبیح اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ ہوں یہ کلام منکے مالک منضطر ہوا  
 اور بولا کہ امیر یوسف جس دن آپ تعرجاہ سے نکلے تھے اس دن آپ کے کسو اسطے مجکو مطلع نہ فرمایا کہ  
 میں اس حرکت سے باز رہتا یوسف نے فرمایا کہ بخون برادران اسوقت یہی مصلحت تھی کہ اس حال کو  
 پہمان رکھوں مالک نے کہا کہ تو بیٹا اس بزرگ کا کہ جو کفان میں مجھے نظر آیا تھا اور زرارہ روتا تھا  
 اور مناجات کرتا تھا کہ یا الہی میرے جگہ گوشہ کو میرے پاس پہنچا حضرت یوسف نے یہ کلام منکے بتیا

اور بے طاقت ہو گئے اور فرمایا کہ میں اسی بزرگ کا بیٹا ہوں تب مالک قدسوں پر گمراہی سے بے خبر رہا  
پیش آیا حضرت نے فرمایا کہ رضا بقضائے محاسن ابرار سے ہوا اور فرمایا کہ قبائل جمع کا جو میرے بھائیوں  
لے لکھ کر دیا ہے عنایت کر کہ وقت حاجت حجت ہو گا اور بھائیوں کو جو جب نجالت مالک نے فی الجملہ  
قبائل جمع واپس کیا اور متمسک ہوا کہ امیر حضرت میرے کوئی بیٹا نہیں ہے آپ میرے واسطے دعا فرمائیے  
چنانچہ حضرت یوسف نے دعا کی کہ اے چوبیس بیٹے بارہ بطن سے پیدا ہوئے پھر عرض کیا کہ بیٹے  
والے تپ کے کفن میں کون تھے فرمایا کہ میرے بھائی تھے مالک نے عرض کیا کہ کیا سبب ہو گیا  
ارشاد کیا یہ سبب پوچھ میں اسکا ستر بیان نکر دو ننگا عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جس دن حضرت  
یوسف علیہ السلام معرض بیع میں تشریف لائے ہیں اس دن آفتاب پر وہ سحاب میں مخفی تھا اور  
حکمت یہ تھی کہ اگر اس دن جرم آفتاب روشن ہوتا تو انوار جمال یوسفی میں منکس ہو جاتا اور شہد پڑتا  
کہ یہ نور شمس ہے یا نور یوسفی جب آفتاب پوشیدہ تھا تو نور حقیقی نظر آیا کہ آئینہ جمال یوسفی سے چمک رہا  
تھا دوسرے کوئی عورت و مرد اس دن سیارہ تھا تاکہ سب محل بیع میں حاضر ہوں تیسرے کوئی  
شخص اہل مصر سے کہیں گیا نہ تھا بلکہ سب چھوٹے بڑے مصر میں موجود تھے چوتھے کوئی لڑکا خوبصورت  
ایسا نہ تھا محاسن اور کلبی سے روایت ہے کہ مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کو غزیر کے ہاتھ اسی  
قیمت کو بچا جس قیمت کو خرید کیا تھا یہ روایت ضعیف ہے اس واسطے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما  
فرماتے ہیں کہ جب غزیر نے یوسف علیہ السلام کو مول لیا اور سب خزانہ اپنا مالک کو انکے عوض میں  
دے دیا تو لشکر کے لوگوں نے عرض کیا کہ ملک بے سپاہ نہیں رہتا اور سپاہ بے مال نہیں رہتی  
اگر آپ کے خزانہ میں کچھ مال باقی نہیں ہے تو سپاہ نہ ہوگی اس بات سے غزیر مصر کو بڑی فکر ہوئی تب اپنے  
خزانچی کو بلا کے کہا دیکھ تو کچھ مال خزانے میں باقی ہے اسے دروازہ خزانہ کا کھولا اور دیکھا کہ سبق رمال  
تھا موجود پایا پس خزانچی نے سخت متعجب ہو کر عرض کیا کہ مال تو کچھ بھی خرچ نہیں ہوا غزیر نے کہا کہ یہ  
سبب ہے نمازن نے کہا میں نہیں جانتا اگر یوسف سے پوچھو تو شاید بتلاوے اس واسطے کہ وہ بیشک  
جانتا ہو گا غزیر نے کہا تو نے کس طرح جانا خزانچی نے کہا کہ یہ شخص دعویٰ کرتا ہے کہ میرا اللہ جو چاہتا ہے سو  
کرتا ہے اور جس کسی کو چاہتا ہے اسے علم سے آگاہی دیتا ہے اور یہ بھی کہا کہ جب غزیر نے اس غزیر کو خرید  
کیا تھا اس وقت میں بھی پہلو میں بیٹھا تھا سو میں نے دیکھا کہ ایک سفید جانور آسمان سے اتر آیا اور  
اسے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا اور یوسف تو اپنا حال دیکھ پہلے تجاوتیرے بھائیوں نے نہایت  
کم قیمت کو مالک کے ہاتھ بچا اور مالک کے ہاتھ سے اب اللہ نے سارے خزانہ مصر کے عوض بکوا یا یہاں

کے عزیز بہت تعجب ہوا تب اُسے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلا کے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ اللہ کے  
 سون میری بزرگی کے واسطے تیرے مال کو پھیر دیا اور اس میں ستر پہنچو کہ اگر گھنوں مجھے تیرے فرمان میں  
 کچھ تقصیر ہو جائے تو میں تو بیچ اور سزائش سے معاف نہ ہوں اور تو اپنے دل میں خیال کر کے کہ مجھ پر  
 کچھ احسان نہیں ہو بلکہ اللہ نے تجھ پر احسان کیا کہ تیرا مال بھی تجھے پھیر دیا اور میں بھی تیرے ہاتھ آیا جب  
 عزیز نے یہ کلام سنا تو جانا کہ یہ سب برکت یوسف علیہ السلام سے ہے پھر تو عزیز نے بڑی قدر و منزلت سے  
 حضرت یوسف کو لیا اور اپنے گھر میں لیبا کے زلیخا سے کہا کہ اسکو بہت اچھی طرح سے رکھنا چنانچہ ایشا  
 ہوا ہے وقال الذی اشتراہ من مصر لامرأة کرمی متواہ عسی ان ینفعا او یخذہ ولد یعنی کہا جس شخص نے  
 خرید کیا اسکو مصر سے اپنی عورت سے آبرو سے رکھ اسکو شاید ہمارے کام آوے یا ہم کو لین اسکو بیٹا  
 اس آیت میں اللہ جل شانہ نے زلیخا کا نام بصریح نہ لیا اس واسطے کہ عورت کے نام سے مردوں کو عار آتی ہے بلکہ  
 خداوند تعالیٰ نے سوائے مریم کے کسی عورت کا نام اپنے کلام میں نہیں لیا ہے اور مریم کا نام اس آیت سے  
 تب صریح فرمایا اُس وقت کے کفار جو حضرت مریم کو اللہ کی جو رکھتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بیٹا  
 لغو ذبا اللہ من الاعتقاد و ہم باطل میں نہ پڑیں اور یہ خطرات شیطانہ انکے ذہن سے زنج ہو جاویں کیونکہ  
 اگر مریم جنت خدا ہوتیں تو انکا نام اپنے کلام میں نہ لیتا فائدہ اس آیت میں اللہ جل شانہ نے خریدار کا  
 ذکر کیا اور خود شندہ کا ذکر نہ کیا اس واسطے کہ بندہ فخر و عیب ہے اور خریدار ہنر جو کہ عیب مع سے موصوف  
 تھا وہ شرف ذکر سے محروم رہا اور جو کہ بصفی شرف موصوف تھا وہ دولت ذکر سے سعادت اندوز ہوا  
 اور مصادق اسکا یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنے معاملہ میں ذکر مول لینے نفوس مومنوں کا فرمایا ہے اور بیچنے کا  
 ذکر نہیں کیا کہ ان اللہ اشترى من المؤمنین انفسهم و اموالهم بان لیم الجنتہ اس واسطے کہ مول لینے میں  
 مواملت ہے اور بیچنے میں مفارقت خریدن نشان محبت ہے اور فروختن دلیل کراہت و فائدہ  
 جس طرح عزیز مصر نے کہا عسی ان ینفعا اسید طرح آسید امرة فرعون نے فرعون سے کہا لا تقبلوہ عسی  
 ان ینفعا یعنی اسکو نہ مارو شاید ہمارے کام آوے اور حضرت یعقوب کے فرمایا عسی اللہ ان ینفعا  
 جمیعاً یعنی شاید اللہ کے آوے میرے پاس سب کو اور اللہ جل شانہ نے ارشاد کیا ہے عسی اللہ ان یرحمکم شاید  
 اللہ رحم کرے تم پر پس ان تینوں بندگان خدا کا کہنا کہ از رو سے شک تھا یقین کو پہنچا اور ثمرہ اسکا  
 ظاہر ہوا یعنی عزیز نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنی امانت میں ایسی ضمانت پائی کہ آدمی سے  
 سخت مشکل ہے اور آسید نے حضرت موسیٰ کی برکت سے معرفت خدا پائی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو  
 سب لڑکے ملے کہ حضرت نے نعم سے نجات پائی پس خداوند جان کافر مانا کہ واجب قطعہ ہے کہ طرح

راست نہ ہوگا تبیہ میں شخصوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خواہش ہوئی تینوں اپنے مطلب کے یہ سوچنے غزینے ثناء و جلال کی خواہش کی اسکو دونوں نے مالک نے مال کی طمع کی اتنے مال کا مالک ہوا کہ بسکی دھوم مچی زلیخا نے صرف وصال یوسف کی خواہش کی اسکو وصال جمال جلال سب ملا کہ بڑھی تھی جوان ہو گئی کافر تھی مسلمان ہوئی اور بڑی فضیلت یہ ہو کہ پیغمبر کی نبی بی ہوئی اسی طرح جو کوئی شخص دنیا کی طمع رکھتا ہے اسکو دنیا ملتی ہے مگر آخرت سے دور پڑتا ہے اور جو کوئی تقویٰ کی خواہش کرتا ہے صرف عقبی ملتی ہے اور دنیا کی طمع جاتی رہتی ہے اور جو شخص وصال الہی کی طمع رکھتا ہے اسکو اللہ ملتا ہے اور دنیا و عقبی دونوں ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں کچھ حاجت طلب نہیں ہوتی ہر لطیفہ ایک دن سلطان سعید مارون رشید نے اپنی مالیک کو جمع کیا اور نقد و غنم اس کے روبرو رکھ کر فرمایا کہ جس کسی کو جو چیز لینا ہو اپنا ہاتھ اسپر کرے اور اپنی سمجھے ہر ایک نے اپنی خواہش کے موافق ہاتھ رکھا اور لیا ایک لونڈی نے اپنا ہاتھ مارون پر رکھا یا اور مارون نے کہا یہ کیا بات ہو اس نے التماس کیا کہ میں تمہارے سوا کسی چیز کی خواہش نہیں رکھتی مارون رشید نے کہا تو جا یہ میں تیرا ہوں اور میرا تمام مال تیرا ہے اور میں نے تجھ کو آزاد کیا اسی طرح سے بندہ جب سوائے وصول الی اللہ اور کسی چیز کی خواہش نہ کرے دنیا و آخرت سے اسکو آزادی ہے اور تمام عالم اور اسکی امتیں اسکی ہن میں بلکہ اور کسی چیز کی پروا نہیں رہتی فائدہ اگر کوئی سوال کرے کہ اگر می مشواہ کو واسطے کہا صرف اگر می واسطے اگر ام نفس یوسف کے کافی تھا تو جواب یہ ہو کہ تعین ایسے انجانا کی دلیل تعظیم و اجلال تھی جو جس طرح صاحب مجلس پر سلام کے وقت کہنا چاہیے سلام علی المجلس العالی اب جانا چاہیے کہ غزینے اگر می مشواہ کسی سبب سے کہا ہے ایک یہ کہ غزینے تفرس کیا کہ زلیخا یوسف کو چاہتی ہے ایسے کہا کہ اگر می مشواہ دوسرا یہ کہ غزینے جس مرتبہ شرافت و عزت و علم و دانش میں حضرت یوسف کو پایا اس مرتبہ پر تمام مملکت مصر میں کسی کو نہیں دیکھا سو غزینے جانا کہ یہ غلام غزیر ہے اور اسکی نہت مگر گناہ گار غزیر اور زلیخا کو نہایت عزیز رکھتا تھا لہذا غزینے کہا کہ اگر می مشواہ تیسرا بعض روایت میں ہے کہ غزینے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ زلیخا یوسف کی ہے اور یوسف زلیخا کا ہے سو تو ان دونوں میں جدائی تجویز نہ کر لہذا کہا کہ اگر می مشواہ چوتھا زلیخا لاؤ لہ تھی گویا اسکے جی نکالے کو کہا کہ اگر می مشواہ پانچواں غزینے معلوم کیا کہ اللہ کے نزدیک انکی قدر و منزلت بہت ہے اگر اس نے انکے اکرام میں کوشش نہ کر دے گا تو اللہ مجھ کو بھی بزرگ کرے گا اس واسطے کہ اللہ کریم ہے لہذا کہا کہ اگر می مشواہ چھٹا یہ کہ غزینے مصر نے انکی ہوشیاری و لیاقت و وفائت ملاحظہ کر کے راست سے دریافت کیا کہ کیوں

میرے قائم مقام ہو گا اسلئے کہا اگر می متواہ سنا تو ان یہ کہ مالک نے عزیز سے کہہ دیا تھا کہ یہ لوگ بڑا عالی خاندان ہے اسکی تنظیم و توقیر میں کوشش کرنا اسلئے عزیز نے کہا اگر می متواہ آٹھواں یہ کہ یوسف علیہ السلام میں تین صفتیں ظاہر تھیں صباحت و غربت و عبودیت اور دستور ہو کہ لطیف پاکیزہ لوگ مسیون کو عزیز رکھتے ہیں اور رحیم لوگ غریبوں کا اکرام کرتے ہیں اور کریم اپنے غلاموں کو اچھی طرح رکھتے ہیں اور عزیز بھی بصفت لطف و رحمت کریم متصف تھا سو اسنے یوسف کو ان صفات سے موصوف پایا لہذا باعزاز و اکرام موصوف کیا اور انہی عورت سے بولا اگر می متواہ ارباب اشارات فرماتے ہیں کہ بنو بنو بنی انھیں صفات سے جو حضرت یوسف علیہ السلام میں تھیں موصوف جو اول صورت خوش کہ صورت کرم فاضل صورت کرم سے ظاہر ہے دوسرے غریب چنانچہ کن فی الدنا کالک عبود سے پیدا ہے تیسرے عبودیت کہ قل یا عبادہی سے مترشح ہے اور خالق ذو الجلال الطیف ہو کہ اللہ لطیف بعباد اور بمقتضائے کان کرم رحیم رحیم ہے اور بمنطوق یا ایہا الذین آمنوا ما ترک بربک الکریم کریم ہے پس جب عزیز کہ متصف بہین صفات تھا اور اسنے یوسف علیہ السلام کو موصوف بصفت حسن صورت و غربت و عبودیت پا کر اگر می متواہ کہا اگر حضرت جلال احدیت سبحانہ و تعالیٰ کہ لطیف و رحیم و کریم حقیقی ہے کہ بندے کو بمقتضائے دلعد کہ منانہی آدم بزرگ کر کے ذلت رعیت شیطان سے خلاصی بخشے اور خلعت حریت ان عبادہی لیس لک علیہم سلطان سے ممتاز کرے تو کچھ عجب نہیں ہے تنبیہ کعب اجا سے روایت ہے کہ جب عزیز نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زینجا کے سپر کیا تو زینجانے اولاً جملہ وضع و شریف و فقیر و امیر کی دعوت کی اور سب کو خلعت فاخرہ پہنائے بعد اٹکے حضرت یوسف کے واسطے طرح طرح کے کپڑے رنگین و سادے تین سو ساٹھ جوڑے ہوائے کہ ہر روز نیا جوڑا پہنائی اور اپنے دل کو مجال مبارک سے خوش کرتی اور سوائے تذکرہ یوسف دوسرے کا تذکرہ کبھوں زبان پر نہ لاتی چنانچہ ایک روز حضرت کا ہاتھ پکڑے ہوئے بیت لھنم میں گئی اور اپنے بت کو سجدہ کر کے کہنے لگی کہ میں نے تیری عبادت سے ایسا منوس پایا ہے اور یہ بت سونے کا تھا اور توبہ کی شلاخون سے یو او میں بڑا تھا اس کلام کے سنتے ہوئے حرکت میں آیا اور زمین پر گر کے مثل سبل تڑپا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا زینجانے کہا اگر می یوسف یہ کیا ہوا فرمایا کہ تیرے سجدہ کرنے سے میرے رب نے اسکو نظر سے گرا دیا زینجانے کہا تیرا رب کون ہے فرمایا رب ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کہ جسنے تجکو اور تجکو پیدا کیا زینجانے کہا کس طرح تمھارے رب نے میرا سجدہ دیکھ لیا وہ تو نظر نہیں آتا فرمایا کہ میرا رب ایسا ہے کہ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی سب کو دیکھتا ہے اور اسکو کوئی نہیں دیکھتا ک قال

تخلق السموات والارض باحق وصورکم فاحسن صورکم والیہ المصیر لعلم ما فی السموات والارض ولعالم ما تسرون وما تعلنون واللہ علیم بذات الصدور یعنی آسنے بنائے آسمان وزمین تدبیر سے اور صورت کھینچی تمھاری پھر اچھی بنائی تمھاری صورت اور اسی کی طرف پھرجاتا ہے جانتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہو اور جو کھولتے ہو اور اللہ کو معلوم ہے ہر لون کی بات تب زلیخانے کہا کہ میں تیرے خدا کو دوست رکھتی ہوں لیکن کیا کروں اگر میرا اللہ نہ ہوتا تو میں اسی کی عبادت کرتی مگر عبادت دو مہبودوں کی بد ہے اس سبب سے مجبور ہوں حضرت یوسف تبسم کر کے تجا نہ سے نکل آئے زلیخانے حضرت کا دہن بکرا کہ اپنے اللہ سے اس بت کو درست کرادو ہمیں تو لو نڈیاں بادشاہ سے کہدینگے کہ یوسف کے اللہ نے اسکو توڑا ہے پھر بادشاہ ناراض ہوگا ناچار حضرت یوسف نے دعا کی کہ وہ بت جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا زلیخانے کہا کہ یوسف بت بھی تجکو پیار کرتا ہے اور اب میں نے جانا کہ آسمان کا خدا بھی تجکو چاہتا ہے بعد اُسکے حضرت یوسف کو اپنے گھر میں لائی اور کپڑے سفید نبراشقال کے پہنائے اور ایک عامہ جڑا ہوا موتیوں کا سکر باندھا تو حضرت یوسف نے فرمایا کہ یہ پوشاک مجھ غلام کو نہیں زیبائے زلیخانے کہا تو سردار ہو اور عزیز غلام اور تو نہیں جانتا ہے کہ عزیز نے کہدیا ہے اگر می شواہ سومین نے تجکو اپنے دل میں رکھ لیا ہے فائدہ اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ جب عزیز نے زلیخانے سے کہا اگر می شواہ پھر آسنے کوئی مکان قابل یوسف نہ پایا مگر اپنا دل پھر اسی میں رکھنے لگی کہ سولے یوسف کے اور کسی کی جگہ نہ ہی سبحان اللہ کیا شان مجبوری ہے کہ بچاؤن نے قہر جاہ میں ڈالا اور بچاؤن نے چاہ سے دل میں کھا بھائیوں نے کھوئے ڈانوں بیدی سے جچ ڈالا زلیخانے مالک سے نقد دل دیکر مول لیا مصر مصر فکر یہ کس بقدر رحمت اوست + الغرض حضرت یوسف کا قدم اللہ نے اس طرح ملک مصر میں جایا اور اُنکے سبب سے تمام نبی اسرائیل کو بسایا کما قال وکذلک مکنا لیسوف فی الارض ولنظلم من تاویل الاحادیث واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعنی اس طرح جگہ وہی سمنے یوسف کو اُس ملک میں اور اس واسطے کہ اسکو سکھاوین علم تاویل احادیث کا اور اللہ غالب ہے اپنی مراد پر لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ہیں یعنی یہ بھی منظور تھا کہ سرداروں کی صحبت پا کے رفر اور اشارہ سمنے کا لقیہ پکڑیں اور علم خدائی پورا پادین اور بھائیوں نے چاہا تھا کہ اسکو گراوین لیکن اللہ نے چڑھا دیا تبنیہ لفظ مکنا میں کہی قول ہیں بعض نبوت مراد لیتے ہیں اور بعض علم بعض ملک اور بعض مالکیت اہل مصر و بعض مالکیت ارض مصر یعنی جیسا تم نے خلاص کیا یوسف کو قتل سے اور نکالا ہمنے چاہ سے اسی طرح

تنبہ جگہ دی ارض مصر میں اور مستولی خزاں مصر فرمایا کہ لانی العالم اور سعید ابن جبریل اور ایل جادیت  
تاویل کتب اور واسطی تاویل رویا اور واسطی لغات خلق کہ اس عرصہ میں نوسو لغت میں آدمی بکلام  
کرتے تھے سمجھتے ہیں اور بعضے ظاہر و باطن و اشارات و عبارات مراد لیتے ہیں اور بعضے محققین کہتے  
ہیں کہ صحف ابرہیم علیہ السلام وغیرہ کتب آسمانی اور کلمات ارباب حکمت مراد ہیں اور یہ جو فرمایا  
اللہ کی مراد خاکبہر سو پوز ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بیشکی قیام کی بہشت میں چاہی ہندی  
ابلیس نے افسوسید اہل تقویٰ چاہی امام کفرہ سو قابیل نے چاہا کہ میں عزیز تر ادا آدم ہوں شریک  
ہو اقوم نوح نے چاہا کہ حضرت نوح علیہ السلام زایل ہوں اللہ نے عزیز کیا حضرت نوح نے چاہا کہ کائنات  
اغز لا و ہوا اللہ نے سام کو عزیز کیا ابرہیم علیہ السلام نے چاہا کہ آتورا ایمان لاوے اللہ نے قبول  
نہ کیا حضرت موسیٰ نے دیدار الہی چاہا لہذا ترانی ارشاد ہوا فرعون نے چاہا کہ حضرت موسیٰ ظاہر ہوں  
بلکہ اسی خیال سے عین لاکہ مولود قتل کرانے اور اللہ نے برعکس اسکے چاہا یعنی موسیٰ کو اسی کے گھرن  
پرورش کرایا پھر انھیں کے ہاتھ سے فرعون و فرعونین کو ہلاک کیا حضرت داؤد نے چاہا کہ فشا  
فرزند اکبر بادشاہ و رسول ہوا اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو کہ خرد تر تھے بادشاہ و نبی کیا اور جبل نے  
چاہا کہ ولید بن خیرہ نبی ہوا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کیا اسی طرح حضرت مسالمت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ ابوطالب خلعت ایمان سے آراستہ اور نعمت عرفان سے پر آستہ ہوں  
چونکہ ارادہ الہی کے موافق تھا زبان الجب انان اک لا تمہی من حبیب ہونچا حضرت یوسف کے بھائیوں  
نے چاہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو یمن میں پڑے رہیں اللہ نے عزیز کیا حضرت یعقوب علیہ السلام  
چاہا کہ یوسف اپنا خواب بھائیوں سے نہ کہیں اللہ نے کومادیا حضرت یعقوب نے چاہا کہ یوسف سے  
انکے بھائی محبت رکھیں اللہ نے عداوت ڈالی بھائیوں نے چاہا کہ یوسف کو قتل کریں اللہ نے بچایا  
اور یہ بھی چاہا کہ یعقوب کو محبت یوسف کما نرہے اللہ تعالیٰ نے روز بروز محبت بڑھانی پھر بھائیوں  
یوسف علیہ السلام کو بچایا کہ ہمیشہ بندہ اور ملوک رہیں اللہ تعالیٰ نے مالک و حاکم بنایا لیجانے چاہا کہ یوسف  
سے گناہ صادر ہوا اللہ تعالیٰ نے طہر پاک کھیا اور بھی زلیخانے چاہا کہ فریز مصر کے روبرو خیانت یوسف کی ثابت ہو  
اللہ نے اس قسمت سے پاک کیا حضرت یوسف نے چاہا کہ ہمیں سے جلد تر خلاصی پاؤں اور اسی واسطے  
ساتی سے التجا لائے کہ وہ انگریزی عند ربک اللہ تعالیٰ نے جس وقت چاہا اسی وقت زندان سے نکالا کوئی  
تعمیر کار گز رہی بلکہ اس سفارش و خواہش پر ایام قید زیادہ کر دیے اور بھی دیکھنا چاہیے کہ یوسف  
علیہ السلام کے بھائیوں نے چاہا کہ یوسف نظر یعقوب سے غائب ہوں تو ہم منطو نظر میں اللہ تعالیٰ نے

چاہا کہ یہ لوگ نظر پر سے محروم رہیں چنانکہ یعقوب علیہ السلام کے آنکھیں لے لین کرنا یہ جھوٹا منظر  
ہوئے سو بھی بہ قوت ہو گیا حقیقت یہ تو کہ خواست خواست و حکم حکم وہی کسی را با خواست او  
نکاری نہ فیعل اللہ ما یشاء و حکیم ما یرید عاقل کو چاہیے کہ ارادہ حق میں اپنے ارادے کو فنا کر دے اور مقام  
رضا بقضائے تعالیٰ میں ہمتاں اختیار کرے تاکہ اپنی مراد کو پہنچے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں بھیجے گئے تو اُس وقت عمر انکی سترہ برس کی تھی جب ایک برس اور  
گزرے اللہ بستانہ نے علم و حکمت عطا فرمایا لکن اقال فلما بلغ اشدہ آیتناہ حکما و علما یعنی جب پہنچا قوت کو  
دیانتہ حکم اور علم قلبی اور عقلی روایت کرتے ہیں کہ اشد سے اٹھارہ برس سے تیس تک مراد ہیں اور بعض  
پندرہ سے تیس برس تک کہتے ہیں اور بعض بیس سے بائیس تک بھی روایت کرتے ہیں اور مجاہد  
تینتیس برس کہتے ہیں اور سدقی میں کہ غرضکہ چالیس کے اندر کو اشد کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مراد اشد  
حکم و عقل ہے اور بعض اہل حقیقت فرماتے ہیں کہ علم سے اپنی شناخت مراد ہے کہ من عرف نفسه فقد عرف ربه  
بعض کہتے ہیں کہ مراد حکم سے اس جگہ حکمت علمیہ ہے اور مراد علم سے حکمت نظریہ اور تقدیم حکمت علمیہ  
سبب ہے کہ حکم اول حکمت علمیہ سے واصل ہوتے ہیں بعد اسکے ترقی کر کے حکمت نظریہ سے غایض ہوتے  
ہیں مگر اصحاب افکار عقلیہ اول حکمت نظریہ چنگل مارتے ہیں پھر حکمت علمیہ پر ترقی کرتے ہیں اور چونکہ حضرت  
یوسف علیہ السلام کا طریقہ ابتدا ریاضت و مجاہدہ تھا اس واسطے تقدیم علم کی فرمائی اور بعض کہتے ہیں مراد  
حکم سے نبوت ہے اور علم سے علم دین اور اس تقدیر پر مرتبہ حکم زیادہ ہے علم سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد  
حکم سے فرمان روائی بزخلق ہے اور علم سے تاویل احادیث باجماع جب علم و حکمت عطا ہو اور جو ان نظر آئے  
تو زینخانے عزیز سے پوچھا کہ یہ غلام پری ہے یا آدمی عزیز لے کہا کہ آدمی ہے زینخانے کہا کہ میرے نزدیک  
پریرا ہے شاید تاجروں نے اسکو کپڑا ہر عزیز نے قسم کھا کے کہا کہ یوسف آدمی ہے تہ زینخانے کہا کہ اگر  
آدمی ہے تو اب وہ جوان ہو امین اسکے روبرو نہیں آسکتی لیکن اگر مجھو بہ کہ تو تو میں اپنا لٹکا بناؤں اور اپنے  
پاس رکھوں عزیز نے بہ کیا چنانچہ زینخانے حضرت کو لیا اور بدستور اپنے پاس رکھا اور ہر روز محبت و شفقت  
کی باتیں کرنا شروع کیں اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی زینخانے سے محبت تھی مگر بعض شفقت و عطا اور  
زینخانے کو شہوت و ہوا اسی سبب سے زینخانے کی باتوں پر حضرت یوسف متوجہ نہوتے بلکہ جب زینخانے بطریق  
ہیساٹا پوشاک و لباس سے آراستہ ہو کر خوش قدمی اور خوش رفتاری اپنی دکھلاتی تو حضرت یوسف اوسے  
مٹھکا لیتے اور حرمت عزیز نگاہ رکھتے اور زینخانے یہ دستور کیا تھا کہ ہر روز صبح ابراہیم علیہ السلام حضرت  
یوسف سے سنا کرتی اور اپنے عشق و محبت کو پوشیدہ رکھتی اور تسلی دل کی صرف دیکھنے اور کلام کرنے سے

کر لبتی یہاں تک کہ عشق نے غلبہ کیا اور مرتبہ سیر و شکیبائی کا حصہ سے گذر گیا کہ اب سو اسے یوسف علیہ السلام کے کسی چیز سے میلان خاطر نہ رہا اور کھانا پینا بھی چھوٹ گیا اور عجب حالت ہو گئی کہ ہر شے کا نام یوسف رکھتی اور جب فصلی تو خون سے یوسف یوسف کی آواز آتی اور کو اکب سمان زین یوسف کا نام لکھا ہوا نظر آتا تو لغم ماقبل سے محبت شراب است و پیانہ دل + محبت چراغ است و پروانہ دل + محبت زہلو آشد آہ سرد + محبت کند رنگ ز حسارہ زرد + محبت چمن باغ حسرت گل است + جنون گلشن آرا فغان بیل است + محبت جگر سوز اہل وفاست + محبت ہما نا کہ برق بلاست + محبت کند روز عاشق سیاہ + برین ماجرا شام جوان گواہ + محبت بداما وطن کردہ است + لباس بدن را کفن کردہ است + محبت دل آہنیں آب کرد + رگ سناک را مہج سیاب کرد + ز آہ جگر کا زنجیر زلفت + رگ خواب را زیر زلفت گرفت + محبت کند سینہ را داغ داغ + بگو ز غریبان فرود چراغ + صاحب نہیں العاشقین حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ سات برس تک زلیخا اسی حال میں مبتلا رہی اور یہ چند ایسے حال کو چھپاتی تھی مگر رنگ رونے ظاہر کر دیا می تو ان عشق نہان کر دے موم لکین + ز زلفی تک رخ و خشکی لب را چہ علاج + آخر زلیخا کی دایہ نے پوچھا کہ اوسیدہ تیر کیا حال ہے جو تیر روز بروز زرد ہوئی تھی وہ ہر لحظہ یہ ساعت نہ صفت و سخافت بدن پر نظر آتا ہے اگر کچھ درد نہیں ہے تو آہ سرد کیوں بھرا کرتی ہے اور اگر بہت تیر فراق نہیں ہے تو یہ غم و اندوہ کس واسطے ہے زلیخا نے کہا اے اے ماور زیر سے درد کا علاج کل تیر اور اب وہ درد پوشیدہ نہیں رکھا جاتا ہے از نہنتم لبی صبر دارم کنون + سینہ ترا در آہ وہ درد سخت خون + از شفقت اس غام عبرانی کو جس وقت دکھیتی ہوں بتیاب ہو جاتی ہوں اور غایت حسرت سے درد دل اپنا نہیں کچھ سکتی ہے ہمیں ہا ہم کہ درد دل بگویم + چو او پیش نظر آید زبان کو + اور کہا اے ماور مہربان تو نے آج میرا حال دریافت کیا مالکہ میں سات برس سے اس غلام کے عشق میں گرفتار ہوں سے از داغ این جوان دل دیوانہ سوختم + ماخو دباں چراغ پر تی خانہ سوختم + دایہ میرے شمع گدازد دل خیزن + پیش از ظہور جلوہ جانانہ سوختم + اور اب تو یہ نوبت پہنچی ہے کہ اصلا اس درد کو نہیں چھپا سکتی اور چارہ کار خبر مگر نہیں دیکھتی سے مر ازندان غم و زلف جوانی پیر میا زد + ز رگہاں بدن ہر عضو من زنجیر میا زد + لیکن کیا کروں خوف رسوائی سے چھپتی ہوں سے + بستم بزمک غنچہ دانی کہ دوشتم + خوابانده ام بسرمہ زبانیکہ دوشتم + الا اس وقت میں آج تجھ پر یہ حال ظاہر ہوا ہے مگر کسے دیتی ہوں کہ اس از کو کسی پر ظاہر نہ کرنا اسلیے کہ ابھی تک خون عزیز بھی دماغیہ ہے آہستہ سینہ و شتم و ترسم کہ باغبان + بر وارد آستان من از شاخسار گل + دایہ بولوی کہ یہ عجب بات ہے کہ محبوب خادم و ملازم ہو اور محب مجبور و زنجور رہے زلیخا بولوی کہ شاید تو نے چاشنی درد کی

نہیں کچھی اور علامت عشق نہیں اٹھائی ہر عذاب قرب عذاب بعد سے زیادہ ہو اور اگرچہ میرا محبوب مجھ سے نزدیک ہو میرے حال پر التفات نہیں کرتا اور جب میں کچھ مطلب کی بات کہنا چاہتی ہوں تو صورت دیکھ کر زبان بند ہو جاتی ہوں شایستہ ہر سخن نفس ناتوان کجا ست + گیم کہ واکنم سر حرنے زبان کجا ست تب دایہ نے کہا اگرچہ کچھ کلام نہیں کر سکتی تو آپ کو زیور و لباس سے آراستہ کر کے دکھلاؤ شاید کہ جوش جوانی سے متوجہ ہو زلیخا نے کہا میں تو سطرع بھی کر چکی ہوں لیکن اسنے توجہ بھی نہ کی اور جو کچھ میں نے کہا تو جواب نہ دیا شاید سے پر ہی پکیر میں زبانی نثار دیا + میانی کہ دار و نشانی نثار دیا + اور شفقت سے طریق نادر اول ناتوان نمیداند + لب نموش ادائی نغان نمیداند + فتاد و کار من ستہ جان بسنگ دے + کہ سیل آب ز اشک روان نمیداند + اب کسی طرح تو میرا حال یوسف سے کہ شاید تیرے کہنے کا اثر ہو جائے سو دایہ نے جاکے حضرت یوسف سے زلیخا کا حال بیان کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اور دایہ فریبا نہ کر میں اسکا فلام ظاہر ہوں اور اسکے احسانوں کا ممنون اور شاکر قطع نظر اس سے عزیز مصر نے جھکو اپنا لہکا بنا کے اپنے ناموس کا امانت دار کیا ہوں جسے ایسی حرکت کہجوں نہوگی ناچار دایہ نے زلیخا کو جواب صاف دیا زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلا کے بہت معذرت کی حضرت نے فرمایا اور زلیخا میں سے اسے بندگی کے اور کچھ کام نہیں جانتا سو جو کام بندوں کے لائق ہو وہی فرمایا کیجیے اور جو کام مجھے نہیں ہو سکتا اس سے شرمندہ کرنا کیا ضرور ہو بلکہ اولیٰ یہ ہرگز کہجیو ایسے کام میں لگا دیجیے کہ اسمیں سنی عمل کر کے وہ کیونکہ میرا سنا تیرے پاس موجب فتنہ ہر زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت سمجھایا اور راضی کیا پھر ایک دن بصلاح دایہ حضرت کو باغ میں بھیجا اور خوبصورت لونڈیاں زیور و لباس سے آراستہ کر کے پیچھے سے روانہ کیں اور کہہ دیا کہ جب یوسف علیہ السلام باغ میں پہنچے گل والا سے طبیعت انہی خوش کریں اور کسی لونڈی پر توجہ فرماوین تو اصلاً انکار نہ کیجیو دلی ہرگز کہ گرد ہرہ بردار + مرا باہر کند اول خبردار + جب رات ہوئی تو لونڈیوں نے حضرت یوسف کو گھیر لیا اور انواع غنچ و دلال سے پیش آئیں مگر حضرت یوسف علیہ السلام توجہ بھی نہ ہوئے بلکہ صبح تک وعظا و نصح میں مشغول رہے صبح کو زلیخا باغ میں پہنچی تو دیکھتی ہی کہ حضرت یوسف صفت برابر ہمیم کا وعظا فرماتے ہیں اور لونڈیاں توحید میں مشغول ہیں تب زلیخا نے کہا اور یوسف آج تو نورتیرا اور بھی زیادہ ہو مگر حضرت یوسف علیہ السلام اس کلام سے کچھ خوش نہ ہوئے بلکہ زیادہ تر خمیدہ اور نہایت پژمرده ہوئے اور زلیخا از بس شرمندہ روایت ہر کہ اس وقت زلیخا کو خوبی متحقق ہو گیا کہ میاں مگر انہر نہ چلیگا تب دایہ کو علم ہوا کہ کھلا ب کیا تہیر کردن یہ تو ٹہری پڑانی ہوشیار تھی لسنے کہا کہ میں ایک تدبیر بہت آسان بتاتی ہوں مگر مال دولت بہت

حضرت یوسفؑ کا زلیخا نے کہا خزانہ کی کنجی تیرے پاس ہے حسب قدر منظور ہو صرف کر عین حساب نہ پوچھو نہ کی تب  
 وارے سے بے فکر نہ بنو یا مگر روایت صحیح یہ ہے کہ زلیخا نے خیال کیا کہ عزیز نے مجھے یوسف کے حق میں کہا  
 کہ وہ بے گناہ ہے تو چاہتی ہے کہ ایک مکان ایسا تعمیر کران کہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہو سوا اول انبی مان سماۃ  
 نظر لیا گیا ہے کہ خط لکھو کہ میں چاہتی ہوں کہ اپنے بت کے واسطے ایک تاجانہ نفیس تعمیر کروں تو مجھ  
 طرح کی مدد کرو اور ہندسوں اور کارگیروں اور حکیموں کو میرے پاس بھیج دے جنانچہ غفر لفظی لکھ کر میں نے  
 کھدو جو ابھر مع ہستاروں اور ہماروں کے بھیجا سو زلیخا نے عزیز سے اجازت لی اور حکیموں اور  
 مردوں سے کہا کہ میں اس طرح کا گھر بنوایا چاہتی ہوں کہ یوسف علیہ السلام اس گھر میں کسی طرف  
 نہ میری طرف دیکھا رہے ایک حکیم نے کہا ایسا گھر شیشے کا ہو سکتا ہے جنانچہ وہ گھر مربع اس طور کا  
 بنا گیا کہ ایک طرف کی دیوار شیشے کی اور دوسری طرف زمرد کی اور تیسری طرف فیروزے کی اور  
 چوتھی طرف عقیق کی اور فیروزہ اور عقیق کی دیوار کو قسم قسم کے جواہرات سے مرصع کر دیا اور چار  
 ستون اس میں چاندنی کے گھڑے کروائے اسپر دو دو تصویریں ایک پیل کی تصویر نقرئی دوسری  
 گھوڑے کی تصویر طلسمی اور مکان کے اندر چڑیوں کی تصویریں طلائی اور نقرئی رکھیں اور زمین پر  
 سونے اور چاندی کے درخت لگائے اور چھت عقیق کی بنوائی اور اس میں سات دروازے رکھے جن میں  
 اور دروازے کے سر دروازے پر ایک تصویر طابوسی جبکاسرزمرو کا اور تمام صبر سونے کا اور پانچوں جانبوں کے  
 دروازوں پر عقیق کی اور فیروزے کی تھی اور چونہ خالی رکھ کر شک سے بھرنا جسکی بوسے مکان معطر ہو گیا  
 اور یہ بھی روایت ہے کہ تمام گھر میں زہی اور یوسف کی تصویریں رکھوائیں کہ میں تو دست بستہ اور  
 دست در بطن اور کہ میں دونوں اپنے بوسے اور اس مکان کے اندر ایک گھر بالکل شیشے کا طیار کر دیا  
 اس میں ایک تخت زرین مرصع چھپایا اسپر سونے کی طبق مشک سے بھر کے رکھوا دیے اور دیواروں کو شنگ  
 اور گھاس سے تھپک دیا اور ایک پرزہ بھی ڈال دیا اور زلیخا دلہن کی طرح بن ٹھن کے اس تخت پر بیٹھی  
 اور وہ یہ کہہ کر کہ یوسف علیہ السلام کو اس وقت بلا لاؤ وہ فی الفور گئی تو دیکھتی ہے کہ حضرت  
 یوسفؑ وہ خط زمین پر کھینچے ہوئے ہے چہین مٹھے ہیں اس نے پوچھا کیا شغل ہو رہا ہے حضرت نے کہا کہ اللہ  
 کی قبروں کی زیارت کرنا ہوں بولی کیا زیارت قبور اسی طرح کرتے ہیں فرمایا کہ غریبوں اور سکینوں کا ہی  
 طریق ہے تب رائے نے کہا آپ کی سیدہ ہلاتی ہے حضرت یوسفؑ وہاں سے چلے ظہر کا وقت تھا کہ حضرت  
 یوسفؑ علیہ السلام اس گھر کے دروازے پر پہنچے تو اور ہی مکان نظر آیا پہلا مکان ہی نہ تھا  
 تب تو ان کے دل میں کھٹکا ہوا کہ شاید آج زلیخا نے اور ہی ارادے سے بلوایا ہے غرض کہ ایک سپر ڈیوڑھی کے

اندرا در دوسرا باہر رکھ کر ٹوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے زلیخا نے ہاتھ بڑھا کے حضرت کو اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا وہ فحاشی و عداوت و جمل تو درگمان دارم + زور و آگ گمان غلط یقین گرد + حضرت نے زلیخا کو آراستہ و پیراستہ دیکھ کر فرمایا یا الہی لا شیخی منہا الا المصوم فاعصمنی بعصمتک یا رحم الراحمین اور اس وقت لونڈیوں نے سب دروازے بند کر دیئے تو حضرت یوسف نے کہا یا الہی تو بگوا اپنی پناہ میں لے زلیخا سخت سے اتر پڑی اور حضرت یوسف کا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگی کہ امی یوسف میں تجھ کو بہت پیار کرتی ہوں اور تیری محبت میں بیباقت و سبے قرار ہوں میں نے تیرے واسطے یہ آرائش کی ہے تب حضرت یوسف نے سر جھکا لیا تو وہی صورت نظر پڑی پھر وہ اپنی طرف دیکھا تو بھی وہی صورت نظر آئی فرمایا الاحول والاقوۃ الا باللہ یہ بات شکر زلیخا نے باتوں میں لگایا اور کہا امی یوسف یہ گھر مٹالی بالطبع ہے تو ایک نظر میری طرف ڈال سے درچمن پر وہ زخما عرقناک انداز + ابروی گل شبنم زردہ بر خاک انداز + حرف شیرین زلفت گزرتی لگفتن + سخن تلخ بگوزہ بہ تریاک انداز + امی ہی قاسم رخسار مزارم بگذر + سایہ سر و خرامان بسرخاک انداز + شہسوارانہ سفینگیں دوسہ تیری بر دل + کز دل صید مرا کار بفرماک انداز + حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ امی زلیخا میرے باپ نے بھی بگوا دوست کیا تھا انکی محبت نے مجھے تعرجاہ میں ڈلوا لیا اور غربت میں گرفتار کر لیا دیکھا جاسیے تیری دوستی میں کیا عذاب ہوتا ہے اور جیسا تو نے میرے واسطے گھر بنایا ہے اس سے بہتر اللہ نے بہشت میں تیار کیا ہے کہ وہ گھبرائے اب نہ ہو گا زلیخا نے کہا امی یوسف تو میری محبت سے آگاہ ہے پر عجب ہے کہ میرے حال پر ملتفت نہیں ہوتا ہے گل مرا و نچیدم ازین چمن گاہی + سبھرت عجبی زنتم از جہان افسوس + بسینہ یکد و نفس گرم خون نشد پیکان + کنارہ کرد خدنگ تو از نشان افسوس + حضرت یوسف نے کہا کہ امی زلیخا میرے والد بزرگوار نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ کسی حال میں اللہ کو فراموش نہ کرنا اور حق سے لینیعت کا نگاہ رکھنا زلیخا نے کہا امی یوسف ایک مرتبہ آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھ کہ میں تیرے واسطے آراستہ ہوئی ہوں فرمایا کہ عزیز مصر مجھے سزاوار تر ہے میں اس کے ساتھ ہدی نکر دنگا کیونکہ اسے میرے ساتھ احسان کیا ہے زلیخا نے کہا کہ اگر تو میرا کہنا نہیں مانتا تو مجھ کو قتل کر ڈال کہ اس بلا سے نجات پاؤں سے گزار تا ہنجاک برم آرزوی قتل + بگذار بگوا می من جان شایخ + پھر زبان لں لکھے بولی کہ امی یوسف کیسی بہتر خوشبو تیرے بدن میں آتی ہے اور کیا ہے اچھے لب و دندان ہیں سے شکستی از لب نازک باہمی لعل لولین + زرشک گوہر دندان گستی عقد پر دین را + شرر و زخمن دل زینتی از چہرہ تابان + زرشک تن بہ پیران شکستی خار لسرین را + خط ہند و نژاد از قبلہ رویت برون آمد + میان کعبہ اسلام دیدم رہنرین میں را +

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر زلیخا ان سب چیزوں کو فنا ہو چکا ہے اسکی تعریف کیا ہو چھ کہنے لگی کہ امیر یوسف سے آنکھیں مین تیری زبک پر نوز + سیاہ جہان مین چشم بد دور + حضرت یوسف نے کہا کہ ان آنکھوں سے منساہ و حق کی امید ہو اور اس سے سوال ہو گا قبر مین پھر کہا کیا اچھی تیری صورت ہو فرمایا اسکو خاک کھا لیگی پھر کہا کیا اچھے تیرے بال مین فرمایا یہ وہ چیز ہے کہ اول بدن سے جھڑ لی پھر بولی کہ امیر یوسف مین تجھے قربت چاہتی ہوں اور تو مجھے دور ہوتا جاتا ہے فرمایا کہ اس دوری مین نزدیکی خدا دیکھتا ہوں زلیخا نے کہا کہ یہ فرس حریر اور بستردیبا تیرے واسطے مین نے بنایا ہے اور اس گھر کو بیگانوں سے خالی کیا ہے تاکہ آرزو سے دل نکالوں فرمایا جو کوئی دنیا کی آرزو نکالتا ہے نعمت آخرت سے بے نصیب رہتا ہے پھر کہنے لگی کہ امیر یوسف جس دن سے مین نے تجکو دیکھا ہے اسی دن سے شیفہ و فریفتہ ہوں اور شب و روز بیقرار رہتی ہوں آج تو ایک ساعت اپنا ہاتھ میرے سینہ بے کینہ پر رکھے کہ تسکین ہو جائے فرمایا کہ جو ہاتھ نامحرم پر پہنچتا ہے وہ قابل سوختن ہے اور مجکو اسکا تحمل نہیں ہے کہ اپنا ہاتھ آتش و دوزخ مین جلاؤں پھر بولی کہ امیر یوسف مین نے تجکو مول لیا تھا اور اب اپنا شوہر بنا تی ہوں فرمایا کہ زراعت کرنا زمین غیر مین ناجائز ہے تب کہنے لگی کہ امیر یوسف تو کوسا واسطے مجھے نفرت کرتا ہے فرمایا کہ مین اپنے خدا سے ڈرتا ہوں اور اسی کی رضا چاہتا ہوں اور زلیخا تو مجھ پرستم نہ کر اور عرصات قیامت کے واسطے کہ اولین و آخرین موجود ہونگے طوق شرمندگی میرے گلے مین نہ ڈال زلیخا نے کہا امیر یوسف اگر تو خدا سے ڈرتا ہے تو مین اپنا مال تیرے خدا پر نثار کرتی ہوں کہ وہ تجھے راضی ہو گیا فرمایا کہ میرا خدا رشوت نہیں لیتا زلیخا نے کہا مین نے منساہ ہے کہ اللہ تھوڑی چیز لیتا ہے اور بہت دیتا ہے فرمایا درست ہے لیکن نیک لوگوں کی لیتا ہے پھر بولی اگر تو کہ تو مین ایمان لاؤں اور اپنا دین بھی تبدیل کر ڈالوں حضرت نے فرمایا کہ ایسا ایمان مقبول نہیں اب لیتا ہے جانا کہ حضرت یوسف علیہ السلام میرے راز سے آگاہ ہو گئے اور رو بدل مین مطلب فوت ہوتا ہے اسواسطے ایک پردہ ڈال دیا اور روز سے بند کرادیے تو شیطان نے بڑی خوشی سے اپنے لشکر کو پکارا لشکریوں کے حاضر ہو کے سبب وجد پوچھا ابیس نے کہا سب اتہاج یہ ہے کہ مین نے ایک پیغمبر زادے کو ایک کافرہ کے ساتھ اکیلے گھر مین بٹھلایا ہے اب میری مراد حاصل ہوگی لشکریوں نے کہا شاید مراد حاصل نہو شیطان نے کہا کیونکر حاصل نہوگی اگر جوانی درکار ہے تو دونوں مین ہے اور جو خوبصورتی مطلوب ہے تو دونوں حسین مین اور اگر تمنائی چاہیے تو سوسے میرے کوئی غیر وہاں نہیں ہے اور جو محبت کی حاجت ہے تو مین و سوسے کو حاضر ہی رہتا ہوں اور یہی میری معاش ہے پھر حضور مقصد مین کیا تر دو باقی ہے روایت ہے کہ جب ابیس نے ترتیب مقدمات سے دل اپنا خوش کیا تو حضرت

جبرئیل علیہ السلام نے آکے فرمایا کہ بجلایہ تو سب درست ہو لیکن عصمت خداوندی اور محافظت سترہی  
یوسف کے شریک حال ہو اور اسے فرمایا ہو و لنعرف عنہ السوء و الفحشاء اور اسی اثنائین حضرت یوسف  
نے آرزو سے زلیخا سے انکار فرما کر کہا معاذ اللہ انہ ربی حسن متواہی تب تو اس مردود کا ٹھنڈا ٹھنڈا اور بجا  
اور لشکر یون سے بولا کہ اب بھاگو یہاں کا معاملہ بے ڈول ہو فائدہ نقل ہو کہ جب حضرت موسیٰ  
علیہ السلام مع قوم نبی اسرائیل کنارے رود نیل کے پہنچے تو ابلیس نے بہت خوشی کی اُسکے توابع نے  
سبب مسرت استفسار کیا بولا کہ اگر دریا سے مہیب درکار ہو تو آگے ہو اور جو دشمن سمجھے چاہیے تو فرعون  
مع لشکر آتا ہو اور قوم موسیٰ ضعیف و ناتوان ہیں پھر ملاکت قوم اور موسیٰ میں کیا تر دو ہو اسی وقت  
حضرت جبرئیل نے ابلیس سے کہا او ملعون یہ تو سب پیش نظر ہو مگر محافظت الہی اور قدرت خداوندی  
کے اس مہلک سے نجات بخشی ہو وہی موسیٰ نے عصا مارا اور یا خشک ہو گیا اور حضرت موسیٰ بے تکلف مع  
لشکر چلے گئے اور فرعون مع اپنی قوم کے غرق ہو گیا اسی طرح جب بندہ مسلمان کی عمر آخر کو پہنچتی ہو  
ابلیس خوشی کرتا ہو تو اسکو نڈا کرتے ہیں کہ سبب خوشی کیا ہو وہ کہتا ہو کہ اگر بندہ عاصی چاہیے تو موجود ہو  
اور اگر تقصیر عبادات و طاعات کی درکار ہو تو ظاہر ہو اب یہ بندہ کا فرم سکا یہی سبب خوشی کا ہو پس ان  
حق آتا ہو کہ او ملعون یہ تو سب بجا و درست ہو لیکن اگر رحمت درکار ہو تو مجھ میں ہو اور جو بندہ نوازی کی  
حاجت ہو سو بھی ہو اور اگر کار سازی چاہیے تو بھی ہو اور اسی وقت عزرائیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہو کہ اس  
بندہ کی باایمان جان قبض کر تاکہ ابلیس شرمندہ ہو جائے باجملہ زلیخا نے کہا او یوسف تو میرا غلام ہو  
حکم نہیں مانا اور میں تیرے سبب سے بیمار رہتی ہوں اگر تیرا یہی حال ہو تو میں سزا دوں گی فرمایا جسی اللہ  
عم الوکیل او زلیخا تو نے رقبہ میرا مول لیا ہو مگر خدا کی بندگی سے نہیں کمال سکتی ہو بولی او یوسف میں تجھے  
بہت امید رکھتی تھی کہ تجھے میری آنکھیں روشن ہوں گی سو تو سب محنت و اندوہ ہو گیا پھر بولی تیج بتلا کہیں  
و جس سے میری طرف توجہ نہیں کرتا آیا مکان و فرش تکلف نہیں یا کہ تو جنین ہو یا میں خوبصورت نہیں  
یا میرا حق تجھ پر نہیں فرمایا کہ میں اپنے خدا سے ڈرتا ہوں اور عزیز کی ہتک عزت نہیں چاہتا کیونکہ عزیز نے  
مجھ کو خرید کیا اور بیٹے کی طرح پرورش فرمایا اور کوئی امر مکریم و تعظیم کا اٹھا نہیں رکھا سو میں اُسکے بدلے نہ  
اسی بے غرتی کار و ادار ہوں یہ بات کہوں میرے لائق نہیں بولی کہ اگر عزیز کا خوف ہو تو میں آج ہی اُسکو  
نہر دیتی ہوں فرمایا کہ اگر میرے واسطے عزیز کو مار گی تو میں قیامت کو اسکا جواب کیا دوں گا اب زلیخا نے  
جانا کہ یوسف علیہ السلام کسی طرح نہیں مانتے اور میرے مطلب پر نہیں آتے تب بار اوہ فاسد پکڑنے کا  
ارادہ کیا سو حضرت یوسف علیہ السلام بھاگے اپنے دو درگروہن مبارک چھپے سے پکڑا کہ وہن پھٹ گیا تب

بولی سے دامن بکش زخاک مزارم کہ دست من + در آرزوی گوشہ و امان بلند شد + چنانچہ ارشاد  
 ہو یا بحر و را و تہ التي ہو فی بیتها عن نفسه و علقت الابواب و قالت ہریت لک قال معاذا اللہ ازلی  
 حسن بشو امی انہ لا یفلح الظالمون لقد ہبت بہ و تم بہا لولا ان امی برمان رہے لک لکن صرف عنہ السور و لعمرو اللہ  
 انہ من عبادنا المخلصین و استبقا الباب قدرت میصنہ من و بر و الفیاسیدھا اللہ الاباب قالت ما خبر من اراد  
 یا ہاک سورہ اللہ لیسن او عند اب الیم یعنی پھسلا یا اسکو عورت نے جبکہ گھر میں تھا اپنا ہی تھانے سے در دروازہ بند کر دیا  
 اور بولی شہابی کہ کما خدا کی پناہ وہ عزیز مالک ہر میرا تھی طرح رکھتا ہوں محکوم البتہ بعد انہیں پاتے لوگ  
 بے اہصاف اور ہر اعیانہ قصد کیا اسکا عورت نے اور قصد کیا یوسف نے عورت کا اگر نہ تو تا یہ کہ دیکھتے یوسف  
 قدرت اپنے رب کی توجہ جاتا جو کچھ ہونا تھا اسواسطہ کہ بتا دین سمنے اس سے بڑائی اور جیانی ہر  
 وہ ہر چارے چنے بندوں میں اور دونوں دوڑے دروازے کو اور عورت نے چیر ڈالا اسکا کرتہ  
 چھپے سے اور دونوں ٹنگے عورت کے عاوند سے دروازے پاس تو بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی  
 جو پاس سے بڑائی تیرے گھر میں گری کہ قید رہے یا دیکھ کی مارتبغیہ سور اس جگہ یعنی مقدمات زنا ہو پانہ  
 نظر شہوت و ساس و قلیل وغیرہ اور فحشا کنایت زنا سے ہر اور بعض کہتے ہیں کہ سور سے مراد حیا  
 سید و مولی ہر اور فحشا سے ارتکاب فاحشا اور ارباب انشائت فرماتے ہیں کہ سور کنایت ہر خواہر دیدہ  
 یعنی اندیشہ ہائے ناپسندیدہ سے جو دل میں گزیرین اور فحشا عبارت ہر افعال نامرضیہ سے جو ارکان سے  
 ظاہر ہوں سوائہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ہر طرح سے محفوظ رکھا اور اسی کی علت میں انشا  
 فرمایا کہ انہ من عبادنا المخلصین و علامت بندہ مخلص کی چارہن اول یہ کہ علق سے علیحدہ رہے یعنی  
 اگر تمام خلق اسکی مع اور شنا کرے تو شنا نہ ہو اور جو تمام خلق اسکو بد کہے مہول نہ ہو اور جو تمام عالم کمر عبودت  
 اسکے واسطے باندھے تو نہ ہو و دوسری یہ کہ دنیا سے بے پروا ہو یعنی اگر تمام نعمتیں دنیا کی اسکو دین  
 تو تمچھے کہ سب مراد رہیں اور اگر تمام محنت و رنج دنیا کے اسپر ٹرین تو جانے کہ سب گزیرا دینگے غرض کہ  
 دنیا کی باطل دل سے دور کرے کیونکہ دنیا کارنا پادار ہر تیسرے یہ کہ اپنے نفس کو بالکل خیال میں نہ لائے  
 یعنی ہمیشہ راضی بقضار ہے اور جفا و عطا میں مساوی رکھے اور دفا اختیار کرے اور خدا کے سپرد کرے  
 اور صفائی باطن سے بسر کرے چوتھی یہ کہ سوائے ذکر حق اور وصل محبوب مطلق کسی چیز سے آرام نہ لے  
 یعنی ہمیشہ باور باشد جو کہ چاہے اسی سے چاہے غیر کو در میان سے اٹھا دے اور دل کو صیقل نہ کرے  
 صاف کرے اور جب کوئی بلا آوے تو بڑھا و تسلیم قبول کرے تبغیہ حضرت یوسف علیہ السلام اسلئے  
 کھائے کہ زنا بدترین گناہوں سے ہر حدیث صحیح میں آیا ہے کہ عظم الکباہرتین ہیں شرک و حقوق الدین

کرنا پڑوسی کی جو رو سے اور بھی زمانہ میں دس آفتین گھلی ہیں اول نقصان دین دوسرے نقصان  
 عقل تیسرے نقصان عمر چوتھے نقصان علم پانچویں نقصان ورع چھٹویں نقصان غضب الہی ساتویں  
 روال بلا بشرہ آٹھویں غلبہ نسیان نوین عداوت اور بغض صاحبین سے دسویں روعبادت اور  
 دعوت اور بغض الہی اور اسکی پیشانی پر لکھا جاتا ہے عبد بعید من اللہ وبعید من الناس وبعید  
 من الجنۃ اور بھی حدیث میں وارد ہے کہ زانی و نیا سے نہیں جاتا جب تک نقر اور فاقہ میں مبتلا  
 نہ ہو فائدہ کر یہ راوی ہے الہی ہوئی بیہوشی سے دریافت ہوتا ہے کہ اب تک کرنے والی ہر زمانہ میں اکثر عورت  
 ہوتی ہے لہذا سورہ نور میں تعقیبیم زانیہ ارشاد کرتے ہیں کہ الزانیۃ والزانی فاجل واکل وانه نہما  
 جلد ہوا اور ظاہر ہے کہ جب تک عورت اپنی محاسن نہ کھولے گی نظر کسی مرد کی نہ پڑے گی اور جب نظر نہ پڑے گی  
 میلان نہ ہوگا اور جب دل کو میلان نہ ہوگا کناہ بھی صادر نہ ہوگا اور حکمت سومازیانہ کی تجویز میں یہ ہے کہ  
 ہر سال کی چار فصول ہوتی ہیں اور بارہ مہینے اور ہر ماہ کے تیس دن اور تیس راتیں اور ہر شبانہ روز  
 کی چوبیس ساعتیں ہیں کہ ان سب کے جمع کرنے سے سو ہوتے ہیں یعنی جو کوئی شخص ایک ساعت  
 بھی اس نفل مرامت مشغول ہوا تو اسے گویا تمام سال گناہ کیا لہذا سومازیانے اسکو مارنا چاہیے  
 تاکہ مجموعہ فصول و شوروایام و ساعات اسکی پاک ہو جاوے فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے  
 ہیں کہ دروازے بند کرنے سے مراد یہ ہے کہ زینخانے اپنے نفس پر سب دروازے الفت یوسف سے  
 بند کر دیے کلبی سے روایت ہے کہ دروازے گھر کے بند کیے روایت ہے کہ سات دروازے تھے جب  
 حضرت یوسف ایک دروازے سے گذرتے تھے زینخانہ اسکو بند کرا دیتی تھی اور حضرت یوسف ہر دروازے  
 پر از بند میں گرہ دیتے تھے اور حسن بصری سے روایت ہے کہ ابواب مع ودم شدت محبت یوسف سے  
 اپنے نفس پر بند کر لے آرباب اشارت فرماتے ہیں کہ زینخانے ساتوں دروازے بند کر دیے تاکہ یوسف  
 علیہ السلام کے ساتھ خلوت میں بیٹھے شمال اسکی یہ ہے کہ آدمی میں نبوت اندام قائم مقام نبوت خانہ لہذا  
 ہیں اور اسپر سات دروازے ہیں آنکھیں طریق آمد و شد بنیانی و گوش دروازہ آمد و رفت شغولی  
 اور زبان محل گویائی اور حلق سور و تو اسے غذائی اور ہاتھ آگہ گیری اور پانوں مرکب مٹی و روئی اور  
 موضع شہوت قوامی جب تک آدمی یہ ساتوں دروازے بند نہیں کرتا خلوت الہی میر نہیں ہوتی ہو  
 زینخانے ساتوں دروازے مکان کے بند کر لے تاکہ خلوت صحیحہ حاصل ہو مگر جب حضرت یوسف نے  
 کہا معاذ اللہ انہ ربی احسن مشاوی اللہ تعالیٰ نے بلا سے زمانہ سے محفوظ رکھا یہ معاملہ دلیل ہے اس پر کہ جب  
 بند کسی بلا میں پڑے چاہیے کہ نگاہ حق سے پناہ مانگے تو حق تعالیٰ اسے بلا سے نجات دیتا ہے

حضرت یوسف علیہ السلام

معتبره میں ہے کہ ایہا الحمد من کید شیطان علیک بالاستعاذہ بالرحمن اس واسطے کہ جس نے تعوذ کی عادت  
 کی دو نون جہان کی سعادت لی دیکھو اس استعاذہ کی بدولت انبیاء علیہم السلام بہرہ اندوز ہوئے  
 اور اولیاء کرام بہرہ و حضرت نوح نبی اللہ نے کہا اعوذ بک ان اہلک بالیس لی بعلم برکت کی دولت  
 سے مخاطب ہوئے کہ یا نوح اہبط بسلام منا و برکات حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کہا اعوذ باللہی خلقنی  
 نذانی من شر من عصاہ خلعت کے خلعت سے سرفراز کیے گئے کہ و اتخذ اللہ ابراہیم خلیلاً حضرت یوسف  
 صدیق اللہ نے کہا معاذ اللہ ان ربی اسن شواہی عصمت کی کرامت سے مکرم ہوئے کہ کذالک لکن  
 عنہ السوء و الفحشاء حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے کہا انی عذت بربی و ربکم ان ترجمون تکلمت کی  
 عزت سے معزز ہوئے کہ و کلم اللہ موسیٰ علیما خذہ عمران کی بی بی نے کہا انی اعینہ ہا بک و ذرہما  
 من شیطان الرحمہ قبولیت کی نعمت سے مشہر ہوئی تقبلہا رہا بقول سن مریم بنت عمران نے  
 انی اعوذ بالرحمن بک ان کنت تعینا نعمت کی منقصدت سے بشاہدات عیسوی پاک ہوئیں انی عبد  
 اتانی الکتاب و جعلنی نبیا اور ہمارے حضرت شافع یوم الآخرہ صلعم نے کہا اعوذ بک رب ان یحضر  
 حق تعالیٰ کے اپنے فضل و کرم سے دو نعمتیں عطا فرمائیں دنیا میں محبت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی  
 اور عقبیٰ میں شفاعت کہ عسی ان سینک ربک مقام محموداً اگر خاکیان امت محمدیہ کو جو کہ پانچوں وقت کی  
 نمازوں میں اعوذ باللہ من شیطان الرجیم کہا کرتے ہیں خلعت رضارضی اللہ عنہم و رضوا عنہم اور عمامہ  
 تقار و جودہ یوسف ناضرۃ الی رہا ناظرہ عنایت ہو تو عجب نہیں فائدہ کرید و لقد ہمت بہ وہم بہا میں  
 کسی طرح کی تو جہیں بہن اسمیل و مجاہد و مقاتل و قیس ابن مرہ و سعید ابن جبیر و عکرمہ ابن ابی جبل و  
 عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ زلیخانے زنا کا ارادہ کیا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے  
 دراز بند کھولنے کا اور مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کھولا ازار کو نور نعمت  
 باندھا پھرے کہ تاکہ حرکت زلیخانے سے محفوظ رہیں یہ قول اکثر متقدمین کا ہے اور ضحاک سے روایت ہے کہ شیطان  
 حضرت یوسف و زلیخانے کے درمیان میں آگیا اس نے ایک ہاتھ گردن یوسف میں ڈالا اور دوسرا گردن زلیخانے  
 اور زلیخانے کو ملا دیا اور قاسم ابن سلام کہتے ہیں کہ اس قول کی تمام قوم نے انکار کی ہے اور نقل اہل صحاح  
 سے صحیح نہیں ہے اور حسن بصری فرماتے ہیں کہ زلیخانے کا فرم تھا اور حضرت یوسف کا حدیث نفس اور  
 فقہیہ ابن ربیع کے نزدیک کلام خدا میں تقدیم و تاخیر ہے اور تقدیر یوں ہے و لقد ہمت بہ لولا ان یوسف  
 راہی برمان و بہ نسیم ہا الفیاض یعنی زلیخانے نے زنا کا قصد کیا اگر یوسف کو قدرت اپنے پروردگار کی نظر آتی  
 اور نہ انکو نگاہ میں نہ کہتا تو یہی قصد کرتے ساتھ زلیخانے کے اور بعض کہتے ہیں کہ قصد حضرت یوسف کا

وہی ہے جس نے  
 زلیخانے سے  
 روایت کی ہے

نکاح تھا اور زلیخا کا سفاح اور بعضے کہتے ہیں کہ زلیخا کا ارادہ یہ ہوا کہ یوسف علیہ السلام بٹھریں اور  
 حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ ارادہ ہوا کہ بھاگین اور بعضے کہتے ہیں کہ قصد حضرت یوسف علیہ السلام  
 کا از روئے طبع بشری ہوا تھا لیکن عقل نبوت نے روک دیا اور بعضے اہل تحقیق کہتے ہیں کہ حضرت  
 یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو خواب میں منکوحہ پایا تھا اور زلیخا نے خواب میں یوسف کو اپنا شوہر  
 سمجھا تھا سو اس حال میں حضرت یوسف علیہ السلام کو وہی خیال آیا کہ یہ عورت تو میری زوجہ ہو گویا حقیقتہ  
 قصد گناہ نہ تھا اور صحیح یہ ہے کہ تم اس آرزو کا نام ہو جو کہ دل میں پیدا ہوا اور یہ بمقتضائے بشریت  
 آدمی کے اختیار سے خارج ہوا لہذا اس میں مواخذہ بھی نہیں ہو لایکلف اللہ نفساً الا وسعاً پس اس وجہ سے  
 نہ ہم زلیخا تھا نہ قصد یوسف مگر زلیخا اس سبب سے ہوئی کہ اس خطرے پر عازم ہوئی اور غم  
 از جملہ کتبات ہو لہذا ما خود ہوئی پس معلوم ہوا کہ ہم دو قسم ہو ایک تم ثابت وقائم کہ ساتھ اسکے غم  
 و عقد و زنا لگے ہو گئے ہیں اور ہر بلا شک مواخذہ ہوتا ہے و سراسر ہم عارض کہ وہ وقت خطر و حدیث  
 نفس ہو بلا غم و اختیار مثل تم یوسف علیہ السلام اور آپر کچھ مواخذہ نہیں ہوا حضرت ابوہریرہ رضی ا  
 عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلوات اللہ علیہ نے کہ فرمایا اللہ نے جب بندہ عمل خیر کا غم کرتا ہے تو میں ایک  
 نیکی اسکی لکھتا ہوں جب تک اسنے عمل نہیں کیا اور جب اسنے وہ عمل کر لیا تو اس نیکیاں لکھتا ہوں  
 اور جب بندہ میرا بدی کا قصد کرتا ہے تو میں نجات ہوں اسکو جب تک عمل نہ کرے اسپر اور جب وہ کر  
 بیٹھتا ہے اس عمل بد کو تو مثل اسکے لکھتا ہوں کہ انی العالم اور عبد اللہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں  
 کہ میں نے حضرت سفیان ثوری سے سوال کیا کہ آیا قصد دل پہ بھی مواخذہ ہوتا ہے یا نہیں فرمایا کہ  
 اگر اس ارادہ کے ساتھ غم بھی ہو تو مواخذہ ہوتا ہے اس مقام پر سے معلوم ہوا کہ تم زلیخا مع العزم  
 و الخرم تھا اور تم یوسف علیہ السلام بلا غم حسب طرح کوئی بھوکا کھانا دیکھے اور بمقتضائے طبع بشری تھا  
 کا ارادہ کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ تصور گناہ گناہ نہیں ہے اور اگر ہو تو اہلی گناہ کرنے سے کمتر ہے سو اگر  
 گناہ سے اللہ نے پیغمبروں کو محفوظ رکھا ہے قطع نظر کر کے اس سے اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر یہ ہوتا کہ یوسف  
 دلیل اپنے خدا کی دیکھتے لیکن جب دیکھی دلیل تو قصد کیا نہ یہ بات کہ اگر نہ دیکھتے زبان خدا تو ضرور ہے کہ  
 قصد کرتے اور محققین نے طہارت ذیل یوسف پر لوٹ گناہ سے دلائل قویہ قائم کی ہیں اول یہ کہ زنا  
 عظیم الکبائر ہے اسکا ہرگز پیغمبر کی طرف جائز نہیں بالخصوص جب خود حضرت حق فرماتے ہیں و نصرت  
 عند اسور والنفسا و دوسرے یہ کہ اگر یوسف علیہ السلام کا وہن خطرہ گناہ سے ملوث ہوتا تو ذکر انکا کلام  
 باری میں بطریق عقاب آتا نہ بطریق الطاف کیونکہ مناسب قاعدہ حکمت کے نہیں ہے کہ کوئی شخص اقدام

بمعصیت کرے اور پھر اسکو محدث عظیمہ سے یاد فرماوین کہ انہ من عبادنا المخلصین تیسرے یہ کہ جب  
 کھوں کسی پیغمبر سے کوئی فعل خلاف وضع پیغمبری یا رلت یعنی لغزش قدم واقع ہوا ہے تو وہ پیغمبر  
 مدت دراز تک نام و پشیمان رہے ہیں اور ہمیشہ توبہ کرتے رہے ہیں اور اس معاملہ میں کوئی بات  
 اس قسم کی قرآن میں مذکور نہیں ہے جیسا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ذات والا صفات حضرت یوسف  
 صدیق نسبت ہمالا و اغوار شیطان سے پاک و محفوظ رہی ہے اب جاننا چاہیے کہ وہ بران کیا تھی جو  
 حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھی تھوہ اور اکثر اہل تفسیر کہتے ہیں کہ ایک فرجہ بقیف بیت میں  
 پیدا ہوا اس سے صورت پر نور یعقوب علیہ السلام کی مکتوف ہوئی اُس نے کہا اگر ایسا کام کر گیا تو تیرے  
 نبوت سے گرجائیکا اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کی صورت حاضر  
 ہوئی اور انگلی دانست کے نیچے دابے ہوئے باوازل بند فرماتے تھے اور قرۃ العین تیر نام دفتر انبیاء میں  
 مندرج ہے ایسی رلت اختیار نہ کرنا والا دانست ہوگی تب حضرت یوسف نے بندازا خوب مضبوط  
 کیا سعید ابن جبیر و مجاہد اسی طرف گئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک طائر نے یہ کلام حضرت یوسف  
 کے کان میں آہستہ سے کہا اور بعضے کہتے ہیں کہ حالت خلوت میں یوسف علیہ السلام کی نظر ایک  
 پردے پر پڑ گئی تو حضرت نے زینجا پوچھا کہ یہ پردہ کیا ہے اُس نے کہا اس میں میرا عبودہ و سو میں نے پردہ  
 ڈال دیا ہے تاکہ وہ اس حرکت کو نہ دیکھے حضرت یوسف نے فرمایا کہ اے زینجا تو اپنے بت سے کہ لاہلم  
 والہا عقل محض ہے اسقدر شرماتی ہے اور میں اپنے خدا سے کہ ظاہر و باطن کا انا ہے کیونکہ نہ شر ماؤن حضرت  
 امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرسی بات کے قائل ہیں اور بعضے اہل حقیقت فرماتے ہیں کہ اُس  
 وقت ایک آواز آئی کہ اے یوسف تیرا نام انبیاء میں لکھا ہے اور تو کا رنغا کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک  
 ہاتھ دیوار سے نکلا اُس میں لکھا تھا لا اقر بل الزانہ کان فاحشہ اور بعضے کہتے ہیں کہ مکان کی چھت میں  
 ایک فرجہ ہو گیا اُس میں ایک صورت نہایت حسین نظر آئی اُس نے کہا اے رسول عصمت تو معصوم ہے ایسا  
 نہ کرنا جس سے تیری عصمت میں متور پڑ جائے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے  
 زمین پر لکھا ہوا دیکھا کہ و منی میل سورۃ یحزہ اور بعضے کہتے ہیں کہ اللہ صاحب نے ایک فرشتہ بھیجا  
 کہ اُس نے اپنا بازو پشت یوسف پر ڈالا کہ تمام شہوت جاتی رہی اور بعضے اہل تفسیر سعید ابن جبیر سے ردا  
 کرتے ہیں کہ حضرت یعقوب نے آکر دونوں ہاتھ اپنے سینہ یوسف پر رکھ دیے کہ شہوت انگلیوں سے  
 نکل گئی اور یہی سبب ہے کہ حضرت یوسف کے دو بیٹے ہوئے اور اور بھائیوں کے بارہ بارہ ہوئے  
 اور بعضے کہتے ہیں کہ زینجا یوسف میں ایک پردہ ہو گیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام

یوسف علیہ السلام کی صورت  
 پر نور

ایک جا رہی جو اسی جنت سے دیکھی کہ اس کے من سے متحیر ہوئے اور پوچھنے لگے کہ کس شخص کا نفس یہ ہے  
 اُس نے کہا جو شخص زمانہ کرے اس قول کو حضرت ولایت مآب امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی  
 طرف نسبت کرتے ہیں اور جاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت  
 یوسف نے جب اپنا ازار بندہ کلاما اور شیبے بن زینجا کے تو ایک اتھرو دونوں بنظام ہوا اسمیں لکھا  
 ان علیہ کما نظین کر اما کاتبین علیوں یا انماون انیس دونوں کھڑے ہو گئے جب وہ رعب جاتا تو  
 یہ بھر دونوں بیٹھے پھر وہی اتھرو نکلا اور اسمیں لکھا تھا لا تقربوا الزنا انما ان فاحشہ سارہ بیلا تب  
 حضرت یوسف بھاگنے والے ہوئے اور زینجا کبھی ہو گئی جب پھر رعب جاتا تو دونوں بیٹھے  
 پھر وہی زینجا نکلا اسمیں لکھا تھا واتقوا اولیاء تم جوں نمیدانی اللہ تب دونوں اٹھ کھڑے ہوئے  
 اور بدین فریضہ پھر بیٹھے اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ خبر گیری کر کے میرے بند  
 کی توہین نہ کہ خطا میں پڑے حضرت جبرئیل و انگلیان چاہتے ہوئے تشریف لائے اور بولے یا تو  
 عمل عمل انہما و انت کتاب عند اللہ من الانبیاء روایت ہے کہ حضرت جبرئیل نے اپنا بازو اٹھا کر  
 انگلیوں کی راہ نکل گئی کذا فی العالم لیکن یہ روایت ضعیف ہے اور کاتب انہوں کے نزدیک کچھ ہی  
 ان آویوں کی ضرورت نہیں ہے اگر زبان سے جو کلام آئی ہیں واقع ہر مان عصمت مراد لیں تو کیا مضامین  
 ہر بعینہ وہ برہان عصمت تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خود معلوم کر لی کیونکہ عصمت انبیاء علیہم السلام  
 قطعی ہے انکو شاہدہ اور محسوسہ کی ضرورت نہیں جیسا حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے انہوں سے  
 اتقی اور عیالہ صدر و حالت بینہ و بینہ ایضا اللہ عزوجل کذا فی العالم اور اہل تعقیق فرماتے ہیں کہ  
 حسین تر و اور تثبت خاطر میں اللہ جانشانہ نے حجاب بطلون جمال ظہور سے اٹھا دی کہ نظر یوسف مشاہدہ  
 انوار آئی سے مشغول ہوئی اور تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ اس بات میں کسی کو خلاص نہیں کہ وہ اس یوسف  
 لوث گناہ اور فاحشہ سے پاک تھا اگر انکلاں واقع ہو تو وقوع ہم میں ہر بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ہم لفظ  
 اور اتیان بعض مقدمات واقع ہوا ہے صاحب کشاف نے نہایت تشبیح فرمائی ہے اور بعض مفسرین نے  
 تنہ حضرت یوسف ہم سے بھی لکھا ہے وہ صحیح حضرت امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت سے  
 جنگو تعلق ہے وہ یہ ہیں یوسف علیہ السلام اور عورت عزیز اور عزیز اور عورت شہر اور شہو اور خداوند عالم  
 جل ذکرہ اور اہل بیتین اور ہر ایک نے پاکی جناب یوسف صدیق علیہ السلام گناہ سے ظاہر کی ہے پھر اس  
 توقع کی ہرگز جبکہ نہیں ہے دیکھ حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں رب اسمن احب الی ما تدعوننی ایسہ  
 اور عورت کہتی ہے لقد اودتہ عن نفسه فاستعصم و قالت الان صحصص الحق اور شوہر کے کہا ان من کیوں

ان کی دکن عظیم اور عورتیں شہر کی کہتی ہیں امرتہ الغریبہ تراوونہا عن نفسہ قد شفقنا علیہا انالہ انانی  
 نسائل مبین اور عاصق لہذا علینا علیہ من سور اور بیان شہر و شہد شاہدین ایہا ان کان فی صفت  
 من قبل تصدقت و ہوسن الکاذبین وان کان فی صفت قد من و بر کذبت و ہوسن الصادقین اور  
 اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ لک لہ تصروف عند السور و لغتہ انہ من عبادنا الخالصین اور اقرار بلہیں  
 علیہ المعین کا اس کلام حق پر کہ بغیر تک لاغیر نیم جمیع الاموال منہم الخالصین یعنی بلہیں نے اقرار  
 کیا کہ میں بندگانِ مخلد میں کو انکو انکو و نکا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کو بندہ مخلص فرمایا  
 اب خیال کرنا لازم ہے کہ وہ لوگ جاہل جو نسبت شہر کی حضرت یوسف سے کرتے ہیں اور توابع دین ہی  
 ہیں تو لازم تھا کہ طہارت یوسف مدیق پر شہادت خطیبی کی قبول کریں اور اگر توابع بلہیں سے  
 ہیں تو اقرار بلہیں طہارت یوسف مدیق پر منظور کریں اتنی کلاسہ نصیح فائدہ مخفی ہے کہ زلیخانے اپنی  
 نسبت اہل غیرہ سے کہتا کہ وہ اس حالت میں رہا یہ ہے کہ اور اپنی تصفیہ گو اور اگر سے چنانکہ اسے  
 بے انصافی کی اور حضرت یوسف کو قید کیا اس سے ظاہر ہوا کہ ایک زلیخانہ نسبت کامل تھی و نہ اپنا جب  
 محبوب پر نہ الی بیسہ اس وقت کہانا راوتہ عن نفسہ والآن یخص الحق عبد اللہ ابن عباس نفس اللہ عنہ  
 فرماتے ہیں کہ وہ پیغمبرِ خریف سے بھاگے ہیں ایک جانب و دوسرے جانب شہر حضرت یوسف علیہ السلام  
 زلیخانے سے جانب و بھاگے زلیخانے و دوسرے طرف چاک کی حضرت یوسف علیہ السلام نے جناب حق میں  
 اتنا سر کیا کہ گردن چاک نہ بناؤ کی غصہ آفتہ تھا ارشاد ہوا کہ وہ یوسف تو جانتا تھا کہ میں ہر حال میں  
 مافوق اور نگہبان ہوں پھر کیوں بھاگا اب تجھے وہب دوزخ اور وہن کو گو او کو دوزخ اہل تذکرہ کہتے ہیں  
 کہ جب وہن یوسف چاک ہو گیا تو کمال کم ہوا وقتہ آواز آئی کہ او یوسف بہر نفس کے دو پیرا ہن  
 ہر کے ہیں ایک ظاہری دوسرا باطنی اگر پیرا ہن ظاہر چاک ہوا تو غم نہ کر پیرا ہن باطنی کہ عبارت صانع  
 و فوعلی سے ہر دستہ ہر اور ہر تحقیق کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کے دو پیرا ہن تھے ایک وہ  
 کہ اعیوب علیہ السلام نے پہنچایا تھا اور دوسرا پیرا ہن عنایت کہ اللہ تعالیٰ نے پہنچایا تھا زلیخانے  
 و دونوں پر ہاتھ ڈالا تھا سو پیرا ہن ظاہر پہنچا اور باطنی بچا اسی طرح مہوسن کے دو پیرا ہن ہیں ایک  
 پیرا ہن ظاہر کہ عبارت طاعت سے ہر دوسرا پیرا ہن باطنی کہ عبارت توحید سے ہر شیطان دونوں کا  
 قصد کرتا ہے لیکن اسکا ہاتھ ظاہر پہنچتا ہے اور باطنی پر نہیں پہنچتا و سب حضرت کر کہ یا کہ ظالموں  
 کے خوف سے جانب شہر بھاگے کہ دوزخ سے چھڑ گیا جب ارہ سے چھڑ گیا جب ارہ سے مبارک پر پہنچا تو حضرت  
 زکریا علیہ السلام نے شور کیا ارشاد ہوا کیوں شور کرتا ہو عرض کی کہ بسبب تعریف درو کے نار و زاری

تفویح

کہ تاپہوں فرمایا اس کے کہ یہ تو خوب جانتا تھا کہ میں بہر حال میں حافظ اور مددگار ہوں پھر تو کہو کہ غصت  
 کی طرف بھاگا اسی سبب سے تجھ کو ادب دیتا ہوں خبردار اگر بھیر تو نے شور کیا تو نام تیرا دیوانہ بنایا  
 سے نکال ڈالوں گا اگر غصہ جب عنایت و حفاظت حافظہ مطاق قرین حال یوسف علیہ السلام ہوئی  
 اور آنجناب کمزور لیمان سے خائف و ترسان ہو کر تجربہ خاص سے بقصد فرار نکلے اور زلیخا یہ جانتی تھی  
 کہ دروازے سے سب مسدود و قفل ہیں کہاں جا سکتے ہیں اسی نظر سے چپکے چپکے پکڑنے کو چلی وہاں  
 حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے آگے جاتے تھے سو حضرت یوسف جس  
 دروازے پر پہنچے اس کو حضرت جبرئیل نے کھول دیا بیان تک کہ ساتویں دروازے پر آئے  
 اب زلیخا نے خیال کیا کہ یوسف علیہ السلام تو ہاتھ سے نکل جاتے ہیں اور یہ تمام محنت و مشقت میری  
 رائیگان ہوتی ہے اس خیال میں دروازہ ہنقم کیا اور حضرت یوسف چلے زلیخا نے وہ دیکر دامن مبارک  
 تھپے سے پکڑا اور اپنی طرف کھینچا تو وہاں چاک ہو گیا اور حضرت جو کھٹ سے باہر ہوئے زلیخا بھی  
 پیچھے لگتی آئی اسی وقت تظنیر غریزہ مہر آگیا اور معاملہ میں ہو کہ غریزہ مع ابن عم زلیخا دروازے پر بٹھیا تھا  
 بہر تقدیر غریزہ نے زلیخا کو نظر پریشان دیکھا جانا کہ کچھ نسا واقع ہوا ہنوز غریزہ نے کلام نہ کیا تھا کہ زلیخا  
 نے پیشہ تھی سے دلیرانہ کہا غریزہ نے سوتی تھی یوسف جو کہ کی طرح میرے پاس آیا اور چاہتا تھا کہ تیری اما  
 میں نیاست کی راہ سے دست درازتی کرے سو میں چونک پڑتی وہ بھاگا میں اس کے پیچھے دوڑتی تو اس کا  
 وہاں میرے ہاتھ پکڑ گیا غریزہ نے کہا اس دعویٰ کا کوئی گواہ ہو جوبنی گواہ نہیں ہے لیکن میں اپنے دعوت نے  
 صادق ہوں بعد اسکے غریزہ نے حضرت یوسف سے کہا میں نے تیرے ساتھ کیسے کیسے احسان کیا اور تو نے  
 ان احسانات کے بدلے میرے گھر میں ایسا ارادہ کیا اب تیری سزا یہ ہے کہ قید ہو اس وقت آنجناب نے فرمایا کہ  
 ہی راہ و تہی عن نفسی یعنی زلیخا نے خواہش کی مجھے کہ بدکاری کروں اس سے ناگزیر میں بھاگا غریزہ نے  
 پوچھا کوئی گواہ ہو فرمایا ایک لڑکا رشتہ دار زلیخا کا گھر میں تھا اس کا اظہار لیا جاے معاملہ التزم میں ہو کہ  
 حضرت یوسف علیہ السلام کو عیب زلیخا کا کھولنا ہرگز منظور نہ تھا لیکن جب زلیخا نے کہا جو کوئی تیرے  
 گھر میں بدی کا ارادہ کرے وہ قید ہو یا کوڑے مارا جاے تب مجبور ہو کر آنجناب نے فرمایا کہ اسے  
 مجھے فعل نہ ناپا تھا کہ میں انکار کرنے بھاگا اور شاہد میں اختلاف ہو حسن و قوادہ مجاہد کہتے ہیں کہ ایک  
 مرد حکیم تھا مگر صحیح یہ ہے کہ ایک طفل شیر خوار تھا بعضے کہتے ہیں کہ اس کی دایہ کا بیٹا تھا چالیس روز تین  
 مہینے کا اور ابن عباس اور سہمی کہتے ہیں کہ زلیخا کے چچا کا بیٹا تھا یلیخا کہ اس کو متبہنی کیا تھا اور بعضے  
 کہتے ہیں مامون یا خالد کا بیٹا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ جب شور ہوا تو غریزہ مصر کی بہن اپنا لڑکا چار یا

ساتھ سمیٹے گا گو دین لیے ہوئے دروازے پر آتی تھی مگر صبح یہ کہ وہ لڑکار شستہ وار زینا کا تھا  
 کہا قال اللہ و شدہ شاہد من اہما کیونکہ ایسی قربت کی گوہری واسطے معافی دعا علیہ کے زیادہ تر  
 منف برطرف ہوئی تھی اور بڑی محبت ہو جاتی ہے واسطے معافی کے کہ لہذا لفظ اہما کا نام باری مین واقع ہوا  
 وہ ایک صبح جب آواز ہو بیٹھے کہتے ہیں کہ ایک لڑکا کشتی شخص کا سات دن کا گوار سے مین تھا یہ قول  
 شریف ہے جس میں بزرگوار کا ذکر ہے اور یہ روایت غزالی کی ابن عباس سے ہے جو ضعیف ہے باجماع اسے  
 بزرگوار کا صبح و تباہ از بلند کہا ان کا ان تیس دن قبل قصد تبت و ہون ان کا فرین وان کا ان تیس  
 دن میں بزرگوار سے کہ وہ میں اس کا ذکر ہے یعنی اگر بزرگوار کا آگے سے تو صورت تھی جو اور یوسف  
 یہ تھا ہے یعنی اس سے معلوم ہو جائیگا کہ یوسف کو ذبح کرتی تھی اور اگر بزرگوار کا یہ ہے  
 تو صورت ہو تھی جو اور یوسف تھا ہے یعنی اس سے معلوم ہو جائیگا کہ یوسف جسا کا تھا زینا نے  
 کیا کہ اس کے لہجہ کا وہ چاکا ہو گیا چنانچہ غزالی نے دیکھا کہ بزرگوار چٹا ہوا چھپے سے تو کہا لا ریب یہ ایک  
 فریب ہے جو صورتوں کا اہمیت شمارا فریب بڑا ہے کہ قال اللہ فلما راہی تیس دن در قال اللہ میں کہ یہ کن  
 ان کہ یہ کن غلام تیس کشتی میں ہے کہ عزیز مرعیم تھا سوائے بسنت علم زینا کو سزا نہ دی اور بیٹھے  
 کہتے ہیں کہ غیرت تھا اخبار اللہ دل میں ہے کہ اشیر الدین ابن جان اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ زمین اسیر  
 سزا دہن تھی بے غیرتی کو ہر بعض روایات میں ہے کہ غزالی نے حضرت یوسف سے کہا لڑکا شیر خواہ گیا  
 چکا فرمایا تو بچا تھا تا وہ بزرگوار نے اس لڑکے سے کہا کہ تو اس قدر زمین کیا جانتا جو لڑکے نے  
 کہا تھا ان لڑکوں کے واسطے لا شریک انعامی مجھے زیادہ نہیں ہے کہ زینا یوسف میں حکم ہوتا ہوں  
 چنانچہ مقولہ اس کے ہمارے کہانی بیان فرمایا فاندہ اکثر محققین فرماتے ہیں کہ عورتوں کے لئے زیادہ  
 تون چوبیس اور شیطان کے لئے تون کو دیکھو کہ اللہ صاحب شیطان کے حق میں فرماتے ہیں ان  
 کی کہ شیطان کا ان صدیق اور عورتوں کے باب میں ارشاد ہوتا ہے ان کی کہ کن عظیم واضح ہو کہ اللہ  
 جل شانہ نے بارہ چہرہ ان کو عظیم فرمایا ہے اول اپنی ذات پاک کو جو اعلیٰ عظیم دوسرے عرش و ہورب  
 اکثر عظیم تیسرے خلق حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اعلیٰ خلق عظیم چوتھے فوج اسماعیل علیہ السلام کو و قدنا  
 یوسف عظیم پانچویں روز قیامت کو انہم نبیوں ان لیوم عظیم چھٹوں روز لڑکے قیامت کو ان روز اللہ  
 شکر عظیم ساتویں تجارت بندہ موسیٰ ہارون سے اور دسویں دار نعیم کو ذلک ہو الفجر عظیم آٹھویں شکر کو  
 ان شکر عظیم نوین بہتان سجا لک بڑا بہتان عظیم دسویں عسکرہ فرعون کو و جادو اس عظیم  
 گیارہویں عرش بلقیس کو دہا عرش عظیم بارہویں مکر عورتوں کو ان کی کہ کن عظیم اور ان سب چیزوں کی

۴۶۰

و جو بے نسبت اپنے مقام پر مہین مگر وجہ عظمت مکر عورتوں کی یہ ہے کہ عورتیں وہ مہین شیطان کا کلمہ ہمارا  
 جہاں شیطان اور عقول انکی ناقص ہیں لہذا جہن ناقصات لعنوا والذین باوجود اسکے مرد و مائل  
 انکے وہم فریب میں گرفتار ہو جاتا ہے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ہے ان کیلئے شیطان کا ن ضیغاً اسکی وجہ ہے کہ مکر  
 عورتوں کا بلا کید وضع شیطان نہیں ہوتا بلکہ شرکت شیطان کی ضرورت ہوتی ہے اور کید شیطان کا شاید  
 بے مکر عورتوں کے بھی ہوتا ہے ویسے کید عورتوں کا بسبب شرکت شیطان کے عظیم ہو گیا ہے اس کے  
 کید شیطان سے بزرگ حضرت رحمان نجات دہی ہے اور مکر عورتوں سے کسی طرح بچاؤ نہیں ہوتا اور یہ تو  
 پیر ظاہر ہے کہ شیطان دشمن ظاہری اور عورت پیرا ہے، دشمنی میں دشمن اور لہذا مرد و مائل وہ ہے کہ کسی حال  
 میں اپنے اعتقاد نہ کرے اور انکے وہم فریب میں گرفتار نہ ہو کیونکہ انبیاء اور اولیاء اور علما اور عقلا ہمیشہ  
 انکی نگوہش بیان کرتے آئے ہیں لہذا جب زلیخا کا فریب غریب مصر پر کھل گیا تو اس نے کہا یوسف  
 اعرض عن ہذا انی یہ قصہ میرے سامنے است کہ کہ سیری ہنسک عزت ہوتی ہے اور زلیخا سے کہا تو غری  
 نہ نکالنا کہ گنت من الناطقین یعنی تو نبشوا اپنا گناہ یقین ہے کہ تو ہی گنہگار ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہاں  
 اس لڑکے کا کلام ہے اور مراد اسکی نبشوا لے گناہ سے یہ ہے کہ اپنے شوہر کی نواشا مکر تا تجھے عقاب  
 نہ کرے کیونکہ تو نے خیانت کی اپنے شوہر کی اور ایک جوان کہ تو نے اپنے نفس کے واسطے بھلا  
 تو خطا وار ہے اور تفسیر زاہدی میں ہے کہ غریب نے زلیخا سے کہا کہ تو یوسف سے عذرت کر کہ یہ غریب ہے  
 اور تو نے اسکو آزردہ کیا اور آزردگی غریب کی بہترین تفسیر میں لکھا ہے کہ اگرچہ زلیخا شرک تھی مگر  
 حالیت حق کا اقرار رکھتی تھی اور پندش ہنسام بنا ہے بہت متکرمی تھی اور اس کے دین میں رسم تنفیر  
 جاری تھی اس سبب سے نسبت تنفیر بانب زلیخا درست ہے لہذا اس معاملہ کا چچا عورتوں میں ہوا  
 کہ زلیخا حضرت یوسف کے پیار کرتی ہے اور اصل یہ ہے کہ اہل مصر میں یہ قصہ مشہور ہو گیا یہاں تک کہ عورتیں اپنے  
 گھروں میں بیٹھ کر چرچا کرتیں کہ زلیخا اپنی مراد غلام سے حاصل کیا چاہتی تھی غلام نے انکار کیا چنانچہ  
 ایک دن بارہ عورتیں اکابر مملکت سے یا چوڑہ یا چچہ یا چار اور بعضے محققین نے پانچ بیان کی ہیں  
 ایک غزالی کی یاد اور نعدہ دو اب کی عورت دوسری ساتی کی تیسری نان پز کی چوتھی حاجب کی پانچویں  
 واروہ مجلس کی اور مقاتل کے نزدیک یہ پانچوں عورتیں اشراوت مصر کی تھیں اور عین الشمس ہے  
 کہ ایک جگہ ہے مصر میں آپس میں مٹی ہوئی اور ہر اوہر کی باتیں کرتی تھیں اسی مذاکرہ میں حضرت یوسف  
 کا بھی ذکر آیا ایک نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کی کیا ہی پیاری صورت ہے دوسری نے کہا کیا خوب  
 بدن ہے تیسری نے کہا کیا اچھی باتیں ہیں چوتھی بولی کیا خوب وقار ہے پانچویں نے کہا نسب بھی بہت

یوسف علیہ السلام کی  
 صورت کا بیان ہے

انفضل ہو یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹا ہو اور بالفعل تمام عالم میں حضرت یعقوب علیہ السلام  
 سا پارسانہیں جو بعد اسکے کہنے لگین کہ اور ایک عجیب بات سنو کہ زلیخا اپنے شوہر کو چھوڑ کر آئی  
 فریفتہ ہو چنانچہ ارشاد ہوا قال لسوۃ فی المدینۃ امرۃ انزیر تراود فلتعا عن نفسہ قد شفھا جانا  
 لہذا فی ضلال بین یعنی کہنے لگین کہی عورتیں اس شہر میں عزیز کی عورت خود ہیش کرتی ہو اپنے  
 غلام سے اسکا جی تھانے سے تحقیق فریفتہ ہو گئی اسکی محبت میں ہم تو دیکھتے ہیں کہ وہ بھسکی ہو  
 صریح یعنی غلام اس قابل کیا ہو گا جس سے ایسا ارادہ کرتی ہو اور حقیقتہً اس گفتگو سے مقصود یہ تھا  
 کہ شاید ایسی باتوں سے دیدار یوسف ہمارے بھی نصیب ہو کیونکہ جب یہ عالمہ پیش آیا اور گویا  
 شیر خوارہ پاکہ امنی یوسف صدیق ظاہر ہوئی تو زلیخانے حضرت یوسف صدیق سے بہت معذرت  
 کی اور شکایت سے پیش آئی اور حضرت یوسف کو اختیار سے پوشیدہ رکھنا شروع کیا عورتیں مصر کی  
 مشتاق جمال ہو کر از روئے حسد کلمات ملامت آمیز کہنے لگین کہ زلیخا بڑی جیسا ہو جو غلام سے اپنی مر  
 چاہتی ہو اسپر طرفہ تریہ کہ غلام اس سے نفرت کر کے مسازی اور ہرازی سے انکار کرتا ہو کہ اگر زلیخا  
 اپنی صورت دکھلائی ہو تو وہ آنکھیں بند کر لیتا ہو اور جو زلیخا اشتیاق سے روتی ہو تو وہ ہنستا ہریشک  
 زلیخا کا حسن و جمال اسکے ناپسند ہو اگرچہ یہ باتیں عورتوں نے پوشیدہ کی تھیں الا زلیخا کو خبر ہو چکی  
 تو اسکو بہت ہی شج ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگی کہ اگر سکوت کرتی ہوں تو یہ سب خیرہ ہوتی جاتی  
 ہیں اور جو کسی اور طرح سے پیش آتی ہوں تو غالباً انکار کرینگے اور جو کچھ سیاست کرتی ہوں تو بڑی ہوتی  
 ہر اب مناسب یہ ہو کہ ایسا حیلہ کروں جس سے انکے دل میں جائیں اور زبان بند ہو جائے اور  
 ہاتھ کٹ جائیں اور اپنی گفتگو سے شرمندگی حاصل کریں لہذا زلیخانے ایک جشن آراستہ کیا او  
 ضیافت کی بنا دی کرائی اور مندرات اکابر اور اعیان مملکت کو تخصیص ان عورتوں کو جو زیادہ تر  
 برسر ملامت تھیں بلوایا اور کہا بھیجا کہ میں اسواسطے بلواتی ہوں کہ یوسف علیہ السلام کو دکھلاؤ  
 اور تم جانو کہ میں تم سے کسی بات میں دریغ نہیں کرتی غرض کہ حسب بیان ملائین و اعظاکا شفقی تپاس  
 عورتیں موافق طلب کے حاضر ہوئیں تب زلیخانے ان عورتوں کو جو طعنہ دیتی تھیں سب کے بیچ  
 میں بٹھلایا اور تکیے لگا دیے اور ایک ایک چھری اور ایک ایک ترخ یا انار یا گوشت بٹھنا ہوا انکے  
 سامنے رکھ دیا چنانچہ ارشاد ہوا فلما سمعت بکرمہن ارسلت الیہن و اعدت لہن منکاء و آتت  
 کلاحدہ ہنن سکینا یعنی جب سنا انکے ہکا فریب بگا و بھیجا آنکو اور تیار کی انکے واسطے ایک مجلس  
 اور دی انکے ہر ایک کے ہاتھ میں چھری غرض بعد ترتیب مجلس کے زلیخانے یوسف علیہ السلام کو

خلوت میں بلا کر عرض کیا کہ آج میرا ایک کسنا ملا ہے مجھے کچھو کچھو نما ناہر چند کا تمثال ایسے امر کا موجب بنتا تھا الا بنظر اسکے کہ اور گناہوں سے بچو لگا حضرت یوسف نے فرمایا کہ اگر گناہ نہ ہو گا تو فرمان برداری کرونگا زلیخانے کہا کہ عورتیں بیکو طعنہ دیتی ہیں کہ غلام کیا ایسی لیاقت رکھتا ہے جو زلیخا اسپر فریفتہ ہوئی ہے سو میں چاہتی ہوں کہ تنکو اپنے ظاہر کروں تاکہ وہ بھی جانیں کہ میں مجبور ہوں سو میری درخواست یہ ہے کہ جب میں تنکو طلب کروں تو آفتاب اور طشت لیکر بلانقاب نکل آؤ حضرت نے قبول فرمایا تب زلیخانے پہلے حضرت کو نہلایا اور بال و ہونٹے اور آنکھوں جو اہرات سے گوندھا اور کج طلالی مرصع کو سہر مبارک سے زینت اور سرفرازی بخشی اور پیراہن زرد و زری تن سرا سر لور پر پہنایا اور کمر بند طلائی کمر نازک سے باندھا اشارتہ لا قوۃ الا باللہ کہہ کر بولی سے پردہ شرم و گرازیخ گلگون بردار باد و خسر من جان شعلہ بے باک انداز چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام خلوت خانہ سے عورتوں کے روبرو تشریف لائے تو زلیخانے کہا کہ آج کل کہ برا فرختہ رومی چمن نیست + شمس کہ زرد آتش بہنرا انجمن نیست + گیسوی سید نافہ کشا چشم بلانخیز + مشک خمن نیست و بہار خمن نیست + آسوت وہ عورتیں چھری سے تبریح کاٹ رہی تھیں جو نہیں آفتاب لور یوسفی سیاہے جلالت سے چمک سب عورتیں ہیوش ہو گئیں کہ عقل جاتی رہی اور گویا زبان حال یوں مترنم تھی سے آتش بدل افتد رخ تابان اگر نیست + سر شتہ جان تاب خوردگر کمر نیست + اور اس پنجبری میں سب کے ہاتھ کٹ گئے تبریح کی مطلق خبر نہ رہی اور اس حال میں حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے تھے یہ کیا کرتی ہو اور زلیخا ہنستی تھی اور ہر ایک عورت کی زبان اس مضمون سے مشغول تھی سے تا کر شید جنبش ابرومی یاریغ محور دم برومی تیغ من ولفکار تیغ + ہر جا بسریت درتہ شمشیر نازتست + محراب سجدہ گشت درین روزگار تیغ + پیدا کنم زہر سر مو کردنی وگر + ہر جا کہ زہر دست کند این نگار تیغ + اور زلیخا حضرت یوسف سے مخاطب ہو کے کہتی تھی سے شمشیر ناز بردگر ان سیکشی کش + آلودہ کن خون من ولفکار تیغ + جنبش عورتوں کو فی الجملہ ہوش آیا تو زلیخانے کہا کیا ہو گیا تھا جو ایک ہی طعنے میں از خود رفتہ ہو گئیں و آ بر حال من کہ میں سات برس سے اس صورت کی عاشق ہوں اور اب تک تندرست ہوں تب عورتیں شرمندہ ہو کے کہنے لگیں کہ یہ تو کوئی فرشتہ ہے یا پری زلیخانے کہا نہ پری ہے نہ فرشتہ یہ شخص ہی ہے جسکو میں پھیلایا چاہتی تھی اور یہ محفوظ رہا اور وہی ہے یہ غلام جس پر تم ملامت کرتی تھیں چنانچہ ارشاد ہوا فلما رأیہ اذ یریدہ و قطعن ایدہ بین یقلن حاش لله ما ہذا بشر ان ہذا الا ملک کریم قالت فذکر لکن الذی لکننی فیہ و لقد رادودتہ عن نفسہ فاستعصم یعنی پھر جب دیکھا اسکو دشت میں آگئیں اسکی اور کاٹ ملے

اپنے ہاتھ اور کھنٹے لگین جاشا لید نہیں یہ شخص آدمی یہ تو کوئی فرشتہ ہی نہیں بولتا یہ وہی ہے جو  
 طعنہ دیا تھے مجھ کو اسکے واسطے اور میں نے چاہا اس سے اسکا جی پھرانے تمام رکھا تو عورتوں نے  
 کہا اور زلیخا جھوٹا ہی ملامت ہو جو جتنے سچے ملامت کی اور تہنہ بڑا گناہ کیا جو تجھ کو خطا کا رنگہ زلیخا  
 جب عورتوں کو اپنا ہمراز اور ہمدم پایا تو اپنا زولی اُن سے بیان کر کے کہا کہ اس معاملے میں تم  
 سب میری غمخواری کرو اور اس حادثہ میں مددگاری اور مین دکھیتی ہوں کہ اب کام لطف اور  
 نرمی سے نہیں نکلتا ہونا چاہئے سخت گیری کرونگی چنانچہ اللہ صاحب نے فرمایا انہیں لم فیصل ما لہم فیہم  
 ولیکون من الصاخرین یعنی مقرر کرنا کرے گا جو میں اسکو کہتی ہوں البتہ قیام میں بڑی گناہ اور سہو کا جزا  
 تہنہ صاحب و سیاط جابرہ صاری ذمی اللہ عنہ سے بے حد صحیح نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام ایک روز میرے پاس آئے اور کہا کہ اللہ صاحب سلام  
 کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمہاری محبوبہ الیوسف علیہ السلام کا حسن میں نے نوز کر ہی سے دیکھا کیا  
 اور تمکو نور عرش سے و ما حقت ما تھا حسن ملک حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال تھا وجود میں اور  
 آنحضرت کا کمال تھا شہود میں جمال یوسف سے ہاتھ کئے کمال محمدی سے کافرون کی زنا رٹوٹے حضرت  
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زبان مصر نے ایک جلوہ یوسف میں ہاتھ کاٹ ڈالے اگر  
 میرے محبوب کو دیکھتیں تو دل اسے ہاٹ ڈالتیں باجمہل وہ عورتیں دست بردار اور گریبان بید  
 زخمت ہو کر اپنے اپنے گھروں کے گھیریں وہ عورتیں جو کہ جب زبان اور شیریں بیان تھیں زلیخا کے  
 پاس رہ گئیں کہ ہم ہواصلت کی تدبیر کرینگے چنانچہ جب حضرت یوسف علیہ السلام وہاں سے پھرے تو  
 عورتیں بھی پیچھے لگی ہوئی تھیں آئین ایک نے اپنے طور پر حضرت سے زلیخا کے باب میں سفارش کی اور  
 دوسری نے اچھا کیا تو حضرت یوسف نے تنگ ہو کر کہا کہ رب احسن الی ما یرغون فی الیہ الا اللہ  
 عنی کہید بن حسب الیہن ان کن من الجاہلین یعنی امیر مجھ کو قید پسند ہو اس بات سے جس طرف مجھ کو  
 بلاتی ہیں اگر تو دفع نہ کرے انخاف یہ مجھ سے تو مائل ہو جاؤں اگلی طرف اور ہو رہوں بے وقوف  
 حاصل یہ ہو کہ میں سخت عاجز ہوں کہ اسی باعث سے قید مجھ کو پسند ہو تاکہ محفوظ رہوں اگلی صحبت سے  
 اور اگر تو مجھ کو نپاہ عصمت میں نہیں لیتا تو میں متوجہ ہوتا ہوں طرف انکے اور قبول کیے لیتا ہوں  
 اسکا کہنا اور ناوان ہوا جاتا ہوں روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ کلام استوقت کما  
 جسکہ وہ عورتیں مجلس میں جو تھیں اور زلیخا بے پروائی یوسف بیان کر رہی تھی اور عورتیں آنکھانکے  
 ملامت کرتی تھیں کہ تو کس سبب سے اپنی سیدہ کو راضی نہیں کرتا اور آرزو سے دل اسکو نکالنے

نہیں دیتا اور اس گفتگو کو گاہے بہ لطف و نرمی کہتی تھیں اور گاہے بخشنوت و عفو یعنی اگر اپنی مالکہ کو رخصتی کر گیا تو سفر زومنازہ بیگا اور قدر و منزلت تیری زیادہ ہوگی اور جو اسکی موافق مرضی کے نہ کر گیا تو ذلیل و خوار ہوگا اور قید کیا جائیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ اختیار زمان یوسف علیہ السلام نے اسی دم سے اپنے دل میں قائم رکھا تھا جب زلیخانے یہ کہا تھا کہ اگر میرا کسنا کر گیا تو قید کرونگی فعلیٰ نہ اذالتقذیر کان الدعا رہنا خاصتہ ولكن انصافہ لہین فرج و جاس التصریح الی التفرغ اور بعضے کہتے ہیں کہ سب عورتوں نے حسن یوسف علیہ السلام دیکھ کر خواہش کی تھی اسپر انجناب نے نسبت سب کی طرف فرمائی القصہ اللہ جل شانہ نے وعا حضرت یوسف کی قبول فرمائی اور فریب عورتوں سے بچایا یعنی جب عورتوں نے زلیخانے سے کہا کہ ہم نے بہر طرے یوسف کو سمجھایا پراستے کسی طرح قبول نہ کیا اب صلیمت یہ ہے کہ چنر و زاسکو قید کر شاید ریاضت و محنت بسبب تابعداری کا ہو جائے اور اس نعمت و رحمت کو یاد کر کے اطاعت کر بیٹھے زلیخانے یہ صلاح پسند کی اور عزیز سے کہا کہ میں اس غلام کے سبب سے سخت بدنام ہوئی سو تو اسکو قید کر تاکہ لوگوں پر اسکا قہر ظاہر ہو اور میں ملامت خلق سے محفوظ رہوں عزیز نے اس باب میں اپنے دوستوں سے شوری کیا تو سب نے زلیخانے کے موافق کہا چنانچہ ارشاد ہوتا ہوں ہم بد کہم من بعد ارا والایات لیسجنۃ حتیٰ یحین یعنی پھر یوں سوچھا لوگوں کو وہ نشانیاں دیکھنے پر کہ قید رکھیں اسکو ایک مدت یعنی جب تک عورتوں کا کسنا سنا بند ہو جائے اور اس جبر کے نزدیک حین سے مراد چھ مہینے ہیں اور کبھی کے نزدیک پانچ برس اور عکرمہ کے نزدیک سات برس کذا فی العالم روایت ہے کہ عزیز نے اپنے مدیون سے کہا کہ میرے نزدیک اگرچہ خوب ثابت ہے کہ اس مقدمے میں زلیخانے کا قصور ہے لیکن وہ میری زوجہ ہے اور چاہتا ہوں کہ گناہ زلیخانے یوسف پر ڈالوں لہذا شخص نے کہا کہ پھر آپ کو تجویز کیا ہے بولاکہ میں زلیخانے کو سزا دیا جا رہا ہوں اور کوئی سزا سخت تر جاب سے نہیں ہے اور مجاہب بلا قید نہیں ہو سکتا لہذا یوسف کو قید کر دینا اسوقت کسی شخص نے کہا کہ یہ بات تو انصاف سے بعید ہے عزیز نے کہا تم جانتے ہو کہ یوسف میرا غلام ہے اور غلام کے معاملے میں انصاف اور غیر انصاف کو کچھ دخل نہیں ہے دیکھو خداوند تعالیٰ کا بھی یہی معاملہ ہے کہ اپنے بندوں کے ساتھ جو چاہے فرماوے یعنی چاہے مطیع کو دوزخ میں ڈالے اور عاصی کو بہشت میں پہنچاوے کسی کو مقام چوں و چرا نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ عزیز نے کہا کہ یوسف کا دور رہنا زلیخانے سے چند بہتر و مناسب وقت ہے ورنہ آتش شوق زلیخانے پھر بھڑکیگی تو بھگانا اسکا دشوار ہو جائیگا لہذا قید کرنا یوسف کا صلیمت ہے اور سدی رح فرماتے ہیں کہ زلیخانے عزیز سے کہا کہ اس غلام عبرانی نے مجھ کو لوگوں کے دربار

اس قول سے کہ ہی راودستی عن نفسی نہایت رسوا و ذلیل کیا ہے سو تو دو باتیں کر یا مجھ کو اجازت دے کہ میں گھر سے نکل کر لوگوں سے عذر کروں اور صفائی حاصل کروں یا کہ تو یوسف کو قید کر کے لوگوں پر اسکا قصور ظاہر ہو جائے کذافی اعالم اور اسیں العاشقین میں یہ روایت لکھی ہے کہ جب زلیخا کا ارادہ ہوا کہ یوسف کو قید کروں تو ملک ریان کے پاس گئی اور بادشاہ نے ایک مکان آہن و مس کا مریعہ جو ہر اپنی نشست کا تیار کیا تھا اسکی چار دیواری پر ایسا صیقل کرایا تھا کہ آنے جانے والوں کی صورت دیکھ پڑتی تھی جب زلیخا اس مکان کے قریب تر ہوئی تو اسکی صورت بھی بادشاہ نے دیکھ لی چوہدرون سے فرمایا کہ عورتوں کی سرور آتی ہے استقبال کر کے لاؤ بقول اہل ملک ریان اور زلیخا سے کسی طرح کی قرابت بھی تھی سو ملازمان شاہی نے ہمساز و تکبیر زلیخا کو بادشاہ کے حضور میں پہنچایا بادشاہ نے کمال تعظیم سے ایک کمرہ خاص میں جھلایا اور حال پوچھا کہ سب پریشانی سے ہتھسار کیا زلیخا نے عرض کیا کہ شاید موجب سرسبکی سے آپ کو اطلاع نہیں ہے بادشاہ نے کہا مجھے خبر نہیں تو بیان کر زلیخا نے کہا اس غلام عبرانی سے مجھ کو تم کرتے ہیں بادشاہ نے کہا پھر کیا جانتی ہے زلیخا نے کہا درخواست یہ ہے کہ آپ اپنے علم سے اسکو قید فرماوین بادشاہ نے قبول کیا پھر بعد ازاں زلیخا نے کہا اگر حکم شاہی یہ غلام مجھ سے کیا جائیگا تو عوام و خواص یہ کہیں گے کہ اگر یہ بات سچ نہ تھی تو بادشاہ نے کیوں قید فرمایا بہتر یہ ہے کہ مجھے اجازت ہو جائے کہ میں قید کروں کہ میں عوام لوگ جانتینگے کہ یہ تمہاری محض تھی ورنہ کوئی دوست دوست کو قید نہیں کرتا بادشاہ نے فرمایا بہتر اور نصیب تو ہی قید کرنا ہے زلیخا اجازت حاصل کر کے مکان پر آئی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو طلب کر کے کہا تو یوسف اب بھی کوچہ نہیں گیا ہویا کہنا کہ تاکہ قید سے محفوظ رہے فرمایا اس خیال سے کہ وہ دروازہ باز و کدو ل سے دور کر میں ہرگز خلاف مرضی خدا ان شاء اللہ نہ کرونگا ناچار زلیخا نے بالوقت وزنجیر محبس میں بھیجا جو وقت حضرت یوسف اس کیفیت سے شہر میں نکلے تو اہل شہر کو نہایت تعجب ہوا اور زبان مبارک پر جاری تھا جسبی اللہ و نعم الوکیل حضرت جبرئیل نے اسوقت پیغام دیا کہ یہ قید تمہاری آرزو سے ہوئی تھی کیون قید مانگی کہ رب اسجن احب الی الخ اس مقام میں حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے بھائی یوسف پر کہ آسنے خدا سے قید مانگی سلائی کی دعا کہین نکلے فائدہ اس مقام سے واضح ہوا کہ آدمی کو دنیا کے سنج و غم سے صبر کرنا لازم ہے گھبرا کر اپنے حق میں بد بات کی درخواست خدا سے نہ کرے گو وہی ہوگا جو قسمت میں لکھا ہے کشف الاسرار میں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے قدم مبارک اپنا محبس میں رکھا فرمایا بسم اللہ و الحمد للہ علی کل

حال روایت ہو کہ مجلس میں ایک وزعت خشک مدت دراز سے تھا اسکے نیچے آپ عبادت کرنے لگے کہ وہ وزعت سرسبز ہو گیا قیدیوں نے جانا کہ شخص کامل ہر سب مقتدر ہوئے اور حضرت کی تواضع یہ تھی کہ ہر روز صبح کو تمام قیدیوں کی خیر و عافیت دریافت کرتے اور جو کوئی بیمار ہوتا اسکی عیادت فرماتے اور تندرستوں کو نصیحت ایک دن قیدیوں نے باہر تمام آپ کا نسب دریافت کیا تو آپ نے بیان کیا اس سے اور بھی گرویدہ ہوئے روایت ہو کہ زلیخانے لوگوں کے رو برو داروغہ سے کہا کہ اس غلام کو تکلیف میں رکھنا اور غلطی نہ طلب کر کے کہا کہ اسکو تکلیف نہ دینا اسکی قید صرف تاویباً ہونے لگی تھی اور وہ نے آہناب کو ایک مکان تکلف میں رکھا اور کمال لطف و عنایت کرنے کا قیدیوں نے اور بھی مددگاروں نے داروغہ سے پوچھا کہ تیدی سے ایسی باتیں کرنا خلاف حکم ہو داروغہ نے کہا میں اس قیدی کی پیشانی روزانی سے ایسا معلوم کرتا ہوں کہ اس سے کوئی جرم الواقع ہو تو بت صادر نہیں ہو اسکی واسطے تندیب کے بیان آیا ہوا اور جب صرف تندیب مقصود ہو تو اسکی تندیب کیا جاتی ہے اس اثنائے میں جو بدارشاہی نے امیر زندان سے کہا ہوا کہ ہذا اب اسکو دوزخ میں لیجاینگے اور خازن سے کہینگے کہ اسکو تکلیف میں رکھنا اسکی پیشانی میں نور ایمان دیکھ کر تندیب میں تامل کر گیا زبانیہ دوزخ اعتراض کرینگے مالک فرمایا کہ میں اس شخص میں کوئی علامت و درخون کی نہیں پاتا کیونکہ عذاب کروں میں جانتا ہوں کہ یہ دوزخ میں بنا بر تاویب آیا ہونے پر اسے تندیب ایسی حالت میں حکم صادر ہو گا کہ مقصود عتاب ہونے عقاب اور مطلوب تندیب نہ تندیب لطفہ ایک عاشق زار کرتا تھا کہ اگر بروز شہر نار میں بھیجیں اور میں ایسا ہی رہوں جیسا کہ تو وہ کام کروں کہ بہشتی میرا تاشاؤ دیکھنے آویں یعنی پہاڑ پر چڑھ کر پکارو گا یا امان یا امان اسے اہل بہشت جان تم ہو بالکل ناز و نعمت ہو اور جہان میں ہوں بالکل جہاں و رحمت ہو یہاں آؤ تو نعمت و ہوش کرو بہشت طلعت آن یار ہوش است مرا + بہشت بے رخ او عین آتش است مرا + غرض وصال تو باشد بہر کجا کہ روم + اگرچہ آتش دوزخ بود خوش است مرا + اور لطفی کہتے ہیں کہ قید اسوا ہونی اگر اس نفرش قدم سے ہوا زار بند کھولنے میں صادر ہوئی تھی پاک ہو جاوین اور حضرت ابن عباس سے معاملہ میں نقل کیا ہے کہ تین بائین حضرت یوسف علیہ السلام سے صادر ہوئے اس پر

تین سزائیں تھیں ایک سزایں کہ اسکی سزا قید توجیز ہوئی دوسرے درخواست سفارش ساتی سے کہ اسپر ایام قید زیادہ ہو گئے تیسرے اپنے بھائیوں کے حق میں کہلایا انکم لسا قون اور بھائیوں نے وقت پر جواب دیا ان یسرق فقد سرق انخ لہ من قبل القصد جب آنجناب علیہ السلام حکم زلیخا جس میں بھیجے گئے اور زلیخا سے جدا ہوئے تو زلیخا فراق یوسف سے معزوں و غمگین رہتی اور اپنے فعل پر نادم و شرمگین کہ اکثر شوق لقائیں زار زار روتی اور حسرت و افسوس کے طمانچے اپنے منہ پر مارا کرتی چنانچہ بروایت ضعیف مشہور ہے کہ جب زلیخا صوبت فراق سے بیقرار ہوتی اور تو اتر زخم چہرے سے دل افکار تو حضرت یوسف علیہ السلام کو صبح ندان تین نکلوا اگر ضربات چوب محبت و اتحاد سے تکلیف دلائی اور نالہ و فریاد کی آواز سے دل کو تسکین دیتی تھی اور جب کوئی شخص اس حرکت پر طعنہ دیتا تو کستی مجبور و معذور ہوں کیونکہ جب دیدار محبوب سے مسرور زمین ہوتی تو صدا سے نالہ وزاری سے دل بے قرار کو بھالیتی ہوں اگرچہ یہ روایت ظاہر ضعیف و بے اعتبار ہے مگر ایک مثال بندہ موسیٰ کے واسطے ہے کہ اسطرح خالق کبریا جل جلالہ ارواح مومنین کو زندان دنیا میں رکھکر بقتضائے سحرہم و حیونہ انہما محبت و الفت فرماتے ہیں اور جب بسبب جنابات آب و خاک ملاقات صوری و ظاہری نہیں ہوتی تو نفسیان قصدا و قدر سے فرماتے ہیں کہ انکو ہمیشہ خشیات خوف و جوع اور نقصان نفوس و اموال و اولاد و ایشار سے ادب و تامل بنا لہ وزاری میرے حضور میں حاضر ہوں کہ میں انکی نالہ وزاری سے خوش ہوتا ہوں کہ انین اللذین احب الی من لیسع لقرین وقال تعالیٰ شانہ و لیلو لکم شہی من الخوف و الجوع و نقص من الاموال و الانفس و الثمرات یعنی البتہ ہم آزمائش کے تلو کچھ ایک ڈر سے اور مجھو کہ سے اور نقصان اموال اور جانوں اور میووں سے چون مرغ سحر از غم کلزار بنالہ + از غم دل دیوانہ من زار بنالہ + آن دوست گویید کہ از دست برنجہ + وان یار نحو انید کہ انہ یار بنالہ + فائدہ آیت قال رب اسعن احب الی سے کئی فائدے دیکھے اول معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ قید بصدق دل چاہی تھی کیونکہ لفظ تامل صریح دلیل صدق ہے اور لفظ زعم دلیل کذب کما جازنی قولہ تعالیٰ زعم الذین کفرو ان ان یخو اقل بلی ورنلی لبعثن یعنی کفار کے قول پر جو کذب تھا زعم ارشاد ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں قل کہ سراسر صدق تھا تو سراسر معلوم ہوا کہ قید زندان زمانہ سے بہتر ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو یوسف علیہ السلام اسکو طلب نہ کرتے تیسرا یہ کہ خدا سے ہرگز بلا و محنت کا سوال نہ کرنا چاہیے بلکہ واسما غایت چاہتے گو اس بلا کو آنجناب چند روزہ سمجھے تھے مگر انہی سمجھ کام نہیں آتی چوتھا

حضرت یوسف کے بنیت خالص شیخ اٹھایا اللہ نے ضائع نہیں کیا اسی طرح جو کوئی راہ خدا  
 میں شیخ اٹھائے قیامت کے دن راحت پاوے گا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما  
 ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے دو چیزیں عجیب اللہ سے مانگیں ایک تو عین نعمت و دولت  
 میں تیبہ چاہی دوسرے بحالت سلطنت و بادشاہت میں موت کما قال تو فنی مسلما و کھنسی  
 بالماحقین فائدہ حضرت یوسف علیہ السلام سے پانچ باتیں صادر ہوئیں کہ حقیقتہ ترک ان  
 و اختیار حسن لازم آیا اور معنی زلت کے یہ ہیں کہ فعل صباح کا قصد کیا اس میں فعل ناجائز ہو گیا مگر اس  
 فعل پر بصد و زوق متقرر نہیں ہوا اور نہ قصد فعل حرام کا تھا مگر صادر ہو گیا بسطرح قتل قطبی  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پس زلت و لغزش قدم اول یہ ہوئی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے  
 فرمایا تھا لا تقصص رویا علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب  
 اپنا بھائیوں سے فرمادیا اگرچہ خواب کے نہ بیان کرنے میں منفسدہ شرعی تھا یعنی کذب کا عیب  
 لگاتا تھا اور حسن مقام میں منفسدہ شرعی پیدا ہوتا ہوا ان اتباع والدین ضرور نہیں ہوا اور حکم بھی یونہی  
 ہو مگر مغیروں کا مرتبہ از بس عالی ہوا حکام بھی انکے سخت تہین کا قیل عم نزدیکیاں رہا پیش بود حیرانی  
 اب پوشیدہ نہ ہے کہ احادیث صحیحہ میں طریقہ احسان والدین کے ساتھ یونہی آیا ہوا کہ تہ دل سے انکو  
 دوست رکھے و زنتار و گفتار و نشست و برخاست میں کوئی دقیقہ و فائق ادب سے فروگذاشت نہ کرے  
 مثلاً زنتار میں آگے انکے نہ چلے اور آگے انکے نہ بیٹھے اور گفتگو میں نام لیکر نہ پکارے اور نہ بلاؤ سے  
 بلکہ الفاظ تعظیمیہ اختیار کرے بسطرح یاسیدی و یا ابی و یا امی اور انکو گالی نہ دے اور تہرانہ کہے مراد گالی  
 دینے سے یہ ہوا کہ جب کوئی کسی کے والدین کو گالی دیتا ہوا تو وہ بھی اس کے والدین کو جو کچھ ہی میں آتا ہوا  
 کہتا ہوا اس صورت میں یہ شخص گویا اپنے ماں باپ کو آپ گالی دے رہا ہوا اسی طرح حضرت میں نہایت  
 کوشش کرے جہاں تک کہ مقدور ہو اور قول و فعل میں انکی خوشنودی کا قصد رکھے اور اپنے مال و  
 اسباب اور شرفیں سے جو کہ انکے کام آوے کھجوں دریغ نہ کرے اور بعد موت کے وصیت جاری  
 کرنے میں مصروف بدل ہو اور وعائے نیک میں یاد رکھے اور اللہم اغفر لی ولوالدی پڑھا کرے اور  
 ہمیشہ صدقات و خیرات کا ثواب پہنچایا کرے اور ہر جمعہ کو انکی قبر کی زیارت کیا کرے اور سوہا لیس  
 پڑھا کر ثواب بخشا کرے اور جو لوگ انکے دوست یا قریب ہوں ان سے محبت و تفقہ اختیار کرے اور حضرت  
 والدین انکے ساتھ سلوک کرتے تھے یہ بھی حتی الوسع و الامکان جاوی رکھے کہ آمین جزوالدین تمام  
 ہوتا ہوا چنانچہ اللہ صاحب سورہ نبی اسر ایل میں فرماتا ہے من فلا تقل لها اوتی ولا تسر ما قل لها قولاً

یوسف علیہ السلام نے  
 اپنے والدین کو  
 گالی دینے سے  
 منع کیا ہے

یوسف علیہ السلام نے  
 اپنے والدین کو  
 گالی دینے سے  
 منع کیا ہے

کریا و انقضا لما جناح الذل من الرحمة و قتل رب ارحمها کمربیان صغیرا یعنی تو نہ کہو آنکو ہوں اور نہ  
 جھٹک آنکو اور کہہ آنکو بات ادب کی اور جھکا لے آنکے رو پر و کندھے عاجزی کر کے پیار سے او  
 کہہ اور رب آپ پر رحم کر جیسا کہ بالا آنھوں نے چھوٹا بھلا اور اسی طرح سورہ بقرہ میں فرماتے ہیں  
 ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا یعنی والدین کے ساتھ احسان عظیم بجالانا چاہیے کہ جامع ہے  
 اور یہ احسان تین طرح کا ہوتا ہے اول ترک ایذا قولاً و فعلاً دوسرے خدمت کرنا مال اور بدن سے  
 تیسرا اس وقت حاضر ہونا جب وقت بلا دین قسم اول واجب مطلق ہے و لہذا اسکے ترک میں عقوبت شنیع  
 لازم آتا ہے چنانچہ یوسف علیہ السلام کے اور بھائیوں سے صا و رہا بعد اسکے تو یہ نصیب ہوئی  
 اور حضرت یعقوب نے بھی معاف فرمایا قسم دوسری مشروط باقتیاج ہے اور موقوف ہر لڑکے کی  
 قدرت پر پس اگر والدین کو اقتیاج نہیں یا یہ شخص قدرت نہیں رکھتا تو واجب نہیں ہے قسم تیسری  
 بھی مشروط ہے وہ یہ ہے کہ حاضر ہونے میں کوئی مفیدہ شرعی پیدا نہ ہو جائے اگر ایسا گمان ہے تو واجب  
 نہیں لیکن اگر والدین ترک نوافل حکم کرین اور کہیں کہ میری خدمت میں حاضر رہو تو ترک نوافل  
 واجب ہے اور اگر فرما دین کہ واجب یا فرض کو ترک کر تو اتباع انکی لازم نہیں اور اگر سنت ہو کہ وہ کے ترک پر  
 اصرار کریں تو صحیح یہ ہے کہ ایک و بار ترک کر کے اطاعت انکی کرے و زیادہ اس سے نہیں جائز اس طرح اگر جبو ظم  
 بولنے کو یا چوری کرنے کو فرما دین تو اتباع لازم نہیں پس حضرت یوسف کا خواب کہ دنیا بھائیوں سے اسی قسم میں تھا  
 اور وظا کوئی مزخرف شرع نہ تھا لیکن سات لائبریات لقمہ میں باجملہ حق تعالیٰ نے احسان الدین کو اپنی عبادت  
 کے بعد فرمایا ہے اور اسکے حقوق کو بدوش اپنے حق کے گردانا ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے و قضی ربک ان  
 لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا یعنی حکم دیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو اسکے سوا سے اور ماں باپ سے  
 بھلائی کرو اور یہ بات کسی وجہ سے معلوم ہوتی ہے اول یہ کہ ماں باپ جس طرح سبب پرورش اور  
 تربیت اپنی اولاد کے ہوتے ہیں اسی طرح سبب وجود اولاد بھی ہیں اور یہ دونوں فیض اسما و الہی کا  
 واسطہ پڑے ہیں اور سوا سے ماں باپ کے اور کوئی یہ مرتبہ نہیں رکھتا کیونکہ اگر کوئی اور شخص سبب  
 پرورش اور تربیت واقع ہوتا ہے تو سبب وجود ہے مگر نہیں ہوتا پس کسی شخص کا انعام بعد از انعام خدا  
 ایسے زیادہ نہیں ہے دوسری یہ کہ انعام والدین کا کمال مشابہ ہے انعام الہی سے جس طرح خداوند تعالیٰ  
 عوض نہیں چاہتا اسی طرح والدین بھی عوض نہیں چاہتے بخلاف انعام اور لوگوں کے کہ لہستہ  
 مخلوط بالغرض ہوتا ہے تیسری یہ کہ جس طرح خداوند تعالیٰ اپنے بند سے پر انعام میں ملال نہیں کرتا  
 اگرچہ بندہ گنہگار ہو تو مال بردار ہو اسی طرح والدین انعام فرزند میں ملول نہیں ہوتے یعنی

شفقت اور خیر خواہی سے باز نہیں آتے اگرچہ اولاد ناطف ہو چوتھی یہ سچ کہ والدین کو کمال  
مشابہت ہو جناب واحد حقیقی سے کہ جس طرح مرتبہ خدائی میں سوا سے ذات پاک الہی اور کوئی نہیں  
سا سکتا اسی طرح مرتبہ پداری اور ماورسی میں کوئی اور سوا سے ایک ایک شخص کے ہمیں گنجائش نہ تھا  
پانچویں یہ کہ اولاد کے حق میں جو کمال کہ ممکن ہو مان باپ اسکی آرزو کرتے ہیں بلکہ اپنے نفس پر  
ترقی کی خواہش رکھتے ہیں اور کسی امی چیز پر حسد نہیں کرتے سو یہ خاصیت کسی کو نہیں ہو کہ خالق  
لا یرا ان کو کہ وہ اپنے بندوں کے واسطے ہمیشہ کمال کی تعلیم کرتا ہو و لہذا جملہ شراغ و اویان میں الدین  
کی تعظیم واجب ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ محبت والدین کی ذاتی ہے کہ حیوانات لایعقل میں ہوتی ہے جس طرح  
محبت خدا بندہ کے ساتھ ذاتی ہے و لہذا حق کفار میں بھی بار سال ریل و انزال کتب و نوح ہے اور کیسا آرزو  
والدین کا عظیم ہے کہ جہاں کہیں انکے ساتھ احسان کا ذکر ہو تو قید ایمان کی ہرگز نہیں ہے تو صاف  
معلوم ہوتا ہے کہ ہر چند والدین کافر و منافق و فاجر و فاسق بھی ہوں تب بھی اُن سے لطف و احسان  
کرنا چاہیے اور یہی سبب تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے ارشاد میں تلمظن اختیار کیا تھا  
کہ سورہ مریم میں مذکور ہے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منطلہ بن ابی عمر صحابی کو اجازت  
نہ دی کہ ابو عامر راہب کو قتل کرے حالانکہ وہ کافر شدید العناد و واجب القتل تھا کذا فی لغزیری اور  
جوشیات و برکات والدین کی خدمت کرنے میں انکے ثمرات دنیا میں بھی ہتقد رہیں کہ بیان ہوگا  
و شوارہ ہوا از جملہ دنیا میں ارجہندی حاصل ہوتی ہے اور گناہ کبیرہ خدمت والدین کی برکت سے موقوف  
ہوتے ہیں اور عمر کی درازی ہوتی ہے اور اسی باب میں وارد ہے کہ برکت البرزیدنی العمر یعنی برکت نیکوی کی  
زیادتی کرتی ہے عمر میں آدر منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معراج روحانی حاصل ہوئی تو  
انھوں نے دیکھا ایک شخص کو کہ عرش کا ستون پکڑے کھڑا ہے پوچھا تو نے کس عمل سے یہ مقام  
پایا بسنے کہا میرا باپ بیمار تھا اور اسکے جسم میں زخموں کے غار پڑ گئے تھے اور یریم ہتا تھا سو آپ  
کھیاں بیٹھنے لگیں اور بد بو آنی شروع ہوئی لہذا میں کھیاں اڑایا کرتا تھا اور جو یریم زخم میں جم جاتا  
تھا اسکے پوچھنے میں میرے باپ کو تکلیف ہوتی تھی سو میں اسکو زبان سے چاٹ لیتا تھا خدا تعالیٰ نے  
میں نے عمل میرا قبول کیا اور یہ درجہ عطا فرمایا اسی طرح حضرت اسد الا ستاد نے نقل کیا ہے اپنی وعظ کی  
تفسیر میں جو سولے تفسیر غزیری کے ہے اور اس مقام پر یہ بھی جانا چاہیے کہ احسان کرنا اہل قربت  
سے تابع احسان والدین کے ہے اسی لیے کہ جو قرابت عالم میں ہے یا بواسطہ والدین ہے جو برادران خواہران  
حقیقی یا بواسطہ ایک ان دونوں کے ہے مثل جد پداری و برادران علاقائی و عمام و عمامت کہ باپ کے

پانچویں

سبب سے قرابت رکھتے ہیں اور مانند بھائی و بہن اخیانی اور جہاد می اور احوال و حالات کہ  
والدہ کی سبب سے قرابت و اربہن پس جمیع ذوی القربی قرابت میں والدین کے شریک ہونے  
فرق ہی نہ رہا کہ والدین بالاصلاح سلسلہ جو میں قریب ہیں اور یہ لوگ بالبعید و لہذا اصل  
احسان میں شریک ہیں آئی گو شریعت میں صلہ رحمہ ہوتے ہیں اور حدیث شریف میں آیا ہوا ان کے  
شجرہ من الرحمن یعنی قرابت ایک شعبہ ہر شعبہ ہاں بطور اسم ضمن سے گویا رحمت الہی ہی پر زمین  
ظہور پکڑتی ہر چنانچہ ارشاد ہوتا ہے من وصلک وسلمتہ ومن قطعک قطعتم یعنی جو کہ تیرے صلہ سلوک  
کرے نیک میں بھی اسکے ساتھ سلوک نیک کرتا ہوں اور جو بد سلوک کرے میں بھی بد سلوک کرتا ہوں  
فائدہ رحم کے معنی برابر پروری سوزنایا کہ یہ لفظ رحمن سے نکلا ہے یعنی جو حرف رحم میں ہر رحمان  
میں ہیں پھر فرمایا جو برابر پروری کر لیا اسپر میں کرم کرونگا اور جو برابر پروری نہ کرے گا خدا اسپر کرم  
نہ کرے گا ہذا رواہ البخاری و المسلم فی الصحیحین عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور معصیت عقلی بھی متقاضی  
ہو کہ آدمی اپنے اقارب سے حسن سلوک اختیار کرے کیونکہ انسان کو شادی و غم میں ہمیشہ احتیاج  
انکی طرف ہوتی ہے جبکہ بلا اعانت دامہ او اکثر امور کا سر انجام نہیں ہو سکتا نقل ہے کہ ایک شخص حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور اپنے والدین کی شکایت کرنے لگا کہ مجھ پر ظلم کرتے ہیں فرمایا  
ظلم پر صبر کرنا لازم ہے پھر ایک شخص اور آیا اسے کہا کہ واسطے گناہ کبیرہ کے کیا عمل کروں فرمایا اپنے  
مان باپ کی خدمت کیا کرانے کہا وہ تو مر گئے فرمایا کوئی شخص تیرے والدین کی طرف کا باقی ہونے  
کہا خالہ پیری زندہ ہے فرمایا اسی کی خدمت کیا کر کہ الخالہ بنزلہ الام یعنی خالہ بجاسے مان کے جواب بنا  
چاہیے کہ اہل قرابت و و قسم میں ایک تو وہ جو قرابت اور محبتیہ دونوں رکھتے ہیں جس طرح چچا ہامون  
خالہ چچوہی و اولاد و اخوات احسان انکے ساتھ فرض ہوتا رکھا گئے گا دوسرے وہ جو اولاد و قرابت  
بین جنکو محبتیہ نہیں ہے جس طرح بنے امام و عمت ذوی احوال و حالات احسان ان سے سنت ہو کہ ہر کین  
ہے نہ او و اعانت اور احسان یعنی ترک ایذا سب خلق کی نسبت فرض ہے بلکہ مسلمانوں اور کافروں  
سے کہا قال تعالیٰ و قولہ الانسان محسنا یعنی آدمیوں سے نیک بات کہو میں دشمنی نہ ہو واسطے کہ  
اہل آدمیوں کی نسبت احسان فعلی محال ہے میر نہیں ہو سکتا کیونکہ احسان فعلی دو ہیں بدنی و مالی اگر خدمت  
بدنی ہو تو مشر و طاقت و طاقت ہر اور اتنی قوت کہ عامہ خلق کی خدمت بدن سے کرے آدمی میں  
منفق و ہوا اور اگر مالی ہو تو موقوف مال پر ہو کہ زائد حاجت سے ہوا ہر شخص کو اتنا مال کہ عامہ خلق  
کو کو نیت کرے میر نہیں ہوتا پس ضرور ہو کہ عامہ خلق سے احسان قولی پاکتفا کرے اور اسکے

چند مراتب ہیں اول وقت بحیث سلام علیک سنون بجالاو سے اور جواب میں رحمت اللہ وبرکاتہ  
 زیادہ کہے دو مسرا امر معروف اور نہی منکر کر کے یعنی برحق و نرمی بکام سے منع کرے اور  
 نیکی کی راہ بتلاوے نہ براہ مجاہدہ بلکہ بطریق سلوک و نہامیش چنانچہ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ  
 ایک شخص آواب و صنوکی رعایت نہ کرتا تھا جب اس بزرگ نے دیکھا تو فرمایا اسے مرد میں  
 چاہتا ہوں کہ وہ بکرون تو متوجہ ہو کر ملاحظہ فرماو کہ شاید نبتہ کسی ادب میں قصور ہوتا ہو لیکن  
 یہ رہنمائی بھی نصیحت میں اولیٰ ہے نہ جلوت میں تاکہ موجب عار و ننگ نہ ہو تیسرا وقت ملاقات  
 انمار و محبت دوستی کا کرے اور حال پرستی اور فرمان پرستی میں سرگرم ہو اور شاہی و غم میں شرکت  
 بیان کرے لیکن اسی قدر کہ قرون بعدق ہو بے مبالغہ فرما چو تھا وقت طلب و تذکرہ پر  
 اسما و القاب زبان پر لاوے اور جو نام یا لقب موجب کراہت اسکے معلوم ہوتا ہو زبان پر نہ لاوے  
 لیکن یہاں بھی رعایت صدق کی ضرور جانے چاہیے ان جب غائبانہ یاد کرے تو خوبی کے ساتھ یاد  
 کرے اور سچی تعریف کرے اور ضائل راست و درست بیان کرے چہ شام شورے کے وقت  
 صلح نیک و ستحسن سے دریغ نہ کرے ساتھ ان اگر کسی کو دیکھے کہ نادانیت منہت و مملکت میں پرتاؤ  
 اور وجہ خلاصی کی سکون معلوم ہو تو نہایت سن خلق و رعایت ادب سے تعظیم کرے مثلاً کوئی اندھا  
 چلا جاتا ہو اور اس راہ میں کنواں یا گدھا ہو یا کوئی راہ بزدل ہو یا اسباب بھول گیا ہو اور بے خبر ہو  
 یا کسی مال و اسباب خواہ دو کی تلاش کرتا ہو اور طریق و منزل سے آگاہ نہ ہو میں ہر یا مکان بیع و شرا  
 میں مطلع نہ ہوں ہر یا کوئی سکونہ نبی کو ڈھونڈتا ہو یا کسی شیعہ میں پڑا ہو اور یہ شخص اس سے دوستی  
 رکھتا ہو تو فی الفور بتلاوے ۷ اگر بنیم کہنا بنیا و چاہے است ۸ اگر خاموشش بنشینم گناہ است ۹  
 اور اکثر اس قسم کے معاملات کا فروان سے بھی موجب اجر و ثواب ہیں لہذا قول الامام حسن  
 ارشاد ہوا بقید ایمان اسلام گائے تجیہ سلام علیک مفہوم اہل اسلام سے ہے لیکن اسکا لحاظ رکھنا  
 چاہیے کہ معنی حسن کے اس آیت کریمہ میں یہ نہیں ہے کہ مخاطب کے نزدیک میں جمع الوجہ بہ ستحسن جو  
 والا ارتکاب بدایتہ و خلاف شروع لازم آوے اسکا واسطے کہ اکثر ممالک میں اس حد پر کوئی دست  
 رکھتے ہیں جو موافق خواہش نفس کے ہو گو مخالف شرع اور تانی آئین دین واری ہو بلکہ  
 یہ ہیں کہ فی نفسہ اسکے حق میں سیک ہو اور اسطرح او کیا جائے کہ موجب اشکافی و حقوق عامہ مخاطب کے  
 واقع ہوتیں اس آیت میں مذکور اور غوث آمدگو یوں کو کوئی سند یا دست آور نہیں ہو کہ کوئی کلمہ  
 کلام ہر چیز یا مخاطبین نامہ کے نزدیک مستحسن معلوم ہوتا ہو لیکن عند التذہیب و تنبیح ہر چیز فی نفسہ

تفریح دوازدهم در احوال حضرت یوسف علیہ السلام

نہا اور اس آیت میں لفظ حسن واقع ہونے سے حسن و مرضی تاکہ معنی باطل اس سے مفہوم ہون اور اس  
 مقام پر ایک مغلطہ عظیم واقع ہوتا ہے کہ اکثر لوگ مدارات حسن خلق میں اور مدائمت میں فرق نہیں  
 بانٹتے حالانکہ مدارات حسن خلق ہر مسلم و کافر سے محمود ہے اور مدائمت و خوشامدیوب و مردود لیکن  
 امتیاز باہینہ نہیں کرتے مقام حسن خلق میں مدائمت کو تمام کمال کرتے ہیں اور تفتیح فرق کی دونوں میں  
 یہ ہے کہ حسن خلق یہ ہے کہ اپنے نفس کو واجب التعظیم نہ جاننا اور نفسانیت کو دور کرنا اور جو کسی نے  
 اسکی تعظیم کی ہو اس سے درگزر نہ کرنا یہ حسن خلق و مدارات ہے کہ عبارت ہے جو انور دہی سے اپنے تفسیر میں  
 اور مدائمت و خوشامدی یہ ہے کہ ایک شخص حرکت مجالف شرع کرتا ہو یا ترک تعظیم دین کرتا ہو اور یہ شخص  
 اس سے موافقت کرتا ہو اور ناخوش نہیں ہوتا پس مدائمت عبارت مسامحت سے ہے جو ہر  
 دین میں ہوا پس حسن خلق و مدائمت میں امتیاز کلی ہے خلاصہ یہ کہ حسن خلق میں تعلق کرنا اپنے حق کا  
 ہونا ہے واسطے دلاری دوسرے کے اور مدائمت میں تعلق شرع ہے بنا برضا من ہی  
 دوسرے کے نہ واقعہ اساذالاستاذ فی تفسیر الغزینی اور غرض کاتب احرار کی اس تفصیل سے  
 یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جمیع احسانات اپنے بھائیوں سے کیے مگر بھائیوں نے  
 برخلاف حسن خلق کیا و دوسری لغزش جو حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی وہ یہ ہوئی کہ حضرت  
 نے تماشاً دیکھنے کی خواہش کی گونا بانی تھے مگر شان نبوت کے خلاف تھا اور یہ اسوقت دست  
 نہ ہونے کے قبول بغض کر لینے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زینجا کا عیب کہ لاکہ ہی راہ دینی میں  
 جو تھکی عورتوں کو اپنا چہرہ دکھلایا کہ انکے ہاتھ کے پانچوین تید کی درخواست کی حمایت  
 نہ مانگی القصد جس روز حضرت یوسف زندان میں جلوہ فرما ہوئے اسی دن روجوان اور  
 بھی گئے کہ اسی کا ذکر ہے ان میں جو دخل ہے اس میں نعتیان بغض کے نزدیک یہ دونوں غلام  
 ریان کے تھے اور معالہ میں ہے کہ ولید ابن مروان علیقی بادشاہ مصر کے غلام تھے ایک سرہیل  
 خباز دوسرا برہی ساقی کہ انکو بادشاہ روم یا مین نے دم دی کہ بادشاہ کو زہر دے تو تھکو وزیر  
 کر نیٹے اور بغضوں کے نزدیک ایک امیر مصر نے ساقی اور طباح کو فریب دیا کہ اگر تم شراب  
 یاروٹی میں بادشاہ کو زہر کھلاؤ تو میں تھکو آدھا خزانہ مصر کا دو ٹکا دو ٹونے سے قبول کیا  
 لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ ایک جماعہ اہل مصر نے یہ تدبیر باکت بادشاہ کی نکالی تھی اور دونوں  
 کو زہر دینے پر مستعد کیا بعد ازاں ساقی نے انکار کیا اور طباح نے کہا ہم تو اپنے اقرار سے  
 نہ پھرتے ہو اسے رشوت لی اور کھٹے میں زہر ملا یا جب بادشاہ کے زہر کو کھانا رکھا گیا

یوسف علیہ السلام

۴۶۴

ساتھی نے کہا اس بادشاہ اس لعام میں زہر سزا اور نمان پرنے کہا شہر اب میں زہر سزا  
 بادشاہ نے اولاً وہ شہر اب ساتھی کو پلائی آئے بلا تامل بی لی اور کچھ ضرر نہوا جب نماز کو  
 روئی کھلائی چاہی تو آئے انکار کیا تب بادشاہ نے ایک جانور کو وہ کھانا کھلایا کہ وہ جانور  
 کھاتے ہوئے مر گیا مگر بادشاہ نے دونوں کو تید کر دیا اور یہ دونوں غلام خواہ سورت با اوب  
 خوش طبع اور با وضع تھے جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے انکو مجس میں دیکھا تو خوش ہوئے  
 اور وہ دونوں حضرت کو دیکھا محظوظ و مسرور ہوئے اور نہایت اوبہ سے حضرت کو تیار فرمایا میں حضرت  
 ہوسے فاکہ ہفتی کا اطلاق نزدیک زجان محقق کے ملوک پرتا ہوا وہ جو ان جو یا امر و لیکن میں  
 کہتا ہوں اس آیت میں نسبت مصاحبت حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کے انکو جو ان فرمایا ہے حضرت  
 حضرت موسیٰ کی مصاحبت کی رشتہ ابن نون علیہ السلام کو یہ لقب دیا کہ اذ قال لفتا ہ اس سے معلوم ہوا کہ  
 مصاحبت مردم صالحین کی موجب راست اور بزرگی جو اور تید یون کو بہ کہ نامہ میں چاہیے اور بزدان  
 عاصیان کی بزرگی کا مقام جو کو یونکہ عاصی سے موجب عقوبت ہوتا ہے اور جب عقوبت کا یہ مرتبہ ہو چکا ہو  
 نتیجہ کیا گیا تو زندان محفل راست ہوا کیونکہ وہ ان گناہ آرتا ہے اقصہ حضرت یوسف علیہ السلام  
 زندان میں رہنے لگے تمام روز صائم رہتے رات کو قیام بہ نماز فرماتے صبح کو نماز و تراسی کیا کرتے کہ  
 انزی سے نبیہ یقوب تیز مفاہرت نے مجھ کو کیسے رنج والو دیکھ مسکی انما نہیں آئی کجی دار جمنی یا  
 ارحم الراحمین اور جب ایک مدت گذری تو ایک روز حضرت یقوب علیہ السلام ان نصیفی اور ناتوانی اور  
 انپی بیہ و سامانی تید پر نظر فرما کے زار زار روئے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور  
 فرمائے لگے السلام علیک یا یوسف انجناب نے جواب سلام دیکر کہا تم کو ان ہو تھارسی صورت تو لائق  
 اس مقام کے نہیں ہو کہا میں جبرئیل امین ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بشارت عطا سے صحت نبوت تمام  
 رسالت کیا تھار سے بان بھیجا اور فرمایا جو کہ یوسف سے کہ میں نے تمکو ذبح الایس سے آئی منزل میں پا  
 کر دیا اور مقبول کو نہیں کروانا اور دولت نبوت اول نعمت رسالت سے سر فراز فرماتا ہوں کیونکہ تم نے  
 ہر ایک بلا میں مجھی سے مدد چاہی اور دیکھا رضی بقضار ہے اول ذلت نبویہ پر شفیتہ اور فرامیتہ خود سے  
 اور دامن عصمت کو عصیت سے ملوث نہیں کیا ولہذا تم صابرون اور صدیقون میں محدود ہوئے یہ  
 احوال شاکر حضرت یوسف نے شکر کیا اور کہا احوالی جبرئیل میرے باپ کا حال کہ پچھلا ہوا کہ ما وہ سلامت میں  
 مگر مبتلا سے بلا فرقت شب و روز رو یا کرتے ہیں اور موجب اسکایہ جو کہ اللہ نے انکا مرتبہ بہشت میں  
 بڑھا چاہا اور تم تو جانتے ہو کہ جو خدا کی نزدیکی میں انکو باو محنت زیادہ ہو اور اب میں تمکو بشارت

یوسف علیہ السلام

پہنچتا ہوں کہ ایام خلاصی کے قریب آئے ہیں اور اس وقت میں تمکو علم تعبیر روایا سکھلانے آیا ہوں سو اب وہن مبارک کھولے تاکہ میں علم حق کا موتی ڈال دوں حضرت یوسف نے منہ کھولا حضرت جبریل نے وہ لطیفہ شریفہ کہ بصورت در بیضا تھا ڈالا اسی وقت باطن شریف علوم غیب سے منور ہو گیا اور علم تعبیر کاشوف ہوا کہ بعد اس واقعہ کے جو کوئی شخص اپنا خواب حضرت یوسف سے بیان کرتا آنجناب تعبیر و تاویل اسکی فی الفور راست و درست بیان کر دیتے ولہذا اور دو غہ جس کو یہ نسبت اور قیدیوں کے ایک نوع کا اعتقاد پیدا ہو گیا اور محبت کرنے لگا چنانچہ ایک روز بولا کہ میں آپ کو بدل چاہتا ہوں حضرت یوسف نے فرمایا کہ خبر دار مجھے محبت نہ کر لینا مجھ انہیں دوست رکھا مجکو کسی نے مگر اسکی محبت سے جگہ بجا پہنچی یعنی میرے باپ نے مجھے محبت کی اور اسکا یہ ثمرہ ہوا کہ میں کنوئین میں ڈالا گیا اور بچا کیا پھر لیجانے مجھے دوست بنایا اسکا یہ پھل ہر چہ دیکھتا ہوں سو اگر تو بھی جگہ بجا کرتا ہر خواب دیکھو کیا بلاناازل ہوتی ہر باجگہ ایک روز دونوں غلام اسپسین کہنے لگے کہ یہ شخص خواب کی تعبیر کرتا ہوا اگر ہم بھی کچھ خواب دیکھتے تو تعبیر پوچھتے اور اپنے احوال سے مطلع ہو جاتے تھے بعد ازاں ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اپنے دل سے دونوں نے خواب اپنے ہاں بنائے اور بطور آرائش حضرت یوسف علیہ السلام سے تعبیر پوچھی اور بعض کہتے ہیں کہ حقیقتہً دونوں نے خواب دیکھے تھے اور صحیح یہ ہے کہ ساقی نے خواب دیکھا تھا مگر مٹھنی نے بنایا تھا چنانچہ ساقی نے مٹھنی سے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے مٹھنی نے کہا ہنہ تو دیکھا نہیں ہے لیکن خواب بنا کے پوچھین گے پھر دونوں حضرت کے پاس آئے ساقی نے اول اپنا خواب کہا کہ میں ایک پالہ میں خوشے انگوری پھوڑے کے بادشاہ کو پلاتا ہوں دوسرے نے بنا کے کہا کہ ایک لوسہ کے کاتوراک سے بھرا ہے میں نے اسپسین روٹیاں پکائیں اور خوان میں رکھ کے سر پر لیجا چڑیاں روٹی نے لیکے کھاتی ہیں آپ کا واسکی تعبیر ہے چنانچہ ارشاد ہوا متال اقد ہا انی ارا فی احسنہ ثم اومتال الاخرانی ارا فی اخیل فوق را سنی خیر انا کل الطیر تہنئنا بتا و یلدا ابترکک من احسنین یعنی کہنے لگا اب انھیں میں سے میں دیکھتا ہوں کہ میں نچوڑتا ہوں شراب اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اٹھارہ ہوں اپنے سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہیں اسپسین سے بنا جگہ تعبیر اسکی ہم دیکھتے ہیں جگہ بکی والا یعنی تو مریضوں کی عبادت کرتا ہے اور بھونکن کو کھانا کھلاتا ہے اور پیاسوں کو پانی دیتا ہے اور شیخے والوں کو جگہ دیتا ہے اور رات بھر نماز پڑھتا ہے اور مہوم و غم کو صبر کرنے کو فرماتا ہے یہ بھی اسان ہے کہ تمکو ہمارے خواب کی تعبیر تھلا کیونکہ تو

اسکا عالم ہو چونکہ حضرت نے ایک کو ملاحظہ فرمایا کہ غائب گرفتار بلا پایا تو بیان تاویل سے اعراض کر کے فرمایا  
 لایا تیکما طعام ترزقانه الانبیا تملکت و یامہ تسبیل ان یا تیکما یعنی نہ آنے پاویگا تمکو  
 کھانا جو ہر روز تمکو ملتا ہو مگر بنا چکو تمکو کھانہ کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے بعض مفسرین فرماتے ہیں  
 کہ حضرت نے یہ کلام بطور علامہ صدق قول کے فرمایا کہ جو کھانا تمکو ہر روز ملتا ہو اسکا رنگ اور  
 مزہ اور بچھنے والے کا نام قبل آنے کے بتلاؤں سو جب کھانا آیا حضرت نے بتلایا تب  
 دونوں غلاموں نے کہا کہ یہ بات آپ کو کمان سے معلوم ہوئی یہ تو ساحرون اور کاهنون کا

علم ہے فرمایا کہ فرمایا کہ فرمایا کہ فرمایا کہ فرمایا کہ فرمایا کہ فرمایا کہ فرمایا کہ فرمایا کہ فرمایا کہ  
 کافرون یعنی یہ علم ہے کہ مجھکو سکھایا میرے رب نے میں نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ  
 یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور یوم آخرت سے وہ منکر ہیں اور بھی فرمایا کہ ملت کافرون کی ترک  
 کر کے میں اپنے آبا و اجداد یعنی ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا مطیع ہوا ہوں مجھکو لایق نہیں ہے  
 کہ میں کسی کو خدا کا شریک گردانوں جس طرح بعض مشرک بتوں کو اللہ کا شریک جانتے  
 ہیں یا بعض آتش پرست آگ کو اور ستارہ پرست کو اکب کو اور بعضے نفس و ہوا کو اور یہ

سب فضل خدا ہر ہم پر اور سب لوگوں پر کہا قال اللہ تاملے و اتبعتم لہ آبا کی ابراہیم و اسحاق  
 و یعقوب ما کان لنا ان شکر باللہ من شیء ذلک من فضل اللہ علینا و علی الناس پس فضل اللہ کا  
 یوسف پر ہے جو کہ انکو نبی و مصلح بنا یا اور وحی کی سچی اور تمام آفات سے محفوظ رکھا اور آدمیوں پر  
 یہ جو کہ آنجناب کو رسول سمجھ کر راہ دین سبکدین کہ آخرت میں کام آوے اور دنیا میں غضب سے  
 بچیں اور جب حضرت نے اپنی نبوت ظاہر و ہویا کر دی اور اثبات نبوت میں بر اثبات

الوہیت ہر لہذا قبل بیان تعبیر فرمایا اور اللہ نے اسکی خبر دی یا صاحبی السبحن ارباب متفرقون  
 حیام اللہ الواحد القہار یعنی اسے دونوں رفیق بند بچانکے بھلائی ہو و جد اجد بہتر اللہ الیلا برود  
 و اندوتون کو متفرقون اسلیے کہا کہ انہیں کوئی بہت سونے کا تھا اور کوئی لوسے کا اور  
 کوئی پتھر کا اور کوئی چھوٹا کوئی بڑا اور اسے اسکے مشرکوں میں یہ دستور ہے کہ بتوں کو بصورت ناگون  
 مختلف الوضع بناتے ہیں کہ انہیں بتا میں کلی پیدا ہوتا ہر لہذا کلمہ متفرقون نہایت چسپان و لغ  
 ہوا ہے یا بجمہ جب حضرت یوسف نے اس طرح کلام ہدایت التیام فرمایا تو حسب تحقیق حضرت امام  
 حجۃ الاسلام غزالی دونوں غلام قیدی ایمان لائے اور چوڑا سو قیدی اور تائب ہوئے اور  
 شرک و بت پرستی سے بیزارتب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ جو ایمان

لائے ہو جس سے نکلو گے یا اسی مقام میں رہو گے نبخلائے ایک نزار قیدیوں نے کہا ہم چاہتے ہیں باہر جانا حضرت نے فرمایا بہتر چلے جاؤ وہ بولے کس طرح جاتین پیرون میں پیریان ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پٹی میں اور ہم لوگ اسی شہر کے ہیں جب پیریان سے نکلین گے لوگ ہکو بچانین گے فرمایا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ تمہاری صورت تبدیل کر دیکر اور پیریان پیرون کی از خود گر پڑیں گی بولے اچھا حضرت یوسف نے اسی وقت دعا مانگی اللہ نے اُنکی صورتیں تبدیل کر دیں اور پیریان پیرون سے نکل پڑیں کہ سب لوگ اپنے اپنے گھر گئے اور اپنا احوال گھر والوں سے بیان کیا اور منجرا کے چار سو نفر کہنے لگے کہ ہم آپ ہی کی خدمت میں رہیں گے اس میں ہماری خوشی ہو حضرت نے منظور کیا انتہی لیکن اکثر نفس سیرین نے اس قصہ کو نقل نہیں کیا ہو بلکہ ساقی و خباز کے ایمان کا بھی ذکر نہیں کیا اور ظاہر اکھام اللہ میں بھی کسی طرح کا ایسا اشارہ پایا نہیں جاتا ہو یا نیمہ امام صاحب کا لکھنا ہمارے واسطے شدید الغرض بعد اس واقعہ کے حضرت یوسف نے فرمایا اسے دونوں قین بندی خانے کے ایک جو ہر قوم دونوں میں سو بلاؤ بگا اپنے خاوند کو شراب اور دوسرا سولی چڑھیا پھر کھائینگے جانور اسکے سر سے کما قال اللہ تعالیٰ یا صاحبی سبحانہ احد کما فیستی ربہ غمرا واما الآخر

فہم غمرا

فیصلب فنا کل الطیر من راسہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تعبیر خواب سکر و دون غلام بخیدہ ہوسنے اور بولے کہ بننے کچھ خواب ندیکھا تھا ہم تو کہتے تھے فرمایا فیصل ہوا کلام جب کی تم تحقیق چاہتے تھے اور حکم خدا تم پر جاری ہو گیا خواہ تم نے دیکھا ہو یا ندیکھا ہو کما قال اللہ تعالیٰ فی حقہ فیما فی ان بعد اس کے حضرت نے فرمایا اُس سے جس کو ان دونوں میں نجات پائیو الا سمجھتے تھے کہ میرا ذکر اپنے خاوند سے کر کہ فلان شخص ناحق قید ہو چنانچہ ارشاد ہوا و قال

للذی ظن انہ ناج منما اذکر فی عند ربک الغرض تعبیر خواب سے تیسرے روز مقدمہ روبرو سے بادشاہ پیش ہوا اور روٹی دانے کا قصور ثابت ہوا اور وہ محبس کے قریب سولی دیا گیا اور چڑیاں اُسکے سر کا گوشت کھانے لگیں اور شراب پلانے والا اپنے کام پر بحال ہوا **و** تندرہ اس آید کر میرے سے کئی فائدے اور کئی حکم مکمل اول یہ کہ استدعا و حاجت چاہنا مخلوق سے درست معلوم ہوتا ہو اگر ایسا نہوتا تو حضرت یوسف سہمی کے واسطے نہ فرماتے اور

بیان فائدہ

سبب عتاب یہ ہوا کہ نالایق ردیل سے حاجت چاہی دو ستر تعبیر خواب یقینی نہیں ہو مگر تعبیر کی اٹکل یقینات سے ہر لاریب ہوتی ہو تیسرے شفاعت کی بیانت معلوم ہوا اسی کو ہر جوہر سے ہو چو تھا حضرت یوسف نے کافر سے امید شفاعت رکھی اگر ہم رسول سے یہ امید رکھیں تو

کیا شب بے پناہ چوان حضرت یوسف نے باوجود تکلیف کے بادشاہ کو خاوند اپنا کہا اور تعظیم نہ کی پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ نالایق کی تعظیم نہ کرے اور مخدوم نہ بناوے حدیث شریف میں وارد ہے: من وار دہم من تو اضع لغنی یعنی بے پناہ ذہب من دینہ مثلناہ چھٹوان کیے انکو خواب میں دیکھنا بہتر ہے سنا تو ان یہ کہ خواب بنا کے کہنا اچھا نہیں جب تک دیکھا نہ ہو کہے ورنہ بعد تعبیرت زندگی کام نہیں آتی انہوں نے خواب کا دیکھنا حق ہر انکار اسکی جہل و نادانی ہے تو ان بدبات کو صاف صاف کہنا چاہیے جیسا حضرت یوسف علیہ السلام نے روٹی والے سے نہیں کہا کہ تو مارا جا بیگا معاملہ التزیل میں بلکہ ابن دینار سے روایت ہے کہ جسوقت حضرت یوسف علیہ السلام نے ساتی سے سفارش کرنے کو کہا اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے حضرت نے پہچانا اور کہا یا اخ المرسلین واللہ ذین آج کیا ہے جو میں نکمہ گو گنہگاروں کے گھر میں دیکھتا ہوں حضرت جبرئیل نے کہا یا طاہر ابن الطاہرین یقرب علیک السلام رب العالمین اور فرماتے ہیں کہ تو نے حیائے کی جسوقت شفیع گردانا ایک آدمی کو قسم ہے اپنی عزت و جلال کی ہر آئینہ رکھوں گا تجھکو قید میں کئی برس تب حضرت یوسف نے کہا کہ رب العالمین مجھے راضی ہے حضرت جبرئیل نے کہا راضی ہے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں اور کچھ اندیشہ و باک نہیں یہ ایام قید بھی گزر جائینگے رضامندی حضرت حق و کار ہے اور کعب اخبار سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اللہ صاحب فرماتے ہیں اسے یوسف تجھکو کسے پیدا کیا فرمایا اللہ نے پھر کہا کسے تجھکو تیرے باپ کا محبوب کر دیا کہا اللہ نے پھر کہا کسے قہر چاہ سے نجات بخشی فرمایا اللہ نے پھر کہا کسے تعبیر خواب سکھائی کہا اللہ نے پھر کہا کسے تجھکو زنا و بدکاری سے بچایا فرمایا اللہ نے پھر کہا کیونکہ تم نے اپنے مثل سے یعنی آدمی سے سفارش چاہی کہا یہ تو بیشک قصور ہوا حضرت جبرئیل نے کہا اب تو کئی برس اور قید میں اس قصور کے بدلے بسر کیجئے چونکہ منظر الہی یون تھا عجیب اتفاق ہوا کہ ساتی جب قید سے خلاصی پا کر اپنے کام میں مصروف ہوا تو سفارش کرنا بادشاہ سے بھول گیا کہا قال فانساہ الشیطان عن ذکر ربہ فلکبت فی السجن بضع سنین پس بھلا دیا اسکو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے سو رہے یوسف علیہ السلام قید میں کئی برس متحققین کہتے ہیں سات برس اور قید میں رہے اور بعض مفسرین دونوں ضمیر میں یعنی ضمیر انساہ و ذکر راجع یوسف علیہ السلام کی طرف کہتے ہیں یعنی اس موقع میں کہ یوسف علیہ السلام نے ساتی سے سفارش چاہی شیطان نے پروردگار کو خاطر یوسف علیہ السلام سے بھلا دیا و الا یہ کلام نفر مالتے اور ہرگز مخلوق سے التجا کرتے اگر چہ جائز تھا مگر پیغمبر کی شان سے بعید تھا

ولمذاشات برس قید کے بڑھ گئے اور پانچ برس گزر چکے تھے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ رحم اللہ اخی یوسف لولم یقل اذکرنی عند ربک لما لبثت فی السجن سبعاً بعد خمس سنئے یعنی میں اختلاف ہے مجاہد رضی اللہ عنہ کے نزدیک یعنی مابین الثلث الی السبع کو بولتے ہیں اور قتادہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مابین الثلث الی التسع کو کہتے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ما دون اعشر پر اطلاق کرتے ہیں اور اکثر مفسرین کے نزدیک یعنی اس مقام میں عبارت سات برس سے ہے اور وہ ابن مینیہ کہتے ہیں کہ ایوب بن نعیم بر علیہ السلام سات برس بتلا سے بلا رہے اور یوسف علیہ السلام سات برس قید ہے اور نجات نصرت بنی اسرائیل کے سات برس قید میں رکھا کہ ان فی العالم حضرت الام غزالی تفسیر سورہ یوسف میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب یوسف کی قید بڑھ گئی تو آنجناب نے یہ دستور مقرر کیا کہ جس کی کھڑکی میں بیٹھتے اور مسافروں کو اس طرح دیکھا کرتے کہ مسافر لوگ اذکونہ دیکھ پاتے چنانچہ ایک روز دیکھتے ہیں کہ ایک قافلہ شام کا آ رہا ہے اس میں شمرول اعرابی کنعانی اوٹھنی پر سوار ہے یہاں تک کہ قریب پہنچا اور اس اوٹھنی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا پوچھا اور بڑبان فصیح کہنے لگی اسے یوسف صدیق علیک السلام تیرا باپ یعقوب علیہ السلام تیری آتش شوق میں جلتا ہوا اور فوراً استنباق قہار میں مرا جا رہا ہے اور میں تیرے وطن کی اوٹھنی ہوں حضرت یوسف علیہ السلام کلام خزینہ پرورد اسکا سنکر رونے لگا اور شمرول اعرابی کہ آپ سوار تھا آتر پڑا اور ارادہ کیا کہ اوٹھنی کو مارے اسی وقت دونوں پاؤں اس کے زمین میں دھس گئے اور تمام بدن میں اس کے لڑھ پڑا اور تخریر ہوا کہ یہ کیا سماں عجیب پیش آیا یہ حال دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے اعرابی اسکو نہ مارا تے اپنی کھڑکی بھینک دی تو زمین سے ٹھوڑا تخریر ہوا کہ یہ آواز کمان سے آتی ہے اور اوٹھنی کو قریب تر لایا تب حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے اعرابی تجھکو قسم خدا کی ہر جھکو بتلاؤ کہ تو نے کنعان میں وہ درخت دیکھا ہے جسکی بارگہ شانیں تمہیں اسمین سے ایک شلخ جو اچھی تھی کٹ گئی کہ آپس وہ درخت رہتا ہے اس کلام سے اعرابی نے رو کر کہا ہاں میں نے دیکھا ہے یہ صنعت ہے یعقوب بن اسحاق علیہ السلام کہ تمہیں حضرت یوسف نے فرمایا تو کیوں آیا ہے بولا تجارت کو آیا ہوں فرمایا ابلی بلکہ کہنا فائدہ ہوگا بولا نہ ہر دینار کا سو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا بازو بند یا قوت سرخ کا پھینکا اور فرمایا کہ اسکو سے بیس ہزار دینار کا ہے اور اس درخت کے پاس جا کر میرا پیغام کہہ کہ اسکا اجر اللہ پہنچے مگر طریق یہ ہے کہ جب کنعان میں پہنچنا تو شام تک توقف کرنا پھر بیت الاخران میں جانا کہ

تفہیم الودیانی احوال الانبیاء جلداول

اسی مکان میں وہ درخت ہی سوائس درخت سے کہنا کہ ایک غلام سکین غریب مصر میں قید ہوا ہے  
 سلام کہا ہے اعرابی نے کہا آپ کا نام کیا ہے فرمایا نام اپنا نہیں بتلاؤ گناہ عرض اعرابی سلام کر کے ناقہ پر  
 سوار ہوا اور جانب کمنان چلا گیا تاکہ کہ گناہ میں پہنچا جب رات ہوئی تو بیت الاخران کے دروازہ پر گئے پکارا  
 کہ اے آل ابراہیم یہ سنکر دنیا یوسف کی بہن دوڑی اور کہا علیک تعالیٰ اعرابی نے کہا حضرت یعقوب علیہ السلام  
 کہان میں دنیا نے کہا تم کیا کو گئے نکاح حال یہ ہے کہ رات دن رویا کرتے ہیں نہ کسی سے بات کرتے ہیں اور نہ کسی کی  
 سنتے اعرابی نے کہا کہ میں غریزہ کے غلام کا رسول ہوں تب دنیا نے حضرت یعقوب کو پکارا حضرت  
 نماز میں تھے جب سلام دیا تو لڑکی سے پوچھا کیا ہے اسے کہا کسی غریب کا رسول تیرے پاس آیا ہے  
 حضرت اُسٹھے اور صف سے گریٹے لڑکی نے ہاتھ پکڑ کے دروازہ تک پہنچا یا اعرابی نے  
 سلام علیک کی حضرت نے جواب دیکر فرمایا کہ اے قاصد تحقیق خوشبو آتی ہے اعرابی نے اپنا  
 حال بیان کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے اُس بھیجے والے کا ساتھ بھی دیکھا تھا  
 بولا میں نے چہ نہیں دیکھا پھر حضرت نے فرمایا کہ اُس شخص نے اپنا نام بھی بتلایا تھا اعرابی نے  
 کہا نام بھی نہیں بتلایا فرمایا کہ اب تو اپنی حاجت کہ اسے کہا کہ اُس غلام نے دنیا سے مستغنی کر دیا میری  
 حاجت کچھ نہیں تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا بھجی اللہ تعالیٰ سکر ات موت آسان کرے انقصہ جب سات برس  
 قید کے چوبیسو عتاب بڑھ گئے تھے تو یہ الانقضا ہوئے تو ایک رات میں حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا

یہ کلمات زبان پر تھے الی انت الرب وانا العبد وانت الخالق وانا المخلوق وانت العزيز وانا الذلیل

اساںک بحق ابراہیم خلیلک و بحق اسحق ذبیحک و بحق یعقوب اسرئیلیک ان تعیننی وترحمنی یا نبیائے  
 المستغنیین یا رحمہم الراحمین اللهم خلصنی من السجن اور بادشاہ ریان ایک خواب دیکھ رہا تھا اور  
 عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سات برسین گذر گئیں تو ایک دن صبح کو  
 حضرت یوسف علیہ السلام حسب معمول نامہ وزاری میں مشغول تھے کہ ایک جوان خوب صورت نے  
 آکر کہا السلام علیک یا یوسف حضرت نے فرمایا علیک السلام تو کس طرح اس تمام میں آیا اُس جوان نے  
 جواب دیا کہ میں جبیل ہوں فرمایا کہ منزل خاضعین میں کس طرح آئے حضرت جبیل علیہ السلام نے کہا یہ منزل  
 خاضعین کس طرح ہے جہاں تم سا طاہر اور صدیق موجود ہے فرمایا میں کس طرح صدیق ہوں جب کہ چوروں  
 اور بدکاروں میں بسر کرتا ہوں حضرت جبیل علیہ السلام نے کہا کہ تم اپنے خاں سے بچے اور بلا سے  
 مصریوں میں صبر کرتے رہے سو خدا تمہارے لئے تمکو صابرون اور صلیقون اور صلیحون میں شمار کیا ہے  
 اور میں آپ کو بادشاہت معرکا مردہ لایا ہوں حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ اے جبیل

میرے باپ بھائیوں کی بھی کچھ خبری کہا باپ تمہارے روتے ہیں اور بھائی شرمندہ ہوتے ہیں یہ سنکر حضرت یوسف علیہ السلام غمگین ہوئے پھر حضرت جبریل نے فرمایا اے یوسف صدیق اب وقت آیا کہ حق تعالیٰ تمکو زندان سے نجات بخشنے اور تخت سلطنت و فرمانروائی پر بٹھلانے اور جلا غزہ دارا سلطنت تمہارے منقاد و مطیع ہوں اور فقر اور مساکین تمہارے سبب سے غریزہ کرم اور سبب اسکا قریب تر نظر آتا ہے اور بادشاہ ایک خواب دیکھا چاہتا ہے کہ سب لوگ اسکی تعبیر سے عاجز آئیں اور تمکو اسے تعبیر کے باغزوہ اکرام طلب کرینگے اور وہ خواب من اولہ اے آخرہ بیان کر دیا اور نصیر اور تاویل اسکی بھی کہدی اور روانہ ہوئے بعد کئی دن کے بادشاہ مصر نے خواب دیکھا صبح کو معتبر دن کو بگوا یا اور اپنا خواب کہا کہ انی اری سبع بقرات سمان یا کالن سبع عجاف و سبع سنبلات خضر و آخر ای البسات

یایسا الماتہ انشونی فی رویای ان کنتم لئو یا تعبیر دن قالوا اضغاث احلام و ما نحن بتاویل الاحلام و تلدین یعنی میں خواب دیکھتا ہوں سات گائیں موٹی اذکو کھاتی ہیں سات ذلی اور سات بانی ہری اور دوسری شو کھی اسے دربار و الو تعبیر کو مجھے میرے خواب کی اگر مہتم خواب کی تعبیر کرنے والے بولے یہ اڑتے خواب ہیں اور ہرکو تعبیر خواہوں کی معلوم نہیں یعنی ہم سچے خواب کی تعبیر جانتے ہیں اور یہ تو خواب باطل ہے تب بادشاہ کو سخت تعجب ہوا اور بعضے تفسیر نے یوں لکھا ہے کہ بادشاہ خواب کو بھول گیا صبح کے وقت منجموں اور کاہنان کو بلوا کے پوچھا کہ میں نے ایک خواب دیکھا تھا بھول گیا ہوں سو بتلاؤ حاضرین نے کہا غیب کی بات ہم نہیں جانتے بادشاہ نے کہا اگر نہیں بتلائے تو قتل کرو گا سب نے کہا جھوٹی خواب تھی اور ہم احلام کی تعبیر نہیں جانتے اور جس جگہ بادشاہ یہ گفتگو کرتا تھا اسی مقام پر ساقی حاضر تھا اسنے دیکھا کہ تجوی مہتم تعبیر خواب سے عاجز ہوئے تو اسنے حضرت یوسف کا شان بتا دیا کہا قال اللہ تعالیٰ و قال

الذی نجی سنہا و اذکر بعد امۃ انا انبکم تاویلہ فازسکن یعنی اور بولا وہ جو بچا تھا ان دو میں اور یاد کیا مدت کے بعد میں بتاؤں تمکو اسکی تعبیر سو تم مجھکو بھیجو زندان میں کہ وہاں ایک جوان کیا خوش خورد مند و انا عالم ہر اور کئی برس ہوئے کہ یگناہ زلیخا کے سبب سے قید ہو وہ جوان خواہوں کی تعبیر خوب جانتا ہے سو بادشاہ کا چہرہ تغیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ اتنی برسوں سے تو نے کیوں نہ عرض کیا اور مجھکو تو یاد ہی نہ تھا ساقی نے عرض کیا اے بادشاہ میں بھی بھول گیا جیسا حضور بھول گئے بادشاہ نے پوچھا تو نے لسطح جانا کہ وہ شخص تعبیر خواہوں کی خوب جانتا ہے اسنے اپنا اور نانوئی کا قصہ بیان کیا بادشاہ نے فرمایا کہ جلد جا اور اس

خواب کی تعبیر معلوم کر کے میری خاطر جمع کر ساقی نے کہا کہ مجھکو شرم آتی ہے کہ میں اب کیا اس جوان کو  
 کہو گا اور غدر اپنی فطرت کا بیان کر دوں گا بادشاہ نے کہا تو جاوہ جوان اب تجھکو کچھ بھی نہ کہے گا چنانچہ  
 ساقی سوار ہو کے اپنا تہمتہ آستین سے چھپائے ہوئے کمال شرمندہ مجلس میں آیا ابن عباس کے  
 نزدیک مجلس خارج مصر واقع تھا حضرت یوسف نے اسکو دیکھ کر فرمایا کہ تو آستین منہ سے اٹھا لے  
 تجھکو شیطان نے بھلا دیا تیرا کچھ تصور نہیں تب ساقی نے بادشاہ کا خواب بیان کیا اور تعبیر چھپی  
 چنانچہ ارشاد ہوا یوسف ایہما الصدیق انینانی سبع لقرات سماں یا کلہن سبع عجاف وسبع سنبلات  
 خضر واخریا بسات لغای ارجع اے الناس تعلم یلمون یعنی جا کر کہا یوسف ملے سے حکم دے کہ اس خواب  
 میں سات گائیں ہوتی انکو کما دین سات ذیلی اور سات بالیان ہری اور دوسری سوکھی کہ میں  
 لیجاؤں لوگوں پاس شاید انکو معلوم ہو تیری قدرت یعنی اہل مصر سے تاویل رو یا بیان کروں کہ وہ  
 تمہاری استعداد علمی سے آگاہ ہو جاوین حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ترعون سبع سنین  
 وانا فاحصد تم قدر وہ فی سنبلہ الاقلیلا اما اکلون ثم یاتی من بعد ذلک سبع شدا ویا کلن ما قد تم لہن  
 الاقلیلا ما تحسون ثم یاتی من بعد ذلک عام فیه یفیات الناس و فیه یعقرون یعنی تم کھیتی کر دو گے  
 سات برس لگ کے سو جو کاٹو اسکو چھوڑو اس کے بالی میں مگر تھوڑا جو کھانے ہو پھر آونگے اس سے چھ  
 سات برس سختی کے کھا جاوین جو کھاتے ان کے واسطے مگر تھوڑا جو روک رکھو گے پھر آوگا اس  
 سے چھ ایک برس آستین میں بیٹھ پاوینگے لوگ اور آستین رس خورینگے تفصیل یہ ہے کہ حضرت یوسف  
 نے فرمایا کہ موٹی گائیں اور ہری بالیان سات برس ہیں کہ آستین زراعت بخوبی ہو اور ظلیاتی  
 بخوشی بسر کرے اور گائیں ذلیلین اور بالیان سوکھی برس ہیں تنگی کے حسین اسباب معیشت  
 منعدم ہو جائے پھر فرمایا کہ زراعت کرو سات برس حسب عادت اور بعد اواسے محصول دانکو  
 بالیوں میں چھوڑو کہ زمین میں گل بجائے اٹھوڑا کھانے کو رکھ لو پس الاقلیلا اما اکلون استلوا  
 ہر کم کھانے سے اور سالانہ ذخیرہ کرنے میں اور یاتی من بعد ذلک سبع شدا تاویل بقرات عجاف  
 اور سنبلات یا بسات کی ہے یعنی سات برس سخت باعسرت آونگے اسکے بعد سات برس بالکیش  
 و آسایش آونگے پھر جوغلہ رکھا ہے اسکو گرانی کے سالوں میں کھائیں مگر تھوڑا بچ کے واسطے  
 آٹھویں برس کے رکھیں پھر فرمایا کہ بعد انکے ایک برس آوگا آستین پانی برسے گا اور زراعت  
 بخوبی ہوگی اور میوے اور انگو بکثرت ہونگے کہ لوگ ان سے رس خورینگے اسقدر شاید واسطے  
 ساقی کے فرمایا ہو کہ وہ شراب بناتا تھا اور حضرت ابن عباس فیہ یعرون کی تفسیر میں فرماتے ہیں

کہ پوشی آسودہ اور شیر دار ہو جائیگا اور آدمی اکھا و دودھ آسائش و فراغت سے دیکھیں گے اور ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ بعصرون شتق عصرت سے ہو اور عصرت بمعنی نجات ہے یعنی اس سال میں آدمیوں کو تنگی قحط سے نجات ملیگی روایت صحیح ہے کہ بیان سال ہشتم کا بادشاہ کی خواب میں نہ تھا بلکہ یہ امر حضرت یوسف نے از روئے وحی الہی بیان فرمایا بالجملہ حضرت یوسف نے تعبیر بیان کی تو ساقی نے اگر بادشاہ کے حضور میں مفصل التماس کی بادشاہ مشتاق ہوا قال الملك العوني بے معنی کہا بادشاہ نے آؤ اسکو میرے پاس تاکہ میں اپنے کان سے یہ تعبیر سنوں اور جو بعضوں نے ذکر کیا ہے کہ بادشاہ خواب کو بھول گیا تھا وہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب بھی بیان کیا اور تعبیر بھی فرمائی جب ساقی نے یہ حال بادشاہ سے بیان کیا تو بادشاہ بہت ہنسا اور بولا گو یا اسے یہ خواب دیکھا تھا سو جلد لاؤ میرے پاس اسکو لیکن بروایت سیاق آیت کے خلاف ہے کیونکہ کلام میں صراحت مذکور ہے کہ ساقی نے خواب بیان کر کے تعبیر جو بھی تہنیتیں شخصوں نے تین چیزیں فراموش کیں حضرت آدم علیہ السلام نے عمد الہی فراموش کیا کہ ولقد عمدنا الایم من قبل فلتسی اور یوشع ابن نون علیہ السلام نے کہا انی نسیت الخوت ان دونون بین حکمت الہی تھی کہ اسکا ثمرہ ظاہر ہوا اور اپنے مقام پر مذکور ہے مگر ساقی جو سفارش یوسف بھول گیا آسین حکمت یہ تھی کہ اگر یوسف علیہ السلام ساقی کی سفارش سے خلاصی پاتے تو بالآخر کے ممنون ہوتے اور پیغمبر کا دل سعی پر ٹھہر جاتا لہذا ملک ریان کو خوب دکھلایا اور حضرت یوسف کو بادشاہ کی معرفت بلایا حشمت اور شان بلوایا اہل معافی فرماتے ہیں کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام اور ساقی اور نان پر بوضع مختلف زندان شاہی سے نکلے اسی طرح مسلمان زندان دنیا سے نکلنا ہو پس کسی کو لیجانے میں ہزار اور کسی کو بہر دار القرار اور کسی کو برائے دیدار ایک کو حکم ہوتا ہے کہ ہمیں تجھے ہزار میں دوسرے کو ارشاد ہوتا ہے کہ ہم تیرے خریدار ہیں تیسرے کو فرماتے ہیں کہ در دو تو جہان کی نعمتیں تجھ پر ہوں سب جان اشد کیا شان کبر بانی ہو القصد بادشاہ نے ایک اور آدمی

یا اسی ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بلانے کو بھیجا فلما جاہدہ الرسول قال ارجع الی ربک فلما بال النسوة التي قطعن ایدینہن ان ربی بکید من علم یعنی جب پھر سوچو نچا آدمی سمجھا ہوا بادشاہ کا فرمایا کہ پھر جا اپنے خاوند پاس اور پوچھا وہ اس سے کیا حقیقت ہے ان عورتوں نے جنھوں نے کاٹے ہاتھ اپنے سر راب تو انکا فریب سب جانتا ہے خلاصہ یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ پہلے میری برادرت اس گناہ سے جسکے واسطے قید ہوا ہوں ظاہر

ہو جائے تب قید سے نکلون اس واسطے وہ قصہ یاد دلایا کہ زلیخا نے عورتوں کے سامنے سیر سے  
 عفت ظاہر کی تھی اور عورتوں نے وقت پر چھپا ڈالا سواب بادشاہ آفسے بلوائے پوچھے تو  
 وہ کھول دینگے اور دریافت ہو جائیگا قصیر وار کون ہو اور مجھ کو بادشاہ کی اطاعت میں بند  
 نہیں ہو لیکن خاطر غزیر کی بھی اولیٰ ہو کہ آسنے مجھ کو خرید کیا اور یہ اس وقت ممکن ہے جب غزیر  
 راضی ہو اور رضامندی غزیر کی اس وقت ہوگی جب میرا حال عورتوں سے دریافت کیا جا  
 اس مقام پر حضرت یوسف علیہ السلام نے سب عورتوں کا فریب بیان کیا اور زلیخا کا ذکر  
 نہیں کیا اسلئے کہ حق پرورش کے خلاف تھا اگر اسکا نام لیتے تو وہ محبوب اور شرمندہ ہوتی لہذا  
 اصلی فریب اس مقدمہ میں زلیخا کا تھا اور یہ سب عورتیں اسکی مددگار تھیں مگر معین و مددگار  
 مثل فاعل ہو تو اب اور عقاب میں چنانچہ بادشاہ نے زلیخا کو اور ان عورتوں کو بلوایا اور  
 کہا خطبکن اذرا ورتن یوسف عن نفسه یعنی کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حقیقت ہو تمہاری  
 جب پھلایا یوسف کو اسکے جی سے اس طرح سے بادشاہ نے اسلئے کہا تاکہ عورتیں جانیں  
 کہ بادشاہ کو خبر ہو اور جھوٹھ نہ بولیں عورتوں نے کہا حاش بعد ما علینا علیہ من سویر یعنی خدا  
 کی پناہ ہو ہمارے معلوم نہیں اسپر کچھ برائی جب زلیخا نے دیکھا کہ عورتوں نے یوسف علیہ السلام کی  
 برارت ظاہر کی تو یہ بھی کہ اب گواہی معتبر گزری جھوٹھ بولنے سے کچھ فائدہ نہیں قالت  
 امرأة الغزیر الان حصص الحق انما اودتہ عن نفسه وانہ لمن الصادقین یعنی بولی عورت غزیر کی اب  
 کھل گئی سچی بات میں نے پھلایا تھا اسکو اسکے جی سے اور وہ سچا ہو کہ آسنے غزیر سے کہا ہو  
 را وختن من نفسی اہل معانی فرماتے ہیں کہ جب تک محبت زلیخا کی ضعیف تھی ملامت سے  
 ڈرتی تھی اب قوی ہوئی اندیشہ جاتا رہا ولنعم ما قال الجامی سے بندہ عشق شدی ترک نسب  
 کن جامی کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست + با جملہ ملک ریان پر طہارت یوسف  
 ہو گواہی زمان مصر و اقرار زلیخا ثابت ہوئی تو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ آپ تشریف لائیے میں انکو  
 سزا دوں حضرت نے جواب دیا کہ یہ سب طومار اسلئے تھا کہ غزیر مصر میری عدم خیانت سے آگاہ  
 ہو جائے اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا فریب و غابازون کا کہا قال اللہ وذلک لیعلم انی لم اغتہ باب  
 وان اللہ لایہدی کید الخائنین یعنی یہ سب اس واسطے ہے کہ غزیر مصر معلوم کرے کہ میں نے  
 چھپ کر چوری اس غزیر کی نہیں کی اس جگہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس کلام پر  
 جبرئیل نے ہاتھ پہلو سے یوسف پر مارا اور کہا خبر دار وہ باہر جو زلیخا سے کیا تھا پھر واسطے

رفع احتمال پیدا وغرور کے فرمایا میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو جی تو سکھاتا ہوں برائی مگر جو رحم کیا میرے  
پروردگار نے بیشک میرا رب ہر بخشنے والا مہربان کما قال تعالیٰ وما ابرئى نفسى ان النفس الامارة بالسوء  
الامر حم ربى ان ربى لغفور رحيم اہل معافی فرماتے ہیں کہ حضرت نے جب توفیق حق و عفت مطلق  
دیکھی تو کما یعلم انی لم اکتہ اور جب تقصیر خدمت ملاحظہ فرمائی تو کما وما ابرئى نفسى سبحان بیان عند  
تقصیر ہو اور اول توضیح شکر توفیق قائمہ لفظ امارہ کہ صیغہ مبالغہ ہے دلالت کرتا ہے کہ نفس  
از روے جبلت جانب شر لپاتا ہے اور وقت فرصت نامرضیات میں ڈالتا ہے بعض اہل تفسیر  
کہتے ہیں کہ ہر آدمی کے بدن میں تین نفس ہیں ایک مقدس جسکو روح آہی بولتے ہیں یہ دائما زیر فرمان  
ہو دوسرا منطبعہ تدریدین اور مقتضیات شہوت و غضب میں مصروف رہتا ہے وہ امارہ بھی کہتا ہے  
ہر تیسرا نفس ناطقہ کہ علم و ادراک جو اس سے لیکر روح پر عرض کرتا ہے اسی کو لوامہ بولتے ہیں اور  
یہی نفس وقت صدور امر ناشروع امارہ کو ملامت کرتا ہے اور اسی کو ملحمہ بھی کہتے ہیں کہ بولتا  
روح امور حقہ اسپ اللہ نام ہوتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ نفس صالحین و ابرار کا ہے حضرت ابن عباس  
فرماتے ہیں کہ بیع نفوس بروز قیامت لوامہ ہونگے اسلیئے کہ جو لوگ نیک تھے وہ اس سبب سے  
ملاست کریں گے کہ ہم نے کار نیک زیادہ کیوں نہ کیئے اور جو بد میں بدی پر ملاست کریں گے وہ بد میں  
میں ہو کہ اہل جنت کو کسی بات کی حسرت نہوگی مگر اس ساعت کی جو بلا یا دھت گزری  
دنیا میں اور حسن بصری کہتے ہیں کہ نشان مرد ایمان دار کا دنیا میں یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے نفس کی  
ملاست کرتا ہے اور اہل تفسیر کو نفس لوامہ میں اختلاف ہے اہل تحقیق کہتے ہیں کہ اگرچہ نفس و احد  
ہو مگر اسکے تین حال ہیں یعنی اگر عالم علی سے متوجہ ہو کے طاعت میں بسر کرتا ہے تو مطمئن ہے  
اور اگر عالم سفلی سے متوجہ ہو کر شہوت میں مصروف ہو تو امارہ ہے اور جو کسی وقت سفلی میں آتا ہے  
اور کسی وقت علوی میں وہ لوامہ ہے بعض کے نزدیک نفس مطمئنہ انبیاء اور اولیاء کاملین کا ہے اور  
امارہ کافرون اور فاسقون مصرفق کا اور لوامہ گنہگار ان تائب و تقصیر وار ان نادم کا اور بعض  
کے نزدیک یہ نفس متقیوں کا ہے کہ نفوس عاصیہ کو دنیا میں ملاست کرتے تھے آخرت میں  
بھی ملاست کریں گے اور حق یہ ہے کہ نفس آدمی از روے جبلت سلامت و ندامت سے موصوف  
ہو کر ایسا ہی ہو کہ احمقہ استاذ الاشاؤفی تفسیر الغزیری سورة القیامۃ اور کشف الاسرار میں ہے  
کہ نفس کے پانچ مرتبے ہیں امارہ مکارہ کفارہ لوامہ مطمئنہ سو امارہ وہ ہے جس میں صفت حیوانیت  
غالب رہے اور تمام عمر خواب و غور میں بسر کرے اور ریاضت و مجاہدہ کے نزدیک نہ جائے

انواع نفس  
واقف از ان

اور اپنے صاحب کو دیکھا جس وقت وہ وہاں مشغول رکھے جانب خیر جانے نہ دے اسی کی مخالفت سے انسان داخل بہشت ہوتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وہی النفس عن النوی فان ایشہ ہی المادی ابو بکر دراق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مخالفت ہوا سے نفقت مولیٰ ہوئی جو کوئی چیز اللہ تعالیٰ نے دنیاہ آخرت میں فخر تر ہوا سے پیدا نہیں فرمائی واندراہلین کہتے ہیں کہ انسان جب ہوا سے نکلتے تب بالغ ہو والا نابالغ ہے جس طرح عرف عام میں اس وقت جوان کہلاتا ہے جب احب و لہو سے کنارہ کرے سے خلق اطفال باذہبست خدا ہدایت بالغ خبر نہیں ازہواہ اور اپنے مقام میں ثابت ہے کہ جلال انبیاء علیہم السلام اپنی قوم کو اور اولیاء اللہ اپنے مریدوں کو اس نفس کے جہاد کا حکم دیا کیے ہیں اور مکارہ اگرچہ حجاب ہے لیکن قوت و طاقت میں آثارہ سے نہایت کم ہو گیا۔ سادک راہ حقیقت سے طاقت و مقادمت نہیں ہے لیکن دائم تاک لگائے رہتا ہے اگر فرصت پائون تو میاں صاحب کو ہاتھ لگاؤں نہ لگاؤںی مرید مجاہدہ میں مشغول ہے اور ہمیشہ ذکر و فکر میں لگا ہوا ہوتا ہے حج یا جہاد پیش آیا اس وقت میں نفس مکارہ جو گمات لگائے بیٹھا تھا روبرو کر لولا کہ سفر جہاد اور حج بمراتب مجاہدہ و ریاضت و جمعیت خاطر سے افضل و عالی تر ہے پس اسی کو کرنا واجب ہے اور ذکر و نماز اور ریاضت اور مجاہدہ کو چھوڑنا فرض و لازم ہے اس میں یہ مکر کمالا کہ مرید مبتدی ہے لہذا وہ مقام جمعیت سے گراؤں اور پریشانی و سرگردان پر آگندہ دل کر دے کہ حضور حق سے محروم ہے اس حال میں اگر مرشد غالب ہے تو مرید کو نفس مکارہ سے خلاص کر دیتا ہے نہیں تو گرجاتا ہے اسی واسطے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ مرید جب تک صاحب تکلیف نہیں ہو نفس مکارہ سے اس میں نہیں ہے اور نفس مکارہ کا یہ دستور ہے کہ اہل حقیقت کے گرد پھرتا رہتا ہے اور ریاضت و مجاہدہ میں دیکھ کر کہتا ہے کہ اوقات غریزائی کیوں ضایع کرتے ہو اور بیفائدہ تکلیف اٹھاتے ہو شریعت کے موافق آرام کر و پس اس حال میں اگر صاحب نفس مرد متحقق نہیں ہو تو صاف مقام حقیقت سے ظاہر شریعت میں پڑ جاتا ہے اور غریمیت سے رخصت میں آجاتا ہے اور جب رخصت میں آیا تو آرام نفس پائی گئی اور جب آرام نفس پائی گئی تو نفس قوی ہوا اور نفس آثارہ کہ دبا ہوا پڑا تھا کھل کھڑا ہوا حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں چالیس برس سے سنازعت نفس میں تھا کہ وہ روٹی و دہی مانگتا تھا میں نہیں دیتا تھا ایک دن مجھ کو رحم آیا تو ایک درم وجہ حلال کا لیکر بازار بغداد میں گیا راہ میں ایک مقام دیرانہ پڑا وہاں ایک بزرگ ملے کہ ریگ گرم پر پڑے تھے اور شد کی کھیاں اٹھا گوشت کھا رہی تھیں مجھ کو بہت رحم آیا تو میں نے کہا کہ یہ مرد مسکین ہوا سننے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے فرزند تو نے کون بات مسکینوں کی مجھ میں پانی و تاج اسلام سر پر رکھتا ہوں نہ گوہر معرفت وہاں میں

تو البتہ مسکین ہو کہ چالیس برس ہوئے اپنے نفس سے سنازعیت کرتا ہو اور نفس نہیں مانتا آخر تجھ کو  
 رحم آیا کہ اسکی رفع خواہش میں بغداد چلا ہوا براہیم فرماتے ہیں کہ میں نے اسی وقت  
 توبہ کی اور عزم بالخرم اپنا فریضہ کر کے لوٹنا حقیقت حال یہ ہو کہ نفس سحارہ کھون گناہ کا حکم نہیں کرتا  
 بلکہ ہمیشہ طاعت و عبادت کی طرف ہدایت کرتا ہو اور جب اسکی رہنمائی کارگر ہوتی ہے تو اسے  
 عبادت و طاعت کو نظر سالک میں بخوبی آراستہ کر کے دکھاتا ہے یہاں تک کہ صفت خود پسندی  
 و نقلی پیدا ہو جاتی ہو کہ عجب و پندار میں پڑ جاتا ہو اعتراف جس جب تک سالک طریقت نفس سحارہ  
 سے خلاصی نہیں پاتا نفس مطمئنہ سے محروم ہو اور جب اس سے رہا ہوا اور اسکے سکاڑ کو خیال میں  
 نہ لایا اور یوراسنور گیا اور دل سے رغبت نیکی پر رہی اور بیہودہ و بد کام سے بھاگنے اور ایذا  
 پانے لگا اسی جگہ سے نفس مطمئنہ نے ظہور پکڑا اور یہ نفس مطمئنہ انبیاء و اولیاء کا ہوتا ہے اور ابون  
 اور عابدون کے پاس بھی نہیں آتا القصہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی برات  
 بادشاہ وغیرہ پر ظاہر ہوتی تو بادشاہ نے کہا ایتونی استخلصہ لنفسی یعنی لے آؤ اسکو  
 میرے پاس میں خاص کر رکھوں اسکو اپنے کام میں اور اپنا شیر و موئن اور صاحب راز  
 بناؤں اور تمام امور سلطنت کے اسکو تفویض کروں چنانچہ ایک شخص مقرب درگاہ شاہی  
 زندان میں گیا اور اسے پیغام سلطان حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا جو مجھے  
 سے بادشاہ ریان نے شتر حاجب اور شتر گھوڑے واسطے جلو کے اور اسپ خاصہ  
 اپنا واسطے سواری کے روانہ کیا اور شہر سے تادز زندان تمام شکر نے منضین باندھیں  
 اور ملک ریان ایک میدان میں جو بارگاہ شاہی کے سامنے تھا حسب دستور سلاطین  
 تخت سلطنت پر آکر بیٹھا اور غلام پری پیکر اور خدام لطیف منظر دست بستہ کھڑے ہوئے  
 غرض استقبال کی یہ دھوم دھام ہوئی اس طرف حضرت یوسف علیہ السلام نے باطاعت فرمان  
 ملک بنجولے اطمینوا اللہ وطمینوا الرسول واولی الامر منکم آمادہ روانگی ہوئے اور زندانیوں کو  
 رخصت فرمایا اور دعائے خیر انکے حق میں کی کہ یا الہی نیکون اور نیک مردوں کے قلوب  
 انپر مہربان کر اور ایام محنت کو تازہ فرما اور کسی چیز کو انپر پوشیدہ نہ کر کہ اور گناہوں سے انکو پاک کر  
 اور صبر عطا فرما بعد اسکے زندان سے نکل کر کھڑے ہوئے اور فرمایا ہذا منزل البلوی و جہنم الدنیا  
 و قبر الاحیاء و بیت الاخران پھر غسل فرما کر پوشاک بدلی اور اسپ خاصہ پر سوار ہو کر باجمل  
 تمام دشوکت و معنویت حضرت ملک علام تشریف لے چلے جب متصل دربار شاہی کے پہنچے

یہ دعا پڑھی اللہ تمہاری اس نیک بختی سے غیور و اعز بنو تم کو قدر تک من ترو و تشریح اور  
 جس وقت بادشاہ اور ارکان دولت نے دیکھا کہ اسے لگا کہ یہ شخص حور یا فرشتہ پھر بادشاہ سے ملاقات  
 ہوئی حضرت نے عربی میں سلام کیا اس نے پوچھا کہ یہ کون زبان ہو فرمایا یہ زبان ہمارے چچا اسمعیل علیہ السلام کی  
 اولاد کے زبان عبرانی میں دعا فرمائی تو بادشاہ نے پوچھا یہ کون زبان ہو فرمایا یہ زبان ہمارے باپ و دان نبی تھیوب  
 ۱۰ اسحاق و ابراہیم علیہم السلام کی ہے بعد اس کے بادشاہ نے اپنے پہلو میں بٹھلایا اور باتیں کرنے لگا روایت ہے کہ پھر شاہ نے  
 بڑا فصیح و بلیغ تھا اور ایسا زبان دان تھا کہ شہزادوں میں باتیں کرتا تھا سو اسے حضرت یوسف سے سب  
 زبانوں میں کلام کیا اور حضرت یوسف نے ہر زبان میں جواب دیا چونکہ بادشاہ کو حضرت یوسف علیہ السلام  
 کی زبان فراموشی اور لیامت بہت پسند آتی تو اسے کہا اگ ایوم لدنیا مکین امین یعنی کہا اور یوسف صحیح تو  
 آج ہمارے پاس جگہ ہائے تمبر ہو کر اور اسی وقت سے بادشاہ نے عزیز کا علا و چھڑا دیا اپنی محبت  
 میں رکھا پھر بادشاہ نے اپنا خواب بیان کرنے کا ارادہ کیا حضرت نے فرمایا کہ اگر ارشاد ہو تو میں جواب  
 بیان کروں اور تعبیر کروں بادشاہ نے کہا اجنبیان کیجئے سو حضرت نے فرمایا کہ تمہیں صبح کو یہ خواب دکھیا  
 کہ میں رو دیل کے کنارے کھڑا ہوں اور سات گائین سفید رنگ موٹی ایسی دو دو چاری کرائی چھاتیوں  
 سے دودھ چکاتا ہر گھڑے میں اسی وقت رو دیل خشک ہو گیا اور سات گائین رو دیل چگلی آسکے  
 بہت بڑے اور ہاتھ کتوں کے ساتھ انت یہ سچے ماہر تھکلین اور ان ساتوں کو چھڑا ڈالا اور یہ سچی چھڑا  
 کہ سات خوشے سبز اور سات خشک ایک ہی درخت سے نکلے ہوئے مو ایسی چلی کہ سو کے خوشوں  
 نے جنبش کھائی ان سے ایک آگ نکلی اسے سبز خوشوں کو بلایا یہ خواب دیکھ کر آپ کو خوف معلوم ہوا  
 بادشاہ نے کہا یہ سب جو لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ تعبیر کیجئے ہوگی مگر خواب ہمارے کسے کہ دیا حضرت  
 نے فرمایا کہ یہ سب اللہ کے نام سے ہے خواب تمہارا کہ دیا جو بادشاہ نے کہا کہ جبریل علیہ السلام  
 کون میں فرمایا اللہ کا فرشتہ ہو گیا ہے حضرت نے تعبیر خواب زبان مبارک سے ارشاد فرمائی  
 بادشاہ نے کہا کہ جو حضرت نے بیان فرمایا میں فرق نہیں ہر یہ میں حیرت میں ہوں کہ تعبیر اسکی  
 کیا کروں آپ ہی کوئی تعبیر نکالیں فرمایا تمہیر یہ ہے کہ اپنے تحصیلداروں کو حکم دے کہ جملہ ازل و اشرف  
 واوساط سے کھیتی کرادیں اور جو کاشتکار ہیں ان پر تاکید کریں اور سات برس میں جو کچھ غلہ ہوا اسکو  
 کاٹ کرالیوں میں ربنے دین تاکہ حشرات الارض سے محفوظ رہے اور وقت مہم و پر غم آدویوں  
 کی غذا ہو اور ہوس مویشیوں کی اور اگر اس طرح نہ کیا جائیگا بالکل ملک کی بد انتظامی ہو کے بادشاہ  
 متاثر و متفکر ہو کر بٹھے کس طرح حالت قحط میں بند و بست ہو سکیگا اور میں تفہیم احوال فقرا

و مساکین اس حال میں کس طرح کرونگا اور مجھ کو کیا معلوم ہوگا کہ نصیب کس کا کتنا ہو اور ما بحتاج بہ محتاج  
 کا استغدر ہی جب حضرت یوسف نے بادشاہ کو پریشان خاطر دیکھا تو واسطے تسلی دل کے فرمایا  
 اجعلنی علی خزائن الارض الیٰ حفیظہ علیہ السلام یعنی مجھ کو مقرر کر ملک مصر کے خزانہ پر میں خوب نگہبان ہوں  
 خبردار بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ خزائن طعام پر اور ان مواضع پر جہاں غلات وغنایا جمع ہوں  
 والی کر دے اور میرے سپرد کر کہ میں حفیظ ہوں یعنی غیر مستحقوں کو نہ دوں گا اور تحقون کہ زیادہ قدر حمت  
 سے نہ عطا کرونگا کیونکہ میں علیہ بیون حاجتمند و مستحق کو جواب پہنچاتا ہوں اگر کوئی شبہ کرے  
 کہ طلب امارت بادشاہ کا فرستہ شان صدیقیت کے خلاف ہے تو رفع اس شبہ کا ہون ہو سکتا ہے کہ  
 حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر حق تھے اور رعایت صالحہ بقدر امکان پیغمبروں پر واجب ہے سو اگر  
 طلب امارت اس نصیب سے فرمائی تو دنیا ائمہ نہیں و اسے اسکے حضرت یوسف کو از روے وحی  
 معلوم ہو چکا تھا کہ امر خلافت حضرت یوسف سے نہیں ہوگا کیونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام زندان میں بشارت  
 دیکھتے تھے اور قحط کا حال بھی کہ گئے تھے اس سبب سے گویا حضرت یوسف نے طلب امر  
 مشروع فرمایا کہ اس سے تحقیق کو نفع پہنچے اور عدل و احسان ظاہر ہو جائے مقصود طلب امارت  
 سے رعوت نفس اور صبر ریاست نہ تھا کہ مرضی حق کے خلاف چلے اور شان صدیقیت سے  
 بعید ہو عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ زوق پیغمبروں نے دو سبب سے دنیا کی خواہش کی ہے  
 اول حضرت یوسف علیہ السلام نے کہ انھوں نے یہ جانا کہ مالک قحط میں مصر کا بادشاہ خلق خیر  
 شفیقت قرار دیتی تھیں کہ اسکے گا اور بندہ وابستہ نہ ہو سکے گا اسی واسطے سلطنت مصر کی درخواست  
 کی کہ اللہ نے بادشاہ کے دل میں یہ ڈالا کہ سوا سے انکے اور کسی سے انتظام اس وقت کا نہ ہوگا  
 دوسرے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب خبر پائی کہ فرعون ملک مصر کی بادشاہت پر ایسا خور  
 ہوا کہ دعویٰ الوہیت کر کے اور انار بکرا لائے کہنے لگا تب حضرت سلطان نے کہا کہ اگر تمام عالم کی  
 بادشاہت ہی ہوتی تو بھی دعویٰ خدائی نہیں دیتا تھا سو دعویٰ رب ہیست لی ملک الایمان  
 لاحد من بعدی یعنی مجھ کو ایسا ملک عنایت کر کہ بعد میرے کسی کو نہ ملے تو میں خلق کو دکھاؤں کہ سوا  
 تیرے کو بھی نہ اور الوہیت نہیں ہو اور جبکو تو نے سارا ملک چا دے دیا ہے وہ بھی تیرا بندہ ہے پھر  
 فرعون کس طرح دعویٰ باطل کرتا تھا فائدہ اگر کوئی شبہ کرے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے  
 اس معاملہ میں انشاء اللہ کیا بات خلاف شان پیغمبری تھی چاہیے تھا کہ اسی حفیظ علیہ السلام انشاء  
 فرمائے تو رفع اس کا ہون ہوتا ہو کہ امام واحد ہی کہتے ہیں کہ اسی سبب سے ایک برس تک حضرت

یوسف علیہ السلام اپنے طلب کو نہیں پہنچے اور امام رازی فرماتے ہیں کہ حضرت نے اس لیے  
 انشاء اللہ نہیں کہا کہ اگر میں انشاء اللہ کہوں تو بادشاہ جانیکا کہ اسکو خطاس عمل کی طاقت  
 نہیں ہو کہ تعلق بلنظ انشاء اللہ کرتا ہو لہذا ظاہر میں ترک کیا اور دل میں کہہ لیا تھا اگر کوئی کہے  
 کہ حضرت نے اپنی تعریف فرمائی حالانکہ ایسا نہ چاہیے تھا تو جواب یہ ہو کہ مراد اپنی اسوقت مذہب پر  
 حسب مقصود آتے تھا فرمایا اور یہاں مقصود اطلاع حال تھا نہ تفاخر اخافت میں ہو کہ راستگو  
 راستی کی راہ سے اپنی مراد کرنی منع نہیں خصوصاً جب کوئی مصلحت داعی ہو اور اس مصلحت کی  
 حمد حدیث میں بھی وارد ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا انا سید ولد آدم ولا فخر کیونکہ مراد اس سے تعلیم  
 امت اور کینیت اظہار نہ لیت ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سال بھر حضرت  
 یوسف بادشاہ کے پاس باعزاز و اکرام رہے اور اقامت رسوم بادشاہی اور احیاء مراتب  
 فرمانروائی میں اعانت شاہ فرمایا کیے جب برس رزور گذر گیا تو بادشاہ نے شہر مصر و بارگاہ سلطانی  
 کو آراستہ کیا اور تخت زرین جسکا طول تیس گز کا تھا مکمل ہوا پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو خلعت  
 خلعت شاہی پنچا کے بٹھلایا اور منادی کرادی کہ یوسف علیہ السلام عزیز مصر ہوئے انکی اطاعت کرو  
 اور عزیز مصر کو مغزول سمجھو اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے برعایت حق پرورش  
 عزیز کی حیات تک اسکے کام میں دخل نہیں کیا بعد وفات اسکے بند و بست شروع کیا اور ابن کثیر  
 نے ابن زید سے روایت کی ہے کہ مصر میں خزانہ بہت تھا ان سب پر حضرت کو اختیار و آیت ہو  
 کہ جب امور سلطنت مصر حضرت کے تفویض ہوئی تو اول آپ نے حکم دیا کہ حوالی مصر و موصل میں  
 ایک بن محل المواسلی زمین تری و نمناکی سے سلامت ہو جو بزرگ کیا جائے جب وہ میدان قرار دیا  
 تو ایک عمارت وسیع الفضا راہیں بنوائی اور چوبیس ہزار جو لیان قرار دین بعد اسکے کہتی کہ  
 فرمان جملہ ارازل و اشرف و اوساط کو صادر فرمایا کہ جس جگہ زمین خالی نہی جوتی گئی اور جس جگہ  
 پانی تھا وہاں کے واسطے حضرت نے دعائنگی وہاں پانی برس اور جہان ندی و کنوین تھے  
 وہاں انکے پانی سے کام لیا گیا اور تحصیل رزی اعتبار اور امنائے پنچہ کار واسطے جمع کرنے  
 جب وہ غلات کے معین کیے گئے کہ غلہ کاٹ کر با یون میں رکھو ان میں چنانچہ سات برس  
 برابر یہ حکم جاری رہا اس طرف اللہ صاحب ایما فرماتے ہیں وکذلک مکتا یوسف فی الارض مقبول  
 منہاجت انشاء نصیب بر حمتنا من انشاء و الاضیع اجر الحسنین و لاجر الآخرة خیر للذین آمنوا و کانوا  
 یتقون یعنی اون قدرت دی ہے یوسف کو اس زمین مصر میں جہاں کپڑے اسیں جہان چاہے

ہم پہنچاتے ہیں اپنی بہن کو چاہیں اور ضائع نہیں کرتے نیک بھلائی والوں کا اور آخرت کا بہتر ہر  
 آنگو جو یقین لائے اور سب پر نیکو کاری میں یہ جواب ہو کہ فزون کے سوال کا جو حضرت صلعم سے  
 کیا تھا کہ نبی اسرائیل مصر میں کیونکر آئے حضرت ابن عباس اور وہب ابن نمیرہ نے اس جگہ  
 صابرین مراد لیتے ہیں فائدہ اس مقام سے کہی فائدے نکلے اول یہ کہ عالموں کو بادشاہ کے پاس  
 بنا برفع خلق اللہ جانا درست ہو و بنا بخرش آمد و طلب دینا ناجائز و سراسر ادریشون کو ساطین سے  
 طلب حاجت کرنا درست ہو تیسرا مومنوں کو کفار سے بضرورت استدعا جائز ہو جو تھا کافروں کی  
 ولایت میں رہنا سلیقے کے احکام ایمان سے خیر دار ہوں درست ہو پانچواں مومنوں کو تعریف کافروں  
 کی کرنا ناجائز ہو گو کافر اسکی تعریف کرے چنانکہ ریان نے حضرت یوسف سے کہا دنیا میں ایمان  
 مگر حضرت نے تعریف نہ کی بلکہ فرمایا انی حفیظ علیہم چھٹا نصیحت کرنا اول الامر کو عالموں کے لئے  
 درست ہو جس طرح حضرت نے فرمایا تجھے آیام خطا میں انصاف نہ ہو کیونکہ کام مجھے سپرد کار بادشاہ سے  
 قبول کیا کہ بند و بست ہو گیا اور ملک اسکا باقی رہا اسی مقام سے کہتے ہیں کہ ملک فرما دل کے پاس  
 رہتا جو اور مسلمان ظالم سے جاتا رہتا ہو ساقوان اس قسم کی نوکری کافروں کی جائز ہو واضح ہو کہ  
 نوکری کافروں کی یہ وہ ہوں یا انصاری یا اور کئی قسم ہو مشاع و مشعب و حرام و گناہ کبیرہ قریب ہے  
 کفر پس اگر کوئی کافر مسلمان کو بنا بڑا قاسم رسوم صحابہ و ساجد امور محمودہ مانند فرغ رہنما و  
 ڈاکو اور دزدان و بنا پر پل و پلاد و نمان سراسے و مدارس وغیرہ نوکر رکھے تو بلا شک مسلمان کو  
 درست ہو بلکہ مستحب ہی طرح اگر مسلمان کو بنتی مقرر کرے بشرطیکہ فتویٰ مطابق شرح شریفین کے  
 لکھے اور نہ تو جائز بلکہ مستحب ہو اہل قصہ والدہ مومنہ و قہنہ یوسف علیہا السلام اور اگر کسی اور کام پر  
 مقرر کرے کہ اس میں احتیاط و ارتباط لازم آتا ہو اور شاہدہ رسوم و اوضاع متکرہ کا کرنا پڑتا ہو باقت  
 ظلم پہ متحقق ہوتی ہو جس طرح منشی گری درندہ شکاری اور باہی گری یا تعظیم مفطر کفار اور تبدیل اپنی  
 نسبت و برجاست میں ضرورت ہوتی ہو تو حرام گناہ ہو مگر غیرہ ہو اور اگر بنا بقتل کسی مسلمان کے  
 اور بہرہ کرنے ریاست مسلمان کے یا ترویج کفر و تلاش مطاعن دین اسلام کے نوکر رکھے تو یہ  
 نوکری کبیرہ ہو کہ حقیقہ استاذ الاشاذ فی بعض تقریرات میں لکھا ہوں کہ نوکری منصفی و صدرا یعنی  
 بھی ناجائز ہے کیونکہ خدمات میں خلعت شریفیت حکم دینا پڑتا ہو اور سود دلانا ضرور ہوتا ہو و ذلک  
 حرام کہ اتالیق اللہ تعالیٰ و من لم یحکم بانزل اللہ بہ فاولئک ہم الکافرون فائدہ  
 حضرت یوسف نے بارہ برس قید میں گزاریا بارہ نعمتیں پائیں ایک علم کامل ملاکہ

نوکری کافروں کی

بنا بقتل کسی

پہ

تا وہیل رویا پر قادر ہوے دوسرے ملک پر حاکم ہوے کہ عدل و انصاف سے نیک نام ہو  
تیسرے پتھر ہوے چوتھے تمام خلق کی محبوب ہے پانچویں مفارقت والد کا بیچ تھا سو انکو کنگان  
سے بخیر و خوبی طلب کیا چھٹے زینجا کے کرتے محفوظ رہے ساتویں ہمارت و باکی خود اقرار زینجا سے  
نابت ہوئی آٹھویں اللہ نے یہ توفیق عطا فرمائی اور حلم کامل دیا کہ اپنے گنہگاروں سے عفو کیا نویں  
عمر کامل عطا فرمائی کہ اپنی مراد کو پونچے دسویں اولاد صالح اور نیکبخت عنایت کی تاکہ انقطاع نسل نہ ہو  
گیارہویں کریم اپنے معنے کہ اسکی دھوم مچی بارہویں زینجا کے باعث سے بہت فساد برپا ہو  
۱۲ کالج بن آئین اتھما بعترہ بن جو کہ جب یوسف علیہ السلام امیر و سردار مصر ہوے اور تمام  
مخت انکی صبح راست سے قبل ہوئی تو وہ سب رنج و کلفت و محنت و مشقت جو مدت دوازے  
قرین یوسف علیہ السلام زینجا سے متوجہ ہوئے کہ آسکا شوہر مر گیا اور خود ناتوان و ضعیف ہو گئی اور  
شردت و غنا محنت و بلا سے بل ہوئی اور مال اور منال نے صورت انتقال پیدا کی اور عشیرہ  
قبیلہ یوسین تھے دشمنوں کے پیچہ ظلم بن در آئے اور بعضے نیست و نابو ہو گئے آرام سے ناکام تھا  
بیچارہ دل غم سے بارہ خالق سے بیگانہ ذات خواری سے بیگانہ جو بل پریشان کردہ بوستان کم کردہ آشیان  
طرز و دیدار ان کا ستان ایک طرف خانہ خراب پٹری رہتی کسی کے پاس جاتی اور نہ کسی کو بلاتی  
مگر یوسف یوسف پکاری اور روتی یہاں تک کہ اندھی ہو گئی یہی خیال ہر دم اور یہی غم ہر دم کہ  
ہاں یوسف لیکن با این مہبت پرستی سے تائب نہ تھی اسی حال میں ایک مدت دراز گزری آنرا  
گھر کو آبا تیر ہر دن شہرست و سرشار ایک مقام میں جا پٹری اور نام اسکا بیت الخزین رکھا اور  
حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ دستور باندھا کہ آخر ماہ سوار ہو کر برگناٹ مصر میں جاتے اور فیصلہ  
خصومات فرماتے اور جب سواری حضرت کی نکلتی تو زینجا دھوم و دھام سواری کا شکر بیت الخزین سے  
نکل عین شارع عام پر بیٹھتی اور شور مچاتی اور یوسف یوسف پکارتی سچ ہر نقارہ کے شور میں طوطی  
کی آواز کون سنتا ہو اور جو کوئی کبھی سن لیتا تو آنجناب کو سبب رعب کے یا فضول جانکر اطلاع  
نکرتا اور سواری نکل جاتی زینجا بحال خود چلا یا کرتی ایک مرتبہ نہایت بیتاب ہو کر زبان حال  
گویا ہوئی مثنوی لے فقہ گر جہاں کجائی ••• ویر آفت ناگمان کجائی ••• جان بازی عاقلانہ بلکہ  
ای چشم و چراغ جان کجائی ••• پہلو سے دل محکا زشتین ••• ای ناوک سے کمان کجائی ••• اور بہت  
غم دیدہ ہو کر اپنے بت سے بولی کہ ای مہبود باطل تجھے مجھے کچھ فائدہ نہوا بلکہ سہ اس نقصان  
پہونچا کہ شوہر میرا غریب مصر مر گیا اور میرا خرید قائم مقام ہوا درشت کہ غم مجھ پر ٹوٹ پڑا جسکو پیار

احوال زینجا

کرتی ہوں وہ بھی ہاتھ نہ آیا نزدیک دور ہوا اور دو زرد یک ہو امین نے جانا کہ یہ سب آفات تیرے باعث سے نازل ہوئی ہیں اب اسی بنا پر تجھے بیزار ہوں لعنت خدا کی تجھ پر اور اسی وقت چور چور کر کے پھینکا اور بولی اب تو یوسف کے خدا کا ایمان لائی ہوں وہ میری فریاد رسی کر گیا اور سجا آسمان ہاتھ اٹھا کر کہنے لگی کہ اے اللہ کریم کار ساز اگر گنگار کو بخش تاہ تو میں تو بہ کرتی ہوں مجھ پر کرم کر اور جو غدر قبول کرتا ہو تو میں غدر خواہ ہوں منظور کر اور اگر غم زدوں کو نجات دیتا ہو تو میں زیادہ غم زدہ ہوں میرا غم دور کر اور جو چارہ ساز چارگان ہو تو میں تمام عالم کے لوگوں سے بچارہ ہوں کہ تو خود جانتا ہے کہ میں کس ناز و نعمت میں تھی اور اب کس بلا و مشقت میں ہوں مجھے زیادہ کوئی بچارہ نہیں ہے یا اے تو جانتا ہے کہ یوسف کے ملنے کے واسطے میں نے کیسی کیسی کوشش کی اور مطلب حاصل نہوا اور اب میں اگرچہ بوڑھی ہوں مگر عشق و محبت یوسف میں جو ان تر ہوں یا اے تو مجھ ناتوان دل شکستہ نے حیا عاشق بے ریا پر رحم فرما اور یوسف کو میرے پاس پہنچا کہ پندرہ برس سے میں نے اسکی صورت نہیں دیکھی ہے یا اے اس درخواست میں تو رشک نہ کرنا کہ اسکا وصل عین تیرا ہی وصال ہے اور اسکا نور عین تیرا ہی نور ہے مجیب الدعوات نے صدق اخلاص و نیاز مندی زلیخا پر نظر فرما کے دعاے بااخلاص اسکی قبول فرمائی اور یوسف علیہ السلام کے دل میں ڈالا کہ زلیخا کا حال معلوم نہیں ہے کہ کس حال میں ہے کس طرح اسکا حال دریافت کرنا چاہیے اگر اسکو معاشق کی تنگی لاحق ہو تو تدارک کرنا لازم ہے کیونکہ اسنے میری بہت خدمت کی تھی تو اس سے زیادہ کوئی تدارک نہیں ہے جس دن یہ خیال حضرت یوسف کو آیا اس دن زلیخا نے یہ کام کیا کہ اپنے بیت الخزمین سے نکل کر کھلی پورانی اوڑھے لائیں پکڑے کہ کھجکائے ایک رشی سے کمر باندھے خراب حال اس مقام پر پہنچی ہوئی تھی جہاں سے۔ داری حضرت یوسف علیہ السلام کی نکلتی تھی اور دل میں یہ خیال تھا کہ اگر ملاقات حضرت یوسف سے نصیب میں نہیں ہے تو لشکر کا غبار ہی میرے جسم زار پر پڑے گا وہ بھی ایک صورت نسکین ہے اور گویا کہتی تھی سے اگر ان طائر قدسی زورم باز آید + عمر گنڈتہ بہ پیرانہ سرمہ باز آید + اکہ تاج سرمہ خاک کفٹ پائش بود + از خدا می طلبم تا بہ سرمہ باز آید + اتفاقاً حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری ہکلی تو طاہرین حضرت یوسف علیہ السلام کو یہاں سے سیر و شکار تھا اور دل میں تفقد احوال زلیخا کیونکہ بر خلاف عادت جس کو چپے سے نکلنے تھے درویشوں اور دردمندوں کا حال پوچھتے تھے جتنے کہ نوبت زلیخا رسید اور زلیخا بزبان حال کہہ رہی تھی طائر بسکہ دل زردان محبت کباب شد + تائب ز سینه سوخته آمد صدائے من + برخاستم جنبش پائیت ز خواب مرگ + برترتم خوش آمد و دل بای کشت

یوسف علیہ السلام  
در زلیخا

اور زبان شوق یوں نغمہ زن تھی سے برکش ز چہرہ پر وہ شرم آفتاب من \* رحمی مجال شبنم پادری کا  
من \* تاکے تھانہ فلی نو کند روز من سیاہ \* چشمے فگن بصورت حال خراب من \* اور دل خیرین سے  
یہ صدا اوٹھتی تھی سے نالہ حسرت کشرم تا چند در کعب قفس \* سنگدل صیاد رحمتے بگر قناری بکن \* ناوکے  
بشکن بہ پہلو در جگر بشکن سنان \* اسے جو ان ترکانہ کارے بردل انکاری بکن \* اور چکاری تھی کہ با آبی  
یوسف مجھ کو نظر نہیں آتا مگر آسکے گھوڑے کا تم میرے دل پر پڑتا ہے یا الہی آسکو بلدی میرے قریب کر دے  
دفعۃً کوئی بولا کہ یوسف سامنے آئے اور بہت متصل ہن تو زبان حال کہنے لگی سے بشہر و بادیا مارا  
قرار گاہے نیست \* گذشتہ ایم غیر بانہ از وطن بے تو \* نہ بر تو رخ ماہی نہ شعاہ شمعی \* نشستہ ایم درین تیرہ  
انجن بے تو \* رسیدہ ز کنارم تو گناہار مرا \* شدہ است موسے بدن خار پیزن مٹے تو \* بہرنگ خار  
پایے نگہ خلد رگ گل \* اگر نظارہ کم جانب چمن بے تو \* بھیت جوے نشان تو کم شدم از خویش \* بہدیا بین  
کہ گذشتہ ز خویش تن بے تو \* بعد اسکے ارادہ کیا کہ عنان مرکب پر لٹے دور باشون نے روک لیا تو را بچا  
شور کر کے کہا پاک ہو خدا جسے برکت طاعت سے غلاموں کو غزیر کیا اور بادشاہوں کو تاسمت معیت سے  
ذلیل آواز حضرت یوسف کے کان میں پہنچی تو حضرت نے کہا یہ آواز کس عورت غنیفہ کی ہے خاص بن ہار  
نے گزارش کیا کہ زینجا بچارتی ہے اور ملازمت کی امیدوار ہے حضرت تو اسی کے خیال میں تھے ارشاد کیا  
کہ زینجا کو جلد لاؤ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا گھوڑے سے اتر کر زینجا کا حال پوچھو  
انقرض حضرت گھوڑے سے اتر پڑے اور زینجا حاضر ہوئی تو حضرت نے پوچھا کہ تو کون ہے زینجانے کہا  
سے پادری سے کہ روے تو نظر سے کر دم \* شب غم را بوصول تو سحر می کر دم \* یا و باد آنا نہ نہایت نظر سے  
با بود \* رقم مہر تو بر چہرہ ما پیدا بود \* یا باد آنا جو چشمت اقبام مے گشت \* معجز عیسویت در لب شکانا  
بود \* یا باد آنا جو یاقوت لبست خندہ ز روی \* در میان من و لعل تو دکھایا بود \* یا باد آنا کہ صبحی  
ز وہ در مجلس انس \* جز من و یار نبودیم خدا با بود \* افسوس صد افسوس اب میں ایسی ہونی کہ تم مجھ کو  
نہیں پہچانتے اسے میرے محبوب پیارے یوسف میں زینجا ہوں کہ جان و دل سے خچیر فدائے تھی اور  
وہ ہوں کہ جسکو تیرے عشق نے فعیخت و رسوا کیا اب اس حال کو پہنچی ہوں مگر سے در دل  
دیدہ خیال رخ دلدار ہمان \* دل ہمان دیدہ ہمان لذت دیدار ہمان \* آستین سرخ شد از گرم گلگون  
لیکن \* پیچکد خون دل از دیدہ خونبار ہمان \* داغ سوداے تو دار و دل شوریدہ ہنوز \* پاسے  
سرگشتہ ہمان دشت ہمان خار ہمان \* روایت ہے کہ حضرت یوسف نے زینجا کو کمال حسن و جمال و  
شوکت و رعنائی میں دیکھا تھا اب پریشان چال دیکھا تو آب دیدہ ہو کر تاسف ہوئے اور حیرت

میں ہوئے کہ یہی زلیخا ہے جو میری عاشق زلیخا تھی سبحانک لا اعلم فی الا ما علمتنا یا رب تغزین نشاۃ و منزل  
من نشاۃ پھر پوچھا کہ اس زلیخا تیری آنکھیں کہاں گئیں زلیخا نے کہا کہ آپ کے فراق میں روتے روتے  
جاتی رہیں اور ناز و انداز بھوبانہ سب تمہاری محبت میں سمائے گیا اور مال و دولت میرا سب تمہارا  
عشق میں فنا ہوا اب محبت کے سوا اور کچھ میرے پاس نہیں ہے اور بزبان حال گویا ہوئی ہے کہ  
پیر و خستہ دل ناتوان شدم \* ہر گز خیال روستے تو کہم جو ان شدم \* شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا  
برفتہ ہے مطلب خود کامران شدم \* غرضکہ گفت و شنید دوستانہ او قیل و قال مجاہد کی تطویل ہوئی  
فوج کی لوگ سخت متحیر ہوئے کہ یہ عورت خدیفہ مفلسہ کون ہے جو غریب دہر سے ایسے کلام گستاخانہ کہہ رہی ہے اور غریب  
سے بچسن خلق اور لطف مقال جواب دہ ہیں اس خطرے پر حضرت یوسف علیہ السلام نے مشرف ہو کر  
فرمایا کہ اسے اور تعین اسرار تم بھلو اس مقام میں معذور رکھو اور اس واقعہ کو عجیب سمجھو ضعیفہ مفلسہ  
میری عاشق ہے اور اسے یہ کیفیت میرے عشق میں بہم پہنچائی ہے میرے درد دل خستہ درد مند ان دنوں  
نے خوش نشان و خیرہ نشان دانند \* اسرار فانی چہ دانند ز اہر \* ستری است درین شیوہ کہ زبان  
دانند \* جب یہ کلام لشکر کے لوگوں نے سنا تب ذیال نام سے محترم ہونے بعد اسکے حضرت یوسف  
علیہ السلام نے زلیخا سے فرمایا کہ اسے زلیخا تیرا مطلب کیا ہے زلیخا نے کہا میری یہ آرزو ہے کہ آنکھوں میں  
روشنی ہو جاتی تو جمال مبارک پیش از موت دیکھ لیتی حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی اللہ نے  
اس وقت زلیخا کو بینائی عطا کی تو زلیخا نے دیکھا کہ امام احمد علی ذلک ایک دن وہ تھا کہ میں نے بھوکو  
بندہ دیکھا تھا آج پادشاہ مصر دیکھتی ہوں شکر ہے اسکو جس نے محبوب میرے کو بادشاہ کیا پھر بزبان حال  
بولی \* خزان گذشت و بہاران رسیداے بیل \* نواسے تازہ کیش در گلونغان بشکن \* اور  
بزبان عشق لگی کہنے \* عشق تو فنا کر دمارا \* رسوا سے زمانہ کر دمارا \* در کو سے تو دیدم انچہ دیدیم \*  
چیدم ز غمت گلے کہ چیدم \* القمہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب برداروں سے  
ارشاد کیا کہ اس عورت کو ہمارے مکان پر لیتے آؤ اور خود بدولت و اقبال جانسب مجلس توجہ ہوئے  
پیچھے سے زلیخا بھی پہنچی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اسے زلیخا اب تیری حاجت کیا ہے  
زلیخا نے پھر کہا کہ اب کیا کمون وقت گذر گیا اور روتے روتے بیتاب ہو گئی بعض مفسرین کی یہ  
تحقیق ہے کہ زلیخا نے کہا میری یہ حاجت ہے کہ جوان ہو جاؤں سو حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا  
فرمائی کہ زلیخا اٹھا رہیں کی نظر آنے لگے اور حجتہ الاسلام نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت  
یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے کہا تیری حاجت کیا ہے اس نے کہا میں تمہارے ساتھ کھانچ جا رہی ہوں

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نہ بیغہ غفلت کا فرہ ہو میں تیرے ساتھ کس طرح کھاج کروں اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ اے یوسف ارشاد حق یہ کہ زینجا اگر بوڑھی ہو جوان ہو حسب الگی اور جو محتاج ہو مالدار کرونگا اور جو کافر ہو ایمان دوں گا اے یوسف تو دوست نہیں بناتا اسکو جو تجھکو بلا واسطہ دوست رکھتی ہو اور تو نہیں چاہتا اسکو جو تجھکو بے سبب چاہتی ہو یہ آواز سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے سکوت کیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ زینجا پر رکھا سب عیب جاتے رہے اور اللہ نے ایسا حسن و جمال دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی عاشق ہو گئے مگر جوان ہو جانے کی روایت صحیح کو نہیں پہنچتی اور اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے درخواست لیجا شنئی تو تھوڑے ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اللہ صاحب فیاتے ہیں کہ میں نے زینجا کی عاجزی و شکستگی سے قصور اسکا معاف کر لیا اول جیلہ و فریب سے چاہتی تھی کہ تجھکو دام محبت میں پائے میں نے محفوظ رکھا اب چارہ دل شکستہ ہو کر حاضر ہوئی اور ایمان بھی لائی اور کمال عاجزی سے تجھکو مانگنے لگی تو میں نے اسکی اسناد عاقل طور فرمائی تو بھی حیات اسکی رو کر اور کھاج کر لے چنانچہ حضرت نے حکم خدا مجلس آراستہ فرمائی اور اکابر و اشراف مصر کو جمع کر کے ملک زبان کے روبرو کھاج کیا اسوقت زینجا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر کہا سبحان اللہ میں ہوں کہ ایسی مفاہقت میں مبتلا تھی اب اسطرح کی مواصلت حاصل ہوتی الحمد للہ امر اوی میں مراد ملی سے سنم کہ دیدہ بیدار دوست کروم باز وہ چہ شکر گویت اے کار ساز بندہ نواز ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی نظر میں اسوقت زینجا جو حشمت نظر آئی اور داعی شہوت نے قواسط طبعی پر غلبہ کیا اور کلب میل سبابت نے فضل مصابرت ہلایا کہ حضرت علیہ السلام بنا بر خلوت صحیحہ خلوت خانے میں تشریف لیگئے اور زینجا کو طلب فرمایا حجۃ الاسلام نے اس مقام میں لکھا ہے کہ زینجا بنا زواندازہ شوقانہ اہکار فرمائے لگین اور ایک علیحدہ مکان میں ہو بیٹھیں اور دروازہ بند کر لیا حضرت یوسف علیہ السلام نے دروازے پر جا کر طلب کیا زینجا نے کہا آپ یہاں تشریف نہ لائیں اب معاملہ بالعکس ہو کیونکہ میں نے اب اسکو پایا ہے جو تم سے بہتر ہے حضرت یوسف نے دروازہ توڑ ڈالا اور آئے زینجا کو پکڑنے کا ارادہ کیا وہ بھاگی حضرت نے پیچھے سے دامن پکڑ لیا تو دامن بھٹ گیا اسی وقت ایک فرشتے نے آکر کہا کہ اے یوسف اسکو مخالفت نہ سمجھنا بلکہ محبت جو مقابلہ محبت کے اور طلب جو مقابلہ طلب کے اور عشق مقابلہ عشق ہے اور فرار بمقابلہ فرار اور چاک دامن مقابلہ دامن تست اور یہ سب اس واسطے ہوا کہ زینجا کو تھ سے شرمندگی نہ رہے اور تھا اسکو حالات ضعیف پر سزائش نہ کرو اتقصہ بعد اس معاملے کے زینجا سے نوبت ملاقات پہنچی تو زینجا باکرہ پائی گئی حضرت یوسف نے پوچھا کہ اے زینجا اسکا کیا سبب ہے زینجا نے کہا غریب مصر میں رہتا ہوں ہر مجبور دستیاب نہیں ہوا اور اسے

قدرت مباشرت نہیں پائی پھر حضرت نے فرمایا کہ اسے زینبا اسطرح خواہش نفس دنیا بہتر ہو یا جسطرح سے  
تو چاہتی تھی زینبا نے کہا ان نفس لامارۃ بالشور اسے محبوب مجھکو ملاست نہ انسان تو بلائے نفس میں گرفتار  
ہو جو کچھ نفس چاہتا ہو کر لیتا ہو اور اکثر بڑائی کی طرف لانا ہون کیا کمون اپنے زمانے کی عورتوں میں میں صفت  
عفت و عصمت سے ممتاز تھی اور پاکدامنی میری شہرہ آفاق تھی جسطرح تم اپنے زمانے کے مردوں میں  
عقیق و معصوم مشہور ہو اور میرا شوخی نہیں محض تھا حضرت یوسف نے فرمایا کہ تو نے صبر کیا ہون نہ کیا ہون  
زینبا نے جواب دیا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ زینبا کو شرمندہ نہ کر  
اور اکثر مفسرین نے اس سائلہ انکاری کو بعد زفات یوں بیان فرمایا ہے کہ رات کے وقت حضرت یوسف  
اپنے بستر خواب پر بیٹھے ہوئے زینبا کی انتظار کرتے تھے اور زینبا عبادت حق میں مشغول تھیں حضرت  
نے ہر چند بلایا نہ آئین تا چار فرمایا کہ اسے زینبا اسوقت مجھے سخت اضطراب ہو جسطرح ہنرم خانہ میں تجھکو تھا  
زینبا نے کہا میں عبادت خدا کر رہی ہوں جیسی تم آسداں کرتے تھے سو میں تمہارے پاس نہیں سکتی اور  
اسی وقت چاہا کہ دوسرے مکان میں جا بیٹھوں چنانچہ آس مکان سے چلین حضرت یوسف علیہ السلام  
بھی پیچھے پیچھے تشریف لے چلے جب زینبا دروازے پر پہنچیں قریب تھا کہ باہر نکلیں حضرت نے دامن  
پکڑا تو کشاکشی میں پھٹ گیا زینبا نے کہا اے یوسف میرا دامن تمہارے دامن سے برابر ہو گیا ہے  
نہ تمسے مجھکو شرمندگی و خجالت ہو اور نہ مجھپر آپ کا احسان و مہنت روایت ہو کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام  
نے زینبا کو عبادت مطلقہ میں حریص دیکھا تو ایک عبادت خانہ بہت تکلف سے تعمیر کرایا اور آسین و نل  
ستون سونے کے رکھے اور مابین دو ستونوں کے قندیلین انکائین اور وسط مکان میں ایک تخت بنا  
بچھوایا اور زینبا کو ارشاد کیا کہ اس مکان میں قیام کر زینبا نے مکان دیکھ کر پسند کیا اور رہنے لگیں حضرت  
یوسف نے فرمایا کہ اے زینبا تو نے اپنی حکومت میں میرے واسطے بیت الکریم بنوایا تھا اور میں نے  
تیرے واسطے بیت المعادۃ تعمیر کرایا اب تو اس مکان میں عبادت خدا کیا کر چنانچہ زینبا اسی مکان میں  
مشغول عبادت رہا کرتی اور حضرت یوسف علیہ السلام فرصت کے وقت تشریف لاتے اور نماز  
القی کا ذکر کیا کرتے اور طریق عبادت کی تعلیم فرمایا کرتے محققین روایت کرتے ہیں کہ زینبا حضرت یوسف  
علیہ السلام کے پاس سنتیں برس کامل رہیں اور گیارہ بیٹے پیدا ہوئے اور بیٹھے دہری بیٹیاں اور ایک  
بیٹی بیان کرتے ہیں انرا ایم و نسا و ساء رحمہ دہوا صحیح روایت ہو کہ جب دامن زینبا حضرت یوسف  
کے پکڑنے سے جاگ ہو گیا تو زینبا نے کہا اے یوسف جسطرح محبت الہی آپ کو بدرجہ کمال ہو اسی طح  
مجھکو بھی محبت الہی ہو جب تک میں نے خدا کو پہچانا تھا غیر کہ دوست رکھتی تھی اب کہ اپنے معبود کو پہچان

میں نے پہچانا اور پایا اسکے فیر سے کس طرح توجہ کروں دل تو ایک ہی ہے بس دل چوکی بیش نیست دست  
یکے بس بودہ وان یک بے اشترک ذات مقدس بودہ خلاصتہ الحقائق میں لکھا ہے کہ فیر وزدی  
ایک جوان خوبصورت تھا اسپر ایک عورت حسینہ مفتون ہوئی فیر کو فحایت پارسائی سے التفات  
نہ تھا ایک دن اس عورت نے سبب بے التفاتی پوچھا فیر نے کہا تو کا فرہ ہے اور میں مسلمان  
اور محبت میں اتحاد شرب بھی شرط ہے اسے کہا پھر کیا کرنا ضرور ہے فیر نے کہا تو بھی مسلمان ہو عورت  
ہوئی کہ فی الحال تجھے زیادہ کوئی مسلمان ہو تو بیان کر کہ اسکے ہاتھ پر ایمان لائے فیر نے کہا حضرت  
امیر المؤمنین عمر ابن خطاب خلیفہ رسول اللہ موجود ہیں انکے پاس حاضر ہو عورت نے کہا اے  
زیادہ بھی کوئی ہے فیر نے بولا کہ اے زیادہ حضرت رسالت پناہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ مرقد  
مبارک انکا مدینہ منورہ میں ہے چنانچہ وہ عورت قبر مبارک پر آئی اور ایمان لاکے میں رہنے لگی  
فیر نے قاصد بھیجا اور طلب کیا وہ عورت عبادت خدا میں مشغول تھی قاصد سے ملتفت بھی نہ ہوئی  
اور کہا کہ جب تک میں نے خدا اور رسول کو نہ پہچانا تھا فیر کو چاہتی تھی اب کہیں حضرت حق اور  
سجود مطلق اور اسکے رسول برحق کو پہچانا تو اسکے عشق نے فیر سے تنغی کر دیا جو سو فیر سے کہہ دیا  
کہ آپ خیال محبت اپنے دل سے نکال ڈالیے مجھ کو اصلا محبت اُسکی نہیں ہے اس مقام پر تعجب نظر  
ملاحظہ کرنا چاہیے کہ یوسف علیہ السلام ایک بندہ مقبول حضرت حق تھے اور زلیخا دشمن خدا تھی مگر  
اسکے دوست کو دوست رکھتی تھی ہر چند کہ یہ دوستی منی پر شہوت تھی کہ دوست خدا کو اس سے  
بانواع وجوہ آزرگی حاصل ہوئی مگر آخر کار اس محبت نے یہ نمرہ عطا کیا کہ دشمنوں سے نکال کر دوستانہ  
پس اگر یوسف کو خدا کہ حقیقت حضرت حق سے دوستی رکھنا ہو برکت اس محبت سے دشمنی سے باز  
رکھا جائے اور وقت مفارقت جان کے قبولیت درگاہ سے شرف ہو تو عنایت و کرم اسی جن جلالہ  
سے بعید نہیں ہے دیکھو زلیخا کا فرہ تھی جب اسکو یوسف علیہ السلام سے کہ دوست مقبول خدا تھے محبت  
ہوئی تو اسکی برکت سے چار بزرگیان بہشتیوں کی حاصل ہوئیں اول فقیر تھی تو نگر ہوئی دوسرے  
بوڑھی تھی بقول بعض جوان ہوئی تیسرے نابینا تھی بنی ہوئی چوتھے فراق میں مبتلا تھی وصال سے  
فائز ہوئی پھر جو کوئی اللہ کہے واسطے دوست رکھے اسکو امید رکھنا چاہیے کہ کوئی نعمت و کرامت  
دنیا اور آخرت میں نہیں ہے جو اسکو نہ ملا قصہ جب سات برس فراخی کے شقیے ہو گئے اور غلام ہر قسم کا  
موافق تجویز حضرت یوسف علیہ السلام کے رکھوایا گیا تب حضرت نے بادشاہ ریان سے ارشاد  
کیا کہ آج کی رات سے تمہا کا سال شروع ہوگا اور بے عبری اور گرسنگی دمیون پر غلبہ کرے گی

بادشاہ نے کہا فقرا و مساکین کو ہوگی یا تمام خلق کو حضرت نے فرمایا کہ سب سے پہلے تمہکو جو کھ کی شرت ہوگی یہ سکر بادشاہ نے وار و عنبر طبع سے ارشاد کیا کہ ہمارے واسطے کھانا ہر قسم کا مہیا و طیار رہے چنانچہ ہوائی رسم سلاطین طیار کیا گیا اور بادشاہ بانتظار آمد وقت موعود اپنے مقام پر بیٹھا آدھی رات کے گزرنے پر بادشاہ نے الجوع الجوع پکارنا شروع کیا اور تفسیر تیسریوں لکھا ہر کہ اسی رات کی صبح کو حضرت جبریل علیہ السلام نے معاذی مصر کھڑے ہو کر پکارا یا اہل مصر جو صبح سنیں اس آواز کے سنتے ہی عورت و مرد و صغیر و کبیر بول اٹھے الجوع الجوع اور بادشاہ نے ہر چند طعام خاصہ تناول فرمایا پر نسلی نہیں ہوئی ناچار حضرت یوسف سے اس مرض کی دوا پوچھی حضرت نے دست شفا اپنا بادشاہ کی بیٹ پر رکھ دیا کہ اسکو تسکین ہوگی اور حضرت یوسف نے یہ دستور باندھا کہ ہر روز دو پہر کو کھانا خوانوں میں لگا کر بادشاہ اور اسکے ملازمین کو بھجوا دیتے اور خود سیرت لکھانے تاکہ عاجزون اور سکینوں کے حال سے غفلت نہ ہو حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سات برس کامل ایسا قحط پڑا کہ پانی کا برس سا گھاس کا اگنا ہلکا موافق چلنا اور حیوانات کا بچے بنا طارون کا گھونسا لگانا بند ہو گیا اور فرحت و مسرت کا نام داون سے جا رہا اور رحم و عنایت قلوب سے یک قلم اٹھ گیا ملک شام و مصر میں ایسی تنگی پڑی کہ بس جگہ پانی تھا بالکل خشک ہو گیا اہل مصر سخت سرد و پریشان ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہوئے تو حضرت نے نزع غلہ کا یون مقرر فرمایا کہ مصر کے مالداروں کو مقدار قوت اور محتاج کو مقدار صاع عنایت فرماتے اور پریسیوں کو ایک اونٹ سے زیادہ نہ دیتے چنانچہ مصریوں نے سال اول میں تقویٰ سے غلہ خریدا اور سال دوم میں زبور سے تیسرے برس لوٹھی غلام سے چوتھے میں دو ابے مویشی سے پانچویں میں عروض و عقار سے سال ششم میں اولاد و احفاد سے ساتویں میں اپنے نفوس سے حسب تین مہینے اس سال کے گزر گئے تو مصریوں نے عرض کی کہ اسے عزیز مصر میں مشہور ہے کہ سرکار میں غلہ باقی نہیں رہا اور اب تک سال ہفتم میں تو مہینے باقی ہیں حضرت نے فرمایا کہ غلہ تو ہے لیکن قیمت چاہیے ان لوگوں نے کہا جب ہم اپنے نفوس کو بیچ کر چلے اور تمہارے لوٹھی غلام ہوں پھر قیمت غلہ کجا حضرت نے فرمایا کہ انکو سرکار بادشاہی سے کھانا روز مرہ ملا کر کجا جب سال ہفتم کے نو مہینے گزر گئے اور تین مہینے باقی رہے تو اب غلہ انانزہ کہ مصریوں کو عنایت کیا جاے حضرت کو سخت رنج ہوا حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اے یوسف اللہ صاحب فرمائے ہیں کہ آپ ترو ذکر میں تمہارا دبار ان لوگوں کا قوت ہے چنانچہ شہر مصر میں منادی ہوئی کہ اب شہر کے آدمی حضرت یوسف کو دیکھا کریں اور حضرت یوسف علیہ السلام ہر روز سوار ہو کر نکلنے لگے جس کسی کی نظر روئے مبارک پر پڑے بانی اسکو بھوکہ جاتی رہتی فائدہ

اس معاملہ میں یہ حکمت ہوئی کہ حضرت یوسف کو اہل مصر غلام سمجھا کہ فقیر جانتے تھے اور حسبِ حسب بہتہ  
 علیہ السلام عرض بیچ میں جلوہ فرماتے تو ہر شخص اپنے مقصد کے موافق چاہتا تھا کہ ابنِ خرید کر لیں  
 سوائے جل شانہ نے سب مصریوں کو غلام و مملوک کر دیا تاکہ کوئی شخص دوزخ سے بچے اور بچا بہ حسبِ بلائے نخط  
 نواحی مصر و شام میں مستولی ہوئی اور حاش ارازل و اشرف میں غلٹل پڑا اور اس دعوام پر خرابی  
 نے غالبہ کیا اور سچو فقیر حضرت یعقوب علیہ السلام با متداویر زمان تطویل الاطائل کو پوچھا اور کنعان سے  
 رہنے والوں پر بھی بڑی تنگی و پریشانی ظاہر ہوئی تو اولاد یعقوب علیہ السلام نے خدمت والدِ بزرگوار  
 میں حاضر ہو کر بچا کرگی اطفال اور مندی اہل عیال ظاہر کی اسوقت حضرت یعقوب علیہ السلام  
 سورت فراق اور شدتِ اشتیاق یوسف علیہ السلام میں لڑا کہ میں سے علیحدہ ہو گئے تھے اور راہِ شام پر  
 نواحی کنعان میں ایک گھر مانگے گنہگار ان تنگ و تاریک بنا کے بیت الاخران نام رکھا تھا اس میں تھے  
 اور جب اہل شام تحصیلِ خایہ کے واسطے مصر کو جاتے تو وہاں سے لوٹ کر بیت الاخران کے قریب  
 آتے اور حضرت یعقوب سے ملازمت حاصل کر کے غزیر مصر کی صفات اور عادات بیان کرتے کہ  
 حضرت غزیر مصر کے واسطے دعائے خیر فرمایا کرتے اور کہتے کہ یہ صفات حضراتِ امیہ اور خصائص و  
 عاداتِ اصفیاء غزیر مصر میں کہاں سے آئے اور کبھوں یہ ظاہر کرتے کہ امیہ کا شہ میں غزیر مصر کے پاس جا سکتا  
 تو ضرور جاتا شاید میرا یوسف مجھ کو ملے تاکہ انکھیں نہیں بن کیا گردن اور طاقت نہیں ہو کس طرح جنبش کروں  
 انھیں دنوں میں بیٹوں نے تنگی عام اور قلتِ طعام کی شکایت کر کے عرض کیا کہ یا حضرت ایک مدت  
 گزری ہے کہ آپ نے ہماری طرف گوشہ چشم سے نہیں دیکھا ہوا اور ہمارا حال زار نہیں پوچھا روایت ہو کہ ہمیں  
 برس یا چالیس برس کے قریب گزرے تھے کہ حضرت نے بیٹوں سے کلام نہ کیا تھا اور انکی صحبت سے  
 علیحدہ ہو کر بیت الاخران میں اقامت فرمائی تھی اور ہرگز بیٹوں کی طرف متوجہ نہوئے تھے سو بیٹوں نے  
 التماس کیا کہ ہم لوگ بے مشابہ گنہگار اور مستوجبِ عقوبت پروردگار ہیں لیکن ہمارے عیال و اطفال نے  
 کیا گناہ کیا ہے کہ مجھ سے مرے جاتے ہیں فاقون سے حالتِ انکی تباہ ہو اس کلام سے حضرت یعقوب  
 رحم آیاتِ طہارت تازہ کر کے ارشاد کیا کہ معذرت میں ایک بندہ خدا مؤید من عند اللہ موصوف بصفات حمیدہ  
 و متخلق باخلاق پسندیدہ ہر وہ لوگوں کو غلہ غنایت کرتا ہے سو تم آسکے حضور میں حاضر ہوا اور جو کچھ ہر یہ تھا  
 پاس ہو لجاؤ اور کھاؤ اس کے عوض درویشوں کے واسطے لاؤ بولے ہم لوگ فقیر و محتاج ہیں بضاعت  
 ہماری قابلِ امیرون اور بزرگوں کے نہیں ہے پھر ہم ایسے غزیر کی خدمت میں کس طرح حاضر ہوں فرمایا  
 میں سنتا ہوں کہ وہ غزیر کریم ہوا اور کریم لوگ اندک پذیرد لب یا جنبش ہوتے ہیں چنانچہ مشہور ہے کہ الکرم

یقیناً ایشیہ البیسریہ علی الکثیر عرض کیا کہ ہر چند وہ عزیز کریم ہو لیکن ہکو خود شرم آتی ہو کہ متاع حقیر حاکم کبیر کے  
 روبرو کیا لیجائیں فرمایا مضائقہ نہیں گو متاع وضع ہو لیکن نسب تمہارا فرج ہو کہنے لگے کہ اگر ابین ہمہ وہ عزیز لغت  
 ناقصہ قبول نہ کرے تو کیا کرینگے ارشاد کیا کہ اپنی غربت و مسکنت ظاہر کرنا عرض بیٹھوں نے باستصواب اس  
 شریف کو نسبت سفر مصر پر باندھی اور حیت دردم سیاہ اور بقدرے چشم و چوہا و نطون پر لا کر آمادہ روانگی  
 ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ دس شخص جاؤ گیارہ اونٹ لیجاؤ بنیامین کو میری تسلی کے لیے چھوڑو اور  
 فرمایا کہ جب مصر میں پہنچنا تو اول بادشاہ کو خبر کرانا کہ غریب لوگ کنعان سے آئے ہیں اگر اجازت اجازت  
 ہو تو حاضر ہونا بااذن ہرگز نہ جانا کیونکہ امننا تک مزاج ہوتے ہیں اور جب روبرو پہنچو تو اول ستائش  
 و ثنا سے بادشاہی باحسن و جہ بیان کرنا اور کلام کرنے میں باادب رہنا کسی کی طرف التفات نہ کرنا کیونکہ  
 سلاطین کے روبرو دوسری طرف دیکھنا خلاف ادب ہے اور جو حکم بیٹھ جانے کا ہو تو بیٹھ جانا اور نہ باادب  
 کھڑے رہنا اور جب تک اذن کلام کا نہ دے گفتگو نہ کرنا اور اگر پوچھے تو جواب ضروری باادب دینا  
 فضول گوئی نہ کرنا اور جو کھانا کھلاوے تو باادب کھانا اور جب حکم خصت صادر فرمائے تو فوراً حضرت  
 گربادشاہ کی طرف بیٹھ کر کے نہ پھیرنا اور جب دربار سلطانی سے باہر آنا تو اس مجلس کی گفتگو کسی دوست سے  
 بھی نہ کرنا کیونکہ اگر یہ خبر بادشاہ کو پہنچے گی تو نظر سے گرجاؤ گے اور دربار شاہی میں دوسری مرتبہ جلنے پناؤ  
 القصد فرزند ان یعقوب بعد سماعت و دمایا سے پوزنگوار جانب مصر روانہ ہوئے اور بعد قطع مسافت  
 حوالی مصر میں پہنچے تھل ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیشتر سے ایک مکان مضبوط سراہ مصر پر  
 کہ جانب کنعان واقع ہو تعمیر کرایا تھا اور اسپر چند پاسبان معین فرمائے تھے اس واسطے کہ جو کوئی شخص  
 کنعان کی طرف سے آوے اسکا حال دریافت کر کے لکھیں چنانچہ حضرت یوسف کے دسوں بھائی  
 اس مکان پر پہنچے اور شب بامش ہوئے سب کو چلنے لگے گا بہا نون نے عرض کیا کہ غریز مصر کا یہ  
 حکم ہو کہ جب کوئی شخص بیان آکر فروکش ہو تو نام و نسب اسکا دریافت کر کے اطلاع کرو جب بادشاہ  
 اجازت دے تب مصر میں آنے دو والا عندر کہہ کر اس کو پاس کر و سو آپ اپنا نسب و حسب اور ارادہ بیان  
 کیجئے اور فرمائیے آپ کے پاس بضاعت کس قسم کی ہو بولے ہم کنعان سے آئے ہیں حضرت یعقوب  
 علیہ السلام کی اولاد میں عزیز مصر کے پاس غلام اپنے آئے ہیں اور بضاعت ہماری ناقص ہے سو حاجیوں  
 اصل و نسب و بضاعت بقید نام عرضی میں لکھ دیا تو کنعانیوں نے پوچھا کہ تم نے بضاعت کا ذکر بھی لکھا  
 زمین ہلکے شرم آتی ہو فائدہ جب بندہ مسلمان قبر میں داخل ہوتا ہے تو تنکر و نکیر باہیت و جلال  
 تشریف لاتے ہیں تاکہ اس سے سوال کریں حضرت الرحم الراحمین سے وحی آتی ہو کہ میرے بندے سے

بضاعت اعمال کا سوال نہ کرو کہ اعمال اُسکے آلودہ و ناقص ہیں صرف خدا و محمول اور دین کا سوال کرو کہ ایمان اُسکا اپنے رب پر درست ہو اور رسول اُسکا محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم ہو اور دین اُسکا دین اسلام اور جو زیادہ خواہش ہو تو قبلہ بھی دریافت کر لو قبلہ اُسکا کعبہ ہو اور کتاب بھی پوچھ لو کہ قرآن عظیم ہو یا سوا اُسکے کہ مومن گنہگار کا قول کام آتا ہونے فعل سو قول اُسکا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو اور کردار اُسکا معصیت و گناہ بالجملة عرضی حاجبوں کی حضرت یوسف کے حضور میں پہنچی آپ نے پڑھ کر جاننا کہ میرے بھائی آئے ہیں اس خیال میں دیر تک تخیل رہے پھر رونے لگے مقرر تبارن در بار زیادہ تر تخیل میں پڑے کہ یہ کیا معاملہ ہو عرضی کے دیکھتے ہوئے غریزہ مصر کو رنج ہوا وزیر اعظم نے کہ مجھ پر اسرار تھا عرض کیا کہ اسے غریزہ سبب گریہ کیا ہو حضرت نے خلوت میں جا کر کہا کہ یہ لوگ میرے بھائی ہیں باپ سے مجھے بہنا سیرجھل میں لیکن اور کنوین میں ڈالا اور جب نکالا گیا تو ایک تاج کے ہاتھ بیچ ڈالا اور میرے قتل کا ارادہ رکھتے تھے لیکن اللہ نے مجھ کو محفوظ رکھا اب آپ تمہاری تکلیف ہو غلے کے واسطے آئے ہیں میں حیرت میں ہوا، کیا کروں اور انکے حال پریشان پر روتا ہوں اور افسوس ہے کہ میرے سبب سے گنہگار ہونے وزیر نے کہا اس معاملے میں حاجت تامل نہیں ہر ان لوگوں نے عہد آپ پر قسم کیا ہے آپ بھی اُسکے مقابلے میں حکم دیجیے کہ انکی گردن ماری جائے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ سب میرے بھائی ہیں اگرچہ ان لوگوں نے مجھ پر قسم کیے پر اُسکے بدلے بدی کرنا اور ایذا پہنچانا مروت آزیت سے بعید ہو بالخصوص میری شان کے خلاف ہو وزیر بولا کہ اسے غریزہ پھر تو اسے مانگے کیا معاملہ کیا فرمایا جو کچھ بھائیوں کو بھائیوں کے ساتھ واجب ہو اور کریموں کو مستحق ہے کیونکہ جو کچھ ان صاحبوں نے میرے ساتھ کیا ہو وہ انکی خجالت کے لیے کافی ہو وزیر نے اس مروت و کرم پر آفرین کی اور اپنی گفتگو پر شرمندہ ہوا بعد اُسکے حضرت یوسف علیہ السلام نے ضیافت کے واسطے حاجب کو تاکید لکھی اور کئی طرح کے میوے اور قسم قسم کے کھانے بھیجے اور حکم دیا کہ انکو باعزاز و اکرام مصر تک پہنچا دین اور شہر کو بزور آمد بردار ان آراستہ کروایا اور فرش پر محکف بچھوایا اور ایک تخت زرین مرصع بجاہرات فرش کے بیچ میں رکھوایا اور ایک شامیانہ اسپر کھنچو دیا اور چند غلام خوبصورت لطیف سیرت سلاح بستہ نیزہ بازی میں مصروف ہوئے اور اعیان و اکابر مملکت کو طلب کر کے مجلس کو وافق دستور سلطانین کمال زیب و زینت سے آراستہ فرمایا و خود بدولت و عظمت تخت پر بیٹھے پھر اجازت دی کہ کنائین کو حاضر کرو اسی کا اشارہ ہو و جارا خوة یوسف فد خلوا علیہم فرم دہم لہ نہ کروں یعنی آئے بھائی یوسف کے پھر داخل ہوئے اُسکے پاس تو اُسے پہچانا انکو اور وہ نہیں پہچانتے تھے لہذا حضرت یوسف

نے سب بھائیوں کو بے تامل پہچان لیا مگر یہود و مشرکوں میں کچھ فرق نہ تھا حضرت جبریل علیہ السلام نے پہنچنا دیا القمۃ جب سب بھائی سامنے گئے تو حضرت یوسف نے اپنی زبان میں پوچھا کہ تم اس شہر میں کہاں آئے ہو بے ہم اپنے عیال کے واسطے کھانا لینے آئے ہیں فرمایا تم لوگ چور ہو جا جا سوس صاحب جلالین فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے کہا معاذ اللہ ہم لوگ کنعانی ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد چور نہیں ہیں حضرت نے فرمایا تمہارے باپ کے اور بھی کوئی اولاد ہیں بولے ہم بارہ بھائی تھے ایک بھائی چھوٹا ہمارا کہ محبوب پر تھا سو جنگل میں ہمارے ساتھ گیا وہیں مر گیا اب اسکا بھائی اعیانی ہو سوا سکو باپ نے اپنی تسلی خاطر کے لیے رکھ لیا ہے اور اسکا اونٹ ہمارے ساتھ کر دیا ہے اور بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ جب حضرت نے سکونت پوچھی تو کہا ہم اہل شام ہیں غلہ لینے تمہارا شہر میں آئے ہیں فرمایا تم چور ہو گویا اشارہ کیا اس حرکت پر جو اُنٹے صادر ہوئی تھی پھر پوچھا تم کتنے آدمی ہو بولے ہم دس ہیں فرمایا تم دس ہزار کے برابر ہو پھر کہا کہ تم بارہ بھائی تھے ایک آدمی صدیق کی اولاد میں آئیں جو چھوٹا تھا اسکو ہمارے باپ بہت پیار کرتے تھے وہ جنگل میں مر گیا اور ایک بھائی باپ کے پاس رہ گیا ہے حضرت نے فرمایا کہ تم اپنے باپ کو صدیق و سچا کہتے ہو اور پھر بیان کرتے ہو کہ چھوٹے کو زیادہ پیار کرتے تھے یہ تو شان صدیقوں کی نہیں ہے کہنے لگے کہ اگر تم بھی اس چھوٹے بھائی کو دیکھتے تو پیار کرنے لگتے وہ اسی اہل حق تھا کہ جو کوئی دیکھے عاشق ہو جاوے اور جو بھی اسکو بہت پیار کرتے تھے مگر جب سے اُسے چھوٹے خواب دیکھنا شروع کیے تب سے جھوٹو ہو گئی فرمایا اُسے کیا خواہا دیکھا تھا بولے اُسے یہ دیکھا کہ میں بادشاہ ہوں اور میرے سب بھائی اور والدین نابعدار محکوم و سب دہ کرتے ہیں فرمایا کہ وہ بادشاہ ہوا یا نہیں کہا شاید بہشت کا بادشاہ ہوا ہو کیونکہ وہ مر گیا اور اُس کے نابالغ بہشتی ہوتے ہیں ظاہر میں تو بادشاہ نہیں ہوا اور اسکو بھیڑا کھا گیا تھا یہ باتیں دریافت کر کے داروغہ مبلغ سے فرمایا کہ انکو دولت خانے میں اتارو اور جو کھانا میرے واسطے پکایا جاتا ہے وہی انکے واسطے تیار ہوا اُسے عرض کیا کہ ای غریز جو لوگ سونا چاندی جواہر لیکر آئے انکو غریب خانے اور سافر خانے میں اترنے کی اجازت ہے اور یہ لوگ محض مفلس بے بضاعت ہیں محتاجوں کی طرح چند کلیان لیکر آتے ہیں انکو خاص محل میں اترنے کا حکم ہوتا ہے یہ بات البتہ عدل کے خلاف ہے فرمایا اسے ناواقف اسرا تھک جو حکم ہوتا ہے بجبالا چون دہرا سے کیا کام ہے غرض داروغہ نے انکو دولت خانے میں اتارا پس جب رات ہوئی تو طعام لطیف خوانوں میں لگ کر کمال تکرم لایا اور حضرت یوسف علیہ السلام ایک طرف کی دیرچی سے لگ بیٹھے اور زبان قسبی میں غلام سے فرماتے کہ اس طرح ہاتھ ڈھلو اور اسطور سے

دستار خوان بچھا جب کنعانیوں نے یہ سامان دیکھا تو سخت تعجب ہوئے اور سبب حیرت اس حالت میں یہ ہوا کہ اسی وقت غریب خانے میں بھی کھانا کھلایا جاتا تھا سو انھوں نے اُدھر دیکھا تو فی کس ایک نانا موافق تنگی زمانے کے بیچانی تھی حالانکہ انھیں لوگوں نے بارہ بارہ سو دینار کا غلہ خرید کیا تھا انھیں نے آپس میں کہنے لگے کہ بادشاہ نے ہماری بہت عزت فرمائی حالانکہ ہم سخت بے بضاعت تھے تمہوں نے کہا کہ شاید ہمارے آباؤ اجداد کا حال سنکر یہ توقیر فرمائی ہو اور وہیل نے کہا شاید ہماری غربت و سکت پر نظر کے رحم کیا ہو لادہی نے کہا شاید ہماری صورتیں دیکھ کر تعظیم کی ہو اور حضرت یوسف علیہ السلام یہ باتیں سنکے روتے تھے جب کھانا کھانے لگے تو حضرت نے افرانیم باہیشا اپنے بیٹے سے فرمایا کہ تو خلعت شامیہ پہن کر پانی پلٹنے کو کھڑا ہو اور وہ کٹورا جس میں پانی پیتا ہوں اسی سے پلا آسے عرض کیا کہ یہ سب کون لوگ ہیں کہا میرے بھائی ہیں کنعان سے آئے ہیں اُسے الناس کہتے ہیں انھیں صاحبوں نے آپ کو بیچا تھا فرمایا ان انھیں کے باعث سے اس مرتبے کو پہنچا ہوں مجھ کو انکے ساتھ احسان کرنا مناسب ہے چنانکہ وہ لڑکا کٹورا لیکر پانی پلانے لگا اور حضرت یوسف علیہ السلام زبان قبض میں باتیں کرنے لگے کہ کنعانیوں نے ہرگز نہ پہچانا فائدہ یہ جو ارشاد ہوا مگر ہم وہ نہ پہچانے یعنی یوسف نے بھائیوں کو پہچانا اور بھائیوں نے نہ پہچانا سو عدم شناخت کے سبب میں یوسف نے اذیتاں بردہاں کئے ہیں کہ اس سبب سے نہیں پہچانا کہ یہ لوگ حضرت کو اسیر و غلام جانتے تھے اور حصول اس مرتبے کا محال سمجھتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کو گم شدہ جانکریات و مہات سے واقف نہ تھے کیونکہ مصر سے کنعان تک ہلکین اٹھ دن کی مسافت ہو اور ایک مدت مدید گزری اور کچھ خبر نہ ملی تو جاننا کہ حضرت یوسف نے انتقال کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف نہیں دیکھا بلکہ ادب بادشاہی سے اپنا سر جھکائے تھے اس باعث سے نہ پہچانا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف ترجمان کے فیض سے کلام کرتے تھے اور کاتب و راق کے نزدیک دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ سبب فاؤکشی اور شدت جھوک کے لبھار شبنام ضعف تھا اس سبب سے چہرہ مبارک نظر نہ آیا جو پہچانتے اور عادت زمانہ جاری ہو کہ جھوک میں کچھ نہیں سو جتا روایت ہو کہ ایک دن حضرت خاتم المرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی فاطمہ علیہا السلام کے گھٹوں تشریف لینگے تو یہ تعظیم کو نہ اٹھیں یہاں تک کہ حضرت نے کلام کیا تب آواز سنکر اٹھ کھڑی ہوئیں اور شرمندگی سے رونے لگیں اور عرض کرنے لگیں کہ باحضرت میرا قصور بجا ہے کیجیے میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا فرمایا اے فاطمہ تیرے آنکھوں میں

کیا ہوا بولین یا حضرت عنایت الہی سے کوئی مرض نہیں ہو لیکن تین روز سے مجھے فاقہ ہو اور علی تفسی  
 کے گھڑین کچھ بضعامت نہ تھی کہ کھانا لاتے سو میں تین دن سے بھوکھی ہوں آج میں نے اپنا کپڑا دیا  
 کہ اسے بیچ کر کچھ کھانا لاؤ جب آپ تشریف لائے تو میں نے جانا کہ علی مرتضیٰ آئے پھر عرض کیا کہ یہ کھانا  
 اگر اپنے واسطے وسعت رزق کی دعا نہیں فرماتے تو میرے واسطے دعا کیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے قیص مبارک کھو کر دکھلایا تو ایک پتھر بلبل شریف پر بندھا تھا حضرت فاطمہ نے دیکھا کہ تاسف کیا  
 حضرت نے فرمایا میں صبر کرتا ہوں تو بھی صبر کر اور بروز قیامت اسی حالت میں شفاعت اٹت  
 کریں گے تو عورتوں کی شفاعت کرنا میں مردوں کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے  
 بڑا ظلم کیا تھا اور ظاہر ہے کہ ظلم سے آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں دیکھو گناہ کرنا اور حکم خدا کے خلاف کرنا ظلم ہے سو گناہ  
 کی آنکھوں سے ہرگز دنیا میں نہیں سو جھتا ہوا اور اگر سو جھتا تو عذاب دوزخ و ثواب جنت دیکھا اور سنگ گناہوں  
 باز رہتا تھا حضرت یوسف نے نہایت خاطر داری سے تین دن موت کی اور وقت خصت ڈس اونٹ غلے سے بھر دیا  
 اور اساب بھی اونٹوں میں رکھا دیا کہ خوبی لسان ہوا بنیامین کا اونٹ واپس کر دیا اور فرمایا کہ بنیامین کو بیان لاؤ تو اسکو بھی غلہ دون  
 کیونکہ میں آدھون کے حساب سے غلہ دیتا ہوں نہ کہ اونٹوں کے شمار سے سو وہ لوگ روانہ ہوئے  
 تھوڑی دور چل کر سوچے کہ اگر بنیامین کا حصہ نہیں لیجائے تو ہمارے والد کو بھی خیال ہو گا کہ انھوں نے  
 طلب میں قصور کیا اسلئے پھر دربار میں آئے اور کہنے لگے کہ اے عزیز بھرتاری عرض ہوا اسکو  
 سن لیجئے کہ ہم اپنا بھائی علائی بنیامین نام خدمت والدین چھوڑ آئے ہیں اور اونٹ اسکا مع اسباب  
 لے آئے ہیں اگر سرکار اسکا حصہ بھی عنایت فرماوے اور بضعامت اسکی قبول کرے تو سرکار  
 عنایت و تفضلات ہو اور عین احسان اور عزیزا اگر ہم اس بھائی کا حصہ نہ لیگئے تو ہمارے باپ ناراض  
 ہوئے حضرت یوسف نے فرمایا کہ تمہارے باپ نے کیلئے بنیامین کو تمہارے ساتھ نہیں جانے  
 بلکہ بنیامین کا امین نہیں جانتے ہیں اور ہم پر انکو اعتماد نہیں ہو فرمایا کیا سبب ہوا کہ باپ کو اعتماد  
 جاتا رہا کہنے لگے کہ ہمارے ایک بھائی تھا یوسف نام اسکو ہم جکل میں لیگئے اور ہم سب لوگ تیر  
 چلانے لگے وہ کم سن تھا اسواسطے اسکو اسباب پر چھوڑ گئے جب لوٹ کر آئے تو وہ بھائی نہ ملا  
 نہیں معلوم اسکو بھیڑا لکھا گیا یا چور نے لیکر مار ڈالا یا کنوین میں ڈال دیا ایک کرتہ اسکا ملا سو ہم نے  
 باپ کو دکھلایا اسدن سے ہمارے والد لوٹا رنج ہون رات رویا کرتا ہوا اور ہمارا اعتماد جاتا فرمایا  
 تم لوگ کسواسطے میرے روبرو کم و بیش کہتے ہو کیونکہ اگر بھیڑیا لکھا تو کہہ کیونکہ مسلم رہتا اور اگر چور  
 لیجا تو کہتے کیلئے چھوڑ جانا بقول تمہارے بھیڑیا و چور دونوں بڑے مہربان تھے بعد اسکے دربار کے

لوگوں سے فرمایا کہ تم انکی باتیں سنتے ہو سب نے ہاتھ باندھ کر التماس کیا کہ یہ بات بالکل جھوٹ ہے اسی سے  
 بیٹے نے کہا تھا کہ یہ لوگ چور ہیں یا جاسوس انکو سزا دینا بہتر ہے فرمایا کہ اگرچہ چور و جاسوس ہوں لیکن مجھے  
 انکے ساتھ لطف و کرم چاہیے اس واسطے کہ میرے عمان ہن روایت ہو کہ اسباب بنیامین کا رکھ لیا اور  
 فرمایا کہ انکو میرے پاس لے آؤ چنانچہ ارشاد ہوا وَلَمَّا تَخَذُوا مِيثَاقَهُمْ مَعَهُمْ جَحَاظَهُمْ فَعَالِ التوفی باخ لکم من ابکم الاترون  
 اتی اونی الکیل وانا خیر المنزلین فان لم تاؤنی برفلا کیل لکم عندی ولا تقولون یعنی جب تیار کر دیا انکو  
 اتھا اسباب کہا لے آؤ میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا بھوپا کی طرف سے تم نہیں دیکھتے ہو کہ  
 میں پوری دیتا ہوں اور خوب طرح انارنا ہوں اگر اسکو نہ لائے میرے پاس بھرتی نہیں تکو  
 میرے نزدیک اور میرے پاس نہ آؤ فائدہ اس تاکید کا سبب شاید یہ ہو کہ حضرت یوسف کو اپنے  
 بھائیوں کا حسد معلوم تھا اور جو کچھ فساد انکے ساتھ کر چکے تھے یاد تھا سو خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ بنیامین  
 کو بھی مار ڈالا ہو بالجملہ ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے باپ سے خواہش کریں گے کہ قال اللہ تعالیٰ قالوا  
سنراودعنه اباہ وانا نافعون یعنی ہم بنیامین کو اپنے والد سے مانگیں گے اور بخوبی کوشش کریں گے لیکن  
 اختیار ہمارا کامل نہیں ہو اگر باپ ہمارے آنے دینگے تو ہم ضرور لادینگے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ  
عنه سے روایت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک سیعاد آمد و رفت کی مقرر کر دی تھی جب  
 وہ مدت گذر گئی تو ایک قاصد ابو رزخبر لینے کو مقرر کر کے روانہ فرمایا وہ آدمی ایک فرسخ کنعان سے  
 جانب مصر گیا تھا کہ صاحب زادے تشریف لاتے ہوئے نظر آئے اسنے پلٹ کر خبر دی حضرت یعقوب  
 باہر نکل آئے اور بیٹوں سے ملے انھوں نے مصر کا حال کہا کہ آپ کے سبب سے بادشاہ نے  
 ہماری بڑی تعظیم و تکریم فرمائی اور کھانے کو دیا مگر بنیامین کا حصہ نہیں دیا اور پہنچے جب اصرار کیا تو  
 فرمایا کہ اپنے بھائی کو میرے پاس لے آؤ تو میں حصہ دوں اور جو اسکو نہ لاؤ گے تو میں تکو بھی  
نلہ و وکھا فارسل معنا انا ناکمل وانا لنافعون یعنی بھیج ہمارے ساتھ بھائی ہمارا کہ بھرتی لادین اور ہم  
 انکے نگہبان بنیں قال هل آمنکم علیہ الا لکم علی انتم علی انتم من قبل فائدہ خیر حافظا ہو ارحم الراحمین یعنی  
 حضرت یعقوب نے فرمایا کہ میں اعتبار کروں تمہارا اسپر مگر وہی جیسا اعتبار کیا تھا اسکے بھائی پر پہلے  
 سوائے بہتر جو نگہبان اور وہ سب مہربانوں سے مہربان یعنی تم لوگوں نے یوسف کے لیجانے  
 میں انا لہ لحافظون کہا تھا اور مجھے عمد و میان کیا تھا اور جسے کچھ بھی حفاظت کی اور وفائے عمدہ کیا اب  
 یہی وہی ملکہ کے اور جو میں نے تمہارا کیا سوا سب کے لکلون پر اعما و انسان کو موتا ہو مگر میری بڑی خطا تھی اب  
 اس نکت سے تو بہتر جو تم کیا نگہبانی کرو گے میں اپنے اللہ کو نگہبان جانتا ہوں کہ وہ بہتر حافظ و بڑا

مہربان ہو بعد اسکے اونٹوں کی خیرچیان کھولیں اور غلہ نکالا اور بضاعت بھی اسی میں پائی ہوئے یا  
ابانا یعنی بڑے بضاعتنا روت الینا و نمیر ایلنا و سخطنا انا ما فزرد او کیل بعیر ذک کیل یسیر یعنی او باپ ہی  
جو ہم مانگتے ہیں یہ پونجی ہماری پھیر دی ہو کہ سو پھر جاوین اور غلہ لاوین اپنے گھر کو اور گہائی کریں اپنے  
بھائی کی اور زیادہ لاوین ایک اونٹ اور جو اٹے ہیں وہ تھوڑا ہر پنے حسب دستور سازوں کے  
حضرت یعقوب کے بیٹوں نے اول حالات سفر بیان کیے پھر خاطر جمعی سے اسباب کھولا تو قیمت غلہ  
کی واپس پائی کمال شاکر و ممنون ہوئے اور کہنے لگے کہ اے باپ ہم سچ کہتے تھے کہ بادشاہ نے  
ہمارے ساتھ بڑی مہربانی فرمائی دیکھو اس سے زیادہ لطف کیا ہو کہ غلہ دیا اور قیمت بھی پھیر دی ہے تو  
ہم ایسے کرم کے حضور میں پھر جائینگے اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام بڑے  
عادل و حلیم و کریم و رحیم تھے کیونکہ غلہ بھی دیا قیمت بھی دی اور باوصف قدرت کے اپنے بھروسے  
گرفت و گینہ فرمائی اور بضاعت کو پوشیدہ رکھ دیا کہ گھر میں جا کر دیکھیں پھر آوین اگر اسی وقت دیکھ لیتے  
تو ممنون ہو جاتے کرم اسکا نام ہو کہ جو کچھ مجلس یا غریب کو دے آپرا سان نہ سمجھے روایت ہو کہ حضرت  
یعقوب نے جب دیکھا کہ قیمت غلہ پھیر دی ہو فرمایا کہ تمہاری بضاعت کی حقیقت نہ تھی اس بات  
سے بادشاہ نے واپس کی یہ تو شکر سدا کی بات ہو کچھ خوشی کا مقام نہیں کھوٹے دامن کا  
یہی حال ہو اسی طرح حضرت مالک الملک جبل جلالہ کا دستور ہے کہ جس کسی سے راضی نہیں اسکے  
جميع معاملات قبول نہیں فرماتے الفقہاء بعد چند سے عاجز او دن نے سفر کا ارادہ کیا اور بنیامین  
کو باپ سے طلب کیا فرمایا لہذا رسالہ مع حکم حقی تو تو ان وثقاسن اللہ انانی بہ الا ان یجاہلکم فلما آتوہ لغوم  
قال اللہ علی ما نقول ولیل یعنی حضرت یعقوب نے فرمایا کہ میں بنیامین کو ہرگز نہ بھیجے گا جب تک تم  
خدا سے عہد مضبوط نہ کرو گے کہ ہم آسکو مع الخیر پونجاوین گے لیکن اگر تم سب کے سب کہیں بھیس جاؤ  
تو مجبوری ہو تب سب نے عہد مضبوط کیا فرمایا کہ اللہ کا ذمہ ہے جو باتیں کہتے ہیں اور ایک نواز شاہ ریل  
سے لکھو کہ حضرت یوسف کے نام بنیامین کے سپرد کیا مضمون یہ تھا کہ ای بادشاہ تجھ کو اللہ سلامت  
رکھے تو نے ہمارے بیٹوں سے پوچھا کہ یعقوب کی محنت و اندوہ و ضعف و اذخنا کا سبب کیا ہو حال  
یہ ہو کہ اندوہ و ضعف میرا ہوں قیامت سے ہزار جوہن کمر سے جھک گیا ہوں سو فراق یوسف سے  
کہ وہ میرا محبوب تھا اور محنت کا یہ سبب ہو کہ اس خاندان کو اللہ نے محنت کے واسطے مخصوص فرمایا ہے  
دیکھو حضرت ابراہیم میرے جبرگوار کو آتش خردی میں مبتلا کیا اور یہ سے باپ اسحاق کو ہندیش  
و محنت میں رکھا اور عم اکرم اسمعیل کو بیچ کر لیا اور جبکہ فراق یوسف میں ڈالیا اور میں نے سنا کہ بادشاہ نے

میرے بیٹوں پر بہت عنایت و کرم کیا سو خدا سے تمہارے خیر و سزا سے اب میں حسب اہم سے  
سلطانی نبی میں کو بھینچتا ہوں چاہیے کہ اسکو جلد واپس کر دو کہ یہ یہ را نگا سار جو اسلام اور بعض کتب میں  
کہ یہ سب کا امام نبی میں سے زبانی کلام بھیجا خط نہیں لکھا ہوا تھا یہ گیارہ بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام  
کے مصر کی طرف جانے لگے تو حضرت نے فرمایا کہ مصر کے چھ دروازے ہیں باب الشام باب المغرب  
باب السین باب الروم باب طلیسوں باب مشرق سب ملکا ایک دروازے سے داخل نہونا  
جدا جدا دروازوں سے بیٹوں کا قال یا بنی اللہ لعلوا من باب واحد داخلوا من ابواب مصر تہا  
سبب اس نصیحت کا یہ ہوا کہ ہر ایک لڑکا حضرت کا مودتوں و صفات تھا لینے تو بصورت و قوی و  
پہاوان تھا سو حضرت یعقوب کو خوف ہوا کہ نظر لگ جائے مگر یہ بھی فرمایا کہ وما اعنی من اللہ من شیء  
ان اکلم اللہ علیہ لو کانت وعلیہ فلیتکلم الشوکلون یعنی میں نہیں چا سکتا تمکو خدا کی کسی چیز سے حکم کسی  
نہیں سواے خدا کے اسی پر مجھکو بھروسہ اور اسی پر بھروسہ چاہیے جو سارنے والوں کو فائدہ  
اس مقام سے و فائزے عمدہ محلے اول یہ کہ بندہ گناہ سے کافر نہیں ہوتا و نہ حضرت یعقوب علیہ السلام  
یا نبی نہ فرماتے دوسرے چشم زخم حق ہے جس طرح ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں السحر  
حق والعین حق ولو کان فی سبیل القدر سبقہ العین و اہ مسلم یعنی سحر حق ہے اور نظر کا لگنا ٹھیک ہے  
اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب ہوتی پس جو لوگ کہتے ہیں کہ آدمی کا فیر  
سانپ سے زیادہ ہرج ہے کیونکہ سانپ کا زہر و امتون میں ہے جب تک نزدیک آئے نہ کاتے زہر  
نہ لگے اور آدمی کا زہر آنکھوں میں ہے کہ دور سے لگتا ہے اور یہ اثر غیر کے مخصوص نہیں ہے بلکہ کبھوں اپنی  
نظر بھی اپنی لگ جاتی ہے اور یہ اثر خالق لایزال نے سب آدمیوں کی نظر میں نہیں لکھا ہے بلکہ بعضوں میں ہے  
اور جس طرح نظر آدمی جو ان پڑھے و لٹکے پر لگتی ہے اسی طرح جانور و کھیتی باغ و دولت اسباب پر لگ جاتی ہے  
اور اللہ جل شانہ نے علاج اسکا اپنے رسول مقبول کی زبان سے بیان کر لیا ہے تاکہ خلقت کو فائدہ  
ہو چنانچہ جس بھری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے نفس یا مال پر نظر لگنے کا وہم کرے  
تو وہ شخص اس آیت کو جو سورہ نون میں ہے پڑھے کہ تین بار دم کر دیا کرے وان یجاد اللہ ان کفر و ا  
پھر فقہانک بانسار ہم لاسما لکر و یقولون انہ لجنون و ما ہوا الا ذکر للما لیس و اگر کوئی چیز کسی کو پسند آوے  
مال ہو یا اولاد یا زوجہ یا مکان یا باغ یا اسکے سواے اور ہی کوئی چیز ہو تو چاہیے اسی وقت کسی ماشاء  
لا قوۃ الا باللہ اسکے کہنے سے اللہ تعالیٰ نظر کی تاثیر ہونے نہیں دیتا اور اگر کوئی جانے کہ میری نظر  
بہت ہی سخت ہے تو اسکو چاہیے کہ کوئی چیز نہ دیکھا کرے اور اگر نظر پڑ جائے تو کہے اللہم بارک علیہ اس

بیان اثر

کلمے کے کہنے سے نظر اثر نہیں کرتی اور شرط مستقیم میں لکھا ہے کہ شیخ ابو القاسم قشیری نے فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ لڑکا میرا بیارہا اور ایسا کہ قریب اللہ ہو گیا اتفاقاً میں نے حضرت صلعم کو خواب میں دیکھا اور بیاری کی شکایت کی فرمایا کہ آیات تنفاس سے غافل ہو رہا ہے سو میں نے وہ جھونکتی لکھ کر پانی میں پھینک دیا اور وہ پانی چار کو پلایا اچھا ہو گیا اس جگہ آدمی کو چاہیے کہ ایمان کی راہ چلے اور اپنی عقل کو دخل نہ دے کیونکہ عقل اس جگہ عاجز ہوا ہے اور رسول کے اسرار کو معلوم نہیں کر سکتی اور اگر کوئی فلسفی مشرب کے کہ یہ علاج تو عقل میں نہیں آتا ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ تو کیا اور تیری عقل کیا فائدہ اسی کا نام ہے جو عقل میں آتا ہے دیکھ بعض ادویہ کو حکما بالخاصیت مفید جانتے ہیں مثلاً ستونہ باکو سسل کہتے ہیں اور عقل کو مطلق دخل نہیں دیتے اسی طرح اس علاج کو بھی بالخاصیت مفید جانا چاہیے اور بعض احادیث میں وارد ہے کہ ایک روز حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دیکھا کہ وہ زرد ہوتا جاتا ہے فرمایا کہ افسوس کرہ اسکو جن کی نظر ہوا اس سے معلوم ہوا کہ بسطح آدمی کی نظر لگتی ہے اسی طرح جن کی نظر لگ جاتی ہے اور یہ جو افسوس کا ذکر حدیث میں آیا سو اس سے وہ افسوس مراد ہے کہ جسکے معانی معلوم ہوں اگر معنی معلوم نہوں تو وہ افسوس درست نہیں بلکہ اس میں خوف کفر ہوا اگر کوئی شبہ کرے کہ پہلی مرتبہ بھی بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کے صبر کو ایک ساتھ گئے تھے سو پہلی مرتبہ کسٹھ نصیحت نہ فرمائی تو جواب یہ ہے کہ اول مرتبہ یہ لوگ جمہول الحال تھے کوئی سبب نہ تھا کون ہیاب تو صبر کے لوگوں نے بخوبی پہچان لیا کہ ایک شخص کے بیٹے میں اس سبب نظر کا خوف ہوا چنانچہ یہ

قرآن القرآن میں اسی مقام پر لکھا ہے کہ آتانی الکرۃ الاولیٰ کا نوا مجموعہ میں تیسرا فائدہ یہ معلوم ہوا کہ وہ ہر پری باور ہن جو روحنا کے بھی باقی رہتی ہے چنانکہ جفا پر یہ قصہ دلیل ہوا و شفقت پر ہی نصائح سے ظاہر ہے جو تمہاری نصیحت کرنا بزرگوں کو واجب ہے ہمارے حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الا ان الدین نصیحت ہے پانچواں معلوم ہوتا ہے کہ ڈرتے میں فائدہ ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت یعقوب علیہ السلام صلعم اپنے صاحبزادوں سے فرماتے تھے ان یہ کہ تاجروں کو شہروں میں پوشیدہ جانا چاہیے اور اپنا کام بھی خفیہ کرنا چاہیے تاکہ محسوس و خالیق نہوں ولہذا حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں استعینوا علی حواکم بالکتمان واستعینوا علی قضاہ حوائجکم بالکتمان فان کل ذمی لغتہ محسود القصدہ جب فرزند ان یعقوب علیہ السلام کنگان کے بعد قطع واصل متصل شہر سو پونچے تو انکو نصیحت اپنے والد بزرگوار کی یاد آئی اور وہ بھائی ایک ایک دروازے سے اتباع حکم پر داخل ہونے صرف بنیامین باب الشام پر تیار گئے اکا دو سرا بھائی کنگان تھا جسکے ساتھ ہو کر دروازے سے نکلتے سو یہ چارے غربت کے مارے سفر کی تکلیف

بہت

بہت

اٹھائے بے یار و مددگار تھی زار زار رونے لگے اور کہنے لگے آہی میں کہاں جاؤں کوئی میرا کلام نہیں سمجھتا جس  
 راہ پوچھوں اور زیادہ تشویش کا سبب یہ تھا یعنی اول ملک غیر میں گئی نہیں سفر کچھوں کیا نہیں دوسرے  
 اپنی بے حس و سامانی کا خیال حضرت یوسف علیہ السلام کی تبدائی کا ملال دیکھو کیا عنایت الہی ہوتی ہے  
 اور کس طرح سے اللہ تعالیٰ اپنی پیغمبر کی بات پوری کرتا ہے کہ نبیائین تو یہاں پریشان ہو رہے تھے اور  
 حضرت یوسف علیہ السلام یہ خواب دیکھتے تھے کہ ایک فرشتہ آسمان سے آیا اس نے کہا کہ غریبوں کا لباس  
 سادہ پہن کر نقاب چہرہ پر ڈال کر ناتے پر سوار ہو اور باب الشام پر نہایت جلد بنا کہ تیرا بھائی بنیامین وہاں  
 تنہا کھڑا ہو اور باہمی الفور حضرت یوسف علیہ السلام اسی طرح ہمیں بدل کر باب الشام پر پہنچے اور  
 سلام علیک فرما کے زبان عبرانی میں بولے کہاں سے آئے او کہاں کا راوہ ہے بنیامین نے عبرانی  
 میں کہا غایہ لینے آئے ہیں کنعان سے اور عرض کیا یہاں تو کوئی آدمی جابھی زبان نہیں سمجھتا تمکو  
 زبان عبری کہاں سے معلوم ہوئی حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم تمہارے شہر میں بہت دن  
 تک رہے ہیں وہیں یہ زبان سیکھی ہے بعد اسکے ایک بازو بند یا قوت احمد کا عنایت کیا بنیامین نے  
 لے لیا لیکن یہ بتانا کہ یہ زیور کیا ہے پھر فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ آؤ تو ہم تمہارے بھائیوں کے آثار کے کا  
 مقام بتا دوں چنانچہ اسی دروازے سے دونوں بھائی ناتے پر سوار داخل ہوئے سبحان اللہ العظیم  
 کیا ہے اللہ نے اپنے نبی کے قول کا نباہ کیا ہے کہ حقیقی بھائی کو بھیج کر بنیامین کے ساتھ دروازے سے  
 نکالا عرض کہ حضرت یوسف علیہ السلام باتیں کرتے ہوئے بھائیوں کے قریب کہ دروازے سلطانی پر  
 سوار کھڑے تھے پہنچے اور بنیامین سے کہا کہ اب تم اپنے بھائیوں میں جاؤ کہنے لگے کہ میں تمہارا  
 ساتھ نچھوڑوں گا کیونکہ میرا دل تمہاری طرف کھینچتا ہے فرمایا میں غلام ہوں بلا حکم اپنے مالک کے تم سے  
 موافقت نہیں کر سکتا ناچار بنیامین بھائیوں میں تشریف لیکے لیکن بہت ہی خوش اور مظلوم تب  
 بھائیوں نے پوچھا کہ اسے بنیامین بنے تھجا کچھوں خوش نہیں دیکھا آج کیا ہے فرمایا کہ مجھے ایک  
 ناقہ سوار سے ملاقات ہوئی اس نے عبرانی میں گفتگو کی اور ایک زیور مجھا عنایت کیا تب یہودانے  
 کہا کہ وہ زیور میرے سپرد کر کہ اور کوئی نہ لےوے شمعون نے ہاتھ سے چھین لیا اور اپنے ہاتھ میں  
 پسنائی الفور فاقب ہو گیا اور بنیامین کو پہنچ گیا تب شمعون نے کہا کہ زیور تو جاتا رہا بنیامین نے  
 فرمایا کہ یہ ہے پھر اور کسی نے لیا تب بھی بنیامین کے پاس آ گیا اسی طرح ہر ایک شخص نے لیا الا ایک  
 کے پاس بھی نہ ٹھہرا تب بنیامین ہر گاہ کہ عطیہ یوسف علیہ السلام پر کوئی لڑکا یعقوب علیہ السلام کا قادر  
 نہوا تو شیطان مردود کس طرح سلب ایمان پر قادر ہو سکتا ہے کہ وہ عطیہ رحمان ہے روایت ہے کہ

حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک مکان مرتب چالیس گز کا بنا چوڑائی نہایت سگفت بنوایا تھا اور اس میں  
 حضرت یعقوب علیہ السلام اور اپنے بھائیوں کی تصویریں مع حقیقتہ الحال جو کہ بھائیوں نے حضرت کے ساتھ کیا تھا کھنڈائی تھیں  
 چنانچہ شمعوں کی تصویریں بھی کھنڈائی تھیں حضرت یوسف کا دامن کپڑے پہناؤ میں درج کرنے کو کھڑے تھے اور تیل  
 کی اسطرح بھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو یاد آسکے دامن کو اپنی پناہ جان کر چھپتے ہیں اور وہ مارتا ہے  
 اسی طرح سب بھائیوں کی تصویریں باحرکات نشیدہ کھنڈی ہوئی تھیں جب کہ یہ لوگ مصر میں پہنچے تو حضرت  
 یوسف علیہ السلام نے اسی مکان میں اتارا ویل سے پہلے پہلے ڈالی تو اپنا سارا حال جاننے کر کے  
 متعجب ہوا بھائیوں نے کہا حیرت کا سبب کیا ہوا اس کا حال بارہ سو روز غرض سب لوگوں نے دیکھا  
 قوسب کے چہرے متغیر ہوئے اور وہ کافرینہ موت سے تھا اور بنیامین کا رنج سے اور یہود کو خوف و  
 رنج و دلون ہوا اور اوی کو بھی خوف تھا الالبسب اس کے کرانے حضرت کو سب سے چھپا کے پانی پلایا تھا  
 امید غفور کھتا تھا بعد اس کے حضرت یوسف علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ ان کے واسطے کھانا لاؤ جب کھانا کھا  
 تو کسی نے ہاتھ ڈالا اور شاہی نے سب پوچھا بولے کہ ہم بہت بھوکے تھے لیکن جب سے اس مکان  
 میں آئے ہیں نہ بھوکہ ہونے پیاس اور رونے لگے تب حضرت یوسف علیہ السلام نے رحم کر کے فرمایا کہ انکو  
 اس مکان میں لجاؤ جہاں ہم بیٹھے ہیں اور وہیں کمانے کو لاؤ جب اس مکان میں جا بیٹھے تو حضرت نے  
 عنایات اور کریم کار و داند کو دل دیا کہ نہ منہ و غم جاتا رہا سب نے کھانا کھا یا صرف بنیامین نے  
 نہ کیا یا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کہیں ان میں کھاتے ہو کہ میں نے اپنے بھائی یوسف کی صورت  
 دیکھا اور کھنڈی ہوئی اس مکان میں دیکھی ہو سو یہ امید رکھتا ہوں کہ اگر بادشاہ مجھے اذن دے تو ایک ساعت  
 وہیں بیٹھوں اور جی بھر کے روٹن بادشاہ سے اذن دیا اور اپنے خادم کے ساتھ اس مکان میں بھیجا  
 کہ بنیامین روٹے ہوئے پونچے اور تصویر یوسف کے قریب کھڑی ہو کے بہت مہلے کہ بیتاب ہو کے  
 گر پڑے اور حضرت یوسف اسی خلوت خانے میں داخل ہوتے اور فرمائیم کو بولے کہ کما تو جا کے اپنے  
 چچا کے روبرو کھڑا ہو کچھ استفسار کریں عبری میں جواب دے اور اگر کہیں تو کسا بیٹا ہو تو کہدینا یوسف  
 کا بیٹا حضرت یعقوب کا پوتا ہوں اور جو پوچھیں کہ یوسف کہاں ہیں تو کہنا کہ یوسف وہی ہیں جس نے تمکو اس  
 مکان میں بھیجا ہو لیکن یہ سکرسی اور سے ظاہر کرنا اللہ تعالیٰ سے بھگا اسی قدر اجازت دی جو عرض کر  
 افرائیم بنیامین کے پاس جا کے بیٹھے سو بنیامین کہوں انکی سورت دیکھنے اور کہوں تصویر یوسف اور  
 سخت متعجب تھے کہ اس صورت میں کچھ بھی فرق نہیں ہے آخر فرمایا گیا افرائیم سے کہنے لگے تو نے یہ صورت  
 کمان سے اور کس سے پانی ہے افرائیم نے کہا اسی صورت سے جسکو تم دیکھتے ہو بنیامین نے فرمایا تو

کون شخص ہو فراہم نے عرض کیا کہ میں یوسف صدیق کا بیٹا ہوں بنیامین نے کہا یہاں بھی اس نام کا کوئی شخص ہو فراہم نے کہا یوسف وہ ہیں جو ابھی تمہارے پاس بیٹھے باتیں کرتے تھے بنیامین بولے کہ میرا بھائی جو غائب ہو اسکا یہی نام تھا فراہم نے کہا میں اسی باپ کا بیٹا ہوں اور تمہارا بھتیجا ہوں اس بات پر بنیامین خوشی سے اچھل پڑے اور فراہم کو اپنی چھاتی سے لگایا اور کہا واشوقاہ یا قرۃ عینی و ثمرۃ فواد می تو سچا ہر تیرے بدن سے میرے بھائی محبوب کی آتی ہوا ب جلد جا اور اپنے باپ سے کہہ مجھ کو دیدار کو جلد ترسیرا بنیامین کیونکہ انتظار کی حد گذر گئی اور فرصت غنیمت ہر سے فرصت وقت نگہدار کہ سوئے نکلند ہنوشتار و کہ پس از مرگ بشہراب دہند ہہ فراہم نے سارا حال حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ انکو بیان لاؤ اسی وقت فراہم بنیامین کو خلوت خانہ میں لائے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو گلے سے لگایا اور بہت رنج اور کمایا قرۃ عینی یا بنیامین انا انو کفلا بتائنس ہا کا نوا یملون یعنی میں تیرا بھائی ہوں سو غمگین ہو ان کاموں سے جو کرتے رہے ہیں یہ کام حضرت یوسف علیہ السلام نے اس واسطے فرمایا کہ اس بھائی کو آرزو سے بلوایا تھا تو اوروں کو حسد پیدا ہوا اس سبب سے راہ میں ہر بات پر جھڑکتے اور طعنہ دیتے تھے اسلئے حضرت نے تسلی آدمی اور اسوقت بنیامین پر ایک حالت طاری ہوئی کہ غایت فرح اور شادی سے از خود محو اور مشاہدہ جمال محبوب میں غائب تھے سے محرم آن کظہ کہ شتاق بیارے برسد ہہ آرزو مند نکاسے بنگارے برسد ہہ قیمت گل شناسد مگر آن فاختہ ہہ کہ خزان دیدہ بود بس بہارے برسد ہہ عرت وصل نداند مگر آن سوختہ ہہ کہ پس از دوری بسیار بیارے برسد ہہ پھر حرب بنیامین کو ہوش آیا تو حضرت یوسف نے باپ کا حال پوچھا بنیامین نے کہا اٹکا حال از بس سقیم ہہ اور آنکھیں روتے روتے سفید ہو گئی ہیں اور اب سواسے تمہاری ملاقات کے اور کسی بات کی خواہش نہیں ہر پھر بہن کا حال پوچھا بنیامین نے قسمیہ کہا کہ آسنے بائیں آبل تک سوائے سیاہ کلی کے اور کوئی کپڑا نہیں پہنتا اور اب بھی رویا کرتی ہہ اور ہر فرزند شاعر عام پر کھڑی ہو کے سناؤ سنے تمہاری خبر پوچھا کرتی ہہ حال سنکر حضرت یوسف بہت روتے پھر فرمایا کہ او غریباز جان تو نے نکاح کیا ہہ عرض کیا کہ ان تین لڑکے بھی ہیں فرمایا کیا نام بولے اپنا کلام دم اور دوسرے کا ذیبتیرے کا یوسف فرمایا کہ ایسے نام کیوں رکھے عرض کیا جب دم کو دیکھتا ہوں تو جو مٹھا خون جو تمہارے کرتے سے لگا کر باپ کو دکھلایا یا داتا ہہ اور جب ذیبت کو دیکھتا ہوں تو وہ بھیڑا ہو جکو کپڑا لائے تھے یاد آجاتا ہہ اور جب یوسف کو دیکھتا ہوں تم یاد آتے ہو بعد اس گفتگو کے حضرت نے فرمایا کہ اب تم اپنے بھائیوں کے پاس جاؤ تب بنیامین

عرض کیا کہ مجھ کو آپ کیسے اپنے پاس سے جدا کرنے میں توجہ الیس برس سے روتا ہوں فرمایا کہ میرا یہ ارادہ ہے کہ تم کو اپنے پاس رکھوں اور اسکی تدبیر یہ ہے کہ تم پر جو یہی کاہلیہ لگا دوں بنیامین نے کہا بہتر مجھ کو کسی طرح غدر نہیں ہوا فعل ماشاء پھر بنیامین بجائیوں کے پاس گئے بجائیوں نے اچھا چہرہ لباش دکھایا تب نہ پہچانا بلکہ اثر نور یوسفی سے آنکھیں جمیک گئیں اور کہنے لگے کہ تو کوں ہے جو کما آنا اخو کم بنیامین کہنے لگے کہ میں تیرا بیٹا ہوں تیرا بشرہ فرمایا کہ سوائے اشد کے اور بھی کوئی برائے والا ہے آج میں نے اپنے بھائی یوسف کی صورت میں صورت خانہ میں دیکھی تو سب اندوہ و کدورت میرے دل سے جاتی رہی اور بعض متقیین مفسرین اس محلے کو یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک سوار خیر کے واسطے کنعان کی راہ پر بٹھلایا تھا کہ جب اولاد یعقوب علیہ السلام کی آمد معلوم ہو تو مجھ کو خبر کر دینا چنانچہ یہ لوگ جب مصر کے دروازے پر پہنچے تو خبردار نے حضرت کو خبر کی حضرت نے مکان کو اساتھ لیا اور خود نقاب ڈال کے بیٹھے اور بنیامین وغیرہ متابع علیہ پر آئے گئے حضرت یوسف کو خبر کی ناچار بنیامین نے دربانوں سے کہا کہ اولاد یعقوب کب تک دروازے پر کھڑے رہے دربان نے حاضر ہوا حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا حضرت نے سب کو طلب کیا جب رو برو آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام بہت رونے حاضرین کو گمان ہوا کہ بادشاہ انہیں ناراض ہیں اور یہ لوگ بھی ڈرے تب حضرت نے بہت عنایت کی اور ترجمان کی معرفت ارشاد کیا کہ تم کنعانی ہو تمہیں دعویٰ کرتے تھے کہ ہمارا باپ پارسا ہو لو کہ ہم کنعانی ہیں اور اس بھائی کو ساتھ لائے ہیں تب بنیامین نے ترجمان کو عنایت نامہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا دیا اسے یوسف کو پہنچایا تمہارا کھجفہ عنایت پر دیکھ کر بہت رونے اور مجلس امین اٹھ گئے اور نواز شتاہ پڑھ کر اور بھی رونے اور بیٹوں سے فرمایا کہ یہ عنایت نامہ میرے باپ کا ہے اور یہ لوگ تمہارے چچا ہیں پھر باہر تشریف لائے اور بنیامین کو دیکھا تو انکے تمام کپڑوں پر یوسف یوسف لکھا تھا فرمایا کہ تمہارے اپنے کپڑوں پر یہ نام کیوں لکھا ہے بنیامین نے کہا میرا ایک بھائی تھا یوسف وہ جنگل سے گم ہو گیا سو میں نے اپنی نشانی کے واسطے اسکا نام لکھا ہے اور سارا قصہ بالا جمال بیان کر گئے حضرت چپکے سے اور ارشاد کیا کہ چچا خوان کھانے کے لاؤ جب خوان لگے تو فرمایا دو بھائی حقیقی ایک ایک خوان پر بیٹھ کر کھائیں پنج پر دہل بھائی بیٹھ کر کھانے لگے بنیامین تنہائی سے رونے لگے بادشاہ نے سب پوچھا بنیامین نے کہا کہ بادشاہ مجھ کو اپنا بھائی یاد آنا ہے کہ اگر وہ ہوتا تو میں بھی اس سے ملے لکھا حضرت نے فرمایا کہ اسکا خوان میرے پاس لاؤ اور بنیامین سے فرمایا کہ میں تیرا بھائی ہوں تو میرے ساتھ آ کے کھانا کھا چنانچہ نقاب ڈالے ہوئے حضرت نے اپنے ساتھ کھانا لیا منتقل ہو کر

حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ پر ایک تل تھا وہ بنیامین کی نظر پڑ گیا پھر رونے لگے تب بادشاہ نے فرمایا اس کیوں روتے ہو پوچھا کہ حضور کے ہاتھ پر ایک تل ہے اسی طرح کا تل میرے بھائی کے ہاتھ میں تھا سو اس کو دیکھ کر مجھے رونا آیا اس بات پر حضرت یوسف علیہ السلام بھی بہت روتے اور فرمایا کہ قسمت کس شایہ اللہ جل شانہ تیرا بھائی تجھے ملا دے اور کمال تسلی اور دلا سے سے کھانا کھلا کے قسمت فرمایا جب بھائیوں کے پاس بنیامین پہنچے تب حضرت نے ترجیح سے فرمایا کہ ان سے پوچھو تمہارا بھائی جنگل میں کس طرح ضائع ہوا بنیامین نے کہا میرے بھائی کو یہ دلوں بھائی جو حاضر میں باپ سے مانگ کے سیر کے رہا ہے جنگل میں لینگے شام کو رات خون آلودہ باپ کو دکھایا کہ یوسف کو بھیڑیا کہا گیا وہ کہتا ہے میرے پاس موجود ہے ترجیحاً نے کرتے لینگے حضرت کو دیا حضرت نے خون دیکھا فرمایا کہ یہ خون آدمی کا نہیں بکری کے سینے کا ہے بنیامین نے اسکا کچھ جواب نہ دیا مگر اور لوگوں نے کہا کہ چالیس برس اس معاملے کو گذرے ہیں خون کا رنگ بدل گیا ہے تب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ عجیب بھیڑیا تھا کہ آدمی کو کہا گیا اور پیرا بن ستم چھوڑ گیا بعد اسکے فرمایا کہ میں نے سنا ہے تمہارے گروہ میں ایک شخص کی آواز ایسی ہے کہ اس سے عورتوں کے حل کر جاتے ہیں وہ کون ہے پوچھا کہ میں ہوں اور پھر فرمایا کہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص ایسا ہے جو شیر کو بچھاڑ داتا ہے اور بڑے درخت کو اکھاڑ لیتا ہے وہ کون ہے پوچھا کہ میں ہوں حضرت نے فرمایا کہ تم وہ دونوں وہاں تھے یا نہیں بولے ہم بھی تھے فرمایا کہ بھیڑیے سے حقیقی بھائی نہ چھینا گیا شرمندہ ہونے اسی طرح دلوں بھائی سے سیالات فرمائے کہ سب ندامت سے سر بگریبان ہونے کے خوف سے کانپنے لگے بعد اسکے بنیامین کو پاس بلا یا اور سب سے پوشیدہ چھپا کر گھاسے لگا لیا اور نقاب اٹھا دی قریب تھا کہ بنیامین خوشی سے غمرہ مارا بنیامین نے فرمایا کہ سکوت کر ابھی تک وقت نہیں آیا ہے کہ میں اپنے آپ کو ظاہر کروں بعد اسکے باپ کا حال پوچھا فائدہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو علیحدہ کر کے سارا حال پوچھا اسی طرح خداوند تعالیٰ قیامت کے دن بندہ کو علیحدہ کر کے پوچھے گا تاکہ اور کوئی خبر نیا و سے القصہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو اونٹ غلے سے بھر دیے اور بنیامین کے اونٹ میں ایک پیاز بلوری یا طلمانی یا زمرودی یا باقوت لگا کر بادشاہ کی پیاس کا پناہ ہوا تھا یا غلے کے ٹونے کا تھا رکھو اور واجب ان لوگوں نے اول منزل کی تو سوار ہو بھیجا کہ قافلہ شام کو روکو اور ان کے اسباب میں پیاز تلاش کرو سواروں نے پکڑا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

فلما جازم بعبادہم حمل السقائین فی رجل اخیہ ثم اذن مؤذنا ایما العیر انکم لسا رقون قالوا و اقبیہم ما زال القعدون قالوا انفقہ صواع الملک ولن جابرہ حمل بعیر وانا بزرعیم قالوا انما لقد علمتم ما جئنا نفسہ فی الارض واما کنا

سارقین یعنی پھر جب تیار کر دیا انکو اسباب انکار کر دیا اپنے کا باسین بوجھ میں اپنے بھائی کے  
پھنکارا پھارنے والا اسے قافلہ والو تم مقرر چور ہو کتے لگے منہ کے کئی طرف تم کیا نہیں پاتے بولے  
ہم نہیں پاتے بادشاہ کا پیمانہ اور جو کوئی وہ لاوے اسکو ایک بوجھ اونٹ کاٹے اور میں ہوں  
اسکا ضامن کتنے لگے قسم اٹھنے کی تمکو معلوم ہر قسم شہادت کرنے کو نہیں آئے ملک میں اور نہ ہم  
کبھی چور تھے متحققین کہتے ہیں کہ یہ سخن منادی نے اپنی طرف سے کہا تھا انکم لسارقون حضرت یوسف  
نے اجازت نہیں دی تھی اور بیٹھے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف نے یہ سخن تعریفاً منادی سے کھلوا یا  
اور تاویل یہ تھی کہ تم چور ہو کہ یوسف کو باپ سے چور کر لینگے اور بیچ ڈالا اور اس میں کچھ بھی جھوٹھ  
نہیں جو تفسیر سنیں لکھا جو کہ اس مقولہ کا سبب کہ ہم مفسد اور چور نہیں ہیں یہ ہوا کہ جب یہ لوگ  
کنعان سے آئے تھے تو اپنے اونٹوں کے منہ باندھ دیے تھے تاکہ کھیت نہ کھائیں اور شاخ  
درخت نہ توڑیں اور وہ اسباب جسکو حضرت یوسف علیہ السلام نے پھیر دیا تھا لیے آئے تھے  
اور کہتے تھے شاید یہ اسباب جھوٹے سے غائب ہو گیا جو سو پہلو جرم ہو اور یہ لوگ ان سب  
باتوں سے واقف اور انکی امانت اور تقویٰ سے خبردار تھے سوان لوگوں کو مطلع کیا کہ ہر گاہ تم لوگوں کے  
تقویٰ اور صلاح سے واقف ہو پھر ہمت چوری کی ہر کس طرح لگاتے ہو ہم تو مفسد اور چور نہیں ہیں غرضکہ سواروں نے کیا  
ہم تو نگو چور نہیں کہتے ہیں مگر تم سے پوچھتے ہیں کہ اگر کسی نے چور یا ہوا کسی کی خورجی سے نکلے فاجزائہ ان  
کتم کا ذہب یعنی کیا سزا ہو اسکی اگر تم جھوٹے ہو تو فاجزائہ من وجدنی رحلہ فوجزائہ کذلک جزای انہا میں  
یعنی بولے اسکی سزا ہو کہ جسکے بوجھ میں پایا جاوے وہی جائے اسکے بدلے میں ہم تو یہی سزا دیتے ہیں  
گنہگاروں کو فائدہ جس طرح ہمارے دین میں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہو اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام  
کے بیان چور سال بھر تک مالک مال کے گھر رہتا تھا اور غلامی کرتا تھا اور بادشاہ مصر کا شاید یہ حکم تھا  
کہ چور کو مارین اور دو چاند مال سر وقتہ کالیوں یہ آئین بادشاہ تھا سوان لوگوں نے اپنے دین کا حکم  
بتلایا تاکہ قتل سے بچ جاوین باجہ سواروں نے سب لوگوں کو حاضر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام  
نے پہلے اور بھائیوں کی خرجیان کھلوا کے دیکھیں کچھ بھی نہ نکلا تب ارشاد کیا کہ انکو جانے دو چنانچہ ارشاد  
ہوا فبرہا و عیتم قبل و عار اخییر یعنی پھر شروع کیا یوسف نے انکی خرجیان دیکھنی اپنے بھائی کی خرجی سے  
پہلے اسوقت کہ بولنے والوں نے کہا کہ اب اس بیچارہ کی خرجی دیکھنا ضرور نہیں ہو کیونکہ یہ مظلوم ہوا ہے  
گنہگاروں کی دیر ہی نہیں کی ہوگی یہود اور غیرہ بول آٹھے کہ جو ہمارے بوجھ کھولے گئے ہیں تو اسکا  
بھی کھولا جائے کیا یہ بزرگی میں زیادہ ہو چرخیہ لازمین شاہی نے انکار کیا پر یہود اور غیرہ

نے واسطے رفع نعت کے نہایت اصرار کیا تا چار دنیا میں کالوجہ بھی کھوا گیا تو چنانچہ انکے غلبہ میں نکلا  
 کہا قال ثم استخز جہاسن و عمار اخیہ تب شرمندہ ہوئے مگر بنیامین خوشش تھی فقوالوا ان یسرق نقدہ سرق  
 اخ لہ من قبل یعنی کہنے لگے اگر اسے جو ریا ہو تو کچھ تعجب نہیں کہ اس کے بھائی نے بھی پہلے چوری کی تھی جو کچھ  
 سخت شرمندہ اور سزگن ہوئے بعد ایک محلے کے بنیامین سے کہنے لگے کہ اے بنیامین تیرا باپ میں  
 روحانیان اور منشیان آسانیان ہر تھکوشتم نہیں آئی کہ تو نے ایسی خیانت زریہ سے اپنا دارن عصمت  
 آلودہ اور خاندان رفیع الشان کو بدنام کیا اور بنیامین ہر چند بمبالغہ فرمائے کہ میں اس حال سے واقف  
 نہیں ہوں مگر وہ لوگ جناب دشتم سے باز نہ آتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اگر تو نے نہیں چرایا تو کہنے پانہ تیری  
 خرابی میں رکھا بنیامین نے کہا شاید اس شخص نے رکہ دیا ہو جسے اول تمہارے بوجہوں میں تمہاری بعت  
 پوشیدہ رکھ دی تھی روئیل نے کہا کہ بنیامین سچا ہو معلوم نہیں کہ غرض میرے کو اس پر دے میں کیا منظور ہو  
 فائدہ یہ جو حضرت یوسف کے بھائیوں نے کہا نقد سرت اخ لہ من قبل سو غالباً دو باتوں کا خیال آئی ہو گا  
 نہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام سے ایسی حرکت کبھوں نہوتی تھی جس کا طعنہ دیا ایک یہ کہ حضرت یوسف  
 علیہ السلام کی نانی کے پاس ایک بت تھا سونے کا اسکو حضرت نے لیکے زمین میں دفن کر دیا یا  
 تو ٹوڑا لانا کہ اسکی پریشش سے باز رہے ہوا اور ہی سید ابن جبریر جو چوری کا ہیکو تھی بلکہ سینہ زوری کہ ٹٹے گناہ سے  
 نانی کو منع کرتے تھے چوری تو یہ تھی کہ اسکو کوڑے کر کے صوف میں لٹے جیسا روئل وغیرہ نے حضرت یوسف کے ساتھ کیا  
 دو ستر محمد ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت کو انکی بھوپھی نے پرورش کیا تھا حضرت یوسف نانی بھلا ہوا بچہ تو حضرت  
 یعقوب نے چاہا کہ اب مجھے پاس رہیں بھوپھی کو حضرت یوسف سے محبت زیادہ تھی مخالفت انکی گوارا نہ کر سکیں  
 تب حضرت اسحاق کا شکہ کرتے باندہ دیا اور انکے رہنے کے واسطے یہ حیا بٹھرا کے تلاش کرنے لگیں اور  
 ڈھونڈھتی ہوئیں حضرت یعقوب کے گھر میں چلی آئیں وہی حضرت یوسف علیہ السلام اپنے باپ کے پاس  
 پہنچے تھے کہ انکی بھوپھی نے انکے شکہ کی تلاش شروع کی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس نکلا سو  
 موافق حکم اس دین کے ایک سال اور بھوپھی کے پاس رہے ہیں کہتا ہوں بھلا اس میں کیا چوری  
 تھی حضرت یوسف علیہ السلام تو اس بات سے واقف بھی نہ تھے بھوپھی نے اپنی خوشی سے آپ  
 باندہ دیا تھا اور تجا ہر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک فقیر مسائل آیا حضرت یوسف نے ایک بضمیر مرغ اپنے گھر  
 سے لیکر بلا اطلاع یعقوب اسکو دے آیا اور خبان ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ایک مرغی حضرت یعقوب کی  
 مسائل کو عنایت کر دی تھی کہ نانی المعالم حقیقت یہ ہے کہ ان صاحبزادوں کی باتیں حضرت یوسف کے پاس  
 میں ہی طرح کی ہوتی تھیں یعنی حد کے سبب سے جو بات کہتے تھے اسکا سراہوں نہوتا تھا اور حضرت

یوسف کا طرقت دیکھو کہ باوصف ایسی ایسی تھمت اور ظلم کے آہستہ سے فرمائے لگا پنے جی میں اور انکو نہ جتا یا کہ اتم شرم کا اور اللہ اعلم بما تصفون یعنی تم اور بدتر ہو اور جسے میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم بائین بناتے ہو یعنی تمہیں باپ سے چور کے مجھے مارنے کا ارادہ کیا اور کنوئین میں ڈالا اور جب قافلے کے لوگوں نے نکالا تو فریب کیا اور جھوٹا دعویٰ پیش کر کے لے لیا اور بچ ڈالا اور باپ سے وہ فریب کیا جو کسی نے بھی نہ کیا ہو گا شیل مشہور ہے کہ پرائی پھولی کو ہتے ہیں اپنا ٹینٹ نہیں نہارتے بتیبہ اس قفسے میں کئی فائدے ہیں اول یہ کہ جیلہ بگناہ جائز ہے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کے ساتھ کیا اور انکی بھوپھی سنے انکے واسطے کیا اور ہمارے دین میں بھی بہت جیلے ہیں جس طرح ابطال نفعہ واستبراز کو وہ وغیرہ میں قطع نظر اسکے یہاں بھی حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ ہی سکھائی تھی چنانچہ فرماتے ہیں کہ کذاب یوسف ماکان لیا خدا خاہ فی دین الملک الا ان یشاء اللہ یعنی یونہی داؤد بتایا جتنے یوسف کو ہرگز نہ لے سکتا اپنے بھائی کو اس بادشاہ کے انصاف میں مگر جو چاہے اللہ دیکھو کہ یہ کہ جیلہ کرنا زور اور حکومت سے بہتر ہے کیونکہ حضرت کو قدرت تھی اگر چاہتے تو بنیامین کو زور لے لیتے مگر بلحاظ بدنامی ایسا نہ کیا کہ اس میں ظلم ظاہر تھا گو واقع میں انکو بنیامین سے زیادہ تر قوت تھی کہ اور دن کو ہرگز نہ تھی تیسرا یہ کہ آدمی کو ملامت خالق سے احتراز کرنا ضروری ہے گو کہ مباح بھی ہو حدیث میں آیا ہے مار آہ المسلمون حسنا فو عند اللہ حسن و مار آہ المسلمون قبیحا فو عند اللہ قبیح چوتھا اخبار کو شہسار کی صحبت سے پرہیز واجب ہے تاکہ تفضیح نہوا نقوا من نواضع التهم در اسے اسکے جب بلا آتی ہے تو اپنے جیسے میں و پاک و ناپاک میں تمیز نہیں رہتی اولاد یعقوب کے ہمراہ اور بھی مردم شام تھے مگر یونوں نے یہی آواز دی اتبہا العیر انکم لسا قون حالانکہ اور دن کو اصلاح پانے سے واسطہ نہ تھا اگر کوئی کہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو بخوبی معلوم تھا کہ میری ہما جرت سے یعقوب علیہ السلام کو غم و الم از بس ہے ہاں ہم بنیامین کو قید کیا اور اس جہت سے حضرت یعقوب کو رنج دو بالا ہوا اول یہ بات ظاہر اعقوق والدین میں داخل ہے دوسرے قطع صلہ رحمہ اور قلت عنایت و شفقت بھی اس فعل سے ظاہر ہے پھر کیونکہ ایسی بات حضرت یوسف علیہ السلام نے بڑے اہتمام سے فرمائی جو اب یہ ہے کہ جو کچھ واقع ہوا سب بامر الہی و وحی حضرت باری تھا تاکہ یعقوب کو رنج زیادہ ہوا و اجر و ثواب المضامت ملے اور درجہ آخرت میں بڑھیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت یوسف بنیامین کو از رو سے قواعد و ضوابط معینہ سلطان صمد قید نہیں کر سکتے تھے مگر خداوند تعالیٰ نے بھائیوں کی زبان سے چور کی سزا وہ بیان کرائی جو کہ موافق مراد و مقصود حضرت یوسف علیہ السلام کے پڑ گئی کہ اسکا مطلب حاصل ہو گیا اسماعلم التسنیل

یوسف علیہ السلام

میں لکھا ہے کہ کید اس مقام پر جزا کید ہوئی ہے جیسا کہ ایمون نے بتا دیا کہ یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا  
 یعنی اُنکے ساتھ کیا وقد قال یعقوب نیکید و اللکس کید و اللکس کید و اللکس کید و اللکس کید و اللکس کید و اللکس کید  
 یعنی خلیفہ ہوا اور از جانب خدا تمہارا ماتحت اور بعض کے نزدیک کہنا یعنی اللہ اور بعض نے بھی دینا اور بعض  
 یعنی امرا اور بعض نے بھی اروا بیان کرنے میں انفرض جب روئیل و عمیرہ کی زبان سے سترے پھر سترے  
 رُوس الا شتما و غلام بنا نام ثابت ہوا تو بنیامین پر کڑے گئے جب اولاد یعقوب نے کہا یا ابا ایسا انفرض ان  
 لہا شیخی کبیر فہذا احدنا کاد انما تراک من محسنین یعنی امیر غزیر اسکا ایک باپ جو یوسف کا سوا کدینے  
 ایک گم ہونے سے اسکی جگہ ہم دیکھتے ہیں تو ہی احسان والا ہے کیونکہ غلہ تو نے ہلکا بلا قیمت دیا اور ہماری  
 دعوت بخوبی فرمائی خواہ یہ بات کہ اگر تو ایسا کرے تو احسان ہو گا انجناب نے فرمایا کہ ہم بے انصاف نہ ہوتے  
 کہ غیب مجرم کو مجرم قرار دیوں یا کہ مجرم کے مقام پر دوسرے کو کھین آؤ تفصیل اس مقام کی یہ ہے  
 کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین پر شہادت سرفرازا کر لیا تو پاس لکھا گیا کہ تو بھائی اُنکے نہایت  
 متروک ہوئے اور اس خیال میں پڑے کہ باپ سے وعدہ جتنی از رو سے قسم کر کے بنیامین کو لائے تھے  
 اب کچھ بات بن بنین آتی چلو پھر غزیر کی خدمت میں حاضر ہوں چنانچہ مصلح کر کے پھر آئے اور کہا  
 اے غزیر بنیامین کا باپ نہایت ضعیف البدن کثیر الشان عظیم القدر جو اللہ کا پیغمبر و سہنے اُس سے  
 عہد کیا ہے کہ بنیامین کو صحیح و سالم تمہاری خدمت میں لائینگے اور خدا سے تمہارے لئے کو اس عہد و پیمانہ پر  
 کفیل گردانا ہے اگر اسکو ساتھ نہ لجا بیٹینگے تو قطع نظر خیانت و بیعتی کے باپ کو کیا ہنمہ دکھائی گئے اور  
 اللہ کو کیا جواب دینگے سو ہلکویہ امید ہے کہ آپ ہمارے حال پر احتلال پر نظر عنایت بندول فرما کے  
 بجائے اُسکے جس کسی کو ہم میں سے چاہیے رکھ لیجئے کہ ہمیں آپ کی عرض کہ خدمت ہو کر نکل گئے  
 اور ہم دونوں جہان میں سرخرو ہونگے فرمایا میں کسی دوسرے کو خلاف قاعدہ بندگی میں نہیں رکھ سکتا  
 میں تو وہ کام کرتا ہوں جو پیغمبروں کی شریعت میں درست ہے اور جو بات اُسکے خلاف ہے وہ ظلم ہے اور  
 میں نے تمہارے بھائی کو تمہاری شریعت کے مطابق رکھا ہے اور تمکو میں اجماعاً آزار اور تکلیف نہیں  
 دیتا ہوں تم رخصت ہو چین سے اپنے وطن کو جاؤ کیونکہ ناحق بلا میں پڑتے ہو ایک بھائی گیا تو گیا  
 تب تو روئیل کہ سب میں بزرگ تھا غصے ہو کر رو بر و آیا اور دستور یہ تھا کہ جب اسکو غصہ آتا تو بال  
 بدن کے کھڑے ہو جاتے تھے اور کپڑوں سے باہر نکل آتے تھے پھر اس حالت میں اگر آواز کرتا تو سانس  
 کے پتے پھٹ جاتے تھے اور غضب کم نہوتا تھا جب تک کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد  
 سے کوئی شخص ہاتھ اسکی پشت پر نہ رکھے سو جب اُسے غصے میں آکر کہا اے غزیر میں آواز کرتا ہوں

سننے والے مر جائینگے اور حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائی کی کیفیت سے واقف تھے اس لیے  
 آنجناب نے بہت قضاے الحرب خدعہ چرب زبانی سے فرمایا کہ روئیل بیٹھ جاوہ بیٹھ گیا جب اتنی وقت ملی  
 تو حضرت یوسف نے افرانیم کو اشارہ کیا آسنے آہنگی سے اپنا ہاتھ پشت روئیل پر مل دیا کہ غصہ اُسکا فرو  
 بو گیا اور حضرت یوسف نے فرمایا میں نے تمہارے بھائی کو تمہارے حکم کے موافق لیا ہو ہرگز واپس  
 نہ رو گھا جو تمہارا جی چاہے سو کرو روئیل نے ارادہ کیا کہ آواز کروں آواز ہی نہ نکلی سخت تہجر ہوا اور خیال  
 کیا کہ غالباً کوئی شخص آل یعقوب سے اس مجلس میں ہو اور داہنے بائیں اپنے بھائیوں کو دیکھا کوئی نظر نہ آیا  
 ناچار باہر آیا اور اپنے بھائیوں سے پوچھا تم میں سے کسی نے میری پشت پر ہاتھ رکھا تھا بولے کسی نے  
 نہیں رکھا فلما استیسوا منہ خلفہ و انجیائینے جب یایوس اور نا امید ہوئے اُس سے اکیلے بیٹھے مصلحت کو  
 بیٹھے بھائی نے کہا ہم تو اس سرزمین سے نہ جائینگے جب تک ہمارا باپ نہ بلاوے یا اللہ حکم نہ کرے  
 اور بعضے بولے کہ یہ بادشاہ ہوا اہل ملک اس کے اکثریت پرست ہیں اور ارباب شہرک  
 کو چند ان قوت نہیں ہوتی جو سوہم اُسے باعانت حق و امداد غیبی محاربہ کرینگے اور اپنے  
 بھائی کو بقلبہ و استیلا چھین لینگے یو داس نے کہا بادشاہ نے بنیامین کو محبس میں بھیجا ہوا وہ  
 میں دروازہ زندان پر جاتا ہوں ہاتھ پکڑ کے لیے آتا ہوں جو کوئی مقابلہ کریگا قتل  
 کرو گھا روئیل نے کہا اگر یہ منظور ہو تو میں بادشاہ اور اُس کے اعوان کو کافی ہوں  
 شمعون بولایں ساری فوج سے مقابلہ کر سکتا ہوں یو داس نے کہا میں بازار شہر  
 میں جاتا ہوں تم ہتھیار باندھے تیار رہو جو وقت میں نعرہ ماروں اور ساکنان  
 مصر ہوش ہو جائیں تم لوگ تلوار پکڑو اور جو کوئی مقابلہ کرے اُسے مار لو  
 چنانچہ یو داس باہر نکلا یہ خبر حضرت یوسف علیہ السلام کو پہنچی آپ نے سب کو طلب  
 کیا اور اُنکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اسے اولاد یعقوب تکو معاوم ہو کہ میں نے تمہارے  
 ساتھ کچھ بڑائی نہیں کی بلکہ جو مراتب احسان اور نفعانات کے سبب ادا کیے مگر تمہارے بھائی  
 سے خیانت ظاہر ہوئی اُس سے مجبور ہوں تہسبھی حکم تمہاری شریعت کے اور تمہارے فتویٰ کو  
 سب سے اُسکو رکھتا ہوں اور یہاں کے روش کے موافق عمل نہیں کرتا والا مار ڈالتا اب میں نے  
 سنا ہے کہ تم لڑائی کا اادہ رکھتے ہو اور چاہتے ہو کہ بقلبہ و استیلا اُس بھائی کو لجاؤ غالباً  
 تمہارا گمان ہے کہ قوت و قدرت ہوا ہے ہمارے کسی کو نہیں ہے اور اُسوقت حضرت یوسف  
 علیہ السلام بالاسے فرش کھڑے تھے کہ وہ فرش تمام تنگ سخت کا تھا آپ نے از رو سے

یوسف علیہ السلام نے  
 عاقبت خود روئیل  
 کے نزدیک روئیل  
 سے لکھا کہ وہ  
 عین ہاتھوں  
 قتل کرنے کے  
 ہوا لہذا تمہارا  
 بہت ہی افسوس  
 تھا

غضب ایک قدم سے ٹھوکر ماری کہ تمام فرش ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور پتھر اسکے زیر قدم ریزہ ریزہ ہو گئے اور فرمایا اس اولاد یعقوب تم اپنی قوت اور جلاوت پر مغرور ہو رہے ہو اگر تم کو انبیاء اور صلحاء نسبت نہوتی تو ایک آواز میں خاک برابر کر دیتا اور معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ اول ربیع غضب میں آیا اور اسے ایک آواز تہ حضرت یوسف علیہ السلام پر کی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے نقاب سمیت تخت شاہی سے اٹھ کر گردن میں ہاتھ ڈال زمین پر ڈال دیا اور فرمایا کہ اے کنائیمون تم کو اپنے زور کا بڑا گھنڈہ جو اور میں نے اب تک اپنا زور تم کو نہیں دکھلایا اور فرمایا کہ میری قوت کے روبرو تمہاری طاقت کی کیا حقیقت ہو جو تم خرم ہو رہے ہو روئیل نے کہا میں پہاڑ کو اٹھا لیتا ہوں اور تین دن تک اپنے ہاتھوں پر لیے کھڑا ہتا ہوں اور شمعون نے کہا میں ایک وہلے میں شتر شتر مشہروں کو پھاڑ ڈالتا ہوں اور یہود اس نے کہا میں آواز ایسی کرتا ہوں کہ پہلی آواز میں حال طبع میں دوسری سے آدمی بیہوش ہو جاتے ہیں تیسری میں روح بدن سے مفارقت کر جاتی ہے اور چوتھ سب نے اپنی اپنی صفات قوت ظاہر یہ کے بیان کیے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حکایتیں میں تمہاری طاقت میرے زور کے سامنے بے حقیقت ہو اگر میں ایک آواز کروں تم سب غش میں آجاتے ہو بعد اسکے حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک آواز تہ اندر فرمائی کہ سب بیہوش ہو کے گر پڑے جب ہوش میں آئے تو رونے لگے حضرت یوسف نے کچھ جواب نہ دیا صرف یہ فرمایا کہ اٹکو باہر لیجاؤ جب باہر آئے تو کہنے لگے اے بھائیو بادشاہ مصر کو یہ شوکت اور جلاوت کمان سے آئی یہ تو مخصوص اولاد یعقوب کو ہے نہیں معلوم کیا معاملہ ہو مگر یہ خوب معلوم ہو گیا کہ غلطی اور درستی سے کام نہ چلیگا اب کنعان کو چلو روئیل یا شمعون یا یہود اس نے کہا اے بھائیو دل میں سوچ لو کہ تمہارے باپ نے خدا در باب بنیامین لیا تھا اور جو کچھ قصور یوسف کے حق میں ہوا ہر وہ تو جانتے ہو اور اب بنیامین کو قید میں چھوڑے جاتے ہو میں تو یہاں سے نجاؤنگا جب تک میرا باپ طلب نہ کرے یا اجازت دے کہ مصر یوں سے انتقام لون یا اللہ حکم کرے کہ بزور شمشیر اپنے بھائی کو لون یا قوت دے بالجملہ یہود مصر میں رہا اور شمعون نے کہا میں بھی نجاؤنگا وہ بھی رہا **تنبیہ** آیہ یا ایہا العزیز ان لہ اباسیخا کبیر آیین کئی قالو ہیں اول یہ کہ حاجتمند کو چاہیے کہ حاجت روا کی تعریف کرے بعد اسکے اپنی حاجت مانگے دوسرا یہ کہ بوڑھے آدمی کی دست در سب اوپان میں بہ نسبت اور دن کے

زیادہ ہو لہذا حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کلمہ عام شیخا کبیراً فرمایا کہ مسلمان  
اور کافر دونوں قبول کرتے ہیں اگرچہ شان نبوت بالاتر تھی سب شانوں سے الّا کافر ہرگز  
نہیں مانتے اور یہ بھی واضح ہوا کہ سلاطین اور امرا کے دربار میں بھی بوڑھوں کی منزلت ہو  
بلکہ جب آدمی بوڑھا ہوتا ہے تو ملائکہ اسکی شکل پہچانتے ہیں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
فرماتے تھے کہ اذ بلغ الرجل الی ستین عرفہ الملائکہ یعنی آدمی جب پہنچا ساٹھ کو ملائکہ نے  
اسکو پہچانا اور ایک بات اور بھی ہے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو مومن بڑا بوڑھا ہو احاطت  
اسلام میں تو خدا سے قائلے اسکو صبح اور شام بنظر رحمت دیکھتا ہے اور منہ ماتا ہے کہ  
اے میرے بندہ اب تیری عمر بہت ہوئی اور تیرا بدن ضعیف ہوا اور تیرا چہرہ اڑبلا ہو گیا  
سو تیرے عذاب سے جگوشم آتی ہے پس اب تو بھی مجھے جیسا کہ میں ہوں اب وقت  
شروع ہوتا ہے خیمہ سے نک جا کر بیٹوں کا بندہ رہیگا اب تک خدا خدا کر خدا خدا کر  
اور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بوڑھا آدمی اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے  
نبی اپنی امت میں روایت ہے کہ شب معراج میں ارواح انبیاء مسلمات اللہ علیہم جنہم  
بصورت اجساد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئیں اور سب نے  
آنحضرت کو گلے سے لگایا الّا ایک پیغمبر تشریف لائے دور سے نظر آتے تھے تب  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں بولے کہ  
شیخ الانبیاء حضرت نوح علیہ السلام ہیں انھوں نے بھی درگاہ الہی سے اجازت  
حضوری چاہی تھی الّا انکو حکم ہوا کہ تم نہ جاؤ اور آپ کو ارشاد ہے کہ آپ تشریف لیجائیے  
کیونکہ یہ بوڑھے ہیں نہ اس سبب سے کہ آپ سے افضل ہیں تجارتی اور سلم میں عبد اللہ  
ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مجکو خواب میں سلام ہوا کہ میں ایک  
سوساک کرتا ہوں پھر دو شخص آئے ایک انہیں دوسرے سے بڑا ہوسو میں نے وہ  
سوساک چھوٹے کو دی تو مجھے کہا گیا کہ بڑے کو دے سو میں نے وہ سوساک بڑے کو  
دی اس حدیث سے بڑی عمر والے کی تعظیم اور تکریم ثابت ہوئی جب اسی طرح  
کی بزرگیان شیخ کے واسطے ثابت تھیں تب حضرت یوسف علیہ السلام کے  
بھائیوں نے عرض کیا یا ابہا العزیز ان لہ ابا شیخا کبیراً ایسرا یہ ہے کہ اہل حیات  
کو شیخ گردانا بزرگ کا بڑے ضرور ہے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے

بھائیوں نے اپنے باپ کو شفیع گردانا اور دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس دعا میں درود نہیں ہو وہ دعا قبول نہیں ہوتی عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں نے بوڑھوں کو شفیع گردانا ہر اول حضرت یعقوب علیہ السلام کو انکے بیٹوں نے شفیع گردانا دوسرے حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیوں نے اپنے باپ کو شفیع گردانا ہر پہلے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کنوئین کے کنارے پہنچے تو حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیوں کو کنوئین پر دیکھ کر حیرت میں آگئے پوچھا تم بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتی ہو بولیں ہم اس انتظار میں ہیں کہ مرد لوگ اپنی بکریوں کو پانی پلا لیں اگر باقی رہے تو ہم اپنی بکریوں کو پلا لینگے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا تمہارے گھر میں کوئی مرد نہیں ہے جو تم اس کام پر معین ہو بولیں ابونا شیخ کبیر یعنی ہمارا باپ ہے بہت بوڑھا اسکو طاقت اتنی نہیں کہ بکریوں کو پانی پلائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر کو کنوئین سے ہٹا کے پانی پلا دیا اور مفصل حال اسکا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں آئیگا تیسرے حضرت زکریا علیہ السلام نے بوڑھا پے کو شفیع گردانا یعنی جب حضرت زکریا کی عمر سو برس کی ہوئی تو ایک روز حضرت زکریا نے دامن میں کنگھی کی کہ سفید بال کنگھی سے لپٹ آئے اسکو دیکھ کر روئے حضرت جبریل علیہ السلام نے پوچھا تم کیوں روئے ہو فرمایا الشیث مراحل الموت یعنی بوڑھا پامتل ہے موت کی حضرت جبریل نے کہا پھر اسپر رونا کیا ہے حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا میں اسپر رونا ہوں کہ محراب میرے بعد خالی رہیگا کاش میرے کوئی لڑکا ہوتا تو میرے مقام پر کھڑا ہوتا حال لایزال کی عبادت میں مشغول ہوتا کہ میرا نام محراب سے نہاتا حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا جناب الہی میں دعا کرو چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی کہ رب لاتذرنی فرداً وانت خیر الوارثین دعا قبول ہوئی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے آفقت آٹھ آدمی کنعان کو چلے اور یہود اور شمعون بائید عنایت سلطان مصر میں رہ گئے پہلے وقت ان دونوں نے کہہ دیا رجوا الے ابکم فتوا یا ابانا ان ابناک سرق و ما شدنا الا باعنا و باکنا للنبی حاطنین

واسل القسریۃ الی کنا فیہا والحب الی الی قبلنا فیہا وانا لصادقون یعنی باپ کے  
 پاس جا کے گواہی پامیر سے بیٹے نے چوری کی اور بیٹے وہی کہا تھا جو پہلو خبر تھی  
 یعنی جسکے اسباب میں نکلے اسکے بدلے میں اسی کو رکھ لو اور پہلو غیب کی خبر یاد نہ تھی یعنی  
 بیٹے اپنی شہادت کے موافق حکم بتلادیا اور یہ معلوم نہ تھا کہ بھائی ہمارا چور ہے اور سوال  
 کر لیجئے بستی واون سے جسین ہم تھے اور اس قافلے سے جسین ہم آئے تھے اور بیشک  
 ہم سچ کہتے ہیں چنانچہ یہ باتیں سیکھ کر چلے اور بعد قطع سنازل حضرت یعقوب علیہ السلام کی  
 خدمت میں پہنچے حضرت نے سب کو گلے سے لگا لیا جب آٹھ ہی لڑکے ملے تو حضرت نے  
 پوچھا اے یوذا بنیامین کسان ہے بولے یوذا بنین آیات فرمایا اے شمعون یوذا اور  
 بنیامین کو کیا کر آیا بولے شمعون بھی بنین آیات تو حضرت یعقوب علیہ السلام غم سے  
 بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو فرمانے لگے اگر تمکو میری شہد بنین تو کیا خدا کی بھی  
 شہد بنین ہوتے تو چلتے وقت مجھے عہد کیا اور تم کھائی تھی کہ ہم بنیامین کو بھیر  
 لائینگے سو تم اسکو خوب لائے افسوس صد افسوس اگر یہی حال ہے تو کوئی لڑکانہ بچہ لگا  
 جب کہیں جاؤ گے ایک لڑکا کھو او گے تب کہنے لگے کہ آپ پہلے حال تو سن لیجئے فرمایا  
 کہ عرض کیا کہ بنیامین نے بادشاہ کا پیانہ چرایا سو وہ قصاص کا ارادہ رکھتا تھا ہنہ  
 اپنے دین کا حکم بتلایا بارے اُسے قبول کر لیا اور بنیامین کو اُسکی عوض میں رکھ لیا  
 اور شمعون اور یوذا اسی کی خبر گیری کو رہ گئے ہین اور ہم آپ کو خبر کرنے آئے ہین اور اگر  
 ہمارا کہنا آپ کو سچ نہ معلوم ہو تو جو قافلہ ہمارے ساتھ آیا ہے اُس سے پوچھ لو  
 اگر قول پر اُنکے بھی اعتماد نہ ہو تو اُس بستی کے لوگوں سے جان ہم روکے گئے تھے  
 اور مصر کے لوگوں سے جان اونٹ کھوئے گئے تھے دریافت کرو کہ ہمارا  
 سچ جھوٹہ کھل جائے اور بیٹے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ پیانہ بنیامین کے  
 بوجھ سے نکلا تھا ایسے یہ نہیں جانے کہ پیانہ اسی نے رکھ لیا تھا یا کسی اور نے  
 رکھ دیا اور پہلو غیب کی خبر نہ تھی کہ بنیامین چور ہے ورنہ اپنے ساتھ نہ لیجاتے کیونکہ  
 ہم اسین سخت ذلیل ہو کے لطف نہ جب تک کہ بنیامین اُس سب سے نہ ہوئے تھے  
 بھائیوں نے اپنی طرف نسبت کر کے کہا فارسل معنا اٹھانا اور جب سرتے کی  
 تہمت لگی تو نسبت برادری قطع کر کے باپ کے طرف اضافت کی

اور کہا ان ابنائے سرق سبحان اللہ وقت طہارت میں برادری کی اور وقت آلودگی میں  
بیزاری حضرت اکرم لاکر میں جل جلالہ اپنے بندہ سے خلافت اسکے معاملے فرماتے ہیں یعنی ارشاد ہوتا ہے  
کہ اگر فرمانبرداری ازان سنی داگر بد کاری ازان من او میرے بندے جس طرح تیرا جی چاہے تو کرتا ہے  
میں تجھ سے کسی طرح منہ نہیں پھیرتا ہوں اور تجھ کو ازان خود جانتا ہوں تو خاصہ ماہی کہ تا سیر  
تراجم ہو در ہر دو جان مقصد و مطلوب تراجم ہو گر ایک قدم از کوی طلب سوی من آئی ما صدقہ  
از راہ کرم سوی تو آئیم دیکھو ایک دن حضرت موسیٰ کلیم اللہ صلوات اللہ علیہ بنا بر مناجات طور پر  
ہر ایک شریف و عالم اپنا پیغام اللہ کے واسطے کہتے تھے کہ جواب اُسکا لائیں اور حضرت موسیٰ نے  
اس حالت میں ایک جوان مجوسی بھی حاضر تھا کسی شخص نے اس سے کہا کہ تو کچھ اپنا پیغام نہیں دیتا اسے  
کہا میں کیا کرتا اگر وہ پروردگار ہو تو تجھ کو اُسکی ربوبیت درکار نہیں اور اگر وہ رزاق ہو تو میں رزق  
اس سے نہیں مانگتا اور جو وہ خداوند ہو تو تجھ کو اُسکی بندگی سے ننگ ہر حضرت موسیٰ کلمات نام  
اُسکے شکر غصہ ہوے اور فرمایا ای نادان یہ کیا فضول گوئی کرتا ہے یہ کہ مناجات کے واسطے تشریف  
لیکے جب مناجات سے فارغ ہوے تو پیغام مومنوں کے حضرت عورت میں پہنچانے اور جواب  
ہر ایک کے سننے خیال آیا کہ اُس جوان نے پیغام دیا تھا مگر کیا کروں اُسکے بیان میں شرم آتی ہے شاد  
اور کلیم امانت میں خیانت نہ کر جو کسی نے کہا ہوا اسکو بیان کر میں تو پہنان اور آشکار سے آگاہ ہوں حضرت  
موسیٰ نے مجوسی کا پیغام مفصل کہا ارشاد ہوا کہ ای موسیٰ اُس گنہگار سے کہدے کہ ای عاصی اگر تیرے  
ربوبیت نہیں چاہتا ہے مگر میں تیری عبودیت چاہتا ہوں اعدا گر چہ تو رزاق میری نہیں پسند کرنا مگر میں  
صبح اور شام رزق تجھ کو پہنچاتا ہوں اور اگر تو تجھ کو نہیں چاہتا ہے میں تجھ کو چاہتا ہوں تاکہ تو جانے کہ میں  
میں ہی ہوں اور تو تو ہی ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے لوٹے تو وہ مجوسی سرا و منتظر  
بیٹھا تھا کہ حضرت موسیٰ نے جواب حق مستقن عنایت و کرم بیان کیا مجوسی اسی وقت ایمان لایا اور  
آہ کہیں کر جان بحق تسلیم کی حضرت موسیٰ کو سخت تعجب ہوا خطاب ہوا ای موسیٰ تو میری صنعت سے  
واقع نہیں ہے یہ جوان ایک مدت دراز سے طلب نور حقیقی میں تھا اور ہمیشہ پریشان و سرگردان رہا  
اس وقت پردے حجاب کے کھل گئے اور نور جمال اُسکو نظر آیا کہ اُس نے اپنی جان فدا کر دی باجمہر زندان  
یعقوب علیہ السلام نے مہر سے اکر بگفتگو درست و راست حضرت یعقوب سے کی مگر حضرت کے  
جی پر وہ باتیں نہ سمجھیں فرمایا تھے وہی نبی امین کے ساتھ گیا ہے جو یوسف کے ساتھ گیا تھا کما قال کل  
سولت لکم الفسکم امر الفسیر جمیل عسی اللہ ان یثبہم جیفانہ ہو اعلیٰم حکیم یعنی حضرت یعقوب نے

فرمایا کوئی سنین بنائی ہو تمہارے جی نے ایک بات اب صبر ہی بن آوے امید ہے کہ اللہ کے اوپر  
میرے پاس ان سب کو وہی ہے خبردار حکمتوں والا فائدہ یہ بات حضرت یعقوب نے فرمائی  
پہلی بے اعتباری سے ورنہ ابی مرتبہ لوگ کاذب نہ تھے لیکن بنی اسرائیل کا کلام کبھی خلاف نہیں ہوتا  
یہ بھی بات بیٹوں کی بنائی ہوئی تھی اس واسطے کہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی بیٹے تھے اور انھیں نے  
پیمانہ بنیامین کی بوجھ میں رکھوایا تھا بعضے کہتے ہیں کہ جب ترکوں نے کہا بنیامین نے بادشاہ کی  
چوری کی حضرت یعقوب نے فرمایا شاید ایسا ہو لیکن یہ کہنے کہا کہ ہمارے دین کا یہ حکم ہے انھوں نے  
کہا ہے بادشاہ نے حکم پوچھا تھا تب پہنچے تیلایا اور اس کی حکومت میں تو قصاصن اجتہا حضرت یعقوب علیہ السلام  
فرمایا اگر تم نہ کہتے تو وہ نہ جانتا اور یقیناً چھوڑ دیتا اور ہرگز تم سے بنیامین کو نہ لیتا کیونکہ یہ امر اس  
خلاف تھا مگر تمہارے کہنے سے بنیامین کو اس نے اپنے پاس رکھ لیا بعد اسکے لڑکوں نے پوچھا کیا آثار اسید کی  
ظاہر ہو جائے فرمایا عسی اللہ ان یا تینی ہم جمیعاً حضرت نے ارشاد کیا کہ اب مصیبت کی انتہا ہو گئی ہے  
اور بعضے کہتے ہیں ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام حسب عادت بیت الاحزان میں بیٹے روئے  
سو گئے دیکھتے ہیں کہ دو فرشتے سر چلنے لگے کھڑے ہوئے اور باہم کہنے لگے کہ اس میں کیوں کو اگر  
یوسف مل جائے تویر بچ دفع ہو جائے دوسرے نے کہا اگر تلاش کرے تو پاوے جب سہارا ہوئے  
تو گھبرا کے اٹھ کھڑے ہوئے اور ضعف سے گر پڑے کہ چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور اس حالت میں حضرت  
فرمایا اے جنیب میرے یوسف تجھ کو کہاں تلاش کروں اور کس جگہ ڈھونڈھوں نہ میری آنکھیں میں  
ان سے تلاش کر لاؤں نہ ایسی قوت ہے کہ سفر کروں اور شہر شہر تلاش کرتا پھر دن ان باتوں سے  
فرشتوں کو براغم ہوا تب حضرت عزرائیل کو ارشاد ہوا کہ توجا کے یعقوب کی تسلی کر دے حضرت عزرائیل  
علیہ السلام نے آ کے سلام علیک کیا حضرت نے پوچھا تم میری قبض روح کو آئے ہو قبل اسکے کہ اپنی آنکھ  
دیکھوں حضرت ملک الموت نے کہا میں نے آپ کی ملاقات کو آیا ہوں تب حضرت یعقوب نے فرمایا میں تجھ کو  
قسم دیتا ہوں خالق کی کہ تو نے یوسف کی روح ارواح میں قبض کی ہے یا نہیں ملک الموت نے کہا  
یوسف بادشاہ باحشمت و شوکت ہے حضرت یعقوب نے پوچھا کہاں ہے ملک الموت نے کہا مجھ کو حکم نہیں ہے  
کہ یوسف کا مقام بتاؤں مگر تم سے چند روز میں ملاقات ہوگی اس سبب سے حضرت یعقوب علیہ السلام  
فرمایا کہ عسی اللہ ان یا تینی ہم جمیعاً اخبار الدول میں ہے کہ ملک الموت نے کہا کہ تمہاری موت بلا ملاقات  
یوسف مقدر نہیں ہے اور جو تم کو منظور ہو تو سبب ابتلا و فراق بیان کروں حضرت یعقوب نے کہا ضرور فرماؤ  
سو ملک الموت نے بیان کیا کہ یاد کرو تم نے ایک لوتھی یوسف کے دودھ پلانے کو مولیٰ تھی اور اس کا بیٹا

دو دو میں شریک تھا سو تم نے اُس رُکے کو لوٹھی سے الگ کر دیا تاکہ یوسف کا شریک نہ رہے اُس سبب سے اللہ نے تکو فراق یوسف میں مبتلا فرمایا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب دکھنے سے جانا تھا کہ یہ امر شدنی ہو اسی خیال سے فرمایا انقضہ بعد اس گفتگو کے حضرت یعقوب علیہ السلام بیٹوں کی طرف سے مٹھا اپنا بھپہ لیا اور فرمایا اے افسوس یوسف پر کما قال و تو لی غنم وقال یا اسفی علی یوسف و ابصیت عینا ہ من الحزن فهو کظیم یعنی اور انا لثا بھرا اے انکے پاس سے اور بولا اے افسوس یوسف پر اور سفید ہو گئیں آنکھیں اُسکی غم سے سو وہ آپ کو گھوٹ رہا تھا یعنی غم کی بات نہہ سے نہ نکالتا تھا مگر اس وقت بے اختیار اتنا نکلا حقیقت یہ ہے کہ ایسا درد اتنی مدت دبا رکھنا سوائے پیغمبر کے کسی کا کام نہیں ہوتا تادمہ کے نزدیک با اسفی یعنی یا خزاہ اور اسف عبارت اشد حزن و اندوہ سے ہے اگر کوئی شبہ کرے کہ مدت دراز کے بعد تاسف و اندوہ مفارقت یوسف علیہ السلام پر یہ معنی دار و مناسب تھا کہ بنیامین کے واسطے تاسف ہوتا تو جواب یہ ہے کہ مصیبت فراق یوسف سبب مصیبتوں کی اصل تھی اس سبب سے اور دن کی مصیبت کا عدم ہو گئی اصل سے رجوع واقع ہوئی و راسے اسکے بنیامین کو یوسف کے سبب سے دوست رکھتے تھے اور یوسف کو ہمد کیونکہ بنیامین کو یوسف سے ایک ارتباط تھا کہ دونوں ایک مان سے تھے اور صورت و سیرت میں بھی مشابہ تھے سو سبب بنیامین کے خاطر مبارک یعقوب علیہ السلام مطمئن رہتی تھی اور آتش فراق یوسف فی الجملہ سرد تھی اب کہ بنیامین بھی درمیان سے اٹھ گئے آتش فراق میں کمال التهاب پیدا ہوا ناچار درون دل صدائے یا اسفی اعلیٰ یوسف برآمد ہوئی بعضے اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ بیاض میں اس جگہ کنایہ ہو کثرت تجا سے اور بعضے کہتے ہیں کہ حقیقت میں آنکھیں اندھی ہو گئیں تھیں چنانکہ قتادہ فرماتے ہیں کہ چھ برس کمال دیدہ مبارک یعقوب علیہ السلام حلیہ بنیامین سے عاری رہے کہ پیراہن یوسف سے منور ہوئے فائدہ ارباب محبت فرماتے ہیں کہ سپیدی دیدہ یعقوب میں یہ حکمت تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام محبت یوسف علیہ السلام کا دعویٰ فرماتے تھے اور دلیل صدق دعویٰ محبت پر یہ ہے کہ عاشق غیر محبوب سے اپنی نظر بند کرے اور حضرت یعقوب نے بعد کم ہونے یوسف کے فی الجملہ بنیامین کو منظور نظر فرمایا تھا سو غیرت محبت نے دیدہ یعقوب رویت غیر محبوب سے بند کر دیا اسلئے کہ وہ آنکھیں کہ دیدار محبوب سے محروم ہوں نا بنیامین سے

ان دیدہ کہ روئے تو نہ بنید + در دیدہ عقل کو رستہ + اور ارباب اشارت فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے چاہا تھا کہ یوسف و یعقوب میں سفارت ہو جائے تو یعقوب ہلکے دیکھا کریں حق سجاد تھے نے چشم زائل کر دی تاکہ غیر یوسف کو نہ دیکھیں اور دل کو مہمور محبت کیا کہ وہاں دوسرے کی گنجائش نہیں ہے دیکھو شیطان رحیم نے حضرت آدم علیہ السلام سے مکر کیا کہ وہ بہشت سے نکلے تو مقصود اس مردود کا یہ تھا کہ جب قرب خداوندی سے دور ہونگے تو آدم و اولاد آدم میری اطاعت کرینگے اسی خیال میں تھا کہ غیرت الہی نے ظانچہ ذلت مارا اور ارشاد کیا کہ ای مردود تیرا مطلب تھا کہ میرے بندے تیری اطاعت کریں اور تجھ کو دیکھیں اور میرے دیدار سے محروم رہیں تم اپنے عزت و جلال کی کہ میں اپنے بندوں کے دل اپنی محبت و شوق سے اسقدر بھروں گا کہ ہر دم میرا ہی ذکر کریں اور نظرات رحمت سے پردے حجاب کے بالکل اٹھاؤں گا کہ میرے سوا کے کسیکو موجود نہ سمجھیں صاحب کشاف نے بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ حزن و اندوہ یعقوب کا کس مرتبے میں تھا بولے کہ برابر ستر ماٹون کے خشکے بیٹے مر گئے ہوں اور اس غم میں آنکھوں سوشید کا اجر ملا انقض جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے منگھ پھیر لیا تو کہنے لگے تا اللہ تفتو تذکر یوسف حتی تکون حرصا اذ تکون من الہا لکین یعنی قسم اللہ کی تو نہ چھوڑے گا یا یوسف کی جب تک کہ گل جائے یا ہو جائے مردہ قال انما اشکو شبی و حزننی اے اللہ و اعلم من اللہ لا تلمون یعنی بولا میں تو کھولتا ہوں اپنا احوال و غم اللہ ہی پاس اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے یعنی تم کیا محکوم صبر سکھاتے ہو بے صبر وہ ہر جو شکایت اللہ کی کرے خلق کے روبرو میں تو اسی سے کہتا ہوں جسے یہ درد دیا ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ٹھہر آزمائش ہے دیکھو کس حد پر پہنچا کس حد پر حاجتے را کہ از تو میجویم + با کسے نہ کہ با تو میگویم + راز گویم بخلق خوار شوم + با تو گویم بزرگوار شوم + نزدیک مجا ہر کے مرض یعنی ما دون اموت مراد ہے یعنی موت سے قریب اور ابن اسحق کے نزدیک سببی فاسد العقل اور بعض کے نزدیک گل جانا غم سے حال ذہن افساد فی الجسم و عقل من حزن اولم او الست اور بنی نام ہے جسکا پوشیدہ رکنا طاقت بشری خارج ہوا اور آوی کے خفا میں سبز کبکے مرتبہ کا حزن و اندوہ سے زیادہ ہے تفسیر کبیر میں ہے کہ ایک دوست حضرت یعقوب آیا اور اسنے پوچھا کہ تعویذ کی کیا ہے

ٹوٹ گئی اور آنکھیں کیونکر جاتی رہیں فرمایا کہ آنکھیں یوسف کے غم میں سفید ہو گئیں اور کہنیاہین کے فراق سے خم ہوئی اسوقت فرمان الہی ہوا کہ ایہ یعقوب تو میری شکایت غیر کے سو برو کر تا ہوں تم پر عزت و جلال کی کہ یہ غم و اندوہ تجھ سے دفع نہ کر دے گا جب تک مجھ سے رجوع نہ کرے گا تب حضرت یعقوب نے کہا انا اشکو شبی و حزنی الی اللہ اور ایک گوشے میں مصروف بنا جات ہوئے کہ یا الہی مجھ پر رحم کر اور یوسف او نہیاہین کو ملاوئے ارشاد ہوا کہ ایہ یعقوب اگر یوسف نہیاہین مر گئے ہوتے تو میں تیری بقیاری سے دونوں کو زندہ کر کے تیرے پاس لاتا اور ارباب اشارت فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام ہر دم یاد یوسف میں رہتے تھے سو محبوب حقیقی نے عتاب کیا حضرت یعقوب نے عہد کیا کہ اب یوسف کا نام زبان پر نہ لاؤں گا جب یہ نوبت پہنچی تو دل پر ایک صدر عظیم ہونا چاہیہ دستور باندھا کہ بیت الحزن کے دروازے ہو بیٹھے اور گوش بر آواز رہے کہ کوئی یوسف کا نام لے تو مجھے تسکین ہو ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پیغام الہی دیا کہ محل تہمت ہیہاں سے اٹھ کر بیت الحزن کے کونے میں جا بیٹھو کہونکہ اگر زبان نام یوسف سے بندھی تو کان بھی سماعت نام سے روکنا لازم ہونا چاہو کونے میں جا بیٹھے ایک روز کسی شخص نے اپنے بیٹے یوسف کو پکارا سو حضرت یعقوب بے اختیار پکار اٹھے یا اسفی اور قریب تھا کہ یوسف کا نام لیں عتاب محبوب حقیقی یاد آیا تو فریاد سینہ سے نہ نکلنے پائی دل ہی میں رہی اسی کی حرارت نے دماغ کو اتر کیا آنکھیں سفید ہو گئیں پھر تو ایک لولہ شدید ملکوت اعلیٰ میں پڑ گیا اور مغربین ملائکہ نے جناب احدیت میں گزارش کی کہ ایہ کریم اس ضعیف محنت کشیدہ کیا منظور ہر ایہ رحیم جن جن سے تونے یوسف اسکے محبوب کو جدا کیا تھا اپنی عمر نالہ وزاری و گریہ و تہیاری کاٹتا تھا اور نام یوسف لیکر پکارتا تھا کہ فی الجملہ تسکین رہتی تھی تونے وہ بھی بند کیا اب کیونکر شب روز گزارنے اس سے تو موت ہی بہتر ہے اسی وقت جناب احدیت سے ارشاد ہوا کہ ایہ یعقوب میں نے حکم غیرت محبوبیت نالہ و فغان سے منع فرمایا تھا اب شفاعت دل سوختگان محبت ارشاد کرتا ہوں کہ ہر نالہ وزاری کیا کر اور اگر تو فریاد وزاری نہ کرے گا تو بعد تیرے کسی عاشق دل خستہ کو نصرت فرما دے ماوان

زیر سگی سو حضرت یعقوب علیہ السلام نالہ و فریاد کرنے لگے اور بولے انا اشکو شبی و حزنی الی اللہ حقیقت یہ ہے کہ جب تک حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف کے واسطے روتے تھے یوسف بعید ہوتے جاتے تھے اور جب خدا کے واسطے رونے لگے تو اللہ صاحب یوسف کو یعقوب کی طرف کھینچ لائے چنانکہ حضرت یعقوب ایک دن سوتے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت یوسف علیہ السلام آراستہ مجسّم و جمال نظر پڑے تو حضرت یعقوب نے کمال اشتیاق سے دونوں ہاتھ گردن خیال یوسف میں ال کے لافراق

وکلمات اشتیاق بیان فرمانے لگے اسی وقت غیرت محبوب حقیقی نے ناپسند کر کے سیدار کر دیا کہ حضرت یعقوب کے دل پر صد مٹہ عظیم ہو گیا کیونکہ حالت اولے میں کیفیت فراق کی عادت ہو گئی تھی اب صورت وصال ظاہر کر کے پردہ حجاب ڈالنا موجب فتن ہو گیا اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو شہادہ ہوا کہ یعقوب کو اطلاع کر کہ ای یعقوب جب تک تو نے یوسف کو محبوب جانا اگرچہ یوسف زندہ تھا مگر میں نے مردوں کے حکم میں رکھا اور اب تو نے یوسف کی طرف سے نسبت کم کی اور میری طرف آیا تو میں مٹاتا ہوں کہ اگر یوسف مردہ ہوتا تو بھی زندہ کر دیتا جب ایسا خطاب ہوا تو حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ یا نبی اذہبوا فحسبوا من یوسف وانیسوا من روح اللہ انہ لیلیس من روح اللہ الا القوم الکافرون یعنی اے میرے بھائیوں اور تلاش کرو یوسف کی اور اسکے بھائی کی اور نا امید نہ ہو اللہ کے فضل سے بیشک نا امید نہیں اللہ کے فضل سے مگر وہی لوگ جو منکر میں فائدہ اس مقام سے کئی فائدے نکلے اول یہ کہ دوستوں کی یاد اگرچہ غائب بھی ہوں دل سے نہیں جاتی اور ذکر اگر گزارنا جاری رہتا ہوں من حبیبنا ہو اکثر ذکرہ دوستی یہ کہ صاحب مصیبت کو گریہ وزاری جائز ہر وقت کے خلاف نہیں تیسرا یہ کہ محبت بے بلا کے نہیں ہوتی چوتھا یہ کہ خدا سے نالہ وزاری کرنا درست ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ صبر کرد مراد یہ ہے کہ جبر و فرغ اختیار نہ کرو فائدہ حضرات صوفیہ فرماتے ہیں کہ غم و اندوہ حضرت یعقوب کا مفارقت جمال یوسف سے نہ تھا بلکہ اس وقت میں جمال حقیقت سے مجھ سے آسپرونا پٹینا تھا اس واسطے کہ یوسف ما بین جمال حق واسطہ تھے کہ اگر یہ واسطہ نہ ہوتا تو یعقوب کو طاقت و مشاہدہ نہ ہوتی دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ گمان تھا کہ میں اس نور کی کیفیت کو بلا تجاہد دیکھ سکتا ہوں عرض کیا کہ ارنی انظر الیک اور حضرت حق کو بعلم قدیم معلوم تھا کہ موسیٰ کو طاقت دیکھنے کی نہیں ہے سوار شاد کیا کہ لن ترانی مگر پہاڑ کو دیکھ کہ اس پردہ سے دیکھ سکتا ہے اسی طرح حضرت یعقوب کو صورت یوسف پردہ بھی کہ وراسے اسکے جمال حقیقی نظر آتا تھا باجمہ حضرت یعقوب کے بیٹوں نے حکم پر مصر کی طرف ارادہ کیا اور حضرت یعقوب سے پوچھا کہ ہم لوگ مصر کی طرف چلے جاؤ یا آپ کوئی خط بھی عزیز مصر کو لکھیے گا اگر ایک خط بھی ہوتا تو بہتر تھا کیونکہ شاید عزیز مصر ہمارا کہنا سچ نہ جانے تب حضرت یعقوب نے فارض بن بیودا سے خط بزبان عبرانی اس خلاصے سے لکھو یا بسم اللہ یہ خط ہے یعقوب اسرائیل اللہ بن احمق فریح اللہ بن ابرہیم خلیل اللہ کی طرف سے عزیز مصر کو وہ معلوم کرے کہ خاندان عالیشان نبوت و دودمان رسالت پر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ بلا میں بھیجی ہیں اور انواع عقوبات سے آزمائش فرمائی ہے انرا جملہ ہمارے جد ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ پر باندھ کر آگ میں ڈالا انھوں نے صبر کیا

۵  
 خمس اجارہ موت  
 راجعہ انفقہ سناہ  
 عند ان حججہ  
 انفسہ ان فی الا  
 باجا طلبہ نس باجا  
 فی العکس باجا  
 فی الخیر و باجا

کہ اللہ نے اسی آگ کو گلزار کر دیا اور میرے باپ اسحاق علیہ السلام کو اللہ نے ہاتھ بندھوا کر حلق پر چھری چلوائی اور فرمایا انکا آسمان سے بھیج کر بلائے ذبح سے نجات دی اور میں یعقوب کہ ضعیف و ناتوان ہوں و جاہت میں اُنسے کمتر اور بصیرت و بلا میں اُنسے بزرگتر سو میرے ایک بیٹا یوسف نام محبوب تر اولاد میں اسکو پیار کرنا تھا ایک روز اُسکے بھائی علاقائی جنگل میں لے گئے شام کے وقت کرتا خون آلودہ لاکھلایا اور کہا کہ اُسکو بھیر یا کھا گیا اسی دن سے اتنا رویا ہوں کہ آنکھیں جاتی رہیں اور سفید ہو گئیں اور اسی یوسف کا ایک بھائی حقیقی نبیا میں تھا کہ فی الجملہ مجھ کو اُسکے باعث سے تسکین رہتی تھی سو تھوڑے دن ہوئے کہ اُسکے بھائی مصر کو لے گئے تھے اب کہتے ہیں کہ نبیا میں نے بادشاہ کی چوری کی اور گرفتار ہوا یہ بات سنکر فقیر کو رنج ہوا اور عزیزین تجھ کو اطلاع کرتا ہوں کہ اہل بیت رسالت میں کوئی شخص چور نہیں ہوتا سو اُسنے کبھوں چوری نہ کی ہوگی کسی نے اُسپر تممت کی ہے اور تھپیر پسر پوشیدہ ہوگا اور عزیز فرزندوں کے فراق سے سینہ چاک ہوں اور ہر دم اُمّی ہفارت سے غمناک تجھ کو لازم ہے کہ نبیا میں کو روٹی دے اور جلد تر میرے پاس روانہ کرتا کہ میں تیرے واسطے دعاے خیر کروں والا بد دعا کر ڈنگا کہ اُسکا اثر شامت پشت تک تیری اولاد میں رہے گا اور کسی طرح دفع نہوگا و السلام فائدہ اس جگہ سے کئی فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ ہر چیز کے حصول میں سعی و کوشش ضرور ہے جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے کوشش فرمائی کہ آخر کار مطلب حاصل ہوا دوسرا یہ کہ ملامت سے محبت زیادہ ہوتی ہے چنانچہ حضرت یعقوب کے بیٹوں کی ملامت اور حضرت کی زیادتی محبت ظاہر ہے حاجت بیان نہیں تیسرا یہ کہ باوصف مخالفت کے چو بیٹوں سے حضرت یعقوب کی نسبت صادر ہوئی حضرت نے انکو اپنی اولاد سے خارج نہ کیا اور فرمایا یا نبی اس سے معلوم ہوا کہ اگر بندہ اپنے خاوند کا تصور کرے تو وہ بھی بمقتضا سے رحم و کرم بندگی سے نہ نکالے گا فائدہ اگر کوئی مشبہہ کرے کہ نبیا میں کی تلاش مصر کی طرف البتہ درست تھی مگر حضرت یوسف علیہ السلام کو جس طرح تلاش کروایا بعضے جواب دیتے ہیں کہ حضرت یعقوب کو ملک الموت نے مصر کی طرف اشارہ کیا تھا وہی یاد آیا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام اک دن کنعان کی راہ پر گئے تھے یہ خیال کرتے تھے کہ اگر کوئی ملے تو حضرت یعقوب کا حال دریافت کروں دفعۃً ایک اعرابی شتر سو کنعان کی جانب سے آیا اور حضرت سے سلام علیک کی آپ نے جواب دیکر فرمایا کہاں جاتا ہے اُسنے عرض کیا کہ مصر میں ایک کام کے واسطے آیا ہوں بعد انجام اُس کام کے لوٹ جاؤنگا حضرت رونے لگے وہ بولا کہ آپ کس لیے روتے ہیں جو کچھ ارشاد ہو جالاؤن فرمایا کہ اگر حضرت یعقوب سے کنعان میں ملاقات ہو تو کہہ دینا کہ ایک شخص دروازے مصر پر کھڑا تھا اُسنے سلام کہا ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ تمہاری امانت اللہ نے سلامت

رکھی ہو اعرابی نے کہا کچھ نشانی دیجئے تو حضرت یوسف نے ایک نشان کہ متصل نواف کے واقع تھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام اس کو بوسہ دیا کرتے تھے پیرامن شریف اپنا اٹھا کر دکھایا اور فرمایا کہ اگر نشانی طلب کریں تو یہ مقام دکھلا دینا قصہ وہ سوداگر مصر میں اپنے کام سے فراغت حاصل کر کے کنعان میں آیا اور بیت الحمزین میں چلا گیا اس وقت رات تھی حضرت یعقوب علیہ السلام رونے میں مصروف تھے اعرابی نے تسلیم و کوشش عرض کی اور پیغام یوسف مفصل بیان کیا اور وہ نشانی بھی بیان کی اور کہا کہ شاید آپ کا بیٹا ہو حضرت یعقوب نے پوچھا کہ اسکی وضع کیا تھی اعرابی نے اتنا س کیا کہ کلام مصرع بجا ہر برس رقبائے دیار بر سر طبقہ زرین در کمر استپ زری پر سوار بادشاہوں کی طرح راہ کنعان پر کھڑے تھے حضرت یعقوب نے فرمایا کہ یہ پوشاک پیغمبروں کی نہیں ہے بعد اسکے اعرابی نے کہا حضرت میرے اولاد نہیں ہے آپ عافرواؤن حضرت یعقوب علیہ السلام نے اعرابی کی استدعا سے اسکی اولاد کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ صاحب نے اسکو چالیس بیٹے عنایت فرمائے سو یہاں چھتیس یا ستیس برس بھولاراجت وقت موعود آیا اور پڑا تو جلدی سے ارشاد کیا یا نبی اذہبوا حسوا الغرض روئل وغیرہ مع نامہ حضرت یعقوب علیہ السلام جانب مصر چلے اور بعد نماز جمعہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا ایہذا مننا و ابنا الضرو حننا بضاۃ مرخاۃ فادون لنا اللیل و تصدق علینا ان تصدقوا علیہم و عذر پڑی ہے ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی اور لائے ہیں ہم لوہی ناقص سو پوری دے کہو بھرتی اور خیرات کر ہم پر اور اللہ بدلا دیتا ہے خیرات کرنے والوں کو روایت ہے کہ اس مرتبہ سبب قحط کے سارا اسباب گھر کا لگ گیا صرف اون ونبیہ و اسی لائے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کو انکے حال پریشان پر رحم آیا اور عنایت سے حضرت والد بڑھ کر اپنے پاس رکھ لیا اور ترجمان کو درمیان سے دو کر لیا اور تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہو کے کلام کرنے لگے اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ قبل از روانگی اولاد کے حضرت یعقوب علیہ السلام نے نامہ مبارک اپنا ایک قاصد چالاک کے ہاتھ مصر کو بھیجا کہ اسنے بوقت مناسب مصر میں جا کر صدیق علیہ السلام کو دیا حضرت نے پڑھا اور زیر نقاب روتے رہے اور قاصد کو ایک مکان میں باغرازا واکرام اتارا اور خود بدولت خلوت میں جا کر فحشی خاص سے جواب لکھوایا بسم اللہ یہ نامہ ہو عزیز مصر کا جانب یعقوب علیہ السلام حال یہ ہے کہ عنایت نامہ شریف نے شرف صدور یا مغز و ممتاز کیا اور محنت و اندوہ سے جو خاندان نبوت و رسالت سے لاحق ہوئے اور بیخ و غم سے جو کہ مفارقت کرکون سے نسبت بذات شریف ہوئے اپنے اطلاع کلی حاصل ہوئی سو اتنا س یہ ہے کہ چارہ کار ان امور کا صبر ہے آپ صبر فرماؤں جس طرح آپ کے آبا و اجداد نے صبر کیا کہ اسی سے مطلب حاصل ہوگا جس طور سے انکو حاصل ہوا اور اسلام بعد اسکے عرضی کو مٹ کر کے حوالہ قاصد فرمایا اور اسکو بشہ نقیات فاخرہ و انعامات مغز فرما کر کے رخصت کیا اپنے

کنعان میں پہنچا عرفیہ یوسف حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاتھ میں دیا حضرت نے اُسے پڑھوایا اور  
 فحوائے کلام میں تامل کر کے صبر و تحمل میں کوشش فرمائی اور بیٹوں سے فرمایا کہ جانب مصر جاؤ اور بھائیوں  
 تلاش کرو فائدہ اہل تفسیر کو بضاعت فرجاء میں کئی قول ہیں بعض فرجاء بمعنی قلیل بیان کرتے ہیں اور بعض  
 بمعنی کالا سے روی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چند درہم کھوٹے تھے کہ اُسکو مہاجران  
 مصر ناقص جانا کر لیتے تھے اور سبب یہ تھا کہ درہم منقرض بصورت یوسف تھے اور درہم کنعان میں  
 بات نہ تھی اور کبھی متقابل کے نزدیک جتہ انحضرت تھے اور بعض کہتے ہیں کہ شہم و روغن نے گئے تھے اور بعض  
 کہتے ہیں کہ کفش و چرم و پشم لے گئے تھے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ اور پیغمبروں کو حلال تھا سوا  
 ہمارے حضرت صلعم کے سفیان ابن عیینہ سے کسی نے سوال کیا کہ سوا سے ہمارے پیغمبر کے اور پیغمبر پر  
 صدقہ حرام تھا یا نہیں سفیان نے کہا کہ تو نے سنا نہیں و تصدق علینا ان اللہ یجرے المتصدقین ضحاک  
 کہتے ہیں کہ بجز ایک اس سبب نہیں کہا کہ عزیز مصر کو مؤمن نہیں جانتے تھے بالجملہ ہر گاہ کہ برادران یوسف  
 علیہ السلام نے اپنے گھر والوں کی تکلیف وفاقہ کشی بیان کی تو حضرت نے فرمایا اہل علمتم بافعالتم بہت  
 و اخیرہ اذ انتم جاہلون یعنی کچھ خبر رکھتے ہو کیا کیا تھے یوسف سے اور اسکے بھائی سے جب تک کو بچہ نہ تھی  
 یعنی تم جانتے ہو بدی اس کام کی جو تم نے یوسف اور اسکے بھائی سے کیا ہے اور تو بہر حال چکے ہو یا نہیں  
 کیونکہ اسوقت تک سبب جوانی کے جاہل ہو رہے تھے اور سوائے نفس کے مغلوب تھے حقوق پدر  
 و قطع رحم کا خیال نہیں آیا اب عمر تمہاری کہاں کو پہنچی ہے چونکہ یہ کلام حضرت کا برسبیل اجمال و نصیحت تھا  
 کہنے لگے کہ ہم نے کچھ برائی اُن دنوں سے نہیں کی ہے یوسف کو بھٹی یا لیگیا اور غیب میں بعلت زردی ماخوذ  
 حضرت یوسف نے فرمایا تم لوگ پڑھے بھی ہو بولے ہم سب خواندہ ہیں کہا ہمارے پاس ایک کاغذ عربی  
 زبان میں لکھا ہوا ہے اسکا مضمون پڑھ کر سناؤ اور سفیان نے کمال کر دیا یہود نے پڑھا اور بھائیوں سے کہا  
 کہ یہ وہی سفیان ہے جو ہم نے مالک ابن زعر کو لکھا تھا بادشاہ نے کہاں پایا پھر حضرت سے مخاطب ہو کر  
 کہنے لگے کہ یہ قبائل ہے ایک غلام کا جسکو ہم نے بیچا تھا ارشاد کیا کہ اسکی عبارت پکار کر پڑھو یہود نے پڑھا  
 حضرت نے شکر فرمایا اسی مجلس میں تم کہتے تھے کہ یوسف کو بھٹی یا لیگیا اب اسکے خلاف بیان کرتے ہو  
 کہنے لگے حقیقت یہ ہے کہ یوسف ہمارا خانہ زاد تھا اور ہمارا باپ اُسکو دوست رکھتا تھا سو ہم نے اُسکو  
 مالک کے ہاتھ بیچا اور باپ کی تسلی کے واسطے کہہ دیا کہ بھٹی یا لیگیا فرمایا دروغ گورا حافظہ نباشد کیونکہ  
 پہلے میرے سامنے تھے یوسف کو بھائی تبلا یا پھر کہا غلام خانہ زاد تھا اور اول کہا بھٹی نے کہا یا اب  
 کہتے ہو بیچ ڈالا بیشک تم لوگ مجرم ہو تمکو قتل کرنا چاہیے اور تجکو سارا احوال تمہارا معلوم ہونے اپنے

بھائی کے قتل و ہلاک میں بخوبی کوشش کی تھی اور باپ سے بہت جھوٹے بولے تھے یہود نے کہا ایسا بھائی ہم کہتے تھے کہ یوسف کے مارنے کا ارادہ نہ کرو ایک روز انتقام لیا جائیگا اور تم نے نہ مانا اور مجھے تمہارے مارے جانے کا اندیشہ نہیں ہے اپنے باپ کا خیال کہ جب وہ ایسی خبر سنیگا تو مر ہی جائیگا اگر شاہ کو رحم آیا تو بہتر نہیں تو سب قتل ہوئے تب سب بھائیوں نے دست بستہ عرض کیا کہ ہمارا باپ ایک بیٹے کے کم ہونے سے اتنا رویا ہے کہ اسکی آنکھیں جاتی رہیں اگر ہم سب مارے گئے تو زندہ نہیں بچا اگر بادشاہ تو ہمارے باپ پر رحم کر اور ہمیں تو بڑی خطا کی اور عیب میں گر کے رونے لگے حضرت کو جسم آیا کہ آپ بھی رونے لگے اسی حال میں حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کی طرف سے پیغام دیا کہ اب اظہار ہو ان لوگوں پر ظاہر ہوا اور عتاب کو متبدل بنائیت کرو جو کچھ واقع ہوا سب کم تقدیر تھا چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام پر دے سے نکلے اور نقاب چہرہ مبارک سے اٹھایا ان لوگوں نے خوب لحاظ کر کے روئے مبارک پر نظر ڈالی تو خال سیاہ کہ خسارہ شریف پر میراث حضرت سلیم اور حضرت سارہ تھا نظر پڑا اور اسی حالت میں حضرت کو اس معاملہ میں ہی آئی کہ ذرا ان مبارک کھل گئے ان لوگوں نے

پہچانا اور بولے ہاں تک لانت یوسف قال انا یوسف و ہذا اخي قد من اللہ علینا انہ من یتیم و یصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین یعنی سچ مچ تو ہی یوسف کہا میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے احسان کیا ہے البتہ جو کوئی پرہیزگار ہو اور ثابت رہے تو اللہ نے نیکو ضایع کرتا ہے حق نیکی والوں کا حقیقت یہ ہے کہ جیسے تکلیف پڑے اور وہ شرع سے باہر نہ ہو اور صبر کرتا رہے تو بیشک بلا سے زیادہ عطا ہو سکے مانتی ہے فائدہ قرأت عامہ اس آیت کی ہمزہ استفہام ہے اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود مشابہت علیا ہنوز بھائیوں کو یوسف میں تردد تھا یہاں تک کہ خود حضرت نے بیان کیا کہ انا یوسف تھا بھائیوں نے کہا تا اللہ لقا انک اللہ علینا وانا کنا غافلین یعنی قسم ہے اللہ کی کہ البتہ بزرگی دی تجھ کو اللہ نے ہم پر اور ہم تھے چوکے والوں میں یعنی تیرا خواب سچ تھا اور ہمارا مسد بخل پھر یا ہا کہ تخت کے قریب پہنچ کر قدموں سے ہوں حضرت یوسف نے خود اٹھ کر معانقہ کیا اور فرمایا لا تشریب علیکم ایوم یعنی فراموش نہ ہو رحم الامین یعنی کچھ الزام نہیں تم پر آج اللہ بخشے گا اور وہ ہے سب مہربانوں سے مہربان فائدہ اولاد یعقوب علیہ السلام نے ابھی مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام سے آکر کہا کہ امیر عزیز ہمارے پاس بضاعت ایسی ناقص ہے کہ کوئی شخص نہ لےوے گا لیکن تو قبول کر کیونکہ تو کریم ہے اور بضاعت مہیوب کو کریم ہی لیتے ہیں اور اسکی عوض میں شہر کامل دیتے ہیں سو تو ہماری بضاعت ناقصہ قبول کر اور طعام کامل لطف فرما حضرت یوسف نے فرمایا کہ یہ عجیب معاملہ ہے کہ شاع ناقص کا ہمارے کامل طلب کرتے ہو بولے تو غنی ہے

اور ہم فقیر کو بخشیم ہم فقیر سوا غنیہ کریم فقر کو صدقات دیتے ہیں اور کریم ابن الکریم لبضاعت معیوب لیکر بہاے پسندیدہ عنایت فرماتے ہیں اور یہ زمانہ وہ تھا کہ چار سو درم کو بھی ایک صاع گندم نہ ملتا تھا اور بڑے بڑے سوداگر جو سونا چاندی لانے تھے بے نیل مرام واپس ہو گئے تھے اور یہ لوگ اس وقت میں چند درم ناقص کھوٹے کے بدلے دس اونٹ بھر کے گھیون مانگتے تھے لہذا ہر حال کچھ امید حصول مقصد کی نہ تھی مگر عاجزی و شکستگی انکی کہ اذنا لئنا الکیل مقصدی علمینا سے ظاہر ہے اللہ جل شانہ نے پسند فرمایا ہے کہ حضرت یوسف کو رحم آیا آنھوں نے غلام عنایت کیا اور لبضاعت ناقصہ قبول فرمائی اور اپنے دیدار سے مشرف کیا اسی طرح حضرت حق عوٹن خیس مال ذلیل کے مومن کو بہشت پر نعمت عطا فرماتے ہیں کہ ان اللہ شتری من المؤمنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنتہ اور پڑھا ہے کہ نفس دشمن اور مال فتنہ ہو درگاہ لا ابالی کا یہی معاملہ ہے کہ تحفہ باقیس قبول نہیں ہوتا اور پاسے ملخ سورجہ ضعیف کیا جاتا ہے دیکھو ایک بندہ نے تمام روئے زمین سب سے کیے اور سات لاکھ برس سماون میں ناک رگڑی ایک کلمہ انا خیر منہ بول اٹھا آتش قہر نے سب عبادت خاک میں ملا دی اور ارشاد ہوا کہ مجھ کو تیرا نماز و طاعت منظور نہیں ہے اور عبادت باکرم تیری درکار نہیں یہاں سے دور ہو اور دیکھو ایک لڑکھیں درویش شکستہ دل خستہ خاطر نے دوزخ نماز ادا کی خطاب ہوا کہ اے ملائکہ تم گواہ رہو میں اس نماز کے بدلے بہشت سیر نعمت اسکو عطا کروں گا اور یہ اس واسطے ہے کہ لوگ جانیں کہ اس درگاہ بے نیاز میں کسی کی عبادت و طاعت کی احتیاج نہیں ہے صرف ایک سبب بے نیاز لاکھ برس کی عبادت سے محبوب تر ہے اور اسی کا اشارہ ہے انین المذنبین حب الی من تسبیح المقربین اور نظیر اس مقام کی یہ ہے کہ عصات معرقیامت میں بت گنہگار لبضاعتہ فرجہ کنتان دنیا سے بنا برتن بہشت لیجاٹینگے اور بہشت کا سوال کرنے کے حکم ہوگا کہ میری درگاہ میں کیا لائے ہو عرض کرنے کا نماز با غفلت اور زکوٰۃ بامنت اور حج با شہرت اور طاعت باریا پس منادی عصات نذاکر گچا کہ تم جانتے ہو کہ اس طرح کی عبادت سے بہشت میں ملتی ہے بڑے بڑے زاہد خرقہ ہائے عبادت پہننے بیٹھے ہیں اور انھوں نے صرف بطع بہشت عبادت کی ہے نہ بموجب فرمان الہی سوانگو حکم ہوا ہے کہ دوزخ میں جاؤ پھر نکو کیونکر بہشت ملیگی وہ غریب فقیر کیسینگے یا الہی اگرچہ ہماری لبضاعت لائق بہشت نہیں ہے لیکن بمقتضائے داما اسائل فلا تنہر اگر فقیر محتاجوں کو بھی ایک لقمہ خوار کرم سے عنایت کرے تو بعد نہیں اسی وقت ارشاد ہوگا کہ متاع قلیل و ناقص تمھاری منظوری بہشت میں داخل ہو جان اللہ العظیم برادران یوسف نے تخت پرست کے

مستقل جا کر عرض حال کیا اور اپنی شکستگی ظاہر کی حضرت کو رحم آیا گدا یا ان امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 جب عرش مجید کے پاس کھڑے ہو کر بجز واکسار عرض حال کرینگے ارحم الراحمین کہ ہم نہ فرمائیں گے ذمہ  
 فضل اللہ یوتیہ من ایشاء اللہ ذوالفضل العظیم فائدہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے  
 بھائیوں سے معانقہ کیا یہ سنت ابراہیم علیہ السلام تھی کہ ذکر اسکا مفصلاً احوال حضرت ابراہیم  
 کیا گیا ہے اور ہماری شریعت میں بھی معانقہ سنون ہے اور احادیث معتبرہ میں سے ثابت ہے ترمذی  
 ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ زید ابن حارثہ مدینہ میں آئے اور حضرت  
 میرے گھر میں تھے سو زید حضرت کے پاس آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت رسول خدا  
 چل کھڑے ہوئے اسکی طرف برہنہ یعنی بے پادراوڑھے اور معانقہ کیا اور بوسہ دیا عائشہ فرماتی ہے  
 کہ اللہ مارا تیرے عریانا لاقبہ ولا بعدہ یعنی خدا کی قسم میں نے نہیں دیکھا حضرت کو برہنہ ایسے  
 حال میں کہ سیکے استقبال کو اسقدر شوق سے تشریف لیچا ہوں نہ قبل اس سے نہ بعد حضرت  
 شیخ المحیثین محقق دلموی اشعۃ اللغات میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث جواز معانقہ اور تقبیل پر دلیل  
 اور مختار و مقفیٰ ہے کہ معانقہ و تقبیل مسافر سے بلا کر اہل جاہلزی اور ابداد دینے ایوب ابن  
 بشیر سے روایت کی ہے کہ کہا ابو ذر نے کہ جب میں نے حضرت سے ملاقات کی تو حضرت نے  
 مصافحہ کیا اور ایک دن آدمی میرے پاس بھیجا میں گھر نہ تھا کہ میں کو گیا تھا جب میں آیا  
 تو مجکو خبر ہوئی کہ ایک شخص میرے باپ سے کو حضرت کی طرف سے آیا تھا سو میں حاضر ہوا  
 حالانکہ حضرت بیٹھے تھے تخت پر سو حضرت نے مجھے معانقہ فرمایا اور تھا یہ معانقہ جبہ تراوردن  
 معانقہ سے افاصلہ فوق و راحت میں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معانقہ غیر مسافر سے بھی  
 بنا براہمہار محبت و عنایت جائز ہے اسی طرح مصافحہ بھی سنت ہے بخاری اور ترمذی اور ابن ماجہ اور  
 امام احمد نے اپنی تصنیفات میں احادیث مصافحہ باسناد متصلہ بیان کی ہیں کماورد ما من  
 مسلمین یلتقیان فیصافحان الا غفر لہما قبل ان یتفرقا رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ عن براہ  
 ابن عازب وکذا تمام تھی تا کہ بنکیم المصافحہ رواہ احمد والترمذی عن ابی امامۃ فائدہ محققین  
 متاخرین فرماتے ہیں کہ ہر گاہ سنت مصافحہ و معانقہ حالت قدم سفر اور غیر اسکی میں احادیث  
 ثابت ہوا پھر تعین اسکا بروعیہ جیسا کہ بلاد ہند میں راج ہے کہ سوا سٹے جائز نہیں ہے بلکہ جائز  
 اسوا سٹے کہ جو حکم کہ اصل اسکی شرع شریف میں ثابت ہے تو تعین اسکا ایک وقت خاص میں  
 بسبب اسکے کہ وہ وقت اوقات ثبوت اس صل میں مندرج ہے جائز ہوگا اسوا سٹے کہ جب

سنت  
معانقہ و مصافحہ

اصل شجر حمد اوقات میں مشروع ہوئی پس وقت معین بھی ایک فرد اوقات اُس مطلق سے ہوا  
 واسطے تحقق مطلق کے افراد میں اور ظاہر ہے کہ ہر ایک فرد مطلق سے کہ متحقق ہو باعتبار تعیین  
 و تشخیص خارجی کے مانع تحقق اُس مطلق کے نہوگی والا تحقق مطلق فرد میں متنع ہو جائے اور وقت  
 جو شرعاً ممنوع ہے وہ تعیین ہے کہ مانع تعیین مطلق کا غیر اُس معین میں ہو کہ شارع سے تعیین اُسکی ثابت ہوئی  
 اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ مشروع دو قسم ہے مقید و مطلق پس مقید میں رعایت قید کہ شارع نے فرمائی ہے  
 ضروری ہے ہرگز تبدیل اُسکی جائز نہیں بخلاف مطلق کہ رعایت اور خصوصیت وقت اُسہیں جانب  
 شارع سے مرعی نہیں ہوئی بلکہ ہر فرد اُسکی صلاحیت تحقق مطلق کی کھتی تھی تو صحیح یہ ہے کہ مثلاً ایک  
 حکم احکام شرع سے مطلق اوقات میں مشروع ہو مثلاً ایصال ثواب عبادات مالی و بدنی بنا بر  
 نفع اموات پس تعیین اُسکا بروز سوم اگر بلجانا اس بات کے ہو کہ میت قرب اوقات موت میں نسبت  
 ظلمت قبر اور خوشی و رسواں ملائکہ زیادہ تر محتاج بوصول ثواب ہے تو شرعاً مشروعیت اعمال خیر کی  
 مثلاً تلاوت قرآن و ابلاغ صدقات بقید تعیین اسوقت کے مضائقہ نہیں رکھتا ہے اور اگر بلجانا اسکا  
 کہ اس دن عین میں اعمال خیر کا بجالانا روا ہے اور سوا اسکے جائز نہیں تو ظاہر ہے کہ یہ نیت باطل ہے  
 کیونکہ اس صورت میں تشریح شرع جدید کی لازم آتی ہے اور وہ ممنوع ہے قطعاً پس باعتبار اصل مقرر  
 مذکور ظاہر ہوا کہ سعائقہ و مصافحہ بروز عیدین جائز ہے اور مفہوم بدعت سیئہ میں مندرج نہیں ہے اور  
 اس دعوے پر دلیل یہ ہے کہ تذکرہ دو غلط بنا بر نفع و ہدایت خلق جمیع اوقات میں مستحب و مذکور ہے  
 اور تعیین یوم و تاریخ جائز ہے چنانکہ عبد اللہ ابن مسعود نے روزِ پنجشنبہ کو بنا بر عوطہ مقرر فرمایا تھا  
 اور امام بخاری نے ایک باب علیہ اس مسئلہ میں لکھی ہے کہ اذحقہ مولانا تراز علی لکھنوی سلمہ علیہ  
 القصبہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے نوازش و کرم سے بھائیوں کا دل خوش کر دیا تو اب  
 علاج دل نگار پر بزرگوار عاشق ناز سے مصروف ہوئے اور انکا حال دریافت کر کے فرمانے  
 اذہوا القبیسى هذا القوه على وجه ابی بات بصیرا و اتونی بالعلم جمعین یعنی بجاؤ یہ کرتے میرا  
 پس ڈالو منہ پر میرے باپ کے کہ چلا آوے آنکھوں سے دیکھتا اور نے او میرے پاس  
 گھر اپنا سارا روایت ہے کہ پیراہن شریف اپنا حضرت یوسف علیہ السلام نے لاکر بھائیوں کے  
 روبرو رکھا اور ارشاد کیا کہ جو کوئی چاہے لیجانے یہودانے کہا میں اونے ہوں اسلیے کہ کرتے  
 خون آلودہ بھی میں نیکیا تھا کہ اُس سے والد کو بچ ہوا اب خوشی کا کام میرے ہی ہاتھ سے  
 ہونا چاہیے حضرت یوسف نے فرمایا تو ہی لیجا جب یہودا پیراہن لیجانے کو مستعد ہوا تو حضرت

یوسف نے ایک اونٹن آراستہ کر کے حضرت یعقوب علیہ السلام کے واسطے اور دو سو اوقٹ نخل لے کر  
 فاخرہ اہلبیت کے لیے عنایت فرمائے اور بھائیوں کو ایک ایک گھوڑا مرحمت کیا اور فرمایا کہ جلد  
 اہلبیت کو کنعان سے مصر میں لاؤ کہ اس آیش سے بسر کریں ان عرض یہودا پیراہن مبارک سر پر لیکر  
 باشوکت و شان روانہ ہوا اور مصر سے قدم باہر رکھا تو باد صبا نے بوسے پیراہن سے مخام  
 یعقوب علیہ السلام معطر کر دیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حالت وجد میں اگر گھر سے باہر  
 نکل کھڑے ہوئے اور چاروں طرف سے بوسے یوسف سونگھنے لگے حضرت کے پوتوں نے  
 ہاتھ پکڑا کر اہو حضرت اس گھبراہٹ میں آپ کنوئین میں نہ گر پڑیں فرمایا تم مجھ کو چھوڑ دو تو میں  
 دیکھوں کہ یوسف کی بوسے طرف سے آتی ہے کہتے لگے آپ کو کیا ہو گیا ہے حضرت یوسف کا بازو بھی  
 گل گیا ہو گا بوکمان سے آئیگی حضرت یعقوب نے فرمایا یہ نشان یوسف گم گشتہ سید یادیم  
 گزرمصر کنعان بشیری آید ہا با جملہ مسقدر یہودا قریب ہوتا جاتا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام  
 کیفیت وجد زیادہ ہوتی تھی اور اظنال نادانانہ از حقیقت اپنی جبل و نادانی سے اعتراض  
 کرتے تھے یہاں تک کہ یہودانے حاضر ہو کر پیراہن یوسف یعقوب کے ہتھ پیر ڈال دیا کہ آنکھیں  
 کھل گئیں تو حضرت نے فرمایا کہ میں نہ کہتا تھا انی اعلم ما لا تعلمون یہ روایت میں تفسیر میں  
 فائدہ واحدی نے تفسیر وسط میں لکھا ہے کہ جس ہوانے بوسے یوسف یعقوب کو پہنچائی وہ یہ صبا  
 اور اسی سبب سے شعرا اپنے اشعار میں اکثر ذکر اسکا کرتے ہیں کیونکہ یہ ہوا ما بین عاشق و معشوق  
 سفیر ہے اور بھی روایت ہے کہ باد صبا پیغمبروں کی ہوا پہنچانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں  
 نصرت بالصبا و ابک عاد بالیور فائدہ بوسے پیراہن حضرت یعقوب علیہ السلام نے  
 سونگھی اور اولاد کو اسکا شمع نہ پہنچا تو سبب یہ تھا کہ بوسے پیراہن بوسے بہشت تھی کیونکہ  
 پیراہن بہشتی تھا اور حضرت یعقوب اولاد سے خوش نہوے تھے بوسے بہشت انکو طرح  
 نصیب ہوتی اگر کہا جائے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اسی کو س سے کس طرح جانا کہ  
 یہ بوسے یوسف ہی تو جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ  
 پیراہن بہشت تھا راکھ اسکا ہمراہ باد صبا کر دیا گیا کہ اطراف عالم میں منتشر ہوا جب مشام  
 یعقوب علیہ السلام میں پہنچا تو حضرت نے پہچانا کہ یہ راکھ جنت ہے اور یہ راکھ منحصر اس  
 پیراہن بہشتی سے ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے حضرت جبرئیل لائے تھے  
 اور وہ پیراہن نہیں ہے مگر یوسف میرے محبوب کے پاس جب یہ بات معلوم ہوئی تو تیار ہو کر

۱۰  
 انبیا جلد اول  
 کہ جس نے یہ بات  
 دن میں پیراہن  
 لکھی ہے

بول اٹھے کہ میں بوسے یوسف پاتا ہوں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ پیرا میں خاص یوسف کا تھا حضرت ابراہیم والا پیرا میں نہ تھا تو اس حال میں اتنی مسافت سے بوسے یوسف نہ کھنا حضرت یعقوب پیغمبر کا معجزہ تھا فائدہ اسٹریبل شانہ نے جس طرح مرض نایا ہو اسی طرح آنکھی بھی پیدا فرمائی ہو دیکھو آنکھیں حضرت یعقوب کی یوسف کے فراق سے جاتی رہی تھیں انہیں کب بدن کی چیز سے اچھی ہوئیں اگر کوئی کہے کہ یہ بات حضرت یوسف نے کہاں سے جانی کہ پیرا میں آنکھیں ہو جائیں گی جو پیرا میں کو بھیجا جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت یوسف کو از رو سے وحی دریافت ہوا تھا کہ تیرے پیرا میں سے یعقوب کی آنکھیں ہونگی اور صحیح یہ ہے کہ حضرت یوسف کی کرامت تھی اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ وغیرہ محققین نے اس مقام کی یون تقریر کی ہے کہ پیرا میں یوسف بشیر نام غلام کنعان کو لیکھا تھا اور اس شہیر کا معاملہ یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بعد وفات رحیل اپنی بی بی کی ایک لونڈی مع لڑکی کے خرید کی تھی کہ وہ بنیامین کو دودھ پلایا کرتی تھی ایک روز حضرت یعقوب کو خیال آیا کہ اس کنیز کا بیٹا بھی دھن شریک رہتا ہو اس باعث سے بنیامین میرا بیٹا بھونکھا رہ جاتا ہو اسکو لونڈی سے الگ کرنا بہتر ہے سو ایک سوداگر کے ہاتھ چند دہم کو بیچ ڈالا لونڈی سفارت فرزند میں ٹرپنے لگی اور صبح و شام یہ دعا کرتی کہ الہی جیسا یعقوب نے میرے جگر گوشہ کو بے وجہ جدا کر دیا ہو ویسا تو اسکا بیٹا جسکو بہت پیار کرتا ہوا لگ کر دے تاکہ وہ بھی جانے کہ درد جدائی پس ایسا ہوتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ دعائے مظلوم جلد تر قبول ہوتی ہے اور پڑھا ہے کہ یہ عورت نہایت ستم رسیدہ تھی کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعوذ باللہ ممن یفرق بین الدنہ وولدہا سو مجیب الدعوات نے اُسکے دل میں ڈالا کہ تو صبر کر میں یعقوب سے اسکا بلا لیتا ہوں اور ایسی بلا میں ڈالتا ہوں کہ مدت العمر یاد کرے یعنی یوسف کو جو محبوب ترین فرزندان یعقوب سے ہو جدا کر دینگا اور وہ نہ ملیگا جب تک تیرا نور العین جگنو نہ ملے الغرض حضرت یعقوب بھی بلا سے فراق میں مبتلا ہوئے اور بشیر کو تاجر لیکھا اور اپنے پاس رکھنے لگا جب حضرت یوسف عزیز مصر ہوئے تو اُس تاجر نے بشیر کو حضرت کے ہاتھ بیچ ڈالا مگر نہ حضرت کو بشیر کا حال معلوم تھا اور نہ بشیر کو حضرت کا اور چونکہ بشیر آدمی پر لیاقت و فطرت تھا حضرت یوسف نے اسکو عمدہ سفارت پر مقرر فرمایا اور اپنا ستم خاص قرار دیا بلکہ اکثر اوقات خاص امور میں اُسی کو بھیجتے تھے چنانچہ پیرا میں اپنا بھی اُسی کے ہاتھ کنعان کی طرف بھیجا

یوسف سے تڑپنے لگی اور صبح و شام یہ دعا کرتی کہ الہی جیسا یعقوب نے میرے جگر گوشہ کو بے وجہ جدا کر دیا ہو ویسا تو اسکا بیٹا جسکو بہت پیار کرتا ہوا لگ کر دے تاکہ وہ بھی جانے کہ درد جدائی پس ایسا ہوتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ دعائے مظلوم جلد تر قبول ہوتی ہے اور پڑھا ہے کہ یہ عورت نہایت ستم رسیدہ تھی کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعوذ باللہ ممن یفرق بین الدنہ وولدہا سو مجیب الدعوات نے اُسکے دل میں ڈالا کہ تو صبر کر میں یعقوب سے اسکا بلا لیتا ہوں اور ایسی بلا میں ڈالتا ہوں کہ مدت العمر یاد کرے یعنی یوسف کو جو محبوب ترین فرزندان یعقوب سے ہو جدا کر دینگا اور وہ نہ ملیگا جب تک تیرا نور العین جگنو نہ ملے الغرض حضرت یعقوب بھی بلا سے فراق میں مبتلا ہوئے اور بشیر کو تاجر لیکھا اور اپنے پاس رکھنے لگا جب حضرت یوسف عزیز مصر ہوئے تو اُس تاجر نے بشیر کو حضرت کے ہاتھ بیچ ڈالا مگر نہ حضرت کو بشیر کا حال معلوم تھا اور نہ بشیر کو حضرت کا اور چونکہ بشیر آدمی پر لیاقت و فطرت تھا حضرت یوسف نے اسکو عمدہ سفارت پر مقرر فرمایا اور اپنا ستم خاص قرار دیا بلکہ اکثر اوقات خاص امور میں اُسی کو بھیجتے تھے چنانچہ پیرا میں اپنا بھی اُسی کے ہاتھ کنعان کی طرف بھیجا

اور میلان حضرت مولانا محمد ثنا عبد القادر دہلوی قدس سرہ کا بھی اس قول کی طرف معلوم ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مالک ابن زعر لگیا تھا باجملہ بشر پر ابن یوسف علیہ السلام لیکر جانب کنعان روانہ ہوا اور باد صبا نے جناب حضرت خداوندی میں التماس کیا کہ اگر مجھے اجازت و ارشاد ہو تو میں راکھ یوسف علیہ السلام سے دماغ یعقوب علیہ السلام معطر کردن کہ حالت و جب میں فرمانے لگین ع بوسے خوش یار از رو دیوار بلندست حکم ہوا کہ تجھ کو اذن دیا گیا سو اسنے ایک دم میں راکھ حضرت یوسف علیہ السلام شام مفارقت التیام حضرت یعقوب علی بنیاء و علیہ الصلوٰۃ و السلام معطر کر دیا اسوقت حضرت غمگین و حسرت میں اپنے فرزندوں میں جلوہ فرماتے دفعہ و جب میں آگئے اور گویا زبان حال یون گویا ہوئے ۵ مردہ ای دل کہ میجا نفسے می آید کہ زانفاس خوشش بوسے کسے می آید اور اپنے یوتون سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ ای لوگو اب میرا غم جاتا رہا کہ آثار فرحت و سرور نمودار میں بوسے یوسف چارون طرف سے آتی ہے اور دماغ میرا کہ اسکی بوسے آشنا تھا معطر ہو گیا اور یہ بوسے خوش سوا سے یوسف کے کسی نہیں مگر تم لوگ مجھ کو نسبت بخون کر دو گے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ولما فصلت العیر قال ابوہم انی لاجد ریج یوسف لولان تفندون قالوا تا شہ انک نفی ضلالک القدیم یعنی جب جد ہوا قافلہ کہا اسنے باپ نے میں پاتا ہوں بوسے یوسف اگر نہ کہو کہ بوزخا بھٹک گیا بوسے قسم اللہ کی تو ہی اپنی اسی غلطی میں قدیم کی چالیں برس ہو چکے ہیں اور اب تک یوسف کی ملاقات کی امید باقی ہے فائدہ اہل حقیقت فرماتے ہیں کہ وہ بوسے خوش جسے دماغ یعقوب علیہ السلام کو معطر کر دیا وہ نفیہ آئمی تھی کہ تمام عالم کے گرد کئی مرتبہ رات و دن میں چلتی ہے اور مومنوں اور موحدون کے در دل پر آتی ہے اگر سنیہ صافی اور سرد خالی پاتی ہے تو اس میں نزول فرماتی ہے ۵ نفیہ عشق کزان سوی جہان می آید ۶ بشام دلم از عالم جان می آید ۶ تازہ شو ای دل شہ مردہ کہ چون آبجیات ۶ بحر جو بیست کہ سوے توروان می آید ۶ خیز از عقل حس از چار سوی پنج حواس ۶ کہ نگار من ازان راہ چہان می آید ۶ ہچو خورشید ناروے کہ جان ذرہ صفت ۶ از زمین تا بفلک رقص کنان می آید ۶ حیف کاین بے بصر ان کو ردلان بخیر اند ۶ زانچہ در دیدہ صاحب نظر ان می آید ۶ ہجان اللہ یہ عجب بو تھی کہ دارندہ پیراہن کو مطلق معلوم نہوئی اور یعقوب علیہ السلام نے اسی فرسنگ سے سو گھنٹی میرے نزدیک بوسے عشق تھی کہ سوا سے عاشق کے کوئی اس سے آشنا تھا اور یہ بو ہر عاشق کو ہر وقت نہیں آتی مگر جب عشق میں مضبوط ہو اور عشق کی بلائیں اٹھائے دیکھو ابتدا سے حال میں یوسف چاہ کنعان میں نزدیک تر پڑے سے یعقوب کو خبر نہوئی آخر الامر

۵  
انصاف اللہ ہے  
اندر بوسے یوسف  
اور از وی ضلالک القدیم  
از خطاک القدیم  
یوسف تازہ

جب محبت کامل ہوئی تو بوسے یوسف اسی فرسنگ سے آئی اور فرمانے لگے الی لاجدیرج یوسف اور یہی سبب تھا کہ حضرت یعقوب کی اولاد اور اتباع کو اُس بوکی خبر نہ ہوئی کیونکہ بوسے یوسف آتش افروز عشق و محبت تھی اور دل یعقوب سوختہ آس آتش کا تھا سو اُس بو نے اپنے عاشق کو پہچان لیا اور جبکہ عشق سے بہرہ نہ تھا محروم رہے تنہیہ آثار میں وارد ہو کر جو ہوا صبح کو چلتی ہو وہ ہوا اذکار ذاکرین اور استغفار مذنبین کو حضور خالق کبریا میں پہنچاتی ہے اسی کو ریح عشاق بولتے ہیں اور ہوا کئی طرح کی ہے ایک نصیب محبت ہے جبکہ ہوا سے الفت کہتے ہیں دوسری نصیب مجاہدین ہے اُسکو ہوا سے قربت کہتے ہیں تیسری حصہ طبعین ہے اُسکو ریح توفیق نام رکھتے ہیں چوتھی بادِ اناہت ہے کہ تا بسین کو اُس سے فائدہ پہنچتا ہے یا چوین بادندہ ہے کہ ذاکرین کی چاشنی ہے چھٹون ہوا سے صل ہے کہ عارفوں کا لباس ہے ساتون ریح الغم ہے کہ عالموں کا اسی پر مدار ہے نکتہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ریح قمیص لفرمایا ریح یوسف فرمایا اُسکا سبب یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام عاشق تھے اور عشاق کا دستور ہے کہ واسطے کو درمیان سے اٹھا دیتے ہیں اور سوا سے اپنے کسی کو دیکھ نہیں سکتے سو ریح قمیص کہنے میں یہ قباحت تھی کہ قمیص واسطہ ہوا جاتا تھا قصہ شیر مع کرۃ مبارک کنعان کے قریب پہنچا چونکہ ارادہ الہی یہ تھا کہ وفاق و عہدہ فرما دے اور بشیر کی مان کو اول سرور کرے سو جب بشیر داخل کنعان ہوا مان اسکی ایک کنوین پر لباس حضرت یعقوب پاک کر رہی تھی بشیر نے قریب جا کر دولت خانہ یعقوب پوچھا اُس نے جواب دیا کہ یعقوب علیہ السلام سے کیا حاجت ہے وہ کسی سے بات نہیں کرتا کسی کی حاجت نہیں سنا دن رات سو اُسے یوسف کی یاد کے اور کام سے کچھ کام نہیں رکھتا بشیر نے کہا امِ ضعیفہ قصہ سخن کو تاہ کر میں رسول اُسکے بیٹے کا ہون بجائے جلد مکان اُسکا تباد لے کر میں یوسف کا پیرا بن لایا ہوں اُس عورت نے یوسف کا نام سنا تو رونے لگی اور آسمان کی طروت دیکھ کر کہا یا الہی تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تیرا بیٹا اول ملک سو میں ایفا وعدہ کی منتظر رہی اور یوسف کا باپ یعقوب پیرا بن یوسف سے سرور ہوا چاہتا ہے بشیر نے کہا کہ کیوں روتی ہے اپنا حال بیان کر اُس نے تمام قصہ اپنا کہا تب بشیر نے کہا کہ تیرے بیٹے کا کیا نام تھا اُس نے کہا بشیر نام تھا بشیر نے دوڑ کر قد مبسوئی کی اور کہا اے مان میں تیرا بشیر ہوں اور اللہ صاحب کبھی وعدہ خلاف نہیں فرماتے نکتہ امِ عزیمت اللہ صاحب نے اُس ضعیفہ سے وعدہ فرمایا اور اُسکے خلاف نہیں کیا سزا سو من سے وعدہ بہشت و رضاء لقا فرمایا ہے کہ وعد اللہ الذین آمنوا و عملوا الصالحات منهم منفۃ و اجر علیہا پس ہم امید رکھتے ہیں کہ انجامز وعدہ فرماوینگے اور مقصود واصلی اور مطلوب دلی کو پہنچاؤ غرض وہ عورت شدت مسرت سے بیہوش ہو گئی بشیر نے مان کو اسی جگہ چھوڑا اور خانہ یعقوب

علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور خدمت آنحضرت میں پہنچا اور تحیت اور سلام ادا کیا اور پھر  
 یوسف اُسکے منہ پر ڈال دیا حضرت یعقوب نے اُسکو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگا یا فی القور  
 دیکھتے لگے کما قال فلما ان جاء البشیر القاہ علی وجہہ فارتد بصیر قال الم اقل لکم انی املم من قبل  
 ما لا تعلمون یعنی جب آیا بشیر ڈال دیا وہ گرتے حضرت یعقوب کے منہ پر پس اٹھا پھر آنکھوں  
 دیکھتا اور فرمایا میں نے نہ کہا تھا آنکھوں میں جانتا ہوں اُنکی طرف سے جو تم نہیں جانتے  
 یعنی حیات یوسف اور یہ کہ اُنکا سکون ملاو گیا بعد کے حضرت یعقوب علیہ السلام بروایت بعضے  
 بشیر کے منہ کی طرف دیر تک دیکھتے رہے اور فرمایا تو کون ہے اُس نے کہا میں بشیر ہوں نبیا میں کی  
 والی کا بیٹا جسکو آپ نے پہنچ ڈالا تھا فرمایا وا حسرتا علی ما فعلت اور بہت روتے اور ارشاد کیا  
 تیری حاجت کیا ہے اُس نے کہا دنیا کی کچھ حاجت نہیں ہے فرمایا ہوں اللہ علیک سکرات الموت  
 کہا ہوتے علی الغموم والاحزان تب بشیر نے عرضیہ حضرت یوسف علیہ السلام کا گذرانا تو اُسکو  
 آنکھوں سے لگا کر فرمایا الحمد للہ علی نظری فی کتابہ اور مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے والد میرے میں نے  
 یہ ارادہ کیا تھا کہ خود حاضر ہوں لیکن اذن الہی یون ہوا کہ آپ ہی مع عیال واطفال تشریف  
 لاوین اور میں یہ جانتا ہوں کہ آپ سوار ہو کے تشریف لاوین تاکہ قبطنی لوگ حضرت کو بظرف حقاہ  
 نہ دیکھیں اور کوئی شخص آپ کے فقر کی گفتگو نہ کرے والسلام بعد اسکے اسباب کی تفصیل لکھی تھی حال  
 میں ہے کہ بشیر سے حضرت یعقوب نے پوچھا یوسف کا کیا حال ہے اُس نے کہا بادشاہ مصر فرمایا کہ میں  
 ہے کہ میں اسلام فرمایا اب تمام ہوئی نعمت اُسپر فائدہ روایت صحیح ہے کہ پیراہن بوجہ ارشاد الہی  
 بھیجا گیا ہے کیونکہ جس نے پیراہن بھینچے گا ارادہ ہوا ہے اُس نے حضرت یوسف دعا مانگتے تھے  
 کہ یا الہی یعقوب کی آنکھیں جو جاؤں اسی وقت حضرت جبریل نے اُسکے کہا اپنا پیراہن بھینچو  
 آنکھیں ہو جائیں اور پیراہن کے بھینچنے میں یہ سر تھا کہ عادت الہی یون جلدی ہو کہ جس راہ سے  
 غم پہنچتا ہے اکثر اسی راہ سے خوشی دیتا ہے سو یعقوب علیہ السلام کو پیراہن سے غم ہوا تھا کہ  
 جاوے اعلیٰ فیصدہ بدم کذب سے ظاہر ہو خوشی بھی پیراہن سے پہنچائی کہ ازہوا البیضی ہذا  
 سبحان اللہ عجیب پیراہن ہستی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُس نے آتش سوزان سے  
 نجات بخشی اور حضرت یعقوب کو نار حوران سے یہی تاثیر پیراہن ایمان و معرفت میں ہے کہ آتش  
 فاندزگم نار اطلالی اور آتش فرقت کہ کلا انہم عن ربکم یوسدو مجبولوں سے نجات بخشا ہے مسلمان کو  
 چاہیے کہ اس پیراہن کو خوب پستی سے پہنے تاکہ شلیل اللہ آتش دوزخ سے نجات پاوے

اور اسکو معافی سے آوڑ مار کے کہ یعقوب و آرائش فرقت و ہجران سے خلاصی ملے تکلمتہ  
 حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ القاہ علی وجہ فاترہ بصیر اور علی عینہ نہ فرمایا حالانکہ مقصود  
 بینائی چشم اور مطاب نور بصر تھا تا اسکا یہ ہے کہ حضرت یوسف کو چشم پدر سے شکایت تھی کہ  
 بعد یوسف کے اور بھائیوں کو آنکھیں سے دیکھا تھا اور منجھ سے کچھ شکایت نہ تھی کیونکہ یعقوب نے  
 روئے مبارک اپنا دوسرے کے چہرہ پر نہیں رکھا اور یہ تو ظاہر ہے کہ معشوق کو رشک ہوتا ہے  
 لہذا فرمایا القاہ علی وجہ دیکھو اللہ جل شانہ کہ محبوب حقیقی بے پروا ہی فرماتے ہیں وجہ یوسف  
 اے رہبان ناظرہ یعنی کتنے مجھے اُس نے تازے ہیں اپنے رب کی طرف دیکھتے حالانکہ ناظر چشم  
 نہ وجہ اور آنکھ کا ذکر بھی نہیں فرمایا تو گویا فرماتے ہیں کہ ای بندہ مومن تیری آنکھ سے مجھکو شکایت  
 کہ تو نے میرے غیر کو دیکھا ہے لیکن منجھ سے شکایت نہیں کہ اُس نے سوا سے میرے دوسرے کو  
 سجدہ نہیں کیا فائدہ عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ پانچ چیزیں بہشت سے پیغمبروں کے  
 واسطے آئین ایک عصا کہ حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کے واسطے آیا حال اسکا یہ ہے کہ جب  
 حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں آئے تو حشرات الارض اور درندوں نے تکلیف دینا شروع کی  
 کہ حضرت آدم نے جناب الہی میں ناش کی تب واسطے رفع دشمنوں کے حضرت جبرئیل  
 علیہ السلام نے عصا دیا حضرت آدم نے پوچھا کہ یہ سب میرے دشمن کیوں ہوئے فرمایا تمہارا  
 زلت سے پھر حضرت آدم نے جناب الہی میں التماس کیا کہ میں توبہ کر چکا ہوں ارشاد ہوا کہ  
 اس زلت کی بوقیامت تک نچائیگی اور اسی بو سے انکو نفرت ہے پھر وہی عصا دست بہت  
 حضرت موسیٰ علی نبیا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچا کہ معجزہ ہوا دوسری پیراہن ابراہیم علیہ السلام  
 کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ہوا میں پنپایا تھا اسی سے آتش فرود سرد ہوئی بعد اسکے  
 بطور تعویذ اپنے پاس رکھا جب حضرت اسحاق پیدا ہوئے تو انکے گلے میں ڈالا کہ نظر بند نہ لگے  
 اور حضرت اسحاق نے حضرت یعقوب کو دیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کا  
 تعویذ کیا اور حضرت یوسف نے وہی پیراہن اپنے باپ کو بھیجا کہ حضرت یعقوب کی آنکھیں شہری  
 ہوئیں اور نظر آنے لگا تیسری آتش تری حضرت سلیمان علیہ السلام کہ یہ بھی حضرت آدم کے  
 پاس تھی بعد وزلت اتر گئی تھی جب حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوئے تو انکو عنایت  
 ہوئی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انکو پنپائی جو تختہ مادہ عیسیٰ علیہ السلام کہ ربنا انزل  
 علمنا مادۃ من السماء پانچواں وجہ کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کے واسطے بہشت سے آیا

و فریاد بناہ بنج عظیم فائدہ اللہ جل شانہ نے سات چیزوں کو دنیا میں زندہ کیا تاکہ منکرین  
بعث کا شبہہ زائل ہو جائے اول چیز یون کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ سے زندہ فرمایا  
کہ حال اسکا حضرت ابراہیم کے حال میں بیان ہو چکا ہے دوسری حضرت یعقوب علیہ السلام کی  
آنکھیں گئی ہوئیں پھر آئیں کہ اس سے حضرت یعقوب زندہ ہو گئے تیسری حضرت موسیٰ کی آنکھیں  
عائیل کو زندہ کیا چوتھی سامری کے گوسا کو خاک مٹم گھوڑے حضرت جبرئیل سے زندہ کیا کہ  
اسمیں جان پڑ گئی ان دونوں باتوں کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احوال میں کہا جائیگا پھر  
پہلی کو حضرت یوشع کے آب طہارت سے زندہ کیا کہ اسکا بھی ذکر آگے آوگا چھٹوں حضرت عنبر  
علیہ السلام کو سو برس کے بعد زندہ کیا ساتویں اصحاب کف کو بعد تین سو برس کے زندہ فرمایا  
ان دونوں کا مذکور بھی انکے احوال میں کیا جائیگا فائدہ دنیا میں تین چیزیں حضرت یوسف  
علیہ السلام کی سنت ہیں اول طعام نازیشین کہ بادشاہوں میں جاری ہے دوسری خلعت  
تیسری وقت فراغت کے سفر میں اہل خانہ کو طلب کرنا فائدہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ  
فرماتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو نظر پڑنے لگا تو یوسف علیہ السلام کا خط پڑھا اور  
لڑکوں کی طرف دیکھا سب نے سر جھکا لیے اور عرض کرنے لگے کہ یا ابا نانا استغفر لنا ذنوبنا اننا کنا  
خاطین قال سون استغفر لکم ربی انہ ہوا لغفور الرحیم یعنی اے باپ بخشو ہمارے گناہوں کو یہ شک  
ہم تھے جو کہنے والے کہا ہو بخشو او گناہوں کو اپنے رب سے وہی ہے بخشنے والا مہربان تنبیہ اس سے  
معلوم ہوا شفاعت حق ہے اگر درست نہ ہوتی تو یہ لوگ نہ کہتے یا ابا نانا استغفر لنا اور حضرت یعقوب  
علیہ السلام فرماتے سون استغفر لکم ربی اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن انبیاء  
علیہم السلام اپنی اپنی امت کی اور استاد شاگرد کی اور بوڑھا جوان کی اور عالم جاہل کی شفاعت  
کریں گے فائدہ پر ظاہر ہے کہ باپ کو بہ نسبت بھائی کے شفقت لڑکوں پر زیادہ ہوتی ہے سو یہاں  
کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عفو کیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے توقف فرمایا بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو  
حکم ہو گیا تھا کہ تم عفو کرو سو آپ نے بلا تامل عفو کر دیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو اتناک اجازت  
نہونی تھی اور شفاعت بے اجازت ہونہیں سکتی من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ اور بعضے کہتے ہیں  
کہ حضرت یوسف علیہ السلام ختم تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام شفیع اور پر ظاہر ہے کہ شفاعت  
شفیع کی بلا رضامندی خصم کے فائدہ نہیں دیتی اس دلیل سے نکلتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے  
شاید حضرت یوسف علیہ السلام کی اجازت پر ملتوی رکھا ہو چنانچہ شعبی رحم سے روایت ہے کہ حضرت

یعقوب نے بیٹوں سے فرمایا کہ میں یوسف سے دریافت کروں گا اس نے عفو کیا ہوگا تو میں بھی خدا سے دعاے بخشش چاہوں گا کذافی العالم اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے وقت خاص پر دعا کو سوتوں رکھا تھا جیسے وقت صبح یا یوم جمعہ چنانچہ اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ حضرت یعقوب نے تاخیر دعا کی سخر تک فرمائی تھی کہ اس وقت میں بقتضائے بل من داع فاستجب لہ عاقبول ہوتی ہے چنانچہ جب وہ وقت آیا تو حضرت یعقوب نے بعد نماز صبح یون دعا فرمائی اللہم اغفر لی جزع علی یوسف وقلۃ صبری عنہ و اغفر لاولادہ و امی ما اتوا علی اخیم یوسف اسی وقت وحی ہوئی کہ غنم تک ولیم جمعین اور عکرمہ سے روایت ہے کہ تاخیر دعا کی بیلۃ الجمعۃ تک فرمائی تھی اور طائوس کے نزدیک شب عاشورائے منتظر تھے اور تحقیق یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام وحی الہی کے منتظر تھے جب وحی میں اجازت ہوئی تب دعا فرمائی اور اپنے نفس کو شریک گردانا کہ اللہ نے آنجناب کی برکت سے بیٹوں کو عفو کیا اور ایک روایت ہے کہ یو دا وغیرہ حضرت یوسف و یعقوب سے عرض کرنے لگے کہ تمہارے گناہ عفو کیے لیکن اگر خدا نے نہ بخشا تو اس عفو کا کچھ فائدہ نہوا تب دونوں بیغیر ترحم کر کے رو بقبلہ کھڑے ہوئے اس طرح کہ حضرت یعقوب امام انکے پیچھے یوسف اور عقب انکے روئے وغیرہ امام نے مغفرت مانگی اور مقتدیوں نے آمین کہا اس طرح بیس برس دعا کی مگر قبول نہ ہوئی تو سخت بیطاقت ہوئے اور بہلاکت پہنچے حضرت جبریل نے مجیب الدعوات کی طرف سے پیغام دیا کہ دعا تمہاری قبول ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب دیکھتے تھے کہ توبہ کون کی حقیقی ہے یا نہیں جب ظاہر ہوا کہ حقیقی ہے تب دعا مانگی اور آیت قرآنیہ سے ظاہر ہے کہ توبہ فرزند ان یعقوب کی حقیقی تھی کیونکہ چار طرح سے توبہ حقیقی ہوئی ہے اول تو گناہ پر بہت نادم و لپشیمان ہونا سو یہ بات ان کا ناخاطمین سے ظاہر ہے دوسری اپنے گناہ کا اقرار کرنا سو لفظ ذنوبنا سے پیدا ہے تیسری استغفار وہ بخوبی ہویدا ہے چوتھی شفیق گردانا سو استغفر لنا سے روشن ہے القصہ بعد وصول پر امین حضرت یعقوب علیہ السلام نے قصد سفر مسم فرمایا اور سہاب مسافت درست کر کے جمع کیا خالد یوسف علیہ السلام و دیگر اتباع و اولاد و احفاد کہ مجموعہ روایت صحیحہ بئیر و بروایت مسروق ترائونے آدمی تھے روانہ ہوئے جب بعد طر نمازل متصل مصر کے پہنچے تو یو دانے باذن یعقوب علیہ السلام پیش پیش جا کے حضرت یوسف علیہ السلام کو اطلاع کی کہ پدر نبرگوار عاشق زار تمہارے مع اتباع و اولاد تشریف لاتے ہیں انیس عاشقین میں لکھا ہے کہ یہ خبر سنا کر حضرت یوسف علیہ السلام نے مکہ ریان سے کہا کہ میرے والد ماجد مدظلہ العالی تشریف لاتے ہیں اگر اجازت ہو تو میں انکے استقبال کو جاؤں بادشاہ نے اجازت دی اور کہا کہ میں بھی انکی پیشوا لی کو تمہارے ہمراہ چلوں گا اور تمام سپاہ

و مقرمان در گاہ و عطا در بار بادشاہ تمھارے ساتھ جائیں معالم التنزیل میں ہر کہ چار ہزار شکر کون  
 حضرت یوسف و ملک تیان بنا بر استقبال برآمد ہوئے تھے لیکن انیس اعاشقین میں ہر کہ باذن بادشاہ  
 حضرت یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ تمام فوج مصر کی بنا بر استقبال حضرت یعقوب علیہ السلام  
 تیار ہو کے چلے چنانچہ سب سوار و پیادے اور امیر و نواب تیار ہو کے مقام معبود پر قائم ہوئے اول  
 تیس ہزار سوار با توڑک و احتشام حضرت یعقوب علیہ السلام کے حضور میں باذن حضرت یوسف  
 علیہ السلام حاضر ہوئے اور سب نے سجدہ تہنیت و تعظیم ادا کیے حضرت یعقوب نے سمجھا کہ یہ لوگ  
 بھیجے ہوئے یوسف علیہ السلام کے ہیں چنانچہ ان کے ساتھ آگے چلے تو تیس ہزار سوار رومی نے  
 تسلیمات اور کورنش عرض کی حضرت یعقوب نے پوچھا تم کون ہو عرض کیا کہ ہم ملازمان یوسف تین  
 پھر آگے بڑھے تو ایک ہزار سپاہی خاص آراستہ بلباس فاخرہ اس مقام پر پہنچے جہاں سے  
 چار کوس مصر رہ جاتا ہے اور وہی پہلا دروازہ مصر ہوا ان ایک جماعت شیوخ دست بستہ واسطے  
 استقبال کے حاضر تھے انھوں نے عرض کیا کہ ہم شفیع یوسف علیہ السلام ہیں کہ ہم حضرت یوسف  
 علیہ السلام نے اس واسطے بھیجا ہے کہ آپ یوسف کے خلاف کو جو ذکر خواب میں ہو گیا تھا سعادت  
 فرمائیں ارشاد ہوا کہ سعادت ہے جب ان سے آگے بڑھے تو سواری یوسف علیہ السلام کی  
 نظر پڑی اسمعیل ترمذی سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام صرف تین لاکھ سوار سے  
 واسطے استقبال کے چلے تھے اور بارہ ہزار حاجب باخیل و حشم آگے آگے جاتا تھا جب حضرت  
 یعقوب علیہ السلام پہلے حاجب سے ملے تو اپنے ٹرکون سے پوچھنے لگے کہ یوسف یہی ہے جو تین  
 عرض کیا کہ یہ تو ایک نوکر ہے یوسف علیہ السلام کا ابھی یوسف کہاں ہیں اسی طرح کے گیارہ ہزار حاجب  
 با توڑک و احتشام استقبال کو آئے کہ ہر مرتبہ حضرت یعقوب نے دفور شوق سے انکو یوسف جانا  
 اور غایت اشتیاق سے جناب الہی میں متمس ہوئے کہ یا الہی یہ حاجب کہاں تک رہینگے میرا  
 یوسف کہاں ہے کہ میں اسی کے دیکھنے کو آیا ہوں مجھ کو ان حجابوں سے دور رکھ اب میرے یوسف کو  
 دکھلا دے قطعہ آیرم ہلام زندان ہجر + الہی فتد برق برجان ہجر + زدر و جدائی فغان می کشم +  
 تو کوئی زہلو سنان می کشم + بیان تک عنایت الہی سے حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری  
 نظر پڑی تو حضرت یوسف کے داہنی طرف ملک ریان اور بائیں طرف وزرا اور پشت پر امرا اور  
 چتر شاہانہ سر مبارک پر کھنچا ہوا تھا جب نظر حضرت یعقوب کی چتر پڑی تو آپ نے پوچھا یہ کون ہے  
 جسکے سر پر چتر ہے بولے یہ یوسف تمھارا بیٹا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس دولت و کمالت کو پہنچایا ہے

سو تمہارے استقبال کو آیا سو وقت بارہ ہزار نیزہ بردار حضرت یوسف کے تھے  
چنانچہ حضرت یعقوب یہ شوکت دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا ۵ آن گل کہ برا فروختہ  
روئے چین این ست ہشتے کہ زرش ہزار نخبن این ست ۶ اور مرکب سے اتر پڑے اور اپنا ہاتھ گردن  
سیود این ڈال کر تشریف لیچے جب حضرت یوسف نے دیکھا تو بیوہ کو پہچانا پھر حضرت یعقوب کو دیکھا  
اور پیادہ پا ہو گئے اور ریان ابن ولید بھی پیادہ ہوا اور یوسف علیہ السلام ڈور کراپ سے ملے اور  
ایک روایت ہے کہ جب دونوں پیغمبروں کی نظر ایک دوسرے سے ملی تو دونوں سواری سے گریے  
اور زمین پر لٹتے ہوئے باہم ہنستا ہوئے اور لشکر کے لوگ دور سے کھڑے ہوئے تا شاہ دیکھتے  
اور دروازے آسمان کے کھولے گئے اور شاہ دیا نہ جبروتی اور لاہوتی بجنے لگے اور لشکر ملکوت اپنی  
صف آراستہ کر کے مبارکباد دینے کو کھڑا ہوا تو حضرت جبرئیل نے آکر کہا اے یعقوب جانب فلک  
نگاہ کرو حضرت یعقوب نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو فرشتے صفین باندھے کھڑے تھے حضرت یعقوب نے  
پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کیا معاملہ ہے بولے کہ تمہارے رونے سے عرشوں کو سخت ملال و بے چہاری  
آج شادی کی خبر یا کر خوش ہوئے ہیں اور مبارکباد دینے کو آئے ہیں اور نظارہ جمال حضرت یوسف  
علیہ السلام کے آرزو مند تھے سو حسن و جمال سے حیران اور تم دونوں کے ذوق و شوق سے نازان ہیں  
اور بعض اہل تفسیر روایت کرتے ہیں کہ جب وقت دونوں پیغمبروں کا مقابلہ ہوا تو حضرت یعقوب  
علیہ السلام اپنے مرکب سے اترے سو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام  
کہا کہ تم نے کس طرح اپنے باپ کی تعظیم کی اور کس باعث سے تم اول سواری سے نہ اترے حضرت  
یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے اخی جبرئیل جب وقت میں نے اپنے پد بزرگوار کو دیکھا از خود رفتہ  
اور بیوش ہو گیا اس باعث سے تعظیم و توقیر سے غافل ہو گیا اور معالم التزیل اور روضۃ تصفا  
لکھا ہے کہ وقت ملاقات کے حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ تہمت و سلام میں سبقت کروں  
مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حکم الہی منع کر دیا حکمت اس منع کی ظاہر نہیں ہے صرف یہ دلیل سکتی ہے  
کہ ہر گاہ حضرت یوسف علیہ السلام نے نزول مرکب میں سبقت نہ کی تہمت و سلام سے بھی محروم رہے  
مگر امام نجم الدین نسفی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جو کچھ اس باب میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے  
نقل کرتے ہیں محض بے اصل ہے اور فقیر کاتب کے نزدیک اگر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اول سلام  
تو کیا مضائقہ اور کون محذور لازم آتا ہے اس لیے کہ سلام کا یہ آداب ہے کہ پہلے بڑا چھوٹے پر سلام کرے  
اور حاکم رعیت پر اور سوار پیادے پر اور خواجہ غلام پر اور بی بی لونڈی پر اور استاد شاگرد پر اور باپ

بیٹے پر اور ان بیٹی پر چنانچہ ہمارے حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں بسبب نبی بزرگی  
 اول فرشتوں کو سلام کیا اور فرمایا کہ یہ سلام میں نے خداوند سے سیکھا ہے معراج کی رات اول  
 سلام حضرت کورب العزت نے کیا ہے السلام علیک ایہا النبی درجۃ اللہ وبرکاتہ کذا فی صلوة  
 المسعودی اور مناقب العلوم میں ہے کہ اونٹ کا سوار گھوڑے کے سوار پر سلام کرے اور وہ گدھے  
 سوار پر اور وہ پیادہ پا پر اور جو تے والا برہنہ پا پر اور قائم قاند پر بالجمہ حضرت یوسف علیہ السلام  
 ملازمت حضرت یعقوب علیہ السلام سے مشرف ہوئے تو اول حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا  
 السلام علیک یا نبی الاحزان اور یقیناً ثوری سے روایت ہے کہ دونوں معانقہ کر کے روئے  
 اور بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے التماس کیا کہ ای پیر مرہبان  
 آپ میری مناسبت میں اشاروئے کہ آنکھیں سفید ہو گئیں کیا معلوم نہ تھا کہ قیامت میں  
 ملاقات ہوگی فرمایا کہ ای نور العین یہ سب مجھے معلوم تھا لیکن مجھ کو یہ خوف دامنگیر ہوا کہ بتیاید  
 تو بیدار ہو جاوے اور اس سبب سے قیامت کے دن ملاقات ہو بعد ازاں ملک بیان کی  
 ملاقات کرائی تو وہ تندرست ہو اور حضرت یوسف کے اوصاف حمیدہ و افعال پسندیدہ بیان  
 کرتا رہا پھر التماس کیا کہ یہ تمام فوج کے لوگ تمہارے بیٹے کے غلام ہیں اسوقت حضرت  
 یوسف علیہ السلام نے کہا اے خلوامصر انشاء اللہ آئینہ میں داخل ہو مصر میں اگر اللہ نے چاہا  
 تو خاطر جمع ہو لفظ مصر جب منصرف ہو تو اس کے معنی شہر کے ہوتے ہیں کوئی شہر ہو اور اس  
 مقام میں غیر منصرف ہے بسبب تعریف و مائیت و عجم کے اور مراد شہر معین ہے کہ جسکو مصر بن نوح  
 آباد کیا تھا اور حضرت یوسف اس میں عزیز تھے اور یہ جو حضرت یوسف نے فرمایا آئینہ اسکا  
 فائدہ یہ کہ اس شہر میں کوئی شخص بلا وجہ و بلا تخط داخل نہیں ہونے پاتا تھا سو فرمایا تکو بادشاہوں  
 امان ہے بالجمہ پھر ٹھلا یا والدین کو اپنے پاس اور مصر میں داخل ہوئے جب دونوں باطمینان بیٹھے  
 تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اہل مصر کو طلب کر کے پوچھا تم کے لہندی غلام ہو سب کے نام  
 فرمایا کہ میں تم سب کو شکرانہ نعمت ملازمت والدین آزاد کرتا ہوں اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت  
 یوسف نے کس طرح کہا داخل ہو مصر میں حالانکہ داخل ہو چکے تھے اور آشنا کا کیا فائدہ ہے جب  
 دخول حاصل ہو چکا تھا بعض مفسرین جواب میں کہتے کہ حضرت یوسف نے یحییٰ قبل دخول فرمایا تھا  
 چنانچہ جلالین کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آیت میں تقدیم و تاخیر ہے اور  
 آشنا معلق استغفار سے ہے یعنی استغفر لکم انشاء اللہ اور بعض کہتے ہیں انشاء اللہ معلق آئینہ سے ہے

اور مراد یہ ہے کہ مصر میں کفار رہتے تھے اور مسلمان لوگ وہاں بلا امان داخل نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے  
کہا کہ انشاء اللہ تم امان میں رہو گے۔ لہذا قال اللہ اللہ خلق المسجد الحرام انشاء اللہ آمین اور بعض کہتے ہیں  
کہ حرف ان اس مقام میں بمعنی اذہی یعنی اذ شاء اللہ کہ قولہ تعالیٰ وانتم الاعوان ان کنتم منونین کنذا  
فی المعالم فائدہ دینا ہے کہ انشاء اللہ تکلم کیا دوفارے دیکھے اول حضرت اسمعیل علیہ السلام نے  
اپنے باپ سے کہا سبحانی انشاء اللہ من الصابرين انکو اللہ نے باپ سے فرج سے نجات بخشی  
اور فریہ انکا بہشت سے دینا بھجوادوسرے حضرت یوسف نے ادخلوا مصر انشاء اللہ آمین فرمایا  
اسکی برکت سے حضرت موسیٰ دریا سے نیل سے صحیح وسلامت پارا ترے اور کیفیت یوں واقع  
ہوئی کہ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام مع قوم اپنی کے دریا کے کنارے پہنچے دریا نے  
شورش کی خطاب ہوا کہ یہ اولاد یوسف ہیں انھیں کے حق میں یوسف نے کہا ہر ادخلوا مصر  
انشاء اللہ آمین اور برکت اس کلمہ سے کل عقوبات اور آفات سے مامون و مسمون کیے گئے  
یعنی دریا خشک ہو گیا اور فرعون مع لشکر تیجھے آتا تھا وہ ڈوب گیا فائدہ اسی طرح حشر کے  
دن جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام محمود میں کھڑے ہوئے تو آواز آئی  
کہ اعداؤں ان عرصہ قیامت تم کے مملوکات سے ہو وہ بیچارے عرض کرینگے کہ پیغمبر خراؤن  
کی امت اور اسی کے نوٹھی اور غلام ہیں تب جناب کریم سے ارشاد ہوگا کہ میں نے تم سے کون  
عذاب سے آزاد کیا بحرمت البنی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عبدالقادر جیلانی  
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے تخت پر اپنے والد بزرگوار کو اور اپنی  
طرف اور ماں کو بائیں طرف اور بھائیوں کو سامنے بٹھلایا اور سب نے سجدہ کیا اسکا  
اشارہ ہے و رفیع ابوہ علی العرش و خسر والہ سجداً یعنی اونچا بٹھلایا اپنے ماں باپ کو اور سب  
گرے اسکے آگے سجدہ میں محققین مفسرین نے لکھا ہے کہ اگرچہ بٹھلانا تخت کا ذکر میں بسبب  
اعتبار بحال تعظیم مقدم ہے لیکن درحقیقت سجدہ رفیع عرش سے اول و مقدم ہے اور یہی طریق غبت  
تعبیر کہتے ہیں کہ مراد ماں سے اس جگہ خالہ حضرت یوسف کی ہیں جبکا نام لیا تھا اور بعد  
راہیل کے نکاح یعقوب علیہ السلام میں آئی تھیں اور عرف عرب میں خالہ کو مان کہتے ہیں اور  
چچا کو باپ بولتے ہیں یہ قول سدی مفسر کا ہے اور اکثر اہل تفسیر کے قائل ہیں اور امام حسن بصری  
منقول ہے کہ اللہ نے راہیل کو قبر سے اٹھایا اور زندہ کیا تب انھوں نے سجدہ کیا تاکہ خواب  
یوسف پیغمبر کا جھوٹ نہ ہو اور پھر بدستور اتر حیات اُن سے سلب کر لیا کذا فی البکیر و کشف الاستار

اگر کوئی کہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اولاً باپ یوسف کے تھے دوسرے پیر اور بزرگ بننے میں غیر حلیل الشان کہ افضلیت انکی یوسف پر از روئے نبوت بھی ثابت ہے پھر کس طرح حضرت یوسف نے ایسے بزرگ حلیل القدر کا سجدہ کرنا جائز رکھا جو اب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ اللہ کو تھا شکر اعلیٰ وصال یوسف علیہ السلام دوسرا اشکال اور ہے کہ سجدہ سوائے خدا کے دوسرے کو درست نہیں ہے پھر کس طرح مان باپ اور بھائیوں نے یوسف کو سجدہ کیا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ مراد سجدہ سے انخما ہے کہ بھائیوں نے تعظیماً پشت اپنی خم کی جس طرح رسم اعاجم سے اور پیشانی زمین پر نہیں لگائی اور امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ سب نے سجدہ حقیقی کیا تھا مگر تعظیماً و تشریفاً نہ عبادۃ اسوائے کہ مخصوص حضرت حق ہے اور صحیح یہ ہے کہ اُس زمانے میں سجدہ آپس کی تعظیم تھی جیسے فرشتوں نے حضرت آدم کو کیا تھا اب اللہ نے وہ رواج موقوف کر دیا اور فرمایا کہ ان المساجد لہ سو اسوقت میں ایسے رواج پر چلنا ویسا ہی جیسے کوئی اپنی حقیقی بہن سے نکاح کرے اور کہے کہ حضرت آدم کے وقت میں ہوا تھا بالجملہ والدین اور بھائیوں نے سجدہ سے سزا ٹھایا

تو حضرت یوسف نے شرمندہ ہو کر کہا کہ یا ابا تہ اتاویل رو یا بی من قبل قد جہلہا ربی حقاً

وقد احسن بی اذا خرجت من السجن وجاءکم من البدون بعد ان نزع الشیطان بینی و بین

اخوتی بن ربی لطیف لما یشاء انہ ہوا العلیم الحکیم یعنی اے باپ یہ بیان ہے میرے اُس

پہلے خواب کا اُسکو میرے رب نے سچ کیا اور مجھے اُس نے خواب کی جیب مجھ کو نکالا قید سے اور

مجھ کو لے آیا گاؤں سے بعد اُسکے کہ جھگڑا اٹھایا شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں

میرا رب تدبیر سے کرتا ہے جو چاہے بیشک وہی ہے خیر دار حکمتوں والا یعنی اے باپ مجھ کو کیا تو

اور منزلت تھی کہ تمسا پینیر حلیل القدر با عظمت مجھ فرزند ضعیف کو سجدہ کرے مگر یہ ترقیدی تھا

کہ خواب میں نظر آیا اور خواب انبیا کا جھوٹ نہیں ہوتا ہے جس طرح خواب حضرت ابراہیم کا

روح اسمعیل میں راست تھا اور تفسیر کبیر میں ہے کہ شاید یہ سجدہ از قبیل تشدیدات ہو گیا حضرت

یعقوب کو ارشاد ہوا کہ تم نے اوقات عزیز اپنی اضطراب اور قلق میں بفرق یوسف گزرائی کہ

مقصد حاصل ہوا تو اب سجدہ کرو کما قال الامام وکان الاقرب الی السجدۃ من تمام التشدیدات

عجب کارخانہ الہی میں کہ حضرت یعقوب سے اولاد و احفاد جب دخل مصر ہوئے ہیں تو بہتر آدمی

تھے اور نب حضرت موسیٰ کلیم صلوات اللہ علیہ وعلیٰ آسراہل

۱۰ مصر سے نکلے تو سو اسے بوڑھوں اور لڑکوں کے چھ لاکھ پانسو آدمی مقابل تھے اخبار میں وارد ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ عجائب عالم کے بیان کرو تو جبرئیل علیہ السلام نے بعد بیان عجائبات یہ بھی فرمایا کہ بنیٰ عالم میں دو قافلے عجوبہ دیکھے ایک مصر میں آیا دوسرا مصر سے نکلا جو کہ مصر میں آیا وہ تو دن میں آیا اور جو مصر سے نکلا وہ رات کو نکلا اور قافلہ سالار روزوانے قافلے کے حضرت یعقوب تھے اور رات والے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام یعقوب بہتر آدمیوں سے آئے تھے اور موسیٰ چھ لاکھ پانسو سے نکلے اور کہا معاملہ عجیب ہے کہ جو دن میں آئے وہ تو قافلہ طلب تھے کہ یوسف کو تلاش کرتے تھے اور جو کہ رات کو گئے کاروان ہرب تھے کہ فرعون سے بھاگے جاتے تھے فائدہ اہل تفسیر کو مختلف ہے اس امر میں کہ مابینین خواب تا وقت سجد کس قدر مدت گذری بعض اسی برس اور بعض سنہ اور بعض چالیس بیان کرتے ہیں مگر اتفاق ہے کہ چالیس برس کے بعد خواب یوسف علیہ السلام راست ہوا ہے فائدہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے تمام احسانات اللہ کے بیان کیے مگر کنوین کے رہنے اور نکلنے کا حال اور دیگر تکلیفات کا ذکر زبان پر نہ لائے سو اسکی کئی وجہیں ہیں اول یہ کہ ذکر چاہ میں بھائیوں کو بری شرمندگی ہوتی یا اگر بیان فرماتے تو حضرت یعقوب کو ملال تازہ ہوتا اور اسکے خود حضرت یوسف پر وہ لا اثر یہ علیکم الیوم قبل اعمال بھائیوں پر ڈال چکے تھے پھر اس پر دے کو اٹھانا اور انکے اعمال کو کھولنا نشان نبوت کے خلاف تھا دوسری خلاصی چاہ مقدمہ بندگی اور عاجزی تھا اور خلاصی زندان بدرتہ سلطنت و حکمرانی سو اظہار اس نعمت کا ہرگز اس واسطے اسکا بیان کیا اور اسکو بیان نہ کیا کاتب الحروف کتا ہے کہ ارباب کرم کا یہی قاعدہ ہے کہ جب گنہگار کا جرم معاف کرتے ہیں تو پھر اسکو زبان پر نہیں لاتے اخبار میں وارد ہے کہ بروز قیامت اہل بہشت حضرت حق سبحانہ کو سب ناموں سے یاد کریں گے مگر غفور و رحیم و تواب و حلیم نہ کہیں گے اسلیئے کہ یہ چاروں نام گناہ کو یاد دلاتے ہیں اگر ان ناموں سے یاد کریں تو گناہ یاد آوے اور بہشت کی نعمتیں بے لطف ہو جائیں اور حق تعالیٰ جسکو بخشے ہیں پھر اسکو شرمندہ نہیں فرماتے اور ایک وجہ اور بھی ہے کہ اتلا سے چاہ بھائیوں کے مکر سے ہوا تھا وہ سہل تھا اور سب جس مکافات زلت تھا اور سجات اس سے نعمائے عظیم میں تھی اسواسطے اسکا ذکر کیا سو اسکے زندان میں گنہگاروں اور بدکاروں سے مصاحبت رہتی تھی اور چاہ میں صحبت ملائیم اسلیئے چاہ کی مالش نہیں کی قطع نظر ان وجہ سے ایک وجہ بہت خوبصورت ہے کہ چاہ باختیار اسمانی

اور زندان با اختیار خود سوا ہے اختیار کی شکایت کی اور سب خواہش زندان پر نہ لانے کہ زلیخا شرمندہ ہوگی روایت ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے زلیخا کا ذکر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام عرض کیا کہ یہ بات بھی آپ ہی کے سبب سے ہوئی فرمایا کس طرح فرمایا کہ عزیز نے منجھو مالک سے خرید کیا اور اپنا لڑکا بنایا زلیخا نے بھی منجھو لڑکا بنایا اللہ جل شانہ نے نہ چاہا کہ تمہارا بیٹا کسی اور کا لگاؤ تب اسکے دل میں محبت ڈالی اور فساد طبیعت چھا گیا کہ اس میں سب کچھ ہوا بعد اسکے پوچھا عزیز نے تم کو کس طرح رکھا تھا فرمایا کہ شہزادوں اور بادشاہوں کی طرح سے رکھا اور زلیخا کو نوڈیوں کی طرح اس واسطے کہ زلیخا سے میرے حق میں کدیا تھا اگر می مشواہ اور امیدوار ہوں کے میری نسبت بولا تھا کہ عیسے ان سینغنا او تختذہ ولد آتب حضرت یعقوب نے فرمایا کہ عزیز کو تیسے کچھ نفع ہوا جو کہ نفع اور ضرر دونوں میں جانب اللہ ہوتے ہیں وہ عزیز مجھ سے متوقع منفعت تھا سو متوقع منفعت مضرت ہو گئی مگر یہ نفع البتہ ہوا کہ میں نے اسکی خیانت نہیں کی سو بھی بغایت اتھی ہوئی ورنہ اس حالت میں میری طاقت کیا تھی اور ضرر جو اسکو ہو چھا وہ ظاہر ہے کہ میرے سبب اسکا عزل ہوا باجملہ یعقوب علیہ السلام نے بعد ملاقات حسب دستور محبت و وداد سرگذشت فراق و شکر و شکوہ ایام شتیاق بیان فرمائے اور ارشاد کیا کہ ای قرۃ العین اس مدت دراز میں تھے اپنا حال منجھو کیلئے نہ لکھا حالانکہ منزل مسکن میرا معلوم تھا تفسیر کسیر میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب کا ہاتھ پکڑا اور جملہ خزاہین اور دفاہین ملاحظہ کرانے جب خزانے کی تشریف لیگئے تو حضرت یعقوب نے فرمایا ای نور بصر اسقدر کاغذ کی کثرت تھی اور میں ایسا مخزون اور تمکین رہا تھے ایک خط بھی نہ لکھا باوصف اسکے کہ ماہین میرے اور تمہارے ہمگین مسافرتی اٹھم حملے کی تھی اور قافلے آتے جاتے ملتے ہونگے پھر کیوں نہ لکھا حضرت یوسف علیہ السلام کئی صندوق سر مہر کھول کر دکھائے تو وہ سب غرائض سے پرتھے اور ہر ایک کے عنوان پر لکھا تھا کہ من یوسف الی یعقوب حضرت یوسف نے عرض کیا کہ ای پدر بزرگوار یہ سب عرایض میں نے حضور کو لکھے ہیں مگر جب ارادہ بھیننے کا کرتا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام اگر منع کرتے تھے اور فرماتے کہ جلدی مکر و ابتک وقت نہیں آیا ہے کہ حضرت یعقوب کا رنج رفع کیا جائے ای پدر اس باعث مجبور ہو جاتا تھا حضرت یعقوب نے فرمایا کہ سبب منع کا معلوم ہے کیا تھا کہا آپ کو بہ نسبت میرے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے محبت و موافقت زیادہ ہے آپ ہی تہنفسا فرمائیں چنانچہ حضرت یعقوب نے ایک دن مضرت جبرئیل سے پوچھا کہ سبب امتناع کا کیا تھا حضرت جبرئیل نے فرمایا

ای یعقوب جب تھے یوسف کو بھائیوں کے سپرد کیا اور کہا کہ اخاف ان یا کالہ الذئب اس وقت مجھ کو  
 ارشاد ہوا کہ یعقوب سے کہدے کہ تو بھڑیے سے ڈرا اور میرے حفظ و حمایت پر نظر نہ کی تب میں نے  
 حکم دیا کہ یوسف اسی یا چالیس برس سے جدا رہے اور تو اسکی جدائی میں روتا رہے روتیہ  
 کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام عالم متفرق میں تھے جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ ای  
 یوسف میں چاہتا ہوں کہ حقیقت حال دریافت کروں کہ ہم دونوں میں گنہگار کون ہے یوسف نے  
 کہا عاصی میں ہوں کیونکہ میں نے برخلاف حکم آپ کے خواب بھائیوں سے کہدیا اسی کی نشأت  
 یہ بلا پڑی تمکو بھی اسکا اثر پہنچا حضرت یعقوب نے لگے اور فرمایا کہ ای فرزند میں جانتا ہوں کہ  
 گناہ سیری طرف سے ہے جو میں بھڑیے سے ڈرا اور تمہارے بھائیوں پر اعتقاد کیا اور تمکو اُنکے  
 سپرد کر دیا سو یہ غم داند وہ اسی کے سبب سے ہوا اور تمکو بھی اسی شامت سے یہ بلا میں  
 پہنچیں اسی وقت حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ ای یوسف و یعقوب  
 آپ کہ تھے انصاف کر کے گناہ اپنے ذمہ لیا میں نے دونوں کو بری کر کے سب گناہ شیطان پر  
 ڈالا کہ وہ دشمن قدیم تمہارا ہے کہا قال بن بعدان نزع الشیطان نبی و بین احوالی حضرت  
 عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بعد تفضیل حالات و مفارقت  
 حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ میرے پاس قلعے میں تشریف رکھیے حضرت  
 یعقوب نے فرمایا کہ ای محبوب تیرے باپ کی یہ شان نہیں ہے میرے واسطے ایک مکان مختصر  
 علیحدہ چاہیے کہ اس میں عبادت کرتا رہوں سو حضرت یوسف علیہ السلام نے مکان خلوت کا  
 فرمایا بنوایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اس میں رہنے لگے تمام دن روزہ رکھتے رات بھر جاگتے  
 پھر سب بھائیوں کے واسطے علیحدہ علیحدہ گھر بنوادیے صرف نبی میں کو اپنے پاس قلعے میں کھا  
 اور زلیخا رضی اللہ عنہا حضرت یعقوب علیہ السلام سے احکام دین سیکھنے لگین بیانتاک کہ افضل  
 اہل مصر ہوئیں کلمۃ انقصص میں لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام چالیس برس یا چوبیس برس  
 مصر میں رہے اور ہر ایک بیٹے کے بلوہ بارہ بیٹے ہوئے جملہ صالح اور متبع ملت ابراہیم علیہ السلام  
 تفسیر ہارک میں ہے کہ حضرت یعقوب مصر میں چوبیس برس رہے بعد اسکے وفات پائی اور وصیت کردی  
 کہ مجھ کو شام میں حدیث اسحق کے پہلو میں دفن کرنا چنانچہ حضرت یوسف خود تشریف لیگئے اور دفن کر کے  
 مصر میں آئے اور تیس برس اور زندہ رہے اور فرما ہے حضرت نون پیدا ہوئے اور حضرت نون سے  
 حضرت یوشع ہوئے بعد اُنکے فراخند مصر پر مسلط ہوئے اور جو بیٹے کہتے ہیں کہ سب بیٹے حضرت یوسف کے

نبی ہوئے اور حضرت یعقوب نے سب کو فقہ سکھائی اور علم دین تعلیم کیا یہ امر طئی ہر صورت حضرت یوسف علیہ السلام کا نبی ہونا قطعی یقینی ہے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ بعد ایک مدت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ اب تم اپنے اجداد کی زیارت کو ارض مقدس جاؤ کہ انکی ارواح تمہاری مشتاق ہیں سو حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کو بلوایا اور فرمایا کہ اب مجھ کو یہ آرزو ہے کہ میں اپنے بزرگوں کی زیارت کروں یا یہ فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کہ گئے ہیں کہ اب تم بیت المقدس میں جا کر رہو یہاں تک کہ موت آئے یہ حال سنکر حضرت یوسف علیہ السلام بہت روئے اور سبب سفر مہیا کرنے میں مشغول ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو طلب فرما کے وصیت کی جسکا اشارہ سورہ بقرہ میں ہر ام گنتم شہداء اور حضرت یعقوب لموت اذ قال لہمنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الہمک واکہ انما ہمک برہم و اسمعیل و اسحق الہما و احد و نحن لا مسلمون یعنی کیا تم حاضر تھے جسوقت پہنچی یعقوب کو موت جب کہا اپنے بیٹوں کو تم کیا پوجو گے بعد میرے بولے ہم بندگی کرینگے تیرے رب کی اور تیرے باپ دادہن ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق کے رب کی وہی ہے ایک رب اور ہم اسی کے حکم پر ہیں تقاسیر معتمدہ میں لکھا ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے دیکھا کہ میان کے لوگ دین مختلف رکھتے ہیں یعنی بعض بت پرست بعض ستارہ پرست بعض آفتاب پرست بعض آتش پرست ہیں سو اس خوف سے کہ شاید میری اولاد انکی صحبت میں گمراہ ہو جائے وقت وفات کے سب کو جمع کر کے یہ اقرار لیا کہ ملت خفییہ کا یہی نام ہے اور اسلام اسی کا نام ہے پس ادعا اس امر کا کہ حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو یہودیت اور نصرانیت کی وصیت فرمائی ہے اور افرائے محض ہے فائدہ حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت یعقوب کے باپ نہ تھے انکو کیلئے اپنے باپوں میں داخل کیا اور حضرت اسحاق سے مقدم کر دانا جواب اول یہ ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام اگر چہ باپ نہ تھے مگر چچا تھے اور چچا کا شمار باپوں میں متعارف ہے چنانچہ خاتم کو نبیرہ ان کے بولتے ہیں ولہذا حدیث شریف میں وارد ہے کہ الخاتمہ بمنزلہ الام اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ چچا ہمدوش پدر ہے جو سلوک باپ کے ساتھ کرنا چاہیے وہی چچا کے ساتھ چاہیے باقی رہا یہ کہ دادا کو باپ کہنا حقیقت ہے یا مجاز امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مجاز ہے کیونکہ انکی نزدیک بھائی اور بہن حقیقی دادا کے ہوتے ہوئے درشر پاتے ہیں اور امام مالک اور ابو یوسف اور امام محمد بھی اسی کے قائل ہیں اور قول امیر المؤمنین علی مرتضیٰ اور عبد اللہ ابن مسعود اور زید ابن ثابت رضی اللہ عنہم کا انکی دلیل ہے اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حقیقت ہے اسی واسطے

بزرگوارانست یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت

بھائی بہن دادا کے ہوتے ورثہ نہیں پاتے اور دادا سب لیتا ہے اور قول حضرت صدیق اکبر اور  
 حضرت عائشہ صدیقہ اور ابن عباس اور حسن لصری اور طاؤس اور عطار رضی اللہ عنہم کا حضرت امام عظیم  
 کے موافق ہے لیکن اس آیت سے حقیقت ہونا لفظ اب کا جدمین ثابت نہیں ہو سکتا اس واسطے  
 کہ اطلاق آبا اس جگہ پر بلاشبہ مجازی ہے کیونکہ حضرت اسمعیل کا بھی ذکر ہے انقصہ حضرت یعقوب  
 علیہ السلام بعد از وصیت حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمانے لگے کہ تم میرے بعد میرے بیٹے  
 کسی طرح کا کینہ دل میں نہ رکھو اور کسی طور سے بدی نہ کیجو حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کیا کہ  
 سعاد اللہ میں عفو کر کے پھر انکار کر دینگا اور بھی وصیت کی کہ امی یوسف جب وعدہ وصل لڑھی  
 قریب تر پہنچے تو اپنی اولاد سے وصیت کر دینا کہ میرے تابوت کو میرے باپ دادا کی قبروں کے  
 پاس پہنچا دیں بعد اسکے حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت ہوسے اور مصر سے چل کر ارض مقدسہ  
 جان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر تھی پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ ایک قبر کھدی ہوئی ہے اور اس میں  
 فرش مریر کا بچھا ہے اور ایک طائفہ ملکوت اس پر منتظر کھڑا ہے سو حضرت یعقوب علیہ السلام نے  
 پوچھا کہ یہ قبر کس شخص کی ہے فرشتوں نے کہا جو شخص مشتاق بہشت ہو تب حضرت نے فرمایا  
 کہ میں مشتاق ہوں اگر اجازت ہو تو اتروں فرشتوں نے اجازت دی کہ حضرت یعقوب  
 علیہ نبینا و علیہ السلام نے قدم مبارک اس قبر میں رکھا اسی وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام نے  
 جام شربت طہور حضرت کو پلایا کہ وہی شربت وصال ہوا پھر فرشتوں نے غسل دیا اور نماز پڑھی  
 بعضے کہتے ہیں کہ اسی وقت اتفاقاً عیص بھائی حقیقی توام حضرت یعقوب کے بھی بیت المقدس میں  
 آئے اور وفات پائی اور دونوں ایک ہی قبر میں مدفون ہوئے اور عمر دونوں کی ایک سو  
 ستاون یا ایک سو ستیالیس برس کی ہوئی پچاس برس ابلاغ رسالت اور مراسم دعوت میں  
 مشغول رہے تھے کذافی العرائس اور کعب اجبار سے روایت ہے کہ حضرت یعقوب کی دونوں  
 برس کی عمر ہوئی اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوب نے مصر میں وفات پائی  
 حضرت یوسف علیہ السلام نے تجہیز و تکفین کر کے سال کی لکڑی کے تابوت میں چھبہ وقت  
 سنگین میں رکھا اور موافق وصیت حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیت المقدس و پیراہ فرما  
 روانہ فرمایا کہ افرانیم نے بیت المقدس میں حضرت ابراہیم و اسحاق علیہما السلام کے پاس دفن کیا  
 کذافی المعالم اور بعضوں نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام خود بھی تشریف لینگے  
 اور چالیس دن مقبرہ میں رہے بعد اسکے مصر میں تشریف لائے اور اکثر محققین کہتے ہیں

کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام قبور آبا پر پوسنے تو سو گئے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام  
 ایک کڑی زمروی پر بیٹھے ہیں اور حضرت اسمعیل علیہ السلام داہنے اور حضرت اسحاق علیہ السلام  
 بائیں کھڑے فرماتے ہیں کہ اے یعقوب کہہ بھی آہم منتظر ہیں اسی وقت حضرت یعقوب علیہ السلام خوشی  
 بیدار ہوئے اور اپنی اہلی سے ارشاد کیا کہ تو یہ خبر یوسف علیہ السلام کو کر دے پھر ششوں بزرگ الہی  
 مقبرین پھر سے گئے وقت ایک قبر انرا آئی اور ملک الموت علیہ السلام بصورت آدمی تشہیف آئے  
 حضرت یعقوب نے پوچھا تم جانتے ہو یہ کس شخص کی ہے وہ ایک لوت نے کہا یہ قبر اسکی ہے جو عند اللہ  
 بزرگ ہے اور کے کلمہ اسکی ہے کہ ہمارے لئے کہا پچھتے ہیں لیکن بیان نہ کر سکے حضرت یعقوب  
 علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ میری قبر پر لے آنا گاگا کہ دے سو آواز آئی کہ فعلنا ذلک  
 یا ابن اسحاق خیر کہا تو نے اپنی سورت اربعہ ظاہری حضرت یعقوب نے فرمایا تم کون ہو جو کچھ تم  
 صورت سے بہتوں سے ارم چلا گیا میں بلکہ الموت ہوں فرمایا کہ ملاقات کے لیے آئے ہو یا نہیں  
 روج کو کہا زہرا تو ہی لبتا فرمایا مہر ہا ہا ہا اور کیفیت شروع شروع ہوئی اس حال میں  
 حضرت یعقوب نے فرمایا کہ اے عزیز میرے ہونے کی اسانی سے تمقبض کرنا اور لا الہ الا اللہ وہ  
 لا شریک لہ کہ کہ میں حق ہوں حضرت جبریل اور میکائیل علیہما السلام نے غسل دیا کفن پہنایا اور  
 دفن کیا پھر حضرت جبریل نے حکم فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سلام الہی کہا اور یہ خبر بھی  
 پہنچائی اور ناکہ کو ایک فرشتہ نے پکڑ لیا جب شہرت جبریل علیہ السلام خبر کہ چکے تب ناسخ  
 پہنچایا اور اسے بہت الہی زبان خبری میں سلام علیک یا یوسف مگر عرض کیا کہ اے یوسف  
 تمہارے باپ نے سلام کہا ہے قیامت تک کا اور تم سے راضی ہو حضرت یوسف علیہ السلام روئے  
 اور وہ بھی روڈ انور میں دن حضرت نے غم کیا اور فرشتوں نے رسم تعزیت ادا کی اس غم میں  
 حضرت یوسف نے فرمایا رب قدر آیتیں من الملک وعلما منی بن تاویل الاحادیث فاطمہ السموت اولاد  
 نسا ویسی فی الدنیا وراخرة تو فنی مسلما و آقنی باسلمین لینے اے رب تو نے دی مجھ کو حکومت اور  
 سکھایا مجھ کو چھیر باتوں کا اور پیدا کرنے والے آسمان اور زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں  
 اور آخرت میں موت دے مجھ کو سلام پر اور ملنا مجھ کو نیک نخواستوں میں یعنی میں نے علم کامل پایا اور وہ بھی  
 کامل پائی اب مجھ کو شوق ہے اے اپنے باپ دادا کے مراتب کا تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جب وفات ہوگی  
 علیہ السلام پیرستیس برس گذرے اور نوحاے ظاہری اس عالم کے حضرت یوسف علیہ السلام کے  
 غم میں کمال کو پہنچے تو حضرت یوسف نے بھی حق سبحانہ تعالیٰ سے دین اسلام پر موت چاہی

تاکہ نعمت اس عالم کی تمام و کمال حاصل ہو اور مؤرخین نے تواریخ میں لکھا ہے کہ جب زیان ابن ابولسبہ  
کہ بادشاہ مصر تھا بتوفیق الہی اور دعوت حضرت یوسف صدیق نبی علیہ السلام با ایمان مرا تو ایک کافر  
بنی اعمام بادشاہ سے قابوس ابن صعب نام تخت سلطنت پر بیٹھا و رسوم فراغہ و عمالغہ آسنے  
از سر نو جاری کیے یوسف علیہ السلام نے ہر چند ان افعال و اعمال سے نہی فرمائی پر آسنے حکم  
یوسف پر عمل نہ کیا اور نبوت صدیق سے انکار کرنے لگا کہ حضرت یوسف اسکے ایمان سے یا تو سچ  
تب اللہ سے موت کی دعا مانگی اور فرمایا رب تو فنی مسلماً اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضرت  
یعقوب کو دفن کر کے چالیس دن بعد بیت المقدس سے مصر میں آئے تو فرمایا رب تو فنی مسلماً  
فائدہ تفسیر ملک میں اختلاف ہے بعضے بادشاہی حکم اور بعضے حسن و جمال خیال کرتے ہیں اور بعضے  
ملک النسب تجویز کرتے ہیں کہ فوالکریم ابن الکریم ابن الکریم اور اہل دل ملک قلوب  
مراد رکھتے ہیں کیونکہ حضرت یوسف سب دلوں کے محبوب تھے بلکہ حاضرین مجلس صورت دیکھتے  
بیتاب ہو جاتے تھے اور غایب خبر حسن و جمال شکر پڑتے تھے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ ملک خرم  
مراد ہے کہ ہر گاہ یوسف چاہ میں ڈالے گئے تو حشرات الارض و ہوام نے عزت و حرمت کی  
اور کسی طرح کی تکلیف نہیں دی اور بعضے ملک نفس بیان کرتے ہیں کہ لیلیا کے فریب میں نہیں آئے  
اور بصمت الہی محفوظ رہے اور بعضے ملک محبت بتلاتے ہیں کہ زندان عصیان و محنت حبس  
شہوت نفس پر قبول کی اور بعضے ملک نبوت لکھتے ہیں کہ اٹھارہ برس کی عمر میں نبی ہوئے اور  
بعضے ملک آخرت تجویز کرتے ہیں یعنی دیانت و مروت و انسانیت سے اپنے بھائیوں پر فائق ہو  
اور بعضے ملک الجود بیان کرتے ہیں کہ اس کے زمانے میں کوئی شخص اسے زیادہ سخی نہ تھا اور بعضے  
ملک شفقت کہتے ہیں کہ باوجود ثروت و غنا ایام قحط میں خود بھونکھے رہتے تھے تاکہ فقرا و مساکین  
کے حال سے غفلت نہو اور بعضے ملک عدل مراد لیتے ہیں کہ سال قحط میں فقیر و امیر و یقیم و مسافر  
اور قریب و بعید اور اجنبی و شناسا کو برابر جانتے تھے اور امام فخر الدین رازی نور اللہ مرقدہ  
فرماتے ہیں کہ مراتب موجودات تین ہیں یا مؤثر محض ہے کہ اصلاً متاثر نہیں ہوتا و او حضرت اقی ہو  
یا متاثر ہے کہ ہرگز مؤثر نہیں ہوتا وہ عالم اجسام ہے کہ جملہ قابل تشکیل و تصویر میں اور صفات مختلفہ  
اور اعراض متضادہ سے متصف لیکن کسی وجہ سے کئی چیز میں اثر نہیں کرتے اور ایک قسم اور ہے کہ  
من وجہ مؤثر و من وجہ متاثر وہ عالم ارواح ہے کہ خاصیت جو ہر ارواح کی یہ ہے کہ جناب الہی سے  
اثر قبول کرتی ہیں اور لور جلال سے متاثر ہوتی ہیں اور عالم ہی باہم میں قہر کرتی ہیں اور اللہ

تعلق روح کا عالم اجسام میں متصرف و تدبیر ہے اور تعلق بعالم انبیاءت بعلم معرفت پس یہ جو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا رب قد آتی منی من الملک گویا اشارہ تعلق روح بعالم اجسام فرمایا اور یہ جو علمنی من سماویل الاحادیث کہا گویا کنایہ ہر عالم انبیاءت اور تعلق حضرت خالق لایزال سے اور ہر گاہ ان دونوں قسم تعلق کو کمال و نقصان و قوت و ضعف و جلا و خفا میں نہایت نہیں ہے پس روح کو بقدر استعداد بمقدار متناسی ہی اسل فادہ سے کہ عبارت تاثیر و اثر سے ہے حاصل ہو گا نہ کہ مجموع و لہذا جملہ میں متعین ہے اور فرمایا کہ قد آتی منی من الملک و علمنی من تاویل الاحادیث اور یہ جو فرمایا انت و لی فی الدنیا و الآخرة سو حاصل اسکا یہ ہے کہ تو وہ خدا ہے کہ تو نے اصلاح امور دنیویہ کی بعرفان فرمائی اور انجلاح مہمات آخرویہ کی بعرفان اور دنیا و عقبہ میں تو ہی متولی کافی ہوں ہر آدمی کی حاجت نہیں اور مہمات حیات و مہمات میں جملہ مہمات کے واسطے تیری ولایت کفایت کرتی ہے اور ارباب تحقیق فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہے کہ اپنے دوستوں کو بے علت دوست رکھے اور بصدور زلت اپنی درگاہ سے دوزکے اور بعضے کہتے ہیں کہ ولی وہ شخص ہے کہ نفوس دوستوں کو سیاست سے اوب دے اور قلوب راہوں کو بحراست تہذیب عطا کرے اور ولایت حق کی اپنے بندے سے دنیا میں یہ ہے کہ میں اپنی اطاعت پر دلالت فرما دے اور آخرت میں ساتھ رحمت میں رکھے اور دنیا میں مشغول نہ کرے اور عقبی میں مملکت جنت سے معزول نہ فرما دے اور آخرت میں یہ ہے کہ اپنے نور جمال سے سرفراز فرما دے اور بھی دنیا میں دوستی یہ ہے کہ ساک کو ریاضت و مجاہدے میں مصروف کرے اور دوستی آخرت یہ ہے کہ اپنے عاشق کو پر تو انوار سے سرفراز فرما دے اور ثمرہ دوستی کا یہ ہے کہ بندے کو مسلمان مارے اور قاعدہ دوستی آخرت میں یہ ہے کہ اپنے بندے کو بہشت میں داخل کرے اور دوستی ملاوے اور یہ جو حضرت یوسف نے اول شناسے حق حضرت فرمائی اور پھر کہا تو فنی مسلما حقیقت ہسکی یہ ہے کہ ارباب معرفت جب حضرت حق سے حاجت چاہتے ہیں تو اول شناسے الہی کرتے ہیں پھر اپنی حاجت عرض کرتے ہیں سو حضرت یوسف نے اول کہا رب قد آتی منی من الملک و علمنی

من تاویل الاحادیث فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا و الآخرة پھر عرض کیا کہ تو فنی ہسکما اور یہ طلب و غنات مشعر اس بات پر تھی کہ حضرت یوسف کو شتیاق اپنے باپ داؤد کی ملاقات کا ہوا تھا اور حقوق انہی بلا موث بشرط اسلام ممکن نہ تھا اس واسطے اس طرح استدعا فرمائی اور بعضے کہتے ہیں کہ طلب موت نہیں فرمائی بلکہ یوں کہا تھا کہ اذ تو فنی فنی تو فنی مسلما یعنی مقصود یہ تھا کہ جب اجل معہود آوے تو اسلام پر وفات ہو اتقصہ مفسرین و مؤرخین لکھتے ہیں

کہ جب دعا یوسف صدیق علیہ السلام کی قبول ہوئی اور حضرت کو یقین ہوا کہ وفات قریب تر ہو والی ہے تو بھائیوں کو بلا کر و ہتھایا فرمائے اور خطبہ دداع پڑھا اور یہود کو امیر و سردار بنی اسرائیل گردانا اور بنی اسرائیل کو باقیقباد امر و نبی و اطاعت فرمان یہود انا مور فرمایا جب اولاد یعقوب نے وصیت قبول کی تو فرمایا کہ جب تک تم لوگ ملت ابراہیم پرستقیم رہو گے اور متابعت آما و احبادین ثابت قدمی کرو گے تم میں برکت رہیگی مگر میرے بعد حضور کے دنوں کے گزرنے پر ایک بادشاہ شنگا ظالم تھا رہا طلاق و قبط سے مصر میں ہوگا اور دعویٰ ربوبیت کرے گا اور چار سو برس تک اسکو حق سبحانہ فرمان روائی میں فرصت دیگا اور تمام نبی اسرائیل کو اپنی عبودیت و بندگی میں کھینچے گا پھر جب مسکی شوکت نہایت کو پہنچے گی تب اولاد لدای ابن یعقوب سے ایک سفیرین موسیٰ نام سبوت ہو کر اس بادشاہ کو فنا کرے گا یہ اشارہ فرعون کی طرف فرمایا اور بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف نے موت مانگی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وقت موت نہیں پہنچا ہے کیونکہ جب تک تم سے اور تمہارے لڑکوں و پوتوں سے چھ سو آدمی پیدا نہیں ہوئے وعدہ وصال ایفانہوگا لہذا بخاطر جمعی اہل مصر کو دعوت اسلام شروع کی اور چالیس ہزار آدمی قریب حضرت کی اولاد اور حضرت کے بھائیوں کی اولاد میں ہوئے مگر مصر سے دس کون ہر نکل کر خیمہ ڈالا اور رہنے لگے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آئے کہا کہ اسی جگہ ایک شہر آباد کیجئے اور اسکا نام مدینۃ الحرمین رکھیے اور اپنی بود باش یہیں پر اختیار کیجئے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک شہر آباد فرمایا اور اسمین رہنے لگے اس جگہ پانی نہ تھا تب لوگوں نے عرض کیا کہ پانی یہاں سے دور ہے کس طرح بسر ہوگی لہذا حضرت یوسف نے دعا کی کہ حضرت جبرئیل نے حکم کیا ایک نہر دریائے نیل سے مدینۃ الحرمین میں پہنچائی اور بعض کے نزدیک جب وفات قریب تھی تو حضرت نے افرانیم فرزند اکبر سے وصیت فرمائی کہ تابوت ہمارا روئیل میں رکھ دینا اور بن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا کہ جب تک غیب سے آواز نہ آئے دفن نہ کرنا اور وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ جب وفات ہوئی تو افرانیم نے آواز غیب سے سنی کہ یوسف کو بعد تجنیز و تکفین نہر قیوم پر لے جا چنانچہ افرانیم نے ویسا ہی کیا جب تابوت نہر پہنچا تو پانی اسکا دھستے ہو گیا اور ایک قبر طیب تیار ہوئی اسمین تابوت مبارک رکھ دیا اور پانی بدستور جاری ہو گیا اور اخبار الدول میں ہے کہ جب وفات یوسف علیہ السلام کی ایک سو برس کی عمر میں ہوئی تو اہل مصر نے اختلاف کیا بعض ریشیوں نے کہا ہمارے نعلے میں مزار ہو اور بعض نے کہا ہمارے اس دو بیل میں قریب تھا کہ نوبت قتال پہنچے

آخر کار از روئے صلح یہ قرار پایا کہ دریا کے نیل میں دفن ہوں تاکہ اُس پانی سے تمام اہل مصر کو کثرت  
 پینا خیر ایک تابوت سنگین میں رکھ کر وسط نیل میں جانب درنیہ منیت دفن کیا اُس جگہ ایک مسجد بھی ہے  
 اور ایک روایت ہے کہ نبل وفات حضرت یوسف نے خواب دیکھا کہ ایک قافلہ جبل میں آیا ہے وہیں  
 والدین آنجناب بھی ہیں اور میدان میں گشت کر رہے ہیں اور پکارتے ہیں کہ یوسف جلد آہم گئے  
 تلاش کرتے ہیں اسی وقت آنجناب چونک پڑے اور دعا کی تو فنی مسلماً اسی دم حضرت عزرائیل  
 تشریف لائے آنجناب نے آنکو دیکھ کر تبسم کیا اور فرمایا محل محل فانی مشتاق الی زبی اور بھائیوں سے  
 غدر کیا اور یہود کو خلیفہ کیا اور فرمایا کہ میرا تابوت یہاں نہ رکھنا شام میں پہنچا دینا اور جب تمکو  
 یہاں سے نکالنا پڑے تابوت کو ساتھ لیجانا پھر زلیخا کو طلب کیا حضرت جبرئیل نے کہا اس وقت معاف  
 کیجئے ایسا نہو آپ کا دل اُس طرف متوجہ ہو جائے تب پوچھا وہ کہاں ہے فرمایا محراب عبادت میں پڑ  
 روتی ہے اور کہتی ہے اکی میری جان یوسف کی جان سے ملا دے کہ مجکو تاب سفارت نہیں ہے فرمایا  
 اگر مجھے نہ دیکھیگی تو حضرت میں ہسکی حضرت جبرئیل نے کہا اللہ صاحب اُسکو صبر عطا فرماو نیگے بعد  
 اس گفتگو کے حضرت جبرئیل نے سیب جنت دیا اُسکی خوشبو سے حضرت نے وفات پائی تو بھائیوں نے  
 رونا شروع کیا زلیخا ہا ز شکر و شری ہو گون نے کہا صبر کرو یوسف نے وفات پائی زلیخا سنتے ہی ہون  
 ہو گئی کہ تین دن ہوش نہیں آیا یہاں تک کہ اہل مصر نے روئیل میں دفن کیا جب ہوش آیا تو فرار ہو  
 چندے بگریہ وزاری مشغول رہی اور وفات پائی مگر محدثین کے نزدیک زلیخا حضرت یوسف کے سنے  
 وفات پائی تھی چنانچہ کعب احبار سے روایت ہے کہ میں نے بعد فوت زلیخا یوسف علیہ السلام نے وفات  
 پائی اور اسی وقت سے آنجناب نے تبسم نہیں فرمایا اور تفسیر کہیں میں حضرت امام حسن علی آباء علیہ السلام  
 سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر فرماتے تھے کہ یوسف ہفتہ سالہ تھے جب چاہ میں ڈالے گئے اور  
 اسی برس رقیہ و حبس حکومت میں رہے اور بعد ملازمت بدر بند گوارتیس برس اور زندہ رہے  
 اس حساب سے عمر شریف اکیسویں برس کی ہوئی کہ انی العزائیں اور محمد ابن اسحاق کے نزدیک  
 ایک سو اٹھارہ برس کی عمر ہوئی اور توحید میں ایک سو دس برس کی لکھی ہے کہ انی اخبار الدول اور  
 بعضے سو برس اور بعضے اکیسویں برس بھی بیان کرتے ہیں اور کلبی کے نزدیک ایام فراق بائیس برس  
 اور عبد اللہ ابن عباس شہرہ برس فرماتے ہیں و بقول سدی ابن یحییٰ شتر و بقل حسن بصری اور ایک  
 جامعہ تابعین اسی برس مگر سلمان فارسی و اکثر علماء فرماتے ہیں کہ زمان ہجران و فراق چالیس برس تھا  
 اسی قول پر اہل تاریخ کو اعتماد ہے و بروایت صحیح ثابت ہے کہ حضرت یوسف نے سات برس کی عمر میں خواب

دیکھا اور سترہ برس کے تھے کہ بلاے چاہ میں مبتلا ہوئے اور اسی برس کی عمر میں وحی ہوئی اس طرح  
 ولسنکم بامرہم ہذا وہم لایسعدون یعنی تو بتا دیکھا انکا یہ کام اور وہ نہ جانیکے معجزات و خوارق انجما  
 اکثر تھے از انجملہ تعبیر رویا و خواب ہوا از انجملہ حب قابوس ابن مصعب بادشاہ کو بروایت کسی اور  
 سردار کو دعوت ایمان فرمائی تو اسنے کہا اگر یہ درخت خشک ہر سبز ہو جائے تو ایمان لاؤن حضرت نے  
 دعا فرمائی کہ وہ درخت ہر سبز ہو گیا اور اسنے برگ درخت بھی بزرگ گوناگون ہو گئے از انجملہ ایک  
 لڑکا کسی امیر کا اندھا ہو گیا بلکہ صحیح یہ ہوا کہ اندھا مادر زاد تھا اسنے وقت دعوت ایمان کہا اگر یہ مینا  
 ہو جائے تو ایمان لاؤن حضرت یوسف نے دعا فرمائی وہ مینا ہو گیا اور پیشہ حضرت یوسف کا  
 لڑکپن میں تجارت تھا یعنی اپنا مال امینون کو سپرد کرتے تھے اور نفع میں شریک ہوتے تھے اور جب  
 وزیر مصر ہوئے تو سوائے اداسے مراسم وزارت کسی اور حرنے میں مشغول نہ ہوتے تھے اہل تاریخ لکھتے  
 کہ بعد وفات آنجناب مصر میں دین و آئین کا فساد برپا ہوا اور سحر و کھانت نے رواج پکڑا اور سباط  
 حضرت یعقوب علیہ السلام میں سلاطین مفسدین ظاہر ہوئے تب اللہ جل شانہ نے موسیٰ ابن میشا  
 ابن یوسف کو پیغمبر کیا یہ معاملہ دو سو برس پیشتر از بعثت حضرت موسیٰ ابن عمران واقع ہوا اور اہل  
 کتاب نے گمان کیا ہوا کہ موسیٰ ابن میشا صاحب خضر تھے مگر عامہ علماء فرماتے ہیں کہ موسیٰ ابن عمران تھے  
 کذا فی اخبار الاول والعمدۃ علی الراوی پوشیدہ نہ ہے کہ اکثر اہل تاریخ اولاد حضرت یعقوب کو پیغمبر  
 کہتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ سباط تین سو تیرہ تھے کہ اپنے اجفاد و عقاب کو ہدایت کرتے تھے مگر  
 صحیح یہ ہے کہ سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کے کوئی پیغمبر نہیں ہوا تتبع کتب سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ رؤیل ابن یعقوب کی اولاد چار لاکھ تھے لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیس برس اونچے  
 اور چاس برس سے نیچے شمارہ اولیٰ میں شمار کرانے تو انکے ذریات چھیا لیس ہزار مرد و قتال ہزار ہوئے  
 اور سردار قوم اہل صوری بن سدی تھا اور لشجری اولاد صلبی بھی اسقدر تھی لیکن ذریات بائیس ہزار  
 آٹھ سو سپاہی نکلے اور افسر انہی غیر ابن عمی تھا اور زبانون کے تین بیٹے تھے لیکن ذریات چھ ہزار  
 ہزار چار سو مرد جبار اور بزرگ و افسر آئی آوی خیلون تھا اور لغشالی کے چار بیٹے تھے الازریت  
 ترین ہزار چار سو مرد نکلے رئیس انکا جیراع ابن عبنان تھا اور اشیر کے بھی چار سپہ ہوسے گزرتے  
 اکتالیس ہزار پان سو مرد نکلے اور شریف القوم رحابل ابن عجران تھا اور کاڈ کے چھ فرزند گزرتے  
 اکتالیس ہزار چھ سو چاس مرد ہوئے رئیس انکا یا صاف ارغواہیل تھا اور شمعون کے چار سپہ لیس  
 اعقاب اٹھ ہزار تین سو مرد ہوئے سردار انکا سلوم ابن صوری تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام

دو بیٹے ایک دختر ہوئی مگر ذریعہ بہتر ہزار پانسوم و مقاتل نکلے رئیس القوم شلح ابن عمرو تھا اور  
 کل ابن براصور شریک رئیس تھا اور بیٹا مین کے تیرہ بیٹے ہوئے اور ذریعہ بنتیں ہزار چار سو  
 مرد نکلے شریف القوم عمیرور تھا اور شیوڈا کے پانچ بیٹے ہوئے اور احفاد بہتر ہزار چار سو مرد مقاتل  
 ہوئے حاکم انکا جیشون ابن عمیا تھا اور لادی کے ایک بیٹا ہوا ذریعہ بائیس ہزار ہوئے دار  
 قوم الصافان ابن عنابی تھا اخبار الدول میں ہو کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر میں تشریف  
 لائے تو کل بہتر آدمی تھے لیکن جب حضرت موسیٰ کے ساتھ اولاد اکی مصر سے کلی تو سوائے لڑکوں  
 اور بوڑھوں کے چھ لاکھ پانسو پچتر آدمی تھے اور کل ذریعہ یعقوب ایک کروڑ ایک لاکھ تھے سچ ہر  
 کہ یہ کثرت اولاد کی تمام عالم میں کسی کے نہیں ہوئی واللہ اعلم بالصواب

### تفريخ سیر دوم در احوال حضرت یوسف علیہ السلام

بعض اہل سیر نے حضرت یوسف کو بعد حضرت شعیب اور بعض نے بعد سلیمان کے ذکر کیا ہے لیکن صحیح  
 یہ ہے کہ بعد حضرت یوسف کے تھے ابوعلی ظہری نے مجمع البیان میں لکھا ہے کہ یوسف ابن موسیٰ بن راح  
 ابن روم ابن عیص و بروایت مصعب ابن اخیلیہ السلام اور والدہ شرفیہ انکی دختر حضرت لوط علیہ السلام  
 اور زوجہ مسامہ حمیر بنت اذنا بن یوسف استہوا صحیح اور بعض کہتے ہیں کہ یوسف ابن تاخرا بن موسیٰ اور  
 زوجہ مسامہ ناخیر بنت یثنا بن یوسف علیہ السلام اور عند اکثر یوسف ابن موسیٰ بن عیص اور زوجہ مسامہ  
 ایما بنت یعقوب علیہ السلام اور بعض کے نزدیک یوسف ابن موسیٰ ابن رویل بن یعقوب علیہ السلام  
 وہو غیر صحیح اور اخبار الدول میں ہے کہ آنجناب تھے طویل القامة عظیم الراس مجد الشعر حسن العینین قطع العرق

علیظ الساقین والساعین وکتوب علی ایمنہ الشریفة البتلی الصابرا اور زوجہ آنجناب مانند اپنے  
 جدا مجد کے جن ظاہری و باطنی سے آراستہ تعین انھیں سے حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد ہوئی  
 نہایت صالح و پرہیزگار و مستطاب روزگار شد بل شانہ نے اہل تعینہ کا جو کہ تعلقات جولان سے ہر اور عالی  
 و مشوق و حابہ واقع ہوئی کیا اور اکثر زمین زراعت کو بخشی اور غلام و کنیز خدمت کو عنایت کیے بی بی کو  
 مطیع فرمان بردار کیا اور دو لب و بوشی سواری و شکاری کو مرحمت فرمائے کہ ہر دم و ہر خطہ شکر و سپاس  
 بسر کرتے اور سارنارن نزل یوسف شہر نشینا رضی شام بائیں دمشق و ریلہ لکھا ہے وہب ابن منہ سے  
 معالہ میں روایت ہے کہ اللہ نے حضرت یوسف کو کبریاں اور گائین اور اونٹ سات سات ہزار عنایت کیے  
 اور ہر ایک جانور پر ایک ایک غلام چرانے کو دیا اور ہر ایک غلام کے عیال اطفال و زوزیور و نقد و حبس  
 بکثرت تھے اور حضرت یوسف کو ایسا اخلاق عطا کیا کہ تنور ہمانی کا ہمیشہ گرم رہتا کہ ہر شیم و مسکین

خوان نعمت سے نوالہ فیض حاصل کرتا تھا با اینہم شب و روز عبادت کیا کرتے اور شکر ستم میں مصروف رہتے دنیا کا کام کتر کرتے عقبت کی طرف متوجہ رہتے تین شخص حضرت ایوب کے یاروں میں بڑے بھڑے تھے البتہ نبی و ملیک و صافرا ایک دن اہلس آسمان پر گیا تھا اُسے فرشتوں کو استغفار کرتے ہوئے حضرت ایوب کے حق میں پایا آتش حسد اسکی بھڑکی سوائے دعا مانگی کہ یا الہی ایوب تیرا بندہ صحت و عافیت و کثرت اولاد کے سبب سے حمد میں مشغول ہو اور دفور اموال و ہجوم دو اب و زیادت عبید و اہل شکر میں مشغوف ہو اگر یہ سب نعمتیں اُس سے چھین لی جائیں تو ہرگز شکر و حمد نہ کرے ارشاد ہوا کہ ایوب میرا بندہ مقبول ہو اور عبادت و شکر میں مجھ کو کسی حال میں ہو یا کسی بلا میں مبتلا کیا جائے محاکم امتحان کا کامل العیار نکالے اہلس نے کہا اگر میں اُس پر مسلط ہوں تو امتحان کامل کروں فرمایا سفاقتہ نہیں میں نے تجھے اُسکے ظاہر بدن پر مسلط فرمایا سو وہ مرد و اسی وقت زمین پر آیا اور اپنے اعوان و انصار کو جمع کیا اور پوچھا نکو کچھ طاقت و قوت ہو تو میں تم کو اموال ایوب پھیر پر معین کروں ایک خبیث بولا کہ اگر مجھ کو معین کیجیے تو اسباب و دو اب جلا دون اہلس نے کہا اول اونٹ اور اُسکے چرانے والوں کو سو وہ مرد و گیا اُس وقت اونٹ حضرت ایوب کی چراگاہ میں تھے جسے گھاس پر منہ ڈالا مگر گیا اور چرانے والے مع عمال و اطفال بھی جل گئے صرف ایک اونٹ بچا اُس پر اہلس سوار ہو کر حضرت ایوب کے پاس آیا اور حضرت کا یہ حال تھا کہ تمام دن تین کاموں میں مشغول رہتے تھے نماز پڑھنے میں یا قند دینے میں خواہ محتاج کے کھلانے میں سو اُس وقت نماز میں تھے اہلس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا اونٹ جلا دیے اور چرواہے مار ڈالے صرف میں باقی رہا ہوں حضرت ایوب نے فرمایا الحمد للہ میں اعطانی و میں نزع منی اہلس بولا اللہ نے آگ آسمان سے بھیجی تھی کہ اُسے جلا دیا اس بات سے اکثر حضار مجلس متعجب ہوئے اور بعض عبادت پر طعنہ زن ہوئے اور بعض خدا کو اور بعض ایوب کو بد کہنے لگے اور بعض بولے جسکی عبادت کرتا تھا وہ ناراض ہو گیا ہے حضرت نے فرمایا تم لوگ خوب متجاہد کرو اللہ نے مجھے تنہا پیدا کیا تھا اور تنہا عالم سے اٹھا دیا گیا ہے جو کچھ میرے پاس ہے عاریت و امانت ہے پھر امانت کے دینے میں کیا شکایت ہو بلکہ کمال شکر ہی کہ امانت میں حیانت نہیں ہوئی اور شکر بان کہ تمہیں کچھ سعادت ہوتی تو لباس شہادت تو بھی پہنتا مگر افسوس تو بے نصیب ہے اس بات سے اہلس نہایت ذلیل ہو کر پھر آیا اور اپنے لشکریوں سے کہنے لگا کہ اب کسیکو طاقت ہے ایک دیو بولا کہ اگر میں آواز کروں تو ذی روح کی روح نکل پڑے اہلس نے کہا حضرت ایوب کی بکریاں چرتی ہیں انہیں آواز کی آواز سننے بکریوں کے گلے میں کھڑے ہو کر ایک آواز کی کہ سب بکریاں مگر میں اور چرانے والے کے اُسکے

بیجان ہو گئے اور ابلیس حضرت ایوب کے پاس آیا آنجناب نماز میں مشغول تھے اُسے تفسیر پر پارنیہ پیش کی اور جواب پایا جیسا اول پایا تھا بہت شرمندہ ہوا اور نہایت شرمندہ پھر اپنے یاروں سے کہنے لگا اب بھی کسی کو زور و طاقت ہے ایک عفریت بولا کہ مجھے یہ طاقت ہے کہ جسکے بدن میں ہوا ہو کر لنگ جاؤں وہ جل کر خاک ہو جائے ابلیس نے کہا حضرت ایوب کے کھیت اور فراغین کو جلا دے تاکہ اُسکا اطمینان قلب باقی نہ رہے چنانچہ اُس مردود نے کھیت وغیرہ جلا دیے کہ نہ کھیت کا نشان رہا نہ کھیت والوں کا پھر ابلیس ایک نوکر کی صورت بن کر آیا اور حضرت ایوب کو نماز میں مشغول پایا بعد فراغت اُس طرح تاسف کر کے احوال کہا حضرت نے وہ ہی جواب دیا جو کہ اول پایا تھا نہایت شرمندہ ہوا اور آسمان پر گیا کہ ایوب کا مال و اسباب کچھ باقی نہیں رہا مگر اولاد سے اُسکو اطمینان حاصل ہے اگر کچھ اولاد پر تسلط نام حاصل ہو تو امتحان کروں کیونکہ یہ نصیبت ایسی ہے کہ انسان اُسکو اٹھا نہیں سکتا حکم ہوا کہ تو اولاد پر تسلط کیا گیا چنانچہ وہ کم نجت زمین پر آیا اور دیکھا کہ دس نفراؤ لاد یعنی سات بیٹے دس بیٹیاں بقول وہب ابن منبہ و بقول صحیح تیرہ یعنی سات بیٹے تھے بقول ابن عباس و ابن ہبیر اور چھ بیٹیاں سوائے اُنکے لونڈیاں وغیرہ اکثر آدمی ایک حویلی میں اپنے کام میں مصروف تھیں اُسے اپنے اُس حویلی کو بلا دیا اور بیچ و بن سے زمین پر گرا دیا کہ سب لوگ اُس میں دب مرے اُس پر ظلم کیا کہ لوگوں سے پیٹ پھرون سے پھاڑ ڈالے اور انکی بہ بیان توڑ ڈالیں مگر ایک بی بی حضرت کی باقی رہیں وہ بھی غم و الم سے بیجان تھیں اور جائیداد وراثت سے پریشان بعد ازاں ابلیس بصورت ایک مرد علم حکمت کے آیا اور تمام حال واقعہ کہنے لگا جب لوگوں کے مارے جانے کا حال کہا تو بتنصاف بشریت آنجناب کی سی قدر رقت آئی وہ مردود اس قدر بے عبری کو غنیمت سمجھا اور جانب آسمان سوانہ ہوا تاکہ فریاد و فریاد کی کیفیت حضرت حق میں التماس کرے مگر حضرت نے فی الفور توبہ فرمائی اور فرشتوں نے قبل سے نچنے شیطان سے نہ امت و توبہ درگاہ لا ابالی میں پہنچائی ناگزیر وہ مردود طاعنی پشیمان ہوا اور کچھ بھی کہ نہ سکا عرض کیا کہ یا الہی ایوب کا دل ہلاکت مال و اولاد سے بھی نہ ٹوٹا کیونکہ اُسکو تیری عنایت و کرم پر تمکین ہے اور جانتا ہے کہ پھر مانی اولاد تیری عنایت مل سکتا ہے اب یہ درخواست ہے کہ کچھ ایسے جسم مبارک پر تسلط حاصل ہوا تھا کہ سوا زبان و دل کے تمام جسم پر تسلط پانا تھا ہر کسبجان اللہ جسم کو صابرون کے حق میں عبرت گروانا اور زبان و دل کو اپنی یاد و انزال رحمت کو بچایا پھر ابلیس میں پر آیا اور حضرت کو سجدہ صلوٰۃ میں پایا اور کمال سرعت سے زمین میں در آیا اور نفس سمی اپنا آنجناب کے منحرفین میں دم کیا کہ تمام بدن سیاہ ہو گیا و از سر تا قدم چھالے پڑ گئے اور غارش کی شدت سے کھاتے کھاتے تمام جسم کی

کمال گر گئی اور تمام بدن میں کیر سے پڑ گئے اور ایسا لعن غالب ہوا کہ مردم شہر نے شہر سے کمال دیا کوئی دوست آشنا نہ صرف بی بی انکی کہ نعمت میں شریک تھی مصیبت میں بھی حاضر رہی بڑے دوست ابقرن و بلدہ و صافر تھے وہ بھی ملامت کرتے تھے اگرچہ ایمان اپنا تینوں ضائع نہیں کیا لیکن حضرت کو عاصی جان کر توبہ و ندامت کی تعلیم کرتے تھے اور حضرت انکو نضاع فرماتے تھے کہ عالم التذلل میں مذکور میں اخبار الدول میں ہے کہ اس سال میں آنحضرت فرماتے تھے

اللهم ان کان ہذا رضاک فشدہ وان کان من تخلفک فاعفر حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام سات برس سات شہر مزلیہ بنی اسرائیل پر پڑے رہے اور کوئی شخص سوائے مسماۃ رحمہ کے نزدیک نہ آیا وہ غریبہ اس بلا میں بھی اوقات بسر کرتی تھی اور دیونہ کے سے شب و روز کاٹتی رہی جب حضرت ایوب شکر خدا کرتے تو یہ بھی الحمد للہ علی ما کنتی اور حضرت ایوب اس مصیبت میں بھی کسی دم ذکر حق سے غافل نہ تھے جوع و فرح کا تو ذکر کیا اہلبیس یہ حال دیکھ کر مضطرب ہوا اور شور مچایا اسکے یاروں نے سبب پوچھا کہا یہ عجب بندہ خدا ہے کہ باوجود اس طرح کی بلاؤں کے صابر و شاکر ہے بلکہ ہر وقت ذکر ہے سو اب تم میری مدد کرو شاکر دون نے کہا وہ مکر و فریب آپ کے کیا ہوئے کہ جس سے بڑے بڑے عقلا ہلاک ہوئے بولا اس شخص کے کو بڑ کوئی داؤ نہیں چلتا اور سچ تو یہ ہے کہ بعض باتیں فراموش ہیں ایک شاکر دبو لا کہ وہ مکر کمان گیا جو حضرت آدم کے خروج کا سبب واقع ہوا تھا اہلبیس نے کہا انکی بی بی کی سازش میں کام چلا تھا کہا کہ اب بھی بی بی موجود ہے سو اہلبیس خوش ہوا اور اس عقیقہ کی خدمت میں آیا وہ ستم رسیدہ صابر دیونہ گری کو اٹھی تھی اہلبیس نے کہا تمہارا شوہر کمان ہے فرمایا یہ ہے اور کیفیت مرض کی بیان کی وہ کم نخت اس کلام کو محل بے صبری پر کر کے جزع سمجھا اور سو سے پرستہ ہوا اور کہا کہ یہ بیماری سنج نہوگی بلکہ ایوب کی خوبصورتی اور جوانی پر نہایت افسوس ہے اور مال و اسباب کتنا ہو جانے پر بٹا رنج ہے اس کلام پر وہ بیچاری رونے لگی اب اس کم نخت کو امید پیری سو فی الفور ایک کچھ گوسفند کپڑے لایا اور کہا اگر ایوب اسکو میرے نام پر ذبح کرے تو صحت پائے اس بلا کشیدہ نے بامید صحت لے لیا اور حضرت ایوب کے پاس آئی اور کہا اب نوبت بجان ہے اس گوسفند کو ذبح کر تو صحت ہو جائے حضرت نے فرمایا شاید تیرے پاس شیطان آیا تھا دم دے گیا افسوس انہی مدت بلا پر صبر نہ کر سکی اول میں برس مال و اولاد کے نہونے پر صبر کرتی رہی قسم خدا کی جو رحمہ اگر صحت ہوئی تو ستوا تا زیادے مارو گنا کہ تو نے مجھے ذبح بغیر اللہ کا حکم کیا دور ہو میرے پاس نہ آیا کرو اب میں تیرے ہاتھ کی خیر نکھاؤ

باکر چلی آئیں حضرت ایوب تنہا رہے تب سجدہ کر کے دعا کی رب انہی العز و انت ارحم الراحمین  
 یعنی اے پروردگار مجھ کو لگ گیا ہے مقرر اور تو مہربان ہے ارشاد ہوا کہ دعا قبول ہوئی اپنے پیروں کی اٹری  
 زمین میں گر کر حضرت ایوب نے ایک پیر گزرا تو ایک چشمہ آب جاری ہوا اسی میں غسل کیا اور چنگے ہوئے  
 گویا بیاہرتھے بعد ازاں یہاں میں قدم چلے اور دوسرا پیر حکیم آئی گر کر اور دوسرا چشمہ جاری ہوا اسکا پانی پیا  
 تاہم بیماری پٹ سے کل گئی اخبار الدول میں ہے کہ جبہ کے دن صبح کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرئیل  
 علیہ السلام نے پیغام دیا کہ تمکو شفا عطا ہوئی اور مال و اسباب جو فنا ہو گیا تھا عنایت ہوا حدیث  
 شریف میں ہے کہ بعد غسل کے دو جاے جنت سے آئے ایک کو ازاد دوسرے کو چادر کہا اور پہنکر  
 کھڑے ہوئے تو تمام مال و اسباب و اولاد و چند نظر پڑا اور ایک مکان منایت رکافت و آراستہ  
 نشست و برخواست کو طیار ملا اخبار الدول میں ہے کہ وہ چشمہ اب تک جاری ہے اور مشہور ہے کہ جو بیمار  
 اس میں غسل کرتا ہے صحت پاتا ہے بالجملہ ان سب خوارق سے سماء رحمہ کو اطلاع نہیں ہوئی اب خیال آیا کہ  
 بیماری کی بات لائق اعتماد نہیں ہوئی گو ایوب نے مجھے نکال دیا ہے لیکن تنہائی سے خوف ہے کہ درندہ  
 نہ لے گیا ہو خبر لانا ضرور ہے سو مضطر بنا نہ اس مقام پر آئیں تو وہاں نہ ایوب نظر آئے نہ مزید ادھر ادھر  
 تلاش کیا نشان نہ ملا وہاں اور ہی کارخانہ تھا ناچار واپلا ووا مصیبتا سے آشنا ہوئیں حضرت  
 ایوب یہ حال دیکھ رہے تھے آخر کار آنجناب نے پوچھا کیا تلاش کرتی ہے اور کیوں رو رہی ہے وہ جواب  
 میرا شوہر اس مقام پر بیمار پڑا تھا اسی کو تلاش کرتی ہوئی نہیں ہاتھ آتا فرمایا اگر دیکھے تو اسکو شفا  
 کر کے کہا جو چیز دیکھی ہوئی ہے اسے آدمی اکثر نہیں بھولتا غالب تر یہ ہے کہ پہچان لوگی اگر دیکھو گی فرمایا  
 میری طرف تو دیکھو رحمہ نے دیکھ کر کہا جب شوہر میرا جان بھرتا تھا تو ایسا ہی تھا فرمایا میں ایوب ہوں جسکو  
 نے نے بیچ گو سفند کا امر کیا تھا اسنے شیطان کا کہنا نہ مانا تاکہ روایت صحیحہ اور بعض روایت کرتے ہیں  
 کہ جب تین برس بیماری پر گذرے تو شیطان حضرت ایوب کی زوجہ کے پاس آیا اور کہا میں کوئی جن  
 وہ بولیں میں واقف نہیں ہوں کہنے لگا میں خدا سے زمین ہوں لیوب تیرا شوہر آسمان و اللہ خدا کی  
 عبادت کرتا تھا سو میں ناراض ہوا اسی پر میں نے اس بلا میں مبتلا کیا اگر اب بھی مجھے سجدہ کرے  
 تو صحت پاوے اور تمام مال و اسباب و اولاد پاوے اور جو کچھ مال و اسباب وغیرہ فنا ہو گیا تھا  
 دکھلایا اس غمزدہ نے کہا میں ایوب سے کہو گی آخر حضرت ایوب سے یہ حال کہا فرمایا وہ شیطان  
 تھا قسم خدا کی اگر اچھا ہو گیا تو تنہا آزیانے تجھے مار دے گا پھر اسی وقت دعائے ربانی یہ روایت ہے  
 ابن نمبر کی اور بعض کہتے ہیں کہ ابلیس بصورت حکیم ایک صندوق پر ازاد یہ مفردہ و مرکبہ شرک پر باطل

ڈال کر بیٹھا اور ہر مرض کی دوا تقسیم کرنے لگا اور اسی طرف سے مسماۃ رحمہ زوجہ ایوب علیہ السلام کی آمد و رفت تھی ایک دن وہ بھی اس حکیم کے پاس تشریف لیگئیں اور اپنے شوہر کا حال بیان کر کے مستدعی دوا سوئین ابلین نے کہا میں تجھے شہد دواتیا ہوں صرف اس قدر چاہتا ہوں کہ جب تیرا شوہر صحت پائے تو اپنی زبان سے کہے کہ فلان حکیم نے شفا بخشی رحمہ زوجہ ایوب نے کہا یہ تو کچھ بات نہیں ہے میں یہ بات کہلا دوں گی چنانچہ دوا لیکر ایوب علیہ السلام پاس آئیں اور کیفیت عرض کی حضرت نے فرمایا وہ شیطان ہے تجکو فریب دیتا ہے تو نے کیوں وعدہ کیا اب اگر اچھا ہوگا تو سوکوڑے مارو گا قسم ہے خدا کی فائدہ نفع تعارض روایا اس طرح ہو سکتا ہے کہ ابلین مردود نے سب طرح کے مکر کیے کارگر ہوئے فائدہ مفسرین کو اختلاف ہے کہ رب الی سنی الفکر سن وقت آنجناب نے فرمایا وہ سب ابن مبنہ سے روایت ہے کہ جب زوجہ مطہرہ آنجناب اپنی زلف بچ کر روٹی لائیں اسوقت فرمایا ہر اور قسم یہ ہوا کہ وہ بیکین بھاری محنت مزدوری سے اور گاہے دیوزہ گری سے اوقات بسر فرماتی تھیں جب بلا نے طول کھینچا تو لوگوں کو فروری دینا اور خیرات کرنا سو قوت کر دیا چنانچہ ایک روکیسی نے ایک روٹی بھی خیرات نہ دی تب زلف کاٹ کر سکیوہے آئیں اور ایک مٹی لائیں حضرت ایوب نے یہ حال دیکھ کر فرمایا رب انی مسنی الضراخ اور بعض کے نزدیک جب ٹیڑھے زخم کے متوجہ جانب قلب ہو سے تو آنجناب کو غم ہوا کہ انہ کرو فکر سے محروم ہو جاؤ گا اسوقت فرمایا حب انی مسنی الضراخ اور عشرت حمیدی میں لکھا ہے کہ وہ تین شخص جو کہ ایمان لانے تھے حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر ایوب باکمال ہوتا تو اس بلا میں نہ پڑتا اسوقت حضرت نے فرمایا رب انی مسنی الضراخ اور حقائق سلمیٰ بن امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ چالیس دن وحی کا آنا سو قوت ہو گیا تب حضرت نے کہا رب انی مسنی الضراخ بعضے کہتے ہیں مراد مسنی الضراخ سے شامتہ اعدا ہے کیونکہ حضرت ایوب سے بعد از صحت لوگوں نے پوچھا اس بلا میں کون امر شدید تھا فرمایا شامتہ اعدا اگر کہا جائے کہ اس آیت سے اور آیت رب انی مسنی الشیطان سے شکایت و جزع ظاہر ہے پھر انا و جدنا صابرانہم العبدانہ اوابا یعنی ہمیں پایا اسکو صابر بہت خوب بندہ وہ مکر رجوع رہنے والا حضرت ایوب کے حق میں کس طرح صادق آتا ہے بعضے جواب دیتے ہیں کہ یہ شکایت نہ تھی دعا تھی کہ فاسجنبالہ سے ظاہر ہو علاوہ برآن جزع وہ ہے کہ اللہ کا شکر مخلق گتے کرے نہ یہ کہ اپنا دم و ریح اللہ پر رکھو حضرت یعقوب نے کہا ہر انا شکوئی و حترنی الی اللہ یعنی میں تو کھولتا ہوں اپنا احوال و غم اللہ ہی کے پاس سہیان ابن عیینہ فرماتے ہیں جو کوئی شکوہ خالق سے کرے اور قصاے حق پر راضی ہو وہ بھی اہل جزع سے نہیں ہے جسرا عفاک بین ہر کہ شہرت ایوب سے نالان تھی اور

روح شریف نوح الوہیت بلا تکلیف میں شادان فرحان تھی سوزبان بشری سے سبلی انکر کہا اور اسان و خانی نے  
انت ارحم الراحمین اور لطائف اقصیٰ میں ہو کہ یہ کلام سبیل اعتراف قضا پر نہ تھا بلکہ عجز و صفت بشری تھا کیونکہ  
اکیں حضرت جبریل نے پوچھا ای یوب کیوں خاموش ہو فرمایا بحر صبر میں مستغرق ہوں حضرت جبریل نے  
کہا خزانہ باری میں بلا بہت ہو کہ ملو طاقت برداشت نہوگی عافیت کی درخواست کرو اسوقت ربانی سنی

کہا کہا قال اللہ تعالیٰ فی سورہ انبیاء یوب ذنادی ربانی سنی انظر وانت ارحم الراحمین فاستجبال  
فلتفتن ابرہمن ضرورتینا ہ اہلہ وسلم ہم رحمہ من عندنا و ذکر فی اللعابین یعنی اور یوب نے جسوقت پکارا  
اپنے رب کو کہ مجھ کو بڑی ہو تکلیف اور تو جو سب رحم والوں سے رحم والا پھر ہم نے سن لی پکارا اور اٹھا دیا  
جائسپر تھی تکلیف اور دیے اسکو اسکے گھر والے اور انکے برابر ساتھ انکے از روے مہربانی اپنے پاس  
اور نصیحت عبادت کرنے والوں کو وہب ابن منبہ سے روایت ہو کہ تین برس آنجناب بیتلا سے بلا رہے  
اور کعب اجبار سے سات برس سات مہینے سات دن اور حضرت انس سے تیرہ برس اور ابن شہاب نے  
اٹھارہ برس رعایت کیے ہیں اور عبد اللہ ابن مسعود ابن عباس و قتادہ و حسن و اکثر اہل تفسیر مرفوع  
ظاہر آتہ کے فرماتے ہیں کہ اولاد پہلی زندہ ہوئی اور برابر اسکے اور عنایت ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ اولاد  
مردہ زندہ نہیں کی مگر اور اولاد اسی طرح عنایت فرمائی اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ اولاد  
مردہ آخرت کے واسطے آمادہ رکھی اور دنیا میں اور ملی قول اول صحیح ہو اور ضحاک نے ابن عباس سے  
روایت کی ہو کہ زوجہ یوب پھر جوان ہوئیں اور چھ بیٹیں نافر اولاد ان سے ظاہر ہوئی اور اسی طرح کی  
توںگری و پساہش دو چند بخشی اور انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہو کہ حضرت یوب کے دو فرزند گاہ  
تھے ایک گیسون کا اور ایک جو کا سوا اللہ صاحب نے دو برابر ان بھیجے ایک نے خرمن گندم میں سونا بھرا دیا  
دوسرے نے خرمن جو میں چاندی اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ ایک فرشتہ بھیجا ان سے حضرت یوب سے کہا اترتے تلو  
سلام کہا ہر سو تم چلو اپنے خرمن گاہ پر چنانچہ آنجناب کے ہمراہ ہوئے اللہ نے سونے کی ٹہنی برسیالی کہ تمام  
خرمن گاہ بھر گیا تب فرشتہ بولا اسقدر کافی ہے یا نہیں حضرت یوب نے کہا کہ یہ برکت الہی ہے مجھ کو اس سیری  
نہیں ہوتی اور علامہ بخوی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا اکیں یوب غسل  
کرتے تھے ایک ٹہنی طلائی گری آنجناب نے اسے پکڑا تو غیب سے آواز آئی ای یوب میں نے تجھے مستغنی نہیں کیا  
یوب نے کہا یا رب یہ تو درست ہو مگر تیری برکت سے بے نیازی نہیں ہے اور صحیح بخاری میں ابو ہریرہ سے  
یوں روایت ہو کہ یوب پر ہنہ نہاتے تھے انہر سونے کی ٹہنی کا جسٹہ گڑھ حضرت لب بھر بھر اپنے کپڑے پر  
رکھنے لگے سوا نسیے کہا انکے رب نے ای یوب کیا میں نے تجھے مالدار اور اس سونے سے جسکو تو دیکھتا ہے

بے پروا نہیں کر دیا یعنی تو محتاج نہیں ہو پھر کیوں کہو سمیتا ہو ایوبؑ کہا کہ یوں نہیں ترسے عورت کی قسم ہر کہ  
مجھے مال کی پروا نہیں لیکن تیرے برکت و عنایت کی چیز سے کسی حال میں بے سود نہیں ہو سکتا کہ اسکو سرد مالک کی  
مہربانی پر ہر نہ مال پر فائدہ آجیث سے ہلکا کہ بر نہ ہنس کر کہتا ہو اور مالدار کو اگر بے طمع و بے تلاش مال ملے تو اسکو  
عنایت خدا جان کر لیتا تو کل کے خلا و انہیں ہر ماجد حب اللہ نے حضرت ایوب کو صحت بخشی اور اولاد دو حنیف عنایت  
فرمائی تو انجناب نے جاہل کہ اپنی قسم کو سجا کر ان اور بی بی کو ستا زیا نے ماروں چونکہ وہ عقیفہ اور جان خستہ کی فتنہ تھی  
اور جیسی نیت میں شاکر تھی ویسی لکبت میں سابر رہی اور جس نے تصدیق صرف نہطاب میں ایک سخن کی تقریر کی  
اللہ نے فرمایا خذ سیدک من غنما فانربہ ولا تمشک فی سلہ اسے ہاتھ میں لے کر لیا کیونکہ اسکا مٹھا پھر اس کے مارے اور قسم میں چھوٹا ہو  
علما کو اختلاف ہو کہ یکم خاص حضرت ایوب کو تھا ایام تمام ماہات تخصیص کے قائل ہیں اور امام اعظم و شافعی فرماتے ہیں  
کہ اگر کوئی شخص کہے کہ غلام کو تین کارہاں مارو گا پھر اسکا شیخ سے حسین تین شاخیں ہوں مارا اگر تیرے بیون کا  
مختلف ہے تو قسم سے بری الذمہ ہو جائیگا والا لاکہ ان فی لفظ بجا حقائق سلمیٰ میں لکھا ہو کہ حکایت بیماری حضرت  
ایوب پر تفصیلاً کوئی دلیل صریح کتاب شہر و حدیث یا رسول اللہ میں نہیں ہو بلکہ یہ سب اخبار بیوقوفین کے کھیل جبار و ابن  
نے بیان کیے ہیں صرف استقدنا ثابت ہو کہ انواع غم میں ایوبؑ مبتلا ہو اور صابر رہے اور ذکر انکا کلام ساری میں  
وہے تعدیم شکیبائی تسلی خاطر آنحضرت آیا ہے بعض کہتے ہیں کہ حضرت ایوبؑ کو کبھی عورت ملی تو حکم ہوا کہ اہل دم کو دعوت کر  
کہ انجناب ہاں تشریف لینگے جب یوم وفات قریب ہوا تو خول اپنی ارشاد اولاد کو دعویٰ ادولی عمد کیا وہیں  
وفات پائی بعض کہتے ہیں مصر میں مدفون ہیں اور حض بیت المقدس میں اور صحیح یہ ہے کہ موضع ایتلا میں  
مدفون ہیں عمر شریف قبولے دو سو تیس قبولے نو سو قبولے ایک سو چار قبولے ترانوے مدت دعوت ہو

ستائیس برس اور صحیح شش برس بجا صحت کے ہیں

تفریح چہارم در احوال حضرت شعیب علیہ السلام

ابن جوزی نے شعیب بن عقیل بن ثویب بن مدین لکھا ہے وہ ابن اہن نے شعیب بن مکائل تحقیق کیا ہے اور  
تندیب الاسامین شعیب بن سکیل بن شعیب بن مدین ابن ابراہیم اور بعض اولاد صالح علیہ السلام  
کہتے ہیں اور حسب شمس العلوم نے قوم حمیر سے شمار کیا ہے اور والدہ آنجناب سکاہ میکا و بروا ہے مکیل  
نبت تو ظہن لقب انکا خطیب لانیبا و شیخ الانبیا تھا اور نہایت فصیح اللسان تھے اللہ تعالیٰ نے اہل عرب  
صحاب یکہ پر نبی کیا اور بعض کے نزدیک تین گروہ پر مبعوث ہوئے ان میں ایک صحاب اسل و ابن کثیر کے نزدیک  
مدین و ایک واحد میں اور مدی و عکرہ کے نزدیک علیحدہ بلکہ عکرہ کہتے ہیں کہ اول اللہ نے اہل عرب پر نبی کیا  
اہل مدین عذاب صبیح سے ہلاک ہوئے تب صحاب ایک پھجیا کہ وہ عذاب طلہ سے نا بود ہوئے اور صحیح یہ ہے

کہ اصحاب مدین اور ایک دو گروہ تھے اصحاب بیکت پرست تھے اور کبیل و وزن میں خیانت کرتے تھے اور پرم  
 و دنیا رملوٹ مغشوش تھا تھے اور اصحاب مدین انکے شریک جرم تھے اور چند گناہ اور زیادہ کرتے تھے اور انکے  
 رہنری رشام و مصر کی راہ میں گدھیان بنائی تھیں اسی میں چھپے رہتے تھے جب کوئی قافلہ آتا اُسے  
 لوٹ لیتے دوسرے یہ کہ جو کوئی حضرت شعیب کے پاس جاتا اُسکو خوف کرتے تھے کہ وہ باز رہتا تیسرے غلہ  
 بطریق احتکار جمع کرتے تھے اور عبداللہ علی سے روایت ہے کہ اصحاب بیکہ کے بڑے بڑے چار موضع تھے شعیب  
 و بد او عز و وفا اور ہر ایک گانوں کے متعلق ایک جنگل تھا کہ انہیں درخت ثمر دار بکثرت تھے اور اس قوم میں  
 کئی بادشاہ ہوئے ابو جاد ہتوز حطی کلین سحفش قرشت اور کلین کی بادشاہت میں حضرت شعیب  
 سبعوث ہوئے میں سو حضرت شعیب نے دین ابراہیمی پر دعوت شروع کی کہ اسی قوم ناپ تول پورا کرو انصاف  
 اور نہ گھٹا لوگوں کو چیزیں اور زمین میں فساد نہ کرو اور بت پرستی چھوڑو جو کچھ سچ ہے اللہ کا دیا  
 وہ بت پرستی کو چنانچہ ایک مدت دراز میں سترہ سو آدمی ایمان لائے اور باقی جدال عناد میں سرگرم رہے  
 اور ایسے خراب ہوئے کہ وقت تخلیف انذار کہتے کہ اے شعیب تو جا دو میں بھر گیا ہے کسی نے تجھے جادو کیا  
 کیونکہ تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور ہم جانتے ہیں تو جھوٹا ہے اور جو تو سچا ہے تو ہیر کوئی نگر آسمان کا د  
 چرکہ حضرت شعیب علیہ السلام کو جہاد کا حکم نہ تھا اس سبب سے خاموش ہو رہے اور تمام دن دعوت  
 کرتے رات کو نماز پڑھتے سو کفار کہتے یا شعیب صلواتک تا مرک ان شرک ما یعبدا ہلنا وان افضل فی الہوا  
 ما نشاء انک لانت اکلیم الرشید یعنی اے شعیب تیری نماز نے مجھ کو یہ سکھایا ہے کہ ہم چھوڑ دین جنکو پوجتے رہے  
 ہمارے باپ داد سے یا چھوڑ دین کرنا اپنے باتوں میں جو چاہیے تو ہی بڑا باوقار نیک پال والا ہے تو  
 حضرت شعیب فرماتے کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ تم سے یہ حرکات چھوڑا کر آپ اختیار کروں بلکہ جس  
 چیز کو تم کرتا ہوں وہ میں پہلے سے چھوڑے ہوں میں چاہتا ہوں تمہارا سنوارنا جان تک ہو سکے  
 اور یہ بھی سنائے دیتا ہوں کہ میری ضد سے ایسا نہ کیجیو کہ تم پر بھی ویسی آفت آوے جیسے قوم نوح کا طوفان  
 اور قوم ہود کا صرصر اور قوم صالح کا صحیحہ اور قوم لوط کا حال تھوڑے دن ہوئے ظاہر ہو چکا ہے  
 بت پرستی کہ اپنے گناہ بخشو او اور عبادت کرو اُسکی اور غیر کی پرستش ترک کرو بولے کہ ہم باتیں تو جید  
 کی نہیں سمجھتے اور تو ہم میں صفت نافرستہ کم زور ہے اگر تیرے بھائی بندہ توتے تو ہم تجھ کو پھیر دین سے مار ڈالتے  
 جب حضرت شعیب نے فرمایا کہ یہ بھائی بندوں کا دباؤ تیر زیادہ ہے اللہ سے اُسکو ال کھاتے بیٹھے فرمائیں اور  
 یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اللہ نے تمکو بہت کیا اور آخریسا ہو احوال بگاڑنے والوں کا اگر تم میں  
 ایک فرقے نے مانا تھا خدا کا حکم تو تمکو لازم تھا انکے شریک ہوتے لیکن تم شریک نہ ہو

تو صبر کرو جب تک اللہ فیصلہ کرے تب جو لوگ سرکش بد فعات تھے بوسے کہ ہم تجھ کو اور تیرے  
 ہمراہیوں کو اپنے شہر سے نکال دیں گے یا ہمارے دین میں پھر آؤ گے اور اپنے دوستوں کا فروغ  
 کما اگر تم شعیب کی راہ چلے تو بیشک خراب ہوے کیونکہ نفع تمہارا کمی کیا مال و میزان میں ہی اور  
 وہ منع کرتا ہی اور ایک جماعت بولی کہ ہمکو قوت و ثروت حاصل ہی پس حق ہمارے ساتھ ہی اگر  
 مومنوں کے ساتھ حق ہوتا تو یہ لوگ تو نگر و مالدار ہوتے صاحب کثافت نے لکھا ہی کہ کافروں نے  
 مومنوں کو جمع کر کے کہا تم ہمارے دین میں پھر آؤ حضرت شعیب نے کہا ہم کس طرح پھر آویں کیونکہ ہم  
 اس دین سے کراہت ہی اور اگر پھرین تو اللہ کا شریک کریں اور اس کا شریک واقع میں نہیں ہی  
 کیا ہم اقرار کریں اللہ پر جھوٹے کا ہر چند حضرت شعیب کہہوں اُنکے دین میں نہ تھے لیکن کافروں نے  
 برسبیل تغیب اس طرح کہا کہ تجھ کو اور تیرے ہمراہیوں کو شہر سے نکال دیں گے اور اُس لحاظ سے انتخاب  
 جواب دیا معلوم ہوتا ہی کہ اعدا قوم شعیب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس طریقہ نامرضیہ کا حکم دیا ہی  
 تب تو اپنے طریق کو ملت سمجھے تھے و لہذا حضرت شعیب نے فرمایا کہ یہ محض اقرار ہی اگر مومن لوگ  
 تمہارے طریق میں پھرین تو وہ بھی مفری ٹھہریں اور ہم کو اللہ نے اُس سے نجات بخشی ہی مگر یہ کہ  
 مشیت ازلی اس سے متعلق ہوئی ہو تو مجبوری ہی اور جو تم نکال دینے پر تخریف کرتے ہو سو ہم صلا  
 مضطرب نہیں ہوتے اللہ پر ہمارا اعتماد ہی اور اپنا سب کام ہننے اسی پر چھوڑا ہی بعد ازاں حضرت نے  
 اُنسے منہ پھیرا اور مناجات شروع کی کہ ربنا افرح بیننا و بین قومنا بالحق و انت حیز الفالحین یعنی اویں  
 فیصلہ کر دے ہمارے اور ہماری قوم کے بیچ انصاف کا اور تو ہی بہتر فیصلہ کرنے والا بالکل اول اصحاب ایک پر  
 عذاب نازل ہوا کہ سات شب و روز ایسی شدت گرمی کی ہوئی کہ چشموں اور کنوؤں کا پانی سو گیا  
 اور سب لوگ اُس قوم کے سردابوں اور تہ خانوں میں گھس پڑے جب وہاں بھی آرام نہ ملا تو  
 جانب جنگل روانہ ہوے اور درختوں کی جڑوں سے چمٹے اور شدت حرارت سے خوب پختہ  
 ہوے دفعہ ایک ابرسیاہ نمودار ہوا اور ہوا سے سرد پلنے لگی تمام قوم کے لوگ سائبان سمجھ کر اسی  
 ابر کے نیچے جمع ہوے اور نہایت خوش ہوا سے سرد کھانے لگے آخر کار آگ برسنے لگی اور سب  
 جل کر خاک ہو گئے اور بعضے کہتے ہیں کہ جب حرارت کی شدت ہوئی تو حق تعالیٰ نے ایک پہاڑ سائبان  
 گردانا اُس سے نہایت سرد پانی خوشگوار ٹپکنے لگا اصحاب ایک اسی کے نیچے جمع ہوے تب وہ پہاڑ  
 گر پڑا زمین سب کے سب دب گئے ہسی عذاب کا اشارہ سورہ شعرا میں ہی حال اللہ تعالیٰ کھنڈوا  
 فاخذ ہم عذابہم انظلمت انہ کان عذاب یوم عظیم یعنی پھر اُسکو چھٹا یا پھر کرا اُنکو آفت نے سائبان دیا

دن کے بے شک وہ تھا عذاب بڑے دن کا کذا فی اخبار الدول نقلاً عن ابن عباس رضی اللہ عنہ  
یہ عذاب اصحاب ایک کی استدعا سے نازل ہو یعنی اصحاب ایک کما کرتے تھے کہ اے شعیب اگر تو سچا ہے  
تو کوئی ٹکڑا آسمان سے طلب کر سو وہی ٹکڑا حضرت شعیب علیہ السلام نے منگایا اور اُن پر ڈالا کہ ہلاک  
ہو گئے اور حضرت کا دل ٹھنڈا ہوا بعد ازاں اہل مدین پر اس طرح عذاب نازل ہوا کہ حضرت جبرئیلؑ  
ایک دن تشریف لائے اور حضرت شعیب علیہ السلام سے فرماتے لگے کہ خدا کا یہ حکم ہوا ہے کہ تم  
مع اپنے عیال و اطفال و تابعداروں کے شہر سے نکل جاؤ کہ آج شب کو اس قوم ناپاک پر عذاب  
آویگا چنانچہ حضرت شعیب اپنے بیٹوں اور بیویوں کو لیکر شہر سے نکلے گا قال اللہ تعالیٰ فتولی عنہم و  
قال یا قوم تقد ابکم رسالات ربی و حضرت لکم تکلیف آسمی علی قوم کافون یعنی پھر اٹھا پھر ان سے  
اور بولا ای قوم ہونچا چکا تم کو پیغام اپنے رب کے اور بھلا چاہتا تھا اب کیا غم کھاؤں کافروں کا اور  
صحیح یہ ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے بعد ہلاکت قوم کے یہ تقریر فرمائی تھی جس طرح ہمارے  
حضرت صلعم نے کفار و مشرکین قریش سے پس از قتل ارشاد کیا تھا اور تسلی دل کے واسطے فرمایا  
کیا غم کھاؤں ایسی قوم ناپاک پر پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک ایسی آواز سخت فرمائی کہ  
تمام اہل مدین ہلاک ہو گئے چنانچہ سورہ ہود میں ارشاد ہوا کہ لما جاؤ امرنا بنشینا شعیباً والذین آمنوا  
برحمۃ منا واخذت الذین ظلموا ایسیرۃ فاجتہدوا فی دار ہم جاہلین یعنی جب ہونچا ہمارا حکم بچا دیا ہم نے  
شعیب کو اور جو یقین لائے تھے اُسکے ساتھ اپنی مہر سے اور پکڑا ظالموں کو چنگھاڑنے پھر صبح کو  
رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے اور سورہ اعراف میں ارشاد ہوا ہے فاخذتم الرجنۃ فاجتہدوا  
فی دار ہم جاہلین یعنی پھر پکڑا انکو زلزلے نے کہ صبح کو رہ گئے گھروں میں اوندھے پڑے فائدہ ظاہر  
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں آیتوں میں عذاب مختلف ہیں کیونکہ سورہ ہود میں صیغہ ارشاد  
ہوا ہے اور سورہ اعراف میں زلزلہ سو معتقین فرماتے ہیں کہ صیغہ زلزلہ کا مقدمہ ہی کیونکہ زلزلہ  
بلا صلیح وریح نہیں ہو سکتا اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے  
فریاد کی اور شہر میں زلزلہ پڑا کہ تمام شہر مکان بترسے میں آگئے اور کچھ سب کے پھٹ گئے۔  
پوشیدہ رہے کہ یہ عذاب ویسا ہی جیسا کہ قوم ہود علیہ السلام پر آیا تھا فرق اتنا ہے کہ قوم ہود کا  
عذاب نیچے سے تھا اور قوم شعیب کا اوپر سے تفسیر منیر میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ  
عنہما فرماتے تھے کہ دو آیتیں کہوں ایک عذاب سے معذب نہیں ہوئیں الا قوم ہود اور است  
شعیب علیہ السلام بالجملہ اس قوم کا یہ حال ہوا کہ مقابلے تکفیر و تکذیب پیغمبر کے صیغہ مثل صیغہ

تفسیر

قوم ہو پونچا اور بمقابلہ تزلزل پیمانہ و میزان کے کہ وقت پیمائش کیا کرتے تھے زلزلہ ان پر آیا سبحان اللہ اعظم کیا حکمت بالغہ ہو کہ انضمام ایک نوع کا دوسرے نوع سے موجب زیادتی عذاب کا فرما دیا تھی نہ ہے کہ اہل تحقیق کا یہی مسلک تھا جو تفصیلاً بیان کیا گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اول عذاب اصحاب مدین پر آیا پس ازان اصحاب ایک پر اور جو بعض بیان کرتے ہیں کہ اصحاب لایس پر بھی حضرت شعیب مبعوث ہوئے تھے سو کہ سوت صحت سے عاری ہو بلکہ بعد تئیں کتب سیر و تفسیر معتبرہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس قوم پر غلطہ ابن صفوان مبعوث ہوئے تھے اور ریس نام کنوئین کا ہے جو بقیہ آل ثمود کا بنوایا تھا اسی کو بیہ غلطہ کہتے ہیں کہ ذکر اٹھا بعد حضرت صالح پیغمبر کے ہو گیا ہے فائدہ حضرت علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ اصحاب رس ایک قوم تھی جو صنوبر کی پرستش کرتی تھی سو بدو عاکی ان کے پیغمبر نے کہ وہ خشک ہو گیا تب ان کا فردن نے اپنے پیغمبر کو قتل کیا اور کنوئین میں ڈالا اپرا برس ماہ آ گیا اور چلا گیا اور وہ پیغمبر اولاد ہو دا بن یعقوب علیہ السلام تھے اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ اصحاب رس ایک قوم آذربجان میں تھی ان کے ایک کنوان تھا سو انھوں نے اپنے نبی کو قتل کیا تو وہ کنوان خشک ہو گیا اور درخت کھیت بھی خشک ہو گئے اور وہ گر سنگی و تشنگی سے مر گئے اور عکرمہ کے نزدیک رس ایک کنوان تھا ملا ہوا زمین سے اُسین اپنے نبی کو ڈال دیا اور سعید ابن جیر نے کہا ہے کہ نبی اس قوم کے غلطہ ابن صفوان تھے اور ان کے شہر میں طائر غنقا تھا سو ایک وقت غنقا ایک لڑکے کو اٹھا لیا گیا اٹکی قوم نے شکایت اپنے پیغمبر سے کی پیغمبر نے بدو عاکی کہ غنقا ہلاک ہوا اور نسل اُسکی معدوم ہو گئی اور قوم نے پیغمبر کو قتل کیا اور معجزات حضرت شعیب کے بہت تھے آزا بجلہ ایک یہ کہ ارض مدین ریگستان تھی سو آنجناب کے اشارے سے ریگ دفع ہو گئی آزا بجلہ ایک مقام میں ہتھو بہت تھے آپ کی دلت سے سب تانبا ہو گئے آزا بجلہ جس پہاڑ پر صود کا ارادہ فرماتے تھے وہ از خود سر جھکاتا تھا مدت دعوت ساؤن برس یا اٹھاؤن اور ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہلاکی قوم کے ہوئی ہے بعد اُس کے سات برس چار مینے اور زندہ رہے ہیں اور عمر شریف دو سو چوبیس برس کی تھی اور صاحب اخبار الدول کے نزدیک ایک سو چالیس کی ہوئی اور بعض دو سو کہتے ہیں اور مرزا شریف مابین شام اور طائف یا میان صفا و مردہ واقع ہوا اور صحیح کہ ہم شریفین میں سطا کن اور مقام میں مدفون ہیں کیونکہ بعد غزوات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حضرت شعیب علیہ السلام کے ہیں شریفین لئے اور اسی جگہ وفات پائی کذا فی اخبار الرزل

بیان احوال اصحاب

اور غنقا

معجزات حضرت شعیب

جانب مدینہ و مدینہ

انقلاب و مکتوب

اور بعض کہتے ہیں کہ قریہ حطین متعلقات صفدین آنجناب کی وفات ہوئی اس موضع میں  
مزار مبارک واقع ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ذکر حضرت شعیب کا اور انکی قوم کا سورہ اعراف  
اور ہود اور شعر اور عنکبوت اور صاد میں ہے

### تفہیح پانزویں درجہ احوال حضرت موسیٰ علیہ السلام

نسب حضرت موسیٰ کا چار واسطے میں حضرت یعقوب سے ملتا ہے یعنی موسیٰ ابن عمران ابن لہیر  
یا یافث ابن لاوی ابن یعقوب اور والدہ آنجناب کا نام نو خائل اولہ النون ثم الواو ثم النوا ثم النوا ثم  
و بعضے یو خاندیاز ثمانہ تھمانیہ قبل الواو و آخر الذال الجیم بیان کرتے ہیں اور ترجمہ تورات میں  
کاتب الحروف نے یو خاندیاز اول یاز تھیمہ بعد ازان واو و قبل ذال جیم بار موصدہ لیکن ان ترجموں کا  
اعتبار بہت کم ہے کیونکہ اسی مقام میں ایک ترجمہ دوسرے ترجمہ سے خلاف ہے یعنی نسخہ ۱۲۲ میں  
لکھا ہے قزوح عمران یو خاندیاز بنہ عملا و نسخہ ۱۲۳ و ۱۲۴ میں ہے کہ عمام نے اپنے باپ کی بہن یو خاندیاز  
نکاح کیا بالجملہ والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی اولاد لاوی ابن یعقوب علیہ السلام سے  
تھیں اور تفسیر معالم التنزیل میں علامہ لغوی نے یو خاندیاز ثمانہ تھیمہ بیان کیا ہے اور بعضے  
یو خاندیاز بالعین بعد الواو بنت اشمویل بھی کہتے ہیں اور بعضے یو خاندیاز بنت مصر کہتے ہیں الغرض  
انھیں کے بطن سے دو بیٹے مبارک ڈیمون ایک حضرت موسیٰ دوسرے حضرت ہارون  
علیہما السلام پیدا ہوئے اور ایک بیٹی بھی کلثم یا مریم ہوئیں مشہور نام انکا مریم ہے مگر صحیح کلثم  
کس واسطے کہ بعض احادیث سے ثابت ہے چنانچہ زبیر ابن بکار نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے خدیجہ الکبریٰ سے فرمایا تو جانتی ہے کہ اللہ نے نکاح کیا میرا تیرے ساتھ بہشت میں  
اور مریم بنت عمران مادر عیسیٰ اور کلثم خواہر موسیٰ اور آسیہ خاتون فرعون سے خدیجہ کے کہا  
یہ بات اللہ نے فرمائی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نعم خدیجہ کے کہا ہاں راہ و انہیں  
کذا فی نظم الجواہر اور بعض روایت میں ہے کہ مبارک باد و لکذا ملاحسین نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے  
کہ صحیح نام خواہر موسیٰ کلثم ہے اور زوج اس کے کالب ابن لوفنا تھے اور بروایت صحیحہ کلثم حضرت  
موسیٰ علیہ السلام سے عمر میں بڑی تھیں ولادت باسعادت حضرت موسیٰ و ہارون فرعون  
مصر کے عہد میں ہوئی اور نام اسکا ولید ابن مصعب ابن ریان تھا اور بعضے ولید ابن ریان  
کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ فرعون ولید ابن ریان کا بھائی چچا زاد تھا اور بعضے مصعب  
ابن ریان کو فرعون موسیٰ کہتے ہیں چار سو برس کی عمر اسکی تھی چہرہ اسکا چمکتا تھا اسی سبب سے

یہود و نصاریٰ اُسکو قابوس کہتے ہیں اور فرعون بادشاہ مصر کا لقب ہے جس طرح قیصر سلطانِ روم کا اور کسریٰ بادشاہِ فارس کا اور خاقان فرما زو اسے ترک کا اور تیج بادشاہِ یمن کا اور راجہ سلطانِ ہندوستان کا اور بعضے کہتے ہیں کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام فرعونِ یوسف تھا جب حضرت یوسف کی وفات ہوئی تو وہ مرتد ہو گیا اور تازمان کلیم اللہ علیہ السلام زندہ رہا مگر صحیح یہ ہے کہ حوالی مصر میں دو گروہ تھے ایک گروہ عائفہ اولادِ علیق ابن لادو ابن ارم ابن سام ابن نوح علیہ السلام کہ اس قوم کے لوگ بڑے تن آوروں و بلند بالادوں اور درازی عمر میں مشہور تھے انھیں کے سردار کو فرعون کہتے تھے دوسرا گروہ فراعنہ قبض کا تھا کہ یہ بھی منسوب بعائقہ تھا اولادِ سردار الکاسنان بن علوان بن عید ابن عوج ابن علیق ہے اسی نے حضرت سارہ کو ابراہیم سے چھین لینا چاہا تھا دوسرا سردار فرعون ثانی ربان ابن ولید اولادِ عمرو ابن علیق سے تھا اُس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کیا اور ایمان بھی لایا تیسرا زئیس قابوس ابن مصعب بن یان تھا کہ ادا نریجات حضرت یوسف علیہ السلام میں تختِ سلطنت مصر پر قائم ہوا اور کار فرما مگر حضرت یوسف کو عہدہ معینہ پر بحال رکھا یعنی عزیز مصر رکھا بعد وفات اُس کے سہمی ولید نامے بھائی قابو کا بادشاہ ہوا یہ مردود فرعونِ عمد موسیٰ علیہ السلام ہے کہ احقہ مولانا ولی اللہ فی تفسرہ نظم الجواہر اور قصص الانبیاءِ فارسی میں کہ بالفصل مشہور و راجح ہے لکھا ہے کہ فرعون اصل میں لبنی تھا سو بطریق سیاحت جانب مصر چلا موضع بوشمنہ میں ہامان مردود سے ملاقات ہوئی وہ بھی ہمراہ ہو گیا اور رفتہ رفتہ مصر میں داخل ہوئے اور فرعون نوکری کی تلاش میں سلطانِ مصر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا فلاس ظاہر کیا اُس نے پوچھا تو کون قسم کی نوکری چاہتا ہے اُس نے کہا جگنو فیرون کی شنگلی عنایت ہو بادشاہ نے مقرر کیا سو یہ مردود گورستان کے دروازے پر جا بیٹھا با اتفاق قضا و قدر اُس سال شوہر مصر میں واپس فرعون نے ایک درم فی جنازہ مقرر کیا اور کہہ دیا جو کوئی ایک درم دیکھا اُسکو مڑوے کے دفن کی اجازت دوں گا اگر یہ مقننا سے الضرورات بیچ المذورات مظلوموں نے قبول کیا کہ تھوڑے دنوں میں ہمارا ہو گیا اور وزیروں کو رشوت دیکر تمام شہر کا شہنشاہ بنا بادشاہ اپنی طاقت سے ترقی فرعون میں مصروف ہوا حتیٰ کہ بعد فوت وزیرِ اعظم کے فرعون کو وزیر کیا پھر جب بادشاہ فوت ہوا تو فرعون باعانت فرج بادشاہ ہو گیا اور ہامان کو وزیر مقرر کیا اور یہ خیال نامعقولِ ناحقِ دل میں آیا کہ بغیر زادوں کو ذلیل و خواہ کرنا ضرور ہے تاکہ انکو دعویٰ سے ریاست نہ رہے اور سببِ عداوت یہ ہوا کہ بنی اسرائیل حضرت یوسف علیہ السلام کی مختاری میں شام سے

داخل مصر ہوئے تھے اور بسبب غلبہ و شوکت حضرت علیہ السلام کے مردم مصر عزیز و اکرام کرتے تھے۔ بعد وفات حضرت یوسفؑ کے جب فرعون بادشاہ ہوا تو اسکو اعزاز بنی اسرائیل کا بہت شاق ہوا تو اسنے چاہا کہ بنی اسرائیل کو اہل مصر کی نظردن میں ذلیل کروں تاکہ خیال حضرت یوسفؑ انکو جاتا رہے اور خواہان مداخلت امور سلطنت میں نہ ہوں رفتہ رفتہ یہ ظلم کیا کہ بنی اسرائیل کو گویا چار قرار دیا بعد تسلط کامل اسکو یہ ضبط سایا کہ اب دعویٰ خدائی کرے ہا مان نے کہا کہ یہ دعویٰ اسوقت ممکن ہے کہ جب دین ابراہیم علیہ السلام بالکل مٹ جائے اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک علمائے وعظمتین وعظ و نصیحت سے ممنوع نہ ہوں اور علم دین کو کوئی پڑھنے نہ پاوے چنانچہ فرعون نے اس تدبیر سے علم دین کا پڑھنا پڑھانا بند کیا اور عالموں کو وعظ و نصیحت سے روکا آخر کار شریعت یوسفی و ابراہیمی یک قلم جاتی رہی پھر بیسٹ برس تک قبطیوں سے بت پرستی کرائی جب اس حرکت پر ایک مدت گذر گئی تب اپنی پرستش پر تکلیف دی اور اپنا سجدہ کرانے لگا کہ چالیس برس اسپر بھی گذرے اور قوم قبط اس فعل میں کامل ہوئے بعد اسکے سرداران بنی اسرائیل کو طلب کر کے کہا کہ میرا سجدہ کرو ان سب نے انکار کیا تو اس مردود نے قتل کرنا شروع کیا کہ اکثر لوگ شہید ہوئے تب ہا مان بے سامان نے کہا کہ انکو آج مہلت دی جاوے شاید سمجھکر قبول کریں لہذا فرعون نے قتل سے ہاتھ اٹھایا اور یہ حکم دیا کہ زور آور و قومی لوگ پہاڑوں سے پتھر لایا کریں اور پانی بھریں اور بیجا کریں اور کم زور وضعیف گارہ بناویں اور تجارتی و حدادی و خاکروبی کریں اور جو کوئی معذور ہو وہ ماہ باہ جزیرہ داخل کرے چنانچہ ہر روز ہر شخص مزدوری کر کے وقت غروب آفتاب تاوان داخل کرتا تھا ورنہ ایک ماہ کامل باطوق و زنجیر قید رہتا تھا اور عورتوں یہ دستور کیا کہ سوت کاتین اور پارچہ بانی کریں اور قبطیوں کے محلوں میں خدمت کو جایا کریں اور خیاطی بھی کیا کریں کہ ایسے ایسے ظلموں سے بنی اسرائیل عاجز آئے گردین یوسفی و ابراہیمی سے آمنہ نہ پھیرا اور فرعون کے دلائل باطلہ کو بوجہ قویہ باطل کیا کیے بالجمہ جب ظلم فرعون حد سے گذرا تو لطف خداوندی متوجہ حال مظلومین ہوا اور ارادہ قدیمہ ازلیہ ایجاد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متعلق ہوا اور مقدمات ظور انوار نبوت پیدا ہونے لگے آزا نجلہ ایک دن فرعون نے خواب دیکھا کہ ایک آگ بیت المقدس سے آئی اور قلعہ شاہی پر گری اور اسی آگ نے حوالی مصلوہ تمام مملکت قبط کو جلا دیا مگر بنی اسرائیل بالکل محفوظ رہے بعد اسکے ایک روز دیکھا کہ ایک آزد ہا کلمہ بنی اسرائیل سے نکلا دوڑا کہ میں بالائے تخت سے گر پڑا چنانچہ فرعون نے جوہیوں

و معتبر دن سے تعبیر لو پچھی نجومیوں نے کہا کہ ستاروں کی گردش سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ  
 نہایت جلد اولاد حضرت یعقوب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ بادشاہ وغیرہ اُسکے ہاتھ سے  
 غارت ہونگے اور اس بات کو تین برس کا عرصہ باقی ہے اور معتبر دن نے کہا کہ ایک لڑکا  
 بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا کہ جسکے ہاتھ سے سلطنت مصر کی خرابی ہوگی بعد چند سے پھر فرعون  
 ایک آواز سنی کہ بنی اسرائیل پر ظلم نہ کر قریب تر ایک لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہوتا ہے کہ تو  
 اور تیرے لوگ اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہونگے تب فرعون نے کو تو ال کی معرفت ہزار آدمی محلاً  
 بنی اسرائیل میں مقرر کر دیے اور اُنکے ساتھ ہزار ایمان کین کہ گھروں میں جا یا کریں جب کین  
 بیٹا پیدا ہو قتل کریں دو برس خواہ پانچ برس یہ ظلم کیا کہ بارہ ہزار لڑکے قتل کیے گئے اور  
 نوٹے ہزار حمل بخوف عزت عورتوں نے گروا دیے بیت صد ہزار ان طفل سربریدہ شدہ  
 تا کلیم اللہ صاحب دیدہ شدہ اس عرصہ میں بنی اسرائیل پر وہا پڑی کہ اکثر جوان اور بوڑھے  
 اُس قوم کے مرنے لگے قبیلوں کے سرداروں نے فرعون سے التماس کیا کہ بنی اسرائیل کے  
 مردوں پر وہا پڑی اور جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ مارا جاتا ہے اگر یہی حال ہے تو نسل بنی اسرائیل  
 منقطع ہو جائیگی پھر حکو خد متنگارو مزدور کمان ٹینگے فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال قتل ہو اور  
 دوسرے سال امان ملے سال محفوظ میں حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے جب دوسرا  
 سال قتل کا شروع ہوا نجومیوں نے عرض کیا کہ اس سال میں آج لڑکا پیدا ہوگا جسکو تو نے  
 خواب میں دیکھا ہے فرعون سخت مضطرب ہوا اور مقابلے میں تقدیر کے یہ تدبیر نکالی کہ آج  
 کوئی مرد عورت سے نہ ملنے پائے تو بہتر ہے پھر شہر میں منادی ہوئی کہ آج بادشاہ قصور  
 بنی اسرائیل کے معاف کریگا سب مرد بنی اسرائیل کے شہر سے موضع اسکندریہ میں حاضر ہوں  
 اور اپنی عورتوں کو گھروں پر چھوڑیں چونکہ بنی اسرائیل از بس ستم رسیدہ تھے خوشی سے  
 اسکندریہ میں حاضر ہوئے فرعون بھی آسیدہ کو لیکر گیا کہ شاید وہ لڑکا میرے گھر میں پیدا ہوگا  
 چونکہ لوح تقدیر میں خانہ ازل نے یہ نعمت غیر مترقبہ عمران کے حق میں لکھی تھی تو یہ اتفاق ہوا  
 کہ فرعون نے عمران کو اپنے خاص محل کی ڈیوڑھی پر مقرر کیا اور خود سو رہا جب سب آدمی  
 سو گئے عورتیں بنی اسرائیل کی تماشے کو آئیں اور گشت کرتی ہوئیں فرعون کے نیچے تک  
 پہنچیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ان بھی اُنکے ساتھ تھیں وہ عمران کے پاس گئیں اُسوقت  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام صلب پدر سے رحم مادر میں تشریف لائے اب نجومیوں نے شور کیا

فرعون آواز سنکر باہر نکل آیا پہلے عمران سے سبب پوچھا اُس نے کہا شاید بنی اسرائیل حضور کی عنایت و خاوندی سے وجد کرتے ہیں اگرچہ فی الجملہ مطمئن ہوا پر تمام رات میں سویا صبح کو نجومیوں نے بیان کیا کہ آج شب کو وہ افسر خمستہ اختر اوج فلک سے نازل ہوا فرعون نے کو تو ال شہر پر تاکید فرمائی کہ جب کوئی بیٹا بنی اسرائیل میں پیدا ہو بلا اطلاع میری قتل کر کو تو ال شہر پھرنے لگا اور جس کسی کے گھر میں احتمال حمل تھا وہاں دایان مقرر کین اور مان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اگرچہ حاملہ تھیں لیکن آثار حمل پیدا نہ تھے الا فرعون کی دایان آنکی بھی خبر گیری کرتی تھیں بلکہ ایک دائی احتیاطاً رات کو پاس رہتی جب نو مینے گذرے دروازہ شروع ہوا وہ دائی خبر پائی اسی کے سامنے حضرت موسیٰ پیدا ہوئے پھر دظہور اُس نور کے وہ دائی عاشق ہوئی اور کہنے لگی کہ میں اس لڑکے سے نہایت الفت رکھتی ہوں میرا ہاتھ اسپر نہیں ٹاٹھ سکتا لیکن یہ خبر آخر فرعون تک پہنچی تو میں ماری جاوگی اب کوئی تدبیر ایسی ہو جس میں یہ لڑکا او میں ظلم فرعون سے محفوظ رہوں حضرت موسیٰ کی مان نے کہا کہ پڑوس میں ایک شخص نے آج بکری فوج کی ہے اُسکا گوشت لا اور ایک ہانڈی میں رکھ جب پیادے فرعون کے آویں اُنکو وہ ہانڈی دکھلا کر کہدے کہ اس گھر میں لڑکا پیدا ہوا تھا میں نے اُسکو مارا سو جگہ میں پھینکے جاتی ہوں دائی نے بھی یہ صلاح مناسب وقت جانی جب صبح کو پیادے آئے تو دائی نے وہی جیسا پیش کیا پیادوں کو دایوں پر اعتماد کلی تھا اس باعث سے بلا تحقیقات کامل پھر کر چلے گئے صبح کو نجومیوں و کاہنوں نے فرعون کو خبر دی کہ کل رات میں وہ لڑکا پیدا ہوا ہے اور زبان حال بنی اسرائیلیان بارباب و چنگ یوں نغمہ زن ہے قطعہ مرثوہ ای دوستان کہ در عالم بقدر شد سیہ ہمارم ہ خاطر از بس شگفتگی پُر کرد ہ ساغر گل زیادہ شبنم ہ فرعون نے کو تو ال کو طلب فرمایا ایک بلخ فرمائی تب کو تو ال نے پیادوں پر تشدد کیا اور خود تلاش میں مصروف ہوا بعد چند دن کے پیادوں نے کہا کہ ہم نے ایک ایک گھر بنی اسرائیل کا ڈھونڈھا ہے کہیں نشان نہیں ملا صرف ایک گھر البتہ دائی کے اعتماد پر چھوڑا ہے اگر ارشاد ہو تو پھر دیکھ آئیں کو تو ال نے کہا جلدی جاؤ اور بے تامل گھر میں گھس کر دیکھو اگر کوئی لڑکا چھپا ہو گا ظاہر ہو جائیگا چنانچہ کئی پیادے بلا تامل عمران کے گھر میں گھسے اُسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بہن مساتہ کلثم پامریم کی گود میں تھے انھوں نے پیادوں کو دیکھ کر یہ اندیشہ کیا کہ اگر یہ لڑکا ظاہر ہوا تو سب لوگ مارے گئے اسیلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بسترے میں لپیٹ کر تنور میں کہ آگ سے دیکھتا تھا ڈال دیا اور پیادوں نے

گھر عمران کا ڈھونڈنا حکمین پتانا لگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ میں کسی طرح کے آثار لڑکے جتنے کے نہ پائے اور نور میں اس خیال سے نہ دیکھا کہ محل قیام نہیں تھا ناچار اپنا سا منہ لے کے چلے گئے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں مریم سے پوچھنے لگیں کہ لڑکا کیا ہوا اُس نے عرض کیا کہ میں نے گھر اگر نور میں پھینک دیا ہی تو نور دیکھا تو آگ سے دکھتا تھا مایوس ہوئیں اور رونے لگیں یکایک تنور سے آواز آئی کہ اے ستم رسیدہ غم مت کر کہ حق تعالیٰ نے آتش تنور مجھ پر سرد فرمائی ہے جس طرح میرے جدار ابراہیم علیہ السلام پر سرد کر دی تھی اب متحیر ہوئیں کہ تنور سے کس طرح نکالوں پھر آواز آئی کہ ہاتھ ڈال کر نکال تب اُس نے نکالا اور ہاتھ کو کسی طرح کا رنج نہ پہنچا اب عمر حضرت موسیٰ کی چالیس دن کی ہوئی اس عرصے میں کبھوں رونے نہیں کہ اور کوئی محلے میں خبر پاتا مگر حضرت موسیٰ کی ماں کو یہ تردد ہوا کہ مبادا روائٹین اور فرعون کے پیادے کہ در بدر پھرتے ہیں خبر پاویں اور ایک لڑکے کے پیچھے سارے گھر کے آدمی مارے جائیں تو اچھا نہیں بلکہ یہ بہتر ہے کہ اس لڑکے کو ایک صندوقچے میں رکھ کر دریلے نیل میں ڈال دوں شاید جان سے بچ جائے اور ہم بھی فرعون کے ظلم سے بچے رہیں چونکہ یہ العام غیبی تھا گھر والوں نے بھی پسند کیا حضرت کی ماں نے سالوم بڑھئی کو سب سے پوشیدہ بلایا اور کہا کہ مجھ کو ایک صندوقچہ اتنا لبا چوڑا اور کارہی اُسکے تختے ایسے ہوں کہ پانی نہ پونچے اُس نے کہا ایسا صندوقچہ کس لیے طلب ہے موسیٰ کی ماں نے جو ٹھکانا اپنی شان کے خلاف سمجھا صاف صاف کہہ دیا بخارنے کہا کہ ہم کسی سے نہ کیسنگے صندوقچہ بنائے لاتے ہیں جب گھر پہنچا تو ایک سنادی نے پکارا کہ جو کوئی اُس لڑکے کا پتلا لگا وے بادشاہ اُسکو انعام دے سالوم طمع انعام سے کو تو اس شہر کے پاس چلا گھر سے نکلے ہی اندھا ہو گیا اور پیرا سکے زمین میں دھس گئے آواز آئی کہ اگر تو نے کبھی یہ حال کہا تو زمین میں غرق ہو جائیگا تب تو بہ کر کے پھرا اور صندوقچہ فرمائی تیار کیا علامہ بغومی معالم التبریح حضرت ابن عباس رضی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے ایک بڑھئی سے تابوت کی فرمائش کی وہ جلا دون کو خبر کرنے چلا جب پہنچا تو زبان اُسکی بند ہو گئی ہاتھ سے اشارہ کرنے لگا جلا دون نے کچھ نہ سمجھا دھکے دلا کے نکال دیا گھر میں آیا پھر بولنے لگا دوسرے مرتبے پھر گیا کہ اب کے ضرور کو نکال پھر زبان بند ہو گئی تب کو تو اس نے بہت ماما اور نکلو اوچھ گھر میں گیا پھر بولنے لگا تیسرے مرتبے پھر گیا زبان بند ہوئی اور اندھا ہو گیا اسوقت سچے دل سے کہنے لگا اگر میری آنکھیں و زبان پھر جائیں تو کبھوں اس بات کو ظاہر نہ کروں اور

ایمان بھی لاؤں اللہ جل ذکرہ نے انکھین دین اور زبان بھی کھولی اور ایمان دار بنا یا کہ  
سجد سے مین گرا اور مناجات کرنا کہ یارب اس بندہ صالح سے ملاقات کرادے تو مین ایساں لاؤں  
اور تصدیق کروں بعد اُسکے صند وچہ پانچ بالشت کا بصورت مربع تیار کر کے حضرت موسیٰ کی  
مان کو دیا اور کئی روپیہ اجرت مین پائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مان ممنون ہو مین تب  
اُس بڑھئی نے عرض کیا کہ مین جان و دل سے اس لڑکے کا معتقد ہوں سو اس کام کی مزدوری  
نہ لوں گا صرف یہ امید رکھتا ہوں کہ صاحبزادے کی زیارت کروں چنانچہ حضرت موسیٰ کی مان نے  
دکھلایا کہ وہ بڑھئی ایمان لایا اور اپنے گھر گیا بعد اُسکے حضرت موسیٰ کی مان نے صبح اُسکے دن بھر  
توقف کیا رات کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہالاکر کپڑے اتھے پھنائے اور عطر لگایا اور  
صند وچہ مین رکھا اور روتی ہوئی مریم کے ساتھ رو ذیل پر لے گئیں کنارے دریا کے بلین عین  
اڑوہے کی صورت ظاہر ہوا اور کہنے لگا کہ اسی عقیقہ اگر تو اس لڑکے کو دریا مین ڈالیگی تو مین ایک  
لقمہ کروں گا باوصف اسکے کہ حضرت کی مان مضطرب الحال اور غم سے بے عقل تھیں مگر معلوم کر گئیں  
کہ اڑوہا حیوانات لای عقل سے ہی بولی نہیں سکتا شاید کہ یہ الیس عین ہی اس سبب سے متوجہ  
نہ ہو مین اور بلتا مائل صند وچہ کو دریا سے نیل مین ڈال آئیں اور مریم سے بولیں کہ اگر میری  
زندگی چاہتی ہی تو اس صند وچہ کے پچھے پچھے جا اور دیکھ کہ یہ صند وچہ کہاں جاتا ہی اگر مقابلہ  
شہر سے گذر جائے تو اطمینان سے چلی آنا مریم صند وچہ کے ساتھ دریا کے کنارے بیگانہ وار چلی  
یہاں تک کہ وہ صند وچہ وسط دریا سے نیل سے نہر عین شمس مین پہنچا اور باغ عین شمس مین  
جلوہ فرما ہوا فرعون اُسوقت مع زن و دختر و دیگر اہل محل سیر باغ مین مشغول تھا کسی شخص نے  
صند وچہ کو دریا سے لیا اور فرعون کے پاس پہنچا یا مریم نے مضطربانہ یہ خبر اپنی مان سے کہی  
وہ بیتاب ہو قریب تھا کہ رو دین اور بے صبری سے باہر گھر کے نکل بھاگین اُسوقت الامام ہوا  
کہ اسی ضعیفہ غم مست کرا اور میری قدرت کا تماشادیکھ چنانچہ سورہ قصص مین ارشاد ہوتا ہی

و ادعنا الی اہم موسیٰ ان ارضیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تخرنی ان ارا د وہ  
ایک جا علوہ مین المرسلین یعنی ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کی مان کو کہ اُسکو دودھ پلا پھر جب تجھکو  
ڈر ہوا سکا تو ڈال دے اُسکو پانی مین اور نہ خطرہ کرنے غم کھا ہم پھر پہنچا وینگے اُسکو تیری طرف  
اور کرینگے اُسکو رسولوں مین مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ بات مین حضرت موسیٰ کی مان کے دل مین  
پہنچن یا خواب دیکھا مگر اس آیت سے واضح ہی کہ ابتدا سے پیدائش سے جو کچھ حضرت موسیٰ کی

مان نے کیا تھا سب اللہ کے سکھانے سے کیا تھا اپنی عقل کی کیا حقیقت تھی اور مرادیم سے اس جگہ روونیل ہر فائدہ اختلاف ہی مدت رضاعت میں بعضے آٹھ مہینے اور بعضے چار اور بعضے پانچ مہینے بھی بیان کرتے ہیں کہ اس عرصہ تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر میں چھپے رہے نہ روئے نہ حرکت کی اور اپنی مان کا دودھ پیتے رہے علامۃ لغوی حضرت ابن عباس رضی سے اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ ان دنوں میں فرعون کی ایک بیٹی تھی دوسرے محل سے سو اسکو سفید داغ کی بیماری تھی ہر چند دو ماہ ہوئی مگر بیماری نکلنی ایک روز حکیموں اور نجومیوں کو جمع کر کے فرعون نے اسکا حال دریافت کیا نجومیوں نے کہا فلان روز وساعت آفتاب کے نکلنے دریاے نیل میں ایک لڑکا تھوڑی عمر کا ملیگا اسکے منہ کے لعاب سے صحت ہوگی فرعون بوقت محدود مع آسیہ خاتون کنارہ نیل پر ایک مکان میں بیٹھا اور اپنی بیٹی مرینہ کو بھی لے گیا یکایک آفتاب نکلنے دریاے نیل میں دوہیں مارتا تابوت یکم لایا کہ وہ تابوت درخت قلعہ شاہی سے آگے فرعون نے خادموں سے کہا کہ اس تابوت کو جلد لاؤ خادموں نے تابوت لیا اور ارادہ کیا کہ اسکو کھولیں نہ کھلا پھر توڑنا چاہا نہ ٹوٹا پھر آگ میں ڈالنا جلتا آسیہ خاتون کہ دل اُنکا نور ایمان سے منور اور مشام جان روح عرفان سے معطر تھا فرمانے لگیں کہ قتل کشا اس راز منفتہ کی اور مفتح فتوح اس حقہ سر بستہ کی میں ہوں اور بسم اللہ کر کے کھولا تو ایک لڑکا حسین و جمیل عنایت ازلیہ سے آراستہ اور لباس جاہ و جلال سے پرآستہ نظر آیا کہ آسیہ اسکی محبت میں شیدا اور بزبان حال گویا ہوئی ثنوی بحسن و خلق و وفا کس بیارمانسد ہترادین سخن انکار کارمانسد اگرچہ حسن فردشان بجاوہ آمدہ اند ہ کسے بحسن و ملاحت بیارمانسد ہ ہزار نقد بازار کائنات آرنسد ہ یکے بسکہ صاحب بیارمانسد اور اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رزق دہنے ہاتھ کے انگوٹھے میں رکھا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی سے دودھ پیتے اور سیر ہو جاتے جب کہ تابوت سے باہر نکلے تو فرعون کی بیٹی نے لعاب دہن لیکر سفید داغوں پر لگا اسی وقت برص دفع ہوا بعضے کہتے ہیں کہ وہ لڑکی اندھی بھی ہو گئی تھی مشاہدہ جمال موسوی سے بنا ہوئی تب اُسنے گلے سے لگایا اور فرعون نے بھی خوش ہو کر پیار کیا مگر ہا مان بولا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس سے نجومیوں نے تجھے ڈرایا تھا یہ بھی تیرا اقبال ہے کہ از خود آگیا اب اسکو قتل کر اُسوقت حضرت آسیہ کہ بنات انبیاء میں تمہیں آور بعضے کہتے ہیں کہ آسیہ بنت مزاحم قبیلہ نحم سے تھیں کہ میں میں

مشہور ہے اور بقولے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا کی بیٹی تھیں اور تیمون اور مسکینون پر رحم کرتی تھیں کہنے لگیں کہ یہ لڑکا مجھ کو ایک سال سے زیادہ کا نظر آتا ہے اور تو نے اس سال کے رکوع کا قتل کا حکم دیا ہے پھر ایسے بیگناہ کا خون ناحق اپنی گردن پر مت لے اور مجھ کو بخش دے کہ میں آٹا بیٹا بناؤں کہ میرے اولاد نہیں ہے شاید مجھ کو اور تجھ کو نفع کرے کما قال اللہ فی سورۃ القصص

فالتقطہ آل فرعون لیکون لهم عدوا و حزنا ان فرعون و ہامان و جنودہما کانوا خاطبین و قالت امرۃ فرعون قرۃ عین لی و لک لا تفلوہ عسی ان ینفعا او یتخذہ ولد او ہم لایشعرون یعنی پھر اٹھا لیا اسکو فرعون کے گھر والوں نے کہ ہو انکا دشمن اور کڑھلنے والا بیشک فرعون اور ہامان اور انکے لشکر چوکنے والے تھے اور بولی فرعون کی عورت آنکھوں کی ٹھنڈک ہی مجھ کو اور تجھ کو اسکو نہ مارو شاید ہمارے کام آوے یا ہم کر لیں اسکو بیٹا اور انکو خبر نہیں کہ بڑا ہو کر کیا کریگا لیکن جانا کہ بنی اسرائیل میں کسی نے خوف سے ڈالا ہی پھر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا اور اسی وقت آسیہ کو بہہ لیا اور کما مجھ کو اسکی حاجت نہیں ہے معالمت التنزیل میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اگر فرعون بھی کتا قرۃ عین لی کما ہو لک لہداه اللہ کما ہدایا یعنی میری آنکھ کی بھی ٹھنڈک ہی جس طرح تیری آنکھ کی ہے تو فرعون کو بھی اللہ ہدایت کرتا جیسے آسیہ کو کیا اور حضرت ابن عباسؓ بھی فرماتے ہیں کہ اگر فرعون دشمن خدا بھی کتا عسی ان ینفعا لنعفہ اللہ و لکنہ ابی للشقار الذی کتبہ اللہ علیہ یعنی شاید مجھ کو نفع کرے تو نفع دیتا اسکو اللہ لیکن اسنے انکار کی شرارت سے جو لکھدی تھی اللہ نے اسپر بالجمہ فرعون نے کما کما آسیہ اس لڑکے کا نام رکھ آسیہ نے فرمایا اسکو میں نے پانی اور درخت سے پایا ہے اور لغت قبطین میں موی پانی کو بولتے ہیں اور درخت کوشی کہتے ہیں اسلیے نام اسکا موشی ہی پس لفظ موسیٰ اصل لغت میں عبرانی ہے جب عربی میں نقل کیا تو شین منقطہ کو مملہ سے بدل ڈالا کہ موسیٰ ہوا اور یہی نام قیامت تک بولا جائیگا تنبیہ فرعون اس سبب سے تابوت نہ کھول سکا کہ اس میں خدا کا دوست تھا اور فرعون دشمن خدا تھا کس طرح دشمن کو دوست پر دسترس ہوتا اور آسیہ دوست خدا تھی اسنے اسکے دوست کا تابوت بلا تامل کھول لیا فائدہ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈالنے گئی تھیں اسوقت یہ مناہات زبان پر جاری تھی کہ یا اتسی فرعون کا مارنا امر ظنی تھا اور دریا میں ڈال دینا ہا بن کوشش امر یقینی ہے اس میں کہا حکمت ہی جو مجھ کو ارشاد ہوا ہے اسوقت

تفہیم پانزدہم

عالم غیب سے یہ آواز کان میں آئی کہ اے فراق کشیدہ اس میں یہ حکمت ہے کہ اس لڑکے کو فرعون سے مقابلہ کرنا ہی اس واسطے میں نے دل میں تیرے ڈالا کہ تو موسیٰ کو دریا میں ڈال اور میری حفاظت و حمایت پر نگاہ کر کہ میں اُس کو کس طرح دریا کی آفتون سے بچاتا ہوں اور کہاں پہنچاتا ہوں اور خیال کر کہ بلا حکم میرے ایک ذرہ جنبش نہیں کر سکتا اور اپنے دل میں اطمینان رکھ کہ جب فرعون سے مقابلہ کریگا غالب رہیگا اگر فرعون کا لشکر تا بعد اسی تو میں تیرے لڑکے کا مددگار ہوں غرض کہ آسہ نے اپنا بیٹا بنایا اور دودھ پلانے والی دایمان تلاش ہو گئیں چنانچہ روایت بعض مفسرین چار سو دایمان مصر کی حاضر ہوئیں الاحضرت موسیٰ علیہ السلام بمقتضایہ و حرمانا علیہ المراضع من قبل یعنی روک رکھی تھیں ہم نے دایمان پہلے سے کسی کا دودھ نہ پایا یہاں تک کہ مریم نے فرعون کے دروازے پر سنا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک رات و دن یا تین شبانہ روز یا آٹھ روز سے دودھ نہیں پایا ہے اور دیکھا کہ چوبدار فرعونی دایمان کی تلاش میں دوڑتے پھرتے ہیں تب اس نے بیگانہ وار کہا اہل اولم علی اہل بیت یفانونہ لکم وہم لہ نامعون یعنی میں بتا دوں تکو ایک گھر والی وہ اُسکو پال دین تاکہ اور وہ اُسکی بھلا چاہنے والی ہیں معالم التنزیل میں ابن جریج اور سدھی سے روایت ہے کہ جب مریم نے یہ کلام کیا تو چوبداروں نے گرفتار کیا اور کہا کہ شاید تو اس لڑکے سے واقف ہے مریم نے کہا میں نے خیر خواہی کی بات کہی تھی کہ بادشاہ کا تردد رفع ہو اور میں کچھ بات نہیں جانتی تفسیر انوار میں ہے کہ یہ شرارت ہا مان مردود کی تھی کہ اُسے مریم سے یہ مناقضہ پیش کیا تب مریم نے کہا کہ میں ایک دائی دودھ پلانے والی کا نشان دیتی ہوں کہ آئین پرورش اطفال میں ہوشیار ہے اور آرزو بھی رکھتی ہے کہ اگر کوئی لڑکا چھوٹا ملے تو اُسے دودھ پلا دے کیونکہ اُسکا ایک بیٹا دودھ پیتا مارا گیا ہے اُسوقت کسی کا فر نے کہا اچھا بتلاؤ مریم نے کہا وہ عورت میری مان ہے بولا تیری مان کے کوئی اور بھی بیٹا ہے بولی ہارون ہی تین برس کا اُسے کہا سچ ہے اُسیکو لاؤ مریم اپنی مان کے پاس بلانے آئیں مثل مشہور ہے کہ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں وہ بلا تامل ڈین اور فرعون کے محل میں داخل ہوئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اپنی گود میں لے کے کمال شفقت سے پیار کرنے لگیں تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنکھیں کھولیں اور ہنسنے اور بہت خوش ہوئے پھر خوشی سے دودھ پیابیت بوسے خوش تو ہر کہ زبا و صبا شنیدہ لوزیا آستنا نفس اشنا شنیدہ غرض کہ اللہ نے پہنچایا اُسکو اُسکی مان کی طرف کہ ٹھنڈی ہے

اسکی آنکھ اور غم نہ کھائے اور خیال کرے کہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا حق ہی پر بہت لوگ نہیں جانتے  
 کہا قال فی سورۃ القصص فرودناہ الی امہ کی تقریباً ولا تحزن ولتعلم ان وعد اللہ حق و لکن  
 اکثر ہم لا یعلمون بعد اسکے فرعون نے پوچھا کہ ای عورت تو کون ہے کہ یہ لڑکا خوشی سے تیرا دودھ  
 پیتا ہے بولیں کہ میرا دودھ پیٹھا اور پاک ہے اور میں عورت پاکیزہ ہوں کہ جو شیر خوار میرے  
 پاس آوے بے اختیار میرا دودھ پیے چنانچہ ایک اشرفی روزینہ مقرر کر کے فرعون نے حکم دیا  
 کہ یہ عورت ہر روز دودھ پلاوے اور آسبہ نے ایک ہنڈولہ سونے کے تھون کا بنوایا کہ آسبہ  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف رکھنے لگے اور آپ کی ماں ہر روز وہ دودھ پلائے لگیں جس  
 کا دل دودھ پلایا بعد دو برس کے دودھ چھوڑا یا تو آسبہ نے ایک نچر اشرفیون سے اور  
 کئی اونٹ جو اہرات سے بھر کر عنایت کیے اور رخصت فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی  
 تربیت و تعلیم میں مصروف ہوئیں اور جو بعض تفسیر دن میں لکھا ہے کہ آسبہ نے روزینہ  
 مقرر کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انکی ماں کے گھر بھیجا اور ہفتہ میں ایک مرتبہ طلبہ کے  
 دیکھ لیتی تھیں سو متحقق منسیرین اسکے اس قول کو ضعیف جانتے من حدیث شریفین وارد  
 ہے میری امت کے غازیوں کا حال اور موسیٰ کی ماں کا احوال ایک طرح کا ہے یعنی جس طرح  
 حضرت موسیٰ کی ماں فرعون سے روزینہ لیکے اپنے صاحبزادے بلند اقبال کو پرورش  
 کرتی تھیں اسی طرح میری امت کے غازی بادشاہوں و وزیروں سے ماہانہ و سالانہ لیکر  
 اسباب جہاد میں صرف کرتے ہیں اور نیت خالص واسطے اللہ کے رکھتے ہیں اس حدیث  
 اشارہ ہے اصل عظیم کا اصول کلیہ فقہ سے یعنی اجرت عبادت پر لینا اس صورت میں درست ہے  
 جب نیت خالص واسطے خدا کے ہو اور ہونا نونا اجرت کا برابر ہو یعنی عبادت کو ضرور  
 جانے خواہے یا نہ لے اور جو عبادت کے متعلق اجرت سے ہو اگر لے تو ادا کرے نہیں تو چھوڑ دے  
 وہ مزدوری ہے اسکا کچھ ثواب نہیں بلکہ خوف عقاب ہے کہ دین کے کام کو دنیا کے لیے کیا اور  
 آخرت کو ستے مول بیچ ڈالا مواد اللہ من ذلک تنبیہ معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن و فقہ پر اجرت  
 لینا ممنوع ہے کیونکہ یہ بھی عبادت ہے مگر فرقہ معلم الصبیان کہ واسطے تعلیم لڑکوں کے نوکر  
 ہوتے ہیں اس منع میں داخل نہیں ہیں کیونکہ وہ عوض تعلیم کلام الہی کے نہیں لیتے بلکہ  
 وجوہ محنت ہے کہ صبح سے شام تک اپنے گھر سے جدا اور کسب معاش سے معطل لڑکوں کو  
 گھیرے رہتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص محض تعلیم قرآن و حدیث و فقہ پر بے متوجہ رہے

قال فی سورۃ القصص

تعلیم قرآن و فقہ پر  
 مزدوری لینا ممنوع ہے

مکان و وقت و زمانے کی مزدوری مانگے وہ گناہگار ہی جس طرح معلم دنیا طلب اور واعظین طاع کہ تعلیم احکام شرع و تبلیغ مواظبہ پر اجرت لیا کرتے ہیں اور توقع منفعت کی جگہ سائل کے حاجت متوجہ ہوتے ہیں اور بے توقعی میں بد مزاجی کرتے ہیں سو یہ سب لاشعرا و آیاتی ثمننا قلیہ میں داخل ہیں یعنی وہ لوگ آیات الہی کے عوض میں قیمت قلیل لیتے ہیں اور اس نعمت کو برباد کر دیتے ہیں اسی طرح علماء بد قماش کہ واسطے خوشی حکام کے طرح طرح کے چیلے مسائل شرعیہ پر نکالتے ہیں وہ بھی اس وعید میں داخل ہیں اور قاضی و مفتی مرثی اور بادشاہ ظالم و وزیر اور متصدی بے باک اسکے شریک ہیں اور جو لوگ امامت اور اذان و خطبہ پر مزدوری لیتے ہیں سو اس میں اختلاف ہی بعضے منع کرتے ہیں کیونکہ یہ بھی عبادات میں ہیں اور اجرت سے ثواب عبادت نہیں ملتا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ مزدوری درست ہی کیونکہ یہ مزدوری عبادت کی نہیں ہے بلکہ ادا اسکا مکان خاص اور زمان خاص میں ہوتا ہے اسکے عوض یہ مزدوری ہے اور یہ خصوصیت داخل عبادت ہے اور تحقیق اس مسئلہ کی یہ ہے کہ زمانہ سابق میں امام و خطیب و مؤذن و قاضی و مفتی و محتسب تحصیل ثوابت خالص بلا اجرت کام کرتے تھے جب خلفاء راشدین و سلاطین عادلین نے دیکھا کہ یہ لوگ مشغول اسی عبادت میں رہتے ہیں انکی معاش کے لیے مسلمانوں کے مال سے کچھ روزیہ بطور مدد معاش مقرر کرنا چاہیے نہ بطریق اجرت سو مدد معاش مقرر ہوئی مگر رفتہ رفتہ چھینٹہ چھینٹہ معاش ہو گیا اور اجورہ کھلانے لگا اس لئے یہ وجہ معاش مشکوک ہے بلکہ قریب بجرام حتی المقدور احتراز لازم ہے مگر تعویذ و رقیہ بالقرآن میں اجرت لینا احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اور محققین نے ایک قاعدہ کلیہ مقرر کر دیا ہے اُمین فائدے ہیں وہ یہ کہ عبادت یا فرض صین ہی یا فرض کفایہ یا واجب یا سنت ہو کہ جس طرح تعلیم قرآن و حدیث و فقہ و نماز و روزہ و تلاوت قرآن و ذکر و تسبیح پس ان چار چیزوں پر اجرت لینا منع ہے اور جو چیز کہ عبادت نہیں کسی وجہ سے بلکہ مباح محض ہے اس پر اجرت لینا درست ہے جیسے رقیہ بالقرآن یا تعویذ لکھنا اور وہ عبادتیں کہ بسبب تعیین مدت یا تخصیص مکان کے مباح ہو جاتی ہیں جس طرح قرآن پڑھانا کسی کے لڑکوں کو اسی کے خاص گھر میں کیونکہ صبح سے شام تک حاضر رہنا اُمین شرط ہوتا ہے اور یہ خصوصیت ہرگز عبادت نہیں اس پر مزدوری بھی منع نہیں ہے اور جس طرح عبادات اور طاعات پر اجرت لینا درست نہیں اسی طرح گناہ نہ کرنے پر اجرت لینا درست نہیں مثلاً کوئی زنا کار کئے کہ جو کوئی ہکو نو کر رکھے تو ہم حرام کاری چھوڑ دیں اور لحاظ عمدہ اور منصب کا بھی حکم اجرت میں داخل ہی جس طرح اس زمانے کے بعض قاضی و مفتی و صدقات

وصدرا میں، ومنتصف وغیرہ رشوت اور دعوت قبول نہیں کرتے یا گانا بجانا نہیں سنتے اور امارت  
 و نسا سے پرہیز کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص انکی محفل میں ان پیسہ زون کا نام بھی لے تو ناراض  
 ہوں اور جب عہدے سے معزول ہوئے تو بوجہ احسن تدارک مافات فرماتے ہیں کذا قال  
 مولانا استاذ الازاد بجرالعلوم شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فی تفسیرہ الغزیری القصہ حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام کی ماں اپنے گھر گئیں اور آسیہ رضی اللہ عنہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پرورش  
 کرنے لگیں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تین برس کے ہوئے تو ایک روز فرعون حضرت کو  
 اپنی گود میں لیکے کھلانے لگا اور کلام لایعنی زبان پر لایا حضرت نے ایک طمانچہ مارا اور ڈھکی  
 پکڑ کے کھینچی کہ یہ مرد و نہایت رنجیدہ ہو کر آسیہ سے کہنے لگا میں نہ کہتا تھا کہ یہی لڑکا میرا دشمن ہے  
 پر تو نے مارنے نہ دیا اب بھی اس سے دست بردار نہ آسیہ نے فرمایا تو کس خیال میں ہو لڑکوں کی  
 بے تمیزی اس سے زیادہ ہوتی ہے انکی باتوں کو عداوت پر حمل کرنا محض بے عقلی ہے فرعون نے  
 کہا اسکو اور لڑکوں پر قیاس مت کر کہ میں اسکے تیانے سے عقل اور تمیز اسکی جو انون سے  
 زیادہ پایا ہوں اور اسنے یہ حرکت سنجیدہ و نمیدہ کی ہے آسیہ نے کہا اس عمر میں عقل و تمیز کہاں  
 ہوتی ہے دیکھ میں امتحان کرتی ہوں اور دو طباق ایک سونے کا آگ سے بھرا اور دوسرا  
 چاندی کا موتیوں و یا قوت سے پڑا اسی مجلس میں منگوائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے  
 کہنے لگیں کہ جو ان دونوں میں تمکو اچھا معلوم ہو اُسے لو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے موتیوں  
 طباق پر ہاتھ چلایا تو حضرت جبریل نے حکم اتنی انکا ہاتھ طبق آگ میں ڈال دیا اور ایک انگارا  
 لیکر منہ میں رکھ دیا کہ زبان مبارک جل گئی اسی وقت سے لکنت پیدا ہوئی اور ہاتھ سفید ہو گیا  
 تب آسیہ نے فرعون سے کہا کہ تو نے اسکی تمیز ملاحظہ کی فرعون سخت شرمندہ ہوا پھر جب  
 عمر شریف حضرت کی آٹھ برس کی ہوئی تو ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس  
 با ادب بیٹھے تھے فرعون نے مرغ ہاز سے کہا کہ بگلی مرغون کو کھول دے اُسنے کھولا تو پیلے ایک  
 مرغ نکلا اُسنے اپنے بازو جھاڑ کے آواز دی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا سچ ہے فرعون نے  
 پوچھا مرغ نے کیا کہا ارشاد کیا کہ اُسنے کہا پاک ہے وہ خدا جسے چرواہے کے لڑکے کو اس  
 مدت دراز تک دولت و حشمت سے سرفراز فرمایا اور طرح طرح کی نعمتوں سے ممتاز کیا باوجود  
 اسکے کہ وہ مقابل ہر نعمت کے ناشکری کرتا ہے فرعون نے کہا امی موسیٰ مرغ کو ایسی باتوں سے  
 کیا کام ہے تو نے اپنی طرف سے تو طیا باندھا ہے حضرت موسیٰ نے اُس مرغ کو بلایا اور فرمایا

کہ اب تو زبان فصیح میں بیان کر جبکہ ہر خاص و عام سمجھے پھر اُس نے بزبان فصیح اسی بات کو کمال تو ضیح سے کہا فرعون سخت متحیر ہوا اور بہت ڈرا ہا مان مردود اُس وقت حاضر تھا اُس نے التماس کیا کہ یہ مرغ جادو میں آگیا ہی ذبح کیا جا سے آخر ذبح ہوا اللہ نے اُسکو زندہ کیا کہ فوراً اُڑ گیا اور نظر سے غائب ہوا پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نو برس کے ہوئے تو فرعون نے اپنے تخت پر مہربانی سے بٹھلایا اور وزیر اور اہل تخت کے گرد کھڑے ہوئے اور فرعون نے کفر و جہالت کی باتیں غرور میں کہنی شروع کیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خصہ آیا تو تخت میں ایک لات ماری کہ دونوں پائے تخت کے ٹوٹ گئے اور تخت اوندھا ہو گیا اور فرعون تخت سے زمین پر گر پڑا کہ ناک ٹوٹ گئی اور خون چلا دربار واسلے گھبرائے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں سے بھاگے اور محل میں جا کر آسیہ خاتون سے لپٹ گئے اور سارا حال کہہ دیا پیچھے پیچھے فرعون بھی محل میں داخل ہوا اور دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسیہ کے پاس تشریف رکھتے ہیں میکمل آسیہ پر غصے ہوا کہ تو نے اس لڑکے کو مارنے نہ دیا اب یہ لڑکا شورہ پشتیان کرتا ہی آسیہ نے کہا تھوڑی عمر کے لڑکے جو کچھ شوخی اپنے ماں باپ سے کریں وہ جاے شکایت نہیں ہوتی بلکہ دلیل ہے اسپر کہ سن تیز میں یہ سب شوخی و قوت ماں باپ کے دشمن پر کرینگے اور اُمر اُسکے خوف سے لرزان رہینگے بعد اُسکے کھانا آیا فرعون نے کھانا شروع کیا حضرت موسیٰ بھی کھانے لگے اتفاقاً اُس وقت باورچی نے ایک بکری کا بچہ مسلم نور میں دم سخت کر کے فرعون کے آگے رکھ دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم باذن اللہ وہ بچہ زندہ ہو کر دوڑنے لگا فرعون نے سخت تعجب کیا حضرت آسیہ نے فرمایا یہ سب باتیں تیری بقاے سلطنت میں کام آنے کو ہیں اس لڑکے کو بہت غنیمت سمجھ پھر تو فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب کرنے لگا اور بلا تعرض اُنکو چھوڑا ایمان تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تیس برس کے ہوئے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فلما بلغ اشدہ استوی آتیناہ حکماً وعلماً یعنی جب پہنچا اپنے زور پر اور سنبھلا دیا ہم نے اُسکو حکم اور سیمج کلمی سے روایت ہے کہ اشد اٹھارہ سے تیس برس تک کو بولتے ہیں اور مجاہد وغیرہ تیس تک کو کہتے ہیں اور علامہ لغوی نے بروایت سعید ابن جبیل بن عباسؓ چالیس برس نقل کیے ہیں اور بعضے ائمہ جوانی مراد رکھتے ہیں بہر تقدیر ہوشیار ہوئے تو اللہ نے علم و عقل قبل نبوت کے عطا کیا کہ نماز و عبادت میں مشغول رہتے چنانچہ ایک روز کفار رو دینیل کے وضو کر کے ناز پڑھنے لگے ایک شخص خواص فرعون سے وہاں گذرا اُس نے کہا

تفریح با نردیم

کہ یہ عجاووت کسکے لیے کرتے ہو حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اپنے خاوند کے لیے بولا تمکو آقا  
و خاوند کی احتیاج نہیں تم اپنے باپ فرعون کی عبادت کیا کرو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے  
فرمایا کہ تجھ پر فرعون پر لعنت خدا کی ہو اُس نے کہا میں فرعون سے کہوں گا حضرت موسیٰ نے فرمایا  
کہ امی زمین اسکو پکڑ زمین نے تازانو اسکو نگل لیا اور نہ چھوڑا ناچار اُس نے قسم کھائی کہ میں  
فرعون سے نہ کہوں گا مگر رفتہ رفتہ یہ خبر فرعون کو پہنچی فرعون نے کہا کہ جب موسیٰ نماز پڑھیں  
تو مجھ کو خبر کرو چنانچہ ایک خواص فرعون کا منتظر وقت رہا جب حضرت نماز میں مشغول ہوے  
تو اُس نے فرعون سے کہا فرعون آیا اور کھڑا رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز سے  
فارغ ہوے فرعون نے پوچھا کہ امی موسیٰ یہ پرستش کسکے واسطے تھی حضرت نے فرمایا واسطے  
اُس آقا کے جو مجھ کو تربیت کرتا ہو اور کھلتا پاپناتا ہو فرعون نے کہا سچ ہو کہ میں یہی یہ کام کرتا ہوں  
باجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے بوڑھوں کو اپنی صحبت میں رکھتے اور ان سے  
آنسیت اور الفت کرتے یہ امر فرعونوں پر شاق ہوا اس عرصہ میں حضرت نے ایک روز  
بنی اسرائیل کے سرداروں کو جمع کیا اور پوچھا تم کب سے عذاب فرعون میں گرفتار ہو ہوے  
کہ مدت دراز سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ثمرہ گناہوں کا ہے تمکو چاہیے کہ تم تڑ  
کر دو کہ اگر حق تعالیٰ یہ عقوبت تم سے دفع کرے تو وہ نذر ادا کرو سب نے کہا کہ ہم روزہ و نماز  
و اطعام ساکین بہت کریں گے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ایک چیز اپنے ذمے مقرر کرو کہ ان سب کے  
کافی ہو یعنی اپنے پروردگار کی اطاعت کرو اور گناہوں سے دور رہو سب نے کہا کہ ہم نے  
جان و دل سے قبول کیا پھر حضرت نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ زمانہ سابق میں ایک پیغمبر  
بت پرستوں پر خدانے بھیجا تھا ان کافروں نے کچھ قدر اُس پیغمبر کی نجانی اور اسکو آگ میں ڈالا مگر  
اُس آگ نے کچھ ضرر نہ کیا اسکا قصہ کیا ہی بولے کہ وہ پیغمبر ہمارے اور تمہارے دادا حضرت  
ابراہیم علیہ السلام تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پس تم اپنے دادا کے طریقے پر رہو  
اور فرعونوں کی ایذا سے خوف نہ کرو کہ حق تعالیٰ انکا شر تم سے دور کرے اِس عرصہ میں ایک دن  
راہ میں چلے جاتے تھے ایک پیادہ فرعون کا شاید داروغہ مطیع تھا اشارہ لکڑی کا ایک اسرائیلی  
زبردستی چھینے لیتا تھا اور کہتا تھا کہ اِس پشتارے کو فرعون کے مطیع میں ہونا چاہیے اور اِس  
حضرت موسیٰ کو دیکھ کر پکارا حضرت نے فرعون کو منع کیا اُس نے نہ مانا تب ایک گونسا اسکی پیشانی  
مارا اسکی موت تھی مگر گیا اسرائیلی اپنے گھر چلا گیا یہ خبر فرعون کو پہنچی فرعون نے کہا غلط ہے

ذرا فکری

موسیٰ کبھی قبلی کو نہ ماریگا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے و دخل المدینۃ علی عین غفلة من اہلہا فوجد فیہا  
 رجلین یقتتلان ہذا من شیعتہ و ہذا من عدوہ فاستغاثہ الذی ہو من شیعتہ علی الذی من عدوہ  
 نوکڑہ موسیٰ نقضی علیہ قال ہذا من عمل الشیطان انہ عدو منہل مبین قال رب انی ظلمت  
 نفسی فاغفر لی فقراہ انہ ہو الغفور الرحیم یعنی آیا شہر کے اندر جس وقت بیخبر ہو سے تھے وہاں کے  
 لوگ پھر پائے آسین دو مرد لڑتے ایک اسکے رفیقون میں اور ایک اسکے دشمنون میں پھر  
 فریاد کی اس پاس آئے جو تھا اسکے رفیقون میں اسکی جو تھا اسکے دشمنون میں پھر مگھارا اسکو  
 موسیٰ نے پھر اسکو تام کیا بولایہ ہوا شیطان کے کام سے بیشک وہ دشمن ہی بہکانے والا  
 صریح بولا اور رب بڑا کیا اپنی جان کو سو بخش جگو پھر اسکو بخش دیا بیشک وہی ہی بخشنے والا  
 مہربان سدی مفسر فرماتے ہیں کہ مدینہ سے مراد شہر نیف ہی ولایت مصر میں اور مقاتل  
 کہتے ہیں کہ ایک گائون ہی دو کوس مصر سے اور بعض کہتے ہیں مدینہ سے عین شمس مراد ہی اور  
 تفسیر نقاس میں لکھا ہے کہ اسکندریہ مراد ہی اور بعض متعین کہتے ہیں کہ انکی مان کا گھر تھا شہر سے  
 باہر جہاں سب بنی اسرائیل رہتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کہوں وہاں جاتے اور  
 کہوں فرعون کے گھر آتے سو اس دن اپنی مان کے گھر جاتے تھے راہ میں یہ اتفاق ہوا اور  
 وقت غفلات سے وقت قیلولہ مراد ہی اور قرطبی کے نزدیک ما بین مغرب اور عشا اور بعض کہتے ہیں  
 کہ سبب مدینہ کے جانے کا یہ ہوا تھا کہ حضرت موسیٰ نے فرعون کو لڑکپن میں مارا تھا اسنے قتل  
 کرنے کا حکم دیا تھا حضرت آسیہ نے بچایا فرعون نے مدینہ مصر سے نکال دیا جب حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام کو بالکل وہاں کے لوگ بھول گئے اور غافل ہوئے زندگی اور موت سے  
 اور حضرت موسیٰ جوان ہوئے تب مدینہ مصر میں تشریف لائے یہ قول اصح روایت میں ہے اور  
 حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ سے معالم التنزیل میں روایت ہے کہ فرعون یون میں وہ دن عید  
 تھا اور سب غافل ہو رہے تھے اور سدی سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اہل مصر  
 فرعون کا بیٹا کہتے تھے اس سبب سے حضرت موسیٰ اسی سواری پر سوار ہوتے تھے جسپر  
 فرعون سوار ہوتا تھا اور لباس و پوشاک کا بھی ویسی ہی پہنتے تھے جیسی فرعون پہنتا تھا چنانچہ  
 اس دن فرعون سوار ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اسوقت کہیں تشریف لے گئے تھے  
 جب تشریف لائے تو کسی نے کہا فرعون پر سوار ہو گیا حضرت بھی سوار ہوئے اور دوپہر کو  
 مدینہ نیف میں پہنچے کہ لوگ وہاں کے غافل تھے فائدہ جو دشمن لڑائی کرتے تھے

اہمیں ایک سامری تھا دوست موسیٰ کا نام اُسکا لیخا اور دوسرا نان وائی فلیشون یا فائون  
 فرعون کا نوکر تھا فائدہ یہ جو حضرت موسیٰ نے کہا کہ ہذا من عمل الشیطان اُسکا سبب یہ ہی  
 کہ فرعون نے ظالم اسرائیلی کو ادب دیتا تھا اور شاید اُس فریادی کی بھی کچھ تفسیر تھی مگر فرعون کی  
 اجل آگئی تھی سو اُسکو مار کر پچاسے لے کر بے قصد خون ہو گیا اور فریادی کا قصور حضرت موسیٰ کے  
 فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ربنا انعمت علی فلن اکون ظمیرا لظالمین یعنی امی رب جیسا تو نے  
 فضل کیا مجھ پر میرے کہہوں نہ ہونگا مردگار گناہگاروں کا یعنی تو نے بخشی میری تفسیر پس میں  
 قسم کھاتا ہوں کہ پھر کسی گنہگار کا مردگار نہ ہونگا اور یہ حرکت بلا قصد صادر ہوئی تھی کیونکہ انبیاء  
 گناہ عمد سے محفوظ ہیں اور بخشا تفسیر کا انہوں نے جانا الہام سے کیونکہ پیغمبر لوگ نبوت سے  
 پہلے بیشک ولی ہوتے ہیں اور حضرت ابن عباس مجرین سے کافر ادیتے ہیں اس سے  
 دریافت ہوا کہ اسرائیلی جبکی حضرت نے اعانت کی تھی کافر تھا اور قتا وہ نے کہا ہے کہ حضرت  
 موسیٰ نے فرمایا کہ میں ہرگز گناہ پر اعانت نہ کروں گا اقصیٰ جب یہ معاملہ گذرا تو حضرت موسیٰ ہر  
 صبح کو اسی مقام میں جس جگہ قبیلے کو مارا تھا ڈر رہے تھے کہ ورثہ مقتول فرعون کے پاس فرمایا  
 گئے میں دیکھیے کس پر جرم ثابت ہو اور مجھے کیا سلوک کریں اتنے میں قبیلے فرعون کے پاس  
 فریادی ہوئے کہ بنی اسرائیل نے باراد می مار ڈالا ہے فرعون نے کہا قاتل ثابت کرو تو میں  
 سزا دوں بہت لوگ تلاش میں پھرنے لگے کچھ نشان نہ ملا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کو  
 دوسرے دن وہی معاملہ پھر پیش آیا کہ اسی اسرائیلی پر دوسرا قبیلے ظلم کرتا تھا پھر اُسے  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر شور کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُسکے پاس تشریف  
 لے گئے اور ناراض ہو کر فرمانے لگے کہ تو ہر روز ظالموں سے اُلجھتا ہے اور مجھکو بھڑاتا ہے  
 تیرے سبب سے میں نے کل ایک شخص کو مارا کہ اُسکی نہمت اور شرمندگی مجھکو موجود ہے  
 آج پھر چاہتا ہے کہ ویسی حرکت کروں انک لغوی مبین مقرر تو بے راہ ہے صبح الا شفقت  
 نبوت سے چاہا کہ قبیلے کو اسرائیلی سے دفع فرمائیں اسرائیلی نے جانا کہ مجھکو مارتے ہیں اور  
 حضرت کے غصے سے واقف تھا و انک لغوی مبین بھی سن چکا تھا سو اُسنے شور کیا کہ امی موسیٰ  
 آج مجھکو مارا چاہتا ہے جس طرح کل ایک شخص قبیلے کو مار ڈالا ہے کہا قال فی سورة القصص فلما  
 اراد ان یتطیر بالذمی ہو عدولما قال یاموسیٰ اترید ان لظنی کما قلت نفسا بالامس ان ترید  
 الا ان تکون جبارا فی الارض و اترید ان تکون من المصلحین یعنی پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے

اسپر جو دشمن تھا ان دونوں کا کہا فریاد کرنے والے نے اسی موسیٰ کیا چاہتا ہی خون کر کے میرا  
 جیسے خون کر چکا ہی ایک کا کل تو یہی چاہتا ہی کہ زبردستی کرتا پھر سے ملک میں اور زمین چاہتا ہی  
 کہ ہووے ملاپ کرنے والا پس یہ بات اسکی زبان سے مشہور ہوئی اور بازار یون سے فرعون کے  
 پاس گواہی دی کہ قبلی کو موسیٰ نے مارا ہی سو ہمارے ہراسے کر د تو ہم قصاص میں مارین  
 فرعون نے قتل کا حکم دیا اور جلا دبتلاش پہلے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جلا دون سے  
 دور کی ماہ اختیار کی اس عرصے میں حضرت موسیٰ کو یہ خبر پہنچی سو وہ بھاگے اور حضرت شاہ  
 عبدالعزیز استاذ الاستاذ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے  
 قصاص میں توقع ہو تھا کہ حضرت کو خبر پہنچی چنانچہ سورہ قصص میں ارشاد ہوتا ہی وجاؤ  
 رجل من اقصی المدینۃ یسعی قال یا موسیٰ ان الملأ یتامرونک بک یتقلوک فاخرج الی لاک  
 من الناصحین فخرج منها خائفا یتربص قال رب نجنی من القوم الظالمین یعنی آیا شہر کے پرلے  
 سر سے سے ایک مرد دوڑتا کہا اسی موسیٰ دربار والے مشورہ کرتے ہیں تجھ پر کہ تجھ کو مار ڈالیں  
 سو تو نکل جا میں تیرا بھلا چاہنے والا ہوں پھر نکلا موسیٰ وہاں سے ڈرتا راہ سے دیکھتا بولا اور  
 خلاص کر اس قوم بے انصاف سے اکثر اہل تادیل کہتے ہیں کہ جزیل ایک شخص فرعون یون سے  
 پوشیدہ ایمان لایا تھا اسے خبر پہنچائی اور بعضے اسکا نام شمعون کہتے ہیں اور بعضے شمعان پتھہ  
 اندہ جل شانہ نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا کہ یہ بھی وطن سے نکلیں جان کے  
 خوف سے کا فر ب اکٹھے ہوئے تھے کہ ان پر مل کر چوٹ کرین اسی رات حضرت ہمارے نکلے ہوت  
 کر کے پس ہجرت کرنا سنت ہی انبیا کی حضرت عیسیٰ بھی نکلے ہیں جان کے خوف سے غرض کہ  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام محض بے سامان اور پریشان پیادہ پامصر سے جانب شہر مدین کہ آٹھ روز  
 یاد دل روز کی راہ تھا تشریف لے چلے راہ میں ایک چرواہا ملا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے  
 پوشاک شاہانہ اپنی اسکو عنایت فرمائی اور اسکا گل وغیرہ لیکر اوڑھا اور روانہ ہوے راہ  
 بھر دو شیر ساتھ ہوے دن کو راہ بتلاتے رات کو موزیوں سے محافظت کرتے معاملہ میں لکھا ہی  
 کہ بسبب ناواقفیت راہ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ عسی ربی ان بیدی  
 سوار السبیل یعنی امید ہی کہ میرا رب لیجاوے مجکو سیدھی راہ تب ایک فرشتہ نیزہ بردار  
 راہ بتلے کو حضرت کے ساتھ ہوا اور جب مصر سے نکلے تھے کچھ کھانا پینا ساتھ نہ تھا گھاس  
 اور ساگ کھاتے رہے تو اتنا ضعف ہو گیا کہ مہزسی گھاس کی پیٹ میں نظر آتی تھی اور

بابت حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 اور بعض کتب میں ہے کہ  
 فرعون نے موسیٰ کو مار ڈالنے کا حکم دیا  
 اور موسیٰ نے فرعون کو مار ڈالا  
 اور فرعون کو مار ڈالا  
 اور فرعون کو مار ڈالا  
 اور فرعون کو مار ڈالا

جلد اول  
تفہیم الازکیانی

پیادہ موسیٰ سے پیرون میں آبلے پڑ گئے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ اول ابتلا تھی حضرت  
موسیٰ کو جانب خدا سے آفتاب ساتویں دن بقول صحیح مدین کے کھین پر جو شہر کے کنارے تھا  
پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ دو عورتیں کھڑی ہیں اور مرد لوگ بکریوں کو پانی پلاتے ہیں کما قال اللہ  
فی سورۃ القصص و جد علیہ السلام من الناس یسقون و وجد من دونہم اظہر من تزدوان یعنی پائے  
دوان جمع ہو رہے لوگ پانی پلاتے اور پائین اُنکے سوا سے دو عورتیں رُکی کھڑی یعنی وہ  
عورتیں جیسے رُکی کھڑی تھیں اور قوت نہ تھی کہ بھاری ڈول نکالیں اسلئے اپنی بکریوں کو  
پانی پینے سے روکتی تھیں کہ مرد لوگ پہلے پلا لیں اور کنوان خالی ہو جائے تو ہم چاچھا پلا لینگے  
یا سوا سٹے رُکی تھیں کہ اُرون کی بکریوں سے ہماری بکریاں مل جائیں یا مردوں کو اپنی  
بکریوں کے پاس آنے سے روکتی تھیں یا بکریوں کو گھیرتی تھیں تاکہ بھاگ جائیں بالجملہ جب  
یہ حال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو بسبب شفقت نبوت کے اُنکے پاس تشریف لائے  
اور فرمانے لگے ما نبطلکما تکو کیا کام ہے کہ تم اپنی مویشی کو پانی نہیں دیتی ہو اور روکے کھڑی ہو  
قالا انستی حتی یصدر الرعاع یعنی بولیں ہم نہیں پلاتے پانی جب تک پھیر لجاوین چر رہے ہیں کہ  
ہم عورت ہیں ہکو طاقت نہیں کہ پلا لیں اور نہ استطاعت ہے کہ مردوں سے مزاحم ہوں جب  
مرد لوگ اپنے مویشی پلا کے چلے جائینگے تو ہم چاچھا پانی اپنی بکریوں کو پلا لینگے حضرت موسیٰ نے  
فرمایا کیا تمہارے گھرمین کوئی مرد نہیں بولیں ہمارے گھرمین کوئی مرد نہیں ہے صرف ایک  
باپ بوڑھا بڑی عمر کا ہے کہ یہاں تک انہیں سکتا اس سبب سے ہم آتے ہیں فائدہ یہ دونوں بیٹیاں  
بروایت صحیحہ حضرت شعیب علیہ السلام کی تعیین بڑی کا نام صفورا اور چھوٹی کا صفیرا تھا  
اور معالم التنزیل میں چھوٹی کا نام لکھا ہے اور محمد اسحاق نام چھوٹی کا شرفا لکھتے ہیں اور  
بعضے بڑی کا صفرا اور چھوٹی کا صفیرا بیان کرتے ہیں لیکن تحقیق یہ ہے کہ چھوٹی کا نام صفورا تھا  
کہ اُس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہوا ہے ابہلما علی باتون پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو  
رحم آیا تو ایک کنواں اُسکے قریب اور تھا اُسکے منہ پر ایک پتھر رکھا تھا کہ چالیس آدمی اُسکو  
اٹھا سکتے سو اُسکو اٹھا کے پانی پلا دیا اور ابن اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
مردوں کے پاس تشریف لائے اور کہا کیوں انکی بکریوں کو پانی نہیں پلاتے کہ یہ جلد اپنے گھر خان  
اور انکو کنوئیں سے ہٹا دیا اور انکی بکریوں کو پانی پلا دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اُن لوگوں نے  
اور وہ سے شکم جواب میں کہا کہ ہم تو نہیں پلاتے ہیں اگر قوت ہو تو پلا دو حضرت موسیٰ نے

نصیب میں آئے وہ لوگ خوف سے ایک طرف ہو گئے اور دیکھنے لگے کہ کیونکر پانی پاتے ہیں  
 حضرت نے وہ ڈول جسکو دستل آدمی نکالتے تھے باؤ صدف ضعف اور فقہت کے کنوئین میں  
 ڈال کر کھینچا اور بکریوں کو پانی پلایا ایک ڈول میں ایسی برکت ہوئی کہ سب بکریاں سیراب  
 ہو گئیں کما قال فی سورة القصص فسقی لہما ثم تولی الی الظل فقال رب انی لما انزلت الی من غیر  
 فقیر یعنی پھر اُسے پلا دیے اُنکے جانور پھر بہت گرایا پھانوک کی طرف بولا اے میرے رب تو جو اتارے  
 میری طرف اچھی چیزیں اُسکا محتاج ہوں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ سے سوال کیا  
 کہ تھوڑا آٹا بھلو لے تو میں طاقت پاؤں اور سعید ابن جبیر کہتے ہیں کہ نگر آخر سے کا مانگا اور  
 حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھون دیا اللہ سے نہیں مانگی  
 لہذا اُس دن آہا اسکے دونوں بیٹیاں حضرت شعیب کی مردوں سے پہلے گھر پہنچیں تو بکریوں کے  
 پیٹ بھرے ہوئے تھے حضرت شعیب نے پوچھا آج کیا سبب ہے جو تم جلد آ گئیں ان دونوں  
 حال بیان کیا تب اشتیاق سے حضرت شعیب نے ایک بیٹی سے فرمایا کہ اُس مرد کو میرے  
 پاس لاؤ حقیقت یہ ہے کہ عورتوں نے پچانا کہ سایہ پکڑنا ہی مسافر ہر دور سے آیا تھکا بھوکا شکر  
 اپنے باپ سے کہا اُنکو درکار تھا ایک مرد نیک بخت کہ بکریاں چرائے اور بیٹی کو بیاہ دین ہوا  
 حضرت شعیب نے کہا اے اُو میرے پاس چنانچہ مسافر ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس  
 آئیں کما قال خواوہ احد لہما ثمشی علی استیاری یعنی پھر آئی اُسکے پاس دونوں میں سے ایک  
 چلتی شرم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ منہ کو چادر سے چھپائے ہوئے کمال شرم  
 آئی اور بولی ان ابی یہ توک لیجزیک اجر ما سقیتنا یعنی میرا باپ تجھکو بلاتا ہے کہ بدلے میں  
 دسے حق اُسکا کہ تو نے پلا دیے ہمارے جانور معالمت التزیل میں لکھا ہے کہ جب حضرت  
 موسیٰ نے مزدوری کا نام سنا تو ارادہ کیا کہ نجاؤن لیکن بہت بھونکے تھے ناچار چلے اور  
 تحقیق یہ ہے کہ حضرت شعیب کی زیارت کے مشتاق ہو کر تشریف لے چلے صفورا آگے آگے  
 پہلین اور حضرت موسیٰ پیچھے پیچھے آتے ہیں ہوا چلی صفورا کے کپڑے اُٹنے لگے حضرت  
 موسیٰ نے کر وہ سمجھ کر فرمایا کہ میرے پیچھے پیچھے چل راہ بتلاتی ہا توں میں پھر اسی طرح حضرت  
 شعیب علیہ السلام کے گھر میں پہنچے اُس وقت حضرت شعیب کھانا کھانے کے تھے میں تھے  
 بولے اے جو ان بیٹھ جا اور کھانا کھالے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے اُو ہا لہ حضرت  
 شعیب نے کہا اسکا کیا سبب ہے کیا تو بھوکا نہیں ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا بیشک میں بھوکا ہوں

لیکن خوف ہو کہ یہ کھانا پانی پلانے کی مزدوری نہو چاہے اور میں اُس گھرانے کا لڑکا ہوں کہ ہرگز آفت کے کام میں دنیا کی چیز مزدوری نہیں لیتے حضرت شعیب نے کہا والد یہ مزدوری نہیں ہے یہ تو میری عادت ہے اور میرے باپ دادوں کی بھی عادت تھی اور میں خاطر داری و ضیافت و حد تک داری مہمان کی عبادت جانتا ہوں اور تم میرے مہمان ہونا کار مروت کے خلاف ہے کیونکہ مہمان بات میزبان کی مان لیتا ہے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام بیٹھے اور دعوت کا کھانا کھانے لگے جب قبلی کے مارنے کا ذکر کیا اور فرعون کا احوال کہا تو حضرت شعیب نے جانا کہ یہ شخص اہلبیت نبوت میں ہے تو فرمانے لگے لا تخف نجوت من القوم الظالمین یعنی مت ڈر تزیج آیا اُس قوم بے انصاف سے فائدہ حضرت شعیب نے یہ اس واسطے کہا کہ فرعون کی بادشاہت میں مدین داخل نہ تھا پھر صفورا نے حضرت شعیب سے عرض کیا کہ اس شخص کو آپ نوکر کر کے لیجیے تو بہت اچھا ہے چنانچہ ارشاد ہوا سورہ قصص میں قالت احدہما یا اہبت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین یعنی بولی ایک اُن دونوں میں سے کہ اچھا ہے اسکو نوکر کر کے البتہ بہتر نوکر ہے جو تو رکھا چاہے وہ جو زور آور ہو امانت وارد معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ جب صفورا نے یہ کلام عرض کیا تو حضرت شعیب علیہ السلام نے پوچھا تو نے توت و امانت کیسے جانی اُس نے کہا میں نے زور دیکھا ہماری ڈول کھینچنے سے اور پتھر کے اٹھا لینے سے اور امانت اسطرح معلوم ہوئی کہ اس نے مجھے کہا تو پیچھے پیچھے چل تاکہ ہوا سے تیرا بدن نہ کھلے کہ میری نظر بڑگی اور بے طمع ہونا آپ پر خود ظاہر ہو گیا تب حضرت شعیب نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ سیاہ دون تجکو ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اس شرط پر کہ تو میری نوکر می کرے آٹھ برس پھر تو اگر پوری کرے دس برس تو تیری طرف سے تبرع ہے نہ کہ واجب اور میں نہیں چاہتا کہ تجھے تکلیف ڈالوں کما قال فی سورۃ القصص۔

انی ارید ان اکتک احدی ابنتی ہاتین علی ان تاجر فی ثانی حج فان اتمت عشر ائمن عندک و ما ارید ان اشق علیک عین المعانی میں لکھا ہے کہ اگلی شریعتوں میں بیٹیوں کا مہر باپ لیتا تھا مگر ہماری شریعت میں فسوخ ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت شعیب کے قول کے یہ معنی ہیں کہ مہر میری لڑکی کا یہ ہے کہ اسکی بکریاں آٹھ برس چراوے ہا بجلہ حضرت موسیٰ نے فرمایا ذلک بنی و بینک ایما الابلین قضیت خلا عدولن علی و اللہ علی ما نقول و کیسل یعنی یہ ہو چکا میرے تیرے بیچ جو نسی مدت ان دونوں میں ادا کروں سو زیادتی نہو مجھ پر

اور اندر پر بھروسہ اسکا جو ہم کہتے ہیں خلاصہ یہ کہ ان دونوں مدت میں جو گذر جاے میں بیباقی ہو جاؤں پھر مجھ پر زیادتی نہو اور اپنی اہل کو لے لوں متعالم میں لکھا ہے کہ جب یہ قول و قرار جانبین سے ہو گیا تو حضرت شعیب نے بڑی بیٹی بیاد دی یہ قول ہے وہب ابن نبہہ کا اور بعضہ کہتے ہیں کہ چھوٹی لڑکی بیاد دی کہ وہی بنائے کو گئی تھی اور اُس نے کہا تھا یا اہت استاجرہ یہ روایت ہے ابی ذر کی آنحضرت صلعم سے مر فوعاً او نام اُس لڑکی کا صفورا تھا الغرض بعد نکاح حضرت شعیب نے اپنی بیٹی فرمایا کہ ایک لادھی موسیٰ کو لادے کہ بکریاں چراوے اور موذیوں سے بچاوے اُس نے ایک لادھی لادی کہ اُس سے بکریاں چرانے لگے فائدہ اس مقام سے شبانی کا مہر ہونا معلوم ہوتا ہے اور جب اللہ نے ہکا ذکر قرآن میں بلا انکار فرمایا تو لائق ہے کہ ہماری شریعت میں بھی جائز نہو اور علیٰ ہذا القیاس باپ کو مہر لیا اور لفظ مستقبل سے نکاح ہونا اور مہر و منکوحہ کا مجہول ہونا بھی واضح ہوتا ہے لیکن شبانی کا مہر ہونے کے سواے اور باتیں ہماری شریعت میں جائز نہیں ہیں کیونکہ انہیں صریح و اقوال الفساد صدقائے حق سے اپ کو مہر لینا درست نہیں ہے اور جو لفظ ارید سے کہ بعینہ مستقبل ہے وعدہ نکاح نکلتا ہے اور احدی اپنی سے مجہولیت زدہ سوا غلب کہ وقت نکاح تعیین زوجہ و بلفظ ماہی عمل میں آیا ہو گا اور شبانی کا حال یہ ہے کہ حسینی میں لکھا ہے کہ سواے بکریاں چرانے کے اور منافع مہر میں ہو سکتا الا عند الشافعی رح اور صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک کسی روایت میں شبانی مہر نہیں ہو سکتی اور یہ تو کتب فقہیہ میں موجود ہے کہ خدمت خُز و جہ کے وسط بتعیین زمان و تعلیم قرآن مہر نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ دونوں مال نہیں ہیں لیکن اگر انکو مہر قرار دین تو نکاح صحیح ہے اور امام اعظم و ابو یوسف کے نزدیک مہر مثل لازم اور امام محمد کے نزدیک قیمت مثل خدمت اور اگر زوج غلام ہے تو خدمت اسکی قابلیت مہر رکھتی ہے اسلیے کہ جب حکم مال میں ہے اسلیے اگر زوج آزاد ہو اور خدمت غیر زوجہ مہر قرار دین تو درست ہے اور جو چرانا بکریوں کا مہر ٹھہرا دین تو اس میں دو روایت ہیں حنفیہ کہتے ہیں کہ قصہ شعیب و موسیٰ میں خدمت شعیب چرائی بکریوں کی قرار پائی تھی نہ خدمت زوجہ اور نزدیک شافعیہ کے سب صورتوں میں خدمت مہر ہو سکتی ہے اور کچھ مروجہ کی قید نہیں والسا علم آوریہ بھی اس قصہ سے نکلا کہ نکاح میں ولی معتبر ہے اندھا ہونا نکاح کی ولایت میں کچھ قاضی نہیں ہے اور آیت قرآنیہ سے اسپر رد بھی ہے جو حیوان کا اجارہ دہن برس تک جائز نہیں باننا فائدہ حصہ موسیٰ میں اختلاف ہے عکرمہ کے نزدیک اسکو آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور بعد اُنکے حضرت جبریل نے لے لیا

مہر لیا

اور جب حضرت موسیٰ سے رات کے وقت ملاقات ہوئی تو انگو دیا اور کبضوں کے نزدیک  
 بعد حضرت آدم علیہ السلام کے بطریق توارث پیغمبروں کے پاس رہا حتیٰ کہ شعیب علیہ السلام کو  
 پہنچا اور معالم التنزیل میں ہے کہ سدی سے روایت ہے کہ ایک فرشتہ عصا کو شعیب کے پاس  
 امانت رکھ گیا گیا تھا وہی لاٹھی صغیرا نے لادی تھی کہ حضرت شعیب نے کہا یہ ایک کی امانت ہے  
 اور لاٹھی لاوے اسکو رکھ آوہ تین مرتبہ لائیں مگر وہی لاٹھی تھی آخر کار حضرت موسیٰ اسکو لیکر  
 بکریان چالے سچے اتنے میں حضرت شعیب کو وحی ہوئی کہ پرانی امانت دوسرے کو چالے گی  
 وہ ووڑھے واپس کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واپسی سے انکار کی دو فون میں  
 نسیع ہونے لگی آخر یہ قرار پایا کہ جو کوئی اول راہ میں لے وہ فیصلہ کر دے چنانچہ ایک فرشتہ آیا  
 اسنے کہا عصا زمین پر رکھو جو کوئی اٹھالے وہی مالک ہے سو حضرت موسیٰ نے لاٹھی ڈال دی اول  
 حضرت شعیب نے اٹھائی تو اُسے نہ اٹھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اٹھالی ہی فیصلہ  
 ہو گیا اور ایک روایت ہے کہ حضرت شعیب کے شتر لکڑیاں تھیں پیغمبروں کی انہیں ایک عصا  
 دو شانہ دس گز کا لہتا تھا جسکو حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور حضرت شعیب کے  
 یہ الہام ہوا تھا کہ یہ عصا اس پیغمبر کا ہے جو اولاد یعقوب اسرائیل میں ہوگا اور خدا کے تعالیٰ اسے  
 بلا واسطہ مالک کلام کرینگے جب کہ حضرت شعیب نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا تو حضرت موسیٰ علیہ  
 فرمایا کہ انہیں سے ایک عصا بکریان چراہ لے کو لے لو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کفری میں لگے  
 تو بہشت والا عصا بولا کہ مجھے لو انھوں نے اسی کو لیا حضرت شعیب نے ہاتھ سے دیکھ کر فرمایا کہ  
 یہ رہنے دو اور لاؤ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ساتھ مرتبہ گئے اور وہی ہاتھ آیا اور ساتھ  
 مرتبہ وہ بولا خذنی فانی لک یعنی لے لے تو بچو بین تیرے واسطے مخصوص ہوں پھر یہ حال  
 حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت شعیب سے کہا تو حضرت شعیب نے  
 جانا کہ یہ پیغمبر وہی ہے جس سے اللہ صاحب بلا واسطہ کلام فرماوینگے تب حضرت موسیٰ سے کہا  
 اس لکڑی سے غافل نہ رہنا یہ منظر عجائب و غرائب ہے اور سماء صغیرا اپنی بیٹی سے فرمایا کہ  
 تجکو بشارت دیتا ہوں کہ تیرا شوہر انبیاء اولوالعزم سے ہوگا اور بہت قریب وقت آتا ہے کہ  
 نصرت نبوت اسکو پہنائی جائے اور شہادہ ابن اوس سے مرفوعا روایت ہے کہ حضرت شعیب  
 اکثر رویا کرتے یہاں تک کہ آنکھیں جاتی رہیں پھر خداوند تعالیٰ نے اپنی عنایت سے بصارت  
 عطا کی پھر وہ نے پھر جاتی رہیں اسی طرح تین مرتبہ اتفاق ہوا تب جناب باری سے ارشاد ہوا

کہ اسے شعیب تو شوق جنت میں روتا ہی یا خوف و ذبح سے عرض کیا کہ یارب میں تیرے شوق  
ملازمت میں روتا ہوں حکم ہوا کہ عبیر کر جگو ملاقات نصیب ہوگی جب تو موسیٰ کلیر کی خدمت  
کر گیا آقصہ بعد عنایت کرنے عصا کے حضرت موسیٰ سے وصیت فرمائی کہ مدین کے قریب  
ایک جنگل ہو وہاں ایک اژدہا رہتا ہے اُسکے خوف سے چرائے والے اُس طرف نہیں جاتے  
تم بھی اُسیں نہ جانا ایک روز یہ اتفاق ہوا کہ بکریان اُسی جنگل کو چلین مگر چند موسیٰ نے روکا  
نہ روکین ناچار پیچھے پیچھے تشریف لے گئے اور عصا زمین پر گاڑ دیا اور اپنی کملی اُسپر لٹکا کے  
سورہے بکریان چرنے لگیں یکایک وہ اژدہا بکریوں کی طرف چلا تو عصا سانپ بن کے اژدہ کو  
مچل گیا اور اپنی جگہ پر آیا بعضے کہتے ہیں کہ ام المومنین صفورا ایک اونچے مکان سے یہ ماجرا  
دیکھتی تھیں کہ ایسا نہ ہو حضرت موسیٰ اُس جنگل کی طرف تشریف لیجائیں جب دیکھا کہ حضرت  
موسیٰ اُسی طرف تشریف لے گئے اور سورہے اور اژدہا آتا ہی تو مضطرب ہوئیں اور اپنے  
باپ سے اجازت لے کے مضطربانہ اُسی جنگل کی طرف چلین تو یہ معجزہ عصا کا نظر پڑا یہ ماجرا  
اپنے باپ سے بیان کیا تب حضرت شعیب کو مرتبہ حضرت موسیٰ کا اور معجزہ عصا کا کہ علم الیقین تھا  
عین الیقین ہو گیا فائدہ حضرت موسیٰ کا قدر شریف دس گز کا تھا اور عصا بھی دس گز کا تھا  
فائدہ اس لٹھی کے نام میں اختلاف ہو مقاتل ابن سلیمان اُسکو کفہ کہتے ہیں اور مقاتل بن یزید  
غیاث اور بعضے زاہبی کہتے ہیں لیکن اکثر علما اسپر متفق ہیں کہ نام اُسکا علیقہ تھا اور کلام مجتہدین  
اُسکے چار نام ہیں اول عصا چنانچہ الق عصاک دوسرا حیتہ فاذا ہی حیتہ تیسرا ثعبان فاذا ہی  
ثعبان بین چوتھا جان کا تھا جان عبدالسدا بن عباس سے منقول ہے کہ اُس لٹھی میں  
ستر معجزے تھے دو کلام مجید میں مذکور ہیں ایک دریا کے نیل کا پھٹ جانا اور دوسرا  
چشمون کا جاری ہونا پتھر سے اور کاتب اوراق نے اٹھارہ معجزے تفسیر و ن میں دیکھے ہیں  
ایک یہ کہ اُس عصا میں دو شعبے تھے جب حضرت موسیٰ جنگل میں پہنچتے اور رات ہو جاتی  
تو اُن دونوں سے آفتاب و ماہتاب کی سی روشنی پیدا ہوتی تھی دوسرا یہ کہ جب حضرت موسیٰ  
علیہ السلام کو دودھ و شہد کی خواہش ہوتی تو ایک سے دودھ نکلتا تھا اور دوسرے سے شہد  
تیسرا جب حضرت موسیٰ کو پیاس لگتی یا بکریان پیاسی ہوئیں تو اُسکو کنوین میں چھوڑتے  
پانی بقدر کفایت آجاتا اگر کنوان گہرا ہوتا تو عصا اُسکے برابر ہو جاتا چوتھا جب حضرت موسیٰ کو  
بسوک لگتی تو اُسکو زمین پر مارتے موافق کھانے کے زمین سے نکلتا پانچواں جب کسی بیوگی

بیان اختلاف در  
عصا موسیٰ

بیان معجزات موسیٰ

خواہش ہوتی تو زمین میں گھاڑ دیتے سبز ہو جاتا اور شاخیں نکال لاتا اور پھولت پھلتا اور جس قسم کا میوہ چاہتے بلجاتا اکثر بادام ہوتے تھے چھٹا جب مقابلہ کسی دشمن کا ہوتا تو دونوں شعبے دو اردو سے ہو جاتے اور دشمن پر دوڑ پڑتے کہ وہ بھاگ جاتا سنا تو ان جب راہ میں کوئی پساڑ یا درخت پڑ جاتا جس سے راہ بند ہوتی اور نکلتا دشوار ہوتا تو حضرت موسیٰ اسی سے مال دیتے آٹھواں جب کسی دریا یا نہر پر پہنچتے اور وہاں کشتی اُتارے کو نہوتی تو اُسکو مارتے سوکھی راہ میں چلے جاتے نواں جب کہیں سفر کرتے تو اُسی پر سوار ہوتے اور جلد پہنچ جاتے دہواں جب جنگل میں راہ بھولتے وہی راہ بتلاتا کذا فی اخبار اللہ دل گیارہواں جب کوئی بد بو آجاتی اور حضرت موسیٰ اُس سے متنفر ہوتے تو اُسی کو سونگتے بوسے عطر اُس سے صحت پتی بارہواں جس راہ میں کچھ خوف ہوتا اُس راہ چلنے سے منع کرتا تیرہواں جب بکریاں بھونکی ہوتیں درختوں سے پتے جھاڑ لیتا چودھواں جب کوئی موذی حشرات الارض سے ظاہر ہوتا دور کر دیتا پندرہواں جب کبھوں حضرت موسیٰ سفر فرماتے تو اسباب ضروری اپنا اسپر لکھ کر کندھوں پر رکھ لیتے کچھ بوجھ نہ معلوم ہوتا سولہواں جب سوتے تو بکریوں کی حفاظت کرتا جب تک کہ حضرت موسیٰ بیدار ہوتے سترہواں پنچشنبہ کو غائب ہو جاتا اور کعبہ کی زیارت کرتا اور طواف کر کے مدینہ منورہ میں آتا اور جہان اب قبر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا ہر درود آنحضرت پر پہنچاتا اور انکی امت کے واسطے دعا کرتا اٹھارہواں جب فرعون اپنے لوگوں میں کچھ باتیں کرتا تو حضرت کو آگاہ کر دیتا القصہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام بردار ابن عباس و ابی ذر رضی اللہ عنہما دس برس حضرت شعیب کی خدمت میں رہتے اور حضرت شعیب نے بعد اتمام مدت صفورا کو تسلیم کیا اور بردایت مجاہد رضی اللہ عنہ اور بچی دس برس اپنی خوشی سے رہے جب سال آخر آیا تو صفورا نے حضرت موسیٰ کے اہاسے کچھ بکریاں حضرت شعیب سے مانگیں حضرت شعیب نے فرمایا کہ جتنی اس سال میں بکریاں بچے جنسین وہ تمہارے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ حضرت شعیب نے از خود بلا درخواست عوض حسن خدمت کے فرمایا کہ جس قدر بکریاں امسال اہلق بچے جنسین وہ بچے تمہارے ہیں اللہ صاحب نے حضرت موسیٰ کو خواب میں دکھلایا کہ اپنے عصا کو اُس ندی کے پانی میں مار جہاں بکریاں پیتی ہیں اور اُس سے پانی پلاؤ تو برکت ہو حضرت موسیٰ نے اُسی طرح کیا عنایت انہی سے سب بکریاں حاملہ ہو گئیں اور دو دو بچے ایک نر اور مادہ جنسین اور سب اہلق حضرت شعیب کے جانا

کہ یہ اللہ نے حضرت موسیٰ اور انکی عورت کو انعام دیا ہے چنانچہ سب بچے حضرت موسیٰ کو عنایت فرمائے تب موسیٰ نے اجازت چاہی کہ اگر ارشاد ہو تو میں اپنے وطن میں جا کے اپنی والدہ کی زیارت کروں کیونکہ اب مصر کے لوگ قبطنی کا معاملہ بھول گئے ہونگے کچھ میری تلاش بھی نہ ہوگی حضرت شیعت نے خوشی سے اجازت دی اور بی بی کو ہمراہ اُنکے کیا اور دو غلام بھی ساتھ کیے تاکہ مصر تک پہنچانے کے چلے آویں چنانچہ حضرت موسیٰ نے ایک غلام اونٹ کے ساتھ جسر اثناث البیت تھا کر دیا اور دوسرے غلام کو بکریوں کے ساتھ کر کے آگے آگے روانہ کیا اور خود سواری زبانی کے ساتھ ہو کے کنارے کنارے دریا کے تشریف لے چلے اور راہ شام بالکل چھوڑ دی باہن خیال کہ مبادا لوگ شام کہ فرعون کے تابع ہیں کسی طرح کا تعرض اُس رخ کے سبب سے کریں چنانچہ ایک روز راہ بھولے اور پانچویں دن طور پہاڑ کی طرف جا پڑے ہر خید میدان میں پھرتے رہے راہ نہ ملی شام ہو گئی اور وہ رات محققین کے نزدیک شب جمعہ اٹھا رہوین ذیقعدہ تھی اسوقت برف پڑتا تھا رات بشت اندھیری تھی اتفاقاً بکریاں از خود بھاگیں اور متفرق ہو گئیں دونوں غلام اُنکے یکجا کرنے پر مصروف ہوئے صرف حضرت موسیٰ اپنی بی بی کے پاس ٹھہرے اس عرصے میں حضرت کے گھر میں حل تھا اور پورے دن سو اسوقت میں انکی بی بی کو درد زہ شروع ہوا اُنھوں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اگر کہیں آگ ملتی تو روشنی ہوتی اور سردی سے بچتے حضرت نے لوہے کو پتھر سے مارا آگ نہ نکلی اور لکڑی سے بھی نور طلب کیا نظر نہ ہوا پھر غلاموں نے ادھر ادھر دیکھا تو کہیں آبادی کا نشان ہی نہ ملا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام خود اضطراب سے آگ لگی تلاش میں تشریف لے چلے تو وہ اپنے طرف کے پہاڑ پر کچھ روشنی آگ کی دکھلائی دی خوش ہوئے اور غلاموں سے فرمایا کہ تم بھی گھر میں آگ کا نشان پایا ہے آگ بھی لاتا ہوں اور جو کوئی آگ کے پاس ہوگا اُس سے راہ بھی پوچھے آتا ہوں چنانچہ ارشاد ہوا سورہ طہ میں واذراعی ناراً فقال لا بلہ انکثوا الی است نار العلی آتیکم منها بقیس او اجد علی النار ہدی یعنی جب اُس نے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تم پاس اُس میں سے سلگا کر پاپاؤں اُس آگ پر راہ کا پتہ یہ فرما کر وہاں سے چلے تو وہ مکان بعض روایت میں بازہ کو سس کے فاصلہ پر تھا مگر حضرت موسیٰ بسبب کمال نفسانی کے جلد ہوئے کما قال فلما جاہدا نودمی ان بورک من فی اللہ ومن حولہا وسبحان اللہ رب العالمین یعنی پھر جب پہنچا اُس پاس آہ از ہوئی کہ برکت رکھتا ہے

اور انکی عورت موسیٰ  
اور بی بی کا بھولنا

جو کوئی آگ میں ہی اور جو اسکے آس پاس ہی اور پاک ہی ذات اللہ کی جو صاحب سارے  
 جہان کا ہے عالم التنزیل میں لکھا ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ برکت رکھتا ہے موسیٰ بطلب  
 آگ میں آیا ہے اور برکت رکھتے ہیں ملائکہ جو اسکے آس پاس ہیں اور بعضے نار سے نور مراد ہیں  
 اور ذکر نار صرف اس واسطے ہوا کہ حضرت موسیٰ آگ کی تلاش میں تھے اور اسکو آگ سمجھے تھے  
 اور من فی النار سے ملائکہ اور بسبب قرب کے حضرت موسیٰ بھی مراد ہیں گو آگ میں نہ تھے  
 جس طرح کوئی منزل پر پہنچنے لگتا ہے تب کہتے ہیں کہ فلان شخص منزل پر پہنچا اگرچہ نہ پہنچا ہو  
 اور ابن عباسؓ اور سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ بورك فی النار سے قدس فی النار مراد ہے  
 یعنی یہ لوگ ذات پاک الہی مراد رکھتے ہیں کیونکہ اسی نے آگ سے حضرت موسیٰ کو پکارا اور  
 اپنا کلام سنایا جیسا توریت میں ہے کہ اللہ آیا سینا سے اور چمکا سا عیر سے اور بلند ہو جبل  
 فاران سے پس آنا اللہ کا سینا سے بعثت حضرت موسیٰ مراد ہے اور سا عیر سے بعثت حضرت  
 عیسیٰ اور فاران سے بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور فقیر کے نزدیک اگر اصل آگ بھی  
 مراد رکھتے تو مضائقہ نہیں کیونکہ یہ بھی ایک پردہ ہی پردہ ہاے الہی سے پھر تاویل کی حاجت  
 نہیں اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قدوس فرشتہ جو کہ تجلیات الہیہ پر موکل ہے بصورت نار ظاہر ہوا تھا  
 کیونکہ حاملین عرش چار فرشتے ہیں ایک کا نام قیوم ہے اسکو بیولی اور صورت ظاہری اور شمالی  
 اور زمان اور مکان اور جہات و حرکات پر موکل بنایا ہے دوسرے کا نام مصور کہ موکل صنو نوع ہے  
 تیسرے کا عدل کہ انتظام عالم پر موکل ہے چوتھے کا قدوس کہ موکل ہے تجلیات الہیہ پر اور  
 علم مظاہر تجلیات اسکو حاصل ہے اور قائم کرنا شرائع اور عقائد و اعمال کا اسکے ذمہ ہے اور حفظ  
 مراتب اہل اللہ و میر مظلمت حقہ و باطلہ وغیرہ اسکو مقوض ہے اور تسبیح اسکی سبحانک چیست کانت  
 حدیث شریف میں وارد ہے اور یہی فرشتہ بصورت بجلی متشبیہ ہوتا ہے اور یہی فرشتہ جارح لسان  
 الہی انا اللہ اور آیت ذات حق واقع ہو جاتا ہے پس یہی فرشتہ تھا کہ بصورت نار ظاہر ہوا اور  
 مصداق بورك فی النار واقع ہوا اور کلمہ الہی انا اللہ جناب الہی سے کلام بے کیف اس فرشتے کے  
 سینے میں آیا اور آگ سے سموع ہوا ہو تو عجب نہیں واللہ اعلم بالصواب بالجملہ حضرت موسیٰ نے  
 جانا کہ آگ نہیں ہے بلکہ ایک عجیب ہی عجائب قدرت الہی سے کہ بزمگ آتش ظاہر ہوا ہے کیونکہ  
 اگر آگ ہوتی تو اسکی کچھ حد ہوتی اسکا تو یہ حال ہے کہ ایک نور عظیم الشان درخت عوج کو جو کہ  
 ششادہ درخت حناب کے ہوتا ہے اور ملک شام میں بہت پایا جاتا ہے گیرے ہی اور درخت

بالکل سبزی اور روشنی ایسی جیتی ہو کہ آنکھیں جھپکتی ہیں اور گریہ میں اس کے تسبیح ہو رہی ہے  
تسبیح بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھاس پھوس جنگل سے لے کے ایک دستہ بانڈھا اور  
آگ سے جلانے کو چلے وہ انکی طرف دوڑی یہ خوف سے پیچھے سے آگ ٹھہر گئی کئی مرتبہ  
اسی طرح اتفاق ہوا پھر حضرت موسیٰ تھیر میں تاشاد دیکھنے لگے یکایک ایک نور عظیم اشان آگ سے  
اٹھا کہ زمین سے آسمان تک ہو گیا اور تسبیح فرشتوں کی بلند ہوئی اور روشنی اسکی پھیل گئی کہ  
حضرت کی آنکھیں جھپکین تب حضرت موسیٰ نے اپنے ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیے تو آواز آئی کہ یا مولا  
انی انارکب فاطع نعلیک لکناک بالواو اقدس طوی یعنی اے موسیٰ میں ہی ہوں تیرا رب سو اتار  
اپنی پاپوشین تو ہی پاک میدان طوی میں طوی جنگل کا نام ہے خلاصہ یہ کہ اے موسیٰ تیرا رب ہوں  
بصورت آگ متبلی ہوا تو اپنی پاپوشین دور کر کہ یہ مکان میری تجلی اور حضور ملائکہ سے کہے اور  
بیت الحرام کا حکم رکھتا ہے اور جاے مطہر و پاک ہے اس میں پاک ہو کے آنا چاہیے فائدہ عبد اللہ  
بن سعود سے روایت ہے کہ پاپوشین گدھے کی کھال سے بنی تھیں اور اسکی دباغت نہیں ہوتی  
اس لیے اتارنے کا حکم ہوا عالم میں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ کو درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ  
تو حضرت موسیٰ نے جواب دیا مگر یہ نہ سمجھے کہ کون پکارتا ہے کہنے لگے اے تیری آواز نشانوں  
پر مکان نہیں جانتا مجھ کو نشان دے تو کہاں ہے پھر آواز آئی کہ انا فوقک ومعک واما مکات اقرب  
ایک من لفساک یعنی میں تیرے اوپر ہوں اور تیرے ساتھ ہوں اور تیرے آگے ہوں اور تیرے  
قریب زیادہ ہوں تیرے جی سے شب معلوم ہوا کہ یہ بات سوائے اللہ کے اور کسی پر تجویز نہیں  
ہو سکتی کیونکہ یہ آواز ہر طرف سے سنتا ہوں اور سب بدن کے اعضا کان ہو گئے ہیں سو یہ آواز میں  
مگر خدا کی قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پاپوشین اتارین اور کلام شروع ہوا کہ سورہ طہ میں  
ارشاد ہوتا ہے انا اخترک فاستمع لما یوحی انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی و اقر بالصلوٰۃ لذکر می  
ان الساعۃ آتیتہ اکاد اظہا لتجزی کل نفس بما تسعی فلا یصلک عنما من لایؤمن بہا و اتبع  
ہواہ فردی یعنی میں نے تجھ کو پسند کیا سو تو سنتا رہ جو حکم ہو میں ہوں میں اللہ ہوں کسی کی  
بندگی نہیں سوائے میرے سو میری بندگی کر اور نماز کھڑی رکھ میری یاد کو قیامت مترا تا ہے  
میں چھپا رکھتا ہوں اسکو کہ بدلائے ہر جی کو جو وہ کاتا ہے سو کہیں نہ روک دے لکھو اس سے  
وہ جو نہیں یقین رکھتا اسکا اور پیچھے پڑا ہے اپنی خواہش نفس کے پھر تو چھپکا جائے سے خدا کی  
دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال ہے کہ آگ لینے کو آدین پھیری بلجائے فائدہ حضرت موسیٰ کو

پہلی وحی میں نماز کا حکم ہوا اور ہمارے پزیر کو بھی پہلے نماز کا حکم ہوا ہی اور دیکھو بڑے لوگوں کی صحبت سے حضرت موسیٰ کو روکا اور منع فرمایا ہی پھر عوام الناس کی کیا حقیقت ہو انکو تو صحبت زہر قاتل ہو حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ اتم الصلوٰۃ لذكری کے منہ سے یہی کہ نماز کو برپا کرنا کہ مجھ کو یاد کرے اور مقاتل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نماز چھوٹ باسے اور یاد آوے تو اسکو پڑھ لے اسی طرح قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم من نسی صلوٰۃ فلیصلہا اذا ذکر بالاکفارة لما الاذک تم قال سمیعہ بن قیس بعد ذلک اتم الصلوٰۃ لذكری یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی بھولے کوئی نماز تو پڑھ لیوے جب پڑھا جائے کیونکہ اسکا کفارہ نہیں مگر یہی پھر کہا میں نے سنا آنحضرت کو کہ فرماتے تھے بعد اسکے اتم الصلوٰۃ لذكری بالجمہ بعد ارشاد حقائق توجید اور آداب عبادت اور خبر قیامت کے پیش حالات پر توجہ ہوا کہ وہ مالک بینک یا موسیٰ یعنی یہ کیا ہو تیرے داہنے ہاتھ میں ابو موسیٰ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے التماس کیا ہی عصائی۔ تو کوٹھلیسا و اہشس بہا علی غمی ولی فیہا مارب آخری یعنی میری لاکھی ہی ٹیکتا ہوں اور پتی جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے ہمین کئی کام ہیں اس استفسار کا یہ فائدہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسکو معجزہ اپنا سمجھیں اگرچہ لاکھی ہونا اسکا جانتے تھے لیکن معجزہ ہونا اسکا نہ جانتے تھے اور یہ عادت ہے عرب کی کہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ تو جانتا ہے یہ کیا چیز ہے حالانکہ مخاطب خوب اسکو پہچانتا ہے لیکن تکلم ارادہ کرتا ہے کہ معرفت قبلی اسکی بلجائے اقرارسانی سے فائدہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کو اس خطاب سے کمال خوف لاحق ہوا کہ محض بے طاقت ہوئے تھے اور ہوش جاتا رہا تھا اسواسطے منظور ہوا کہ حضرت موسیٰ کو اس حالت سے پھیریں اور ایسا کلام فرماوین کہ جس کلام سے حضرت موسیٰ کو انسیت پیدا ہو سو یہ ایسا کلام فرمایا کہ حضرت موسیٰ نے بخوف جواب دیا فائدہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عصا داہنے ہاتھ میں رکھنا

سنت ہے فرض کہ بعد اس سوال و جواب کے ارشاد ہوا انھما یا موسیٰ فالقہما فاذا ہی جیتہ لسی یعنی ڈال دے اسکو اور موسیٰ سو ڈال دیا اسکو کہ دفعہ وہ سانپ ہوا اور تا اس حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گمان کیا کہ لکڑی کا کارہ ہے پھینک دی تو ایک آواز مہیب ہوئی حضرت موسیٰ نے تپتپے پھر کے دیکھا تو ایک اژدہا نظر آیا کا لازردی مائل چارپائون کا جیسے اونٹ اور نہایت بد صورت آنکھیں ایسی چکتیں جیسے دو انگارے دیکھ کر بہت ڈرے

وہی عصا داہنے ہاتھ میں رکھنا

اور

اور بھاگے لیکن شرمندہ ہو کر تموڑی دور ٹھہر گئے پھر آواز آئی کہ یا موسیٰ اقبل ولا تخف انک  
من الامنین یعنی آگے آ اور نہ ڈر تجھ کو خطرہ نہیں یعنی جس جگہ تھا وہیں کھڑا رہ تب حضرت  
موسیٰ ڈرتے ہوئے پھر سے ارشاد ہوا کہ خذ ہا ولا تخف سنحید ہا سیر تہما الا ولی یعنی پکڑ لہا کو  
اور نہ ڈر ہم پھیر دیں گے اسکو پہلے حال پر تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ کلی سے لپیٹ کر  
ڈالا حکم ہوا کہ ہاتھ کھول کر ڈال یا اسوقت کسی فرشتے نے کہا اگر تقدیر میں بلا ہی تو نہیں بچ سکتے  
حضرت نے کہا یہ درست ہی لیکن میں ضعیف الخلق ہوں ناچار ہاتھ کھل سے نکال کر اڑ رہے کے  
سمت میں ڈالا تو وہ انکی لکڑی تھی اہل عرفان فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کو خطاب ہوا کہ ایسے  
پاپوشین اور لاٹھی کس لیے رکھتے ہو بولے پاپوش اسلیے ہیں کہ اگر بچو آوے تو اسکو ماروں  
اور جو سانپ آوے تو لکڑی سے ماروں خداوند تعالیٰ نے لعین کو بچھو بنایا اور عصا کو سانپ  
تاکہ حضرت موسیٰ کو معلوم ہو کہ جو چیز بلا سے بچا سکتی ہو اگر اندھا ہے تو وہی بلا ہو جاتی ہے پس  
ضارا و رافع بجز ذات پاک کوئی نہیں ہی فائدہ اس قلب ہست میں یہ حکمت تھی کہ حضرت  
موسیٰ علیہ السلام فرعون کے مقابلے میں لاٹھی سے مجوزہ دکھلا دیں اور تنہائی میں یہ حکمت تھی  
کہ مقابلے کے وقت خوف نہ کھاویں اسطرح ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں  
سارے معاملات و وزخ اور بہشت کے دکھلا دیے کہ قیامت کے دن تمام خلق مع انبیا  
اور اولیا خوف سے نفسی نفسی کہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ دیکھ چلے ہیں امتی امتی  
فرما دیں اور شفاعت پر کھڑے ہوں تبانیہ اگر کسی کو شبہ ہو کہ حضرت موسیٰ باوصف اسکے  
کہ نبی تھے اڑ رہے سے ڈر گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے مطلق نہ ڈرے تو اسکا  
جواب یہ ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آتش نمرود سے نہ ڈرے اسکا یہ سبب تھا کہ وہ آگ  
نمرود کی جلائی ہوئی تھی اور انبیا علیہم السلام کافرون کے فعل سے نہیں ڈرتے واللہ اعلم  
من الناس انکی شان میں ہی اور حضرت موسیٰ اس معاملہ کو کراتی سمجھے اس سبب سے ڈر گئے  
اور ظاہر ہی کہ انبیا کراتی سے بہت ہی خوف کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام  
اخراج بہشت سے سانپ کے سبب سے ہوا تھا اسی خیال سے حضرت موسیٰ ڈرے کہ ایسا ہو  
کہ میں اسکے سبب سے درجہ کرامت سے گر جاؤں قطع نظر اسکے اگر ڈر گئے تو کیا عیب ہو کیا انسان  
نستھے فائدہ ایک مقام پر لاٹھی کے حق میں ارشاد ہوا ہی کا تھا جان اور جان کہتے ہیں اس  
سانپ کو جو چھوٹا ہی اور جلد ہلتا ہی اور ایک جگہ ارشاد: اوبان کہ نہایت بڑے سانپ کو بولتے ہیں

حکمت در عقابیت

وجہ ترس موسیٰ از آتش

اور یہاں جو ارشاد ہوا ہے جیتہ سبب اُس کا یہ ہے کہ جیتہ شامل ہی چھوٹے بڑے نر مادہ کو اور بعضے کہتے ہیں کہ جیتہ بزرگی میں مثل ثعبان تھا اور سرعت میں مثل جان بالجمہ بعد اس معاملے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جانا کہ یہ بڑا معجزہ ہے چنانچہ غناہت ہو ہی اب کسی اور معجزے کی احتیاج نہیں ہے اسپر ارشاد ہوا کہ یہ ایک معجزہ مقابلے دشمن میں کافی نہیں ہے اثبات مدعا پر مدعی کو دو دلیلین نہایت ضروری ہیں سو ایک دلیل عصا ہے اور دوسری دلیل فی الحال اور لے چنانچہ سورہ قصص میں ارشاد ہوا واسلک یدک فی جبک تخرج میضار من غیر سوؤ وضمم الیک جناح من الرب فذک برہانان من ربک الی فرعون وطلوٰہ یعنی داخل کر اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں کھل آئے چنانچہ گورانہ کچھ بُرائی سے اور ملا اپنی طرف اپنا بازو ڈرتے یہ دو نشانیاں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اُسکے سرداروں پر فائدہ دو بازوؤں کا ملا نا کنا یہ جمعیت خاطر سے اور تشویش نکرانے سے جس طرح بازو توڑنا کنا یہ ہے تو واضح سے اور عطا مفسر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ دو بازو کے ملانے سے یہ مراد ہے کہ سینہ پر رکھ لے تاکہ خوف جو ظہور غوارق سے لاحق ہو جاتا ہے اور اس قول کی یہ تاثیر ہے کہ کوئی خائف بعد موسیٰ کے ایسا نہیں کہ وقت خوف کے ہاتھ اپنا سینہ پر رکھ لے اور خوف نجاتے اور حضرت جہاد فرماتے ہیں کہ جس کسی پر خوف غالب ہو چاہیے کہ وہ اپنا بازو ملاوے تو فرج جاتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ بازو ملانے سے سکون اور قرار مراد ہے غرض کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ جیب میں ڈالا اور نکالا تو ہاتھ گویا چاند تھا اور ہر انگلی سے ایک نور علیحدہ چمکتا تھا معاملہ میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ نور رات کو مثل قمر اور دن کو مانند شمس چمکتا تھا اور منہ سورہ کی آیت میں برص کے ہیں فائدہ سورہ طہ میں یہ بیضا کے حق میں ارشاد ہوا ہے آیت اخیری لزیك من آياتنا الکبریٰ یعنی یہ بیضا ایک نشانی اور ہے کہ دکھاتے جادین ہم شکو اپنی نشانیاں بڑی اب اختلاف ہے کہ آیت کبریٰ کون تھی یہ بیضا یا عصا بعضے کہتے ہیں عصا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بیضا آیت کبریٰ ہے تحقیق یہ ہے کہ دو لون معجزے آیت کبریٰ میں داخل ہیں ہر نسبت اور معجزات کے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عنایت ہوئے تھے ہر اسمین یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام جب مبعوث ہوتے ہیں تو اولاً مخالفین اور منکرین کے قلع و قمع پر توجہ فرماتے ہیں بعد اُسکے ہدایت اور ارشاد پر پس عصا صورت تہر ہے اور یہ بیضا نمونہ ہدایت اور یہ بھی ہے کہ عصا میں حیات فیسی بصورت ہولناک ظاہر ہوتی ہے

تفہیم پانزدہم

اور ید بیضا میں نور غیبی بکمال روشنی جاوہ پاتا تھا اور قہر و سیاست متعلق ظاہر نبوت سے ہی اور نور و تجلی متعلق باطن نبوت سے جسکو ولایت کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ید بیضا اس سبب سے بڑا ہوا کہ عورت کمال ولایت تھا و ولایت النبوی افضل من نبوتہ اسی سبب سے ساحر لوگ ید بیضا کی نفس نہ کر سکے اور نفسل عصا کرتے تھے بالکل یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دونوں نشانیاں آیات کبریٰ میں ہیں اور یہ دونوں معجزے اثبات دعویٰ نبوت میں دو شاہد عاقل ہیں کیونکہ زندہ ہو جانا بحیات غیبی اس چیز کا جو قابل حیات نہیں لاطنی میں ظاہر تھا یہ دلیل صریح ہے کہ مردوں کے دل بلاشبہ زندہ ہو جائینگے اور نفس خبیث کا تو پاک ہونا کچھ مشکل ہی نہیں ہے اسی طرح نور انبی ہاتھ سے چمکنا دلیل صوح تھا کہ انکے ہاتھ سے ارشاد و ہدایت قرار واقعی ہو گا القصہ جب یہ دو نشانیاں عنایت ہو چکیں تو ارشاد ہوا اذہب الی فرعون رزق لعلی یعنی جا طرف فرعون کے کہ اُسے سرائٹھا یا ہے اور میری عبادت پر اُسکو بلا قال رب انی قتلتم منکم نفسا فاخاف ان یقتلون یعنی بولا اے رب میں نے خون کیا ہے انہیں ایک جی کا سو ڈرتا ہوں کہ مجھکو مار ڈالینگے یعنی فرعون کا لشکر بہت اور بیشمار مال اور میرے پاس کچھ بھی نہیں بیان تک کہ اہل و عیال اپنے بھی میں نے ایسی جگہ چھوڑے ہیں کہ اُنکے حال سے مجھکو خبر نہیں اس لیے خداوند کبریٰ نے ایک فرشتہ بھیجا اُسے بکریاں تھامی اور ایک فرشتے نے کیفیت واقعہ حضرت شعیب سے بیان کی حضرت شعیب نے اپنی بیٹی منع حوالی اور مواشی اپنے پاس بلالی جب فرعون ہلاک ہو گیا تب حضرت شعیب نے اُنکے عیال اُنکے پاس بھیج دیے اور قصص میں لکھا ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ اپنی بی بی کو در دزدین چھوڑ کے روانہ ہوئے ہیں اسی وقت حق تعالیٰ نے ایک عورت بشتی صفورا کے پاس بھیجی اُسے دائی بننے جنایا غرض کہ اسطرح سے اللہ نے حضرت موسیٰ کی تسلی کر دی پھر بسبب تنہائی کے حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ میری زبان میں لگنت ہے اور میرا بھائی ہارون فصیح ہے وہ میرے ساتھ ہو چنانچہ سورہ قصص میں ارشاد ہوا کہ وانھی ہارون ہوا فصیح سنی لانا فارسلہ معی رد الیہد قنی انی اخاف ان یکذبون یعنی میرا بھائی ہارون اُسکی زبان چلتی ہے مجھے زیادہ سوا سکو بھیج ساتھ میرے مدد کو کہ مجھکو سچا کرے میں ڈرتا ہوں کہ مجھکو جو ٹھا کرین ارشاد ہوا کہ سنشد عضدک باخنیک و تجمل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما یا اتنا انشاد من اتبعکم الفالیون یعنی ہم زور دینگے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور دینگے تلو غلبہ پھر وہ نہ پہنچ سکینگے

۱۳۳۳ھ میں لکھی گئی ہے اس وقت میں نے اس کو لکھا تھا

تم تک ہماری نشانیوں سے تم اور جو تمہارے ساتھ ہی اوپر رہو گے اور یہ ارشاد ہوا کلا فادبنا  
 بایاتنا انما حکم مستون یعنی کوئی نہیں ماریگا تم دونوں جاؤ لیکر نشانیان ہماری ہم ساتھ تمہارے  
 سنتے ہیں پھر حضرت موسیٰ نے دعا مانگی کہ سورہ طہ میں ارشاد ہوا رب اشرح لی صدری و تسیر  
 لی امری و احلل عقدہ من لسانی لفقہوا قولی و اجعل لی وزیراً من اہلی ہارون انمی اشد و بہ  
 ازری و اشترکہ فی امری کی نسبت کثیراً و مذکور کثیراً انک کنت بنا بصیراً یعنی ای رب کشادہ کر  
 میرا سینہ کہ کسی کا خوف نہ لگے اور آسان کر میرا کام کہ تبلیغ رسالت قرار دینی کر دن اور کھول  
 میری گہ زبان سے کہ بوجہین میری بات اور دے مجھ کو ایک کام بٹانے والا میرے گھر کا  
 ہارون میرا بھائی اُس سے بندھا میری کمزوری اور شریک کر اُس کو میرے کام کا کہ تیری پاک ذات کا  
 بیان کریں ہم بہت سا اور یاد کریں مجھ کو بہت سا تو تو ہی مجھ کو خوب دیکھتا فائدہ ایسے بڑے  
 پیغمبروں کو خلق و فوج کی طرف بہت خیال نہیں ہوتا ایک پیشکار چاہیے کہ خلق کو سچ میں  
 سمجھا دے ہمارے پیغمبر کے آگے ابو بکر صدیق تھے کہ شروع نبوت میں بہت لوگ اسکے  
 سمجھائے سے ایمان لائے بالجملہ یہ سوال حضرت موسیٰ کا قبول ہوا کہ سورہ طہ میں ارشاد  
 ہوا ہی قد اوتیت سو لک یا موسیٰ یعنی ملا مجھ کو تیرا سوال امی موسیٰ و اصطنکتک لنفسی یعنی  
 بنا یا ہم نے مجھ کو خاص اپنے واسطے پھر دوسرے مرتبے ارشاد ہوا سورہ طہ میں اذہب انت  
 و جنوک بایاتی و لاتینانی ذکر می اذہب الی فرعون انہ ظنی فقولالہ قولاً لینا اعلہ یتذکر او یحشی یعنی  
 جا تو اور تیرا بھائی لیکر میری نشانیان اور مستی نہ کر و میری یاد میں جاؤ طرف فرعون کے  
 آنے سے سر اٹھایا سو کو اُس سے بات نرم شاید سوچ کرے یا ڈرے حضرت ابن عباس رضی اللہ  
 فرماتے ہیں کہ نشانیوں سے مراد نو نشانیان ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عنایت  
 ہوئی تھیں عصا ید بیضا طوفان ہفت روزہ مذہبی چھڑی مینڈک خون مال کا پتھر ہونا  
 یہاں تک کہ انڈے چڑیوں کے اور کیرے اور کھانے کی چیز بھی وہاں کہ پہلو بایا قبطیوں کا  
 ایک ہی رات میں مر گیا اور بعضے کچھ اور بھی بیان کرتے ہیں لیکن حاصل ہر ایک کا واحد ہی  
 اور بعضے بجائے وہاں تھوڑے سال لکھتے ہیں بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے چلے  
 اس عرصے میں حضرت ہارون علیہ السلام مصر میں تشریف رکھتے تھے انکو بھی وحی ہوئی  
 کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آتے ہیں تم استقبال کرو اور بلکہ دونوں جاؤ فرعون پاس  
 اور کو ہم پیغام لانے والے ہیں جہاں کے صاحب کا فاتیا فرعون فقولا انارسل رب العالین

چنانچہ حضرت ہارون ایک منزل مصر سے استقبال کو حاضر ہوئے اور ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ جناب ہاری سے یوں ارشاد ہوا ہے کہ اذہبا الی فرعون انہ ظفنی یعنی جاؤ فرعون کے اُسٹے سر اٹھایا ہے اور فساد میں اس حد کو پہنچا ہے کہ دعویٰ ربوبیت کا کرتا ہے سو اُسکی اصلاح کی تدبیر کرنا لازم ہے اور حکم ہے کہ جب اُسکے پاس جاؤ تو اُس سے قول نرم کہو اور خشونت سے محترز ہو کیونکہ منکروں کے ساتھ اگر غلطت کرو گے تو جہل انکار بڑھ جائیگا اور قول حق میں ترمز کرینگے پس چاہیے کہ اُسکو یا بادشاہ یا ابوالعباس یا ابوالولید کہہ کر پکارو یا یون کہو کہ بل لک الی ان تزکی واہدیک الی ربک فتحشی یعنی تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنو رے اور راہ بتاؤں تجھکو تیرے رب کی طرف پھر تجھکو ڈر ہو یا اسطرح سمجھاؤ کہ میرا پروردگار تجھکو بلاتا ہے تو قبول کرو اور دیکھو تجھکو اُس نے چار سو برس کی مہلت دی کہ اس مدت میں تو نے کیا کیا ہے ادبیانہ کین اور اُس نے اپنی نعمت نہیں چھینی بلکہ تجھکو صحت و عافیت میں رکھا اور بچھے کہتے ہیں کہ قول نرم یہ تھا کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تعلیم فرمایا کہ اسی موسیٰ فرعون سے یون کہتا کہ اسی فرعون چار سو برس تیری عمر سے گذر گئے اور اس عرصے میں تو انار بکم الاعلیٰ کتار ہا کہ اور کسی منکر جبار نے ایسا نہیں کہا اب تیری عمر سے ہمیں چالیس برس رہے ہیں اور تو زندگی کو دوست رکھتا ہے اور مصابحت عورتوں کی تجھ کو پسند ہے اگر ایک مرتبہ انت ربی الالہی زبان سے کہدے تو کفر چار سو برس کا جاتا رہے اور سر نو سے تجھ کو جو ان بنا دون کہ پندہ بر کل ہو جائے اور ہزار برس جینا رہے اور خزانے زمین کے تجھ پر کھولوں پھر نعمت دنیا کی نعمت آخرت سے ملا دون یعنی بہشت بھی عطا کروں فالگدہ معلوم ہوتا ہے کہ سبب اس ارشاد کا یہ ہوا ہے کہ فرعون کا حق تربیت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تھا سو اُسکے ساتھ موافق اُس حق کی عنایت اور الطاف سے گفتگو کرنا چاہیے اور بعض یون بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ ۴۰ وادی امین سے رخصت ہوئے کہ جانب مصر روانہ ہوئے جب دریائے نیل پر پہنچے تو حضرت ہارون کو ارشاد ہوا کہ اسی ہارون تیرا بھائی خلعت نبوت سے آراستہ اور تاج رسالت سے پیراستہ آتا ہے تو اُسکے استقبال کو جاؤ اور حضرت ہارون علیہ السلام بروایت صحیحہ چار برس حضرت موسیٰ سے بڑے تھے اور اس عرصے میں باپ اور بہن انکی انتقال کر چکے تھے غرض کہ حضرت ہارون علیہ السلام بکلم خدا وقت شام بتاریخ وہم ذیجہ فی الفور گھر سے باہر نکلے اور روڈ نیل پر وقت صبح حضرت موسیٰ سے ملے اور بعد از تحقیق احوال فرمان الہی فرعون پر لے چلے اور

معاملہ التزیل میں لکھا ہے کہ جب مصر کی طرف چلے ہیں تو اُسکے پاس ایک جبہ شہین تھا اور ہاتھ میں عصا اسی پر اسباب نکالے ہوئے رات کو اپنے گھر آئے اور ہارون علیہ السلام کو خبر دی کہ مجھ کو اللہ نے تمھاری طرف بھیجا ہے کہ تم بلکہ فرعون کو دعوت کریں اُسوقت انکی مان یہ تین سن کے دوڑیں اور کہنے لگیں کہ فرعون تمھارے مارنے کی فکر میں ہے اگر تم اُسکے پاس جاؤ گے تو دونوں کو مار ڈالیں حضرت موسیٰ نے نہ مانا اور رات ہی کو فرعون کے دروازے پر تشریف لگے اور روضۃ الصفیاء میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کو چھپے ہوئے اپنی مان کے گھر تشریف لائے تو مان نے نہیں پہچانا حضرت موسیٰ نے کہا میں غریب مسافر ہوں رات بھر تمھارے مکان میں رہوں گا اُسے حق مانڈاری بخوبی ادا کیا اور حضرت ہارون کو اُسکے پاس جی گئے کو بٹھلا دیا پھر گفتگو میں حضرت ہارون نے پہچانا اور اپنی مان کو مطلع کیا تب انکی مان نے لکے گلے سے لگایا اور خوش ہوئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی عنایت کا سارا حال بیان کیا پس بروایت اول اسی دن بلا تامل تشریف لے گئے اور بروایت ثانیہ رات کو اور بروایت ثالثہ چوتھے دن صبح کو فرعون کے دروازے پر دونوں پیغمبر تشریف لے گئے اور تحقیق صاحبِ عالم یہ ہے کہ رات ہی کو دروازے فرعون پر تشریف لے گئے اور کوڑوں کو دھکا دیا اور بانوں نے شور کیا یا ان لوگوں نے پہلے سے انکا حال دریافت کر لیا تھا پوچھنے لگے تم کون ہو حضرت موسیٰ نے فرمایا انا رسول رب العالمین اُس چوکیدار نے فرعون سے کہا کہ ایک مجنون دروازے پر کھڑا ہوا کتا ہے انا رسول رب العالمین فرعون چپکا ہو رہا جب رات گزر گئی تو صبح کو بلوایا اور ایک روایت ہے کہ یہ دونوں پیغمبر فرعون کے دروازے پر آئے کسی نے سال بھر تک اذن جانے کا نہ دیا تب ایک دربان نے فرعون سے عرض کیا کہ ایک آدمی دروازے پر ہے اپنے زعم میں کتا ہے کہ انا رسول رب العالمین فرعون نے کہا اسکو بیان لاؤ تو ٹھٹھا کرین تب دونوں پیغمبر دربار میں تشریف لائے اور بعضے نقل کرتے ہیں کہ فرعون نے اپنے قلعہ میں شتر درجے رکھے تھے ہر ایک درجے میں ایک جنگل اور شتر ہزار مرد مقابل ہر صحن میں رہتا تھا اور جس مکان میں آپ رہتا تھا اُسکے گرد ایک نہر اور بڑا جنگل آسمین صد ہا شیر اور چیتے اور اُسکا ایک دروازہ رکھا تھا کہ اُسی سے دربار کے لوگ آتے جاتے اور جو کوئی جھنگ جاتا تو شیر اُسکو پھاڑ ڈالتے جب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پہلی شہریناہ پر تشریف لائے تو دروازہ بند پایا حضرت موسیٰ نے اپنی لاٹھی ماری کو اڑا کر لگے اسی طرح سب دروازے کھلے

جب جنگل میں پہنچے تو سب درندے جانور بھاگ بیٹھے آخر خاص محل کے دروازے پر آئے کسی نے مدت تک خبر نہ پونچائی تو سب ابن نبہ کہتے ہیں کہ چوتھی تاریخ ذی الحجہ کو دروازے پر پہنچے اور دشوین تاریخ فرعون کو خبر ہوئی اور محراب بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو برس تک دروازے پر مقیم رہے اور کسی کی جرأت نہ پڑی کہ فرعون سے انکی خبر کہے آخر کار ایک مسخرہ کہ فرعون کی مجلس میں نوکر تھا آیا اور کہنے لگا تم کس کام کو آئے ہو اور جانتے ہو کہ یہ مکان کس کا ہے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے فرمایا کہ ہم جانتے ہیں یہ قلعہ ہی فرعون کا کہ وہ اور اُسکے تواج بلکہ تمام زمین اور آسمان اور جو آسمین ہو اللہ کے بندے اور مخلوق ہیں اور ہم سمجھتے ہوئے اسی خداوند عالم کے فرعون کی دعوت کو آئے ہیں وہ مسخرہ فرعون کی مجلس میں آیا اور بولا کہ امی بادشاہ آج میں نے ایک امر عجیب دیکھا ہے کہ شیردن کی ہیبت مجھے بھول گئی فرعون نے اُسکی کیفیت پوچھی اُس مسخرے نے کہا دو آدمی دروازے پر آئے انکے خوف سے سارے درندے جنگل کے بھاگ گئے ہیں شاید ساحر ہیں اور جب میں نے اُنسے باتیں کیں تو ایسی بات بولے کہ میں اُسکا ذکر نہ کرنا بے ادبی سمجھتا ہوں فرعون نے کہا بیان کر بولا کہ اُنکو یہ گمان ہے کہ سوائے تیرے اور بھی کوئی خالق ہے اس بات سے فرعون کو غضب آیا اور کہنے لگا کہ جلد لاؤ اسوقت مجلس میں ہامان وغیرہ امر حاضر تھے اور بہت خلقت تماشاً دیکھنے آئی کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام ہشمت مومبو بہ ملک جبار و آیات معنویہ خالق قہار تشریف لائے فرعون نے کہا من انما حضرت موسیٰ نے فرمایا انار رسول رب العالمین ان ارسل معنا بنی اسرائیل یعنی میں پیغام لایا ہوں جہان کے صاحب کا یہ پیغام کہ بھیج دے تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو فلسطین میں اور جنگو تو نے چار تئو برس سے غلام بنا رکھا ہے چھوڑو حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا وطن حضرت ابراہیم کے وقت سے شام تھا حضرت یوسف کے سبب سے مصر میں آ رہے تھے اب حق تعالیٰ نے اُنکو ملک شام دینا چاہا تب حضرت موسیٰ کو اسطرح سے بھیجا اور سدی سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور پہلے گفتگو نہایت مدبانی سے فرمائی کہ تو ایمان قبول کر تو جوانی پھرائے اور نگر سے ملک و مملکت کھوں چھینی بنائے الابد از موت اور جب مرے تو بہشت میں داخل کیا جاے فرعون نے یہ کلام سکر یقین کیا ہامان بردو اسوقت حاضر نہ تھا جب وہ آیا تو فرعون نے احوال حضرت موسیٰ کا بیان کیا اُس نے کہا تجکو کچھ بھی عقل ہو تو خالق سے مخلوق اور رب سے مرئوب اور مہبود

عابد اور سجد سے ساجد بنا چاہتا ہے تب فرعون نے تامل کر کے حضرت موسیٰ کو دیکھا تو پہچانا اور کہا چنانچہ سورہ شعراء میں ارشاد ہوا الم نربک فینا ولید اولبت فینا من عمرک سنین وفعات فعاتک التی فعلت وانت من الکافرین یعنی ہم نے پالائیں تجھ کو اپنے گھر میں لڑکا سا اور رہا تو ہمارے پاس اپنی عمر میں سے کئی برس یعنی تیس برس اور کر گیا تو اپنا وہ کام جو کر گیا اور تو ہی ناشکر علامہ لغوی حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں من الکافرین سے یہ مراد ہے کہ انت من الجاہدین لنعنتی وحق تزییتی یعنی تو میری نعمت اور تربیت کا منکر ہے کیونکہ فرعون کفر بارہویہ واقع بھی نہ تھا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ سورہ شعراء میں ارشاد ہوا کہ فعلتھا اذ اوانا من الضالین ففرت منکم لما خفتکم فوہب لی ربی حکماً وجعلنی من المرسلین یعنی کیا تو ہی میں نچوڑا اور میں تھا چونکہ والا پھر بھاگا میں تم سے جب تمہارا ڈرو دیکھا پھر بخشا بھگو یہ رب نے حکم اور ٹھہرایا بھگو پیغام پہنچانے والا واما نعمة تمننا علی ان عبداً بنی اسرائیل یعنی یہ نعمت ہے کہ منت رکھتا ہے تو مجھ پر کہ بندہ کیا تو نے بنی اسرائیل کو یعنی بندہ کرنا بنی اسرائیل کا نعمت نہ تھا اسی طرح پرورش کرنا میرا کہ اُسکی ضرورت تھی نعمت نہ تھی کہ اُسکا میں ممنون ہوں معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ اس آیت کی تاویل میں اختلاف ہے بعضے اقرار پر حمل کرتے ہیں یعنی حضرت نے فرمایا کہ اپنا تربیت کرنا اور قتل کرنا اور غلام نہ بنانا جیسا بنی اسرائیل کے اؤر لڑکوں کو قتل کیا تھا اور غلام بنایا تھا نعمت میں شمار کر کے فرمایا کہ البتہ وہ احسان ہے جو تو مجھ پر رکھے کہ غلام کر لے تو نے بنی اسرائیل اور بھگو غلام بنانے سے چھوڑ دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ قول حضرت کا انکار ہے اور الف استفہام کا محذوف ہے یعنی اولک نعمت یعنی یہ نعمت ہے کہ بنی اسرائیل کے ساتھ ہمدعا ملے تو نے کی اور انکو غلام بنایا اور قتل کیا کہ وہ میری قوم بھی اور اہانت قوم موجب ذلت ہے پس اس سبب سے تیرا سارا احسان جاتا رہا بالجملة فرعون نے کہا یہ رسالت تم کہاں سے لائے ہو حضرت موسیٰ نے فرمایا رب العالمین کے پاس سے فرعون نے کہا وارب العالمین یعنی رب العالمین کیا چیز ہے قال رب السموات والارض وما بینہما انکم تم موقنین یعنی کہا موسیٰ نے رب العالمین ہے صاحب آسمان اور زمین کا اور جو انکے بیچ میں ہے اگر تم یقین کرو چوںکہ اُس مردود نے جنس سے سوال کیا تھا اور اللہ تعالیٰ جنس سے پاک ہے اسلیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے افعال الہی کا ذکر کیا جس سے تمام خلق عاجز ہے اب فرعون جواب میں تمجیر ہوا اور اپنے امرا سے کہ اُس وقت پانسوا آدمی سونے کے

لیکن پہنے ہوئے حاضر تھے کہنے لگا الاستمعون یعنی تم نہیں سنتے ہو انکا اعتقاد یہ تھا کہ ہمارا خدا  
 بادشاہ ہی انکو سنایا کہ یہ کیا باتیں کرتا ہی تم بھی سنتے ہو میں حقیقت کا سوال کرتا ہوں کہ فعال سے خواجہ کیا  
 پھر حضرت نے زیادہ توضیح فرمائی کہ ربکم ورب آبائکم الاولین یعنی رب العالمین صاحب تمہارا اور  
 صاحب تمہارے اگلے باپ دادوں کا ہی اگرچہ پہلی ارشاد میں واضح ہو گیا تھا کیونکہ آسمان  
 وزمین کے بیچ میں بھی داخل تھے لیکن یہ اس واسطے فرمایا کہ فرعون اصل میں دہریہ تھا اعتقاد  
 رکھتا تھا کہ آسمان اور زمین خالق کے مخلج نہیں بلکہ واجبات سے ہیں اور سب افلاک متحرک  
 بالذات ہیں اور اس قول میں اس توہم کی گنجائش نہیں اسپر فرعون نے اپنی مجلس الوفاق  
 کہا ان رسولکم الذمی ارسل الیکم ليجنون ہرآنسہ تمہارا پیغام والا جو تمہاری طرف پہنچا ہی باؤ لا ہی  
 کہ ایسے کلام کرتا ہی جو سمجھ میں نہیں آتے یعنی موسیٰ کے زعم میں سوا سے میرے اور بھی خدا ہی  
 شاید ان لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ جو ہمارے عقیدے کے خلاف ہی وہ عاقل نہیں ہی پھر حضرت  
 موسیٰ نے توضیح فرمائی کہ رب المشرق والمغرب وما بینہما انکنتم تعقلون یعنی رب مشرق اور مغرب کا  
 ہی اور جو انکے بیچ میں ہی اگر تم بوجھ رکھتے ہو یعنی اگر عقل ہی تو سمجھو کہ حقیقت ذات کے سوال کا یہی  
 جواب ہی کہ اس ذات کے افعال اور صفات بیان کیے جاویں نہ اور کچھ غرض کہ حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام ایک بات کہتے جاتے تھے اللہ کی قدرتیں بتانے کو اور فرعون بیچ میں  
 اپنے سرداروں کو ابھارتا تھا کہ انکو یقین نہ آجاوے آخر کار جب شرمندہ ہو کر جواب میں  
 بند ہوا اور محبت حضرت موسیٰ کی غالب پڑی تو غرور دکھلانے کو کہنے لگا لئن انخذت الہام  
 غیری لاجعناک من السجون یعنی اگر تو نے ٹھہرایا کوئی اور حاکم میرے سوا سے تو مقرر ڈالونگا  
 تجکو قید میں کہی سے منقول ہی کہ قید فرعون کی قتل سے زیادہ تھی یعنی آدمی کو گرفتار کر کے ایک  
 مکان اکیلے میں ڈال دیتا تھا کہ وہاں نہ کچھ دیکھے نہ سنے اس کلام کے جواب میں حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام نے بطریق انصاف فرمایا او لو جئتک بشیء بسین یعنی جو لایا ہوں تیرے پاس  
 ایک چیز کھول دینے والی پھر بھی تو قید کریگا یعنی افضل ذلک وان آیتک بحجۃ بینۃ تب  
 فرعون نے کہا قات بہ ان کنت من الصادقین یعنی تو وہ چیز لا اگر تو سچ کہتا ہی تو ہم نہ قید کریں گے  
 فالقی عصاہ فاذا ہی ثعبان بسین یعنی ڈال دی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاتھی  
 تو اسی وقت وہ ناگ ہو گئی جس طرح اور ایک میل جانب آسمان بلند ہوا اور آگ اُسکے منہ سے اڑنے لگی  
 اور دھواں ناک سے نکلنے لگا اور دونوں آنکھیں مشعل نظر کرنے لگیں اور دونوں سے آواز

آنے لگی جس طرف متوجہ ہوا اسکو خراب و خستہ کیا جسپر بھونک ماری وہ جل گیا سارے آدمی اسکے خون سے تلے اوپر گرنے لگے وہب ابن نبہ سے روایت ہے کہ پچیس ہزار آدمی آسدن بیجان ہوا اور بعضی روایت میں چالیس ہزار حسب جنم ہوئے پھر فرعون پر متوجہ ہوا تو فرعون تخت سے گر پڑا اور بھاگا اور امان مانگتا ہو حضرت موسیٰ سے کہنے لگا کہ میں تمہارا تابعدار ہو جاؤنگا اور نبی اسرائیل کو چھوڑ دو نگاتم آپ بلا سے مجھے بچاؤ حضرت موسیٰ نے اپنی لامٹھی اٹھالی تب فرعون نے کہا اور بھی کچھ حاجت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ جیب میں ڈالکر نکالا تو اپسا روشن اور نورانی نکلا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں جھپک گئیں اور زمین پر گر پڑے کما قال فی سورۃ الشعراء فرغ یدہ فاذا ہی بفیضار لنا ظہرین یعنی اندر سے نکالا اپنا ہاتھ تو وہ اسیوت چپا ہی آنکھوں کے سامنے پھر آسنے امان مانگی حضرت نے اپنا ہاتھ بند کر لیا بعد اسکے قبول ایمان اور تصدیق نبوت اپنی فرعون سے طلب کی آسنے کہا آج تامل کرو میں اس بات میں مشورہ کرنے کو نکا پھر سب سے علیحدہ عرض کیا کہ اے موسیٰ تو نے پچیس ہزار آدمی مارے کیا اسی واسطے تو مبعوث ہوا ہے اور حالانکہ تو کہتا ہے کہ بھیجئے والا میرا رحیم ہے کیا یہی مقتضای رحمت ہے جو تیرے ہاتھ سے واقع ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ درحقیقت تو نے مارا ہے کہ تو خود کافر ہوا اور ان لوگوں کو تو نے کفر اور شرک کی تکلیف دی اور ان لوگوں نے تیرا کہنا مانا پس حقیقت میں سبب ہلاکت تو ہونہ میں پھر اور کلمات توحید اور نصیحت بھی خلوت میں ارشاد کیے فرعون نے کہا اگر تیری بات قبول کروں تو اسکی جہا کیا ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ وجہ انیت خدا کا اقرار کر کے آسکی پرستش کر تو میں دعا کروں کہ پتہ تعالیٰ تجھکو چار چیزیں عنایت کرے ایک جوانی موت تک دوسری بادشاہی دنیا تیسری صحت اور سلامتی چوتھی بہشت ہمیشہ فرعون نے کہا اسمین تامل درکار ہے تاکہ میں بعضے عاقلوں سے دریافت کر لوں تب اسکا جواب دینا آسوقت اپنے گھر میں آیا اور آسینہ خاتون سے حال کہا آسنے جواب دیا کہ جو شخص عاقل ہو کبھی اس سخن کے خلاف نہ کہیگا بلاتامل قبول کرے پھر با مان مردود سے مشورہ کیا اس نے سامان نے کہا کہ اتنی مدت منذ الوہیت پر بیٹھے اب خاک عبودیت پر بیٹھا جاتے ہو اب تک لوگوں نے تمہاری عبادت کی اب تم اور کی عبادت کرو گے کیا عقل جاتی ہے ہی ہے

اور جو چار چیزوں کا موسیٰ علیہ السلام تمسے وعدہ کرتے ہیں سو اسمین اول جوانی ہو سو اسکا بقا اسطرح ہو سکتی ہو کہ سہراوردارھی کے بالوں کو خضاب سے سیاہ کرو جو جوانی بنی رہے۔ دوسری بادشاہی وہ فی الحال تمکو حاصل ہو کیو طاعت نہیں کہ چین لے اور تیسری صحت ہو سو جب موافق اظہار کے عمل کرو گے صحیح رہو گے چوتھی بہشت ہو وہ سو اے ان باغوں کے میرے خیال میں اور کچھ نہیں آتی سو تمہارے قبضہ اختیار میں ہو ان بالوں سے فرعون کی توجہ ایمان سے جاتی رہی اور ارکان دولت سے کہنے لگا تمہاری رائے کیا ہو

قال الملأ من قوم فرعون ان هذا ساحر عليم يريد ان يخرجكم من ارضكم فماذا تاملون یعنی پو سہراوردار قوم فرعون کے یہ بیشک کوئی بڑا جا دوگر ہو نکالا جا پتا ہو تمکو تمہارے ملک سے فرعون نے کہا اب کیا مشورہ دیتے ہو بعضوں نے کیا اقلوا انباء الذلین بنا معہ واستعیوا نساء ہم یعنی مارو بیٹے انکے جو یقین لائے ہیں اسکے ساتھ اور جتنی رکھو انکی عورتیں معاکم التنزیل میں تناوہ سے روایت ہو کہ یہ ظلم قتل کا دوسرا ہو کیونکہ فرعون نے بعد پیدا ہونے حضرت موسیٰ کے قتل لڑکوں کا موقوف کر دیا تھا جب حضرت موسیٰ مبعوث ہوئے تو اسنے پھر قتل شروع کیا پس معنی آیت کے یہ ہیں کہ پھر شروع کرو قتل انکا اور عورتوں کو چھوڑ دو کہ اپنے مردوں کو متابعت موسیٰ سے روکیں فائدہ فرعون کی قوم نے یہ تو صلاح دی مگر حضرت موسیٰ کے مارنے کی صلاح نہ دی اسواسطے کہ معجزہ انکے پاس بہت بڑا ہو ایسا منو کہ بدلانے مگر فرعون نے کہا

ذرونی اقل موسیٰ ولیدع ربہ انی اخاف ان یدل دنیکم او ان یطرفی ارض الفساد یعنی مجکو چھوڑو کہ مار ڈالوں موسیٰ کو اور پراپکار سے اپنے رب کو میں ڈرتا ہوں بگاڑے تمہاری راہ یا نکالے ملک میں خرابی تب ایک شخص فرعون کے لوگوں میں سے جو پوشیدہ ایمان رکھتا تھا بول اٹھا کہ سورہ مومن میں ارشاد ہوا اقلون رجسلا

ان یقول ربی اللہ وقد جارکم بالبنیات من ربکم وان یک کا ذبا فعیدہ لذبہ وان یک مساوقاً یبیکم بعض الذی یدکم ان اللہ لا یمدی من ہومسرف کذاب یعنی کیا مارے ڈالے ہو ایک مرد کو اسپر کہ کہتا ہو میرا رب اللہ ہو اور لایا ہو تمپر کھلی نشانیاں تمہارے رب کی جو دلالت کرتی ہیں اسکے صدق پر اور اگر وہ چھوٹا ہوگا تو اسپر بڑا بگاڑا سکا چھو اور تمکو کچھ ضرر نہیں اور اگر وہ سچا ہوگا تو تمپر بڑا بگاڑی کوئی وعدہ جو دیتا ہو بیشک اللہ

راہ نہیں دیتا آسکو جو موہے لحاظ عبودیتھا ابو عبیدہ مفسر فرماتے ہیں کہ آیت میں اس جگہ بعض سے مراد کل ہو یعنی اگر تم نے قتل کیا اور مقتول سچا ہو تو سب عذاب تم پر لگے گا جکا وعدہ کرتا ہو معاملہ التنزیل میں لکھا ہو کہ اس مومن میں اختلاف ہو مقاتل اور سدہی کہتے ہیں کہ بھائی چچیر فرعون کا تھا جسکی شان میں اللہ نے فرمایا ہو و جاہر جل من اتقى المدیۃ یسعی اور ابن عباس رضی اللہ اور اکثر علما کہتے ہیں کہ خزیل اسرائیلی تھا اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اسکا نام جبریل تھا اور بعض کے نزدیک فریض تھا اور بنی کہتے ہیں جبریل نام تھا فائدہ سیطح ایک حاملہ بارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین نے جبر سے واقع ہوا عمروہ ابن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ عمرو بن عاص سے کہا کہ جبکو خبر ہو اس شدید حرکت سے جو کی ہو مشرکوں نے آنحضرت سے تب کہا عبد اللہ نے کہ ایک دن آنحضرت نماز کعبہ میں نماز پڑھتے تھے عقبہ ابن عیط نے آکر کندھے آنحضرت کے پکڑے اور چادر گرون مبارک میں ڈالکر زور سے کھینچی کہ حضرت ابو بکر صدیق آگئے اور اس کافر کے کندھے پکڑے علیہ کر دیا اور کہا اقلتلون رجلا ان یشول ربی اللہ وقہ جالم بالینسا پھر حضرت صدیق کو کافروں نے بہت مارا باجھایا جب فرعون قتل سے باز رہا

تو ان لوگوں نے کہا ارجو اخواہ وارسل فی المدائن حاشرین یا توک بکل ساحر عظیم یعنی ڈھیل سے آسکو اور اس کے بھائی کو اور بھیج دے پر گنہان میں نقیبون کو لاؤین تیرے پاس جو ہو بڑا جاوگر اور حافظ من سحر میں تاکہ معارضہ کروان تحقیقین مفسرین بیان کرتے ہیں کہ جب قدر ساحر حضرت موسی علیہ السلام کے وقت میں تھے اس قدر کبھی نہیں ہوئے یعنی ایک ہزار شہر اور بارہ ہزار قریہ تھا انہیں سوا سے ساحرون کے اور کوئی نہ تھا انھیں کی طرف نقیب چلے کہ جان کہیں ساحر ہوشیار پادین حاضر لاؤین اور ایک روایت ہے کہ فرعون نے پہلے سے کئی لڑکے بنی اسرائیل کے جو زمین اور ذکی تھے سحر سیکھنے کو ایک ساحر کے پاس کسی کانوں میں بھیج دیئے تھے سو وہ لڑکے سیکھ کر تیار ہوئے

انکو فرعون نے بلوایا کہ سورہ شعرا میں فرمایا یجمع السحرة لیمقات یوم معلوم وقیل للناس بل انتم جتہون لعننا مع السحرة ان کانوا ہم الغالبین یعنی پھر اکٹھے کیے جاوگر وعدتے ایک مقرر دن کے اور کہدیا لوگوں کو تم اکٹھے ہوتے ہو شاید ہم راہ پکڑیں جاوگر دن کی اگر ہو جاوین وہی غالب فائدہ یوم موعود یوم زینت تھا یا نو چند ہی سینچ شروع سال کا

یا فرعون کی سالگرہ کا دن تھا کہ ساحر جمع ہوئے فائدہ ساہورن میں اختلاف ہو نزدیک  
مقابل کے بہتر تھے دو قبلی اور شرابی اسرائیل اور دونوں قبلی سردار تھے اور کلبی کے  
نزدیک شتر تھے لیکن سردار دومی تھے اور سب بنی اسرائیل تھے اور کلب اجبار سے  
روایت ہو کہ شتر ہزار تھے انہیں سے بار ہزار کامل تھے انہیں سے بہتر کامل تھے اور ان بہترین  
چار میں تھے ایک سا طور دوسرا غازو تیسرا مصلطہ چوتھا مصفلی اور بعضے کہتے ہیں کہ  
سردار انکا ایک شخص نابینا تھا صحیح تیرہ ہو کہ سب شتر تھے اور دو شخص انہیں میں تھے  
شمعون اور صفر یا سعب۔ و مداین یہ دونوں بھائی تھے جب فرعون کے نقیب انکے پاس  
پہنچے تب یہ دونوں اپنی مان کے پاس گئے اور بولے ہلو ہمارے باپ کی قبر پر پہلے چلو  
وہ لگئی ان دونوں نے پکارا اُسے کہ کیا ہو کہنے لگے کہ فرعون کے پاس دو شخص آئے ہیں  
نہ ہتیار انکے پاس ہونے لگا جرت ایک کے پاس ایک لاشی ہو کہ وہ سانپ ہو جاتی ہو  
جو چیز اُسکے سامنے پڑتی ہو اُسکو نکل لیتا ہو سو فرعون نے داعیہ کیا ہو کہ ہلو اُسکے مقابلے میں  
پیش کرے اور بلوایا ہو سو ہلو تیرہ بتلاؤ کہ ہم مصر میں جا کہ کس طرح معارضہ کریں صاحب نے  
جواب دیا کہ مصر میں جاؤ جب وہ دونوں شخص سو رہیں تب اُس لکڑھی کو اٹھاؤ اگر تمہارا  
ہاتھ آجائے تو بیشک تم غالب ہو گے اور جو ناگ ہو جائے تو بیشک معجزہ ہو سو نہیں  
پھر کوئی شخص مخلوقات الہی سے اُسکا مقابل نہیں ہو سکتا کسو اسلے کہ سحر ساحر کا  
خواب میں بے اثر ہو جاتا ہو سو وہ دونوں بھائی سب سے چھپے ہوئے مصر میں آئے تو  
دیکھا کہ دونوں پیغمبر آرام میں ہیں اور چشم ظاہر خواب میں اور لاشی رکھی ہو یہ دونوں  
وقت کو غنیمت سمجھ کر لاشی کی طرف متوجہ ہوئے اُسے بھی اُنکا قصد کیا کہ یہ دونوں بھاگ  
اور پھرنے آئے بالکل پہرہ چڑھے اور ساحر اپنے اپنے مکر لیکر قلعہ فرعون پر جمع ہوئے  
اور بہت لوگ تماشائی ہوئے اور فرعون بن ٹھن کے بڑے ترنک سے ایک کھڑکی سے  
لگ بیٹھا اور کہنے لگا انارکیم الاعلیٰ یعنی میں بڑا خدا ہوں اور جو کوئی اور پروردگار بھارا  
کہ اُسے موسیٰ کو بطور ایلچی بھیجا ہو تو مجھے مرتبہ اُسکا پست تر ہو اگر موسیٰ اپنی رسالت  
ثابت کرے تب بھی قابل اتباع نہیں اور ربوبیت اُسکے رب کی اگر ہو تو عام ہو اور  
میری ربوبیت خاص اہل مصر پر ہو اور خاص مقدم ہو عام پر پاسداری اور اہتمام عایت  
اور ربوبیت موسیٰ کے خدا کی پوشیدہ ہو اور میری ربوبیت ظاہر ہو قطع نظر ایلچی اُسکا

میرے کسی ایلی کے برابر طراق نہیں رکھتا اُسکے ہاتھ میں دستانہ ہیں نہ کنگن نہ اسکے سنا  
 فوج جو نہ چشم و خدم اور ایلی سے بادشاہ کی بادشاہی معلوم ہوتی ہو اگر اُس کا رب بڑا  
 ہوتا تو اُس کا ایلی بھی بڑا ہوتا چنانچہ سورہ زخرف میں ارشاد ہو امنا خیرین ہذا الذی  
 ہمیں ولایکا وہمیں یعنی بھلا میں ہوں بہتر اس شخص سے جسکے عزت ہمیں اور  
 صاف ہمیں بول سکتا اور دیکھو میرے سامنے فوج پر ابانابھے چلتی ہو اور میرے  
 امیرون کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں کہ میں نے انعام دیے ہیں اور میرے  
 ہاتھوں میں جو ہرات سے مرصع کنگن ہیں اگر موسیٰ ایلی خدا کا تھا فلا القی علیہ سورہ  
 من ذہب او جاد مولا ملائکہ مقربین یعنی پھر کیوں نہ آپرٹے اسپر کنگن سونے کے یا آتے  
 اُسکے سامنے فرشتے پر ابانہ ہک چنانچہ یہ کلام فرعون کا تا شانی ضعیف الایمان تسلیم  
 کرتے جاتے تھے اور ہنوز حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف نہ لائے تھے اور ساوا اپنی  
 صفین بانابھے ستر او نمون پر اسباب اور لائٹھیان شعبدے اور مگر کی لادے فرعون  
 رو برو حاضر تھے کہ دفعۃً حضرت موسیٰ کلیم اللہ مع ہارون وزیر تشریف لائے اور لائٹھی ٹھیک  
 ایک طرف کھڑے ہوئے اور حضرت ہارون علیہ السلام داسنے پر آئے اور حضرت جبریل  
 علیہ السلام علم نصرت لیکر آگے ہوئے اور موکلین قہنا اور قدر نشور نصیرین لائے فتح قریب  
 پڑھنے لگے اور ساحرون نے پیش قدمی کر کے فرعون سے کہا ائت لنا جوار ان کتا  
 نحن الغالبین بھلا کچھ ہارانیگ بھی ہو جو ہوا دین ہم غالب قال نعم وانکم اذالمن لقرین  
 بولا البتہ اور تم اسوقت نزدیک والوں میں ہو گے یعنی میرے مصاحب ہو گے اور  
 بے تامل میرے پاس آنے کی اجازت پاؤ گے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اول کلام  
 موا عظ اور نصائح ارشاد فرما کے بولے کہ سورہ طہ میں ارشاد ہوا ویلکم لا تغفروا علی اللہ  
 کذیا فیسحکم برباب وقد خاب من اقری یعنی کم نجی تمھاری جھوٹھ نہ بولو اللہ پر پھر کہیا  
 تمکو کسی آفت سے اور مراد کو نہیں پہنچتا جسے جھوٹھ بانابھاتے بعضے ساحرون نے  
 کہا یہ کلام ساحرون کا نہیں ہو پھر سردار جادو گروں کا کہ شاید نابینا تھا پوجھنے لگا کہ یہ  
 دو لون شخص کچھ لشکر اور فوج بھی ساتھ رکھتے ہیں جادو گروں نے کہا ایک شخص لائٹھی  
 لیے ہو اور دوسرا خالی ہاتھ نہ کوئی یا ہونہ مددگار تب اُس نے کہا یہ ہرگز ساحر نہیں ہیں انکی  
 عزت کرنا چاہیے چنانچہ ساحرون نے باادب عرض کیا یا موسیٰ اما ان تلمی و اما ان نکون

سحر الملقین اور موسیٰ یا تو ڈالے اپنا عصا پہلے یا ہم ڈالتے ہیں اپنی رسیان اور لاطھیان قال القوا  
فلما القوا سحر والامین الناس واسترہوہم وجاروا بسحر عظیم یعنی کہا موسیٰ نے ڈالو چھڑ  
ڈالو باندھ دین لوگوں کی آنکھیں اور انکو ڈال دیا اور کہلائے بڑا جاوو معالک و عیب و  
تفسیر و ن میں لکھا ہو کہ جب حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم ڈالو تو جاوو گر متحیر ہو کے بولے کہ  
اے موسیٰ اگر ہم مغلوب ہو جائیں تو تیری متابعت کریں اور اگر تو مغلوب ہو جائے تو  
فرعون جو چاہے کرے مگر عزت فرعون سے ہلکو یہ امید ہو کہ ہم غالب آریں گے یہ کہہ کر  
بڑی بڑی رسیان پارے کی ملی اور لکڑیاں بانس کی پارہ کی بھری میدان مایا بلع الہین  
کہ وہ سب آفتاب کی گرمی سے جذبش کرنے لگیں اور سارا میدان سانپوں سے بھر گیا  
اور تماشائی بھاگے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ درمیل تک سانپ ہی  
نظر آتے تھے قال اللہ تعالیٰ فاذا جبالہم وعصیہم نمل الیہ من سحرہم انہا تسعی کہ یعنی  
تھیں انکی رسیان اور لاطھیان اسکے خیال میں آتی ہیں جاوو سے کہ ڈورتی ہیں تعرض شیعہ  
دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی فی الجملہ اندیشہ ہوا نا جس فی نفسہ نینقہ یعنی مانہنت  
موسیٰ نے اپنے جی میں خون خواہ طبیعت بشریہ سے ڈرے یا اس سبب سے کہ قوم کے لوگ  
شک میں پڑ کر متابعت میری نہ کرینگے اسی وقت وحی ہوئی کہ لاتحف انک انت الی علی  
تو نہ ڈر مقرر تو ہی رہیگا اور پر اور یہ جاوو گرہیں اور جاوو گر کبھی اپنے حیلے میں فلاح نہیں پاتا  
تجھی کو غلبہ ہو پھر ارشاد ہوا کہ ان الق عصاک فاذا ہی تلقفت مایا فلون یعنی ڈال اپنا عصا  
تب ہی وہ لگانگے سوانگ جو وہ بنتے تھے فالقی موسیٰ عصاہ فاذا ہی تلقفت مایا فلون  
پس کوالا موسیٰ نے اپنا عصا اور لگانگے جو سوانگ وہ بناتے تھے فوقع الحق و بطل ما کانوا  
یعملون تب داؤ پڑا حق کا اور غلط ہوا جو وہ کرتے تھے یعنی حضرت موسیٰ سچے ہوئے اور  
وہ سب جھوٹے اور آپس میں بولے کہ اگر یہ سحر ہوتا تو ہمیں غائب نہ آتا فغلبوا ہنا لک  
واقلبوا صاغرن تب ہاری قوم فرعون کی اسجگہ اور پھر سے ذلیل ہو کر اور وہ آرد ہا  
رسیوں کو نکل کر خلقت پر متوجہ ہوا ساری خلقت بھاگی کہ اس ازوج میں تین لاکھ آدمی  
یا چھ لاکھ طریق عدم پر سیدھے چلے گئے پھر حضرت موسیٰ نے اسکو اٹھا لیا۔ ا حرون نے  
بعلم یقین جانا کہ یہ شخص موید تا مید آسانی ہو فالقی السحرة ساجدین قالوا آمنابر العالیین  
رب موسیٰ و ہارون یعنی پھر ڈالے گئے سحر سجدے میں بولے ہم نے مانا جان کے صاحب کو

جو صاحب موسیٰ اور ہارون کا ہوا اور نہوز سجدے سے سر نہ اٹھایا تھا کہ حق تعالیٰ نے درجات بہشت انکی نظر میں کھول دیے اور مراتب انکے دکھلائے اور دوزخ کے حالات اور فرعونین کی عقوبتیں ظاہر فرمائیں جب ساحرون نے سجدے سے سر اٹھایا اور وصایت خدا اور نبوت موسیٰ اور ہارون کا اقرار کیا اور سرداروں نے بر ملا پکارا

لا اِلهَ اِلا اللہُ موسیٰ کلیم اللہ اور چونکہ اصناف ہمیشہ تابعدار اکابر کے ہوتے ہیں وہ بھی یہی کلیہ کہنے لگے تب فرعون نے کہا امنتہم بہ قبل ان اذن لکم ان ذوالملک یرکب قوہ فی المدینۃ

تو جو اب انما اہما فسوف تعلیون یعنی تم نے مان لیا اُسکو ابھی میں نے حکم نہیں دیا تمکو یہ مگر ہو کہ باندھ لائے ہوشہر میں کہ نکالو یہاں سے اسکے لوگ سوا ب تم جانو گے یعنی تم سب ملکر اس فریب سے شہ کی ریاست لیا جا رہے ہو سوا سکا نتیجہ پاؤ گے فلا قطعن ایدکم وارجلکم من خلوات والاصحابکم فی جنین النخل یعنی میں کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور دوسرے پانوں یعنی دانتوں اور بائیں پیر ہر ایک کے کاٹوں گا پھر سولی چڑھا دوں گا تم سب کو فرعون کی شاخوں میں اس بات سے فرعون نے سب کو اپنا دشمن بنایا پس ساحرون نے کہا

تو جو چاہے کرے انا الی ربنا منقلبون و ما ننتقم منا الا ان آمانا بآیات ربنا لما جارتنا ربنا

انزع علینا صبرا و تو فنا مسلمین یعنی ہلو اپنے رب کے گھر جانا ہوا اور تو مجھ سے یہی سیر کرتا ہوں کہ پائیں ہم نے نشانیاں اپنے رب کی جب ہم تک پہنچیں اور رب دہانے کھول دے ہم پر

صبر کے اور ہکو مار مسلمان باجملہ فرعون نے ان سب کے ہاتھ پیر کٹوا کر سولی چڑھائے اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ جب ہاتھ پیر اٹکے کاٹے اور بڑھی بڑھی سولیوں پر چڑھایا

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام دیکھ کر رونے حضرت عزت نے منازل قرب اور مقامات انس انکی نظر میں کھول دیے کہ حضرت کو تسکین ہوئی ۵ جا دو ان کان دست و پا درختند

وز فضا سے قرب ہوئے تاختہ ۶ گرفت آن دست و پا بر جاے آن ۷ رست از حق

نالہا سے جا وہ ان ۸ تا بدان بر بان پرواز آمدند ۹ در ہوا سے عشق شہباز آمدند ۱۰

بعد اسکے حضرت موسیٰ کے قتل کا ارادہ کیا لیکن دسترس نہوا مگر چار مسلمانوں کو بعد اس واقعے کے چومینجا کیا اور بنی اسرائیل پر زیادتیان شروع کیں ان چاروں میں

اول جزیل تھا جسکا اشارہ کلام باری میں ہو دو قال رجل مومن من آل فرعون یہ شخص سو برس سے فرعون کا خزاچی تھا اُسکو چومینجا کر کے ہلاک کیا اور دوسرا آدمی

جبریل کی عورت تھی کہ فرعون کی بیٹی کے مشاطہ تھی اُسکو بھی مع اُسکے لڑکوں کے شہید کیا  
 ماہر آسکا یہ ہوا کہ وہ عورت ایک دن فرعون کی بیٹی کے سر میں کنگھی کرتی تھی ذوقہ کنگھی  
 ہاتھ سے گر گئی اُس نے بسم اللہ کہلے اٹھائی فرعون کی بیٹی نے کہا کہ یہ نام تو میرے  
 باپ کا ہے اُس نے کہا یہ نام تیرے اور تیرے باپ کے رب کا ہے اُس نے طمانچہ مارا اور فرعون  
 کہہ دیا اُس مردود نے بلوا کر پوچھا کہ یہ کیا کلام تھا اُس مظلومہ نے کہا کلام حق تھا تب  
 فرعون مارنے پر مستعد ہوا اُس نے کہا کیا اندیشہ ہے اگر ہزار جان ہوں تو اس کلام کے  
 صدرتے کہ یوں مگر اس بات سے نہ پھر دن اور اسوقت تو میں نے زبان دبا کے کہا تھا  
 اب علانیہ کہتی ہوں کہ نبی و ربک اللہ تب فرعون نے اُسکو اور اُسکے لڑکوں کو قتل کیا  
 کیفیت قتل میں دو روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ اُسکو بھی چوہنچا کیا اور دوسری یہ روایت ہے  
 کہ تنور کو آگ سے گرم کر لیا اور اُسکو اور اُسکے بیویوں کو بلوایا پہلے کفر کی دعوت کی اُس نے  
 نہ مانا ایک لڑکے کو تنور میں ڈالا وہ جل گیا پھر دوسرے کو ڈالا وہ بھی جلا جب دودھ پتہ  
 لڑکے کا ارادہ کیا تو محبت سے اُسکا دل جلنے لگا قریب تھا کہ کوئی کلام بے صبری کا زبان  
 نکالے کہ وہ لڑکا شیر خوارہ بول اٹھا کہ مان صبر کرو اور کچھ غم نہ تو سچے دین پر ہے اور دنیا  
 چند روزہ ہے پھر فرعون نے اُسکو اور چھوٹے لڑکے کو ساتھ ہی تنور میں ڈال دیا اور  
 امام ابو مطیع نسفی قصص التنزیل میں بیان کرتے ہیں کہ دونوں لڑکوں نے وقت  
 قتل کے کہا کہ اے ایمان زہنار دین حق سے نہ پھرنے کیونکہ عذاب الہی اس عذاب سے سخت  
 تر ہے جب شیر خوارہ کی نوبت آئی تو اُس مومنہ نے شفقت سے شور کیا شیر خوارہ نے کہا  
 صبر کرو جنج اور فرعون نہایت ممنوع ہو اسوقت اللہ جل شانہ نے پردے اٹھا کے اُسکے  
 دونوں لڑکوں کو دکھلایا کہ بہشت میں کھیل رہے ہیں تب اُسکو خاطر جمع ہوئی پھر فرعون نے  
 اُس شیر خوارہ کو مع اُسکی مان کے شہید کیا فائدہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ  
 چار لڑکے دودھ پیتے بولے ہیں اول شاہد یوسف علیہ السلام اور دوسرے حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام کہ تنور میں بولے تھے اور تیسرا یہ لڑکا مشاطہ کا چوتھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 کہ اپنی مان کی گود میں بولے ہیں اور بعضے روایت کرتے ہیں کہ شب معراج میں جب  
 آنحضرت کو خوشبو آئی تو حضرت نے حضرت جبریل سے پوچھا کہ یہ کیا بو ہے حضرت جبریل نے  
 کہا کہ یہ خوشبو ہے مشاطہ آل فرعون کی اور اُسکے لڑکوں کی تیسرا آدمی جسکو فرعون نے چوہنچا کیا

چار لڑکے شیر خوارہ  
 ہوا کہ وہ عورت

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بنت مزاحم بہن حال آنکا یہ بڑکے یہ جبرو کھے سے بیٹھی ہوئیں فرعون کا ظلم دیکھتی تھیں اور مرتبہ مشاطہ اور اسکے لڑکوں کا عنایت انہی سے یہ معائنہ کر رہی تھیں کہ فرشتے انکی ارواح کے استقبال کو آتے جاتے ہیں اور انکو تصدیق کامل ہوتی جاتی تھی جب کہ فرعون ملعون اس ظلم صریح سے فارغ ہو کے گھر میں آیا تو حضرت آسیہ سے بطریق مفاخرہ اس مشاطہ کا حال کہنے لگا حضرت آسیہ نے فرمایا اوہیل ملک یا فرعون فرعون نے کہا تجلو بھی شاید وہی جنون ہو جو مشاطہ کو ہوا تھا حضرت آسیہ نے کہا میں دیوانی نہیں ہوں دین موسیٰ علیہ السلام کی حقیقت اور تیری وضع کا بطلان مجھ پر بخوبی ثابت ہو سو میں اسکے خدا کا ایمان لائی ہوں تب اُس مردود نے حضرت آسیہ کو چومینا کیا یعنی دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں پر میخیں گڑوا دیں اور دھوپ میں لٹا کر ایک چکی کا پل انکے سینے پر رکھا اسوقت حضرت

من  
دعا کی

آسیہ نے مناجات شروع کی رب ابن لی عندک بیانی انجنتہ و نجنی من فرعون و عملہ و نجنی

من القوم الظالمین یعنی اسی رب بنا میرے لیے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں اور بچا مجکو

فرعون سے اور اسکے عمل سے اور بچا قوم نا انصاف سے تب حضرت جبریل علیہ السلام

تشریف لائے اور انکی روح کو بہشت میں لے گئے اور ایک موتی کے گھر میں جھلا دیا ملتے

فرعون نے دیکھا کہ حضرت آسیہ نے انتقال فرمایا تو مایوس ہو کر محذول ہوا چوتھا ایک شخص

بڑا بوڑھا وہ بھی بعد ایمان لانے کے مارا گیا جو قصہ اسکا متفقین یوں بیان کرتے ہیں

کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ ایک شخص شہر میں فلان مقام پر رہتا

اسکی دعوت کرو اگر تم سے بدزبانی کرے تو رنجیدہ خاطر نہو اور جو کچھ مال اور دولت مانگے

تو وہ خزانہ مخفی جو اسکے عین دروازے پر گڑھا عطا کرو چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

اسکے دروازے پر تشریف لائے دروازہ بند تھا حضرت نے اس دروازے پر پتھر مارے

صاحب نماز مطلع ہو کے دوڑا اور دروازہ کھولا تو حضرت موسیٰ کو دیکھ کر کہنے لگا او جادوگر

تو کسوٹے آیا ہر فرمایا کہ سے آمدہ ایم تا بخود گوش کشان کشانت ہ بیدل و بخودت کم

درول خود نشانمت ہ صید منی شکار من گر چہ زدام جتہ ہ ہم سو دام باز پرور نہ پری

پرانت ہ پھر دعوت ایمان شروع کی آسنے کہا کہ میں دو سو برس سے فرعون پرستی

کرتا ہوں اب میں تمہارے جادو سے خدا پرستی نہ کرونگا حضرت نے فرمایا کہ اس مدت میں

تجکو کیا حاصل ہوا بولا کہ دنیا کا فائدہ بہت ہوا مگر میں پوچھتا ہوں کہ تجکو خدا پرستی میں

من  
تقدیر

کیا ملا فرمایا کہ میں خدا پرستی دنیا کے لیے نہیں کرتا بلکہ اس واسطے کہ وہ عبادت کا مستحق ہو  
 اس بڑے نے کہا میں تو پرستش صرف دنیا ہی کے واسطے کرتا ہوں حضرت موسیٰ نے  
 فرمایا کہ اگر تو دنیا چاہتا ہو تو پروردگار میرا تجھ کو ایسا خانہ عنایت کر لگا کہ پھر دنیا کی  
 حاجت نہ رہیگی بولا وہ خزانہ کمان ہو حضرت نے اس کے دروازے پر نشان دیا اسے  
 اپنے بیٹے سے گھدوایا اور خزانہ پایا آسیوت ایمان لایا اور خوشی سے تمام بازار میں  
 پکارتا پھرا کہ لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ یہ خبر فرعون کو پہنچی اس نے گرفتار کر کے قید کیا  
 اور کہا شاید تجھ کو موسیٰ نے میری راہ سے پھیرا ہو اس نے کہا بلکہ موسیٰ نے سیدھی راہ  
 دکھلائی ہو فرعون نے کہا تو بہ کردہ قتل کر دو گا اس نے کہا میں ہرگز نہ پھروں گا فرعون نے  
 چاہا کہ دیگ میں ڈال کے جلادوں حضرت جبریل نے اٹھاکے حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 پاس ڈال دیا دوسرے مرتبہ شہر میں پھر پکارنے لگا فرعون نے پھر گرفتار کیا پھر یہی  
 معاملہ ہوا جو پہلے ہوا تھا غرض کہ تین مرتبہ یونہی اتفاق ہوا بعد اسکے اس صیغہ  
 حضرت موسیٰ سے التماس کیا کہ اگر راہ خدا میں شمار ہوں تو نہایت بہتر ہو اب بچا کچھ  
 ضرور نہیں غرض کہ چوتھے مرتبہ فرعون نے گرفتار کر کے دیگ میں ڈال دیا کہ وہ بھی شہید  
 ہوا القصد بعد دیکھنے معجزات کے ایک جماعت کثیر قبطیوں کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اہل  
 لائی چنانچہ روایات سے واضح ہو کہ تشریف قبطیوں کے شریعت انبیہ سے سعادت افزہ ہو  
 اور بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں رہنے لگے اور فرعون مرید و پھر گروہ  
 مارنے لگا تب بنی اسرائیل مضطرب ہو کے فریادی ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

استعینوا باللہ واصبروا ان الارض لمدیور ثمان لیسار من عبادہ والعاقبۃ للمتقین یعنی  
 مدد مانگو اللہ سے اور ثابت رہو البتہ زمین ہوا اللہ کی دیتا ہو جسکو چاہتا ہو اپنے بندوں سے  
 اور عاقبت اچھے لوگوں کو ہی فائدہ اس کلام میں بنی اسرائیل کو یہ بشارت تھی کہ قبطی  
 ہلاک ہونگے اور یہ دولت اور نعمت تمہارے ہاتھ لگیگی لیکن بنی اسرائیل ہرگز نہ سمجھے پھر  
 شکایت کی کہ یا بنی اللہ ہم آپ کے آنے سے پہلے ظلم فرعون میں مبتلا تھے مگر باپ دادوں  
 فرمانے سے اپنی خلاصی اور بچاؤ تمہارے تشریف لانے پر جانتے تھے سو بھی زمانہ حدیث  
 دکھلایا تب بھی ایذا رسانی قبطیوں کی بدستور رہی بلکہ ہر روز زیادہ ہو اب کیا کریں ہلکا جائز  
 دیکھے تو ہم بھاگ جاوین یا ارشاد ہو تو قبطیوں سے لڑیں یا اور ہی تدبیر سوچیے کہ ہلکو

خوشی ہو تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عسیٰ ربکم ان یملاکم عدوکم ویستخلفکم  
فی الارض یعنی نزدیک ہو کہ رب تمہارا اکل چاڑھے تمہارے دشمن کو اور ناسب کرے تمکو زمین کی  
یعنی ارض مصر یا ارض مقدسہ میں تنبیہ یہ کلام القہر جل شانہ نے نقل فرمایا مسلمانوں کے  
شانے کو کیونکہ یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہذا وقت میں مسلمان لوگ بھی ایسے ہی  
مطلوبم تھے پس یہ بشارت پہنچی تاکہ مطاع ہوں بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایمان  
فرعون اور فرعونوں سے مایوس ہو کے بیٹھ رہے اور فرعون کے پاس کا جانا ترک کر دیا  
ہنوز ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ قوم فرعون پر مقدمات عذاب کا ظہور شروع ہوا اول تین  
پرس کا قحط پیدا تو کئے لگا کہ یہ سب حضرت موسیٰ اور اسکی قوم کی شایستگی ہے زمین باقوت  
ہم پر سحر کرتا ہی لیکن ہم اسکو ہرگز نہ مانینگے فارسل علیہم الطوفان یعنی پھر بھی گیا  
آپ طوفان کہ دریائے نیل چڑھ گیا اور اکثر کھیت اور باغ اور گھر قبیلوں کے بہ گئے  
اور بنی اسرائیل کے گھر محفوظ رہے طوفان سے مراد ہی طوائف کرنے والا مکانوں کا  
جسطح نیل و باران کے آنے مکانات محفوظ رکھتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں آسمان سے  
پانی برساکر سات ہفتے آسمان زمین کھلا اور مصر میں ایسا پانی بھر گیا کہ قبیلوں کو  
اور بخت کی ایسی شکل پڑی کہ کھڑے کھڑے پھرتے اور لڑکے انکے بلبل یوں بر  
جا بیٹھے اور جو گھر میں بیٹھا رہا ڈوب گیا اور بنی اسرائیل کے گھروں میں بلو صفت اسکے  
کہ سب قبیلوں سے ملے ہوئے تھے اس پانی سے خبر بھی نہ تھی تب وہ قوم فرعون سے  
دانشی ہوئے جب سکی نہ چلی تب موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ تمام جو ملیاں  
مصر کی گری جاتی ہیں اور خلقت مری جاتی ہوائیے خراست دعا کہ یہ بلا موقوف ہو جا  
تو ہم سب ایمان لاویں حضرت موسیٰ نے دعا فرمائی طوفان موقوف ہوا اور زمین شاداب  
ہوئی کہ ایسی کہی نہ تھی فرعون نے کہا یہ بلا نہ تھی بلکہ عطا تھی ہم ایمان نہ لاؤنگے اور بعضے  
کہتے ہیں کہ وہ طاعون تھا ماجرا اسکا یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی پہنچی کہ آج کی  
رات فرعونوں پر بلا سے طاعون آویگی یہ خبر حضرت کی زبان سے مشہور ہوئی اور فرعونوں کو  
پہنچی آئے حکم دیا کہ آج رات میں ایک آدمی قبیلوں کا اور ایک آدمی بنی اسرائیل کا ملے  
رہے کہ اگر بلا آوے تو دونوں پر پڑے مگر ظاہر ہے کہ خلاف تقدیر نہیں ہوتا ہر خیز فرعون نے  
یہ تدبیر کی لیکن جب بلا آئی تو اتنی ہزار ہزار قبیلوں کے ہلاک ہوئے عوام اور بہائم کا شمار

اور بنی اسرائیل بالکل محفوظ رہے روایت یہ کہ سات روز اسیطح کا معاملہ رہا اور پچھلے ایک سال بیان کرتے ہیں اور اصح روایت یہ ہے کہ پہلے تین برس کا قحط ہوا کہ بالکل پانی کا برسا موتوں ہو گیا پھر طوفان نازل ہوا جس کا اشارہ ہے سورہ اعراف میں ولقد اخذنا آل فرعون بالسنین اور ہم نے کثیرا فرعون والون کو قحطوں میں با این ہمہ عادات کفر و ضلالت سے نہ بچے بلکہ قومی ہوتے گئے اور یہ کہتے کہ بعد قحط کے ہمارے کھیت اور باغ پانی کے طوفان سے کیسے سرسبز ہوئے ہیں یہ بلا بلانہین ہی بلکہ عطاش سو بعد ایک ہفتے کے اللہ جل شانہ نے ٹڈی کو مسلط فرمایا کہ سارے کھیت کھا گئی اور سات روز تک یہ غلبہ رہا کہ غلہ کا نشان اور دزخوتوں کے پتے باقی نہ رہے تب سب تبطلی حضرت موسیٰ علیہ السلام پاس آئے اور کہنے لگے اگر یہ بلا جاتی رہے تو ہم ایمان لا دین حضرت موسیٰ نے دعا فرمائی ہو انے ٹڈیوں کو دریا میں ڈالا تب کہنے لگے جو کچھ غلہ جمع رہا ہوا اسکو جمع کر کے سال بھر کھا ایمان لانا ضرور نہیں چنانچہ غلہ باقی ماندہ جمع کر کے رکھ لیا اور اطمینان سے بیٹھے تب اللہ تعالیٰ نے فرج ٹڈیوں کو مسلط فرمایا کہ آدمیوں کے بدن اور کپڑوں میں جمع ہو گئیں اور غلہ رکھا ہوا بھی کھا گئیں پھر حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور ایک مرتبہ قول و قرار مضبوط کر گئے کہ بیشک ایمان لاؤنگے پھر دعا سے چڑیاں نفع ہوئیں ایک ہفتہ تک مطمئن رہے اور ایمان نہ لائے پھر اللہ نے مینڈک بھیجے کہ ہر چیز میں مینڈک ہو گئے کوئی شخص نہ کھانا کھاسکے نہ پانی پی سکے اور نہ سو سکے نہ چل سکے کیونکہ ساری راہیں اور گھر اور کپڑے مینڈک سے بھرے ہوئے تھے جب پریشان ہوئے تو پھر فریاد ہی ہوئے اور ابلی مرتبہ بھی عمدتاً کیا کہ لاریب ایمان لاؤنگے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ رخصت کر دینگے پھر حضرت نے دعا فرمائی کہ وہ بلا نفع ہوئی پھر ایک ہفتہ تک مطمئن رہے اور ایمان نہ لائے تب خداوند تعالیٰ دریا سے نیل کو خون کر دیا اور کوئین اور غوض اور نہرین قبطیوں کی خون سے بھر گئیں مگر بنی اسرائیل محفوظ رہے بلکہ روونیل سے جو پانی بنی اسرائیل لاتے وہ پانی تھا اور قبطیوں کے واسطے وہی پانی خون اس بلا سے فرعون سخت متحیر ہوا اور قبطیوں سے بولا کہ اب موسیٰ کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ ساری قوم ہماری پیاس سے مری جاتی ہے دعا کرو کہ خون پانی ہو جا تو ہم ایمان لا دین چنانچہ پھر حضرت نے حسب استعا قبطیوں کے دعا فرمائی کہ بلا موتوں ہوئی مگر ان کافروں نے کچھ بھی نہ مانا جیسے تمہے ویسے ہی رہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فرما سلنا

علیہم السلام لطفان عجیب اور القہر والصفاء والدم آیات مفصّلات فاشکیرہا وکانوا قوماً مجربین یعنی عجیباً اپنے عقاب اور ٹڈی اور چوڑی اور ٹینڈک اور لوہو کوئی نشانیاں جدی جدی پتھر لکھ کر تے رہے اور تھے وہ لوگ گنکار فائدہ یہ سب بلائیں فرعون نے پر ایک ایک ہفتے کے فرق سے نازل ہوئیں اور طریق یہ تھا کہ اول حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہہ لیا کہ اللہ تم پر بلا بھیجے گا وہی بلا آتی ہے مضرب ہوتے حضرت موسیٰ کی خوشامد کرتے کہ انکی دعا سے نفع ہو جاتی ہے منکر ہو جاتے چنانچہ ارشاد ہوتا ہی سورہ اعراف میں ولما وقع

علیہم الرجز قالوا یا موسیٰ انزع لنا ربک بما عمد عندک لمن کتفت عنا الرجز لنؤمن بک ولنرسلن معک بنی اسرائیل فلما کشفنا عنہم الرجز الی اجل ہم بالغوہ اذا ہم نیکثون یعنی جس بار پرا اپنے عذاب بولے ای موسیٰ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا سکھا رکھا ہے تجھ کو اگر تو نے اٹھایا ہے عذاب تو بیشک تجھ کو مانتینگے اور رحمت کرینگے تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو پھر جب ہمنے اٹھایا اپنے عذاب ایک وعدے تک کہ انکو پہنچتا تھا تب ہی منکر ہو جاتے پھر جب فرعون کا عذاب نزدیک پہنچا اور سچے ایمان کی اس سے اور اسکی قوم سے امید نہ رہی کیونکہ جب آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب ہم مانینگے اسمن عذاب تم جاتا کام فیصلہ ہوتا اس واسطے پہلے حضرت موسیٰ اور ہارون کو سورہ یونس میں ارشاد ہوا ان تبوا لعلکم بما بصر بیوتنا واجعلوا بوقم قبلہ واقیوہ الصلوٰۃ وبشر المؤمنین یعنی تمہارا اپنی قوم کے واسطے مصر میں سے گھر اور بناؤ اپنے گھر قبلہ کی طرف اور قائم کرو نماز اور شکر سے ایمان والوں کو یعنی اپنی قوم انہیں شامل نہ رکھو اپنا محلہ جدا بساؤ کہ آگے اور اپنے آفتین پڑتی ہیں تمہاری قوم آفت میں شریک نہ ہو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی کہ سو یونس میں ارشاد ہو رہا انک آیت فرعون وطلحہ زینہ واموالآنی امیواتہ الدنیا ربنا ایضلو عن

سبیلک ربنا اطمس علی اسوالہم واشد علی قلوبہم فلما یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم یعنی اور بجا کر تے وہی ہو فرعون کو اور اسکے سرداروں کو رونق اور مال دنیا کی زندگی میں اور یہ سب کچھ کا دین تیری راہ سے اور بٹا دے انکے مال اور سخت کر انکے دل کہ نہ ایمان لاویں جب تک دیکھیں دیکھ کی ماریہ اس واسطے مانگا کہ جھوٹا ایمان لاویں دل انکے سخت رہیں تا عذاب بچ سکے اور کام فیصلہ ہوا ارشاد ہوا قد ارجعیت دعوتکم فاستقیما ولا تتبعان سبیل الذین لا یعلمون یعنی قبول ہو چکی تمہاری دعا سو تم دونوں ثابت رہو اور مت چلو راہ انکی جو انجان ہیں یعنی

آستانہ نیکو و حکم کی راہ دیکھو مفسرین فرماتے ہیں کہ اطمس علی اموالہم سے مراد یہ کہ انکے مالوں کی صورت بدل دے اور کثرت مال بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس سبب سے ہوئی تھی کہ حد بقطاط مصر سے تازمین حبشہ سونے اور چاندی اور زبرجد کی کانین تھیں ان سب پر فرعون کا قبضہ تھا اس سبب اسکی قوم کو تمول اور تجل ماحصل ہو گیا اور یہی سبب اضلال پراسو حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا سے جلد درہم اور دینار پتھر بیکار ہو گئے اور سدی سے روایت ہے کہ سب نقد اور جنس اور پھل اور درخت پتھر ہو گئے حتیٰ کہ ایک عورت تنور میں روٹی پکا رہی تھی وہ بھی پتھر ہو گئی پھر قوم فرعون دعاکم کی طبعی ہوئی کہ حضرت موسیٰ کی دعا سے بلا جاتی رہی اور مال و جنس حالت اصلاح نہ آگیا پتھر کہنے لگے کہ اے موسیٰ اگر ہزار ہزار معجزے تو دکھلائیگا تو بھی ہم تیرا ایمان نہ لائینگے اور تجھ کو نبی اللہ نہ کہیں گے ہر چند فرعون ہر مرتبہ غریت درست کرتا کہ ایمان لاؤں لیکن ہامان نے یہ لکھ پھیر دیا آئید ان تکون عبدا بعد ان کنت ربا و تکون مملوکا بعد ان کنت مالکا اس عرصہ میں بعد اس عذاب کے یا قبل اسکے ایک روز فرعون کہنے لگا کہ یا ایہا اللہ ما عملت لکم من آتہ غیر فی فادق لی یا ہامان علی الطین فاجعل لی صرحا علی اطلع الی آتہ موسیٰ و انی لاظنہ من الکاذبین یعنی اسی دربار والو مجھ کو معلوم نہیں تمہارا کوئی حاکم میرے سوا سو اگ دے اور ہامان میرے واسطے گارے کو پھر بنا میرے واسطے ایک محل شاید میں جہانگ دیکھوں موسیٰ کا رب اور میری اکل میں تو وہ جھوٹا ہی کثافت اور معاملہ میں لکھا ہے کہ ہامان نے چاس ہزار معمار استاد سوائے مزدوروں اور نجاروں اور اینٹ پیروں کے دوردور سے طلب کر کے مقرر کیے اور ایک مکان ایسا بلند اور وسیع طیار ہوا کہ جب آفتاب مشرق سے نکلتا تو سایہ اس مکان کا مغرب میں پڑتا اور جب آفتاب پھرتا تو مشرق میں سایہ پڑتا اور وسیع ایسا کہ اگر ایک قصر سے کوئی شخص دوسرے قصر پر ڈرتا بھی جاتا تو شاید ڈیڑھ برس میں پہنچتا اور فرعون ہزارین پر ہو کے چڑھتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک مکان کئی درجے کا تھا زاوا المسیر میں لکھا ہے کہ جب بنا تمام ہوئی اور فرعون اُس پر چڑھا تو آسمان جیسا دور تھا ویسا ہی نظر آیا شرمندہ ہوا اور ایک تیر بھنیک مارا وہ تیر خون آلودہ پھر آیا فرعون نے کہا میں نے موسیٰ کے خدا کو مارا پھر حضرت جبریل نے اُسکو ڈھا دیا کہ تین ٹکڑے ہو ایک قطعہ لشکر پر گیا دوسرا قطعہ دریا میں گرا تیسرا مغرب کو گیا اور رب اُتاد و مزدور داخل جہنم ہوئے تب بھی فرعون متنبہ نہوا بلکہ و استکبر ہو و جنودہ فی الارض بغیر الحق و فانوا انہم الینا لایرجون یعنی بڑائی کرنے لگا وہ اور

یعنی توراہ  
 اور جو کہ فرعون نے  
 ہزار لاکھ روکا  
 ہونے لگا اور ہوتو  
 ملک ہزار لاکھ  
 ہا کہ بیچا ہوا

اسکا لشکر ملک میں ناسخ اور گمان کیا کہ وہ ہماری طرف پھرنے آونگے فائدہ فرعون نے یہ سمجھا تھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ جسم ہو اور آسمان اسکا مکان ہو اور جانا اس تک ممکن ہو مگر یہ حقاقت بھی سے بامکان آفرین مکان چہ کند؟ آسمان گریبا سمان چہ کند؟ نہ مکان رہہ بردہ و نہ زمان نہ بیان زد خیر یہ نہ عیان فائدہ گارے کو آگ دینے سے یہ مراد ہے کہ کئی انیٹ بنائی جائے بعضہ کہتے ہیں کہ کئی انیٹ سب سے پہلے عالم میں فرعون نے بنائی ہو القصد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بعد مقابلہ و خاصہ و اظہار معجزات قاہرہ کہ چالیس برس تک بعد عمدہ نبوت کے مصر میں واقع ہوئے فرعون فرعونوں کے ایمان سے بالکل مایوس ہوئے تو جناب الہی میں عرض کرنے لگے کہ یا الہی ایسی کوئی تدبیر و حیلہ مجھ کو ارشاد کر کہ میں بنی اسرائیل کو قبطیوں سے خلاص کروں کہ تجھ کو بلا خون و بے ہراس عبادت کریں تب وحی ہوئی کہ سورہ شعرا میں ارشاد ہوا ان اسر بعا دی لعلکم بقعون یعنی رات کو سنے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارے پیچھے لگینگے کتب اجار سے روایت ہو کہ جب سے سحر فرعون ایمان لائے اسوقت سے تا خروج موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے میں برس گذرے تھے اور آیات قسمہ اس عرصے میں ظاہر ہو گئیں اور اہل کتاب کے نزدیک یہ آیات بینات گیارہ عینے میں واقع ہوئیں اور اس عرصہ میں حضرت موسیٰ انہی برس کی پودھی تھی اور اہل تاریخ میں مشہور ہے کہ مدت ظہور آیات تین برس گیارہ عینے کی تھی مگر اصح یہ ہے کہ چالیس برس حضرت موسیٰ مصر میں رہے اور اسی عرصے میں یہ سب امور واقع ہوئے معالہ التنزیل میں ابن جریر سے روایت ہے کہ اتد تظانے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ چار چار گھر کے آری بنی اسرائیل کے ایک ایک گھر میں داخل ہوں اور بکریوں کو ذبح کر کے خون دروازوں پر چھڑک دین اور اپنے گھروں کو چراغ جلتے چھوڑ دین کہ ملائکہ عذاب آونگے جس گھر پر نشان خون کا پائینگے اس میں داخل نہوں اور چہرہ پائینگے اس میں داخل ہو سکے خونریزی کینگے اور یہ بات بھی سمجھا رہی کہ آگ می اسباب ستمیہ کریں اور قبطیوں سے زہ اور زیور جو کچھ ہو سکے بھاریت لے رکھیں اور پاپا جانا پڑیگا اور فرعون نے اپنی قوم کے پیچھے لگیگا لیکن تم سب کو نجات ملیگی اور منکر کافر فرق ہونگے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سرداروں سے فرمایا اذھرن انہ سارے نبوتے کو اطلاع دی وہ سب جمع ہوئے یہاں تک کہ جو کوئی قبطیوں کا نوکر یا کہ متبیطے تھا وہ بھی حاضر ہوا اور بموجب وحی چار گھر والے ایک گھر میں جمع ہوئے اور نشانیاں

خون کی گردین اسی رات اندکے حکم سے وبا پڑی کہ ہر قبیل کا پلوٹھا بیٹا مر گیا وہ لوگ اپنے غم میں پڑے  
 اور اخبار الدول میں ہی کہ ستر ہزار عورت باکرہ قوم قبط کی ایک رات میں مر گئیں کہ وہ لوگ انکے  
 غم و تجنیز و تکفین میں مصروف ہوئے وہوالصبح باجمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تاریخ نوین محرم  
 روز یکشنبہ مصر سے نکلے اور اہل کتاب کہتے ہیں کہ شب پنجشنبہ گیا رہوین شعبان تھی اور  
 یہود اس سال کے پنجشنبہ کو عید الفطر کہتے ہیں صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے بموجب  
 وحی کے سب قوم کو جمع کیا تو فرعون کے لوگوں نے یہ خبر اس ملعون کو پہنچائی اُس نے  
 متوہم ہو کے اس حرکت سے استفسار کیا نبی اسرائیل کے سرداروں نے کہا کل عاشوراء یوم  
 حضرت آدم علیہ السلام ہی ہم سب چاہتے ہیں کہ ایک جگہ بیرون شہر جمع ہو کر عبادت کریں  
 اور اپنی رسوم بجالائیں فرعون نے اجازت دی تب عوام نے بتقریب تین زلیور اور  
 پوشاک قبطیوں سے بطور عاریت لیے اور عید کے بہانے سے اپنے عجیبے باہر شہر کے باطلے  
 یہاں تک کہ آخر شب سب ہاں جمع ہو گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی رات کو وہاں سے  
 کوچ فرمایا جب عین الشمس پر جلوہ فرما ہوئے تو لشاکہ کا شمار کیا چھ لاکھ ستر ہزار روایت صحیحہ  
 شمار میں آیا اور بعضے کہتے ہیں کہ چھ لاکھ بیس ہزار مرد و کامل شمار میں آئے مگر انہیں بڑھے  
 ستر برس تک اور جوان بست سالہ اور عورات کا شمار نہیں ہو بعد ازان مقدمہ ہمیش حضرت  
 ہارون علیہ السلام ہوئے اور میمنہ و میسرہ اسباط یہود اولاد کی کو ملا اور قلب لشکریں حضرت  
 یوشع ابن نون علیہ السلام مع اسباط یوسف علیہ السلام و بنیامین ہوئے اور سب کے چھپے  
 حضرت یونس علیہ السلام خود بذات خاص تشریف لے چلے اثنار راہ ایک جنگل ملا وہاں راہ  
 بھولے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیران کہن سال سے استفسار کیا اور سبب پوچھا وہ  
 بولے کہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے وفات کے قریب یہ وصیت فرمائی تھی اور اپنی  
 اولاد اور بھائیوں سے عہد و پیمان مضبوط لیا تھا کہ جب تکو مصر سے نکلنا پڑے تو میرا تابوت  
 یہاں سے ہمراہ لیجانا پھر میرے آبا و اجداد کے قریب رکھ دینا سو اب تم لوگ مصر سے جلتے ہو  
 تابوت ہمراہ نہیں اسی سبب سے راہ نہیں ملتی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تابوت مبارک  
 لہان پر نشان دو تو اُسے ساتھ لے چلین سب نے کہا ہماو اسکا علم نہیں ہو صرف وصیت  
 انکے بزرگوں سے سنی تھی سو یاد رہی تب حضرت نے باواز بلند فرمایا کہ اسکو قسم ہے خدا کی جسکو  
 حضرت یوسف کے تابوت کا نشان معلوم ہو میرے پاس آؤ سے اور خبر دے کسی نے اقرار نہ کیا

مگر ایک عورت ضعیفہ مریم نام حاضر ہوئی اُسے کہا کہ میں تابوت حضرت یوسف علیہ السلام سے آگاہ ہوں مگر نہ بیان کر سکی جب کہ بھگوت وہ نجر جسکی میں خواہش کروں حضرت موسیٰ علیہ السلام اندک توقف فرمایا اسی وقت وحی ہوئی کہ جو کچھ یہ ضعیفہ درخواست کرے قبول کر و تب فرمایا کہ اپنی درخواست ظاہر کر اُسے کہا وہ پتھر میں چاہتی ہوں ایک دنیا کی دوسری آخرت کی فرمایا جلد بیان کر اُسے کہا دنیا کا یہ مطلب ہو کہ میں پیرانہ سانی سے پیادہ پا چل نہیں سکتی سواری عنایت ہو دوسری یہ کہ بہشت میں تمہارے ساتھ تمہارے درجے میں رہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبول کیا تب اُسے التماس کیا کہ تابوت حضرت یوسف پیغمبر علیہ السلام کا دریا سے نیل میں فلان مقام پر رکھا جو چنانچہ بغور دریافت اس حال کے حضرت موسیٰ علیہ السلام خود دریا سے نیل پر تشریف لے گئے اور شاگ مرمر کا تابوت نکال لائے اور خود لیکر پیش پیش لشکر کے چلے کہ راہ راست ملکی نبی اسرائیل بھی اتقان و خیران کنارے دریا کے پیچھے لگے ہوئے پہنچے بعضے کہتے ہیں اس ضعیفہ نے تین ہینزین مانگی تھیں ایک سواری دوسری یکجائی تیسری جوانی چنانچہ تینوں درخواستیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبول فرمائیں اور بعضے کہتے ہیں کہ نبی اسرائیل نے رات کو تین مرتبہ راہ گم کی تھی اور ہر مرتبہ آیا سنتے تھے کہ جھکو دشمنوں میں نہ چھوڑو حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی آواز سنی اور ندا فرمائی اور بعض کے نزدیک عبور دریا کے وقت یہ معاملہ واقع ہوا ہو مگر روایت اولیٰ صحیح القصبہ نبی اسرائیل دریا پر نہ پہنچے تھے کہ بروایت صحیح ہو گئی اور فرعون واقف ہوا تو اُسے غیظ میں آکر نقیب و چوہدار بھیج کر اطراف مقدس سے سوار طلب کیے اور مستعد ہوا

کما قال فارسل فی المدائن حاشرین یعنی بھیجے شہزادوں میں نقیب اور کمدیا ان ہولاء الشہزادہ تیلیون وانہم لئانفاطون یعنی یہ لوگ جو ہیں سوا یک جماعت میں تھوڑی سی اور وہ مقرر ہوتے ہی بلے ہیں کیونکہ بھلگے ہیں اور زور و زور تو مگالے گئے ہیں وانا جمیع حاذرون او ہم سب سلاح پوشیدہ ہیں اور مراسم لڑائی کے جانتے ہیں اور انکے پاس نہ سلاح جو لڑائی کا طریقہ جانتے ہیں حالانکہ نبی اسرائیل میں بروایتی صرف مردکاری ہیں برس سے ساٹھ برس تک کے چھ لاکھ ستر ہزار آدمی تھے الافرعون نے سبب کبر نخوت کے یہ کلمہ کہا باجملہ آسدن لوگوں پر آفت تھی اور اپنے لڑکوں کے ماتم میں گرفتار تھے اس سبب سے بڑی تاکید سے نکلے اور سوچ نکلتے فرعون بھی بڑی فوج و حشم سے سوار ہوا کہ ستر ہزار ابلق گھوڑوں کے سوار

مقدمتہ اجمیش تھے اور ایک لاکھ تیر انداز اور ایک لاکھ نیزہ باز اور اسقدر گرز بردار ہمارا  
 رکاب تھے کہ اس شوکت سے کنارے دریا کے پہونچا اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ چھ لاکھ  
 نو سو سوار مقدمہ لشکر کیا اور چھ لاکھ سپہ سالار اور چھ لاکھ ساقہ لشکر گردانا اور  
 خوب مع لشکر بشمار قلب لشکر میں ہو کر چلا سہ کی لشکر با غرق جوشن + شدہ در موج خون  
 دریا سے آہن + چو چشم دلبران پر کین و غور نیزہ + بقتل خون مردم تنہا تیزہ لیکن یہ سب لاکھ  
 اور صیغ یہ ہے کہ چھ لاکھ ستر ہزار نبی اسرائیل حضرت موسیٰ کے ہمراہ تھے اور چھ لاکھ قبیلہ  
 فرعون کے ہمراہ تھے کمانی الدارک فی تفسیر سورہ طہ با جملہ دشوین محرم کو آفتاب نکلتے لشکر موسیٰ  
 علیہ السلام کے قریب پہونچا اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنی گئیں معلوم ہوا کہ فرعون  
 لشکر کے پیچھے آتا ہے ایک مقدمتہ اجمیش یعنی ہامان بے سامان پہونچ گیا تب نبی اسرائیل  
 گھبرائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے اب وہ وعدہ کمان ہو اگر اب کی بار  
 فرعون نے پایا تو قتل ہی کریگا اور اب تو دریا کے سبب سے آگے بڑھ نہیں سکتے کیونکہ  
 اتنی کشتیاں کمان ہیں اور اب تو پھر بھی نہیں سکتے کہ فرعون مع لشکر آ پہونچا ہے نہ رو  
 مانان نہ راسے رفتن انما لہ کون ہمتو پکڑے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کلا ان  
 معی بی سیدین کوئی نہیں میرے ساتھ ہی میرا رب مجھ کو راہ بناویگا فائدہ اس مقام پر موسیٰ  
 علیہ السلام نے اپنے کلام میں معیت کو مقدم فرمایا کہ ان معی ربی اور ہمارے حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے معیت کو مؤخر فرمایا ہے کہ ان اللہ معنا انما کہ قلوب عارفین پر روشن ہو جا  
 کہ کلیم از خود بحق نگریت کہ یہ مقام مرید کا ہے و حبیب علیہ السلام از خود مجرود نگریت یہ مقام  
 مراد کا مرید را ہر چہ گویند آن کند و مراد ہر چہ گویند چنان کنندے این یکی دارو سے او  
 در رو سے دشت + دان دگر باروی او خود روی دشت + القصہ نبی اسرائیل سخت  
 مضطرب ہوئے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی کہ الہی انکو نجات دے تو یوں  
 وحی پہونچی کہ سورہ طہ میں فرماتے ہیں فاضرب لہم طریقا فی البحر یسرا لاشفا من درکا  
 و لاشی یعنی پھر والد سے انکو راہ سمندر میں سوکھی نہ خطرہ تجکوا پکڑیگا نہ در خلاصہ یہ کہ  
 دریا میں راہ نکال اور عصا مار کہ خشک ہو جاے اور اس بات کا خوف نہ کہ فرعون  
 پیچھے سے آویگا اور نہ ڈر کہ دریا آگے سے غرق کریگا معالک التذلیل میں لکھا ہے کہ حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ عصا مارا اور فرمایا کہ ہٹ جا نہ ہٹا پھر وحی ہوئی یوں

العلق یا ابا خلد بادن الہ حضرت موسیٰ نے اس سیطح کہا فالعلق نکان کل فرق کا لفظ عظیم  
 یعنی چھڑ گیا تو ہو گئی ہر جگہ جیسے برابر یعنی بارہ گلیاں ہو گئیں اور بیچ میں  
 پانی کے پیڑ کھڑے رہ گئے حدیث شریف میں وارد ہے کہ آسمن حق اٹھانے ہو اور وقت کی  
 دریا رسلط فرمایا تھا کہ ہوا مانند زلزلہ کے پانی میں درائی اور اجزاسے دریا کو جدا جدا کر کے  
 کھرا کر گئی اور آفتاب نے زمین کو خشک کر دیا تاکہ بنی اسرائیل سمولت سے گذر جاویں  
 جب یہ معاملہ واقع ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے ارشاد کیا کہ چلو  
 بنی اسرائیل ضعف عقیدت سے کہنے لگے دریا پر اعتماد نہ میں کہ ہمارے گذرنے تک  
 ایک ہی وضع پر رہے مبادا ہم راہ میں ہوں اور دریا چھ جیا تھا اور ایسا ہی ہو جائے مگر  
 حضرت یوشع ابن نون نے اپنا گھوڑا ڈالا اس کے پیچھے حضرت ہارون علیہ السلام چلے اور  
 دونوں پار ہوئے بنی اسرائیل بھی اٹھو دیکھا دریا میں آئے مگر بارہ فرتے بارہ راہوں سے  
 داخل ہوئے اور سب سے پیچھے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا گروہ لیے ہوئے چلے آئے تاکہ  
 راہ میں حضرت کے ساتھیوں نے کہا کہ او موسیٰ ہم نہیں جانتے کہ ہمارے بھائیوں پر  
 کیا گذرا ہو تو تمہارے سبب سے مطمئن ہیں مبادا پانی نہ اپن زور کیا ہو تب حضرت نے سنی  
 جناب آسمی میں عرض کیا کہ یا آسمی میری مدد کر کہ ان کے اخلاق زہیمہ سے نجات پاؤں تب  
 ہوا کو حکم ہوا آسنے پانی کی دیواروں میں مونکھے مشابک کر دینے کہ ہر ایک گروہ دوسرے  
 گروہ کی کیفیت دیکھتا جاتا تھا جب حضرت ہارون اور یوشع ابن نون علیہما السلام اس  
 کنارے پر پہنچے تب ہامان بے سامان اس کنارے پر آیا اور ٹھہر گیا کہ سب فوج آج کے  
 اتنے میں فرعون بھی مع فوج آگیا آسنے یہ حال دیکھا اور فریب کر کے لشکریوں سے کہنے لگا  
 کہ میرا اقبال ہو کہ دریا میری دہشت سے ہٹ گیا تاکہ ان غلاموں کو زندہ پکڑوں کیونکہ  
 اگر یحییٰ ہو جاتے تو کار ملک میں فساد واقع ہوتا ہا اینمہ تیرا اور فریب اس کے  
 دل پر بھی یک گونہ خون تھا کہ سپا اور قوت عبور دریا میں تلاطم پڑے اور غرق کر دے  
 تب ہامان نے اشارے سے کہا کہ تم ہو جانتے ہو کہ یہ خار قہر عادت حضرت موسیٰ کی  
 دعا سے ظاہر ہوا ہر گز دریا میں ارادہ نہ کرو میں کشمیاں ہو خچا تا ہوں اسپر سوار ہو کر  
 تشریف لے چلیے اور بنی اسرائیل کو گرفتار کر لیجیے فرعون نے نام لیا بلکہ ارادہ کیا کہ پلٹ  
 جاؤں اور اس وقت لشکر فرعون میں کوئی اسپا مادہ تھا بلکہ سب گھوڑے نہ تھے ذمہ حضرت نے

اعلیٰ بالحق  
 عن یوشع بن نون  
 من آل  
 فرعون  
 یحییٰ

یوشع

جبرئیل علیہ السلام عمامہ سیاہ باندھے ایک گھوڑی پر سوار فرعون کے آگے نمود ہوئے گھوڑا فرعون کا ست تھا وہ ماویان کی بوستے بے اختیار ساتھ نکلتا جبرئیل علیہ السلام نے اپنی گھوڑی دریا میں ڈال دی گھوڑا بھی چلا ہر چند فرعون نے روکا نہ کیا تو سن خود تند مساز اسپنجان + کش نتوان باز کشیدن عنان + لشکر یون سنہ رکھا کہ فرعون دریا پہنچ گیا وہ بھی ہر طرف سے هجوم کر کے داخل ہوئے اور حضرت میکائیل علیہ السلام پیچھے پیچھے ہانکتے آتے تھے کہ بھولا چوکا دریا سے ورے نہ جاسے میان تک کہ سار لشکر دریا میں پہنچ گیا اور فرعون مع مقدمات لشکر متصل اس کنارے کے ہوا تب اللہ صابک حکم ہوا کہ دریا اب انکی کشتی عمر کی گرداب فنا میں ڈال دے وقتہ دریا نے تلاطم کیا سے آب کیسا کہ بحر تھا زخار + تند موج تیرہ رتہ دار + موج کا ہر کناہ طوفان پر + مارے پیکر جناب عمان پر سے از عمر روان روان تراکش + چشمک باجل زمان جہابش + دریا جناب کانسہ در دست + از بادہ خون رہوان مست + ہر قطرہ آب آب پیکان + ہر ذرہ سحر تیغ عریان + نفسیم من الیم غشیہم داخل فرعون و قومہ وادہ ہی پھر گھیر لیا انکو یانی نے جیسا گھیر لیا اور ہکا یا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سوچھایا یعنی سب لوگ ڈوب گئے یہ کہتے ہیں ڈوبتے اچھلتے ہیں + ایسے ڈوبنے کہیں نکلتے ہیں + یون + ڈوبنے کہیں تو جان نکلے + غرق دریا سے کفر کیا نکلے + انجا الدول میں ہی کہ فرمایا حضرت صالحی علیہ السلام نے اصحاب سے کہ میں تعلیم کروں تمکو وہ کلمات جو حضرت موسیٰ نے وقت عمر دریا سے کہے تھے بولے بل یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا اللهم لك الحمد والیک المثلکی وانت المستعان و لك المستعان و علیك النكالان و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فائدہ دریا میں غرق کرنا فرعون کے تباہی کے مقابلے میں کمال مناسبت رکھتا ہے کیونکہ یہ مردود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بار بار کہتا تھا کہ میں نے ملک مصر میں نہرین جاری کی ہیں اور انکو اپنی عمارتیں بنیے دیگیا ہوں پس اس تباہی کے سبب سے یہ ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ اس شہر کی نہرین کیا نہر ہو تو بادشاہ مصر ہو چاہیے کہ دریا کا تماشا دیکھ اور جیسا ان نہروں کا تماشا دیکھتا تھا اور زیر عمارت جاری کر کے فوشی کرتا تھا اس بحر وسیع کو تیرے بدن پر جاری کر دنگا تا کہ اس لذت ہر طرف سے محیط و شامل ہوں بعض محققین و قائل اس قصہ سے ایک یہ بھی واقعہ لکھتے ہیں کہ جب فرعون نے دعویٰ الوہیت کیا اور متابعین اُسکے ہر شکل میں اُسکو اپنا

مشکل کشا جاننے لگے تو ایک مرتبہ آب نیل کم ہو گیا اور مزارعین کو پانی کی تکلیف ہوئی اور کھیت سوکنے لگے تب سب قبیلی فرعون سے رجوع لائے اُسے کہا میں تم سے خوش نہیں ہوں اس سبب سے یہ آفت تم پر میں نے بھیجی ہو دوسری مرتبہ پھر وہی آفت پڑی تو اہل مصر نے عرض کیا کہ ہمارے بہائم اور مویشی مرے جاتے ہیں یا اسکا علاج فرمائیے ورنہ ہمارا شمار ہو کہ ہم اور ہری خرا ٹھہرا وین فرعون نے جانا کہ الحاح خلاق بھی لوازم الوہیت سے ہو مضطر ہانہ ہو لاکہ تم میرے ساتھ شہر سے باہر نکلو تو تمھاری مضرت منفعت ہو جائے سب اہل مصر ساتھ ہوئے فرعون نے راہ سے سب لوگوں کو پھیر دیا اور خود ایک گوشے میں قریب دریا کے گھوڑے سے اوترا اور بساط تضرع بچا کہ از رو سے نیانہ زمین پر گرا اور اس طرح عرض کرنے لگا

اللہم انک تعلم انی اعلم انک ربی و ائمی و انک تعلم انی خرجت الیک خروج البلاء الذلیل الی سیدہ و انک تعلم انی اعلم انہ لا یقدر علی اجر امار الینیل احد غیرک فاجر خلاصہ یہ کہ اے معبود تجھ کو معلوم ہو کہ میں جانتا ہوں تجھ کو اپنا معبود اور پیدا کرنے والا اور میں ذلیل غلاموں کی طرح تیری جناب میں آیا ہوں اور یہ بھی میں جانتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی اب نیل کو جاری نہیں کر سکتا سو تو جاری کر دے اس وقت حضرت حیرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ اے حیرئیل یہ بندہ منافق ہو ظاہر اور باطن اسکا برابر نہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ حاجت اسکی رہا کرے کہ پھر آواز اسکی نہ سنوں تب اور ملا کہ نے التماس کیا کہ اے خداوند جل شانک اس بے نیت کی حاجت کو ظاہری عاجزی کرتا ہو رو فرماتا ہو ارشاد ہوا کہ اے ملا کہ میں اپنے بندوں سے قرار واقعی واقف ہوں یہ شخص چند کام ایسے کرتا ہو جس سے نطق کو آرام ہو سو میں چاہتا ہوں کہ مکانات اسکا دنیا میں عطا کروں اور آخرت سے بے نصیب رکھوں ملا کہ نے عرض کیا کہ وہ کام کون ہیں فرمایا کہ اپنے حکم میں ظلم نہیں کرتا اور عدل اور راستی سے حکم دیتا ہو اور سخاوت میں اپنا نظیر نہیں رکھتا اور ٹھمگی اور دیکھتی اسکے عہد میں موقوف ہو اور راہ بھی صاف ہو پھر عجیب الذمحوات نے درخواست فرعون قبول کی اور نیل جاری ہوا اور فرعون کو اذیت دیا گیا کہ جب چاہے جاری کرے اور جب چاہے باز رکھے چنانچہ جبکہ کھیتوں پر پانی دینے کا حکم کرتا وہ ان پانی پہنچتا اور جس کیفیت پر منع کرتا وہ ان مقدور نہ تھا کہ پانی جائے اس خرافات عادت سے معرکے رہنے والے نہایت احسان مند ہوئے اور فرعون پلٹ کر نہ سلطنت کو چلا راہ میں حضرت حیرئیل علیہ السلام بصورت سائل ظاہر ہوئے اور عثمان مرگب تمام کر گئے

اسی بادشاہ میرا ایک سوال تجھے ہی اُسکا جواب عنایت فرما فرعون بولا اپنا سوال بیان حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا میرا ایک غلام ہی غلاموں سے کہ اُسکو میں اور سب عزیز رکھتا ہوں بلکہ اکثر غلام میرے اُسکی اطاعت میں ہیں کہ جو کچھ اُسکی مرضی ہوتی ہے اُسے کرتا ہوں اور وہ سب اُسکی اطاعت کرتے ہیں اور میں اسقدر اُسپر اعتبار رکھتا ہوں کہ خزانہ اموال پر بھی اُسی کو اختیار دیا ہو جسکو چاہے عطا کرے بائیں مہر عنایت کم اب وہ میرا حکم نہیں مانتا بلکہ عبدیت سے منکر ہے اور مجھ کو اپنا مالک و خاوند نہیں جانتا اُسپر طرہ یہ ہے کہ اور غلاموں کو بھی میری خدمت کرنے سے منع کرتا ہے کہ بعض رضاً و عنیت اپنے اُسکا کھانا مانتے ہیں اور بعض بجز و کراہت سوا ہی بادشاہ اُس غلام کی سزا کیا ہے اور اُسکے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے فرعون نے کہا سزا اُس بندہ نالائق کی یہ ہے کہ ولی نعمت اُسکو قید کرے اور کما ینبغی سزا دے کہ وہ غلام ہرگز نالائق احسان نہیں ہے بلکہ سزا اُسکی میرے نزدیک یہ ہے کہ اُسکو دریا میں غرق کر دے تب سزا موافق اعمال کے ہوگی حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ میرا سوال اور اپنا جواب دستخط اور مہر سے لکھ دیجیے فرعون نے اسی وقت لکھ دیا کہ ماجزار العبد الذی خالف مولاہ الا ان یفرق فی البحر یعنی سزا اُس غلام کی جو مخالف اپنے مالک و ولی سے ہو یہ ہے کہ دریا میں ڈبو یا جاے پھر حضرت جبرئیل نے اُس نوشتہ کو اپنے پاس با احتیاط تمام رکھا جس دن فرعون غرق ہونے لگا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وہ نوشتہ دکھایا کہ فرعون نادرم و پشیمان ہو گئے پلٹ چلا تھا مگر بحر فنا نے روک دیا جب ڈوبنے لگا تو کہا یقین جاننا میں نے کوئی معبود نہیں مگر جس پر یقین لائے بنی اسرائیل اور میں ہوں حکم برداروں میں جیسا سورہ یونس میں ارشاد ہوا ہے اذا اور کہ الفرق قال آمنت باللہ الذی آمنت بہ بنو اسرائیل وانا اول المسلمین اور جب فرعون نے یہ کلمہ کہا تو ارشاد آئی ہوا خواہ حضرت جبرئیل نے کہا الا ان وقد عصیت من قبل وکنت من المفسدین یعنی اب یہ کہنے لگا اور بے حکم اور نافرمان رہا پہلے اور رہا تو فساد کرنے والوں میں حاصل یہ کہ تمام عمر مخالفت رہا اب عذاب کیلئے یقین لایا اس وقت کا ایمان مجتہد نہیں ہے قصہ جب فرعون مع لشکر اپنے کے ڈوب گیا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطمینان ہوا اخبار الدول میں لکھا ہے کہ یوم شنبہ ماہ جمادی الاخریٰ یہ معاملہ واقع ہوا مگر صحیح ہے کہ دسویں مجرم کو یہ حرکت واقع ہو چکا کہ حدیث صحیح میں ابن مالک سے یون آئی ہے فلق البحر بنی اسرائیل یوم عاشوراء یعنی پھار گیا دریا بنی اسرائیل کے لیے دسویں مجرم کو اور صحیح میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے

کہ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو یہودیوں کو ایک دن روزہ رکھتے دیکھا فرمایا آج کیا ہو جو تم لوگ صائم ہووے ہو سہ کہ آج یوم عاشورا ہے اسی دن اللہ تعالیٰ نے نبی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے نجات بخشی اور فرعون کو زراب کیا ہے اور حضرت موسیٰ پیغمبر آج کے دن شکریہ روزہ رکھتے تھے ہم بھی انکی مناجعت کرتے ہیں جن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میں احوں باتباع موسیٰ رہے بھائی کا ہوں ان لوگوں سے بعد اسکے روزہ رکھا اور اصحاب کو حکم کیا لیکن آخر عمر میں فرماتے تھے کہ اگر میں سال آئینہ روزہ رہا تو صوم عاشورا کے ساتھ نوین تاریخ بھی روزہ رکھوں گا تاکہ مشابہت یہود سے نہ ہو جائے

فائدہ دریا سے نیل کو بحر قزقم بھی کہتے ہیں اس سبب سے کہ قزقم ایک شہر ہے اسی کے کنارے یہ دریا واقع اور اسی کے متصل شہر ہوا ہے اور نہ بحر نیل ایک نالہ بحر قزقم کا ہے کہ ماہین بلا حبش و عرب کے جاری ہوا ہے اسی کو خلیج احمر بھی کہتے ہیں بحر ہند سے نالے کو جو دریائے نیل سے عرب جاری ہے خلیج احمر کہتے ہیں اور طول خلیج احمر کا جنوب سے تا شمال اسکے چار سو ساٹھ فرسخ ہے اور عرض ابتداء ساٹھ فرسخ و انتہاء کم اور سطحاً طام سے جہاں سلطان ہتیاہ دریائے نیل کا فاصلہ ہے اور آب نیل جانب غربی و مشرقی مصر کے واقع ہے ضلع غزنی پر اکثر بلاد عرب و بعض بلاد حبشہ ہیں اور مشرقی پر مشیت سواحل عرب از انجملہ قریہ کہ ساحل مدینہ بائیکینہ ہے کہ عرب حبش کے جا آسے عبور کرتے ہیں اور کنار مشرقی پر از حدہ تا حدان سواحل میں ہے اور وسط میں بعض بلاد حبش آباد ہیں از انجملہ میاط کہ مصر کا نجس ہے محیط قلعہ گو الیہا رہند میں اور طول شہر قزقم کہ مفتی دریا کا چوٹسہ درجے اور عرض اٹیس درجے اور میں دقیقہ ہے اور جس مقام میں فرعون غرق ہوا وہاں عرض دریا کا چار فرسخ تھا کہ نیم روز میں قطع سافت شکل ہوتی ہے فائدہ بعض صوفیہ علیہم الرحمہ آیت سورہ یونس سے جو مذکور ہوئی ایمان فرعون کا ثابت کرتے ہیں چنانچہ حضرت محی الدین ابن عربی ج مخصوص احکم من فرما تے ہیں ما من فرعون طاہر او مطہر اور حضرت شیخ عبدالحق محدث تکمیل الامیلین میں فرماتے ہیں کہ ایمان باس باتفاق علماء مقبول نہیں ہے پس لازم آیا کہ باجماع امت ایمان فرعون کا قبول نہ ہو کیونکہ زمانہ ادراک غرق زمانہ باس ہے اور وقت خطر از نہ محل اختیار اسی وجہ سے فرعون زبان شرع میں ہر جگہ مذموم و ضرب المثل ہے اور اکثر آیات قرآنیہ ظاہرہ و لہ لائقہ بلکہ صریح فرعون کی تصحیح میں وارد ہیں چنانچہ آیت سورہ نازعات فاعلہ

نکال الآخرة والاولیٰ یعنی پکڑا اسکو اللہ نے عذاب آخرت و دنیا میں اور کریمہ سورہ قصص

طبع تفسیر پانزوم در احوال حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 نام کور سکون  
 غنی نیکو صوم  
 ذمہ غزنی  
 کنان البریان  
 علی نسطار  
 فارسی سکون  
 فایضا اور دریا  
 صلی غزنی شہر  
 کتب کور  
 ہند اسکو فرسخ  
 ہوتے ہیں اور کبھی  
 نسطار یعنی قریہ  
 آیا ہوا وقت مدنی  
 سواحل کو بھی کہتے  
 ہیں اور بعض کہتے ہیں  
 لغت حبشی و عربی  
 اصل ۱۱ دریا  
 محلہ نسطار  
 سکون ہر مفسرین علماء  
 بائیں علم سکون فرسخ  
 مع اس بلندن  
 حاشیہ میں فرماتے ہیں  
 یعنی قریہ ہند  
 و نسطار  
 و نسطار

و اشکبہ ہو و جنودہ فی الارض بغیر الحق و طغوا انہم الینا لایرجون فاخذناہ و جنودہ فسنبتناہم  
 فی الیم فانظر کیف کان عاقبۃ الظالمین و جعلنا ہم امیۃ یدعون الی النار و یوم القیامتہ لا ینفرو  
 و اتبعناہم فی ہذہ الدنیا لغتہ و یوم القیامتہ ہم من المقبوحین یعنی بُرائی کرنے لگا وہ اور اسکا  
 لشکر بٹاک میں ناحق اور گمان کیا کہ ہماری طرف بھرتے آؤں گے پھر پکڑا ہنسنے آسکو اور اسکا لشکر کو  
 پھر پھینک دیا ہنسنے آنکو پانی میں سو دیکھ آخر کیا ہوا گنہگاروں کا اور کیا ہنسنے آنکو سردار بلا تے  
 و فرخ کی طرف اور برزخ قیامت آنکو مدد نہ دیں اور پھر رکھی آنکو دنیا میں پھسکارا و قیامت  
 آئی بُرائی ہو اور حدیث شریف میں ہو کہ جب ابو جہل مرا تو حضرت نے فرمایا مات فرعون ہذہ الامۃ  
 پھر اگر فرعون ظاہر و مظهر مرا ہوتا تو ابو جہل سے تشبیہ درست نہوتی کیونکہ ایمان اعمال تو سب سے  
 زائل کر دیتا ہو پس گمان و خیال حالت سابقہ کی تشبیہ کا باطل ہو کیونکہ جو لوگ حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے وقت میں ابتداء کافر و عدواندہ تھے اور پھر ایمان لائے انکی شاعت و جہت  
 کہ میں مذکور نہیں ہو یا این ہمہ فرعون کے کلام میں ہرگز ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا  
 نہیں ہونہ تصریح نہ باشارہ بلکہ نبی اسرائیل کا ذکر ہو پس ایمان بالرسول پایا نہیں جاتا اور  
 عدم ایمان بالرسول مستلزم عدم ایمان باللہ ہے اور ایمان سحرہ فرعون کا مثل ایمان فرعون  
 نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ سحرہ فرعون نے کہا تھا امنت برب العالمین ب موسیٰ و ہارون معذرا ایمان  
 بخدا و معجزہ پیغمبر واقع ہوا اور ایمان بمعجزہ رسول عین ایمان بالرسول ہو اس مقام میں  
 حضرت عبدالحق دہلوی تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں کہ قول شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا مسائل  
 اعتقاد وہ و فقہیہ میں اگر مخالفت اجماع سے رکھتا ہو تو قابل قبول نہیں ہو قطع نظر اس سے  
 حضرت شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ میں ارشاد کیا ہو کہ و فرخ کے مراتب ہیں کہ بعض اشد و سخت ہیں  
 بعض سے اور ایک درجہ خاص اہل عناد و استکبار کے واسطے ہو کہ اشد و اغنظ انواع کفر ہیں  
 جسطح فرعون و امثال اسکے پس معلوم ہوا کہ فصوص الحکم میں بیان مجمل آیہ قرانیہ کا ہے اور فتوحات  
 میں بیان مدت ہوا انتہی یہ جو لکھا گیا مسلک جمیع علماء اظہار کا تھا اور بعض حضرات صوفیہ صافیہ  
 قدیس سر ہم باتباع قول حضرت قدوة المحققین محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایمان  
 باس مقبول ہے یعنی ایمان قبل حضور موت کے کہ عبارت احتضار سے ہو مقبول ہوا  
 ایمان فرعون اسی قبیل سے تھا کہ اسے وقت غرق و یاس از نجات قبل اعتقاد کیا تھا امنت  
 اس گمان سے کہ نجات ہلاکت سے حاصل ہوگی جسطح نبی اسرائیل نے نجات پائی اور تحقیق اس مسلک کی حضرت موسیٰ علیہ السلام

وعمدہ التصوفین بحر العلوم مولانا عبد العلی لکھنوی قدس سرہ نے دفتر ششم شہنوی شریف کی شرح میں تفصیل لکھی ہے اور اقوال مخالفین شیخ اکبر کو رد کیا ہے جبکہ دل چاہے ملاحظہ کرے حال تحقیق کا یہ ہے کہ ایمان بآس و ایمان محض مقبول ہے اس لیے کہ محض وقت احتضار مکلف بایمان ہے جیسا کہ قبل احتضار تھا اور تکلیف ایمان کی جیسی قبل احتضار تھی ویسی ہی باقی رہی پس ایمان محض اگرچہ بکثرت و شہود ہے البتہ ادا سے فرض ہے اور وہ مقبول ہوگا اور ظاہر ہے کہ تلقین وقت احتضار باجماع مستحب ہے اگر اس وقت تکلیف بایمان نہ ہوتی تو پھر تلقین کا کیا فائدہ اور جو شیخ عبد الحق دہلوی نے دعویٰ عدم قبول ایمان بآس باجماع فرمایا ہے ثبوت اجماع نہایت مشکل ہے اصل یہ ہے کہ شیخ موصوف نے بآس احتضار اور بآس قبل وصول احتضار میں فرق نہیں کیا ہے اور حکم عدم قبول ایمان فرعون کا صادر کیا حالانکہ ایمان قبل بآس مطلق قبل تحقیق احتضار مقبول ہے چنانچہ حضرت صلعم نے وقت قرب موت ابوطالب سے فرمایا کہ اے عمر تو کہہ لا الہ الا اللہ کہ اس قول سے اللہ تعالیٰ کے روبرو میں حجت پیش کروں برزخ قیامت حالانکہ وقت بآس تھا اور سکرات موت عارض تھا یہاں سے معلوم ہوگا کہ ایمان بآس قبل حضور موت کہ عبارت احتضار سے ہے مقبول ہے اور ایمان فرعون اسی قبیل سے تھا کہ وقت غرق و یا اس از نجات قبل احتضار دل سے ایمان لایا اس گمان سے کہ غرق سے نجات پاؤنگا جس طرح سے بنی اسرائیل نے نجات پائی تو یہ ایمان مقبول ہوگا اور شیخ اکبر قدس سرہ کا قول فصیح حکم میں اسی پر دلالت کرتا ہے واللہ اعلم فائدہ بحر اختلاف میں اس قصہ کو احوال ساک سے تسمیہ ہی ہے اس طرح کہ جب موسیٰ دل اور صفات محمودہ اسکی کہ اسکی قوم تھی متوجہ مقصد اعلیٰ کی طرف ہوئے تو گزرانکا دریا سے زخار ناپایدار پر ہوا تو فرعون نفس امارہ میں توابع خود کہ اخلاق ذمیہ دل کے تھے بنا بر غارت تعاقب کنان دریا پر پہنچے اسی وقت موسیٰ دل نے عصا لاکہ الا اللہ دریا پر مارا سو نفی لاکہ نے دریا کو خشک کر دیا اور الا اللہ نے موسیٰ دل کو اور اسکے اہل کو آثار دیا تب فرعون نفس اور توابع اسکے آب دریا میں کہ لذات اور شہوات میں غرق ہوئے اور موسیٰ دل نے باصفات حمیدہ نجات پائی اور منظور نظر کبریائی ہوا۔ بصاستگاف دریا کہ تو موسیٰ زمانی + بدران قبا سے مراد کہ زبور مصطفائی + القصہ بعد غرق ہونے اہل نجات کے بنی اسرائیل فارغ البال کنار دریا پر پٹھر سے اور موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ فرعون کیا ہوا فرمایا وہ مر گیا چونکہ بنی اسرائیل فرعون کی درازی عمر سے واقف تھے اور موت اسکی

تفہیم لائیکانی احوال الانبیاء جلد اول

محال سمجھتے تھے اس سبب سے بولے کہ فرعون نہیں ڈوبتا اور نہیں مرا زندہ ہوگا اب نکلنا ہی  
 پھر دیکھیں ہم لوگوں سے کس طرح پیش آوے اسی خیال میں تھے کہ دفعۃً لاشہ فرعون بالائے آب  
 مردہ ظاہر ہوا اور بنی اسرائیل نے اسکو پہچان کر شکر کیا نقل ہو کہ ایک عورت بنی اسرائیل کی  
 آخیشب دریا سے پانی لینے گئی اور آسنے باسن پانی کا دریا میں ڈالا سوریش بے نور  
 فرعون مردود کی ہاتھ آئی چونکہ وہ جواہر سے مرصع تھی آسنے بال اکھاڑ کر جو اہرات کے لیے  
 غیب سے آواز آئی خذی اجرک یعنی لے اپنی مزدوری عورت نے جانا کہ میں نے ایک مرتبہ  
 فرعون کے محل میں مزدوری نہیں پائی تھی سو وہی مزدوری ہو الغرض آسنے یہ کایت لوگوں کا  
 بیان کی اور جواہر دکھلائے تب سب نے دریافت کیا کہ عاقبت ظلم کی نگونساری ہو اور ماں  
 مظلوم رشتکاری اور بعد اس واقعے کے بدن فرعون کا دریا سے نکال کر اللہ نے ٹیلے پر  
 ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھا شکر کریں اگرچہ بدن کے بچنے سے کیا فائدہ ہو جیسا ایمان  
 بیفائدہ ہوا اور بے وقت لایا ویسا بدن بھی بیفائدہ بچا مگر عبرت کا مطلب نکلا اور اسی کو  
 سورہ یونس میں نبض صریح فرمایا فالیوم نجیک بیزک لتکون لمن خلفک آتہ یعنی آج بجاؤ نیکی  
 ہم تجکو تیرے بدن سے تا ہو تو اپنے پھیلوں کو نشانی مفسرین لکھتے ہیں کہ بے غرق ہونے فرعون کے  
 دس روز تک دریا میں بڑا تلامطم رہا اور اس عرصہ میں فرعون اور اسکے توابع سب قعر دریا سے  
 بالائے آب آئے اور بنی اسرائیل نے سنجوبی دیکھا اسی کا اشارہ سورہ بقرہ میں ہو واذ فرقتا بکم البحر  
 وانفرنا ال فرعون واتم منظر وون یعنی جب ہم نے پیرا تمھارے پیٹھنے کے ساتھ دریا پھر کا دیا  
 تمکو اور غرق کیا فرعون کے لوگوں کو اور تم دیکھتے رہے بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 قوم کو لیکر جانب کنعان چلے تین منزل آگے بڑھے اور موضع مریرہ میں پہنچے وہاں سے  
 تھوڑی دور عمالہ کا لشکر یا قبیلہ مخم کا گروہ پڑا تمھارے پاس کمی بت گائے اور  
 بچھڑے کی صورت پرستش کو تھے سو بنی اسرائیل دیکھا حضرت موسیٰ سے کہنے لگے چنانچہ  
 سورہ اعراف میں ارشاد ہوا یا موسیٰ اجعل لنا الہما کما الہم اللہ یعنی اے موسیٰ بنا دے جو کو بھی  
 ایک بت جیسے انکے بت ہیں قال انکم قوم تجہلون ان ہولاء مقبر ما ہم فیہ و باطل ما کانوا یعلمون  
 یعنی حضرت موسیٰ نے غصہ ہو کر فرمایا کہ تم لوگ جہل کرتے ہو یہ لوگ جو ہیں تباہ ہوتا جس  
 کام میں لگے ہیں اور غلط ہی جو کر رہے ہیں پھر فرمایا ان غیر اللہ انبیکم الہا و فوضکم علی العالین  
 کہا اللہ کے سوا لا دون تمکو کوئی مہبود اور اسے تمکو بزرگی دی سب جہان پر یعنی اپنے زمانے والوں پر

فائدہ و حقیقت یہ کہ جاہل آدمی زسے بے صورت کو عبادت کر کے تسکین نہیں پاتا جب تک سنگ  
ایک صورت نہو اس قوم کو دیکھا کہ گائے کی صورت پوجتے تھے انکو بھی یہ ہوس آئی آخر  
سونے کا بچہ بنا یا اور پوجا اس روایت سے معلوم ہوا کہ بعد غرق ہونے فرعون اور فرعونوں  
بھرنی اسرائیل مصر میں نہیں آئے بلکہ جانب کنعان چلے گئے اور بعضے کہتے ہیں کہ بارہویں  
غرق سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع ابن نون کو مع چوبیس ہزار بنی اسرائیل کے  
جانب مصر روانہ فرمایا سو حضرت نے جا کر متروکہ قبیلوں کا ضبط کیا اور جو چیز قابل انتقال تھی  
حضرت موسیٰ کے پاس بھیجی اور بعض چیزیں بیچ ڈالیں اور ایک شخص کو قبیلوں سے  
حاکم گردانا اور نوح مع اور بنی اسرائیل کے واپس تشریف لائے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام  
قوم کو لیکر جانب شام روانہ ہوئے اس روایت سے دونوں باتیں معلوم ہوتی ہیں یعنی بعضوں  
مصر میں جانا اور انکا متروکہ اپنے قبضے میں لانا اور پھر آنا بخوبی واضح ہو اور یہ سلسلہ مورخین  
مفسرین نے اس واسطے کیا ہے کہ تواریخ اسرائیلیہ سے معلوم ہوتا تھا کہ جب بنی اسرائیل مصر کے  
ملک سے نکلے تو وہاں پھر نہیں گئے بلکہ کنعان میں داخل ہوئے اور ظاہر آتے سورہ شعرا

یعنی پھر ظاہر آتے  
مصر میں جانا اور  
انکا متروکہ اپنے  
قبضے میں لانا اور  
پھر آنا بخوبی  
واضح ہو اور یہ  
سلسلہ مورخین  
مفسرین نے اس  
واسطے کیا ہے کہ  
تواریخ اسرائیلیہ  
سے معلوم ہوتا  
تھا کہ جب بنی  
اسرائیل مصر کے  
ملک سے نکلے تو  
وہاں پھر نہیں  
گئے بلکہ کنعان  
میں داخل ہوئے  
اور ظاہر آتے  
سورہ شعرا

فاخر جناب ہم من جنات و عیون و کنوز و مقام کریم کذلک وادرننا ما بنی اسرائیل سے واضح  
ہوتا تھا کہ پھر بنی اسرائیل ملک مصر میں گئے اور حیشے اور خزانے اور گھر خاصے اسکے  
بنی اسرائیل کے ہاتھ لگے تھے کہ ملاحسین و اعظ کا شفی نے اسی شبہ سے اور ننا ما بنی اسرائیل کی  
تفسیر میں لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ زمانہ دولت و سلیمان علیہم السلام میں بنی اسرائیل کو  
ملک مصر پر استیلا حاصل ہوا ہے اور اسی غلط بیجا سے انصاری کفار اعتراض کرنے لگے  
کہ تواریخ سے پھر آنا بنی اسرائیل کا مصر میں معلوم ہوتا ہے اور قرآن شریف سے پھر آنا  
مصر میں پایا جاتا ہے ہر چند کہ یہ امر متعلق اعتقادات کے نہیں لیکن پھر بھی قول صحیح  
اس بات میں لکھنا ضرور ہے تاکہ پھر شبہ و شک کسی کافر بدین کا کلام اللہ سے نہ لگ سکے  
واضح ہو کہ بعد غرق ہونے فرعون اور فرعونوں کے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی  
قوم کو لیکر ملک مصر میں داخل ہوئے اور خزانے مصر سونے و چاندی کی کانیں اور  
باغات جو کنارے دریا سے نیل کے واقع تھے اور مکان اونچے و بلند اور کرسیاں  
سونے کی جیسے فرعون ملعون بیٹھتا تھا اور جمیع اسباب دزیور متروکہ قبیلوں کا سوا سے  
اسکے جو عمارت لے گئے تھے اور دریا سے اسکے جو دریا پر لوٹا میں ہاتھ لگا تھا سب

بنی اسرائیل کو ملا اور بخوبی تصدیق انکا ملک مصر و اطراف مصر پر جاری ہوا چنانکہ علامہ لغوی کہ افخام محدثین میں ہیں تفسیر معالم التنزیل میں صاف بیان فرماتے ہیں کہ بعد ہلاکی فرعون کے بنی اسرائیل مصر میں آئے اور اسکے اموال و مساکن پر متصرف ہوئے اور استاد الاثنا ذوالانا حضرت شاہ حافظ عبدالغزیز محدث دہلوی قدس سرہ الغزیز اپنی تفسیر بخوبی تصریح فرماتے ہیں کہ جب فرعون اور فرعون بنی ہلاک ہوئے اور بنی اسرائیل ملک مصر پر دستیاب ہوئے تو منظر اس بات کا پیدا ہوا کہ بنی اسرائیل اس زمین عیش خیز میں رہ کر کار جہاد و قتال اور ریاضات و عبادات سے جی چاؤ نیگے تب حضرت موسیٰ نے حکم آئی پہنچایا کہ اللہ صاحب حکم دیتے ہیں کہ زمین شام حبار میں علاقہ سے جہاد و قتال چھین لو اور وہیں توطن اختیار کرو اور مصر کو ترک کرو اور قرآن شریف میں کہیں اس بات کی تصریح نہیں ہو کہ بنی اسرائیل پھر ملک مصر میں نہیں گئے اور تاریخوں کی ہر بات صحیح و ثابت ہونا ضرور نہیں کیونکہ ہر گاہ توریت و انجیل کا بسبب فقدان اسناد و تلمیح کلام صاحب کتاب و غیر صاحب کتاب وغیرہ مراتب ثبوت تحریف کے بمقابلہ قرآن بلکہ بخاری و مسلم وغیرہ کتب حدیث کے کچھ اعتبار نہیں ہو تو اور تاریخوں کا کیا اعتبار ہو بلکہ صاف معلوم ہوتا ہو کہ مورخین نے تواریخ اسرائیلیہ سے لکھا ہو کہ بنی اسرائیل ملک مصر میں نہیں گئے اور بعض مفسرین نے بھی بلا لحاظ اسی اعتماد پر لکھ دیا اور اگر کوئی طحہ نصرانی یہ کہے کہ ہم اپنے باپ دادوں کے حالات سے بہ نسبت اہل اسلام کے زیادہ تر واقف ہیں اور ہمارے مؤرخ لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل پھر ملک مصر میں داخل نہیں ہوئے بلکہ کنعان میں رہے اور اسی کے موافق بعض مورخین اہل اسلام بھی لکھتے ہیں پس آیت قرآنیہ و اورثنا بنی اسرائیل تناقض واقع ہو جو اب اسکا یہ ہو کہ توریت و انجیل اور تواریخ اسرائیلیہ بمقابلہ قرآن مجید اسطرح واقع ہیں جیسے مہاجرت اور حاتم طائی اور چار درویش کے قصے اور جب چھاپہ جدید ہوتا ہو تب دو چار باتیں کم و زیادہ ہوتی ہیں تو تناقض انکا قابل لحاظ نہیں الا بر تقدیر تسلیم کیا جاتا ہو کہ لفظ بنی اسرائیل کا جو قرآن شریف میں واقع ہو کچھ ضرور نہیں کہ اس سے وہی طبقہ مراد ہو جو حضرت موسیٰ کے ساتھ قلمزم سے پار ہوا تھا بلکہ جائز ہو کہ اور طبقے والے کہ مطلق بنی اسرائیل ہیں و سے بھی داخل ہیں مراد ہو وہیں اس صورت میں تواریخ اسرائیلیہ سے بھی خلاف نہیں رہا کیوں کہ تمام تواریخ ملک شام و بلاد ہر اسرائیلیہ سے

نظاہر یہی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی سلطنت ملک مصر تک بڑھائی تھی علاوہ بنی  
یہ محاورہ بھی صحیح ہے مثلاً جو کہیں کہ شاہنشاہی اور سلطنت کیا نیون سے بلکہ مطلق پارسو  
نقل گئی اور اب فرنگیوں کو ملی ہے حالانکہ ہنوز ایران و توران وغیرہ ممالک کسرویین  
فرنگیوں کی حکومت نہیں ہے اس طرح اُس آیت کا مطلب ہو سکتا ہے کہ دنیا کی نعمتیں فرعونوں سے  
چھین لی گئیں اور بنی اسرائیل کو ملیں یعنی کچھ یہ ضرور نہیں ہے کہ خاص خاص وہی چیزیں  
دنیا کی جو فرعونوں کے پاس تھیں بنی اسرائیل کو ملیں اور مطلق نعمتیں دنیویہ کا ملنا  
بنی اسرائیل کو بعد غرق فرعون بالاتفاق مسلم الثبوت ہے اور اگر آیت موصوفہ میں بنی اسرائیل کے  
لفظ سے وہی طبقہ مراد ہو جو حضرت موسیٰ کے ساتھ اتراتھا اور از رو سے تواریخ بلکہ اصل  
توریت سے ثابت ہو جائے کہ اُس طبقے والے پھر مصر میں نہیں گئے تو بھی آیت میں کچھ شبہ  
نہیں رہتا ہے کیونکہ کتاب خروج کے باب سوم نسخہ ۱۷۷ آء میں بنی اسرائیل کے مصر سے  
نکلنے کی حالات کے بیان میں لکھا ہے کہ ہر ایک عورت اپنے پردے سے اور اُس سے جو اسکے  
گھر میں رہتے ہیں روپے اور سونے کے برتن اور لباس عاریت لیکر اور تم اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو  
پیناؤ گے اور مصریوں کو غارت کرو گے اور باب دوازدہم کے ورس ۳۸ میں ہے کہ انھوں نے مصر میں  
لوٹ لیا اور یہی توریت سے ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کے لشکر میں جب قذیم سے اترے ہیں چھ لاکھ صرف  
جنگی جوانمزد تھے اور کتنے ہی انکی عورتیں تھیں اور بوڑھے اور لڑکے اور اور عورتیں ان سے  
علاوہ اور ہر ایک مرد اور عورت نے چاندی سونے کا اسباب ہر ایک مرد اور عورت مصر سے  
لیا تو بحفاظت کیا جائے کہ کروڑوں روپیہ کی دولت ہوئی اور اسی کو لوٹ لینا بولتے ہیں اور  
اسکیونز اور کنوز کہتے ہیں کہ بعد غرق ہونے فرعون اور مصریوں کے وہ کروڑوں کی دولت  
اور گنج بنی اسرائیل کے قبضے میں ہو گئے گو مصر میں نہ بھی گئے ہوں انقصہ بعد ہلاکی فرعون  
اور فرعونوں کے حضرت موسیٰ علیہ السلام مع قوم بنی اسرائیل جو ان کے ساتھ دریا سے قذیم سے  
پار اتری تھی پھر مصر میں تشریف لائے اور ملک مصر پر مسلط ہوئے تو چند روز کے بعد  
قبطیوں کی صحبت سے بعض بنی اسرائیل جاہل بت پرستی کے شوق میں پڑے اور کہنے لگے  
اجعل لنا آئمانا لہم آئمانا تب حضرت موسیٰ نے انکو سمجھا یا بسطح او پر بیان ہوا اور عبرت کے لیے  
پھر دریا کے کنارے تشریف لائے تاکہ ان جاہلون کو اپنے حالات یاد آویں جب دس مہینے  
گزرے تب بنی اسرائیل کے متقی اور پرہیزگار لوگ رونے لگے اور جاہل مردود پشیمان ہوئے

عذر خواہی سے پیش آئے اسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انکا گناہ بخشوایا اور یاہو لایا کہ تینے نذر کی تھی کہ اگر حق تعالیٰ ہکو فرعون اور فرعونوں کی قید اور ظلم سے رہائی بخشے تو ہم طاعت اور عبادت حق میں کوشش کریں گے اب وہ نذر ادا کرو اس عرصہ تک نبی شریف شریعت ابراہیمی پر تھے کہنے لگے کہ ہکو تمہارا قول جان و دل سے قبول ہو لیکن احکام آسمانی کی ہکو اطاعت نہیں ہو کہ ہم اسپر قائم ہوں ہمارے لیے کوئی کتاب خدا کے پاس سے لاؤ تاکہ موافق اسکے راہ مستقیم پر چلیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب آسمیٰ میں اتنا س کیا ارشاد ہوا کہ پیار پر جو کہ تمہاری عطاے رسالت کا مقام ہو حاضر ہو اور تیس دن روزہ رکھو اور تمکانات کرو تب کتاب بیلگی چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم اپنی حضرت ہارون علیہ السلام کے سپرد کی اور فرمایا اپنے بھائی ہارون سے کہ تو میرا خلیفہ رہ میری قوم میں اور سنوار اور نہ چل بگاڑ والوں کی راہ کما قال فی سورۃ الاعراف قال موسیٰ لانیہ ہارون انا خانی فی قومی واسلم ولا تتبع سبیل المفسدین انقض حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے تو شہر آدمی قوم کے بروایت بعض ساتھ ہوئے جب قریب کوہ طور کے پہنچے تو قوم کو پیار کے نیچے چھوڑا اور خود بذات پاک شوق آسمیٰ میں پیار پر چڑھ گئے اور ذیقعدہ کی پہلی تاریخ اعمکانات میں بیٹھے جب اعمکانات کا ایک روز باقی رہا تو بسبب کم خوری اور روزہ داری کے منہ کی بو میں تغیر معلوم ہوا اسلئے مسواک فرمائی اسوقت جانب غیب سے ارشاد ہوا کہ بو میرے نزدیک مشک سے بہتر تھی اسکو کس لیے زائل کیا کما جار فی الاثر خلون ثم الصائمین طیب عند اللہ

ریح المسک والزعفران اب دس روز جرمانہ میں اور روزہ رکھو اور دس رات اعمکانات کرو کہ دسویں ذی الحجہ کو کتاب دخلعت کلیمی عنایت ہوگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس رات اور اعمکانات کیا چنانچہ ارشاد ہوا و ما عدنا موسیٰ ثلثین لیلة و اتمنا ما بعشر فتم منیقات ربہ اربعین لیلة یعنی وعدہ ٹھہرایا ہونے سے تیس رات کا اور پورا کیا انکو دس رات اور سے تب پوری ہوئی مدت رب کی چالیس رات میں ہا جملہ دسویں ذی الحجہ کو تورت عنایت ہوئی سات لوہین یادش یا نو اور زاد المسیر میں لکھا ہے کہ بارہ تھیں یہ قول اہل کتاب کے موافق ہے اور طول ہر یوح کا بارہ یادش گز کا تھا اور وہ لوہین یا قوت احمر کی یا بری بہشت کی لکڑی کی تھیں اصح یہ ہے کہ سبز مرد کی تھیں اور اس میں اچھی باتیں جسکے کرنے کا حکم ہے اور بری باتیں جسکے نہ کرنے کا حکم ہے لکھی تھیں بیابیع میں لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے سبے واسطہ

حضرت موسیٰ سے کلام کیا تھا اور چوبیس ہزار کلمے فرمائے اور ایک روایت میں سات لاکھ کلمے ہیں اصح یہ ہے کہ چوہانوے ہزار کلمے ارشاد کیے اور کشفات میں ہے کہ چالیس روز برابر مکالمہ رہا مدارک میں ہے کہ تورات ایک شتر پار تھی کسی نے سوائے حضرت موسیٰ اور یوشع اور غریب اور عیسیٰ علیہ السلام کے تمام نہیں پڑھی اور آسمین ہزار سورتیں تھیں ہر سورت میں ہزار آیات فائدہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے کہ واعذنا موسیٰ اربعمین لیلۃ اور سورہ اعراف میں واعذنا ثلثین لیلۃ تو بظاہر تناقض ہے الاحقیقت میں تناقض نہیں کیونکہ سورہ بقرہ میں اجمال تمام مدت خلوت کا مع الاصل والزیادۃ ذکر فرمایا ہے اور سورہ اعراف میں بظرف تفصیل اصل وعدہ کہ تیس رات تھی مع جرمانہ کہ مقابلہ سواک کے ہوا تھا جدا جدا ارشاد ہوا ہے یہ تناقض کچھ نہیں کیونکہ اجمال اور تفصیل میں مخالفت نہیں ہوتی مثلاً کہ فی شخص کسی سے چالیس روز قرض لے کے کہے کہ میں چالیس روزم کا قرضدار ہوں تو یہ اجمال صحیح ہے اور اگر کہے کہ میں نے تیس روز غلامی بابت لی تھیں اور دس غلامی بابت یہ تفصیل بھی درست ہے خصوصاً کہ فتم میقات باربعین لیلۃ مذکور ہوا ہے فائدہ اربعمین یوما اسلیے نہ فرمایا کہ تیس راتیں ذیقعدہ کی تھیں اور دس اول ذیحجہ کی اور دستوان روز وقت عنایت کتاب کا تھا اگر یوما فرمایا تے تو روز دہم بھی داخل اعتکاف ہو جاتا اور صائم ہونا دہم ذیحجہ کا ورام ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ رات وقت خلوت ہے اہل ریاضت رات ہی میں عبادت کرتے ہیں لہذا رات کی تخصیص ہوئی اور یہ بھی ہے کہ شمار شہور عرب میں دور تر یہ ہے ابتدا اسکی رات سے ہوتی ہے اور تفسیر جواہر میں لکھا ہے کہ کشف الاسرار میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صوم وصل ارشاد ہوا تھا کہ رات کو بھی انظار نہو اگر اربعمین یوما فرماتے تو روزہ متعارف مفہوم ہوتا اور بحر اتفاق میں ہے کہ اگر اربعمین یوما ہوتا تو حضرت موسیٰ یہ گمان کہتے کہ دن واسطے عبادت کے رات واسطے آرام کے جب رات ارشاد ہوئی جانا کہ روز و شب حکم عبادت کا ہے اور اہل معرفت کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ سے وعدہ وصل تھا اور میعاد دوستوں کی پیشتر رات ہوتی ہے کہ رات خلوت عاشقان و وقت صحبت و دوستان ہے اور رات روندگان راہ کا پردہ ہے اور روز بیداران سحر گاہ کا کوچہ فائدہ تخصیص چالیس رات کی اسلیے فرمائی کہ اسن عدہ و کوکبا اعتبار حدیث شریف میں وارد ہے من اخلص لنداء ربیعین صباحاً ظہرت نیامع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ و حضرت طینۃ آدم اربعمین صباحاً اور اسی مدت میں بچہ رحم مادر میں ایک حال سے دو سحر حال میں

تیس روز

دو سحر حال



بنی اسرائیل اپنی بلاوت سے دم میں آگے اور سامری نے ایک گوسالہ سونے کا پورا بنا دیا اور  
 خاک محفوظہ اسکے جوت میں محفوظ کی کہ اسکو حرکت پیدا ہوئی اور بولنے لگا بھصون کے نزدیک  
 گوشت و پوست بھی پیدا ہو گیا حقیقت یہ ہو کہ سونا تھا کافرون کا آسمین خاک برکت کی ٹہری  
 توحق و باطل کے ملنے سے ایک کرشمہ پیدا ہوا اور سامری اور اسکے توابع بولے کہ موسیٰ سے تلاش  
 حق میں پھرتا رہو اور وہ یہاں موجود ہو شاید وہ بھول گیا ہو کما قال اللہ تعالیٰ ہذا الکلم والہ  
 موسیٰ افسی یعنی یہ صاحب تمہارا ہی اور صاحب ہی موسیٰ کا سو وہ بھول گیا اور دوسری جگہ  
 تلاش کو گیا ہی بنی اسرائیل ضعیف العقیدہ کہنے لگے سچ تو ہوتی دن و عدسے کے گزر گئے  
 اور موسیٰ نہیں پھرے غالباً خدا نہیں ملا اس بات سے آٹھ ہزار خواہ بارہ ہزار بنی اسرائیل  
 گوسالہ پرست ہو گئے و بحکم مثل مشورع انچہ مردم میکنند بوزنیہ ہم ہر گز اس بچھڑے کے لگے  
 اور سامری نے ایک خیمہ قائم کیا اور فرش بچھایا اور نوبت بچھائی گانا بجانا شروع ہوا زن و مرد  
 تماشے کو چلے ابلیس نے عجب زور پکرا متعالم التنزیل میں ہی کہ حضرت جبرئیل کو سامری اس  
 سبب سے پہچانتا تھا کہ سال قتل میں سامری پیدا ہوا تو اسکی مان نے خوف سے دریا  
 نسل کے کنارے ایک گڑھے میں ڈال دیا تب حضرت جبرئیل علیہ السلام اسکی پرورش پر  
 مقرر ہوئے کہ ہر روز اسکے پاس تشریف لائے وہ دیکھتا تھا القصد جب یہ خرابی ٹہری تو حضرت  
 ہارون علیہ السلام نے کہا یا قوم انما فتنتم بہ وان ربکم الرحمن فاتبعونی و اطیعوا امری یعنی  
 اے قوم! کچھ نہیں تلو بھٹکا دیا ہے اسپر اور تمہارا پروردگار رحمان ہے سو میری راہ چلو اور میری  
 بات مانو کہنے لگے ہم تو رہینگے اسپر لگے بیٹھے جب تک پھر آوے ہمارے پاس موسیٰ نے وہیں  
 موسیٰ علیہ السلام بھی اسکو پوجتے ہیں کہ نہیں کیونکہ سامری نے کہا ہے کہ یہ گوسالہ موسیٰ کا خدا ہے  
 دیکھیں اسکی بات درست ہی یا نہیں اور اس خرابی کی خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ تھی  
 وہ اپنے کام میں مصروف تھے کہ ات صاحب نے خبر دی کما قال فانما قد قتلنا قومک من بعدک  
 و اضلکم السامری یعنی ہنہ تو بچھا دیا تیری قوم کو تیرے پیچھے اور بھکایا اسکو سامری نے یعنی  
 تیری قوم نے کفران نعمت عجیب عرب اختیار کیا ہے کہ ہرگز کوئی جاہل بھی نہ کرے گا کیونکہ جس بات پر  
 فرعون بلانا تھا اس سے ذلیل تر بات سامری کے کہنے سے اختیار کی ہو حالانکہ فرعون ایک بادشاہ  
 دیباہ و شوکت تھا اور ظاہر میں مالک نفع و ضرر اسکا سجدہ تعظیمی فی الجملہ مقبولیت رکھتا تھا  
 لیکن یہ گوسالہ لا معقل کہ بلاوت و حق میں ضرب القتل ہے اور کسی وجہ سے لائق تعظیم نہیں ہو سکتا

نہ  
 ہر روز  
 جبرئیل

ایک زرگر بے اعتبار کے گھنے سے خدا ٹھہرا کر اس سے لگ بیٹھے ہیں اور دھوم مچا رہے ہیں  
شامیانہ تاناہو نوبت جھرتی ہو گانا بجانا ہو رہا ہو یہ احوال سنتے ہی حضرت موسی علیہ السلام  
گھبرا گئے اور مضطرب ہوئے اور کوہ طور سے غصہ و غضب میں افسوس کرتے ہاتھ ملتے  
پھرے لکھا قال اللہ تعالیٰ فرج موسیٰ الی قومہ غضبان اسفا یعنی بعد چالیس دن کے الواح  
توریت لیکر پھرے قوم کی طرف نغمہ بھرے پھرتے فاکرہ قتادہ رضی اللہ عنہ کے دست  
کہ جب چالیس کا چلہ کر کے حضرت موسی علیہ السلام اپنی قوم میں آئے تو بسبب بریقہ  
ولمان کے کسی کو تاب نہ تھی کہ چہرہ مبارک دیکھتا اور جس کسی نے دیکھ لیا وہ مر گیا لہذا  
حضرت نے ایک برقع اپنے چہرہ نورانی پر ڈالا اور کسی کو صورت اپنی نہ دکھلاتے تھے اور  
حدیث شریفین میں ہے کہ حضرت موسیٰ دس فرسخ سے رات کے وقت چوٹی کا چلنا زمین پر  
دیکھتے تھے اور جب غضب میں بھرتے تھے تو ایک شعلہ آتش تاج مبارک سے نکلتا تھا ہذا  
فی اخبار الدول ولم یوجانی التفاسیر الغرض حضرت موسی علیہ السلام مع الواح توریت  
قوم میں جلوہ فرما ہوئے تو اس وقت قوم کے تین گروہ تھے ایک باخواسے سامری گوسالہ  
دوسرا حضرت ہارون علیہ السلام کا مطیع و فرمان بردار تیسرا ساکت و متوقف نہ شریک نہ مانع  
زقہ حضرت موسی علیہ السلام نے آواز گانے بجانے کی سنی پوچھا یہ آواز منتہ کمان سے آئی  
معلوم ہوا کہ گوسالہ پرستی ہو رہی ہے تب قوم سے مخاطب ہوئے اور فرمایا سورۃ اعراف میں ہے میں خلافت نبوی  
من بعدی اجملم امرکم والمعنی الالواح یعنی کیا بری جگہ رکھی تھیں میرے بعد کیوں جلدی کی  
اپنے رب کے حکم سے اور ذال دین تختیان تفسیر بیابغ میں ہے کہ لوصین توریت کی جلدی  
زمین پر رکھ دین اور بہرہ ور نہیں کتھے ہیں کہ اسطرح رکھیں کہ ٹوٹ گئیں کہ چھ سبب توریت  
آسمان پر اٹھ گیا ایک سبب ہدایت و رحمت کا باقی رہا پھر حضرت ہارون علیہ السلام سے  
ملاقات ہوئی تو ان کا سر کھینچا اور اپنی طرف کھینچا لکھا قال اللہ تعالیٰ اخذ براس اخیہ یجرہ الیہ  
اور فرمایا ما منک انذبا یتیم تلویح الایتمین انقصیت امری یعنی ای ہارون تجھ کو کیا اڑکا تھا  
جب دیکھا تو سنے کہ وہ بھٹکے تو میرے پیچھے آیا کیا تو نے رو کیا میرا حکم قال لا اخذ بلیتی ولا  
براسی انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم تر قب قوی یعنی کہا ہارون نے ای  
میری مان کے جنے نہ کچھ میری ڈارھی نہ سر میں ڈرا کہ تو کہیںکا پھوٹ ڈالی تو نے بنی اسرائیل  
اور یاد نہ رکھی میری بات کیونکہ تم چلتے وقت مجھے کہ گئے تھے کہ سکو متفق رکھنا پھر اگر میں

انہیں لڑتا تو تم ناراض ہوتے اس لیے میں نے گو سالہ پرستوں کا مقابلہ نہ کیا زبانی سمجھا تا رہا اور جو میں چھیرتا تو دو فرستے ہو جاتے کہ بعضے قتل کرتے بعضوں کو سو میں تمہارے انتظار رہا اب تم آئے ہو ان لوگوں سے دریافت کرو اور یہ تو پر ظاہر ہو کہ تو میں نے مجھے تنہا و بچاؤ سمجھا اور میرا کہا زانا بلکہ قریب تھا کہ مجھے مار ڈالیں چنانچہ سورہ اعراف میں نازل ہوا قال

ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا لیتلکونی فلما ائتممت بی الاعداء ولا تجعلنی مع القوم الظالمین یعنی کہا ہارون نے اسی میری ماں کے جنے لوگوں نے مجھے بودا سمجھا اور نزدیک تھا

کہ مجھے مار ڈالیں سو مت نہنا مجھے دشمنوں کو اور نہ ملا مجھ کو گنہگار لوگوں میں فائدہ حضرت ہارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی امت میں امام تھے لیکن جب انکے خلیفہ ہوئے

تو امت حکم میں نہ رہی خلافت اور کی قسمت میں تھی خلیفہ وہ ہو کہ امت پیغمبر کو دین و دنیا بند و بست میں رکھے جس طرح پیغمبر سناؤا کیا تاکہ نصرت حق انکے ساتھ رہے اور امام وہ کہ پیغمبر کا

یادگار ہو جو خدمت و نیاز پیغمبر سے منظور ہو وہ امت امام کے ساتھ سجلاو سے تاکہ برکت و قبولیت حاصل ہو تورات میں بھی امام کے شرائط اسی طرح مذکور ہیں فائدہ ایک عجیب

بات تورات کے بتیوین باب کتاب الخروج میں لکھی ہو معاذ اللہ منہا کہ حضرت ہارون نے بنی اسرائیل کے لیے سونے کا بچھڑا ڈھالکہ محبوب قرار دیا اور آپس میں کہا کہ بنی اسرائیل کو بھی

مصر سے نکال لایا ہو اور اسپر نذرین چڑھو امین اور سب لوگوں کو بزہنہ کر دیا کہ انکی ہنسی ہوئی اس بات کی مہواہ نے موسیٰ کو خبر دی اور ہارون مور غضب ہوئے انتہی

لاحول ولا قوہ الا باللہ العلیٰ العظیم جب رہنمائی کے باب میں بھی عصمت زہری تو مجھے شریعت کا کمان تپا لگتا ہے ان فرض حضرت موسیٰ علیہ السلام عذیر معقول حضرت ہارون علیہ السلام کا

قبول کیا اور کہا رب اغفر لی ولاخی وادخلنا فی رحمک واثم ارحم الراحمین یعنی معاف کر مجھ کو کہ میں نے بڑے بھائی اپنے سے بے ادبی کی یا میں نے الواح تورات ڈال دین نعتھ میں

اور معاف کر میرے بھائی کو اگر اس سے کچھ تقصیر واقع ہوئی ہو اور داخل کر اپنے رحم و نپاہ عصمت میں دنیا و آخرت میں کہ تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہو فائدہ اگرچہ حضرت

ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ کے برادر اعیانی یعنی لبا دام تھے لیکن حضرت ہارون نے واسطے ملامت و رقت قلب رسول خدا کے ابن ام کہا اس لیے کہ جانب ام مقتضی لطف و مہربانی

و دروزنی و غمخواری کا ہو اور پر ظاہر ہو کہ جیسی ماں کو اور اسکے علاقہ داروں اور قریبوں کو

نہی فرماتا

نہی فرماتا

محبت ہوتی ہو اسکا عشر عشر جانب پر میں نہیں دیکھا گیا الا ما اشار اللہ بطرح بعض مقامات میں واقع ہوا ہو الا ہونا دریا بجمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے فرمایا کہ اتنی برت قلیلہ نجات میں تم گھبرا گئے اور بے ایمان ہو گئے اب دل سے چاہا تم نے کہ غضب اللہ کا تم پر نازل ہو اسلئے کہ تم نے میرے وعدے کے خلاف کیا ہوئے ہننے وعدہ خلافی نہیں کی مگر ماں دوز قبلیوں کا ہم بجا ریت لائے تھے اُس مقدمے میں ہننے ہاروں سے پوچھا انھوں نے فرمایا اسے جلا کر یہ تمہارے لینے کے لائق نہیں ہو سو ہم نے گڑھا کھود کر آگ میں ڈالا اور سامری نے بھی جو اس کے پاس تھا ڈال دیا سو یہ گو سالہ بن گیا تب اس نے کہا یہ تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہی فرمایا تم نہیں دیکھتے کہ یہ گو سالہ کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور نہ کچھ اختیار رکھتا ہو نفع و ضرر کا پھر تم نے کس طرح اسکو خدا جانا بولنے اسکا حال سامری سے پوچھو تب حضرت

موسیٰ علیہ السلام سامری کے پاس آئے اور فرمایا نما خطبک یا سامری قال ابصرت بآلم میر و اب نقبفت قبضتہ من اثر الیساں فنبذتہا و کذبتک سولت لی نفسی یعنی اب تیری کیا حقیقت ہو ای سامری بولا میں نے دیکھ لیا جو سب نے نہ دیکھا سو بھری میں نے ایک مٹھی پر کے نیچے اس مٹھی پر سے کہے یعنی جبریل علیہ السلام کے پھر میں نے وہی ڈال دی اور یہی مسکتی ہو جگہ میرے جی نے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا چل دنیا میں تجھ کو یہ آفت ہو کہ کسا کر لا ماس یعنی نہ چھڑو اور آخرت کا عذاب جو ہو گا سو دیکھو اور نگاہ کر اپنے ٹھاکر کو جس پر تو لگا بیٹھا ہو کہ میں اسکو جلاتا ہوں اور خاک اُسکی دریا میں ڈالے دیتا ہوں چنانچہ اللہ صاحب

سورہ طہ میں فرمایا قال فاذهب فان لک فی الیموتہ ان تقول لا ماس وان لک موعدا من تخلفہ وانظر الی الہک الذی ظلمت علیہ ما کفنا لقرنہ ثم نسفنہ فی الیم نفا سو یہ اتفاق ہوا کہ دنیا میں سامری نبی اسرائیل کے لشکر سے باہر الگ سب لوگوں سے رہتا اگر وہ کسی ملتا یا کوئی اس سے ملتا دوزخوں کو تپ چڑھتی اس سبب سے لوگوں کو دور دور کرتا معالم التشریل ہر حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لا ماس لک و لو لک سو جنگل میں جانوروں کے پاس رہتا آدمیوں سے نہ ملتا اور جب کوئی اُسکے قریب جاتا تو کتا میرے پاس نہ آؤ اور مجھے نہ چھڑو بلکہ اب تک قبیلہ سامرہ میں یہ بات موجود ہے کہ جب کسی غیر کا بدن کسی سے لگ جاتا ہو تو ساری قوم سامرہ کو تپ لاحق ہو جاتی ہے لیباب التفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر حکم الہی یہ صادر ہوا کہ سامری میں

ایک صفت سخاوت کی ہے جس سے غلغلو کو نفع ہو لہذا نفع حیات اس سے دور کرنا نہ چاہیے  
 سے ہر نما لے کہ برگ و درو برہنہ باوز آب حیات تازہ و ترنہ و انچہ بے میوہ باشد و سایہ  
 بہ کہ گرد و تنور را مایہ اس باعث نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اسکے قتل سے باز رہے  
 اور یہ فرمایا کہ قوم سے دور ہو یہ جو اللہ صاحب نے فرمایا وان لک موعد ان تخلصہ اس سے  
 مراد عذاب آخرت ہے یا دجال کا نکلنا کہ وہ بھی یہودی ہوگا اور سامری کا فساد پورا کر لگیا  
 القصر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غضب و غصہ فرو ہوا تو اول الواح تورات اٹھائیں  
 پھر اس گوسالے کو بیچ کیا تو اسمین بسبب گوشت کے خون نکلا پھر اسے آگ میں جلایا اور  
 خاک دریا میں ڈلوائی تو گوسالہ پرست خفیہ دریا پر جاتے اور پانی بطریق تبرک لاکر نوش کرتے  
 فائدہ اہل تحقیق کے نزدیک ہر قوم کے واسطے ایک گوسالہ ہو کہ اسکی پرستش میں مشغول  
 رہتے ہیں گو بظاہر مسلمان و دین دار کہلاتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں اس طرف اشارہ  
 آیا ہے کہ بد حال ہو اس شخص کا جو اشرنی روپیہ و شال و دھانسے و جامہ زیب کا بندہ ہو اگر اسکو  
 خدا کی طرف سے یہ سب چیزیں عنایت ہو میں تو خوش ہو نہیں تو ناخوش اور شاکہ کی ہوا الہی  
 تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدق سے مجبور اور سب مسلمانوں کو محفوظ رکھ فائدہ  
 علما کو اختلاف ہے اس بات میں کہ بنی اسرائیل باوجود مشاہدہ معجزات نابہرہ اور ملاحظہ  
 خوارق باہرہ کہ وجود صانع مختار اور صدق نبوت موسیٰ علیہ السلام پر دلیل تھی کس طرح اس  
 نامقول صنعت پر فریفتہ ہو گئے اور دام فریب میں پھنسے ہنفسے کہتے ہیں کہ سامری نے  
 پہلے سے یہ شہادت اُنکے دل میں ڈال رکھے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باہرہ اور  
 نیرخات اور طلسمات خوارق عادات پر قدرت حاصل ہوئی ہو پس تم بھی ایک طلسم بناؤ  
 کہ حضرت موسیٰ کی برابری کرنے لگو اور جمہور علما قائل ہیں کہ اکثر بنی اسرائیل حلولی ہوتے تھے  
 یعنی حلول باری بعضہ اجسام میں تجویز کیا کرتے تھے سامری نے اس حیلے سے انکو فریفتہ کیا  
 کہ تمہارے پروردگار نے اس گوسالہ میں حلول کیا ہے اور اسکی آواز اور حرکت کو شاہد عوی  
 قرار دینے لگا بطرح ہنود بے عقل بلید الطبع جان کین امر عجیب دیکھتے ہیں وہاں حلول  
 خالق کا اعتقاد کرتے ہیں اور پرستش اور تعظیم منظرہ بجالاتے ہیں اکثر آیات اور احادیث  
 اس قول کے موافق ہیں اور قول اول سے منافی بالکل یہ امر قبیح اور فعل شنیع نبی سہل کا  
 اقباع انواع کفر میں ہی مقتضی تھا کہ فی الفور انکو نیت اور نابود کریں اور فرصت تو بہ ندرت

اور گنجائش عذرا اور معذرت کی نہ رکھیں لیکن حق تعالیٰ نے از روی رافت اور رحمت کہ  
 بالاصحانہ متوجہ حضرت موسیٰ اور ہارون سے تھی اور بالتبع سب بنی اسرائیل سے مواخذہ  
 و نیویہ فرمایا بلکہ ارشاد ہوا کہ تم عفو نامحکم من بعد ذلک لعلمک تشکرون یعنی پھر معاف کیا نہیں  
 تھو اس پر بھی شاید تم احسان با نوحی عذاب دنیا کافی الحال اس واسطے اٹھایا گیا ہو کہ شاید زمانہ  
 آئندہ میں تم شکر نعمتوں کا کرو اور عبادت میں مشقت گوارا کرو کیونکہ استعداد تمہارا  
 مہرے کی باطل نہیں ہوئی ہر امید ہو کہ اچھے لوگ تھے پیدا ہوں اور کار معرفت اور  
 عبادت میں مشغولی اختیار کریں بخلاف آل فرعون کے کہ انکی استعداد بالکل زائل ہو گئی تھی  
 مگر عذاب آخرت سے نہ بچو گے بلا توبہ اس گفتگو سے وہ اعتراض جو لازم آتا ہو کہ  
 پرستش گو سال بلا شبہ کفر ہی بلکہ اقیح انواع کفر میں ہو اور کفر صلاحیت عفو نہیں کھتا  
 اور بلا توبہ مغفور نہیں ہوتا دفع ہو گیا کیونکہ مراد عفو سے ترک مواخذہ و نیویہ ہو نہ  
 مواخذہ اخرویہ چنانچہ کفار امت مصطفویہ بھی اس نعمت میں شریک ہیں بالجملہ نبی اسرائیل  
 بعد اس حرکت کے بچپائے اور سمجھے کہ ہم بیشک ضلالت میں پڑے تھے اور کہنے لگے  
 لئن لم یرحمنا ربنا ویغفر لنا لنکونن من الخاسرین اگر نہ رحم کرے ہمارے ہمارا اور نہ بخشے تو  
 بیشک ہم خراب ہونگے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کمال شفقت اور سخاوت سے  
 کہ آدمی کو نسبت اپنی قوم کے ہوتی ہو اور علاج آنکے امراض کا مثل اپنے علاج کے  
 جانتا ہو اور اگر مرض قلبی سے بخیر ہوتے ہیں تو لطف اور عنایت سے خبردار کر دیتا  
 فرمایا کہ انکم ظلمتم انفسکم باتحادکم العجل یعنی تم نے نقصان کیا اپنا یہ بچھڑنا بلکہ کہ دیدہ و نشتہ  
 اسکو اپنا معبود سمجھے اور حلول باری کے معتقد ہو گئے ہر چند کہ آواز کرنا اسکا بہ سبب  
 اس نفاک کے امر عجیب و خارق عادت تھا لیکن جب فعل خارق عادت کسی کے عمل سے  
 صورت پکڑے تو اسکو امر غیبی جاننا خلاف عقل سلیم کے ہو لہذا کھیل تماشے سارون  
 اور شعبدہ بازون کے اہل دانش کے نزدیک محض لغو ہوا کرتے ہیں اور تم ایسے غافل  
 کہ فرعون اور ہامان کی تعظیم میں وہ دانائی کرتے رہنا اور اس جگہ ایسے حیوان ننگے  
 کہ بچھڑے کو معبود سمجھے پس کوئی علاج تمہارے مرض کی نہیں ہو الا یہ کہ فتوہ الہی  
 بازکم یعنی توبہ کرو تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف کہ وہی تمہارا قالب تراش ہو تاکہ تمکو  
 لوٹ اس ظلم سے بری کر دے مگر بشرط یہ ہو کہ توبہ دل سے ہو نہ زبان سے کیونکہ توبہ

زبان دیکھانے کے لیے ہوتی ہے اور توبہ دلی خدا کے واسطے تب کہنے لگے کہ مجھ کو عذر سے ہمارا کام  
 بن جائیگا یا نہیں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم مرتد ہو گئے اور حکم مرتد کا قتل ہے فاقتلوا انفسکم  
 پس مار ڈلو اپنی جان کو کہ اس گناہ کا بھی کفارہ ہے کیونکہ جو کوئی شخص حق منعم کا نگاہ  
 نہ رکھے تو منعم کو چاہیے کہ اس سے اپنی نعمت پھیرے جب تم نے نعمت حیات کا حق جو  
 فیض باری سے تم میں جاری تھا تلف کر دیا یعنی عبادت خالق حکیم اور علیم کی ترک  
 کر کے گویا سال پلید الطبع کی پرستش میں جا پڑے تو اب حق تعالیٰ تم سے نعمت حیات کی  
 سلب کرتا ہے اور یہ بات اگرچہ منظر ظاہر عقل نہایت قبیح اور بد معلوم ہوتی ہے لیکن ذلکم  
 خیر لکم عند ربکم یہ بہتر ہے تم کو اپنے خالق کے پاس کیونکہ اسکو دلالت ہے کمال محبت خالق پر  
 کہ اسکی راہ میں اپنی جان دیتے ہو اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے قالب پرستی اور جان فری  
 اسکی تسلیم کر لی ہے کہ اسے حکم سے اسکی امانت پھیرے دیتے ہو اور اس سخت کے سبب  
 عذاب دائمی آخرت سے محفوظ رہو گے اور ضرر دنیا کا ہر چند کہ سخت تر ہو لیکن عذاب  
 آخرت سے بچر بھی سبک تر ہے بلکہ تمنا ہی کہ غیر تمنا ہی سے کچھ مناسبت نہیں ہو اور موت  
 بلا شبہ آنے والی ہے پس تحمل شدت قتل میں کوئی ضرر نہیں الا تقدیم اور تاخیر وہ بھی  
 وہم اور خیال ہے کیونکہ مصلح موت مقدر ہے وقت موت بھی مقدر ہے درحقیقت آپس  
 ہمیشہ نہیں پس بھی اسرائیل نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام قبول کیا فسائرا  
 امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ ایسے امور شادہ سے معاف ہے مصلح قتل نفس نابرت  
 اور قطع اعضا سے خاطر اور قطع سرفسح بجاست اور عدم جواز نماز غیر مسجد میں اور عدم  
 طہارت بالتیمم اور حرمتہ اکل و شرب بعد نوم اور حرمتہ جماع لیالی رمضان میں اور منع طہارت  
 بسبب گناہوں کے اور جو تھکانی مال زکوٰۃ دینا یعنی اگر دو سو کسی کے پاس ہوں تو چھپاس  
 درہم صدقہ کرے اور مال زکوٰۃ اور عنایت کو کسی کام میں نہ لانا بلکہ اسکو رکھ دیتے تھے کہ  
 ایک آگ آسمان آئے جلا دیتی تھی اور ہزار ایک نیکی کی ایک نیکی نہ کہ دس اور جو کوئی رات کو  
 گناہ کرتا صبح کو اس کے دروازے پر لکھا ہوا معلوم ہوتا تھا اور چھپاس نمازین رات و دن میں  
 نرغہ پتھون اور غنہ قصہ خاص سے حرام تھا اور حیضہ عورت سے ایام حیض میں مخالفت ممنوع تھی  
 ہر ماہ ہنود میں جاری ہوا اور چھپنی اور رگین گوشت کی حرام تھیں اور شکار کرنا ہر روز شبہ حرام تھا  
 اور رات کو نماز فرض تھی سوائے ست نہ تھا و علیٰ ہذا القیاس اور احکام شدید بھی تھے

کہ وہ سب شاید اللہ صاحب نے اس امت سے اٹھائیے ہیں باجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 ارشاد کیا کہ سب کو سالہ پرست اپنے گھروں سے بے سلاح اور بے خود و زرد باہر نکلیں اور  
 اپنے دونوں زانو توڑ کر دروازوں پر بیٹھیں اور اپنے پیٹ کو زانو سے باندھیں اور سر  
 اپنے زانو پر رکھ لیں اور زخم تمہارا سر پر لیتے رہیں اور زانو بنا کو کبھی نہ کھولیں اور جنبش  
 نہ کریں اور ہاتھ پاؤں سے وضع نہ کریں اور جو شخص کچھ بھی عدول کرے گا تو اسکی توبہ  
 قبول نہیں ہوگی دوسرے دن جب صبح ہوئی تو حضرت ہارون علیہ السلام کو بارہ ہزار  
 بنی اسرائیل کے ساتھ جو گو سالہ پرست نہ تھے روانہ کیا اور فرمایا کہ تمہارے منگلی ہاتھ میں لیے جاؤ  
 اور انکا قتل شروع کرو اور خود حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بلند مکان پر کھڑے ہو کے آواز  
 دینے لگے کہ ای بنی اسرائیل تمہارے بھائی قتل کرنے کو تمہارا من کھینچے ہوئے تمہارے آئے ہیں  
 فما تقوا اللہ واصبروا حضرت من مبری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ تین گروہ بنی اسرائیل من  
 دو گروہ کے قتل کرنے کا حکم ہوا تھا کہ باہر کاشا کاشی کرو جنہاں نے گو سالہ پرستی کی تھی انکو ارشاد  
 تھا کہ مقتول ہو اور جن لوگوں نے نہ پرستش کی اور نہ انکا ارشاد تھا کہ تم قتل کرو اور  
 جن لوگوں نے انکا رکھا تھا اور شریک حضرت ہارون کے ہو کے منع کرتے تھے وہ توبہ میں  
 شریک نہ تھے اور نہ محتاج توبہ تھے روایت ہے کہ جب قاتلوں نے دیکھا کہ جنکو ہم قتل کرینگے  
 آسمین کوئی بھائی ہو کوئی بھتیجا ہو کوئی بہن کا بیٹا ہو کوئی قرابت دار ہو کوئی دوست ہو مترد  
 ہوے اور ہاتھ انکے شفقت سے قتل نہ ہونے اٹھتے تھے اللہ جل شانہ نے ایک دھواں ایسا بھیجا  
 کہ بالکل اندھیرا ہو گیا اور بے صرفہ مارنے لگے کہ شریا انشی ہزار آدمی صبح سے تیسرے پہر  
 مارا گیا پورا پورا پورش را پد رکشت ہر ادا ابرا در بے خطر کشت توبہ عورتیں ادہ  
 بچے بنی اسرائیل کے فریادی ہو کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام نے سر کھول کر دعا مانگی ارشاد ہوا کہ توبہ مقتولوں اور غیر مقتولوں کی مقبول ہوئی  
 یعنی جو شخص مارا گیا اسکو مرتبہ شہادت ملا اور جو شخص زندہ رہا لوٹ گناہ سے پاک ہوا  
 لطائف فسریہ میں لکھا ہے کہ یہ توبہ فسوخ نہیں ہو مگر اسقدر کہ توبہ بنی اسرائیل کی یہ تھی کہ  
 سب کے سامنے قتل نفس کریں اور توبہ خواص اس امت مرحومہ کی یہ ہے کہ اپنے نفس کو  
 پوشیدہ قتل کریں انھوں نے شفقت قتل کی بارہ اٹھائی اور سخاوت پاس گئے اس امت کو مخالفت  
 ہوا میں ہر خط قتل ہر حقانہ مجیمہ میں لکھا ہے کہ قتل نفس ظاہر میں مومن و کافر دونوں کی ہو سکتا ہے

الاقْتُلْ نَفْسًا كَابَاطْنِ مِیْنِ بِلَا تَوْفِیْقِ اَلْهٰی مِیْسِرَیْنِیْنِ ہوتا اور نفس کا قتل یہ ہو کہ اسکی آرزو اور  
 مراد کو قطع کرے کہ مرتبہ ارنے سے اوج معنی کو پہنچنے سے نفس خود راکش جہانے زندہ کن  
 خواجہ راکش تست اورا بندہ کن + تو طمع داری کہ اورا بے جفا + بستہ داری دروقار و در وفا  
 ہر خے را این تمنا کے رسد + موسیٰ باید کہ اژدہ را کشد + بعض مفسرین ظاہر آیت سے یہ  
 نکالتے ہین کہ بنی اسرائیل آپ اپنے نفس کو قتل کریں اور روایات اس قصے کی قاطبہ مخا  
 اس ظاہر کے واقع ہین پس حقیقت کلام کی مراد نہیں ہر یا محمول ہو اسناد مجازی پر القصد  
 جب یہ توبہ بنی اسرائیل سے واقع ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگرچہ گناہ  
 تمہارا سخت تر تھا گناہ آل فرعون سے کیونکہ تم نے بعد ایمان کے یہ کفر اختیار کیا تھا مگر  
 قبول ہوئی تمہاری توبہ انہ بِوَالْوَابِ الرَّحِیْمِ برحق وہی ہو معاف کرنے والا فائدہ حدیث  
 شریف میں وارد ہو کہ اگر بندہ صدق دل سے توبہ اور ندامت کسی گناہ سے کرے تو  
 حق تعالیٰ اسکو قبول فرماتا ہے اور یہ بنی اسرائیل کی ہدایت عمدہ تھی فارق بین اجمتی  
 والباطل قدامانکے باوجود ایسی مصیبت کے کمال شباشت سے قبول کر کے اور معافین  
 ہمارے حضرت صلعم کے جو مخا طب اس کلام کے تھے مجرد زبان بھی توبہ نہیں کرتے تھے  
 اور عبادات سہل کو باوصف کثرت فضائل کے اور نہیں کرتے تھے یہ بھی کفران نعمت تھا  
 پوشیدہ نہ ہے کہ اس آیت میں است محمد یہ صلعم کو خبردار فرماتے ہین کہ ہرگز توبہ و ندامت  
 منہ نہ پھیرو کہ امت موسیٰ نے باوجود ایسی مشقت کے منہ نہیں موڑا اور تم سے سوائے  
 ندامت کے اور کچھ مطلوب نہیں ہو پس منہ کا موڑنا تم سے نہایت بعید ہو فائدہ نفع  
 شبہہ کرتے ہین کہ بنی اسرائیل مصرین قبطیوں کے پناہ میں تھے اور متامن کو مال جریون کا  
 لینا جائز نہیں ہے اور بالفرض اگر بنی اسرائیل نے اس گناہ پر اقدام کیا تھا تو حضرت موسیٰ  
 ہارون نے باوصف اطلاع کے کیوں منع نہ کیا جواب اس شبہہ کا یہ ہے کہ متامن ہونا بنی اسرائیل کا  
 شہر مصرین مسلم نہیں ہے بلکہ بنی اسرائیل مصرین مقید تھے اور قیدیوں کو مال جریون کا لینا  
 جسطح سے اتھے لگے یعنی دزدی سے فریب سے خواہ گدائی وغیرہ سے بیشک درست ہے و اگر بالفرض  
 متامن بھی ہوں تو بھی اونکو اس زر اور زویو کی حاجت تھی اسوائے بجا ریت سے لیا اور  
 وقت فرار اسقدر فرصت نکلی کہ واپس کریں اور اگر توقف کرتے تو گرفتار ہو جاتے باجملہ  
 بنی اسرائیل باوصف معائنہ معجزات باہرہ اور مشاہدہ آیات قاہرہ اور ملاحظہ عقوبات

نہ  
 فریب

متواترہ اور حصول نعمائے غیر مترقبہ ہرگز ادا سے شکر پر مستعد نہ ہوئے بلکہ اسی بے ادبی اور سخت ردی میں مبتلا رہے اور سخت تر بے ادبی یہ تھی کہ ہرگز حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہدایت کو کافی نہ سمجھے اور بولے کہ یہ احکام جو تم بیان کرتے ہو اگر ہم اللہ سے بلا واسطہ تمہارے سنہین تو البتہ قبول کریں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک شخص یہ بات چاہتا ہے یا بعض صلاح کہنے لگے کہ اگر ایک جماعت کثیرہ اچھے لوگوں کی جنکی خبر حد تو اتر کو پہنچے اور عقل کے نزدیک اجتماع انکا دروغ بندی پر محال ہو کلام الہی بلا واسطہ سن آئے تو البتہ ہم یقین کریں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنی قوم کے اچھے اچھے لوگ اس کام کے لیے چنوا تمہوں نے شتر آدمی کہ صلاح و تقویٰ میں ممتاز تھے چھانٹ کے تیار کیے اور حضور حضرت موسیٰ کے لئے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم سب پہلے غسل کر کے گناہوں سے توبہ کرو اور تین دن روزہ رکھو اور تسبیح و تہلیل میں مشغول رہو بعد اسکے میرے ساتھ چلو موافق ارشاد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ان لوگوں نے عمل کیا اور حضرت موسیٰ کے ساتھ کوہ طور کو روانہ ہوئے جب قریب تر پہنچے تو حضرت موسیٰ نے جناب الہی میں عرض کیا کہ یا رب العالمین یہ جماعت صالحہ تیری باتوں کی مشافہت الہی ہو اس لئے کلام فرمایا کہ یہ بھی سنہین جس وقت کوہ طور پر پہنچے تو نور سفید برقیں شکل ابرقا ہر ہوا اور آہستہ آہستہ پھیلا کہ سارا مہا رچسپ کیا بھی اسرئیل مہا رچسپ کے نیچے کھڑے ہوئے دیکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس دریا سے نور میں غرق ہو گئے اور فرمایا کہ ہاں کلام الہی سنو انھوں نے بے شہادہ اور شک اسنے کانون سے کلام الہی سنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خطاب ہوتا ہوا اور امر و نہی کا ارشاد ہوتا ہے حضرت موسیٰ کو پکارنے لگے کہ اے موسیٰ تم مخاطب الہی ہو سے ہم محروم ہیں دفعۃً ایک برق نوری انکی طرف آیا اور یہ کلام اس برق سے اسنے کان میں پہنچا کہ اِنِ اِذَا نَمَّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا اَخْرَجْتُكَ مِنْ اَرْضِ مِصْرَ فَاَعْبُدْ وَلَا تَعْبُدْ وَاغْمِیْ یٰمُوسٰی ہوں میں اللہ کوئی نہیں معبود مگر میں میں نے نکالا تمکو زمین مصر سے پس مجکو پوجو اور میرے غیر کو مت پوجو بعد اسکے کلام منقطع ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی ابر میں مستغرق رہے جب وہ ابر کھلتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نکلے اور فرمائے لگے کہ تمہنے کلام الہی سن لیا اور اسکے احکام سمجھ لیے بولے کہ ہم کس طرح سچ جانیں کہ یہ کلام الہی تھا مہا داکوئی شیطان یا جن اس ابر میں آواز کرتا ہو پس یہ اعتقاد کہ یہ کلام

کلامِ خدا ہی محض تقلیدی اور تمہارے کہنے سے البتہ ہو سکتا ہی اور حال یہ ہو کہ اگر تمہارے کہنے کا یقین ہو تو حاجت نہ تھی کہ یہاں تک کہ اب علاج اسکا یہ ہو کہ حکو اللہ کی صورت دکھلاو کہ اس صورت سے ہم آواز بنیں اور یقین لائیں کہ یہ آواز خدا ہی کی ہو شیطان اور جن کی نہیں ہو چناچہ اللہ صاحبِ حکایت فرماتے ہیں لن نرمک حتی نرمی اللہ جبرۃ یعنی ہم یقین نہ کریں گے جب تک نہ دیکھیں اللہ کو سامنے بصورت اور شکل جو طرح سے آواز بلند مکان سے سنتے ہیں یعنی ایسا بھی ہم نہیں چاہتے کہ مانند درویشوں اور عارفوں کے شہود اور مشاہدہ میں دکھیں کہ اسکو ہم مصنوعات خیالیہ جانتے ہیں اور نہ ایسا جیسا کہ آخرت میں عبادہ ریت ہو کہ بلا کیف دیدار آئی میر ہو گا کیونکہ وہ دیدار بلا کیف ہماری عقول ناقصہ کے نزدیک دیدار نہیں دیدار وہی ہو جو عینا صورت اور شکل سے محدود اجہات ہو جیسے آواز کان میں آتی ہو انھیں باتوں میں تھے کہ ایک آگ آسمان سے ظاہر ہوئی وہ سب جل گئے فاخذکم الصاعقۃ وانتم منظرون یعنی پھر لیا تلو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے بعضے کہتے ہیں کہ ایک آواز ایسی تھیب آئی کہ اسکے ہول سے مرگے و مخفی نہ رہے کہ اس کو اس سورۃ بنی پر دو وجہ سے غضب آئی نازل ہوا ایک تو یہ کہ ان بوقون نے کمال بے ادبی سے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تمہارے کہنے کو اعتبار نہیں کرتے حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبرِ مصدق بالمعجزات تھے جیسے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو نہ ماننا اور انکے قول کا یقین نہ لانا کفر صریح ہو علی الخصوص مقام حضور اور سماع کلام میں دروسری وجہ یہ کہ اللہ کو محوِ ردنی اجہات دیکھنے کی درخواست کی اگر یوں کہتے کہ ہم آرزو سے رویت آئی رکھتے ہیں ہکو اپنے دیدار سے مشرف کرے تو محل غضب تھا کیونکہ رویت آئی دنیا میں بھی محال نہیں ہو اور اسکی طلب میں محل غضب اور عقاب بھی نہیں بلکہ اسکا جواب ہی تھا کہ تم قابل اس نعمت کے نہیں ہو آخرت میں جب پاک صاف ہو جاؤ گے مجھ کو دیکھو گے کیونکہ رویت اخروی عوام مومنوں کو ہی اور رویت دنیوی خواص کو جو طرح جناب پیغمبر آخر الزمان علیہ الف الف صلوات اور الف الف سلام کو ہوئی لیکن ان لوگوں نے صورت اور شکل دیکھنے کی درخواست کی پس ایسے غضب میں پڑے کہ صاعقہ نے پھینک دیا وہ آگ تھی آسمانی کہ ابر میں ہونی ہو آرزو سے غضب انپر آٹری اور مسامات سے سارے بدن میں پھیل گئی اس سبب سے کمال مناسبت صاعقہ سے

پیدا ہوئی اور بعض مفسرین صاعقہ کو مدعا برصوت کہتے ہیں کہ بمعنی بیوشی اور غشی ہی لیکن روایات صحیحہ سے ثابت ہوا ہے کہ برق چمندرہ نورانیہ کہ جس سے وحی حرکت ہو گئی ہے اگر صاعقہ سے بیوشی اور غشی مراد ہو تو بھی یہ اثر اسی برق کا ہے کہ اسکو صاعقہ آسمانی مشابہت نامہ ہے بلکہ صاعقہ آسمانی سے قوی تر اور سخت تر کہیں کہ صاعقہ متعارفہ ایک ذیونہ اسقدر جماعہ کثیر کو نہیں مارتا غالباً اور شخص یا تین شخص کو قتل کرتا ہے اور اس سے بھاگنا اور سایہ اور مکانات مضبوط میں ممکن ہے اور اس صاعقہ سے کہ اسکی حرکت اختیار ہی تھی فرا ممکن ہوا باجمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اُنپر بجلی گری اور کانپ کر رہ گئے تو ڈرے کہ نبی اسرائیل مجھکو متم کرینگے تب عرض کیا کہ اگر یہی منظور تھا تو پہلے میرے نکلنے کے قوم سے انکو ہلاک کرنا جو عبادت گوسالہ کی تھی اور محکو وقت قتل اُس قبیلے کے مارتا اور اب جو عبادت گوسالہ پر یا طلب رویت پر قتل فرماتا ہے تو یہ تیری آزمائش ہے یعنی پہلے انکو اپنا کلام سنایا کہ یہ متمنی ملاقات ہوے اور رویت کی خواہش کرنے لگے اسی کا اشارہ ہے

فلما اخذتم الصاعقۃ قال رب لو شئت اهلكتم من قبل وایا می اتملکنا با فعل السفہار منا ان ہی الامتنان فضل من تشا وتندی انت ولینا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الغافرین یعنی جب پکڑا انکو لیزر سے نے کہا اور ب اگر تو چاہتا پہلے ہی ہلاک کرتا انکو اور مجھکو کیا تو ہلاک کر دیکھا ایک کام پر جو کیا ہمارے احمقوں نے یہ سب تیرا آزمانا ہے بچلا دے امین جسکو چاہے تو ہی ہے ہمارا اتھانے والا سو بخش تو ہکوا اور مرکہ ہمیر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے تو چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو شامل کر کے دعا مانگی تھی اس سبب اللہ جل شانہ نے بخشا اور مردوں کو زندہ کیا ثم بقنناکم من بعد موتکم لعلمکم شکرہون یعنی پھر اٹھا کھڑا کیا ہمنے تمکو مر گئے پر شاید احسان مانو یعنی بعد از موت حقیقی کہ قبیل غشی اور سکتے سے نہ تھی تمکو زندہ کیا بعضے کہتے ہیں کہ یہ معاملہ قبل گوسالہ برستی کے واقع ہوا ہے

بدلیل آیت کہ سورہ نسا رین واقع ہو لیلک اہل الکتاب ان نزل علیکم کتابا من السماء فقد سألوا موسیٰ اکبر من ذلک فقالوا انما ہذا جبرۃ فاخذتمہا لعلکم بغلظتم اخذوا العجل من بعد ما جارتم البینات یعنی تجھے مانگتے ہیں کتاب والے کہ اُنپر آتا لگا کتاب آسمان سے سوانگ چکے ہیں موسیٰ سے اس سے بڑی چیز بولے ہکو دکھاوے اللہ سامنے پھر انکو پکڑا بجلی نے اُنکے گناہ پر پھر نبالیا بھرا نشانیاں بھیجنے پر مگر اکثر مفسر

اہل تحقیق کہتے ہیں کہ قصہ بعد گو سالہ پرستی کے واقع ہوا تھا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی جماعت کو واسطے عذر خواہی کے کوہ طور پر لے گئے تھے اور انھوں نے عذر بدتر از گناہ کیا اور سیاق قصہ کا سورہ بقرہ اور سورہ اعراف وغیرہ سورتوں میں کہ ترتیب ذکر بعض میں غالباً ترتیب وقوع زمانی بھی ملحوظ ہوئی ہے اس پر دلیل ہے اور سورہ نسا میں کلمہ ثم کہ موضوع واسطے ترتیب زمانی کے ہے اس سے صرف ترتیب بیان اور ترقی ادنیٰ سے طرف اعلیٰ کے مقصود ہے اور اکثر اشعار عربیہ میں فصحا اسطرح کہا کرتے ہیں اور کلام اللہ میں بھی بہت واقع واقعات ہی زندہ ہونے ان ستر آدمی سردار قوم کے حضرت موسیٰ نے دعایا مانگی کہ واكتب لنا

فی ہذہ الدنیا حسنة و فی الآخرة انا ہذا ایک قال عذابی اصیب بہ من اشار و رحمتی و سعت

کل شیء فساکتہما للذین یقیون ویؤتون الزکوٰۃ والذین ہم بایاتنا یؤمنون یعنی لکھد سے ہمارے واسطے اس دنیا میں نیکی اور آخرت میں ہم رجوع ہوئے تیری طرف فرمایا میرا عذاب جو بڑا ڈانٹا ہوں جس پر چاہوں اور میری مہر شامل ہے ہر چیز کو سو وہ لکھ دوں گا انکو جو ڈر رکھتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور جو ہماری آیتیں یقین کرتے ہیں تنبیہ حضرت موسیٰ نے اپنی امت کے حق میں دنیا اور آخرت کی نیکی مانگی شاید مراد یہ تھی کہ امت کو مقدم رہیں دنیا اور آخرت میں اسپر ارشاد ہوا کہ میرا عذاب اور رحمت کسی مرتے پر نہیں عذاب تو اسی پر ہے جسکو اللہ چاہے اور رحمت سبکو شامل ہے لیکن وہ رحمت خاص لکھی ہے انکے نصیب میں جو اللہ کی ساری باتیں یقین کرینگے یعنی آخری امت کہ سب کتابوں پر ایمان لاوے گی تو حضرت موسیٰ کی امت میں سے جو کوئی آخری کتاب پر یقین لائے وہ پہنچے اس نعمت کو اور حضرت موسیٰ کی دعا انکو لگے فائزہ آیت کریمہ فاخذکم الصاعقۃ انہم منکرین روئے دنیا اور آخرت کی دلیل ہو کہ اگر رویت انہی ممکن ہوتی تو سوال اسکا موجب ایسے غضب کا نہ ہوتا جو اب اسکا یہ ہو کہ مجرد سوال رویت محل غضب نہیں ہے بلکہ کلمہ لن تو من کتاب کہ صحیح کفر ہے اور کلمہ نری اللہ جبرہ کہ سخت ہے ادبی ہے غضب کا سبب ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ جب دوسری مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال رویت کیا ہے تو جو اسکے کہ نبیہ انسانی طاقت رویت نہیں رکھتی اور کچھ ارشاد نہیں ہوا اسکا قصہ یہ ہے کہ بعد چند روز کے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لائے اور بدستور کھانا پینا بالکل ترک فرما کے جلے میں بیٹھے پہلے اللہ جل شانہ نے سب پردے حجاب کے اٹھا دیے اور اپنے کلیم سے کلام مانتے رہے

سوال اور نہ  
پارہ نام

صورت ایک پردہ حجاب کا باقی رکھا اب انکے دل میں یہ خطرہ آیا کہ حضرت باری سے بانواع اعطاف  
سرفراز ہوں نعمت رویت باقی رہی جاتی ہو لہذا غم بالجہنم کر کے باطہارت کاملہ شمس ہو سے  
رب ارنی انظر الیک امیر رب تو مجھ کو دکھا میں تجھ کو دیکھوں سے من فراموش کنم ہر جہ بود الا تو  
عشق بازی نہ کنم در دو جہان جز با تو + گردیل من بچارہ تو باشی سهل است + ہر مسافت کہ بود  
از من بیدل با تو + ساقی از بادہ دیدار چنان ساز مرا + کہ زمستی : سشناسم کہ منم این یاد  
کعب جبار فرماتے ہیں کہ میں نے کتب منزلہ میں یوں ملاحظہ کیا ہو کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام  
کوہ طور پر تشریف لے گئے اور چالیس روز تک ریاضت اور مجاہدہ میں رہے اور آئینہ ضمیر  
مجلی اور صاف ہوا اور نوبت کاملہ پہنچی تو حضرت حق تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو  
بامقربین ملا کہ بھیجا کہ وحشیوں کو پہاڑ سے دور کر دو کوئی باقی نہ رہے اس دن حضرت موسیٰ  
علیہ السلام عمامہ سیاہ بر سر اور جامہ مشینہ دربر اور عصا در دست بصورت غریب کھڑے تھے  
فرشتے آئے اور پہاڑ کو محیط ہو گئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھپ گئے تب حضرت جبریل  
علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ چا در سیاہ اوڑھو اور تمام بدن سوائے آنکھوں کے چھپا لو  
حکمت اسمین یہ تھی کہ اگر جبین مبارک کھلی رہتی تو نور کلام کی چمک سے جل جاتی حضرت موسیٰ  
علیہ السلام نے چادر سیاہ اوڑھی اور مقام انتظار میں کھڑے ہوئے بجایب آثار سلطانی  
ظاہر ہونے لگے اور نوبت کلام پہنچی اولین خطاب یہ تھا کہ انی انا اللہ لا انا فا عبدنی  
حضرت موسیٰ نے عرض کیا انت اللہ لا الہ الا انت اعبدک انت انہی وآلہ ابائی بعد اسکے  
اور بھی کلام ہو سے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا رب ارنی انظر الیک یعنی مجھ کو  
اپنی رویت سے تمکین کر تا بدیدہ سر تیری طرف دیکھوں بیت ترا میں خواہم ای دلبر کہ بنیم +  
توئی مقصود من در ہر کہ بنیم + ارشاد ہوا لن ترانی یعنی نہ دیکھ سکے گا مجھ کو دنیا میں کیونکہ حکم  
ارنی یون واقع ہو کہ جو بشر مجھ کو دنیا میں دیکھے مر جائے پس بنیہ انسانی کو طاقت رویت  
نہیں ہو مدارک التشریل میں لکھا ہو کہ عین غانی سے مجھ کو نہ دیکھ سکے گا الا بدیدہ باقی وہ شہت  
ہوگا فائدہ طلب رویت دلیل جواز رویت ہو کیونکہ اگر رویت محال ہوتی تو حضرت موسیٰ  
علیہ السلام سوال کا پیش نہ کرتے کیونکہ طلب اس چیز کا جو کہ محال لذات ہو انبیاء سے جائز نہیں ہو صاحب  
کشف الاسرار نے لکھا ہو کہ مقام حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت خطاب لن ترانی بنا ہو عالی تر تھا اس وقت  
کہ ارشاد ہوا امی ارنی کیونکہ لن ترانی میں عین مراد حق میں تھی اور ارنی کے وقت اپنی مراد میں قائم تھے اور مراد

بجانب رویت  
اور مراد

حق میں ہونا کامل تر ہو انہی مراد سے بیت لن ترانی میرسد از طور موسیٰ راجواب + ہر چیز آن از  
دوست آید سر نہ گردن متاب + اگرچہ زخم لن ترانی جانب محبوب حقیقی سے پہنچا آسا تھی  
اسکے مہر راحت دلکن انظرالی ابجل فان استقر مکانہ نسوت ترانی لگا ہوا غنایت ہو ایسی پس  
دیکھتا رہ پناہ کی طرف جو وہ ٹھہرا انہی جگہ تو آ کے دیکھیکا مجکو کیونکہ یہ پہاڑ ولایت مدین میں  
سب میں بڑا ہی اور قوت تحمل اسکی تھے زیادہ ہی اگر وقت تجلی یہ پہاڑ قرار کپڑے اور ثابت  
رہے تو بھی دیکھ سکیگا اور اگر پہاڑ کو قوت دیدار نہ منو پھر تو بھی اس آرزو سے ماتھے اٹھا  
وہب ابن نبہ سے روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رویت کی درخواست کی  
تو پہلے ایک ابر مع رعد اور برق ظاہر ہوا کہ سارا پہاڑ چھپ گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام  
ڈر کر تسبیح میں مشغول ہوئے پھر ارشاد ہوا کہ ای ملائکہ نبیا عمران کا دیدار مانگتا ہو ملائکہ  
بحکم آئی بصورت مہیب ظاہر ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور بھی خوف ہوا مگر حضرت  
جبرئیل علیہ السلام واسپنے ہاتھ پر کھڑے ہوئے اطمینان کرتے جاتے تھے غرض کہ فرشتے  
ساتون آسمان کے مختلف صورتوں میں ظاہر ہوئے کوئی شیر کی صورت کوئی بصورت گاؤ  
کہ حضرت موسیٰ نے کبھی نہ دیکھے تھے اور کوئی ایسے کہ ہاتھوں میں ایک ستون لیے اور  
سبوح قدوس رب العزۃ ابدالامیوت پڑھتے ہوئے اور کسی کے منہ سے آگ کے شعلے  
نکلنے ہوئے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ میں  
اپنے سوال سے سخت پشیمان ہوں ارشاد ہوا کہ ای موسیٰ بلحاظ ضعف بشریت کے میں نے  
تجکو فرمایا کہ لن ترانی لیکن اگر دیکھا جاتا ہو تو دیکھ پہاڑ کی طرف کما قال انظرالی ابجل جبکہ  
پہاڑ کا آیا تو سب پہاڑوں نے اپنا اپنا سر اٹھایا کہ شاید ہم اس دولت سے سعادت اندوز  
ہوں سب کے پیچھے طور پہاڑ نے کمال فروتنی اور عاجزی سے عرض کیا کہ میں کہاں اس  
لائق ہوں کہ اسکی تمنا کروں حق تعالیٰ نے اسکیو یہ نعمت عطا کی اور دولت تجلی سے  
سرفراز فرمایا کہ اپنا نور یا عرش کا نور بمقدار سوزن اسپر ڈالائیں المعانی میں یہیل  
ساعدی سے منقول ہے کہ خداوند کبریٰ نے ستر ہزار پردے سے ایک ذرہ نور کا ظاہر  
فرمایا تھا کہ اسوقت سارے دیوانے عالم کے ہوش میں آگئے اور جو بیمار تھے اچھے  
ہو گئے اور عرصہ زمین سرسبز اور شاداب ہو گیا اور کھاری پانی میٹھا ہو گیا اور سارے  
بت روئے زمین کے زمین پر گر پڑے اور آتش مجوس بالکل ٹھنڈی ہو گئی اور وہ پہاڑ

ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے کہ پختہ بندہ کی شام سے جمعہ کی شام تک یعنی ایک رات دن بیہوش رہے اسی کا اشارہ ہی سورہ اعراف میں فلما تجلی الیہمبل جملہ دکا وغیر موسیٰ صدقاً پھر جب نمود ہوا رب اسکا پہاڑ کی طرف کیا اسکو ڈھا کر برابر اور گر پڑا موسیٰ بیہوش تباہیت یہ جو کہ حضرت موسیٰ کو حق تعالیٰ نے بزرگی دی کہ فرشتے بغیر خود کلام کیا تب انکو شوق ہوا کہ ویدیا بھی دیکھیں اسکی برداشت نہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو دیکھنا ہو سکتا ہی کیونکہ نمود ہوا تھا پہاڑ کی طرف لیکن دنیا کے وجود کو برداشت نہوئی پہاڑ ٹوٹ گیا اور حضرت موسیٰ بیہوش گریے تو آخرت کے وجود کو برداشت ہوگی وہاں دیکھنا تحقیق ہو کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں چشم سر دیکھا ہوا لقمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے اور اس سوال سے کہ خلافت تنزیہ تھا نام دم ہو کے معذرت کرنے لگے سبحانک بتت الیک وانا اول المؤمنین یعنی تیری ذات پاک ہو میں نے تو بہ کی تیرے پاس اور میں سب سے پہلے یقین لایا یعنی میں تجھ کو پاک جانتا ہوں اس چیز سے جسکے تو لائق نہیں ہو چلا اسکے تیری رویت ہو سبحانک یہ عجب سر ہو کہ جبل باد صفت توت اور عظمت متحل دیدار نہو سکا اور قلب انسان با این صفت ناتوانی بحکم و لکن بنظر الی انقلوبکم برداشت نظر حق کی طاقت رکھتا ہی اس میں یہ نکتہ ہو کہ تجلی حق پہاڑ پر نظر ہریتا اور دل پر نظر رحمت ہو اُسے چور کیا اور اسے معمور سے دل پذیریت انچہ گردون برتافت ہواں بدانت انچہ عرش اندر نیافت + جاننا چاہیے کہ چار چیزوں نے تواضع اختیار کی انکو چار مرتبہ ملین اول وقت خطاب الی جامل فی الارض خلیفہ عناصر اربعہ نے جانا کہ ہم میں سے خلیفہ پیدا ہوگا تو آب و ہوا و آتش نے سر بلند کیے اور خاک نے بیچاگی اختیار کی اور کھاع من کیتہم کہ دعویٰ سوراے او کتم + اسکی عاجزی پسند آئی وہی اصل خلیفہ اللہ قرار پائی ثانیاً جب کشتی نوح علیہ السلام کو حکم استقرار ہو چکا جملہ پہاڑوں نے گردنیں بلند کیں جو وہی پہاڑ نے فرو تہی اور شکستگی سے کہا میں اس لائق ہوں جو سر بلند کروں اسکی عاجزی قبول ہوئی اور کشتی اسی پر ٹھہری کما قال فاستوت علی الجودی ثانیاً جب خطاب الہی موسیٰ علیہ السلام سے ہوا ان ترانی و لکن انظر الی اجمل سب پہاڑوں نے سر بلند کیے طور پہاڑ نے کہا میں کہاں اس لائق ہوں کہ ایسے شرف سے مشرف ہوں اسی پر تجلی ہوئی رابعاً خطاب ستطاب ان رحمۃ اللہ قریب من المسنین گوش سامعین میں پہونچا تو مطیعوں اور زنا ہوں اور عابدوں اور متقیوں نے سر اٹھائے کہ شبشت لایزال اور جنت پر کمال ہوگی طیبی اور چاری شان میں ہوا ہدیت للمتقین اور عاصیوں اور گنہگاروں اور مسرفوں اور

نے نمازیوں نے اپنے منہ چھپائے اور شرمندہ ہوئے کہ بھلا ہم کس منہ سے رحمت کے امیدوار ہوں  
 اور دعا مانگنے لگے کہ اے کریم و رحیم تصدق اپنے حبیب کے ہاں بھی جو ان نعمت سے بے نصیب نہ کر  
 پس خطاب ہوا قل یا عباد الہ الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ خزیئہ بہت مراد  
 زلفہ علم و ادب کی جست آدھ گراہ و نالہ دل شب کی بے باک تڑپ تو اندر بوا دی عصیان کی کہ حجرت با  
 معج میزند بربلب کی نظر رحمت مالک غور فریب عمل کی چو شد پیر سبب محفلت سبب کی اور امام زادہ  
 اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ بعض جاہل کہتے ہیں کہ دیدار خدا کا دنیا میں نہیں ہوتا آخرت میں البتہ جائز ہے  
 اور بہشت میں واجب ہے یہ سہر خطا ہو اور محض بجا صفت خدا سے تعالیٰ کی قابل تحویل نہیں ہے  
 جو بات صفات الہی میں ناجائز ہے وہ کبھی جائز نہیں ہوتی اور جو جائز ہے وہ ناجائز نہیں ہوتی اور  
 اگر صفات الہی میں تغیر ممکن ہو تو حدوث لازم آوے اور خدا سے تعالیٰ حادث سے منزه ہے مگر  
 دنیا میں دیدار کا وعدہ نہیں کیا اور عادت اپنی اسے جاری نہیں فرمائی اور جو یہاں بھی چاہی  
 اور جلوہ اپنا نصیب کرے تو کچھ شکل نہیں اور بہشت میں وعدہ ہے لیکن واجب نہیں اور جو کوئی  
 کہے کہ اگر دیدار خدا کا دنیا میں جائز ہے پھر موسیٰ کو کیوں نہوا حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے  
 بہت اصرار کیا تھا یہی خطاب آیا کہ من ترانی تو جواب یہ ہے کہ بہت چیزیں جائز ہیں لیکن ارادہ الہی  
 جس چیز کے طور پر نہیں ہوتا وہ واقع نہیں ہوتی حضرت موسیٰ نے رویت چاہی حکم ہوا کہ رویت جائز  
 و من ترانی مگر تجھ کو دیکھنا نصیب نہ ہوگا اس میں نفی وقوع کی ہے نہ نفی جواز کی اور جو شخص کہتے ہیں کہ من  
 من واسطے نفی ہائمی کے ہو یہ غلط ہے دیکھو خدا سے تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ موت کی خواہش کا فوہوگ  
 نہ کریں گے لہذا قال تعالیٰ و من تمینوہ ابداً و پھر ارشاد ہوتا ہے کا فر اپنے مرنے کی آرزو رکھتے ہیں کیا قال  
 و نا دوایا مالک ایقظ علینا ربک قال انکم ما کنتم یعنی بکارا کا فوہو نے اے خداوند بھیج حکم موت  
 حکم ہوا کہ ابھی تمہارے مرنے میں تاخیر ہو پس معلوم ہوا کہ کلمہ من موقوف اور مقرر ہو ساعت اور  
 وقت پر یعنی اے موسیٰ تو اس وقت ہرگز دیکھ نہ سکیگا ہمیں یہ اشارہ ہے کہ دیدار میرا مقرر ہی واسطے  
 محمد کے دنیا میں اور اسکے واسطے میں نے خاص کر رکھا ہے اور سوائے اسکے دوسرے کو مجال  
 دیدار نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ سوائے اس وقت کے جس میں موسیٰ نے خواہش دیدار فرمائی تھی  
 اور وقت میں دیدار کا ہونا ممکن ہوا جس طرح مریم کے حال میں ارشاد ہوا انی نذرت للرحمن صوما  
 فلن اکل الیم انیسا یعنی میں نے نذر کیا واسطے خدا کے روزہ سونہ بولونگی آج کسی آدمی سے نہیں کھوں گا  
 کہ کلمہ من واسطے نفی ابدی کے نہیں ہے اور باقی تحقیق اس مقام کی حصہ معراج خاتم النبیین میں لکھی گئی

من  
 تفریح پانزدہم دراج

۱۱۱

روایت ہو کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توبہ کی تو واسطے تسلی دل کے ارشاد ہوا کہ تو موسیٰ بنی اسرائیل سے منع کیا سو محض بنظر تیری صلاح اور بقا و ذات کے تھا تو غمگین نہو ذی القہر مطلقاً علی الناس برساتی و بکلامی نغزات تک و کن میں الشاکرین یعنی میں نے تجھ کو امتیاز دیا لوگوں سے اس لیے پیغمبر بھیجے گا اور اپنے کلام سننے کا سولے جو میں نے تجھ کو دیا اور شاگرد مراد یہ ہو کہ میں نے تجھ کو بتا دیا۔

نبی اسرائیل میں خواہ سب انھوں سے جو تیرے زمانہ میں ہیں القصہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس واقعہ کے اپنی قوم میں تشریف فرما ہوئے اور سب لوگوں کو جمع فرما کر ارشاد کیا کہ احکام تو رب کے قبول کرو اور اسکے موافق عمل کرو تب وہ تمہارا نہ بولے کہ احکام تو رب کے سخت اور دشوار ہیں یہ ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ کلام آئی ہو لیکن ادا کرو اور انہی اسکے ہم نہیں جانتے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم نے بہت اصلاح اور زاری سے کہا تھا کہ ہمارے پاس کوئی شریعت اور دین نہیں ہو اگر کتاب آوی اور اس کتاب میں تو ای شریعت اور آئین طاعت اور عبادت مفصل مکتوب ہوں گے۔

بجلاوین سو میں کتاب بھی لایا اور اللہ کا کلام بھی تم کو سنالایا تاکہ مکمل یقین ہووے کہ یہ کتاب اللہ کی ہے پھر بھی تم اسکے احکام نہیں ملتے یہ تمہارے حق میں بہتر نہیں اب تم سے بزرگ دوستی احکام تو رب کے قبول کرانے جائینگے اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایک پہاڑ فلسطین سے جسکو طور سینا کہتے ہیں اور تفسیر قرطبی میں ہے کہ یہ پہاڑ منسوب تھا طور ابن اسمعیل سے اور ابن ابی حاتم اور ابن مردودہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ طور عبارت ہے اس پہاڑ سے جس میں منبرہ دور بکثرت ہوں لیکن اسجگہ مراد وہی پہاڑ ہے جسپر اللہ نے حضرت موسیٰ کو تورات عنایت کی تھی اسکو اپنے پیروں پر اٹھا کے سارے لشکر پر کھڑا کر دیا اسوقت لشکر نبی اسرائیل کا ایک فرنگ طول اور ایک فرنگ عرض میں تھا اور پہاڑ بھی اسقدر تھا اور سامنے نبی اسرائیل کے ایک لگ نہایت شعلہ زار روشن ہوئی اور پیچھے دریائے شور کمال ظنیانی جاری ہو گیا اور حکم ہوا کہ اگر شریعت تو رب سے قبول کرو تو بہتر ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرایا جاتا ہے اور اگر آگے کو بھاگو گے تو آتش غضب میں جلاؤنگا اور پیچھے چلو گے تو سفینہ حیات کو اس دریائے خوشخوار میں ڈرناؤنگا جب نبی اسرائیل نے یہ حال دیکھا تو عنایت و ہمت سے سجدے میں گرے اور ایک طرف سے منہ کی پیشانی سجدے میں اور دوسری جانب سے آنکھ جانب کو تھی کہ مبادا پہاڑ گرنے پڑے چنانچہ نبی اسرائیل میں طوفان سجدے کا ہیض اب بھی جاری اور راجح ہو یعنی نصف منہ سے سجدہ کرتے ہیں اس لیے کہ وہ حالت اضطراب یا درہنہ بالکل نبی اسرائیل نے احکام تورات ظاہر میں قبول کیے اور کہتے تھے اگر یہ حق ہو تو ہوتا

تو ہم احکام تورات پر عمل نہ کرتے اسکا اشارہ ہے سورہ بقرہ میں ورضعنا فوقکم الطور خذوا ما آتیناکم بقوة یعنی اونچا  
 کیا تم پر پہاڑ پگڑ جو ہنٹے ٹکودیا زور سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ تکلیفات شاقہ کہنے تورات میں ارشاد کی ہیں  
 اسکو کمال کوشش اور سعی سے حاصل کرنا کسب دنیا میں انتہا سے مرتبہ پر کوشش کرتے تھے اور  
 اسکی شدائد کے تحمل میں کیا کیا سختیوں اور تکلیفوں اٹھائے تھے کہ بظہر عقل سلیم یہ شدائد ان  
 شدائد سے منجوب تر ہیں اور ان باتوں کو ہر دم یاد رکھو کیونکہ متابعت پیغمبر آخر الزمان کی بھی  
 اس میں داخل ہے پس اگر یاد رکھو گے تو مخالفت احکام الہی کی جو کسی پیغمبر کی زبان سے سنو گے یا  
 کسی زمانہ میں آونگے نہ کرو گے فائدہ اس جگہ ایک شکل ہے قومی کہ بنا سے تکلیفات الہیہ کی نبتوں کے  
 اختیار پر رکھی ہیں اور اگر راہ اور اجبار قبول تکلیفات میں منافع غرض تکلیف کے ہے کیونکہ منظور  
 تکلیف سے معاویہ امتحانی ہے کہ ملاحظہ کیا جائے کون شخص رضا و رغبت سے عمل کرتا ہے اور کون شخص اپنے  
 اختیار سے راہ عصیان اور نافرمانی اختیار کرتا ہے تاکہ مطابق اسکے جزا دی جائے اور در صورت مضطر  
 اور اگر راہ طوع و رغبت مطلقا مسلوب ہے اور طبع عاصی سے تمیز نہیں ہوتا کس واسطے کہ انسان خاص  
 وقت خوف جان اور ہلاک خاندان کے ہر ایک چیز طوعاً اور کرہاً قبول کر لیتا ہے اور اسکا اشارہ ہے  
 لا اکرہ فی الدین اور پڑھا ہے کہ رفع طور باین وضع موجب کمال اضطراب ہے اور قبول کرنا احکام  
 تورات کا اس وضع سے کس فائدے کے واسطے تھا کیونکہ درحقیقت یہ قبول نہیں ہے رفع اس  
 اشکال کا یوں ہو سکتا ہے کہ نبی اسرائیل نے قبل از واقعہ بطوع اور رغبت اپنی بارہا حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ ایک کتاب متضمن احکام ہمارے واسطے لاؤ تو موافق اسکے ہم عمل کرتے  
 اور اس بات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عہد و موافق ہو کر لیا تھا اور جب کتاب مازلی ہوئی اور  
 اسکے احکام اپنے کھولے گئے تو انکار کرنے لگے اور منہ پھیر لیا پس درحقیقت نبی اسرائیل نے نقص حکم کیا  
 اور قبول سابق کی مخالفت کی پس اللہ تعالیٰ نے رفع طور سے انکو اس نقص سے باز رکھا اور بعد ہی  
 تخوین فرمائی پس اگر راہ نہیں ہوئی بلکہ تخوین ایک فعل پر افعال شنیعہ سے واقع ہوئی ہے صریح آیت  
 حد و تعذیر مسلمان کے حق میں ہوتی ہے کہ اصلاباب اگر راہ ہے نہیں ہوتا کہ صحت تکلیف میں خلل پڑے  
 مثلاً کوئی شخص کسی سے عہد کرے کہ جو کچھ اس شادی میں یا اس عمارت میں صرف پڑیکا سب میرے  
 ذمہ ہے اور جب ذمہ جمع خرچ کی ملاحظہ کرے تو پھر جائے اور کہے کہ استقدر میں اپنے ذمہ نہیں لیتا تو یہ بات  
 صریح نقص عہد اور بد معاہدگی ہے پس اس شخص کو ایسی بد معاہدگی پر تخوین اور تعذیر سے عہد اول پڑانا  
 اور اقرار سابق پر مواخذہ کرنا چاہیے اور بعض مفسرین اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ غیر ذمی و معاہدہ

جواب تورات

جواب احکام

اکراہ واجباً ایمان و سلام پر جانزہی اور قتال و جدال و غارت وغیرہ جو بادشاہان اسلام سے اہل حبیب کے ساتھ واقع ہوتا ہو سب از باب اکراہ ہیں آیت نا اکراہ فی الدین آیت قتال سے منسوخ ہو اور اکراہ ذمیوں و معاہدوں کا جو حرام ہی سو وہ اس سبب سے ہی کہ نقص عمد لازم آتا ہو اور نقص عمد فی نفسہ حرام ہی علاوہ اسکے نا اکراہ فی الدین میں نفی اکراہ جانب عبادت سے مذکور ہی کیونکہ یہ نفی معنی نہیں ہے بلکہ جو احداثی الدین اور نفع طور فعل خدا پر مخالف اس نفی کے نہیں ہو سکتا القصد نبی اسرائیل احکام تورات پر عمل کرنے لگے مگر پوشیدہ بعض بعض احکام میں اعتراضات کیا کرتے خصوصاً شہر و شہر و شہر بعد الموت میں نہایت متامل تھے کہ اس عرصہ میں ایک شخص عامیل بن شراحیل نبی اسرائیل میں بوڑھا بڑا مالدار تھا اور جو رواسکی جوان خوبصورت وضع دار تھی اسکے وارث تھے وہ شخص ایک بھتیجا دوسرا جانی حجازیہ دونوں اسکے مرنے کے منتظر رہا کرتے مگر اسکے موت نے ایسا چھوڑا کہ اسطرح کا مانا جانا موتوں کو دیا تھا آخر کار وراثت اسکے تنگدل ہو کر دعوت کے مہانے عامیل کو جنگل میں لے گئے اور قتل کر کے لاش اسکی رات کو اٹھا کر دوسرے محلے میں ڈال آئے صبح کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پہلے اہل محلہ پہنچے اور بدعربی خون دیت کے متدعی ہوئے بعضے کہتے ہیں کہ دو گانوں کے بیچ میں وہ لاش ڈالی ایک کا نام او دوسرے کا رامت تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گانوں خواہ محلے کے لوگوں کو طلب فرما کر استفسار کیا سب نے انکار کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ابرائیم دیت و قسامت اور فیئہ قسم میں کہ طریق لہذا بعینہ جاری شریعت کا طریق تھا مائل فرما کر جناب ابی مہین متنبی ہوئے کہ یا اکی حقیقت حال کیا ہو یا آن لوگوں نے موافق ارشاد حضرت کے دیت دیدی اور التماس کیا کہ دیت تو ہم دے چکے ہیں لیکن ہم یہ درخواست کرتے ہیں کہ ہلکے قاتل کا حال معلوم ہو جائے سو آپ اللہ صاحب سے درخواست فرمائیں بہر تقدیر جناب ابی مہین دوحی ہوئی کہ مضمون آسکا حضرت نے روسا بنی اسرائیل سے فرمایا کہ ان اللہ یا کہم ان تذبوا ہجرہ یعنی تذب فرماتا ہی تمکو کہ زبح کرو ایک گائے اور ایک گڑا اسکے گوشت کا مقتول پرارو کہ وہ زندہ ہوا اور اپنے قاتل کا نشان بتلا دے یہ طریقہ اس واسطے اختیار فرمایا کہ اگر ازراہ دوحی نام قاتل کا معین کر کے خبر دیتے تو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ پر تہمت کرتے اور کفر صریح میں پڑ جاتے کہ پھر انکو چشمہ غائی کرنا پڑتی با انیسہ نبی اسرائیل نے ادا ہوا لٹھے کہ استخزنا ہزوا یعنی کیا تو ہلکے پکڑتا ہی ٹھٹھے میں یعنی ہم تو اس مقتول کا قاتل پوچھتے ہیں اور تم کہتے ہو کہ ایک گائے زبح کرو سوائے دیگر جو ابے دیگر بھلا ایک جاندار کے سجان کرنے سے قاتل دوسرے سجان کا سطح معلوم ہو گا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا احوذ با اللہ ان کون من الجاہلین یعنی پناہ اللہ کی اس سے کہ میں ہوں نادانوں میں یعنی جواب کو مطابق سوال

نہ بیان کر رہے یا وقت مرافقہ اور محاکمہ و ملاقات کے استہزا کر رہے کیونکہ انبیاء سے خوش طبعی و اسطے  
انہما را بساطا اور تفریح خاطر کے واقع ہوتی ہے نہ کہ تبلیغ احکام اور قطع خصومات میں اور جاہل آدمی البتہ  
موقع بے موقع ٹھٹھا کرتے ہیں لغرض نبی اسرائیل نے نہ جانا کہ وہج بقرہ میں کوئی خاصیت ہوگی کہ  
اس سے مردہ زندہ ہو جائے اور ہر ایک گائے کو یہ خاصیت نہیں ہے اس واسطے تحقیق اسکے اوصاف کی  
ضروری حدیث شریف میں وارد ہے کہ اگر نبی اسرائیل اس حرکت میں بے تامل کسی قسم کی گائے کو بے توجہ کرتے تو  
کافی تھا لیکن ان لوگوں نے اپنے ذمہ سخت گیری اختیار کی اللہ نے بھی سخت گیری اختیار فرمائی  
اور درحقیقت منظور آئی یہ تھا کہ مالک گائے کو نفع عظیم پہنچے لہذا نبی اسرائیل کے دلوں میں اللہ کے انھوں نے  
ایک ناریک یہیں لانا ہی یعنی پکارنا ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے کہ وہ کیسی ہے کہ اسطے  
کہ حقیقت متعارفہ اس گائے کی یہ خاصیت نہیں رکھتی ہے اور نہ نیل کا اور نہ گاؤ کو جو پس ضرور ہے کہ  
وہ گائے کسی اور قسم کی ہوگی جس میں ایسی خاصیت ہو کہ نام میں شریک ہوں جیسے کنارشتی اور ستانی  
کہ آثار اور خواص میں جدا ہیں گو نام میں شریک ہیں لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے  
جناب آئی میں انکشاف حال کی درخواست کی اور اسکا نشان پوچھ کر فرمایا کہ انہما بقرۃ  
لا فارض ولا بکر عوان میں ذلک فافعلوا ما تمرون یعنی اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہو نہ بڑھی  
نہ بن بیانی میں نہ ہو انکی سچ اب کر و جو تمکو حکم ہے یعنی وہ گائے جسکا بیج ارادہ آئی میں ٹھہرا ہے کسی اور  
قسم کی گائے نہیں ہے جو تمہارے خیال میں ہم گئی ہو مگر باعتبار سن رسال کے ایک صورت کمال البتہ  
اس میں متحقق ہے کہ پیری اور جوانی کے وسط میں واقع ہو نہ ایسی بڑھی ہے کہ ضعف سے تحمل مشقت  
نہ کر سکے نہ ایسی بچہ رسال ہو کہ شوخی کرتی ہو مگر نبی اسرائیل مطمئن نہ ہوئے پھر تفتیش میں پڑے اور  
کھنسنے لگے کہ جانور کمال جیسا سن سال میں ہوتا ہے ویسا ہی رنگ میں پس اوج ناریک یہیں لانا  
لو نہا پکارنا اپنے رب کو ہمارے واسطے کہ بیان کر دے کیسا ہے رنگا و سکا تاکہ ہم جانیں کہ رنگ و صورت  
میں بھی اسکا کمال ہے تاکہ یہ خاصیت میں ملے رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا انہما بقرۃ  
بقرۃ صدقہ اور فاقہ لو نہا قسم انہما طین یعنی اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے زرد و بھلا رنگ اسکا  
حوش آتی ہے و کھینے والوں کو مگر نبی اسرائیل باوجود دریافت کر لینے رنگ کے سوال سے باز نہ  
پھر پوئے کہ ہر چند کمال اس گائے کا باعتبار سن سال و باعتبار رنگ و جمال کے ہمیں معلوم کیا لیکن  
یہ کمال شریک ہے ایک فرد کو ترجیح نہیں ہو سکتی کہ اسکے سبب یہ خاصیت عجیبہ ہمارے ذہن میں آئے  
اور کہنے لگے اوج ناریک یہیں لانا ہی ان القرۃ شایہ علینا وانا ان شاء اللہ لمتدون یعنی پکار

ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہلو کہ کس قسم میں ہو گا کون شبہ پڑا ہو ہلو اور ہم آئندے  
چاہا تو راہ پلینیک یعنی حقیقت شخصیت اس گاسے کی کیا ہو کہ اور ون سے اس خاصیت میں مرجع  
کیونکہ گائین باہم مشابہ میں جن اور جمال میں پس بنظر ظاہر کوئی وجہ یابی نہیں جاتی جس سے وہ  
مخصوص باہن خاصیت ہو اور اگر مرجع معلوم ہو دے اور ہمارے ذہن نشین ہو جائے تو آگیا  
جاسے اسپر مطلع ہوں کہ مبدرا اور ماشاء اس خاصہ عجیبہ کا اسمین یہ ہی پھر ہم تمہارا حکم جلالا  
قال انه یقول انما بقرة لا ذلول تثیر الارض ولا تستقی احرث مسلمة لاشتیہ فیما یعنی کہا وہ فرماتا  
وہ ایک گاسے محنت والی نہیں کہ پاتہتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کھیت کو بدن سے پوری ہو دماغ  
کچھ نہیں اسمین یعنی وہ مرجع کہ تمہارے ذہن نشین ہو جائے اور موجب ایجاد اس خاصیت کا ہو  
دوہین ایک یہ کہ اسے ذلت بارکشی اور قلبہ رانی اور آب کشی وغیرہ کی نہیں اٹھائی بلکہ اپنی عزت پر  
دوسرے آدمیوں کا ہاتھ اسپر نہیں ہو چکا ہو کہ اسکو داغا ہو یا چھیدا ہو یا کوئی تصرف اس میں  
جاری کیا ہو جیسا جانوروں کے ساتھ کیا کرتے ہیں کہ اس سے نوے تغیر رنگ میں پیدا ہو جاتا  
تب کہنے لگے الان جئت بالحق یعنی اب لایا تو ٹھیک بات یعنی فی الحقیقت سب ایجاد اس صفت  
مادہ کا یہی ہے اور اب تردد ہمارا جاتا رہا کیونکہ فیضان حیات کا عالم عیب سے تمامی حیوانات اور  
انسان میں اولاً روح حیوانی پر ہوتا ہے اور اس روح کے واسطے سے تمام اجزائے بدن کو پہنچتا  
اور حیوانات دو قسم ہیں وحشی اور اہلی حیات وحشیوں کی متعدد نہیں بلکہ لازم ذات ہے  
انہی اثر حیات کا انسان میں بسبب مخالفت کے نہیں پہنچ سکتا مگر جانور اہلی کی حیات کا  
فیضان انسان میں پہنچتا ہے اور جانور اہلی سے ایک گاسے سا قری کی تھی کہ بلا توسط اسباب ہر  
از قسم نطفہ اور نہ بہت رحم کے حیات غیبہ قبول کر گئی تھی پس زندہ کرنا مردے کا توسط حیات  
فائضہ جسد بقبری موافق حکمت الہی کے ہے اور حقیقت میں اور گائین کہ دستمال آدمیوں کی  
ہو جاتی ہیں صرافت حیات غیبہ پر نہیں رہتیں اور انکی روح حیوانی اس قوت پر نہیں رہتی  
اور یہ بھی ہو کہ ایسی گلے زرد رنگ صاف بے مانع اچھوتی گوسا کہ سامری سے کمال مشابہت  
رکتی ہے پس ہمارے ذہن میں اب آگیا کہ اس میں یہ خاصیت ہوگی جیسا گوسا کہ سامری کہ وہ  
ہمارے سامنے ہوتا تھا فائدہ اس تقریر لایمینی میں نبی اسرائیل کو اپنے اجداد سے نہایت دوری  
اور مخالفت ہی باہن ہمہ اسپر فرماتے ہیں کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے  
خواب میں ارشاد کیا کہ اپنے بیٹے کو زوج کہو حضرت نے تامل مستعد ہو گئے اور صاف جزا دے بھی

بہن کی عزت پر  
بہن کی عزت پر

بلا توقت حاضر ہوئے یہ عذر نہ کیا کہ مدار خواب کا خیال پر ہی اور ان لوگوں نے ایک گائے کے  
 نوح کرنے میں اس قدر توجہ اور تردد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تنگ آگئے اسی جگہ سے انکی  
 اطاعت و فرمان برداری بخوبی واضح ہوتی ہی سوائے مقتضائے حال جو کہ بیت آن ناکسان  
 کہ فخر باجداد میکنند چون سگ باستخوان دل خود شاد میکنند اہل علم امتحان کرتے ہیں  
 کہ اس کلام سے نبی اسرائیل کافر ہوئے یا نہیں بعضوں کے نزدیک کافر ہو گئے اسی لیے کہ انکا  
 کلام دو حال سے خالی نہیں یا خالق لایزال کو قادر نہیں جانتے اور متردد تھے کہ احیاء موتے  
 کر سکتا ہی یا نہیں یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کاذب اور خائن سمجھتے تھے یہ دونوں باتیں  
 کفر صریح ہیں مگر محققین کے نزدیک اصح یہ ہے کہ ان دونوں امر سے کوئی امر باعث اس کلام کا  
 نہیں ٹرا تھا بلکہ محض ازراہ تعجب تھا کہ ہرگز جواب کو اپنے سوال سے مطابق نہ سمجھتے تھے  
 لہذا بطریق شہوہ یہ کہ اٹھتے کہ تم ہے مسخر اور مطایبہ کرتے ہو اور جائزہ ہو کہ انبیاء پر مطایبہ تجویز  
 کر لیا ہو اگرچہ مرتبہ انبیاء کا عالی تر تھا لیکن منہور انکو علو منصب کی خبر نہ ہوتی ہوگی فائدہ  
 ہر ایک رنگ زرد خالص کو تفریح خاطر اور دفع غموم میں خاصیت ہی چنانچہ طبرانی اور خطیب اور  
 ویلی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص زرد پاپوش پہنتا ہے  
 اسکو ہمیشہ خوشی رہتی ہو جب تک کہ اسکے پیر میں ہو اور تفسیر یون میں حضرت امیر المؤمنین  
 علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ فرماتے تھے من لبس نعلا صفراء قل یمتہ یعنی جو شخص نیچے پاپوش  
 زرد رنگ کم ہو جائے اسکا غم اور بعض روایات سے یون واضح ہوتا ہے کہ جو شخص سات  
 جنت پاپوش پی در پی پہنے تو اسکا غم و اندوہ جاتا رہے بالجملہ الوان خمسہ یعنی سرخی زردی  
 سیاہی سفیدی خواص مختلفہ رکھتے ہیں کہ اہل تجربہ اور قیاس نے اسکو ثابت کیا ہے  
 چنانچہ عرب میں مشہور ہے کہ احمرة اجمل والصفرة اشکل والاحضرة ابل والاسودا اہول واللبیاس  
 افضل یعنی سرخی میں جمال ہوتا ہے زردی نظر میں خوش آتی ہے سبزی بزرگی و قار کا سبب ہے  
 سیاہی ہولناک ہے سفیدی فضیلت و خوبی رکھتی ہے یہ فائدہ تھا تشریح الناظرین کا کہ حق تعالیٰ نے  
 اس جگہ فرمایا فائدہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اگر نبی اسرائیل انا ان شاء اللہ لہندون کہتے  
 تو اصلا اس گائے کو نہ پاتے اور تشفی خاطر انکی نہوتی اسی کلمہ کی برکت سے حیرت اور تردد  
 خلاص ہوئے ہیں اس جگہ سے معلوم ہوا کہ استعانت اس کلمہ کی بر عمل نیک من مبارک  
 اور میمون ہے اور کس طرح نہ ہو یہ کلمہ فی نفسہ کلمہ استعانت ہے کیونکہ تقدیر ہی اسور کی مشیت

خدا پر اور اقرار ہو اسکی قدرت اور نفاذ ارادے کا فائدہ اب واضح ہو کہ وہ بقرہ نہ تھا یا مادہ  
 اگر تھا تو لاکبہ اسکے حق میں درست نہیں ہوتا کیونکہ ہرگز گاؤ لاکبہ یعنی نازا میدہ جو اور حملہ ضامر  
 کہ اول سے آخر تک تانیث کے ہیں بھی نر گاؤ ہونے سے منع کرتے ہیں اور اگر بقرہ مادہ کا تھا  
 تو ضامر سب درست اور لاکبہ بھی صادق آتا ہو لائیر الارض ولا تسقی الحوت اسکا شخص نہیں ہو سکتا  
 کیونکہ سب عادت گائے قلبہ رانی اور آب کشی نہیں کرتی گوا مکان عقلی ہو پس ظن غالب  
 یہ ہو کہ وہ بقرہ بیل تھا اور تانیث ضامر طحاظ لفظ بقرہ کے واقع ہو کہ وہ از رو سے تانیث لفظی  
 مونث ہو جس طرح تمرہ اور جامہ اور عصفورہ اور عرب کا تاعده ہو کہ جب مذکر کو بلفظ مونث تعبیر  
 کرتے ہیں تو ضامر کو مونث لاتے ہیں اور لفظ لاکبہ کی جب مونث کے واسطے لاتے ہیں تو اس سے  
 وہ حیوان مراد ہوتا ہو جو مادہ پر حبت نہ کیا ہو یہ تحقیق ہمارے اساتذہ کرام کی ہو اور بعض مفسرین  
 لکھا ہو کہ مادہ گاؤ تھا بدلیل تانیث ضامر و وصف بکارت اور باعتبار اختلاف ازمنہ و بلدان  
 یہ بھی ہو سکتا ہو کہ مادہ گاؤ کو قلبہ رانی اور آب کشی وغیرہ میں رکھتے ہونگے بہرہ تقدیر جب  
 بنی اسرائیل کو بقرہ نم اور استعداد اطلاع وجوہ حکمت الہی پر حاصل ہوئی تو ایسی گلے کی  
 تلاش میں پھرنے لگے اتفاقاً کوئی گائے سوائے ایک گائے کے موصوفہ باین صفات اس نواح میں  
 نہ تھی سو اسکا قصہ یہ ہو کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا از بس صلاحیت اور تقویٰ میں ممتاز  
 اسکے ایک لڑکا تھا صغیر بن اور یہ شخص متاع دنیا سے بجز ایک گوسالے کے اور کچھ نہ رکھتا تھا جب  
 قریب برگ پہنچا تو اس گوسالے کو جنگل میں لے گیا اور کہا یا الہی ایات رخیۃ و ندان امیدم  
 ز کام + آمدہ ایام شایم بشام + روح مرا موسم رحلت شدہ + دست اجل نوبت رفتن نہ وہ  
 اور یارب تو میرے حال سے مجھے زیادہ تر آگاہ ہو اور طفل صغیر پر مجھے زیادہ مہربان میراث میری  
 یہی ایک بچہ گاؤ ہو اسکو میں تیرے سپرد کرتا ہوں کہ جب میرا لڑکا جوان ہو تو یہ امانت میری اسکو  
 عنایت کر پس بنام خدا سے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب جنگل میں چھوڑ آیا کہ وہ بچہ  
 جنگل میں چرنا اور پرورش پاتا رہا اور عنایت الہی سے کوئی درندہ اسپر دسترس نہ پاتا تھا  
 اور جب کبھی جنگل سے باہر نکلتا اور کوئی آدمی پکڑنے کا قصد کرتا بھاگ جاتا کسی کے ہاتھ نہ آتا  
 یہاں تک کہ وہ لڑکا جوان اور بمقتضیٰ مصرعہ میراث پدر خواہی علم پدر آموز + بڑا صالح  
 اور متقی ہوا اور نے پھر کرای اسکی یہ تھی کہ رات کے تین سے کرتا ایک حصہ والدہ کی خدمت میں  
 مصروف رہتا اور ایک حصے میں سوتا اور ایک حصے میں نماز پڑھتا جب صبح ہوتی تو رسی اور لکیر

بجائے اختلاف  
 زیادہ

جنگل میں جاتا اور لکڑیاں لاکر دو چار گھڑی دن رہے بازار میں بیچتا اور قیمت اسکی تین حصے  
 کرتا ایک حصہ صدقہ کر دیتا اور ایک حصہ اپنی ماں کی نذر کرتا اور ایک حصہ اپنے صرف میں لاتا  
 بہت مدت اسی وضع پر گزری اس عرصہ میں ایک روز اس جوان نے منادی نبی اسرائیل کی  
 آواز سنی کہ ایسی صفت کی گائے اگر کسی کے گھر ہو تو ہم اسکے خریدار ہیں اور جو قیمت وہ مانگے  
 ہم ابھی دینے کو تیار اس جوان نے اپنی ماں سے تذکرہ کیا اسنے کہا کہ تیرے باپ نے ایک بھڑا  
 گائے کا فلان جنگل میں اللہ کے پاس تیرے واسطے امانت رکھا ہوا ہے وہ بھڑا جوان ہوا ہوگا  
 آسمین پر سب اوصاف جمع ہیں تو اسکو جنگل سے لا کر ایک جا بیگا تو جھوٹا لانا دے اپنے کام بار بار  
 میں رکھنا اسنے کہا کہ پہچان اسکی کیا ہو مبادا میں اس جنگل میں جاؤں کسی اور ہی شخص کی گائے  
 پکڑ لاؤں تو حرام میں گرفتار ہوں اسکی ماں نے کہا کہ رنگ اس گائے کا زرد نہایت صاف ہے  
 کہ جو کوئی اسکو دور سے دیکھتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا آفتاب چمک رہا ہے اور میں اسکو گوسالہ  
 اسی سبب سے کہا کرتی تھی اس جوان نے کہا ہنوز بالیقین میں نے اسکو نہیں پہچانا مبادا اور  
 کسی شخص کی گائے اس صفت کی وہاں چرتی ہو اور میں پکڑ لاؤں تو خراب ہوں تب اسکی  
 ماں نے فرمایا کہ اور پہچان اسکی یہ ہے کہ آدمی کو دیکھتے بھاگتی ہو اور کوئی اسکو گرفتار نہیں  
 سوتو باواز بلند یہ کھڑکے پکارنا کہ ای مذہبہ میں تجکو ڈھونڈھتا ہوں بنام خدا سے ابرہیم اور  
 اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب چنانچہ یہ نشان اپنے دل میں محفوظ کر کے جنگل کو چلا دیکھتا ہے  
 کہ ایک گائے اسی صفت کی جنگل میں چرتی ہے اسنے پکارا تو وہ دوڑ آئی اسکی ماں نے قیمت  
 کی تھی کہ اسکی گردن پکڑ کے لے آنا سوار نہ ہونا برکت جاتی رہگی وہ موافق ارشاد ماں کے  
 گردن پکڑ کے لے چلا تفسیر غزیری اور معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ وہ گائے قدرت آہی سے  
 گویا بولی کہ اے جوان نیک بخت یہاں سے تیرا گھرا ایک دن کی راہ ہے مجھ پر سوار ہو لے کہ باسانی  
 پہنچ جائے اسنے کہا میری ماں کی اجازت نہیں ہے گائے نے کہا آفرین شاہ شام میں نے  
 امتحان کیا تھا اور جو مجھ پر سوار ہوتا تو میں تجکو گراسکے بھاگتی پھر کبھی ہاتھ نہ آتی اور میری  
 فرمان برداری کا سبب یہی ہے کہ تو اپنی ماں سے احسان کرتا ہے اور اسکے فرمان سے باہر نہیں ہوتا  
 کشف البیان میں لکھا ہے کہ اسوقت اہلبیس لعین بصورت شبان یا مسافر کے آیا اور جلا کہ اے  
 جوان صالح اس طرف پہاڑ کے میری گائیں چرتی ہیں اور میں رخص حاجت کو اس پہاڑ میں آجاتھا  
 سو میرے پیٹ میں دروہی کہ چل نہیں سکتا اگر تو ارشاد کرے تو میں اس گائے پر سوار ہو کے اپنے

گلے میں پہنچ جاؤں اور دو گامین جوان اور بہتر اجرت میں عنایت کروں اور سہیں گائے کا نقصان نہیں بلکہ مالک گائے کو نفع ہوتا ہے کہ امیری ماننے سوار ہونے کو منع کیا ہے من کی سطح کرنا کہ کروں ابلیس نے کہا تیری مان بے عقل ہے اور عورتیں ناقصہ العقل ہوتی ہیں تجھ کو اپنی عقل پر عمل کرنا چاہیے تاکہ ایسا نفع کامل ملے جس سے سچا اور مین تیری خیر خواہی کرتا ہوں آئندہ تو مختار ہی آسنے کہ امین ہرگز اپنی مان کے خلاف نہ کرے گا لیکن شیطان دم دھا گا دیتے ہوئے پیچھے لگا تب اس جوان نے با آواز بلند پکارا کہ اے خدا سے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب مجھ کو اس رفیق بد سے خلاصی دے ابلیس نے یہ آواز سنی تو بصورت ایک جاؤر کے بکر جلدی سے اڑ گیا پس گائے نے کہا کہ یہ ابلیس تھا کہ خدا سے ابراہیم کے نام سے بھاگا اگر تو اسکے فریب میں آجاتا تو مجھ میں برکت نہ رہتی اور میں تیرے کام نہ آتی ہا جملہ وہ جوان شام کو اپنے گھر پہنچا اور سب احوال و خوارق عادات اپنی مان سے بیان کی اسکی مان نے کہا کہ یہ گائے اس لائق نہیں ہے کہ اسکو بابرکشی میں ذلیل کروں لیکن اسکی تعظیم اور تکریم بھی ہم سے ممکن نہیں ہے بہتر ہے کہ اسکو بچ ڈال اور اسوقت اس شہر میں نرخ اسکا تین دینار کا بنا جاتا ہے لیکن اگر کوئی اس قیمت کو خرید کر لے لگے تو میری بلا اجازت نہ چینا چنانچہ وہ جوان گائے کو لیکر نجاس میں آیا خدا سے تعالے نے پہلے ایک فرشتہ بھیجی آسنے کہا کہ یہ گائے کس قیمت کو بیچتا ہے جو ان نے کہا تین دینار کو بشرطیکہ میری مان منظور کرے فرشتے نے کہا یہ شرط نہ کر اور چھ دینار مجھے لے جو ان نے کہا اب بھی وہی شرط ہے فرشتے نے کہا بارہ دینار لے لیکن بلا شرط آسنے کہا کہ اگر برابر اس گائے کے سونا دے تو بھی بلا رضائی اپنی مان کے نہ بیچو گا تو ناحق درد سر کرتا ہے تب فرشتے نے کہا میں آدمی نہیں ہوں فرشتہ ہوں تیرے امتحان کو آیا تھا کہ دیکھوں تو کس طرح اپنی مان کی اطاعت کرتا ہے اب تو اس گائے کو اپنے گھر لے جا اور بازار میں کسی کو نہ دکھلا بنی اسرائیل کو ایک واقعہ درپیش ہوا اور حضرت موسیٰ بن عمران نے انکو فرمایا ہے کہ اس قسم کی گائے فوج کہہ سونے اسرائیل اسکی تلاش میں ہیں اور سونا اس گائے کے اور کوئی گائے باہر صفات موصوف نہیں ہے اگر بنی اسرائیل تجھے لیا چاہیں تو ہرگز اسکو نہ چینا جب تک کہ اس گائے کی کھال سونے سے نہ بھر دین کہ وہ مال تیری عمر کو کفایت کرے گا وہ جوان مان سے پلٹ آیا اور یہ حال جو گذرا تھا اپنی مان سے بیان کیا اب رفتہ رفتہ خبر اس گائے کی بنی اسرائیل میں شائع ہوئی کہ بنی اسرائیل اسکے دروازے پر جمع ہوئے اور قیمت گائے کی ٹھہرانے لگے مگر وہ جوان اور اسکی مان راضی نہ ہوئی یہاں تک کہ یہ قرار پایا کہ بعد فوج کے اسکی کھال کو سونے سے بھر دینگے جب یہ ٹھہری تو حضرت موسیٰ کے خصامی

گائے یعنی اور بنی اسرائیل نے مولیٰ قدس جو باوماکا دو ایفلون پھر آسکو فوج کیا اور لگنے نہ تھے کہ  
 فوج کرینگے اس واسطے کہ سوال پر سوال استکشاف خصوصیات میں کرتے رہے بعضوں نے نزدیک  
 چالیس برس گزر گئے تھے اور گرانی قیمت کا بھی خیال دہنگیہ تھا اور تلاش فرود شدہ بھی مشکل  
 جانتے تھے اور یہ بھی خون کرتے تھے کہ شاید مقتول زندہ ہو کسی کا نام بنی اسرائیل سے لے لے تو  
 کمال ضیعتی اور سواری ہو مگر خداوند تعالیٰ نے چارنا چار آنے یہ کام کرایا فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ  
 زبح بقرہ میں یہ نکتہ تھا کہ گوسالہ پرستی سے محبت آسکی بنی اسرائیل کے دل میں تسکین اور قائم تھی  
 پس جلال کبریائی انکو دکھلایا کہ سو داے پرستش اس قسم کے حیوان کی اپنے دل سے دور کر دیکر یہ  
 قابل زبح میں فائدہ اگر بنی اسرائیل کہیں کہ ہمارے اسلاف وحی الہی پر معترض نہیں ہوتے  
 بلکہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تعین قاتل میں زبح بقرہ کا حکم صادر فرمایا اور سوال و جواب میں  
 کچھ مناسبت ظاہر نہ تھی تو ازراہ لہجہ استقدر توقف واقع ہوا اگر پہلے سے تعین قاتل فرمادیتے  
 تو ہرگز ہمارے اسلاف اتنا توقف نہ کرتے اور اعتراض سے پیش نہ آتے جواب آسکا یہ ہو کہ سب  
 غلط ہو اس واسطے اسلاف انکے ابتدا سے قصہ سے وحی الہی کا اقرار نہ رکھتے تھے اور بعید جانتے  
 کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غیب کی بات پر اطلاع جانب خدا سے ہوگی و آلا ایک دوسرے قیمت  
 خون کی نہ لگاتا اور قاتل آپ ہی اقرار قتل کر لیتا تو گویا اس قتل میں سب شریک رہے کیونکہ یہی کہتے  
 فلانے نے مارا میں نے نہیں مارا اور وہ کہتا تھا اسی نے مارا میں نے نہیں مارا حالانکہ قاتل نہیں  
 موجود تھا پس یہ دلیل قوی ہو کہ انکو وحی کا یقین حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نہ تھا اور یہ سبیک  
 جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ قاتل سے مطلع ہونگے سو اللہ نے حال قاتل اور ضعف یقین اور  
 نفاق اسلاف کا بخوبی کھول دیا مگر موسیٰ علیہ السلام کو اس سے علمیہ رکھا اور انکی زبان سے  
 قاتل کا نام ظاہر نہ کرایا کہ مبارک نیب کریں اور قاتل چھوٹھی قسم کھا جائے اور ثبوت مقدور میں اشکال واقع ہو  
 القصد جب گائے زبح کر چکے تھلنا ضرورہ بعضہا پھر مینہ کما مارو اس مردہ کو اس گائے کا ایک ٹکڑا تاکہ زندہ  
 ہو جائے اور اپنے قاتل سے خبر دے اور قصاص طلب کرے سو بنی اسرائیل نے اس گائے کا کوئی عضو عاقل مقتول  
 مارا کہ وہ زندہ ہو کہ حلق کی رگوں سے نوارہ خون کا جاری تھا پھر اپنے قاتل کا ہاتھ پکڑے تباہ دیا کہ شخص نے مجھ کو ہاتھ مارا  
 مال کا وارث ہوتے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قاتل سے آوار لیا اور بعد از اقرار حد قصاص  
 جاری فرمائی اور عاقل زمین پر گئے مگر کے مر گیا اسی وقت سے حکم شریعت یہ آیا کہ قاتل میراث مقتول سے  
 محروم رہے کہ علاقہ پوری اور لیسری اور برادری وغیرہ بھی رکھتا ہو گا قاتل رسول صلی اللہ علیہ

بیان کرے

وسلم ماورث قائل بعد صاحب البقرۃ تمبیہ یہ سب کلام تکلم حقیقی نے واسطے تسلیم کیا آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمایا کہ یہودی نبی اسرائیل اگر تکذیب رسالت اس زمانہ میں  
کریں تو کچھ محل اندیشہ نہیں انکے اسلاف نے حضرت موسیٰ کو سخرہ بنایا تھا کہ انواع تہمتیں  
پیش آئے تھیں اور طرح طرح کی تفسیریں نفاق آمیز کرتے رہتے تھے لیکن میں نے آخر کو انکے  
اصرار سے انکو پشیمان کیا اور ظاہر اعدوت مسترد تھی یوں جاری ہو کہ جب کوئی بندگان آتھی سے  
کسی چیز پر مداومت کرتا ہی خواہ وہ چیز نیک ہو یا بد البتہ اسکو حق تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہی  
کبھی پوشیدہ نہیں رکھتا بخلاف اسکے کہ ایک دوبار تصدیق واقع ہوا اور اسپر شرمندہ ہو کر چھپاؤ  
تو البتہ حق سبحانہ تعالیٰ بھی اسکو چھپا دیتا ہی پر وہ دری نہیں کرتا مستدرک حاکم میں بہ سند صحیح  
حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی  
کچھ کام کرے ایسی جگہ کہ وہاں نہ دروازہ ہو نہ موکہ تو بھی کام اسکا آدمیوں پر ظاہر ہو جاتا ہی کسب طبع  
اور ابوالشیخ بہ سند ضعیف حضرت انس ابن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یاروں سے ہتھیار فرمایا کہ مومن کون ہی بولے خدا اور رسول خدا زیاد  
جاتا ہی ارشاد کیا کہ مومن وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو جہان سے نہیں لیجا تا جب تک اسکے کان کی ثنا  
اور صفت سے کہ محبوب اسکی ہی پھینکے اور اگر کوئی بندہ بندگان خدا سے عمل تقویٰ بجا لاتا ہی اس  
گھر میں جو شتر گھروں کے بیچ میں ہو اور ہر ایک گھر پر ایک دروازہ لوہے کا ہو البتہ چادر رحمت اسکو  
پہناتا ہی کہ انکے رہنے والے اس عمل کا مذکور کرنے لگتے ہیں اور زیادہ اس عمل سے بھی بیان کرتے ہیں  
صحا بنے التماس کیا کہ یا رسول اللہ ترویج اور اظہار تو مکافات تقویٰ ہوئی لیکن زیادتی کی کیا وجہ  
فرمایا کہ مرد متقی کی یہ نیت ہوتی ہے کہ اگر استطاعت ہو تو جعفر عمل کرتا ہوں اسپر بھی زیادہ کروں  
یعنی یہ بیان زیادتی کا مکافات اس نیت کا ہے پھر آنحضرت نے فرمایا کہ فاجر کون ہی طمس ہے کہ اللہ و رسول اللہ علم ارشاد ہوا کہ  
فاجر وہی ہے جو قبل از موت اپنی بدگوئی اپنے کانون سے اگر کوئی شخص ایک گھر میں جو بیچ میں شتر گھر کے ہو اور اس میں  
دروازے لوہے کے لگے ہیں کچھ بدکرے تو چادر غل بر اسکو پہنائی جاتی ہے کہ جو شخص نیکیتا و عمل بدکا ذکر کرتا ہی اور اس سے زیادہ  
بیان کرتا ہی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ زیادتی کا سبب کیا ہی ارشاد ہوا کہ فاجر مستعد ہے کہ اگر فرصت پاؤں تو عمل بد میں  
زیادتی کروں آسکا یہ عمرہ ہو فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ گائے کی زبان عا میل پر ماری تھی کہ وہ زندہ ہو اکیونکہ زندہ  
کرنے سے منظور گفتگو تھی سو یہ بان سے مناسب ہی اور بعضے کہتے ہیں وہ ہڈی جسکو عجب اللہ نب کہتے ہیں جانور کی  
دم اسپر چھٹی ہو ماری تھی کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ تا یوم شرب جزا میدان کے فنا ہو جائینگے

بازن خلائق  
دکان کہ چھوڑ  
بقول عا میل زندہ  
زندہ شدہ ہے

مگر یہ ہڈی اور اسی ہڈی سے ترکیب خلقت معاد یہ شروع ہوگی اور بعضہ کہتے ہیں ران بہت ماری تھی کیونکہ بیشتر حرکت اسی جانب سے شروع ہوتی ہے اور بعضہ کہتے ہیں کہ گوشت بین الکتفین مارا تھا کیونکہ بیشتر مسکن روح حیوانی یہی ہے اور اصح یہ ہے کہ وہ بعض محین نہ تھا بلکہ نبی اسرائیل کو اختیار دیا گیا تھا جس سے مارتے مردہ زندہ ہو جاتا پس معلوم ہوتا ہے کہ بعد از ذبح کسی نے زبان ماری کسی نے ران کسی نے کچھ گوشت مارا ہوگا نقل کرنے والوں نے جملہ نقل کر دیا اور یہ گمان کیا کہ یہ سب حکم خدا تھا اگر کہا جا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے کیوں نہ مارا تو جواب یہ ہے کہ اگر حضرت موسیٰ اپنے ہاتھ مارتے تو نبی اسرائیل اپنی شرارت و جثت باطنی سے کہتے کہ سو کیا ہے اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ صرف ایک مقتول کے کہنے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قاتل کو کس طرح مروا ڈالا ایک شخص کی گواہی یا حدود و قصاص میں سب سے بڑی اور اقرار قاتل اخبار میں وارد نہیں ہے کہ اسپر خیال کیا جائے تو جواب یہ ہے کہ اکثر فقہا کہتے ہیں کہ جب مقتول بعد موت زندہ ہوا اور احوال بزنج و نمونہ عذاب اخروی دیکھ آیا تو قول اُسکا سجائے و شاید عادل کے ہو بلکہ بالاتر و جیب تک زندہ تھا اور حالات بزنجیہ سے اظہار نہ رکھتا تھا تب تک اُسکے کلام میں صدق و کذب کی گنجائش تھی لہذا اُسکا قول تعین قاتل میں لائق اعتبار نہ تھا اب لائق اعتبار سمجھنا چاہیے لیکن از رو سے قواعد کلامیہ اس جواب میں خدشہ ہے کیونکہ اہل کلام بحث معجزات میں تقریر و تحریر فرماتے ہیں کہ اگر پیغمبر کی دعا سے کوئی مردہ زندہ ہوا اور صدق یا کذب نبوت پر گواہی دے تو مستبر نہیں ہے بلکہ معجزہ اس پیغمبر کا من آجیا میت ہے مگر اسکی گواہی کو صدق و کذب میں دخل نہیں ہے اسلیے کہ جب مردہ زندہ ہوا تو عقل و شعور و خیال و وہم جو کہ محل خطا ہیں جمع ہو گئے اور حکم اسکا مثل اور افراد انسانی کے ہو گیا شہادت اسکی کام نہیں آتی اور جو کوئی جانور یا پتھر یا شجر دعا سے نبی سے کلام کرے اور گواہی دے تو البتہ مستبر ہے کیونکہ نطق جمادات اور حیوانات وہم و خیال سے مبرا ہے بلکہ نطق فیہی ہے احتمال صدق و کذب کی آسین گنجائش نہیں الغرض مطابق اس قاعدے کے مردے کا کہنا محتمل صدق و کذب ہوا اور نبی قاتل میں نامستبر ٹھہرا جب تک کہ اقرار قاتل دیا جائے پس جاب صحیح یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ نے نبی اسرائیل کو ذبح تہر کلام دیا اور فرمایا کہ بعض اعضاء کے مارنے سے مردہ زندہ ہو جائیگا اور حال قاتل سے خبر لیگا تو درحقیقت صدق شہادت اُسکا جناب آدمی سے بالخصوص ثابت ہوا لہذا اُسکے قول پر قصاص مست ہوگا حاجت اقرار نہیں اور اس مردے کو اور مردوں پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ یہ مردہ اس امر میں بالخصوص مخصوص لصدق ہے ولو انرا ما سوجی اس صورت میں کہ اقرار قاتل اس مجنس کے دیکھنے سے متحقق نہ ہوا اور ظن غالب یہ ہے کہ قاتل نے بھی اقرار یا سکوت

ذبح و غل

ذبح و غل

ذبح

تاکہ مقام اقرار کے کما تھا مگر روایات میں ذکر اقرار ساقط ہو گیا ہے کہ اہل حقہ اسناد الا ستاؤنی تفہیم العزیزی قائم ہے  
 قصہ میں کسی فائدے کا آمدنی نکلے ایک یہ کہ جب بائنا اعضاءے ایک مرد سے کاموجیب حصول حیات دوسرے مرد سے  
 ہوا تو بالیقین معلوم ہوا کہ موثر ایجاد عالم میں ذات مسبب ہی نہ سبب ہو دوسرا یہ کہ جو کوئی فیض الہی اپنی ذات پر  
 یا لطف خاندان پر نازل کر لیا چاہے تو اسکو تقدیر میں نفع نہ دے وغیرہ خیرات و مبرات بجا لانا لازم کہ اسکی برکت سے مطلب  
 حاصل ہو تیسرا یہ کہ سخت گیری اپنی جانب سے موجب سخت گیری جانب حق سے ہو جاتا ہے اور جلد ہی کرنا حکام آئینہ  
 موجب سہولیت و آسانی ہوتا ہے چوتھا یہ کہ لاوارثوں میں یوں کو اتد کریم درجہ میں مور و رحمت رکھا ہے و خلافت کو بھی  
 اسکا حق چاہیے کہ افسے بظاہر و باطن بر عایت مروت و امانت و شفقت رکھیں اور حفظ جان مال کو پیش سستی کرن  
 پانچواں یہ کہ جو کوئی اپنے عیال و اطفال کے سپرد بخدا کرتا ہے تو خدا اسکو ضائع نہیں کرتا اور نفع بالاس نفع بخشا ہے و چھوٹا  
 بروالذین خدمت انکی موجب نزول رحمت الہی ہوتا ہے اور جن مال سے تقریباً لہی منظور ہوا لازم ہے کہ وہ شیوہ جمع ال میں سے ہو  
 جیسا یہ بقرہ تھا لہذا تو بانی میں شرط یہ ہے کہ کوئی لنگڑی لاغویسی نہ ہوا ٹھوٹا یہ کہ نبی ہلزل کو عبرت تہنہ ہو اس بات پر کہ شیش  
 گو سال کی وہ ستر تھی کہ ستر ہزار آدمی مارے گئے تب تو بہ قبول ہوئی اور یہ گائے جسکو بعض درکشیر خرید کیا اور بیع کیا  
 اس سے یہ خارق عادت ظاہر ہوا سو اب معلوم کرو کہ مخالفت حکم خدا میں ہر اس نہکت تھی اور اہمیت میں ہر ایک

### قصہ حضرت خضر علیہ السلام

تحقیق یہ ہے کہ بعد ہلاکی قوم قبط ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو نصیحت فرمائی اور طبعاً پڑھانے والے  
 سخت متوجہ ہو کر انکو ایک شخص نے پوچھا کہ ای موسیٰ سے زیادہ بھی کوئی عالم ہو یا مجھے اسکا علم نہیں ہے اگر یہ بات تحقیق  
 پر اتد کی مرضی یہ تھی کہ یوں کہتے اتد کے بندے مجھے بہت ہیں سب کی خبر اسکو ہے لہذا وہی ہوئی کہ ایک بندہ ہمارا جو اس مقام  
 جائی دریا باہر ملے ہیں اسکو تجھے علم زیادہ ہم موسیٰ علیہ السلام نے التماس کیا کہ مجھکو اسکی ملاقات میں ہو حکم ہوا کہ ایک مچھلی کے  
 ساتھ لو جس مچھلی کم ہو جائے اسی جگہ وہ بندہ ہے معاملہ التفریل میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک دن حضرت موسیٰ و عوط کہتے تھے ایک شخص نے پوچھا کون آدمی عالم زیادہ ہے فرمایا میں  
 اس کہنے پر اتد صاحب نے عتاب فرمایا اور وہی بھیجی کہ میرا ایک بندہ جمع البحرین میں ہے اسکو سے علم زیادہ ہے مراد جمع البحرین  
 قنادہ رض کے نزدیک دریائے فارس میں روم ہے اور محمد بن کعب کے نزدیک طلیخہ اور ابی بن کعب کے نزدیک فریقیہ ہے حضرت  
 موسیٰ نے درخواست کی کہ میں اس سے ملاقات چاہتا ہوں جسطح ہو سکے ارشاد ہوا کہ ایک مچھلی تلی زنبیل یعنی ٹوکری میں  
 رکھ لے جہاں وہ مچھلی کم ہو جائے ہاں وہ بندہ ہے حضرت موسیٰ نے اسی طرح کیا اور یوشع ابن نون اپنے خادم صالح  
 ہمراہ لیکر چلے یہاں تک کہ رات کے وقت متصل ایک تپھر کے پونچے کہ وہ تپھر جمع البحرین سے ملا ہوا تھا اور اس تپھر  
 چشمہ حیات تھا اسکی تاثیر کہ جب اسکا پانی کسی چیز پر ڈالا جائے وہ چیز پھولتا ہے اور جو جاتی اسی تپھر پر رکھ کر وہ پھولتا ہے

و بروایتی حضرت موسیٰ نے آرام کی اور حضرت یوشع وضو کرنے لگے کوئی تھوہ پانی کا مچھلی پر گرا وہ زندہ ہوئی اور زبیل  
 میں پھری اور دریا میں نکل پڑی اور فوراً غوطہ مار گئی سرنگ بنا کر اور جہان سے مچھلی گئی تھی خدا نے پانی کا سہاؤ بند کر دیا  
 پانی میں ایک طاق سا کھلا رکھا انکو سخت تعجب ہوا ارادہ کیا کہ موسیٰ علیہ السلام جاگین تو سوال کروں جب وہ جاگے تو دونوں  
 آگے چل کھڑے ہوئے مچھلی کا حال کہنا بھول گئے شب بوز چلتے رہے جب دو سردوں ہو تو حضرت موسیٰ نے اپنے  
 خادم حضرت یوشع سے فرمایا اتنا عدلنا القدر یقینا من سفرنا ہذا بضالیننا لا ہمارے پاس ہمارا کہاں لہنے پائی اپنا سا  
 سفر میں تکلیف اس جگہ نہرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ پہلے تھکے تھے جب بطلب جھوٹا رہا  
 اس چلنے سے تھکے باجگہ حضرت یوشع نے کہا ایت اذ اذو نیالی بنحوۃ فانی نسبت احوث ما انسانیا لا اشیطان ان ذکرہ  
 و اخیب یلذنی البعیر عبا قال لک کنا بیغ فاید اعلیٰ آثار ہا قصا یعنی وہ دیکھا تو نے جب اپنے جگہ پکڑی اس تھیرا  
 سو میں بھول گیا مچھلی اور یہ مجھ کو بھلا یا شیطان نہ کہ اسکا حال تھے کون اور وہ مچھلی مجھ طرح سے چلی گئی اور طرف  
 جاتی تھی راہ کھلتی جاتی تھی اور زمین خشک کما وہی جگہ جو سکونم دھونڈتے تھے وہیں اٹھے پھر اپنے پر چھا  
 اس جگہ حضرت صلی اللہ وسلم نے فرمایا ہو کہ مچھلی کو تو راہ ہوئی اور موسیٰ و انکے خادم کو تعجب خاندانہ اخبار اللہ من  
 ابو جاد مذہبی سے روایت ہے کہ میں نے مجمع البحرین نزدیک ایک مچھلی دیکھی کہ اسکا طول ایک ذراع اور عرض ایک  
 ایک لنگھ اور نصف سر تھا معلوم ہوتا تھا کہ نصف کھائی گئی اور نصف باقی رہی اکثر لوگ اس سے برکت لیتے تھے  
 اور کہتے تھے کہ یہ مچھلی اس مچھلی کی نسل ہے جو جب حضرت موسیٰ و یوشع نے نصف کھایا تھا اور باقی نصف اپنے صورت  
 زندہ ہوئی و اللہ اعلم بحقیقۃ احوال ائقہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مع یوشع ابن نون اس تھیرا پاس جو کنار  
 دریا تھا پہنچے تو دیکھا بالکل وہ خشک پڑی جو اسی نشان پر آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک مرد کپڑے سے سر لپیٹے ہو  
 خضر تھے حضرت موسیٰ نے سلام کیا حضرت خضر نے جواب دیا کہا تیرے ملک میں سلام کہاں یعنی اس ملک میں سلام کی زمین  
 تو نے کیونکر سلام کیا موسیٰ نے کہا میں موسیٰ ہوں خضر نے کہا موسیٰ نبی اسرائیل کہاں کہاں تم کہاں آئے کہا تمہارے پاس  
 آیا ہوں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ رہوں اور اچھی راہ سکھوں حضرت خضر نے کہا تم کو بنا بر علیہ و ہدایت نبی اسرائیل تو رہتے  
 کافی ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ہو حضرت خضر نے کہا انکے منقطع ہی صبر یعنی تو میرے ساتھ  
 ٹھہر نہ سکیگا یا سوائے کہا کہ مجھے مورخات عادت اور ظاہر شریعت صادر ہونگے اور پیغمبروں کی یہ شان ہو کہ انکو کفر  
 و بزین فرما سکتے یعنی تم پیغمبر صاحب شریع و کتاب ہو اور کسی سے کس طرح تعلیم لوگے کیونکہ رسول چاہیے کہ رسول اللہ  
 اعلم ہو رسول فروع دین میں اور جو علم کہ اس قبل سے نہو اسکا علم ضرور نہیں بلکہ منافی نبوت ہے پھر میں نے لکھو  
 کیا سکھلاؤ لگا تمہارا حکم ظاہر شریعت پر ہو شاید مجھے کوئی بات ایسی صادر ہو کہ تمہارے غلطوں پر سے اور ظاہر میں  
 سراسر ناشائستہ و منکر ہو اور تم اسکی حکمت سے آگاہ نہو تو خواہ مخواہ مجھے معاف کرو گے کیونکہ پیغمبروں کا یہی

کام ہوا اور اصل بات یہ ہو کہ اللہ کا ایک علم مجکو ہو مجکو نہیں اور ایک علم تمکو ہو مجکو نہیں پھر تم کو کیونکر صبر کرو گے  
اس بات کو دیکھ کر جو تمہارے قابو میں نہیں اسکی سمجھ یعنی میرا لینی ہو کہ بلا کسب حاصل ہوا ہوا اور تمہارا علم  
کسی ہو پھر حقائق و دقائق علیہ میں تمکو اعتراض ہوگا اور صبر کر کے سبب علی کے اسی قبیل و قال میں  
ایک چڑیا نظر آئی کہ دریا میں پانی پتی تھی حضرت خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ دیکھو ہمام علم  
خلائق اللہ کے علم میں سے اس قدر ہو جتنا دریا میں سے چڑیا کے منہ میں تب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمایا  
ستجد فی انشاء اللہ صابرًا ولا اعصی لک امر یعنی تو پاؤ لگا کر اللہ نے چاہا مجکو ٹھہرنے والا اور نہ ٹالو لگا لیرا  
کوئی حکم قال فان اتبعنی فلا تسلمنی عن شیء حتی احدث لک منہ ذکر یعنی کہا خضر نے اگر میرے ساتھ رہتا ہوں تو  
مت پوچھنا مجھے کوئی خبر جب تک میں شروع نہ کروں تیرے آگے اسکا ذکر حضرت موسیٰ نے قبول کیا پھر دونوں چلے  
اور حضرت یوشع بھی پیو ہو سے بیان تک کہ ایک کشتی پاس دریا کے کنارے آئے اور کشتی والوں سے کہا ہلو چڑھا  
اول ہل کشتی نے انکار کیا پھر حضرت خضر کو پہچان کر تواضع و فروتنی پیش آئے اور بلا اجرت کشتی پر بٹھلا لیا اور  
کشتی چلی جب قریب کنارے کے ہوئے تو حضرت خضر نے بسوی سے ایک تختہ کشتی کا نکال ڈالا گو اس حرکت سے کوئی  
ڈرو بان نہیں بلکہ کشتی میں پانی بھی نہیں آیا شاید حضرت موسیٰ نے ڈاک پٹرے کی لگا دی تھی یا حضرت خضر نے پیالہ  
شیشے کا اس جگہ رکھ دیا مگر حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ یہ نقصان خلائق احسان واقع ہوا تو فرمایا آخر تمہا لتفرق الیہا  
لقب جیت تھی یا امر یعنی تونے اسکو پھاڑ ڈالا کہ ڈبا دے اسکے لوگوں کو تونے کی ایک چیز انوکھی حضرت خضر نے کہا  
الم اقل لک انک لمن تطیع معی صبر یعنی میں نے نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیگا حضرت موسیٰ نے فرمایا میں صبر کیا  
اسپر گرفت نہ کیجیے یہ بازار کشتی سے آئے دریا کے کنارے پیارہ پالے راہ میں ایک گاؤں کے باہر چند لڑکے کھیلتے تھے جن  
ایک لڑکا بہت مخم بصوت تھا اسے حضرت خضر نے مار ڈالا کہا قال اللہ تعالیٰ فان طاقا حتی اذوا یتا علما ما تقتله یعنی پھر چلے دو  
یہاں تک کہ ملے ایک لڑکے سے اسکو مار ڈالا حضرت موسیٰ نے کہا اقلت نفسا زکیۃ بغیر نفس زکیۃ شینا نکر یعنی تونے  
مار ڈالی ایک جان تھری بن بڈ کسی جان کوئے کی ایک چیز نامتقول کیونکہ یہ لڑکا بیگناہ تھا اور کشتی میں تو خوف  
ہلاک تھا یہاں تھنے ماہی ڈالا حضرت خضر نے کہا الم اقل لک انک لمن تطیع معی صبر اور یہ بھی کہا کہ تم نے دو مرتبہ خلائق  
حضرت موسیٰ نے کہا اگر اب پوچھوں تو مجکو اپنے ساتھ نہ رکھنا اس مقام پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دوسرا  
سوال اول سے کرا ہوا مگر طفل مقتول کے نام عمر میں اختلاف ہو عالم التشریح میں لکھا ہے کہ شعیب جہانی کے نزدیک یہ  
جسور اور بقول ضحاک جسور و بقول شمعون اور بعض جسور کہتے ہیں اور بعض جسیون کہتے ہیں یعنی سجا جا حلی ثناء  
تختانیہ وسین مملہ را مملہ کہتے ہیں بعضے جیموم بار موصدہ اور بعضے جہایے موصدہ کہتے ہیں اور بعضے جیموم  
سیل اور بعضے نون اور بعضے رون آخر کونون پڑھتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا کہ طفل مقتول نابالغ تھنا اور لفظ

حضرت خضر علیہ السلام

زکیتہ سے مراد نابالغ ہو اور حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفل مقتول ہو جو ان تھا اور کلبی سے روایت ہے کہ مسافروں کی  
 راہ مارتا تھا اور ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ لڑکا بڑا فسق تھا کہ والدین کو اس سے نہایت ایذا تھی  
 اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ لڑکا جسکو حضرت  
 علیہ السلام نے مار ڈالا کا فر پیدا ہوا تھا اگر جو ان ہوتا تو اپنے ماں باپ کو گمراہ و کافر کرتا باجماع صحیح از روی روایت  
 و روایت یہ ہے کہ وہ لڑکا نابالغ تھا کیونکہ خداوند تعالیٰ نے لفظ غلاماً فرمایا ہے اور حدیث شریف سے بھی ائمہ بلوغ کا  
 صحیح واضح ہے اب در باب نام والدین بھی اختلاف پایا جاتا ہے بعضے نام باپ سلاس بیان کرتے ہیں اور بعضے کا بر  
 اور نام ماں کا بعضے شامیہ لکھتے ہیں اور بعضے رحمی اور اسمین بھی اختلاف ہے کہ حضرت خضر نے اسکو کس طرح  
 قتل کیا بعضے کہتے ہیں ایک دیوار کے نیچے ہلا کر لینگے اور لٹکا کر چھری سے سوج کیا یہ قول سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہما  
 اور بعضے کہتے ہیں اسکا کلا گھوٹ دیا اور بعضے کہتے ہیں سر اسکا دیوار سے ٹکرا دیا اور بعضے کہتے ہیں تھپڑوں سے توڑ دیا  
 کہ وہ مگر کیا یہ قول بن نمیر کا ہے وہ تفصیل نے العالم الغرض بعد اس حلت کے حضرت موسیٰ خضر کے تشریف لے چلے تو  
 وقت شام ایک موضع میں پہنچے وہاں کے لوگوں کی یہ عادت تھی کہ شام دروازے گھر دن بند کر لیتے اگر کوئی کتیا  
 پکارتا نہ کھولتے اور شام ہی کو حضرت موسیٰ خضر وہاں جلوہ فرما ہوسے اور چاہا کہ موضع میں داخل ہوں کسی نے دروازہ  
 نہ کھولا تب دونوں حضرات نے کہا ہم لوگ مسافریں اور بھوکے اگر دروازہ نہیں کھولتے اور یہ عادت تیرہ ہوں میں چھوڑ  
 تو کھانا ہمارے واسطے بھیج دو ان لوگوں نے قطعاً نہ کیا کیا یہاں تک کہ تمام موضع کے آس پاس پھرتے ہی نہ نیا نہ کیا  
 تا چار تمام رات تشریف نہ گزرنے کا فون کے باہر ٹپے رہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک وہ قریہ انطاکیہ تھا اور  
 ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں ایہ قریات روم سے دیہا بعد الارض میں السمار اور بعض کہتے ہیں کہ موضع باختران  
 متعلقات ارمین سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک قریہ تھا قریات اندلس سے باجماع ان لوگ  
 بڑے خسیس و خلیل تھے اور مسافر فواری اور غریب پوری سے محض ناشائستہ عالم التزیل میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما کے روایت  
 کہ بدترین قریہ وہ ہے جسکے رہنے والے عمان کی خاطر دائری کریں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
 اول دونوں پیغمبروں نے مردوں سے کھانا طلب کیا جب مردوں نے نہ دیا تب پھر لعنت کیے عورتوں سے طلب کیا  
 ازاجملہ ایک عورت بربرینے کچھ کھانا کھلایا تب آگے کوچلے وقت صبح کا تھا کہ ایک دیوانہ اس قریہ میں نظر پڑی  
 نہایت کج قرب الانہدم حضرت خضر علیہ السلام نے اسکو مرت نما کے سیدھا کیا کہا قال اللہ تعالیٰ فانطلقا  
 اذا اتیا اہل قریہ استطاعا اہلہا فابوا ان یشرفوہا فوجد انہما جارا یریدان مقبض فاقامہ یعنی پھر دونوں چلے یہاں  
 کہ پہنچے ایک گانوں کے لوگوں تک اور کھانا چاہا وہاں کے لوگوں سے وہ منکر ہوئے کہ انکو وہاں  
 رکھیں پھر پائی اسمین ایک دیوار گرا چاہتی اسکو سیدھا کیا حضرت سید المرسلین صلی اللہ وسلم فرماتے تھے کہ

وہ دیوار حضرت علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے سیدھی کر دی اور یہ سید بن جبیر رضی اللہ عنہما نے دیکھا  
 کہ حضرت خضر نے ہاتھ لگایا وہ دیوار سیدھی ہو گئی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے  
 روایت ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار اول گرائی پھر سیدھی بنا دی الغرض یہ حال  
 دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لو شئت لا اتخذت علیہ اجر ایچھے اگر تو چاہتا لینا اسپر  
 مزدوری یعنی اس قریہ کے لوگوں نے مسافروں کا حق نہ سمجھا اور خاطر داری نہ کی اور مہمانی و نیابت  
 سے پیش نہ آئے پھر انکی دیوار مفت بنانی کیا ضرورتی ابکی مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے  
 سمجھ لیا کہ انکا علم میرے ڈھلب کانین ہے سو جان بوجھ کر رخصت ہونے کو پوچھا تہیت شرف میں  
 آیا ہے کہ اول عہد شکنی جو حضرت موسیٰ سے واقع ہوئی بھول و فراموشی تھی دوسری مرتبہ کی بطور  
 شرف تیسری مرتبہ عہد آئینے پہلے شفقت بنوت سے سو و بھول واقع ہوئی دوسری مرتبہ اوار  
 کرنے کو پوچھا تھا تیسری مرتبہ جدا ہونے کو چاہا اور درخواست فراق فرمائی کیونکہ حضرت  
 موسیٰ کا علم وہ تھا جس میں پیروی کرنا خلق خدا کو سراسر شفقت تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کا  
 وہ علم تھا کہ دوسرے کو پیروی اسکی بن نہ آوے القمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شفقت  
 بنوت تین مرتبہ خلاف عہد و پیمان واقع ہوا تو ناچار حضرت خضر علیہ السلام نے کہا ان انراں بنی  
 و بینک یعنی اب جدائی ہے میرے اور تیرے سے سچ سانگک بناویل عالم شیع علیہ صبر ایچھے  
 بتاتا ہوں اب تمکو چھپیمان باتوں کا جسپر تم ٹھہرنہ سکے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کا دامن پکڑا کہ ستر ان باتوں کا جو تمہیں میرے ساتھ کی ہیں  
 بیان کرو اسپر حضرت خضر نے بیان فرمایا حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں  
 کہ ہمارے جی نے چاہا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے اور ہر بات کی وجہ نہ پوچھتے تو بہت قسمہ  
 انکا ہکو معلوم ہوتا اور خدا کے کاموں کی حکمتیں اکثر لوگوں کو دریافت ہوتیں اور اخبار الدول  
 میں ہے کہ وقت رخصت موسیٰ علیہ السلام کے خضر علیہ السلام نے کہا کہ ای موسیٰ اگر تم صبر فرماتے  
 تو ہزاروں ہزار عجائبات سے کہ ان معاملات سے عجیب العجائب میں اطلاع پاتے سو حضرت  
 موسیٰ افسوس کر کے روئے اور انکی جدائی سے سخت ملول ہوئے الغرض حضرت خضر نے  
 فرمایا انا السفینۃ فکانت لساکین یملون فی البحر فادت ان اعیہما وکان دراکم ملک  
 یاخذ کل سفینۃ غصبا یعنی کشتی سو تھی کئی محتاجوں کی محنت کرتے تھے دریا میں سو میں نے  
 چاہا کہ اس میں نقصان ڈالوں اور انکی پرے تھا ایک بادشاہ نے لیتا ہر کشتی چھین کر جو بیٹے

ہوتی تھی یعنی میں نے اس لیے توڑ دیا کہ وہ ظالم کہیں چھین نہ لے اور یہ غریب کہیں محروم نہ رہ جائے اور تکلیف اٹھائیں بعض کہتے ہیں کہ وہ بادشاہ آگے تھا اور بعضے قائل ہیں کہ وہ بادشاہ پیچھے تھا قول اول مطابق ارشاد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہے کیونکہ قرأت ابن عباس میں وہ کان امام ملک یا خذ کل سفینۃ غصباً و نفع ہو اور اس کے نزدیک نام اس بادشاہ کا جلید بن کر تھا اور محمد ابن اسحاق کے نزدیک متولد ابن جلدنا زوی ہے اور شعیب ابن جبالی کے نزدیک بدد ابن بدد اول بہاے ہوز و الدین مہانتین و ثانی بہاے موحده و الدین کذافی القاموس شعیب کے نزدیک مالک کشتی کے دس بھائی تھے پانچ بچے اور پانچ ملاحی کر کے تھے پھر حضرت فخر نے کہا

و اما الخلق کان ابواہ مومنین فثبتنا ان یرہقہا لعلنا ناکفر فار دنا ان یدلہا رہا خیر امنہ رکۃ و اقتر رحمتین وہ جو لڑکا تھا سو اس کے والدین ایمان دار تھے ہم ڈرے کہ انکو عاجز کرے زبردستی اور کفر کے پھر پہنچے چاہا کہ بدلا دے انکو انکار ہ اس سے بتر سنہالی میں اور لگا ڈر کھتا محبت میں یعنی اگر وہ جان ہوتا تو بدراہ و موذی ہوتا مان باپ اس کے ساتھ خراب ہوتے اور وہ اپنے دین میں ملاتا یا وہ دونوں شفقت سے اس کے کفر پر راضی ہو جاتے لہذا اپنے حکم خدا مار ڈالا چنانچہ روایت ہے کہ اس کے عوض اللہ نے ایک بیٹی بخشی مسماۃ حیدہ وہ ایک نبی کے نکاح میں آئی کہ اس سے ایک نبی پیدا ہوا نام نبی کا علی الاختلاف اشمویل یا شعمون تھا و بروایت جعفر ابن محمد اس کے بطن سے ستر نبی پیدا ہوئے اور ابن جریر کی روایت ہے کہ مقتول کی عوض اللہ نے پھر بیٹیاں مسلمان عنایت کیا و الاول ہوا صبح بعد ازان حضرت فخر نے دیوار کا حال فرمایا کہ اللہ صبا

سورہ کف میں حکایت فرماتے ہیں و اما الجدار فکان لغلالمین تمہین فی المدینۃ و کان تحتہ کنز لہما

دکان ابوہما صانعا فاراد ربک ان یربھا شدہما و یسخر جا کنز ہارمۃ من ربک و ما نعلتہ عن امرے یعنی وہ جو دیوار تھی سود و تمیون کی تھی رہتے اس شہر میں اور اس کے نیچے مال گڑا تھا اور انکا باب تھا ایک سو چار تیرے ہر ب نے کہ وہ پہنچیں اپنے زور کو یعنی اٹھارہ برس کو اور کالین اپنا مال گڑا اور یہ بات از روے مہر تیرے رب کی ہوئی اور میں نے نہیں کیا اپنی طرف سے و لہذا مزدوری نہیں لی معام میں ہے کہ دونوں الرگون کا ضرم و اضرام نام ہوا اور باب کا کاخ یہ شخص تھی و برہیز گار تھا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اوسکی برہیز گاری سے یہ حفاظت ہوئی اور نظم الجواہر میں ہے کہ کاج ذات کا جولاہہ تھا اور بعض کے نزدیک کاخ پیمان دونوں غلاموں کا نہ تھا بلکہ ان دونوں تک سات پشت کا فصل تھا محمد ابن اسکندر فرماتے ہیں کہ صلاح تقویٰ کا اثر

سات پشت تک رہتا ہے اور یہ تو ظاہر اور تجربہ اسپر شاہد ہے کہ مرد صالح و متقی کی برکات سے اہل عملہ بلاؤں سے محفوظ رہتے ہیں فائدہ اختلاف ہے کہ اس دیوار کے نیچے کیا چیز تھی سعید ابن جبیر فرماتے ہیں کہ کتب علمیہ تھیں اور حضرت ابن عباس کے نزدیک لوح طلائی تھی ایک طرف اُسکے لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم

عجبا لمن یقین بالموت کیفیت یفرح عجبا لمن یریقن بالقدر کیفیت یحزن عجبا لمن یقین بالرزق کیفیت یتعجب  
عجبا لمن یقین بحساب کیفیت یفعل عجبا لمن یقین بزوال الدنیا و یقلبها یا یبہا کیفیت یطمئن ایہا اور دوسری  
جانب لکھا تھا لا اِلهَ اِلاَ اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهُ اِنَّا اَللّٰهُ اَدَا اَنَا وَاَحَدٌ لِیْ لَا شَرِکَ لِیْ خَلَقْتُ الْاِنْسَانَ طوبی  
لمن خلقتہ للخیر و اجریتہ علی یدہ و ابی بل لمن خلقتہ للشر و اجریتہ علی یدہ یہ قول ہے اکثر اہل تفسیر کا اور  
نزدیک عکبرہ کے مال و خزانہ گاڑا تھا اور یہی روایت ہے ابی دردا صحابی کی اور ترمذی کی روایت  
میں بھی عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح آیا ہے وہ صحیح لان سیاق آیتہ بدل علی ذلک  
اس صورت میں اگر اس خزانہ میں لوح بھی ہو تو عجیب نہیں فائدہ اس قصہ میں کئی فائدے  
عمدہ ہیں اول یہ کہ علم کے واسطے سفر کرنا مستحب ہے دوسرے طلب علم میں صبر کرنا مصائب و کمزوریوں  
لازم ہے بدن اسکے علم نہیں آتا جلد بازی سے محروم رہتا ہے تیسرا یہ کہ عالم کو گھمنہ کرنا نہ چاہیے  
گو کہتنا ہی بڑا عالم ہو کیونکہ جہان میں ایک سے ایک زیادہ موجود ہے چوتھا یہ کہ اُستاد کو چاہیے کہ تین  
خطائیں شاگرد کی مسات کرے بعد اُسکے اختیار رکھتا ہے چاہے اُسکو ساتھ رکھے اور چاہے جدا کر  
پانچواں یقین کرے کہ خدا کا کوئی فعل خالی حکمت سے نہیں ہوتا گو اُسکی حکمت ہماری سمجھ میں نہ آوے  
جس طرح کشتی کا توڑنا اور غلام کا مارنا اور گرتی دیوار کا بنا دینا سراسر حکمت تھا ایسے مسلمان کو لازم ہے  
کہ خدا کے کام میں راضی رہے خواہ اُسکے مرضی کے موافق ہو خواہ مخالف ہو واسطے کہ فعل احکیم  
لا یخاو عن الحکمتہ فائدہ تسطلانی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ خضر نفع خاک و ضار ہو و کسرا  
و سکون ضار بھی ہے اور اہم مبارک انکا بلیا ابن بلکان ابن قانع ابن عامر ابن صالح ابن ارفخشذ ابن  
سام ابن نوح ہے اور نظم ابجا ہر میں ہے کہ نام خضر بلیا بوحیدہ مفتوحہ و سکون لام و یا تختیہ ہے اور  
بعض کے نزدیک البیع اور بعضے الیاس اور بعض عامر اور بعض خضر و بعض اسیا کہتے ہیں اور  
کنیت ابو العباس اور لقب خضر ہے اور جو بیان کرتے ہیں کہ اولاد فارس سے تھے یا حضرت الیاس کے بھتیجے تھے  
یا نبی اسرائیل میں سے تھے جس طرح اخیلا الدول میں بروایت ابن اسحاق بعد از فخرشد کے ابن افرام  
لکھا ہے کسی بادشاہ کے بیٹے تھے یا اسکندر کے خالہ زاد بھائی تھے جیسا مسعودی نے خبار الزمان میں  
لکھا ہے وہ سب ضعیف ہے قابل اعتبار نہیں لیکن جو بعض اہل حدیث نے حضرت آدم علیہ السلام کے

تفہیم پانزدہم  
تفہیم پانزدہم

تفہیم پانزدہم

تفہیم پانزدہم

میشون میں بیان کیا ہے اسکا عجیب نہیں اور وجہ لقب خضر ہونے کے محققین نے یوں بیان فرمائی ہے کہ آنجناب جس جگہ جلوس فرماتے تھے وہاں سبزہ اگتا تھا چنانچہ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت خضر جہاں نماز میں مشغول ہوتے تو جاسے سجدہ اور اطراف حصر میں سبزہ جم جانا تھا اور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اناسی خضر الامانہ جلس علی فروة بیضاء فاذا منی تخرتہ خضراء یعنی خضر میٹھے پتھر سفید پر اور اسی وقت اسکے نیچے سبزہ

اگلا اور زمانہ حضرت خضر بروایت بعض بعد حضرت صالح پیش از ابراہیم تھا اور بعض بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام بیان کرتے ہیں الغرض تعین زمان میں اختلاف ہے بیضاوی میں ہے کہ افریون کے وقت میں تھے اور ذوالقرنین اکبر کے ساتھ سیر ربع مسکون میں موجود تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے عہد تک ظاہر رہے عالم التنزیل میں ہے کہ جب ذوالقرنین بطلب آب حیات روانہ ہوا تو خضر علیہ السلام آگے تھے کہ انکو وہ چشمہ ملا انھوں نے اس سے پانی پیا اور غسل فرما کر دو گانہ شکر ادا کیا

اور درازی عمر پائی اور ذوالقرنین محروم واپس آیا کتاب الحروف کے نزدیک یہ قول ضعیف ہے اگر سہرا ہی سکندر اکبر یا سکندر رومی پر مامور ہو سکتے ہوں تو عجب نہیں ہے لیکن آب حیات سے درازی

عمر کا پانا مستعد نہیں ہے کیونکہ حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ والیاس علیہم السلام کہاں آب حیات تلاش کرنے گئے تھے زندگی اس گروہ بزرگ کی مشاہدہ حضرت عیسیٰ کہ تخلی دایمی اسم یاجی سے

زندہ جاوید رہتے ہیں اور ملا خطہ کتب صحیحہ حضرات صوفیہ صافیہ علیہم الرحمۃ والرضوان سے عیان ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام قبل نزول وحی و بعد نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں

رہا کرتے تھے اور بیمار بھی ہوتے ہیں اور معالجا اپنا کرتے ہیں چنانکہ ایک تہہ مدنیہ منورہ میں شہ لوان اسپین فسلا کیا خضر بھی آمین تھے ایک پتھر انکے سر میں بھی لگا تین مہینے تک اسکی تکلیف

رہی تھی اور قبل بعثت آنحضرت صلعم پانسو برس کے بعد دندان مبارک اُنکے از سر نو نکلتے تھے اور بعد بعثت ایک سو بیس برس کے بعد نکلتے تھے اور آنجناب نیک خلق و جافر و مشفق تمام مخلوق کے

ہیں اور جود و عطا میں بے نظیر ایشان آپ کی عادت ہے علم کیمیا سے بخوبی آگاہ اور خود قرص لیتے دیکھتے اور بارہ زمین دلالی بھی کرتے ہیں اور اجرت پر کام کرتے ہیں شیخ علماء اللہ ولہ سمعانی عروہین لکھتے ہیں کہ دس اصحاب حضرت خضر کے ساتھ رہتے ہیں اور اکثر مصاحب ابدال و قطب کے رہتے ہیں صحیح یہ ہے

کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی مسموم و محبوب قیامت تک ہیں بعد دفع قرآن شریف وفات پاؤنگے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام جانب نبی کنانہ روایہ میں برسات و پھیری مسموم ہوتے تھے اور بعض

مصاحبت حضرت خضر علیہ السلام

حضرت خضر کو ولی کہتے ہیں اور بعض فرشتے اور بعض انکو رجال اللہ امت محمدیہ میں شمار کرتے ہیں حافظ ابن حجر و سخاوی و قسطلانی و جمہور علماء و حضرات صوفیہ صافیہ بالاتفاق قائل ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام انبیا بقید حیات ہیں اور یہ امر بجز آفتاب روشن ہو گا اکثر محدثین مثل بخاری ابن مبارک و ابن جوزی حیات خضر علیہ السلام کے انکار کرتے ہیں اور دلیل انکی ایک حدیث ہے جسکو حضرت صلعم نے قریب حلت فرمایا کہ ہر ایک جاندار جو روسے زمین پر ہے بعد سے برس کے زندہ نہ رہیگا لیکن اس حدیث میں اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ اسوقت حضرت خضر علیہ السلام دریا میں فرض کیے گئے تھے نہ زمین پر اور از شاد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مردم روسے زمین کے واسطے تھا نہ اور اون کے واسطے اور تفسیر عالم التنزیل میں کریمہ و ما جعلنا البشر من قبلک الخلد دلیل نفی حیات حضرت خضر علیہ السلام کی لکھی ہے لیکن اس آیت میں امتہاں تاویل بنا ہرگز ہے کیونکہ لفظ شبہ واسطے ان لوگوں کے بولی جاتی ہے جو کہ نظر آتے ہیں باہتمام اور ہر ایک سے ملاقات کرتے ہیں اور ہر ایک ان سے ملاقات کر سکتا ہے اور شہادت و خانداری زمین پر کرتے ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام کے احوال ان سب امور کے خلاف ہیں قطع نظر اس سے ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کے اولیا و اولاد مرتبہ شہرت کو پہنچی ہے بلکہ تہذیب و تہذیب و حکایات اس ملاقات کے محیطہ شمار سے افزون ہے چنانکہ حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی اور حضرت نظام الدین زری از غوثیں باباؤنی کے پاس شریف زانا و علی نذاکثر ساکین طریقت و واقفین حقیقت سے ملاقات کرنا اور انکی تہذیب دینا اور رسول الی اللہ کے حصول پر توجہ کرنا نہایت مشہور ہے اور کتب حضرات صوفیہ صافیہ صمدیہ رحمۃ اللہ علیہم کو یہ بیان سنیخ علاوہ اولہ منانی کہ قد وہ ارباب کشف و کمال سے ہیں فرماتے ہیں کہ جو شخص وجود حضرت خضر علیہ السلام کی انکار کرتا ہے وہ جاہل ہے چنانکہ فصل الخطاب میں مذکور ہے اور جو محقق فیروز آبادی سفر السعادت میں فرماتے ہیں کہ در باب عمر خضر و الیاس مدیثے صحیح ثابت نشد سو غائب اس محقق کے طریق پر ثابت نہوئی ہوگی ورنہ محقق جذبا حصین میں مستدک حاکم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول ثقلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلت فرمائی تو ایک مرد جسیم صحیح الوضو سفید لہن میں صحابہ میں آیا اور رویا پھر تعزیت کر کے چلا گیا بعد ازاں حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ اور ولایت مآب حضرت علی مرتضیٰ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ مرد سفید لہن جسیم صحیح حضرت خضر علیہ السلام اسی طرح سیو علی رحمہ اللہ علیہ نے جمع الجوانح میں ملاقات حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے حضرت خضر علیہ السلام سے مفصل بیان کی ہے اور تشریح الشہادۃ میں بھی چند عاویث ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کی حضرت

امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و غیرہ اصحاب سے نقل کی ہیں کہ سبب کثرت طرق مرتبہ صحت کو  
 پہنچتی ہیں اور ملاقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خضر علیہ السلام سے قطعاً یقینی ہے اور ارشاد  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ لو کان الخضر حیا زاراً یعنی اگر خضر زندہ ہوتا تو میری زیارت کرتا  
 اول دفعہ اس حدیث کا بر طریق معمول اہل حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ثابت  
 نہیں ہوتا بلکہ یہ قول اسی کا معلوم ہوتا ہے جو منکر حیات خضر علیہ السلام کا ہے دوسرے اگر  
 دفعہ اسکا چنانکہ باید ثابت بھی ہو جائے تو محتمل ہے کہ یہ سخن قبل از ملاقات خضر کے ہوگا کیونکہ  
 اکثر احادیث حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں  
 کہ بعض مشائخ اہل حدیث نے انکو سنا ہے اور اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ متبع و تصنیف کتب  
 حدیث سے واضح ہوتا ہے اور شیخ احمد بن ابی بکر ابن محمد حدیث نے مع سند اپنی انھیں  
 حدیثوں کو ایک کتاب میں جمع فرمایا ہے جسکو ضرورت ہو اسکو نظر کرے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال  
**قصہ ہلاک قارون** تفاسیر میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 یوشع ابن نون علیہما السلام حضرت خضر علیہ السلام سے اسرار علمی سنکر خضت ہوئے  
 اور مصر میں تشریف لائے و بعد چندے قارون ابن بصیر منافق کی ہدایت پر مسردف ہوئے  
 معالم التشریح میں لکھا ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا یعنی قارون  
 ابن بصیر ابن ثابت ابن لادی ابن یعقوب علیہ السلام اور موسیٰ ابن عمران ابن فابست  
 ابن لادی ابن یعقوب علیہ السلام بروایت ابن اسحاق مطلبی یہ قارون عمران پسر موسیٰ  
 علیہ السلام کا بھائی تھا اور عمران و قارون دونوں بصرہ کے بیٹے تھے مگر نبی اسرائیل  
 نہ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھائی تھا یعنی مسماۃ کلثم کا  
 بیٹا تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھائی چچرا تھا اور سبب  
 حسن صورت اور نورشہ کے اسکو مشہور کرنے نئے بچہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما  
 السلام کے یہ مردک تو ریشہ خوب پڑھتا تھا جب تک فقیر و محتاج و بے مایہ و ذلیل ہاتھ  
 ستواضع اور خلق باخلاق حمیدہ بنا اور جب دارم و اویز گیا بیان تک کہ اسے کپڑے اپنے اور دن ایک ایک بالشت  
 بڑھادیے تھے تذیل یہ تبادلات نحوث و کبر پر کرتی ہے حدیث شریف میں ارہی ولا یظن اللہ یوم القیامت الیٰ ان من  
 خیلا یعنی نہ دیکھیگا اللہ قیامت کو اسکی طرف جو شخص دراز کرے اپنا کپڑا یا شاک کہ گھستا چلے  
 یعنی نہ برحمت و عنایت نہ دیکھیگا یہ حدیث بخاری و مسلم نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے

احوال قارون

۱۰۰

روایت کی ہے جانتا چاہیے کہ لفظ ثوب عام ہے خواہ تہ بند ہو یا جامہ یا کرتہ یا انگرکھ یا قبا یا غل  
یہ سب منع میں داخل ہیں اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ما أسفل من الکعبین من الارض  
فی النار رواہ البخاری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ یعنی جو چیز نیچی ہو ٹخنے سے از قسم ازار کے  
وہ آگ میں ہے مراد یہ ہے کہ ٹخنے سے نیچے جتنے حکمے قدم پر ازار لٹکتی ہے وہ آگ میں ہے یعنی نفع  
ذالاجاویگا اور بعضوں نے کہا ہے یہ فعل مذموم ہے اور افعال اہل دوزخ سے ہے اور ذکر درازی کا  
اکثر فرق ازار میں آیا ہے اور وعید شدید آہمیں وارد ہوئی ہے جتنے کہ ایک شخص نیچے پانچے والا  
نماز پڑھتا تھا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعادہ وضو کا حکم دیا اور ایک روایت میں  
آیا ہے کہ شعبان کی شب پانزدہم میں سب بچھے جاتے ہیں مگر نافرمان بردار والدین و دائم الخمر  
و نیچے پانچے والا پس اویت ازار کی نصف پنڈلی تک ہے اور خست ٹخنوں کے اوپر تک ہے  
اور حکم دامن قبا و سپر اہن کا بھی یہی ہے اور سنت استینون میں بند دست تک ہے اور  
اسبال عمامہ کی نصف پشت تک خست ہے اور زیادہ بدعت اور یہ فراخی و درازی کہ بعض  
شہرون عرب میں متعارف ہوئی ہے خلاف سنت ہے اور جو درازی بطریق تکبر ہے وہ حرام ہے  
اور جو کہ بطریق عرف و عادت شائع ہو وہ مکروہ ہے مگر عورتوں کے واسطے ایک بانٹ یا  
دو بانٹ کی زیادتی مستحب ہے بقصد ترسیں قارون کی زیادتی بطریق تکبر تھی نہ کسی اور  
سبب سے کیونکہ وہ مرد و سبب کثرت مال کے کیونکہ موجود نہ جانتا تھا اور کثرت مال  
اس مرتبہ کو پہنچی تھی کہ اس کے خزانہ کی کنجیاں پندرہ آدمی یا چالیس یا شتر بکر چلتے تھے  
چنانچہ ارشاد ہوتا ہے و ائینا ہن الکنوز مان مفاطمہ لثوب بالصعبۃ اولی القوۃ یعنی ویسے تھے  
ہمیں اسکو خزانے اتنے کہ اسکی کنجیوں سے تھکے کئی مرد زور آور عصبہ مجاہد کے نزدیک دس سے  
پندرہ تک اور نزدیک ضحاک کے تین سے دس تک اور قتاوہ کے نزدیک دس سے چالیس  
تک کہ بولتے ہیں وہو الاصح النرض قارون نخوت و کبر میں بسر کرتا تھا اور کارخانہ قضا و قدر سے  
غافل تھا ایک دن مومنوں نے براہ نصیحت اس سے کہا لا تفرح ان اسد لا یحب الفرحین  
و اتبع فی ما اتاک اللہ الدار الاخرۃ و لا تنس لضیک من الدنیا و حسن اللہ الیک و لا تتبع  
الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین یعنی مت اتر کہ اللہ کو نہیں بھلتے اترانے والے  
اور پیدا کر اس سے جو اللہ نے دیا ہے پھیلانے اور نہ بھول اپنا حصہ دینا سے اور نیکی کر جیسے اللہ نے  
نیکی کی تجھ سے اور نہ ڈال خرابی ملک میں اللہ کو بھلتے ہیں خرابی ڈالنے والے حاصل یہ کہ

موسیٰ سے ضد نکرا اور اپنے حصہ کے موافق لے اور خدا کی راہ میں صرف کر اور اللہ کا شکر کر صحت و قوت پر  
انکے جواب میں بولا کہ ما قال اللہ انما اوتیتہ علی علم عندی یعنی یہ تو مجھ کو ملا ہے ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے  
کچھ خدا نے نہیں دیا ہے جو میں شکر کروں اور راہ خدا میں صرف کروں اور خدا روں کا حق دون  
مفسرین نے اختلاف کیا ہے کہ اس جگہ کون علم مراد ہے بعضے کہتے ہیں کہ قارون نے کہا کہ میں ہنر سے  
زیادہ تو ریت کو جانتا ہوں اس باعث سے اللہ نے مجھ کو تیرا زور سے مال فضیلت دی ہے اور بعضے  
کہتے ہیں کہ مجھ کو کئی قسم کے کسب آتے ہیں اس سے یہ مال حاصل ہوا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت  
یوسف علیہ السلام کے خزانوں سے واقف ہو گیا تھا سو انکو اٹھالایا تھا اور سعید ابن مسیب  
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم کیسیا نبیلا یا تھا سو حضرت  
نے ایک تھائی یوشع بن نون کو سکھلایا اور ایک تھائی کالب ابن یوفنا کو اور ایک تھائی قارون کو  
مگر قارون نے فریب سے حضرت یوشع اور یوفنا کا جس علم سیکھ لیا اور مالدار ہو گیا اور جو لوگ  
کہتے ہیں کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا بیٹا تھا وہ کہتے ہیں کہ حضرت نے اپنی بہن  
یہ علم سکھایا تھا وہی قارون نے اپنی ماں سے سیکھ لیا یا جملہ اسی عرصہ میں شبہ کے دن قارون نے  
سرخ کپڑے پہنے اور سفید اونٹ پر سوار ہوا اور سفید اونٹ کے ہزار سوار گھوڑوں کے سب پر شاک غولانی  
پہنے ہوئے ساتھ بیوسے اور تین سو یا ستر اونٹوں اور تین سو یا ستر کپڑے سفید موزے پہنے  
انواع زیورات سے آراستہ سفید اونٹوں پر سوار ہوا کہ اب سیرکنان قوم بنی اسرائیل کی طرف آیا  
نواغین جو لوگ غالب دنیا تھے حب دنیا میں بول اٹھے کہ سورہ قصص میں ارشاد ہوا قال الذین  
یریدون الحجۃ الدنیا یا لیت لنا مثل ما اوتی قارون انہ لذو حظ عظیم وقال الذین اولوا السلم  
وایلم نواب اللہ فیمن آمن وعمل صالحا واولیٰ علیہا الا الصابرون یعنی کہنے لگے جو طالب تھے  
دنیا کی زندگی کے اور کاش کہ طسرح ہکون ملے جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بیشک اسکی بڑی قسمت ہے  
اور بولے جنکو ملی تھی بوجہ آئی خرابی تمھاری اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے انکو جو یقین لائے اور کیا  
اچھا کام اور یہ بات انھیں کے دل میں پڑتی ہے جو سننے والے ہیں حقیقت میں دنیا سے آخرت  
بہتر وہی جانتے ہیں جننے محنت سے جاتی ہے اور بے خبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر  
گرتے ہیں اور نادان آدمی دنیا دار کی آسودگی کو جانتا ہے کہ اسکی بڑی قسمت ہے مگر اسکے مگر کو  
اور آخر کی ذلت کو اور ہزار جگہ کی خوشامد کو نہیں دیکھتا اور یہ نہیں دیکھتا کہ دنیا میں آرام ہے  
تو دس بیس برس اور میرے کے بعد کاشتے ہیں ہزار دن برس القصد قارون عیش و عشرت میں

لے کر تا اور حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے دل میں بغض اور حسد رکھتا اور ان دونوں کو عیبان قارون سے یہ ہوا کہ جب تل جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد کیا کہ اپنی قوم کو کہو کہ چاروں میں چاروں طرف آسمانی رنگ کے دوڑے لگا دیں تاکہ انکو دیکھ کر آسمان کو دیکھیں اور معلوم کریں کہ میں نے تورات اسی سے نازل فرمائی ہے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا آلہی ساری چاروں رنگ لینے کا اگر حکم ہو تو بہتر ہے اسکی کہ بنی اسرائیل سب دوڑوں میں اپنی حقارت سمجھینگے اور یہ حکم بھی چھوٹا ہے ارشاد ہوا کہ میرا حکم چھوٹا نہیں ہے دیکھو چھوٹے حکم کی اگر تقدیم کریں تو بڑے حکم میں بھی پہلوتی نہ کرینگے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے حکم دیا کہ اپنی چاروں میں سب دوڑے باندھو کہ جب اُسکو دیکھو تو اپنے رب کو یاد کرو بنی اسرائیل نے فرما دیا وہی کی اور قارون نے انکار کر کے اپنا منہ پھیر لیا اور کہا کہ یہ نشانیاں غلاموں کی ہیں میں تو نکر و نگا دومرے یہ کہ جب فرعون غرق ہوا اور بنی اسرائیل نے نجات پائی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ریاست مزبح کی حضرت ہارون کے سپرد فرمائی کہ بنی اسرائیل اپنی قربانی حضرت ہارون کے پاس لے جائیں اور حضرت ہارون اُسکو مزبح کر کے رکھ دیتے آسمان سے ایک آگ اُتی اُسکو دکھا جاتی یہ ریاست قارون کو سخت ناگوار ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگا کہ تم پیغمبر ہو سے اور ہارون کو ریاست مزبح ملی میں کسی میں نہ رہا حالانکہ تورات کو میں خوب پڑھتا ہوں اس میں صبر نہیں کر سکتا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ ریاست ہارون کو نہیں ملی تھی کی طرف سے انکو عنایت ہوئی ہے بولا کہ میں نہیں جانتا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے رئیسوں کو جمع کر کے فرمایا کہ اپنی اپنی لائٹھیاں لاؤ اور انکو اپنے قبہ عبادت میں بطریق کھیتی کے جماؤ جبکی لکڑھی اُسکے اسکا مرتبہ خدا کے نزدیک زیادہ مجھوسب لوگ اپنی لکڑیاں لاکے بونے لگے حضرت ہارون نے بھی اپنی لکڑھی گاری سب کو حضرت ہارون کی لکڑھی میں پتے لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قارون مرتبہ ہارون کا دیکھ قارون نے کہا وائے سحر ہے اور اپنے تابعین کے ساتھ قوم سے نکل گیا اور حضرت موسیٰ سے بگڑ بیٹھا مگر حضرت موسیٰ بہت ایسی شہادت کے بلحاظ قربت ہر ایک امر میں رعایت کرتے پھر اس مردود نے گھر بنایا اُسکا دروازہ سونے کا لگایا اور دیو زین اُسکی مٹلا اور مذہب بنا لیا ہر روز بنی اسرائیل وہاں جا کرتے اور دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور قارون انکو کھانا کھلاتا اور بنی اسرائیل کہ رکابی مذہب تھے شکایتیں حضرت موسیٰ کی کیا کرتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس عرصہ میں حکم کو اوتا

نازل ہوا قارون نے عذر کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے یوں مصالحت کیا کہ ہزار درہم پر ایک درہم اور ہزار بکری پر ایک بکری دیا کر اسے شمار کیا تو زبیر بن جابر نے زکوٰۃ سے باز رکھا پھر بنی اسرائیل کو جمع کر کے کہنے لگا کہ تم نے موسیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہر ایک حکم میں کی ہے اب وہ چاہتا ہے کہ تمہارا مال تم سے لے لے بولے تو ہمارا سردار ہے جو تو فرما سو ہم کریں کہنے لگا کہ میں موسیٰ کو رسوا کیا چاہتا ہوں تاکہ پھر کوئی اسکی بات نہ سے مسماۃ منیرہ قبیلہ کو میرے پاس تک لاؤ تو میں تدبیر کروں بنی اسرائیل تلاش کر کے حاضر لائے قارون نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو ایک ہزار درہم یا ہزار دینار یا طاس سونے کا عطا کروں گا یا اپنے محل میں داخل کروں گا تو کلہ کے دن جس وقت بنی اسرائیل جمع ہوں حضرت موسیٰ کو اپنے ساتھ زنا کی تممت کر اور وہ یہیانی اشرفی کی اسی وقت دے دین اسے اقرار کیا دوسری صبح کو قارون نے بنی اسرائیل کو جمع کیا حضرت موسیٰ بھی شریف تھا قارون نے کہا بنی اسرائیل چاہتے ہیں کہ آپ وعظ فرمائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کے فرمانے لگے کہ جو کوئی شخص چور بنی کر لیا اسکا ہاتھ کاٹوں گا اور جو کوئی زنا کر گیا پس گروہ شخص چور و زانیہ نہیں ہے تو سو تازیانے مارو گا اور جو کتھا ہے اسکو سگسار کروں گا یہاں تک کہ مر جائے اور جو سکیو تممت لگا و گا اسکو اسی کوڑے مارو گا قارون نے کہا کہ اگر یہ سب گناہ تم سے ہو تو کیا کرو حضرت نے فرمایا اگر مجھ سے ہوئے ہوں تو بھی یہی حکم ہے قارون نے کہا بنی اسرائیل کو یہ گمان ہے کہ تو نے فلانی عورت سے زنا کی ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا سعاذ اللہ تو اسکو طلب کر کہاں ہے حاضر ہو کر بیان کرے چنانچہ مسماۃ منیرہ اسی محل میں حاضر آئی حضرت نے فرمایا کہ او منیرہ تجکو قسم ہے اس خدا کی جس نے دریا کو بھٹا اور تورت کو نازل کیا سچ بیان کر کہ میں نے تیرے ساتھ وہ کام کیا ہے جو یہ لوگ کہتے ہیں بولی ہرگز نہیں سب افترا اور جھوٹ ہے اور یہ لوگ جھوٹھے ہیں اس قارون نے منجھو سکھلایا ہے اور رشوت دی ہے کہ تو حضرت موسیٰ کو اپنے ساتھ زنا کی تممت کر سو میں باوجود اسکے کہ گنہگار ہوں لیکن ہرگز پسند نہیں کرتی کہ آپ پر تممت کروں اور یہ دونوں تھیلے اشرفی کی قارون کی دی ہوئی تھری اسکی میرے پاس موجود ہیں بنی اسرائیل نے جب تم قارون کی دیکھی تو اسکے مکر سے مطلع ہوئے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے میں گئے اور قارون کے شاکی ہو کر عرض کرنے لگے کہ یا الہی اگر میں تیرا رسول ہوں تو غضب نازل کر ارشاد ہوا کہ میں نے زمین کو تیرے اختیار میں کر دیا ہے جو مکر کو خاطر ہو اس سے ارشاد حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ نے منجھو قارون پر

اسی طرح بھیجا ہے جس طرح فرعون پر بھیجا تھا اب جو شخص اُس کے ساتھ رہا جا ہے رہ جائے اور جو علیحدہ ہوا چاہتا ہو نکل آوے یہ بات سنکے سب بنی اسرائیل نکل آئے مگر دو شخص باقی رہے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو ارشاد کیا کہ یا ارض خذیم اوزمین پکڑ انکو اس وقت قارون ایک تخت پر فریش تھی بجھائے ہوئے بیٹھا تھا زمین نے اُس تخت کو نگلا وہ تو غائب ہو گیا پھر قارون کو پانوں کی طرف سے نکل چلی اس مردود نے شور مچایا اور امان مانگنے لگا پھر موسیٰ علیہ السلام فرمایا کہ یا ارض خذیم یہاں تک کہ زانو سے ستر تک زمین میں غائب ہو گیا اس درمیان میں ستر مرتبہ قارون نے اور اُس کے یاروں نے استغاثہ کیا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام ملتفت نہ ہوئے اور مطلق غصہ حضرت کافروں کو اور یہی فرماتے گئے کہ یا ارض خذیم یہاں تک کہ دخل جسم ہوا اس وقت وحی آئی کہ اے موسیٰ قارون اور اُس کے یاروں نے ستر بار استغاثہ کیا اور تو نے نہ سنا قسم ہے اپنے عزت اور جلال کی کہ اگر مجھ سے ایک مرتبہ استغاثہ کرتا تو میں اُسکا استغاثہ سن لیتا اور بعض آثار میں وارد ہونے کی یہ بھی ارشاد ہوا کہ اب کسی کے حکم میں زمین کو نہ کڑھکا قصہ بعد اس واقعہ کے سفہا نبی ہوا آپس میں کہنے لگے کہ موسیٰ نے اسیلے دعائے گلی کہ قارون ہلاک ہو تو ہم اُسکا مال اور اسباب تصرف کریں یہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا تب واسطے رنج و تممت کے پھر دعائے گلی کہ یا ائھی یہ مال اور اسباب بھی زمین میں دھس جائے چنانچہ گھر اور مال ظاہر اور پوشیدہ سب میں جاتا رہا معاکم التنزیل میں قمارہ سے روایت ہے کہ قارون ہر روز مقدار اپنے جسم کے مع مال اور خانہ زمین میں دھتا ہے قیامت تک یونین رہیگا جس نفع صور کا وقت آوے گی تب قعر زمین میں پہونچے گا فر دینج قارون کہ فرود از قعر بنوز بد خواندہ باشی کہ ہم از غیرت درویشان ست ۱۰

چنانچہ سورہ قصص میں ارشاد ہوتا ہے فحسفنا بہ وبارہ الارض فما کان لہن فیئہ نصیر نہ من دون الہ واکان من المتصرین واصح الذین تمنوا مکانہ بالاس یقولون ویکان اللہ بیسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر لولا ان من اللہ علینا الحسب بنا ویکانہ لا یفلح الکافرون یعنی بھر و سادیا ہننے اُسکو اور اُسکے گھر کو زمین میں پھر نہوئی اُسکی جماعت جو مدد کرتی اُسکی اللہ کے سوا اور وہ مدد لاسکا اور نجر کو لگے کہنے جو مٹاتے تھے اُسکا درجہ اُسے خرابی یہ تو اللہ کھولتا ہے روزی جسکو چاہے اپنے بندوں میں اور روکتا ہے اگر نہ احسان کرتا ہمیر اللہ تو ہر کو دھنسا دیتا اُسے خرابی یہ تو بھلا نہیں پاتے منکر بالجلد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اکثر امور سے فرار ہوئے تو حکم پہونچا کہ نبی ہونے کے لشک شام میں لے جاؤ اور بیت المقدس کو علاقہ سے جا کر کے چھین لو اور اسی جگہ تو وطن ختیار کرو

اب مصر میں رہنا مناسب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یا قوم او خلوا الارض  
المقدسة التي كتب الله لكم ولا تزدوا على ادباركم فتقلبوا فاحاسرین یعنی اے قوم داخل ہونے میں پا  
میں جو لکھ دی ہے اللہ نے تم کو اور اٹے نہ جاؤ اپنے پیٹھ پر پھر جا پڑو گے نقصان میں فائدہ حکیم  
سورہ مائدہ میں ہے امین یہ حکمت تھی کہ اب بنے اسرائیل کا مصر پر قبضہ ہو گیا اور عیش و طرب کے  
طریقے انکو نجوبی معلوم ہوئے کیونکہ فرعون اور فرعونوں کا نعم اور تعیش دیکھا کیسے میں یہاں  
کہیں یہ بھی اُس سرزمین میں عیاشی کرنے لگیں اور کار جہاد اور قتال سے سنجھ پھیریں اور یہاں  
اور مجاہدے میں غفلت اور تساہل اختیار کریں اسلئے کل جانا انکا یہاں سے بہتر ہے یا یہ  
حکمت تھی کہ ہر خاص و عام پر ظاہر ہو جائے کہ حضرت موسیٰ و ہارون کو یہ منظور تھا کہ فرعون کو  
مار کر اس کا ملک اور مال خود لیں اور دنیا کی عزت حاصل کریں جیسا فرعون کو خیال تھا کہ بار بار کہتا  
ان بنان لساحران یریدان ان یخرجا کم من ارضکم بسحر ہما یعنی یہ دونوں ساحرین چاہتے ہیں کہ کالی بن  
تمکو تمھارا زمین سے بزور اپنے سحر کے اور کھجوں یوں کہتا تھا ان ہذا الساحر علیکم یریدان یخرجا کم  
من ارضکم بسحرہ یعنی یہ ساحر پڑھا ہوا ہے چاہتا ہے کہ تمکو نکالے تمھاری زمین میں سے اپنے  
جادو سے پس مرضی انہی یوں ہوتی کہ اہلاک فرعون سے کسی طرح کا منع حاصل نہ کریں اور دنیا  
اور متاع دنیا سے انکی بے رغبتی ظاہر ہو کر آئے بنی اسرائیل پر کہ حب دنیا میں سخت رشون  
تھے اور زمین بھر کو لغو بے دود سمجھتے تھے مصر سے نکلتا بہت دشوار ہے اور تیسرا حکم میں  
ایسا دگی کرنے لگے مگر چار و ناچار ہمراہ رکاب ہوئے جب چلے تو وحی ہوئی کہ بارہ سبط ہر  
بارہ سردار مقرر کرو تا کہ یہ لوگ اُسکے حکم میں رہیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ  
سردار مقرر کیے اسی کا اشارہ ہوا ہے و بعثنا منہم اثنتی عشر نقیبا یعنی اٹھائے کہ ہم نے انہیں سے  
بارہ سردار غرض کہ چلتے چلتے کنعان میں پہنچے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نقیبوں کو  
اطراف شام میں روانہ کیا تا کہ خبر لائیں چنانچہ نقیب روانہ ہوئے باہر شہر کے عوج ابن  
عوق لکڑیاں چننا تھا اسنے سب کو لکڑیوں کے گٹھے میں رکھ لیا اور اپنی جورد کے پاس لاکر  
کہنے لگا کہ یہ لوگ ہماری لڑائی کو آئے ہیں پھر عوج نے چاہا کہ انکو بیرون سے بیٹھ اسلئے  
سو عورت نے منع کیا اور کہا کہ انکو ہلاک اپنے لشکر میں تیری خبر کریں چنانچہ عوج نے انکو  
جھوٹ دیا تو وہ لوگ شہر اریحا میں سیر کرتے رہے اور جبارین علاقہ کو دیکھتے رہے اور  
بعد چندے وہ لوگ پھر آئے تو بڑے بڑے انکو اور انار لائے اور شام کی جو بیان بتیائیں

تقریباً بارہ سردار

عوج بن عوق

اور زور آوری عمالہ کی بھی کسی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اس قوم سے خرابی ملک کی بیان کرو اور دشمن کا حال مت گمانیں سے دو شخص اس حکم پر رہے یعنی یوشع ابن نون اور کالوب ابن یوفنا اور اڈر کوگون نے زور آوری و قد آوری عمالہ بھی بیان کر دی تھی تو نبی اسرائیل نامردی سے کہنے لگے یا موسیٰ ان فیہا قوما جبارین و زانلن مذخلہما حتیٰ یخربوا سہما فان یخربوا سہما فانا و اهلون یعنی اے موسیٰ وہاں ایک قوم ہیں زبردست اور ہم ہرگز وہاں نہ جائیں گے جب تک کل حکم وہاں سے پھر اگر وہ نکلیں وہاں سے تو ہم داخل ہوں قال رجلان من الذین یخافون الہم اللہ علیہما اذ خلوا علیہم الباب فاذا دخلتموہ فانکم غالبون و علی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین یعنی کہا دو مرد نے ڈر والوں میں سے خدا کی نوازش تھی ان دو پر بیٹھ جاؤ آپر جس کے دروازے سے پھر جب تم آسمان پہنچو تو تم غالب ہو اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر یقین رکھتے ہو یہ دو شخص حضرت یوشع اور کالوب تھے اللہ نے اپنی نوازش یہی کی تھی کہ ان کے واسطے نبوت بعد حضرت موسیٰ کے ٹھہرائی تھی اور وہ دونوں حضرت موسیٰ کے فرمانے پر قائم رہے تھے انہیں دونوں نے اس طرح سمجھا یا کہ تم لوگ بہت ہو اور عمالہ تھوڑے جب تم ارادہ کرو گے اور دروازے اُٹکی آدو رفت کے بند کرو گے تو وہ پریشان ہو کے کل بھاگینگے با انہم نبی اسرائیل سخت نامردی سے کہنے لگے یا موسیٰ ان مذخلہما ابدانا و انہما اوموسیٰ ہم ہرگز نہ جائیں گے ساری عمر جب تک وہ رہیں گے آسمان یعنی تمہارا عجیب احوال ہے کہ دو آدمیوں کی بات پر خیال کرتے ہو اور دس کا کہنا نہیں مانتے ہم تو نہ جائیں گے تو جا یعنی فا ذہب انت و ربک فقاتلانا ہنا قاعدون یعنی تو جا اور تیرا رب اور لڑو ہلن ہم اس جگہ بیٹھے ہیں اس مقام میں بعضے کہتے ہیں کہ رب سے مراد اللہ علیہ السلام ہیں کیونکہ نبی سید بھی آیا ہے اور مارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے اور قاتلانا ہنا واقعہ کا ہے اور بعضی کہتے ہیں کہ رب بنی خدا ہے اس صحت میں یہ بزرگانی نسبت خدا اور رسول کے موجب ہے اور اگر فرض کریں کہ رب سے مراد ہارون ہیں تو بھی کمال بے ادبی ہے کہ پیغمبر کی رفاقت سے منجھوتے ہو جائیں اس بے ادبی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ناراض ہوئے اور فرمانے لگے رب انی لا املک الاضی و انی فافزق بنیادین القوم الفاسقین یعنی اور رب میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی سو فزق کر تو ہم میں اور یکم قوم میں بعد اسکے خود بنفس نفیس مع حضرت ہارون علیہ السلام کے جانب شام روانہ ہوئے اور یوشع ابن نون کو خلیفہ کر گئے اور قوم نبی اسرائیل رات بھر کل زمین جو ما بین فلسطین و ابلد کے واقع ہے پھرتے رہے اور راہ کا نشان نہیں ملا جب اسی طرح کئی دن

اتفاق پڑا تب حضرت یوشع علیہ السلام سے کہنے لگے کہ شاید حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بد دعا کی جو راہ نہیں ملتی حضرت یوشع نے کہا اب اسی جگہ صبر کرو اور توبہ و استغفار کر کے پاک ہو اور دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ سے وہاں کو تمہارے پاس بھیر لائے ان لوگوں نے دعا شروع کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام عروج ابن عوق کے شہر میں پہنچے وہاں کے لوگ بڑے قد اور مہیب صورت نظر پڑے پہنچے حضرت موسیٰ کو خوف معلوم ہوا مگر نبوت کے زور سے آگے بڑھے تو عروج ابن عوق سے ملاقات ہوئی یہ شخص بروایت صحیحہ بڑا قد اور قوی ہیکل شاید کہ حضرت آدم علیہ السلام کو لیا تھا سماء صفورا کا بیٹا عمر اسکی تین ہزار چھ سو یا پانسویس کی تھی اُسے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حملہ کر کے کہا تو بنی اسرائیل کا سردار ہو قبیلوں کو تو نے دریا میں غرق کیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک عصا مارا کہ وہ کا فر داخل نار ہوا اخبار الدول میں عبد اللہ ابن عمر سے روایت لکھی ہے کہ طول قامت عروج بن عوق تیس ہزار تین سو تیس گز کا تھا اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ مچھلی پکڑ کر آفتاب سے بھونتا تھا اور جب کبھی کسی بل شہر سے ناراض ہوتا تو اس شہر کو پیشاب سے بہا دیتا تھا اور کشتی نوح علیہ السلام کے ساتھ پھرتا تھا کاتب اوراق کے نزدیک یہ سب روایات مبالغہ پر دال ہیں لائق اعتماد نہیں صحیح اسی قدر ہے کہ عروج بن عوق مرد طویل القامت قوی ہیکل تھا ابھی اسی کتاب میں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اراضی کنعان میں مع لشکر نازل ہوئے تو بائق ابن صافون سلطان عمالقہ اور جبارہ نے دیکھا اور سفد ارشکر عرضاً و طولاً ایک فرسخ تخمیناً تجویز کر کے ایک پتھر اتنا ہی لمبا چوڑا ایک پہاڑ سے لایا اور چاہتا تھا کہ اس سے تمام اہل لشکر کو ہلاک کروں حضرت متقم جبار نے بدہ کو بھیجا اُسے ایک پتھر کہ اسکی منقار میں تھا مارا کہ وہ پتھر ٹوٹ کر مثل طوق بادشاہ کا گویا ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی لائی لیکر سامنے آئے اور عصا حضرت کا دیش گز کا تھا اور قد شریف بھی دیش گز کا اور دیش گز اچھلنے کی طاقت رکھتے تھے سو آنجناب نے دیش گز اچھل کر ایک عصا مارا کہ اُسکے ٹخنے پر ضرب لگی اور وہ مردود کر زمین پر گر کر کاتب اوراق لکھتا ہے کہ اس روایت کو اکثر اہل تاریخ بقابلہ عروج ابن عوق لکھتے ہیں اور صحیح ہی قول اکثر معلوم ہوتا ہے جس طرح قصہ بلعم باہور بعضوں نے اسی لشکر کے مقابلہ میں بیان کیا ہے حالانکہ اہل تحقیق نے اُسکو شکر یوشع علیہ السلام کے مقابلہ میں لکھا ہے اگر کہا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بلاد عورت کس طرح عروج کو مارا تو جواب یہ ہے کہ عروج حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سے کا تھا اور بچے زور و طاقت پر سخت مغرور و متکبر تھا اسی سبب اُسکی بیٹی کو نہیں مانا اور حضرت موسیٰ کے

عہد میں جب بارہ نقیب خیر لینے کو گئے تو اُس نے اُنکو گرفتار کیا اور گھر لیجا کر زمین پر گر آیا اور  
چاہا کہ اُنکو سپس ڈالوں اُسکی عورت نے منع کیا اور کہا اُنکو رہا کر تاکہ تیرا حال موسیٰ سے کہیں  
کہ اُس نے چھوڑ دیا اُن نقیبوں نے سارا حال بیان کیا لہذا حضرت نے اُسکو مارا اور بعض کہتے ہیں  
کہ بعد دعوت ایمان کے قتل کیا اور اسے اسکے وہ بارادہ قتل حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آیا تھا  
اگر مسلمان بھی تھا تو کاغز ہو گیا اور قتل اسکا لازم ہوا فائدہ ترجمہ تورات سے بھی قداوری  
علاقہ معلوم ہوتی ہے چنانچہ کتاب استنسا کے باب اول میں موجود ہے کہ ہم کہاں چڑھیں ہمارے  
بھائیوں نے یوں کم کم میں بیدل کر دیا ہے کہ دے لوگ ہم سے بڑے اور پیسے ہیں اور شہر ان کے بڑے  
خسکی دیوارین آسمان تک ہیں اور بنی بنی عناق کو وہاں دیکھا ہے انتہی یہ مقولہ بنی اسرائیل کا حضرت  
موسیٰ سے بلاشبہ ہے کہ ہماری تواریخ سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے اگر باہر ہمہ نصاریٰ اپنی تمام  
اعتراض کریں کہ اہل اسلام کی کتابوں میں عوج ابن عوق کا قد نہایت طویل لکھا ہے سو غلط ہے  
اتنا بڑا قد نہ تھا یہ اعتراض اُنپر بلیٹ پڑتا ہے کیونکہ دیواروں کا آسمان تک ہونا کب صحیح ہے کیونکہ  
جب قد لمبا ہوگا تب دیوارین بلند ہوں گی اگر کہیں کہ یہ مبالغہ ہے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ موزین اہل  
اسلام نے بھی مبالغہ کیا ہے اور تورات والی دیواروں سے یہ خرابی واقع ہوئی ہے حاصل موسیٰ  
علیہ السلام عوج کو مار کر قوم میں تشریف لائے اور فرمایا کہ میں عوج کو مارا یا اب تم باطمینان  
نام میرے ساتھ چلو اور علاقہ پر جہاد کر کے ارض مقدس لے لو کہ حکم خدا اسی طور سے ہے پوسے اے  
موسیٰ ہم تو اس جنگل سے نکل نہیں سکتے ہر چند ہم نے چاہا کہ آپ کے پیچھے چلیں لیکن راہ نہ ملی  
حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اب سامان سفر درست کر کے میرے ہمراہ چلو سو بنی اسرائیل جمع ہو کر  
چلے مگر ایک شب و روز پھرتے رہے راہ نہ ملی لہذا حضرت موسیٰ نے جناب الہی میں دعا مانگی  
کہ یا الہی تو جانتا ہے کہ قوم چلنے پر مستعد ہے مگر راہ نہیں ملتی ارشاد ہوا فاما حرمتمہ علیہم اربعین سنۃ  
یتیمون فی الارض فلما تاس علی القوم الفاسقین یعنی اتبواہ اُن سے بندھوا ہے چالیس برس  
سرمارتے پھر نیک ملک میں سو تو افسوس نہ کر بجگم لوگون پر یعنی اب چالیس برس تک خراب  
رہینگے اسی جگہ اسلئے کہ یہ لوگ نہایت بے ادب ہیں کہ انھوں نے کہا اذہب انت و ربک فاقلا  
انا پھننا قاعدون یہ سنکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہایت بخ ہو مگر شب آواز آئی لانا اس  
علی القوم الفاسقین کیونکہ انکی یہ سزا ہے پھر اسی جنگل میں کہ ماہین ایلد وارون و فلسطین واقع ہے  
بے آب و دانہ دھوپ میں رہنے لگے یہ جنگل بارہ فرسنگ لمبا اور چھ فرسنگ چوڑا تھا اور گرد

تفریح پانزدہم  
توریت ۱۱

اُسکے شہر آباد تھے لیکن یہ لوگ مقید تھے ہرگز نکل نہ سکتے تھے آخر کار خمیہ اور شامیانہ بوسیدہ کو  
پھٹ گئے تو زبان دراز یون سے پیش آئے اور حضرت موسیٰ سے شکایت کرنے لگے انجناب نے  
دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے ایک قطعہ ابر کا سفید و برد بطور سائمان قائم کر دیا کہ دھوپ سے بچاؤ  
اور رات کے وقت ایک نور تابان ظاہر ہوتا کہ تمام اہل شکر اسی کی روشنی میں اپنا کام کرتے بعد  
اور نعمتیں دعا سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نصیب ہوئیں کہ جو کچرا بدن پر ہوتا وہ سیلا  
نہوتا اور جو لڑکا پیدا ہوتا وہ لمبوس لباس ہوتا اور جتنا بڑھتا وہ لباس بھی بڑھ جاتا اور مال  
دناخن ذرا بھی نہ بڑھتے بعد اُسکے کھانا خرچ ہو گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے من و سوا  
نازل ہونے لگا کہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک من پرستا کہ ہر واحد چار چار سیرانی چار  
لے لیتا اور تمام روز مثل شکر کھایا کرنا اور تھوڑا دن باقی رہے با وجوب سلوی جانور کو سوا صل  
دریا شور سے اور لاتی اور شکر بنی اسرائیل میں ڈال دیتی کہ وہ لوگ انکو پکڑ کر ذبح کرتے اور کباب  
بنا کر کھاتے اور بعض اہل تفسیر کہتے ہیں کہ وقت شب من آسمان سے پرستا اور گرد شکر کے  
جمع ہو رہتا صبح کو ہر واحد اپنی خوراک کے موافق چین لیتا اسی طرح چند روز گذرے تو بنی اسرائیل  
از بس شوح زبان اور کلہ دواز تھے کہنے لگے واللہ قد قتلنا حلاوتہ یعنی قسم خدا کی اسکی شیرینی  
ہمکو مار کھا ہو یعنی کوئی چیز سلوئی نہ کریں سہ نومرہ زبان کا بدلے روز میٹھا کھاتے کھاتے جی  
گھبرا گیا ہوتے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی کہ سلوی جانور نازل ہونے لگے مگر صبح یہ  
کہ صبح کو من اور شام کو سلوئے آترتا تھا اور یہ بات چھ روز علی التواتر تھی صرف شنبہ کے دن  
نہیں لیکن بروز جمعہ شنبہ کا حق بھی نازل ہوتا تھا کہ دو دن تک کام آوے اور حضرت نے  
فرما دیا تھا کہ جمعہ کو زیادہ برسے گا اسکو شنبہ کے واسطے رکھ چھوڑ لو مگر جو ہر روز پرستا ہو اسکو  
یاسی نہ رکھو الا حصیوں نے سوائے شنبہ کے اور دنوں میں بھی گوشت رکھ چھوڑا آخر گوشت  
اُٹسا اور بے بد شروع ہوئی کہ شکر یوں کا دماغ پریشان ہوا بخاری اور سلم میں حضرت ابو ہریرہ  
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر نہوتی حواتو کوئی عورت  
اپنے خاوند کی خیانت نہ کرتی اور جو نہوتی بنی اسرائیل تو گوشت نہ اُٹسا معلوم ہوا کہ اول یاسی  
رکھنے کی رسم نہ تھی بنی اسرائیل سے یہ رسم کلی اگر وہ یہ رسم نہ نکالتے تو کوئی یاسی نہ رکھتا پھر کوئی  
گوشت سترتا اور حضرت حوا نے آدم علیہ السلام سے یہ خیانت کی کہ حوا حضرت آدم کو دل سے  
چاہتی تھیں اور طاہرین کہتی تھیں میں انکو نہیں چاہتی خواہ یوں خیانت کی کہ حضرت آدم

بہرین شام سے آئی

علیہ السلام کو شیطان کے درغلانے سے انھیں نے گھلایا یا بالجملة ضیانت کی صفت عورتوں میں  
 اول حضرت حوا سے شروع ہوئی فائدہ من ایک چیز شیرین دانہ دار شکل کشنیز ہے اور حقیقت اسکی  
 حکما کے نزدیک یہ ہے کہ مرکب ناقص کی تین قسمیں ہیں بخار یعنی آب و ہوا اعتبار یعنی خاک و ہوا  
 دھان یعنی نار و ہوا سو بخار محض سے ہوا تین رنگ برنگ کی پیدا ہوتی ہیں اور بخار سے پانی  
 برستا ہے اور جب بخار زیادہ بلند ہو کر طبقہ زمہریر میں پہنچتا ہے اور ٹھنڈا ہوا توڑا لہ برف ظاہر ہوتا ہے  
 اور دھان سے برف و صاعقہ و شہاب ثاقب اور کوکب دم دار اور صورتیں نیزہ دار اور جب بخار  
 دھان نیچے اترتا اور زمین میں بند ہوا تو زلزلہ پیدا ہوا اور اگر وہ بخار محتبس بقوت ہوا باہر آیا تو خشک  
 اور عیون جاری ہوسے اور اگر بخار لطیف ماہین آسمان اور زمین کے ٹھہر گیا اور بروقت  
 شب سے بچھ ہو کر سطح زمین پر گرا تو اسی کو شبنم بولتے ہیں اور اصل شبنم ہی ہے اور اگر وہ بخار  
 بصفت بجمہد بین الارض و السماء پراگندہ اور پریشان رہا اسی کا نام کھل ہے اور جب بخار اور دھان  
 مرکب ہو کر ارض سے سما کو گئے تو اگر ان دونوں سے دھان ایک جزو لطیف ہے اور رطوبت  
 غالب ہوئی اور حرارت معتدلہ نے اُس میں عمل کیا ہے تو اُس میں شیرینی پیدا ہوجاتی ہے اور برف کی  
 طرح زمین پر گرتا ہے اُسکو ترنجبین نام رکھتے ہیں اور اگر میوہست غالب ہوئی اور حرارت معتدل نے  
 عمل کیا تو اُسکو خشک انگیں بولتے ہیں اور اگر میوہست اور رطوبت دونوں معتدل ہوئیں اور  
 حرارت کا عمل بھی اعتدال پر ہے تو اُسکو شیرخشت کہتے ہیں اور اگر بخار اور دھان دونوں لطیف ہو جائیں  
 ہیں اور حرارت معتدلہ نے بھی تاثیر کی ہے تو اسی کو من بولتے ہیں اور جو حرارت اُس میں مغلوب  
 یا سعدوم ہے تو اسی کا نام شبنم ہے بالکل بے مزہ اور بالفعل اصطلاح اطباء میں لفظ من عام ہے یعنی  
 ترنجبین اور شیرخشت اور مید انگبین وغیرہ کو بھی شامل ہے اور یہ من درجہ اولیٰ میں گرم اور رطوبت  
 اور میوہست میں معتدل اور اہل و سواس اور مانیخولیا اور اصحاب اوہام کو نہایت مفید ہے  
 سوائے اُسکے اور امراض کو بھی نافع ہے چونکہ بنی اسرائیل کے دماغ میں نہایت حرارت  
 ہو رہی تھی سو تجویز ہوئی کہ من استعمال کریں تاکہ شبہات و اہیہ و ہمیہ جو انکے دونوں میں بھرے  
 ہوئے ہیں دفع ہو جائیں گویا انزال من میں یہ حکمت تھی اور عرب میں استعمال من کا ہر ایک  
 چیز پر جو بلا مشقت اور تعب میسر آوے کہا کرتے ہیں لانه ہوما من اللہ بر علی عبادہ اور حدیث  
 صحیحین میں بھی اشارہ ہے کہ کنہی زرقم من ہے اور پانی اُسکا شفا ہے انکو کے لیے یعنی کنہی ہی  
 بے کاشت اور پرورش پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح سے جنگلی پڑ اور غلہ خوردو جیسے شامخ اور

بیان کنہی

کو درم وغیرہ لیکن مراد حدیث کی یہ نہیں ہے کہ گنہگاروں کو جنس من بنی اسرائیل سے ہوا سوا سطلے  
 کہ بروایات صحیحہ ثابت ہے کہ من بنی اسرائیل وہی من حقیقی تھا چنانچہ تراجم تورات وغیرہ میں  
 شکل اور چہرہ اسکا بتدریج مذکور ہے اور تفسیر جو اس میں لکھا ہے کہ ترجمین سفیدی میں مانند برف  
 اور شیرینی میں شبیہ قند کے تھی تا وقت طلوع آفتاب آسمان سے برستی تھی اور بعضے کہتے ہیں  
 کہ کسی درخت کا پھل تھا گوند کی صورت نہایت شیرین اور صافی اور پاکیزہ اور بعضے کہتے ہیں  
 زنجبیل اور زمان تنک تھی واضح ان لمن مامن اللہ بہ علی عبادہ اور حقیقت سلویٰ کی یہ ہے کہ سلوے  
 ایک جانور ہے دریائی کہ اسکو تیشل العرب بولتے ہیں یہ کج شک سے بڑا تھو سے چھوٹا کشف الابرار  
 میں لکھا ہے کہ رنگ اسکا سرخ اور گوشت اسکا مثل گوشت کبک کے ہوتا ہے اور زرعد سی بسبب  
 صنعت قلبی کے مرجاتا ہے اور اظہانے اسکا فائدہ سواسے اور فوائد کے یہ بھی لکھا ہے کہ دل  
 سخت کو نرم کرتا ہے پس اس جانور کے بھینے میں یہ حکمت ہے کہ اسکا کھانے سے دل میں  
 نرمی آوے تاکہ اخلاق درست ہوں اور بنی اسرائیل بد اعتقاد اور سخت دل تھے اسلیئے حکمت  
 الہی متقاضی ہوئی کہ استعمال من سے اعتقاد پاک ہو اور گوشت سلویٰ سے دل نرم ہو اور جسکے  
 اسی سفر میں پانی نڈلا اور بنی اسرائیل پیاسے ہوئے اور اس قوم میں بارہ گروہ تھے کسی مروج  
 زیادہ کسی میں کم سو حضرت موسیٰ کی دعا سے ایک پتھر سے بارہ چشمہ نکلے ہر قوم کے موافق  
 ایک چشمہ جاری ہوا چنانچہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہوا اذ استسقی موسیٰ لقومہ قلنا ضرب ابھما  
 الحجر فانفجرت منہ اثنا عشر عینا قد علم کل اناس شربہم کھواوا شربہ بوا من رزق اللہ ولا تشوا  
 فی الارض مفسدین یعنی جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے تو کہا میں مار اپنے  
 عصا سے پتھر کو پتھر یہ نکلے اُس سے بارہ چشمے پھان لیا ہر قوم نے اپنا گھاٹ کھاوا و  
 پیو موزی اللہ کی اور نہ پھر و ملک میں نسا دجائے اس آیت سے معلوم ہوا کہ استسقا یعنی  
 استغفار اور توبہ اور اظہار عجز و وقت طلب پانی کے پیئیر و ن کی سنت ہو اور جو اس  
 طریق خاص سے پانی عنایت ہوا تو سبب اسکا یہ تھا کہ حضرت موسیٰ نے خاص اپنی ہی  
 امت کے واسطے پانی مانگا تھا اور ہمارے ان حضرت علیہ السلام نے تمام عالم کے واسطے  
 درخواست کی تھی کہ آب باران آسمان سے عنایت ہو کہ عام ہوتا ہے اسی طرح اور پیئیر و ن نے آب عام  
 مانگا ہے عام ملا ہے حضرت موسیٰ نے خاص مانگا خاص ملا فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ الف اور  
 لام حجر پر جنس کا ہے کوئی پتھر معین نہ تھا جس پتھر پر عصا مارتے پانی نکلتا تھا چنانچہ

حسن بصری اور وہب ابن نبیہ اسی بات کے قائل ہیں اور اس صورت میں یہ معجزہ معجزہ عصا ہر  
 اور بعضے کہتے ہیں کہ پتھر معین تھا جسکو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پاس رکھ لیا تھا اور  
 وقت احتیاج یہ کام اسی سے لیتے تھے یہی قول صحیح ہے پر بعضے کہتے ہیں کہ یہ پتھر حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام کو طور سے اٹھالائے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ پتھر اصل میں ہستی تھا اور  
 حضرت آدم کے ساتھ دنیا میں آیا اور بطریق توارث حضرت شعیب علیہ السلام کو پہنچا انھوں نے  
 جب عصا عنایت کیا وہ پتھر بھی دے دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ وہ پتھر ہی جو حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام کے کپڑے لے بھاگا تھا قصہ اسکا سورہ اعراب میں بطریق اشارہ مذکور ہے علامہ ابو  
 تفسیر معالم التنزیل میں اس طرح تفصیل فرماتی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں  
 کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کریم با حیات تھے اپنے  
 بدن کو ایسا چھپاتے کہ ہرگز بدن انکا دکھائی نہ دیتا تھا ایک دن کسی منکر نے کہا کہ حضرت  
 موسیٰ جو چھپ کر نہاتے ہیں انکے بدن میں عیب ہے یا تو بدن سفید ہے یا خضیبہ بھولا ہے یا کچھ  
 اور آفت ہے اس واسطے اللہ صاحب نے چاہا کہ حضرت موسیٰ کو عیب سے دور رکھیں اور گمان  
 فاسد سفندون کا دفع کریں چنانچہ اُس عرصہ میں ایک دن حضرت موسیٰ نے تنائی میں نہانے لگے  
 اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھے جب نہا چکے اور کپڑے پہننے کو ہوئے تو وہ پتھر  
 کپڑے لیکے بھاگا کہ حضرت موسیٰ لاٹھی لیکے اُسکے پیچھے پڑے اور یہ کہتے جاتے تویٰ یا حجیر  
 تویٰ یا حجر سو وہ پتھر جماعت بنی اسرائیل پر گذرنا تب بے تیزون نے حضرت موسیٰ کو ہر نہ  
 دیکھا اور بے عیب پایا سخت شرمندہ ہوئے پھر وہ پتھر ٹھہر گیا کہ حضرت موسیٰ نے کپڑے  
 پہنے اور لاٹھی سے اُسے مارا تین یا چار یا پانچ نشان اُس پتھر میں ہو گئے اور اسی وقت  
 حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اس پتھر کو رکھو وقت پر کام آوے گا سو اسی پتھر سے یہ کام

نکلا چنانچہ سورہ اعراب میں ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تکنوا کالذین آذوا موسیٰ فرأه اللہ مما قاولوا  
 وكان عند اللہ وجہا یعنی اے ایمان والو تم مت ہو ویسے جنھوں نے ستایا موسیٰ کو پھر بے عیب  
 دکھایا اسکو اللہ نے انکے کمنے سے اور تھا اللہ کی ہاں آبرورکھتا صورت اس پتھر کی بکعب  
 یعنی مربع تھی نیچے اوپر چھ سطحیں اور چار سطحیں اور بھی تھیں انھیں سے تین تین چشمے جاری ہوئے  
 کہ سب بارہ ہوئے بعضے کہتے ہیں حضرت موسیٰ کی دعا سے وہ پتھر پانی زمین سے لیکے نکلتا تھا  
 اور معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بارہ مرتبہ بارہ جگہ اپنی لاٹھی مارنے لگے

کہ ہر مقام میں ایک نشان ایسا پڑتا تھا جس طرح چھاتیوں کی بھنٹیاں اور پہلے عرق لاتا پھر پانی ٹسکتا بعد اسکے پانی بہتا اور نبی اسرائیل بارہ گڈھے کھود کے پانی لیتے اور علیحدہ علیحدہ پیاتے اور ہر ایک گڑوہ کا ایک چشمہ معین ہو گیا تھا کہ وہ گڑوہ اس چشمہ کے سوا سوا دوسرے سے نہ پیتا پھر لشکر کا کوچ ہوتا پھر کوٹھا لیتے بالکل خشک ہو جاتا گولا ٹھی کی عورت سے اس پتھر میں ایک توت پیدا ہوتی تھی کہ اس سے دو باتین عجیب ظاہر ہوتی تھیں ایک تو قریب کی ہوا بہیم کھنچتی تھی دوسرے وہ ہوا فرط برید سے پانی ہو جاتی تھی پتھر میں ہر کہ ہر ایک درخت زمین سے پانی لیکر اپنی شاخوں کو پہنچاتا ہوا اگر واسطے معجزے موسیٰ کے پتھر نے پانی لیکر ٹھیک یا تو کیا عجیب ہوا عجیب تریہ پتھر جو پتھر میں انسا بن مالک وغیرہ اصحاب سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلعم مقام زورا میں بوجہ فریاد تھے اور وہاں پانی نہ تھا ایک چھوٹے باسن میں پانی وضو کو آیا اور حضرت صلعم نے اپنی انگلیاں پانی میں ڈالیں تو فوارہ وار پانی انگلیوں سے جاری ہوا کہ تین ہزار آدمیوں نے وضو کیا اور تبرگ کا اُسکو پیایا فائدہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت صلعم کو احوال نبی اسرائیل کا سنا یا کہ ان سے قوفوں کی استعداد فاسد ہو گئی ہے ہرگز شریعت واحدہ پر مجتمع ہونے کیونکہ باد صفت موجود ہونے حضرت موسیٰ کے یہ لوگ ایک مشرب پر جمع ہوئے اور علیحدہ علیحدہ پانی پیایا کہ وہ صورت ظاہری بہیم ہو گیا مجتمع ہو سکتے ہیں فائدہ سوا سے ان معجزات کے جو اوپر لکھے گئے دو معجزے اور بھی کتب تواریخ میں پائے جاتے ہیں ایک بدیہیہ الحکم حقیقت اسکی یہ تھی کہ ایک وشاح جسکو عربی میں جمال اور ہندی میں تپہ بھی بولتے ہیں زرر صوت و کتناں و رشیم بائید و سے بنا کر جو اس پر نفسیہ سین اوئیران کیے تھے اور انہیں تین مسطریں بزرگ مختلف لکھی تھیں کہ انکے دیکھنے سے تمام حروف تہجی پیدا ہوتے اور درحقیقت نام تھے حضرت ابراہیم و اسحاق و سباط کے اور خاصیت اس میں یہ ہو گئی تھی کہ جب کوئی مہم نبی اسرائیل کو پیش آنے والی ہوتی تو امام اعظم ہارونی کے پاس آتے اسوقت امام پوشاک پیر بدل کر اس بدھی کو گلے میں ڈالتا اور حادثہ کی شرح کرتا بدیہیہ الحکم سے جو اس میں لیتا اور جو کلام ہوتا تو اسکی کیفیت حروف مفردہ سے پیدا ہوتی اور ترکیب حروف سے سب حال معلوم ہو جاتا جس طرح علم جفر سے دریافت ہوتا ہے دوسرا ایک حوض پانی سے بھرا تھا اور اسکے گرد ایک لحاظ تھا جس میں دروازہ لگا ہوا اور اس میں فضل پڑا ہوا تھا اور نبی اسکی حضرت ہارون کے سپرد تھی اس میں خاصیت تھی کہ جب کسی شخص کو اپنی عورت پر کچھ شبہ ہوتا تو وہ ایک مٹی کے باسن میں اسکا پانی لیتا اور ایک مٹی سے بنا کر چھاتی اور کچھ پتھر کرم کر دیتا صورت حال کھل جاتی بعد اسکے وہی پانی اپنی عورت کو پلاتا اگر زانیہ و بدکار ہوتی

پانچ معجزات اور ایک  
از حضرت موسیٰ

تو بزرگ سیاہ ہو کر مر جاتی تھی اور جو بقیہ تصور ہوتی تو اسی سال میں اپنے شوہر سے ایک لڑکا نکلتا جس کا نام تھی  
 توارخ میں ہے کہ یہ دونوں معجزے ہزار برس تک بعد حضرت موسیٰ کے باقی رہے تھے والعلیٰ عنہما اللہ تعالیٰ  
 بنی اسرائیل جنگل میں ایسی ایسی نعمتوں سے متفع رہے جس کا حد و پیمانہ نہیں تو شکر گزاری اس کی تھی  
 کہ اپنے پیغمبر کی متابعت کرتے اور شیوہ فرمان برداری اختیار کر کے بے تکلف عمر عزیز کو بسر کرتے اور  
 کھانا پانی جو غیب سے بلا تکلیف و محنت ملتا تھا پیٹے کھاتے اور باطمینان تمام عبادت حق و اصلاح میں  
 مشغول رہتے وہ تو نہوا بلکہ بسبب قصور تعداد کم ہوتی وہ میلان سفلی کے وہ نعمتیں ان کے حق میں جو  
 کفر و تفرقہ واقع ہو گئیں اور بے ادبی سے کہنے لگے یا موسیٰ من نصیر علی طعام واحد یعنی ای موسیٰ ہم تمہیں  
 ایک کھانے پر اس جگہ طعام واحد سے وحدت تکراری مراد ہی نہ وحدت فردی و جنسی اور عربی میں  
 رواج ہے کہ طعام مکرر کو جو جنس مختلف سے بلا تبدیل و تغیر ہو طعام واحد بولتے ہیں اور وحدت اعتباراً  
 بجائے وحدت حقیقی ہر حال کرتے ہیں فائدہ اس کلام میں بنی اسرائیل سے دو بے ادبی صریح  
 ظاہر ہوئے ہیں ایک یہ کہ ایسے پیغمبر اولوا انعام جلیل الشان کو نام لیکر بکارا اور یا رسول اللہ یا نبی اللہ نکسا  
 دوسری معلوم ہوتا ہے کہ صبر کر سکتے تھے لیکن باختیار خود نہیں کرتے تھے کیونکہ من نصیر بنی اسرائیل کے  
 کلام میں واقع ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو بولتے من تطیع العبریا لانا کن من الصبر حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل  
 کہنے لگے کہ ہم کئی وجہ سے ایک طرح کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے ایک وجہ یہ ہے کہ من اصل میں شبنم ہے  
 جو ہوا سے پیدا ہوتی ہے اور سلوے ظاہر ہے کہ ہوا اسکو ہمارے سامنے لاکر ڈال دیتی ہے اور ہم مخلوق  
 ارضی ہیں ہماری غذا ایسی ہو جس میں حکم زمین غالب ہو اور یہ کھانا آسمانی ہے دوسری یہ کہ ایک طرح کے  
 کھانے سے جو کچھ نہیں رہتی اور قوت باضمہ ضعیف ہو جاتی ہے تیسری یہ کہ یہ کھانا خلافت عادت ہے  
 اور طعام غیر معتاد اگر چہ نفیس لطیف بھی ہو چنانچہ ان مرغوب طبع نہیں ہوتا بخلاف طعام سبباً و  
 گوکہ کیفیت خمیس ہو اسی جگہ سے اہل خلاصت کو اہل شہر کا کھانا مرغوب نہیں ہوتا بلکہ سیر نہیں ہوتے  
 فاع لسا ربک یخرج لنا مما تبنت الارض من قبلہا وقتانہا و قومہا وعدہما و جعلہا سوچا ہمارے  
 واسطے اپنے رب کو کزنکال دے کہ جو جو آگتا ہے زمین سے زمین کا ساگ اور گھری اور گیہوں اور  
 اور پیاز یعنی اپنے اللہ سے دعا کر کے اسباب ظاہری بطریق خرق عادت من اور سلوے کی طرح  
 ہر منزل میں وہ چیزیں مہیا کرے جو زمین سے نکلتی ہیں اولیٰ وہ چیزیں جو بلا انتظار دانہ اور غلہ و  
 بے عیش و بے تک شغل ہیں جس طرح خرفہ پاک پودینہ کشنیز تر تیزک گندنا وغیرہ اشیا کو وقت  
 نہ ملنے کھانے کی سیرج النفع اور سودا القدرین دوسری وہ چیزیں جو قائم مقام غذا ہیں اور انتفاع

بجائے ادبی  
 بیچنا ادبی

انکے ظاہر سے متعلق ہی جیسے لکڑی کھیرا خربزہ وغیرہ تیسری وہ چیزیں جنکے باطن سے انتقال ہونے  
 ظاہر سے جس طرح گیہوں کہ اسپین احتیاج پینے پکانے کی پڑتی ہے جو کھتی وہ چیزیں کہ اسپین نقشیر کی  
 حاجت نہیں بلکہ لذت غیر معشر قوی تر ہے معشر سے چنانچہ مسور بخلاف ماش وغیرہ کے پانچویں پیاز  
 کہ اسکی بو سے نان غوروش کی اصلاح ہو جاتی ہے اور خود بھی بعض اوقات بجائے نان غوروش ہو فائدہ  
 یعنی مفسرین صحابہ نوم کو واسطے مناسبت بصل کے یعنی نوم یعنی لسن کے تجویز کرتے ہیں اور کہتے ہیں  
 کہ نوم اصل میں نوم تھا الا لغت اصل میں نوم یعنی گندم آیا ہے اور عرب وقت طلبان گندم کے  
 ہوتے ہیں نومو النما ای اجزوا النما خبز الحنظل اور بھی انفصال قوم کا بصل سے اور اتصال اسکا عدل سے  
 ولالت کتابہ کہ کلمہ فاسمیں اصل ہے اور نوم یعنی گندم ہے اسے قرأت عبداللہ بن مسعود میں بجائے  
 نومما توماد واقع ہے اور اس قرأت میں منی سیر کے متعین ہیں ابو بکر بن ابی الدنیا ابن عباس سے  
 روایت کرتے ہیں کہ فرماتے تھے قرأت ختم میری قرأت زید بن ثابت کی ہے مگر سولہ حرف میں قرأت  
 ابن مسعود کی میں اختیار کرتا ہوں اور انکے میں بقلماً و قشاً ہما و نومما ہے اور ظاہر ہے کہ اختیار اس حرف کا  
 قرأت ابن مسعود میں بسبب شبہ کے ہر وہی شبہ اکثر ساخرین کو بھی واقع ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آخریت میں  
 جمعہ صلا اللہ علیہ بنی اسرائیل کی روٹی نہیں رومی فرماتے ہیں اور ساگ لکڑی پیاز عدس البتہ اطعمہ رومیہ  
 ہیں لیکن گیہوں جو ب اعلیٰ میں ہے اسکو اطعمہ رومیہ میں کس طرح داخل کریں لہذا یہ تجویز ہوئی کہ  
 فابدلہ جو ثابت ہے اور اصل کلمہ نوم ہے یعنی سیر کہ روایت اور گندگی اسکی پسیدہ نہیں ہے اور اصل  
 شبہ کا یہ ہے کہ جو گیہوں کافی نقشہ بلا شبہ جو ب اعلیٰ میں ہے لیکن جب ساگ اور پیاز اور  
 عدس اور لکڑی کے ساتھ کھایا جاتا ہے تو ادنیٰ ہو جاتا ہے کسواسطے کہ روٹی جو دت رداست  
 نفاست خاست میں تا بع ناما نخوریش کے ہے جس طرح کی ہوا لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے  
 کہا اور اللہ تعالیٰ نے اسی کلام کو اپنے کلام میں نقل کیا استبد لون الذی ہوا دنی بالذی ہونیر  
 کیا تم لیا چاہتے ہو ایک چیز جو ادنیٰ ہے بد نے ایک چیز کے جو بہتر ہے یعنی تم بد لا چاہتے ہو اس  
 چیز سے کہ ازو سے قیمت اور قدر اور منفعت اور لذت ادنیٰ ہے بعوض اسکے جو ہر وجہ سے بہتر ہے اور  
 ہر چیز کے یہ تبدل فی نفسہ گناہ شرعی نہیں ہے کیونکہ تقویت حفظ نفسانی کی ہے الایمل باسفل اور  
 دنو بہت تمہارا آخر کو ایسا کر دیکھا کہ تم دنیا کو آخرت سے بدل ڈالو گے اور ہر موقع محل میں تسفل و  
 تنزل کے ہو کر ہو جاؤ گے اور کوئی کام عالی بہتوں کا تم سے نہوسکیگا ایسے میں تمہارا مطلب جناب  
 انی میں انما میں نہیں کر سکتا اور جو تم باوصت تنبیہ کے اصرار کرتے ہو تو علاج اسکا یہ ہے کہ اگر کسی میں

تو ملے جو کچھ مانگتے ہو ساگ و پیاز و عدس وغیرہ ملا استدا کا کہا قال اللہ اہبطوا اسطرخان لکم ما سألتمہن  
مقام میں مصر سے مصر فرعون مراد نہیں ہے بلکہ ایک شہر شام کا ہے بعض کہتے ہیں ایلیا اور بعض کہتے ہیں  
اریحا چنانچہ بنی اسرائیل بطبع غلات شہر اریحا کی طرف چلے جب قریب تر پہنچے تو علاقہ اس شہر کو خالی  
کر گئے اور غلات و فواکہ بہت چھوڑ گئے اور ارشاد آئی ہوا او دخلوا ہذہ القریۃ فکلوا منها حیث شئتم  
رخدا او دخلوا الباب سجدا و قولوا حطۃ نفعکم خطایکم و ستریدکم سنین یعنی داخل ہو اس شہر میں اور  
کھاتے پھر و اس میں جہان چاہو خوش ہو کر اور داخل ہو دو روزے میں سجدہ کر کے اور کو گناہ آترے تو سن  
ہم تقصیرین تمہاری اور زیادہ بھی دینگے نیکی والوں کو فیصلہ الذین ظلموا قولاً غیر الذی قبل لہم فائزنا علی  
الذین ظلموا و رجا من السماء یا کاننا یفسقون بنی اسرائیل بی انصافون نے بات سوا اسکے جو کہدی تھی پھر  
آتا رہنے بے انصافوں پر عذاب آسمان سے انکی بے نیکی پر صحیح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
روایت ہے کہ فرمایا حضرت علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کو داخلوا الباب سجدا ارشاد ہوا تو داخل ہو کر  
سرنیوں پر پھسلتے اور کہتے تھے گہیوں جو ملے گہیوں جو ملے یعنی سحران سے حطہ کے مقام پر خنجر کھینکے گا  
سجدہ کی جگہ سرنیوں پر پھسلنے لگے آخر جب شہر میں داخل ہوئے تو پھوڑے کی دباہری ستر ہزار  
بنی اسرائیل مر گئے ایک ساعت یا ایک دن میں اور نزول و با اس طرح ہوا کہ ہوا سے ہی آسمان سے  
آئی اور مسام میں ہو کے بدن میں گھسی کہ مزاج روح کا فاسد ہو گیا اور خون میں سمیت پیدا ہو گئی  
پھوڑے نکلے اور اسکے اثر سے دل متاثر ہوا مر گئے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک آگ آسمان سے آئی  
اسنے سب کو جلا دیا فائدہ اہل عرفان فرماتے ہیں کہ قریہ بزبان اشارت باسن شریعت ہے کہ جو شخص  
اس میں داخل ہوا اس میں ہوا یا مراد خانہ دل ہے کہ سبت اللہ ہے اور جو شخص درارادت سے منخوع و ذراعت  
اس میں در آوے اپنی مراد میں پادے مگر جو کوئی کسی حکم کو احکام شریع سے قولاً یا فعلاً بے یگہسی صفت کے  
صفات دل سے متخیر کرے مرتبہ وصال سے دور رہیگا اور حتیٰ عذاب ہو گا فائدہ تحقیق یہ ہے کہ  
بنی اسرائیل قریہ اریحا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روبرو داخل ہوئے ہیں اور یہ دخول بنا بر توبہ و  
استغفار تھا اور سبب یہ ہوا کہ جب بنی اسرائیل بعد ہلاکت فرعون جانب شام چلے تو راہ میں فوج عمالیقہ  
پڑی تھی انکے ہمراہ تھے بصورت گو سالہ انخون نے کہا اسی موسیٰ ہلو بھی چندیت بنا دیجیے حضرت  
موسیٰ کو نہایت رنج ہوا صلحا بنی اسرائیل و نسل لگے اور جلاوا انکے نادوم موسے تب حضرت موسیٰ نے انکے  
داسلے منفرت چاہی تو بنی اسرائیل نے کہا کہ نبی حکم جدید کی طرف کاہو تو سجالا وین فرمایا حکم الہی ہے کہ ملک شام جگر  
نہج کرو اور راہ میں قریہ اریحا ملیگا وہاں بخشہ تمام سجدہ کرو اور حطہ ذوب کی دعا کرو حکمت یہ تھی کہ انکے

دخول اریحا

لوگ بت پرست تھے شاید انکا استغفار دیکھ کر بت پرستی چھوڑ دین چنانچہ نبی اسرائیل چلے اور دروازے  
 اریحا پر پہنچے صلحا رسوائی حکم عجلال کے جھلانے سنو اپن کیا اسی پر دبا پڑی تب حضرت نے دعا فرمائی کہ وہا  
 دفع ہوئی اور جو بعض تواریخ میں یہ واقعہ بعد فتح اریحا کے لکھا ہے سو قول ضعیف ہے اس واسطے کہ فتح اریحا حضرت  
 یوشع کے وقت میں ہوئی ہے حضرت استاذ الاستاذ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں کہ یہ جو بعض لکھتے ہیں کہ  
 وہ موضع بیت المقدس تھا غلط ہے کیونکہ نبی اسرائیل بعد وفات موسیٰ کے وہاں گئے ہیں اور نشار اس موضع کا  
 یہ ہے کہ باب حطہ بیت المقدس کا ایک دروازہ ہے اور داخل ہونا اسکا موجب کفارہ گناہان ہے حالانکہ یہ دروازہ  
 بعد تعمیر بیت المقدس کے بنایا گیا ہے اور بیت المقدس حضرت سلیمان کے وقت میں بنا ہے حضرت موسیٰ  
 عہد میں نہ بیت المقدس تھا نہ دروازہ اگر عجیب نہیں ہے کہ حضرت سلیمان یا کسی اور پیغمبر نے اریحا کے  
 دروازے سے بالہام یا وحی مشابہت دے کر لقب باب حطہ کر دیا ہو اتنی اس جگہ سے بھی دخول قریحا  
 حضرت موسیٰ کے عہد میں معلوم ہوتا ہے فائدہ صحیح مسلم میں ہے کہ فرمایا حضرت نے طاعون زحیری لینے  
 عذاب کہ نبی اسرائیل پر اور اسی جگہ سے پہلے تھے نازل ہوا سو جب نوتم اسکو کسی زمین میں نہ داخل ہو  
 اسیں اور جو واقع ہوا اسیں جہاں تم ہو تو نکل نہ جاؤ و خلاصہ یہ کہ قصد ہلاکت میں نہ پڑو اور غضب الہی کا  
 سامنا نہ کرو اور جو واقع ہو جائے تو بھاگو بھی نہیں کیونکہ تسلیم و رضا و توکل کے خلاف پڑتا ہے اور حدیث میں  
 وارد ہے کہ جب واکسی جگہ پڑے اور وہاں کے رہنے والے نہ بھاگیں اور صبر کریں تو انکو اجر ملتا ہے  
 اور شہیدوں کا مرتبہ عنایت ہوتا ہے گو زندہ بھی رہیں اس جگہ بعض ظاہر میں مشہد کرتے ہیں کہ بھاگنا  
 قحط وغیرہ بلاؤں سے شرعاً جائز ہے چنانچہ الفرائد الاطلاق من سنن المسلمین مشہور ہے اور طاعون  
 اور وبا پڑی بلایاں ہیں ان سے بھاگنا کیلئے منع فرمایا جواب اول یہ ہے کہ اس بلا میں اکثر لوگ گرفتار  
 ہوتے ہیں بالخصوص اقارب عشائر حباب معارف اگر اور دن کو حکم فرار دیا جاتا تو بیمار انکے تھے  
 تباہ ہو جاتے اور بے اجل مر جاتے پس ایسے وقت میں بیماروں کی خدمت اور دلجوئی کرنا حکم جہاد میں ہے  
 اور ایسے موقع پر صبر کرنا ایسا ہے جیسے صف جہاد میں بخلافت اور بلاؤں کے یہ مانع اس جگہ نہیں ہے اور  
 یہ کہ توکل اور صبر کرنے والے کو نجات ہو جائے کہ جب بلا آجائے تو اسی صبر کیا کرے تیسرا یہ کہ اگر  
 آدمی وبا سے بھاگ کر دوسرے شہر میں جا رہتا اور اتفاقاً وہاں فوج جاتا تھا اسکو بھی یقین ہوتا کہ اگر  
 میں وہاں سے نکل نہ آتا تو انکے ساتھ میں بھی وہاں آجاتا اس عقیدہ سے وہ شرک خفی میں گرفتار  
 اور اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جہاں کہیں ہوگی موت مکو اگھیر گی پس معلوم ہوا کہ وبا سے بھاگنے میں  
 کچھ فائدہ نہیں چوتھا یہ کہ وہاں میں حرکت کرنا بھی بہتر نہیں ہے سو اس واسطے کہ اطباء نے لکھا ہے کہ جس کو وبا

پر ہیز کرنا منظور ہو تو چاہیے کہ ان دنوں میں غذا کم کھائے اور رطوبت زیادہ کو کسی طرح کسی تدبیر سے  
 دفع کرے اور ریاضت اور حمام سے پرہیز کیا کرے کیونکہ فضلات ردیہ اس سے جوش کرتے ہیں اور  
 لازم ہے کہ ان دنوں میں آرام اور سکون اور آسائش اختیار کرے تاکہ اخلاط جوش میں نہ آویں پانچون  
 یہ کہ طاعون اور وبا ارواحِ خبیثہ کے آثار میں ہیں چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فانا  
 وخر اعدانکم من جن یعنی وبا کو نچا ہو تمہارے دشمنوں کا جن سے پس معلوم ہوا کہ یہ بھی جہاد ہے کفار جنوں  
 لہذا درجہ شہادت ملتا ہے اور جنوں میں جو مسلمان ہیں وہ ہکو تکلیف نہیں دیتے مگر جو کافر ہیں وہ  
 تکلیف دیتے ہیں پس بجا گناہوں کے مقابلے سے موجب ذلت اور انکسار ہے اور ظاہر ہے کہ وبا گناہوں  
 سب سے پڑتی ہے اور گناہ آدمیوں سے شیاطین کرواتے ہیں سو وبا ڈالنے پر بھی شیاطین کو  
 مقرر کیا تاکہ معلوم ہو کہ جنکے کئے سے گناہ کرتے ہیں انہیں کو مارنے پر مقرر کیا اور یہ بھی معلوم ہو  
 کہ جو شخص کسی کے کئے سے گناہ کرے اور اسکو اپنا دوست جان کر اسکا گناہ مانے حق تعالیٰ اسکو  
 اسپر مسلط کرتا ہے بیان تک کہ اسکو اسکے ہاتھوں سے ہلاک کرواتا ہے اگر کوئی شخص کئے کہ وبالانے کو  
 جنات کیوں مقرر ہوے اور کوئی دوسری چیز مقرر ہوتی تو جواب اسکا یہ ہے کہ وبا اکثر گناہوں سے  
 آتی ہے خصوصاً حرام کاری اور زنا سے اور آدمی کا معمول ہے کہ حرام پوشیدہ کرتا ہے سو حکمت الہی تقاضی  
 ہوتی کہ اسپر دشمن بھی چھپے مسلط کریں تاکہ پوشیدہ گناہوں کی سزا بھی پوشیدہ رہے اگر کوئی کئے کہ حرام  
 تھوڑے سے آدمی کرتے ہیں سارے شہر پر وبا کیوں آتی ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ کشتی کو ایک ہی آدمی  
 ڈوباتا ہے مگر اسکے ساتھ سب کی سب کشتی ڈوب جاتی ہے اور چونکہ یہ بیماری بسبب گناہوں کی ہوتی ہے اسلئے  
 اس بیماری میں توبہ و استغفار کرنا خیرات صدقات براہِ خدا دینا سبحان اللہ پڑھنا درود کا ورد کھانا اطلاق  
 الا باشد اکثر زبان پہلانا نماز و تقویٰ اختیار کرنا بہتر ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ وبا جنوں کا کو نچا ہے  
 یہ بات عقل سے باہر ہے لیکن حبیبِ منجبر صادق و حکیمِ مازق نے اسکی خبر دی تو اسکو عقل سے مانا نا کچھ ضرور  
 اور حکیموں کا قول ہے کہ ہوا فاسد ہو جاتی ہے اسکے باعث سے آدمی کے جسم میں زہر پھیل جاتا ہے کبھی  
 پھوڑے نکلتے ہیں اور کبھی ورم ہوتا ہے یہ بات بھی ہو سکتی ہے کہ وبا کبھوں اس طرح سے آتی ہے اور کبھوں جنوں  
 کو بچے سے کہ حضرت صلعم نے جو سبب عقل میں سامانہ سکتا تھا اسکو بیان فرمایا کیونکہ ہر حکیم بیان کر سکتا ہے  
 کہ یہ فساد ہوا کا ہے لیکن یہ بھی خیال میں آتا ہے کہ اگر فساد ہوا سے ہوتی تو کوئی چرند و پرندہ آدمی ہرگز  
 زندہ نہ رہتا کیونکہ ہوا ایسی چیز نہیں کہ ایک کو لگے دوسرے کو نہ لگے قطع نظر باطاعون کبھوں ان شہر  
 ہوتا ہے جسکی مواصف دہے کہ ورت ہے اور گا ہی صحیح المزاج و قوی الجشہ کو لاحق ہوتی ہے پس اگر فساد ہوا

کہ کعبوں زمین سے نکتع نہو کیونکہ کسی زمانے میں بعض بلاد فساد و سواسے خالی نہیں ہوا اور اگر  
فساد و فوجہ و ضعف طبائع پر موقوف ہو تو چاہیے کہ صحیح و قوی لوگ محفوظ رہیں حالانکہ یہ امر عام  
ہوتا ہے بلکہ کوئی ضابطہ عقابہ اس معاملے میں پایا نہیں جاتا صرف خبر صادق علیہ الصلوٰۃ و السلام  
کی خبر صادق ہے اور عقل بھی قبول کرتی ہے فائدہ حضرت استاذ الاستاذ محدث دہلوی تغیر غریزہ ہیں  
فرماتے ہیں کہ یہ اذخروا الباب سجدا و توبوا احتیاطاً لغفر لکم سے کئی فائدے نکلے اول یہ کہ توبہ میں زبان  
استغفار و بدن سے سجدہ و صلوٰۃ بجالانا تم توبہ ہو گو حقیقت توبہ یہ ہے کہ تائب اپنے گناہوں  
گذشتہ پر ندامت و گناہ آئندہ کے ترک پر عزمیت پیدا کرے اور یہ بات علاقہ دل سے کھتی ہے  
مگر سرگاہ کہ صفت قلبیہ توبہ پکڑتی ہے تو بلا طور ظاہر میں نہیں رہتی و لکن احادیث شریف میں صلوٰۃ توبہ  
و صیغہ استغفار وقت توبہ مذکور ہوا ہے دوسرا یہ کہ جب کوئی شخص کسی گناہ میں مشغور ہو تو اسکو  
لازم ہے کہ توبہ بھی اعلان سے کرے اور لوگوں کو مطلع کرے اور استغفار زبانی بجا لاوے اور پکا  
مستقی لوگوں کو گواہ کرے اور صدقات و خیرات و صلوٰۃ ادا کرے یہ اس سبب سے کہ بد دن  
ان چیزوں کے توبہ تمام نہیں ہوتی بلکہ واسطے زوالِ تمت کے اطلاع دینا لوگوں کو اپنی توبہ سے  
ضرور ہوتا ہے تاکہ لوگ غیبت و سوسن سے باز رہیں کیونکہ توبہ گونگے و جاماندہ کی بھی مقبول ہے حالانکہ  
حرکت زبان پر و جلنے پھرنے پر قدرت نہیں رکھتا اسی طرح جو شخص کسی مذہب باطل سے متہم ہو پھر  
اسکو حق ظاہر ہو تو لازم ہے کہ جو لوگ اس حال سے واقف ہیں انکو اپنی ندامت و توبہ سے مطلع کرے  
تیسرا یہ کہ بعض مواضع متبرکہ مور و حرمت حق ہیں و بعض خانمان قدیم اہل صلاح و تقویٰ ایسے ہیں  
کہ انہیں توبہ کرتے ہی توبہ جلد مقبول ہوتی ہے ان پر وہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے  
روایت کرتے ہیں کہ ابو سعید ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی سفر میں یا رانی میں  
رات کے وقت جاتے تھے جب رات آخر ہوئی تو ایک پشتہ پہاڑ ملا کہ اسکو ابو سعید دارا مخطلم کہتے  
اس مقام پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماشل ہذہ الشیۃ الامس الباب الذی قال اللہ لنبی اسرائیل  
ادخلوا الباب سجدا لی غفر لکم یعنی نہیں ہے شمال اس پہاڑ کے مگر ایسی جیسے وہ دروازہ جسکے حق میں  
اللہ نے نبی اسرائیل سے فرمایا ہے و دخل ہو دروازے میں سجدہ کر کے اور کو گناہ اترے اور جناب  
امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں انما شلنا فی ہذہ الامۃ کسفیت نوح و کباب حطرتہ  
نبی اسرائیل یعنی ہماری مثال کہ ہم اہل بیت رسالت و حامل ہمارا ولایت ہیں ایسی ہی جس طرح کف نوح  
در دروازہ حطرتہ نجات اسلست کی طوفان نفس شیطان سے و تصحیح توبہ عصیان سے بسبب توبہ

سلاسل اولیاء اللہ میں وابستہ اسی خاندان نالی شان کے ہر شاخہ میں زمانہ یہ امر ظاہر ہے جو تمہارا یہ کراس آیت سے شافیہ نکالتے ہیں کہ تحریر یہ ناز بفر لفظ اللہ اگر درست نہیں یعنی سبحان اللہ و بحمدہ اللہ اللہ اعظم واللہ اعز سے جائز نہیں ہے اور بعض اہل ظواہر کہتے ہیں کہ تبدیل لفظی سے ناز فاسد ہوتی ہے اور مجوزین تبدیل پر طعن کرتے ہیں لیکن مدار معارف میں الکلامین کا عرف میں معارف معنی میں ہے نہ معارف لفظیہ پر نقطہ پس اگر صرف تبدیل لفظی واقع ہو جائے باوجودیکہ معنی میں اتحاد یا تقابض معنی ظاہر ہو محل طعن نہیں اور اس آیت سے تو صاف صاف نکلتا ہے کہ بنی اسرائیل نے صیغہ استغفار کو تسخیر سے بدل دیا اس کلام سے جو معارف تھا کلام ارشادی سے کیونکہ کلام ارشادی میں طلب مریض ہے اور بنی اسرائیل نے دنیا طلب کی اور غلات و فواکہ کی رغبت ظاہر کی یا محض ٹھٹھا کیا اور جو تبدیل لفظی کرنے اور خطہ کے مقام پر تب علینا خواہ اغفر لنا کہتے تو بھی مضائقہ نہ تھا انہوں نے وہ کلام اختیار کیا جو معنی میں مضاد اور مفہوم میں معارف تھا اگر کوئی کہے کہ بنی اسرائیل نے تبدیل ذائقے کے لیے دوسری قسم کا کھانا چاہا تھا کچھ یہ مطلب نہ تھا کہ سن و سلوی سو قوت ہو اس صورت میں کلام انکا استدلال پر کس طرح حل کیا گیا تو جواب یہ ہے کہ بنی اسرائیل طلال خاطر اپنا طعام آسمانی سے بیان کر کے کہتے ہیں فادع لنا ربنا کما کھانا اس سے ظاہر ہے کہ بعد اسکے طعام آسمانی نہ کھانے بلکہ طعام زمین سے سیر ہو گیا اور ظاہر ہے کہ آدمی مقدار زمین سے زیادہ نہیں کھا سکتا ہے بلکہ حسب قدر اور قسم کا کھانا کھالیتا ہے اسی قدر دوسرا کھاتا ہے پس کھانے میں تبدیل ادنیٰ با علیٰ لازم آئی گو تبصرح لفظ تبدیل نہ کو نہیں ہے فائدہ بنی اسرائیل کو ہمیشہ میلان بلسنظل و دنو بہت و زراعت لازم رہا تا وقتیکہ حضرت موسیٰ واردون ویوشع ابن نون علیہم السلام وغیر ہم پیغمبران عالی شان موجود رہے انکے حکمون کا علیہ رہا اور اثر صفات زنیہ کا پیدا انہو واجب وجود عالی بہتون کا انہیں سے جاتا رہا تو اسی اثر نے ظہور کیا کہ لباس جہاد و قتال متعارف میلان زراعت و فلاح پیدا ہوا و موجود باقین سبک ذلیل ہو گئے اور یہ واقعہ بعد تسلط جاہوت و جاہلیہ سخت نصر کمال راسخ ہو گیا چنانچہ حضرت علیہم السلام الذلہ والمسکنۃ اسپر دلیل ہو دولت تو یہ ہے کہ ہمیشہ مسلمانوں اور نصرانیوں کے زیر دست رہے جبکہ حکومت کسی جگہ نہیں رکھتے اور سکنت و فقر کا یہ سبب ہے کہ بسبب ادا سے جزیرہ و مشور وغیرہ مواخاتہ کے فرج و ظل سے زیادہ رہتا ہے اور اگر احمیان ناگوئی شخص دار بھی ہو جاتا ہے تو مصادرات کے خوف سے آپ کو مفلس ظاہر کرتا ہے اور یہ سبب خرابیاں اس میں ہے لاشی ہوتی کہ اس قوم ناپاک نے پیغمبروں کو ناحق قتل کیا اور آیات خدا کو انکے مقام سے نکال ڈالا اور بدل لگا اور احکام پیغمبروں کی اطاعت نہ کی بلکہ اکثر آیات و احکام جو قیامت ماضی بردالت واضح رکھتے تھے

آنکو تاویلات باطلہ سے بگاڑنے لگے ائمہ جب بنی اسرائیل کو بین برس جنگل میں گزرے تو حضرت  
 ہارون نے وفات پائی اور جب تیس برس گزرے تو حضرت موسیٰ نے رحلت فرمائی اور حال  
 وفات حضرت ہارون کا یہ ہوا کہ سال چہم عرہ شہرا بان ماہ پنجہسم از ابتلا سے بلیہ تیبہ یا  
 تیس برس ابتلا سے اور صحیح یہ ہو کہ بین برس بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی  
 ہوئی کہ وفات ہارون متسرب ہو فلان مقام پر واقع ہو گا چنانچہ ایک دن  
 حضرت موسیٰ و ہارون کوہ شویک کی طرف تشریف لیچلے تو راستے میں ایک مکان پر کھلف و مہطر  
 نظر پڑا آسمین ایک درخت عظیم تھا اسکے سایہ میں ایک تخت بچھا تھا سو دوڑان پیغمبر اس درخت پر جا  
 اور حضرت ہارون نے وفات پائی حضرت موسیٰ مطلع ہو کر بقصد تجنیز و کنفین آٹھے تو وہ تخت غائب ہو گیا  
 ناچار حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے قوم میں آئے قوم کے لوگوں نے یہ نعمت لگائی کہ تم ہارون کو  
 مار آئے سو حضرت موسیٰ نے بنا بر رفع تمت دعائمانگی اللہ صاحب نے اس تخت کو مع ہارون علیہ السلام  
 ظاہر کیا تب حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ کی صفائی پر گواہی دی اور بنی اسرائیل نے  
 العاوار ب ہارون کو خلیفہ کیا بعد اس کے تخت غائب ہو گیا اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے  
 روایت ہو کہ دونوں پیغمبر پراپر گئے وہاں حضرت ہارون نے وفات پائی بنی اسرائیل نے  
 حضرت موسیٰ پر تمت قتل لگائی فرشتوں نے ہارون کو رو برو کیا انھوں نے خود کہا کہ میں برگلپی  
 مرا ہوں پھر فرشتوں نے آنکو دفن کیا کوئی شخص آنکی قبر سے آگاہ نہیں ہوا مگر ایک شخص گونگا ہوا  
 اور بعض روایت کرتے ہیں کہ دونوں پیغمبر ہارون کی طرف گئے حضرت ہارون نے وفات پائی  
 حضرت موسیٰ نے آنکو دفن کیا قوم نے سنکر تمت لگائی خدا نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ بنی اسرائیل  
 کو ہارون کی قبر پر لیجاؤ جب قبر پر گئے تو اللہ نے ہارون کو زندہ کیا تب بنی اسرائیل نے حال ہوت  
 دریافت کیا روایت ہو کہ حضرت ہارون تین یا چار برس حضرت موسیٰ سے بڑے تھے اور وقت  
 موت ایک سو تیس یا چوبیس برس کے تھے اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ قبر حضرت ہارون علیہ السلام کی  
 جبل اصدیہ واقع ہے چنانچہ ابن ابی شیبہ نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت موسیٰ  
 اور ہارون علیہما السلام بقصد حج یا عہد کے من تشریف لائے جب معاودت فرمائی تو مدینہ طیبہ  
 میں نازل ہوئے وہیں حضرت ہارون علیہ السلام نے وفات پائی فرما تشریف آکا جبل اصدیہ پر  
 کذافی جذب القلوب اور سعودی نے لکھا ہے کہ قبر تشریف جبل حران پر واقع ہے متصل کوہ طور روایت ہے  
 کہ حضرت ہارون کے جنازے کے ساتھ چالیس ہزار بنی اسرائیل آئے ہارون سوا سے اور لوگوں کے

اخبار اول میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ایک منہ پر دست پائی اور اسے علم تجلیہ الحال اور جبروت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہونے کے وقت میں انجیل کے بارے میں اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی کیفیت وفات میں اقوال غماض واقع ہیں اور بار بار بیان کرتے ہیں کہ جب وفات آنجناب قریب ہوئی تو جنجلی واسطی اسرائیل میں کوئی اتنی متحاشا سے حضرت یوشع اور کالوب اور اونکی اولاد و احفاد کے سوا آپ نے سب کو بیچ کر کے احکام توحیت سنائے اور ایک کتاب توحیت اپنے دست مبارک سے لکھ کر حضرت جبریل سے مقابلہ کر کے اس بارونی کو صندوق اشہادہ میں رکھ کر غائب فرمائی اور قوم کو تاکید فرمائی کہ تم بھی نفلین توحیت کی کر لو چنانچہ اور لوگوں نے کئی نسخے لکھے حضرت نے انکو اصل نسخے سے مقابلہ کر کے اسباب میں تقسیم فرمائی کہ ہر سبط کو ایک ایک کتاب ملی بعد ازاں ساتویں تاریخ ماہ آزار کو پھر قوم بنی اسرائیل کو جمع کیا اور تسلیم فرمایا اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو اپنا وکیل و وصی مقرر دیکر فرمایا کہ یوشع کو جس کے دن میری موت ہوگی سو تیس برس کی ہوئی اب غالب دیکھ کر کہ میں اس جہان فانی سے جاؤا تو جلد کر لوں اور چند وہ ماہ فرمائے ہی اسکے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو بڑا ایک خمیوں سے باہر تشریف لیجئے جب ایک مسافت کثیرہ طائی اور قوم سے غیبت کلیہ ہو گئی تو ہوا سے نرم و خوش جلو باد نسیم ہوتے ہیں جانب مغرب سے چلنی شروع ہوئی اور حضرت یوشع علیہ السلام نے جا کر اب وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وقت بہت قریب آیا اسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع کو گلے لگایا اور کلمہ از دل زبان مبارک پر لائے اور دفعتاً اپنے پہلو سے غائب ہو گئے اور پہلو میں نبوت حضرت یوشع علیہ السلام کے ہاتھ میں لگ گیا گویا اشارہ ہوا کہ میں نے تمکو خلیفہ جانشین صاحب خرقہ اپنا کیا بالحدیث حضرت یوشع علیہ السلام بالباس رسالت قوم میں جلوہ فرما ہوئے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو پوچھا حضرت یوشع علیہ السلام نے کیفیت نفس الامری بیان فرمائی ان لوگوں نے انکو بھی قتل کی تممت لگائی اور اسی وہم و خیال میں سوئے تو خواص قوم نے خواب دیکھا کہ یوشع اس تممت سے پاک جو تم لوگ تفصیر اپنی منان کرنا آخر شمس صبح کے وقت جماد و ضعیف شریف حاضر ہو کے عذر کرنے لگے اور متابعت و مطاوعت حضرت یوشع میں مستعد ہوئے اور بعض صورت وفات یون بیان کرتے ہیں کہ جب تینتیس برس جنگل میں گذرے تو حضرت موسیٰ نے حضرت یوشع اپنے بھانجے کو اپنا وصی فرمایا اور قوم سے کہہ دیا کہ اب میری عمر چھوڑی رہی ہے دوسرے دن حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے بعد سلام علیک حضرت موسیٰ نے فرمایا جنت زائر ام قابض حضرت عزرائیل نے کہا قبض روح کو آیا ہوں فرمایا کس طرح قبض روح کرو گے

وفات موسیٰ علیہ السلام

لوگے منہ سے فرمایا میں نے اس منہ سے بیواسطہ اللہ سے باتیں کی ہیں کما کانون سے کہا لوگ فرمایا کہ میں نے کانون سے کلام الہی بیواسطہ سنا ہے کما آکھون سے فرمایا کہ آکھون سے میں نے نواہی دیکھا ہے پھر کہا ہاتھوں سے فرمایا کہ میں ہاتھوں سے توتی اٹھائی ہے کما پاؤن فرمایا کہ پاؤن سے طور پر گیا ہوں تب حضرت غزراہیل لاجواب ہو کر پھر گئے اور جناب الہی میں حضرت موسیٰ کی گفتگو کی کیفیت بیان کی ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ تو میرے پاس کا انانہیں چاہتا حضرت موسیٰ نے عرض کیا یا الہی میں دل سے یہ چاہتا ہوں پر یہ آرزو ہے کہ ایک مرتبہ اور مقام قدس میں حاضر ہو کر سناجات کروں اور کلام شہین تیرا سن لوں اور یارب میں اپنی اڑکیاں تیرے سپرد کرتا ہوں انکو بد کاموں سے محفوظ رکھنا اور صلال روزی انکو عطا کرنا ارشاد ہوا کہ آگے چل چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے چلے تو ایک قبر نظر پڑی اوپر چند آدمی نظر پڑے حضرت موسیٰ نے پوچھا یہ قبر کسکی ہے ان لوگوں نے کہا ایک خاص بندہ خدا کی ہے کہ وہ شخص تمہاری مثل ہے پھر کسی نے کہا کہ اس قبر میں درآؤ تو ہم دیکھیں تمہارے قدم کے مطابق ہو یا نہیں حضرت موسیٰ قبر میں اترے اور سو گئے جب حضرت غزراہیل نے سبب جنت سونگھا یا کہ انتقال ہوا اور فرشتوں نے قبر کو بند کر دیا مگر صحیح تریہ ہے کہ قبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیت المقدس میں سرخ ٹیلے پر واقع ہے جناری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ملک الموت موسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ اپنے رب کا حکم مان یعنی موت قبول کر موسیٰ نے ایک طمانچہ مارا آنکھ پر کہ آنکھ پھوٹ گئی تب ملک الموت پھر گیا اور عرض کرنے لگا یا الہی تو نے ایسے بندے کے پاس بھیجا کہ وہ موت نہیں چاہتا اور آسنے میری آنکھ پھوڑ ڈالی سو خدا نے آسکی آنکھ بنا دی اور فرمایا کہ پلٹ جا میرے بندے پاس اور کہہ تو زندگی چاہتا ہے تو اپنا ہاتھ بیل کی بیٹیہ پر رکھ سو جب قدر تیرا ہاتھ بالون کو ڈھانک لیگا جتنے بال ہونگے اتنے برس تو زندہ رہیگا موسیٰ نے کہا پھر کیا ہو گا فرشتے نے کہا موت موسیٰ نے کہا اگر یہی حال ہے تو ابھی سہی اے میرے رب مجھ کو قریب کر دے پاک زمین سے یعنی بیت المقدس سے پتھر پھینک مارنے کی سافنت کی برابر پتھر پھیر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اگر میں آس مکان پاس ہوتا تو تمکو موسیٰ کی قبر دکھلا دیتا جو راہ سے کنارے پر سرخ ٹیلے کے پاس واقع ہے

**فائدہ** اس حدیث سے دو باتیں شبہ کی نکلیں ایک یہ کہ فرشتے کی آنکھ پھوڑنا آدمی سے ممکن نہیں دوسرے یہ کہ ملک الموت اللہ کے حکم سے آئے تھے حضرت موسیٰ نے کیوں مارا اس معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو دنیا کی زندگی چاہی تھی لیکن ان دونوں شبہوں کا اسطرح ہو سکتا ہے کہ جب فرشتہ بصورت آدمی آیا تو سب صفات انسانیہ آسمین پائے گئے پھر آنکھ پھوڑنا کیا عجب ہوا

اور حضرت موسیٰ نے ملک الموت نہ جانا تھا بلکہ آدمی سمجھے تھے کہ چھوٹھا دعویٰ روح نکالنے کا کرتا ہے کیونکہ روح نکالنا فرشتے کا کام ہے کسی اور سے نہیں ہو سکتا اس لیے اُس کو اپنے پاس سے ٹالا کہ اتھ آنکہ میں لگا پھوٹ گئی اور یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زندگی پیاری نہ تھی ورنہ دوسری تہ عمر وراثت قبول کرتے اور اخبار الدول میں حافظ ضیاء الدین مقدسی سے منقول ہے کہ وہ قبر حبکو موسیٰ مشہور کرتے ہیں شرقی بیت المقدس متصل اریحا سے نیلے کے پاس واقع ہے اور اُسکی زیارت ہوتی ہے اب تک ایک قبہ اسپر بنا ہوا ہے اور وہاں دو امر عجیب ہیں ایک تو اُس مزار پر کچھ لوگ از قسم شیوخ برنگ مختلف نظر آتے ہیں بعضے بصورت سوار اور بعضے پیادے اور بعضے نیزے کندھوں پر رکھے ہوئے اور جو دریافت حقیقت آنکی کی گئی تو لوگوں نے مختلف باتیں بیان کیں بعضے کہتے ہیں ملائکہ ہیں اور بعضے کہتے ہیں صالحین ہیں لیکن اُنکو خواص اور عوام سب دیکھتے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ جب کوئی عورت حائضہ مسجد میں داخل ہوتی ہے یا کوئی احاطے مسجد میں کچھ گناہ کرتا ہے تو ایک ہوا جنگل میں چلنے لگتی ہے کہ ایسی خوارق عادات سے استدلال کیا جاتا ہے کہ یہ قبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہے حضرت مولانا رفیع الدین محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ ولادت با سعادت حضرت موسیٰ شہ مصر میں ہوئی اور تین ہزار سات سو اڑتالیس ہبوط آدم علیہ السلام سے گزرے تھے اور وفات کے وقت تین ہزار آٹھ سو اسی متقاضی ہوئے تھے کہ اسی حساب سے کل عمر آنجناب ایک سو بیس برس کی ہوتی ہے اور ذکر جناب کلیم اللہ علیہ السلام کا سورہ بقرہ و اعراف و آل عمران و نساء و طہ و قصص و مریم و نمل و انبیاء و مومنون و زخرف و دخان و ابراہیم و ہود و شعراء و نبی اسرائیل و یونس و ماہذہ و نازعات میں ہے۔

### تفہیم شان نزول حضرت یوشع علیہ السلام

اکثر اہل تفسیر کہتے ہیں کہ یوشع ابن نون بن افرائیم بن یوسف علیہ السلام ہیں اور والدہ اُنکی مریم یا کاتھہ ہمشیرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اُنکو اللہ صاحب نے بعد حضرت موسیٰ کے سات برس خلیفہ رکھا پھر نبی فرمایا کہ ستائیس برس نبی رہے احوال اہل یون ہو اگر جب پالیس برس پریشانی اور سرکشگی کے جو اللہ نے بنی اسرائیل کے لیے مقرر کیے تھے گزر گئے اور حضرت موسیٰ اور ہارون نے وفات پائی تو سال اول وفات کے چھ مہینے یا دس مہینے کے گزرنے پر شہر نسیان میں ارجاوا اسی بطریق امام حضرت یوشع سے ہوا کہ بنی اسرائیل کو اس جنگل سے نکالو اور جبارین عاقبتے شام کا ملک لیلوا اور جہاد کرو اور بعد حصول تسلط باعدوت مصر کرو سو حضرت یوشع بن نون نے

حالت حضرت یوشع

جانب عمائد شریف پہلے اور سردار دن بڑھوئے وہاں کشتیان بنا بر عبور نہ ملیں حضرت یوشع نے جان  
 صدوق بنی تابوت کی تہ کو اس کی تہ کو گھوسو حالین صدوق نے صدوق کھانی  
 آب اردن خشک ہو گیا اور بنی اسرائیل پار ہوئے اور حضرت یوشع نے ایک مینار بطور علامت  
 اس خارق عادت کے اُس مقام پر تعمیر کیا اور جب قریب قریب اسی کے جلوہ فرما ہوئے تو دو آدمی  
 بطور باسوس روانہ کیے اُن دونوں نے وہاں کا حال مفصل آکر بیان کیا فی الفور حضرت یوشع سوار ہوئے  
 اور نماز پڑھی اور تین شہروں کو گھیر لیا روایت ہے کہ اسی کا بڑا شہر قریب اردن تھا وہاں کے قلعے کمال  
 مستحکم اور بہت ترانے بہت محکم تھے بسو فیض نامہ و حالات انہی سب میں کہنے لگے کہ ہم کس بلا میں ہیں  
 خدا نجات دے اس کیفیت سے کہ قبل شہادت نے حضرت یوشع علیہ السلام کو مطلع فرمایا انجناب نے  
 ساتویں دن محاصرہ سے سرداران بنی اسرائیل اور ایہ بارونی کو ساتھ اپنے لیا اور شہر کا طواف  
 سات بار کر کے دعا پڑھی اور جانب شہر میں فریاد و فغاں تھا کہ خدا تیرے ایک جانب سے دیوار شہر  
 کی ٹوٹی بلا فیصل اور دیوار میں زمین میں زمین میں بحال ہو گیا کہ بنی اسرائیل نے یوشع کو  
 اور شہر کے اندر داخل ہوئے اور ساتواں دن شہر کو قتل کر کے ماں و اسباب اٹھا خوب لوٹا کذا اللہ تعالیٰ  
 انجناب الدولہ کا انجناب شہر روایت ہے کہ بنی اسرائیل کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ  
 سے نکلے تھے وہ سب چالیس برس تک ایک شخص بھی انہیں کا جنگل میں نہ رہا تھا صرف  
 یوشع بن نون اور کالوس بن یوشع اور ہرون اور قحط حرمین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ برآمد ہوئے تھے  
 اسی شمار سے حضرت یوشع بن نون اور موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ جنگل سے بلا زیارت و نقصان نجات  
 شام نکلے تھے اور اس کے دار السلطنت تھا کہ محاصرہ کیا وہاں بادشاہ علاقہ رہتا تھا وہ مقابل ہوا اور  
 اس نے صرف جنگ برپا کر کے رہا اور اس کے اور اس طرف حضرت یوشع نے اپنی فوج کی  
 طرف ہانسی اور لڑائی شروع ہوئی ہر طرف فوج سلطان نے داد مدد کی میدان کارزار میں از حد  
 ہی ایک لشکر بنی اسرائیل کہ بہت کثرت سے تھا غالب آیا اور شہر بادشاہ بھاگ کر ایک قلعے میں چھپا  
 یوشع علیہ السلام نے قلعے کا محاصرہ کر لیا تب بادشاہ باہر بن باعور کے پاس کہ مرد عابد خدا آگاہ  
 قبول ہوا کہ بنی اسرائیل میں سے خود انعامیوں میں سے رہنے والا جہازوں خواہ شہر طبا کا تھا اہم  
 جانتا تھا محاصرہ ہوا اور تمس ہوا کہ جو آپ نے کرنا ہے اس کو بھرنے کے لیے باطن سے منع ہوا تب نے کہا یہ لشکر جانب سے آیا ہے  
 میں سرگردو خاک نامت بنی اسرائیل قبول کرو بادشاہ نے کہا میں تو ہرگز قبول نہ کروں گا اگر تو دعائیں کرتا تو

میں قتل کرونگا عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ بلم با عور نے خدا کے خوف سے بادشاہ کا کنا نامانا  
 تب بادشاہ نے اسکی جو رو کو کہ نہایت حسینہ تھی اور بلم اسپر فریفتہ تھا مال کی طمع دیکر نہرین ایمان گردانا اسے  
 بلم با عور سے با صلر کہا بلم راضی ہو گیا الا پھر بھی خوف خدا کر کے پہلے اسے بادشاہ کو ایک حید  
 سکھایا کہ بادشاہ اشکر میں فاحشہ عورتیں خوبصورت بھیجے کہ لوگ بربکاری کریں اور مرتکب زنا ہوں  
 تو آپس زلت پڑے اور شامت اعمال سے نہریت اٹھائیں بادشاہ نے چوڑا چوڑا برس کی عورتیں اشکر  
 میں بھیجیں مگر بکت پیغمبر سے یہ حیلہ نہ چلا اور حافظ حقیقی نے سب کو محفوظ رکھا پھر اس قحبہ نے کہا کہ اگر دعا  
 نہیں کرتا تو مجھ کو طلاق دے ناچار بلم اپنے حجرہ میں دعا کرنے گیا اس جگہ دو شہر بیٹھے تھے دوڑ پڑے  
 بلم بھاگا اور اپنی عورت کے پاس آکر کہنے لگا کہ پیغمبر بھگا آنا اچھا ہے مجھے دعا نہیں ہو سکتی بلکہ مجھ کو شرم  
 آتی ہے اسے کہ میں ایسی بات نہیں سنتی ناچار پھر اپنی عبادت گاہ کو چلا جو بہن قدم اندر رکھا دوسرا پ  
 دوڑے بلم بھاگا اور پھر جو رو سے بولا کہ خدا سے ڈر پیغمبر دن کے حق میں بد دعا کرنا بد ہے اسے کہا ایسی  
 اور فریب مجھ کو پند نہیں آتے پھر باہر نکلا اور ایک گدھے پر سوار ہو کر پہاڑ والے عبادت خانہ میں چلا  
 گدھا رک رہا ہر چند بلم نے ہانکا نہ چلا اور بولا کہ اے بلم یہاں سے پھر حل دوزخ میں نہ پڑ اس کلام سے  
 بلم پھر چلا راہ میں شیطان نے کہا کیوں پھرے جاتے ہو بلم نے کہا کہ میرے گدھے نے منع کیا  
 اور میں بھی چاہتا ہوں کہ یہ کام بد ہو ابلیس نے کہا کہ یہ سب دوسو سے شیطانی ہیں گدھا کہیں باتیں  
 بھی کرتا ہو تم بیشک دعا کرو کہ اشکر یہاں سے پھر جاے اور تم قوم کو ہدایت کرو اور اپنے واسطے  
 دعا مانگو کہ تمکو خدا پیغمبر کرے اور تمھاری جو رو تمھارے پاس رہے ایسی جو رو پھر نہ ملیگی پھر بلم با عور  
 آگے نہ بڑھا لیکن گدھا آگے نہ گیا تب بلم نے پیادہ پا جا کر پہاڑ پر دعا مانگی اسی دن بنی اسرائیل کو  
 نہریت واقع ہوئی اور حضرت یوشع علیہ السلام تھیر ہو کے سجدے میں گرے اور عرض کرنے لگے  
 کہ یا ائی بنی اسرائیل چھ مہینے تک یہاں صبر کرتے رہے تاکہ یہ ملک عاتقہ سے لیکر تیرا حکم  
 بجالائیں اور مال و متاع انکا جو ہاتھ لگے جلا دین سو یہ معاملہ درپیش آیا کہ ہمارے لشکر کو نہریت ہوئی  
 اور وہ بھی تیرے حکم سے تھا اور یہ بھی تیرے حکم سے ہی اسوقت وحی ہوئی کہ اے یوشع اس قوم  
 میں ایک شخص عابد ہو کہ اسکو اسم اعظم آتا ہو سو اسکی برکت سے یہ اتفاق پڑا ہے حضرت یوشع علیہ السلام  
 پھر سجدے میں گر کے دعا کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے اسم اعظم اسکے دل سے بجلا یا اور لباس نقوسے  
 اسکے بدن سے آتا رہا تب حضرت یوشع علیہ السلام نے سجدے سے سر اٹھایا اور بنی اسرائیل سے  
 قصہ بیان کیا بعد اسکے اسی لشکر نے پختنبہ کے دن حملہ کر کے سارا قلعہ گھیر لیا بلم نے ہر چند

دعا مانگی قبول نہوتی دوسرے دن جمعہ کو جہادہ قتال شروع ہوا کہ زمین ملی اور حصار قلنہ کا گڑھا اور فوج داخل قلنہ ہونے لگی اس عرصہ میں شام ہو گئی حضرت یوشع نے بخیاں اسکے ککل شنبہ ہوا اور شنبہ کی تقییم سے لڑائی منع ہو اگر آج فتح نہوا تو کل عاقبتہ حمار کرینگے اسلئے دعا مانگی انڈ جل شانہ نے آفتاب کو حرکت سے روک دیا کہ پڑھ کر گڑھی دن بڑھ گیا اور دعا تو نے شکست کھائی اور سردار لشکر مارا گیا اور بلعم باخوہر کا ایمان گیا اور زبان کھٹنے کی طرح کنگ ٹیڑھی اسی کا اشارہ جو سورۃ اعراف میں داخل عاوم بنار الذی آتیہاہ ایتاماف نسخ انہا فاتمہ الشیطان نکان من الفادین ولو شئنا لرفناہ و لکنہ ظہر سے الارض واتج ہواہ فمشد کمثل الکلب ان یکل علیہ لیست او تترکہ لیست یعنی سنا انکو احوال اس شخص کا کہ نہتے اسکو دی ہیں آیتیں پھر انکو بڑھکا پھر ویچھے لگا اسکو شیطان تو وہ ہوا اگر امون سے اور ہم چاہتے تو اسکو اٹھا لیتے ان آیتوں سے لیکن وہ گرا پڑی زمین پر اور چلا اپنی خواہش تو نہوا اسکا حال جیسے کتا اسپر تو ادا سے تو اپنے اور چھوڑ دے تو ہا ہے وہ کدہ حق تعالیٰ نے یہ قصہ ہو کر سنسنا یا کہ اگر یہ علم کامل اپنے پاس ہو کام تب آو سے کہ آپ اسکے تابع ہو اور اگر آپ تابع حرص کا ہے اور چاہتے کہ علم میرے کام آو سے تو کچھ نہیں ہوتا اور شاید بانپتے کتنے کی مثل اس میں ہو کہ جب تک وہ حرص سے خالی تھا اسکو باطن سے معلوم ہوا جب دل میں حرص پھیلی تو باطن سے معلوم نہوا یا اگر مجھ معلوم ہوا تو اسکو اپنی طبع کے موافق سمجھ لیا نقل ہو کہ جب بلعم باخوہر دعا کرنے کو چلنے لگا تو چاہا کہ پھر غیب سے کچھ معلوم ہو تو معلوم ہوا کہ حاجب راہ میں پہنچا تو ایک فرشتہ مانسہ شہر نیکی ہاتھ میں بلعم نے اتنا لی کہ اگر حکم ہو تو میں نہ جانوں کہا جا لیکن کچھ بد دعا نکرنا پھر بادشاہ سے پاس پہنچ کر لگا بد دعا کرنے منجھ سے خود بخود دعا کے نیاک نکلنے لگی تب باچار وہ حیلہ سکھایا کہ غور میں خود بصورت لشکر میں جا میں مدنی اسراہیل برکت رسول سے محفوظ رہے تب جو روکے کہنے سے شاید دعا سے بد کی ہو کہ دین اور دنیا کی خرابی ہوئی باحسد بعد اس جنگ کے بلعم باخوہر حضرت یوشع پاس آیا حضرت یوشع نے تعلیم سے بٹھلا لیا بلعم نے کہا میں نے تیرے حق میں دعا کی کہ نہ برکت ہوئی حضرت یوشع نے فرمایا کہ میں تیرے حق میں دعا کی کہ تیرا ایمان جاتا رہے لیکن تجھکو یہ بشارت ہو کہ تین حاجتیں تیری بر آئیں گی بلعم ناخوش ہو کر اپنی جو روکے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں تجھے کتنا تھا کہ پیغمبر کے حق میں دعا سے بد بچا رہیے اور تو نے نمازا اب میرا ایمان ہی جاتا رہو رو نے کہا میں سو برس تو نے خدا کی عبادت کی کیا کچھ بھی اسکے بدلے نہ ملیگا بلعم نے کہا میں حاجتیں روا ہو گئی آسنے کہا ایک دعا میرے واسطے کر اور دو اپنے لیے

کہ بلعم نے کہا میں تمہوں صاحبین قیامت کے دن چاہوں گا کہ آتش دوزخ سے نجات ملے اسے  
 کہا ایک دعا تو یہ ہے واسطے کہ اگر مجھ کو جس اور حیران بستر عنایت ہو اگرچہ بلعم نے کہا کہ بہت حسین ہے لیکن  
 اس مردار نے نہ مانا چار بلعم نے دعا کی ایسی خوبصورت ہوئی کہ تمام گمراہ کئے حسن کی چمک سے روشن  
 ہو گیا آتش بدل آفتاب تابان اگر این ست ہر ششہ خان تاب خود گمراہین ست ہ  
 تب عورت بلعم کی صورت سے متعجب ہو گئے ایک جوان خوش رو پر فریفتہ ہو گئی ایک روز بلعم نے دیکھا  
 کہ دونوں ہم بستر ہیں اسی وقت دعا مانگی خدا نے عورت عورت کی بصورت کلب سیاہ تبدیل کر دی  
 جب یہ حال ہوا تو اولاد اسکی پریشان اور مفارقت ماورین حیران ہوئی اس خبر کو سن کر بعض  
 نبی اسرائیل بلعم با عورت سے کہنے لگے کہ عورت کے ہونے سے گھر ویران و اولاد سہہ گردان ہو  
 خدا سے تعالیٰ سے دعا کہ عورت اصلی عورت کی عود آیت چنانچہ اسے با حصار ان لوگوں کے دعا کی اسی وقت  
 عورت اپنی صورت پر ظاہر ہوئی خالصہ تقریر یہ کہ کہ دونوں صاحبین بلعم کی زبانیں ردا ہوئیں آخرت  
 سے بے ہو و با حارث شریف میں وارد ہو کہ اسباب کفایت کا کتا بصورت بلعم داخل بہشت ہو گا اور  
 بلعم بصورت کلب دوزخ میں جا یگا اقصیٰ بعد اس واقعے کے حضرت یوشع علیہ السلام کو معلوم ہوا  
 کہ ارضی مقدس میں ایک شہر عالی نام کہ رہتے واسطہ اس شہر کے بت پرست و مشرک ہیں  
 چنانچہ حضرت یوشع مع لشکر بنی اسرائیل اس شہر میں تشریف لیگئے اور بارہ ہزار بت پرستوں کو  
 مع سلطان تیغ فرمایا اسی شہر کی پشت پر دو پہاڑ واقع تھے عماد و حیمون نام کہ باہین ان دونوں کے  
 ایک خلیق کثیر سکونت پذیر تھی انکو دعوت ایمان فرمائی انھوں نے دعوت قبول کی اس جگہ ایک پہاڑ  
 سلم واقع تھا وہاں خلیق کثیر رہتی تھی انکو بھی دعوت ایمان فرمائی کہ بلعم و شبت ایمان لائے جب اسے  
 فتوح بنیائے اسی ظاہر ہونے تب حضرت یوشع نے جانب اقصیٰ مغرب قصد کیا اور بلاد انبیا  
 میں داخل ہوئے وہاں پانچ شہر تھے ہر شہر میں ایک سلطان فرمانروا تھا ان سب نے جمع ہو کر  
 مقابلہ کیا مگر سب کے سب اثنار جدال میں بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک منارہ کو وہ میں پویشہ  
 تب حضرت یوشع نے وہ کوہ پر چند آدمی معین فرمائے اور فرعون اشکر جہار مذکورین کا تقابلیہ کیا  
 کہ اکثر لوگ قتل ہوئے اور بقیۃ السیف پر اوڑے آسمان سے برتے اور اسی حالت میں پانچوں  
 بادشاہوں کو حضرت یوشع نے قتل کیا پھر بنا بر فتح بقیہ و بار شام متوجہ ہوئے اور اکیس بادشاہوں کو  
 گرفتار فرما کر قتل کر دیا اور ملک شام قبضہ میں بنی اسرائیل کے در آیا اور عمال نبی اسرائیل نوچ  
 شام میں قائم ہوئے تب حضرت یوشع جانب باملس اس مکان پر تشریف لیگئے جہاں تابوت حضرت یوشع

حضرت یوشع  
 علیہ السلام

حضرت موسیٰ نے رکھ دیا تھا اس تاہوت کو لیکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس دفن کیا کذا فی اخبار الدول  
 روایت ہے کہ جملہ واقعات سات برس کے عرصہ میں واقع ہوئے پھر بیسٹیاں یا اٹھائیس برس تدبیر و  
 تندیب قوم بنی اسرائیل میں مصروف رہے یہاں تک کہ مرض موت میں مبتلا ہوئے حالت بیماری  
 میں خبر پہنچی کہ مارق بادشاہ کوہ سلم مع اپنے توابع کے فزند ہو گیا اسی وقت کالب ابن یوقنا کو گیا  
 دو لیحدہ قرار دیا اور خود عالم بقا کو مالک عالم کے پاس تشریف لیگئے عمر شریف ایک سو اٹھائیس  
 یا ایک سو بیس کی ہوئی لیکن تتبع سیر و تقاسیر سے واضح ہے کہ مدت دعوت و حیات میں اختلاف  
 اہل کتاب کے نزدیک مدت دعوت اکیس برس اور عمر ایک سو دس برس کی ہے اور عرائس میں  
 زمان دعوت ستائیس برس اور عمر ایک سو چھبیس برس کی لکھی ہے اور منتظم میں ہے کہ حضرت یوشع بیس  
 برس کے تھے جب موسیٰ کی خدمت میں آئے اور سو برس کے تھے جب موسیٰ نے وفات پائی  
 بعد ازاں ستائیس برس خلافت میں گزارنے اس طرح عمر شریف ایک سو ستائیس برس کی ہوتی ہے  
 اور اخبار الدول میں دو سو برس کی لکھی ہے و اللہ اعلم بحقیقہ الحال مدفن شریف قریب  
 مقبرہ افرانیم ابن یوسف علیہ السلام پہل افرانیم پر واقع ہے اور بعض کے نزدیک موضع قدس  
 تعلقات صفد میں ہے اور بعض کے نزدیک مقبرہ النعمان کی کہانی اخبار الدول بالجملہ بعد وفات  
 حضرت یوشع علیہ السلام کے کالب ابن یوقنا یا یوقنا ابن نارض ابن یودا نے کہ سبط یہود خلیفہ  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے شہر مارق کو بجگم انہی فتح کیا اور سات برس کے بعد بنی اسرائیل کو لیکر  
 مصر میں آئے اکثر علماء کو پیغمبر مرسل کہتے ہیں اور توریت میں بھی انکی نبوت پر نص صیح ہے مگر صحیح ہے  
 کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفوں میں تھے اور بعد حضرت یوشع مہمات بنی اسرائیل انھیں سے  
 متعلق ہوئے کہ بعد الطینان کامل ایک لشکر عظیم ترتیب دیکر متوجہ ملک مارق ہوئے اور کوہ سلم  
 و نواحی کا محاصرہ کیا اور جسے مقابلہ کیا تیغ ہوا حتیٰ کہ دس ہزار آدمی بت پرست مارے گئے اور  
 مارق مع جماعہ خاصہ مقید ہوا و بقینہ السیف پہاڑوں میں بھاگے وہیں سے قوم بنی اسرائیل  
 جانب مصر تشریف لیگئے و ولایات شام بلجاہدال و قتال ہاتھ آئے بعد ازاں حضرت کالب نے  
 وفات پائی اور حالت مرض میں لوشاتوس اپنے بیٹے کو خلیفہ کیا یہ شخص حسن و جمال میں پیشہ حضرت یوسف  
 سے تھا و نجوم فتنہ اسے تغیر صورت کی دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے بتلا سے بلا سے بدری فرمایا اور  
 صورت تغیر ہو گئی یہ خلیفہ ہزار برس بنی اسرائیل میں رہا کذا فی اخبار الدول بعد ازاں خلعت نبوت

وفات یوشع علیہ السلام  
 وہی ہوا کا ہے

اختلاف  
 در وقت یوشع علیہ السلام

## تفہیم ہفتہ در احوال حضرت خزیمہ علیہ السلام

خرزیمہ علیہ السلام ابن نوذری سبط یہودا میں تھے مالک عالم نے انکو نبی اسرائیل میں بعد نوشا قوس کے نبی فرمایا اور بنا بر تبلیغ رسالت جانب الملیا خواہ داوران کے بھیجے گئے چنانچہ حضرت خزیمہ نے جاتے ہوئے حکم جہاد پہنچایا کہ تمام قوم نبی اسرائیل میدان داوران میں کہ حوالی واسط واقع ہو جسے ہولی اور حضرت خزیمہ بنا بر دعائے نصرت شکست ہوئے ان کم سختوں نے موت جہادی کو ماروہ سمجھ کر میدان جہاد سے منہ موڑا اور بولے کہ اس میدان کی ہوا متعفن ہو کہ اکثر لوگ بلا سے وہاں میں گرفتار ہیں جب ہوا میان کی صاف ہو جائیگی اسوقت ہم جہاد کریں گے ابھی تو ہم جہاد نہیں کرتے اسی تردد و پس و پیش میں اللہ جل شانہ نے بلا سے طاعون مسلط فرمایا کہ اکثر لوگ مر گئے اور بعض بھاگے اور بعد رفع بلا پھر آئے دوسرے برس پھر وہاں آئی حسب روایت ابن ابی براح شتر ہزار آدمی و بروایت ابن عینہ اسی ہزار و بروایت ابن عباس چار ہزار و بروایت حسن اٹھ ہزار و بروایت ابن ملیک تیس ہزار آدمی بھاگے اور ایک جھل میں جو بامین دو پہاڑوں کے واقع تھا ٹھہرے مالک عالم نے دو فرشتے بھیجے ایک نے طرف اعلیٰ سے دوسرے نے جانب اسفل سے ایک ایک آواز دی کہ سب ایک بارہ مر گئے اور جانور بھی اپنی اپنی جگہ پر بیان ہو کر رہ گئے اطراف و جوانب کے لوگ دفن کرنے کو آئے مگر مردوں کی کثرت سے دفن نہ کر سکے نہ چار ایک دیوار واسطے حفاظت کے گرد ان لاشوں کے کھینچ دی تاکہ لاشیں مردوں سے محفوظ رہیں بعد ہفتہ خواہ بعد ایک مدت و راز کے حضرت خزیمہ علیہ السلام کا اسی طرف گذر ہوا تو صرف ایک انبار ٹھیلوں کا دکھلانی دیا اور باطلاع حق یہ معلوم ہوا کہ یہ بڑیاں نبی اسرائیل کی ہیں تب دعا فرمائی لگے کہ یا الہی جسطح تو نے ایک مرتبہ زہر مات چکھا یا اسی طرح اب شربت حیات پلا خالق حقیقی نے سب لوگوں کو ایک مرتبہ زندہ کیا کہ سبحانک اللہم و بحمک لا الہ الا انت کہتے ہوئے آٹھے اور شہر میں گئے اور جب تک اللہ نے چاہا زندہ رہے اور اگلے اولاد بھی ہوئی چنانچہ نشان انکی اولاد کا یہ ہے کہ انکے بدن سے مردے کی بو آتی ہے اسی قصہ کا سورہ بقرہ میں اشارہ ہے الم ترالی الذین خرعوا من دینہم وہم الون عذر الموت فقال لهم اللہ موتوا ثم احیاء ہم یعنی تو نے دیکھے وہ لوگ جو کل آئے گھر دن سے اور وہ ہزاروں تھے موت کے خوف سے پھر کہا انکو اللہ نے مر جاؤ ویچھے انکو جلا دیا فائدہ یہ موت موت عقوبت تھی یا موت تنبیہ نہ موت انقضاء اجل ورنہ خلاف آیتہ لایزدقون فیہا الموت الا الموتہ الاولى و لوقع ہوتا ہے کیونکہ اگر استبغار اجل کر چکتے تو پھر دنیا میں زندہ نہ ہوتے لیکن تفسیر زاو السیر میں لکھا ہے کہ یہ معجزہ تھا پیغمبر کا اور آیات انبیاء علیہم السلام موتہ اولی سے متعلق ہیں تنبیہ یہ قصہ اس جگہ اس واسطے فرمایا کہ مسلمان لوگ

تفہیم ہفتہ در احوال حضرت خزیمہ علیہ السلام

جہاں سے تنہا نہ موثرین کہ یہ عیب کی بات ہے اور ظاہر ہے کہ موت کبھوں نہ چھوڑے گی آدمی کی عقل ناقص سطر  
لائی ہے کہ مرگ سے احتراز کر کہ خدر اس سے ممکن ہے اگرچہ عقل کامل انکار کر کے کہتی ہے کہ اگر مرضی رب موت پر  
آٹھری ہے تو خدر اس سے غیر ممکن اور جو قضا نہیں ہے تو خوف مرگ بیفائدہ ہے از مرگ خدر کردن  
دور روز رو نیست + روزے کہ قضا باشد روزے کہ قضا نیست + روزے کہ قضا باشد کوشش  
نکنہ سود + روزے کہ قضا نیست در مرگ رو نیست + اور بعض محققین صوفیہ صریح معنی اس آیت کے  
بزبان اشارت یوں فرماتے ہیں کہ آیۃ الذین خرجوا من دیار ہم الخ سے وہ لوگ مراد ہیں جو عادات اور رسوم  
کے گھروں سے مالوفات نفس اور طبیعت کو دریاے ریاضت کے پانی سے دھو کر باہر نکلے اور قدم  
ہمت سے منزل حیات حقیقی اور خانہ نقاے ابدی میں در آئے ہیں اور سیر سلوک کی تمنائیں جو جبل  
سے عذر کر کے بجا گئیں اور ظاہر ہے کہ زندگی دل کی بلا موت نفس امارہ کے حاصل نہیں ہوتی جب یہ مرد و مولا  
تو ہادی ہدایت اور داعی ارشاد نے صدائے موتوا کان میں پہنچائی یعنی اوصاف بشریہ فانی ہوئے  
اور اخلاق ذمیمہ محو ہو گئے کہ یہ دونوں قرب مقام سے دور رکھنے تھے اور جب حسب ارادہ مرے تو  
دوسری بار بجایات قابضہ وجود دائم زندہ ہوئے اور ارشاد ہوا ثم اجابہم سے بے حجاب ماننا سرا  
لباب + مرگ بگزین و بر و از آن حجاب + نے چنان مرگے کہ در گور سے روی + مرگ تبدیلی کہ در  
نور سے روی + اور ہر گاہ کہ یہ مرتبہ بلا نفس اور ہوا و شیطان کے اعداء حق ہیں ممکن الحصول نہیں اس واسطے  
جملہ سالکان سبیل حق کو مقابلہ کا حکم دیتے ہیں اور او سپر ترغیب اور تخریص فرماتے ہیں کہ قاتلوانی سبیل اللہ  
یعنی نفس و شیطان سے راہ خدا میں داخل ہونا اللہ سمیع علیم اور جانو کہ خدا سنتا ہے و جاتا ہے اسرار دلوں  
کے یا سنتا ہے در دمندون کی نامی و زاری کہ شوق الہی میں کرتے ہیں امام قشیری فرماتے ہیں کہ سمیع علیم  
بلاکشان محبت کا نسلی نامہ ہے القصہ حضرت خرقیل علیہ السلام نے ایک مدت دراز ان لوگوں میں بسر فرمائی اور  
حال قوم کا یہ رہا کہ کاسبے موافق و کاسبے مخالف ناچار ہجرت فرما کے بابل میں تشریف لائے چند روز کے بعد  
وفات پائی مدفن شریف در میان حلقہ کوذوائع در تعداد عمر کسی کتاب میں نظر نہیں آئی فائدہ بعض اہل تفسیر  
لکھتے ہیں کہ حضرت خرقیل خلیفہ ثالث حضرت موسیٰ کے تھے انھیں کا نام ذوالکفل تھا اور ابن العزیز بھی اس کا تفسیر  
یہ لکھی ہے کہ خرقیل علیہ السلام کے باپ کے دو عورتیں تھیں ایک سے دس بیٹے تھے اور دوسری صغیرہ  
ضعیف تھیں سو ایک روز اس نے جسکی اولاد بھی کما کہ بھگو تھو تفضل ہے اس پر اس ضعیفہ کو غم ہوا اس نے مہین  
رات کے وقت نماز نیا میں کھڑی ہوئی اور صبح تک اس دعا سے اولاد میں بالضرع وانکسار  
مشغول رہی آخر چارہ مقبول ہوئی اور وقت طلوع آفتاب آثار حیض ظاہر ہونے اور کیفیت

جوانی کی اسکے بشرے سے پیدا ہوئی کہ اُس کے شوہر کو میلان مباشرت ہو چنانچہ بعد طہارت اُس نے مقاربت کی کہ حاملہ ہوئی کہ حضرت خزیمہ پیدا ہوئے اس سبب سے لوگوں نے آنجناب کو ابن العجوز کہنا شروع کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ حضرت وحضرۃ الیسع بن حضرت الیاس کے نبی ہوئے ہیں اور حضرت ذوالکفل کے بعد غلبہ عاقلہ ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ الیسع بن اکانام تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام بیٹے تھے نام ایجا بشر ابن ایوب اور لقب ذوالکفل اور بعد ایوب کے روم میں نبی ہوئے چنانچہ اخبار اللہ و میں بھی ذکر انکا بعد حضرت ایوب کے اسطرح لکھا ہے کہ جب حضرت ذوالکفل یعنی بشر ابن ایوب رسول روم ہوئے تو قوم کے لوگ اول ایمان لائے اللہ تعالیٰ نے انکو حکم دیا کہ جہاد کرو قوم نے انکار کیا اور کہنے لگے کہ ایو بشر ہلوگ حیات کو دوست رکھتے ہیں اور مہات کو مروہ جانتے ہیں بالین ہمہ مخالفت خدا و رسول بھی ہمارے نزدیک مروہ ہے پس اگر تم اللہ سے یہ درخواست کرو کہ ہم لوگ نہ مرنے تک موت نہ مانگیں تو ہم اللہ کی عبادت کریں اور اُس کے دشمنوں سے جہاد حضرت نے فرمایا کہ تم نے بہت سخت سوال کیا ہے مگر تمنا پر کھڑے ہوئے اور دعا مانگی اللہ نے قبول فرمائی اور ارشاد کیا کہ تو قوم کا فیصل ہو چنانچہ حضرت بشر ابن ایوب نے قوم سے مقبولیت سوال کا حال بیان کیا اور فیصل امر مذکور ہوئے اسی واسطے ذوالکفل نام ہوا اور قوم کے لوگوں میں کثرت اولاد و اخادد اس حد کو پہنچی کہ بلاد روم میں گنجائش نہ رہی تب قوم نے موت مانگی اور اپنی اپنی اجل میں مرنے لگی یہی وجہ بزرگ کثرت روم کی اور حضرت بشر ابن ایوب نے شام میں وفات پائی عمر انکی پچیس برس کی ہوئی نزار شریف قریہ کفل متعلقات تالیس میں واقع ہے مگر صحیح عند المحققین یہ ہے کہ ذوالکفل علیہ السلام وصی الیسع ابن اعدوت کے تھے اور خزیمہ و بشر ابن ایوب بھی ملقب نبی کفل تھے اور اُن سے پیشتر گذرے ہیں معالم التنزیل میں حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ لم یکن ذوالکفل نبیا و لکن کان عبدا صالحا اور بعضے کہتے ہیں کہ ذوالکفل سے جو سورہ انبیاء میں مذکور ہیں کہ در اسمعیل و ادیس و ذوالکفل کل من الصابین مراد الیاس ہیں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور بعضوں نے وجہ تسمیہ ذوالکفل کی یہ کہی ہے کہ ذوالکفل نے زمانے میں کنعان نامے ایک بادشاہ بت پرست تھا اُس نے وقت دعوت ایمان کہا کہ اگر مجھ کو بہشت ملے تو میں ایمان لاؤں حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے اُسکا سوال جناب باری میں التماس کیا ارشاد ہوا کہ تو بہشت کا وعدہ کر اور ضامن و فیصل ہو جا بلکہ وثیقہ اپنے دستخط سے لکھ دے چنانچہ آنجناب نے وثیقہ لکھ دیا کہ اُس وثیقہ کو بادشاہ نے اپنے پاس رکھا اور ایمان لایا اور بادشاہ سے دست بردار قوم سے بیزار ہو کر ایک جزیرہ میں جا بیٹھا بعد مدت دراز کے قوم کے لوگوں نے تلاش کر کے ملاقات حاصل کی اور بادشاہ نے سب کو دعوت ایمان فرمائی کہ اکثر ایمان لائے اور

بشر ابن ایوب  
دندان خزیمہ

دو بیٹے ذوالکفل

جب بادشاہ کی موت قریب آگئی تو اُسے وہ وثیقہ اپنی قبر میں رکھ لیا جب وفات پائی تو تین دن کے بعد قوم کے لوگوں نے حضرت ذوالکفل علیہ السلام سے کہا کہ ہلکے نشان دو کمان بہشت ہمارے بادشاہ کو ملی اور سزا سکی ہلکے دکھلاؤ ہر چند حضرت نے دلائل و براہین وصول بہشت کے بیان فرمائے لیکن جاہل لوگوں کے خیال میں کب آتے ہیں ناچار جناب الہی میں متمس ہو گئے کہ یا الہی اس مقدسے میں میری مردہ کو دو یا تین دن کے بعد ایک فرشتے نے رسید بہشت فرمیں بہت بخلاؤ مہر بادشاہ حضرت ذوالکفل کو پہنچائی کہ اٹھنا اب نے اپنی قوم کو دکھلا دی تب وہ لوگ گردیدہ ہوئے اور یقین لائے اس سبب سے ذوالکفل لقب ہوا اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ذوالکفل نبی تھے کیونکہ اللہ صاحب نے زمرہ انبیاء ذکر کیا ہے چنانچہ سورہ صاد میں ارشاد ہوتا ہے و ذکر اسمیل و ابراہیم ذوالکفل کل سن الاخیار یعنی یاد کر اسمعیل کو و ذوالکفل کو اور ہر ایک تھا خوبی والا اس مقام سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بایں یسع و ذی الکفل کے مناکرت نام ہی یسع اور بین اور ذوالکفل اور عالم التنزیل میں عطا سے روایت ہے کہ ذوالکفل ایک نبی اسرائیل میں ہوئے ہیں جب انکی وفات قریب تر پہنچی تو وحی ہوئی کہ ای ذوالکفل تیری وفات کے دن پاس آگے ہیں سو تو ملک مفوضہ اپنا قوم نبی اسرائیل پر عرض کر اور دیکھ کون شخص اس قوم میں پرہیزگار ہے جو شخص قائم اللیل و صائم النہار اور حلیم الطبع اور متین الوضع ہوا سکو پھر وکر کہ وہ انکا کفیل ہے کہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا کہ تلاش و تجسس میں پڑے چنانکہ ایک جوان بصفات مذکورہ موصوف اور بشرافت نسب و حسب معروف حاضر ہوا حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے اُسکو کفیل نبی اسرائیل قرار دیا اور وفات فرمائی اس سبب سے ذوالکفل لقب ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ ذوالکفل نے تئو پیغمبروں کو قتل سے بچایا تھا اور انکے کفیل ہو گئے تھے اس سبب سے ذوالکفل مشہور ہوئے و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال ذکر انکا سورہ انبیاء و صاویں موجود ہے

### تفریح ہندیہ ہم در احوال حضرت الیاس علیہ السلام

عالم التنزیل میں ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک الیاس علیہ السلام ہر دو عمر زاد حضرت الیسع علیہ السلام کے ہیں اور عبد اللہ ابن سعور رضی اللہ عنہ کے نزدیک الیاس نام اور یسع علیہ السلام کا ہے اور یہ روایت ابن ابی حاتم کی ہے اور بقول دیگر محققین الیاس علیہ السلام ایک رسول تھے نبی اسرائیل میں اور بقول ابن عساکر بسطی یسع ابن نون سے تھے اور بعض اولاد ہارون علیہ السلام سے کہتے ہیں اور محمد ابن حنفیہ نے لکھا ہے کہ الیاس ابن یاسین و بقول ابن شیرین فحاض بن غبرار بن ہارون بن عمران اور کہتے ہیں کہ الیاس کو یاسین بھی کہتے ہیں بطرح طور سینین و طور سینا بالجملہ یہ نبی ہیں بالاتفاق کما قال اللہ تعالیٰ

دن الیاس لمن المرسلین اور بعثت انکی الہی ابلبک پر ہونی تھی اور غسل نام تھابت کا اور آب بانی  
 شہر کا اور حال یون ہوا کہ اس شہر میں جب نام ایک بادشاہ بت پرست سخت مشرک اور خراب تھا اسے  
 بیس گز کا بسا چوکھا بت بنوایا اور اسکا نام بعل رکھا اور چار گنا آدمی اسکے مترجم کلام گو یا سکر تر قرار دیے  
 اور انکو نبی ٹھہرایا کہ وہ سب اسکے گرد جمع رہتے بلیس ملعون نے دیکھا کہ یہ تو نقشہ خوب جواب اسکے پیٹ  
 میں گھنسی کر یا تین کڑا ہتھوڑا سو وہ اس بت کے انر جا بیٹھا اور وقت سوال جواب دینے لگا اور مصباحین  
 ست بنا کھانے لگے کہ خدا نے یہ کہا اور نابعلین بادشاہ اسی کے موافق عمل کرنے لگے نبی اسرائیل کہ حضرت یسوع  
 ابن نون کے زمانہ سے اس شہر میں قیام پذیر تھے اور بعد حضرت خرقیل علیہ السلام کے بت پرست ہو گئے تھے  
 وہ بھی مطیع بادشاہ ہوئے اور نضاح و اخطین اور عالمین سے انگلیان کا لون بین دینے لگے نبی اللہ  
 جل شانہ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو جو ش فرمایا کہ وہ دعوت حق میں مصروف ہونے کے سورہ صافاً  
 میں ارشاد ہوتا ہوا ان الیاس لمن المرسلین اذ قال لقومہ الاتقون اللہ و تعبدوا لہ و اتقون احسن الخالقین اللہ  
 ربکم و رب آبائکم الاولین فلذہ بواہ فانم لمحرفون الالعباد اللہ المخلصین یعنی تحقیق الیاس جو رسولوں میں جب کہا  
 اپنی قوم سے کیا تمکو ڈر نہیں کیا تم کھارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانیوالے کو جو اللہ جو رب تمہارا اور  
 رب تمہارے باپ دادوں کا پھر اسکو جھٹلایا سو وہ پکڑے آئے ہن مگر جو بندے ہن اللہ کے چنے ہوئے  
 اور بعضے کہتے ہن کہ بعثت حضرت الیاس علیہ السلام اس طرح ہوئے کہ اس جب بادشاہ کی ایک عورت  
 سماء ازیل بنت ملک صیدا لبری قتالہ کافرہ تھی جسے سات بادشاہوں نبی اسرائیل سے آشنائی کر کے  
 بکاخ کیا اور فریب سے انکو مار ڈالا اور ایسی قبضہ کنہ سال تھی کہ شہر تہ جہی تھی اور اسپر پڑھ تھا کہ انبیاء اور رسولوں  
 کے قتل کرنے پر زیادہ تر حرص رکھتی تھی چنانچہ بعض کہتے ہن کہ اسی نے حضرت یحییٰ پیغمبر کو قتل کر پایا مگر ایک  
 حکیم ایمان دار اسکے پاس رہتا تھا اسنے اللہ رسولوں کو اسکے پیڑ ظلم سے چھڑایا تھا بالجہادہ مدار بادشاہ کے  
 مزاج میں نہایت دخل رکھتی تھی حتی کہ جب بادشاہ کسی طرف سفر کرتا تو اسی کو خلیفہ کر جاتا کہ یہ ظالم قضا یا میں  
 حکم دیتی اور اسکے جوار میں ایک مروضہ تنقی مزدکی نام قلعہ کے متصل رہتا تھا اسکا ایک  
 باغ تھا کہ اسمین وہ اور اسکی عورت اپنی بسا اوقات کرتی تھی اور بسبب جوار کے بادشاہ کو  
 اس بیچارہ سے ایک نوع کی رعایت ملو ظہرتی تھی اور اسوجہ سے سماء ازیل کو نہایت حد تھا  
 اور ہمیشہ یہ خیال دل میں رہتا تھا کہ اگر میرا دست رس ہو تو اسکا باغ لے لوں اور اسکو  
 قتل کروں اتفاقاً بادشاہ کسی طرف گیا اور ازیل کو خلیفہ کر گیا اسنے یہ وقت غنیمت  
 جان کے ایک دن چند آدمیوں کو بلا کر گواہ بنا یا کہ مزدکی بادشاہ کو گالیان دیتا ہوں

اور دستور اس جگہ کا یہ تھا کہ جو شخص بادشاہ کو برکے وہ قتل ہو سواستے فرد کی کو اپنے حضور میں طلب کے جواب لیا فرد کی نے انکار کی اسنے گواہوں سے جھوٹھی گواہی لیکے مرد اڈالا اور باغیچہ لے لیا جب بادشاہ کو تو اسنے یہ احوال سنکے اپنی جو رو سے شکوہ کیا کہ تجھ کو مناسب تھا کہ میری غیبت میں فرد کی سے احسان کرنی نہ کہ ایسا ظلم کیا انبیل نے کہا کہ فرد کی نے تجھ کو گالی دی تھی سو میں نے موافق تیرے حکم کے قتل کیا ہے بادشاہ نے کہا میرا انتظار ضرور تھا ازبیل نے کہا اب جو ہوا سو ہوا آئندہ اسی طرح کرونگی تب خالق جبار نے حضرت الیاس علیہ السلام کو سبوت فرمایا کہ حضرت الیاس نے بت پرستی سے منع کر کے ارشاد کیا کہ باغیچہ فرد کی کے ورثہ کو واپس کر دو ورنہ تو مع جو رو اپنی کے کمال ذلت سے اسی باغیچہ میں ہلاک ہو جائیگا بادشاہ ناراض ہو کر کہنے لگا کہ اے الیاس تو ہجو وہ راہ چلاتا ہے جسکو اور بادشاہوں نے ترک کیا ہے یعنی جس طرح اگلے بادشاہ بت پرست تھے اسی طرح میں بھی ہوں مجھے کیا بزرگی ہے کہ میں اُسے خلاف ہوں اب میں تجھ کو قتل کرونگا تب حضرت الیاس اس شہر سے ہجرت کر کے ایک پہاڑ میں چھپ رہے سات سال تک تنہائی میں پریشان اور صولت بادشاہی سے ہراسان رہے اور سواے گھاس اور ساگ وغیرہ اشیاءے جنگلی کے کچھ کھانا نصیب نہیں ہوا اور بادشاہ نے ہر چند تلاش کروایا کہ میں نشان نہ ملا سات برس کے بعد وحی ہوئی کہ اب ظاہر ہونا چاہیے سوا و سکی صورت ظاہر میں یہ نمود ہوئی کہ بادشاہ کا بیٹا سخت بیمار ہوا طبیوں نے جواب دیا اور اس بت نے باوجود نیت اور سماجت کے کچھ جواب نہ دیا اور نہ کچھ تدریر بتلانی اور ابلیس پیٹ ہی میں چپکا ہو رہا اور تر جہوں کی بات کسی نے نہ سنی تب یہ قرار پایا کہ نوحی شام میں ایک دوسرا خدا ہے اسکو بلاؤ کہ اس خدا سے سفارش کرے شاید عمل تمسے ناراض ہو بادشاہ نے کہا میرا کچھ قصور نہیں ہے کیونکہ میں نے اطاعت اور فرمانبرداری میں کسی طرح کی تقصیر نہیں کی ہے تر جہوں نے کہا کہ تو نے الیاس کو قتل نہیں کیا یہی قصور ہے کیونکہ الیاس تیرے خدا کا کافر تھا بادشاہ نے جواب دیا کہ الیاس کا پتہ اور نشان کہیں ملتا نہیں ہر چند تلاش ہوئی پر ہاتھ نہ لگا اور میں ایسا پریشان ہوں کہ اب اسکی تلاش نہیں کر سکتا اگر یہ لاکا اچھا ہو جائے تو میں خود ہی تلاش کروں اور جس طرح مل سکے گرفتار کر کے قتل کروں تاکہ میرا خدا راضی ہو غرض کہ انھوں نے چار سو مصاحبوں کو جان بوجہ ہم بجا جب یہ لوگ اس پہاڑ سے جب حضرت الیاس تھے قریب ہوئے تو حضرت کو ارشاد آئی یوں ہوا کہ بلاخوف اور خطر نیچے پہاڑ کے اتر اور ان کافروں سے سارضہ کر اور دعوت ایمان پہنچا حضرت الیاس مقابل ہو کر اول کافروں سے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اللہ نے تمہارے اور تمہارے معتقدوں کے پاس بھیجا ہے سو تم سونو حکم اپنے رب کا اور اپنے بادشاہ کو پہنچاؤ اور پھر جاؤ اسکے پاس اور کہو

میری طرف سے کہ اللہ صاحب فرماتے ہیں انی انا اللہ لا الہ الا اننا کہ نبی اسرائیل یعنی زین ہی ہوں اللہ کوئی نہیں کہتا میں جو معبود ہوں نبی اسرائیل کا اور مارنے والا اور جلانے والا اور زرق دینے والا اور پیدا کرنے والا میں ہوں تو اپنی نادانی سے دوسرے کو میرا شریک گردانتا ہوں کوئی شخص جہاں میں اپنے نفس کا مالک نہیں ہوا کسی کو طاقت نہیں کہ ایک ذرہ کو حرکت دیکے جسکو میں چاہتا ہوں جنبش دیتا ہوں جب حضرت الیاس نے افسے یہ کلام کہا تو وہ لوگ رعب میں آگئے اور بادشاہ سے آکر بولے کہ الیاس حکمو ملاحظہ ہاں اسکے سفید ہن اور بہت ضعیف ہو گیا ہر کھل کا قمیص پہنے ہمارے پاس آیا تھا اُس نے ایسا کلام فرمایا کہ ہم رعب میں آکر جواب دہ نہ ہو سکے باوصف اسکے کہ ہم چار سو آدمی تھے اور وہ تنہا تھا بادشاہ کما زندگی کا لطف نہیں جب تک الیاس زندہ ہو کسی طرح الیاس کو گرفتار کرو چنانچہ پچاس آدمی زور آور ہو شیار اسی طرح سے سمجھا کر وانہ کیے کہ تم کسی جیلے اور تیر سے یوں طع دیکر لاؤ کہ تمام شہر کے لوگ تیرا ایمان لاویں گے غرض کہ وہ پہلا کے قریب گئے اور پکارنے لگے کہ یا نبی اللہ ابرار لنا دین حسن علینا یعنی اے نبی اللہ کے ظاہر ہوا اور احسان کر ہم پر کہ ہم ایمان لائے اور ہمارا بادشاہ بھی ایمان لایگا اور سب قوم نبی اسرائیل نے تمکو سلام کہا ہوا اور قوم بادشاہ بھی تمھاری گرویہ ہوا اور کہتے ہیں کہ تمھاری نبوت میں ہلکو کچھ شبہ نہیں تشریف لاؤ اور امر معروف اور نہی عن المنکر جاری فرماؤ اور اب مناسب نہیں ہر کہ ہم ایمان لا دیں اور تم ہمسے جدا ہو حضرت الیاس علیہ السلام نے یہ کلام سنکر ارادہ کیا کہ ظاہر ہوں مٹی ہوئی کہ اے الیاس توقف کر انا ظاہر و باطن موافق نہیں یہ لوگ منافقانہ کلام کرنے ہیں تو میرے جناب میں دعا کرتے حضرت الیاس نے یوں دعا مانگی کہ یا الہی اگر یہ لوگ سچے ہیں تو مجھکو اجازت ہو کہ میں ظاہر ہو جاؤں اور جو یہ لوگ کاذب اور منافق ہیں تو انپر آگ آسمانی گرے کہ جل جائیں ہنوز یہ مقولہ تمام نہوا تھا کہ آگ آسمان سے برسنے لگی اور سب جل گئے بادشاہ کو خبر ہوئی بادشاہ نے پچاس آدمی اور سخت مکار و ظالم پہاڑ کی طرف بھیجے وہ بھی گئے اور کئے لگے یا نبی اللہ نعوذ باللہ و بک من غضب اللہ ہم مسدق دل سے ایمان لائے ہیں اور اول جو لوگ حاضر ہوئے تھے سب منافق تھے اگر انکا اتفاق ہو معلوم ہوتا تو ہم انکو اصلاً اس طرف متوجہ نہ ہوتے دینے مگر وہ لوگ جزا سے اعمال کو پہنچے اور تیرے خدا نے بخوبی انتقام لیا اب جاے اندیشہ نہیں ہر تم لوگ قوت ایمانیہ سے بشوق خدمت حاضر ہوئے ہیں بلا تامل آپ تشریف لائیں حضرت الیاس علیہ السلام نے کلام منافقانہ انکا سنا تو پہلے ہی دعا مانگی پھر آگ برسی جس طرح اول برسی تھی یہ بھی خبر بادشاہ کو پہنچی اب بادشاہ نہایت غمگین اور خشکین ہو کر مستعد ہوا کہ بذات خود حضرت الیاس علیہ السلام پر خروج کرے الیاماری بیٹے سے متوقف اور

معدور رہا اور فوج کے سپاہی بھی اس طرف جانے سے انکار کرنے لگے تب بادشاہ نے یہ مشورہ کیا کہ  
 اس حکیم یون کو جو سمانہ اربیل کا منشی ہے بھیجنا چاہیے اغلب کہ ایاس علیہ السلام اسکی ایمانداری سے متوجہ ہو  
 پہاڑ سے اتر پڑینگے عن فمک انشئی کو طلب کیا اور کہا کہ میں حضرت ایاس کے ساتھ ہدیہ کر دوں گا بلکہ منظور ہو کر آیا  
 ہماری ایمانداری سے مطلع ہو جائیں تو انکے پاس حاضر ہوا میری طرف سے معذرت کر اور میرے ایمان کی خبر دے  
 وہ منشی مستعد ہوا بادشاہ نے ایک لشکر جرار اس کے ساتھ کیا اور لشکر یون سے بچھا دیا کہ بسطرح ہو سکے ایاس  
 پہاڑ سے نیچے اتارواور یہاں لاؤ اور منشی سے یون کہا کہ میرا بیٹا سخت بتلاے بلاؤ اور سپاہی میرے  
 بلاے سخت میں گرفتار ہو چکے ہیں اب میں پرستش بت کی ترک کرتا ہوں آپ تشریف لائیں بالجمہ وہ منشی  
 مع لشکر جانب جبل روانہ ہوا اور قریب تر پہنچ کر چارنے لگا کہ ایو ایاس میں حاضر ہوا ہوں حضرت ایاس  
 آواز مسلمان کی سنتے ہی شتاق ملاقات ہوئے انہی وقت وحی ہوئی کہ ایو ایاس اب ظاہر ہوا اور سلام علیک کرنا چاہیے  
 حضرت ایاس سامنے کھڑے ہوئے پوچھنے لگے کہ ایو یون خیر ہو تو کہاں آیا اسے کہا خیر ہو مجھ کو اس نے کہا چارنے تمہارے  
 پاس بچا ہوا کہ میں تمکو شہرین لیجاؤں حضرت ایاس نے فرمایا کہ میں اس کا فر کے پاس نہیں جاسکتا پھر وحی ہوئی کہ اگر تو نہ جاکو  
 تو بادشاہ اس مسلمان کو تہمت کرکے ایو بادشاہ کے پاس جا اور میں مجا فرما ہوں کہ اس بادشاہ کو اسکے بیٹے کے غم میں  
 بتلا کر دوں گا کہ ہرگز تم سے متوجہ نہ ہو سکیگا اور ایسی طرح ست ماروں گا کہ عبرت ہو جائے جب وہ مر جاے  
 تب چلے آنا غرض کہ حضرت ایاس اصحی لشکر کے ساتھ شہرین تشریف لائے اور بادشاہ کے پاس  
 پہنچے اسوقت بادشاہ کا بیٹا زیادتی درد سے بیتاب ہو کر مر گیا کہ بادشاہ حضرت ایاس سے مل نہ سکا  
 اور حضرت ایاس صبح سالم پھر پہاڑ پر تشریف لائے جب بادشاہ کو غم سے فرصت ملی تو اسنے منشی سے  
 حال پوچھا منشی نے عرض کیا کہ میں بھی آپ کا شریک غم ہوں مجھ کو نہیں معلوم کہ ایاس کہاں گئے ناچار چپکا ہوا رہا  
 پھر بعد مدت دراز کے حضرت ایاس تنہائی سے گھبرائے اور پہاڑ سے نیچے اترے اور یونس ذی النون  
 کی مان کے گھر میں چھ مہینے تک چھپے رہے اس عرصے میں حضرت یونس علیہ السلام دودھ پیتے تھے  
 چھ مہینے تک انکی مان بہت خوشی سے خدمت کرتی رہیں بعد اسکے پھر حضرت ایاس پہاڑ پر گئے اور  
 یونس کی مان انکی مفارقت سے بہت ملول ہوئیں اس عرصے میں یونس علیہ السلام نے اتفاقاً اتفاقاً  
 کیا تو انکی مان حضرت ایاس کی تلاش میں نکلی اور پہاڑوں پر ڈھونڈھتی پھری آخر کار حضرت ایاس  
 سے ملاقات ہوئی اسنے عرض کیا کہ ایو ایاس مجھکو تیری مفارقت سے بڑا رنج ہوا تھا اسپر او غضب  
 یہ ہوا کہ میرا بیٹا یونس بھی مر گیا اب مصیبت نے غلبہ کیا اور بلا نے مجھ کو اپرا اور مر جانتے ہو کہ اسکے سوا  
 کوئی لوکا نہیں تھا اب یہ درخواست ہے کہ تم دعا کرو کہ میرا لڑکا زندہ ہو جاے اور اسی امید سے

میں نے اب تک فریب نہیں کیا ہے حضرت الیاس نے کہا کہ اس بات میں مجھ کو حکم نہیں ہے اور میں تا بعد از ہون ہمایا  
حکم ہوتا ہے ویسا کرتا ہوں تب بونس کی بان روئے لگیں اور نضرع وزاری سے پیش آئیں کہ حضرت الیاس نے  
اسکو تسلی دی اور نہایت مہربانی سے پوچھا کہ تیرا بیٹا بونس کو دن سے مر گیا ہے کہا سات دن ہوئے تب  
حضرت الیاس حکم آئی ساتھ چلے اور ساتویں دن بونس کے گھر میں پہنچے دیکھا کہ بونس جوڑا دن سے  
مردہ ہیں حضرت الیاس نے وضو کر کے نماز پڑھی اور دعا مانگی اللہ نے بونس کو زندہ کیا پھر حضرت الیاس  
مکان پر تشریف لائے اس عرصہ میں قوم الیاس نے گناہوں کی شدت سے کمال رو سیاہی حاصل کی اسپر  
حضرت الیاس کو نہایت غم ہوا سات برس کے بعد وحی ہوئی کہ ای الیاس غم کو واسطے کرتا ہے جو تو مجھے طلب کے  
عطا کروں حضرت الیاس نے عرض کیا کہ یا الہی میری تمنا یہ ہے کہ تو مجھ کو اس عالم سے اٹھالے اور میرے باپا بونا  
سے ملاوے کیونکہ نبی اسرائیل سے مجھ کو رنج پہونچا اور انکو مجھے تکلیف پہونچی جو حکم ہوا کہ ای الیاس ہر وقت ایٹھان  
کہ میں زمین کو تجھے خالی کروں لیکن تو اور درخواست کروں قبول کروں حضرت الیاس نے عرض کیا کہ اگر مجھ کو  
اس عالم سے اٹھانا منظور نہیں تو سات برس تک پانی کا برسانا اور نہ برسانا میرے اختیار میں ہو جائے ارشاد ہوا کہ ای  
الیاس میں حجیم ہوں اگر تیرے ظالم ہوں پھر عرض کیا کہ تیرے تک اختیار طے ارشاد ہوا کہ میں حجیم ہوں عرض کیا  
کہ پانچ ہی برس تک اختیار طے ارشاد ہوا کہ میں رحم الراحمین ہوں اور یہ بات رحمت کے خلاف ہے لیکن واسطے عت  
کے تین برس تک خزانہ بانی کا تیرے ہاتھ میں کیے دیتا ہوں کہ بلا حکم تیرے پانی نہ بڑیگا حضرت الیاس نے کہا میں ہر  
کس طرح زندہ رہوں گا ارشاد ہوا کہ ایض طو تیرے واسطے قوت لایوت پہونچا ینگے حضرت الیاس نے عرض کیا کہ اب تین  
راضی ہوا بعد از ان پانی کا برسانا موقوف ہوا گائے بکری بل خچر وغیرہ وحوش طیور مرنے لگے درخت سوک گئے آدمیوں کو  
سخت شکل پڑی مگر حضرت الیاس خوش تھے اور قوم کے لوگ ناہادیرہ حال ہوا کہ انغم کے لوگ حضرت الیاس کی تلاش میں پہنچے  
بلکہ جس گھر میں روٹی کی ڈوباتے تو ہی کہتے کہ الیاس اس گھر میں آئے ہیں اور تلاش کرتے ہوئے غیر کے گھر میں چلے جاتے  
گھروا لے ناراض ہوتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تین برس قحط پڑا تو ایک دن حضرت الیاس ایک  
عورت ضعیفہ کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ تیرے پاس کچھ کھانا ہے اسے کھا تھوڑا آنا اور تیل ہے حضرت الیاس نے  
دعا فرمائی کہ یا الہی امین برکت دے اللہ تعالیٰ نے انکی دعا سے دونوں خیرین بڑھادین کہ اُسکا گھر بھر گیا تب قوم نے  
اُس بڑھیا سے پوچھا کہ یہ برکت کہاں سے آئی اسنے کہا کہ ایک شخص اس صورت کا میرے گھر آیا تھا  
اسنے دعا کی ہر آن لوگوں نے کہا کہ وہ شخص الیاس تھا سو ڈھونڈتے ہوئے دوپٹے کے حضرت الیاس سے  
ملاقات ہوئی حضرت الیاس بھاگے اور ایک عورت کے گھر میں داخل ہوئے اُسکا بیٹا نوجوان سخت  
بیار تھا اُسکے واسطے دعا کی وہ اچھا ہو گیا اور ایمان لائے ساتھ ہوا کہ جس جگہ حضرت الیاس جاتے

وہ بھی ساتھ جاتا متحسین ہفتسٹین لکھتے ہیں کہ وہ نوجوان حضرت الیسع ابن اخطوب تھے جب اسپر چند روز گزر گئے تب وحی ہوئی کہ الیاس تو نے بہت بیگناہوں کو ہلاک کیا ہے یعنی بہائم طیور ہوام وغیرہ بھی تیری بددعا سے ہلاک ہوئے حضرت الیاس نے عرض کیا کہ بارب اب میں دعا کروں تو نجات ملے ارشاد ہوا کہ دعا کر سو حضرت الیاس اپنی قوم میں تشریف لائے فرماتے لگے کہ تم نے رنج بیشک اٹھایا اور ہلاک ہوئے بلکہ تمہاری خطاؤں سے بہائم وغیرہ بیگناہوں پر بھی آفت پڑی اور ابھی تک تم انھیں خیالات باطلہ میں پڑے ہو اگر انکو سمجھ ہو تو اپنے بتوں کو باہر نکالو اور ان سے پانی کی درخواست کرو اگر ملے تو فوالم اور نہ اکو دور کر کے اپنے بتوں سے پانی مانگو کہ اللہ تعالیٰ پانی برسائے تو بے ایک بت تو نے انصاف کی کئی کر بعد اسکے اپنے بتوں کو باہر نکال لائے اور ہتھوڑ کر دعا کرنے لگے کسی نے نہ سنا تب کہنے لگے کہ اے الیاس ہلوگ باطل ہیں اور اپنے بتوں سے بلاکت میں پڑے ہیں اب تو ہمارے واسطے اللہ سے دعا کر حضرت الیاس نے حضرت الیسع کو ساتھ لیا وہاں فرمائی ایک ٹکڑا برکاسپر کے برابر دریا پر نظر پڑا آسنے ایسا پانی برسایا کہ بالکل بستی سیراب ہو گئی اور بنی اسرائیل خوش ہوئے مگر اپنے قول و قرار پر قائم نہ رہے بلکہ اور بھی بگاڑے تب حضرت الیاس نے دعائی کی کہ یا الہی نبی اسرائیل کے قلوب قبول ہدایت کے اتنے زبچین ہیں اور اب جگو ایمان کامل کی اتنے آئینہ زمین ہوا لیے تو جگو علیحدہ کر ارشاد ہوا کہ فلاں روز فلاں مقام پر حاضر ہو وہاں جو کچھ سواری تجھکو ملے اسپر سوار ہو جب وہ دن آیا تو حضرت الیاس علیہ السلام مقام محمود میں حضرت الیسع کے تشریف لیگئے دفعہ ایک گھوڑا با اونٹ آگ کا ظاہر ہوا یا رنگ اسکا مانند آتش تھا علی تقدیرین حضرت الیاس علیہ السلام اسپر سوار ہوئے حضرت الیسع نے آواز دی کہ جھکو کیا ارشاد ہوا الیاس نے اپنے کپڑے اتار کر پھینکے گویا اشارہ کیا کہ میں تمکو خلیفہ کیا انحضرت اللہ تعالیٰ نے حسب استدعا الیاس علیہ السلام اسطرح نبی اسرائیل سے انکو نبی کر دیا اور شہوت طعام و شراب ان سے سلب کر لی کہ فرشتوں کے ساتھ اڑنے لگے معالم التنزیل میں ہو کہ حضرت الیاس و حضرت علیہما السلام ہر سال بیت المقدس میں آکے روزے رکھتے ہیں اور الیاس موئل ہیں جنگلون پر اور حضور یا تون پر اور عرفات میں دونوں ملتے ہیں اور رمضان شریف کے روزے باہم افطار کرتے ہیں اور صلیب امت مصطفویہ سے ملاقات کرتے ہیں جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ غزوہ تبوک میں وائل ابن اسفغ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ فرماتے ہیں کہ تمہاری رات گزرے شکر کے ساتھ چلے جاتے تھے کہ دفعہ ایک آواز خربزنی آئی کہ اللہم اجعلنی من امۃ محمد المرحومۃ المغفورۃ استجاب لہا المبارکۃ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیقہ دانس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اس درگاہ کو چاہو

ملاقات الیاس  
دفعہ دربار

اور دیکھو کون آواز دیتا ہے ہر حدیفہ دانس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ پہننے جا کر دیکھا تو ایک شخص نورانی سفید پیش لباس سفید برون سے زیادہ پہننے ہوئے بیٹھا ہے اور قد شریف اسکا ہمسے دو تین ذراع بلند ہے پہننے انکو سلام کیا انھوں نے جواب سلام دیکر فرمایا تم بھیجے ہوئے رسول اللہ کے ہو پہننے کہا ان تم کون ہو رحمتہ اللہ علیک وہ بولے بن الیاس پیغمبر یون بفرم مکہ جاتا تھا کہ ایک لشکر فرشتوں کا کہ حسین بنقدنیش جبرئیل علیہ السلام ہیں اور سابقہ میکائیل ہمراہ تمہارے نظر ٹرا ان دونوں سرداروں نے کہا کہ تمہارا بھائی محمد رسول اللہ صلعم جاتا ہے اسکو دیکھو اور سلام کرو سو تم لوٹ جاؤ اور میرا سلام پہنچاؤ اور کہو کہ میں تمہاری خدمت میں اسیلے حاضر نہیں ہو سکتا کہ مجھکو دیکھا تمہارے لشکر کے اونٹ بھاگین گے اور آدمی ڈرینگے اگر آپ خود نہ شریف لائین تو نہایت بہتر ہے حدیفہ دانس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پہننے آئے مصافحہ کیا انھوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ خدیفہ ابن الیمان صاحب بر سوال خزانہ اور یہ شخص آسمان میں زمین سے زیادہ مشہور ہے اول السموات اسکو صاحب سیر رسول اللہ کہتے ہیں بعد اسکے دونوں صحابی حضرت علی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئے اور پیغام الیاس علیہ السلام کا پہنچا حضرت صلعم اس درہ کوہ میں شریف لیگئے اور بعد مصافحہ و معانقہ بیٹھے اور کلام کرتے رہے اس قصے کو حاکم نے مستدرک میں بھی بیان کیا ہے کہ اسناد اس حدیث کے ضعیف ہیں اور ذہبی نے حاکم بطعن کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس قصے کی صحت میں کچھ کام نہیں ہے اور بیہقی نے دلائل النبوة میں مفصل بیان کیا ہے اور بعد شریف لیجانے حضرت الیاس علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ نے جب بادشاہ پر ایک دشمن قوی مسلط فرمایا کہ آسنے گلستان خرد کی میں بادشاہ کو مع مسماۃ ازہیل اسکی عورت کے نہایت ذلت و خواری سے قتل کیا اور لاشیں کو اسی جگہ چھوڑا کہ بڑیاں انکی آسی باغ میں گل لگیں ذکر حضرت الیاس

علیہ السلام کا سورہ و الصافات میں ہے و اللہ اعلم

تفہیم نوز و ہم در احوال حضرت الیسع ابن خلطب علیہ السلام

نسب شریف ایکا فرانسیم ابن یوسف علیہ السلام سے ملتا ہے انکو اللہ نے نبی اسرائیل کا پیغمبر کیا کہ سب ایمان لائے اور احکام توریت بجالانے لگے اور حضرت الیسع معجزات و خوارق عادات دکھلانے لگے چنانچہ ایک مرتبہ اہل اریحانے شکایت کی کہ ہمارے بیسان کا پانی کھاری ہو آپ دعسا فرمایا میں کہ شیرین ہو جاوے آجنا ب نے قدر سے نمک لیکر دریا میں ڈالا شیرین ہو گیا ایک مرتبہ ایک بیوہ عورت نے فلت مال دغاؤ کشی کی شکایت پیش کی اور کہا کہ میرا خاوند نہایت مقروض ہے چنانچہ نے پوچھا تیرے گھر میں کچھ ہے اسنے کہا تھوڑا گھی ہے حضرت نے طلب کر کے ایک طرف سے دوسری طرف میں کہا

یہ شخص شفاء خزانہ ہے  
 دوسری طرف سے بھی  
 سب اور بیہقی نے مفصل  
 بقول خاص کی ہے چنانچہ  
 بیہقی نے حضرت  
 الیسع

اس عورت نے اپنا گھی اٹھا لیا اور اسی طرح کرنے لگے تو کھی بڑھنے لگا اور محلے کے لوگ خرید کرنے لگے اس عورت کو فراغت حاصل ہوئی کہ اسکے شوہر کا قرض بھی ادا ہو گیا از انجملہ ایک عورت کے گھر گئے تو اسکے اولاد نہ تھی اسکے واسطے دعا فرمائی کہ اسکے لاکھ پیدا ہوا اور بعد چند روز کے مر گیا تب آنجناب نے اسکو زندہ کیا از انجملہ ایک دن شاگردوں نے کھانا پکایا اور بٹھولے سے نھوڑا عرق اندر این کا ڈال دیا جب حضرت یسوع کھانے لگے تو اس سے آواز آئی کہ مجھ میں زہر ملا ہے آپ نے نھوڑا آنا ڈال دیا اثر زہر جاتا رہا از انجملہ ایک بادشاہ نے حضرت کو قید کیا اللہ نے محافظین کو اندھا کر دیا کہ حضرت یسوع مجس سے نکل سکتے از انجملہ بادشاہ دمشق کو برص لاحق ہوا اسنے حاکمان بنی اسرائیل سے ایک طبیب طلب کیا انھوں نے حضرت یسوع کو بھیجا حضرت نے فرمایا کہ اس ندی میں غسل کرے اچھا ہو جائے ویسا ہی ہوا بادشاہ نے زر کثیر نذر کے طور پر بھیجا آنجناب نے واپس کیا مگر خادم نے از روے طمع کچھ لیلیا حضرت کو اطلاع ہوئی ہر دعا فرمائی وہ کینحت برص میں مبتلا ہو گیا اسی طرح اکثر خوارق عادات کتب تواریخ میں لکھے ہیں القصد بنی اسرائیل سرگرم عبادت حضرت یسوع کی حیات تک رہے جب آنجناب نے وفات پائی تو سب بے دین ہو گئے عمر حضرت یسوع چار سو و دہر س کمی ہوئی اور قریب ہستریں مرفون ہین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یسوع مخالفت بنی اسرائیل سے تنگ ہوئے تو ذوالکفل کو اپنا وصی فرما کے وفات فرمائی اور بعض کے نزدیک بعد حضرت یسوع سات سو برس تک کوئی پیغمبر بنی اسرائیل ہین نہیں ہوا علماء اور متقدمین البتہ تھے وہ ہر چند وعظ و نصیحت کیا کہے مگر کسی نے انکا کتنا نہ مانا آخر کار منتقم حقیقی نے ایک قوم بلتانا کو کہ از روے تواریخ عاقلہ و جبارہ مشہور ہین سدا کیا سردار انکا جالوت تھا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ جالوت وہ ہر چوسہ سالار شداد بن خاد کا تھا اور اسین شک نہیں کہ وہ لوگ بڑے زور اور قوی ہیکل بلند بالا تند و سخت رولیا گیا عادیون سے تھے انھوں نے اکثر قوم بنی اسرائیل کو قتل کیا اور بعضوں کو دیار دسکن سے نکال دیا اور بعضوں کو قید کیا اور تابوت سکینہ چھین کر بابل میں لپکنے تب عقلا بنی اسرائیل مضطرب ہوئے نہ کوئی پیغمبر تھا جس سے حال کہین اور نہ کوئی بادشاہ کہ اسکے زور سے مقابلہ کرن اور اس عرصے میں ایک عورت حاملہ کے سواے سب بنوت میں کوئی شخص باقی نہ تھا سوا اسکو بھی قید کر رکھا تھا اس خیال سے کہ شاید اسکے بیٹی ہوا اور بہ لڑا اسکو بٹیا کرے کہ وہ دعوی نبوت کرنے لگے کہ اسکے بیٹے سے امر معروف و نہی منکر ہین گرفتار ہو جاوین مگر منظور آئی یون تھا کہ پھر اس قوم کے واسطے نبی مبعوث کیا جائے سوا اس عورت کے دل میں خداوند تعالیٰ نے ڈالا کہ تو فرزند صالح و صاحب تقویٰ کی دعا تو ہین قبول کروں اس عورت نے حالت قید میں دعا مانگی کہ یا الہی مجھ کو فرزند صالح عنایت کرنا کہ گمان

اٹھا جاتا ہے چنانچہ دعا اسکی مقرون باجاہت ہوئی اور فرزند نامی اور پسر گرامی پیدا ہوا۔ گوہر سے  
 خوشنودہ از برج نبوت برنج نمود + اختر سے تابندہ بر اوج رسالت زد و علم بہ اس عقیدہ نے اسکا نام شموئیل رکھا  
 کہ بزبان عربی اسکو اسمعیل کہتے ہیں باپ آنکے قبل تولد وفات پا چکے تھے اب آکھو اللہ نے نبی کیا  
 واللہ اعلم بالصواب

### تفہیم بستم در احوال حضرت شموئیل علیہ السلام

یعنی کہتے ہیں کہ شموئیل بالشین المعجمۃ ابن ربیان ابن خلفہ خواہ ابن فاہش ابن لاوی ابن یعقوب علیہ السلام  
 ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ انکے باپ کا نام بلقانا اور اولاد یوسف علیہ السلام سے تھے اور بعض کہتے ہیں  
 کہ نام اہکاش شموئیل تھا کہ بزبان عربی اسماعیل ہوتا ہے اور بعض صموئیل بعد و مملکت لکھے ہیں چنانچہ کتب نبی اہل  
 میں ہی طرح ہی باجمہد پیش از تولد صموئیل آنکے پر بزرگوار نے وفات پائی تھی اس سبب سے ایک  
 رئیس قوم نے لیکر پرورش کیا یا انکی ماں نے شموئیل پر تربیت و تعلیم فرمایا جب بیس برس کے ہو کر بائیس  
 ہوئے اور صحیح یہ ہے کہ جالیئس برس کے ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اے شموئیل تلوان  
 نے نبی اسرائیل کا پیغمبر کیا ہے تم اس قوم کو دعوت الے الحق فرماؤ اور حکم جہاد پہونچاؤ اور عبادت منام  
 سے منع کرو چنانچہ حضرت شموئیل پیغام الہی سنکر قوم میں تشریف لائے اور صورت نبوت کہ پردہ عدم  
 میں چار سو برس سے ستور تھے نظر پڑی تو ایک جماعت نے از روئے حسد و خاد کما آتجلت بالنبوۃ یعنی تو نے  
 نبوت کی جلدی کی کہ ہنوز وقت اسکا نہ تھا اگر تو سچا ہے تو ہمارے واسطے ایک بادشاہ معین کر کہ  
 باداد و اعانت اسکے دشمنان دین کو دفع کریں اور یہی بات تیرے نبوت پر دلیل اور رسالت کا  
 معجزہ ہوگی یہ درخواست نبی اسرائیل نے اس سبب سے کی تھی کہ حضرت شموئیل علیہ السلام  
 امور بقتال نہ تھے چنانچہ اللہ صاحب درخواست نبی اسرائیل کی حکایت سورہ بقرہ میں فرماتے ہیں  
 اذ قالوا لنبی لهم البعث لنا لمانا نقال فی سبیل اللہ یعنی جب کہانی اسرائیل نے اپنے نبی کو کھرا کر دے  
 ہکو ایک بادشاہ کہ ہم ٹرین اللہ کی راہ میں یہ معاملہ بیت القدس میں ہوا اہل تحقق کہتے ہیں کہ جب  
 واقع ملک دوین ہا یکدیگر متعلق ہیں کیونکہ اگر امر نبوت بلا شوکت بادشاہی متمشی ہوتا تو کبر اسے نبی القبل  
 باوجود شموئیل علیہ السلام کے استدعا پر بادشاہ نہ کرتے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ قصر دین کا استحکام  
 اساس ملک سے مضبوط ہے اور خزانہ ملک کی حراست و حفاظت احکام دین سے مربوط ہے نہ  
 بے تخت شاہی بود دین بپاے + نہ بے دین بود بادشاہ بپاے + ولذا عقلا کہتے ہیں کہ الملک  
 والدین تو امان سے نزد خرد شاہ ہے و پیغمبرے + چون دو نگین اندو یک انگشتری + گفۃ آہست

کہ آزادہ اندہ کین و وزیر یک اصل و نسب زادہ اندہ \* بالجملہ حضرت شموئیل نے فرمایا ہا بل عیتم ان کتب  
علیکم القتال الا تقاتلوا قالوا وانا الا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا وانا بنائنا یعنی یہ بھی  
توقع ہوتے کہ اگر حکم نہ ہو گا تو ابی کاتب نہ لڑو بوسے ہو گا کیا ہوا کہ ہم نہ لڑیں اللہ کی راہ میں اور جو کمال  
ہمارے گھروں سے اور بیٹوں سے مگر باوصف اسکے جب حکم ہوا جہاد کا تو پھر گئے مگر تھوڑے  
انہیں اور اللہ کو معلوم ہیں گنہگار اخبار میں آیا ہے کہ جالوت ابن علیق رئیس عمالقہ نے کہ بجز روم کے انار  
مابین فلسطین و مصر کے رہتا تھا اور اولاد سلاطین سے تھا سوا سننے چالیس آدمی گرفتار کر لیے تھے  
اور اطراف کے شہر بھی چھین لیے تھے کہ وہاں کے باشندے بھاگ کر بیت المقدس میں جمع ہوئے  
تھے اسی بات کو نبی اسرائیل تعلیل قتال میں بیان کرنے لگے چونکہ سخن آنکا نظہ نفسانی سے علاقہ  
رکھتا تھا سعادت شہادت سے محروم رہے اگر یوں کہتے کہ ہم کیوں نہ جہاد کریں گے حالانکہ وہ کافر و مفسد  
ہیں کہ ملک خدا میں انکے ہاتھ سے خرابی ہو اور بندگان حق ناحق قتل ہوئے ہیں تو بیشک دولت  
جہاد سے محروم نہ رہتے ونا مذہب اس آیت سے معلوم ہوا کہ ترک جہاد ظلم ہے بالجملہ جب حضرت  
شموئیل علیہ السلام نے یہ کلام سنا تو جناب باری میں بنا جات و زاری مستعدی ہوئے کہ یا اسی  
کوئی بادشاہ اس قوم پر مقرر فرما حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک عصا اور ایک پیالہ روغن قدس کا بھیجا اور علم  
کہ جو شخص تیرے گھر میں آئے اور روغن قدس نلیان کرے اور یہ عصا اسکے قد سے برابر ہو تو اس  
روغن سے سراورتمہ اسکا چرب کر اور علم اور سلطنت اسکا قوم میں قائم کر کہ بادشاہی اس قوم کی اسی کو  
زیبا ہو تب حضرت شموئیل علیہ السلام حکم جلیل منظر ہو کر بیٹھے اکابر و اشراف قوم اسکے  
گھر میں آمد و شد کرنے لگے لیکن یہ روغن جو شش زن نہ ہو اور نہ عصا کسی قد سے برابر پڑا آخر کار ایک فرد  
ایک مرد ستھہ یاد باغ کہ اسکا ساؤل نام تھا اور طول قامت سے اسکو طاوت کہتے تھے اسکے گھر  
میں آیا بعض تفسیروں میں نسب نامہ طاوت کا یوں لکھا ہے کہ ساؤل ابن قیس ابن ضرار ابن انس  
ابن عرف بن بنیامین بن یعقوب علیہ السلام اور سبب آنے کا یہ ہوا کہ اسکے باپ کا گدہ جاتا رہا سو ایک  
غلام کے ساتھ اسکے باپ نے تلاش کرنے کو بھیجا تھا اتنا راہ میں حضرت شموئیل کا دولت خانہ  
نظر آیا اور اطراف بارگاہ نبوت پر اشارت و اکاہر نبی اسرائیل کا جہوم دیکھا آتے غلام سے پوچھا کہ یہ کون کان ہے غلام نے  
عرض کیا کہ یہ ڈیوڈ ہے حضرت شموئیل کی طاوت نے کہا کہ چلو ہم بھی ملازمت حاصل کریں شاید کہ ہمارا گمشدہ اسکے  
دعا سے بجاوے چنانچہ طاوت نے قدم اپنا دروازہ کے اندر رکھا فوراً روغن قدس جو شش منک ہو حضرت شموئیل  
اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ عصا لیکر اسکے قد سے ناپا تو عصا اسکے قد سے برابر نکلا ۵ چون

قد ترا قیاس کروم + باسروسی برابر افتاد + حضرت شموئیل علیہ السلام نے متبسم ہو کر ارشاد کیا کہ بادشاہی قوم بنی اسرائیل کی جھجکو مبارک ہو + فرودہ کہ آیام بجام توشد + خطبہ اقبال بنام توشد + بعد اسکے طالوت کے سردار نینمہ میں تیل لگایا طالوت نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ تجھکو معلوم ہے کہ میرے گھرانے میں کوئی بادشاہ نہیں ہوا ہے اور میرا گروہ کتر اسباط بنی اسرائیل میں ہے میں کسطح ایجا بادشاہ ہو سکتا ہوں حضرت شموئیل نے فرمایا کہ ای طالوت نعمت ملک ملک و ملکوت کی ہے جسکو چاہے اسے عنایت کرے اور جس سے چاہے چھین لے + ملک دہ و ملک ستان اوست بس + راہ جگکش نبرد چکس + طالوت نے عرض کیا کہ تجھکو کچھ نشان چاہیے کہ جس سے میرا دل تسلی پائے حضرت شموئیل نے فرمایا کہ ای طالوت تو اپنے گھر پہنچے تو دیکھ تیرے باپ نے اپنا گم شدہ پایا یا نہیں اگر مل گیا ہے تو یہی نشان سلطنت ہے طالوت جب گھر میں آیا تو کلام حضرت کا مطلق واقع پایا اور تیرا دل سے سلطنت پر مستعد ہوا حضرت شموئیل نے اشراف بنی اسرائیل کو بادشاہی طالوت سے خبردار فرمایا کہ ان اللہ قد بعث لکم طالوت لکما یعنی اللہ نے کھرا کر دیا تمکو طالوت بادشاہ ست الوالی کیونکہ اللہ ملک علینا و نحن حق بالک منہ ولم یوت سعۃ من المال یعنی بوسے کہ کمان ہوگی اسکو سلطنت ہر ای او پر اور ہر احق زیادہ ہے سلطنت میں اس سے اور اسکو ملی نہیں کشائش مال کی یعنی طالوت سبط ملکت بن نہیں ہے باسین دلیل کہ حضرت یعقوب نے یون دعا فرمائی تھی کہ نبوت نسل لادمی میں اور سلطنت نسل یہود امین ہوا اور سبط طالوت فروترین اسباط میں ہے کیونکہ طالوت اولاد بنیامین ہے کیونکہ سلطنت اسکے گھرانے میں نہیں ہوئی وہ تو کھیت کیا کرتا ہے اور قوم میں حقیر ہے قطع نظر اس سے عادت ہے کہ ملکیت سب ہوتا ہے یا بخزانہ سوطالوت نسبت نسب سے عاری ہے کہ سبط سلطنت میں نہیں بارے صاحب مال بھی ہوتا کہ تجبیرت کر اور نصیہ اسباب جنگ کر سکتا سو بھی نہیں پھر کسطرح ہمیں بادشاہ ہو گا تب شموئیل علیہ السلام نے فرمایا ان اللہ اصطفاه علیکم و زادہ بسطہ علی العلم و الجہم و اللہ یوتی ملکہ من یشاء و اللہ واسع علیم یعنی اللہ نے اسکو پسند کیا تم سے اور زیادہ کشائش دی عقل میں اور بدن میں اور اللہ دینا ہے اپنی سلطنت جسکو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے سب جاتا ہے یعنی حضرت شموئیل علیہ السلام نے جو آپ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے دو وصف اس میں ایسے رکھے ہیں کہ فی الحال دوسرے میں پائے نہیں جاتے اور وہ دونوں صفتیں بادشاہت کے واسطے پر ضرور ہیں اول صفت روحانی یعنی دانش کہ مراسم سیاست سب اسکے جاری نہیں ہو سکتے لولا الیاستہ لطلت الیاستہ اور اس زمانہ میں طالوت علم حرب اور تجسسہ جوش اور کار سپاہی گری اور ترتیب معاملات میں اپنا نظیر نہ کھاتا تھا

دوسرے جسامت بدن کہ اسکے سبب سے ولون پر عظمت اسکی غالب ہوتی ہو اور دشمن پر عرب اسکا  
 بوجہ کمال ہوتا ہو اور اسوقت طاقت قوم نبی اسرائیل میں بڑا پہلوان زور آور بلند بالا تھا اور اسکی شبہ  
 نہیں کہ مرد جاہل و بدول کی کچھ وقعت و مقدار نہیں ہوتی قطع نظر ان سب کے اللہ جل شانہ نے اسکو  
 با تخصیص پسند کیا ہو اور عمدہ بات بادشاہی میں اصطفیٰ آئی ہو کہ وہ مالک الملک علی الاطلاق ہو  
 جسکو چاہے اپنا ملک دیدے کسی کو چون اور چرانہیں ہو کسی زچون و چرا دم کجا تو انڈو ہو کہ  
 نقشبندی قدرت و راست ہون و چراست ہو لیکن با اینہم نبی اسرائیل اپنی داب تقریر کے موافق  
 کہنے لگے کہ اصطفیاء طاقت پر کوئی حجت اور علامت بلکہ دکھلاؤ تاکہ ہمارا دل آرام پڑے اور ہم بطوع  
 و رغبت اسکا حکم قبول کریں حق سبحانہ تعالیٰ نے اشموئیل علیہ السلام کو ارشاد کیا کہ اگر تاہوت سیکندہ  
 جو کہ عمالہ چھین لگئے تھے نبی اسرائیل میں پھر آوے تو یہی حجت اور علامت ہو فائدہ تحقیق تاہوت یہ  
 جو امر التفسیر میں یہ لکھی ہو کہ تاہوت ایک صندوق چوب نشاد یا صندل کا تین گز کا طویل اور دو گز کا عرض تھا  
 اسکو اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام پر بھیجا تھا اس میں تصویریں ان پیغمبروں کی تھیں جو کہ  
 اولاد آدم سے پیدا ہونے والے تھے اور ہر پیغمبر کے واسطے اس میں ایک گھر تھا اور سب کے پیچھے  
 دولت خانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا قوت سرخ کا اس میں تصویر آنحضرت کی تھی کہ دیکھنے والے حیران  
 تھے عورتوں میں بنیم و حیران غنی مشہور ہے تھے بھرے اس میں کالات کے اوصاف بھی ایسی  
 تصویر کسی نے کبھی دیکھی نہ تھی کہ کشف الاسرار میں لکھا ہو کہ صورت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی اسطرح بنائی تھی گویا ناز میں کھڑے ہیں اور ایک شخص زیبا و خوش رو با عزت و مہابت جانب دستار  
 اسکی پیشانی پر لکھا ہوا کہ بِأَوَّلِ مَنْ تَبِعَهُ مِنْ أُمَّتِهِ یہ صورت تھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اور نہایت  
 دست چپ ایک مرد با قوت و مہابت و صولت و شوکت ایستادہ اسکی لونج جبین پر لکھا ہوا  
 لایاخذہ اللہ فی لومۃ لائم یعنی نہیں پکڑے گا اللہ ساتھ کسی برائی کے یہ صورت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ  
 کی تھی اور پس پشت ایک مرد با حیا و وقار کمال عزت و افتخار شرم سے سر جھکائے قائم اور ناصب سارک  
 کندہ بارسن البربرۃ یہ تصویر حضرت ذی النورین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی تھی اور پیش رو ایک جوان  
 باشوکت و شجاعت شمشیر حامل کردہ و کمر خدمت پر بستہ مستعد کھڑا ہوا اسکی جبین نور آگین پر سطور ہوا  
 انہو دا بن عمۃ اللویۃ زہرا اللہ عزوجل یہ نمود علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی تھی اور گردا گرد اعمام و خلفاء نقیبا  
 اور لشکر عظیم الشان من المهاجرین و الانصار رضوان اللہ علیہم اجمعین احاطہ کیے ہوئے جس طرح کو اکب گردا گرد  
 ماہ یا اعظم و زرار حوالی بادشاہ کے شہسوار حسن ہیں سرخوش بمیدان آمدہ و صد سپاہ از دلبران ہرچہ

تماشا صفت زدہ، با بگاہ اسطرح ہر ایک پیغمبر کی صورت با خواص و تلافی راس تابوت میں تھے اور یہ تابوت حضرت آدم علیہ السلام پر آئے وقت نازل ہوا تھا جب حضرت شعیث علیہ السلام سے مخافت نور احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمد و میثاق لیا گیا اور وہ عمد نامہ بحضور روح القدس و جہاں مانا کہ قلم یا قوت و مداد نور سے حریر بہشت کی وصلی پر لکھا گیا اور اسپر فرشتوں کی گواہ بیان ہوئیں اور تابوت سکینہ میں رکھا حضرت شعیث علیہ السلام کو سپرد ہوا اور یہ دستور باندھا گیا کہ جو کوئی شخص اولاد سے منظر نور کا ہو وہی شخص لبطاً بعد لبطن حامل اس عمد کا رہے اور ہر قرن میں اپنے اپنے وارثوں کو بانڈ محمد و پیمان سپرد کیا کرے چنانچہ حضرت شعیث علیہ السلام کے عہد سے تا زمان حضرت اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام اسی طریق پر رہا کہ جو شخص منظر نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا تابوت سکینہ اسی کے پاس رہا جب قیزار بن اسمعیل جوان ہوئے تو حضرت اسمعیل علیہ السلام نے عمد نامہ معمولی لکھوا کر اس تابوت میں رکھا اور قیزار کو سپرد کیا بعد وفات حضرت اسمعیل مابین اولاد حضرت اسحاق علیہ السلام و اولاد حضرت اسمعیل علیہ السلام خصوصیت و مزاج پیدا ہوئی اولاد اسحق کا یہ دعویٰ تھا کہ نور محمدیہ منسوب ہے آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے گھر میں ہوا اور ہم لوگ اس سے محروم ہیں اب تابوت سکینہ ہلکو حوالہ کرو مگر قیزار نے نہ دیا وہ خاموش ہو رہا بعد چند روز کے قیزار نے خواب دیکھا کہ ایک شخص کتابت تابوت سکینہ کنعان میں آیا اور حضرت بقوب علیہ السلام ابن اسحق علیہ السلام کے سپرد کر تب قیزار نے تابوت سکینہ کنعان میں پہنچایا کہ اولاد بقوب علیہ السلام میں رہا چنانکہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے حضرت یوشع علیہ السلام کے سپرد کیا اسے دست بردست حضرت الیسع کو پہنچا جب عمالقاہ غالب ہوئے تابوت بھی چھین لیگئے کہ اسپر نبی اسرائیل اکثر رویا کرتے تھے یہ روایت صحیح ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سکینہ مثل گرہ تھا اور مہارہ کے نزدیک چہرہ اسکا مانند چہرہ گرہ تھا اور آنکھیں مثل مشعل روشن و تابان تھیں کہ آنکے دیکھنے سے خوف آتا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سکینہ ایک ہوائی آئینہ دوسرے تھے اور چہرہ انسان کا تھا اور ایک روایت ابن عباس سے ہے کہ سکینہ روح نوحی من جانب اللہ کہ وقت اختلاف حکم کرتی تھی اور وقت قتال جب اسکو سنانے کر لیتے فتیاب ہوتے اور سدی سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک تابوت سونے کا وزنی چھ لاکھ سات سو شقال کا بنوا یا تھا اور دس مین وہ طشت جس میں پیغمبروں کے قلب ہوئے گئے تھے اور بنو نوحین اور الواح توریت کے کاپے اور عصا موسیٰ اور پانچ مین انکی اور عامہ ہارون علیہ السلام رکھے تھے اسی کا اشارہ ہے و بقیہ ما ترک آل موسیٰ و آل ہارون الخ



رقع ہو جاتا تھا یہ عقبرہ میں لکھا ہے کہ اب وہ تابوت مع عصاے موسیٰ علیہ السلام بحیرہ طبریہ میں ہوا اور قبل از  
 قیام قیامت ظاہر ہوگا اور اسی تابوت کا اشارہ آیت قرآنیہ میں ہے کہ قال لیس فیہم ان آیت لک ان یا تیمم ان تابوت  
 فیہ سکیہ میون تکم ذقیتہ ماترک آل موسیٰ و آل ہارون تحملہ الملائکہ یسیرہ کما انکما انکما انکما نبی نے نشان اسکی سلطنت کا  
 یہ ہے کہ آوے نکو حسد و قحسین و ذبیحی تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ سچی حیرین جو چوڑ گئی ہوئی اور بارون  
 کی اولاد اٹھالا وہیں انکو فرشتے فائدہ اس جگہ سے واضح ہوا کہ انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے تبرکات و انما  
 و نشانوں کے تعلیم و پاکیزہ دین و دنیا کی حاجتوں میں اُن سے توسل کرنا اور اب و تعلیم سے اپنے پاس رکھنا  
 واسطے حصول مرادات و دفع بیات کے تائید و تعلیم رکھنا ہے اور ابھار اسکا سلف ہے یہ امر کتاب و سنت سے  
 بخوبی ثابت ہے چنانچہ حضرت استاذ الائمہ مولانا حضرت شاہ عبدالغزیز محدث دہلوی ایک سال کے جواب میں  
 ارقام فرماتے ہیں کہ تبرک ہاں صالحین شمار دین است قدیم و حدیثا و از کتاب و سنت ثابت الھد ان  
 و کلام دران عمل از الحد و زندقہ چہ توان گفت در قرآن مجید و اوردست یا تکم التابوت فی سکنیت الخ فائدہ اہل تحقیق  
 فرماتے ہیں کہ تابوت سے مراد دل ہے اور سکنیت سے مراد صفات پسندیدہ اسکے پس تابوت دل جب تبرک  
 جالوت نفس امارہ اور لذات شہیہ کے ہاتھ لگا تو اولاد یعقوب علیہ السلام کو روح تنہی ذلیل اور مغلوب  
 ہو گئی پھر جب تابوت دل اپنے مقر پر آوے تو علامت سلطنت طاوت کہ عالم باطن میں نفس مطمئنہ قائم ہو  
 ان فی ذلک لآیت لکم ان کنتم سونین کاتب اور اق کہتا ہے کہ بہ مثل بہت درست ہے کیونکہ اس اہمیت کا سکنیت  
 تابوت میں تھا اور اس اہمیت کا دل میں ہوا الذی انزل السکنیت فی قلوب المؤمنین اسی اہمیت کی نشان ہے  
 گاریہ تابوت اُس تابوت سے افضل ہے بدین سبب کہ وہ آیت ظاہر تھی اور یہ آیت باطن اسکے حاصل  
 ملائکہ ہونے کے کھارہ الملائکہ اسکا حاصل لطف حق ہوا کہ وہ ملنا ہم فی البر و البحر اس تابوت کو دشمن دین چھین گئے  
 اور اس تابوت پر دشمن حق کا دست نہیں ان عبادی لیس لک علیہم سلطان بلکہ سو احق کے دو سکی گئی انہیں  
 وہ تو ایک خلوت خانہ متقی ہوا کہ بل گئی گناہ نہیں کھاتا لیس لک مقرب القصد جب تابوت بنی اسرائیل میں پھر آیا تو حضرت  
 شموئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اب طاوت تمہارا بادشاہ ہے سب نے کہا کہ ہم طاوت  
 کی بادشاہت سے ماضی ہیں پس طاوت اسباب جہاد مٹا کر کے مستعد ہوا اور سب لوگ  
 ساتھ کو اپنی خواہش و ہوس سے طیار ہوئے اُسے تقید کیا کہ میں نہیں چاہتا کہ وہ لوگ میرے ساتھ  
 چلیں جنہوں نے کوئی گھربنا شروع کیا ہے اور دل اٹھا اسکے اتمام پر متعلق ہے یا تھوڑے دین سے  
 اُسے بیاہ کیا ہے اور بہنوز اپنی عورت سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا یا با وہ سوداگر ہے کہ شائع تجارت اسکے ساتھ ہے  
 اور دل اسکا خرید اور فروخت سے مائل ہے یا وہ فرضدار ہے کہ اسکو اداسے قرض کا دغدغہ ہو رہا ہے

بلکہ جو انان بانشاط فارس غول کہ رشتہ تعلق انکا سبب طرف سے ٹوٹا ہوا اور خیال اہل دیگانہ و اندیشہ خوش  
دیگانہ و امن بہت میں نہ لگا ہو صرف مقابلہ دشمن کے ہوس رکھتے ہوں وہ میرے ساتھ چلین چنانچہ اسطرح  
کے آدمی شتر یا اسی ہزار مرد و جرار آراستہ و پیراستہ ہو کے چون آتش حملہ گزار سے درست و توتوت و  
زور آگے پہلے و بعد و بند و کشور کشا سے بہتندی جو آشفته بیان مست بہ ہمزہ و گرز و خیر مست  
در دولت طاوت پر حاضر ہوئے اس عرصہ میں گرمی کی ایسی شدت تھی کہ آہن تاب آفتاب سے ہرچیز  
نرم و سبم دل معدن میں تاثیر شعلہ سے مانند سیلاب تفتہ اور گرم خاص فلک را شمع کا فوری فوری  
زبانش خلق چون پروانہ سوزان بہ شد و خون از حرارت در بدن خشک چو زراف غزالان خشن  
مشک اور طاوت مع لشکر بفرمان حضرت شمویل پیغمبر ہرگز آتو فلپہ تگی سے فوج کے لوگ سخت  
سراسیمہ اور پریشان ہوئے اور بولے کہ اسی طاوت ہو بہت گرم اور ہمارے ساتھ پانی اتنا نہیں ہے  
کہ ہلو کفایت کوے خدا سے درخواست کر کہ ایک بدلی پانی کی راہ سے ظاہر ہو کہ اسکے سبب سے قطع  
مسافت ہو سکے ورنہ سخت مشکل ہی ہرگز راہ نہ کئے گی طاوت نے بطریق السام یا باعام حضرت شمویل  
یا از روے وحی بقول بعضے علماء کے کہ ام کہ اسکی نبوت کے قابل میں جواب دیا کہ ان اللہ بتلیم بہر  
فن شرب منہ فایس منی ومن لم یلیمہ فان منی الامن اغترت غرۃ بیدہ یعنی اللہ تمکو از نامہ ایک نہر سے  
پھر جسے پانی بیا اسکا وہ میرا نہیں اور جسے اسکو نہ چلکا وہ میرا لگ جو کوئی بھر لے ایک چلو اپنے ہاتھ سے  
چنانچہ ایک منزل تو پانی نہ بلا پھر اردن اور فلسطین کے بیچ میں نہر ملی اور اللہ تعالیٰ کو از مالش منبر  
ہوئی کہ ذرا نہر وار کون ہو اور مخالف کون طاوت نے تاکید کر دی کہ ایک چلو سے زیادہ جو کوئی پیے  
میرے ساتھ نہ آوے اور سعادت جہاد سے محروم رہے مگر مردم لشکر ندی پر جسوقت پہنچے شدت عطش  
منہ پر اوندھے پانی پر گئے شرب لوانہ الاقلی انہم یعنی پھر ہی گئے اسکا پانی مگر تھوڑے لوگ انہیں سے  
کہ تین سو تیرہ آدمی تھے باقی رہے اور اللہ نے انکو قوت دل و آرام جان ایسی مناسبت فرمائی کہ ایک  
چلو میں سیراب ہو گئے اور طرف آنکے بھی بھر ہوئے اور جن لوگوں نے حرص سے زیادہ پیا آنکے نے چوٹ  
نور آس یاد ہوئے اور پیاس کی شدت ہوئی کہ اس دریا کے کنارے رہے میدان جہاد میں نہ گئے  
وہ روایت اکثر دفعہ مگئے فائدہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے بطعمہ منہ ارشاد نہ کیا سوا سوا سوا کہ اس میں تو ہم اس بات کا  
ہوتا تھا کہ اگر بانی کٹورے یا بخورے وغیرہ میں لیکر نوش کرے تو منع نہیں ہے چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ  
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ پانی ندی سے نہ پونگا اور اسکو کوزے میں لیکر لے جائے  
تو وہ شخص حائث نہیں ہے اس معنی آیت کے یہ ہیں کہ اس پانی کو ایک ظرف سے زیادہ نہ لے دو ہے ہر

برابر ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آج کے روز شمار میں مطابق اصحاب طاہرات ہو کہ نہر سے گزرے تھے اور اخبار میں وارد ہے کہ انبیاء مرسل بھی اسی شمار پر ہوئے ہیں۔ تفسیر تیسیر میں لکھا ہے کہ ہر گاہ آب حلال و پاک میں بجز و خلاف ایک جہا کثیرہ مردود و طرود ہو گئی پھر حال و کیفیت ان کم بختوں کی جو شب و روز حرام محض کھاتے پیتے ہیں کیا بڑا بے فائدہ ابل عرفان اس مقام میں اہل دنیا و دنیا کی ایک مثل بیان فرماتے ہیں کہ قوم طاہرات سالک لوگ ہیں اور لشکر جالوت نفس و ہوا و جو سب روان ال و متاع و بیاسی سوچو کہ فی شخص اپنے دل کے متاع و نیات سے زیادہ قدر ضرورت سے لگانا ہی علت استقامت حرمین گرفتار ہوتا ہے کہ ہر چند دو چند ہے چند ملے رغبت و خواہش نہیں اپنی ہوا اور ہرگز کسی و اطمینان نہیں حاصل ہوتی شب و روز اسی فکر میں والہ و حیران رہتا ہے۔ کاسہ چشم حریصان پر نشہ و تاصدقہ قانع نشہ پر در نشہ بد اور ایسا آدمی اب نہ وہ نہیں پاپ پر توڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور نفس و ہوا سے مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن جو کوئی دنیا سے اغراض و احتیاج کرنا جو بقدر خواہش و پوشش کہ اس سے ناچاری ہو بہرہ اٹھا لیتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ اسکا اپنے قرب و نزدیکی سے بخیر و مہربان کرنا اور غیر کے سختی و بیہ نیازی کو دیکھ کر قناعت تو کر نہ مرد را خبر کن حریص جان گدرا ۱۰ اپنی میدان مجاہد سے میں ایسا مرد چاہیے کہ اس دل کو گرفتار و تعلقاً فضول سے بھاڑے اور نہ مال موغظہ لایزالہ کلمہ حیوۃ الدنیا حدیثہ اعمال و اقوال میں بٹھا دے اور دنیا کو فانی سمجھے اور خود اس میں بطور سافر بود باش اختیار کرے اور بخوبی آگاہ رہے کہ اسے کس سے وفائیں کی یوفانی اسکا شیوہ ہو اور فنا اسکا طریقہ معالمت النزل میں کہ لشکر طاہرات میں شریک کر دیا تھے اس میں چار ہزار پار ہوئے اور چھیاٹھ ہزار کنارہ مذی کے رہ گئے جو کہ پارا و ترا آئے تھے انہیں بھی تین ہزار چھ سو ستاسی آدمی نفاق اختیار کر کے بولے کہ لا طاقت لنا الیوم بحیالوت اور تین سو تیرہ آدمی بالاتفاق بولے کہ من فلیتہ تلبیہ غلبت فلیتہ کثیرۃ باذن اللہ والتذرع العساکر یعنی بہت جگہ جماعت تم کوڑی غالب ہوئی ہے جماعت بہت پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہے تمہارے والوں کے چنانچہ طاہرات نے انہیں تین سو آدمی کو لیکر مقابلہ جالوت میں صف باندھی اور لشکر جالوت میں اس وقت بقول صاحب تیسیر آٹھ لاکھ سوار تھا جملہ شمشیر زن و نیزہ گذار سے خوشخوارہ لشکر کے بعد چون ستارگان ۱۰ منما کشیدہ بر صفت راہ کمشان ۱۰ بگذاشتہ حیا و کم ہکاشتہ حیات ۱۰ برداشتہ حسام و ہرا فراشتہ سنان ۱۰ وہ بھی مقابل ہوا اور جالوت بھی آیا تو حال اسکا یہ تھا کہ تین سو رطل کا خود سیر بر رکھے ہوئے اور اسی کے موافق جو شن اور زرعہ

دعمود وغیرہ پسنے ہونے نیرہ در سبت و تمشیر در کربند و بست لشکرین مشغول تھا کتب تواریخ میں قداوری اور قوت اسکی مبالغہ کے ساتھ لکھی ہے آما صحروایت یہ کہ آدمی قداور اور عظیم الجثہ اور بندہ مشکوکہ تھا اور مورخین نے جو لکھا ہے کہ ہزار آدمی سے تنہا مقابلہ کر سکتا تھا اور بعضے لاکھ آدمی سے بیان کرتے ہیں سو یہ ببالغہ جو کہ شجاعت و قوت و پہلوانی میں اس کے کچھ شک نہ ہیں جو بالجمہلہ جب لشکر مالوت جالوت کے مقابل ہوا اور اتفاقاً بعضین کی تربیت پہنچی تو مسلمان لوگ وقت اجابت دعا سمجھ کر کہنے لگے بنا تفریح

علینا صبراً و ثبت اقدارنا و انصرنا علی القوم الکافرین ای رب ہمارے ذوال دے ہم میں جتنی مضبوطی ہو اور ٹھہرا ہمارے پائوں اور دگر ہماری کافر قوم پر فخر ہو ہم باذن اللہ بجز شکست دی انکو اللہ کے حکم سے امام قشیری فرماتے ہیں کہ اول جن سے حق طلب کیا کہ صبر تھا بعد اسکے حطافس کہ ظفر تھا اور یہ کلام از روئے انتقام نہ تھا بلکہ باہن لمانہ کہ لشکر جالوت اور جالوت دشمن خدا تھے پس یہ دعا تہ و بانہ تھی دشمن پر تمجیبا بہ ہوئے محققین مفسرین بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت شموئیل علیہ السلام طالبت کو بمقابلہ جالوت روانہ کرنے لگے تو یہ سنا جات فرماتے تھے کہ اسی مال کار جالوت کیا ہوگا اور سر انجام ہمارے لشکر کا اس فہم عظیم میں کیوں کہ جو اس انسان میں وحی آئی کہ جالوت ایشا کے ایک صاحبزادے کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور ایشا ایک بزرگ تھے سبط یہود میں ان کے سات بیٹے یا بیٹو تھے اور سب میں چھوٹے حضرت داؤد علیہ السلام تھے سو حضرت شموئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایشا کے لڑکوں کو ملاحظہ کرو اور پیالی دہن القدس کی برابر ایک کے سر پر رکھو جسکے سر پر دو پیالی تیل سے بھر جائے اسکے حق میں دعا کرو کہ قاتل جالوت وہ شخص ہے اور ناصحت نبوت بعد تیرے اسی کو عنایت ہوگا چنانچہ حضرت شموئیل علیہ السلام ایشا کے گھر تشریف لائے تو ایشا نہایت خوش ہوا اسے سنا کہ چنیں بیہمان فرود آید وہ ہمارے سردہ دران ایشیاں فرود آید وہ غرض کہ تین روز حضرت کو اپنے گھر رک کے لوازم ضیافت و ممانداری بن سگر م رہا بعد تین دن کے حضرت شموئیل نے چلنے کا ارادہ کیا تو فرمانے لگے کہ امی ایشا میں بعوض اس تواضع ہمارات کے چاہتا ہوں کہ تیری اولاد کے حق میں دعاے خیر کروں تو اپنی اولاد کو حاضر کر ایشا نے اپنے لڑکوں کو طلب کیا اور حضرت شموئیل نے ہر ایک کے واسطے دعا فرمائی اور آزمائش کی الا دست طلب دامن مقصود میں نہ لگا سب کے پیچھے ایک جوان باقوت اور شوکت و رفاقت اعتدال اور زیار و ود و فریب در نہایت حسن و جمال نظر آیا حضرت شموئیل نے جانا کہ شخص مطلوب یہی ہے الا بعد از دعاے برکت آزمائش میں درست نہ بڑا حضرت شموئیل بہت تیل خاطر ہوئے پھر وحی ہوئی کہ امی شموئیل وہ شخص انہیں حاضر نہیں آیا ہے

تب حضرت شرموئل نے اپنا سے فرمایا کہ اور بھی کوئی تیرے بیٹا پرستے کہا ایک رو کا سب سے چھوٹا ہو گا اور  
 صورت اچھی نہیں ہوئے کو تاہ قدر درنگ آنکھیں کچی نحیف البدن اٹھے ہوئے بال طویل اللحیۃ بلکہ تمام سر کے  
 بال جاتے ہے ہیں اس سبب سے اسکو قابلیت صحبت اکابر و لیاقت حاضر کی نہیں ہو سہوہ بکریاں چرا کر حضرت  
 شرموئل نے فرمایا کہ اسکو طلب کیے چنانچہ حضرت داؤد تشریف لائے اور ایک روایت ہے کہ خود حضرت شرموئل  
 چراگاہ میں گئے اور حضرت داؤد سے ملاقات کر کے آزمائش کی تو حضرت داؤد علیہ السلام آزمائش میں  
 درست نکلے تب حضرت شرموئل علیہ السلام نے دست مبارک انکے سر پر رکھا فی الحال جو کچھ تقویاں  
 تھا جاتا رہا اور صورت بہت خوب ہو گئی پھر حضرت شرموئل علیہ السلام نے نبوت کا فرودہ دیا اور جو تہا  
 از قسم اسرار تھیں وہ سب بھی کہ دین اور اپنے گھر تشریف لائے اور طالوت بادشاہ کو ایک زرہ  
 منایت فرما کے ارشاد کر دیا کہ یہ زرہ جسکے بدن پر پورا آوے اسی کے ہاتھ سے جالوت مارا جا سکا  
 جہاں پر روانہ فرمایا جب طالوت روانہ ہوا تو ایٹھ لاکھ سپاہیوں کے ساتھ بھی ساتھ کر دیے صرف حضرت  
 داؤد کو نہیں بھیجا اور چندے حضرت داؤد کو بیٹوں کی خبر لینے کو لشکر طالوت میں بھیجا اور بعض  
 کہتے ہیں کہ انھیں تین سو تیرہ آدمیوں میں حضرت داؤد علیہ السلام اور انکے باپ اور بھائی بھی  
 تھے الٰہ روایت او نے قریب ببعیت ہو باجماع حضرت داؤد اپنے باپ سے رخصت ہو کر چلے تو  
 ایک چھرا میں ملا اسنے عرض کیا کہ مجھکو اٹھالیجے کہ میں وہ چھرا ہوں کہ مجھے حضرت ہارون نے  
 ایک دشمن مارا تھا اور اب میں جالوت کو مارونگا حضرت داؤد نے اٹھا لیا پھر دوسرے چھرے  
 آواز دی کہ مجھکو بھی اٹھالیجے کہ میں وہ ہوں جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فلان شخص پر فتح پائی  
 تھی اسکو بھی حضرت داؤد نے لیا پھر تیسرے چھرے آواز دی کہ میں حضرت اسحاق ابن ابراہیم  
 علیہما السلام کا چھرا ہوں کہ انھوں نے مجھے ایک دشمن مارا تھا اسکو بھی حضرت داؤد نے اٹھا لیا اور  
 تینوں کو اپنے توبرہ میں رکھ کر طالوت کے ساتھ مقابلہ جالوت میں پہنچے اور ایک مقام پر  
 دونوں لشکر صف آرا ہوئے ۵۰۰۰۰ دونوں لشکر دوہرے گستاخ ۴۰۰۰۰ صلائے مرگ در عالم قتادہ  
 مگر لشکر طالوت مقابلہ جالوت میں کہ آٹھ لاکھ سوار بروایت صحیحہ تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جس طرح  
 قطرہ مقابل کھر قلام اور جالوت ناچار سامان حرب پر پہنچے ہوئے بمقابلہ طالوت سپہ سالار میدان  
 کارزار میں اس طرح جیسے قبل دست مقابل شیر خرا اس عرصہ میں دفعہ طالوت نے آواز دی کہ  
 جو شخص جالوت کا سراوے لطف بادشاہت اسکو چاہے اور میں اپنی بیٹی اسکے ساتھ یاہ دونوں  
 آواز نہ کرے حضرت داؤد نے اپنے بھائیوں سے کہا اگر تمکو خواہش سلطنت ہو تو تم ارادہ کر دو کہ تم

کہ تو نا سچ ہو جالوت کا مقابلہ سخت دشوار ہو کیونکہ وہ میدان جنگ میں ہزار رطل آہن کا سامان پہنے ہوئے  
 بادل کی طرح گرجتا ہو سہ سے بزرگ ہو دے بزرگین \* حسام آبار و سامان آتشین \* جو بوجہ شدت از  
 خشم چون تند سیخ \* در آب آتش اندازد از برق تیغ \* سو اے بھائی زہر مردان جگر دار و دشت اس  
 ناپاک میبک سے آب ہو اور تن شجاعان باشوکت و دلیران پرصوات اس فیل تن مرد افکن سے  
 تا تو ان اور بیاب کہ اگر حل کرے تو سارالت کہ ہمارا اسکے ایک گرز کی ہو اسے ہوا ہو جائے اور جو  
 داخل فرج ہو جاوے تو یہ سب سپاہی بچو سو طرح زین و خاک میں لجاوین سہ جو در دست از  
 نیزہ گردان شود \* یا سہے دلیران و گردان شود \* چو شمشیر ہندی بر آوید دست \* بلعفت ہنر بران  
 در کار و شکست \* الا وعدہ انصرت اور تیغ سے کہ حضرت شموئیل نے غیر نے فرمایا کہ اے شموئیل جو در نہ چہ جاے  
 مقابلہ سے گرفت حق دستگیری کند \* و گرنہ کسے کے دلیری کند \* تفسیر حدادی بن لکھا کہ حضرت  
 داؤد نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ اگر صلح وقت ہو تو میں جاؤں اور اس سے مقابلہ کر کے تیغ  
 کروں آنھوں نے یہ کام دیوانوں کا سمجھا کتنی پھیر لیا اور کہنے لگے کہ اے داؤد تیرا دل غل حرارت آفتاب  
 سے خشک ہو گیا ہے اور گوشت لہنی اور صحرا نوردی نے تیرے مزاج کو جاؤداعت ال سے پھیرا ہے تو  
 جانتا ہے کہ کونجنگ نصیحت ہال کو ہلاقت مقابلہ عقاب تیرے خیال سے کمان اور کبک پر شکست کو قوت مقاد  
 باز بلند پرواز سے کب ہو سہ گز نے کہ در شمشیر ان شود \* بمرگ خودش خانہ ویران شود \* حضرت  
 داؤد علیہ السلام نے دیکھا کہ بھائی ہمارے ہا ہی بہت زمین ماننے ناچار طاوت کے پاس تشریف لائے  
 اور فرمانے لگے کہ اگر تجھ کو اجازت ہو تو نو میں میدان کارزار میں بمقابلہ جالوت ناچار جاؤں اور  
 شہر اسکا سونوں سے دفع کروں طاوت نے جواب دینے کا ارادہ کیا تھا کہ لکے بھائی بھی سچھے لکھے  
 پہنچے اور کہنے لگے راوی بادشاہ یہ بھائی ہمارا دیوانہ ہو گیا ہے اسکے کلام قابل اعتبار نہیں میں طاوت  
 نے کہا کہ تم تامل کرو تو میں داؤد سے کچھ باتیں کر لوں پھر طاوت نے حضرت داؤد سے عرض کیا کہ مقابلہ جالوت  
 کا بظاہر نہایت مشکل ہے اور بڑے خطرے کی جگہ ہے تو ایسے آدمی سے کبھوں اتفاق مقابلے کا پڑا ہے حضرت  
 داؤد نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھ کو بھیڑیے سے اتفاق مقابلہ ہوا ہے اور وہ بھیڑیا ایسا تھا کہ خمال فلک کا دل  
 اسکے حملہ سے خون ہوتا تھا اور شیر و بھرا سکی آواز سے سرنگون سے جو بنووی بوقت خشم دندان  
 شدی از زخم تابش آب سندان \* سو آئے ایک بکری بکری اور میں اسکے پیچھے دوڑ کر زور  
 چمپین لایا اور دونوں گلے اسکے پکڑ کر میں نے چیر ڈالے طاوت نے شکر کہا کہ یہ کام کچھ مشکل نہیں ہے  
 کیونکہ بھیڑیا مثل سگسہ ہے اگر اور کوئی معاملہ پڑا ہو تو بیان کرو حضرت داؤد نے فرمایا کہ ایک مرتبہ

شیر قوی بکلی عظیم الجثہ کہ درندہ سے جنگل کے خیال صولت اُسکے پاسے اندیشہ بیشہ بیشہ میں نہ رکھتے تھے اور نور آسمان اور گاؤں زمین اُسکے جنگل کے خوف سے فوق الثریا و تحت الثریا سے ڈرے دم نہ مار سکتے تھے میری بکریوں میں آیا سو میں نے اس سے لپٹ کر گردن توڑ ڈالی حالانکہ اُسکا حال یہ تھا کہ سہ سر شیان بچنگ از تن بکندی • بیروں پنجہ کوہ از پانگندی • چو بر خار زوے از خشم و نبال • فگندی شیر چرخ از سم چنگال • یہ بات سن کر طالوت نے کہا کہ یہ بیشہ مردانگی جو نب حضرت داؤد کے بھائیوں نے کہا کہ اسی جگہ سے اس شخص کی دیوانگی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ ایک بکری کے واسطے شیر سے ابھڑا حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بکریاں میرے باپ کی امانت تھیں سو میں نے اُسکی محافظت کی اور باپ کا حق نگاہ رکھا اسی طرح جہاد و کفار میں حق پروردگار کا حکم ادا کرو گھا اور میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ معرفت و دشمنوں کی اپنے دوستوں سے دفع کروں اور توقع اپنے خدا سے یہ رکھتا ہوں کہ جس طرح اُس خداوند جان نے حق گزارے والی والد بزرگوار میں میری اعانت و مدد فرمائی اسی طرح اپنی حق گزارے والی و فرمانبرداروں میں حمایت و طرف داری کریگا تب طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بھائیوں سے متوجہ ہو کر کہا کہ یہ کلام عجیب از نظام ایسے نہیں ہیں کہ محمول جنون و ما لہو لیا پر کیے جائیں بھائیوں کو جواب نہ آیا ناچار ساکت ہوئے اور طالوت نے زرہ عنایتی حضرت تمویل علیہ السلام تمامی اہل فوج کو پہنائی کسی کے قدر پر راست نہ آئی حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی توقاست با استقامت انجنا • پر برابر بے کم و کاست آتری • اس لباس دلبری برقدزیباے تو راست • چون تو سروے از گلستان لطافت برنجاست • بعد از ان طالوت نے اسپ و سلاح طلب کر کے حضرت داؤد کو دئیے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اول ہتھیار باندھ کر گھوڑے پر سوار ہوئے پھر آتر پڑے اور فرمانے لگے کہ مجھ کو عادت ہتھیار باندھنے کی نہیں ہے اور سوار می اسپ خالی از کبر نہیں میں اسی لباس سے مقابلہ جالوت کرونگا الا شرط ہے کہ بعد قتل جالوت بیٹی اپنی بلا توقفت نکاح کر دینا اور شریک سلطنت فرمانا طالوت نے شرط قبول کی اور قسم کھنائی تب داؤد علیہ السلام میدان میں تشریف لائے جالوت نے دیکھا کہ ایک مرد کسلب پوش • ہوش تو بڑہ گلے میں ڈالے فلاض ہاتھ میں لیے چلا آتا ہے آسنے پوچھا می صاحبزادے کہاں سے آتے ہو کس طرف جاتے ہو کس کام کو آئے ہو حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ طالوت بادشاہ جو نبی اسرائیل کا اُسکی فوج سے آتا ہوں مجھے اڑوگا جالوت نے فرماتے

مارا اور کئے لگا پھر جا بھگو تا ب میرے ایک ڈپٹ کی بھی نہوگی ستنے را کہ تو انی از پاس  
 برو + بمیدان او پے نباید فشرد + بگو زنے کہ با شیر بازی کند + بخو نیز خود ترک بازی کنه  
 حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ محل مقاتلہ و مجادلہ ہے نہ مقام مناظرہ و مکالمہ اگر تجھے قوت  
 اپنے جسد پر ہی تو مجھ کو امید واری اعانت صمد پر جالوت نے کہا در گذر پلٹ جا مجھے تیرے  
 لو کہن پر رسم آتا ہو اور میں جانتا ہوں کہ تو جلد میرے ہاتھ سے ارا جائیگا حضرت نے فرمایا  
 میرے خدائے تیرے قتل ہونے کا وعدہ فرمایا جو کہ پتھر سے نتجھے من مارو نکا اور ظاہر ہو کہ  
 ع کلونخ انداز را باداش سنگ ست + اور کتاب نبین مانتا تو اسکو پتھر ہی سے مارتے ہیں  
 جالوت نے نہایت خشم سے کہا جو کچھ تیرے پاس کرامات ہو پیش کر حضرت داؤد نے وہ  
 تینون پتھر فلاخن میں رکھ کر مارے ایک جالوت کے خود پر پٹا سر کا بھیجا کھاتا ہوا قلب لشکر در ہم برہم کیا دوسرا جا  
 میسنہ گرا سوار دن کی صفیں الٹ پلٹ گئیں تیسرا جانب میسرہ پہنچا پیادے تمام زیر و زبر ہو گئے اور بعض  
 کتے ہیں کہ تینون پتھر باہم پیوستہ ہو گئے اور جالوت کے سر پر پڑے اور بعض کتے ہیں وہ پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے کہ  
 ایک ایک کنکڑی سے ایک ایک سوار مارا گیا جیسا ابرہہ سلطان مین کا حال ہوا اور صحیح یہ ہو  
 کہ حضرت داؤد نے تینون پتھر فلاخن میں رکھ کر مارے اور جالوت کی پیشانی کھلی تھی اور تمام  
 بدن آہن مین غرق تھا سو پیشانی مین لگے اور پیچھے کل گئے کہ وہ مردود گھوڑے سے جدا ہوا  
 اور دو پتھر نکل کر میسنہ اور میسرہ جا پڑے کہ مخالفین دین بھاگے اور بنی اسرائیل  
 نے لشکر اعدا کو تر تیغ کیا اور اسی حال میں ایک ہوا سے تند چلنے لگی کہ تمام فوج اشقیبا  
 پریشان و برباد ہو گئی یہ واقعہ موضع نیمان متعلقات ارض فور مین واقع ہوا الغرض رایت  
 شوکت کفار تند ہی ہوا رنگبت سے نگو نسا را اور علم نصرت اہل اسلام میدان جہاد  
 مین نمودار ہوا اور نسیم عنایت گلستان لقد جارم اللع اور ہوا سے رحمت بوستان  
 و اللع یؤید بنصرہ من یشا ربڑے زور شور سے چلنے لگی اور قفل ابواب کامیابی  
 بنی اسرائیل کلید انا فتخا لک فتحا سہنگا سے کھولے گئے اور نقیب لشکر لطف پیکر ندا سے  
 نصیرک اللہ نصر اغریزاً باواز خوش نغمہ دلکش کھولنے لگے تب قوم بہوت جالوت نے  
 چشم اہل خیرہ اور رخسار امید تیرہ پایا اور غریمت نہر میت غنیمت جان کر بلاتائل بھاگے اور صحرا  
 متعالمیس مین تیر کر گرفتار ہوئے اور تیغ سیاست بنی اسرائیل سے اپنے کردار کو  
 پہنچے اور حضرت داؤد علیہ السلام نے سرنگبر جالوت کاٹا اور کشتی اسکی اتاری اور

نپاک اسکا بیرون سے مکرانے ہوئے طالوت کے پاس پہنچا دیا اور نبی اسرائیل سالماً غانماً اپنے گھر آنے  
 اسی کا اشارہ سورہ بقرہ میں ہوتا ہے و قتل داؤد جالوت و آتاه الله الملك والحكمة و علمہ ما یشاء یعنی مارا داؤد  
 نے جالوت کو اور وہی اسکو اللہ تعالیٰ نے سلطنت اور تمہیر اور سکھایا اسکو جو چاہا یعنی وہ علم دیا کہ جو  
 پیغمبروں کے واسطے لائق ہو خواہ علم سیاست سکھایا کیونکہ حضرت داؤد نے ملک از روئے جرات  
 نہیں پایا تھا بلکہ شہبانی سے سلطنت کو پہنچے تھے اور اس علم کے محتاج تھے یا علم دین عطا کیا یا الجان  
 طیبہ مرحمت کیا کہ جب زبور پڑھتے تو مرغ و ماہی سننے کو آنے تھے اور پہاڑ موافقت کرتے تھے یا صفت  
 زرہ گرمی سکھائی کہ فولاد ہاتھ میں نرم ہو جاتا تھا یا تین مرغ اور مورچہ سمجھنے لگے و بقول ابن عباس ایک  
 سلسلہ عنایت کیا تھا کہ ذکر اسکا قصہ داؤد میں مفصل کیا جا چکا القصة داؤد علیہ السلام نے طالوت سے  
 کہا کہ وعدہ جو تو نے کیا ہے وفا کر آئے شہبانی سے اول انکار کیا مگر حسب ملامت و نصیحت علماء بنی اسرائیل  
 کہ ہوا جبہ حضرت شموئیل علیہ السلام واقع ہوئی بیٹی کا نکاح داؤد کے ساتھ کر دیا اور نصف ملک دیا لیکن بعد چند روز کے  
 پھر نام و دشیمان ہو کر قتل داؤد پر مستعد ہو گیا حافظ حقیقی نے حضرت داؤد کو محفوظ رکھا اور طالوت مقتول ہوا اور  
 تمام ملک اسکا داؤد کو ملا کہ انی جوابہ التفسیر اور حاشیہ کشاف سے پیدا ہے کہ جو عورت نکاح داؤد علیہ السلام  
 میں آئی جالوت کی بیٹی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ طالوت نے فی الفور وفاسے وعدہ فرمایا اور داؤد  
 علیہ السلام کو اپنا خلیفہ کیا اور حضرت شموئیل علیہ السلام نبی رہے بہان تک کہ یہ وضع تینس یا پانچ  
 برس قائم رہی جب حضرت شموئیل نے نوٹے برس کی عمر میں رحلت فرمائی اور قریب بیت المقدس میں  
 ہوئے تو سب لوگ حضرت داؤد علیہ السلام سے گردیدہ ہوئے طالوت کو یہ بات ناگوار ہوئی اُسے  
 آنجناب کے قتل کا قصد کیا کہ حضرت داؤد بایا سے روجہ خود حکم انفرار مالا لطاق من سنن المرسلین میں  
 ایک پہاڑ پر چلے گئے اور وہاں ایک عبادت خانہ بنا کر مشغول عبادت ہوئے اور شتر آدمی اور ایسا نذر  
 آپ کے پاس رہنے لگے بعد چند سے کچھ لوگوں نے طالوت سے کہا کہ داؤد شتر عابدوں کو لیے ہوئے  
 پہاڑ پر بیٹھے ہیں اور تیرے حق میں بددعا کرتے ہیں اب تو ہلاک ہو گا اور سلطنت برباد یہ سن کر طالوت  
 اپنا لشکر لیکر پہاڑ پر گیا اور چاہا کہ حضرت داؤد کو مع توابع قتل کروں اور شمشیر برہنہ ہاتھ میں جانب حضرت داؤد  
 بلاتامل روانہ ہوا حافظ حقیقی نے خواب کو اسپر اور اسکی فوج پر مسلط فرمایا کہ تمام لشکر کے لوگ مع طالوت  
 وہیں زمین پر گرے اور سو گئے حضرت داؤد علیہ السلام تشریف لائے اور اسکی تلوار سے بک چھر کو دو  
 ٹکڑے فرمایا اور سینہ پر کینہہ طالوت پر رکھی اور چراغ کو گل کیا اور ایک پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھی  
 کہ بسطح اس شہر کو تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا اگر تیرے پیٹ پر مارتا تو دو ہی ٹکڑے ہو جاتا اسوقت

کون تیری فریاد کو پہنچتا اب بہتر تیرے حق میں یہ ہو کر فی الفور بیان سے چلا جائیں تو خراب ہو گا بعد اس واقعہ کے اپنے عبادت خانہ میں اگر مشغول ہی ہوئے اور طالوت خواب محفلت سے بیدار ہوا اور بھاگا بعد چندے پھر شیطان نے درغلاما تو اسنے لٹ کر اپنا بھیجا اور خود نہ گیا سولش کر لیون نے رات کے وقت سوتے میں عابدون کو شہید کیا مگر حضرت داؤد علیہ السلام محفوظ رہے جب یہ خبر طالوت سے نسی تو سخت پشیمان ہوا اور نہایت ترساک اور خوفناک چار آسنے اپنے اچھی حضرت داؤد کے حضور میں روانہ کیے کہ آپ میرے پاس تشریف لاؤں کہ میں اس گناہ کا عذر کروں حضرت داؤد نے جواب دیا کہ جب تک طالوت کافرون سے جہاد کرے شتر کافر قتل نہ کرے گا تب تک میں بیان سے جنبش نہ کروں گا اور تیرے حق میں یہ گناہ بہتر نہیں ہے سو طالوت بنا بر جہاد بمقابلہ کفار گیا اور صف جنگ میں کھڑا ہوا تھا کہ ایک تیرا کے سینہ پر گام گیا حضرت داؤد خبر پا کر تشریف لائے اور تخت سلطنت پر بیٹھے یہ

### تفہیم بست یکم در احوال حضرت داؤد مغیر علیہ السلام

اہل تحقیق کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کے باب ایشاکبہ ہزہ و سکون تخانیہ ذمہ تین مجسمہ ابن عویل اولاد یہود داؤد بن یعقوب علیہ السلام سے تھے بعد حضرت شموئیل علیہ السلام کے اللہ نے داؤد کو مغیر اپنا قرار دیا اور یہ اور سلطنت قوت حرب عنایت فرمائی کہ جہان کے بادشاہ اسے مقابلہ نہ کر سکتے اور کثرت مردم فوج اتنی تھی کہ صرف چھبیس ہزار سپاہی دروازہ شاہی پر چوکی بہرہ دیتے تھے جو اہل تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے حضرت داؤد کے واسطے ایک سلسلہ یعنی زنجیر عالم غیب سے بھیجی تھی کہ ایک طرف اسکی حجرہ میں اور دوسری طرف صومعہ عبادت میں آویزان تھی جب کوئی حادثہ پیدا ہونے کو ہوتا تو آسمین حرکت ظاہر ہوتی اور حضرت داؤد علیہ السلام اسکی کیفیت واقعہ سے متنبہ ہو جاتے اور اسکالم معلوم کر لیتے اور جو کوئی بیماریا آسمین ہاتھ لگاتا تھا پانا اور جو کوئی محنت زدہ دل شکستہ اسکو پکڑ لینا اسکو جاہ خانہ غیب سے کسوت دولت پہنایا جاتا اور جب دو خصم اسکے قریب جلتے تو حق و باطل جدا ہو جاتے یعنی جو کہ حق ہوتا اسکا ہاتھ زنجیر تک پہنچاتا اور جو باطل پر ہوا وہ باوصف سعی اور کوشش اسکو مس نہ کر سکتا اور یہ سلسلہ عالم میں بعد وفات داؤد علیہ السلام بھی رہا تھا کہ اس سے حق کو باطل سے جدا کرتے تھے حتی کہ ظالم اور اہل بطلان تک آئے اور طرح طرح کے مکر اور جیلہ نکالنے لگے آخر کار انکی شامت اور نکبت سے وہ سلسلہ گم ہو گیا آزا جملہ ایک جیلہ یہ کیا تھا کہ ایک شخص نے کچھ جواہر بیش قیمت دوسرے کے پاس بطور امانت رکھے بعد

چند سے مالک مال نے امانت دار سے طلب کیے اسے انکار کی اور ابرہہ کو کذب یار لڑنے سے بھگنے  
 اس سلسلہ غیبی تک وہ دنوں آئے اسے این نے یہ فریب کیا کہ ایک لاٹھی تجھ کو بین جواہر رکھتے اور وہ  
 لاٹھی مالک کے ہاتھ میں دہی بھر سلا کے پاس جا کر کہنے لگا یا اسی اگر تین نے جواہر مالک کو حوالہ  
 کیے ہوں تو سلسلہ مجھے نزدیک ہو جائے اور اگر نہ دیے ہوں تو دور ہو جائے چونکہ یہ مکار خدا ظاہر  
 میں راست گفتار تھا سلسلہ قریب ہو گیا اور مالک کا ہاتھ بڑھواری بھی سلسلہ تک پہنچا وہ بچار تخت  
 نادم اور پشیمان ہوا اور حاضرین معاملہ نے اسکو ملامت کی اسی طرح اور کئی حکایتیں تواریخ میں مذکور  
 ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شور و زور سلطنت داؤدی اسی سلسلہ کے باعث سے تھا اور مراد شدہ نامکہ سے  
 جو قرآن میں وارد ہے یہ سلسلہ ہوا اور عالم تنزیل میں حضرت ابن عباس سے اسی آیت کی تفسیر میں نقل ہے  
 کہ ایک اسرائیلی نے حکم داؤدی میں استغاثہ پیش کیا کہ خالان مرو نے میری گائے غصباً لے لی ہے آپ  
 اسکا فیصلہ کر دیں حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعا علیہ کو طلب کیا اسنے دعویٰ مدعی سے انکار کیا تب  
 مدعی سے بقیہ طلب فرمایا وہ کوئی گواہ نہ دیا گیا حضرت نے فرمایا اب تھوڑا اٹل کر دین حاکم مطلق  
 سے رجوع لاتا ہوں جو وہاں سے حکم ہوگا ویسا فیصلہ کرو گا چنانچہ اسی دن خواب دیکھا کہ امی داؤد مدعی کو  
 قتل کر حضرت داؤد جاگے تو دل میں سوچے کہ یہ خواب بے اصل اڑتی ہوئی ہے اس پر عمل کرنا ناجائز ہے  
 دوسری مرتبہ توجہ ہونے تو پھر اس طرح حکم ہوا تیسری بار پھر رجوع ہونے تب بھی وہی ارشاد ہونا چاہا  
 حضرت داؤد نے مدعی سے فرمایا کہ تیرے قتل کرنے کا حکم ہوتا ہے اسنے التماس کیا کہ صرف آپ کا  
 خواب میرے قتل کے واسطے دلیل نہیں ہو سکتا کوئی اور ثبوت قوی تلاش کیجیے فرمایا وا اللہ حکم الہی  
 جاری کر دگا تو قبول کر جب مدعی نے دیکھا کہ اب کسی طرح بچاؤ نہیں ہے تو اسنے کہا وا اللہ میں اپنے  
 دعوے میں جو فی الحال دائر ہو گا ذب نہیں ہوں اور یہ فیصلہ اس مقدمہ کا نہیں ہے بلکہ میں نے  
 پیشتر پور مدعا علیہ کو فرمایا تھا اسکا یہ فیصلہ ہے چنانچہ حضرت داؤد نے مدعی کو قتل کرایا کہ اس  
 واقعہ سے نبی اسرائیل نہایت ڈرے اسی کا اشارہ ہے و شدہ نامکہ و ابتیاء الحکمہ و فصل الخطاب  
 یعنی زور دیا ہے اسکو سلطنت کا اور وی اسکو تیسرا اور فیصلہ بات کا عبد اللہ ابن مسعود اور کلہبی  
 اور مقاتل کے نزدیک حکمت سے مراد ثبوت اور عقل کامل اور بصارت کاملہ ہے خواہ علم حکمت ہو اور  
 فصل الخطاب سے حضرت امیر المومنین علی ابن طالب کے نزدیک البینۃ للمدعی و البین علی من انکر الذکر  
 کہ قضیہ اہل خصوصیت اس پر منقطع ہو جاتا ہے اور مجاہد اور عطاء ابن ابی رباح اور ابی ابن کعب بھی شہود  
 اور ایمان مراد کہتے ہیں اور نزدیک شہجی کے مراد فصل الخطاب ہے محمد بن یونس نے حضرت داؤد علیہ السلام

بعد تمام کلام اول کے جب کلام دوم شروع کرتے تھے بعد حمد و ثنا کہتے تھے آخر ض قوت اور شوکت حضرت داؤد و قرآن شریف سے ثابت ہر کما قال تعالیٰ و انکر عبدنا داؤد ذمی الایدینے یاد کر ہمارے بندہ داؤد کو ہاتھ کے بل والے مراد اس سے قوت سلطنت ہو یا تو ہے کا نرم ہونا یا کسب کرنا یا قوت دینی کو نصف شب عبادت کرتے تھے حدیث شریف میں ہے کہ بہتر روزہ صوم داؤدی اور بہتر صلوة صلوٰۃ داؤدی کہ ایک روز روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور نصف شب عبادت فرماتے اور نصف باقی میں استراحت فائدہ یہ قصہ اللہ جل شانہ نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد دلایا اس لیے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے طاقت کی حکومت میں عمیر کیا آخر حکومت انہیں کو ملی سو یہی حال تمہارا بھی ہو گا چنانچہ ہمارے حضرت صلعم اور ان کے اصحاب کا اسی طرح کا حال ہوا بالجمہ حضرت داؤد علیہ السلام خلافت پر قائم ہوئے اور کتاب زبور تفسیر بچا پس صحیفہ ہمزبان عبرانی حسین سوا کے نصائح و مواظبات کوئی حکم نہیں ہو ملا۔ اسطہ جبرئیل و میکائیل علیہما السلام کے عنایت ہوئے کہ اسکو حضرت داؤد بہتر آوازوں میں پڑھتے تھے اور شریعت مندرجہ تورات پر بالقیہ و تبدیل قائم تھے اور جملہ اسباب نبی اسرائیل انکے مطیع ہوئے اور پیشتر نے کسی بادشاہ کے فرمانبردار نہ تھے بلکہ ہر ایک سبط نے ایک ایک ممالک اپنا جہاد کر لیا تھا اور یہ نبوت و سلطنت سواے حضرت داؤد و سلیمان و محمد مصطفیٰ علیہم السلام کے اور کسی کو نہیں ملی مگر ہمارے حضرت میں نبوت و رسالت و فہم و مملکت سب جمع تھے کیونکہ حضرت اتمام نعمت منظور تھا اور حیرت حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ تھا کہ جبال و طیور انکی اطاعت کرتے تھے کہ جان کبیرین جلتے وہ ہمراہ ہوتے اور جب تسبیح کہتے تو شریک ہوتے کما قال اللہ اناسخرنا الجبال معہ یسبحن بالثنی والاشراق والظہر منشورۃ کل لہ اواب یعنی تابع کیے اسکے ساتھ پہاڑ پاکی بولتے صبح و شام اور جانور اترتے جمع ہو کر سب اسکے آگے رجوع رہتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اشراق سے صلوة الفصحی مراد لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم نے صلوة الفصحی اس آیت سے معلوم کی کہ ذانی الہدایہ تفسیر کشف الاسرار میں ہے کہ تسبیح پہاڑوں کی اگرچہ عقل پر پوشیدہ ہے لیکن قدرت الہی سے بعید نہیں کہ اپنے کسی بندہ خاص کو اس سے خبردار کر دے چنانچہ تسبیح سنگ نازدین کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ایک شاہ عادل ہو فائدہ ایک بزرگ نے دیکھا کہ ایک پتھر سے پانی نکلتا ہے تو حیرت میں کھڑے ہو گئے اسنے کہا ای ولی اللہ رحمۃ اللہ علیک مجھ کو خالق کبریا نے مدت دراز سے پیدا کیا ہے سو میں بخوف بظہوت خداوندی رونے میں مشغول رہتا ہوں اس بزرگ نے دعا فرمائی کہ یٰ یوم یا کریم اسکو تسلی بخش کہ رونے سے باز رہے اذ تم ترا جن نے دعائے خالص انکی

پتھر کے حق میں قبول فرمائی کرونا اسکا وقت ہو گیا اور وہ بزرگ اپنے مقام میں تشریف لائے  
ایک مدت کے بعد پھر اسی جگہ گزرا تو وہ پتھر اسی طرح روتا تھا بلکہ اول مرتبہ سے زیادہ گریہ کر رہا تھا  
تب پوچھا کہ اب کیسوا سٹے روتا ہوا ہے؟ کما اخی تفتیق کریم اول بخون سیاست و عقوبت گریہ و زاری  
کرتا تھا اور اب شادی امن و سلامت سے روتا ہوں اور عاشق خدا مجھ کو اس درگاہ لائے ابالی میں بجز گریہ و زاری  
اور کوئی کام نہیں ہے اس رنگ گریہ میں و گوکان ترشح است ۵۰ ذکر کوہ نالہ میں و پندار کان صدق  
دوسرا معجزہ یہ عنایت ہوا تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا الحمان حزین تھا کہ جب زبور پڑھتے تو دریا کا  
پانی ٹھہر جاتا اور خوش و طیبو جمع ہو کر گھیر لیتے تھے اور درختوں کے پتے زرد ہو جاتے اور آدمی بیوش ہو کر  
گر پڑتے تھے بلکہ مشہور ہے کہ بعض مری جاتے تھے اور خیال کے جانور اور شیر و گرگ آپ کے پاس  
جمع ہو جاتے تھے اور ہوا کا چلنا بند ہو جاتا تھا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت  
داؤد علیہ السلام شتر طرح سے زبور پڑھتے تھے کبھوں اس طرح کہ بخیدہ و نمگین خوش ہو جاتا اور  
جب نمگین آواز سے پڑھتے خوشی و تری کا کوئی جانور بیوش میں نہ رہتا ہمارے حضرت کے اصحاب  
میں ابو موسیٰ شعری رضی اللہ عنہ نہایت خوش آواز تھے کہ حضرت معلم نے ایک سفر میں رات کے  
وقت آنکو قرآن شریف پڑھتے سنا دوسرے دن فرمایا ای ابو موسیٰ اللہ تجھ کو بانہری دی گئی ہے اور داؤد  
کی بانہریوں سے یعنی تیری آواز ایسی دلکش ہو گویا تیرا گلابانسری ہے اور تیری آواز میں حسن داؤدی کا  
اثر ہے کذا فی ترجمہ المشرق اس حدیث سے بڑی تعریف خوش آوازی کی تکلی حقیقت یہ ہے کہ یہ نعمت  
خدا داد ہے جو اللہ دے وہ اسکو وہیات میں صرف نہ کرے بلکہ خدا کا کلام اس سے پڑھے  
اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریفیں الحمان سے کیا کرے اور حکما کہتے ہیں کہ تمام فرامیر و اوتار  
و نعمات الحمان داؤد علیہ السلام سے بنائے گئے ہیں بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ یہ اثر آواز  
داؤد علیہ السلام میں بعد قبول توبہ پیدا ہوا ہے اور قبل اس سے نہ تھا بعد قبول ہونے توبہ کے  
یہ دستور باندھا تھا کہ جو تھے دن ہمیشہ جہنم میں تشریف لیجاتے اور اپنا گناہ یاد کر کے زبور  
بالحمان خوش پڑھتے اور زرار زار روتے تو خیال و طیبو بھی آپ کے ساتھ پڑھتے اور سوتے اور جو کسی آدمی کے  
کان میں آواز پڑ جاتی تو بیوش ہو جاتا اور کبھوں جان دے ڈالتا تھا ۵۰ چو گرد و مطرب من غیر پڑا  
ز شوقش مرغ روح آید بہ پرواز ۵۰ اسی کا اشارہ سورہ سبأ میں فرمایا ہے واللہ آتینا داؤد و سنا فضلاً  
یا جبال اوبلی معہ و اطیر یعنی ہمنے دے دی داؤد کو اپنی طرف سے فضیلت اور پہاڑ و رجوع سے  
پڑھو اسکے ساتھ اور جانور اڑنے والے اس جگہ فضل سے مراد حسن صوت ہے کذا فی عین المعانی

اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام از روئے نبوت و سلطنت و حسن صوت و جلالت  
 مشاہدات و حسن خلق و توفیق عدل سے اپنے زمانے کے لوگوں پر فضیلت رکھتے تھے یا رجوع رہنا چاہا  
 و طہور کا موجب ففضل تھا تیسرا معجزہ یہ تھا کہ ہر قسم کا لوہا دست مبارک میں مثل موم نرم ہو جاتا تھا کہ اسی  
 نرمی بناتے تھے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے و انکار الحدید ان عمل سابعنا و قدر فی السد یعنی نرم کر دیا  
 ہونے اسکے لیے لوہا کہ بنا کسادہ نرم ہوا اور اندازہ سے جو کڑیاں اور سبب اس معاملہ کا بعض فرشتوں  
 نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک روز کوئی فرشتہ زیارت کو آیا اسنے کہا اے داؤد تو پیغمبر و خلیفہ خدا ہے تو کبھی  
 کہ اپنا قوت ہر روزہ اور بھی اپنے عیال و اطفال کا کسی کسب سے پیدا کیا کر بیت المال سے لینا  
 تمہارے حق میں بہتر نہیں ہے اسی دم آنجناب نے دعا مانگی ارشاد ہوا کہ زرہ بنایا کرو انھوں نے  
 عرض کیا کہ اس کسب کے واسطے لوہا رون کے ہتھیاروں کی حاجت پڑے گی تب حکم ہوا کہ اوپر  
 بیان کیا گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب اس کسب کا یہ واقع ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ  
 دستور تھا کہ رات کے وقت بستی میں گشت کیا کرتے تھے اور لوگوں سے اپنا حال پوچھا کرتے تھے  
 اگر کسی شخص سے کسی طرح کی بات خلافت سننے تو اسکو بدل دیتے ایک مرتبہ حالت گشت میں  
 ایک بوڑھی عورت سے پوچھا کہ داؤد پیغمبر کیسا ہے اسنے کہا کہ آدمی خوب ہے مگر ملک کے حصول سے  
 لیکر اپنا اور اپنے عیال کا قوت ہر روزہ کیا کرتا ہے اگر اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا کرتا تو بہتر تھا  
 اسی وقت سے حضرت داؤد نے یہ کسب اختیار کیا تب خداوند تعالیٰ نے اسکے واسطے  
 نو سہ کو نرم کر دیا کہ زرہ بنایا کرتے تھے بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان داؤد کان لایاکل الا من عمل یدہ اور معالم التنبول میں ہے  
 کہ زرہ عالم میں اول حضرت داؤد علیہ السلام نے بنائی ہے تفسیر تیسیر میں ہے کہ ہر روز ایک زرہ  
 بنا کے چھ یا چار ہزار درم کو بیچتے تھے ازاں جملہ چار ہزار درم صدقہ کرتے تھے اور دو ہزار اپنے  
 عیال و اطفال وغیرہ کے صرف میں لاتے تھے اور تفسیر لباب میں ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام  
 کی وفات ہوئی تو ایک ہزار زرہ خزانہ میں طبار و موجود تھی القصہ جب حضرت داؤد علیہ السلام  
 نبوت و خلافت یا شوکت و قوت عنایت ہوئی تو ایک دن باطینان بیٹھے ہوئے انبیاء سابقین  
 کے صحیفے ملاحظہ کر رہے تھے انہیں فضائل و مناقب حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام  
 کے نظر پڑے تو انکو ان مراتب کی تمنا ہوئی اور غور میں جانے رہے ذمہ ایک آواز آئی کہ اے داؤد  
 علیہ السلام ابراہیم و اسحاق و یعقوب نے بڑی بڑی بلاؤں میں صبر کیا ہے تب انکو یہ مرتب

حاصل ہوئے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا یا اکتی میری بھی امتحان کیا جاے معالم التنزیل میں سدی و کلبی و مقاتل رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی عمر کے اباہم تین بانوں میں تقسیم کیے تھے ایک دن عبادت کا اور ایک روز فیصل خصوصاً کا اور ایک دن عیال و اطفال میں بسر کرنے کا اور اسی دن میں وقت فرصت کتب سابقین ملاحظہ کرتے تھے اور تفسیر احمدی میں ہے کہ چارم میں تقسیم فرماتے تھے ایک دن بنا بر عبادت اور ایک دن برائے رفع خصوصاً اور ایک روز خاص امور میں مشغول ہوتے اور ایک وعظ و تذکیر میں بسر کرتے تھے چنانچہ ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں گذرا کہ میرے باپ داؤد سے بہت اچھے تھے وہ مراتب خدا مجھ کو بھی دینا وحی ہوئی کہ اسی داؤد انھوں نے بلاؤں میں صبر کیا تھا عرض کیا کہ اگر بلا ہوگی تو میں بھی صبر کروں گا ارشاد ہوا کہ فلان روز فلان ماہ میں بلا آوے گی انتظار کرو بعضے کہتے ہیں یوم موعود و شنبہ شریف میں رجب تھا کہ اس دن حضرت داؤد نماز یازہر عبادت خانہ کا دروازہ بند کیے پڑھتے تھے دفعۃً ابلیس مردود بصورت کبوتر نہایت خوبصورت کہ تمام جسم سونے کا اور باز و موتی و زبرجد کے اور منقار یا قوت احمر کی اور کھنکھن زمر و خضر کے اور دو پاؤں فیروزے کے بنا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے متصل آیا کہ آنجناب اسکی صورت دیکھ کر تعجب ہوئے اور دل میں سوچے کہ اسکو کسی طرح پکڑنا چاہیے سو اپنا ہاتھ دراز کیا وہ علیحدہ ہو بیٹھا آخر کار عبادت چھوڑ کر اسکی طرف متوجہ ہوئے مگر کبوتر جس روزن سے آیا تھا آسمان پر ہر ڈو گیا تو حضرت داؤد بالاحسان نہ پر چڑھ کر دیکھنے لگے اسوقت ایک عورت نہایت حسینہ و جمیلہ کہ اپنے باغ کے اندر یا گھر کی چھت پر غسل کر رہی تھی نظر پڑی تو یہ فریفتہ ہوئے اور اسنے انکو دیکھ کر اپنے بال کھول دیے کہ تمام جسم اسکا پوشیدہ ہو گیا تب خواصون سے ارشاد کیا در یافت کر دے کون عورت ہے ایک نے کہا اور یا ابن جبابا کی منکو صہ ہزام اسکا پیشلیج ہے اور اسکی نان کا نام شائع ہے فرمایا اور یا کہان ہے کسی نے کہا کہ ایوب با ثواب ابن صور یا آپ کے بھانجے کے ہمراہ مقام بقا میں تعینات ہے بعضے کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں یہ آیا کہ اور یا کو قتل کریں اور اسکی عورت کو اپنے نکاح میں لا دیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اپنی ہمیشہ زاد سے کو لکھا کہ اور یا جو تمہارے ہمراہ لشکر میں ہے اسکو جہاد کے واسطے فلان مقام پر روانہ کرو اور تاکید کرو کہ تالوت سکینہ کے آگے ہے تاکہ فتح نصیب ہو یا شہید ہو جائے اور معمول یہ تھا کہ جو کوئی تالوت کے آگے ہوتا وہ اکثر مارا جاتا چنانچہ ثواب ابن صور یا نے اور یا کو مطالبی حکم داؤد روانہ کیا کہ اور یا نے جہاد میں فتح پائی پھر دوسرے حکم کے موافق دوسرے شہر پہنچا وہاں بھی فتح نصیب ہوئی جب تیسری جگہ

بھیجا گیا تو اور یا شہید ہوا پس بعد القضا عدت حضرت داؤد علیہ السلام نے مسماة میشالیح سے نکاح کیا کہ اُن سے حضرت سلیمان پیدا ہوئے و ہذا القول مردود عند اکل قال علی رضی اللہ عنہ من حدیث محمد بن

داؤد علیہ السلام علی ما یرد بہ القصاص جلد نہ ہا تیر دستین جلدۃ و ہو صد افریہ علی الانبیاء علیہم السلام اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کبوتر کہہ کا تھا انہوں نے کہا مسماة میشالیح کا ہے فرمایا وہ عورت شوہر دار ہو کسی نے کہا اور باکے نکاح میں ہو لیکن ایک اور لینے اسے جمع نہیں کی ہے سو حضرت نے اور یا کو طلب کیا اور کہا توجہا دکو جا آئے قبول کیا اور جانب روم روانہ ہوا اور وہ طرف ایسی تھی کہ جو شخص آدھ جراتا تھا مارا جاتا تھا اگر اور یا فتحیاب ہوا اور مو فنیع ناطقہ میں ایک شخص کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعد ایک برس کے حضرت داؤد نے اسکی عورت سے نکاح کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت داؤد فقہ عورتوں کی حکایات بنی اسرائیل کے سامنے بیان کر رہے تھے اور دل میں یہ خیال تھا کہ اگر میں ایسی بنایا میں پڑوں تو محفوظ رہوں اس پر اللہ نے کبوتر بھیجا اسکے ذریعہ سے فقہ عورت میں مبتلا ہو گئے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت داؤد نے اور یا سے باکسی اور شخص سے فرمایا کہ تو اپنی عورت کو چھوڑ دے تو میں اپنے پاس رکھوں اور اس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص کسی کی عورت کو پسند کرتا تو اسکے شوہر سے درخواست کرتا تھا کہ تو اسکو چھوڑ دے میں نکاح کروں سو اسی طرح حضرت داؤد نے اور یا سے کہا کہ اُس نے بعا دت مواساة طلاق دی ظاہر یہ بات سبک تھی مگر مرضی حق کے خلاف پڑی اس سبب سے کہ رغبت دنیا تھی اور حضرت داؤد کو اللہ نے عورتوں سے مستغنی بھی کر دیا تھا لہذا فی المدارک یہ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے تفسیر احمدی میں ہے کہ امام زاہر نے اس روایت کی انکار کی ہے اور اس قول پر طعن فرمائی ہے بعد اسکے لگتے ہیں کہ بعض کے نزدیک زلت یہ تھی کہ حضرت داؤد کے پاس دو خصم آئے انہوں نے اپنا مقدمہ بیان کیا اس مقدمہ میں قول واحد پر حکم دیا اور دوسرے سے استفسار نہیں کیا کہا قال لقد طلبک الخ لیکن یہ قول ضعیف ہوا سلیے کہ وہ دونوں خصم صرف امتحاناً آئے تھے بنا بر اس زلت کے جو حضرت داؤد سے صادر ہوئی تھی قبل اسکے کہ بعد اسکے اور تفسیر فریق ثانی کی مقتدر ہے بر سبیل ایجاز باجملة اس معاملے میں روایتیں مختلف پائی جاتی ہیں اور بعد تتبع اسقدر صحیح معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اور یا کی عورت کی آرزو کی کہ اگر یہ مجھ پر حلال ہو جائے تو بہتر ہوا اتفاقاً اور یا مارا گیا اور اسکے ساتھ اور لوگ بھی قتل ہوئے سو حضرت

اور لشکریوں کا غنیمت کیا اور یا کے مرنے کا بیخ نہیں کیا بعد ازاں اسکی عورت کو نکاح میں لائے اور جو بعضے کہتے ہیں کہ اور یا حضرت داؤد کا متبنی تھا اور نکاح منکوہہ شبنی سے زلت ہے یہ قول مردود ہے اور یہ بات ہرگز زلت نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح خود جناب حق نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بعد طلاق دینے زید کے فرمایا ہے اور زاد المسیر و تفسیر احمدی میں ہے کہ جب وہ راسپہر میں کہ اس عورت سے اول اور یا نے نکاح کرنا چاہا تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے نکاح کا پیغام دیا عورت کے اولیا رضی ہوئے کہ حضرت نے نکاح کیا اس میں زلت و لغزش قدم یہ ہوئی کہ حضرت نے باوصف کثرت عورتوں کے ایک بھائی موسیٰ کے خطبہ پر خطبہ کیا چنانکہ یہ بات کلام اللہ سے مفہوم ہوتی ہے کیونکہ اللہ صاحب مقدمہ امتحان میں فرماتے ہیں بسؤال تعجبک لے لغابہ نہ کہ باخذ تعجبک معالم التنبہل میں ہے کہ نکاح سے تھوڑے دنوں بعد صورت غناب نمودار ہوئی اور دو فرشتے تشریف لائے اور تفسیر تبیان میں ہے کہ حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام تھے اور انکے ساتھ اور فرشتے بھی تھے اور جب یہ دونوں فرشتے عبادت خانہ میں جانے لگے تو پاس بانوں نے منع کیا مگر وہ دونوں چلے گئے یا دیوار بھٹ گئی اور دونوں بصورت مدعی و مدعا علیہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آگئے چنانچہ سورہ صافات میں فرماتے ہیں و ہل انتک بنوہم انھم اذ لسورہ الاحزاب و صلوات علی داؤد ففرغ منہم یعنی پہنچی ہے تمھیں خبر دعویٰ والوں کی جب کو در دیوار کو آئے عبادت میں جب گھس آئے داؤد پاس تو انکے گھبرا پنا شاید سبب گھبرانے کا یہ ہوا کہ بے اجازت باوصف روکنے در بانوں کے چلے آئے تھے یا دیوار کے شکافتہ ہونے سے ڈر گئے پھر دو تقدیر آئے پوچھا تمکو کہنے میرے پاس آنے دیا بولے لا تخف خصمان لئی بعضنا علی بعض فاحکم بنینا باحق و لا تططوا ہذا الی سوار الصراط یعنی وہ بولے مت گھبرا ہم دونوں جھگڑتے ہیں زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے کو سو فیصلہ کر دے ہم میں انصاف کا اور دور نہ ڈال بات کو اور تباہی ہلکو سیدی راہ فائدہ اس آیت میں حقیقت بغاوت مقصود نہیں ہے کہ فرشتوں میں نہیں ہو سکتی بلکہ مراد یہ ہے کہ تم نے دیکھا ہے کہ ایک نے دوسرے سے بغاوت کی گو با قضیہ سے مطلع کر کے حکم چاہتے ہیں انقض جب حضرت داؤد نے فرمایا بیان کرو تب ایک نے کہا ان ہذا اخی لہ تسع وتسعون نعیمہ و لے نعیمہ واحدة فقال الکفینہا وغرنی فی الخطاب یعنی میرے بھائی ہوا سکے پاس ننانوے دینیاں ہیں اور میرے ایک ذبی ہے سو کتنا ہے وہ میرے حوالہ کر اور زبردستی کرتا ہے مجھے بات میں فائدہ اخی سے ملا ہے کہ ہمارے طریق و دین پر ہوا و نتیجہ کنایہ ہے عورت سے اہل عرب اسی طرح بولتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں یہ تعرض ہے

بنا بر تفسیر حضرت داؤد کے در نہ اس جگہ نہ بچہ نہ بچی ہو یہ بات ایسی ہے جس طرح مارا زید نے عمر کو واہ بکرنے لکھ کو اور نہ ضرب ہو نہ شہرا کذا فی المعالم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک آہ سے یہ مراد ہے کہ مجھے دے ڈال اور مجاہد کے نزدیک چھوڑ دے تاکہ میں اسکی کفالت کروں اور ا عورتوں میں ملاؤں اور اسکے نان و نفقہ کی فکر کروں یعنی اسے طلاق دے کہ میں نکاح میں لاؤں لفظ یعنی سے بھی اُنکے نزدیک مراد یہی ہے اور اصل حقیقت اس معاملے کی یہ ہے کہ جھگڑانے والا فرشتے تھے پردے میں انکو سناتے تھے کہ انکے گھر میں ننانوے عورتیں تھیں ایک ہمسایہ کی ع نظر پڑی تو چاہا کہ اسکو بھی گھر میں رکھیں اسکا خاوند موجود تھا انکے لشکر میں اسکو معین کیا تا بوت سے آگے جہاں بڑے مردانہ لوگ لڑائی میں بڑھے تھے وہ شہید ہوا پیچھے اس عورت کو نکاح کی کسی کا خون نہیں کیا بے ناموسی نہیں کی مگر کسی کی چیز لے لی تدبیر سے پیغمبروں کے شہرائی کو آ داغ بہت تھا اسپر جانچ ہوئی پس یہ سب تمثیل ہے واسطے داؤد علیہ السلام کہ قوت ملک اور ذ لسانہ سے اور با پر غالب آئے اور اسکی عورت سے نکاح کیا اور حق اور یا کا تکلف کیا اور و ضعیف تھا اسکے ایک ہی جوڑو تھی اور حضرت داؤد کے ننانوے بیبیاں تھیں باجمہ جب یہ سوال

تو حضرت داؤد نے کہا تقدیر ملک بسوال تعجبیک الی نفا جہ وان کثیراً من اٹھلا بل یعنی بعضہم بعض الالذین آسناو عملوا الصالحات وقلیل ما ہم یعنی بے الضافی کرتا ہر تجھ پر کہ مانگتا ہے تیرے ملانے کو نہ پڑیونہیں اور اکثر شریک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر مگر جو یقین لائے ہر کام کیے اچھے اور تھوڑے لوگ ہیں ویسے یعنی حضرت داؤد نے کہا کہ اگر ایسی بات ہے جیسا تم کہتے تو اسنے ظلم کیا تب مدعی جانب مدعا علیہ دیکھ کر ہنسا اور کہا قضی الرجل علی نفسه یعنی حکم کیا اس مرد اپنے نفس پھر دونوں رخصت ہوئے حضرت داؤد نے جانا کہ یہ ابتلا ہے کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ و وطنہ انما فتناہ یعنی خیال میں آیا داؤد کے کہ ہم نے اسکو جانچا سدھی سے روایت ہے کہ جب مدعی نے کہہ دیا اخی الخ تو حضرت داؤد نے دوسرے سے پوچھا کہ تمکو کیا جواب ہے اسنے کہا کہ فی الحقیقتہ ننانوے بیبیاں ہیں اور اسکے ایک ذبی ہو سو میں چاہتا ہوں کہ اسکو لیکر لو رہی سو کروں اور میرا بھائی نہیں مانتا ہے حضرت داؤد نے فرمایا کہ یہ ظلم ہو میں اسکو سزا دوں گا سائل نے کہ اے داؤد تو نے کس طرح ایسا کیا حالانکہ تیرے ننانوے بیبیاں تھیں اور اور یا کے ایک سو تو کس کس طرح سے اسکے ساتھ پیش آکر اسکی جوڑو لے لی یہ بات کہہ کر غائب ہو گئے حضرت دا جانا کہ یہ امتحان ہے جانب خدا سے پھر گناہ بخشوانے لگے اپنے رب سے علامہ بیہومی معالم اللہ

میں انس ابن مالک سے باسنا و صحیح روایت کرتے ہیں کہ انس ابن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے  
سنایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داؤد نبی نے جب دیکھا عورت کو تو لشکر نبی ہر ایک  
بیجا لڑائی پر اور وصیت کی سردار لشکر کو کہ جب عدو کے مقابلہ پر پہنچو تو فلاں شخص کو آگے تاہوت  
کر دینا اور تاہوت سے اس زلمے میں فتح ہوئی تھی اور جو شخص تاہوت کے آگے ہوتا تھا وہ نہیں پہنچتا تھا  
یہاں تک کہ مارا جائے یا لشکر ہٹا گیا جائے پس اس عورت کا شوہر مارا گیا اور دو فرشتے آئے انھوں نے  
مقتداً اسکا بیان کیا داؤد نے دریافت کیا کہ یہ جناب ہرچالیس رات دن سجدے میں پڑے رہے کہ آسکے  
اشکوں سے گھاس جم گئی اور پشانی زمین سے گھس گئی یہ کہتے تھے کہ عرب داؤد نے بڑی لذت انصیا کی اگر تو ہم  
نوضیف ہو جاؤ داؤد اور اگر نہ ہوتے تو انکا گناہ یادگار رہتا پچھتے آئے والوں کو اور زبان زد خالق رہتا پچھتے  
رات کے حضرت جبرئیل اشرف آئے اور کہا کہ ایسا داؤد اللہ نے تجھ کو بخشا وہ قصد جو تو نے کیا تھا داؤد  
نے کہا اللہ قادر ہے کہ بخش دے اور تمکو معلوم ہو کہ اللہ عادل جو کسی طرف میلان نہیں کرتا پس اس  
شخص کو کیا حکم ہوگا جب قیامت میں آویگا اور مجھ پر دعویٰ کرے گا حضرت جبرئیل نے جناب الہی بن عرض  
جواب دیا کہ اللہ تمہارے قیامت کے دن تمکو تمہارے برعی سے ملا دے گا اور تمکو بخشاویگا اور مدعی کو عوض  
اسکا جنت میں دیگا اور کعب احبار اور وہب ابن منبہ اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب  
فرشتوں نے اگر قہقہہ بیان کیا تو حضرت داؤد اپنا احوال سمجھے اور چالیس دن سجدہ میں پڑے رہے کہ سر  
نہیں اٹھا یا اگر نماز مکتوبہ اور حاجت ضروریہ کے واسطے البتہ چھپ ہو جاتے تھے اور کھانا پینا بالکل ترک  
ہو گیا تھا اور سر کے گرد گھاس اولیٰ تھی اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چالیس دن سجدے  
میں رہے تب ایشاد ہوا ہے الامام غدش کہ حدیث حالت ہ باعث پہ بود برین مامت ہ ہرگز سہ دم  
غذایت ہ در تہ شرب جان فرات ہ ہرگز نہ دلی دوا فرستہ ہ در بر ہن تن قبا و تم ہ الا حضرت داؤد  
چچہ جواب نہ دیا بلکہ زیادہ شرمندہ ہوئے کہ سات دن اور بھی گریہ اور زاری سے جو دوست بعد اسکے خلاف  
نے توبہ اور حضرت نازل فرمائی حضرت داؤد نے سجدہ شکرانہ ادا کیا اور عرض کیا رب اغفر لی  
قیامت میں مدعی میرا دامن پکڑے گا تب کیا ہوگا کہ گفتا کہ باوقصو و بخشند ہ چند انکہ ز تو قصو و بخشند ہ  
وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کو آواز آئی کہ میرا قصو و بخشا گیا حضرت  
داؤد نے عرض کیا کہ یا الہی تو کسی پر ظلم نہیں کرتا اور میرا مدعی راضی نہیں ہے میرا قصو و کس طرح مساوت ہوا  
ارشاد ہوا اور یا کی قبر پر جا کے معذرت کریں تیری آواز سناؤ گا حضرت داؤد علیہ السلام قبر پر گئے اور  
کمال عجز اور انکساری سے اور بانی قبر پر بیٹھے اور پکارا اور پانے کہا کہ کن ہو جسے جگا دیا حضرت داؤد نے کہا

میں ہوں داؤد آئے کما یابنی اشد آپ کیوں تشریف لائے ہیں حضرت داؤد نے کہا کہ عنقو قصور چاہتا ہوں اور یانے کما کما آپ سے کچھ تصور نہیں ہوا حضرت داؤد نے کہا میں نے تجھ کو جہاد میں بھیجا کہ تو مارا گیا آئے کما آپ نے مجھے جنت کے واسطے بھیجا تھا کہ میں شہید ہو کر داخل جنت ہوا سو یابنی اشد میں نے سنا کیا حضرت داؤد خوش ہوئے اسوقت وحی ہوئی کہ اے داؤد میں حاکم عادل ہوں تو صاف صاف اور یہ کہ دے پھر حضرت داؤد قبر پر تشریف لیگے اور پکارا تو آئے کما یابنی اشد آپ کیوں تشریف لائے حضرت داؤد نے مفصل حال اپنا اور اسکی عورت کا بیان کیا اور یانے کچھ جواب نہ دیا بلکہ تین مرتبہ حضرت داؤد نے پکارا الا جواب نہ ملا تو بہت رونے اور بچھے کہتے ہیں کہ تیسری مرتبہ اور یانے جواب دیا کہ میں بگر نہ صاف نکرونگا سپر حضرت داؤد بہت رونے کہ بتیاب ہو گئے آواز آئی کہ اے داؤد تو نوحہ اور زاری مت کرینے بخشا تیرا گناہ اور رحم کیا میں تیرے رونے پر اور قبول کی میں نے تیری دعا حضرت داؤد نے کہا یارب مدعی میرا رضی نہیں ہوا رشاد ہوا کہ میں قیامت کے دن ایسا ثواب عنایت کرونگا کہ آئسے کا انون سے مسانوہ آنکھوں سے دیکھا ہوا اور میں اس سے کہونگا کہ تو داؤد سے راضی ہو وہ کہیں گامیرے پاس کچھ عمل داؤد کا نہیں پہونچا ہے میں کس طرح داؤد سے راضی ہوں تب میں ارشاد فرماؤنگا کہ بعض سیر بندے داؤد کا ہو پس میں بخشاؤنگا تجھ کو اور وہ بخشیتگا حضرت داؤد نے عرض کیا کہ اب میں نے جانا کہ تو نے مجھ کو بخشا اور اسی کا اشارہ ہر سورہ صاد میں فتننا لہ ذلک وان لہ عندنا لزلقی حسن باب یعنی پورے معاف کر دیا اسکو وہ کام اور اسکو ہمارے پاس مرتبہ ہوا اور اچھا ٹھکانا وہب آہن بندے سے روایت ہو کہ بعد تو ہوا اور حضرت حضرت داؤد علیہ السلام پیش برس تک اور بھی اپنی تقصیر پر روتے رہے روایت ہو کہ جب یہ ظیہ ساد ہوا تو تب عمر حضرت داؤد کی شتر برس کی تھی اور بعد اس خطا کے اپنی عمر کے دن پر تقسیم پر تقسیم فرماتے تھے ایک دن فیصلہ قضا یا کرتے اور ایک دن صحبت عورتوں کی کھتا اور ایک دن تسبیح جنگل اور پہاڑوں اور دریاؤں پر کرتے اور ایک دن گھر میں تنہا رہتے اور اس گھر میں چار ہزار محراب تھی آسمین رونے والے جمع ہوتے کہ آنگے ساتھ نوحہ فرماتے اور اپنے حال پر روتے یعنی جب سیاحت کا دن ہوتا تو جنگل میں نکل جاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے اور روتے آنگے ساتھ درخت اور وحش و بلور بھی روتے اور آنگلی آنکھوں سے آنسو مثل نہر جاری ہوتے بعد آنگے پہاڑوں کی طرف تشریف لیا کہ پہاڑ اور تپوآنکے ساتھ روتے پھر کنارے دریا کے تشریف لاتے تو جانو بھری مگر وغیرہ روتے جب شام ہو جاتی چلے آتے اور جب خاص اپنے نوحہ کا دن آتا تو بناوی آواز دیتا کہ آج دن ہی نوحہ داؤد کا جسکو شکر تے منظور ہوا سے اودعا بدیوگ محراب والے مکان میں داخل ہوتے اور فرشتے

خیالی کا بچتا اسپر چار ہزار عابد بیٹھے اور حضرت داؤد ونا شروع کرتے اور عابد لوگ بھی رونے کہ ہمیشہ فرش آنسوؤں سے تر ہو جانا اور حضرت داؤد چڑیا کے بچہ کی طرح اسپن تڑپتے تب حضرت سلیمان لگے اٹھاتے اور منہ حضرت داؤد کا دھوٹے اور کتے یا الہی بخش دے وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ حضرت داؤد نے اپنی زندگی بھر پانی نہیں پی لگا سکو انٹون سے ملاتے تھے اور کھانا نہ کھاتے تھے مگر آنسوؤں سے بالاکر اور حضرت حسن بھری سے روایت ہے کہ حضرت داؤد بعد از گناہ سوکھی روٹی پر نیک چمکے اور آنسوؤں سے تر کر کے کھاتے اور کہتے کہ خوراک صاحب گناہ کی یہی ہوشہ برس اسی طرح گذرے وہب ابن منبہ کہتے ہیں کہ جب حضرت داؤد کا گناہ عفو ہوا تو حضرت داؤد نے عرض کیا کیا رب العالمین تو نے گناہ میرا بخشا اب ایسی سبیل کر کہ قیامت کو گناہ دیکھوں تب اللہ جل شانہ نے انکے ہاتھ میں وہ گناہ لکھ دیا جب کھانا پانی ہاتھ سے کھاتے بیٹے تو دیکھ کر روتے تھے اور جب منبر پر کھڑے ہوتے اور خطبہ کرتے تو لوگوں سے متوجہ ہو کر وہ ہاتھ دکھاتے تو خلق اللہ اسکو دیکھتی اور روتی اور قنود رضی اللہ عنہ حسن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت داؤد بعد غفونظ کے گنہگاروں کے پاس بیٹھے اور کہتے کہ آؤ داؤد گنہگار کے پاس اور قبل خطا کے ادھی رات تک قیام کرتی ہو اور چھ مہینے روزہ رکھتے تھے جب خطا صا در ہوئی تو سال بھر روزہ رکھتے تھے اور تمام رات عبادت کرتے تھے اور قصص میں وارد ہے کہ وحوش اور طیور حضرت داؤد کا پڑھنا سنا کرتے تھے جب قصور صا در ہوا تو انھوں نے نہ سنا موقوف کر دیا اور یہ کہتے تھے کہ اے داؤد دعاوت صورت سے تیری خطا صاف ہوئی اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت داؤد اپنا گناہ یاد کرتے تھے تو انکے اعضا جلا ہو جاتے تھے اور جب عفو گناہ یاد کرتے تو بحالت اصلی آجاتے تھے القصہ جب تو حضرت داؤد کی قبول ہوئی تو پھر تخت سلطنت پر بیٹھے اور حکمرانی کرنے لگے اور ارشاد ہوا کہ انا جلاک خلیفۃ فی الارض

فاکرم بین الناس بالحق ولا تتبع الومی فیضلک عن سبیل اللہ ان الذین یغفلون عن سبیل اللہ لم عذاب شدید بانسوا یوم الحساب یعنی اے داؤد ہم نے کیا تجھ کو نائب ملک میں سو تو حکومت کر لوگوں میں انصاف سے اور نہ جل پوشیدہ ہوس پر پھر تجھ کو بچا دے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ بچتے ہیں اللہ کی راہ سے انکو سخت مارے اسیر کہ بھلا دیان حساب کا بعض ال سیر نے لکھا ہے کہ جن دنوں حضرت داؤد علیہ السلام بتلا سے بلا سے نزلت ہوئے ہیں اول روزوں میں سفار بنی اسرائیل نے شلوم ابن داؤد کو جو مالوت کا نواسا تھا بجائے حضرت داؤد بادشاہ کرنا چاہا وہ بھی مستعد ہوا نیز حضرت کو پہنچی تو آپ مع اپنے بھانجے تو اب کے بنی اسرائیل کے لشکر نے محل گئے شلوم نے ارادہ رکھا کہ کبھی حضرت داؤد کو

وزیر اعظم کو واسطے نصیحت کے بھیجا کہ شلوم بھگا کا حضرت داؤد نے تو اب کو رووانہ کیا کہ تو جا کر شلوم کو بہتیرا  
صائب پھیر لا کر قتل نہ کرنا تو اب نے شلوم کا تعاقب کیا اور اسکو گھیر کر بفراموش نصیحت حضرت  
داؤد قتل کر کے لوٹ آیا حضرت داؤد نے فرمایا کہ اب میں تجھکو قصاص میں ماروں گا الا بمصلحت وقت  
و انتظام سلطنت اجراءے قصاص میں توقف کیا اور مرض موت میں حضرت سلیمان کو وصیت فرمائی  
کہ بعد میرے اسکے قصاص میں قتل نہ کرنا روایت ہے کہ حضرت داؤد کے زمانے میں بنی اسرائیل  
کی ایسی کثرت ہوئی کہ آپ کو تعجب ہوا وحی الہی ہوئی کہ ایسا داؤد جب ابراہیم نے اسمعیل کے زنج کا  
قصد کیا تھا اسوقت میں نے وعدہ فرمایا کہ میں اولاد ابراہیم زیادہ کروں گا سو میں نے ایسا  
وعدہ فرمایا مگر ان لوگوں نے میری رضا کے خلاف کیا اب میرا ارادہ یہ ہے کہ انکو بلا میں ڈالوں سو تو  
میں بلاؤں میں ایک بلا قبول کر اول قحط دوسرے استیلا سے عدو تیسرے طاعون حضرت داؤد نے  
بستخصار قوم طاعون قبول کیا چنانچہ ایک لاکھ شہزاد بنی اسرائیل اس بلا سے مر گئے اور حضرت  
داؤد مع علماء و احبار بنی اسرائیل صحفہ بیت المقدس میں جلوہ فرما ہوئے اور ارشاد کیا کہ ایسی بنی اسرائیل  
تمہاری اکثر قوم نے غضب الہی سے نجات پائی جو اسپر شکر کرو اور ایک مسجد بیان بناؤ بنی اسرائیل  
نے قبول کیا اور تعمیر سو باقیہ شروع ہوئی جب کہ چار دیواری بمقدار قامت انسان بلند ہو گئی  
تو وحی ہوئی کہ تعمیر اسکی موقوف رکھنا چاہیے کہ تکمیل اسکی تیری اولاد کے ہاتھ سے مقدر ہو لہذا  
حضرت داؤد دست کش ہوئے اور حضرت سلیمان نے اپنے عہد نبوت میں اسکو تمام کیا تو آیت ہے  
کہ بعد قبول تو حضرت سلیمان انھیں بنی بی سے پیدا ہوئے اور ایام زکین سے نشانیاں اقبال کیا  
ناصیہ شریف سے چلنے لگیں اور نہایت خوبصورت نظر آنے لگی و فراست و دانائی اس مرتبہ کو پہنچی  
کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے امور سلطنت میں مشورہ لینے لگے چنانچہ ایک روز دو دو ہفتائی محکمہ  
داؤدی میں حاضر ہوئے ایک ایلیا صاحب کشت یا باغ دوسرا یوحنا مالک غنم سو ایلیا نے کہا اور  
خلیفہ یوحنا میرا پروسی رات کے وقت بکریاں چراتا تھا وہ بکریاں میری کھیت میں پڑ گئیں اور کھیت  
کھا گئیں حضرت داؤد نے یوحنا سے جواب پوچھا اسنے کہا درست ہے حضرت داؤد نے ارشاد کیا  
کسٹے و بکریوں کی قیمت مشخص کر و چنانچہ وقت تشخیص بقدر قیمت بکریوں کے نقصان قرار پایا اسپر  
حضرت نے حکم دیا کہ یوحنا بکریاں ایلیا کو سپرد کرے یوحنا نے محکمے سے نکل کر یہ ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان  
نے فرمایا کہ اگر حکم دینا میرے اختیار میں ہوتا تو میں ایسا حکم دیتا جو دونوں کے حق میں بہتر ہوتا  
یہ فرمایا کہ حکم ایسے مقدمے میں خلاف اس تجویز کے مناسب تھا حضرت داؤد نے یہ بات سنکر

حضرت سلیمان کو طلب کر کے ارشاد کیا کہ جو کچھ حکم فریقین کے حق میں بہتر ہو بیان کر حضرت سلیمان نے کہا کہ بکر یان ایلیا صاحب کشت کو دیجاوین کہ اولاد و البان و اصواف سے بہرہ مند ہووے اور کھیت یوحنا کے سپرد کیا جائے کہ وہ خدمت کر کے حالت اصلہ پر کر دیوے تب ایلیا اپنا کھیت یوحنا سے لے لیوے اور یوحنا اپنی بکر یان لیوے چنانچہ یہ حکم سن کر حضرت داؤد علیہ السلام خوش ہوئے اور فریقین راضی ہوئے اور حضرت داؤد نے اسی طرح سے حکم صادر فرمایا اس عرصے میں عمر حضرت سلیمان کی بروایہ صحیحہ گیارہ برس کی تھی اور بعض تیرہ کی بیان کرتے ہیں چنانچہ سورہ اقراب للناس میں اللہ صاحب اس قضیہ کا اشارہ فرماتے ہیں و داؤد و سلیمان اذ یحکمان فی الامر ات اذ انقضت فیہ غم القوم و کنا للحکمین ففهمنا سلیمان و کلا آتینا حکماً و علماً یعنی داؤد و سلیمان کو جب فیصل کرنے لگے جھگڑا کھیت کا جب روز گنتین میں آسکورات میں بکر یان ایک لوگون کی و روبرو تھا ہمارے انکا فیصلہ پھر سمجھا دیا ہم نے سلیمان کو وہ فیصلہ اور دونوں کو دیا تھا ہم نے حکم و سمجھ یعنی ہم نے تسلیم کی حکومت سلیمان کو اور سکھلایا ہم نے آسکو حکم تاکہ حکم کرے کہ بکر یان مالک کھیت کو دیجاوین اور کھیت مالک بکر یون کو کہ آسکو بصورت اولے کر دے اور بکر یون والا غافل نہ رہے بلکہ نگہبانی کرے حقیقت یہ ہے کہ آس زمانے میں یہی حکم تھا کہ چور غلام بنایا جائے اسی کے موافق حضرت داؤد نے حکم دیا تھا کہ بکر یان کھیت والوں کو عوض نقصان دلوائیں اور حضرت سلیمان کو یہ وحی ہوئی کہ ایسا حکم دیا جس سے دونوں کا نقصان نہو پس حضرت داؤد نے بعد اطلاع فسوخیت حکم سابق نبض ماسخ حکم صادر فرمایا اور اس معاملے میں شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں نزدیک شافعی کے یہ حکم ہے کہ اگر جانور چھوٹا ہو ان میں کسی کا مال تلف کرے تو مالک جانور پر ضمان نہیں ہے اور جو رات میں خراب کرے تو ضمان لازم ہے کیونکہ دن میں کھیت والے حفاظت کرتے ہیں اور مویشی دن میں چھوٹے ہیں رات کو بندھے رہتے ہیں معالم التشریح میں ہے کہ برابر ابن عازب کے آؤنی نے ایک دیوار گرا دی سو یہ قضیہ حضرت صلعم کے حضور میں آیا حضرت نے فرمایا کہ اہل حوائط پر روز میں حفاظت کرنا واجب ہے اور جو مویشی رات میں فساد کرے تو مالک پر ضمان ہے اور حنفیہ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر مالک مویشی کا ساتھ ہو تو البتہ اسپر ڈانڈو نیا لازم آتا ہے اور جو ساتھ نہ ہو تو رات کو فساد کرے یا دن میں کچھ بھی ضمان مالک پر نہیں اور خصائص حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے نزدیک ثابت ہو گیا تھا کہ صاحب غنم نے عمداً و قصداً اپنی بکر یان چھوڑ دی تھیں کہ مالک کھیت کا نقصان ہوا لہذا حکم ضمان صادر فرمایا

اگر اس امت مرحومہ میں بھی ایسا معاملہ پیش آوے تو ایسا ہی حکم ہوگا اور صاحب کثافت نے لکھا ہے کہ حکم داؤد علیہ السلام کا معاملہ جنایت غلام کا نظیر ہے یعنی اگر غلام جنایت کرے تو مالک غلام کو جائز ہے کہ جو جنایت غلام کو شہرہ دہی کرے اور حکم حضرت سلیمان کا صورت عبد منصوب کا نظیر ہے یعنی اگر عبد منصوب غاصب کے پاس سے بھاگ جائے اور مالک عبد غاصب سے عوض غلام لیکر متمتع ہو پھر جب غلام لمبا ہے تو غاصب غلام کو تفویض بہ مالک کرے اور مالک غلام ضمان لیا ہو غاصب کو واپس کر دے فائدہ اس آیت میں اللہ جل شانہ نے حضرت سلیمان کی اصابت راے پر تعریف فرمائی ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے اجتہاد پر توصیف کی ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حکم حضرت داؤد علیہ السلام بطور فیصلہ تھا اور حکم حضرت سلیمان علیہ السلام بطور صلح و اصلاح خیر اس مقام میں علما کو اختلاف ہے کہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے حکم بالا اجتہاد تھے یا بالنص بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ دونوں کا حکم از روئے اجتہاد تھا اور یہ بات حضرات انبیاء علیہم السلام کو درست ہے تاکہ ثواب مجتہدین بھی حاصل ہو مگر حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے اجتہاد میں خطا واقع ہوئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے صواب کیا اور خطا انبیاء علیہم السلام سے جائز ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ پیغمبر لوگ خطا پر قرار نہیں پکڑتے اور علما کو بھی در صورت نہونے نص کتاب و سنت و اجماع کے اجتہاد واجب ہے اور خطا انکی عفو ہے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے اذ احکم الحاکم فاجتہد فاصاب فله اجران و اذ احکم و اخطا فله اجر واحد یعنی جب حکم کرے حاکم پس کوشش کرے اور صواب کرے تو اسکو دو اجر ہیں اور جب حکم دے اور خطا کرے تو اسکو ایک اجر ہے اور بعض علما فرماتے ہیں کہ دونوں صاحبون نے موافق وحی کے حکم دیا تھا مگر حکم سلیمان ناسخ تھا پس انکے نزدیک انبیاء علیہم السلام کو اجتہاد جائز نہیں ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام سبب وحی کے اجتہاد سے مستغنی ہیں ولہذا یہ لوگ قائل ہیں کہ انبیاء سے خطا نہیں ہوتی و اللہ اعلم بالصواب و ملو واقعہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اصابت راے پر دلیل ہے وہ یہ ہے کہ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ دو عورتیں تھیں انکے ساتھ انکے دو بیٹے تھے بھڑبھڑایا ایک عورت کے بیٹے کو اٹھایا گیا تو وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے بیٹے کو بھڑبھڑایا گیا دوسری نے کہا تیرا بیٹا لیا گیا دونوں حضرت داؤد کے پاس فیصلے کو آئیں حضرت داؤد نے بڑی عورت کو وہ لڑکا دلوایا وہ دونوں حضرت سلیمان ابن داؤد کے پاس آئیں اور افسے یہ حال کہا

حضرت سلیمان نے کہا ایک چھری لاؤ تو میں لڑکے کو ادا دھا آدھا کر دوں تب چھوٹی عورت نے کہا ایسا  
 مت کر رحم کرے تجھے اللہ بہ بیٹا بڑی عورت کا ہے یعنی اب میں دعویٰ نہیں ہوں اسکو دیجیے یہی پرورش  
 کر لگی اور بڑی عورت چھری سے کاٹنے پر راضی تھی حضرت سلیمان نے اس چھوٹی عورت کی شفقت سے  
 دریافت کیا کہ یہ لڑکا اسی کا ہے سو اسی کو دلوا یا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب گواہ نہوں تو حاکم کو  
 لازم ہے کہ قرابین و قیاس پر عمل کرے بعد ان واقعات حضرت داؤد علیہ السلام بلا مشورہ حضرت سلیمان  
 کوئی حکم نہ دیتے تھے اور یہ دست تو ٹھہرا تھا کہ حضرت سلیمان محلے کے دروازے پر بیٹھتے تھے اور حضرت  
 داؤد محلے میں ایک روز حضرت سلیمان کی غیبت میں ایک عورت ضعیفہ حضرت داؤد علیہ السلام  
 کے پاس ہوا پر داد خواہ آئی اسنے کہا کہ امیر خلیفہ میں عیال دار ہوں تمہوڑا آٹا جو کاسر پر لے جاتی تھی  
 ہوانے برباد کر دیا میری اولاد فاقے سے رہی جاتی ہے میرے حق میں فیصلہ حق کیجیے حضرت داؤد  
 نے کہا میرا حکم ہوا پر جاری نہیں ہوگا آٹا میرے گھر سے لے جا سو اس ضعیفہ نے آٹا لیا اور دعا کر کے  
 اپنے گھر چلی راہ میں حضرت سلیمان نے انھوں نے پوچھا تو کہا کہ انی تھی یعنی ناشی یا محتاج اسنے  
 کہا داد خواہ ہوں اور اپنی ناشی بیان کر دی حضرت سلیمان نے فرمایا تو خلیفہ خدا کے پاس بھجھاؤ  
 داد خواہ ہوا کہ کہ میں محتاج نہیں ہوں انصاف چاہتی ہوں چنانچہ وہ ضعیفہ پھر محلے میں آئی اور حضرت  
 داؤد سے کہنے لگی کہ عطاے تو بلقاے تو میں انصاف چاہتی ہوں حضرت داؤد نے کہا میں ہوا پر  
 حاکم نہیں ہوں اور دش گونہ آٹا عنایت کیا بڑھیا نہایت خوش ہو کر چلی جب حضرت سلیمان سے  
 ملاقی ہوئی تو انھوں نے پھر واپس کیا تب تو حضرت داؤد نے کہا تجھکو کون شخص بار بار پھیرتا ہے  
 اسنے کہا سلیمان اسی وقت حضرت داؤد نے حضرت سلیمان کو طلب کر کے پوچھا کہ تجھکو ہوا پر کیا  
 دست رس جو اسکے حق میں حکم دوں حضرت سلیمان نے کہا یہ درست ہے لیکن آپ کی دعا کو اثر ہے  
 سو آپ دعا کیجیے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ یہ عورت تمہارے عدل کی شکایت کرے آخر کار حضرت  
 داؤد نے دعا فرمائی اور حضرت سلیمان نے آمین کہا دفعۃً خدا سے تعالیٰ نے ہوا کو بصورت انسان بجا  
 تب اس عورت نے اپنا دعویٰ پیش کیا ہوا نے کہا یا رسول اللہ میں نے حکم خدا اسکا آٹا لیا ہے حضرت  
 داؤد نے اسکی کیفیت پوچھی ہوا نے کہا کہ ایک کشتی دریا میں جاتی تھی آسمین ستورخ ہو گیا اور مالک  
 کشتی نے دعا مانگی کہ یا اکتی اگر اس بلا سے نجات پاؤں تو میں کل مال اپنا فقیروں کو دے ڈالوں  
 لہذا رشاد ہوا تو میں نے اس بڑھیا کا آٹا لیکر ستورخ کشتی میں بھر دیا تب وہ کشتی غرق سے محفوظ رہی  
 اسی وقت حضرت داؤد نے مالک کشتی کو طلب کر کے نصف مال فقیروں کو دلوا یا اور نصف باقی

بوڑھیا کو پھر اس ضعیفہ سے استفسار کیا کہ تو نے ایسا کون کام کیا ہے جس سے خدا تعالیٰ نے تجھ کو اس قدر  
 عوض دیا ہے اس نے کہا مجھ کو معلوم نہیں ہے مگر یاد آتا ہے کہ ایک روز کوئی فقیر میرے دروازے پر آیا اس نے  
 کہا کہ میں دور سے آتا ہوں اور بہت بھوکھا ہوں میرے پاس ایک روٹی تھی میں نے اس کو کھلائی  
 مگر اس نے کہا میں سیر نہیں ہوا تب میں نے کہا اگر فقیر تو ٹھہر جا تو میں تیرے واسطے آتا پس کر روٹی  
 پکاؤں سو وہی آتا ہے آتی تھی ہوا نے برابر دیکھا ناچار میں نے تم سے شکایت کی اس وقت جب ریل  
 علیہ السلام نے کہا کہ یہ مال اسی کا عوض ملا ہے اور بروز قیامت دل حصے اور ملیگا واقعہ چوتھا یہ کہ  
 کہ حضرت داؤد نے ایک شخص کو قاضی مقرر کیا ایک دن عورت حسینہ دعویٰ مال نقد کسی پر دعویٰ  
 ہوئی قاضی اس عورت پر عاشق ہو گیا اور پیغام نکاح پیش کیا اس نے انکار کی تب قاضی نے حرام کرنا چاہا  
 اس نے کہا میں حرام کار نہیں ہوں ناچار انصاف قاضی سے ناامید ہو کر صاحب شرط کے  
 پاس ناشی ہوئی وہ بھی مفتون ہوا وہاں سے دل شکستہ ہو کر صاحب شوق کے دربار میں بلتی ہوئی  
 وہ بھی فریفتہ ہو گیا ناچار غلیفہ وقت کے حاجب سے رجوع لائی اس نے بلا تامل پیغام زنا بھیجا تب وہ  
 ضعیفہ خاموش ہو کر دعویٰ سے دست کش ہوئی جب ان حاکم نے دیکھا کہ ایسی پرہیزگار عورت  
 ہاتھ سے نکلی جاتی ہے اور شیشہ دل چور چور ہو اس کو کسی طور سے پھانسا واجب ہوتا ہے بزرگوں کا  
 لباسی حضرت داؤد کے حضور میں بیان کیا کہ یہ عورت ایک کتے کے پاس رہتی ہے حضرت داؤد نے  
 مطابق توریت رجم کا فرمان جاری کیا یہ خبر حضرت سلیمان کو پہنچی آنجناب نے باہر نکل کر اجراء  
 حکم کو منع کیا اور کئی لڑکے ہم عمر بلائے ان میں سے ایک کو عورت قرار دیکر چار گواہ کیا ان چاروں نے  
 گواہی دی کہ یہ عورت ایک کتے کے پاس رہتی ہے پھر ان چاروں کو الگ الگ بٹھلایا اس طرح کہ ایک  
 دوسرے کی آواز نہ سنے اور ایک سے پوچھا کتے کا رنگ کیسا تھا اس نے کہا سیاہ دوسرے سے  
 دریافت کیا وہ بولا سرخ اسی طرح تیسرے نے کہا زرد چوتھے نے کہا ابلق تب کہا کہ تم بڑے جھوٹے  
 ہو تمہاری گواہی پر ایک ضعیفہ صالحہ کو حد نہ مارو نکاح بعد از ان اور لڑکوں سے کہا کہ ان گواہوں کو  
 قتل کرو یہ خبر تھا حضرت داؤد علیہ السلام کو پہنچی تب حضرت داؤد نے اس مقدمے کے  
 گواہوں کو طلب کیا اور ہر ایک کو علیحدہ بٹھلا کر سوال کیا ان سب نے کتے کا رنگ مختلف بیان  
 کیا لہذا گواہوں نے سزا پائی اور عورت نے خلاصی کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ  
 حضرت سلیمان کی نہایت کم سنی میں پیش ہوا تھا آقصہ اسی طرح اکثر قصبات میں تجویز اخیر حضرت  
 سلیمان علیہ السلام کی ہے پھر تھی آفاقیہ معتمدہ میں لکھا ہے کہ جب عمر حضرت داؤد علیہ السلام کی

قریب الاختتام پہنچی تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حضرت رب العزت کی طرف سے ایک صندوق حضرت داؤد کے پاس لائے اور کہنے لگے کہ اپنے سب صاحبزادوں کو طلب کر کے استفسار کرو کہ اس صندوق میں کیا ہے جو کوئی انہیں سے جواب راست و درست دیوے خلافت و سلطنت خدا کی طرف سے اسی کو عنایت ہوگی اُس وقت حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ السلام کے بارگاہ انیس صاحبزادے تھے اور ہر ایک دعویٰ ارادے ریاست و خلافت چنانچہ حضرت داؤد نے لاکون کو جمع کر کے دریافت کیا کسی نے کچھ بھی جواب نہ دیا مگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس صندوق میں ایک انگشتری اور ایک تازیانہ اور ایک خط تھری ہے اسی دم حضرت داؤد نے صندوق کھولا تو وہی تھا حضرت جبرئیل نے فرمایا اور داؤد یہ انگشتری جنت کی ہوا کی خاصیت یہ ہے کہ جو شخص اس میں دیکھے تو اسکو شرق سے غرب تک نظر آوے اور جو کچھ پاس ہے حاصل ہوا اور تازیانہ دوزخ کا ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ جو کوئی اسے تازیانے کا طبع نہ وہ سنا پاوے بلکہ یہی تازیانہ سن کر پوچھا دے گا یہ تازیانہ دور باش ہے اور اس خط میں پانچ سوال ہیں انکا جواب اپنے بیٹوں سے پوچھو جو کوئی جواب تحقیقی بیان کرے وہ شخص مالک و وارث قرار پاوے چنانچہ اسی وقت حضرت داؤد نے سب بیٹوں کو بلایا اور علماء قوم کو بھی طلب کیا اور سوال کیا کہ ایمان و محبت و عقل و شرم و قوت بدن میں کس جگہ ہر کسی شخص نے جواب نہ دیا مگر حضرت سلیمان نے فرمایا ایمان و محبت دل میں ہے اور مقام عقل سراور جاے شرم آنکھیں اور موقع قوت استخوان اسی وقت حضرت داؤد نے تازیانہ و خاتم حضرت سلیمان کو عنایت فرما کے تخت سلطنت پر بٹھلایا دوسرے دن وفات پائی اور بعضے کہتے ہیں کہ سوائے سوالات خمسہ کے بارگاہ سوال اور بھی تھے کہ انکو بھی حضرت داؤد نے پوچھا ہے اور حضرت سلیمان نے جواب شافی دیا وہ باہون بہین تلخ تر و شیرین تر و بدتر عالم ہیں کون چیرے اور فراخ تر آسان و زمین سے کیا ہے اور غنی دنیا میں کون ہے اور سنگ سے سخت تر و آتش سے گرم تر کون ہے اور دنیا میں آبادی زیادہ ہے یا ویرانی اور موت سے ہول تر کیا ہے اور بنی آدم پر غالب کون ہے اور جہان میں عورتیں زیادہ ہیں یا مرد حضرت سلیمان نے کہا تلخ تر ویشی و شیرین تر تو نگری و بدتر مردم آزاری و فراخ تر آسان و زمین سخن حق و وصف عدل و غنی تر مرد قانع و سخت تر دل کافر و گرم تر زیادہ نا امید ہے اور دنیا میں ویرانی زیادہ آبادی ہے یا کثیر آبادی ویرانی ہوگی اور موت سے ہول تر و فراخ تر اور غالب تر بنی آدم ہے یا کم پست ہے اور جہان میں عورتیں مردوں سے زیادہ ہیں اور کتاب تاج السلاطین میں صاحب اخبار الدول سے نقل کیا ہے کہ یہ خاتم حضرت اسم علیہ السلام کی تھی جب اُن سے زلت صادر ہوئی تو وہ خاتم عرش پہنچی

بنا بر تفسیر حضرت داؤد کے در نہ اس جگہ نہ بچہ ہو نہ بی بی ہو یہ بات ایسی ہے جس طرح مارا زید نے عمر کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کو اور نہ ضرب ہر نہ شہر اذافی العالم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اہلینما سے یہ مراد ہے کہ مجھے دے ڈال اور مجاہد کے نزدیک چھوڑ دے تاکہ میں اسکی کفالت کروں اور اپنی عورتوں میں ملاؤں اور اسکے نان و نفقہ کی فکر کروں یعنی اسے طلاق دے کہ میں نکاح میں لاؤں اور لفظ یعنی سے بھی اُنکے نزدیک مراد یہی ہے اور اصل حقیقت اس معاملے کی یہ ہے کہ جھگڑانے والے فرشتے تھے پردے میں انکو سناتے تھے کہ انکے گھر میں نانوں سے عورتیں تھیں ایک ہمسایہ کی عورت نظر پڑی تو چاہا کہ اسکو بھی گھر میں رکھیں اسکا خاوند موجود تھا انکے لشکر میں اسکو معین کیا تا بوقت سکینہ سے آگے جہاں بڑے مردانہ لوگ لڑائی میں بڑھے تھے وہ شہید ہوا پیچھے اس عورت کو نکاح کیا آئین کسی کا خون نہیں کیا بے ناموسی نہیں کی مگر کسی کی چیز لے لی تدبیر سے پیغمبروں کے شہرائی کو اتنا بھی دافع بہت تھا اسپر جانچ ہوئی پس یہ سب تمثیل ہے اور اسطے داؤد علیہ السلام کہ قوت ملک اور خصمت لسانیہ سے اور با پر غالب آئے اور اسکی عورت سے نکاح کیا اور حق اور یا کا تکلف کیا اور وہ بیچارہ ضعیف تھا اسکے ایک ہی جوڑو تھی اور حضرت داؤد کے نانوں نے یہ بیان تھیں باجمہ جب یہ سوال پیش ہوا تو حضرت داؤد نے کہا لفظ ملک بسوال تعجبیک الی نفاجہ وان کثیر اسن اظطاب یعنی بعضہم علی بعضہم الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات وقلیل ماہم یعنی بے الضمانی کرتا ہو تجھ پر کہ مانگتا ہے تیرے کو نبی ملانے کو نہ پوچھو نہیں اور اکثر شریک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر مگر جو یقین لائے ہیں اور کام کیے اچھے اور تھوڑے لوگ ہیں ویسے یعنی حضرت داؤد نے کہا کہ اگر ایسی بات ہے جیسا تم کہتے ہو تو اسنے ظلم کیا تب مدعی جانب مدعا علیہ دیکھ کر ہنسا اور کہا قضی الرجل علی نفسه یعنی حکم کیا اس مرد نے اپنے نفس پھر دونوں رخصت ہوئے حضرت داؤد نے جانا کہ یہ ابتلا ہے کہما قال اللہ تعالیٰ ووطن داؤد انما فتناہ یعنی خیال میں آیا داؤد کے کہ ہم نے اسکو جانچا سدی سے روایت ہے کہ جب مدعی نے کہا کہ ہذا انھی الخ تو حضرت داؤد نے دوسرے سے پوچھا کہ تمکو کیا جواب ہوا سنے کہا کہ فی الحقیقہ تیرے ننانوں نے ذنبیان ہیں اور اسکے ایک ذنبی ہے سو میں چاہتا ہوں کہ اسکو لیکر پوری سو کروں اور میرا بھائی نہیں مانتا ہے حضرت داؤد نے فرمایا کہ یہ ظلم ہے میں اسکو نہ روں گا سائل نے عرض کیا کہ ای د اؤد تو نے کس طرح ایسا کیا حالانکہ تیرے ننانوں نے بی بی تھیں اور اریا کے ایک سو تو نے کس کس طرح سے اسکے ساتھ پیش کر اسکی جو رو لے لی یہ بات کہ کر غائب ہو گئے حضرت داؤد نے جانا کہ یہ استحسان ہے جانب خدا سے پھر گناہ بخشوانے لگے اپنے رب سے علامہ ابن قیمی معالم التنزیل

حضرت داؤد کی سزہ چار ہزار چار سو تینتیس مہینوں میں ہوئی ذکر حضرت داؤد کا سورہ انبیاء و مغل و سبأ  
 صادمین ہر فائدہ تفسیر غزیری وغیرہ تفسیر دن میں لکھا ہے کہ ایک گروہ قوم بنی اسرائیل کا شہلیہ  
 میں کہ ماہین مدین و طوبیخیرہ طبرہ کے کنارے واقع ہوا تھا اور توریت کی متابعت کرتا تھا اور ایک  
 حکم کے زمانے سے منع ہو گیا اور وقوع اس عذاب ذمیوی کا یون ہوا کہ حضرت داؤد کے زمانے  
 میں یہودیوں کی عبادت کا روزیوم جوہ تھا انھیں نے ہفتہ اختیار کیا ولہذا اس روز کی تعلیم انہیں  
 واجب ہوئی حتیٰ کہ شکار مچھلی کا کرتے تھے بلکہ کسی کار ذمیوی میں شرف نہ ہوتے تھے جب کہ نجی ہونگے  
 ہوئی تو اس حکم کے خلاف کرنے لگے اور امتحان میں کپڑے گئے کہ انی التفسیر النیشاپوری والدراک  
 و البکیر اور تفسیر غزیری میں ہے کہ توریت میں حکم تھا کہ سینچر کے روز خاصاً مخلصاً عبادت کیا کرو اور کسی  
 کام میں مشغول نہ ہو سوائے اس نے اسطرح امتحان لیا کہ ہفتے کے دن مچھلیاں پانی میں ظاہر ہو کر غائب  
 ہو جائیں اور اس سبب کہ اس دن مچھلی کا شکار حرام تھا بنی اسرائیل کو گوشت مچھلی کی حسرت  
 رہتی اور چونکہ اہل سواحل کو گوشت مہی سے رغبت زیادہ بہ نسبت شہریوں کے ہوتی ہے و عسبر کر کے  
 لہذا اس خیال میں پڑے کہ اگر کوئی جیلہ شرعی ہاتھ لگے تو مچھلی کا گوشت کھائیں آخر کار عقلمندی اسرائیل  
 نے یہ جیلہ نکالا کہ ہر روز جمعہ وقت شام کنارے دریا کے چھوٹے چھوٹے گڑھے کھودتے اور صبح کو بعض  
 ہفتے کے دن دریا سے راستہ پانی کے آنے کا دیتے کہ مچھلیاں اسی راہ سے پانی کے ساتھ گڑھوں  
 میں جمع ہو جائیں جب مچھلیاں گڑھے میں بچھنی بھرتیں پہنچے آ رہے ہوتے تھے تاکہ مچھلیاں دریا  
 میں نہ جائیں اور رات بھر اسی طرح چھوڑ دیتے تو اوار کے دن جال ڈال کر شکار کرتے خواہ ہاتھ  
 سے پکڑ لیتے اور گھروں میں لاکر کھاتے و بیچتے اور کہتے کہ ہم ہفتے کے روز شکار نہیں کرنے ہیں  
 بلکہ مچھلیوں کو حوضوں میں رکھتے ہیں اور اتوار کو کہ اس دن شکار حکم الہی حلال ہی شکار کرتے ہیں  
 اس میں کچھ خلاف شرع نہیں ہے الغرض اسی طرح مدت مدید گزری اور کسی نے نہ پوچھا یعنی نہ تو  
 خداوند تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہوئی اور نہ کسی نے پیغمبر وقت کو خبر پہنچائی روایت ہے کہ چالیس  
 برس یا ستر برس تک یہ عمل رواج پذیر رہا اور بنی اسرائیل نے معلوم کیا کہ یہ عمل حلال ہے بیان تک  
 کہ نفاہ نبوت داؤدی اس قوم میں بجا اور یہ احوال آپر کھلا کہ حضرت داؤد نے اول نصح فرمائی  
 تب اس گروہ بے شکوہ نے جیلہ شرعیہ اپنا تجویز کیا ہوا پیش کیا حضرت نے فرمایا کہ ہند کرنا ماہ کا  
 اور جمع کرنا مچھلیوں کا گڑھوں میں ہر روز شنبہ تمہارے بیان سے واضح ہے پھر تم کہتے ہو کہ ہم ہر روز شنبہ  
 شکار نہیں کرتے نفا سے ڈرو اور اس عمل شنیع سے باز رہو ورنہ عقوبت شدیدہ میں گرفتار ہونگے

اور یہ جینہ تکو خراب کر گیا اور یہ خیال کرو کہ اتنی مدت تک اللہ نے نہ پکڑا عادت آئی یوں ہی جاری ہو کہ  
غیبت گنہگار میں جلدی نہیں کرتے مگر اس وعظ و نصیحت کو بنی اسرائیل نے نہ سنا اور اپنی حرکت سے  
باز نہ آئے بلکہ کہنے لگے کہ ہلکوا اسی جیل سے ثروت و کثرت حاصل ہوئی ہو اور ایک مدت دراز سے کرتے  
چلے آتے ہیں اب تو چھوڑنا اسکا دشوار ہو اور اگر ہم اسکو چھوڑیں تو دوبہ معیشت ہماری باقی نہیں ہے انبار  
میں مار دو کہ اہل شہر اسوقت میں تین گروہ تھے ایک گروہ بارگاہ ہزار کا امر معزوت ونہی سنکر پورے  
نصابان تک کہ شکار یوں سے ملنا ترک کر دیا تھا اور اگر ہم خانہ تھے تو بیچ میں دیوار میں اٹھالی تھیں  
نہ تو آپ کسی کے پاس جاتے تھے نہ کسی کو آنے دیتے تھے دوسرا گروہ شہر ہزار کا اس فعل شنیع میں مبتلا  
تھا تیسرا گروہ وہ تھا جسے تنگ ہو کر منع کرنا چھوڑ دیا تھا محض ساکت تھے نہ تو اس فعل شنیع میں کسر  
تھے اور نہ سنکر بلکہ واعظین و ناصحین کو منع کرتے تھے کہ تم لوگ عبت انکو منع کرتے ہو یہ لوگ اصلاً  
نہ مانینگے انقصہ ان کبختوں نے نہ واعظین کا کہنا مانا اور یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے اوشاد پر  
عمل کیا تب جناب حضرت حق سے ارشاد ہوا کہ تو اقرۃ فاسقین یعنی ہو جاؤ بند بچسکا دے یعنی  
بد صورت و نامعقول و مردود تاکہ لوگ تم سے نفرت کریں یہ اس واسطے فرمایا کہ اگر بندر خوبصورت ہونے  
تو بنظر مغربیت حرکات و سکنات مردم شہر انکو پرورش کرتے اور طعام لذیذ کھاتے اور زنجیر میں لٹائی  
گلوں میں ڈال کر بچاتے اور مصاحبت میں رکھتے بلکہ اطفال خوش حرکات کی طرح محبوب و مرغوب  
رکھتے اور اس صورت میں تعذیب قرار واقعی نہونی و لہذا بد صورت بنائے کہ مردم شہر متفر ہوئے  
اور محب معاملہ واقع ہوا کہ ایک روز مانعین اور واعظین نے شکار یوں کی آواز نہ سنی تو عبرت  
میں پڑے اور اپنے گھر کی دیواروں پر چڑھے کہ دیکھیں کیا معاملہ واقع ہوا سو دیکھتے ہیں کہ تمام گھر کی  
میں بندر پھرتے ہیں اور اپنے آستانوں و قریبوں کے پیروں پر سر رکھتے ہیں اور زاریا  
روتے و شور مچاتے ہیں اور تعفن اخلاط سے ایسی بدبو آتی تھی کہ دیکھنے والے بھاگتے و خوف کھاتے  
تھے اور جو کوئی شخص بنظر عبرت دیکھنے کو آتا تو وہ بے دینا اور بندر سے نکر اپنے سر لہاتے پوچھتا کہ  
کہ یہ ارشاد و حقیقت تکوین و ایجاز تھا نہ ارشاد و تکلیف و امتحان اور وہ اس طرح واقع ہو گیا کہ گوشت  
مچھلیوں کا انکے پیٹ میں فاسد ہو کر مادہ خدام ہوا اور جانب جلد سے مندرج ہوا کہ پوست جسم  
مانند پوست بندر ہوئے اور چہرہ متغیر ہو گئے جس طرح غلبہ خدام میں ہوتا ہے اور قوت لفظ بالکلیہ  
زائل ہو گئی مگر فہم و شعور انسانی باقی رہا یہ احوال ان لوگوں کا ہوا جو شکار کرتے تھے اور اسی حال  
میں تین روز تک مبتلا رہ کر مر گئے اور واعظین اور ناصحین محفوظ رہے مگر ساکتین میں اصلاً نہ

اسی قصے کا بیان سورہ اعراف میں ہوا سلمہ بن القتیبتی کا کہتے تھے حضرت ابو جریب عن ابن مسعود رضی اللہ عنہم  
 حیث انہم یومئذ یومئذ علیہم السلام انہم یومئذ یومئذ علیہم السلام انہم یومئذ یومئذ علیہم السلام انہم یومئذ یومئذ علیہم السلام  
 او مخذ بہم غدا یا شہیداً قالوا مغذرة الی بکم وعلکم یومئذ فلما انما ذکرنا وہ انجینا الذین ینعون عن السور و غیرنا  
 الذین ظلموا العذاب یومئذ یومئذ علیہم السلام انہم یومئذ یومئذ علیہم السلام انہم یومئذ یومئذ علیہم السلام  
 احوال اس سببی کا کہ تھی دریا کے کنارے جب سے بڑھنے لگے بشتے کے حکم میں جب آئے لیکن ان  
 یاس مجھلیان بشتے کے دن پانی کے اوپر اور جس دن ہندو سو نہ آویں ہوں ہم آڑ مانے لگے انکو سوا  
 کہ بچ کر تھے اور جب ہوا ایک فرقہ انہیں کیوں نہیں کر سکتے ہوا ایک لوگوں کو کہ اللہ چاہتا ہے انکو ہلاک  
 کرے یا انکو عذاب کرے سخت ہونے الزام آتا ہے کو تھا یہ سب کے آگے اور شاید وہ پھرین پھر  
 بھول گئے جو انکو تمہارا شہید کیا انکو جو منع کرتے تھے بسے کام سے اور پھر انکو ہاروں کو جسے  
 عذاب میں بڑا انکی جھکی کا پھر جب بشتے لگے جس کام سے منع ہوا تھا بشتے حل کیا کہ ہو جاؤ بند پھر  
 فائدہ ایک دن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کو پڑھتے تھے اور راز راز روتے تھے  
 اہل مجلس حیران و متعجب بیٹھے ہوئے سنتے تھے وہ وہ فکر یہ چیز خاص ابن عباس آئے اور پوچھنے لگے  
 کہ یا حضرت سبب رونے کا ارشاد کیجیے ابن عباس نے کہا کہ میں اس قصے میں تامل کر کے دیکھتا تھا  
 سو میرے خیال میں گذرا کہ شکر کرنے والے بندر ہونے منع کرنے والے محفوظ و بندر سکوت کرنے والوں کا  
 کیا حال ہو گا پھر یہ خیال ہوا کہ شاید شکاریوں کے شہ کے ہونے ہوں کہ چونکہ برگ امر معروف نہی  
 بنا کرتے تھے امر معروف میں اس بات پر وقار ہوں کہ انکو سکوت و مدد ہشت میں گرفتار ہیں عکاسی  
 اتنا س کیا کہ یا حضرت ساکتین حکم و اعلیٰ میں ہین یعنی بلا شہید ناجی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ  
 عنہ نے پوچھا کہ اس دعویٰ پر دلیل کیڑی میان کرنا کہ میرے دل کو تسلی ہو عکاسی نے کہا میں نے کئی بار  
 آپ کی زبان سے سنا ہے اور شہادت شرعیہ سے بھی ہو کہ امر بالمعروف نہی بنکر فرض کیا ہے جو اور فرض  
 کفایہ میں بعضے کا بجائے حکم کل میں بڑا اگر ایک جامعہ نے امر بالمعروف فرمایا تو سب کے فائدے سے ساقط  
 ہو گیا اور سکوت کرنے والوں سے مواخذہ نہ رہا اگر سب کے سب خاموش رہتے تو اللہ شہاد  
 گنہگاروں کے ہوجاتے اور جو وہ لوگ واعظوں کو منع کرتے تھے انکو سبب ہمارے وہ لوگ قبول  
 امر و نہی سے ما بوس ہو گئے تھے نہ ازراہ ہدایت و رضا بلکہ ناہ پس حضرت ابن عباس یہ کلام سے منکر نہیں  
 ہو گئے اور اٹھ کر پیشانی عکاسی پر بوسہ دیا اور گلے سے لگایا اور اپنے پاس بٹھلایا سبحان اللہ و بحمدہ  
 عنایت و فضل الہی سے اکثر غلام و کم اصل صحبت علما و علمائے ریاست دین و دنیا کی حاصل

کرتے ہیں۔ داغ غلامیت کو دبا پانچ سو روپے روپے میر ولایت شو دہندہ کہ سلطان خرید بہ اصح بحسب روایت و درایت یہ ہے کہ فرقہ مسوخہ تین دن میں مر گیا اور نسل باقی نہیں رہی کما رو سے ابن ابی حاتم و ابن جریر عن ابن عباس لم یعش مسخ قط فوق ثلاث ایام ولم یاکل لم یترب ولم یبل معلوم ہوتا ہے کہ اولاً حضرت خاتم النبیین کو بقا نسل بعض مسوخات میں تامل و تردد تھا چنانچہ موش کے حق میں آیا ہے کہ دودھ اٹنی کانہیں پیتے شائد فرقہ بنی اسرائیل سے ہوں اس صورت میں مسخ ہوئے ہوں آخر کار ملعونیت اس فرقے کی دونوں جہان میں تحقق و ثابت ہوئی اور عدم بقا کے نسل بخوبی واضح ہوا کہ احوال اسناد الاستاذ فی الغزیزہ فائدہ مسخ ہونا فرقہ یہود کا مشہور ہے قابل انکار نہیں حضرت کے زمانے میں یہود کو خطاب کرتے تھے یا اخوان القرد و الخنازیر اور تبدیل ہوتے خالق حقیقی پر دشوار زمین جو کوئی یہ ایمان رکھتا ہے کہ خالق الایزال ابداع جواہر اور اختراع عناصر کی قدرت رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ انقلاب صورت اور تبدیل اعراض بھی کر سکتا ہے حقیقت انسانی بھی یہی شکل مخصوص ہے اور عوارض و صفات اسکے مخصوص نہیں ہیں والا لازم آوے کہ جب انسان بوڑھا ہو جائے یا جوان باقوی تو حقیقت اسکی تبدیل ہو جائے حالانکہ ایسا نہیں ہے پھر جب کہ اس سیکل کو باطل کر کے اسکی جگہ ترکیب فردی ظاہر فرمائی تو حقیقت انسانی تبدیل نہ ہوئی بلکہ وہ عوارض و صفات کہ سیکل انسانی کا اسپر مدار تھا منہم ہونے اور بجائے آنے اور عوارض و صفات کہ مخصوص بصورت بنا دیتے تھے ایجاد فرمائے پس مسخ صورت تحقق ہو گیا اور روح انسانی تبدیل نہ ہوئی اور عقل و فہم قائم رہی تاکہ تغیر خلقت و کرامت معنوی وغیرہ خواص انسانیہ سے بھی متاثر ہو دین اور معنی عقوبت و مجازات ثابت ہو جائے اور پتا ہے کہ مسخ معنوی میں تبدیل بعض صفات نفسانیہ کا ضرور ہو گا مثلاً تغیر ذکا بلادت و تبدیل قناعت بجرص و تمسک طنارت بنجاست وغیر ذلک اور عقل سلیم کے نزدیک تغیر صفات نفسانیہ کا پہلو تغیر صفات محسوسہ ہے اصلاً فرق نہیں معلوم ہوتا پھر مسخ معنوی کو تسلیم کرنا اور مسخ معنوی کا اٹھارنا پاتا ہے اب مسخ معنوی سے ہر سفلی معتزلہ اسی حماقت میں گرفتار ہیں اور آیت قرآنیہ میں تاویل و دراز کار کرتے ہیں کہ کو نوا قردہ سے مسخ معنوی مراد ہے یعنی تبدیل قلوب و عقول جیسا اور کافرون کے حق میں ہر ختم اللہ علی قلوبہم و طبع فی قلوبہم و کستل الحمار کحل اسفارا و مثلاً کسل الکلب او اس و واردات کو یوں تجویز کرتے ہیں کہ حسب طبع استاد شاگرد کو دن سے کہے خمر باش یا سنگ باش یا خمر بریشو اور دلیل اسپر لاتے ہیں کہ مسخ حقیقی انسانیت سے خارج کر دیتا ہے پھر لائق سزا و جزا کو انسانیت شرط ہے جو حسب طبع تکلیف کیواسطے انسانیت ضرور ہے کیونکہ جزا و سزا تکلیف پر متفرع ہے اور اسی کا ثمرہ ہے اور جو چیز شرط ہے

اصل کے ہو وہی شرط فرغ کی ہو جو اب یہ کہ یہ دلیل بطمان مسخ حقیقی کی ہو اسکے بطمان سے مسخ معنی  
لازم نہیں آتا کیونکہ اس مقام میں تین خبریں متعاقب ہیں مسخ حقیقی مسخ صوری مسخ معنوی اور ہم مسخ صوری  
کی اثبات پر دلائل قائم کرتے ہیں پوشیدہ نہ رہے کہ تبدیل سیرت اس امت میں ہو سکتا ہے اور  
مسخ صوری مخصوص اہم سابقہ سے ہے اس امت میں نہوگا اس قصہ سے معلوم ہوا کہ حبیلہ اللہ صاحب  
کے حضور میں کام نہیں آتا کیونکہ وہ دل کا حال دیکھتا ہے اور یہ بھی مستنبط ہوا کہ جس کسی کو روزی حلا  
نہ ملے اور حرام چاہے تو ملے یہ بھی آزمائش ہی آخر وہ روزی وبال ہو جاتی ہے دیکھو مرنشی در بوا خواہیے  
تلاذون میں دلیل ہوا ہوتے ہیں تزیل واضح ہو کہ جب تین برس نبوت حضرت داؤد پر گذرے تو لقمان  
اللہ نے حکمت عطا کی لکن اشاریہ ولقد آتینا لقمان الحکمۃ محکم بن نسب انکا اس طرح ہے کہ لقمان ابن ہب  
ابن تاخو ابن تاریخ یعنی آذرا اور بعضے لقمان ابن عفا کہتے ہیں اور وہب ابن فہبہ بھانجے ایوب پیغمبر  
کے تلامذہ ہیں اور مقاتل برادر خالقی اور واقدی کے نزدیک بنی اسرائیل کے قاضی تھے بالاجام  
حکیم دہلی تھے نہ پیغمبر بنی اور قوم کے پیش تھے عمر دراز تھے بعض کہتے ہیں ہزار پیغمبروں کی خدمت  
میں رہے ہیں اخبار الدول میں ہے کہ ہزار پیغمبروں سے علم سیکھا ہے اور ہزار کو پڑھایا ہے اور غلام تنق  
نسن ابن حسن کے تھے اور ابن عباس کے نزدیک مرد صالح تھے اور عکرمہ قائل نبوت ہیں اور بعض کے  
نزدیک اللہ نے حکمت و نبوت میں مختار کیا تھا لقمان نے حکمت قبول کی اور صورت یہ ہوئی کہ لقمان  
قیلو کہرتے تھے آواز آئی امی لقمان خلیفہ ارض ہونا چاہتا ہے لقمان نے کہا اگر یہ آواز بطو پیغمبر ہو تو میں  
عاقبت چاہتا ہوں جو عزم الہی یوں ہی ہو تو طبع ہوں کیونکہ اس صورت میں اعانت قرار واقعی ہوگی  
فرشتوں نے ہاتھانہ آواز دی کہ امین کیا ہے لقمان نے کہا کہ حاکم ہر دم و خطہ بلا میں رہتا ہے اور ہر طرف  
سے اسکو ظلم گھیرتا ہے اگر اسے عدل کیا تو سخاوت پائی اور جو خطا کی تو خرابی میں پڑا اور اگر اسے دنیا آخرت پر  
قبول کر لی تو دونوں برباد ہونے میں سو ذلت دنیا شرافت دنیا سے بہتر ہے اگر آخرت بہتر ہے فرشتوں نے  
تجرب کیا اور لقمان پھر سو رہے تب اللہ نے انکو حکمت دی اور خلافت حضرت داؤد علیہ السلام  
ملی یعنی انکو بھی آواز آئی تھی انھوں نے بلا تامل قبول کیا اور نعش قدم انکی معاف ہوئی بعضے  
کہتے ہیں کہ لقمان حضرت داؤد کی وزارت کیا کرتے تھے ابو الیث سمرقندی کے نزدیک کنیت لقمان  
ابو الاعمش اور عین المعانی میں ہے کہ دس برس حضرت داؤد سے چھوٹے تھے اور یونس کی نبوت تک  
زندہ رہے اور خالد بن یسعی سے روایت ہے کہ پیشہ انکا نجاری تھا اور سعید ابن سبب کے نزدیک ضابطی  
اور صحیح ہے کہ اکثر کربان چراتے تھے اور گاہے نجاری و ضابطی بھی کرتے تھے روایت ہے کہ ایک دن

سوال نقان حسیب

کہیں و نصیحت فرما رہے تھے ایک عالم نبی اسرائیل سے کہا تو وہی لقمان جو بکر بیان چرانا تھا کہا بیشک  
 کیا میرے کس طرح پایا فرمایا تین باتوں سے صدق کلام ادا سے آمانت ترک لاینبی اور امام بجا و مری سے  
 لکھا ہے کہ لقمان غلام حبشی غلیظ الشفتین اسود اللون اللہ نے حکمت عطا کی کہ عقل کی قوت سے ایسی  
 باتیں نکالتے تھے جو احکام انبیاء سے مطابقت ہوتی تھیں تفسیر ثعلبی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت  
 لقمان کو انکے مولیٰ نے اور غلاموں کے ساتھ باغ میں بھیجا سیوہ لائے کہ غلاموں نے راہ میں کہا  
 اور لقمان کو تمہارا مالک ناراض ہو لقمان نے کہا تمہیں مالک سے کہا کس طرح  
 معلوم ہو حضرت لقمان بولے کہ آب گرم پا کر دوڑاؤ یہاں تک کہ پی ہو جیسے پیٹ سے سیوہ نکلے وہی  
 چوری جو مالک نے اسی طرح کیا تب چوری معلوم ہو گیا اور لقمان تم سے پاک ہو سکتا ہی وہ مالک  
 نے اٹھو آؤ اور دو یا سو لانا رو م اس مقام میں فرماتے ہیں کہ گشت ساقی خواجہ از آب حمیم و مرغالمان  
 را و خور و زندان ز بیم بعد از ان میرزا نشان در دستہا سیوہ دیدن آن لفرحت و علا و در تی انقاؤ  
 ایشان از غنا آب آؤ روز ایشان سیوہ مہ چونکہ نشانرا در آمد و زمانت ہے ہر آمد از درک  
 آب صاف ہ حکمت لقمان چو این مانند بود ہ تا چہ باشد حکمت رب درود ہ تو ایخ قسیرہ  
 پایا جاتا ہ کہ مالک نے حضرت لقمان کو آزاد کیا اور مال استقدر دیا کہ حضرت لقمان اس سے تجارت  
 کرنے لگے اور بلا کفالت و تحریر دستاویز لوگوں کو قرض دیا کرتے اور بعضے اہل تحقیق وجہ آزادی کی تلقین  
 میں لکھتے ہیں کہ انکے مولیٰ نے کہا میرے واسطے ایک بکری ذبح کرو جو در حیرین تیرہوں سونہا اٹھو ہن  
 ایک بکری ذبح کی اور دل و زبان نکال کر لائے بعد چند سے پھر ایک بکری کے ذبیح کا حکم دیا اور کہا کہ  
 گوشت سے جو دو چیزیں برتر ہوں نا حضرت لقمان بکری ذبح کر کے پھر دل و زبان نکال کر لیکے تو خواجہ  
 اسکی کیفیت سے سوال کیا لقمان نے فرمایا اسے خواجہ چکاہ کہ دل والی زبان سے اور زبان تو الی شاکت سے پاک  
 ہوں تو ان سے خوشتر کوئی شے جسم میں نہیں ہو والا ان دونوں سے بہتر کوئی چیز نہیں اسی وقت مالک  
 نے اٹھو آؤ اور کیا اسی طرح وجود آزادی اور بھی تو ایخ میں مذکور ہیں واللہ اعلم بالصواب بالجملہ اشکم  
 تدبر نے حضرت لقمان کو نصیحت طلاق و لسانی اور دولت خوش بیانی ایسی عطا فرمائی کہ اسکے اوکے  
 شکر میں سب لوگوں کو سر اوعلانیۃ نصح فرمایا کرتے چنانچہ بعض اصحاب انکے جو کہ انھوں نے اپنے  
 بیٹے کو فرمائے تھے اللہ تعالیٰ نے پسند کر کے کلام مجرب نظام میں ذکر کیے ہیں اول یانی لا شکر  
 بالاسمان الشکر کاظم عظیم یعنی او بیٹے شریک نہ ٹھہرا تو اللہ کا بیشک شریک بنا تا جیسی بسا انصافی ہر  
 دوسرے یانی اقم الصلوۃ و امر بالمعروف و نہ عن المنکر و اصبر علی ما اصابک ان ذلک من غم الا ان

یعنی جو بیٹے قائم رکھنا اور سکھانا بہتر بات اور منع کرنا بتی سے اور سنبھال جو تجھ پر ہے، بیشک یہ بہت  
کئے کام حاصل کرے گا۔ نماز کو قائم رکھنا کہ تا کہ نفس کمال پڑے اور اچھی باتوں کا حکم کر اور بُری باتوں سے باز  
تاکہ اور لوگ کامل ہوں اور اس بات میں جو کچھ شدید پوچھیں ان پر سہم کر کیونکہ یہ بڑی بہت کام ہوا  
بالحرف وہ ہے کہ موافق شریعت اور سنت کے ہو اور متنازعہ کہ مخالف عقل و نقل کے ہو اور جو نماز کے  
ساتھ زکوٰۃ کو نہیں کما سوا لیے کہ اپنے لوگوں کے پاس مال کمان ہوتا ہے تیسرے ولایت تخریک للناس  
یعنی اپنے کمال نہ بھولا لوگوں کی طرف یعنی غرور و تکبر نہ کر بلکہ متواضع و متخلق ہو اور عاجزی و فروتنی اختیار  
جو تھے ولاتمش فی الارض مرجان اللہ لا یجب کل فحائل فخور یعنی مت چل زمین پر اترا تا بیشک اللہ کو  
نہیں بھانا کوئی اترا تا بڑا بیان کرنا جیسا نمود و شداد و فرعون کا حال ظاہر ہوا جمع وقتا وہ کہتے ہیں کہ  
مراد اس سے یہ ہے کہ فقیروں کو حقیر نہ جان بلکہ غنی و فقیر کو یکساں تصور کرنا پوچھیں واقصد فی مشک و بعض  
من صوتک ان اکر الاصوات لصوت الحمیر یعنی چل بیچ کی چال اونچی کر اپنی آواز بیشک بڑی سہی  
بڑی آواز گدھوں کی ہے کہ اول زفر و آخر شہیق ہے اور یہ دونوں آوازیں اہل نار کی ہیں اور باوجود بلندیا  
اور رفت کے مگر وہ طبع و موجب وحشت سماع ہر عین المعانی میں ہے کہ شکرین عرب بلند آواز ہے  
فخر کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے رد کیا اور حضرت صلعم آواز نرم کو دوست رکھتے تھے  
اور سخت و درشت سے کراہت اور آنجیل میں ہے کہ امی عیسیٰ میرے بندوں سے کہہ دے کہ مناجات  
میں آوازیں نرم کریں کہ میں سنتا ہوں اور دل کی بات جانتا ہوں اور وجہ تخصیص با آوازیں حمار کی  
یہ ہے کہ آواز اسکی عرب میں ضرب الثل ہے کراہت میں سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ فریاد ہر حیوان  
کی تسبیح ہے مگر فریاد خمر کہ وہ شیطان مردود کو دیکھ کر بولتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے اذ سمعتم نسیق الحمار  
فتقو ذوا اللہ من الشیطان الرجیم فانہ را می شیطانا یعنی جب سنو تم آواز گدھے کی تو پناہ پلاؤ اللہ کی  
شیطان رانے ہونے سے اس واسطے کہ اُس نے دیکھا ہے شیطان کو اور اہل حقیقت فرماتے ہیں کہ  
آواز گدھے کی اس سبب سے ہے کہ گدھتین طرح پر آواز کرتا ہے یا گھاس و دانہ کھانے کو گاتاہے  
یا اجراے شہوت جانتا ہے یا کسی دوسرے گدھے سے لڑا چاہتا ہے اور جو آواز کہ غلبہ صفات زویلیم  
بہیمہ سے ہوتی ہے وہ بہر نوع بدترین آوازیں میں ہے اور جو صدا صاحب اخلاق روہانی و  
ملکی سے کان میں آوے وہ خوشترین صداؤں میں ہے نہ نمائے عاشقان بس و لکشم  
است و استماع نعمۃ ایشان خوش است و پوشیدہ نہ ہے کہ سوائے اس بیٹے کی اور کوئی اولاد  
حضرت لقمان کے نہ تھی اور تمام اسکا بروایت بعضے بعم و بروایت بعضے سسک و بقول بعضے

مانان بالمیر و بقولے باران بالبار الموحده و بقولے دران بالدرال المسلمه و بقولے سلم و بقولے شکار و تھا  
سوائے سفر کا ارادہ کیا اور باپ سے اذن چاہا انھوں نے اجازت دیکر فرمایا کہ جب سامان سفر  
میا ہو جائے تو میرے پاس آنا کہ میں کئی باتیں ضروری تجھے کہوں گا سو وہ بعد دستی اسباب سفر  
حاضر ہوا اول حضرت لقمان سے نصیحتیں فرمائیں جو اللہ نے بیان کیں اور سورہ لقمان میں ہمارے  
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سنائیں بعد اسکے حسب روایت بعضے مؤرخین حضرت لقمان نے کہا اے  
بیٹے اس شہرت نکل کر ایک جنگل جاگیا اس میں ایک چشمہ آب جاری ہوا اسکے کنارے ایک درخت ہر  
سو تو اس چشمے کا پانی نہ پینا اور درخت کے سایہ میں نہ ٹھہرنا اس سے آگے چل کر ایک قبر پر گیا وہاں  
میرے دوست رہتے ہیں وہ تیرے پاس آویں گے اور نہایت تعظیم و توقیر سے اپنے گھر لیا جائیگا اور  
ایک عورت حمیدہ و جمیلہ سے تیرا نکاح کرنا چاہیں گے تو ہرگز قبول نہ کرنا اور میں اپنے خدا سے امید  
رکھتا ہوں کہ تو اسکے شر سے محفوظ رہیگا وہاں سے آگے بڑھ کر ایک شخص جاگیا کہ اسپر بار و پوچھو پوچھو  
آتا ہے اس سے روپیہ و مال کرنا گرات کو اسکے پاس نہ بنا اور ایک بات میری خیال میں رکھنا کہ  
اسی آثار میں ایک مرد بزرگ تربت تیرے ساتھ ہونگے وہ جو کچھ کہیں اسپر عمل کرنا لومیر سے نصائح  
خلاف ہو جائیگا بیٹا حضرت لقمان کا رخصت ہوا اور اسی جنگل میں پہنچا تو ایک چشمہ پر آب نہایت  
شیرین و صاف نظر آیا اور اسکے کنارے ایک درخت سایہ دار لگا ہوا تھا اسکے نیچے ایک مرد بزرگ  
مشائخ صورت بیٹھے ہوئے دیکھ کر اسے اسکو غلبت نگلی اس مرتبہ کہ میاں بٹا اور چاہا کہ تمھارا توقف کر کے پانی  
اس چشمے سے پیوں اور سایہ درخت میں ٹھہرون مگر صحبت اپنے پر مہربان کی باہر میری تو اسی کیفیت  
میں آگے بڑھا اس بزرگ نے بجا کر کہا کہاں جا تا ہو گئی بہت ہو اس درخت کے سایہ میں ٹھہرا  
اسے کہا میرے باپ نے منع کیا ہے اسنے کہا مجھکو قسم ہے تو وقت کرنا سکھو یاد آتا کہ میرے باپ نے  
کہا تھا کہ ایک بزرگ ملینگے انکے ارشاد کو قبول کرنا شاید کہ بزرگ وہی ہیں فو اپلنا اور باادب و  
تعظیم سلام کر کے بیٹھ گیا اور وہیں کھانے لوکھا یا اور اسی چشمے کا پانی پی کر سایہ درخت میں لیٹ کر سویا  
حالت خواب میں ایک سانپ درخت سے اتر آئے چاہا کہ اسے کاٹون اس بزرگ نے مار کر  
پوشیدہ کر دیا پھر بیٹا حضرت لقمان کا جاگنا اور آگے کو جلا وہ بزرگ ہمراہ ہوئے یہاں تک کہ اس  
فریہ میں جھکنا نشان لقمان نے دیا تھا پہنچا وہاں کے لوگ جمع ہو کر حاضر ہوئے اور پوچھنے لگے  
کہاں سے آئے کہاں جاؤ گے اپنا نام اور اپنے باپ کا نام بیان کرو اسنے بیان کیا کہ میں حضرت  
لقمان کا بیٹا ہوں واسطے تجارت کے نکلا ہوں ان لوگوں نے کمال تعظیم سے اپنے گھر میں آنا لیا

جب سب لوگ کھانا کھانے لگے ایک شخص نے پسر لقمان سے کہا یہاں ایک عورت فقہانہ خوبصورت نہایت وضع دار بڑی اللہ رحمت سے ہے میں سب قوم کی سردار ہوں اگر تو نکاح کرے تو ہمارا کمال اتنا ہوگا اور ہم کو خوش تر از ہر اقسام تجارت روزگار ہوا آئے گا میں نکاح کرونگا میرے والد بزرگوار نے منع کیا ہوا اس بزرگ نے کہا ایسی بیٹی یہ لوگ نہت و سماجت کرتے ہیں قبول کرنے سے منع کیا ہے کیا ہے اس قوم کا ایک شخص آیا آئے کہما تو نے بہت جبر کیا یہ عورت سو خاندانوں کو غلامت اولیٰ میں پائی اور اس سے اسکو نہایت مال ہوا بزرگ نے کہا اندیشہ مت کر جو میں کہوں اس کے موافق کرنا کچھ نقصان نہ ہوگا وہ عمل یہ ہے کہ جب عورت تیرے پاس آئے تو اس سے کلام نہ کرنا بلکہ حتیٰ الوسع میرے پاس آجاتا کہ میں تیرے صاحب کرد و نگا چنانچہ رات ہوئی اور عورت آئی آئے بعد توقف کہا باہر کچھ کام ہوا آتا ہوں سو بزرگ پاس حاضر ہوا بزرگ نے فرمایا ایک پیالے میں آگ لادو وہ آگ لایا آئے سانپ گواگ پر رکھ دیا اور فرمایا اسے لیا اور عورت سے ایسا کر کہہ نہ ہو کہ اس مجھ پریشانی اور دھواں نے پھر ایک ساعت بعد میرے پاس آئے اس بیچارے نے ویسا ہی کیا جب دھواں رحم عورت میں پہنچا تو دو سانپ فرج کی راہ سے گرے اور آگ میں جل گئے چنانچہ یہ سب حال بزرگ پر ظاہر کیا تب بزرگ نے اجازت دی کہ اس بے تکلف اس سے صحبت کرنا چاہو والد لقمان تمام رات اپنی زوج کے پاس باعیش و نشاط و باسج کوشش و مترجم صحیح و قندرت اٹھائے سہرا ل کے لوگ ہنسی خوش ہوئے شادیاں کیے بغیر رات بونی مبارکباد ہوئی بعد چند سے اس صاحبزادے کا اقبال بنا را وہ کیا کہ اپنے باپ کا قرض بھی وصول کر لیا اور دریافت ہوا کہ وہ لوگ جو روپیہ چاہتے ہیں بزرگ سے لے کر گئے پوچھا فرمایا تو آگ کے گلے چل میں بھی پیچھے پیچھے آتا ہوں لوگوں نے کہا کہاں جاتے ہو بولا اپنا روپیہ لینے جاتا ہوں ان لوگوں نے کہا جسکے پاس آپ شہر لپیٹ لینے جاتے ہیں وہ بڑا جو ہے اس سے خبر داری دشوار ہو گا وہ لڑکا رونا ہوا وہ بزرگ بھی ہمراہ گئے یہاں تک کہ دیباچہ پونچھے ملاقات بھی مقصود الیہ سے ہوئی آئے پوچھا کہا آئے کون ہو بولا حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا ہوں میرا حق واجب تجھ پر ہے اسے ادا کر بولا دست کر آپ کا حق و راجی ہر رات کو آرام فرمائیے علی الصبح روپیہ اپنا لیکر روانہ ہو جائیے والد لقمان نے کہا قیام شب سے میرے پاس نہ منع کیا ہوا اس بزرگ نے کہا کچھ نہ بنا کہ نہیں شب باس ہو دیکھو تقدیر الہی کیا ہو اور کسی قسمت میں کیا لکھا ہوا چار آئے شب باشی کا اقرار کیا اس کسبت نے کنارے دریا کے ایک مکان ایسا تعمیر کرایا تھا کہ وقت مدینے دریا کے پڑھنے پر وہاں کے ساکنین دریا میں ہوتے تھے سو وہ مکان اس حقدار کے لیے تجویز کیا کہ یہ بیچارہ اس جگہ سو یا صرغہ بزرگ بیدار رہے جب رات گذری تو پانی بڑھنے لگا بزرگ نے اسے بیدار کیا اور دو لڑکے اس نے عاقبت اندیش کے

بالا سے خانہ تھے انکو مع تخت نیچے لایا اور وہاں مسلمانا جس جگہ والد لقمان سویا تھا اور اُسکے مقام پر خود  
 مع پسر لقمان آرام فرمائی جب صبح ہوئی تو مالک مکان نے انکو سبابت بکرامت پایا اور اپنے  
 صاحبزادوں کو غرق در پاسے نکت و منلمات تب کہنے لگا جو تیرین نے تمہارے لیے کی تھی وہ جچی  
 پڑی سچ ہی من حقیر تیرا اخیر وقع فبہ چاہ کندہ راجاہ در پیش ناچار اسنے روپیہ قرضے کا ادا کیا وہ بزرگ  
 مع فرزندار بمند لقمان اُس نوعروس کے پاس آئے اور اُسکو مع مال و متاع لیکر گھر چلے جب متصل  
 گھر کے آئے بزرگ نے فرمایا میں نے تیری مصاحبت و ہمزی کیسی کی اسنے کہا کہ بسبب بلایں تیرا ہی  
 مصاحبت سے دفع ہوئیں اور یہ مال بلا اس سے بہتر نصرت و یاری و مصاحبت کیا ہوگی بزرگ نے  
 کہا مجھے کیا فائدہ ہوا اسنے کہا کہ نعمت مال آپ تلحی اغرض آدھا مال بگدہ آدھے سے کم آپ لیا  
 اور باقی ان بزرگ کو دیکر روانہ ہوا اگر وہ بزرگ پھر بھی ساتھ چلے اور کہنے لگے کہ امراٹے کے تو سنے یہ مال  
 جھکو خوت سے دیا یہی بلا خوت بولایں نے خوشی سے دیا یہ بزرگ نے فرمایا جھکو یہ مال مبارک ہے  
 جھکو مطلق خماش دنیا کی نہیں جو میں تمہارے باپ کی صفت امانت ہوں کہ جھکو تیرے ساتھ کیا ہو  
 چنانچہ حضرت لقمان کے بیٹے نے کل مال لیا اور اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب حال  
 گذشتہ التماس کیا حضرت لقمان شکر حق بجالاتے فائدہ روایت ہو کہ حضرت لقمان نے اخیر عمر میں  
 خلاق سے کنارہ کر کے ماہین ریلہ و بیت المقدس مقام فرمایا اور بطور وصیت اپنے بیٹے کو نصائح فرمائی  
 اول رشا و کیا اگر کوئی شخص ان نصیحتوں کو اپنا شعار کرے دنیا و آخرت میں نفع اٹھاوے وہ جنتین میں بہن اخل کو پہن  
 کہ بیان و چکریوں ہی نصیحت کنندہ کو واجب ہو کہ آپ اس نصیحت پر عمل کرے بعد اسکے دوسرے کو فرماوے ہو  
 کہ جب تک آپ سچ عمل نہ کرے گا اسکے فرمانے میں اثر نہ ہوگا اور نصیحت سننے والے ہی کہنے کو خود نصیحت بدکاران نصیحت  
 ۳ سخن بانراہہ قدر خود کتنا چاہیے فضول کوئی محض فضول ہی واسطے کہ جو کلام ایسا ہو وہ بے اعتبار  
 ۴ گوگوں کی قدر پہچان کہ موجب تالیف قلوب ہر خاص و عام ہو ۵ ہر کسی کا حق پہچان کہ سب خوش ہو  
 خلق و خالق ہو ۶ اپنے راز کو پوشیدہ رکھ کہ یہ طریق انبیا علیہم السلام پر چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام  
 نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا الا تقصص رویاک علی الخو تک ۷ دوست کو سختی کے وقت  
 آزمائش کر کیونکہ دولت و ثروت میں ہر کوئی دوست بنتا ہو اور یہ دوستی لائق اعتبار نہیں کہ رحمت  
 میں دوست بننے اور سختی میں طہر نہوس دوست ان باشد کہ گیر دست دوست ۸ در پریشانی حال  
 اور مانگی ۸ یار کو فائدہ و نقصان میں استھان کر اور دیکھ نفع و نقصان میں مراعات محبت اُسکو  
 طوطی پر یا نہیں ۹ احسن و نادان کی محبت سے پرہیز کر کیونکہ اکی مصاحبت سے قطع نظر خفت و زوالی

بجز ضرورت نقصان فائدہ تصور نہیں ۱۰ دوستی نیک و دانائی اختیار کر کہ اسکے فوائد ظاہر ہیں ۱۱ سکا خیر میں  
سستی و کوشش کر ۱۲ عورتوں پر اہتمام نہ کر کیونکہ یہ فرقہ ناقص العقل والدین پر ۱۳ تہنیر امور صالح خیر و نیک  
سے بچو کیونکہ اہل دانش صالح نیک منہ را میگاہم اجوتخن زبان پر لاویا ہے کہ مدلل ہے کیونکہ کام کماہل  
پائیدار نہیں لکھتا، اجوائی کو تعلیمت سمجھ کر جو کچھ ہو سکے امور خیر سے کر لے پھر افسوس رہ جاگا ۱۶ اجوائی میں  
دو لون جہان کا کام درست کر کیونکہ زمانہ طفولیت بے تمیزی میں جاتا ہے اور زمانہ شوخیت ضعف و  
نقاہت کے اس میں نہ کار دیا ہو سکتا ہے نہ دین کا ۱۷ اپنے دوستوں کو غم نہ کر کہ یہ بات ہر امر میں جو سب  
اعتقاد ہے اور مخالف سبب ہر اس ۱۸ دوست و دشمن سے کشادہ پیشانی رہنا لازم ہے کہ اس لطیف  
مدار کا فائدہ ظاہر ہے ۱۹ مادر و پدر کو غیبت جان اور انکی اطاعت میں کوشش کر ۲۰ استاد کو بہترین  
پدر جان کر لے سبب سے شناخت خدا و رسول حاصل ہوتی ہے ۲۱ خرچ باندازہ اندازنا چاہیے کیونکہ  
خرچ آمد سے زیادہ واجب خواری ہے اور انجام اسکا رسوائی ۲۲ جملہ امور میں طریق توسط اختیار کر کہ خیر الامور  
اوسطا لیکن توسط موافق مراتب اشخاص کے ہے ۲۳ سخاوت و جوانمردی اختیار کر ۲۴ خدمت نعمان کی  
بواجب ادا کر یعنی اسکے مراتب کے لائق بجا لاو ۲۵ جب خانہ غریبین جاتو زبان و چشم کو نگاہ رکھ یعنی  
ہر طرف نگاہ نہ کر اور ایسی بات نہ کہ ناگوار خاطر صاحب خانہ ہووے ۲۶ چشم و پارچہ پاکیزہ رکھ کیونکہ  
ظہارت ظاہری سبب طہارت باطنی کا ہے ۲۷ جماعت سے موافق رہ کیونکہ اسکے خلاف میں مورد  
ظہن ہوگا ۲۸ اولاد کو علم و ادب سکھلا ۲۹ کفش و موزہ کے پینے میں ابتداء اپنے سے کر اور اوقار  
باتین سے یعنی یہ کلیہ اپنے خیال میں سکھانے شروع کرنا فعل نیک کا دہن سے افضل ہے اور ترک فعل ہونا  
سے ۳۰ ہر شخص سے معاملہ اسکے اندازے کے موافق کر ۳۱ رات کو جو کچھ بات کنا ہو آہستہ سے کنا کر  
یعنی سخن ساز آہستہ کنا چاہیے کہ شاید کوئی سنتا ہو ۳۲ دن کو جو بات کنا ہو ہر طرف نگاہ کر کے کہ تاکہ دوست  
یا دشمن نہ سنے ۳۳ کم کھانے اور کم سونے اور کم بکنے کی عادت ڈال کیونکہ کثیر طعام موجب کالی کا ہے اور  
زیادتی خواب سبب نحوست اور کثرت کلام علت پریشانی دماغ و خفت عقل ہے ۳۴ انچہ بر خود نہ پسندی  
ہر دیگر ان پسند اس لیے کہ ناپسند کرنا کسی چیز کا سبب عیب و نقصان کے ہوتا ہے تو دوسرے کے واسطے وہ  
چیز عیب و ارتجوز کرنا موجب ناخوشی و عداوت ہے ۳۵ جملہ کام بہ تدبیر و دانائی کرنا چاہیے ۳۶ بغیر سیکھے ہونے  
کسی کام کے دعویٰ استادی نہ کرنا چاہیے ۳۷ عورت و لڑکے سے راز کی بات کنا نہ چاہیے کیونکہ یہ دونوں سبب  
نقصان عقل کے پوشیدہ نہ رکھ سکیں گے ۳۸ ہر اصلوں اور کینوں سے وفا کی ہے کہ چنانچہ مشورہ ہے کہ اصل ہر  
از مخطا خطا کند ۳۹ کسی کام میں بغیر اندیشہ نہ یعنی بلا تحوض و فکر آغاز و انجام نیک و بد کے کوئی کام شروع

کرنا چاہیے کہ یہ دلیل ناوانی ہو۔ ۴۴ جو کام نہیں کیا ہوا اسکو کیا ہوا نہ سمجھ لینے بیرون کیے ہونے کسی کام کے  
 معلوم نہیں ہوتا کہ ہوسکے گا یا نہیں پھر اسکو جان کرین کر لوں گا کمال سے دانشی ہوا اور انجام کو پیشانی ۴۵ ہوا  
 کن کرنا ہے اسکو کل پر چھوڑ کیونکہ انہیں میں پیشتر ایسے اور پیش آجائے ہیں کہ وہ کام نہیں ہوا اور سرت چھاتی  
 ۴۲ جو آپ سے بزرگ ہوا اس سے خوش طبعی و طرافت نہ کرے۔ امراض اور ۴۳ مرد عالی رتیبہ سے کلام  
 طویل نہ کر کیونکہ ترک اور ۴۴ عوام الناس کو گستاخ نہ کر یعنی اونہی لوگوں سے وہ معاملہ نہ کر کہ گستاخ ہو کر  
 حد اور سے گذر جاوین ۴۵ حاجت مند کو نہ امید نہ کر ۴۶ مزاج گزشتہ کو یاد نہ کر ۴۷ اور ان کی غیرت و سب کو  
 اپنی حسنات میں نہ ملا یعنی اگر تو را روادہ خیر رکھتا ہو تو اور ان کو شامل نہ کر اپنی درخواست سے۔ انکی استغاثہ  
 مثلاً جھٹو جی یا خاقانہ یا ہما سراسے بنانا منظور ہو تو بنوادے اور ان سے اعانت طلب نہ کر اسواسطے کہ جھٹو  
 کچھ فائدہ نہیں بلکہ غلط خیانت ہو ۴۸ اپنا مال دوست و دشمن کو نہ دکھا کہ مال کو ہر شخص دوست رکھتا ہو اور  
 ہر شخص اسکا دشمن بھی ہو اور بظاہر کی طرح دوست کو دشمن بنا دیتی ہو ۴۹ برادری ترک نہ کر یعنی بجانوں کا حق  
 خیال میں رکھ اور صلہ رحم ہو چکیا کر کیونکہ قطع رحم موجب ناخوشی حق و بدنامی و خلاق ہو ۵۰ نیک لوگوں کو غیبت  
 سے یاد نہ کر لان اخیبتہ اشد من الزنا کیونکہ نہ کرنے والا جب تو بکرے تو اسکا گناہ بخشا جاتا ہو اور یہ گناہ باوصف  
 تو بے بخشا نہیں جاتا تا وقتیکہ وہ نہ بخشنے جسکی غیبت کی ہو اور بظاہر کی وجہ سے عوام کی غیبت کا یہ حال ہو تو خواہ  
 کی غیبت اس سے بدتر ہو ۵۱ آپ کو مت دیکھ یعنی نظر مجب و پندار ۵۲ جماعت جب کھڑی ہو تو اسکی  
 موافقت کر یعنی نمازیوں کی جماعت میں شریک ہو اگر ۵۳ انگلیاں اپنی مت چپکا کہ یہ حرکت لغو ہو اور  
 ارباب تہذیب اسکو معیوب جانتے ہیں اور موافق قواعد بطبیہ کے اس حرکت سے انفصال مفصل جاتا ہو  
 اور آسمین ریاح بھرتی ہیں اور کہ یہ بات انجام کو سبب وجع واقع ہوتا ہو ۵۴ لوگوں کے روبرو نہ ہونے کو  
 خلال نہ کر کہ موجب کراہت ہو ۵۵ آب و ہن و مینی باواز بلند نہ ڈالاکر کہ یہ آواز مجلس کے خلاف ہو ۵۶ وقت  
 جاہی کے ہاتھ منہ پر رکھ لے اور بقدر امکان آواز نہ نکال ۵۷ لوگوں کے روبرو انگریزی نہ لیا کر ۵۸ انگلی  
 ناک میں نہ ڈال خلاصہ یہ کہ عاقل کو آداب مجلس کے پھر ضروری ہر شخص میں مجلس عام میں بہت لحاظ کرنا چاہیے  
 اسواسطے کہ خواہ لوگ تو حرکت لغو دیکھ کر صرف بے شعور خیال کریں گے اور زبان پتلا و نیکے کر عوام بدنام  
 کریں گے ۵۹ کلام ہزل و بیہودہ ملا کر لکھو نہ کیا کر اسواسطے کہ ہزل بے وقار ہو جاتا ہو ۶۰ لوگوں کے سامنے  
 کسی کو شرمندہ نہ کر یعنی کسی کے معیوب فاش نہ کر کہ موجب شرمندگی ہو ۶۱ چشم و ابرو سے غمازی نہ کر کیونکہ یہ بھی  
 غیبت میں داخل ہو ۶۲ کسی ہوتی بات دوبارہ مت کہو کہ اچھی بات ہو کیونکہ جب دوبارہ کہی گئی تو لطف  
 اسکا جاتا ہو ۶۳ اس کلام سے کہ سامع کو ہنسی آوے اجتناب کر کیونکہ یہ بات مسخر اپن میں داخل ہو

۶۴۔ اپنی تعریف اور اپنی اہل کی تعریف نہ کر اس لیے کہ معیوب ہر شک است کہ خود بوی نہ کہ عطا گوید ۶۵۔ عورتوں کی طرح آرایش نہ کر ۶۶۔ اپنی اولاد کی مراد پر کام نہ کر کیونکہ یہ انکی اجتری کا سبب ہو ۶۷۔ بات کرنے میں ہاتھ نہ لگائے کہ زیان سے ہونے ہاتھ سے اور بظاہر ہو کہ گفتگو میں جنبش دینا ہاتھ و سر و آنکھ کا خلاف سنجیدگی و متانت کے ہو ۶۸۔ ہر ایک کا لحاظ و پاس رکھ ۶۹۔ جو بات لوگوں کو بد معلوم ہونے کو ۷۰۔ مردے کو بدی سے یاد نہ کر کہ مٹھ میفائدہ ہوا ۷۱۔ حتی المقدور کسی سے دشمنی نہ کرے ۷۲۔ زور آزمائی نہ کر ۷۳۔ کسی کی خوش آمد نہ کر ۷۴۔ آزمودہ کار کو صالح گمان کر ۷۵۔ اپنا طعام دوسرے کے دستار خوان پر نہ کھلایا کر ۷۶۔ کاموں میں جلدی نہ کرے ۷۷۔ دنیا کے لیے آپ کو بیخ میں نہ ڈال اس واسطے کہ دنیا بے حقیقت ہے اس کے واسطے زیادہ اندازے سے بیخ و تعب میں پڑنا خلاف عقل ہے اور باوجود احتمال بیخ و تعب بھی حصول اسکا یقینی نہیں ہے تقدیر سے زیادہ نہوگی اور بالفرض اگر دنیا بائیں کہد و کاوش حاصل ہوئی تو زندگی چند روزہ ہے پھر کیا فائدہ ۷۸۔ جو آپ کو بچانے اسکو تو بھی بچان یعنی جو اپنی قدر کرے اسکی قدر کر ۷۹۔ حالت غصہ و غضب میں کلام فہیدہ کر کیونکہ پیچھے سے نہ است ہوتی ہے اور بلا اس کلام کا نہیں ہو سکتا ۸۰۔ آستین سے آپ بینی پاک نہ کر کہ یہ بھی ایک نشان بے تمیزی ہے ۸۱۔ وقت طلوع آفتاب خواب نہ کر اس لیے کہ یہ وقت عبادت کا ہے اس وقت کا سونا بد بنتی ہے ۸۲۔ لوگوں کے سامنے کھانا کھانا نہ کر کہ اس میں نظر بد کا احتمال ہے ۸۳۔ راہ میں بزرگوں کے آگے چل کہ سوراؤس ہے ۸۴۔ درمیان کلام لوگوں کے دخل نہ کر کہ یہ ایک دلیل سخاوت ہے ۸۵۔ سر نہ اٹو نہ بیٹھا کر کہ یہ صورت افسردگی ہے اور آداب مجلس کے خلاف ہے ۸۶۔ چپ دست نہ دیکھتا چل بلکہ نظر کو نیچے رکھا کر کہ یہ صفت حیالی ہے ۸۷۔ اگر ہو سکے چار پاہ پر بیٹھ سوار نہو کیونکہ اندیشہ کرنے کا ہے ۸۸۔ ہمان کے روبرو کسی پر غصہ نہ ہو کہ اسکو ملال ہوگا ۸۹۔ ہمان سے کچھ کام نہ لے کہ عمارت کے خلاف ہے ۹۰۔ دیوانہ دست سے باتیں نہ کیا کر ۹۱۔ ساتھ ادا بشون کے برسرجگہ نہ بیٹھ ۹۲۔ ہر سو رو زیان میں آبر و ریزی نہ کر ۹۳۔ فضول و متکبر نہ ہو ۹۴۔ خصوصیت لوگوں کی اپنے اوپر مت لے یعنی وہ امر کہ باعث دشمنی لوگوں کا ہونے کہ ۹۵۔ حق نہ ولائی سے علیحدہ رہ ۹۶۔ چھری انکس تری رو بہ پاس کھا کر کہ وقت ضرورت بجا آئے ہے ۹۷۔ آپ کو ذلت میں نہ ڈال ۹۸۔ مراعات و احسان اسی قدر کر کہ تو خواہ نہو یعنی سلوک کرنا ہر طرح سے بہتر ہو لیکن نہ اس قدر کہ خود محتاج ہو جائے ۹۹۔ متواضع و فروتن رہا کر اس لیے کہ یہ صفت موجب عزت ہے ۱۰۰۔ تو انکے شوی پیش مردم غریب کہ مزخوشترین را نگیری ہے ۱۰۱۔ بزرگی کہ خود را بخوردی شمر دہ ۱۰۲۔ بزرگی بزرگی ہے ۱۰۳۔ یہ بھی نصیحتوں میں فرمایا ہے کہ زندگانی کر خدا کے ساتھ بصدق و انفس بقرہ و باخلق بانصاف و با بزرگان بخامیث و بخردان بشفقت و بدویشان بجاوت و بدوستان

دیاران بنیست و بدیشان حکم و بجا آں جانشینی و بعلالان نواضع اور بھی فرمایا کہ کسی کے مال میں طمع نہ کر اور جو پیش آوے منع نہ کر وایت ہو کہ کسی شخص سے حضرت لقمان نے فرمایا کہ دانہ ترودہ شخص ہو جو اپنے علم کو اور ن کے علم پر بڑھاوے اور یہ بھی فرمایا کہ بصر و دو قسم کا ہو ایک مبرس چیز چبکو کر وہ جانا ہو جس طرح نقصان مال و اولاد و دوسرا صبر سپر جبکہ دوست رکھتا ہو اور اسکی تحصیل میں مضطرب رہتا ہو اور یہ بھی ارشاد کیا ہو کہ نیشخند خون کو مین و قوتوں میں پہچانا چاہیے حکیم کو غضب میں متجاع کو خوف کے وقت جھائی کو وقت حاجت اور یہ بھی فرمایا کہ نیکی کر کے فراموش کرنا اور بری کرنے والے کو بھول جانا بہت اچھی بات ہے روایت ہے کہ حضرت لقمان فرماتے تھے کہ تین ہزار کلمے ہیں نفیحت کے لکھے انہیں سے تین باتیں مجھکو بہت یاد آئیں۔ دو کو یاد رکھنا لازم اور ایک کو بھول جانا خدا و موت کو یاد رکھے اور نیکی کر کے فراموش کرے حضرت لقمان فرماتے ہیں کہ خاموشی میں سات خاصیتیں ہیں زینت ہے پیراہن ہے بہت بے سلطنت عبادت بے محنت حصا ہے دیار ہے نیازی بے غدر فراموشی از کرام کا تین پوشیدہ عیوب سے بطعم بیچ ضمون بزل لب سخن نے آید، ہنوشی مخفی ہار دکھ گفن نے آید، نقل ہے کہ حضرت لقمان علیہ الرحمۃ کسی نے پوچھا کون سے معنی کیا ہیں فرمایا ایت یہ کہ سرد سے بنی کلمے دو سکر یہ کہ مرضی سے کلمے یعنی کبر و تنز و جھوڑوے اسی طرح نصاب حضرت لقمان کی کتب تواریخ میں بکثرت مذکور ہیں فائدہ چند نصاب اور بھی اس مقام پر بیان کر دینا لابدی ہو اگرچہ وہ نصاب بطور کلی نصاب حضرت لقمان میں مندرج ہیں لیکن تفصیل و توضیح انکی زمین کی گئی ہو اور جب تک نصاب ضروری کی توضیح نہ کی جاوے تب تک ہم عوام میں گنجائش انکی دشوار ہو جس واضح ہو کہ اول ضروریات ہستہ ہو اور امور ضروریہ میں میانہ روی و توسط اختیار کر کے خیر اولیٰ اوسطا لیکن میانگی میانہ روی ہر چیز کی موافق مراتب اشخاص کے بہت لمسی چیزیں ہیں کہ ایک کے حق میں اغراط و دوسرے کے حق میں اعتدال بلکہ تقریباً ہر پس احوال و اطوار ہم جنس و ہم قوم و ہم پیشہ و ہم حرفہ بقیاس مقدار توسط شمار کرنا چاہیے اور کسب نامہ کی طلب میں شقت و رنج نچاہیے اور جو عمل و حرفہ کی تحصیل منظور ہو اول اسکی ضروریات سے واقف ہونا ہو ضروری ہو اگر بعد تحصیل ضروریات کے وقت فرصت توفیر و اند بھی کسب کرے ورنہ طلب اکل فوت اکل ہو جاگا مثلاً علوم مکتبہ میں اول فقہ و حدیث و تفسیر و عقائد و طب پڑھے بعد ازان بحسب استعداد و وسعت وقت حکمت و منطق مضائقہ نہیں دوسرے جب کوئی ہم پیش آوے تو اس فن کے دانشمندان سے بشرطہ کہ خیر خواہ ہوں بمقتضایہ و شاد ہم فی الامر صلاح لے اور شورت کرے و شیر کو چاہیے کہ بلا تعلق ہو کچھ خیر و نفع و ضرر اس میں ہو بھول کر بمقتضایہ استشارت و متن کہ دے اور صلاح گیر نہ کہ کو اختیار ہو کہ اگر اپنی بہتری دیکھے لے ورنہ ترک فرماوے

اور اس باب میں صلوة الاستخاره کہ حدیث صحیح سے ثابت ہو نہایت بہتر ہے۔ پھر سے  
تبدیر و استتلال ترک نہ کرے چوتھے دنیا گذشتنی و گذشتنی ہو پھر چند روز کے واسطے کسی سے  
دنیا نہ کہ اور تین عداوت اور دشمنی نہ لے اور کسی کا عیب نہ کرے اور نہ دیکھے خصوصاً  
عیب ایک شخص خاص یا فرقہ خاص کا علانیہ ذکر نہ کرے کہ بہت بد بات ہے اور کسی سے  
سہ نہ کرے اور باتیں جو غلط بیفائدہ زبان پر نہ لائے اور تیری بات کسی کی کسی سے نہ  
کھے۔ درگاہ و نامزدی سے پاک ہے اگر ہو سکے ذمہ سے حق پر راضی ہے اور آپ کو بزرگ کا ان سے  
خوف و شجاعت نہ اختیار کرے اور کسی کے بیچ میں فساد نہ ڈالے اور اکل سال و صدق مقال و استقامت  
احوال میں سہمی کامل کرے کہ عمدہ ترین جمیع طاعات و عبادات میں ہو اور کلمہ الخیر سے کسی کے حق میں  
خوش ہو یا بگناہ باز نہ رہے اور امر معروف و نہی منکر میں کوشش کرے اگر نمانعت نہ ہو سکے تو دل سے  
ناخوش رہے اور غور و فکر نہ کرے اور چاہیے کہ عقل و گیاست و فہم و فراست کثرت تجربہ و صحت عقلا اور  
کسب علوم عقلیہ و استماع قصص و تصانیح سے زیادہ کرے گو کہ یہ صفات خلقی و جبلی ہیں پرزیا دنی و کمی  
بھی انہیں پر توفیق کو شش کرنا چاہیے کہ ہر روز قوائے عقلیہ قوی ہوتی جائیں تاکہ از مرہ و عقلا میں محدود ہو  
اور غما سے نکلے عقلا میں داخل ہوا اور بھی لازم ہے کہ خود عقل و بیکار نہ ہو جائے دین کا کام کرے اگر نہ ہو سکے  
تو دنیا ہی کا کام کرے یعنی ہنر پوشیہ جس سے دنیا حاصل ہوتی ہے سیکھ اور جب صبح کو سو کر اٹھے تو نماز پڑھے  
اور ظہر آتا بے تک جانماز پڑھا رہے اور سبج و تھیل میں مشغول ہے اور شام کے وقت لڑکوں کو گھڑین  
داخل کرے اور صحن میں کلنے نہ دے اور جب رات ہو جائے تو دروازہ کھر کا قفل یا سلسلہ کرادے  
اور آبات و اریحہ جنٹ کے پڑھے اور چراغ گل کرادے اور آگ ٹھنڈی کر دے اور باسن ڈھانپے  
اور تھیار اپنے پاس رکھے اور بوضع خوف میں اگر ممکن ہو تو نگہبان متعین کرے اور خود جائے  
مخوف میں رہے اور ہوشیار سووے اور سب کاموں میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کرے اور  
جب دو قسم کے بلا و محنت پیش آویں تو بہتر یہ ہے کہ حیلہ و تدبیر سے کنارہ کرے اگر نہ ہو سکے تو آسان ترین  
اختیار کرے کہ سن اتالی بلبتین فلیخرا ہونما حدیث میں وارد ہے اور ایام حیات و صحت کو غنیمت جانے  
بغیر ضرورت تمام ہلاکت میں نہ پڑے اگر مرض ہو تو طبیب حافق کے پاس جائے اور آسکو مختار کر دے  
اور آسکی تدبیر و دوائیں مخالفت نہ کرے اور بلا طہور خطاے فاحش دوسرے طبیب سے رجوع نہ کرے  
اور کہوں دعاے ہلاکت اپنی اور اپنے عیال کے لیے نہ کرے اور بے ضرورت کلی سفر نہ کرے اور  
جو سفر ہلاکت کرے تو شنبہ یا چھٹنبہ کو علی الصبح یا بعد نماز جمعہ سفر کرے کہ یہ روز وساعت نیک

ہین اور راہ محفوظ اختیار کرے اور اپنے رفیقوں و خدمتگاروں و رہبروں کو ساتھ رکھے اور تہیاری لڑائی کے پاس رکھے اور اسن راہ پر اعتماد نہ کرے اور اسباب ضروری مثل چھری و مقراض و دل و کلند و تیر و سون و رشتہ و موثر اش و آئینہ و شانہ و عصا و شمشیر و سواک و سرمہ دان و شیشہ و غیرہ ہمراہ رکھے اور جب قافلہ چلے تو خود چ میں رہے اور جب منزل میں اترے تو اُنکے ساتھ ہو جائے اور وقت شب عصر سے زیادہ سفر میں احتیاط کرے اور جو ممکن ہو تو بعض ادویہ ضروریہ ہمراہ رکھے اور چارپایہ پر بوج بہت لاوے کہ آسکو تکلیف ہو اور توشے کی حفاظت کرے اور جو قدرت ہو تو ایام سفر سے زیادہ ساتھ لے لیا اور جو امر پیش آوے اسکا مال کارسوج لیوے اور پیشہ و صناعت و کسب و حرفہ جو کہ بہتر ہو اختیار کرے اور کسب نیک کے سیکھنے میں عار و ننگ کرنا نہایت نادانی اور عقلی ہر اور چاہیے کہ فنون ضروریہ اور علوم لا بدیر کی تحصیل میں کوشش بلیغ کرے اور جس امر کا وقوع پیشتر آسین تجربہ حاصل کرے اور علوم مجلس کو بھی حاصل کرنا ضروریات میں شمار کرے مثلاً خط و انشا و شعر و قصص و لطائف غریبہ و صناعات عجیبہ صفائی تقریر و قدرت تحریر و علم حساب و فن معما سیکھے اور لعن و فحش کی عادت نکرسے اور غم و شادی اور غصہ و غضب میں لپیلت نہ کرے کہ بعد آسکے نہ اامت و پشیمانی ہو اور عیادت بیمار ان اور تعزیت مصیبت رسیدگان کو خصال حمیدہ اور محاسن پسندیدہ میں جانکر اختیار کرے اور محبت علما و صلحا و صحبت فضلا و اتقا کو اکسیر اعظم تصور کرے اور موجب جرد و ثواب جانے اور دولت مند دی اور ارجندی اور فقر و بکسی میں اخلاق قدیمہ کا ترک کرنا نہالت و سفلی و کم ظرفی سمجھے کیونکہ دولت پرناز کرنا کہ صبح آئی شام کو گئی صبح حماقت و بیوقوفی ہو اور فقر و غربت میں رنج و ملال کرنا نا اہمیت کہ اللہ صاحب فرما تے ہیں من ان مع احسیر لیر ان مع العسر یسر از بس عجزی اور جہالت ہر اور لازم ہے کہ ایام حیات اور صحت و تندرستی کو غنیمت جانکر دنیا کو مزرعہ آخرت جانے اور عمل خیر سے باز نہ رہے نہ نیست دنیا جا راحت از غمش ای دل بر آ + رخت ازین داز من کبرش ازین منزل نبر آ + مزرعہ حقہ است دنیا نہ مقروضی گاہ + قوم ننگی گشتہ زینجا ہرست جل بر آ + اور جب بوڑھا ہو اور قریب مرگ پہنچے تو استغفار و تہلیل و تسبیح میں سرگرم رہے اور اہل و عیال کو استقامت احوال و صبر و قناعت کی وصیت کرے اور جو اللہ عنایت و کرم کرے تو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر جان کو سپرد جان آفرین کہے کہ ابن نصیحت ہے نیک از خود فضیلت عیب نیست بدگو اسے متعم از وطن بجا صل بر آ + معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت لقمان کے بیٹے نے التماس کیا کہ اسے پدر بزرگوار اگر کوئی کام بد یا خفا کر دن جسکو کوئی نہ دیکھے تو اللہ کس طرح جانے فرمایا اسے سپرد اگر ہو کوئی چیز دائر رانی کے برابر اور رہتی ہو کسی پتھر میں یا آسمان زمین میں لاحق کرے آسکو

اللہ بیشک اللہ پوشیدہ چیز جانتا ہے جو درہم چنانچہ اسی قول کو اللہ صاحب کلام اللہ میں نقل فرماتے ہیں یا نبی ان تک شقال جبین خردل فنکن فی صخرۃ افنی السموات افنی الارضیات ہما اللذان اللطیفۃ خیر اس کلام کے سننے ہوئے پتہ آسکا پھٹ گیا اور تھایہ کلام آخری حضرت لقمان کا عمر حضرت لقمان کی ہزار برس کی کتب سیر میں لکھی ہے اور فلسطین میں بامین بجد رملہ وسوق مدون میں روایت ہے کہ جسدن حضرت لقمان نے وفات پائی اسی دن شہر یمبودن نے حلت اس عالم سے فرمائی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ذکر ایضا سورہ لقمان میں ہے اور کہ میں نہیں اور سوا سے انکے ایک لقمان ابن عاد لقیہ عاد اولے سے تھا یہ وہ ہے کہ جسکو بادشاہ نے مع چند نذیبوں کے حرم شہر لیت میں بنا بر استقامہ روانہ کیا تھا سو اُسے درائی عمر کی دعا مانگی کہ وہ تین ہزار پانسو برس زندہ رہا اخبار الدول میں ہے کہ دنیا میں دو آدمی بہت دنوں زندہ رہے ہیں ایک عوج ابن عوق اور دوسرا لقمان ابن عاد واللہ اعلم بالصواب

### تفہیم بست دوم در احوال حضرت سلیمان علیہ السلام

یہ حضرت بعد اپنے باپ داؤد علیہ السلام کے بادشاہ اور نبی ہوئے لکھا قال اللہ تعالیٰ ودرت سلیمان داؤد یعنی ایشلس بیٹوں سے حضرت سلیمان علیہ السلام ملک و نبوت کے وارث ہوئے اصل یہ ہے کہ حضرت داؤد کی طرح نبی ہوئے نہ یہ کہ وارث نبوت ہوئے اسلیے کہ نبوت میں وراثت نہیں ہوتی کذا فی المدارک تبرہان قاطع میں ہے کہ نام سلیمان کا جم بفتح اول و سکون میم بمعنی بادشاہ بزرگ بھی ہے اور جمشید دن میں بھی انکو کہتے ہیں اور جمشید کو بھی جم کہتے ہیں مگر جس مقام میں دیوا اور پری اور وحش و طیور و کیمین انگشتری آئے وہاں مراد حضرت ہیں اور جہان کہیں باجام و پیالہ مذکور ہو وہاں جمشید اور جس جگہ یا آئینہ اور سند ہو وہاں سکندر مراد ہے ایشی اور شریعت حضرت سلیمان کی عین شریعت موسیٰ علیہ السلام تھی اور علم قضا و کیمیا و منطق و الدواب و تسبیح خیال و ملک و اقبال مثل داؤد کے بلکہ تسخیر ہوا و جنات زیادہ ہوئی اور مقاتل کے نزدیک ملک نکاحی زیادہ تھا اور انکی رائے فیصل خصوصاً میں صاحب تھی اور شاگرد زیادہ تھے اور معالم میں محمد ابن کعب قرظینی سے روایت ہے کہ لشکر سلیمان سو فرسخ میں پڑتا تھا چھپس میں انسان اور چھپس میں جوان دواب اور چھپس میں جنات اور چھپس وحش و طیور اور تین سو ہنگوہ اور سات سو کینز آنجناب کے تصرف میں تھیں اور سب کے لیے محل جدا جدا تھے اور سب محل شیشے کے بنے تھے

اور سب محل ایک تخت پر تھے اس تخت کو ہوا لیے پھرتی تھی اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام دس ہزار فرسخ میں نزل فرماتا تھا اور دو فرسخ میں رشیم کا فرش بچھا جاتا تھا اسکے پنج بین تخت رکھا جاتا تھا اور جملہ اکابر و اشراف گریہ میں پر بیٹھتے تھے اور ہوا اسی بساط کو لے اڑتی تھی اور عالم التنزیل میں مقاتل ابن حبان سے روایت ہے کہ شیاطین نے حضرت سلیمان کے واسطے ایک فرش کا رچوبی رشیم کا بنایا تھا اور فرسخ کا اوسکے درمیان منبر بنانے کا رکھا جاتا تھا اوسے حضرت سلیمان بیٹھتے تھے اور تین ہزار گریبان طلائی و نقرئی بچھائی جاتی تھیں طلائی پر اولاد و پیغمبران علماء و فضلا کے دوران اونکے گرد و جن شیاطین و عامہ انسان اور طائفہ طیور اپنے پروں سے اوس مجلس پر سایہ کرتے تھے تاکہ دراز آفتاب نہ پہنچے اور ہوا اوس بساط نشا کو اٹھاتی صبح سے شام ایک ماہ راہ اور شام سے تا صبح اسقدر طو کرتی تھی سید ابن جبیر سے روایت ہے کہ چھ سو گریبان بچھائی جاتی تھیں اوس پر انسان و جنات بیٹھتے تھے اور طیور پروں سے سایہ ڈالتے تھے تب ہوا اٹھاتی تھی اور حسن سے روایت ہے کہ یہ چیز تفسیر ہوا کا لبہ پر کرنے گھوڑوں کے ملا تھا اور یہ سبب بائیں ابدان کے واسطے کے ظاہر ہوئی ہیں امام ربیع اپنی تفسیر میں تصریح کرتے ہیں کہ لشکر حضرت سلیمان کا باوصف کثرت منتشر و پریشان نہوتا کمال ضبط و ربط سے چلتا تھا ہر گرد پر ایک نقیب معین تھا کہ وہ حد سے تجاوز کرنے دیتا تھا اور اس باعث سے کوئی شخص اپنے مقام سے پیش و پس نہوتا تھا اور تفسیر ابوریحان برہنہ ہے کہ وہ اپنی طرف تخت کے دو لاکھ گریبان اکابر انس اور بایں جانب دو لاکھ گریبان اشراف جن کی بچھائی جاتی تھیں اور میں دوسار پینتیس پینتیس منبر رکھے جاتے تھے ان پر علماء و فضلا و اتقیا و صلحا سے انس و جن بیٹھ کر وعظ کرتے تھے اور طیور اپنے پروں سے سایہ کرتے تھے اس تخت کو ہوا لیکر چلتی تھی اور ابن زبیر سے عالم التنزیل میں روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک مرکب چوبی تھا اس میں ہزار رکن ہر رکن میں ہزار خانے اسپر جنات و حضرت انسان سوار ہوتے تھے اور ہر درجے پر ایک ہزار دو معین تھے وہ تخت کو اٹھاتے تھے پھر اسکو ہوا لیکر چلتی تھی اور سواری کا یہ انتظام ہوتا تھا کہ باوصف شدت ہوا کسی کھیت کے درخت کو حرکت نہوتی تھی اور گرد و بخار کا نشان نہوتا اور کسی بیچارہ ضعیف جانور کو بھی نقصان نہ پہنچاتا تھا اس شوکت و حشمت کا اشارہ سورہ نمل میں ہے و قال ایہا الناس علمنا منطلق الطیر و اوتینا من کل شیء ان ہذا ہوا افضل الہین یعنی حضرت سلیمان نے کھا کر لوگوں کو ہسکو سکھائی ہے بولی اڑتے جانوروں کی اور عطا کیا ہکو ہر چیز میں بے شک شبہیسی ہے بڑائی صریح یعنی جو چیزیں دنیا میں درکار ہیں اور اسکی انسان کو ضرورت ہے سب عنایت فرمائیں مثلاً

ملک و مال و زن و فرزند و حسن و جمال و علم و عقل و غیرہ سب اللہ نے دیا ہے  
 یا یہ مراد ہے کہ جو کچھ پنمبروں اور بادشاہوں کو ضرور ہے وہ سب اللہ نے اپنے فضل و کرم سے  
 عنایت کیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس آیت سے امور دنیا و آخرت  
 مراد ہیں اور مقابل ابن جہان کے نزدیک نبوت و ملک و تسخیر جن و شیاطین مراد ہے فائدہ  
 یہ کہ اس لیے منطقت کہا کہ جسطرح کلام حضرت انسان سمجھ میں آتا ہے اسی طرح آواز طیور سے بھی  
 ادراک و فہم حاصل ہوتا ہے اس لیے ہر ایک مہر کی ایک آواز علیحدہ ہے اکثر نبی آدم اس سے  
 کچھ کچھ معافی و مطالب نکالتے ہیں الا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مکالمہ طیور  
 کا علم کامل و فہم صحیح عطا فرماتا تھا چنانچہ معالم التنزیل میں ہے کہ ایک دن کبوتر بولا حضرت  
 سلیمان نے فرمایا کچھ جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے سب نے کہا اللہ و رسولہ اعلم فرمایا لا واللہ موت  
 و ابنوا الخراب یعنی اے لوگو پیدا ہو مرنے کو بناؤ بگڑنے کو اور فاختہ کہتی ہے لیت ذالخلق لم یخلقوا  
 کاش مخلوق مخلوق نہوتی اور طائوس بولتا ہے کما تدرین تدان یعنی جو تو کر کیا جزا پاویگا اور یہ کہتا ہے  
 من لای رحم لای رحم یعنی جو رحم نہ کرے گا نہ کیا جاویگا اور ثورہ کہتا ہے استغفروا اللہ ایما المذنبون  
 بخشش مانگو اللہ سے اے گنہگارو اور طوطی بولتا ہے کل حی میت وکل جدید فان یعنی ہر زندہ  
 مرنے والا ہے اور ہر نیا پیرانا ہونے والا ہے اور بعض تھامیر میں ہے کہ کبوتر سبحان ربی الاعلیٰ ملا  
 سمانہ و اغنہ پاک ہے میرا رب آسنے بھریے زمین و آسمان اور یہ کہ بولتا ہے لثورہ کی بولی یہ سب  
 مدارک التنزیل میں ہے اور بعض کے نزدیک طوطی ویل لمن لدنیا ہمہ بولتا ہے یعنی خرابی جو اسکی  
 جسکا مطالب سراسر دنیا ہے اور اباہیل بولتا ہے وقد موخیرا تجد وہ آگے بھجوں گے نیکی پاؤ گے اور قریبی کہتا  
 سبحان بی الاعلیٰ ہے اور بعض تھامیر میں کل شئی ہالک الا وجہہ ہر چیز نابود ہوگی مگر ذات خدا لیکن ہر شئی  
 سمجھتے یہ صد اچیل کی ہے کہ انی المدارک اور ہزار داستان بولتا ہے سبحان اللہ الخالق والد احم پاک ہے  
 اللہ جو پیدا کنندہ اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور لو کہتا ہے من سکت یعنی جسے خاموشی کی وہ سلامت  
 رہا یہ سب بولیاں جو لکھی گئیں حضرت سلیمان نے جانور دن کے بولنے پر انسان و جنات سے بیان  
 فرمائی ہیں کاتب نے بظرف تطویل حکایت کو ترک کیا ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے تھے کہ عشار  
 پر جو مسافروں سے کچھ بلا وجہ لیتا ہے فواد و ہیک لینے والا بولن کر تا ہے اور باز کہتا ہے سبحان بی اعظم  
 محمد پاک ہے رب میرا بزرگ و محمود اور غوک بولتا ہے سبحان ربی العدوس پاک ہے پروردگار قدوس اور  
 مادہ کہتی ہے سبحان الذکور بل لسان پاک ہے جسکا ذکر ہر زبان میں ہے اور تیر کہتا ہے الرحمن علی العرش سوی

یعنی اولاد دنیا  
 کی خواہش اور  
 جاہ و دولت  
 کی خواہش  
 جو موت لگاتار  
 جاوے گا  
 نہ موت و دنیا  
 کی خواہش

معاملہ میں جو کہ ایک نبل نئی دم و سر بلا ہلاکہ ہاتھ حضرت سلیمان نے فرمایا یہ کتابیں ہیں آج آدھا  
 ٹریا لکھا یا ہوا نہ پیشہ باز پرس قیامت سے ہلاک ہوں خاک بر سر دنیا محققین کہتے ہیں کہ یہ قول اسکا از رو  
 خوشحالی و غایغ بالی تھا تا وہ یہ مجوزہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مشہور ہے اور کلام انہی میں مذکور اللہ تعالیٰ نے  
 اپنے حبیب کی امت میں ایسی ایسی کرامات کی بہت دھوم دھام فرمائی جو چنانچہ ایک ن یہودیوں نے  
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم سات باتوں کا جواب دے تو ہم ایمان تمہارے پیغمبر کا  
 لائین فرمایا بیان کرو لیکن از رو تفقہ نہ از راہ تعنت یہودیوں نے کہا چٹکاوک و مرغ خانگی و عوگ آبی  
 و حمار اہلی و اسب و شیر و زرزور کی بولی کیا ہے فرمایا چٹکاوک کتاب اللہ المن من عسی محمد و آل محمد  
 اور خدا اپنی رحمت سے دور رکھ جو دشمن محمد و اولاد محمد کا ہے اور مرغ کتاب اللہ یا خا طلعین اللہ کو  
 یاد کرو چوکنے والو اور بیدک بولتا ہے سبحان المعبود فی کج البحار اور حمار اہلی کتاب اللہ المن العشار اور  
 گھوڑا وقت حرب کتاب اللہ سبح قلوب المللاک والروح اور تیر کتاب اللہ الرحمن علی العرش استوی اور  
 زرزور بولتا ہے اللہ انی اسالک قوت یوم یوم یا زراق پس یہودی ایمان لائے اور حضرت صادق اپنے  
 باپ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر گس آواز کرتا ہے یا ابن آدم عرش داشت آخرک الموت یعنی  
 او بیٹے آدم کے عیش کرے جتنی چاہتا ہے آخرک تجھ کو موت ہے اور عقاب کتاب اللہ فی البعد من الناس انس اور  
 چٹکاوک بولتا ہے اللہ المن من عسی آل محمد اور ابابیل کتاب اللہ رب العالمین اور الضالین کو ایسا سے  
 پڑھتا ہے جو سطح اچھے قاری پڑھتے ہیں القصد یہ اور کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا سبب بجزات تھا اور اولیا  
 امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی کرامت سے متقدمین اولیاؤن میں اکثر ایسے ہوئے کہ حیوانات  
 غیر ناطق کی بولیاں سنانا سمجھتے تھے اور متاخرین میں بھی بہت گزے اور اب بھی موجود ہیں چنانچہ ابھی  
 ٹھوٹے دن ہوئے کہ فقیر کے جد امجد مرشد برحق حضرت شاہ میر محمد علوی قلندر قدس سرہ تھے کہ ۱۲۱۱ھ  
 تک اس عالم میں موجود تھے بے تکلف بعض ہیوس کے کلام سمجھتے تھے ذلک فضل اللہ یؤتی من یشاء تو حضرت  
 مرشد کا تاریخ پانچویں ربیع الاول ہجری مطابق سنہ ۱۱۱۱ھ میں ہوا اور تاریخ وفات صوری و منوی و شنبہ  
 درہم جمادی الاولیٰ ۱۱۱۱ھ ہجری اور اس حساب سے عمر آپ کی اتنی برس کی ہوئی دو ستر اس مجوزہ حضرت سلیمان  
 کو اللہ نے یہ عطا کیا تھا کہ ہوا کو سنا کر دیا تھا اسکے زور سے جہان کین جاتے مع شکر چلے جاتے عالم التنزل  
 میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان و شوق سے سوار ہوئے اور صلیب میں کہ ایک مہینے کی مسافت شام سے اترے قیلولہ  
 کرتے پھر بابل میں تشریف لیجاتے وہ بھی ایک مہینے کی راہ پر ہوا اگر سوار جلد چلنے والا ہے اور کہ چون رو سے  
 سوار ہوتے سمرقند میں بیعت کرتے ایک با صبح کو ارض عراق سے سوار ہوا اور شہر مرو میں وہاں کو پہنچنے

درہم جمادی  
 اولیٰ ۱۱۱۱ھ  
 ہجری

اور عصر کی نماز بلخ میں پڑھنے میں تشریف لائے اور طبعاً بحر سے پھر صبح کو ساحل بحر پر روانہ ہو زمین  
 قندھار میں وارد ہوئے پھر وہاں سے کرمان میں تشریف لے گئے بعد اسکے ارض فارس میں گئے اور خپے  
 مقیم ہوئے پھر ایک وز صبح کو موار ہو اور ملک شغز میں قیلولہ کر کے شام کے وقت ارض شام میں تشریف  
 لائے اور بوہباش اکثر حضرت سلیمان کی رہنمائی میں تھی اور مواب علیہ میں بھی کہ شہر مد شام میں ایک  
 شہر جو بسکو دیون نے حضرت سلیمان کے لیے بنایا تھا صبح کو وہاں سے باہر آئے اور پھر بوقت مغرب  
 اسی جگہ پہنچا دیوی اور مدارک میں لکھا ہے کہ صبح کو تدمر سے باہر آئے اور آخر فارس میں قیلولہ کرتے تو  
 شام کو کابل میں جاتے اور دو سکرون کابل سے بابل میں اور پھر وہاں چڑھے اٹھتے ہوئے اور شام کو پھر تدمر  
 میں آتے تھے روایت ہے کہ طعام چاشت شہری میں کھاتے اور طعام شام سر قندھار میں اسی جگہ کا اشارہ  
 کلام باری میں ہے فخرنا لک الریح تجری بامرہ رفاذ ایت اصاب یعنی پھر ہمیں تابع کی اسکی ہوا چلی اسکے  
حکم سے نرم نرم جہان پہنچا چاہتا اور دوسری جگہ ارشاد ہے و سلیمان الریح غدوہا شہر و و احماسہ یعنی  
 سلیمان کے تابع کی ہوا صبح کی منزل اسکی مہینے کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینہ کہ شام سے میں اور  
 یہ صبح سے شام آدھے دن میں جاتے اور تیسری جگہ یعنی سورہ انبیاء میں ارشاد ہے و سلیمان الریح عاصفہ تخری بامر  
 الی الارض الی بارکنا فیہا یعنی سلیمان کے تابع کی ہوا چپکے کی چلی اسکے حکم سے زمین کی طرف جہان کی  
 دی مہینے مڑا اس زمین سے زمین شام ہو فائدہ آیات کریمہ سے واضح ہوا کہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام  
 اختیار میں کر دی گئی تھی کہ جب چاہتے نرم چلتی اور جب چاہتے سخت چلتی اور اگر کوئی مافہم تعارض کا خیال  
 کرے تو کچھ تعارض نہیں ہو فائدہ یہ ہجرت حضرت سلیمان علیہ السلام کا افضل و اعلیٰ معجزات میں ہے اور  
 اسکے مقابلے میں لہر جل شانہ نے اولیاء امت مصطفویہ پر یہ عنایت فرمائی ہے کہ زمین انکی تسخیر میں ہے کہ  
 جب کعبون ہزار منزل کا بھی قصد کرتے ہیں یا برن و برس کی راہ جانے کا ارادہ فرماتے ہیں ایک پلک  
 مارنے میں پہنچتے ہیں اور زمین لپٹتی ہوئی چلی آتی ہو بلکہ اکثر اولیاء اللہ ہمیشہ ناز کعبے میں پڑھتے ہیں  
 کہ اکثر عالمون اور صادقون سے مکہ معظمہ میں بحالت طواف ملاقات ہوئی اور انھوں نے تاریخ حفظ  
 کر رکھی اور اس ولی اللہ سے حال پوچھا ہر قصص صحیحہ لیکر کتب سیر میں موجود کتاب سیر العارفین و  
 تذکرۃ الاولیاء و فضائل و اخبار الانبیاء و تاریخ یا فنی وغیرہ دیکھنے سے اسکی کیفیت معلوم ہوتی ہے  
 مگر اولیاء امت محمدیہ علی ارض کی کچھ حقیقت نہیں جانتے بلکہ اس قسم کے امور کو مانع وصول حق  
 سمجھتے ہیں چنانکہ ایک مرتبہ ایک مرید حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیت المقدس  
 سے ایک کام میں آیا حضرت نے اسکو سزائش فرمائی ناگزیر آئے توبہ کی اور کہا کہ پھر ہوا میں آؤ ونگا

تیسرا مجزیہ تھا کہ جن و شیاطین حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابوت سے اور ایک فرشتہ تازیانہ تیشہن لیے ہوئے آپر تعینات رہتا تھا تاکہ حکم میں سرملی نہ کریں اور اسی کے نصیب میں ایک چشمہ گھلے تانبے کا بلد و صفا کے متصل باپنی کی طرح جاری کیا کہ ہر پینے میں تین رات دن بتا تھا اور جناب اس سے تانا بنا لیکر باسن بناتے تھے کما قال اللہ فی سورۃ سبأ و اسنانا کہ عین القطر و من الجن من یمن یریدہ اذن سدویون مینغ منعم عن امر ناندقہ من عذاب السعیر و میلون لہ ما یشاء من مخاریب و تماثل و جفان کا جواب و قدر ریاسات نینے بہا و یا ہننے اسکے واسطے چشمہ گھلے تانبے کا اور جنون میں سے کئی لوگ جو محنت کرتے اسکے سامنے اللہ کے حکم سے اور جو کوئی پھر سے انہیں ہمارے حکم سے چکھا وین ہم اسکو آگ کی مارا اور بناتے تھے اسکے واسطے جو چاہتا تھے و تصویریں و لکن بسطح تالاب اور دیگین چولھون پر چین جنس اہل تفسیر کہتے ہیں کہ یہ چشمہ ہیشہ جاری رہتا تھا اور اب تک جاری ہوا و خلق اس سے نفع اٹھاتی ہو اور تو اس پنج میں ہو کہ اسی تانبے سے جنون نے بڑے بڑے برتن بنائے تھے چنانچہ ایک ایک پیالہ ایسا تھا کہ حسین ہزار آدمی کھا دین اور دیگین تین تین پائے کی ایسی بلند تھیں جس طرح پہاڑ کہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتیں اور بارہ ہزار باور پنی ایک ایک پر کھانا پکاتے تھے اور سوا سے اسکے پتھر و لکڑی کے باسن بھی بناتے تھے چنانچہ اب تک اس قسم کے باسن میں میں موجود ہیں اور مکانات سنگین بھی اسکے بنائے ہوئے ہیں میں میں چنانچہ قلعہ مروج و بندہ و ہیند و عدان وغیرہ مشورہ بین و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال و در ذمیرۃ اللوگ میں لکھا ہو کہ یہ شریفین رورہ کہ دیو دن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے پتھر کی دیگین تراشی تھیں کہ ہر ایک میں دس اونٹ اتر جاتے تھے اور ہر روز ہزار دیگین کپتی تھیں اور شکر کے لوگ کھاتے تھے اور قیصر میں لکھا ہو کہ اسی خروار نمک کے ہر روز باور چنانچہ حضرت سلیمان میں صرف ہوتے تھے لیکن حضرت سلیمان انہیں سے ایک نعمت نہ کھاتے تھے بلکہ تمام روز روزہ رکھتے اور زنبیل بنتے اور شام کے وقت اسکو بھیجے اور درویشیاں جو کی لیکر گورستان میں کھل اور ہک جاتے اور روزہ افطار فرماتے اس حال میں جو کوئی مسکین بلجاتا تو اسکو بھی شکر یک کر لیتے تھے روایت ہے کہ ہر روز لاکھ مرغ ذبح ہوتے تھے انھیں کے بیرون سے تبلیم جبریل علیہ السلام زنبیل بناتے تھے تفسیر میں میں لکھا ہو کہ حضرت سلیمان کے عہد میں جنات تانبے و پتھر دن وغیرہ کی تصویریں بناتے تھے اور بعض کتابوں میں جو کہ پینہ بیرون و فرشتوں کی تصویریں مسجدوں میں بناتے تھے اسطرح کہ عبادت کرتے ہیں تاکہ عوام انکو دیکھ کر عبادت کریں اور بعض کہتے ہیں کہ سباع و طیور کی تصویریں بناتے تھے چنانکہ منقول ہے کہ تخت سلیمان میں تصویریں کس کی

اور وہ تصویروں کی بنائی تھیں کہ جب حضرت سلیمان تخت پر جانے کا ارادہ کرتے تو دونوں شیر اپنے بازو پھیلانے لگتے اور جب حضرت سلیمان چڑھتے اور جب تخت پر بیٹھتے تو دونوں گرس پر دونوں سے سایہ کرتے تھے اور بعض تفسیروں میں ہے کہ آدمی کی صورتیں بناتے تھے اور خالق لایزال کے حکم سے لڑائی کے وقت انہیں وح پڑ جاتی تھی کہ وہ لوگ لڑائی میں پیش پیش ہوتے تھے اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان کے عہد میں بنانا تصویر کا جائز تھا جس طرح حضرت عیسیٰ کے عہد میں کہ صورت خفاش خود بنا کے اڑتے تھے اور ہماری شریعت میں تصویر کا بنانا منع ہوا ہے چنانکہ بیضاوی میں ہے حرمة التصاویر شرعاً مجہد صحیحین میں وارد ہے کہ ابو طلحہ نے کہا فرمایا حضرت صلعم نے نہیں دیکھا کہ ہوتے فرشتے اس گھر میں کہ ہوا میں کتا اور اس گھر میں کہ ہوا میں تصویریں اور یہی صحیحین میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ بہت سخت لوگوں میں ازسے عذاب بروز قیامت وہ لوگ ہونگے کہ مناسبت کرتے ہیں ساتھ خلق اللہ کے یعنی مشابہہ کرتے ہیں اپنے فعل کو فعل خدا سے صورت بنانے میں یا بناتے ہیں وہ چیز کہ مشابہہ ہوتی ہے مخلوق الہی کے یعنی تصویریں یا تجاری میں حضرت عائشہ زہرا سے روایت ہے کہ میں نے ایک چادر مولیٰ میں تصویریں تھیں انکو بلور پر دروازہ پر لٹکایا تھا حضرت نے جو انکو دیکھا تو باہر کھڑے رہے گھر میں نہ آئے تو مجھکو معلوم ہوا کہ حضرت کو کوئی چیز برائی معلوم ہوئی ہے تب میں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں تو بہ کرتی ہوں جس چیز سے کہ آپ کو ملال ہے تب حضرت نے فرمایا کہ یہ چادر کیسی ہے میں نے کہا کہ مولیٰ ہے آپ کے بیٹھنے کے واسطے تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی کہ ان اصحاب ہذا انہو یریدون یوم القیامتہ ویقال لہم اجواما خلقتم یعنی مقرران تصویروں کے بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور انکو حکم ہوگا کہ جلاؤ جنکو تم نے بنایا اس حدیث سے نکلا کہ جس مکان میں تصویریں ہوں انہیں جانا مکروہ ہو مسلمانوں کو واجب ہے کہ اپنے مکانوں میں تصویریں نہ رکھیں اور نفیس مباح چیزیں کیا کم ہیں جو تصویروں سے مکان کو بچھانہ بنائے اور اوپر خدا کی لعنت برائے ابن مالک کہتے ہیں کہ اگر اعتقاد کرے اسکا تو کافر ہو اور بسبب قبح کفر کے اس پر عذاب زیادہ ہوتا ہے اور صحیحین میں عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے سنا حضرت صلعم سے کہ فرماتے تھے سخت تر لوگوں کے ازسے عذاب مشور لوگ ہیں یعنی جن لوگوں پر سخت عذاب ہوگا منبملہ انکے یہ بھی ہیں جنہیں علمائے لکھا ہے کہ یہ وعید انکی حق میں ہے کہ بتوں کی صورتیں بنا کر عبادت بنا دیں اور بعضوں نے کہا کہ جو بقصد شہادت خدا صورت بنائے وہ بھی کافر ہے اور جو کوئی بغیر اس قصد کے بنائے وہ فاسق ہے نہ کا فر اور اتفاق ہے کہ سب سے زیادہ تصویریں حیوانات کی ہی کہ چرام مطلق اور اشد کبیرہ ہے نہ صورت غیر جاندار اور درخت وغیرہ کی اور عرف میں اطلاق مصور کا اول ہے جو

اور ثانی کو نقاش ہوتے ہیں اور مجاہد نے تصدیق کر دخت بار واد کو بھی مکروہ جانا ہوا اور محققین کے نزدیک مطلق فعل خیالی کراہت سے نہیں ہے اور داخل ہو وہ لب مال یعنی ہر کذا فی نظامہ الحق فائدہ ہمارے سے حضرت صلعم کی حضور میں جنات بشوق ایمان عاشقانہ حاضر ہوتے تھے نہ کوئی فرشتہ تعینات تھا اور کوئی کوڑا لے کر آتا تھا اور آئینہ کی برکت سے جنات و پری خواص امت کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور انھیں لخواص کی کفش برداری کرتے ہیں چنانچہ حکایات ملامحمد غوث گوارہی مشہور ہیں اور ہمارے پیر و مرشد حضرت شاہ صفت اللہ قدس سرہ کہ بارہ سو چودہ ہجری تک موجود تھے انکی خدمت میں اکثر جنات کے فیض سے فوت پایا ہے اور انکی خانقاہ میں اب تک حضرت شاہ کرامت علیہ السلام کے پاس حاضر رہتے ہیں وہ سب بن بنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا الہی میں چاہتا ہوں کہ منہم مخلوقات کی دعوت کر دین حکم ہو کہ رازق اپنے بندوں کا میں ہوں تو انکی نصیحت نہیں کر سکتا اتماس کیا کہ الہی تو نے مجھ کو ہر طرح کی نعمت دی ہے یہ امر بھی ممکن ہے وحی ہوئی کہ اچھا اگر تیری یہ آرزو ہے تو کہ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک میدان آٹھ سینے کی راہ کا دریا قریب صاف کرایا اور فرش بچھوایا اور جنات سے ہر طرح کی کھانے کی سات لاکھ دیکھیں کہ ستر ستر کی طویل و عریض تھیں مٹیا کین اور بڑی بڑی لگنیں لاکر اس میدان میں رکھ دیں تب جن وانس و جوش و طیور کو اذن ہوا کہ اس میدان میں حاضر ہوں اور ہوا کو حکم ہوا کہ تخت آٹھا کر دریا پر کھڑا کرے کہ اپنے روبرو سب کو کھلاؤن الغرض تخت سلیمان دریا پر آیا اور حیوانات جمع ہونے لگے وقتاً ایک چھلی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بھوکھی ہوں فرمایا سب مخلوق الہی جمع ہوتی ہے جب سب جمع ہو جائیں گے تب کھانے کو ملیگا تمہارا توقف کر اٹھنے کہا یا رسول اللہ مجھے طاقت انتظار نہیں اگر میں صبر کر سکتی تو آپ کی حضور میں گستاخانہ عرض نہ کرتی حضرت سلیمان علیہ السلام فرمایا اگر تجھے طاقت صبر نہیں ہے تو بقدر حاجت کھالے اٹھنے تمام کھانا کھا لیا پھر فرمایا کہ نے لکی ارجو اللہ ابھی تک میرا پین نہیں بھرا ہے نکلوا اور کھانا منگوا دیجیے حضرت سلیمان علیہ السلام کو سخت حیرت ہوئی اور فرمایا نے لگے کہ میں نے تمام خلائق کے واسطے یہ کھانا بہم پہنچایا تھا تو نے ایک ہی لقمہ میں صاف کر دیا اب اور کھانا کھانے لاؤن اُسپر اتماس کیا یا رسول اللہ میں تو اپنے گھر میں ہر روز تین لقمے کھاتی ہوں آج تمہارے سیانہ آئی تو بھوکھی رہی حضرت نے فرمایا کہ اب کھانا نہیں ہے صبر کر چھلی بولی کہ اگر کھانا تمہارے گھر میں نہیں ہے تو مخلوق الہی کو کسو اسٹے بلاتے ہو اسوقت حضرت سلیمان بہوش ہو گئے بعد اسکے سجدے میں گر کے رونے لگے کہ یا رب بیشک تزلزل ہو



دیکھتا ہوا چلا گیا اور نماز نہ پڑھی اور بتین میرے گرد چبھتی ہیں ارشاد ہوا امت رو میں تجھ کو  
 ساجدین سے جلد بھرونگا اور تجھیں قرآن جدید اتاروں گا اور نبی آخر الزمان پیدا کرونگا کہ وہ  
 جملہ انبیاء سے افضل و واجب ہو اور فرض کرونگا اپنے بندوں پر کہ تیری طرف ایسے  
 شوق سے دوڑیں گے جس طرح بیل اپنے گھر کو دوڑتا ہوا اور فاختہ اپنے بچے کی طرف جاتی ہے  
 اور کیوتر اپنے بیضہ سے متوجہ ہوتا ہوا اور ہرگز بتوں کا نام اور نشان تجھیں نہ رہیگا اور بت پرست  
 نظر نہ آویں گے اور دن رات عبادت خدا ہو کر گی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام وہاں  
 وادی نخل میں کہ جانب جنوبی طایف میں واقع ہے پہنچے اور نزدیک قتادہ کے وادی  
 نخل زمین شام میں ہوا اور بعضوں کے نزدیک اسیمن جنات رہتے ہیں اور چینیان  
 انکی سواری میں مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ میدان طایف سے دکن کی طرف واقع ہے بالجملہ  
 جب حضرت سلیمان مع لشکر اس میدان میں پہنچے تو ایک چوٹی لنگڑی دو بازو کی  
 شاید سردار تھی چینیوں کی شفقت سے پکارنے لگی کہ اے چینیو اپنے گھروں میں  
 گھس جاؤ نہیں تو لشکریوں کے پیروں سے پس جاؤ گی اگرچہ حضرت سلیمان نبی ہیں  
 اور انکی حکومت میں جبر اور ظلم نہیں ہو مگر احتمال ہے کہ اگر تم گھروں میں داخل ہو گی تو  
 نادانستگی میں پامال ہو جاؤ گی ہر چند کہ چینیوں کی آواز کوئی نہیں سنتا حضرت سلیمان  
 علیہ السلام کو معلوم ہو گئی تو حضرت سلیمان نے لشکر کو روک دیا کہ چینیان اپنے  
 گھروں میں داخل ہوئیں فبسم ضاحکامن قولہا و قال رب اوزعنی ان اشکر

نعمتک الہی نعمت علی و علی والدی دان عمل صالحاً ترضاه و اذ غلنی برحمتک

فی عبادک الصالحین یعنی مسکرا کر ہنس پڑا سلیمان اسکی بات سے اور بولا  
 اے رب میری قسمت میں دے کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے کیا مجھ پر اور  
 میرے ناپ پر اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے اور بلا مجھ کو اپنی  
 مہر سے اپنے نیک بندوں میں فائدہ والد کے احسانات تو معلوم ہیں پر والد  
 پر احسان یہ تھا کہ حضرت داؤد کی بی بی بھی بڑی پارسا و متخلق باخلاق حمیدہ تھیں  
 انھیں پر حضرت داؤد مغتوں ہوئے تھے اور انھیں کا ذکر سورہ صمد میں جو عالم النزل  
 میں لکھا ہے کہ اول تبسم تھا آخر نمک حضرت عایشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ فرمایا صدیقہ  
 کہ میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہنسنے ہنسنے کہ آپ کے

کھلچا وین جب ہنستے تو مسکراتے تھے اور عبد اللہ ابن مغیرہ سے روایت ہے کہ مارا ایت  
احد اکثر بتسمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فائدہ ہنسنا حضرت سلیمان کا از رو  
تعبت تھا کسو اسطے کہ انسان جب عجب چیز دیکھتا ہے تو تعجب کر کے ہنستا ہے اور بعض  
کہتے ہیں کہ ہنسنا حضرت سلیمان کا خوشی سے تھا کہ کلام چٹھی کا سمجھ لیا بالجملہ حضرت  
سلیمان نے اس چٹھی کو بلا کر اپنے دست مبارک میں لیا اور کہا کہ اس چٹھی تو جانتی ہے  
کہ میرا لشکر کسی پر ظلم نہیں کرتا اُسے کہا میں جانتی ہوں آپ نبی ہیں ظلم اور جبر آپ کی حکومت  
میں نہیں ہے الّا میں اپنی قوم کی سردار ہوں چار دنا چار نصیحت کرنا مجھ کو ضرور تھا  
حضرت سلیمان نے فرمایا کہ میرا لشکر ہوا پر جاتا تھا تیری قوم کو کس طرح زندہ پہنچتا اُسے جو اب  
دیا کہ میری غرض یہ نہ تھی کہ زمین پر پس جائیگی مراد میری یہ تھی کہ سب دا اٹلی نظر  
تھما رہے اشکر پر پڑے اور تو زک اور احتشام دیکھ کر تماشہ دیکھنے میں مشغول ہو جائیں  
تو ذکر خدا سے غافل رہیں گی اور میدان غفلت میں پامال ہو جائیں گی یا تمھاری بادشاہت  
کا کارخانہ دیکھ کر آرزو سے دنیا کرنے لگیں اور دنیا سے بغض نہ ہو حضرت سلیمان نے  
پوچھا کہ لشکر تیرا کس قدر ہو اُسے عرض کیا کہ میرے یہاں چالیس ہزار سہنگ ہیں اور اُنکے  
چار ہزار نقیب اور ہر نقیب یا سہنگ کے تحت حکومت چالیس ہزار چٹھی ہیں حضرت  
سلیمان نے فرمایا کہ تو اپنا لشکر کیوں نہیں باہر نکالتی اُسے عرض کیا کہ یا نبی اللہ  
مجھ کو تمام رو سے زمین عنایت ہوتی تھی میں نے قبول نہ کی اور زمین کے نیچے  
میں نے جگہ پکڑی تاکہ سوائے خدا کے کوئی شخص میرا حال نہ جانے پھر اُسے پوچھا کہ  
اسو پیغمبر خدا جو نمبتین کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو عطا کی ہیں انمبتین سے ایک تمھسے بیان  
کر و حضرت سلیمان نے کہا کہ ہوا میری تابعدار ہے کہ غدو ہا شہر و روا احسا شہر اُسے  
کہا یہ معنی ہیں کہ مملکت دنیا کی ہوا کا حکم رکھتی ہے کبھی آئی اور کبھی نہ آئی  
نہ برباد رفتی سحر گاہ و شام \* سر پر سلیمان علیہ السلام \* باخبر بدیدے کہ برباد رفت  
خنک آنکہ باد ایش و داد رفت \* پھر حضرت سلیمان نے کہا تیری بادشاہت بہتر ہے یا میری  
اُسے کہا میری اسلئے کہ تمھاری حضور میں ہوا حامل بساط ہے اور بساط حامل تخت اور تخت  
پر آپ تشرف رکھتے ہیں اور ہوا ایسے پھرتی ہے پس یا رسول اللہ سلطنت آپ کی  
بر باد ہے یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام ہنس پڑے اور فرمایا اس طرح کی دانش مجھ کو

کمان سے حاصل ہوئی اُسے کہا یا رسول اللہ خدا کا علم صرف آپ ہی کو نہیں ملا ہے بلکہ اللہ نے مجھ کو بھی کچھ عنایت کیا ہے اور میں بھی اُسکا ایک ناکارہ بندہ ہوں مگر تم مقبول بندہ ہو زبردست اور میں ضعیف بیمار ہوں اگر اجازت ہو تو کئی باتیں حضور سے پوچھوں ارشاد ہوا بیان کر اُسے کہا یا رسول خدا آپ نے خدا سے ایسا ملک چاہا کہ اور کسی کے پاس نہ ہو اس درخواست میں حسد کی بو آتی ہے اور بیخبر دن کو اس سے بچنا لازم ہے کیا ہوتا اگر خدا ایسا ہی بد تمہارے اور کو بھی ایسی بادشاہی عطا کرتا اس کلام سے حضرت سلیمان کو رنج ہوا اُس مورچہ پارہ نے کہا سخن راست تلخ ہوتا ہے پھر اُسے کہا یہ انگوٹھی جو آپ کو خدا نے دی ہے اس میں نکتہ یہ ہے کہ یہ ساری مملکت نگین کی قیمت ہے اور نگین ریزہ سنگ ہے اور ریزہ حقیقت میں بیچ ہے پس جانو کہ دنیا بیچ ہے اور معنی آپ کے اسم مبارک کے یہ ہیں کہ دنیا پر دل نہ لگاؤ کہ موت در پیش ہے حضرت سلیمان نے فرمایا ایسی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تو حکیم ہو لہذا میں چاہتا ہوں کہ مجھے نصیحت کر اُسے التماس کیا کہ آپ بادشاہ بن رعیت کی خبر گیری اور حال پرسی از روئے شفقت اور عنایت کیا کیجیے اور مظلوم کی داد دسی فرمائیے کہ میں باوصف اس ضعف و ناتوانی کے ہر روز اپنی رعایا کے حال سے مطلع ہوتا ہوں اُسوقت حضرت سلیمان نے زبان مناجات کھولی کہ رب اوزعنی ان اشکرک الخ اور وہ ان سے رخصت ہو کر ارادہ روانگی کیا تو مورچہ پارہ نے التماس کیا یا نبی اللہ آج میرے گھر آپ کی ضیافت ہے تو وقت فرمائیے ارشاد کیا کہ لشکر میرا بہت ہے اسکی دعوت تجھے نہوسکے گی اُسے نہایت اصرار کیا ناچار حضرت کو قبول کرنا پڑا ٹھہر گئے تو اُسے ایک پیرنڈی کا بھید یا حضرت کو ہنسی آئی التماس کیا کہ اسکو شہورانا نہ سمجھیے قصص میں وارد ہے کہ حضرت سلیمان نے اسکو پکوا یا اور تمام شکر نے کھا یا اُسوقت حضرت سلیمان سجدہ میں گرے سبحان اللہ بحمدہ پاسے تلخ میں کیسی برکت اللہ نے عطا فرمائی کہ لشکر سلیمان کو کفایت کر گیا مفسرین کو اس مور کے نام میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک نام اسکا طاحنہ تھا اور مقاتل کے نزدیک خدی اور بعض کے نزدیک مندر اور بعض کے نزدیک ملاحیہ اور بعض کے نزدیک فرمایا اسی طرح اختلاف ہے جسم میں تفسیر جو اہر میں لکھا ہے کہ جسم سلطان مور کا برابر

خروس کے تھا اور بعض کہتے ہیں سب چوئیاں اس داوی کی بھیڑ کے برابر تھیں اور  
 زاوا السیر میں ہو کہ بیٹھے کے برابر تھیں اور صحیح یہ ہو کہ اسی طرح کی چوئیاں تھیں کہ  
 جیسے اس زمانہ میں ہوتی ہیں اور بادشاہ بھی مانند ان کے تھا فائدہ سینے کی آواز  
 کہ نام مور کس طرح دریافت ہو گیا کیونکہ نام حیوانات کے باہم مقرر و مہود نہیں ہیں اور  
 نملہ زیر کس نام ہی آدم تھا کہ اس کا نام رکھا گیا پس جواب اس اشکال کا یہ ہو کہ شاید  
 اللہ نے اس نملہ کا نام رکھا ہو اور بعض مغیروں کی زبان سے لوگوں نے سنا ہو  
 جس طرح بوقبیس اور ثور اور جرابھٹوں کے نام دریافت ہوئے اگر کوئی کہے کہ  
 حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے آواز چینی کی کس طرح سنی تو جواب یہ ہے  
 کہ ہوا نے اس کی آواز حضرت سلیمان کو پہنچائی چنانچہ معالم التنزیل میں ہو کہ جو  
 کوئی کسی جگہ بائیں کرتا تھا تو اس کو ہوا پہنچاتی تھی اور بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ وادی  
 نمل ہوا سے نفس جریں دنیا ہو اور نماہ مندرہ نفس لوامہ اور حضرت سلیمان قلب  
 اور مساکن نمل جو اس نمسہ میں اگر عاشق سخن شناس اس نمکتہ میں تامل کرے  
 تو گل قصہ کا مطلب واضح ہو جائے تفسیر کبیر میں امام رازی نے ایک لطیفہ لکھا ہے کہ  
 آفرین مورچہ کی فہمید پر کہ سمجھا مرچند فرقہ سپاہ ظلم اور تعدی میں مصرفہ اور  
 متعدی ہوتا ہو پر حضرت سلیمان کی صحبت سرسری میں اس قدر مذتب ہوا کہ  
 دیدہ و دانستہ مورچہ تو ان پر بھی زور اور پامالی روانہ نہیں رکھتا جو خلاف رواقض کہ ہرگز  
 نہ سمجھے کہ صحابی رسول تخت ارک مصاحب اور ملازم اور یار غار اور رفیق غمگسار ستھے  
 انہیں فضل الانبیاء کی صحبت نے ذرہ اثر نہ کیا کہ آپ کے بیٹی داماد نو اسون پر  
 معاذ اللہ ظلم کرتے رہے رد افض بارشاد عقل اور اعتقاد میں مورچہ سلیمان سے  
 کتر اور بدتر ٹھہرے مدارک التنزیل میں ہو کہ اسی سفر میں حضرت سلیمان علیہ السلام ایک  
 داوی میں نزدیک کوہ صفا کے جلوہ فرما ہوئے وہاں پانی نہ تھا اور وقت نماز کا نزدیک  
 آگیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارادہ وضو کرنے کا کیا مگر پانی نہ ملا اور نشانہ ہی پانی کی  
 بڑبڑ سے متعلق تھی سو بڑبڑ کو طلب فرمایا تاکہ پانی کا نشان دے وہ نہ بلا اس وقت غائب  
 تھا خواہ یوں واقع ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر جلوہ فرماتے اور جملہ طیور  
 سایہ کیے ہوئے تھے یکایک دم و پسر مبارک پر پڑی حضرت نے سر مبارک اٹھا کر

ملاحظہ کیا تو تمام ہڈیوں خالی پایا تب رشاد کیا کہ ہڈی کمان ہو اور کیوں نظر نہیں آتا کہا قال اللہ  
 فی سورۃ النمل و لفت الطیر فقال مالی لا ارجی اللہ ہذا من کان من العاسین یعنی خبر  
 لی اوزتے جانوروں کی تو کہا کیا ہر جو میں نہیں دیکھتا ہڈی کو یا ہور ہا وہ غائب عبد اللہ  
 ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہڈی کو جب پانی کی نظر آتی تھی حتیٰ کہ زمین کے  
 تلے پانی بھی دیکھ لیتا تھا جس طرح آدمی شیشہ میں دیکھے اور فوراً حضرت سلیمان  
 کو بتلادیتا تھا اور یہ بھی کہ دیتا تھا کہ دور ہر یا نزدیک اور کبھی اپنی منقار سے کھو دکر  
 نشان کر دیتا تھا اور شیاطین اسی نشان سے نکال لیتے تھے سو اس سفر میں  
 وقت تلاش پانی نہ ملا اور منتخب حیوۃ الحیوان میں ہڈی کے تابع بارہ ہزار راہ بتلانیو  
 اور انکے لاکھ تابعدار پانی کے نشان وہ تھے اور قصہ غیبت ہڈی کا معالم التنزیل  
 میں یوں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان نے بن تمیم بیت المقدس ارض حرم کا ارادہ  
 کیا اور مع لشکر وہاں پہنچے اور چندے مقیم ہوئے اور بتنے دن رہے ہر روز پانچ ہزار  
 گائے اور بیس ہزار دنبہ قربانی کیا کیے اور حاضرین دربار سے فرمایا کیے کہ آگاہ ہو  
 یہاں نبی عربی جامع فضائل ظاہر ہوگا اور سب جگہ اشکا ڈنگے بجے گا اور دین برہم  
 کا کھل ہوگا اور دین حنیف کا مروج ہو جو کوئی اس سے ملیگا اور ایمان لاویگا وہ اپنے  
 حق میں بہتر کریگا سامعین بولے کہ اس وقت سے کتنا عرصہ ہو فرمایا ہزار برس اور وہ سید الانبیاء  
 و خاتم المرسلین ہوگا پندرہ مناسک حج بیت اللہ شریف ادا کر کے جانب میں سوار ہوئے چنانکہ  
 مکہ معظمہ سے ایک مہینے کی راہ پر ایک وادی میں تشریف فرما ہوئے وہ وقت زوال آفتاب  
 کا تھا ہڈی ہڈی دیکھا کہ حضرت سلیمان لشکر کے اتارنے میں مصروف ہیں مجھ کو کون  
 پوچھے گا چلکر سیر کروں وہ آڑا تو اسکو جانب بازو سے چپ ایک بلغ نظر پڑا چونکہ اس  
 بلغ میں گل وریحان کا شور تھا اور سبزہ ہر طرف چین چین آگیا تھا یہ اتر پڑا وہاں ایک  
 ہڈی کا خوشی میں نعمہ سراحتا کہتے ہیں کہ نام ہڈی میں کا خفیہ تھا اور ہڈی سلیمان  
 کا نام بنور سو بتنا سے الجبن میل الی الحسن ہڈی میں نے ہڈی سلیمان علیہ السلام سے  
 پوچھا بھائی تم کمان سے آئے کمان جاؤ گے ہڈی سلیمان نے کہا میں اپنے بادشاہ  
 سلیمان کے ساتھ ملک شام سے آیا ہوں ہڈی میں نے کہا سلیمان کون ہیں اور کیسا  
 عمدہ رکھتے ہیں آئے کہا حضرت سلیمان بادشاہ جنات اور انسان اور وحوش و رطیور

اور راجع گئے ہیں عجب ہے کہ تو نہیں جانتا جواب بیان کر کہ تو کون ہے اور کہہ ہر سے آیا ہے اور کسان جائیگا ہڈہمین بولا کہ میں رہنے والا امین کا ہوں اور سماء بلقیس میری مالکہ جو گوتمہارک بادشاہ کا ملک اور لشکر تمہارے بیان سے زیادہ معلوم ہوتا ہے لیکن بلقیس کی شان شوکت کچھ کم نہیں ہے کیونکہ جمیع ممالک میں اسکے اختیار میں ہیں اس وقت بارہ ہزار سردار اسکے تحت مسکومت میں اور ہر ایک سردار کے تابع ایک ایک لاکھ شمشیر زن اور حقائق میں اگر دیکھنا منظور خاطر ہو تو میں دکھلاؤں ہڈہ شلیمان بولا دل تو ضرور دیکھنے کو چاہتا ہے لیکن یہ خوف ہے کہ اگر توقف واقع ہوا اور نماز کے وقت پانی کے لیے میری تلاش بادشاہ نے فرمائی تو میں نکال دیا جاؤنگا اور سزا پاؤنگا ہڈہمین نے کہا جب ملکہ مین کی خبر لیجائیگا تو بادشاہ خوش ہوگا آخر کار ہڈہ شلیمان ہڈہمین کے ساتھ ملک بلقیس میں گیا اور تماشے میں مصروف ہوا یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا اور ظہر کا وقت جاتا رہا اور یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام نے بعد زوال آفتاب پانی وضو کے واسطے مانگا جن اور انسان نے کہا یہاں پانی نہیں ہے فرمایا ہڈہ کو لاؤ سو ہڈہ نہ ملا پھر کر گس سے پوچھا اُس نے کہا میں نہیں جانتا کیا ہوا مگر میں نے کہیں نہیں بھیجا ہے حضرت سلیمان ناخوش ہو کر فرمانے لگے کہ اسکو مار دو نگاروز کی یا فوج کرڈالو نگا یا لاوے میرے پاس کوئی سندنہ صریح کہا قال اللہ فی سورۃ النمل لا عندنا

عذابا شدید اولاد بحیثہ اولیائینی سلطان بنین بعد اسکے حضرت سلیمان علیہ السلام نے عقاب سفید الطیور کو طلب کیا اور فرمایا ہڈہ کو بلد لاؤ عقاب فی الفوری میں شمال دیکھتا ہوا اڑا یہ جانور ایسا سریع الطیران ہے کہ اگر صبح کو عراق میں ہوتا ہے تو شام کو مین میں اور مین اور عراق سے بڑھل ہے اور فتنہ اسکو نظر آیا ہڈہ کہ مین کی طرف سے نہایت جلد آتا تھا عقاب غضبناک اسی طرف پھر پڑا ہڈہ نے دیکھا کہ یہ سردار میری تلاش میں آتا ہے اور غصہ

میں بھرا ہے مجھے ہلاک کر گیا اُس نے کہا بحق اللہ الذی قواک واقدرک علی ارحمنی ولم تعیرض لی سوا یعنی بحق اُس خدا کے جس نے تجھے قومی کیا اور قدرت دی تجھکو منجھ پر رحم کر اور نہ تعرض کر مجھے باز عقاب نے اپنا منہ پھیر کر کہا کھٹک اٹک اپنی رو دے تیری مان تجھکو تو کہاں گیا تھا سلیمان علیہ السلام نے قسم کھائی ہے تیرے مارنے کی یا فوج کرنے کی پھر دونوں وہاں لشکر کو روانہ ہوئے اور باہتجبال تمام پہنچے کر گن وغیرہ جانور ہڈہ سے ملے اور بوسلے اور ہڈہ تو کہاں گیا تھا حضرت سلیمان نہایت ناراض ہیں ہڈہ نے کہا حالت غضب میں کوئی

بات ایسی فرمائی تھی جس سے امیہ غوغا تھمیر کی نہ تھی ہو کر گیس خیرہ طیلو نے کہا اتنا کہا تھا کہ ہڈی  
کو بہت مارو گا یا فوج کرو گا مگر یہ کہ اپنی فیبت پر کوئی دلیل قوی اور سند نہ تھی لاشے ہڈی نے  
کہا اب میں پہن گیا میرے پاس سند صریح ہو بود ہی پھر وہاں سے عقاب ہڈی کو لیکر حضور حضرت سلیمان  
میں حاضر ہوا اور ملتس ہوا کہ یا رسول اللہ ہڈی حاضر ہوا ارشاد ہوا کہ میرے سامنے لاؤ چنانکہ  
ہڈی دونوں ہاتھ باندھے سر اٹھائے دم دبائے بازو بچکائے نہایت عاجزی اور فروماندگی سے  
قدم مبارک پر جا کر حضرت سلیمان نے گردن پکڑ کر انہی طرف کھینچا اور فرمایا تو کہاں چلا گیا تھا  
اب تجھ کو جنت سزا دینگا ہڈی نے عرض کیا کہ میں نے آیا ہوں خبر ایک سیمز کی کہ تم کو اسکی خیر نہ تھی  
اور آیا ہوں تیرے پاس سیاہے ایک خبر لیکر تحقیق کہا قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ النمل احطت

بما لم یخطبہ وجنتک من سببہا بنیہا یقین سبب ایکہ تو تم کا نام ہو بجا وطن عرب میں جانب  
میں تھا اور وہاں کا احوال منفیس حضرت سلیمان کو معلوم نہ تھا اسلیے پوچھا بیان کر کہا  
خیر ہو ہڈی نے کہا اور سلیمان میں نے ایک عورت بادشاہ نہایت حسینہ اور جمیلہ باشتہ  
وشوکت میں دیکھی کہ وہ مالک وہاں کے لوگوں کی ہو اور سب کچھ اسکو اللہ نے دیا اور  
نمال کی خواہش ہو نہ سن و جمال کی اور ایک تخت بڑا اسکا عجیب و غریب جو اہرات سے  
بڑا ہو گا اس عظمت و شوکت کا تخت کہیں نہ ہو گا مگر وہ اور اسکی قوم سب نقاب پرست  
ہیں شیخان نے انکو خراب کر رکھا ہے کہ راہ راست پر آنے نہیں دیتا روکے ہوئے ہو کا قال اللہ  
تعالیٰ فی سورۃ النمل الی و بہت امرہ تکلم و اوتیت من کل شیء ولما ندرش عظیم و جبارا

و قومہ یسجدون لشمس من دون اللہ ذین ہم الشیطان اعما لم فسد ہم عن اسئل نعم لایستون  
یعنی پائی میں منے ایک عورت اسکے راج پر اور اسکو سب چیز ملی ہو اور اسکا ایک تخت ہو  
بڑا میں نے دیکھا اور پایا کہ وہ اور اسکی قوم سجدہ کرتی ہیں سوچ کو اللہ کے سوا سے اور  
بٹے دکھائے ہیں انکو شیطان نے اسکے کام پھر روکا ہو انکو راہ سے سو وہ راہ نہیں پاتے  
فائدہ یہ عورت بقیس بنت سلیمان بن عمرو بن عبدمنان سے تھی اور بعض کے  
نزدیک نسل شریل بن مالک سے بہر تقدیر باب اسکا بادشاہ عظیم اھتر تھا اور ارض  
میں اسکے قبضہ میں تھی اور اسکا یہ بقولہ تھا کہ ملوک اطراف میرے کفو نہیں ہیں کہ میں  
انکے گھر پناہ بیاہ کروں لہذا ریحانہ بنت اسکن جثیہ سے نکاح کیا اسی سے بقیس پیدا ہوئی  
چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ان اعدی ابوی بلقیس کان جثا پھر جب بادشاہ مر گیا

تو بلقیس دارش ہوئی اور تخت سلطنت پر بیٹھی کاواغیہ کیا بعض امراء عظام نے اطاعت اختیار کی اور بعض نے خلاف پر کمر باندھی اور مخالفین دو گروہ ہوئے اور اپنی اپنی موضع پھرتے ہوئے پھر ہر ایک فرقہ نے ایک ایک طرف ملک یمن کی اسپہ قبضہ اختیار اور محیطہ اوقت دار بن کر لی اور ان دونوں فرقوں کا ایک سردار بنا کہ سب لوگ اسکے مطیع اور فرمانبردار ہوئے جس راہ وہ چلاتا اسی راہ چلتے بدرپنڈ سے رئیس مذکور نے فسق اور فجو رشہ یہ اختیار کیا حتی کہ عورتیں اور بیبیان رعایا کی اسکے دست فجو سے نہ بچتی تھیں اس سبب سے ان لوگوں نے ارادہ کیا کہ اس ظالم بیبیات سے ملک نکال لیں اور اپنی عزت بچا دیں یہ بات بلقیس کو بھی معلوم ہوئی اسکو خیرت آئی سو اسے اپنا ایلی خاص رئیس کے پاس بھیجا کہ پیغام نکاح کیا اُسے بہت خوشی ہوئی اور قوم کے لوگوں کو نہایت تعجب ہوا یہاں تک کہ بعض بلقیس سے پوچھنے لگے تب بلقیس نے کہا درست ہو مجھ کو فی الحال آزر سے اولاد مانگی ہو یا بھلا نکاح ہو اور بلقیس نے اسے اس رات کو بلقیس نے رئیس کو شراب ناب پلائی اور سر پر غور مہکا کاٹ کر دروازے پر لٹکا دیا اور آپ نجیرت تمام شہر میں داخل ہوئی صبح کو سب لوگوں نے یہ حال دیکھا اور بلقیس کی اوسے واقف ہوئے ناچار تمام لشکر کے لوگ جانب بلقیس رجوع لائے اور بلقیس اس ملک کی بھی مالک ہوئی اسی عرصہ میں جنات نے بسبب قرابت ماوری ایک تخت سونے چاندی کا مریع تیار کر دیا وہ تخت ایک سو بیس گز و ہر اسی تہ چھ سو چالیس گز مربع تھا اور انبار الہدول میں ہو کہ وہ تخت عجیب تھا کہ مقدم اسکا طلائی احمہ منضض بیا قوت احمہ وز مرد اخضر اور مؤخر تقری مکمل بانواع جواہر اور اسمین چارپائے یا قوت احمہ کے لگانے تھے عرض و طول اسی اسی گز کا تھا مگر علامہ بنوئی نے لکھا ہے کہ تمام تخت سونے کا تھا اور موتی دیواقت و زربعد اسمین جڑے تھے اور پائے اسکے یا قوت و زمرد کے تھے اور اسمین سات خانے بنائے تھے ہر ایک کا درجہ اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ بلندی اس تخت کی تیس گز کی تھی اور چار طرف اسبقدر اور مقابل سے روایت ہے کہ اسی گز کا مربع تھا اور طول میں بھی اسبقدر تھا اور بعض کے نزدیک طول اسی گز کا اور عرض چالیس گز کا و ارتفاع تیس گز کا تھا القصد ہد ہد نے جب یہ حال عرض کیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا سنظر اصدقت ام کنت من الکاذبین یعنی ہم دیکھینگے تو نے سچ کہا یا تو جو نماز پڑھنے پانی کا نشان پلایا اور جنات نے پانی نکالا کہ لوگوں نے پیا

اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے وضو کیا اور نماز ادا فرمائی بعد اسکے ایک کاغذ طلائی پر یہ خط لکھا من عبد اللہ سلیمان ابن داؤد الی بلقیس ملکہ سیاہم اللہ الرحمن الرحیم السلام علی من اتبع الهدی ما بعد فلا تعلموا علی و اتونی مسلمین اور اس خط کو مسک اذ فرسے بند فرمایا اور مسر کر کے پڑھنے سے ارشاد فرمایا اذہب بکتیابی ذہا فاللہ الہیم تم تول عنتم فالظن ما ذایر یجون یعنی لیجا یہ میرا خط اور ڈال دے انکی طرف پھر ہٹ آئے دیکھ دو کیا جواب دیتے ہیں یعنی تو خود ظاہر ہو کہ وہ مطلع ہوں مگر وہاں کا ماجرا دیکھ آ اور مفصل التماس کر دے آرک التنزیل میں لکھا ہے کہ بلقیس مقید تھی اور بربب کسی مصلحت کے با وصف قلت مسافت اللہ جل شانہ نے اسکو حضرت سلیمان علیہ السلام سے مخفی رکھا تھا اور مسالم التنزیل میں ہے کہ موافق روایت قتادہ رضی اللہ عنہ پڑھنے نامہ مبارک لیا اور شہر مارب میں کہ صفا سے تین دن کی راہ ہو اور اسی مقام میں بلقیس کا تخت تھا پونچا اسوقت بلقیس دروازے قلعے کے بند کیے سوتی تھی اور دستورائے باندھا تھا کہ جب آرام کرنی تو سب دروازے منقل کر کے کنجیان اپنے سرہانے رکھ لیتی تھی سو پڑھنے وہیں جا کر خط حضرت سلیمان علیہ السلام کا اسکے سینہ پر رکھ دیا اور مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ پڑھ خط لیکر شہر مارب میں آیا اسوقت بلقیس اپنے تخت پر جلوہ فرما تھی اور اراکین دولت حاضر تھے پڑھنے کے سر پہ پونچا اور ایک ساعت اڑتا رہا کہ حاضرین مجلس اسکی طرف دیکھتے رہے جب بلقیس نے سر اٹھایا تو پڑھنے نامہ ڈال دیا اور ابن منبہ کہتے ہیں کہ بلقیس نے روزن مقابل آفتاب کے رکھا تھا کہ جب آفتاب نکلتا تو بلقیس اسکو دیکھ کر سجدہ کرتی سو پڑھ خط لیکر اسی روزن میں بیٹھا تو آفتاب بلند ہو گیا بلقیس نے نہ جانا جب کچھ روشنی آفتاب کی پڑی تو اٹھی اور دیکھنے لگی پڑھنے وہ نامہ اسکی طرف پھینک دیا اسنے اٹھایا بعد اسکے مہر دیکھی اور موری کیونکہ ملک سلیمان خاتمین تھا اسنے جانا کہ جسنے یہ خط بھیجا ہو عظیم الشان بادشاہ ہے پھر خط پڑھا اور پڑھ آڑ گیا اور روایت مشورہ یہ ہے کہ بلقیس اسوقت خلوت میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھی تھی اور دروازے ہند تھے پڑھنے دروازے کے چھید سے دخل ہو کر نامہ اسکے سینہ پر رکھ دیا بلقیس اچھل پڑی اور خط دیکھا اسوقت اشرف قوم کو طلب کیا اور خط لیے ہوئے باہر آئی اس عرصہ میں ایک لاکھ بادشاہ اسکے تحت حکومت تھا

اور ہر بادشاہ کے ساتھ ایک لاکھ مقاتل انہیں تین سو تیرہ آدمی اہل توری اور ہر ایک کے  
دس ہزار آدمی محکوم تھے وہ سب حاضر ہوئے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے تب بلقیس نے  
کہا یا ایہا الملأ انی البقی الی کتاب کریم اور دربار والو میرے پاس ڈال دیا ہر ایک  
خط عزت کا دربار والوں نے کہا کسا خط ہو بلقیس نے کہا انہ بن سلیمان وہ خط ہو سلیمان  
کی طرف سے و انہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور وہ ہر شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان  
رحم والا ہو اور اس میں لکھا ہو الا تعلقوا علی والتونی مسلمین یعنی زور نہ کرو میرے مقابل  
اور چلے آؤ حکم بردار ہو کر ابن جریج فرماتے ہیں جب قدر خداوند تعالیٰ نے کلام اللہ  
میں فرمایا ہر اس سے زیادہ عبارت نہ تھی اور جملہ انبیاء اسی طرح مجمل لکھتے رہے ہیں  
عطا اور سخاک فرماتے ہیں کہ بلقیس نے اس خط کو کریم اس سبب سے کہا کہ مختوم تھا اور  
حدیث میں آیا ہو کرامۃ الکتاب حمۃ اور قوادہ اور مقاتل کہتے ہیں کتاب کریم اور حسن  
احسن مافیہ اور ابن عباس فرماتے ہیں کریم اور شریف کثرت صافحہ اور بعضے  
کہتے ہیں کریم اس واسطے کہا کہ اسکی ابتدا بسم اللہ الرحمن الرحیم سے تھی اور بعضے کہتے ہیں  
باعتبار مہر سل کے کریم کہا ہو کیونکہ بھیجنے والا اسکا نبی تھا اس سبب سے کہ  
جو بولا یا تھا اور یہ امر غریب ہو اور امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ خط بزرگ  
اس سبب سے تھا کہ اس میں ملک کی طمع نہ تھی بلکہ دعوت بالکمال تھی بالجملہ یہ خط  
پڑھ کر دربار والوں کو سنایا اور سراسیمہ ہو کر بولی یا ایہا الملأ افتونی فی امری ما کنت  
قاطعۃ امر احقی تشدد و ن یعنی اور دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں مقرر نہیں کرتی  
کوئی کام جب تک تم حاضر نہ ہو یعنی جو اس باب میں صلاح اور مشورہ مناسب ہو سو بیان کرو  
کیونکہ میں بلا صلاح اور مشورہ تمہارے کوئی کام نہیں کرتی اور یہ خط باوجود وزارت  
الفاظ کے ایسے معنی رکھتا ہے کہ میرا دل کانپ رہا ہو قالوا نحن اولو قوتہ و اولو باس  
شدید و الامر الیک فانظری ماذا تأمرین یعنی بولے ہم لوگ زور آور ہیں اور سخت لڑائی والے  
اور کام تیرے اختیار میں ہو سو تو دیکھ لے جو حکم کرے یعنی ہم لوگ زور آور ہیں لشکر  
بھی رکھتے ہیں اور شجاعت بھی ہماری معلوم ہو اگر حکم مقابلہ ہو تو حاضر اور جو اسے  
مصالحہ ہو تو فرمانبرداری اگر جنگ خواہی نبرد آوریم \* دل دشمنان را برد آوریم \*  
وگر صلح جوئی ترا بندہ ایم \* تسلیم حکمت سزا فگندہ ایم \* با این جہہ سب پر تیری رسلے

مقدم ہر بلقیس نے دیکھا کہ ان لوگوں کے دل جلال و قتال پر مستعد ہیں چاہتے ہیں کہ اپنی شجاعت اور مردانگی دکھلاویں اور بلقیس کو صلح منظور تھی اس لیے انکی صلاح ناپسند کر کے کہنے لگی کہ لڑائی کی صلاح بہتر نہیں کیونکہ جنگ دوسرے دار اگر غلبہ مجھ کو ہو تو ملک و مال سب بچا اور جو مغلوب ہوئی تو سب برباد ہوا کہا قال اللہ تعالیٰ حکایت یہ عن قولہ ان فی سورۃ النمل قالت ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوا وجعلوا اعزۃ الہما اذ لہ وکذلک یفعلون یعنی بلقیس کہنے لگی بادشاہ جب داخل ہوں کسی بستی میں خراب کرین اسکو اور کرذالین وہاں کے سرداروں کو بیعت اور یہ بادشاہ بھی ایسا ہی کچھ کریگے وانی مرسلۃ الیہم بدیہ فناظرۃ ہم یرجع المرسلون یعنی میں بھیجی ہوں انکی طرف کچھ تختہ پھرتھی ہوں کیا جواب لیسکر پھرتے ہیں رسول میرے اصل یہ ہر کہ بلقیس عورت کا قلعہ تھی اسے اپنی قوم سے کہا کہ اس ملک کے مخالف پہلے بھیجوں کہ مقدمہ صلح میں ہو اور دیکھوں کہ اس بادشاہ کا شوق کس چیز پر ہو آیا مال پر یا خوبصورت آدمی پر یا نادر اسباب پر اگر اسے سیرا بدید قبول کر لیا تو بیشک بادشاہ ہو اور جو قبول نہ کیا تو بے شبہ پھینک دے وہ ہرگز راضی نہ ہوگا جب تک اسکے دین میں نہ آؤنگی تفسیر کشفائے میں جو پادشاہ غلام اور اسقدر لونڈیاں ایک ہی لباس میں اور ہزار انیٹین سونے کی اور ایک تلخ رنگ کی کھلی یا قوت اور رشک وغیرہ اور ایک گویا سفید اور دوسرا سیاہ کچھ سفید جسمین تاگا پر دنا شکل ہو ہر راہ سنہ را بن عمر وغیرہ اشرف کے بھیجا اور ہر ایک لونڈیوں میں ہر کہ لونڈیوں کو لباس غلاموں کا پہنایا تھا یعنی قبائین پہنائیں اور پگڑیاں اور شپکے بندھوائے اور غلاموں کو لباس لونڈیوں کا یعنی زبور اور ہاتھوں میں چوڑیاں لگے میں ہر مسلمان و طوق اور کافون میں گوشوارے فریخ بجواہر پہنائے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورت و مرد کا ایک ہی لباس تھا اور سو غلام اور سو ہی لونڈیاں تھیں اور مجاہد کے نزدیک لباس مختلف تھا اور دو سو لونڈیاں اور دو سو غلام تھے اور قتادہ و سعید ابن جبیر کے نزدیک ایک اینٹ تھی سونے کی حریر میں لپیٹی ہوئی اور بعضوں کے نزدیک چار انیٹین تھیں اور قتال کے نزدیک دو انیٹین تھیں ایک سیم کی اور ایک نر کی اور سخاک کے نزدیک ہزار لونڈیاں آراستہ زبورات اور ہزار گائین جنگی شافین سونے سے منڈھی تھیں اور ہزار غلام آراستہ بلیا ساسے فاخرہ مخمرون پر سوار اور وہب ابن منبہ وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ غلاموں کو لونڈیوں کی پوشاک پہنائی اور

کانون میں کوشوار سے مضع بجا اہرات ڈالے اور بازو پر چوٹیں ملائی اور گردن میں طوق پہنا کر پانسو بیلون پر سوار کرایا اور نو ٹیوں کو فلاسوں کا لباس پہنایا سینے قبا میں پہنا کر اور ہتھیار بندھا کر پانسو گھوڑوں پر سوار کرایا اور پانسو اٹھین ٹھانی اور پانسو تقری اور ایک تاج مضع بجا اور تھوڑا مشک وغیرہ عود اور ایک ڈبئی آسمین ایک مروارید ناسفتہ اور دوسرا مہرہ کج سفتہ رکھ کر منذر ابن عمرو کے ساتھ روانہ کیے اور چہ آدمی اور انعاما لہرا سے اسکے ساتھ کر دیے اور ایک خط لکھا اس مضمون کا کہ اگر تم زینبیر ہو تو عبیدہ و امارین تمیز کرو اور بلا معائنہ بیان کرو کہ ڈبئی میں کیسا چیز ہو اور مروارید ناسفتہ میں سورخ برابر کرو اور مہرہ کج سفتہ میں رشتہ ڈالو لیکن بلا اعانت انسان جنات کے اور منذر ابن عمرو سے کہا کہ جب مجلس سلیمان میں پہنچنا تو منظر تبتی دیکھنا کہ وہ تیری طرف کس طرح دیکھتے ہیں اگر چشم غضب دیکھیں تو خوف دل میں نہ لانا کیونکہ میں ان سے مرتبہ میں زیادہ ہوں اور اگر منظر تلفت و مہربانی دیکھیں تو وہ نبی ہیں انکی باتوں کو خیال کر کے جواب دینا بالجملہ منذر میں سے روانہ ہوا اور بندہ نے فوراً یہ سب معاملہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا حضرت نے جنات سے فرمایا کہ سونے چاندی کی اینٹیں بناؤ اور ایک میدان میں اسی کا فرش کرو اور حیوانات بڑی و بھری عجیب و غریب یمن و شمال میدان کے کھڑے کرو سو جنات نے نو کوس تک فرش کیا اور احاطہ میدان سونے چاندی کا طیار کیا اور چاروں کونوں پر طلائی و تقری کنگرے بنائے اور حیوانات بڑی و بھری موافق حکم مختلف الاوان باندھ دیے اور اسی جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر بیٹھے اور چار ہزار کرسیاں بچھائی گئیں انپر جنات و انسان بیٹھے اور شیاطین و حیوانات از قسم وحوش و طیور اپنی اپنی صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے سب باسد ہزار ویدہ فلک در ہزار قرن بد مجلس بدین تکلف و خوبی ندیدہ بود جب طسح سے سامان ہو چکا تو منذر اس میدان میں پہنچا اور آرایش مجلس سے حیرت زدہ ہو کر اپنے مخالف سے جو لایا تھا سخت نادم و پشیمان ہوا اور بعض سوایات میں ہو کہ موافق حکم حضرت سلیمان علیہ السلام کے جنات نے پانسو اینٹوں کی جگہ خالی رکھی تھی سو جب منذر ابن عمرو وکیل بلقیس فرش سلیمانی پر آیا تو اسے جلسے خالی پا کر خیال کیا کہ تمام فرش اینٹوں سے ہمراہ صرف پانسو اینٹوں کی جگہ خالی ہو ایسا نو کہ مجھ کو چوری کی علت میں متہم کریں

لہذا اُس نے اپنے ساتھ والی اینٹیں ڈال دیں اور آگے کو چلا تو صفوں ناس و جنات و شیاطین و وحوش و طیور نظر پڑیں اور بھی تھیر ہوا اور حالت تھیر میں خدمت جناب سلیمان علیہ السلام میں حاضر ہوا تو حضرت نے نہایت خوشی سے پوچھا تمہارے پیچھے کیا چیز ہو مندر نے کہا ہایا و تحف بلقیس ہو اور اسی وقت عریضہ بلقیس بھی گذرانا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ وہ ڈبی کمان ہو مندر نے اس ڈبی کو پیش کیا حضرت نے فرمایا اس ڈبی میں ایک مہرہ کج سوراخ کیا ہوا اور دوسرا گوہر ناسفہ رکھا ہو مندر ابن عمرو نے کہا سچ ہو مگر آپ سے یہ درخواست ہو کہ مہرہ کج میں تاگا پر دیکھیے اور ذرا ناسفہ میں سوراخ کر دیجیے اور اس کام میں جنات و انسان سے مدد نہ لیجیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھ سے ارشاد کیا اُس نے ایک بال سے سوراخ کیا اور کرم سفید سے حکم دیا کہ تو مہرہ کج میں رشتہ ڈال نہ اُس نے ایک تاگا اپنے منہ میں لیا اور اُس مہرہ کج سے گذر گیا تب حضرت سلیمان نے دونوں سے پوچھا تمہاری کیا حاجت ہو دیکھ نے کہا کہ میری روزی و رختوں سے ملا کسے فرمایا تو اُس سے اپنا رزق بقدر قوت حکم خدایا کر اور کرم سفید نے کہا کہ میری غذا فواکہ و بیوہ میں تمہاری کج سے فرمایا تو حکم خدا انہیں سے کھایا کہ جب ایک امر سے فراغت ہوئی تو طاس و پانی طلب کر کے عبید امان سے فرمایا کہ اپنے ہاتھ منہ دھو ڈالو اور گرد و غبار سفر کا دفع کرو لوندیان شرم سے تکلف ہاتھ دھونے لگیں اور غلاموں نے بلا تامل پانی لیا اور ہاتھ منہ دھونے لگے یہ حال دیکھا حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ای مندر جو لوگ شرم سے دھوتے ہیں وہ لوندیان ہیں اور جو بلا شرم دھوتے ہیں وہ مرد ہیں بعد اُسکے آنجناب نے تحائف بلقیس واپس فرمائے اور فرمایا کہ اللہ صاحبہ سورہ نمل میں اُسکی حمایت کرتے ہیں فلما جاء سلیمان قال ائمتہ و نون بمال فانا انی اللہ خیر مما اتاکم بل انتم بہ تلیم تفرعون یعنی جب پہنچا سلیمان علیہ السلام پاس مندر ابن عمرو رسول بلقیس بولا کیا تم میری رفاقت کرتے ہو مال سے جو اللہ نے مجھ کو دیا ہو بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا ہو تم اپنے تھنہ سے خوش رہو یعنی جب وکلا سے بلقیس ملکہ یمن کے مع تحائف مجلس حضرت سلیمان علیہ السلام میں حاضر ہوئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم مجھ کو مال و متاع سے دم دیتے ہو حالانکہ میرے پاس مال سب سے زیادہ ہو کہ اللہ نے مجھ کو دین و ملک دیا اور نبوت و حکمت عطا فرمائی ہے کہ ان صفات کو تم بھی افضل و اکمل جانتے ہو ان امور سے جو تمہارے پاس ہیں اور تم

اہل معاشرت ہو کہ آپس میں تحفہ و تحائف بھیجنے میں خوش ہوتے ہو کیونکہ تمہاری نظر دنی دنیا  
فانی پر ہے اور میری نظر عالی عالم باقی پر پس میں ہدایا و تحف سے خوش نہیں ہوتا اور  
سنذر ابن عمرو سے فرمایا ارجع الیہم فلنا تمینتم یحیو ولا تمسل لہم بہاؤ لغر جنم منہا اذ لہ  
وہم ضاعرون یعنی پھر جانکے پاس اب ہم بھیجتے ہیں آپر ساتھ لشکرون کے جبکا  
سا ساتھ ہو سکے ائے اور نکال دینگے انکو وہاں سے بے عزت کر کے اور وہ خوار  
ہوں یعنی اے سنذر تو پھر مانع تحائف کے بلقیس اور اسکی قوم کے پاس اور  
کہدے کہ مسلمان ہو کر آوین اور اگر نہ آوینگی تو میں لاتا ہوں لشکر ایسا کہ اسکی  
برسبت سے طاقت مقادمت نہ رہیگی اور وہ لوگ شہر سب سے نکال دینگے اور  
بے حرمت و بے عزت کر ڈالینگے اور ذلیل کریں گے اور قید کر لینگے و فائدہ کے  
پہنچنے سے اس طرح سے نہیں فرمایا مگر حضرت سلیمان نے کہ انکو حق تعالیٰ نے سلطنت  
کا زور دیا تھا جو یہ فرمایا بالجملہ سنذر ابن عمرو پھر گیا اور تمام احوال یہاں کا  
بلقیس سے لکھ کر بلا والا اللہ سلیمان بادشاہ نہیں ہوا اور تمکو طاقت مقابلہ اس سے  
حاصل نہیں اسی وقت بلقیس نے ایک ایلچی بھیجا کہ میں حاضر ہوتی ہوں اور اپنی  
قوم بھی ساتھ لاتی ہوں مع سالم و مدارک میں لکھا ہے کہ بلقیس نے اپنا تخت سات  
کو ٹھہریوں کے اندر حفاظت سے رکھوایا اور دروازے بند کر کے چوکیدار رکھ دیے  
اور ایک شخص اپنا غلیفہ کر کے اسی حفاظت ملک و تخت کا عہد و پیمان لیا خصوص  
تخت کے واسطے کہدے یا کہ ہرگز کوئی شخص دیکھنے نہ پاوے جب تک میں نہ آؤں اور  
منا دی نے ندا کی کہ بلقیس حضرت سلیمان کے پاس جالی ہی سب لوگ تیار  
ہوں چنانچہ بارہ ہزار لوگ میں مع اپنی شہم و خدم حاضر ہوئے کہ بلقیس انکو لیسکر  
حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہو لی جب قریب پہنچی تو حضرت سلیمان نے  
ایک شورش بنا پوچھا کیا شورش ہو لوگوں نے کہا بلقیس آتی ہے حضرت ابن عباس  
فرماتے ہیں کہ مقدار ایک فرسخ کے فاصلہ تھا جب حضرت سلیمان نے شورش نہا  
معالم التنزل میں لکھا ہے کہ اسوقت حضرت سلیمان نے اپنے لشکر سے توجہ ہو کر  
فرمایا ایہ آیت اللہ اے ایلیم یا مینی بفرشتہ قبل ان یا توئی مسلمین یعنی او در بارہ اوتومین  
کوئی ہو کہ لے آوے میرے پاس اسکا تخت پہلے اس سے کہ وہ آوین میرے پاس

بلقیس  
رہا نہ ہو کر ایک  
فرسخ کا فاصلہ  
ہو تھا

حکم بردار ہو کر کیونکہ جب مسلمان ہو جائیگی تو پھر اسکا مال لینا درست نہوگا اور اتنا کہ ایمان نہ  
 نہیں ہوا اسکا مال حلال ہوا۔ اس حکم کے سبب میں مفسرین کو اختلاف ہو چکے ہیں  
 کہ یہ آیت نے کتنے زمین اسکے تخت کی بہت بیان کی تھی حضرت سلیمان نے چاہا کہ اسکو  
 دیکھیے اسواسطے حکم دیا اور بٹھے کہتے ہیں کہ جب بلقیس نے ارادہ کیا اور تخت کو ایک  
 گھر میں بند کر کے قفل دبا اور خود روانہ ہوئی جنات اور شیاطین نے تجویز کیا کہ  
 جب بلقیس حضرت سلیمان کے پاس آویگی تو حضرت سلیمان علیہ السلام اسکا حسن  
 و جمال و عقل و عظمت دیکھ کر خواہش نکاح کریگی اور وہ ہمارے احوال سے بسبب  
 قرابت کے واقف ہو ضرور تراحوال ہمارا بیان کریگی صلح یہ ہے کہ اسپر عیب  
 لگاؤین تاکہ حضرت سلیمان کا دل اسکی طرف سے پھرا رہے سو اشرف جنات  
 کہنے لگے کہ بلقیس بہت بے عقل ہے اور اسکے پیروں میں انگلیاں نہیں ہیں کہ ہے  
 کے سے تم ہریا اور پنڈلیاں پانوں سے پھری ہیں یہ سنکر حضرت کو غلبان  
 اسکے امتحان کا ہوا اور چاہا کہ ول اسکے عقل کا امتحان فرماؤین لہذا حضرت سلیمان نے  
 اسکا تخت طلب کیا کہ اسکا روپ بگڑے میں جب بلقیس آوے تو اس سے پوچھیں  
 کہ تیرا تخت کس طرح کا ہے اور طرح کا اس سے احوال عقل کا کھلوا دیکھا لہذا ایک  
 مکان بھی تیار کر لیا کہ اسکی زمین بالکل شیشہ کی بنائی اور نیچے اسکے پانی بھرا دیا اور  
 پتھلیاں اور مینڈھک وغیرہ جانور دریائی آسمین ڈلوالوے کہ جو شخص وہاں آتا ہے  
 جانتا کہ دریا بھرا ہے اور آسمین اپنا تخت بچھوایا کہ اس سے حال بلقیس کی انگلیوں اور  
 پنڈلیوں کا کھل جائیگا بہر تقدیر جب حضرت سلیمان نے یوں ارشاد کیا حال حضرت  
 میں ارجح انا آیتک قبل ان تقوم من مقامک و ائی علیہ لتوتی امین یعنی بولا ایک  
 رکس جنون میں سے لا دیتا ہوں وہ تجھ کو پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے اور  
 میں اسکے زور لگا ہوں مست برینے ایک جن نے کہا کہ میں زور آور ہوں اس تخت کو  
 اٹھائے لاتا ہوں جب تک آب دربار سے اٹھیں اور حضرت سلیمان کا دستور تھا  
 کہ دو پہر تک دریا رگرتے تھے اور نام اس عفریت کا حسب تحقیق وہب ابن منبہ لوزن  
 تھا اور بیٹے ذکوان بھی کہتے ہیں الا صحیح یہ ہے کہ مختر نام تھا اور اسنے امانت اسواسطے  
 ظاہر کر دی کہ اس تخت میں جواہرات لگے تھے ایسے آسمین کی سی طرح کی خیانت نہوگی

خبر عنک حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اس سے بھی کوئی جلد لاوے قال الذی عنده سلم  
من الكتاب انا ایتک پر قبل ان یرتد الیک طرفک یعنی بولا وہ شخص جسکے پاس تھا  
ایک مسلم کتاب کا میں لا دیتا ہوں تجھ کو وہ پہلے اس سے کہ پھر آوے تیری طرف تیری  
آپ کے ساتھ مفسرین کو اختلاف ہو کہ وہ عالم کتاب کون شخص تھا اور اسکا کیا  
نام تھا بعضے کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک اور ہی  
فرشتہ تھا مولود حضرت سلیمان کا اور بعضے کہتے ہیں وہ فرشتہ تھا جسکے دفتر مقادیر  
پہر دہی اور اس تقدیر پر کتاب سے مراد لوح محفوظا ہی اور بعضے کہتے ہیں حضرت خضر تھے  
اور تفسیر منیر میں لکھا ہے کہ نبی صبیہ کا اڑھا ہے کہ ہمارا باپ تھا اور بعضے کہتے ہیں علی بن ابی  
ذوالنون تھا مگر مشہورتر مفسرین میں یہ ہے کہ آصف ابن برخیا وزیر تھا کہ اسکو اسم اعظم  
معلوم تھا کہ وہ جب دعا کرتا دعا اسکی قبول ہوتی تھی کہنے لگا کہ آپ نماز پڑھیں اور  
جانب میں متوجہ ہوں میں دعا کرتا ہوں آپ کی نظر نہ پھر لی تخت بلقیس بلجا ایک گاسو  
آصف نے دعا کی اللہ جل شانہ نے فرشتوں سے تخت بلقیس اٹھوا کر سامنے  
حضرت سلیمان کے رکھ دیا یہ روایت ہے ابن عباس کی اور کلبی روایت کرتے ہیں  
کہ آصف ابن برخیا سجدہ میں گرے اور اسم اعظم پڑھے دعا مانگنے لگے  
عرش بلقیس زمین کے نیچے نیچے دو مینے کی راہ سے تخت سلیمان کے پاس  
آگیا مہابد اور قتال فرماتے ہیں کہ اسم یا ذوالجلال والا کرام تھا جو آصف نے  
پڑھا تھا اور کلبی کے نزدیک یا حتی یا قیوم کہ زبان عربی میں ایسا اشرا جیٹا ہے  
اور حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ یہ دعا پڑھی تھی یا اللہ وال کل شی الکا  
و اجد الا انہ الا انت آتئی بعرشک اور عالم التنزیل میں محمد ابن المنکدر سے  
روایت ہے کہ حضرت سلیمان نے خود دعا مانگی تھی یعنی جب حضرت سلیمان نے  
عرش لانے کو فرمایا تب ایک عالم نبی اسرائیل نے کہ اسکو مسلم کتاب قرار  
واقعی حاصل تھا بولا کہ میں بہت جلد لے آتا ہوں حضرت سلیمان نے فرمایا  
کہ لاؤ اٹنے کا کہ آپ نبی ابن النبی ہیں آپ سے زیادہ کوئی نہیں ہے اگر  
آپ دعا کیجیے تو اللہ تعالیٰ اسی وقت تخت بلقیس پہنچا دے حضرت  
سلیمان نے کہا سچ کہا تو نے اور دعا مانگی عین دعا میں تخت بلقیس پہنچا

اور یہ روایت بعضوں کے نزدیک صحیح ہے کیونکہ جب تخت آیا تو حضرت سلیمان نے فرمایا کہ  
 ہذا من فضل ربی كما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ النحل فلما رآہ استقر انبندہ قال ہذا من فضل ربی لیس لونی  
 اشکر اُم الکفر و من شکر فانما یشکر لنفسہ و من کفر فان ربی عزی کریم یعنی پھر جب دیکھا  
 وہ دہرا اپنے پاس کیا یہ میرے رب کے فضل سے میری جانچتے کو ہو کہ میں شکر کرتا  
 ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے تو شکر کرے اپنے واسطے اور جو ناشکری کرے  
 سو میرا رب بے پروا ہے ہر نیک ذات مگر کتاب الحروف کے نزدیک صحیح یہ ہے  
 کہ آصف ابن برخیا کی کرامت تھی انکو اللہ کے اسم کا علم تھا انھوں نے اس اسم کی  
 تاثیر سے تخت منگوادیا تو حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ظاہر کے اسباب سے تخت نہیں  
 آیا اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق پاس رہے کہ پوچھنے کے اُسے کرامات صادر ہونے لگیں  
 بالجملہ جب تخت آگیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا انکرو الماء شتا منظر اہتدی  
 ام تلکون من الذین لا یتدنون یعنی روپ بدل دکھاؤ اس عورت کے آگے اُسکے تخت  
 کا ہم دیکھیں سو چہ پاتی ہو یا ان لوگوں میں ہو جنکو سوچہ نہیں فائدہ روپ بدلنے سے  
 یہ مراد ہے کہ ہیئت و صورت اس تخت کی تبدیل کر دو چنانچہ جنات نے اعلیٰ کو اسفل اور  
 مقدم کو موخر کر دیا اور جو اہرات جو انہیں جڑ سے تھے انکو اکھاڑ کر اور قرینے سے جڑے  
 یعنی سرخ کی جگہ سبز اور سبز کی جگہ سرخ اور اس تخت کو حضرت سلیمان کے تخت کے  
 پاس رکھا جب پہنچی تو کہا کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت بولی گویا وہی ہے کہا قال اللہ تعالیٰ  
 فلما جارت میل الہکذا عرشک قالت کانتہ ہو یہ کمال عقل ہے کہ ہو ہو نہیں کہا کہ شاید  
 اور تخت بھی ویسا ہو متقابل سے روایت ہے کہ اسے بغور دیکھنے کے پہچان لیا تھا  
 لیکن دھوکا دیا جیسا اسکے ساتھ انھوں نے دھوکا لیا تھا اور عکرمہ سے روایت ہے  
 کہ یہ عورت حکیمہ تھی کہ نہ اقرار کیا نہ انکار اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے  
 کمال عقل کا دریافت کر لیا پھر بلقیس نے عرض کیا کہ میں نے ہدایا داپس کرنے سے  
 تمہارا نبی ہونا جان لیا تھا اور تمہاری طبیعت و منقاد ہو چکی تھی اور عبادت شمس میں  
 ترک کر چکی تھی اب اس بوجہ سے کہ میرے تخت کو آپ نے طلب کر لیا ضرورت نہ تھی  
 بعد اُسکے کسی نے کہا بلقیس سے ادخل القریح فلما رآہ حسبتہ لقیہ و کشفتم عن ساقیہا  
 یعنی اندر چل محل میں پھر جب دیکھا اسکو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور گھولین اپنی پٹلیان

یعنی جب حال عقل کا دریافت ہو گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو منظور ہوا کہ حال پیرون کا بھی دریافت فرمادیں تب اپنے دیوانخانہ میں تشریف لے گئے اور بلقیس کو طلب فرمایا اس مکان میں پتھروں کی جگہ شیشے کا فرش تھا دوسرے گویا پانی نظر آیا تب اسے پانی میں جانے کو پند لیا ان کھولیں حضرت سلیمان نے دیکھا تو کچھ عیب نہ تھا صرف ساقین میں بال تھے اور اپنی آنکھیں بند کر لیں اور فرمایا انہ صرح مہر دہن تو ایسر یعنی یہ تو ایک محل ہو چڑھے ہوئے ہیں اس میں شیشے اس میں پانی کسان ہو جو تو دہن اٹھاتی ہو پند لیا ان کھولتی ہو جب بلقیس حضرت سلیمان کے پاس پہنچی تو حضرت نے دعوت اسلام فرمائی بلقیس نے قبول کیا اور کہا رَبِّ اِنِّیْ تَلَمَّتْ نَفْسِیْ وَ اَسَلْتُ مَعَ سُلَیْمَانَ لِنَدْرَبَ الْعَالَمِیْنَ بُولِیْ اَعْرَبَ مِنْ نَبِیِّکَ اِنِّیْ جَانٌ کَا اَوْر حکم بردار ہوئی سلیمان کی اللہ کے آگے جو رب ہو سارے جہان کا اس وقت بلقیس کو اپنی عقل کا تصور اور حضرت سلیمان کی دانش کا کمال دریافت ہوا تو اسے سمجھا کہ دین کے مقدمہ میں جو یہ سمجھتے ہیں صحیح ہے اسیدم اسلام لائی اور حضرت سلیمان نے اسکو اپنے محل میں داخل فرما کر زوجات میں نکاح شامل کیا اور تین سوزو جہات اور سات سو درم پر سردار بنایا بعد اُسکے چند روز بعد حضرت سلیمان کو کثرت بالوں سے ایک نوع کی کراہت ہوئی اُسکے دفع کرنے کی تدبیریں سوچنے لگے اول نبی آدم کے خالقوں سے دریافت کیا وہ بوسے یہ بال بلا طلق کے دفع نہونگے آئیناب نے بلقیس سے کہا کہ ان بالوں کو مونڈ ڈال اُسے کہا کہ میرے اشرہ نہیں لگا ہوا اگر میں اشرہ لگاؤنگی تو بال سخت نکلیں گے پھر مجبور ہوئے آخر کار جنات کے عالموں سے تدبیر پوچھی وہ کہنے لگے کہ اُسکے دفع کرنے کی تدبیر سہل ہے ہم نورہ بناتے ہیں انکو بالوں پر لگائیے اور فوراً حمام کرا دیجیے چنانچہ ایسا ہی کیا تو وہ بال دفع ہوئے اور اُس دن سے لورہ اور حمام دنیا میں جاری ہوا جبکہ پنڈلیوں کے بال بالکل دفع ہو گئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلقیس سے نہایت محبت ہوئی اور جنات نے بحکم سلیمان چند قلعہ رنج الشان و مستحکم بنیان مانند سلیمان و ہلیون و غمدون ملک یمن میں تعمیر کیے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہر مہینے میں شام سے سوار ہو کر ایک مرتبہ یمن کو تشریف لیجاتے تھے اور بعد قیام سے روزہ تشریف لاتے تھے آخر کار بلقیس سے

اولاد ہوتی کذا فی المعالم اور وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ بعضوں نے زعم کیا ہے کہ جب بلقیس ایمان لائی تو حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اب تو کسی سے نکاح کر لے اس نے کہا کہ میرے ملک میں کوئی آدمی میرے لائق نہیں ہے جس سے میں نکاح کروں فرمایا اسلام میں اس بات کا لحاظ نہیں چاہیے اور تجھ کو لازم نہیں کہ تو اس چیز کو حرام کرے جس کو اللہ حلال کیا ہے ناگزیر اسے ذابحہ بادشاہ ہمدان سے نکاح کیا اور حضرت سلیمان نے اس کو جانب ملک میں روانہ فرمایا مگر یہ گمان غلط ہے بلقیس اپنے ملک کو نہیں گئی بلکہ سات برس نو مہینے حضرت سلیمان کے پاس رہی اور مدینہ تدمر میں اس کی وفات ہوئی اور اسکے دفن ہونے پر کوئی آدمی مطاع نہیں ہوا اور شمس العسوم کے مولف نے لکھا ہے کہ بلقیس بنت ہدہا و ملوک میرے تھی اور نوے برس اسے بادشاہت کی اور تزوج سلیمان میں اختلاف ہے والدہ اعلم بحقیقۃ الحال تنبیہ ایک عیسائی ملحد نے ہمارے سید المرسلین صلعم پر یہ اعتراض کیا ہے کہ آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے چار بیبیوں سے زیادہ نکاح میں لانے کی اجازت دی چنانکہ سورہ احزاب میں ہے

یا ایہا النبی ان احل لناک ازواجک اللاتی آتیت ابو رہن و ما ملکت یمینک فیما افار اللہ علیک ینے اموی ہمنے حلال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جن کو مہر دے چکا اور جو ہون مال تیرے ہاتھ کا اُس سے کہ لوٹ میں دے تجھ کو اللہ یہ بات قدوسیت کے خلاف ہے جو اب اس بے انصافی کا یہ ہے کہ کتاب استنساخ کے باب اکیس نسخہ ۲۵۲ء کے درس گیارہ میں صاف لکھا ہے کہ آن اسیروں میں جو تو خوبصورت عورت دیکھے اور تیرا جی اُس پر چلے کہ تو اُسے اپنی جو رو کرے تو تو اُسے اپنے گھر میں لائے اسکا سر منڈوا اور ناخن کٹو اور وہ اسیر ہی لباس اتارے اور تیرے گھر میں رہے اور ایک ماہ کامل اپنے باپ اور ماں کے سوگ میں بیٹھے بعد اُسکے تو اُسکے ساتھ خلوت کر اور اُسکا خصم بن دہ تیری جو رو ہی اور کتاب السلاطین کے گیارہویں باب کے تیسرے درس میں لکھا ہے کہ سلیمان کی سات سو آزاد جو روان تھیں اور تین سو لونڈیاں اور کتاب اول انبیا رالایام کے باب بائیس میں حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت خطاب کر کے یوں بیان کیا ہے ایک پسرے برے تو بوجہ خواہد آمد کہ او صاحب راحت خواہد بود و من اور از تمامی دشمنان راحت خواہم بخشید چہ نام دی سلیمان خواہد بود

من در ایام وی سلامت و آرام بہ بنی اسرائیل خواہم بخشید اور خاتہ بنام من بنا خواہد کرد اور پسر  
من و من پدرو می خواہم بود و تحت سلطنتش رابر بنی اسرائیل تا ابد الابد پادشاہ خواہم کرد  
پس اس جگہ عاقل کو غور و تامل دیکھنا چاہیے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام  
بلا تقداد و عورتوں کے رکھنے کی اجازت دیتے ہیں کہ جس کا قر کی بیٹی کوئی پکڑ پاپوسے گو  
اشکو بے تکلف اور بے تامل جو روینا و سے اور اپنے گھمے میں داخل کرے گو پیشتر ہوں  
اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی جو روان اور لونڈیاں جو تہہ رتہ صرف میں تھیں وہ کتاب  
السلطین سے ظاہر ہو گئیں تو اب نصاف کی آنکھ کول کر دیکھو کمان نو بیبیان اور کمان ہزار  
اور لا انتہا اور طرفہ تریہ ہو کہ اللہ نے حضرت سلیمان کو اپنا بیٹا کہا ہے اور بنی اسرائیل کا  
بادشاہ کہ اس باب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی اس کے شریک نہیں تھے کیونکہ انکو اللہ نے  
اپنا بیٹا نہیں کہا ہے بلکہ اس مقولہ میں خود حضرت عیسیٰ کو ستم کرنے میں پھر میں کتاب ہوں  
کہ اگر خدا کے فرزند ساد تمہ نے ہزار عورتیں رکھیں تو اگر اسکے پیغمبر نے خود عورتیں  
رکھیں تو کون قباحت لازم آئی اور یہ تو کہیں نہیں لکھا ہے کہ انواج کی کثرت سے حضرت  
سلیمان کا رتبہ کم ہو گیا مگر اسی کتاب اخبار الایام میں معاذ اللہ انقطاع رتبہ کا سبب  
البتہ لکھا ہے کہ بت پرست عورت سے حضرت سلیمان نے نکاح کیا اور خود بت پرستی  
کی یا اینہم سب عیسائیوں کے نزدیک مسلم الثبوت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے  
تین بیبیان تھیں اور حضرت ایقوب علیہ السلام کے گھر میں چار لونڈیاں اور دو بیبیان  
اور جملہ نبی اسرائیل انہیں کی اولاد ہیں نہ کہ صرف ان دو مشکوٰۃ کی اور حضرت موسیٰ  
علیہ السلام کے پاس ایک مشکوٰۃ تھی اور ایک بیشیہ بطور حرم اور حضرت داؤد علیہ السلام کے  
تتافوسے بیبیان تھیں اسپر ایک اور یا کی عورت گھر میں ڈال لی تھی کہ پوری تلو ہو گئیں  
بس ایسی باتوں سے اللہ کی قدوسیت نہ کہنی اور پاکی میں کچھ نقصان نہ آیا اور ہمارے  
خاتم النبیین کے واسطے اجازت دینے میں قدوسیت جاتی رہی اور جب خدا سے بچتا  
لا شریک له مطابق اصول عیسائیوں کے ایک عورت کی بیٹی میں عقد اور عساقہ اور ہنہ  
اور چتین بکر رہا اور منجربنا پاک سے نکلا اور جوان ہو کر بلوں ہوا اور تین دن درخ میں سیم  
رہا تب قدوسیت کمان گئی تھی جو حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم  
کو عورتوں کی اجازت دیتے وقت پھر آئی اور ایک بات اور بھی ہر سے لطف کی ہے کہ اسرائیل

سوم کے باب ہشتم درس دوم اور سوم سے ظاہر ہو کہ بہتیری رنڈیاں اپنے مال سے حضرت عیسیٰ کی خدمت کرتی تھیں اور ساتھ ساتھ پھر کرتی تھیں اور انجیل اول کے باب یازدہم درس نو دہم میں حضرت عیسیٰ مسیح نے مخالفوں کا خیال اپنے حق میں قبول فرما کر کہا ہو کہ میں تو بڑا کھاؤ اور شرابی ہوں پس میں کہتا ہوں کہ ان دونوں تو لون کے ملائے سے اور شراب کی مستی کے لحاظ سے جو کوئی یہودی ازراہ خیانت اور باطنی معاذ اللہ منہا کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو ان خوش وضع تھے رنڈیاں انکو پیا کرتی تھیں اور حرام کاری کے واسطے ساتھ ساتھ پھر کرتی تھیں اور اسی باعث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بیاہ نہیں کیا تو کیا جواب ہو انہیں ظاہر ہو گیا کہ ہرگز کوئی دلیل عقلی یا نقلی تو ریت اور انجیل سے اس بات پر قائم نہیں ہو کہ خدا تعالیٰ کسی نبی کو کثرت ازدواج کی اجازت نہیں دی اور نہ دیکھتا ہو اور نہ کوئی دلیل اسپر قائم ہو کہ جو بہت عورتیں نکاح میں لاوے وہ نبی نہیں ہو کذا فی الاستفسار القصبہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں ہنا شروع کیا تو ایک دن اُس نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ جب آپ سوار ہوں اور یہ مملکت کو چلین تو مجھ کو بھی ہمراہ رکاب لے لیجئے کہ ایک جزیرہ میں عجائبات سننے گئے ہیں میرا جی چاہتا ہو کہ میں بھی انکو دیکھوں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو ارشاد فرمایا کہ تخت لاؤ وہ تخت لائی کہ آنجناب بلقیس کو لیکر سوار ہوتے اور ہوائے تخت کو اڑایا اور اس جزیرہ میں لیگی جو سات دریاؤں کے بیچ میں واقع ہو اسوقت بلقیس نہایت مظلوم و خوش ہوئی اسی جگہ کئی اسپ پر در دیکھ پڑے گذر و ریشور لشکر سے اُڑ کر دریا میں گرے حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیووں سے فرمایا انکو پکڑ لاؤ وہ اپنی معذوری بیان کر کے بولے کہ سہ دن جن مفرد دریا میں ہو وہ پکڑ لاؤ گا فرمایا اُسے حاضر کر وہ دیووں نے ندا کر دی کہ حضرت سلیمان نے وفات پائی یہ خبر سہ دن کے کان میں گذری نہ نہایت مسرور و ڈرا دیووں اُسکو فریب دیکر حضرت سلیمان پاس لائے حضرت نے قید کرنا چاہا اُس نے امان مانگی فرمایا اچھا گھوڑے دریا بی پکڑ لاؤ سو وہ چالیس گھوڑے لایا ظہر کا وقت تھا آنجناب انکی خوبی و خوبورتی میں مصروف ہوئے وقت صلوٰۃ فوت ہو گیا کمال اللہ فی سورہ صا و اذ عرض علیہ بالعتسی الصافات لہجیا یعنی جب کھانے کو آئے سامنے شام کو گھوڑے خاصے اس مقام میں بعض مفسرین نے لکھا ہو کہ آنجناب نے کفار دمشق و نصیبین پر جہاد کیا اسی ہزار گھوڑے لوٹ میں آئے کما رواہ الکلبی اور مقاتل فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد نے جہاد علاقہ میں ہزار گھوڑے پائے وہ میراث میں ملے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان نے سنا کہ سند رکے کنارے گھوڑے دریا بی



فانکہ وہ خیر بن دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آفتاب بعد غروب اسطے نماز امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ  
 وجہہ کے البتہ پھر گیا تھا اسمین شک نہیں امام طحاوی شرح آثار میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی سب ائمہ ہیں  
 اور احمد صالح سے منقول ہے کہ صاحب علم کو لائق نہیں کہ اس حدیث کو بھول جائے کیونکہ یہ حدیث معجزات حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم میں ہے قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بعد اس معاملے کے سنا کہ ایک جزیرہ جزائر بحر میں ہے اس میں  
 ایک پادشاہ ہے صید و نبت پرست اسکا ملک بہت ہے کوئی دیوان تک جا نہیں سکتا مگر البتہ ہوا کہ وہ آپ صلی اللہ  
 مطیع ہے چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام باعانت ہوامع لشکر جن وانس اس جزیرہ میں پہنچے اور پادشاہ کو  
 دعوت ایمان فرمائی اسنے قبول نہ کیا لہذا قتل کیا گیا اور مال و ملک غنیمت ہوا از انجا دختر پادشاہ کہ  
 مسماۃ جرادہ حسن و جمال میں بے نظیر عصر تھی ہاتھ آئی اسکو حضرت سلیمان علیہ السلام بعد نکاح اپنے  
 قصر میں لائے وہ ایمان لائی اور حضرت سلیمان اسکو اور زوجات سے زیادہ دوست رکھتے تھے چونکہ اسکو  
 اپنے پاپ کے مارے جانے کا غم بشارت تھا اکثر غموم و مہوم رہا کرتی اور بیشتر مشغول گبیہ ذرا رہتی رہتی  
 اس عرصہ میں ایک ابلیس لعین ایک دایہ کی صورت بن کر آیا اور زوال دولت و مملکت صید و ن پر نہایت  
 تماسف ہوا اور کہنے لگا تو کیونکر سلیمان سے راضی ہو حالانکہ اسنے تیرے باپ کو قتل کیا اور تجھے قید کیسا تو  
 مخالفت پر یہ میں کیونکر سہہ کرتی ہو اسنے کہا مجبور ہوں کیا کروں شیطان نے تصویر صید و ن دیوون سے  
 کچھو کر دکھلائی اور کہا یہ صورت تسلی و تسکین کی ہے چونکہ عورت فی ذاتہ بے وقوف ہوتی ہے اسنے ذہن نقصان  
 یہ صورت خوبی کے ساتھ جم گئی شیطان کو تو یہی فکر تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو فتنہ میں ڈالوں  
 وہ بت پرستی کے قواعد و ضوابط سے آگاہ کر کے رخصت ہوا اور تصویر صید و ن اپنے ہاتھ میں لے گیا اب  
 عورت اس تصویر کے تصور میں حیران و پریشان رہتی ایک دن نگین و حیرین بیٹھی تھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے  
 پوچھا تو کیوں غمیدہ ہے اور کیسے اکثر روایا کرتی ہو اسنے کہا میں اپنے باپ کے فراق میں اور مملکت و مال کے  
 خیال میں روایا کرتی ہوں اور کوئی سبب نہیں حضرت نے فرمایا تجھے اللہ نے اس سے زیادہ ملک مال دیا ہے  
 اور نعمت ایمان و عطا کی ہے کہ سب دنیا و مافیہا سے افضل اعلیٰ ہے لہذا یہ سبب رست ہے مگر بہ درد انسانی و بلاد  
 شہقت محبت پر مجبور ہوں اگر آپ شیاطین سے ارشاد کریں تو وہ میرے باپ کی صورت بنا دیں اور ایمان  
 رکھیں تاکہ میں صبح و شام دیکھا کروں شاید کچھ غم غلط ہوتا ہے چنانچہ باپ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کہ  
 اسوقت میں تصویر سازی منع تھی شیاطین نے صورت صید و ن ہو ہو بنائی اس عورت نے پوچھا کہ صید و ن  
 تیار کرانی اور اس صورت میں بہنائی اور ایک مکان میں قائم کی جب حضرت سلیمان علیہ السلام باہر تشریف لاتے  
 تو وہ بگنخت اس تصویر ستر پاتر و بر کو سجده کیا کرتی جس طرح اسکی زندگی میں ہوتا تھا یا جس طرح ابلیس استاد نے

بتلایا ہو گا مگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس حرکت کی خبر چالیس دن تک نہیں ہوئی آصف ابن برخیا ذریعہ عظیم اسم اعظم کہ بڑے مومن صدیق ولی کامل تھے مطلع ہوئے اور حضرت سلیمان سے تنہائی میں عرض کیا کہ یا نبی اللہ میری عمر زیادہ ہوئی دربار کی آمد و رفت سے کمال تکلیف پاتا ہوں چاہتا ہوں کہ ایک گوشہ بیکر خلوت گزین ہوں و قبل آمد موت یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے حضور میں کسی قدر پیغمبروں کے حالات بطور وراغظ التماس کروں جو مجھے معلوم ہیں اور عوام و خواص کہ وہ باتیں تعلیم کروں جو انکو خیر محفوظ ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام موافق التماس آصف ابن برخیا جن و انس کو جمع کیا اور مجلس وعظ منعقد فرمائی کہ آصف نے اول حمد الہی کا خطبہ پڑھا بعد اسکے انبیاء پیشین کا بالاجمال ذکر کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ چھیڑا اور کہنے لگا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پیغمبر اولو العزم ہیں انہی طفولیت میں بڑے حایم بڑا بڑا وقت پر میزگار و فضل روزگار و خائف از امرگار رہتے بعد اسکے ساکت کر کے اور تذکرہ کرنے لگے حضرت سلیمان علیہ السلام پر غضب مجلس سے اٹھ کر دو تھمناہ میں داخل ہوئے اور آصف کو بلا کر پوچھا کہ تو نے سب پیغمبروں ذکر کیا اور انکے اوصاف حمیدہ بیان کیے آخر عمر تاکہ و میری تالیف ایام لکھنے کی کر کے ساکت ہو گیا اسکا کیا سبب تھا آصف نے التماس کیا کہ آپ کی غفایت و تساہل سے چالیس دن ہوئے گھر میں خاص بت پرستی ہو رہی ہے یہ بات شان نبوت کے خلاف تھی پھر میں آپ کی خوبیاں اسوقت کی اسطرح بیان کر سکتا تھا وعظ میں جھوٹ بولنا جائز نہیں حضرت سلیمان نے فرمایا انا اللہ وانا الیہ راجعون

اسوقت گھر میں داخل ہوئے اور صورت صید و ن خاک میں ملائی اور عورت سے ناراض ہو کر تعزیر فرمائی اور اس کی کیرہ و سنا جسین جوان عورت کا ہاتھ نہ لگا تھا پسنا اور جانب پشت و باد یہ نکل گئے اور خاک سوختہ پر بیٹھ کر توبہ و تضرع مشغول ہوئے اور از بس تضرع و زاری گریہ و زاری میں مشغول ہوئے تمام دن اس کیفیت سے کاٹا شام کو گھر میں آئے یہاں ایک عورت سماۃ امینہ و بقولی جبرادہ ام ولد آنجناب تھی کہ جس دم آنجناب استنجے کو جاتے یا زوجات سے قربت فرماتے تو یہی انگشتری اسی کو سونپتے تھے اسوقت بھی منع حاجت کہ تشریف لے چلے انکو مٹی حسب دستور اسی کو سپرد فرمائی اور خود تشریف لینگے نہ جن بقولی صطبرخی حسب البعربوت حضرت سلیمان آیا اور بولا میری انگشتری لا امینہ نے حوالے کی اسنے انکو مٹی میں تخت سلیمان پر بیٹھا وحوش و طیور جن و انسان سب حسب دستور حاضر ہوئے جب حضرت سلیمان جاسے ضرور سے آئے تو امینہ سے انکو مٹی طلب کی وہ بولی تو کون ہو فرمایا میں سلیمان ہوں ابن داؤد علیہ السلام ہے کہا تو کاذب ہو سلیمان تو انگشتری لینگیا اور اپنے تخت پر بیٹھا ہوا حکم رانی کر رہا ہے تب حضرت سلیمان نے جانا کہ اسی خطا پر میری آزمائش ہوئی ناگزیر خوفناک باہر بھاگے اور دریدہ پھرنے لگے کہ جس دروازے پر جاتے اور کہتے انا سلیمان ابن داؤد صاحب خانہ گالیان دیتا اور کبھی مارتا اور اکثر لوگ مجھوں جانتے تھے آخر کار بھونکے پیاسے بے طاقت ہو کر بیٹھ رہے کسی نے کھانا نہ دیا تب سوچے اور دریا پر گئے وہاں کچھ لوگ مچھلیوں کا شکار کر رہے تھے حضرت سلیمان

علیہ السلام نے کہا ہم کو مزدوری پر رکھ لو ان لوگوں نے رکھ لیا اور دیکھی مزدوری یعنی دن بھر خدمت کرتے شام کو  
 دیکھی ملتیں ایک بیچ کرناں جوین لیتے دوسری بھون کر روٹی کا سالن فرماتے پھر تمام رات نماز پڑھتے صبح تک  
 استغفار و توبہ میں مشغول رہتے چالیس دن ایسی کیفیت میں گزرے اور شیطان بجائے حضرت سلیمان حکم رہا اور جب تواریخ  
 سلطنت مطیع و شقا درجہ لیکن ابن برنجیا وزیر اعظم دیگر ملہما سے بنی اسرائیل کو اول روز سے تردد تھا اور جانتے تھے  
 کہ یہ شخص سلیمان نہیں ہو اور جنات نے بھی یہی خیال دریافت کر لیا تھا مگر سکتا میں تھے جب تک معینہ امتحان ربانی  
 گذر گئی تو وہ دیو دیا کے کنارے شراب کی ستی میں گنہارہ انگوٹھی گریڑی اسکو مچھلی نے دیا اُس دن وہ شکا زمین ملی اور  
 حضرت سلیمان کو فود و وہی بین ہاتھ آئی جب اسکا پیٹ چاک کیا تو انگوٹھی نکلی حضرت نے اپنی اور بعد سے میں  
 گرسے ہنوز سر مبارک سجدے سے نہ اٹھایا تھا کہ جنات انسان طیور وغیرہ خدمت میں حاضر ہوئے حضرت  
 اپنے تخت پر تشریف لائے اور توبہ نہ دست اپنی علی روس لاشہماذ ظاہر فرمائی اور حکم دیا کہ صحرا یا ۹ طخر جن کو جانکر و  
 کہ وہ گرفتار ہو کر آیا آنجناب نے اسے قید کر کے دریا میں پھینکا اور اٹھارہ بن اسمعی نے ابن نبیت اسی طرح روایت کی ہے  
 اور کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں وقت فتنہ سلیمان اسی طرف اشارہ ہے لیکن یہ روایت منجملہ مفہمات و اکاویب  
 یو دیان ہے اور ابن منبہ اکثر سب بنی اسرائیل سے حکایتیں بے سرو پا بیان کرتا ہے اور بعض اہل تاریخ کہتے ہیں کہ  
 بعد اس واقعے کے حضرت سلیمان نے اس صورت کو متل کیا اور اسکی نوٹ دیا بنان بیان کہ چار ہزار ہونگی سب جلو اور بن  
 اور کتابین کی جو صخرہ جن صیدون کی سلطنت سے لایا تھا انکا ایک قلم چاک کر دیا معاملہ انزہل میں ہے  
 کہ ہرگز اسد صاحب نے شیطان جیم کو عورات حضرت سلیمان علیہ السلام پر تسلط نہیں بلکہ سبب فتنہ یہ واقعہ ہوا  
 کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیبیاں تھیں انرا نمونہ ایک بی بی پادشاہت تھا کہ جب کسی شے کو جانتے  
 تو انگوٹھی اسی کے سپرد کرتے ایک دن اُس صورت نے کہا کہ یا رسول اللہ! ایک شخص میرے بھائی سے خدمت کرتا ہے  
 میں چاہتی ہوں کہ اب فیصلہ کروں حضرت سلیمان کے منہ سے نکلا اسکو سزا ہوگی اسی پر اللہ نے جانچا کہ انگوٹھی  
 دھوکے میں صخرہ جنی لے گیا اور آواز سلیمان علیہ السلام کی بنا کر تخت نشین ہوا اور سب لوگ مطیع فرمان بردار ہو  
 صرف اکبر غلام نے انکار کی اور جمع ہو کر زوجات سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ ہمیں اس شخص کو قبول نہیں کیا  
 اور اصلا سلیمان نہیں جانا کیونکہ یہ شخص سلیمان نہیں اور اگر ہی تو اسکی عقل خطبہ ہوگئی ہے اور اصفا ابن برنجیا نے  
 عورتوں سے پوچھا اس عرصہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے تھے یا نہیں وہ بولیں ہاں ایک رستہ  
 کہا مگر اندون سلیمان کی عقل جاتی رہی ہے کہ اسے اسٹنچے کے دنت انگوٹھی مجھے نہیں دی اور چالیس دن گذر چکے  
 ہیں پھر سب عورتیں نے لگین اصفا ابن برنجیا نے کہا صبر کرو میں تدبیر کرتا ہوں چنانچہ چند کس لوزیت خوان  
 خوش آواز اپنے ساتھ بیکر تخت سلیمان کے پاس گئے اور ارشاد کیا کہ تو ریت کا کوئی سفر آیا اور پڑھو کہ اس میں لکھا

نفع ہو سو ان لوگوں نے تورات کا پڑھنا شروع کیا چونکہ تورت کا نام الہی تھا وہ نصیحت ناپاک اسکی تاب نہ لاسکا بھگا  
 اور ایک برج کے ٹکڑے پر جا بیٹھا وہاں دریا پھر گھاٹوں کو ٹھکی کر گئی مچھلی نے پانی اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام  
 بھوکے پیاسے دریا پر آئے وہاں صیاد جال بچھلایاں پکڑتے تھے آنجناب نے کھانا مانگا ایک نے مارا دوسرے نے ظالم کو  
 ملاست کی اور وہ مچھلیاں دین حضرت سلیمان انکے پیٹ پھاڑ کر دھوئے لگے ایک ماہی کے پیٹ سے انگوٹھی نکلی اور حضرت  
 سلیمان علیہ السلام نے پہنی فی الفوجیات و ناس و جوش و طہور بہتو حاضر ہوئے اور سب قوم کے لوگوں نے پہچانا اور  
 سندرت کرنے لگے حضرت سلیمان نے فرمایا یہ تمھارے مذہب کی شکایت ہے اور نہ غدزدہت کی تعریف بلکہ جو واقع ہو اور  
 لکھا ہوا تھا پھر پاک میں تشریف لائے اس دن نصیحت کو پکڑ کر ایک صندوق تھی میں قفل کر کے مہر فرمائی اور دریا میں ڈھکیا  
 اب بھی وہ شیطان زندہ ہے قیامت تک شاید اسی طرح رہے گا یہ روایت قید کی صحیح ہے اسی کا اشارہ قرآن شریف میں ہے آخر  
 مفرقین فی الاصفیٰ یعنی اور اور طرح کے جکڑے ہیں بخیر دن میں اور حدیث شریف ہے کہ آخری زمانے میں وہ شیاطین جنکو  
 حضرت سلیمان نے قید کر دیا میں الہی سزویٹھینے تمھارے پاس اور سکھا دین تین تمھارے دین کی سوبدل کر و اُنسے کلمہ اور  
 بعض روایات میں ہے کہ جب زمانہ حضرت سلیمان منظور الہی ہوئی تو انگشتری از خود گرمی و در تہ نصف آیا اُسے کہا آپکی  
 از نایش ہوا اُس وقت پر جواد ہوئی ہوا انگوٹھی چالیس دن تمھارے ہاتھ میں نہ رہے گی لہذا حضرت سلیمان تو بزدہت میں  
 مشغول ہوئے اصف نے کارمکلت انجام دیا یعنی انقضایام امتحان انگشتری اپنی ملک بدستور ملا اور سعید بن سب سے  
 روایت ہے کہ حضرت سلیمان تین دن خلق سے پوشیدہ ہوئے تھے وحی ہوئی کہ میرے بندوں سے چھپاؤ تو اُنکے کام میں دخل نہ کری  
 از نایش تھی اسی انگشتری بھی جالی رہی اور تفسیر بدارک و زاہدی میں لکھا ہے کہ جو روایات کہ گشتگی خاتم وقوع عبادت صائم  
 و تصرف دیو بنجائے حضرت سلیمان شہرت پذیر ہیں جملہ اکاذیب و نظریات جہود و بتان ملعونان بندہ یہود و یہود کی ہے بعض  
 کہتے ہیں ایک دن حضرت سلیمان امر سے ناراض ہوئے اسپر کہ جہاد کفار میں کمی کرتے تھے سو چاہا کہ ایک شب میں اپنی شتر  
 زوجات سے ہم بسر ہوں کہ ہر ایک بیٹا جنے وہ جہاد میں کوشش کریں فرشتے نے دل میں انشاء اللہ وہ بھول گئے کہ  
 شتر عورت میں ایک ہی کے حمل ہوا وہ وقت پر آدھا آدمی جنی قابا نے اُسکو لاکر تخت پر رکھ دیا حضرت سلیمان پشیمان ہوا  
 انشاء اللہ نہ کہنے پر اسیکا اشارہ ہے ولقد قننا سلیمان و القینا علی کرسیہ جسدنا ثم اناب یعنی ہم نے جانجا سلیمان کو اور ڈال دیا  
 تخت پر ایک ٹھہر پھر وہ رجوع ہوا لہذا آدمی ابو ہریرہ عن النبی صلعم مارتنا زیادہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی اگر کہتا سلیمان انشاء اللہ  
 تو پیدا ہوتے سب عورتوں سے بیٹے اور جہاد فی سبیل اللہ کرتے رواہ البخاری و مسلم اس حدیث سے جانا گیا کہ جب کسی کام کا  
 ارادہ کرے تو انشاء اللہ ضرور کہے کیونکہ بدون مدد الہی آدمی سے کوئی کام نہیں ہو سکتا پھر یوں یوں حکیم ہر بادشاہ اور  
 قول شہر ہے کہ جس دے اور منجرتی ہے کہ اُسکو تخت پر ڈال دیا تفسیر جو بہرین لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کے ایک بیٹا تھا  
 جنات چاہتے تھے کہ اُسے مار ڈالیں کیونکہ یہ بھی بوارث پدر شاید بگہ ستر کرے حضرت سلیمان نے مطلع ہو کر مدلی کہ پڑ گیا

قضا و وہ مرگیا اور نے اسکو تخت پر ڈال دیا اس پر حضرت سلیمان پشیمان ہوئے اور توبہ کی کہ غیر خدا پر توکل نہ چاہیے اسیکا  
 اشارہ ہے اور القینا علی کرسیہ اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان بشارت ہوا کہ جو سو اٹکو تخت پر بٹھلایا تاکہ مہمان خادمین  
 خلل نہ پڑے پھر اچھے ہو گئے اسیکا اشارہ ہے اور القینا علی کرسیہ جہاں آید و زون و ایت مضیعت ہیں القصدہ جب حضرت سلیمان  
 علیہ السلام کا امتحان ہو گیا اور توبہ نہ نہت منظور ہوئی تو حضرت سلیمان نے بہ عاجزی انکسار کہا رب اغفر لی وہب لی  
 ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی انکنت الوہاب یعنی ای میرے معاف کر مجکو اور بخش مجکو وہ پادشاہی کہ نہ چاہیے کسی کو  
 میرے پیچھے توبے شک ہے بخشنے والا یعنی کسی کو صلہ نہو کہ وہ لے سکے متقابل بن کیان کہتے ہیں کہ نہو کسی کو میرے بعد  
 اور عطا ابن ربیع کہتے ہیں کہ ایسا ملک عنایت ہو کہ پھر مجھ سے لیا جائے امام شہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت  
 سلیمان علیہ السلام بقیام آتی جانے تھے کہ خاتم الانبیاء و سردر الاصفیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملک دنیا پر التفات  
 نہ فرمایا وینگے تب یہ دعا مانگی اور صاحب فتوحات فرماتے ہیں کہ مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ تھی کہ مجکو ملک عنایت کر  
 کہ ظہور اسکا افضل کسی کو نہو کیونکہ بالقول حضرت رسالت پناہ صلعم کو وہ ملک حاصل تھا چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے  
 صحیحین میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک ذریعہ فریت آیا اُس نے چاہا کہ نماز میری ٹوٹ جائے  
 اللہ نے مجکو فوت دی کہ میں نے اُسکو گرفتار کیا اور چاہا کہ ستون سجا میں باذرعون تاکہ تم لوگ دیکھو پس یاد آئی مجکو  
 و عا اپنے بھائی سلیمان کی ربیب بی ملک لا ینبغی لاحد من بعدی یعنی ای میرے رب سے بجا ایسی پادشاہی کہ میرے بعد  
 پھر کسی کو دینی سے ہو اسطے میں نے دُکا رکے و حکیل دیا مراد ملک سے اس جگہ تیسر جن دشیا طین ہے چونکہ حضرت سلیمان  
 علیہ السلام یون و عافرائی اور اس ملک کو خاص اپنے واسطے مانگا اسیلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ میں تعریف اپنا  
 اس ملک میں ظاہر کر کے اپنے بھائی کے کارخانہ میں فتور و شکستگی ڈالوں الا بالقول تعریف و قدرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 زیادہ تھا بلکہ تمام ملک و ملکوت و جن و انس و تمام عالم بہ تقدیر و تعریف الہی حیثہ قدرت و تعریف حضرت صلعم میں تھا  
 بالجلل اللہ جل شانہ نے و عا حضرت سلیمان علیہ السلام اسطے قبول کی اور ارشاد کیا مستخر نالہ الریح بحری بامرہ رجا  
 حیث اصابت الشیاطین کل بناء و غواص و اخرین مقرنین فی الاصفاد ہذا عطا زما فامن او اسک بغیر حساب  
 و ان کہ عندنا لرقی و حسن باب یعنی پھر بننے تابع کی اُسکی ہوا چلتی اُسکے حکم سے نرم دم جہان بھیجا چاہتا اور تابع کیے  
 شیطان سب عمارت بنانے والے اور غوطے لگانے والے اور کتنے بندھے ہوئے بیڑیوں میں یہ ہر بخشش ہماری اب تو  
 احسان کر بار کہ چھوڑ کچھ نہیں حساب اور اُسکو ہمارے پاس مرتبہ ہوا اور چھا ٹھکانا یہ اللہ کی مہربانی تھی کہ اسقدر تو  
 دنیا عنایت کی اور غمناک کرو یا حساب معاف کر کے بالین ہمہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو کرمی بنا کے کھاتے تھے اور کچھ ہی  
 ملک سے لیکر اپنے خرچ میں نہ لائے تھے متقابل رضی اللہ عنہ کریمہ فامن او اسک بغیر حساب سے یہ مراد ہے ہیں  
 کہ جس کو کسی قید کرنا ہوتیہ کر اور جسکو چھوڑنا ہو چھوڑو سے چنانچہ حضرت سلیمان نے یہ دستور کیا کہ دنیا میں جہان میں

معلوم کرتے کہ جن کسی کو ستا آہی تو اسکو قید کر کے دریا میں ڈبو دیتے تھے کہ بعض جنات اب تک قید ہیں تاریخ البوالفہ میں ہے کہ سال چہارم جلوس ہاہ ابارسنہ پانسو آٹھائیس میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر بیت المقدس شروع فرمایا اور آخر سنہ پانسو چھپتالیس میں فرخت حاصل کی ارتفاع اسکا تیش گز اور طول ساٹھ گز کا اور عرض نہیں گز کا تھا اور فصیل ہر وئی اسکی نو گز کی مربع تھی بعد اسکے سال چوبیس جلوس میں دار السلطنت بیت المقدس میں بنوایا یہ بنا تیرہ برس میں طیار ہوائی اور حالم التنزیل میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس کی چار دیواری برابر قد آدم بنوائی تھی اس عرصہ میں وحی ہوئی کہ تمھارے ہاتھ سے یہ تعمیر ختم نہوگی بلکہ اتمام اسکا سلیمان کے ہاتھ سے مقدر ہونا چاہا حضرت داؤد علیہ السلام اس سے دست بردار ہوئے چنانچہ اپنے عہد میں حضرت سلیمان نے چاہا کہ اس بنا کو تمام کرین تو اول ایک شہر کی بنا ڈالی اور نام اسکا بیت المقدس رکھا جب ہ شہر طیار ہو گیا تو مسجد شریف کی طرف متوجہ ہو کر اور جنات کو جمع کر کے گفتگو کا مون پر تعین کیا کہ ایک گروہ سونا چاندی یا فوش فیروزہ فربرجہ لایا اور ایک فرقہ مروارید و اجبار لایا اور ایک جماعت مشک غنبر وغیرہ اشیا جو شہودار لایا جب یہ سامان طیار ہوا تو اول حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد کی زمین کو سبز و سفید و زرد پتھر دن سے بھر دیا اور بڑے بڑے پتھر دن سے دیوار بنوائیں اور انکو جو اہر سے جڑوایا اور ستون چالینس گز کے لنبے سنگ مرمر کے قائم کرائے اور چھت جو اہر کے تختوں سے بنوائی اور آبنوس کی چار دیواری لگوائی ایک کانام باب داؤد علیہ السلام رکھا اور دوسرے کا باب طوبی اور تیسرے کا باب الحجۃ اور چوتھے کا باب النبی العربی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اندرون مسجد خدا دل طلانی و تقرنی اور میزان کرمان اور ہر ایک خانہ میں تین ایک ایک گوہر شب افروز رکھو ا دیا کہ آفتے تمام مسجد میں روشنی ہوتی تھی بعد اسکے ایک تہ نشین کہ اسکا نام تہنہ الصخرہ رکھا تعمیر کرایا اور اسپر ایک گنبد نہایت بلند بنوا کر تیسرا ہر سے اندودہ کر ایا بارگاہ کس تک اسکی روشنی میر سب آدمی سیر کرتے تھے جیسا مطرح کی عمارت طیار ہوائی اور کسی قدر کام اہمین بقی رہ گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے علما و احباب نبی اسرائیل کو جمع فرمایا کہ جس عظیم گیا اور سب اوگون سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ میں نے یہ گھر خالصاً لہ بنوایا ہے آگاہ ہو کہ جو کچھ اس گھر میں ہو صرف واسطے خدا کے جو مناسب ہو کہ علماء ربانی سے کسی وقت خالی نہ رہے اور حدیقہ الاقاہیم میں ہے کہ یہ مسجد جانب مشرقی بیت المقدس میں واقع ہو طول اسکا سات سو چوراسی گز کا ہے اور عرض چار سو پچیس گز کا اور چھت سو چوراسی ستون اسیں قائم کیے گئے تھے اور چار سو نتر تھے اور ہمیشہ رات وقت چار ہزار قندیلین روشن کی جاتی تھیں اور سات سو فراتس مسجد کی عمارت میں تھے اور چار سو تہ نشین تھے جو بھگے ہوئے تھے اور جن مسجد میں ایک صلیبہ پانچ گز کا مرتفع اور اسیں ایک تہ عظیم تھی قبہ بنجورہ بنوایا تھا اسی میں قدم سب کے قائم انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان ہے اور یہی پتھر ذس گز کا ایک جانب سے بلند ہوا تھا کہ حضرت صلعم نے فرمایا تھا سو وہ اسی طرح معلق رہ گیا اور اسی جگہ مجرب یم ذکر کیا کہ کسی حضرت سلیمان علیہ السلام واقع ہوا تھے قولہ اور عبد اللہ ابن عمر وابن عباس سے روایت ہے

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

کہ فرمایا رسول اللہ صائم نے کہ بعد تعمیر حضرت سلیمان تین دعائیں مانگیں ایک حکم مطابق حکم الہی ہو عنایت ہو اور سر مالک  
 کروہ بھی ملا تیسرا جو شخص اس مسجد میں دو رکعت پڑھے اسکے گناہ غفو ہو جاوین یہ دعا قبول نہوئی اور تین  
 امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے تینوں باتیں نہایت کرے اقصیٰ حضرت سلیمان بیت المقدس میں بننے لگے  
 کعبون ایک برس گاہے دو برس اور کعبون ایک مہینے یا دو مہینے اور اس سے کم ذریعہ بھی قیام فرماتے تھے  
 اور مسجد میں عبادت کرتے تھے اس مقام میں جہان نازت عبادت کرتے تھے صبح کے وقت ہر روز بطور خرق  
 عادت ایک رخت ظاہر ہوتا تھا حضرت سلیمان اسکا نام اور وہ ظہور اس سے دریافت کر لیتے تھے ایک دن  
 اسے کہا میرا نام خرنوب ہو فرمایا تو کسو اسطے ہوا سے کہا واسطے خرابی شہر بیت المقدس اور مسجد کے ہوں  
 کہا میری زندگی میں ایسا نہوگا اور اسکا واکھیر ڈالا اور جاننے کہیم میں جمادیا اور عانگی کہ یا ائی ہوت میری خجائے  
 ظاہر نہو تا کہ انسان جانیں کہ اذکو عالم سب نہیں ہیں چنیسے خراب عبادت میں داخل ہوسے اور  
 اپنی اذتی کے تیک کا کر نماز پڑھنے کے اسی وقت حضرت کوکس اوست علیہ السلام نے قبض روح فرمایا مگر  
 اجنبی سب اسی طرح کھڑے ہے اور جنات و شیطان لیجے سب سے اذکار شامہ میں معروف رہے یہاں تک ایک سب  
 اذکار اور انکو خبر وفات کی نہوئی تب تک سب کو کھڑے رہے اور ایک کھڑا ہوا اور حضرت سلیمان زمین پر گرے  
 حضرت عباس فرماتے ہیں کہ دیکھ کا احسان اور شہرہ ہوا کہ اس کے سبب سے موت سلیمان پڑھنے سے  
 اور جنات اسکے عوض کھانا اسکا مٹی و پانی سے کھینچ کر کھاتے ہیں اس قصہ کا اشارہ سورہ سب میں ہے

تفویح الاذکیاء جلد اول  
 حضرت سلیمان علیہ السلام

فَمَا نَفْسِنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا لَمْ يَطْعَمْهُ إِلَّا أَرَادَ أَنْ يَنْتَحِلَهُ سَأَلْنَا خَرْنُوبَ بِنْتِ الْبَحْرِ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ -  
 مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمَعِينِ عِنْدَ بَحْرِ حَبِيبٍ تَقْدِيرِي بِنْتِ سَيْمُونِ بْنِ حَبِيبٍ الْكُوَيْسِيَّةُ كَمَا رَمَى كَبِيرُ الْكَلْبِ كَالْهَتَا رَا  
 عَضَا بِحَبِيبٍ وَهَ كَرِيْرُ الْعَالِمِ كَمَا جَنُونَ نَعْمَ الْكُرْبُ حَبِيبِي كِي رَكْبَتِي مَوْتَهُ تَوْنَهُ رَسْتِي ذَلْتِ كِي تَكْلِيْفِ مِي لِحْنِي بَاو  
 عَالِمِ حَبِيبِ كَسُو اسطے ذلت با رکشی و معاری و نجاری و غیر ذلک کھیت ر ذمہ تمام برس کی اٹھالی اسی دم اپنے آپ  
 گھرنہ چلے جاتے کیونکہ حضرت سلیمان کی وفات ہو چکی تھی مگر انکو اصلاً خبر نہیں ہوئی اسوقت تک کہ بقیہ  
 کار عمارت اختتام ہوا اور کسی طرح کا کام اتنا نہ کو نہ رہا اور بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ سبب اقصیٰ بہ تمام  
 تیار نہوئی تھی ایک برس کا کام باقی تھا متقاضی اجل نے دامن سلیمان پکڑا اور روایت حیات طلب کی  
 تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے وصیت فرمائی کہ میری وفات کی اطلاع جنات وغیرہ کو نہونے پاوے  
 یہاں تک کہ مسجد بنائے سو جبے فات ہوئی تو بعد غسل و صلوٰۃ کے لاٹھی کی ٹیک دو جسم اطر کو کھڑا کیا  
 کہ جنات حضرت کو حسی واقف سمجھ کر کام میں مصروف رہے ایک برس بعد گھن کے کیرٹے نے اس لاٹھی کو نیچے سے  
 کھا لیا وہ لکڑی گری اور جسم لطیف بھی گر اسب لوگوں کو وفات کی اطلاع ہوئی جنات اسی وقت پہاڑوں

اور جنگلوں میں پوشیدہ ہوے اور ایک وایت یہ ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنی موت کا علم آیا تو نقشہ عمارت سجا قلعی کھینچ کر ٹیشیے کے مکان میں جو کہ آپ کے لیے جنات نے بنایا تھا جلوہ فرما ہوے اور دروازہ کو بند فرما کے مشغول عبادت خالق کبریا ہوے کہ بعد وفات بھی ایک برس تک جنات سجا کو بنایا کیے جب کام اسکا ختم ہو گیا تب خبر ہوئی اور جنات اپنی بے علمی و جبل کے قائل ہوے مگر اسی وقت پہاڑوں پر چل دیے حضرت سلیمان کے غمد میں جن و انسان باہم مخالفت مناسبت پر خاست رکھتے تھے اور شیاطین الجن آدمیوں کے روبرو اعمال عجیبہ و افعال غریبہ ظاہر کرتے اور افسوس تھمن ٹٹک و کفر بڑھا کرتے جس طرح اسما سے تمان و شیاطین کہ کفر و ضلالت میں مقدمہ لگتے ہیں اور انکے عجائبات کا ظہور و وسوسے ہوتا تھا ایک یہ کہ خلقت آدمی سے خلقت جنات کی متفاوت ہے اور افعال و اطوار جنات اوضاح و حرکات انسان مختلفہ ہیں مونا بگر اسی آدمیوں کے نہر انہر اروس کی خبرین لاتے اور بیان کرتے کبھی کسی کو مار ڈالتے کسی کا پیر بند کر دیتے کسی کے پیٹ میں گھستے وہ دروسے چلاتا کسی پر ایسا اثر ڈالتے کہ وہ بے تاب ہو جاتا پھر آپ ہی آپ لڑنے ان پر جسے کو تہلاتے تب کیفیت جاتی رہتی یہاں تک کہ انسان مغرور کے معتقد ہوے اور تعظیم غلط بتوں اور شیطانوں کی کرنے لگے اور ظاہر ہو کہ کام جنات و شیاطین کے بنسبت کام آدمیوں کے خوارق عادت کا حکم رکھتے ہیں اسی باعث سے ستمنا و حماقت انکے معتقد ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ارواح بعضہ امراض شرارت و خباثت میں حکم جنات و شیاطین کا رکھتے ہیں کہ بالطبع مالہ و پستش اپنی مرکز ہوتی ہے اور یہ خواہش رکھتے ہیں کہ آدمی ہماری طرف فروتنی و عاجزی پلے سرے کی اختیار کر کے رجوع لاوین اور شیاطین الجن انکو پہنچاتے ہیں انھوں نے بعض افسون کو جس سے التی ان ارواح کی طرف نکلے آدمیوں کو تعلیم کیے اور سجدہ کرنا فرمان گذارنا وغیرہ افعال تعظیمیہ سجا لانا شرط میں رکھا کہ انسان بیچارہ و شرک و ضلالت میں پڑے اور اس عمل سے آنا عجیبہ مرتب ہونے لگے کہ رفتہ رفتہ یہ عمل شنیع رائج و مشہور ہوا تھے کہ یہ خبر حضرت سلیمان کو ہوئی آپ نے آصف ابن برخیا کو ارشاد کیا کہ شیاطین کو جمع کرو اور اس قسم کے جو کچھ چیزیں انکے پاس ہوں لیکر میری گرسی کے نیچے دفن کرو اور انسان جنات و شیاطین سے ملاقات نہو کرے اور نہ ایک دوسرے سے کچھ سکھے آصف نے موافق حکم کے عمل کیا اور جب تک حضرت سلیمان زندہ رہے اسی طرح رہا بعد وفات انکے اور آصف کے شیاطین نے ظاہر کیا کہ سلیمان ساحر تھے بزور سحر پادشاہت کرتے تھے اور ہوا و انسان جنات و طیور انکے سحر رہتے تھے اور سحر کی کتابیں نیر گرسی مدفون ہیں اسکو نکالو اور مطابق اسکے عمل کرو تو مثل سلیمان تم سے بھی عجائبات ظاہر ہوں آدمیوں نے باغوا سے شیاطین و کتاہیں نکالیں اور افسون خوانی شروع کی کہ عجائب خواص انکے ظاہر ہونے لگے اور توریث خوانی اور علم دین ہوتوں ہو گیا اور عامی بہت تحصیل علم سحر پیر ہوتے ہوئی تا وقتیکہ شیاطین کو اغوا منظر تھا

اطاعت انصاف کی بخوبی کرتے رہے اور آثار اسکے ظاہر ہوتے سب جب انھوں نے دیکھا کہ یہ لوگ فضیلت میں  
پڑ گئے اور کتب انبیا سے قرار واقعی پھر گئے تو اطاعت انصاف سے دست کش ہو کر وہ آثار بھی کم ہونے لگے  
اور اس حادثہ غیبر سے کسی طرح کی حضرت یہودیوں کے دین میں پہنچی اول اعراض کتب انبیا سے دو شکرے افتقاد تا مہ  
اسما و ستان اسلاف شیاطین سے اور بجایا لانا ندور و قربان کا کہ صریح کفر و شرک ہو تیسرا اسو ظن حضرت سلیمان علیہ السلام  
حق میں یہاں تک کہ انکی نبوت سے بھی انکار کرنے لگے اور کہتے کہ سلیمان ساحر تھے چنانچہ یہودی کہتے تھے کہ محمد صلح  
باطل کو حق سے ملانے ہیں جو سلیمان کو پیغمبروں میں ذکر کرتے ہیں حالانکہ سلیمان ساحر تھے کہ بزور سحر ہوا پر چلتے تھے  
اور اسی ظن پر کہ اللہ صاحب نے رو کیا ہے کہ وہ کافر سلیمان و لکن انشیاطین کفر و العلمون الناس اسحر یعنی کفر  
نہیں کیا سلیمان نے لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ لوگوں کو سکھاتا سحر یعنی سلیمان ہرگز کافر نہیں تھا اور معتقد تھے  
اسما و اصنام و شیاطین تھا اور ندور و قربان جو کہ موقوف علیہ سحر کے تھے کعبوں بجا نہ لانا تھا کیونکہ وہ باقرار  
ایک جماعت کثیرہ یہود کے پیغمبر تھا اور عصمت پیغمبر کی کفر سے قطعی ہے بلکہ یہی کیونکہ منصب نبوت کے ساتھ کفر کونساقت  
صحیح ہو اور نبوت انبیاء علیہ السلام واسطے کفر کے ہو پس اگر جو کفر کرنے لگے تو نقص غرض لخت لازم آتی ہے  
مگر شیاطین لجن اور انس کہ حضرت سلیمان کے معجزات دیکھنے سے ایمان لائے تھے اور حافظ اہل ایمان میں داخل  
ہوئے تھے اور جو اہل نفوس انکی شرارت سے بھرے تھے وہ معتقد تھے نہایت عملیہ کے کافر ہو گئے اور تہمت دروغ  
حضرت سلیمان پر کرنے لگے کہ وہ بھی اعمال سحر کرتے تھے اور انھیں اعمال سے جن و انس و وحوش و طیور وغیرہ مجاہد  
انکے سحر و منقاد تھے اور اس قدر پر قناعت نہیں کی بلکہ اعمال سحر لوگوں کو تعلیم کرنے لگے تاکہ ماننا اپنے کافر و  
ساحر بنا دیں اور آدمی انکے افراد و دروغ سے فریب میں اگر گمان کرنے لگے کہ عمل سحر بد نہیں ہے وہ الّا اس طرح کا  
پیغمبر عالی قدر کس طرح مشغول ہوتا وہی بات یہود نے پکڑی کہ اپنے دین دکھانا سب کو چھوڑ کر اعمال سحر کی  
تلاش میں پڑے قائدہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر حضرت سلیمان نے اس طرح دی ہے اور اب تک  
نفسہ التباہج میں موجود ہے کہ چاہیے حیرے بھالی کا بیٹا اپنے باغ میں نزل فرماوے اور اسکی بیوہ کھائے  
او اور شلیم کی لڑکیوں میں تھیں قسم دیکر کہتا ہوں کہ جب میرے بھائی کے بیٹے کو پانا خبر دینا کہ میں اسکو  
بہت دوست رکھتا تھا میرے بھائی کا بیٹا سرج و سفید ہے اسکے دونوں ہاتھوں میں ترسیس کا سونا بھرا ہوا ہے  
انہی اس خبر کو کسی نصرانی نے حضرت عیسیٰ کی خبر نہیں بتلائی کیونکہ اگر عیسیٰ مراد ہوتے تو حضرت سلیمان بن کا بیٹا  
کہتے کیونکہ انکے باپ نہ تھا پس یہ خبر نہیں ہے مگر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ترسیس کے سونے سے  
یہ مراد ہے کہ فارس کا ملک مال انکے ہاتھ آوے گا اور لڑکیوں سے مراد باشندگان اور شلیم ہیں اور رنگ ہمارے  
حضرت کا سرج و سفید تھا اور اسراہیلوں کے بھائی سماعیلی ہیں جو ہمارے پیغمبر کے باپ و داد سے تھے

فائدہ تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کو تیرہ برس کی عمر میں پادشاہت ملی اور تیرہ برس کی عمر میں انتقالِ جنت فرمایا اور بعضے پچھتر بیان کرتے ہیں اور بستانِ فقہیہ ابوللیث میں حساباً چھ برس نقل کی ہے اور اخبار الدول میں اوجن برس کی عمر دروایتی ایک سو تیس برس کی عمر لکھی ہے اسی طرح اور بھی بیان کرتے ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ ولادت باسعادت حضرت سلیمان علیہ السلام کی سن چار ہزار تین سو اکانوے بہوٹی میں ہوئی ہے اور خلافت سن چار ہزار چار سو تینتیس میں اور وفات چار ہزار چار سو تترہ میں اس حساب سے عمر آپ کی بیاسی برس کی ہوتی ہے اور از روئے روایت صحیحہ کے ثابت ہے کہ بعد حضرت اود علیہ السلام خلیفہ میں حضرت سلیمان نے خلافت فرمائی فائدہ کتب سیرت واضح ہے کہ بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے رجیم ابن سلیمان پادشاہ ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ نبی بھی ہوئے و ہذا القول ضعیف جہاں بالجماع چھ برس کے بعد سیشاق فرعون مصر نے لشکر کشی کی اور اکثر عمارت کو اس کے تباہ کر دیا مگر رجیم اپنی سلطنت پر رہے اور ابابہ کے چار فرسخ مصر سے واقع ہو آباد کیا اور اٹھائیس بیٹے سو اسے بیٹلیون کے پیدا ہوئے اور سب سنتر برس پادشاہت کی اکتالیس برس کی عمر ہوئی و بقولے سن پانسو بانوے موسوی میں وفات پائی تو آسا ابن رجیم پادشاہ ہوا اسی طرح مرثیہ بعد از خزی انھیں نسل سے پادشاہ ہوا کہ یہاں تک کہ سلطنت حد قیامیہ صدیقہ یا حرمیہ کو جسکے پیر میں نقصان تھا پہنچی تو پادشاہان اطراف نے ہنقر ضعف سلطنت طمع ملکیت دل میں جمائی اول ایک جزیرہ کے پادشاہ نے جبکانام لکین تھا اور ستارہ زہرہ کی پیشکش کرتا تھا ارادہ کیا اور زہرہ مانی کہ اگر بیت المقدس کو فتح کر دے تو اپنے بیٹے کو قربانی کر دے گا پھر ہر بیٹے کو ایک شکر ہو چکا خداوند کبریا نے ہوا سے اس کے لشکر کو براب کر دیا حضرت پادشاہ محفوظ رہا اس اثنا میں اس کے بیٹے نے بیٹنا کہ زیر سے باپ لے اس طرح کی نذر کی جو سوائے اپنے باپ کو قتل کیا پھر پادشاہ موصل اور حاکم آذربایجان نے ارادہ کیا اور جانب بیت المقدس روانہ ہوئے اثنا سے راہ میں دونوں میں لڑائی ہوئی کہ دونوں مارے گئے اور لشکر کے لوگ بھاگے بنی اسرائیل حملہ مال پر متصرف ہوئے بعد ازاں یہود نے انبیاء علیہ السلام کے قتل پر اقدام کیا تب سخاریب پادشاہ بابل نے بیت المقدس کو قہر و غلبہ لے لیا اور خوب لوٹا اور جب وہ بھی اپنی سلطنت کو گیا تو بنی اسرائیل نے فسق و فجور شروع کیا خداوند عالم حضرت ارمیا علیہ السلام کو نبی کیا تب متروکین یہود نے آنجناب کو بھی قید کیا جناب منتقم حقیقی نے سخت نعرہ کو جو سپہ سالار خمیسر تھا غالب کیا اس نے بیت المقدس کو جلادیا اور اولاد یہود کو قید کر بابل میں لگیا اور مجمع یہ ہے کہ علیہ سخاریب شیخا علیہ السلام کے عہد میں ہوا اور نجات نعرہ حضرت ارمیا میں غالب ہوا ہے۔

حضرت اشیا ابن صفیث اثرت اخلا حضرت سلیمان علیہ السلام میں غازی محمد بن یحییٰ بن ہر کہ صدوفات حضرت سلیمان علیہ السلام کے عادت اسی لوین جاری ہوئی کہ ہر ایک پادشاہ بنی اسرائیل کے عہد میں ایک سون بھی معوث ہونے لگا کہ پادشاہ تعلیم و تربیت کرتا اور مصالح و مفاسد ملک کی خبر دیتا تھا چنانچہ جب پادشاہت بنی اسرائیل صدیقہ کو پہنچی تو حضرت شعیبا بنی ہوئے اور انھوں نے حضرت عیسیٰ و محمد مصطفیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے طور کی جسودی اسی زمانے میں بنی اسرائیل نے نافرمانی شروع کی اور ہمیشہ پادشاہ و نبی پر خیال نہ کیا تو سناریب پادشاہ بابل چھ لاکھ سپاہی سے جانب بیت المقدس چلا اور یلغار بیت المقدس کے گرد پونچ گیا خیر پادشاہ بنی اسرائیل کو ہوئی وہ بیمار تھا اور حضرت شعیبا علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ صدیقہ کو کو اپنے اہل بیت سے جسکو چاہے خلیفہ کرے اسکی موت قریب ہے سو حضرت شعیبا نے صدیقہ سے وحی کے موافق ارشاد فرمایا وہ روایا اور جناب حق میں بانصرع و زاری نجات بنی اسرائیل چاہنے لگا اور ایک شخص کو اپنا خلیفہ کر دیا اللہ تعالیٰ نے اسکی دعا قبول فرمائی اور حضرت شعیبا کو مطلع کیا کہ صدیقہ کی دعا قبول ہوئی اور اسکی عمر پندرہ برس زیادہ کی گئی اور دشمن سے نجات بخشی گئی چنانچہ یہ سال بھی حضرت شعیبا نے صدیقہ سے کہدیا اسنے سجدہ شکر ادا کیا اور اسی وقت درد و غم اسکا جاتا رہا جب اسنے گوسہ اٹھا تو ایک شادی نے آوزدی کہ ای پادشاہ تیرے دشمن دفع ہوئے تب پادشاہ باہر نکلا معلوم ہوا کہ تمام لشکر بلا جہدال قتال فانی ہوا صرف سناریب مع پانچ آدمیوں کے جسین ایک نجات لفر اسکا تو اسنے باقی رہا انکو بھی صدیقہ نے بذریعہ اپنے مصاحب کے گرفتار کر کے قید کیا اور خود طلوع آفتاب سے تا غروب آفتاب سجدہ شکر یہ میں پڑا رہا بعد ازاں سناریب پوچھا کہ تو نے ہمارے خدا کی قدرت کا تماشا دکھا اسنے کہا جب میں نکلنے لگا تھا اسی وقت مجھکو تیرے فتح و نصرت کی خبر ہو گئی تھی لیکن مجھ پر اور میرے لشکر یوں پر شقاوت غالب تھی کہ اسکا ظاہر ہوا پھر پادشاہ نے ان لوگوں کی گردن میں زنجیر ڈلوای اور شتر روز برابر بیت المقدس کے گرد طواف کرایا اور ہر شخص کے واسطے دو روٹیاں جو کی مقرر فرمائیں جب سناریب غیرہ پر معیشت تنگ ہوئی تو موت مانگنے لگے تب خداوند تعالیٰ نے پادشاہ کے دل میں ڈالا کہ سناریب کے مع توابع اسکے بابل کو روانہ کر تاکہ اور فلن کو ڈراوے سو پادشاہ نے سناریب غیرہ کو چھوڑ دیا چنانچہ سناریب بابل میں جا کر سات برس زندہ رہا اور وقت وفات اسنے نجات لفر اپنے نواسے کو خلیفہ کیا بعد اسکے صدیقہ نے وفات پائی اخبار اللہ وہن کہ کہ صدیقہ آخر ملوک آل داؤد سے تھا اسی شخص پر انتہائے سلطنت نبی داؤد ہوئی ہر اور سلطنت نبی داؤد چار سو پچاس برس قوم نبی اسرائیل میں رہی بعد اسکے بنی اسرائیل باہم لڑنے اور مفسدہ عظیم برپا ہوا حضرت شعیبا بہت سمجھا یا کسی نے نہ سنا آخر کار حضرت شعیبا کو وحی ہوئی کہ ایک نہ تیر قوم میں کھڑے ہو کر انڈاز و تحویل

قرار و اقمی کر اور قوم مت نکل جا سو حضرت شعیا نے بوجہ وحی عمل فرمایا بنی اسرائیل قتل کرنے پر مستعد ہوئے  
 ناچار حضرت نے ہجرت فرمائی اور حکومت بنی اسرائیل ہاشیہ ابن اموص سے متعلق ہوئی اور حضرت ارمیا  
 ابن حلیف علیہ السلام نے نیز ہجرت سے صاحب غر اس کے نزدیک حضرت ارمیا بعد حضرت شعیا کے نبی ہوئے اور  
 ابن اسحق نے زعم کیا ہے کہ ارمیا علیہ السلام حضرت بن گریہ قول خالی از ضعف نہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت شعیا  
 علیہ السلام کے عہد نبوت میں اور پلٹنے بنی بھی تھے مگر حضرت شعیا صاحب الامر تھے آزا نجما حضرت دانیال و  
 ارمیا خواہ ارمیا اور یونس ذمی النون میں بالبلد بنی اسرائیل نے فسق و فجور اختیار کیا اور حضرت ارمیا کی  
 فحاشیہ کو کان لم یکن سمجھے اور سرگز اطاعت میں نہ جھکے تب خداوند عالم نے وحی فرمائی کہ میں بنی اسرائیل کو  
 بلاک و برباد کروں گا اس بات سے حضرت ارمیا علیہ السلام بہت ڈرے اور قوم سے فرمانے لگے کہ اے قوم گناہ سے  
 باز رہو ورنہ ایک فوج آتش پرستوں کی تم پر مسلط ہوگی اس قوم کے لوگوں نے صلاح کر کے انجناب کو قید کیا  
 اور اخبار الدول میں ہے کہ تین برس کامل قوم بنی اسرائیل نافرمانی و عصیان میں سرگرم رہی تب انہیں شاہ  
 نخت نصر بابل کو مسلط فرمایا کہ وہ چھ لاکھ فوج سے بنا برخریب بیت المقدس روانہ ہوا اور اسی غرض میں  
 اللہ جل شانہ نے بیت المقدس پر بجلی گرائی کہ درویشوں و ناداروں کے مکانات جل گئے اور سات دروازے  
 بیت المقدس کے گر گئے جب حضرت ارمیا نے یہ احوال دیکھا تو وہاں سے جنگل کی طرف بھاگے  
 اور نخت نصر بیت المقدس میں داخل ہوا اور بنی اسرائیل کو قتل کرنے لگا چنانچہ چالیس ہزار خیراء تورات  
 اس معرکہ میں قتل ہوئے اور نسخ تورات جلا دیے گئے اور سونا و چاندی جو بیت المقدس میں تھا لیا  
 اور جو اہرات جو حضرت سلیمان نے بیت المقدس کی عمارت میں بیٹھا رکھا گئے تھے لوٹ لیے اور مکان کو  
 منہدم کر لیا اور ساٹھ یا تتر ہزار اولاد صبیان بنی اسرائیل کے گرفتار کر لیے اور ملک ناصرین اپنے اوپر تقسیم کی  
 تو ہر ایک کو چار چار لڑکے پہنچے اور جو سوت قیدیان بنی اسرائیل کا شمار کیا تو سات ہزار اہلبیت  
 داؤد علیہ السلام سے اور گیارہ ہزار سیط یوسف و نبیا میں سے اور آٹھ ہزار احفاد شمعون اور چار ہزار  
 اولاد یہود اسے نکلے اور ان کے تین فرقے کیے ڈولٹ جانب شام روانہ کیے اور ڈولٹ قتل کرانے  
 اور ڈولٹ مقید رکھے بعد ازاں مع مال دولت و آرایش بیت المقدس باسیران اولاد یعقوب علیہ السلام  
 روانہ بابل ہوا اور حضرت ارمیا علیہ السلام کو چھوڑ گیا اور دانیال ابن خرقیل کو مع اہلبیت دانیال لے کر  
 اپنے ہمراہ لیا گیا روایت ہے کہ ہنوز نخت نصر ولایت شام میں تھا کہ بقیہ السیف قوم بنی اسرائیل مع حضرت  
 ارمیا جانب مصر بھاگے کہ یہ خبر نخت نصر کو پہنچی اسنے فرعون مصر کو نامہ لکھا کہ میرے قیدی تمہاری پاؤں میں  
 بھاگ گئے ہیں انکو روانہ کرو ورنہ مصر کا وہی حال ہوگا جو بیت المقدس کا ہوا پادشاہ مصر نے تقاعد کیا

حضرت ارمیا  
 بنی اسرائیل  
 کی قید میں  
 تھے

اور حضرت ارمیا نے قوم کو سمجھایا کہ اب بھی توبہ کرو میں تو بخت نصر کے عذاب میں گرفتار ہو گئے وہ  
عیال میں نہ لسنے آخر کار بخت نصر جانب مصر با نواج قاہرہ روانہ ہوا قریب مصر پادشاہ مصر سے معافی طلب  
واقع ہوا اور بخت نصر غالب آیا اور جو لوگ قوم بنی اسرائیل کے تھے سب گرفتار ہوئے ان میں حضرت ارمیا  
علیہ السلام بھی تھے سو بخت نصر نے آنجناب کو دیکھ کر کہا کہ میں نے آپ کو چھوڑ دیا تھا آپ پھر اس قوم ناپاک  
شریک ہوئے حضرت ارمیا نے فرمایا کہ میں نے اس قوم کو تیری سطوت سے ڈرایا تھا لیکن انہوں نے  
خیال نہ کیا میں مجبور ہوں تب بخت نصر نے حضرت ارمیا کو چھوڑ دیا اور خود جانب بابل روانہ ہوا اور حضرت  
ارمیا علیہ السلام مصر میں رہے اخبار الدول میں ہے کہ حضرت ارمیا علیہ السلام مصر میں تھے کہ اللہ نے وحی بھیجی  
کہ میں بیت المقدس کو پھر آباد کیا چاہتا ہوں سو حضرت ارمیا علیہ السلام ایک گدھے پر سوار ہو کر جانب  
بیت المقدس روانہ ہوئے الغرض صاحب اخبار الدول نے تمام واقعہ موت حیات حمار وغیرہ کا جو برداشت  
حضرت عزیزنا علیہ السلام کی حکایت میں مذکور ہے بیان کیا ہے کہ فقیر مولف اُسکو بعینہ احوال حضرت عزیز  
گزارش کر لیا اور اخبار الدول میں ہے کہ عمر حضرت ارمیا تین سو برس کی ہوئی فائدہ اہل سیر کو  
بخت نصر کے حال میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ میکین پادشاہ کا حکم دیا گیا ہے کہ تیرے منشی تھا  
اور محمد ابن حریر طبری کے نزدیک اسکا والد کو درزوسپہ سالار کبھیسہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ہر سہ ناسی  
قائم مقام کبھیسہ کا وزیر تھا اور اخبار الدول میں ہے کہ ابن البنت سخیاریب تھا اور روضۃ الصفا میں ہے  
کہ بخت نصر ایک شخص یتیم تھا اور حال اُسکا یوں ہو کہ دانیال اکبر نے توبت میں دیکھا تھا کہ قرعہ  
ایک شخص بیت المقدس کو خراب کر لگا سو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ جگہ اُسکے نام سے  
اطلاع حاصل ہو جائے سو اللہ نے نام اُسکا خواب میں بخت نصر بتلایا کہ اُسکی تلاش میں دانیال اکبر  
جانب بابل تشریف لینگے اور مال اپنا تمنا جو دن تیسوں کو دینے لگے یہاں تک کہ ایک ذرا کا غلام  
کسی کام کو جاتا تھا دفعۃً راہ میں ایک لڑکا بیمار نظر پڑا اور اپنا نام اُسے بخت نصر بتلایا غلام نے  
یہ احوال دانیال سے کہا وہ بخت نصر کو اپنے مکان پر لائے اور معالجہ کرنے لگے جب صحت ہوئی تو  
دانیال نے کہا کہ تو آخر کار پادشاہ ہو گا اور بیت المقدس کو یہ قہر و قابہ اپنے قبضے میں لا دے گا سو تو اس  
خدمت کے عوض میں ایک خط امان کا میرے اہل و عیال کے واسطے لکھ دے بخت نصر نے کہا کہ  
آپ خوش طبعی فرماتے ہیں دانیال نے کہا لا اللہ میں سچا ہوں تو ہزار درم مجھے لے اور نامہ لکھ دے  
مگر بخت نصر اس کلام کو بہرل سمجھا اور اس تو لے کا ذکر اپنی زبان سے کیا اُسنے کہا شاید دانیال سچا ہو تو نامہ امان  
لکھ دے اور ہزار درم اپنے تصرف میں لاجنا بخت نصر نے نامہ امان لکھ دیا اسی سبب سے جب اُسکو

بیت المقدس پر غلبہ ہوا تو اُس نے دانیال اکبر کو طلب کیا وہ رحلت فرما چکے مگر دانیال ابن خزیل  
 مع اہل بیت دانیال اکبر بانامہ امان تشریف لائے اور سطوت پادشاہی سے محفوظ رہے لیکن  
 اخبار الدول میں ہے کہ دانیال اکبر کا زمانہ مابین زمانہ ہود و صالح علیہما السلام کے تھا انکو  
 بنی اسرائیل میں شمار کرنا غلط ہے فائدہ حضرت شعیا وار میا علیہما السلام نے ہمارے حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی خبرن اپنے صحیفوں میں بخوبی کہیں ہیں کہ اب تک باوصف تحریفات یہودیوں اور نصرانیوں کے  
 بھی باقی ہیں چنانکہ کچھ خبریں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حال میں بیان کی ہیں اور  
 کچھ اس جگہ بھی بیان کرتا ہوں سو خوشخبری اولیٰ اسنو کہ حضرت اشعیا علیہ السلام فرماتے ہیں  
 اور انکے صحیفہ میں کہ اب تک جیسا یون کے پاس ہو جو اور اسوقت میرے ملاحظہ میں ہو باب  
 پانچواں درس پچیس سے تا ورس اونتیس دیکھا جائے خدا قوموں کے لیے دور سے ایک جھنڈا  
 کھڑا کرتا ہے اور انھیں زمین کی انتہا سے سیٹی بجا کر بلاتا ہے اور دیکھ دے دوڑ کر جلد آتے ہیں کوئی  
 آئین نہ تھا کہ جاتا اور نہ پھسل پڑتا ہے کوئی نہ اُوگھتا نہ سوتا اور نہ کسی کا کہ بند گھلتا ہے کسی کا  
 چوٹی کا تسمہ ٹوٹتا ہے تیر تیر ہیں اور انکی ساری کمانیں کشیدہ ہیں انکے گھوڑوں کے سم چھان کے  
 پتھر کے مانند ہیں اور انکے جگر دبا دے کے مانند دوسرے شیر کے مانند گرجتے ہیں ہاں وہ جو ان کی روں کے  
 مانند گرجتے آتے ہیں وہ خوش حالی شکار پر کھڑے ہیں اور اُسے الگ ایسا تے ہیں اور کوئی بچانے والا

نہیں یہ تعریف ہے محمدی جہادیوں کے جنگی شان میں ارشاد ہے والاعادات صبیحا فالوردیات

قد جا فالغیرات صبا فاشرن بہ نقعا فوسطن بہ جمعا یعنی قسم ہو دوڑتے گھوڑوں کی ہاتھ پھر  
 آگ سلکاتی جھاڑ کر پھر دھاڑ دیتے صبح کو پھر اٹھاتے اُسین گزد پھر بیٹھ جاتے اُسوقت  
 فوج میں اور شیر کے مانند گرجنے والے محمد ہیں کہ اولاد اسمعیل سے اور دروازے آئے اور

تیر اندازی سے اسمعیل کی عرب میں مشہور ہے چنانکہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے وہ بنی اسماعیل

فان اباکم اسماعیل کان رامیا اور فرمایا من علم الرمی ثم قر کہ فلیس منا اور کتاب پیدائیش

توزیت میں ہے کہ اسماعیل تیر انداز تھا اور یہ خبر حضرت عیسیٰ پر کسی طرح صادق نہیں آتی دوسری

خوشخبری جو حضرت اشعیا نے ہمارے پیغمبر خدا کی شان میں فرمائی ہے باب بیالیس نسخہ ششم

صحیفہ اشعیا میں کہ اسوقت پیش نظر ہی موجود ہے دیکھو میرا بندہ جس سے میں نے برپا کیا میرا

برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے میں نے اپنی روح اُسپر رکھی وہ قوموں پر عدالت کر لگا وہ

نہ چلا لگا اور اپنی صدا بلند نہ کر لگا اور اپنی آواز کان ارون میں نہ سنا دیکھا جب تک زمین پر

عدالت نہ کرے نہ گھٹیکگا اور جزیرے اُسکی شریعت کے راہ کیلئے مین نے جو یہواہ ہوں تجکو رہت بازی سے  
 بلایا ہوتا تھا پکڑو نگا اور تیری حفاظت کرونگا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کی روشنی کے لیے  
 تجھے دونگا تو اندھوں کی آنکھیں کھولیکگا اور بندھوں کو قید سے اور انکو جو اندھیرے میں ہیں وہاں سے  
 نکالیکگا یہواہ مین ہوں یہ میرا نام ہے اپنی شوکت دوسرے کو نہ دونگا اور وہ ستائش جو میرے لیے  
 ہوتی ہے سو بتوں کے لیے نہونے دونگا یہواہ کے لیے نیانگیت گا دارے تم جو دریا مین گزرتے ہو اوسمیں  
 پیرتے ہو اوسے جزائر اور بان کے بسے والو تم زمین پر سترتا سراسکی ستائش کرو صحرا و دشت اور  
 صحرائی اودشتی گانون اور یہ جو قیدار مین ہیں آواز مین بلند کریں بہاڑیاں کیت گا دن پہاڑوں کی چوٹیوں پر  
 لکھاریں وہ یہواہ کا جلال ظاہر کریں اور جزیروں مین اسکی شناخوانی کریں یہواہ ایک بہادر  
 کی طرح نکل کھڑا ہوگا وہ جنگی مرد کے مانند اپنی خیرت کو ادا کسایا گا وہ اپنے دشمنوں پر بہادری  
 کریگا اور اندھوں کو اُس راہ سے جسے وہ نہیں جانتے تھے لیجاہنگا مین اُنھیں اُس راستے لیجاہنگا  
 جس سے وہ آگاہ نہیں ہیں تاریکی کو اُنکے آگے روشنی کر دوںگا اور بہت تیری چیزوں کو سیدھا مین  
 آئے یہ یہ ساؤک کر دوںگا اور اُنھیں ترک نہ کر دوںگا وہی پھر آئے جائینگے وہی نہیٹ پشیمان ہونگے جو گھدی ہوئی  
 سورتوں پر بھروسا کرتے ہیں اور وہاں سے ہوسے بتوں کو کہتے ہیں کہ تم ہمارے خدا ہو اٹھو یہ کلام  
 معجز نظام اول سے آخر تک پکارتا ہے کہ اُس شخص موعود کو جو کہ خا کا بندہ ہوگا عوم خلق کی پیشواں  
 اور سارے جہان کے لوگوں کی رہنمائی کا منصب عنایت ہوگا پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام راؤ مین ہوتے  
 کیونکہ وہ شخص موعود بندہ ہے نہ کہ خود بیٹا سواس خبر کا صدق اسی پر ہے جس سے فرمایا قل یا ایہا الناس  
 انی رسول اللہ الیکم جمیعا اور اس خبر مین نبی قیدار کی قوم کو خاص نوید ہے تاکہ نبی اسرائیل والا پیغمبر  
 نکل جائے اور نبی اسمعیل والا پیغمبر ثابت ہو جائے اور توریت سے بخوبی ثابت ہے کہ قیدار حضرت اسمعیل کے  
 بیٹے کا نام ہے اور ظاہر ہے کہ انھوں نے عربستان مین ابو دہاش اختیار کی اور سارے عرب نبی اسمعیل مین  
 داخل ہے خصوصاً قریشی قطعاً ولیقیناً نبی اسمعیل مین اسی واسطے السلام کے نسخہ صحیفہ اشعیام مین  
 اُسکے مولف نے نبی قیدار کے لفظ کو نکال ڈالا ہے اور شروع خبر مین تغیر و تبدیل کی ہے اور ظاہر ہے کہ  
 اسی پیغمبر کی شریعت مین شعائر ضروریہ سے یہ بات ہے کہ پانچون وقت منادوں پر اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جاتا ہے  
 اور امام حج مین ہر ٹیلے اور اونچے پر کوسوں ملک چکارتے ہیں اللهم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک  
 اور اسی پیغمبر ذی شان نے فرمایا ہے کہ جب نیچے سے اونچے پر چڑھو تو اللہ اکبر اللہ اکبر کہا کرو اور جب  
 بندی سے نیچے اترو تب سبحان اللہ سبحان اللہ کہو اور جب بادی مین داخل ہو یا جب منزل پر اترو

جب کوچ کر تب خدا کو اس طرح سے یاد کروا پس میں کہتا ہوں کہ یہ خبر ہمارے پیغمبر صادق آتی ہے یا اُس پر جسے ایسا کچھ نہ کیا ہو اور جسکی شریعت میں گھناہ و ناقوس سجا کر نماز پڑھتے ہوں اور دروازے بند کر کے خدا کا ذکر چپکے چپکے کرتے ہوں اسی سبب سے عیسا جبار نے کہ اور شایم میں ہوسالی مذہب کے بڑے عالم تھی اور صرف اپنی طیب خاطر سے اسلام لائے تھے گو اسی ہی کہ تو ریت میں محمد رسول اللہ کی صفت یوں لکھی ہے امة التمام دون محمد و ن اللہ فی کل منزل و یکبر و نہ علی کل شرف الی آخرہ غالب بنیادی نبی مہم فی جو السماء یعنی وہ ایسا شخص ہوگا کہ اُسکے لوگ خدا کی بڑی حمد کرنے والے ہوں کہ ہر منزل میں سفر کے خدا کی تعریف کریں گے اور ہر بلندی پر خدا کی یاد اور اڑا کا پکارنے والا جو سما میں کھڑا ہوگا پکارے گا کہ اُوخیر و نجات کی طرف اور یہ گوہی اسی ہنناد متصلہ سے ثابت ہوگا کہ اُسکے کوئی واقعہ انجیل کا ثابت نہیں اور یہ جو اشعیانے فرمایا کہ درماذہ ہوگا یہاں تک کہ انہی حکومت و عدالت کے جگہ سے بھی صریح مواصلت میں جنکی شان میں والدی عصمک من الناس نازل ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ کہ انکی یہاں حکومت کا نام نہ تھا اور کس لطافت سے جہاد کی تعریف ہو کہ خدا دشمنوں سے لڑ لیا نہ یہ کہ جیسا اسکے پیغمبر دن کے دشمنوں سے کہ مضطر کر کے مار ڈالا حقیقت میں یہ بھی رحمۃ للعالمین کی شان ہے کہ خدا کے دشمنوں سے جو لڑے تھے تو اس طرح لڑے کہ انکی بھول کی ہوس نکلتی رہے نہ بے بس و میکس ہو کر نہاں ماہے پڑے کہ بستیان اُلئی گنیں ہوں اور پانی میں غرق ہوں یا ہراسنے اُگھاڑ دیا ہوتا ہوں و باسی اُجڑ گئے ہوں بلکہ مقابل ہو کر لڑے اور مارے گئے اور زنا و فتنہ کاری اور حیرت پرستی جیسی عرب میں تھی وہی کہیں نہ تھی کہوند عرب کے لوگ خدا کی صفاتوں بالکل واقف نہ تھے اور بعد اذ کو تو جانتے ہی نہ تھے کیا چیز ہے اور پتھر اور درخت کو اس طرح خدا جانتے تھے کہ ج طرح انجیلستان میں حضرت عیسیٰ اور صلیب کی تصویر کو جانتے ہیں اور وقت عبادت آگے رکھتے ہیں سو وہ لوگ ایسے راہ یاب ہوئے کہ انکی ہدایت کا جلوہ جہان میں اب تک پھیلا ہے اور اسی جلوے کی تمنا حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام جی ہی جی میں لینگے مگر حضرت عیسیٰ کی تمنا برائے والی ہے اسکا حضرت اشعیان علیہ السلام ذکر کرتے ہیں کہ خدا کی شریعت سے نادانف کاروں کے لیے اُس بندے کو ظاہر کر دینگا کہ اُس وقت سے بُت پرستی کی موقوفی پھیلاگی اور بُت پرست لوگ ہر بتیں اٹھاویں گے اور یہ خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہرگز صادق نہیں آتی ہو کیونکہ حضرت اشعیان پکار پکار فرماتے ہیں کہ وہ شخص موعود خدا کا بندہ ہوگا نہ خود خداوند تعالیٰ سوا اسکے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت صرف نبی اسرائیل کے لیے تھی پہلی انجیل کے پندرہویں باب

نسخہ ۱۳۱۰ میں حضرت عیسیٰ کا قول نقل کیا ہے کہ تم اسے لادکانی غنم بیت سر ایل الفضالہ یعنی میں سوا  
 اسرائیل کے گھرانے کے کمرہ بھڑون کے اور کسی کے لیے بھیجا نہیں گیا اور اسی انجیل کے دسویں باب میں ہے  
 کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں کو صرف نبوت اسرائیلیہ پر بھیجا ہے اور انیسویں باب میں فرماتے ہیں کہ  
 تم بنی اسرائیل کے بارہ فرقوں پر حکومت کرو گے اور یوں لوگوں کے خطہ و سوئمہ عبرانیوں سے واضح ہے کہ  
 محمد جدید صفت خاندان اسرائیل کے لیے ہے اور یہ دعویٰ کہ حضرت عیسیٰ سارے جہان کے لیے آئے تھے  
 محض غلط ہے غایت الامر یہ البتہ بوجھا جاتا ہے بعض اقوال حضرت عیسیٰ سے کہ اگر خیر بنی اسرائیل بھی  
 مہندی بشریت عیسویہ ہوتے ہو سکتا ہے مگر بعثت انکی صرف بنی اسرائیل کے لیے ہوئی ہے علاوہ اس سے  
 تخصیص بنی قیدار کی کیسی پکارتی ہے کہ حضرت عیسیٰ مراد نہیں ہو سکتے ہیں قطع نظر اس سے حضرت عیسیٰ  
 در ماندہ ہو کر دنیا سے گئے اور اللہ نے کچھ حفاظت نہ کی اور دشمنوں سے محفوظ نہ رکھ سکا حالانکہ حضرت  
 اشعیاء کے قول میں یہ وعدہ تھا اور جن لوگوں پر حضرت عیسیٰ آئے تھے وہ لوگ ناواقف نہ تھے  
 بلکہ بڑے بڑے عالم تھے کہ حضرت عیسیٰ نے خود آنکو فرمایا ہے کہ تم لوگ علم کی گنجی ہو اور یہیل کے  
 رسالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل چار سو کئی برس پیش تر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بت پرستی  
 جھوٹ چکے تھے اور پھر کبھی بت پرستی میں نہ پڑے پس حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے کون سی بت پرستی  
 موقوف ہوئی اور کن بت پرستوں نے ہزیمتیں اٹھائیں اور باوصف اسکے مقولہ حضرت اشعیاء میں  
 عیسائیوں نے تحریف بھی کی لیکن تاہم صادق نہ آیا اور تحریف یہ ہے کہ اول جملہ کے مقام نسخہ عربیہ  
 ۱۳۱۰ میں یون بنایا یعقوب فتائی اعتراف دے کہ اسرائیل مختاری قبلہ نفسی اعظمی روحی علیہ  
 لیخرج الحکم للاحم اور نسخہ ۱۳۱۰ مطابق ۱۳۱۰ کے ہے اس نسخہ ۱۳۱۰ میں بندے کا لفظ  
 نکالا گیا تحریف اسی کا نام ہے اور اسی قول میں کہ جب تک زمین پر عدالت نہ کرے نہ گھٹیکا  
 اور جزیرے اسکی شریعت کی راہ تکینگے موجود ہے اور ۱۳۱۰ میں عاجز اور دل شکستہ بنو ہند  
 نا وقتیکہ عدل را بر زمین قائم نہ نماید و جزائر منتظر شریعت او خواہند گردید اور ۱۳۱۰ میں  
 لایسرق ولا یکسر الی ان یصنع الحکم علی الارض و علی اسمہ تکمل الامم پس ملاحظہ کرنا چاہیے  
 کہ کمان گھٹیکا اور کمان عاجز دل شکستہ بنو ہند اور کمان لایسرق اور کمان عدل کرنا  
 کہ یہ ہرنی کی شان ہے اور کمان حکومت کہ ہرنی شان نہیں بلکہ صرف بعضوں کے واسطے ہوا  
 جس طرح ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ اور داؤد علیہما السلام اور دیکھا چاہیے  
 کہ کمان جزیر اور کمان امم جو اس قول میں ہے صحرا اور دشت اور صحرائی اور دشتی کانون اور

اور یہ جو قیدار میں ہیں آواز بلند کریں پہاڑیاں گیت گادیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر لکھا ہے کہ  
 نسخہ فارسیہ مطابق جو اور عربی واسلے سے کیا خوب مختصر کر کے لکھا ہے اور قیدار کا لفظ اسے  
 مطلب کے لیے کیسا نکال ڈالا ہے افرجی ایما البریة و قرانا یعطون لہ مجاہد یعنی خوش ہوا جنم  
 اور اسکے دیہات کہ وہ خدا کی بڑائی کرتے ہیں پس باوصفت ان تخریفات کے بھی حضرت  
 اشعیا علیہ السلام کا قول حضرت عیسیٰ پر کسی طرح صادق نہیں آتا مگر یہ سارا مقولہ انکا انکی کتاب سے  
 نکالا جائے خود بخبر ہی سوم حضرت اشعیا علیہ السلام فرماتے ہیں آٹھویں باب نسخہ ششم  
 اس امت کی سے باتیں نہ کرو اور جس سے یہ ڈرتے ہیں نہ ڈرو حضرت لشکردن کے ندادند سے  
 ڈرو کیونکہ وہی مقدس ہے اور وہی پہاڑی منگ مولا پتھر جو وہ اسرائیلیوں کے لیے بنتی ہے  
 اور شام کے لیے مہاجال اور فریب جو کہ لوگ ٹھوکر کھانینگے اور گریگے اور ٹونینگے اور قیام  
 کیے جائینگے پس لپیٹ رکھو دست آویزین اور مہر کر کے رکھو چھوڑو معین جو میرے شاگردوں کے  
 پاس ہیں اور میں اب انتظار کرونگا اس مالک کا جو ہنہ چسپا دیگا اسرائیلیوں سے اور اسی  
 پر تک لگانے رہو نگا انتہی یعنی یہودی کی سی باتیں نہ کرو اور انکی طرح فلسطین اور روم اور یمن  
 وغیرہ کے پادشاہوں سے نہ ڈرو اور انکو مقدس نہ سمجھو بلکہ جانتے کہ تمہارا شام تمہارے اور  
 اعتماد لشکردن کے خاوند پر ہو جو پادشاہ عادل اور مقدس ہو وہ قیسی پتھر ہے جسے ہمارے ہاں منہ  
 متروک کیا تھا لیکن حق تعالیٰ نے اسے کونے کے سر سے پر رکھا اور خاتم الانبیا بنا یا وہ اسرائیلیوں کے  
 لیے بنسی ہے کہ انپر مسلط ہوگا اور بنسی کی طرح ایک ایک کر کے سبکو شکا کر دیگا اور یہاں تک  
 اور شام کے لیے مہاجال ہے کہ اکبارگی آسمین عمل کر دیگا اور لوگ اس پتھر سے ٹھوکر کھانینگے  
 کہ انکی نبوت میں شک کریں گے اور گریگے اور جب گریگے چور چور ہو جائینگے اور یہ پتھر ہونگے  
 قید کیے جائینگے کیونکہ بھاگنے کی طاقت نہ رکھینگے پس رفتہ رفتہ تمام خرابی اور شکا مالک  
 اور مخدوم ہو جائیگا اور سب اسکے دین میں آجائینگے سو یہ بات امام مہدی رضی اللہ عنہ کے  
 وقت میں ہوگی پس اسی پیغمبر و اپنی دست آویزین لپیٹ رکھو اور عیسیٰ انبیاء کے سمیٹ رکھو  
 کیونکہ جب وہ لشکردن کا مالک ظاہر ہوگا یہ سب منسوخ ہو جائینگے اور انکی کچھ احتیاج نہ رہیگی  
 اور اب میں اسی مالک کی جو نبی اسرائیل سے روپوش ہے اور انکو نبی اسرائیل حقیر  
 جانتے ہیں انتظار کرونگا کہ وہ اسرائیلی نہوگا بلکہ اسرائیلیوں کے گھر آنے سے ہوں جس میں لگا  
 اور انکا غور ڈھا دیگا بس یہ خیر ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے اور حضرت

پتھر

حضرت عیسیٰ کی نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت عیسیٰ ملک اور لشکر اور تیغ اور سلطنت کچھ نہ رکھتے تھے  
عیسیٰ کی صفت ایسی تھی کہ جس میں لوگ ٹھوکر کھائیں اور گرین کیونکہ انکی شرع میں قتل  
اور جیس کا حکم نہ تھا اور نہ اس میں کوئی ٹھوکر کھا کر اگر اور نہ ٹوٹا اور نہ قید ہوا اور حضرت عیسیٰ تو تھا  
اسرائیلی تھے اور بنی اسرائیل کی خاص ہدایت کو مبعوث ہوئے تھے منہ چھپانا اسرائیلوں سے  
کیا یعنی اور کسی شریعت کے بقول نصاریٰ حضرت عیسیٰ ناسخ بھی نہ تھے پھر دست و پیر کی پینٹنے کی  
کیا حاجت تھی اور کونے کے سرے کا پتھر ہونا ایسا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت ہو  
جس طرح حضرت عیسیٰ کی نبوت کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وایت کرتے ہیں  
کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن نبیاء ترک منہ موضع لبنہ  
فطاف بہ النظر یتعجبون من حسن نبیاء الامو ضع اللبنتہ ختم فی البنیان ختم فی الرسل یعنی سیری کہاوت  
اور پیغمبروں کی کہاوت ایک کی سی ہو کہ خوب بھی عمارت بنائی گئی مگر ایک اینٹ کی جگہ رہنے دی پھر  
گھومے گئے گرد دیکھتے والے کہ تعجب کرتے تھے اسکی خوبی عمارت سے مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی  
سو میں نے بنا کیا اس اینٹ کی جگہ کو جو رہ گئی تھی اور تمام ہوئی مجھے عمارت تمام ہوئی مجھے  
نبوت یہ حاجت عسیح بنماری اور مسلم میں ہو اور شکوہ میں فضائل سید المرسلین میں مذکور ہو  
اسی طرح بہت خوش خبریان حضرت اشعیانہ نبی نے دی ہیں جسکا جی چاہتے اب تک انکے  
صحیفے میں موجود ہیں دیکھئے آئندہ اگر عیسائی نکال ڈالیں تو عجب نہیں ہو کیونکہ جب چھاپا جدید  
ان کتابوں کا ہوتا ہے تب کچھ کچھ نکال ڈالتے ہیں اور حضرت ارمیا علیہ السلام کے صحیفے کے  
بارہویں باب میں جو کہ فہرست اسطر سے اسطر تک کھالیگی اور کسی انسان کو سناٹی  
نہوگی جس زمین کا میں نے قوم اسرائیل کا وارث کیا میں انہیں انکی زمین سے اکھاڑا لوگا  
اور یہود کے گھر سے انہیں سے اکھاڑا لوگا اور ایسا ہوگا کہ انکے اکھاڑنے کے پیچھے میں  
پھر لوگا اور انہیں رحم کرونگا اور ہر ایک کو اپنی اپنی میراث پر اور ہر ایک کو اپنی اپنی زمین  
پسند لوگا اور ایسا ہوگا کہ اگر میرے لوگوں کی راہیں سیکھنا کہ میرے نام سے خداوند  
ہی کی قسم کھائیں جیسا انھوں نے میرے لوگوں کو بعل کی قسم کھانا سکھا یا تو وہ میرے  
لوگوں کے درمیان آباد ہونگے انتہی لطیف یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکے اتباع جہاد کرنے والے  
یمان تک کہ مدی رضی اللہ عنہ ظاہر ہو کر سب گمراہوں کو صاف کر ڈالے گا اور اس وقت سب  
سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان لاویں گے اور آراہم سے رہیں گے اور شرع محمدی کے موافق قسم کھائیں

اور ظاہر کہ حضرت ارمیا کے بعد کسی وقت میں ایسا نہیں ہوا کہ تمام زمین میں ایک دین ہو جاوے مگر امام مہدی کے وقت میں سلامیوں کے قول پر ایسا ہوگا جب عیسیٰ علیہ السلام بھی دوسرا ظہور پکڑے اور عیسائی بھی ایسا کہتے ہیں کہ ایک دن ایسا ہوگا پس بالاتفاق ثابت ہو کہ ایک دن تمام جہان میں ایک دین جاری ہوگا اور کافر مخالف نہ رہیگا مگر حضرت ارمیا کے حکام سے نکلتا ہو کہ وہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا کیونکہ حضرت عیسیٰ کے دین میں خدا کی قسم کھانا نہیں درست اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں درست ہو سوا وقت اگر حضرت عیسیٰ کا دین ہوتا تو قسم نہ لگی نہ کھاتے اور حضرت ارمیا کہتے ہیں کہ خدا کی قسم کھانگے پس معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں جوگا اور تم لو اور کا گھالتا اور زمین موزون تھا چھین لینا اور یہود کے گھرانے کو انکا زنا یہ سب دلائل قویہ ہیں کہ یہاں سے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور اگر کوئی کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بزور شمشیر مذہب اسلام جاری کیا اور یہ خدا کی خوبی کے خلاف ہو کہ لاکھوں آدمیوں کو بے جان کر کے اپنا دین حق جاری کرے اور اللہ نے کسی نبی یا پادشاہ کو کیوں نہیں فرمایا کہ دنیا میں زور و ظلم سے میرا دین جاری کر دو تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت نوح کے وقت میں کیا ہوا تھا جو آدمیوں کو چاندون پر ندون در ندون سمیت غرق آب کی موت کسی شخص محدودہ گئے کہ پیدائش کی کتاب میں صاف موجود ہو اور حضرت ابراہیم نے لہذا عوم پادشاہ وغیرہ کو کس طرح قتل اور غارت کیا تھا اور حضرت لوط کی امت پر کس طرح آگ اور گندھک برسی تھی اور فرعون نے حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے کیسے ہلاک ہوئے تھے اور حضرت موسیٰ کے حکم سے حضرت یوشع نے کس طرح عالقہ کو تلواریں شکست دی ہو اور بنی اسرائیل کے سردار نے بارہ ہزار اسرائیلوں کو ساتھ لیکر حضرت موسیٰ کے حکم سے ند پانیوں کو کس طرح قتل کیا تھا اور انکا مال و اسباب و دواب مویشی کیسے سب لوٹ لیے تھے اور انکی ساری بستیاں اور گھر کیسے پھونک دیے تھے اور حضرت داؤد نے کس طرح چار سو اتسی کو س مصر تک میر کر کے اُس زمین کے لوگوں کو قتل کیا تھا اور جلاباب فلسطینی کو کس طرح اپنے ہاتھوں سے مارا اور سمسون نے ایک گدھے کی ہڈی سے ہزار آدمی کس طرح مار ڈالے تھے اور بنی املاک یعنی دجال کو عیسیٰ علیہ السلام اپنے دم سے کس طرح فنا کر دینگے اسی طرح ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تم لوہار کے زور سے دین حق جاری کیا تھا جسکا ذکر اشیا اور ارمیا علیہما السلام اور سارے پتھر کرنے آئے اور یہ تو اللہ کی مصلحتیں



کہ ہمارے شہر میں ایک مرتبہ قحط عظیم پڑا تھا ہمارے پادشاہ نے شاہ بابل سے استدعا کی کہ دانیال حکیم کو یہاں بھیجو کہ انکی برکت سے قحط دفع ہو سو پادشاہ بابل نے انکو یہاں بھیج دیا کہ انکی دعا سے بارش ہوئی اور قحط دفع ہوا لہذا ہمارے پادشاہ نے انکو اپنے ملک میں رکھا اور جب انھوں نے وفات پائی تو انکی لاش باحتیاط رکھ چھوڑی اب بھی جب کسی طرح کی بلاناہلی ہوئی ہو تو ہم لوگ اس مکان میں آکر بدعا و زاری عرض کرتے ہیں کہ اُسکی برکت سے بلا دفع ہوتی ہو ابو موسیٰ نے یہ کیفیت حضرت فاروق اعظم سے عرض کی انھوں نے ارشاد کیا کہ لغش مبارک کو نکال کر اور نیا کفن پہنا کر بطریق سنت اسلام دفن کر دینا ابو موسیٰ اشعری نے مطابق ایسا سے فاروق اعظم اُس لاش کو دفن کیا اور طریق جمع بین الروایتین یہ ہو سکتا ہے کہ دونوں کی لاش ملی ہو دانیال اکبر کی عراق میں اور دانیال اصغر کی سوس میں دوسرے دانیال اصغر کو ابن خرقیل کہتے ہیں یہ حضرت زمانہ نجات نصر میں تھے اور علم نجوم و رمل میں منفرد اور صلوح حکمت و معرفت میں بے نظیر تھے انکو بھی نجات نصر اور لادرسل میں گرفتار کر لیا گیا تھا مگر بابل میں پہنچ کر ایسے باحسان امتنان پیش آیا اور بعد چندے نجات نصر نے چند جوان خوبصورت صاحب حکمت و فتوت اولاد نبی اسرائیل سے اپنی خاص خدمت میں رکھے انہیں حضرت دانیال بھی تھے بلکہ انکو سب میں مستثنیٰ و مقبول کر لیا تھا اور اللہ نے انکو نبوت بھی عطا فرمائی ایک دن جو سیون نے عرض کی کہ تو ایسے شخص سے ملتفت ہو جو تجھے دین میں ناموافق اور تیرا کھانا بھی نہیں کھاتا نجات نصر نے امتحان کیا تو قول موسیٰ صحیح نکلتا ہے حضرت دانیال کو قیام بعد چندے نجات نصر نے ایک خواب عجیب دیکھا اور ڈرا کر صبح تک بالکل بھول گیا لیکن پھر بھی بخوابوں اور کابھونوں وہ بولے اگر خواب سمجھتے تو تعبیر بتلاتے نجات نصر نے کہا کہ اگر خواب اور اُسکی تعبیر نہیں بتلاتے تو میں سب کو قتل کرونگا یہ خبر حضرت دانیال کو بھی پہنچی انھوں نے داروغہ محبس سے کہا کہ میں خواب و تعبیر دونوں بیان کر سکتا ہوں داروغہ نے پادشاہ سے کہا اُسے طلب کیا اور دستور دربار کا یہ تھا کہ جو کوئی جاتا وہ اول پادشاہ کو سجدہ کرتا تھا سو حضرت دانیال نے سجدہ نہ کیا وجہ پوچھی حضرت نے فرمایا کہ میرے خدا نے سوائے اپنے دوسرے کے واسطے سجدے کا حکم نہیں دیا ہے اگر میں سجدے غیر کو سجدہ کروں تو علم و حکمت میرا جاتا رہے اور ہلاک ہو جاؤں پادشاہ نے اُس کلام کو بعد تعجب پسند کیا پھر حضرت دانیال نے فرمایا کہ تو نے ایک بُت عظیم الجثہ جسکا سر سونے کا گردن چاندی کی کمر تانبے کی پٹلیاں لوبے کی اور زابے کے نیچے ٹھیکریاں مہین دیکھا پھر دفعۃً ایک پتھر آسمان سے گرا





انتہی تورا مخصا پس میں کہتا ہوں کہ یہ عظمت عظیمہ ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور نبوت کے دانت جہاد یون کے ہتھیار میں اور شرع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سبکدوشی یعنی ماسخ ہو اور مثل سینک صحابہ عشرہ ہشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اور سنگوٹیان خلفائے عباسیہ وغیر ہم اور چھوٹا سینک حضرت امام موعود مہدی آخر الزمان ہیں اور کلام عجیب قرآن شریف یا امر اگرچہ اس خبر میں عیسائیوں نے تحریف کی ہے لیکن ہمارے مطالب کی بات اتناک موجود ہو اگر کسی کو منظور ہو تو ساقوان باب صحیفہ و انیال کا ملاحظہ کرے دوسری خوشخبری جو سوین و بارہویں باب کے ملانے سے صاف نکلتی ہے کہ حضرت دانیال فرما تے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ دجلے کے کنارے کھڑے ہوں اور ایک شخص کتانی پر پہن پتے ہو سے خالص ہونے کا پتہ کا بانڈ سے کھڑا ہو اسکا بدن برص کا منہ سجلی کا آنکھیں مانند مشعل بازو و نہر اسکے چمکتی تھیں باتوں میں ایک آواز بنگامے کی پھر میں نے دیکھا کہ دو اور کھڑے ہیں ایک نہر کے کنارے اس طرف دوسرا اس طرف سو ایک نے اس مرد کتان پوش سے پوچھا کہ ان عجائبات کا آخر کب تک ہو اُس نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بانڈ کر کے حی القیوم کی قسم کھانی اور کہا ایک وقت اور دو وقت اور آدھے وقت تک جو پر میں نہ بچھا پھر میں نے پوچھا اُس نے کہا اور دانیال تو رحلت کر یہ یا تین آخر کے وقت تک بند و مختوم مہنگی اور بہت لوگ ظاہر و پاک دخالص بنینگے کہیں شریر شرارت کرتے رہینگے اور سب شریر نہ بھینگے پروانا بھینگے اور اُس وقت وہی قربانی اٹھائی جائیگی اور تو رحلت کر رحمت پادہنگا اور دونوں کے آخر میں اپنی میراث میں اٹھ کھڑا ہوگا اٹھنے مخصا پس واضح ہو کہ مرد کتان پوش جو کنارے پر کھڑے تھے حضرت میکائیل حامل لوح تھے اور وہ دو شخص جنہوں نے پوچھا حضرت جبرئیل و اسرافیل تھے سو حضرت میکائیل نے سارے تین وقتوں کی تصریح فرمائی اور انکو خاص کہا اگرچہ وقت بہت تھے سو جبکہ ایک وقت کہا وہ حضرت عیسیٰ کا وقت ہے جس میں رحمت حق بخوبی ظاہر ہوئی اور جبکہ دو وقت کہا وہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت ہے جس میں رحمت حق و جلال و جمال و علم ظاہر و معرفت باطن نے بخوبی کمال پکڑا اور آدھا وقت حضرت امام مہدی کا ہے کہ اُس میں محمدی شریعہ کامل ہوگی اور ہر ارادہ و ولایت ظاہر ہونگے اور اس عرصہ دوران میں جو ماہین حضرت صلح و امام مہدی کے گذریگا بہتیرے شریر نبی بنینگے اور بہتیرے آپ کو امام مہدی بتلاوینگے لیکن انکی شرارت کچھ کام نہ آویگی اور شریر نا فہم یہود و نصاریٰ ہیں اور صاحب فہم اہل اسلام ہیں اور وہی قربانی اٹھ جانے سے یہ مراد ہے کہ یہ طریق قربانی جو پہل جاری ہے ہوتی ہو جائیگا اور شریعت اسلامیہ میں منسوخ ہوگا اور حضرت میکائیل حامل لوح جو اس صورت میں حضرت دانیال پر

تفریح بہت

ظاہر ہوے اسکا سبب یہ تھا کہ یہ کیفیت جلال و جمال پر دلالت کرتی تھی اور شریعت ہمارے حضرت کی  
 بین الجلال و الجمال ہولندہ اس صورت میں تشریف لائے کیونکہ اُسکی خبر کو آئے تھے فائدہ  
 اللہ عالم الغیب الخفیات نے توزیت میں لکھ دیا تھا کہ دو مرتبہ بنی اسرائیل شرارت کرینگے اُسکی  
 سزا میں دشمنوں کا غلبہ آئے گا تاکہ میں ہوگا چنانچہ اسی طرح ہوا کہ ایک مرتبہ جاہلوت غالب ہوا  
 اور جاہلوت سکینہ وغیرہ چھین لیکیا پھر حق تعالیٰ نے اُسکو حضرت داؤد کے ہاتھ سے ہلاک کیا اور  
 بنی اسرائیل کو قوت و شوکت زیادہ بخشی جب کہ حضرت سلیمان پادشاہ بنی ہوسے بعد اُسکے پھر اُن  
 لوگوں نے شرارت کی تب سخت نصرت فارسی غالب ہوا کہ اُسوقت سے پھر سلطنت بنی اسرائیل نے  
 زور نہ پکڑا اسی کا اشارہ سورہ بنی اسرائیل میں ہوتا ہے و قضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن  
 فی الارض مرتین و تنالوا کبیرا فاذا جا وعد اولہما بعثنا علیکم عبادنا اولی باس شدید نجاسوا  
 خالل الی یازوکان وعدا مفعولا ثم ردنا لکم الکرۃ علیہم الی آخر الآیۃ لکن فرین حصیر یعنی اور صاف  
 کہ سنا یا ہننے بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ تم خرابی کرو گے تاکہ میں دو بار اور جڑھ جاؤ گے بری طرح کا  
 چڑھنا پھر جب آیا وعدہ پہلا اٹھانے ہننے تم پر ایک بند سے سخت لڑائی دلائے پھر پھیل پڑے سہزون کے  
 بیچ اور وعدہ ہونا ہی تھا پھر ہننے پھیری تمھاری ماری اُنپر اور زور دیا تاکہ مال سے اور بیٹوں سے  
 اور اُس سے زیادہ کر دی تمھاری بھیرا اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا اپنا اور جو بُرائی کی تو آپ کو پھر  
 جب پہونچا وعدہ پچھلی بار کا کہ وہ لوگ اُداس کرین ہنھ اور بیٹھین سجدے میں جیسے بیٹھے پہلی بار اور  
 خراب کرین جس جگہ غالب ہون پوری خرابی آیا ہر رب تمھارا اسپر کہ تم پر رحم کرے اگر پھر وہی کرو گے  
 تو ہم پھر وہی کرینگے اور کیا ہر ہننے دوزخ منکرون کا بندی خانہ فائدہ سیاق آیت سے ایسا معلوم  
 ہوتا ہے کہ اول خرابی سخت نصرت کی اور دوسرے طیطوس رومی نے جو بعد شہادت حضرت یحییٰ علیہ السلام  
 آیا کہ بعد اسکے پھر بنی اسرائیل کو قوت نہونی جس جگہ رہے خراب و پریشان رہے اب حضرت صلعم کے  
 وقت میں ارشاد ہوا کہ اللہ مہربانی پر آیا ہر اگر اس نبی کے تاج ہو تو پھر سلطنت ملے مگر اُنھوں نے  
 شرارت کی سو مسلمانوں کو غالب کیا اور آخرت میں دوزخ اُنکا گھر بنایا

### تفریح بست چہارم در احوال حضرت عزیر علیہ السلام

تفسیر مدارک میں ہے کہ یہ نام عجیب ہے بقول محب طبری عربی عزیر دارمیا عبری اور یہ دونوں ایک ہیں مگر صحیح یہ ہے  
 کہ عزیر اور ہین اور رمیا اور کیونکہ عزیر کے باپ کا نام شرحیا تھا اور رمیا کے خلفیا اور بعضے کہتے ہیں کہ  
 حضرت عزیر اولاد دانیال اکبر سے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ اولاد یعقوب علیہ السلام ہیں نسب انکا چوڑہ دیکھئے

حضرت مارون علیہ السلام تک پہنچتا ہوا اور سامرۃ الاخبار میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ غزیر بنی نہ تھے بلکہ ایک عالم علمائے بنی اسرائیل سے تھے اور ابو الفتوح نصیر بن ابی الفرج جنلی سے منقول ہے کہ غزیر نے بیت المقدس میں مناجات کی سو انکا نام پیغمبروں میں لبا گیا کذا فی اخبار المدول احوال حضرت غزیر علیہ السلام کا یہ ہے کہ جب بخت نصر نے بیت المقدس کو خراب کیا اور اولاد بنی اسرائیل کو گرفتار کر کے بابل کو لیا تو اسیں حضرت غزیر علیہ السلام مع اپنے ایک بیٹے کے بھی قید تھے جب اللہ جل شانہ نے آپ کو قید سے نجات بخشی تو آغیاب چالیس برس کے تھے سو ایک حمار پر سوار ہو کر تنہا جانب بیت المقدس تشریف لے چکے یہاں تک کہ دیر ہزار یا دہر ہرقل واقع کنار درجہ میان واسط و مدائن یا شاہر آباد یا قریہ نصیب میں کہ ایک فرسخ بیت المقدس سے اس طرف واقع ہے پہنچے اور وہاں کے درخت میوہ دار پائے اور شہر بالکل ویران پھر تھوڑے آنچر وانگور لیکر کھائے اور کسی قدر بنی تھیلی میں رکھے اور گدھا سواری کا باندھ دیا اور ایک دیوار سے تکیہ دے کے بنظر عبرت اُس شہر کو دیکھنے لگے اور قحط سے دل میں کہتے تھے کہ یہ شہر کس طرح آباد ہوگا اور باشندے یہاں کے جو بالکل استخوان بوسیدہ ہو گئے ہیں کیونکر زندہ ہونگے چنانکہ اللہ صاحب نے سورہ بقرہ میں فرمایا او کالذی مر علی قریۃ وہی خاویۃ علی عروشہا قال انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا یعنی یا جیسے وہ شخص کہ گذرا ایک شہر پر اور وہ گر پڑا تھا اپنی چھتوں پر بولا کیونکر جلا دیگا اللہ بعد مرنے کے فاماۃ اللہ یاۃ عام تم بعثہ یعنی پھر مارا اُسکو اللہ نے تنویر بر سر اٹھایا اسی شکل و صورت و فراست پر اور طعام شراب و حمار اُسکا اس مدت تک پردہ حمایت میں رکھا تفسیر جو ابہر میں لکھا ہے کہ جب غزیر کی موت سے شتر برس گذرے تو بخت نصر باہلی مر گیا تب اللہ نے ایک پادشاہ فارسی بھیجا اُس نے بیت المقدس کو آباد کیا نام اُسکا ٹوشاک تھا اور بعضوں کے نزدیک کورس عدانی نے آباد کیا اور اُس نے بنی اسرائیل میں شاہی کی اگرچہ کئی طرح کی روایتیں اہل تاریخ نے لکھی ہیں مگر یہ دو روایتیں لائق وثوق ہیں لانما رفع اللہ فی حدیث نے لکھا ہے کہ ابتدا سے بخت نصر سنہ چار ہزار آٹھ سو اکتالیس ہبوطی خواہ چار ہزار آٹھ سو تیس میں ہوا اور تخریب بیت المقدس چار ہزار آٹھ سو سترٹھ یا اڑسٹھ ہن اور گشتاسپ ابن لہراسپ جسکو یہودی کورس کہتے ہیں سنہ چار ہزار نو سو سات میں پادشاہ ہوا سو اس نے بیت المقدس کو چار ہزار نو سو تینتیس میں آباد کیا اور یہ کورس بہمن اسفندیار تھا اور زردشت اسی سنہ میں ہوا اور گشتاسپ نے اُسکی متابعت کی پس اس حساب سے بعد تخریب شتر برس کے گذرنے پر بیت المقدس آباد ہوا ہے اور روایات سے ثابت ہے کہ بیس برس میں اسکی آبادی از سر نو کی گئی و ہذا القول اقرب

بخت نصر نے بیت المقدس کو خراب کیا اور اولاد بنی اسرائیل کو گرفتار کر کے بابل کو لیا تو اسیں حضرت غزیر علیہ السلام مع اپنے ایک بیٹے کے بھی قید تھے جب اللہ جل شانہ نے آپ کو قید سے نجات بخشی تو آغیاب چالیس برس کے تھے سو ایک حمار پر سوار ہو کر تنہا جانب بیت المقدس تشریف لے چکے یہاں تک کہ دیر ہزار یا دہر ہرقل واقع کنار درجہ میان واسط و مدائن یا شاہر آباد یا قریہ نصیب میں کہ ایک فرسخ بیت المقدس سے اس طرف واقع ہے پہنچے اور وہاں کے درخت میوہ دار پائے اور شہر بالکل ویران پھر تھوڑے آنچر وانگور لیکر کھائے اور کسی قدر بنی تھیلی میں رکھے اور گدھا سواری کا باندھ دیا اور ایک دیوار سے تکیہ دے کے بنظر عبرت اُس شہر کو دیکھنے لگے اور قحط سے دل میں کہتے تھے کہ یہ شہر کس طرح آباد ہوگا اور باشندے یہاں کے جو بالکل استخوان بوسیدہ ہو گئے ہیں کیونکر زندہ ہونگے چنانکہ اللہ صاحب نے سورہ بقرہ میں فرمایا او کالذی مر علی قریۃ وہی خاویۃ علی عروشہا قال انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا یعنی یا جیسے وہ شخص کہ گذرا ایک شہر پر اور وہ گر پڑا تھا اپنی چھتوں پر بولا کیونکر جلا دیگا اللہ بعد مرنے کے فاماۃ اللہ یاۃ عام تم بعثہ یعنی پھر مارا اُسکو اللہ نے تنویر بر سر اٹھایا اسی شکل و صورت و فراست پر اور طعام شراب و حمار اُسکا اس مدت تک پردہ حمایت میں رکھا تفسیر جو ابہر میں لکھا ہے کہ جب غزیر کی موت سے شتر برس گذرے تو بخت نصر باہلی مر گیا تب اللہ نے ایک پادشاہ فارسی بھیجا اُس نے بیت المقدس کو آباد کیا نام اُسکا ٹوشاک تھا اور بعضوں کے نزدیک کورس عدانی نے آباد کیا اور اُس نے بنی اسرائیل میں شاہی کی اگرچہ کئی طرح کی روایتیں اہل تاریخ نے لکھی ہیں مگر یہ دو روایتیں لائق وثوق ہیں لانما رفع اللہ فی حدیث نے لکھا ہے کہ ابتدا سے بخت نصر سنہ چار ہزار آٹھ سو اکتالیس ہبوطی خواہ چار ہزار آٹھ سو تیس میں ہوا اور تخریب بیت المقدس چار ہزار آٹھ سو سترٹھ یا اڑسٹھ ہن اور گشتاسپ ابن لہراسپ جسکو یہودی کورس کہتے ہیں سنہ چار ہزار نو سو سات میں پادشاہ ہوا سو اس نے بیت المقدس کو چار ہزار نو سو تینتیس میں آباد کیا اور یہ کورس بہمن اسفندیار تھا اور زردشت اسی سنہ میں ہوا اور گشتاسپ نے اُسکی متابعت کی پس اس حساب سے بعد تخریب شتر برس کے گذرنے پر بیت المقدس آباد ہوا ہے اور روایات سے ثابت ہے کہ بیس برس میں اسکی آبادی از سر نو کی گئی و ہذا القول اقرب

۱۲

الی الصواب واللہ اعلم بحقیقۃ الحال القصہ جب بیت المقدس آباد ہوا تو اللہ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو زندہ کیا اور اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خبر دوائے کسی اور فرشتہ نے پوچھا و بروایتے جانب فلک سے آواز ہوئی کہ امی عزیر تو یہاں کتنی مدت رہا حضرت عزیر نے دیکھا کہ آفتاب غروب نہیں ہوا اور میں بیان پھرن چڑھے آیا تھا تو جواب دیا کہ ایک وز مٹھا رہوں یا اس سے کچھ کم اُسنے کہا نہیں بلکہ سو برس یہاں رہا ہر کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ البقرہ قال کم لبثت یوماً او بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام یعنی کما تو کتنی دیر رہا بولامین رہا ایک وز یا روز سے کچھ کم کہا نہیں تو رہا سو برس تب تو حضرت عزیر علیہ السلام کمال تعجب میں پڑ گئے اور انکھ اٹھا کے شہر کو دیکھا تو نخل و وضہ در ضوان و بیچو گلستان پایا سے درختش رطوبی دلا ویز ترہ گیا ہش سو سن زبان تیز ترہ روئدہ درو آبہا جو جوہرہ و زندہ در و باد ہا سو بسوہ بہر گوشہ دل کشا منزلے بہر جانب از مردمان محفلے بہ اس معاملہ سے اور بھی حیران ہے پھر ارشاد ہوا کہ فانظر الی طعامک من ربک لم یتسنہ یعنی اب دیکھ اپنا کھانا اور بینا کہ شہ نہیں گیا چنانچہ حضرت عزیر نے دیکھا تو سب کھانا پینا بس تو موجود پاس رکھا تھا اور انجیر و انگور اسی طرح تازہ و تر بلا تغیر و تبدیل پائے گئے اب اور بھی تعجب ہو سے پھر ارشاد ہوا وانظر الی حمارک ونبھاک آیتہ للناس وانظر الی العظام کیف منشرا ثم نکسوا الحما یعنی دیکھ اپنے گھسے کو اور تجا کو ہم نمونہ کیا چاہتے ہیں لوگوں کے واسطے اور دیکھ ہڈیاں کس طرح انکو ابھارتی ہیں پھر انپر نہاتے ہیں گوشت چنانچہ عزیر نے دیکھا تو گھسے کی ہڈیاں سفید سفید رکھی تھیں اور گوشت پوست سارا گل کر خاکس بین ملکیا تھا سے شہر بند قابیش مجموع از ہم ریختہ استخوانا ماندہ و آن ہم بجاک آیمنہ حضرت عزیر شامل میں تھے کہ دفعۃً آواز ہوئی کہ امی استخوان بوسیرہ و فرسودہ جمع ہو جاؤ اور امی گوشت پوست و اجزاء متفرقہ باہم لمجا و چنانچہ بحکم خدا وہ گدھا حضرت عزیر علیہ السلام کے رو برو زندہ ہوا اسوقت حضرت عزیر نے کہا اعلم ان اللہ کل شیء قدیر یعنی میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اس مقام سے مذہب طبیعیوں کا باطل ہوتا ہے کیونکہ اگر یہ امر مفوض طبیعت تھا تو ضرور تھا کہ انگور و انجیر بسبب امتداد مدت دراز کے متعفن ہو جاتے اور حیوان ہر قرار رہتا اور جب حیوان باوصف کثافت کے متغیر ہو گیا اور انگور و انجیر باوجود لطافت کے تبدیل و تغیر سے محفوظ رہے تو معلوم ہوا کہ تغیر اجسام و تبدیل اجرام کوئی اور ہے طبیعت کو مطلق دخل نہیں ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت ارمیا علیہ السلام ہی اور حضرت خضر علیہ السلام بھی وہی ہیں مگر یہ قول ضعیف ہے حضرت ارمیا اور میں اور حضرت خضر اور اسی طرح یہ واقعہ بروایت صحیحہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے اور تواریخ میں لکھا ہے کہ حضرت

امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ جب دشمنوں سے پوشیدہ ہوئے تو ادھر ادھر پھرنے لگے چنانچہ ایک قریہ میں قریات شام سے پہنچے وہاں ایک پہاڑ نہایت بلند و رفیع نظر پڑا اور ایک جماعت نصرانیوں کی اسی طرف جاتی تھی آنجناب نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے اور تم کہاں کو جاتے ہو وہ بولے اس پہاڑ پر ایک دیر ہے اسمین درویش رہتا ہے وہ حل مشکل ہماری کرتا ہے اس کے پاس جاتے ہیں سو حضرت امام موسی کاظم بھی اُنکے ہمراہ چلے گئے جبکہ دروازہ دیر پہنچے تو ایک پیر کین سال نکل آیا اور حضرت امام کو منور بلور حضرت حق دیکھ کر کہنے لگا کہ تم شاید امت مرحومہ سے ہو میں تم سے چند سوال کرتا ہوں ایک سوال انہیں عسیر الجواب ہے اگر اُس سوال کا جواب دو گے تو عسلم وفضل تمہارا قابل اعتماد ہے چنانچہ گئے چند سوالات کیے آنجناب نے جواب دیے اُسے کہا یہ تو سہل تھے اب سوال سخت کرتا ہوں فرمایا اگر جواب صحیح و درست بیان کروں تو ایمان لاؤں گا درویش اہل کتاب نے کہا البتہ ایمان لاؤں گا اور اس بات پر قول قرار مضبوط ہو گیا فرمایا بیان کر اسے کہا مجھ کو خبر دو اُن دو بھائیوں سے جو کہ ایک شب میں پیدا ہوئے اور ایک روز فوت ہوئے اور عجیب ترین ہے کہ عمر ایک کی دو سو برس کی ہوئی اور دوسرے کی سو برس کی حضرت امام نے فرمایا وہ دونوں بھائی عزیز و غزیر پسران شریعت تھے کہ دونوں تو ام پیدا ہوئے اور پچاس برس تک دونوں ایک مقام میں بسر کرتے رہے پھر غزیر گدھے پر سوار ہو کر کسی کام کو گئے انکو اللہ نے مار ڈالا اور سو برس کے بعد زندہ کیا اور اسی گدھے پر سوار ہو کر اپنے گھر آئے اور اپنے بھائی عزیز کے ساتھ پچاس برس اور زندگی بسر کی بعد ازاں دونوں نے ایک روز وفات پائی اس طرح دو سو برس کے عزیز ہوئی اور سو برس کے عزیز اسی دم وہ راہب مع حاضرین مجلس ایمان لایا فائدہ روایت ہے کہ اول مسئلہ قضاء و قدر میں حضرت غزیر علیہ السلام کو خطرہ آیا تھا سو جناب باری عزاسمہ میں بہ مناجات ملتئم ہوئے یا رب خلقت خلقاً فضلاً من تشاؤ و تہدی من تشاؤ یعنی ای پروردگار تو نے پیدا کیا خلق کو پھر گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور راہِ رست دکھلاتا ہے جسکو چاہتا ہے اور اسی پر عذاب و ثواب متفرع کرتا ہے ارشاد ہوا یا عزیز اعرض عن ہذا بعد ازاں پھر اُنکے دل میں خلیجان پیدا ہوا پھر مناجات فرمائی حکم ہوا یا عزیز اعرض عن ہذا والا محزون اسمک من النبوة یعنی ای عزیز باز رہ اس سوال سے اور اگر نہیں تو نام تیرا نکال ڈالوں گا نبوت سے حضرت غزیر نے التماس کیا کہ الہی میں سخت ملول خاطر ہوں اور اسکی حکمت دریافت کیا چاہتا ہوں ارشاد ہوا یا عزیز ذلک میری ولا دخل لک فی اسرار الربوبیۃ مگر یہ دفعہ غہ اُنکے دل سے دفع نہوا لہذا حق تعالیٰ نے سو برس تک

آنکو مار ڈالا اور پھر زندہ کر کے پوچھا کہ لبت کما لبت یوما و بعض یوم ارشاد ہو گا کہ امی عزیر  
 جو شخص سو برس کو ایک دن جانتا ہو وہ اسرار ربوبیت کو کیا جانیکا کذا فی مناقب الاصفیاء القصہ  
 حضرت عزیر علیہ السلام گھر پر سوار ہو کر اپنے محلے کی طرف چلے نہ کسی نے آنکو پہچانا اور نہ انھوں نے  
 کسی کو پہچانا مسافرانہ اس تمام میں گئے جس جگہ کا خیال تھا کہ یہ ہمارا گھر ہے وہاں ایک عورت نابینا اور  
 اپانچ گنجی ملی وہ عزیر کی لونڈی تھی اُسکی عمر ایک سو بیس برس کی تھی حضرت عزیر نے اُس سے پوچھا کہ یہ  
 گھر عزیر کا ہے اُس نے کہا ہاں اور سخت روئی حضرت عزیر علیہ السلام نے پوچھا کیوں روتی ہو اُس نے کہا تو نے  
 اُس شخص کا نام لیا ہے جو سو برس سے غائب ہے کہ اس مدت میں کسی نے اُسکا نشان نہیں بتلایا اور اب تو  
 اُسکا نام بھی کوئی نہیں لیتا ہے اور کسی کو اُسکی یاد نہیں ہے صرف میں لونڈی اُسکی یاد میں رو دیا کرتی ہوں حضرت  
 عزیر نے کہا خوش ہو میں عزیر ہوں حق تعالیٰ نے مجکو سو برس کے بعد اپنے فضل سے زندہ فرمایا ہے  
 لونڈی نے کہا سبحان اللہ یہ بات کوئی مانیکا کہ تم سو برس کے بعد زندہ ہوے ہو اگر تم سے عزیر ہو تو تم  
 دعا کرو کہ میری آنکھیں ہو جائیں کیونکہ عزیر سبحان الدعوات تھے اُنکی دعا سے بیمار اچھے ہوتے تھے حضرت  
 عزیر نے دعا مانگی اُسکی آنکھیں ہو گئیں دیکھنے لگی اور اُس نے عزیر کو پہچانا پھر حضرت عزیر نے اُسکا ہاتھ پکڑا  
 وہ چل کھڑی ہوئی اور پانون اُسکے اچھے ہو گئے پھر وہ لونڈی محلات بنی اسرائیل میں پکارنے لگی  
 کہ امی بنی اسرائیل عزیر با خلعت نبوت منصب خلافت پہنچا ہے خورشید وصال از افق ہجر بر آمد ہے  
 تار یکی شب رفت و چراغ سحر آمد یہ لوگوں نے کہا امی عورت تجکو سودا ہے سو برس ہوے عزیر کو غائب ہے  
 اب اُسکا نام زندوں میں کون لیتا ہے پھر اُنکا بیٹا ایک سو دس برس یا اٹھارہ برس کا اور پوتے پرونے  
 بوڑھے بوڑھے یہ خبر مسکر دڑے اور اس عورت سے پوچھنے لگے تو کون ہے اور کیا کہتی گئے کہا میں تمھاری  
 لونڈی ہوں عزیر کی دعا سے اچھی ہوئی اور یہ کہتی ہوں کہ سو برس کے بعد عزیر زندہ ہو کر آئے ہیں  
 چنانچہ حضرت عزیر کے بیٹے و پوتے و دیگر و سار اسرائیل حضرت عزیر کے پاس آئے بیٹے نے اپنے  
 باپ کو نہ پہچانا کیونکہ حضرت عزیر جوان تھے اور بیٹے اُنکے سفید و ضعیف مگر یہ کہا کہ ہمارے باپ کے  
 دونوں شانوں کے بیچ میں ایک نشان سیاہ تھا بہ شکل ہال سو ہم دیکھیں تو پہچانیں حضرت  
 عزیر نے اپنے کپڑے اتارے تو وہ علامت نظر آئی تب خوشی سے رونے اور بہ لسان حال  
 یوں کہنے لگے مژدہ باداے سخت کہ مقصود زور باز آمد ہم مردم چشم جہانے ز سفر  
 باز آمد ہم شد الحمد کہ از وصل میمانفے ہم بہ تن خستہ دلان جان دگر باز آمد ہم بعد از ان  
 حضرت عزیر نے پوچھا تو ریت کیا ہوئی بولے بخت نصرت نے جلادی سو برس سے ہم بے کتاب ہیں

حضرت عزیز بت روئے اور کمال افسوس کیا اللہ جل شانہ نے ایک فرشتہ بھیجا اُس نے ایک طرف پانی کا  
 دیا کہ عزیز نے اُس سے پیا تمام توریت اُس کے لوح سینہ پر نقش ہو گئی کہ حضرت عزیز نے اول سے  
 آخر تک توریت لکھوادی الاُس نے والون کو تردد تھا کہ یہ توریت ہو یا نہیں اتنے میں ایک شخص نے  
 کہا کہ ہم نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ ہمارے دادا کہتے تھے جس دن نجات نصرت المقدس لوٹا اور  
 توریت پڑھنے والون کو مارا اور توریت جلا دی ہم نے ایک جلد توریت فلان پہاڑ میں دفن کر دی ہے چنانچہ  
 سب لوگ جمع ہو کر اُس جگہ گئے اور توریت کو لائے اور حضرت عزیز کی لکھوائی ہوئی توریت سے مقابلہ کیا  
 ایک حرف کا تفاوت نہ نکلا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عزیز نے فرمایا کہ اگر تمکو توریت میں کچھ شبہ ہو  
 تو سابق اس سے حضرت اشعیانے اپنے خط سے لکھ کر فلان مقام پر دفن کی ہے اُسے لاکر مقابلہ کرو چنانچہ  
 مقابلہ میں کچھ بھی فرق نہ نکلا حدیث میں وارد ہے کہ توریت وقت نزول سے کسی کو یاد نہیں ہوئی  
 سوائے عزیز علیہ السلام کے اور بعض روایت میں ہے کہ حضرت ہارون کو بھی یاد تھی بعد اس واقعہ کے  
 ایک گروہ بنی اسرائیل کا کہنے لگا کہ توریت ہم ہو کر ہاتھ آئی تو عزیز بلاشبہ خدا کے بیٹے ہیں چنانکہ  
 سورہ توبہ میں ارشاد ہوا وقت الیہود و عزیز ابن اللہ ہبیدہ ابن عمیر کہتے ہیں کہ قائل  
 اس قول باطل کا فخاص ابن عازورہ یہودی تھا اسی نے کہا تھا ان اللہ فقیر و سخن اغنیاء  
 فائدہ کتب خواص میں ہے کہ آیت کریمہ او کالذی مر علی قریۃ تا علی کل شیء قدیر کا یہ خاصہ ہے کہ  
 جو کوئی بروز یکشنبہ ساعت پنجم میں درق آہو پر لکھے اور پارچہ پاک میں لپیٹ کر آستانہ مکان بران کے نیچے  
 بگاڑے تھپڑے دنوں میں وہ مکان آباد ہو جائے اور جو آب باران رحمت سے دھو کر درختوں میں ڈالے  
 تو خوب پھلین اور قرأت اس آیت کی بنا بر قوت حافظہ و رفع قساوت و سختی قالب حکم اکسیر رکھتی ہے فائدہ  
 تو تاریخ میں مذکور ہے کہ اواخر ایام عزیز علیہ السلام میں سلطنت فارس شام سے منتقل ہو کر یونانیوں  
 اور رومیوں کو ملی اور عمر شریف دو سو برس کی ہوئی بجانب شرقی جبل طور کے مزار شریف واقع ہو کر  
 اٹکا سورہ بقرہ میں ہے اخبار اللہ ول میں کہ بعد وفات عزیز علیہ السلام کے متولی رہا  
 قدس شمعون ایک شخص اولاد ہارون سے ہوئے تھے واللہ اعلم ۔

### تفریح بست و پنجم در احوال حضرت یونس علیہ السلام

مام اُس کے باپ کا متی بفتح میم و تشدید مشناتہ فوقانیہ ہے کہذا صحیح ابن حجر اور  
 عب الرزاق نے کہا ہے کہ نثی نام والدہ کا تھا اور قہ طہی نے اپنی تفسیر میں  
 لکھا ہے کہ یونس ابن العجوز ہیں جو کہ چودہ دن مردہ رہے اور حضرت الیاس کی

دعائے پھر زندہ ہوئے اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ انکے نسب پر کسی کو  
 اطلاع نہیں اور مطالع المسرات میں ہے کہ اولاد نبیا میں سے تھے اور بعد حضرت  
 سلیمان کے نبی ہوئے اور اخبار الدول میں بعد الیسع کے لکھا ہے اور بعض بعد شعیب کے  
 کہتے ہیں مگر نزدیک اہل تحقیق کے صاحب الامر حضرت شعیب تھے اور پادشاہ خذقیہ اور  
 بنی اسرائیل فلسطین وارون میں تھے اتفاقاً موصل وینوی کے لوگ کہ ماہین شام عراق میں  
 باعانت پادشاہ بنی اسرائیل پر چڑھ آئے اور اسباب لوٹ لے گئے اور ساڑھے نو سبط قید ہو گئے  
 خذقیہ نے یہ باہر حضرت شعیب سے کہا اور عرض کیا کہ جب تک قیدی رہا نہیں ہوتے تدارک اٹکا  
 نہیں کر سکتا ہوں اس واسطے کہ جب اسطرن سے فوج جائیگی تو وہ قیدیوں کو مار ڈالینگے حضرت  
 شعیب نے فرمایا کہ تیری مملکت میں پانچ پیغمبر ہیں ایک پیغمبر کو بنا برہمیت و افہام کے روانہ کر  
 کہ انکو سمجھا دین اور قیدیوں کو چھڑا دین خذقیہ نے کہا آپ ہی کسی کو تجویز فرما دین فرمایا  
 کہ یونس بڑے محنتی و امین ہیں اور اللہ کے نزدیک عزیز اور کثرت عبادت میں سب پیغمبروں سے  
 ممتاز ہیں انکو روانہ کر اگر وہ لوگ نہ مانینگے تو یونس معجزات و خوارق سے راہ ہمت پر لاویگا  
 اسی وقت خذقیہ نے یونس علیہ السلام کو طلب کیا اور حال کہا یونس نے فرمایا کہ اگر حضرت  
 شعیب حکم الہی تجویز کرتے ہیں تو مضائقہ نہیں جاتا ہوں ورنہ میری اوقات میں خلل  
 واقع ہوگا خذقیہ نے کہا آپ کا تعین حکم خدا نہیں ہو مگر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا  
 اور وہ صاحب الامر ہیں انکی اطاعت کرنا واجب ہے ناچار جانا مناسب ہے حضرت یونس  
 گرائی خاطر سے روانہ ہوئے اور اہل بیت اپنے بھی ہمراہ لیے کہا قال اللہ فی سورۃ الانبیاء  
 و ذوالنون اذ ذہب مغاضیا الغرض نبوی میں کہ مقابل موصل کے واقع اور درمیان میں  
 وجہ ہو جسکو فرمایا ہے اور ملع ابن الارشاد پادشاہ سے ملاقات کر کے ارشاد کیا  
 کہ اللہ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے کہ بنی اسرائیل کو قید سے رہا کر اور بدخواہی نکلی نہ کر  
 اُسے کہا اگر سچے ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہکو تمہارے ملک پر مسلط نہ کرتا کہ ہم تمہارے  
 عیال و اطفال گرفتار کر لاتے کیا اسوقت اللہ کو حمایت کی قدرت نہ تھی جواب خذانی  
 تکو بھیجا ہے بالجملہ تین روز تک حضرت یونس علیہ السلام نے اُسکو فہمائش کی مگر اُسے انکا کہنا نہ مانا  
 اور بعض کہتے ہیں کہ وہ لوگ مشرک بت پرست تھے حضرت یونس نے بت پرستی کو منع کیا کسی نے نہ مانا بقول بعض  
 نو بت پرست بھیجا ہوا لہذا تیسری شخص سے ہوا وہاں کے اجماع لایا آخر کار حضرت یونس غصہ ہو کر جیابا ہن میں

مستغیث ہوئے کہ بار خدایا یہ لوگ میرا کتنا نہیں مانتے اور بند یون کو رہائی نہیں دیتے یا بت پرستی  
 نہیں چھوڑتے ارشاد ہوا کہ انکو میرے عذاب سے ڈراؤ اگر تجھکو نمانگے تو اپنے عذاب میں جو کچھ چاہتا ہے  
 بات بھی حضرت یونس کو چہ و بازار میں کہتے پھرے کہ خبر شرط ہے اپنے بادشاہ سے کہدو کہ اگر میرا  
 کتنا نہیں مانتا تو عذاب آتی آویگا ان لوگوں نے کہا عذاب کی میعاد مقرر کرو حضرت یونس نے  
 فرمایا کہ چالیس دن کا میرے تمہارے اقرار ہے اگر اس عرصہ میں تم نے مان لیا تو فیہما والا ہلاک ہو گے  
 رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ کو پہنچی بادشاہ اور ارکان دولت سخر پین کرنے لگے اور کہتے کہ یہ فقیر  
 بمخون ہر قوت خیالیہ اسکی خراب ہو گئی ہو حضرت یونس نے جناب آئی میں اتناس کیا کیا یہ آئی  
 میں نے ان لوگوں سے چالیس دن کا وعدہ کیا ہے اس وعدے کو سچا کر دکھانا نہیں تو میں خفیہ  
 ہونگا اور مارا جاؤنگا کیونکہ ان لوگوں کی غادت یہ ہے کہ جو شخص ایسا جھوٹا وعدہ کرے اسکو قتل  
 کرتے ہیں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے چالیس دن کا وعدہ کسواسطی کیا صبر کرنا چاہیے تمہارا  
 کہ آخر نکاحا ایمان مند کیا گیا تھا یہ لوگ دین کی راہ اختیار کریں گے حضرت یونس علیہ السلام اس  
 بوجہ سے سخت تنگدل ہوئے اور وعدہ سے ایک مہینا گذر گیا تب مع قابل دس بارہ لوگ  
 پر اس قوم سے علیحدہ ہو کر ٹھہرے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے اور ہمیشہ اسی دعا میں مشغول کہ یا اللہ عہ  
 میرا سچا کرو نہ خفیہ ہونگا جب تیسواں دن ہوا تو صبح کیوقت آثار عذاب نمود ہوئے یعنی  
 باد سموم بصورت ابر سیاہ یا دود غلیظ و شرارہ آتش ظاہر ہوئے اور اثر انکے بالانما لون کی  
 متصل ہو چکا تب بادشاہ مع اراکین دولت مضطرب ہو کر نکلے اور کہتے تھے کہ وہ فقیر گڑبی پیش  
 کمان ہوا انکو تلاش کرو اور جلد لاؤ کہ ہم اسکے ہاتھ پر توبہ کریں اور بند یون کو اسکے سپرد کر دیں چچ  
 دروازہ شہر کا بند کروا دیا اور ہر ایک جگہ تلاش کیا کہیں سراغ نہ چلانا چار سب لوگ عورت اور مرد مع  
 بادشاہ کہ لاکھ آدمی ہونگے برہنہ سر اور برہنہ پاگر بیان چاک جنگل میں نکلے اور بہ نیت خالص سجدہ  
 میں گر کے فریاد و فغان کرنے لگے اور کہتے کہ امانا جا رہے یونس یعنی ہم نے کفر سے توبہ کی اور تیرے  
 پیغمبر یونس کے قول پر ایمان لائے اور مارے بت ہم نے فور ڈالے اور عزم مصمم کر لے ہیں کہ  
 بنی اسرائیل کے لوگ جو قید ہیں انکو سپرد کریں گے چارہ ما ساز کہ بے یاوریم کہ گرتو برانی بکہ روا دریم  
 پیش تو گری سر و پا آدمیم ہم بامید تو خدا آدمیم یارب ہم تیرے بندے ہیں تو ہکو آنا دکر یا آئی ہم سچا رہے  
 ہیں اپنے فضل و کرم سے ہماری دستگیری کر اور یونس فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ در ماندون کی دستگیری کرتا ہے  
 اور سائلوں کو رہنمائی کرتا ہے اور ہم لوگ سائل ہیں غرض کہ چالیسویں دن وقت عصر دسویں محرم

روز پنجشنبہ حق تعالیٰ نے اپنی عنایت اور کرم سے وہ عذاب اُسے دفع کر دیا اور ہوا صاف ہو گئی  
 سب لوگ مع بادشاہ داخل شہر ہوئے اور جاسوس ہر کارے اطراف و جوانب میں دوڑائے  
 کہ حضرت یونس کو تلاش کر کے لاوین بلکہ بادشاہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص حضرت یونس کی خبر لے  
 تو میں اُسکو ایک روز تخت سلطنت پر بٹھلاؤں کہ اس میں جو کچھ دولت و مال اُسکو درکار ہوے  
 چنانچہ اس طمع سے اکثر لوگ دوڑے اور حضرت یونس علیہ السلام بعد چالیسویں دن کے جانب  
 یمنوا متوجہ ہوئے تو گائون کے لوگوں سے سنا کہ عذاب موقوف ہو گیا اور وہ لوگ تمھاری تلاش  
 میں ہیں اُنھوں نے جانا کہ میں قوم کے نزدیک بھرنے ہوا اگر اب اُنکے پاس جاتا ہوں تو ذلیل  
 کرینگے اور اگر حضرت شیعا کے پاس جاتا ہوں تو بنی اسرائیل میں بڑی شرمندگی ہوگی اس غیبت  
 سے رنجیدہ خاطر ہو کر دونوں طرفین چھوڑیں اور جانب روم متوجہ ہوئے چونکہ اس دعائے حضرت  
 یونس نے بہت جلدی فرمائی تھی اس لیے عتاب شروع ہوا اور حضرت یونس یہ سمجھ کر قوم سے  
 نکلے تھے کہ بیرون قوم کچھ عذاب و رنج نہیں ہوگا مگر جانب حق سے اُنکے ساتھ اور ہی معاملہ  
 شروع ہوا کہ اول سب رقیق ہو کر چلے گئے سوائے ایک عورت اور دو لڑکوں کے کوئی ساکن  
 نہ رہا تب ایک بیٹے کو اپنے کندھے پر دھرا اور دوسرے کو عورت نے کندھے پر لیا اور  
 منزل بمنزل چلے کرتے ہوئے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ایک درخت کے نیچے سایہ کے  
 واسطے ٹھہر گئے اور واسطے قضاے حاجت بشری کے جھل میں گھوڑا موقت بادشاہ ہوا  
 کی سواری برہم شکار اُس درخت کے متصل پہنچی اُس نے دیکھا کہ ایک عورت خوب صورت  
 جوان کمال حسن و جمال سے آراستہ دو لڑکے اپنے پیٹے میں ہوسے بیٹھی ہو سوائے اپنے لوگوں کو حکم  
 دیا کہ اس عورت کو لاؤ ہر چند عورت نے داد بیدا دیکھا کہ میں ایک مرد صالح کی سگودہ ہوں اور  
 وہ شخص پیغمبر ہیں لیکن مستی شراب اور جوش جوانی میں اُس نے ناما زبردستی اپنے ہمراہ لے گیا اب حضرت  
 یونس علیہ السلام بعد قضاے حاجت تشریف لائے تو عورت نے ملی لڑکوں سے مستفسر ہوئے  
 اُنھوں نے حال گذشتہ عرض کیا حضرت یونس نے جانا کہ معاملہ عتاب شروع ہوا ہے اور بعض  
 کہتے ہیں کہ عورت اور لڑکوں کو لیکر چلے تو ایک ندی ملی تب حضرت یونس نے ایک لڑکا کنارے  
 پر چھوڑا اور ایک کندھے پر لیکر عورت کا ہاتھ پکڑا ندی میں چلے پانی نے زور کیا عورت کا ہاتھ  
 چھوٹ گیا اور عورت کے تھامنے میں لڑکا کندھے سے پھسل پڑا گھبراہٹ میں وہ لڑکا کچھ کنارے  
 پر آئے دوسرے لڑکے پاس اُسکو بھیڑیا لیکر ایسے وقت بھیڑیا کنارے آیا اور اُسے لڑکے کو پکڑا تو

تو حضرت یونس اسکے چھوڑانے کو گجراہٹ میں چلے تو اڑکا کندھے والا پھسل پڑا ہر چند تک دوڑتا رہے کوئی ہاتھ نہ لگا مایوس ہو کر تن ہٹا دریاے روم کے کنارے پہنچے اس میں ایک جہاز چلنے والا تھا تاجرون نے اپنا مال اسباب لادا اور آتا دھروا گئی ہوتے حضرت یونس نے کہا کہ میں دریش ہوں اگر بے کر ایچھلو جھلا تو تو میں بھی جہاز میں چلون نا خدا اور تاجرون نے کہا کہ ہمارے سر اور آنکھوں پر اپ ٹھہرے آپ کی اس جہاز ہمارا پیرا پار ہوگا الغرض سوار ہوئے اور جہاز چلا جب دریا کے بیچ میں پہنچے لیک ایک ہوا سے تند چلنے لگی دریا موج زن ہوا جہاز چلنے سے تھم رہا ہر چند کہ بادبان وغیرہ لگائے پر کوئی تدبیر کارگر نہ تھی سب لوگ شور کرنے لگے کہ اسکا سبب نہیں کھلتا اور یہ معاملہ ہنئے تمام عمر نہیں دیکھا سو صاحبان تجویز کر کے کہا کہ ایک تویرا تجربہ ہو کہ جب کوئی غلام اپنے خاوند کے بے حکم بھاگ کر کشتی میں بیٹھتا ہے تب اسے بھلا کا معاملہ ہوتا ہے سو تم کشتی میں پکارو کہ جو کوئی شخص اپنے خاوند سے بھاگا ہو صاف بت بیان کر دے کیونکہ ہلاکی تمام اہل جہاز کی اسکی ہلاکی سے سخت تر ہے جب مادی نے پکارا تو حضرت یونس علیہ السلام بوسے کہ وہ غلام گرختہ میں ہوں کہ بے حکم آئی جاتا ہوں اور کشتی کے لوگوں سے کہتے تھے کہ میں ایک شخص کا غلام ہوں سو حکم اسکے بھاگا جاتا ہوں اب میرے ہاتھ پیرا بند کر دینا ڈالو کہ تمام مردم کشتی نجات پائیں نا خدا وغیرہ نے عرض کیا سبحان اللہ بھلو ہرگز آپ سے ایسا کمان فاسد نہیں ہو آپ اپنی بزرگی سے یہ کلام فرماتے ہیں تاکہ ہماری عرض میں آپ ہلاک ہوں ہم تو ہرگز روادار اس حرکت کے نہون گے حضرت یونس نے پھر وہی کلام کیا تو لوگوں نے کہا صبر کرو ہم ایک تدبیر کرتے ہیں یعنی قرعہ ڈالتے ہیں جسکے نام نکلے وہ شخص دریا میں ڈالا جائے چنانچہ قرعہ ڈالا تو حضرت یونس کے نام نکلا سب نے کہا خطا ہوئی یہ مرد بزرگ لائق اسکے نہیں کہ ایسا کمان فاسد اسکی نسبت کیا جائے دوسری مرتبہ پھر قرعہ ڈالا پھر بھی حضرت یونس ہی کا نام نکلا مار چار راضی تھے اتنی ہو کر حضرت یونس علیہ السلام کو دریا میں ڈالا کشتی روانہ ہوئی اتفاقاً دریا میں ایک مچھلی منتظر لقمہ بیٹھی تھی مچھلی نے حضرت یونس کے اس مچھلی نے نکل لیا حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ مچھلی کو وحی ہوئی کہ اسکو لے اور اسکا گوشت نہ کھا اور اسکی ہڈی مت توڑ لینے اسی وقت حکم آئی پہنچا کہ جسے دار یہ تیری غذا نہیں ہے بلکہ تیرے پیٹ میں اسکو قید کرتا ہوں سو اسکو آسب نہ پہنچے با بھلا مچھلی حضرت یونس کو لے کر دریاے روم سے بطناح میں پہنچی پھر وہ جگہ میں گری جب کہ اس معاملہ میں چالیس دن گذر گئے صاحب عالم الذیل

کتابت  
تاریخ اذکیان  
کتابت یونس  
پیرا پار کا تجربہ  
نہیں پکارا

تفسیر سورہ انبیاء میں فرماتے ہیں کہ وہ مچھلی چھ ہزار برس کی راہ پھری اور بعض کہتے ہیں ساتویں زمین تک پھری ایک دن حضرت یونس نے ایک آواز سنی اپنے دل میں کہنے لگے کہ یہ آواز کسکی ہو وحی ہوئی کہ دواب بحر کی تسبیح ہو پس حضرت یونس نے کہا لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ملائکہ نے حضرت حق میں عرض کیا کہ یہ بندہ صالح ہو اور اسکے اعمال صالح ہر روز یہاں پہنچتے تھے یارب اسکو بجات ملے تب خداوند تعالیٰ نے اونکی شفاعت منظور فرمائی اور بجات بخشی اور صحیح یہ ہے کہ جب حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں قید ہوئے تو دم اٹکا بند ہونے لگا آنجناب نے جانا کہ دم واپسین ہوا سوقت یا خدا چاہی تب کہا کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے تو بے عیب ہو میں تھا گنہگار دن میں اوپر قبہ سے بجات ہوئی چنانچہ سورہ انبیاء میں فرماتے ہیں فاستجبنا له ونجیناه من الغم وکذلک نجی المؤمنین یعنی پھر سن لی ہم نے اسکی پکار اور بچا دیا اسکو بچ سے اور یونس بچا دیتے ہیں ایمان والوں کو بالجملہ مچھلی کو حکم ہوا کہ اس زندانی کو کنارہ شامی پر ڈال دے اسنے فی الفور اگلے تو بدن اٹکا گرمی سے نرم تھا جیسے لڑکان کے پیٹ سے پیدا ہوا ہینک کہ کھلی اور پشے کے پٹھنے سے تکلیف ہوتی تھی اور طاقت نہ تھی کہ ہاتھ سے اوڑا دین الہ جل شانہ نے اوس وقت درخت کہ وہ پیدا کیا اسنے اپنی بیل سے اوپر سایہ کیا کہ کمیوں وغیرہ سے محفوظ ہوئے چنانچہ سورہ صافات میں ارشاد ہوا وان یونس لمن المرسلین اذ البق الی الفلک المشحون فاهم فکان من المدحضین فالقمہ الموت و هو لیم فلو لانا نہ کان من السبعین للبت فی بطنہ الی یوم یبعثون فنبذنا بالعرار و هو سقیم وابتدنا علیہ شجرة من قیطین لینے تحقیق یونس ہر رسولوں میں جب بھا کر پونچا اس بھری کشتی پر پھر قبہ ڈلوایا تو ہو گیا الزام کھایا پھر لقمہ کیا اسکو مچھلی نے اور وہ اونا ہنا بھایا تھا پھر اگر نہوتا کہ وہ یاد کرنا پاک ذات کو تو رہتا اسکے پیٹ میں جسد تک مردے زندہ ہون پھر ڈال دیا ہنے اسکو پٹر میدان میں اور وہ بیمار تھا اور اگا یا ہنے اوپر ایک درخت بیل کا مدت لبث میں اختلاف ہے مقاتل کے نزدیک تین دن عطا کے نزدیک سات دن سخاک کے نزدیک بیس دن سدی وکلبی و مقاتل ابن سلیمان کے نزدیک چالیس دن و ہوا صبح اور بعض کے نزدیک پھر دن چڑھے سے شام تک کذا فی المعالم تفسیر زاد المسیر میں لکھا ہے کہ خاصیت ورق قیطین کی یہ ہے کہ کھلی گرو اسکے تین آنی اگر مفسرین قائل ہوں کہ قیطین سے مراد درخت کہ وہاں اور بعض درخت کیلا بتلاتے ہیں اور بعضے انجیر کہتے ہیں اور سن اور مقاتل فرماتے ہیں کل بنت یمتد وینبسط علی وجه الارض لیس لہ ساق ولا بقی علی الشمار فہو قیصین نحو القرع والقمار والبطیخ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ مراد قیطین سے درخت کہ وہاں کئی

یہ دلیل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہنے پوچھنا کہ آپ کہہ دو کہ دوست رکھتے ہیں دنیا  
 اجل ہی شجرۃ اخی یونس کذا فی البیضاوی اور معالم التنزیل میں ہے کہ جب حضرت یونس مچھلی کے  
 پیٹ سے نکلے تو ہرنی یا بز کو ہی کوارشاد ہوا کہ انکو دودھ پلایا کرے تاکہ طاقت آوے جب گوشت و  
 پوست انکا درست ہو گیا اور قوت آگئی اور آرام پائی تو ایک دن سو گئے جب چوٹے تو وہ درخت جسکے  
 سایہ میں تھے خشک ہو گیا تھا وقوع اس حال سے حضرت یونس بہت رنجیدہ ہو کے رونے لگے  
 اسی حال میں حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ صاحب کی طرف سے پیغام کہا کہ ای یونس تو درخت  
 کے واسطے ایسا غم کرنے لگا اور میں ایک لاکھ بندوں پر کہ آخر میرا ایمان لاسے اور توبہ کی غم نہ کرتا اور بعض  
 معتقین مفسرین نے لکھا ہے کہ چالیس دن کے بعد ہرنی کا انامبی موقوف ہو گیا جب وقت معمول دودھ  
 پینے کا آیا اور ہرنی نہ آئی تو حضرت یونس نے عرض کیا یا آئی آج کے دن میں بھوکھا رہا ارشاد ہوا کہ تو  
 اس قدر تغیر عادت پسند نہیں کرتا اور مجھ سے درخواست کرتا تھا کہ میں اپنی عادت عمدہ ترک کر کے ایک لاکھ  
 اپنے بندے مار ڈالوں یہ سن کر حضرت یونس نے پھر توبہ کی اور التماس کیا کہ ای خالق کریم میں گنہگار  
 و شرمندہ ہوں اب جو کچھ تیرا حکم ہو بجا لاؤں حکم ہوا کہ اپنی قوم میں جا کے اقامت کر جب قوم کی طرف  
 تشریف لیچلے راہ میں ایک شہر پڑا اسمین ایک کھمار باسن اپنے آوے سے نکالتا تھا وحی ہوئی کہ اس  
 کھمار کے پاس جا کے درخواست کر کہ ایک لاشی سے اپنے باسن توڑ ڈال حضرت یونس نے یونہی کہا  
 کھمار نہایت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ ای مسافر تو بڑا دیوانہ ہے بھلا دیکھ تو میں نے کس محنت و مشقت سے  
 اتنے برتن بنائے ہیں اور توبے نامل کہا ہے کہ انکو توڑ ڈال سبحان اللہ کیا خوب درخواست ہے  
 ایسی بات پھر کسی سے نہ کہنا حضرت یونس نے جناب الہی میں یہ حال عرض کیا حضرت حق سے  
 ارشاد ہوا کہ اب خیال کر کے دیکھ کہ خاک اور پانی اور کلال کا ہا تجسب چیزوں کا این مالک ہوں صرف  
 اُسے تصویر بنانے میں ہاتھ سے کوشش کی ہے اور اُن سے نفع کی امید رکھتا ہے سو اُسکو اس تصویر کا  
 بگاڑنا کیسا بڑا لگا اور کتنا اسکا جی کڑھا کہ اُسے تجھکو صاف جواب دیا اور تو مجھ سے درخواست کرتا تھا  
 کہ ایک لاکھ مخلوق ہلاک کر ڈال حضرت یونس نے توبہ کی اور شرمندہ ہوئے پھر آگے چلے تو  
 ایک باغ بہشت بڑا آباد و سرسبز دیکھ پڑا وحی ہوئی کہ مالک باغ سے اسد عا کر کہ اس باغ کے  
 درخت کاٹ ڈالے پھر جو کچھ مالک اسکا جواب دے مجھ سے گزارش کر سو حضرت یونس علیہ السلام  
 نے مالک باغ سے جا کر درخواست کی اُس نے کہا کہ تجھکو عقل بھی ہوا اپنے ہوش کی دوا کر میں نے  
 کس محنت سے یہ درخت پیدا کیے ہیں اور کتنی مدت میں اس لائق ہوئے ہیں کہ اُسے نفع ہوں

اور تو کہتا ہو کہ انکو ایک مرتبہ کاٹ ڈال پھر کہو ایسی بات کسی سے نہ کہنا یہ جواب بھی حضرت یونس نے جناب باری میں عرض کیا التعرض اسبطرح کنی معاطے راہ میں گذرے اور ہر جگہ حضرت یونس کو تنبہ و آگاہی اپنی خطا پر ہوتی گئی جب بہت شرمندہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے بالکل قصور معاف فرمایا اور عمدۂ نبوت عنایت کیا اور علاقہ رسالت جو انکو حضرت شیعا علیہ السلام کی طرف سے تمنا اٹھایا اور رسول مستقل کر دیا اور ہر طرف سے دروازے لطف و رحمت کے کھول دیے جب اس ندی کے کنارے پہنچے جہاں دونوں لڑکے ہاتھ سے گئے تھے تو دیکھتے ہیں کہ گاون کے آدمی دو لڑکے لیے ہوئے کڑے ہیں حضرت یونس نے پوچھا کہ یہ دونوں لڑکے کسکے ہیں انھوں نے کہا ایک مرد بزرگ کے بیٹے ہیں کہ ایک کو ہننے بیٹھے سے چھین لیا تھا اور دوسرا ندی میں بگیا تھا دو مویوں نے ہکو دیا ہے سو ہم انکی پرورش کرتے ہیں اور انتظار میں ہیں کہ وہ مرد بزرگ طین تو اُنکے سپرد کریں اتنے میں اُن لڑکوں نے حضرت یونس کو پہچان کر کہا کہ یہی شخص ہمارا باپ ہے اُن لوگوں نے دونوں صاحبزادے سپرد کر دیے اور دریا سے پار اُتار دیا جب حضرت یونس لڑکوں کو لیکر آگے بڑھے تو اس درخت کے متصل جہاں سے اُنکی بی بی کو شہزادہ لیکیا تھا کچھ لوگ انتظار میں تھے حضرت یونس علیہ السلام نے پوچھا کیوں بیٹھے ہو بولے ہمارا شہزادہ ایک دن شکار کو یہاں آیا تھا اور کسی درویش کی عورت زبردستی لیکیا تھا اسدن سے پیٹ کے درد میں مبتلا ہو لہذا ہمارے بادشاہ نے ہکو مقرر کیا ہے کہ دیکھو جب وہ بزرگ آوین تو انکو یہاں لاؤ کہ میں تقصیر معاف کر اؤں اور عورت کو سپرد کروں اور اس عورت کے اب تک کسی نے ہاتھ نہیں لگایا ہے یہ حال سکر حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ فقیر غریب میں ہوں تب بادشاہ کے سپاہیوں نے حضرت یونس کو کمال عزت بادشاہ کے پاس پہنچایا انجناب کے پہنچتے ہی صحت ہو گئی اور بادشاہ نے عورت حوالے کی اور نقد و جنس بہت کچھ نذر کیا کذا فی التورینا اور اخبار الدول میں ہے کہ جب یونس علیہ السلام جانب نبوی تشریف لے چلے تو ایک قریبہ میں دیکھتے ہیں کہ ایک شخص سو مشقال طلا لیے ہوئے مع ایک عورت کے بیٹھا ہے سو حضرت نے اس عورت کو پہچانا اور قصہ اس عورت کا پوچھا اُس نے کہا کہ ایک بادشاہ کنارہ دریاسے اس عورت کو لیکیا تھا جب اُس نے ارادہ فاسد کیا تو اُسکے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں خشک ہو گئے لہذا بادشاہ نے یہ سونا دے کر جانب نبوی روانہ کیا ہے حضرت نے کہا کہ اس عورت کو برے سپرد کر کہ میں جان اُسے مع طلا عورت کو تفویض کر دیا جب وہاں سے دو فرسخ چلے تو ایک گاون اور ملا وہاں

ایک سوار ایک لڑکا لیے ہوئے بیٹھا تھا حضرت نے پہچانا سوار نے پوچھا تم کون ہو بولے یونس ابن مٹی ہوں اور یہ میرا بیٹا ہے میں پوچھا ہون کیو کہ ان ملا آسنے کہا میں مجھو ہوں سو میں نے وجہ میں جاں مچلی کیواسے ڈالا آسمین یہ لڑکا چنسن آیا اوس وقت میرے کان میں آواز آئی کہ اسے بحفاظت تمام رکھ یہاں تک کہ یونس آوے اب جناب تشریف لائے اسکو لیجیے حضرت یونس نے لڑکا لیا اور روانہ ہوئے تو متصل شہر نینوی کے ایک لڑکا بکر بیان چراتا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا کہ اگلی سیر باپ کو ملا دے یہ بڑا بیٹا تھا یونس آسکو پہچان کر لپٹ گئے اور دونوں خوب روئے اُس لڑکے نے کہا کہ یہ بکر بیان ایک آدمی کی بہن اول آسکو سپرد کر آؤں تب آپ کے ہمراہ ہوں چنانچہ دونوں ایک گاؤں میں گئے تو ایک پیر مرد دروازے پر تشریف رکھتے تھے اُس نے اوس لڑکے نے کہہ دیا یہ شخص یعنی یونس میرا باپ آگیا ہے اب جانا ہوں اُس پیر مرد نے دست مبارک یونس علیہ السلام کو بوسہ دے کر کہا کہ یہ لڑکا ایک بھیڑیا اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے میرے پاس لایا اور بولا کہ اسکو حفاظت سے رکھ یہاں تک کہ یونس آوین سو آپ تشریف لائے اپنی امانت سنبھالیجیے پھر وہاں سے آگے بڑھے اور سرحد موصل اور نینوی پر پہنچ کر ایک آدمی بنا بر اخبار قوم روانہ فرمایا اُس نے شہر کے لوگوں کو خبردار کیا کہ یونس علیہ السلام باعدہ رسالت جلوہ فرما ہوتے ہیں اور ایک روایت ہے کہ قریب شہر نینوی کے ایک شخص بکر بیان چراتا تھا حضرت یونس نے اُس سے دو دھماگادہ بولا جب سے یونس وہاں سے چلے گئے ہیں سب بکریوں کا دودھ خشک ہو گیا ہے تب حضرت نے ایک بچہ کی چھاتیوں پر ہاتھ لگایا تو دودھ بننے لگا اُسکو نہایت تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ اگر یونس زندہ ہے تو بلاشبہ تو ہی ہو فرمایا میں یونس ہوں قوم کو خبر کر آسنے کہا وہ کب مانیگے فرمایا بکر بیان لیتا جا یہ گواہی دینگے سو وہ گیا اور خبر آمد یونس علیہ السلام کہنے لگا قوم کے لوگوں نے اُسکا کہنا نہ مانا اُس نے قسم کھائی کہ میں سچا ہوں اور یہ بکر بیان میرے صدق قول کی گواہ ہیں اوسیدم بکریوں نے گواہی دی لوگوں کو تیسرا ہوا رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ کو ہوئی وہ مع ارکان دولت حاضر ہوا اور بکال مکریم و تعظیم شہر میں لیکھا اور مدت دراز تک سرگرم تہمت رہا جب بادشاہ مر گیا تو حضرت نے اُسی چرواہے کو خلیفہ کیا اور خود بت تشریف آدیوں کے جو نہایت جاہل تھے جبل صیہون پر تشریف لائے اور عبادت میں مصروف ہوئے یہاں تک کہ وفات پائی اسی جگہ مدفون ہیں اور بقول بعضے زمین موصل میں دفن ہوئے ہیں اور امام ابو الفتح کے نزدیک قرہ حلون میں مدفون ہیں اور بعضے کو نے میں لکھتے ہیں عمر حضرت یونس کی ساٹھ برس کی ہوئی کذافی اخبار الاول قائد مولانا عبدالقادر محدث موضع النواں کے فائدے میں لکھتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام

۱۰  
۱۱  
۱۲

خزقل علیہ السلام کے یاروں میں تھے انکے حکم سے جانب بنوی تشریف لیگئے تھے اور حضرت اساذ الاثناؤقرین ہ  
تفسیر غزیری میں فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام کو حضرت شیعا علیہ السلام نے بھیجا تھا فرغ تعارض یون ہکسا  
کہ اسوقت تک حضرت شیعا علیہ السلام زندہ ہونگے قائمہ سورہ نون وانعم من ارشاد ہوتا ہے فاصبر حکم ربک وانکن  
کصاحب الحوت ذنادی بہ وہو مکتوم لولان تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذ بالعرار وہو مذموم یعنی اب تو ٹھہراہ دیکھ اپنے رب کے  
حکم کی اور مست ہو جیسے مچھلی ولاجب پکارا اور وہ غصہ میں بہا رہتا اگر نہ سنبھالتا اسکو احسان تیرے  
رب کا تو پھینکا گیا ہی تھا پھیل میدان میں الزام کہا کہ پس ظاہر آیت سے پایا جاتا ہے کہ انکو میدان میں  
نہیں پھینکا اور آیت سورہ والصفات سے جو اوپر گزری کہ فبذناہ بالعرار وہو مستقیم صاف واضح ہے  
کہ میدان میں پھینکا دیا اسوائے رف نماض میں اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ مراد شرط و جزا سے آیت  
اولیٰ میں یہ ہے کہ یونس پھینکے گئے میدان میں ولکن اگر رحمت ازی الہی شامل حال اسوقت نہوتی  
تو جسطح ضعیف دزار سبے گوشت و پوست شکم ماہی سے نکلے تھے ویسے ہی پر سے رہتے اور وہ بیک  
درخت کہ وہ پیدائش مادہ آہو کہ ظاہر اسباب حیات ہوتی ظہور میں نہ آتی اور عالم التنزیل میں ہوا لولان  
تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذناہ بالعرار وہو مذموم لکن تدارکہ نعمۃ فبذوہو غیر مذموم قائمہ اگر کوئی شبہ کرے  
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لاینبغی لاحدان نقول انما خبر من یونس بن سنی یعنی نہیں  
زیب ہے کسبکو کہ یہ کہے میں بہتر ہوں یونس بن سنی سے اس سے فضیلت حضرت یونس کی نکلتی ہے تو  
رفع اس غلطی کا ہے کہ اگر وہ حضرت تمیر شکم سے نفس شریف اپنا ہے تو یہ کلام بطریق متوضع و فوری ہے  
کہ عادت شریف تھی اور اگر نفس گویند سخن مراد ہے تو لا حاجۃ الی التاویل امام شہاب الدین تمشہبی  
فرماتے ہیں عقائد میں کہ نفس پیغمبر مراد نہیں ہے بلکہ نفس گویندہ یعنی جائز نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنے  
خیال میں یہ بات لاوے کہ میں بہتر ہوں یونس سے اور یونس کا ذکر اس حدیث میں اسلئے فرمایا کہ  
خداوند کبریٰ نے اپنے کلام میں ارشاد کیا ہے فاصبر حکم ربک الخ کہ اس میں گنجائش ہے کہ شیطان کسی کے  
دل میں یہ بات ڈالے کہ میں یونس سے بہتر ہوں کہ مال و جان کو راہ خدا میں بذل کرتا ہوں اور صحبت  
پر صبر کرتا ہوں اور یہ گراہی صریح ہے کہ چونکہ ممکن نہیں ہے کہ احد من الناس کسی حضرت میں نبی سے کامل  
ہو لہذا حضرت نے تعلیم کیا اپنی است کو تاکہ تعظیم انبیاء میں کوشش کریں اور کید شیطان سے محفوظ رہیں  
اسی طرح لافضلونی علی موسیٰ واسطی تعلیم است کے ارشاد کیا ہے اور یہ موقوف ہے ایک قصہ پر کہ واقع  
ہوا اہل اسلام اور یہودی میں یعنی یہودی نے کہا کہ موسیٰ تمام خلق اللہ سے افضل ہیں مسلمان نے  
ایک طمانچہ مارا یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی فرمایا لافضلونی یعنی ایسا کلام دلیل تعصب ہے

اور اس میں تحقیق و تمیز لازم آتی ہو اور اسے طرح فرمایا لا سحاب و ما بین الانیبار اور معنی مجاہدہ یہ ہیں کہ ایک کے فلاں پیغمبر بہتر ہو فلاں پیغمبر سے اور دوسرا خلاف اسکے کہے **فائدہ** رسالہ سراج لطیف الیٰنی میں حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس پھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام تھے اسکے نرنے صحبت چاہی تو اسے سننے لگا کہ میں حاملہ دو لیت ہوں ہرگز شہوت و حیات سے مشغول نہوگی اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ دو پیغمبر و نکو خلوت حاصل ہوتی یونس علیہ السلام کو بطن موت میں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بساط نور پر ملکوت میں اور سبب دو دنوں مراجع کا یہ ہوا کہ بعض کفار کہتے تھے کہ آسمان اللہ کا ہے اور زمین و دریا غیر اللہ کا سو اللہ نے سراج یونس علیہ السلام وسط دریا میں فرمائی اور سراج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوق السموات **فائدہ** ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اعظم اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ کوئی در ماندہ و عاجز و مبلکہ بلا اس تسبیح کو نہیں پڑھتا مگر اللہ تعالیٰ اس غم سے نجات دیتے ہیں اور مشائخ طریقت لکھتے ہیں کہ یہ آیت جملہ غم و اندوہ کے واسطے تریاق مجرب ہے اور الغرض کوئی عمل مجرب سیرج الاثر جب کثرت قرآن و حدیث و اقوال مشائخ سے پایا جائے سوائے اسکے معلوم نہیں ہوتا اگر کوئی شخص اسکے تاثیرات میں شبہ کرے تو زندق و ملحد ٹھہرے اور طریق اسکے عمل کا کئی طریق سے ہر اول ایک لاکھ پچیس ہزار بار چند آدمی بیہیت اجتماعہ بشکل مجلس واحد میں بخشوع و خضوع پڑھیں خواہ تین مجلس میں دوسرا طریق یہ ہے کہ ایک آدمی تنہا اپنے مراد کی واسطے تین ہزار ایک سو پچیس مرتبہ پڑھے کہ چالیس روز میں سو لاکھ بار ہو جاتا ہے تیسرا طریق یہ ہے کہ ایک آدمی بعد نماز عشا کے تین سو مرتبہ اس طرح پڑھے کہ اول طہارت کاملہ کرے اور مکان کو اندھیرا کر دے اور ایک پیالی میں پانی بھر کر اپنے پاس رکھے اور جانب کعبہ شریف متوجہ ہو کر پڑھنا شروع کرے اور کچھ لمحہ اوس پالی کو اپنے ہاتھ سے بدن پر طہار ہے اسے طرح تین روز یا سات روز یا چالیس روز پڑھے مطلب حاصل ہوتا ہے کہ قال مولانا اشاذالاشاذ فی تفسیر الفریضی چونچھا طریق یہ ہے کہ بارہ دن بارہ ہزار بار پڑھے تنہا یا چند آدمی مل کر یا سچوان طریق یہ ہے کہ بارہ دن ایک بارہ سو مرتبہ ایک شخص با طہارت و خضوع و خضوع پڑھے ان سارا سبب و مراد حاصل ہو اور سوائے طریق مذکورہ کے اور طریق بھی کتب مشائخ میں لکھے ہیں اس مقام پر بالاستیعاب بیان طریق کا بیفائدہ معلوم ہوتا ہے اسقدر اس مقام کے لیے کافی و کافی ہے **فائدہ** بعض کہتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام جب غصہ ہو کر قوم سے چلا گئے تھے پیغمبر تھے اور بعض کہتے ہیں کہ

بعد عتاب و خطاب کے حضرت یونس علیہ السلام کو والد نے نبی کیا اور اول مرتبہ جاتب حضرت  
شعبا علیہ السلام سے خواہ حضرت حزقیل علیہ السلام کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور اس قصہ  
سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعد عتاب و خطاب کے حضرت یونس کو والد جل شانہ نے مانند حضرت شعبا کے  
نبی کیا اور قبل اسکے شایستگی اس منصب کی نہ تھی بلکہ نبی متعبد تھے کذا روی سعید ابن جبیر عن  
ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دلیل کہ یہ سورہ صافات ہو قبضہ ناہ بالعار و ہو سقیم و ابنتنا علیہ شجرۃ  
من لقیطین و ارسلناہ الی ماتہ الف و ایزیدون فاما وقتما ہم الی احین یعنی پس ڈال دیا ہننے اُسکو  
پتھر میدان میں اور وہ بیمار تھا اور اگلیا ہننے اسپر ایک درخت بیل کا اور بھیجا اوسکو لاکھ آدمیوں پر  
یا زیادہ پھر وہ یقین لائے پھر ہننے اُنکو برتے دیا ایک وقت تک اور بعضے کہتے ہیں کہ قبل اس عتاب  
و خطاب کے بھی رسول تھے مگر قال اسدوان یونس لمن یسلین اذ ابق الی الفک المشحون فاندہ لاکھ یا  
زیادہ سے مراد یہ ہو کہ اگر مائل بائع گئے جاوین تو لاکھ آدمی تھے اور جو سب کو شامل گنیں تو زیادہ  
تھے یہ اسد کو شک نہیں ہو جو کوئی لمحہ خیال کرے کہ احقہ مولانا عبدالقادر فی ترجمہ آور معالم التنزیل  
میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آیہ میں او معنی العادہ یعنی ویزیدون اور مقاتل و کلبی نے  
نزدیک معنی اویزیدون کی بل ویزیدون ہیں یعنی بھیجا اوسکو لاکھ آدمیوں پر بلکہ زیادہ پر اور زجاج کی  
یہ تاویل ہے کہ اویزیدون علی ظلم و تقدیر کم یعنی یہ شک دیکھنے والوں کی نگاہ پر معمول ہے کہ قوم کو دیکھ کر  
کہیں لاکھ ہیں یا زیادہ اس مقام سے معلوم ہو کہ اول رسالت حضرت یونس کی لاکھ آدمیوں پر  
تھی اور بعد عتاب و خطاب کے اُس لاکھ آدمیوں سے اور زیادہ کیے گئے مگر مقدار زیادت میں  
اختلاف ہے آبی ابن کعب اور حضرت ابن عباس و مقاتل رضی اللہ عنہم میں ہزار فرماتے ہیں اور سعید  
ابن جبیر شہزاد کذا فی المعالم والبیاضی فاندہ حضرت یونس علیہ السلام انبیاء اولو العزم من حدود  
سینین ہے کیونکہ ہمارے حضرت کو سورہ احقاف میں ارشاد کرتے ہیں فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل  
اور سورہ قلم میں کہتے ہیں فاصبر حکم ربک ولا تکن کصاحب الحوت اور صاحب حوت حضرت یونس  
علیہ السلام ہیں اب جانا چاہیے کہ انبیاء اولو العزم میں اختلاف ہے ابن زید سے منقول ہے کہ جملہ  
انبیاء اولو العزم ہیں اور حرف من برابر تینس ہونہ برائے تبعیض اور بعضے کہتے ہیں کہ سب انبیاء  
اولو العزم ہیں مگر یونس علیہ السلام کہ اوتنے جلدی واقع ہوئی ولہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو  
ارشاد ہوا ولا تکن کصاحب الحوت اور بعضے کہتے ہیں کہ اولو العزم سے اشارہ پیغمبر مراد ہیں جنکا ذکر  
سورہ النعام میں کر کے ارشاد فرماتے ہیں اولئک الذین ہی اللہ فبدلہم اقتدہ اور وہ پیغمبر ہیں انہی

و اسحق و یعقوب و نوح و داؤد و سلیمان و ایوب و یوسف و موسیٰ و ہارون و ذکر یا محمدی و عیسیٰ  
 و الیاس و اسماعیل و الشیخ و یونس و لوط علیہم السلام اور کلبی کے نزدیک اولو العزم وہ ہیں جنکو جہا  
 کا حکم ہوا ہو اور بعضے کہتے ہیں اولو العزم چھ پیغمبر ہیں نوح اور ہود اور لوط اور صالح اور شیب اور موسیٰ  
 جسکا ذکر سورہ اعراف میں بتدریب واقع ہو اور سورہ شعرا میں بھی ہے اور مقاتل ابن حبان فرماتے ہیں  
 کہ اولو العزم پیغمبروں میں حضرت نوح اور ابراہیم اور اسحق اور یعقوب اور یوسف اور ایوب ہیں اور  
 حضرت ابن عباس و قتادہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ اولو العزم حضرت نوح و ابراہیم و موسیٰ  
 و عیسیٰ و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہم اجمعین ہیں کہ یہ پانچوں پیغمبر صحاب شریعت ہیں اور امام علی السہ فرماتے ہیں  
 کہ میرے نزدیک اولو العزم وہ پیغمبر ہیں جنکا ذکر اسد جل شانہ نے آیت یشاق من فرمایا ہے جنیس  
 کہ واذا خذنا من النبیین یتاقم و منک و من نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ ابن مریم اور یہی آیت شریع  
 لکم من الدین ما وصیٰ بہ لوطا الذی اوینا الیک و ما وصینا بہ ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ ان اتقوا اللہ  
 و لا تغرفوا فیہ من بائعہ ذکر فرمایا ہے و ہذا نقول اقرب الی الصواب کذا فی العالم قائمہ دنیا میں  
 عذاب دیکھتے ہیں لاکسیکو کام نہیں آیا مگر قوم یونس علیہ السلام کو اور سبب یہ ہوا کہ آپر عذاب  
 کا حکم ہو چکا نہ تھا صرف حضرت یونس کی جلدی سے صورت عذاب بطور تحویل محمد بن ہود ہوتی تھی  
 سو وہ لوگ ایمان لائے سچ گئے جس طرح اہل مکہ فتح مکہ میں بیچ گئے یعنی آپر بھی بنا بر قتل عذاب  
 فوج اسلام پہنچ گئی تھی ایمان لانے سے بیچ گئے لکن قال اللہ تعالیٰ فی سورہ یونس فلو لاکانت  
 قریۃ آمنت فقہما ایمانہما الا قوم یونس لما امنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحجۃ الدنیا و ستغناہم  
 الی صین یعنی کہجوں نہ ہو گئی کوئی بستی کہ یقین لاسے پھر کام آتا و لگو ایمان لانا مگر یونس کی قوم جب یقین  
 لائی کہولہا ہمنے اوپر سے ذلت کا عذاب دنیا کی جتنے اور کام چلایا اور کھا ایک وقت تک قائمہ  
 بعضے مؤرخ اہل اسلام احوال حضرت یونس علیہ السلام کا بعد حضرت یوشع علیہ السلام کے لکھتے ہیں  
 اور بعد یونس کے احوال الیاس کا لیکن اہل تحقیق نے ذکر یونس بعد عزیر کے کیا ہوا اور یہ طریق  
 اقرب بصواب ہے کیونکہ معالم التنزیل میں ہے کہ حضرت یونس حالت طفلی میں چند روز مردہ رہے تھے  
 اور حضرت الیاس نے اونکی والدہ کی منت سے بچک خالق ذواجلال زندہ کیا پس وجود الیاس  
 بعد یونس قرین قیاس نہیں ہوا اس سبب سے کہ عمر یونس کی ساٹھ برس کی ہوئی و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال  
 قائمہ ذکر حضرت یونس کا سورہ یونس و الصافات و انبیاء میں ہے

سورہ اعراف میں ہے  
 انما یؤمن بہ من عباد اللہ  
 الذین کانوا یشکون  
 ان یخرجنا من ہذا  
 ارضنا و لیسوا بکافرین

احوال ذوالقرنین



بیان کرتے ہیں اور بعضے کچھ چنانکہ وہب ابن نبہہ وجہ تسمیہ ذوالقرنین میں بیان کرتے ہیں کہ دونوں  
قرن زمین یعنی شرق و غرب کا بادشاہ ہوا تھا اسوجہ سے نام ذوالقرنین ہوا اور بعضے کہتے ہیں  
کہ نوز وطلعت میں پہونچا اس سبب سے یہ لقب ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکے دو سنگ تھے  
مثل شاخ گاؤ کہ عامہ کے پیچھے چھپے رہتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ سکندر نے خواب دیکھا  
کہ میں آفتاب کے پاس پہونچا ہوں اور دونوں طرفین آفتاب کی پکڑے ہوں دربار والوں سے  
خواب کہا اونہوں نے ذوالقرنین لقب دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکے دو چوٹیاں تھیں اور  
ابو الطفیل نے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ سے روایت کی ہے کہ وجہ تسمیہ ذوالقرنین کی یہ ہے  
کہ اسنے اپنے قوم کو امر معروف و نہی منکر کیا قوم نے داہنے قرن پر مارا وہ مر گیا پھر اسنے زندہ  
کیا پھر اسنے قوم کو سمجھایا پھر قوم نے بائیں قرن پر مارا مر گیا اور زندہ ہوا اس باعث سے لقب  
اسکا ذوالقرنین پڑ گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ ہاتھ پیر سے حرب کرتا تھا اس سبب سے ذوالقرنین  
کہلایا یا کہ یم الطرفین تھا یا ظاہر و باطن کا علم رکھتا تھا اور وجہ تسمیہ سکندر کی یہ تھی کہ شہر اسکندریہ  
میں پیدا ہوا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جب اہل مکہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کی حضور میں شرمندہ ہوئے اور جواب دہ ہو سکے تو ابو جہل لعین نے کئی آدمی ہودیوں کے  
پاس مدینے شریف میں بھیجے اور کہلا بھیجا کہ تم لوگ توریت و انجیل سے واقف ہو کچھ سوال لکھو تو ہم  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں ان کا فزون نے چند سوال لکھ کر بھیجے اول یہ کہ روح  
کیا چیز ہے دوسرا اصحاب الکلف کا احوال کس طرح سے ہے تیسرا ذوالقرنین کا معاملہ کیا ہے پس کا فزون  
نے وہ تینوں سوال حضور حضرت میں پیش کیئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے جواب دیئے  
کہ ذوالقرنین کا احوال سورہ کھف میں ارشاد ہوتا ہے ویسئلونک عن ذی القرنین قل سألوا علیکم  
منہ ذکرنا یعنی تجھ سے پوچھتے ہیں ذوالقرنین کو کہ اب پڑھتا ہوں تمہارے آگے اسکا کچھ مذکور اس طرح  
اناکم فی الارض و آتیناہ من کل شیء سبأ فاتبع سبأ حتی اذ بلغ مغرب الشمس وجد ہا مغرب فی مین  
حمتہ و وجد عندنا قواقتنا یا ذالقرنین اما ان تعذب و اما ان تتخذ فیہم حسنا یعنی ہمنے اسکو جایا تھا ملک  
میں اور دیا تھا ہر چیز کا اسباب پھر چھپے پڑا ایک کے یہاں تک کہ پہونچا جب سورج ڈوبنے کی جگہ  
پایا کہ وہ ڈوبا ہوا ایک دلدل کی ندی میں اور پائے اسکے پاس ایک لوگ ہمنے کہا ای ذوالقرنین اتی  
لوگون کو تکلیف دے اور یار کھا وین احسان فائدہ دلدل کی ندی میں ڈوبنے سے یہ مراد ہے  
کہ ذوالقرنین کو ایسا معلوم ہوا کہ آفتاب چھپے میں ڈوبا ہے جس طرح کوئی شخص کنارے دریا کے

یا بیچ دریا میں کھڑا ہو کر دیکھے تو معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب دریا میں ڈوبتا ہے اکثر ذمی علم ریاضی والوں کے  
 جنہوں نے جہاز کا سفر کیا ہے یہ بولتے سنا ہے کہ سمندر میں ایک عجب عالم آب ہوتا ہے کہ آفتاب  
 پانی ہی میں ڈوبتا ہے پس ذوالقرنین ساحل محیطا پر گیا تھا اور سوائے پانی کے اور کچھ مطمع نظر  
 نہ تھا سوا اسکو آفتاب اسطرح نظر آیا نہ یہ کہ جرم آفتاب پر پہنچا اور آفتاب چشمہ میں ڈوبتا تھا اور  
 اسی سبب سے وجد ہا تعزب واقع ہونے کا نت تعزب اور یہ تو محاورہ تمام انبیاء و حکماء و خواص و  
 عوام و توریت و انجیل کا واقع ہے کہ آفتاب غروب ہوا اور آفتاب طلوع ہوا سو کیا آفتاب کسی چیز  
 میں گھس جاتا ہے اور اسی سے پھر نکلتا ہے وہ تو ہمیشہ نکلا ہی رہتا ہے کسی چیز میں کبھی نہیں ڈوبتا  
 یہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ آفتاب کہاں ڈوبتا ہے مگر عالم التشریح اور بیضاوی میں صاف موجود ہے  
 کہ سوائے نے کوب اجبار سے پوچھا کہ تو نے آفتاب کے ڈوبنے کا احوال کچھ توریت میں دیکھا ہے  
 کتب نے کہا میں نے توریت میں دیکھا ہے انہا تعزب فی ما رو طین یعنی آفتاب چشمہ گل دلا میں  
 ڈوبتا ہے اب یہ عبارت توریت میں باقی نہیں رہی حکماء نے نصاریٰ اور یہود نے اس خیال سے  
 نکال ڈالا ہو گا کہ اس کے نزدیک سورج چار سو پچھتر لاکھ کو س زمین سے دور ہے اور دس مرتبے زمین سے  
 بڑا ہے پس کس طرح چشمہ گل دلا میں ڈوبے گا حالانکہ یہ آگنی حاقق ہے کہ چونکہ بہت بائیں توریت اور  
 انجیل زبور میں ایسی واقع ہیں جو بظاہر خلاف حکمت طبعی اور ریاضی کے ہیں اور بعضی ایسی کہ  
 فی الواقع فنون حکمت کے خلاف ہیں چنانچہ کتاب خروج کے تیسرے باب کے دس ہشتم  
 نسخہ ۱۸۲ میں ہے کہ انھیں مصریوں کے ہاتھ سے نجات بخشوں اور اس زمین سے نکال کے  
 اچھی برسی زمین میں جہاں دودھ اور شہد موج مارتا ہے کنعانیوں وغیرہ کی جگہ میں لافان دیکھو  
 زمین کنعان میں کسی جگہ اور کہیں دودھ اور شہد کا حوض بھی نہ تھا چہ جا کہ ندی ہو کہ موج مار سے  
 اور زبور ہشتم میں حضرت داؤد کہتے ہیں مرا از گور خیر انیدہ حالانکہ میل سے ظاہر ہے کہ حضرت داؤد  
 ہرگز پھر نہیں زندہ ہوئے اور پہلی انجیل کے بارہویں باب دس ۴۲ میں ہے کہ دکن کی رانی  
 اقصاے زمین سے سلیمان کی حکمت سننے آئی حالانکہ جزانیہ کی رو سے ثابت ہے کہ زمین  
 کوئی شکل ہے اور شکل کر دی کا کوئی کنارہ نہیں ہوتا بلکہ ہر جگہ اس کا کنارہ ہے معلوم ہوا کہ دوسرا خدا صیغہ  
 زمین کی شکل سے آگاہ نہ تھا ورنہ اقصاے زمین کا لفظ نہ بولتا اسطرح اوسے انجیل کے باب ۱۱ کے  
 درس ۲۱ نسخہ ۱۸۱ میں واقع ہے کہ از اطراف اربعہ از اقصاے فلک یا بطرف دیگر ربع خواہند نمود جا  
 آسمان کا کوئی کنارہ نہیں ہے یہی غلط کہا اور پہلی انجیل کے دسویں باب کے آغاز میں ہے کہ

حضرت عیسیٰ کے تولد کے وقت یورپ سے آسکا مارا دکھلائی دیا اور وہ تارا دیکھنے والوں کی  
 روش پر چلا آیا یہاں تک کہ اس مکان کے مقابلہ میں بہان عیسیٰ پیدا ہوئے تھے ٹھہر گیا دیکھو  
 آریے کا آدمی کی روش پر چلنا خلاف علم طبعی اور مہیت کے ہے اور اس سے علم نجوم کی حقیقت  
 ثابت ہوتی ہے حالانکہ توریت اور سکوا باطل کرتی ہے اور یوحنا اپنے مشاہدات میں لکھتا ہے کہ غلامتے عظیم  
 از آسمان سرزد کہ ز نے پوشیدہ بود خورشید را و ماہ در زیر پاہاے او بود و بر سرش تاجی بود از دوازده  
 ستارہ یہ قول تو بالکل علوم عقلیہ کے خلاف ہے علیٰ ہذا القیاس حضرت یوشع کے مجرمے میں توقف  
 شمس کا سچوڑ لکھا ہے وہاں یہ بھی ہے کہ آفتاب کے ساتھ چاند کو بھی کہا تھا کہ تو بھی ٹھہر اور حالانکہ جو وقت  
 آفتاب وسط سار میں ہو گا چاند وہاں کہاں ہو سکتا ہے بلکہ ایسے وقت میں جرم تو معلوم نہیں ہوتا یہ  
 بالکل خلاف علم مہیت کے ہے اور زبور ایک سو چار ستم ستارہ کے درمیں ۳ میں ہوا ستارے یعنی ستارے  
 اپنے بالا خانہ کی کڑیوں کو پانیوں پر قائم کیا ہے اور بدنیوں کو اپنا مرکب بنا یا ہے اور ہوا کے تاروں پر  
 سیر کرتا پھرتا ہے یہ قول تو بالکل خلاف آلیات اور طبیعیات اور ریاضیات کے ہے اور یہی زبور ۱۹  
 دس ۶۵۹ میں ہے کہ در آئنا یعنی در افلاک بر آئے آفتاب خمسہ را و قرار دادہ کہ مانند داماد از حملہ پر  
 سے آید و چون پہلوانان در دیدن خوشنود است بر آمدن آن از اقصائے آسمان است و با زمین  
 باقصائے بہان اسطرح کی بہت باتیں لکھی گئی کہ اس سے صاف علوم ہو جا سکا کہ توریت  
 اور انجیل و زبور کی بہت باتیں حکمت کے خلاف اور بظاہر سوس حکیم کے قول سے مخالف ہیں  
 پس آون جاہلون نے ان سب کو نہ کھالا ایک ذری سے ہی بات کہ او سمین ہیج نہ تھا قرآن پر اعتراف  
 کہ نیکو نکال ڈالا ہے **فائدہ آخر آیت سے بعضے دلیل کرتے ہیں کہ ذوالقرنین نبی تھا مگر یہ قول یہ**  
**ہو کیونکہ یہ کلام بطور الہام تھا نہ بطور خطاب** و نہ بواسطہ جبرئیل علیہ السلام بلکہ ایسا ہی مبصر حضرت  
 موسیٰ کی مان سے ارشاد ہوا ہے کہ **واوحینا الی ام موسیٰ ان الارضیہ انخ حال مفصل یہ ہے کہ اسد جل شانہ**  
**نے اس بادشاہ کو جبکہ لقب ذوالقرنین تھا سکندر ہوا کوئی اور اسکو پہلے زمین کا مالک کیا اور**  
**بخوبی دست رس عطا فرمایا اور ہر ایک چیز سے اسکو مستغنی کیا اور علم سیاست مدن ایسا دیا کہ دوسرے**  
**کو اس کے وقت میں ہرگز نہ تھا اور نور و ظلمت میں چلنا اور پھرنا اور سکوا برابر تھا بدلی اور سکی سنو تھی**  
**کہ جس جگہ چاہتا جلد جاتا ایک دن روم سے سوار ہو کر مصر میں گیا اور مصر کو فتح کرنا زکیوں کو نہریت**  
**دیتا مغرب گیا اس قصہ پر کہ دیکھیے دنیا کی بستی کہاں تک بستی ہو جلتے جلتے ایسی جگہ پہنچا جہاں**  
**نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا اس سبب سے حد دنیا کی نہ پاسکا اور وہاں بیٹھے اوس چشمے کے پاس**

ایک شہر نظر آیا جسکے بارہ ہزار دروازے تھے اور رہنے والے اس شہر کے سب کا فریو پوٹا کئی کمال اور کمانا انکو دریائی جانور مراہو اسوا اللہ نے اسکو اپنی دونوں بات کی قدرت فرمائی یعنی چاہے تکلیف دے اور چاہے تعلیم شرایع و احکام کرے اس طرح ہر ایک بادشاہ کو قدرت ملتی ہے چاہے خلق کو تباہ کرے چاہے اپنی خوبی کا ذکر جاری کرے پس ذوالقرنین نے کہ حاکم عادل تمہارا بیٹا اختیار کی یعنی جسے نافرمانی کی اسکو سزا دی اور جو ایمان لایا اس پر احسان کیا اور ایک سال کابل سے اپنے لشکر کے اس طرف رہا اتنی مدت میں صرف ایک شخص ایمان نہ لایا اسکو قتل کر دیا اور سال بھر وہاں کے شہر میں پھر اس عرصے میں ایک شہر نظر آیا کہ دیوار میں اسکی دیواروں کی اور ہزار دروازے حوالی شہر میں فروکش ہو اور اس میں جا بجا طریق یہ نکلا کہ رسیان اور کندین ڈلو میں اول ایک شخص کو بھیجا کہ وہاں کا حال دیکھو آئے وہ گیا سو ہنس کر دیوار کے ادھر گر پڑا ہر چند لگ بھگ منتظر ہے وہ نہ پھر پھر دوسرا گیا وہ بھی نہ آیا کہتے ہیں کہ وہ شہرستان سب تھا کہ اس میں آب روان اور انواع نفلکات تھے آب وہو انہایت لطیف نہ سردی نہ گرمی سو وہاں کے رہنے والے ناشکری کرنے لگے اللہ نے انکو ہلاک کیا باجمہ سکندر ناچار وہاں سے پورب طرف چلا اور سفر کا سرانجام کیا راہ میں ایک جزیرہ ملا وہاں حکیم لوگ رہتے تھے اور دریا انکو محیط تھا سوائے کشتی کے کسی طرح جانا نہیں سکتا تھا اس شہر نے بادشاہ کو دیکھا تو اپنی کشتیاں جزیرے سے اٹھا لیکے مگر بادشاہ کسی جیلہ سے وہاں پہنچا تو دیکھا کہ اس شہر کے لوگ نہایت خشک اور لاغر ہیں اسے سبب پوچھا انھوں نے جواب دیا کہ ہماری غذا کی یہی خاصیت ہے بعد اسکے حکیم آئے اور حکمت کے کلام کہنے لگے اور خوان کھانے کے آراستہ کر کے کمال تکلف سے بطور ضیافت گزارانے اور رخصت ہو کر چلے گئے ذوالقرنین نے انکو طلب کر کے پوچھا کہ تم کس لیے کھانا نہیں کھاتے انھوں نے سر پوش خوانوں سے اٹھایا تو مٹی کے طاش جواہرات سے بھرے تھے ذوالقرنین نے کہا یہ قابل کھانے کے نہیں ہے حکیموں نے عرض کیا تمہارا مقصد اس گردآوری سے یہی ہو سو موجود ہے اور خوراک ہماری تمہارے لائق نہیں ہے ذوالقرنین نے انکو بلا تعوض چھوڑ دیا پھر وہاں سے جانب ہندوستان روانہ ہوا اور ایک ایلیچی اپنا پیش بادشاہ ہند کے روانہ فرمایا اور اس سے کہدیا کہ بادشاہ ہند سے زبانی کہنا کہ میری اطاعت قبول کرے اور اپنا ایلیچی میرے حضور میں روانہ کرے ایلیچی ذوالقرنین کا ہند میں پہنچا تو بادشاہ ہند نے تحائف اور ہدایا کمال تعظیم اور تکریم سے ایلیچی کے ساتھ بھیجے کہ ذوالقرنین نے انکو قبول کیا اور دریافت کر لیا کہ بادشاہ ہند نے اطاعت قبول فرمائی پھر وہاں سے روانہ

ہوا تو سورج نکلنے کی جگہ پہنچا کما قال اللہ فی سورۃ الکہف حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدا الطبع علی قوم لم یجعل لهم من دوننا ستراً یعنی یہاں تک جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ یا پاکہ وہ نکلتا ہر ایک لوگوں پر کہ نہیں بنا دی ہننے انکو اس سے ورے کچھ اوٹ شاید وہ لوگ جنگلی تھے کہ کپڑا بنا اور چھت ڈالنا انہیں دستور تھا اسی سبب سے اُنکے یہاں نہ گھر تھا نہ سایہ نہ دیوار نہ جامہ یا بان ریگستان میں رہتے تھے اور کھانا اپنا شہ وین سے لاکر کھاتے تھے اور کپڑا انہیں پہنتے تھے سب کے سب ننگے تھے اور مطلق حیا اور شرم انکو نہ تھی بلکہ عورت اور مرد بے تکلف ایک دوسرے کے روبرو جماع کرتے تھے اور اس مقام کا حال یہ تھا کہ صبح سے دوپہر تک گرمی کی شدت ہوتی اور دوپہر کے بعد سردی غلبہ کرتی ذوالقرنین نے اُسے کچھ تعرض نہ فرمایا اور مغرب و شمال کے کونے کو چلا تو دو پہاڑوں کے بیچ میں پہنچا اُس میں زہاد عباد حکما رہتے تھے اور وہ دو آردو پہاڑ نہایت بلند تھے یا جوج با جوج کے ملک میں وہی اٹھاؤ تھا اپنی چڑھائی نہ تھی مگر بیچ میں ایک گھاٹ کھلا تھا کچھ لوگ آگے اُن پہاڑوں کے بیٹھے تھے سو بروایت ابن عباس وہ لوگ کیسی بات نہ سمجھتے اور نہ کوئی انکی بات سمجھتا ذوالقرنین نے اپنی دعوت حق فرما کے وعدہ وعید سے تریب ترغیب کی کما قال اللہ فی سورۃ الکہف حتی اذا بلغ بن السدین وجد من دونہما قوما لایکادون یعقہون قوال یعنی یہاں تک کہ جب پہنچا دو آڑ کی بیچ پائے اُسے ورے ایک لوگ لگتے تھے کہ سمجھیں ایک بات باجملہ ذوالقرنین نے اُن لوگوں سے جو آگے پہاڑوں کے بیٹھے تھے عنایت کر کے احوال پرسی شروع کی ان لوگوں نے یا جوج با جوج کا ظلم اور فساد ظاہر کیا کما قال قالوا یا ذوالقرنین ان یا جوج و یا جوج مفسدون فی الارض فہل یجعل لک خراجاً علی ان یجعل بیننا و بینہم سداً یعنی کہنے لگے اور ذوالقرنین یہ یا جوج اور یا جوج و سوم اٹھاتے ہیں ملک میں سو کہے تو ہم تمہارے بیچ کچھ کچھ حاصل اسپر کہ بنا دیوے ہم میں انہیں ایک اڑھینے ہم آپس میں باجوڈالکر کچھ مال جمع کر دیں گے اور تم بادشاہ صاحب حکم ہو تم سے یہ کام سرانجام ہو سکتا ہو اگر عنایت فرماؤ تو ہمارا بچاؤ ہو حدیقہ الاقالیم میں لکھا ہے کہ جن لوگوں کو یا جوج با جوج نے پریشان کر رکھا تھا وہ لوگ اولاد سقلاب سے تھے اور دار السلطنت سقلابیوں میں رہتی تھی وہاں کا بادشاہ حاضر ہو کر ایمان لایا اور اُسے سب حال کا فائدہ معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ سوائے اُنکے تھے جو آگے پہاڑوں کے بیٹھے تھے کیونکہ وہ لوگ کیسی بات نہ سمجھتے تھے اور نہ کوئی انکی بات سمجھتا تھا اسیلئے کچھ لوگ اُنکے پاس ترجم تھے انہوں نے یہ حال عرض کیا تب ذوالقرنین نے کہا میرے پاس مال بہت ہے مگر کچھ حاجت مال نہیں تم بیفائدہ

مال کی طمع مجھے دیتے ہو تمکو اسقدر کافی ہو کہ میرے ساتھ محنت کرنے میں شریک ہو تاکہ میں ماہین تمہارے  
اور اُنکے سد بناؤں کما جارنی سورہ الکہف قال ما کنتم فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجل بنیکم و بینکم روا  
یعنی ذوالقرنین نے کہا مقدور دیا مجھکو میرے پروردگار نے وہ بہتر ہو سود دکر و میری محنت میں  
بناؤں تمہارے اُنکے بیچ ایک دہایا یعنی اللہ نے مجھکو شرق سے غرب تک کا ملک عنایت کیا ہر  
سو میں محصول کی بیجاغ نہیں رکھتا تم میری مدد ہاتھ پیر سے کرو وہ بولے ہم کس طرح مدد کریں ذوالقرنین  
نے کہا لو ہے کے تختے مجھے دو تو میں برابر برابر رکھوں پھر ذوالقرنین نے زر کثیر عنایت کیا  
اور ان لوگوں نے ماہین دونوں پہاڑوں کے ایک بنیاد عمیق کھودی کہ پانی نکل آیا پھر انہیں  
بڑے بڑے پتھر بتائے کہ وہ بنیاد زمین کے برابر ہو گئی پھر لوہے کی اینٹیں بیچے اوپر رکھیں کہ  
دیوار ہو گئی اور بلندی پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچی اور حسب ایماے ذوالقرنین آگ لگائی اور دھوئی  
سے چھوٹا وہ اینٹیں سرخ رنگ ہرین پتھر اور پتھر سیسہ اور رانگ کھلا کر ڈالا کہ سوراخ بند ہو گئے کما

جارنی سورہ الکہف اتونی زبرا الحدید حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا حتی اذا جعلہ نارا قال  
اتونی ان فرغ علیہ قطر ایسے پکڑو مجھکو تختے لوہے کے تاکہ میں برابر رکھوں یہاں تک کہ جب اب  
کر دیا دو پہاڑوں تک پہاڑ کے کما دھونکو یہاں تک کہ جب کر دیا اسکو آگ کما لاؤ میرے پاس کہ  
ڈالوں اسپر کھلا تا بنا ایک شخص نے حضرت صلعم سے التماس کیا کہ میں سد ذوالقرنین تک  
گیا ہوں اور اسکو دیکھا آیا ہوں حضرت صلعم نے فرمایا کہ اسکی طرح بیان کر اُسے کما یا رسول اللہ  
سد ذوالقرنین ایسی ہو جیسے چلخانہ کی لنگی فرمایا سچ ہو وہ لوہے تختے سیاہ دیکھو پڑتے ہیں اور  
درزوں میں تانبے کی لکیر سخی نظر آتی ہو روایت ہو کہ ماہین دونوں پہاڑوں کے چار ہزار  
قدم کا فاصلہ تھا اور بلندی دیوار کی چھ سوارش اور عرض پینسٹھ گز و بقولے پانچ کوس کا اور  
طول ایک سو پچاس فرسخ ہو و بقولے عرض پچاس گز کا اور طول بارہ فرسخ کا ہی اور مولف  
ہفت اقلیم نے لکھا ہے کہ اس دیوار میں کواڑ لگے ہیں ہر کواڑ ساتھ گز کا عرض اور ستر گز کا طول  
اور پانچ گز کا ضخیم اور دروازے میں قفل سات گز کا لٹنا لگا ہے اور سات ہی گز کی کنجی اس میں  
آویزان ہے اور اس میں چوبیس دندانہ نسل دستہ ہاؤں نظر آتے ہیں روایت ہو کہ وہاں کے  
بادشاہ نے یہ دستور رکھا ہے کہ ہر ہفتہ میں بروز جمعہ مع ایک جماعت سپاہیان جاتا ہے دروازے  
کو بڑے بڑے گرزوں سے ٹھکواتا ہے تاکہ یا جوج و ما جوج کو معلوم ہو کہ اس دروازے پر  
گنجان ہیں الغرض جب یہ دیوار بنگلی تو ذوالقرنین نے سجدہ شکر ادا کیا اور کہا یہ دیوار میرے پروردگار

بیان سدکنار

تفریح اول زمانہ  
کو ان میں جو بھاری  
بڑے ہون ان از کت  
باز دست است  
ناجست یاد دہند  
چون تہا انشاؤ  
از دفعہ کو کراز  
ارشت بیان دست  
اشتراف کو بنگلہ  
اسد باز دست  
اینا صحت  
بیان

کی مہربانی اور رحمت ہو ورنہ میں کب اس لائق تھا کہ میری بنائی ہوئی دیوار سدراہ یا جوج ہوتی لیکن جب میرے پروردگار کا وعدہ پہنچے گا تو یہ دیوار گر جائیگی اور وعدہ اسکا سچا ہوا سہین سر مو تفاوت نہیں ہو گا جارنی سورۃ الکہف ہزار مرتبہ من ربی فاذا جار و عد ربی جلد دگار و کان و عد ربی حقاً اور بخوبی ثابت ہو کہ یا جوج و ما جوج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد آخر زمانہ میں نکلیں گے اسین ہرگز شک اور شبہ نہیں اور تمام عالم کو عاجز کرینگے پھر حضرت عیسیٰ کی دعا سے مرینگے صحیحین میں حضرت زینب بنت جحش سے روایت ہے کہ حضرت سوتے سے جاگے چہرہ مبارک خوف سے سرخ تھا فرتے تھے لا الہ الا اللہ پھر فرمایا خرابی ہو عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چلی ما جوج کی دیوار سے آج کھل گیا اسکے برابر اور حضرت نے اپنی انگوٹھی اور گلے کی اونگلی کا حلقہ بنایا یعنی اس حلقہ کے برابر اس دیوار میں سوراخ ہو گیا حضرت زینب نے کہا کہ یا حضرت کیا ہم مٹ جاوینگے حالانکہ ہم بین نیک لوگ ہیں فرمایا ہاں جب کہ بدکاری غالب ہو جائیگی یعنی جب گناہ عالم میں کثرت سے ہونگے تو نیک لوگ کم ہونگے پھر نیک و بد سب ہلاک ہونگے اور یہ جو عرب کی تخصیص فرمائی سو اسلئے کہ یا جوج ما جوج کو حضرت کے سبب سے زیادہ تر عداوت عرب سے ہوگی نہیں تو یہ بلا عالمگیر ہوگی اس حدیث سے ثابت ہے کہ ہمارے حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک سوراخ برابر روپیہ کے سد میں ہو گیا تھا جسکی اطلاع حضرت نے فرمائی اب روز بروز ترقی ہو قیامت کے قریب راہ ہو جائیگی یا جوج ما جوج نکلیں گے اور تمام عالم کو تباہ کرینگے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یا جوج ما جوج دیوار کو ہر روز کھودتے ہیں جب آفتاب کی روشنی کم رہ جاتی ہے تب کہتے ہیں اب کل کھودینگے اور چلے جاتے ہیں مگر یہ قدرت الہی کہ دیوار بدستور برابر ہو جاتی ہے اسطرح مدت معینہ تک کرتے رہینگے جب وقت محدود آوے گا تو ایک روز قبل غروب آفتاب کہینگے اب چلو کل انشا اللہ کھودینگے دوسرے دن دیوار کھودی ہوئی اپنی دیکھینگے جسطرح کھود کر چھوڑ گئے تھے پھر باقی ماندہ کھود کر نکلیں گے اور غلغلا مچا رہے ہجور و ستم پیش آئینگے اول نہایت تکلیف دینگے پھر آسمان کا قصد کرینگے اور تیر چلاوینگے کہ وہ تیر خون سے بھرا اور اللہ کے حکم سے اپنی پیاس کا غلبہ ہو گا سو فرین کے وہب ان بند سے روایت ہے کہ بحیر و طبریہ کا پانی سب پی لینگے اور جانور اسکے کھا لینگے صرف حرمین شریفین زاد ہا اللہ شرفا اور بیت المقدس میں نہ جا سکیں گے اور ایک روایت ہے کہ جب ظلم اور ستم حد سے گذرے گا تو اسکے منورین پھوڑا نکلیں گے اس سے ہلاک ہونگے اور انکا گوشت دواب ارض

کو دو دکھائی گئے اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ یا جوج و ما جوج صبح سے تا غروب آفتاب دیوار کو زبان سے چاٹتے ہیں پھر چلے جاتے ہیں اور کہہ جاتے ہیں کہ اب کل ٹوڑینگے لیکن لفظ انشاء اللہ نہیں کہتے جب وقت معهود آویگا تو ایک شخص اونین مسلمان ہوگا اور وہ بھی دیوار کو چائیگا اور وقت معاودت کے گا انشاء اللہ کل چائیگے تب ہی دیوار ٹوٹے گی اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دیوار کو کبھی چاٹتے ہیں اور کبھی کمودتے ہیں خواہ بعضے کمودتے ہیں اور بعضے چاٹتے ہیں روایت ہے کہ اول ظہور یا جوج و ما جوج شام میں ہوگا اور آذان بلخ میں احوال یا جوج ماجوج حضرت مولانا رفیع الدین دہلوی نے حشر نامہ میں تفصیل لکھا ہے اور کتب احادیث میں ذکر اونکا مفصل ہے چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح میں باب علامات قیامت اور ذکر دجال میں ایک بڑی حدیث خذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہ سے موجود ہے جو چاہے اس میں دیکھے اور آخر کتاب میں حال قیامت لکھا جائیگا انشاء اللہ فائدہ عالم التذریل میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے سام و حام و یافث سام ابوالعرب و العجم و الروم اور حام ابوالعقبہ و الیرج و النوبہ اور یافث ابوالترک و البجد و الصفا لہ یا جوج و ماجوج اور یہ دونوں نام عجیب ہیں جس طرح ہارت و ماروت مشتق اجم النار سے اور ضحاک کے نزدیک یا جوج و ماجوج ایک گروہ ترک سے ہیں اور سدی کے نزدیک ترک لشکر ماجوج و ماجوج ہے اور جمیع ترکستان کے لوگ اونہیں کی اولاد ہیں مگر یہ لوگ دیوار ذوالقرنین کے باہر رہ گئے ہیں اور فادہ سے روایت ہے کہ یا جوج و ماجوج کے بائیں گے وہ تھے اکیس کیو بسطہ و القونین سد بنائی ایک گروہ اونکا دیوار سے خارج رہا سو ترک کی قوم ہے اور وجہ تسمیہ ترک کی بھی یہی ہے لانا ہم ترک کو خارجین اور خذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یا جوج و ماجوج دو امت ہیں اور ہر ایک امت میں چار ہزار امت ہے اور اللہ نے یہ دستور باندھا کہ جب تک ایک ایک متنفس سے ہزار ہزار مہ پیدا ہو کر جوان نہیں ہو لیتا تب تک کوئی شخص اونکا نہیں مرنے اور یہ سب بنی آدم ہیں اور انکی تین قسمیں ہیں ایک وہ کہ طول قامت اونکا ایک سو بیس گز ہے اور دوسری قسم وہ کہ جسکا عرض اور طول برابر یعنی ایک سو بیس گز کا طول اور سقد عرض اور یہ قسم اس طرح کی قوی اور زور آور ہے کہ پہاڑ اور درخت اور آہن وغیرہ اشیاء سخت اونکے سامنے کچھ چیز نہیں ہیں اور قسم سوم اور بھی عجیب و غریب ہے کہ بلندی قامت کے سواے اونکے کان ایسے بڑے ہیں کہ ایک کو بچھاتے ہیں اور دوسرے کو اوڑھتے ہیں اور خوک اور ہاتھی اور شیر اور پتے وغیرہ حیوانات جو انکے روبرو آجاتے ہیں بلا توقف کھا لیتے ہیں اور جو کوئی انکے جنس میں مرنے اور اسکو بھی اپنا قلم بے دود سمجھ کھا یا کرتے ہیں اور حضرت امیر المومنین یسوع السلیمن اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے

یہ ماجوج و ماجوج

کہ وہ فرماتے تھے کہ بعضے اوس قوم میں بالشتیہ ہیں اور بعضے بہت طویل القامتہ اور کعب اجار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اولاد آدم علیہ السلام میں یہ قوم عجائب المخلوقات ہو اور خلقت اسکی یون ہوئی کہ حضرت ابوالبشر آدم علی نبیہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دن احتلام ہوا اور منی منی سے مل گئی اسی سے یاجوج ماجوج پیدا ہوئے لیکن یہ روایت کعب اجار سے ضعیف ہے اور کوئی سند متصل اسکی پائی نہیں جاتی اور صحیح روایت اہل تحقیق کے نزدیک یہ ہے کہ یاجوج ماجوج بردران حقیقی وایمانی اولاد جو بر بن یافت بن نوح علیہ السلام سے ہیں بعد وقوع طوفان یہ دونوں بھائی دو پہاڑوں میں سکونت پذیر ہوئے اور انکی اولاد بہت ہوئی اور بصورت انسان ہیں چنانکہ عبدالعزیز عمر فرماتے ہیں کہ تمامی نبی آدم دس جزو ہیں از انجملہ نوجزویا جوج ماجوج اور ایک جزو تمام عالم اونکے قامت ایک بالشت سے چالیس گرتک اونہیں چار بادشاہ ہیں دُلان بنج طارہ طاغہ بلاد شمال کے کنارے ہشت اقلیم سے باہر نکلا ملک ہے مگر کان اونکے بہت بڑے ہیں ایسے کہ ایک کو بچھاتے ہیں اور ایک کو اڑتے ہیں اور زراعت کرتے ہیں لیکن سولے کنجہ کے اور کوئی غلہ نہیں بوٹتے ہیں وشرعیات اونہیں کچھ نہیں ہے اور موت نہایت کم ہوتی ہے اسی باعث سے بہت بڑے گئے ہیں کہ اولکاشمار اللہ ہی کو معلوم ہے اور وہ دونوں پہاڑ شمال کی طرف واقع ہیں اور اوسی مقام میں ارض ترک کی انقطاع ہوئی ہے اور قاضی بیضاوی کے نزدیک جبل ارنیہ اور آذربایجان اون پہاڑوں کا نام ہے اونہیں کی شکایت مسلمانوں نے ذوالقرنین سے پیش کی کہ وہ گھائی پہاڑ سے آکر مال داسباب و مویشی لوٹ لیجاتے ہیں اور جو کوئی ہم سے مقابل ہوتا ہے بلاتال او سکومارتے ہیں اور ایام ربیع میں کھیت کھا جاتے ہیں اور جو غلہ پاتے ہیں اونکھا لیجاتے ہیں اور آدمی اگر مل جاتا ہے تو او سکو بھی مار کر کھا لیتے ہیں تب ذوالقرنین نے دیوار زانی باجملہ ذوالقرنین سد سے فارغ ہو کر جانب شرق آیا اور چند عالموں کو طلب کر کے مستفسر ہوا کہ تم نے کسی کتاب میں درازی عمر کی بھی دوا دیکھی ہے اونہیں سے ایک حکیم نے التماس کیا کہ میں نے وصیت نامہ حضرت آدم علیہ السلام میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چشمہ کوہ قاف کے پیچھے پیدا کیا ہے اور اوس مقام میں نہایت اندمیرا ہے اور پانی اوس کا سفید ہے وود سے اور زیادہ سرد ہے برف سے اور زیادہ ترش ہے شہد سے اور نرم ہے سکہ سے اور شنگ سے زیادہ اوس میں خوشبو ہے جو کوئی اوسکا پانی نوش کرے حیات ابدی سے سرفراز ہوا اور موت او سکونہ آوے جب تک وہ خود موت کی خواہش نہ کرے ذوالقرنین نے کہا تم لوگ میرے ہمراہ چلو بولے ہم زمین کے قطب ہیں اگر یہاں سے حرکت کرنا

تو آفت برپا ہوگی ذوالقرنین نے کہا تب بھی کچھ لوگ میرے ہمراہ چلے چنانچہ چند عالم و حکیم ساتھ ہوئے اور خضر علیہ السلام کہ پیغمبر تھے مقدمہ لشکر قرار دیے گئے اور جواہر شہب افروز جنگی باعث سے اندھیرے میں رامیے حضرت خضر علیہ السلام کے تقویٰ کیے گئے اور ذوالقرنین سے تاج و تخت ایک مرد صالح و تقویٰ کے سپرد کیا اور وصایا فرمائے اور بارہ برس کی میعاد واسطے آمد و رفت کے مقصد رکھی اور روانہ ہوا جب جبل قاف سے گذرا تو راہ بھول گیا اور ایک برس تک پھرتا رہا اور مقدمہ لشکر کہ خضر علیہ السلام تھے ظلمات میں جا پڑے چونکہ جواہر مضیہ اُنکے ہاتھ میں تھے سو آنھوں نے اوس سیکھی روشنی میں اوس راہ کو طی کیا اور چشمہ حیات پایا اور وہیں نہانے اور پانی پی کر شکر کیا اور آگے کو بڑھے تو لشکر ذوالقرنین پریشان و سرگردان نظر آیا بعض لوگوں نے حضرت خضر کو پہچانا اور حال اپنا بیان کیا آنجناب نے بھی جو کچھ گذرا تھا کہدیا پھر ذوالقرنین سے ملاقات ہوئی اور سکو سمجھایا کہ تیری قسمت میں اب حیات نہیں ہونا حق تو سرگردان ہی و نعم ماقیل سے تھی دستان قسمت را چہ سود از ہر کامل ہے کہ خضر از آجیوان تشہ می آرد سکندر را پھر سکندر نے صبر کر کے لشکریوں سے فرمایا کہ تم لوگ اسی جگہ رہو میں عجابات اسطرف کے دیکھوں چنانچہ اکثر عجائبات وہاں کے مشاہدہ کیے کہ قصص و حکایات اُنکے مشہورین کذافی قصص المانیہ منقول ہو کہ سکندر ذوالقرنین پانچ سو برس اطراف عالم میں پھرا جب کہ وہ بابل میں پہنچا درہ فارس سے صد آئی ایہا الملک اس عار میں داخل ہو ذوالقرنین اوسین

ایا وہاں ایک تختی پر لکھا پایا ایہا الملوک انظر واوا جبرہ وانا الذی عشت الف عام و اسرت الف ملک

و بنیت الف مدینہ و تزوجت الف بکر و وضعت الف کثر ثم بعد ذلک کلمہ عزلت و فی التراب دفنت یعنی ای بادشاہو دیکھو اور جہت پکڑو کہ میں وہ شخص تھا کہ ہزار برس دنیا میں جیا اور ہزار بادشاہوں کو قید کیا اور ہزار شہزبانے اور ہزار عورت باکرہ سے نکاح کیا اور ہزار خزانے جمع کیے پھر باوجود ان باتوں کے میں الگ پھینکا گیا اور مٹی میں دفن کیا گیا پھر سکندر نے دیکھا کہ ایک شخص سوینکے تخت پر چارواڑ سے پڑا ہوا اسکے دونوں شیون میں زرد سرخ جہاڑی ایک کھلی ہو اور وہیں لکھا ہوا خدا فاسکنا گر فیم ودا شیم ووسری بند ہوا وپر قوم ہونہ بنا و ترکنا رفیم وگنا شیم ذوالقرنین روتا ہوا غار سے باہر آیا بردے آزاد کیے خزانے لٹا دیے دنیا سے جی ہٹا جتنی کا خیال آیا لوگوں نے پوچھا ملک الروان

ایہا السلطان یعنی کیا ہے یہ بے نصیبی اور جدائی ای بادشاہ فرمایا کہ بوسے مغزولی میرے دماغ میں پہنچی ہے کہ مخلوقات کا کھنڈل موت ہے برین صحیفہ مینا زخامہ خورشید و نکاشتہ سخنے خوش باب زردیم و ایا بدولت وہ روزہ گشتہ مستطہ و مباسش غرہ کہ از تو بزرگتر دیدیم کسی کہ تلج زرد بود

بیرسش بصباح نماز شام و راختت زیر سر ویدم ۴ باجملہ بعد ان سب معاملات کے ذوالقرنین  
ببصارت حق مشغول ہوا یہاں تک کہ وفات پائی مدت سلطنت ذوالقرنین ایک قول میں چالیس  
برس اور ایک قول میں چوبیس برس ہو وبقولے دفن اوسکا جبال تھا مہرہ بقولے شہر زور میں اور  
عمر کا حال تحقیق معلوم نہیں ہوتا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ سد سکندری بنائی ہوئی سکندر اصغر کی ہو اور خضر  
علیہ السلام اوسکے وزیر و داماد تھے اور یہی شخص چشمہ حیات کی تلاش میں گیا تھا محض غلط ہوا نہ  
بعض مؤرخین نے ذکر ذوالقرنین کا قبل احوال حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لکھا ہے اور بعضوں نے  
بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیان کیا ہے اور بعضوں نے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام لکھا ہے مگر  
صحیح یہ ہے کہ ذوالقرنین اکبر بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھا اور اصغر بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
کے مگر تعین وقت کہ وجود سکندر اکبر کس پیغمبر کے وقت میں تھا معلوم نہیں ہوتا اس سبب سے فقیر  
تولف نے بلا لحاظ وقت و زمانہ بدین سبب کہ ذکر اسکا قرآن مجید میں سورہ کہف میں آیا ہے کہ دیا ہو  
اگر کسی عالم مؤرخ کو کتب معتبر سے تحقیق وقت و زمانہ کی معلوم ہو تو وہ اس جگہ سے اس حال  
کو دوسری جگہ لکھیں اور زمانہ سکندر یونانی کا البتہ تحقیق معلوم ہوا ہے چنانکہ حضرت مولانا رفیع الدین  
دہلوی فرماتے ہیں کہ ولادت اوسکی سن ۶۶۰ء یا ۶۷۰ء یا ۶۸۰ء یا ۶۹۰ء یا ۷۰۰ء یا ۷۱۰ء یا ۷۲۰ء  
فلاطون الہی فوت ہوا ہے اور غلبہ اسکندر مذکورہ فارس پر سن ۳۳۰ء یا ۳۲۰ء یا ۳۱۰ء یا ۳۰۰ء  
۵۵۹ء یا ۵۶۰ء یا ۵۷۰ء یا ۵۸۰ء یا ۵۹۰ء یا ۶۰۰ء یا ۶۱۰ء یا ۶۲۰ء یا ۶۳۰ء یا ۶۴۰ء یا ۶۵۰ء  
میں آسمان پر ہوا ہے اس حساب سے عمر سکندر کی تین سو اوٹسین برس کی تھی ہے اور بعد اوسکے آسمان  
برس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اوتھائے گئے ہیں اگر یہی شخص سکندر رومی ہے تو ذکر کا  
قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام مناسب واقع ہوا ہے واللہ اعلم

تقریباً بیست و ششم در احوال حضرت زکریاؑ و عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ

والسلام

مدارک التنزیل میں ہے کہ زکریا زبان عبری میں معنی داہم الذکر و دائم التبیح ہے اخبار الدول میں ہے کہ زکریا ابن برخیا  
اولاد یہود آپ ہی تھے اور اہل تحقیق کے نزدیک زکریا ابن آذان ابن مسلم اولاد جوہم ابن سلیمان علیہ السلام سے  
ہیں نسب انکا چودہ واسطے میں حضرت داؤد علیہ السلام سے ملتا ہے اور حضرت داؤد اولاد یہود سے بلاشبہ  
ہیں پیشہ انکا نجاری تھا اور بقولے کاسہ گری کرتے تھے محمد ابن اسحق کہتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل

سجنت نصر کے پنجہ ظلم سے رہا ہو کر بابل سے بیت المقدس میں آئے تو گرفتار معاصی ہوئے اور کوئی منع کر نہ سکا اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو سبوت کیا کہ انہوں نے گناہوں سے منع کیا اور عذاب الہی سے ڈرایا اور سرداری بصر و قربان کی بھی انہیں سے شعلق کی کہ بلا اذن انکے کوئی عالم یا درویش قربان گاہ میں نہ جاتا تھا سیطرح باب مسجد بلا کھولے اونکے نہ کھلتا تھا اور اس عرصہ میں امام خطیب عمران ابن مادن یا ماثان تھا یہ عمران سوائے والد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ان دونوں کے عہد میں فاصلہ ایک ہزار آٹھ سو برس کا ہو گا کافی اخبار الدول روایت ہو کہ چار ہزار مرد اس عرصہ میں خادم مسجد تھے ان سب سے عمران کثرت طاعت و عبادت میں ممتاز اور شرافت نسب و علو حسب میں سرفراز تھے اور زوجہ عمران مسماۃ جنبت فاقود تھی یہ بھی اپنے زمانہ کی عورتوں میں بخصت عفت و عصمت مشہور تھی اور انکی بہن مسماۃ ایشاع سے حضرت زکریا علیہ السلام نے عقد کیا اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حضرت زکریا کی عورت حضرت مریم کی بہن تھیں اور معالم التنزیل اور مدارک اور بیضاوی شریف میں ہے کہ زکریا و عمران ہمدان تھے یعنی زوجہ زکریا مسماۃ جنبت فاقود والدہ بھی ابن زکریا علیہا السلام و جنبت فاقود والدہ مریم زوجہ عمران ابن ماثان اس صورت میں ایشاع مریم کی خالہ ٹھہرتی ہیں مگر صحیح قول امام رازی رحمہ اللہ کا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ حدیث سراج سے پیدا ہے کہ عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام خالاتی بھائی تھے بالجملہ ایک مدت دراز تک حضرت زکریا علیہ السلام کے کوئی اولاد نہ ہوئی اور مسماۃ جنبت بھی مدت سے کوئی لڑکا لڑکی نہ جنمی تھی سو وہ ایک دن مسجد میں گئی دیکھتی ہے کہ اکابر و علمائے بنی اسرائیل خدمت مسجد میں مصروف ہیں یہ یاد حق از خلق بگرتی ہے چنان مست ساقی کہ می رنجتہ و گروہے علمدار غلت نشین و قدمہای خاکی دم نشین و بذر حبیب آنچنان مشتعل و بسودای جانان زجان مشتعل و سو مسماۃ جنبت کو یہ آرزو ہوئی کہ اگر میں بھی خادم ہوتی تو کیا خوب بات تھی مگر متابعت عمران سے یہ دولت او سکو حاصل نہ ہوئی تو کہنے لگی اگر خالق عالم مجھ کو ایک بیٹا عنایت کرے تو او سکو لباس آزادگی پہنا کر خدمت مسجد میں چھوڑ دوں اسی خیال میں ایک شب دروز رہی روایت ہے کہ دوسرے روز ایک درخت کے سایہ میں سونے لگی وہاں ایک جانور از قسم طیور اپنے بچوں کو کھلاتا تھا یا یہ دیکھا کہ ایک چڑیا نے بیضہ منقار سے توڑا تو بچہ نکل آیا اوسنے یہ بات دیکھ کر آرزو کی کہ اگر میرے بھی کوئی لڑکا چھوٹا ہوتا تو میں بھی اپنا دل بھلائی بعد اوسکے یہ دعا باحاج مانگی کہ یا الہی اب میں بوڑھی ہوئی اور میرا خاندان بھی ضعیف و بوڑھا ہے ظاہر امید اولاد ہرگز نہیں ہو لیکن تیری قدرت کاملہ سے دور نہیں ہے کہ مجھ کو بوڑھیا کو اس حال میں ایک

بیباکیت فرماوے سے اس انسان لطف تو جو ہم مراد خویش ہر کان کبہ ارادت و حاجت روا  
 راست نہ چونکہ دعائے رحمہ باخلاص تھی سلسلہ قدرت حرکت میں آیا اور اثر حیض ظاہر ہوا اور بعد  
 فراغت کے عمران نے صحبت کی تو حمل رہ گیا جب آثار حمل ظاہر ہوئے مسماۃ حنہ نے کہا رب  
 انی نذرت لک انی بطنی محرراً قبل منی انک انت السميع العليم یعنی اور رب میں نے نذر کیا تیرے  
 جو کچھ میرے پیٹ میں ہے آزاد سو تو مجھے قبول کر تو ہی اصل ستا جانتا فائدہ اس امت میں یہ قول  
 تھا کہ بعضے لڑکوں کو مان باپ اپنے حق سے آزاد کر کے اللہ کے نذر کرنے تھے پھر تمام عمر دنیا کے  
 کام میں نہ لگاتے بلکہ روز و شب مسجد میں رہنے دیتے اور اولاد کو امتثال ایسی نذور میں فرمان داری  
 والدین کی فرض عین تھی لیکن بعد بلوغ مختار ہو جاتے تھے حقائق صادقہ میں ہو کہ محرر بندہ خالص  
 کو بولتے تھے کہ او سکو کوئی شخص بندہ نہ بنا سکے اور سلمیٰ کے نزدیک محرر وہ ہے کہ اتباع شہوات سے  
 آزاد ہو اور حقایق القرآن میں ہو کہ آزادی اعلیٰ ترین مقامات اولیاء میں ہے بشرطہ کہ محبت و خلوص کے  
 ساتھ ہو زیرا کہ ایجا آزادان بندگی و بندگان آزادی دارند بندہ خویشتم خوان کہ بشاہی برسم الغیب  
 سب مسماۃ حنہ زوجہ عمران ابن ماثان نے یہ نذر مانی تو اسے بطریق نصیحت نہ براہ نصیحت فرمایا کہ  
 اور حنہ تو نے یہ کیا کہا اگر بیٹی ہوئی تو او سکو صلاحیت سکونت و خدمت مسجد کی ہوگی وہ بیچارہ  
 سنیفہ سخت نکلے گی لیکن اس سبب سے کہ جنہ کی زبان سے وقت نذر کرنے کے یوں  
 تھا تھا کہ قبل منی انک انت السميع العليم خداوند کبریا نے اسکی نذر قبول فرمائی اس عرصہ میں  
 عمران نے وفات پائی اور بعد چند سے ایام وضع حمل قریب پہنچے اور بیٹی پیدا ہوئی تو حنہ کہنے لگی  
 رب انی وضعہا اتی یعنی اور رب میں نے لڑکی جنی گو کہ حنہ جانتی تھی کہ خالق عالم اس حال سے  
 عالم ہر الاحساب عادت زمانہ امر عجیب دیکھا یوں کہنے لگی یا بطریق اعتذار عرض کرنے لگی کہ میرے  
 گمان میں تھا کہ بیٹا ہوگا اور او سکو لیاقت خدمت مسجد کی ہوگی اور اب میں لڑکی جنی ولیس الذکر  
 کالانسی وانی سمیتہا مریم وانی اعیدہا بک و ذرتہا من الشیطان الرجیم یعنی بیٹا نہ ہو جیسے وہ بیٹی اور  
 میں نے اسکا نام رکھا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں او سکو اور او سکی اولاد کو شیطان رو  
 سے لینے میں نے لڑکا واسطے کہینہ کے مانگا تھا وہ مثل عورت کے نہیں ہے جو تو نے عنایت فرمائی  
 یہ کبھی شائستگی تحریر کی بسبب لزوم حجاب و احتیاج حفظ و حراست کے نہیں رکھتی اور میں نے  
 اسکا نام مریم یعنی عابدہ رکھا ہے تاکہ فعل اسکا مطابق اسم کے ہو فائدہ برکت اس دعا کی یہ ہوئی کہ  
 اللہ تعالیٰ نے مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کو مس شیطان سے محفوظ رکھا حدیث شریف میں وارد ہوا ہے

کہ شیطان ہر مولود کو وقت ولادت مس کرتا ہے کہ وہ مولود رو اور اوتھا ہو مگر مریم و عیسیٰ محفوظ رہے ہیں اور تفسیر ثعلبی میں لکھا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو ابلیس اپنے اعوان اور انصار لیکر آیا تھا مگر فرشتے اس وقت کھڑے تھے اس مردود کو فرصت نہ ملی جو مس کرتا تھا لہذا مسماۃ حنہ نا امید ہوئی کہ میری نذر پوری نہ پڑی اور اسی حیرت و افسوس میں سو گئی تو دیکھتی ہے کہ کوئی کتا ہے اور حنہ اگر چہ تو نے بھی جنی ہے اور بنظر حفظ کے لائق مسجد نہیں ہے لیکن اللہ نے اس بیٹی کو نیاز میں قبول فرمایا تو اسکو مسجد میں لیجا کا اشارہ فی سورۃ آل عمران فقہلہا رہا بقبول حسن و ابتہانہا ما حسن یعنی پھر قبول کیا اسکو اور سکے رب نے اچھی طرح کا قبول اور بڑھایا اسکو اچھی طرح کا بڑھانا فائدہ اچھی طرح کی قبول سے یہ مراد ہے کہ اللہ جل شانہ نے دساوس شیطان اور ہوا جس نفسانی سے محفوظ رکھا اور اخلاق ربانی سے متعلق کیا اور علامت قبول کی یہ ہوئی کہ اسکو مسجد بیت المقدس میں رکھا پرورش کیا اور حضرت زکریا علیہ السلام پیغمبر وقت اور سردار قوم کو نبطا ہر فیصل گردانا اور انبار خانہ غیب و فی السماوات زکریا سے کھانا کھلایا تاکہ دنیا کے لوگ معلوم کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو آپ پالتا ہے اور اپنی حفاظت میں رکھتا ہے اور انکا کام دوسرے پر حقیقہ نہیں چھوڑتا اور نبطا ہر فی الجملہ غلامہ لگا دیتا ہے تاکہ عالم اسباب کا بطلان لازم نہ آوے اور اچھی طرح کے بڑھانے سے یہ مراد ہے کہ روح اسداونکے بطن سے پیدا ہوے اور شیطان نے کچھ دخل نہ پایا یا ایسا بڑھانا کہ ایک دن میں آٹا بڑھتین کہ دوسرا آدمی سال میں بڑھتا انقصہ مسماۃ حنہ حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر مسجد بیت المقدس میں لگتی اور وہاں کے مجاوروں سے کہنے لگی کہ یہ بیٹی نہ راہ ہے اسکو لیکر پرورش کرو ان لوگوں نے کہا کہ عورت مسجد میں نہیں رہتی اور ہم اسکو یہاں نہیں رکھ سکتے تب حنہ نے اپنا خواب بیان کیا تو سب لوگ بامید حصول ثواب یا الجناط حقوق عمران لگے چاہتے کہ ہم پالیں اول سب سے حضرت زکریا علیہ السلام فرمانے لگے کہ ازراہ قرابت میں اسکی پرورش کا استحقاق رکھتا ہوں اور لوگوں نے کہا کہ اگر تربیت اسکی قویون پر ہوتی ہوتی تو اسکی مان اوروں سے زیادہ تر مستحق تھی مگر ہم قرعہ ڈالتے ہیں جسکے نام نکلے وہ پالے پس تائیں یا اوشیس عالمون نے اپنے قلم لوسے کے یا نی کے جس سے توبت لکھتے تھے نہ ازون کے پانی بہتے میں ڈالے اور یوں قرار پایا کہ جسکا قلم اوپر آئے یا یوں ٹھہر کہ ڈوب جائے پرورش مریم کی وہی کرے سب قلم بہاؤ پر ہے یا پانی میں ڈوب گئے اور حضرت زکریا کا قلم اولٹا اوپر کو بہا یا ڈوب گیا تب مریم کی پرورش انھیں کو پونجی سے کشادہ مال و حال عشق و رزق و حوائج شدہ خوشم کن قرعہ دولت نہام من برون آمدہ بالجایہ حضرت زکریا کے سپرد ہوئے اور انکی بی بی کہ انکی بہن باخالی تھیں وہی رکھنے لگیں

لہذا بیچا اس  
قصہ میں بی بی ہوا  
کہ حضرت مریم سے  
مخلوق مجال سے  
اسی کے دوم  
نہیں پانام کہ  
مخالفات ہوتی تھیں  
اسے تائیں اور  
انوار التل و سکر  
دائیں بروایہ  
حکام التل و سکر

اور مسجد میں ایک حجرہ الگ سب سے حضرت زکریا نے بنوایا کہ دن بھر وہاں عبادت کر تین رات کو حضرت زکریا اپنے ساتھ گھر لیجاتے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت مریم کو گھولے گئے اور دانی دو دریا نیوال مقرر فرمائی جب حد طفولیت سے گذرین تب مسجد میں آئین اور ایک علیحدہ حجرے میں رہنے لگیں جب حضرت زکریا کہیں جاتے تو اس حجرے کو مقفل کر جاتے جب نو برس کی ہوئیں تو رات بھر عبادت حق میں مشغول رہتیں اور تمام دن روزہ رکھتیں اور توریٹ پڑھا کرتیں چند روز میں توریٹ بالکل پڑھ گئیں اور انیس دنوں سے ظہور کرامات شروع ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام جب قفل دروازے کا کھول کر آتے تو حضرت مریم کے پاس کھانا پاتے حالانکہ ابتدا سے یہ دستور تھا کہ سوائے حضرت زکریا علیہ السلام کے کوئی شخص اس کے پاس نہ جاتا تھا کہ احتمال ہو سکے کسی اور شخص کے دینے کا کہا قال فی سورۃ آل عمران کما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا یعنی جب حضرت زکریا آتے حجرے میں تو پاتے اس کے پاس کھانا اور انیس یہ عجب بات تھی جاڑوں کا پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کا جاڑوں میں کسی مرتبہ اس طرح اتفاق پڑا حضرت زکریا علیہ السلام کو کمال تعجب آیا کہ میں تو قفل بند کر کے باہر جاتا ہوں اور میرے سوائے کوئی شخص کفیل اس کے امور کا نہیں ہی پھر یہ کھانا کہاں سے آتا ہے آخر حضرت زکریا نے

فرمایا یا مریم انی لک ہذا قالت ہومن عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب یعنی اے مریم کہاں سے آیا تجھ کو یہ کہنے لگی یہ اللہ کے پاس سے ہے اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہے بی قیاس فائدہ یہ بہشت کا سیوہ حضرت جبریل علیہ السلام دے جاتے تھے اور غیر فصل کا سیوہ اس لیے لاتے تھے کہ حضرت زکریا وغیرہ کے دل میں یہ شبہ نہ پڑے کہ اور کوئی دے جاتا ہے کیونکہ انجیر تازہ زمستان میں یا خرمائے تریستان میں موجود کر دینا مقدور نہیں ہے یہ حضرت مریم کی کرامات تھی نہ کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا معجزہ کیونکہ اگر ان کا معجزہ ہوتا تو حضرت مریم علیہا السلام سے یوں نہ پوچھتے اور بالفرض اللہ تعالیٰ اگر بطلد

استحان دریافت بھی فرماتے تو حضرت مریم علیہا السلام اس طور سے جواب دیتیں کہ ہومن ہوجرتک اور یہ نہ فرماتیں ہومن عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب فائدہ یہ آیت بھی واسطے اثبات کرامات اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے ایک دلیل قطعی ہو سکتی ہے فائدہ حضرت جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے تین دن سے کچھ تناول فرمایا تھا اور المگر شگلی کی غایت اور شفقت جوع کی نہایت ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازدواج طاہرات کے جردن میں تشریف فرما ہو کر کچھ کھانا طلب فرمایا کسی گھر میں اس کھانے کا نہ پایا گیا تب حضرت سیدہ بتول فاطمہ زہرا علیہا السلام کے گھر میں تشریف فرما ہوئے اور پوچھا

ہل عندک شیئی یعنی تیرے پاس کچھ کھانا ہے حضرت فاطمہ نے عرض کیا لا والله یا رسول اللہ یعنی نہیں مجھ  
 قسم اللہ کی یا رسول اللہ وہاں سے باہر تشریف لے چلے اور یہ وقت ایک ہمسایہ نے دیکر وہاں  
 اور کچھ گوشت برسم ہدیہ حضرت فاطمہ کو بھیجا حضرت فاطمہ نے خوان میں رکھ کر سرپوش ڈالا اور  
 حضرت حسن علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور وہ حاضر سامنے لائیں حضرت  
 نے سرپوش اٹھایا تو سارا خوان بھرا تھا حضرت نے پوچھا یا فاطمہ انی لک ہذا حضرت فاطمہ نے  
 عرض کیا ہذا من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب انحضرت نہایت خوش ہو کے فرمائے  
 ای فاطمہ تیرا حال اور مرتبہ مثل مریم بنت عمران کے ہے کہ ہر گاہ اوسکو کھانا آتا اور زکریا اودن سے ہتھسار  
 کرتے تو وہ جواب دیتی تھیں ہوں من عند اللہ سو انحضرت نے حضرت علی اور حسن اور حسین علیہم السلام کو  
 ساتھ اپنے کھلایا اور ازواج مطہرات کو بھی بھیجا مگر ہنوز وہ خوان بھرا تھا تب حضرت فاطمہ علیہا السلام  
 نے پروسیوں میں تقسیم کیا القصد حضرت زکریا علیہ السلام نے جب یہ کرامت دیکھی کہ بے موسم  
 بیوہ خدا کے یہاں سے آیا اور یہ ساری عمر اولاد کی تنہا کرتے تھے اب سید وار ہوئے کہ شاید بیوہ ہوتی  
 محکوم بھی ملے اوسی جگہ اولاد کی دعا کی رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سبح الدعار یعنی ای  
 رب میرے محکوم عطا کر اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بے شک تو سننے والا ہے دعا اگرچہ حضرت زکریا  
 جانتے تھے کہ شکلات قدرت الہی میں آسان ہیں مگر بطور امر جدید اور خرق عادت سے امید و اسی  
 زیادہ ہوتی ہے اس سبب سے اوسی جگہ یعنی محراب مریم میں جہاں بیٹھے تھے پوشیدہ دعا مانگنے لگے کہ  
 سورۃ مریم میں ارشاد ہوتا ہے رب انی وہن العظم منی واشتعل الرأس شیباً ولم اکن بدعائک رب  
 شقیۃ وانی خفت الموالی من ذرائعی وکان امرانی عاقراً نبلی من لدنک ولیا یرتقی ویرث من ال  
 یعقوب واجعلہ رب رضیا یعنی ای رب میرے بوڑھی ہو گئیں بھیان اور ڈبک نکلی سر سے بوڑھیلے  
 کی یعنی بال سفید ہوئے اور مجھے مانگ کر ای رب میں محروم نہیں رہا اور میں ڈرتا ہوں بھائی بندوں  
 اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش مجھ کو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا جو میری جگہ  
 بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کے اور گما سکو ای رب من مانا فائدہ حضرت زکریا کو نبی عم کا ڈر تھا کہ میرے  
 پیچھے اللہ کا دین بگاڑینگے اور تورات کے سب احکام تبدیل کر دیں گے اس واسطے دعا مانگی کہ اگر میرا  
 قائم مقام پیدا ہو تو میری جگہ محراب میں بیٹھے اور دین اللہ کا قائم رکھے اور تورات کے احکام جاری  
 کرے اور یہ تو دیکھتے جانتے تھے کہ نبی اسرائیل انبیا کو قتل کرتے ہیں اور دین کے احکام بدلتے ہیں  
 سو اللہ نے قائم مقام اودکا اور اگلے بغیر نکال دیا فائدہ یعقوب سے اس جگہ حضرت اسرئیل ابن یحییٰ

مراد ہیں اور جو لوگ یعقوب ابن مامان برادر عمران مراد رکھتے ہیں تو ان کا ضعیف قابل اعتبار نہیں ہے۔ **فائدہ** آیت قرآنیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی ہے اپنے دل میں مانگی یا اکیلے مکان میں اس لیے کہ بوزمعی عمر میں بیٹا مانگتے تھے اگر نہ ملے تو لوگ ہنسینگے اور شاید ضعف سے آواز نہ نکلتی تھی کیونکہ اس عرصہ میں عمر انکی ننانوے برس کی تھی اور انکی عورت کی اٹھانوے برس کی چنانچہ مدارک التبریل میں اسے طرح لکھا ہے اور عالم و بحر المواج و جلالین میں ایک سو بیس برس کی عمر حضرت زکریا کی لکھی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ عمر حضرت کی بانوے برس کی اور بی بی کی انتہی برس کی تھی اور صحیح یہ ہے کہ دعائے خفی مقبول بارگاہ الہی ہے اس لیے خفیہ دعا کی کہ مجیب الدعوات نے قبول فرما کے بواسطہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ارشاد کیا یا زکریا اتا رب

بنیام اسمہ یحییٰ لم یحبل لہ من قبل سمیاء یعنی اور زکریا ہم مجھ کو خوشی سنا دین ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہے نہیں کیا ہے پہلے اس نام کا کوئی تفسیر زاد المسیر میں لکھا ہے کہ وجہ فضیلت یہ نہیں ہے کہ قبل تولد اس کے کسی کا یہ نام نہیں ہوا کیونکہ بہت نام ایسے ہیں کہ بیشتر اس سے کسی کا نام نہیں بلکہ فضیلت یہ ہے کہ خالق کریم نے خود اپنی عنایت سے اس کا نام رکھ دیا اور والدین کو نام کہنے

ولی نہیں بنایا اور سعید ابن جبیر فرماتے ہیں کہ سمیاء یعنی شبیباً و مثلاً ہے کا قال اللہ تعالیٰ وہل تعلم لہ سمیاء ای مثلاً اور منیٰ یہ ہیں کہ نام اس کے مثل نہیں ہے کیونکہ اس سے گناہ نہیں کیا اور نہ قصداً کیا اور علی ابن ابی طلحہ فی ابن عباس سے روایت کی ہے کہ مراد اس آیت سے یہ ہے کہ عورت بانجھ کے کہو ایسا لڑکا نہیں ہوا بعضے محققین کہتے ہیں کہ اس مذکور سے اجتماع فضائل مراد نہیں ہے بلکہ

بعض فضائل مراد ہیں اس واسطے کہ حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ علیہما السلام حضرت یحییٰ سے اول و فضل تھے اور وجہ تسمیہ حضرت یحییٰ کی محققین نے یہ بیان یہ فرمائی ہے کہ یہی شتیق حیوۃ سے ہے اور حیات حقیقی حیات دل ہے اور حیات دل نبوت اور ایمان سے ہوتی ہے سو حضرت یحییٰ کو جو دونوں عنایت فرمائی تھیں اس واسطے یحییٰ نام رکھا یا اس سبب سے کہ رحم عاقر اولیٰ سے زندہ ہوا یا اخلاق فاضلہ

اور افعال مرضیہ اولیٰ سے زندہ ہوئے یا اس وجہ سے کہ علم الہی میں یون تھا کہ یحییٰ اس عالم ناپائدار کے شہید اُسٹھے اور شہید کا شمار زندوں میں ہوا ہے کہ ہل ایسا رعید رہم اور وجہ اول بہت درست ہے اور قصہ جب حضرت زکریا علیہ السلام کو بشارت ہوئی تب تعجب آیا حالانکہ انوکھی چیز مانگنے میں تعجب نہ آیا جب سنا کہ لڑکا ہوگا تو کہنے لگے رب انی کیون لی غلام و کانت امرأتی عاقر و قد بلغت من الکبر سناً

یعنی ای رب کمان سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور میری عورت بانجھ ہے اور میں بوزعاً ہو گیا ایمان تک کہ

اگر گنیا فائدہ یہ کلام حضرت زکریا علیہ السلام کا تعجب کے طور پر نہ تھا بلکہ دریافت کرنے میں کیا الہی  
ہیمان پسلیان تو سو کو کئی ہیں اور تو می میرے ضعیف ہو گئے ہیں اور عورت میری بوز می اور بانجھ ہی  
رکھا جنتی نہیں پھر کیا مجھ کو جوان فرما دیکھا یا اسی حالت بڑھنا ہے میں یہ قدرت دکھائی جائیگی ہذا  
ما قال بعض المفسرین اور فقیر مؤلف کے نزدیک یہ کلام حضرت زکریا علیہ السلام کا از روی استعظام  
عنایت حق کے تھا جس طرح عرب بولتے ہیں کہ من کجا داین مرتبہ کجا سو حضرت زکریا نے عرض  
کیا کہ ای رب مجھ بڑھے آدمی اور بانجھ عورت کو کیا مرتبہ اور استحقاق ہو جو تو نے یہ دعا قبول فرمائی  
کہ ایسا رکھا شایستہ عنایت کر گیا مگر تیرا فضل اور تیرا کم میری کوشش اور سعی کا کچھ دخل نہیں بالجلد جب  
حضرت زکریا نے یون عرض کیا قال کذلک قال ربک ہو علی بن وقد خلقناک من قبل ولم یشئ  
شیئا یعنی کما فرشتے حق نے یون ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہو اور مجھ کو بنایا میں نے  
پہلے سے اور تو نہ تھا کچھ خلاصہ یہ کہ جو تم کہتے ہو وہ درست ہے لیکن اللہ نے فرمایا کہ یہ کام مجھ پر آسان  
اور از بس سہل ہو کہ یونکہ میں نے تم کو معدوم سے موجود کیا اور ایک قطرہ سے آدمی بنایا اور قطرے کو  
پیدا کر کے علقہ کیا پھر خلقت سجلی کی اس عمر میں کیا مشکل ہو کہ واسطہ ظاہری موجود ہی پس حضرت  
زکریا علیہ السلام اس بشارت سے بہت خوش ہوئے اور از روئے شوق کہنے لگے رب اجعل  
لی آیت یعنی اے رب تمہارے مجھ کو کچھ نشانی کہ اپنی عورت کے حمل سے آگاہ ہو جاؤں اور شکر گزاری  
اس نعمت غیر تر قہ میں مشغول ہوں قال آتیکم الانکم الناس ثلث لیلال سویا یعنی فرمایا تیری نشانی  
یہ ہو کہ بات کرے تو لوگوں سے تین رات تک برابر بھلا چکا مگر انگوٹے سے یا اشارے سے یا ہاتھ سے  
یا زمین پر لکھنے سے کما قال فی سورۃ آل عمران آتیکم ان لا نکلم الناس ثلثہ ایام الارمزای یعنی فرمایا  
تیری نشانی یہ ہو کہ بات کرے تو لوگوں سے مگر اشارہ کر کے فائدہ یہ جو سورہ مریم میں ثلث  
لیال اور آل عمران میں ثلثہ ایام وارد ہوا اور اس سے عدم تکلم بطریق استمرار ہی یعنی رات و دن  
بات نہ کر سکے اور یہ کیفیت مستمر ہے اور جو بعض جملانے برخلاف رتبہ انبیاء کے یہ کلام عقوبت  
سوال انی لکیون لی غلام کی تجویز کی ہو محض لغو ہے کیونکہ یہ عدم تکلم بسبب کسی مرض کے نہیں تھا  
بلکہ یہ فائدہ حکمت تھا کہ زبان و دل برابر مشغول نہ کر آئی رہیں اور سوائے ذکر حق اور ادائے شکر  
اور کسی سخن سے مشغول نہ ہوں تاکہ ان تین دن و رات میں جملہ راز و نیاز خدا ہی سے ہوں اور دلیل  
قاطع اس سخن پر یہ ہو کہ باتفاق علمائے محققین حضرت زکریا علیہ السلام ان ایام میں دنیا کا کلام  
نہیں کر سکتے تھے اور تسبیح اور تہلیل ہی تکلف فرماتے تھے القصہ حضرت زکریا علیہ السلام

رات کے وقت اپنی عورت سے ہم بستر ہوئے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام حکم خدا رحم ماورین جلوہ فرما ہوئے جب صبح کو محراب سے یا حجرہ گھر سے باہر نکلے تو رنگ چہرہ مبارک تیز تھا اور وقت قوم کے لوگ منتظر تھے کہ حضرت زکریا علیہ السلام تشریف لاویں تو ہم نماز پڑھیں اور نعوں نے ہرگز نہ پہچانا اور کہنے لگے ای زکریا تجھ کو کیا ہوا ہے جو ہم نہیں پہچانتے فاوحی الیم ان سبح الکرۃ و عسیا یعنی کہا انگو کہ یا ذکر و صبح و شام یا نماز پڑھو صبح و شام یا تزییہ خالق کرتے رہو صبح و شام فائدہ لفظ اوحی دلیل ہے اس پر کہ اشارے سے کہا یا زمین پر لکھ دیا ورنہ لفظ قال فرماتے بالحدیث یہی حالت سکوت کی تین رات دن رہی بعد اسکے بدستور بائین کرنے لگے پھر چھ مہینے کے بعد یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جب چھ مہینے کے ہوئے تو حضرت مریم کو تیرھواں برس بروایت پندرھواں برس لگا اور آثار حیض ظاہر ہوئے تفسیر تیسیر و انوار التنزیل اور بحر مواج میں ہے کہ حق تعالیٰ نے مریم کو نجاست حیض و نفاس سے پاک رکھا تھا اور تفسیر مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ حالت عذریں مریم اپنی بہن کے گھر جائیں اور بعد پاک ہو جانے کے پھر مسجد میں تشریف لاتی تھیں اور عالم التنزیل میں ہے کہ تیرہ یا بیس برس کی عمر میں غسل کی محتاج ہوئیں اور اخبار الدول میں ہے کہ دس برس کی تھیں اور دو حیض ہو چکے تھے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اصح یہ ہے کہ جب حیض کے ایام گزرے اور طہر کے دن آئے تو شرم سے پورب طرف والے مکان میں غسل کر نیکو علیہ ہوں اور غسل کر کے مستور لباس ہو چکیں تھیں کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل لباس عفت و عصمت سے آراستہ و پیراستہ ظاہر ہوا تو یہ مضطرب الحلال ہو کر خدا سے پناہ مانگنے لگیں چنانکہ سورہ مریم میں ارشاد ہوا اذا ابتدت من الہامکانا شر قیافتحدثت من دونہم جبابا فارسلنا الیہم و خاتمہم لہما بشر اسویا قالت انی اعود بالرحمن سنک ان کنت لقیفا یعنی جب کنارے ہوئی لوگوں سے ایک شرقی مکان میں پھر کپڑا لیا اون سے در سے ایک پردہ پھر بھیجا ہنسنے اسکے پاس اپنا فرشتہ پھر بن آیا اسکے آگے آدمی پورا بولی مجھ کو رحمان کی پناہ تجھے اگر تو ڈر رکھتا ہے تو عالم التنزیل میں ہے کہ مکان شرقی سے جانب شرقی مراد ہے اسی مکان کو نصاریٰ قبلہ گردانتے ہیں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اسی سبب سے نصاریٰ نے مشرق کو قبلہ مقرر کیا اور مراد فرشتے سے باتفاق اہل اسلام حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں اور گو مریم نے مرد بیگانہ جاکر فرمایا کہ اگر تو متقی بھی تو ہی تو بھی میں پناہ مانگتی ہوں اللہ سے تاکہ محفوظ رہوں چہ جا کہ تو پر ہیزگار نہو کتاب ابراہیم کے نزدیک یہ قول ایسا ہی مبطلح ان کنت سونا فلما طلعتی یعنی ایمان کا خاصہ یہ ہے کہ ظلم کرنے نہیں دیتا اسی طرح تقویٰ کا خواص ہے کہ فسق سے باز رکھتا ہے خواہ یہ کلام جانب مریم سے من قبیل

تفسیر تیسیر

تو یہ تھا یعنی تھی نام تھا ایک شخص کا جو کہ بڑا زانی و بدکار تھا اور مریم نے قصد اسکا کر کے بطریق ایہام  
 او سکوتی کہا و تھی یعنی بہرہیزگار ہوا اور تو یہ اصطلاح علماء میں عبارت ہو اس سے کہ ایک لفظ کے دو  
 معنی قریب و بعید ہوں یا تخمیت مجاز ہوں اور بعید کو مراد رکھیں کہو تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی  
 ہیں استوی یعنی برابر ہونے اور استوی ہونے کے آہا ہوا اول قریب و ثانی بعید ہو مگر مراد بعید ہو کہ ذاتی  
 نظم و اجزا حاصل جبرئیل علیہ السلام نے مریم کو مضطر پا کر فرمایا انا انما رسول ربک لاہب لک غلاماً  
 زکیا یعنی میں بھیجا ہوں تیرے رب کا کہ دے جاؤں تجھکو ایک لڑکا ستھرا پاک گناہوں سے مریم نے  
 کہا میرے لڑکا کہاں سے ہوگا اور تجھکو آدمی نے چھو نہیں اور میں گاہے بدکار نہ تھی یعنی دو طرح  
 سے لڑکا ہوتا ہوا یا نوح سے یا زنا سے اور یہ دونوں امر مجھ میں نہیں ہیں پھر کس طرح لڑکا ہوگا جبرئیل نے  
 کہا یون ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہوا اور او سکو ہم کیا چاہیں لوگون کو نشانی اور مہربانی  
 طرف سے اور یہ کام تمہرچکا کہا قال اللہ تعالیٰ فی سورہ کہیصص قالت انی لکیون لی غلامٌ ولم یسنی لشیء  
 ولم اک بغیا قال كذلك قال ربک ہو علیٰ ہین و لنعلمہ آیتہ لکناس و رحمۃ منا و کان امر مقتضیا حاصل یہ کہ  
 ای مریم جیسا تو کہتی ہو درست ہی لیکن خلقت بشری واسطہ پر اللہ پر آسان ہوا اور او سکی یہ قدرت  
 نشانی ہوگی اور اب تو یہ بات لوح محفوظ میں لکھ گئی بعد اسکے حضرت جبرئیل نے آستین یا گریبان  
 یا سینہ میں دم پھونکا اسی وقت مریم حاملہ ہوئیں اور صحیح یہ ہے کہ دور سے دم پھونکا کہ اوس ہوا سے حاملہ ہوئیں  
 کہا قال غلتمہ فانتبت بہ مکانا فصیالیع پھر بیٹ میں لیا او سکو پھر کنارے ہوئی اوسے لیکر ایک سرے  
 مکان میں وضع حمل کے وقت روضۃ الصفا میں ہو کہ اول حمل مریم سے یوسف بنجا برادر خالائی او نکا  
 مطلع ہوا کہ وہ بھی مسجد میں عبادت کیا کرتا تھا اور بچہ مواج میں ہو کہ اول حضرت زکریا مطلع ہوئے اور  
 اپنے گھر میں کہا وہ بولی یہ وہ مریم نوحس سے عیسیٰ پیدا ہوگا اور اخبار الدول میں ہو کہ یوسف نے جب  
 اطلاع پائی تو مریم سے کہا کہ بلا تخم بھی درخت ہوتا ہوا فرمایا نہیں کہا لڑکا بے باپ ہوتا ہو کہا ان آدم  
 بلا پدر و مادر ہوئے تھے بولا تو سچی ہو مگر یہ لڑکا کس کا کہلاوے گا فرمایا یہ لڑکا نہا ہوا اللہ کا ہوا شال اسکی آدم  
 علیہ السلام کی ہو اور اسی وقت حضرت عیسیٰ نے جواب دیا کہ اللہ مریم درست و بجا ہیں نماز میں مشغول ہوا اور  
 استغفار کر یہ سکر یوسف بنجا سخت تعجب میں آوٹھا و آیت ہو کہ حضرت مریم فرمایا کرتی تھیں کہ جب عیسیٰ  
 علیہ السلام بیٹ میں تھے تب بھی مجھ سے باتیں کیا کرتے تھے اور جب کوئی غیر آتا تھا خاموش ہو جاتے تھے  
 صرف آواز قبیح آیا کرتی تھی تعامل میں ابن عباس سے روایت ہو کہ جب وضع حمل کا وقت قریب ہو چکا  
 تو حضرت مریم پاس ناموس وادی بیت اللحم میں کہ چھریل شہر ایلیا سے واقع ہو تشریف لیگئیں تاکہ جب

لگانے سے مہنوظ رہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت مریم کو آوازانی کہ بیان سے نکل جائیں تو قوم کے لوگ تیرے مولود کو قتل کریں گے سو وہ بقصد ہجرت برآمد ہوئیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام راہ بتانے کو ساتھ ہوئے اور یوسف نجار بھی ہمراہ گیا یہاں تک کہ بیت اللہ میں جلوہ فرما ہوئیں اور بعض کے نزدیک ایک پہاڑ میں جو پورب طرف بیت المقدس کے واقع ہو گئیں اور درزہ کی شدت سے درخت

خزیر کے بیچے کہ اسی پہاڑ میں واقع تھا بیٹھ گئیں کما قال اللہ تعالیٰ فاجابوا النحاض الی جریع الخلد فالتیابینی

مت قبل ہذا کہتے ہیں انسیا یعنی لے آیا اور درزہ ایک کھجور کی ٹہریں بولی کی طرح میں مرچکتی اس سے پھیلے اور ہوائی بھولی بھری سینے ایک درخت کھجور کا سوکھا کھڑا تھا اور اسکی آڑ میں تکیہ دیکر بیٹھیں اور یہ کہتی تھیں کہ اتنی میں مرگی ہوتی یا میں ایسی ہوتی کہ مجھ کو کوئی جانتا نہ تو بہتر تھا اب تو

بیت المقدس کے مجاور سب مجھے جانتے پہچانتے ہیں کہ میں ایک سردار اور امام کی بیٹی ہوں اور حضرت زکریا علیہ السلام میرے شوکر پرورش ہیں اور ہنوز بچارت میری زائل نہیں ہوئی اور کسی مرد کے پاس نہیں گئی تو غضب کی بات ہو کہ ایسی حالت میں لڑکا جنسی ہوں اور میرے پروردگار اس ندامت اور شرمندگی کا کیا علاج ہے اسی حالت میں اضطراب میں آواز دی کسی فرشتے مقرب نے

یا خود حضرت مسیح علیہ السلام نے کہ غم نہ کھا اور از رو سے موت نہ کر خدا نے تیرے بیچے چشمہ جاری کیا ہے

اور اس سے پانی لے اور سوکھے درخت میں کھجوریں لگی ہیں اور سوکھا اور کھا اور آنکھ ٹھنڈی رکھو اور جو کوئی

آدمی کچھ پوچھے تو کہنا کہ میں نے روزہ نہ بولنے کا رکھا ہے میں کسی سے بات نہ کروں گی چنانچہ سورہ مریم

میں ارشاد ہوا فنا وہا من تمہما الا تحزنی قد جعل ربک تخمک سریا و ہنری الیک بجزع الخلد تساقط علیک

رطباً جنیا فکل واشرب و قری عینا فاما ترین من البشر احد اقول انی نذرت للرحمن صوماً فلن اکلم الیوم

انسیا یعنی آواز دی اور سوکھ اسکے بیچے سے کہ غم نہ کھا کر دیا تیرے رب نے تیرے بیچے ایک چشمہ اور

ہلا اپنی طرف سے کھجور کی جڑ اور اسی سے گرین گے تجھ پر کئی کھجوریں اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ سوکھی

تو دیکھے کوئی آدمی تو کیسویں نے لہا ہر من کار روزہ سوبات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے جب حضرت

مریم نے یہ سنا تو انکو ایک نوع کی تسکین ہوئی اور سیوقت حضرت عیسیٰ السلام پیدا ہوئے اور سوکھی ندی

جاری ہو گئی اور بعضے کہتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا پاس مبارک زمین پر مارا کہ چشمہ آب نکل آیا

اور درخت کھجور کا سوکھا ہوا سرسبز ہو گیا اور اوہیں کھجوریں لگیں اور فرشتوں نے غسل دیکر حریر ہستی کے

پہرے میں لپیٹا اور حضرت مریم کی گود میں دیا کہ اونکی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور پانی چشمہ کا پیئے لگیں اور کھجوریں

کھانے لگیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک مدت حمل اور ولادت میں ایک ساعت تھی

اور بعض کے نزدیک نو مہینے پورے عمل رہا تھا اور بعض کے نزدیک آٹھ مہینے اور بعض کے نزدیک پچھ مہینے اور قتال ابن سلیمان کہتے ہیں کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا پہ دن چڑھے حاملہ ہوئیں اور جب آفتاب خط نصف النہار سے گزرنے لگا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور وقت عمر مریم کی دس برس کی تھی اور وہ حیض ہو چکے تھے اور اخبار الدول میں ہے کہ نوساعتین وقت عمل سے نا وقت ولادت گزریں تھیں واما علم بالصواب اور ربیع ابن ہشیم کہتے ہیں کہ جس عورت کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ ترقوازہ کجورین کھایا کرے تو نہایت فائدہ اوٹھا دے کوئی شہید نہ فرماتے اور سے زچہ کی واسطے نہیں ہے جو بطرح مرصین کے واسطے شہد میں فائدہ ہیں اس طرح ایسی عورت کو فرماے رطب بین مدارک التنزیل میں ہے کہ او سی وقت سے خرابے رطب کا کھانا جنی عورت کو سنت ہوا ہے بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ جب مریم رضی اللہ عنہا مسجد بیت المقدس سے بیت اللحم میں بلحاظ شرم چلی گئیں تو مجاور وہاں کے اونکی تماش میں مصروف ہوئے مگر کسی جگہ پایا آخر ایک شخص نے جانب بیت اللحم اشارہ کیا تو مجاور لوگ اسی مقام میں گئے اور اس وقت میں جناب روح اللہ علیہ السلام پیدا ہو چکے سو مریم اونکو گو دین لیکر مجاوروں کے رو برو تشریف لائیں اور معالم التنزیل میں ہے کہ حضرت مریم عیسیٰ مسیح کو گو دین لیکر اپنی قوم میں آئیں اور کلبی سے روایت ہے کہ یوسف بخار نے جو کہ برادر خالہ زاد یا عم زاد حضرت مریم کا تھا بعد ولادت کے ایک غار میں لیگیا اور چالیس دن نہایت حفاظت سے رکھا جب مدت نفاس گزر گئی تو اونکو لیکر جانب قوم چلا اتنا راہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ سے فرمایا کہ بشارت ہو تجھکو کہ میں مسیح اللہ ہوں یہاں تک کہ گھڑن داخل ہوئیں اور گھروالے گریہ و زاری کر کے طغہ دینے لگے فائدہ بعضے حضرت مریم کی نبوت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ نے ذکر الکا عد و انبیاء میں کیا ہے کما قال اللہ واذکر فی الکتاب مریم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اونکے پاس آنا وارسنار و حنا سے واضح ہوتا ہے اور جبرئیل پیغمبروں کے کلماتی دیتے ہیں نہ اور کسی کو میں کہتا ہوں یہ قول مخالف نص صریح کے ہے کیونکہ اللہ صاحب فراتے ہیں و ما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیہم او آیا یہ سورہ انبیاء سے کی طرح نبوت نہیں نکلتی اور رویت جبرئیل علیہ السلام مخصوص با نبیائیں ہے بلکہ اکثر اصحاب رسول اللہ نے اور اولیاء امت مرحومہ نے دیکھا ہے اور تا یہ اس قول کی جو فقیر کا تب محمود نے بیان کیا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین موسیٰ بن علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اگر خلافت کی صلاحیت عورت کو ہوتی تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مستحق خلافت تھیں علاوہ بران نبوت و رسالت میں دعوت و اطہار و سجات لازم ہے اور یہ

مقتضی استعمار اور اقتدار ہے اور التوحیت موجب استعمار پس ان دونوں میں تناقض اور منافات ظاہر ہے اور پر ظاہر ہے کہ عورت ناقصۃ العقل والدین ہوتی ہے اور بنی کو چاہیے کہ عقل و افہام اہل زمانہ ہونا کہ امر دین میں کیس طرح کا فتور نہ پڑے القصہ بروایت صحیحہ حضرت مریم عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں لیکر اپنے لوگوں میں آئیں تو لوگوں نے زبان لعن و لعن کھولی کہا جارہی سورۃ مریم فاتت بہ قومہا حملہ قالوا یا مریم لقد جنبت شیاً فریاً یا اخت ہارون ما کان ابوک امر و سورہ ما کانت امک بنیائینے پھر لائی او سکون اپنے لوگوں پاس گود میں بولی ای مریم تو نے کی یہ چیز طوفان امیہن ہارون کی نہ تھا تیرا پ بر آدمی اور نہ تھی تیری مان بے کار بعضے کہتے ہیں کہ مریم کا ایک بھائی ہارون تھا اور بعض کے نزدیک ایک مرد فاسق <sup>بیشل</sup> تھا اور معالم میں فتاوہ سے نقل کی ہے کہ ہارون ایک مرد متقی تھا اوسی سے بنی اسرائیل متقی لوگوں کو مشابہت دیا کرتے تھے وہ مراد ہے نہ اخوت فی النسب لکما قال اللہ تعالیٰ کانوا اخوان الشیاطین ای اشباہہم و معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کے آدمی بنی اسرائیل میں کثرت تھے چنانچہ روایت ہے کہ بروز فاش ہارون متقی چالیس ہزار مرد مسمی بہ ہارون سولے اور لوگوں کے صلوة جنازہ میں شریک تھے اور بعضے کہتے ہیں اخت ہارون سے مشابہت ہارون مراد ہے اور اصح یہ ہے کہ اخت ہارون سے بنی ہارون مراد ہے کیونکہ واداکانام قوم پر اکثر بولا جاتا ہے بسطرح عاد و ثمود اور مریم حضرت ہارون کی اولاد میں لاریب نہیں سوا کی نسبت اخت ہارون کہنا درست ہے بسطرح تمہی کو یا انا تمیم بولتے ہیں الغرض جب اسطرح قوم نے طعنہ دیا تو مریم نے کہا میں نے روزہ کی نذر مانی ہے ہرگز بات نہیں کر سکتی کیونکہ میں اپنے پروردگار کی سناجات میں مشغول ہوں اور یہ روزہ نہ بولنے کا شاید اوس دین میں درست تھا ہمارے دین میں جائز نہیں ہے پھر حضرت مریم نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا لکما قال اللہ فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المہد صبیا یعنی پھر مائوسے بتایا اوس سولہ کو وہ بولے ہم کیونکر بات کریں اس شخص سے کہ وہ گود میں ہے لڑکا بعد اوسکے ایک نے پوچھا ای لڑکے تیرا پ کون ہے اور تو کون ہے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھکو اسنے کتاب دی ہے اور بنی کیا اور برکت والا بتایا ہے جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھکو نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں رہوں زندہ اور سلوک کرنے والا اپنی والدہ سے اور نہیں بتایا مجھکو زبردست بد بخت احد سلام ہے پھر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن کھڑا ہوں زندہ ہو کر کہا قال اللہ تعالیٰ قال انی عبد السماء انی الکتاب و جعلنی نبیا و جعلنی مبارکاً ان ما کنت و اوصانی بالصلوٰۃ و الزکوٰۃ ما کنت حیاً و بر ابوالدنی و لم یجعلنی جباراً تقیماً و السلام علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم البعث حیاً سدی سے روایت ہے کہ جب عیسیٰ نے قوم کا کلام سنا تو دو دو چہور کر یہ کلام کیا وہاں صحیح اور بعضے کہتے ہیں

کہ جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے اشارہ فرمایا تو فی الفور حضرت عیسیٰ نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور پہلوے چپ سے ٹکیر کر کے متوجہ قوم سے ہوئے اور جانب راست اشارے سے فرمایا انی عبد اللہ الی آخر الآیۃ اور وہ سب سے روایت ہے کہ جو وقت یہود مریم کے پاس آئے ہیں تو اس وقت حضرت زکریا مع حضرت یحییٰ کے موجود تھے آنھوں نے حضرت عیسیٰ سے کہا کہ اپنی دلیل بیان کر اگر حکم آتی ہو تو حضرت عیسیٰ نے کہا انی عبد اللہ الخ اور حضرت یحییٰ نے باوجود صغارت میں فرمایا اللہ ان عیسیٰ روح اللہ و کلمتہ اور حضرت زکریا نے حضرت عیسیٰ کو گود میں لیلیا پھرا سو وقت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدت معینہ تک ہمیں بوسے راویت ہو کہ اس وقت میں عمر حضرت عیسیٰ کی چالیس دن کی اور حضرت یحییٰ کی چوبیس تھیں یا دو برس یا تین برس کی تھی اور مقال سے روایت ہے کہ جس دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اس دن فرما نے لگے انی عبد اللہ الخ تاکہ قوم کے لوگ شرک میں گرفتار نہ ہوں اور بعض اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ آمانی الکتاب سے یہ مراد ہے کہ قریب تر اللہ مجھے کھاتا عنایت کرے گا اور جہانی نبیاسے یہ کہ نبی کرے گا نہ یہ کہ فی الحال کتاب دی ہے اور نبی کیا ہے بلکہ یہ اخبار ہر لوح محفوظ سے اور بعض کہتے ہیں کہ انجیل حالت غفلت میں عنایت ہوئی تھی اور اللہ نے حضرت عیسیٰ کو جو انون کی عقل عطا فرمائی تھی اور حسن سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حالت حمل میں توریث یاد کرائی تھی اور اخبار الدول میں ہے کہ جب حضرت عیسیٰ آٹھ دن کے ہوئے تو ان کا ختنہ ہوا اور نام یسوع رکھا گیا اور جب عیسیٰ میں برس کے ہوئے ہیں تب وحی آئی اور انجیل نازل ہوئی قائمہ اگر کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس مال کہاں تھا جو زکوٰۃ کا حکم ہوا تو جواب یہ ہے کہ آیت سے یہ مراد ہے کہ اگر مال ہو تو زکوٰۃ کی بھی وصیت ہے اور فقیر مولف کے نزدیک زکوٰۃ سے استثناء یا بخیر مراد ہے اور تفسیر جو اہر میں لکھا ہے کہ جن دنوں ایشاع حاملہ ہوئیں اوسی عرصہ میں مریم حاملہ تھیں مگر ایک دوسرے کے حال سے بخیر ایک روز مریم ایشاع کے گھر آئیں تو ایشاع نے کہا ای مریم تجھ کو خبر ہے کہ میں حاملہ ہوں مریم نے ایک آہ سرد سے کہا ع مرانے ست کہ پیدا نہیں تو ائم کردہ ایشاع نے کہا اپنا حال تو بیان کر کہ اوسکی اصلاح کروں وہ بولیں کہ میرے بھی حمل ہے لیکن تیرے حمل کا سبب ہے میرے حمل کا سبب نہیں گو حکم ربانی ہے لیکن ہر شخص اس بات کو نہ مانے گا اور انجام کار نجالت و پشیمانی ہے ع مروں اولی نہ کہ با این سرشاری زلیستن ایشاع نے کہا سہ جانان غنہ مباح کہ جانان رسیدنی است ہا دکام تشنہ چشمہ حیوان رسیدنی است ہا جگو بشارت ہے کہ تیرا بیٹا وہ رسول ہے جس کا حال توریث میں لکھا ہے کہ بے پردہ پیدا ہوگا اور مرد سے زندہ کرے گا تب مریم کو تسلی

ہوئی اور دل میں کہنے لگیں سے عیسیٰ بطور آمد من مردہ چربا شتم + ایام بہار آمد پڑ مردہ چربا شتم +  
 بعد اسکے ایک روز پھر ایشاع و مریم سے ملاقات ہوئی تو ایشاع نے کہا اے مریم تیرا حمل میرے  
 حمل سے افضل ہے مریم نے پوچھا تو نے کیونکر جانا ایشاع نے کہا جو وقت میرے تیرے ملاقات  
 ہوتی ہے تو میرا حمل تیرے حمل کو سجدہ کرتا ہے کیونکہ انبیاء اور اس مقام میں حضرت مولانا زکریا  
 فرماتے ہیں سے ماورجیحی کہ حامل بڑ بڑو + بود با مریم نشستہ دو بدوہ گفت اے مریم درون تو شبیت  
 کرالو العزم اور رسول اکہیست + چون برابر او قدام با تو من ذکر وہ سجدہ حمل من اے ذوالفطن +  
 این جنین مرآن جنین را سجدہ کرد + کر سجدہ کن در تمام اقدار در قادمہ یہ سجدہ سجدہ تیبہ تھا کہ اوس امت  
 میں جائز تھا اور اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ سے عمر میں بزرگ نہ تھے  
 قادمہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین لڑکوں کے  
 سواے کوئی لڑکا گود میں نہیں بولا ایک عیسیٰ ابن مریم اور دوسرے اور حسیح بنجاری و مسلم میں ہے  
 کہ جریح ایک مرد عابد بنی اسرائیل میں تھا اوستے ایک عبادت خانہ بنایا تھا لاکھوں میں رہتا تھا اور  
 بنی اسرائیل اوسکا ذکر کیا کرتے ایک دن ایک عورت خوب صورت نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں جریح کو  
 بلا میں ڈالوں پھر وہ عورت جریح کے پاس آئی اُسے التفات نہ کیا اور اوس عبادت خانے  
 کے پاس چرواہا ہے ٹھہرتے تھے سو وہ عورت ایک چرواہے کے پاس گئی کہ اوس سے حاملہ  
 ہوئی جب لڑکا جنی تو اوسنے جریح کا نام لیا بنی اسرائیل جریح کو مارنے لگے جریح نے سبب پوچھا  
 اونھوں نے کہا کہ تو نے بدکار عورت سے زنا کیا ہے کہ وہ لڑکا جنی جریح نے کہا لڑکا کہاں ہے بنی اسرائیل  
 اوسکو لاسے جریح نے نماز پڑھ کر اوس لڑکے کے پیٹ میں ٹھوکا دیا اور کہا تیرا باپ کون ہے اوسنے  
 کہا فلاں چرواہا اس مقام پر حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ پھر تو لوگ جریح کو چومنے چاہنے لگے اور بولے  
 کہ سونے کا عبادت خانہ بنا دین گے جریح نے قبول نہ کیا ایک لڑکا یہ ہوا دوسرا کسی زمانے میں ایک  
 لڑکا اپنی ماں کا دودھ پیتا تھا کہ ایک مرد عمدہ سواری پر سوار ہو کر اوس طرف نکلا اوسکی ماں نے کہا  
 اتنی میرے بیٹے کو اس شخص کے برابر کرنا سوز کے نے چھاتی چھوڑ کر اوس مرد کو دیکھا اور کہا اتنی  
 مجھکو ایسا کرنا پھر دودھ پینے لگا بعد اوسکے جو آدمی ایک لونڈی کو مارتے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے  
 ام کیا ہے اور چوری کی ہے اور وہ کہتی تھی کہ مجھکو اللہ کفالت کرتا ہے اور اچھا دیکھل ہے سوا اوس لڑکے  
 کی ماں نے کہا کہ اتنی میرے لڑکے کو ایسا کرنا جیسی یہ لونڈی ہے پھر اوس لڑکے نے دودھ چھوڑ دیا  
 اور اوس لونڈی کو دیکھ کر بولا کہ اتنی مجھکو ایسا ہی کرنا پھر اوس جگہ ماں بیٹے میں گفتگو شروع ہوئی

لڑکے نے کہا کہ مقرر وہ مرد ظالم تھا سو میں نے کہا الہی مجھکو ویسا کیجیو اور اوس لونڈی نے حرام  
 نہ کیا تھا اور نہ چوری کی تھی سو میں نے کہا الہی مجھکو ایسا ہی کر دیجیو اس مقام سے واضح ہوا کہ حضرت  
 یحییٰ کو دین بولنا اور حضرت موسیٰ کا تنورین بولنا اور شاہ یوسف کا گواہی دینا حالت رضاعت  
 میں جسکو بعض اہل تفسیر و اہل سیر لکھتے ہیں یہ قول ضعیف ہے غالباً وہب ابن بنہ نے کتبنا اسرائیل  
 سے اسکو نقل کیا ہے القصہ یہودیوں نے کلام حضرت عیسیٰ شکر کہا کہ یہ لڑکا ساحر ہے اور یوسف بخار سے  
 پیدا ہوا ہے آخر شہ جب تحقیقات ہوئی تو یوسف پاکدامن لگا مگر پھر بھی کہنے لگے کہ یہ حرکت حضرت زکریا  
 علیہ السلام نے کی ہے و لہذا اونکے اور عیسیٰ اور مریم کے قتل پر مستعد ہوئے ناچار حضرت زکریا نے  
 یہ تجویز فرمائی کہ عیسیٰ و مریم جانب مصر ہجرت کریں سو یوسف بخار و دونوں کو لیکر مصر کو چلا گیا اور یہودی  
 سرگرم تلاش ہوئے اور حضرت زکریا سے کہنے لگے کہ اگر تیری خطا نہ تھی تو کیونکر تو نے عیسیٰ و مریم کو  
 لگا دیا اب ہم تجھکو قتل کریں گے لہذا حضرت زکریا چھپ رہے اور میں برس نہ ملے جس دن  
 حضرت عیسیٰ مسیح پھر بیت المقدس میں تشریف لائے اور سیدنا شہید ہوئے اور صورت واقعہ  
 یوں واقع ہوئی کہ حضرت زکریا علیہ السلام وقت شام نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے یہودیوں نے دیکھا  
 پیچھے دوڑے ایک درخت سامنے تھا اونے کہا یا نبی التذیر سے بیچ میں آپ تشریف لا دین چنانچہ  
 حضرت اسکی طرف گئے وہ پھٹ گیا آنجناب اوسمیں پوشیدہ ہوئے اور کافروں نے نہ جانا مگر  
 ابلیس نے نشان بتلایا اور بعضے کہتے ہیں کہ ابلیس نے ایک کونا چادر کا پکڑ رکھا تھا سو کافروں کو  
 دکھایا تب کافروں نے کہا کہ امرد اب ہم اسکو کس طرح پا دین تب اونے ارہ بتانا سکھلایا  
 کہ آن لوگوں نے ارہ بنا کر درخت کو سیدھا چیزنا شروع کیا جب کہ ارہ سر پہونچا حضرت زکریا نے  
 شور کیا کہ اونکے نالے سے ملکوت اعلیٰ میں ایک زلزلہ پڑا اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے  
 یا آواز غیب سے آئی کہ اگر پھر آوازی تو نام تیرا پیغمبروں و صابروں سے نکال ڈالاجا نکالوین  
 جانتا تھا کہ پناہ تمام عالم کی میں ہوں پھر درخت کی طرف کس طرح بھاگا بعد اسکے حضرت زکریا نے دم  
 نہیں مارا اور شکر خدا کرتے رہے یہاں تک کہ یہودیوں نے چیر کر آدھوا دھ کر پاس و ربلا الذمیت پانڈہ  
 پانڈہ کسی کجا دانڈہ وانکہ اولدت بلا دریافت و در در بہتر از دو دانڈہ عمر حضرت زکریا کی بروایت  
 ایک سو تیس برس کی بروایت سو برس کی تھی فرار شریف سفارۃ الارواح تحت قبہ انحضرت <sup>القدس</sup>  
 میں واقع ہے قیامتہ اختلاف ہے کہ حضرت یحییٰ کی شہادت حضرت زکریا کے بعد ہوئی یا ورو بعضے  
 اہل سیر لکھتے ہیں کہ جب خبر شہادت یحییٰ علیہ السلام کی حضرت زکریا کو پہونچی تو آنجناب بھاگے کہ باو شا

نے سپاہی اپنے اوسکے پیچھے دوڑا کہ واقعہ شجرہ واقع ہوا چنانچہ اخبار الدول میں اسبطرح لکھا ہے اور اکثر محققین نے شہادت حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بعد رونق و صعود عیسیٰ علیہ السلام کے بیان کی ہے چنانچہ حضرت مولانا ولی اللہ فرخ آبادی نے تفسیر نظم الجواہر میں اور مولوی احسان اللہ ممتاز نامی نے اپنی فتویٰ میں اسبطرح بیان کیا ہے و ہذا القرب الی العتوب و ادقن بالکتاب کیونکہ وعاسے حضرت زکریا میں واقع ہو غیب لی من لدنک ویلایرتی و یرث من آل یعقوب اور دعا حضرت کی قبول ہونی تو لابد مقتضاسے وراثت یہ ہے کہ بعد حضرت زکریا حضرت یحییٰ اوسکے قائم مقام زمین اور انکی جگہ محراب عبادت میں مٹھیں ولایلزمن الخلف فی وعد اللہ فائدہ اختلاف ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام بھی شہید ہوئے یا کسی مرض سے وفات پائی اکثر محققین قائل شہادت ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ آنجناب کی وفات مرض سے ہوئی چنانچہ وہب ابن جندب سے منقول ہے کہ یہ واقعہ ارہ کا حضرت شویب علیہ السلام واقع ہوا اور الاول ہوا الصیحہ تنبیہ در بعض حالات حضرت یحییٰ علیہ السلام واضح ہو کہ آنجناب حسین و جمیل و خوش ادا قصیر الاصابع طویل الانف پوست ابرو رقیق الصوت و قوی تر عبادت خد میں تھے اللہ تعالیٰ نے انکو طفولیت میں نبوت عطا فرمائی اور جب پیدا ہوئے تو فرشتوں نے آسمان پر لیجا کر انہار بہشت میں غسل دیا اور انہار جنت کھلائے بعد اوسکے حکم آتی گھر میں آئے تو انکی نور پیشانی سے تمام گھر روشن ہو گیا اور چار برس کی عمر سے گریہ وزاری میں مشغول ہوئے جب کہ بچوں اور انکی کھیلنے کو فرمایا تو جواب دیتے کہ اللہ نے مجھکو اولاد و ولوب کے واسطے پیدا نہیں کیا ایک روز حضرت زکریا نے کہا تو کیوں رو یا کرتا ہے میں نے تجھکو خدا سے ایسے مانگا تھا کہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں حضرت یحییٰ نے کہا کہ تمہارے حکم کے موافق رو یا کرتا ہوں حضرت زکریا نے کہا میں نے کب ایسا حکم دیا ہے حضرت یحییٰ بولے کہ تم نہیں فرماتے تھے کہ ما میں بہشت و دونخ کے ایک عقبہ ہے کہ قطع نہیں کر سکتے اوسکو مگر جو لوگ خدا کے خوف سے گریہ وزاری کرتے ہیں تب حضرت زکریا نے کہا درست ہے بعد اوسکے ایک روز حضرت زکریا نے جناب باری میں عرض کیا کہ یا رب العالمین میں نے اولاد کی خواہش واسطے خوشی و مسرت کے تیری درگاہ میں کی تھی سو تو ایسی اولاد مجھکو عطا فرمائی کہ شب و روز اوسکے رونے سے مجھے غم و الم ہو ارشاد ہوا کہ ای زکریا تو نے فرزند شاکستہ و فرمان بر و اور میرا چاہا تھا سو میں نے عنایت کیا یعنی میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے شوق میں رو یا کر اور میرے عذاب سے ڈرتا ہے تب حضرت زکریا نے سکوت کیا اور یہ وضع اختیار کی کہ بروقت مواعظت انکو اپنے ہمراہ نہ رکھتے تھے ایک دن یہ اتفاق ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام احوال دونخ

بیان فرماتے تھے اور انکو معلوم تھا کہ حضرت یحییٰ بیان حاضر نہیں ہو حالانکہ آنجناب گوشت مسجد میں بیٹھے ہو سکتے تھے جب حضرت زکریا نے فرمایا ان جنم کو عدہم اجمعین یعنی کفار کے واسطے ذبح کا وعدہ ہوا اس کلمے کے سنتے ہی حضرت یحییٰ علیہ السلام سجد سے بھاگے اور ایک پہاڑ پر سات شبانہ روز تے رہے کہ ایک چرواہے نے اونکی ماں کو خبر کڑی دی پہاڑ ہی تلاش کرتی ہوئی گئیں اور بت کھل سے گھر لائیں اسوقت میں عمر حضرت کی سات برس کی تھی اسی عرصہ میں ایک روز بیت المقدس میں مشغول عبادت تھے کہ چند عابد و درویش قوم نبی اسرائیل کے بالون کے کاج اور جبے صوف سے پہنے عبادت میں مصروف نظر آئے تو حضرت نے اپنی والدہ سے التماس کیا کہ یہ کبھی اسپرچ کی پوشاک بنا دو تو ہم بھی ان لوگوں کے ساتھ عبادت کیا کریں چنانچہ اونکی والدہ نے اسپرچ کا لباس پہنایا کہ اوس لباس میں مشغول عبادت ہوئے اور تھلیل غذا و شراب میں کوشش فرماتے لگے یہ تک کہ شدت عطش میں اپنے پیر پانی میں رکھ دیتے تھے اور ہرگز سرد پانی نہ پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ قسم ہر عزت و جلال خدا کی کہ نہ بیونگا ٹھنڈا پانی جب تک بازگشت اپنا جنت بنا کر کی طرف نہ دیکھوں گا سو یہ حال دیکھ کر حضرت زکریا بہت روئے اور ایک شخص شجر کھلایا اور پانی پلایا اور قسم کا کھارہ دلوا یا اور ان دونوں میں اسبب اسکے کہ بدن شریف نہایت لطیف و نرم تھا تو کثرت ریاضت و سختی جبہ صوف سے گوشت گل گیا تھا ایک روز آنجناب نے اپنا بدن دیکھا اور رونے لگے اوس وقت ارشاد آتی ہوا کہ اگر یحییٰ تو اپنے بدن سے گوشت پر رونا ہو قسم ہر اپنے عزت کی اگر تو مطلع ہو دو زخ کے حال پر تو مدد عہ جدید پہنے سپر حضرت یحییٰ اسقدر روئے کہ آنسوؤں سے گوشت رخساروں کا گل گیا کہ اونکی والدہ نے دو ٹکڑے ندے کے گالوں پر رکھے کہ اوس سے زخم بند ہو گئے اس کثرت سے حضرت یحییٰ پھر روئے کہ دونوں ٹکڑے تر ہو کے بہ نکلے تب آنگو پوڑا اور انبوا اونکی ماں کے ہاتھوں پر جاری تھے کہ انی اخبار الدول اور کتاب کشف الاسرار میں ہے کہ سوال کیے گئے حضرت یحییٰ اس بات سے کہ تم کس واسطے گھر نہیں بناتے اور کیوں سواری نہیں رکھتے اور کیلئے نکاح نہیں کرتے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ سید الدار و سید الخمار و سید الفلانیتہ کملاؤں اور ہرگز میری خواہش نہیں ہے کہ اسیم سیادت مجھ پر لا جائے کاتب الحروف کتباہی لما ترک السیادۃ و تواضع سماہ اللہ سیدا و حضورا کما قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یشکرک یحییٰ مصداقا بکلہ و سیدا و حضورا و بیاسن الصالحین یعنی اللہ تجکو خوش خبری دیتا ہے یحییٰ کی جو گواہی دے گا اللہ کے ایک حکم کی اور سردار ہوگا اور عورت کے پاس نہ جائے گا اور نبی ہوگا کیوں میں اس جگہ گواہی سے تصدیق

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مراد ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ کا خطاب ہو کلمہ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام باوصف اس کے کہ خود نبی تھے لیکن بعد بعثت حضرت عیسیٰ کے لوگوں کو اونکی اطاعت کی ترغیب دیتے تھے اور سید سے مراد شریف و نیکو پسندین ہیں جو کہ غضب و غصہ اور سپرستوں کو بلکہ وقت غضب تواضع و حلم اختیار کرے اور علم و تقویٰ میں تمام قوم سے فائق تر ہو سو علم علم تقویٰ عصمت حضرت یحییٰ علیہ السلام میں بوجہ کمال تھی چنانچہ تم لیل عصیتہ ولم یم بہ اونکی شان میں ہو وحنائمن لذنا و زکوٰۃ وکان لقیما و سپربران اور غضبہ کہتے ہیں کہ سید وہ ہو جو راضی بقضما ہو کہ وقت حکم آگے تسلیم کرے چنانچہ یہ بھی وقت شہادت کے ظاہر ہو گیا اور غضبہ کہتے ہیں کہ سیادت تمہ بلند ہوتی ہے سو بلند ہوتی کا یہ حال تھا کہ مدت العمر حضرت یحییٰ کو دنیا و متاع دنیا کا خطرہ بھی دن نہیں آیا اور حضور سے یہ مراد ہے کہ پیچھے والے کو ابو و بازی سے اور نفس کو شہوت و لذت سے باز رکھے سو بھی ظاہر ہوا کہ حضرت یحییٰ کو سوائے گریہ و زاری کے اور بازی کی فرصت نہ تھی اور اوصاف شباب و حصول قوت عورت کے پاس نہیں گئے ہر چند کہ ان کی زندگی لڑکھانے سے متحرک نہیں ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ نے انکو سعادت مند زنی پیدا کیا تھا الغرض بعد نفع عیسیٰ علیہ السلام کے احب ناصب بادشاہ بنی اسرائیل کا حضرت یحییٰ کو نواہیت عزت اور نایب اکرام میں رکھنے لگا کہ نبی حکم انکے کوئی کام نہ کرنا تھا آخر کار اوس بادشاہ کو اپنی جوڑی بڑی سے نشئی پیدا ہوا سو اسے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے استفاد کیا غرت نہ منع کیا اور غضبہ کہتے ہیں کہ بڑا آدمی ان سے بادشاہ سے بانٹارہ ملکہ عرض کیا کہ ملکہ بڑھی ہوئی ہو آپ اوسکی بیٹی سے کہ وہ دوسرے شوہر سے ہو تو جواب فرمایا بادشاہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے مشورہ کیا انحضرت نے فرمایا کہ یہ لڑکی تمہیں حرام ہے بادشاہ نے سکوت کیا مگر ملکہ کا فرہ قتالہ الانبیاء کو حضرت یحییٰ سے عداوت پیدا ہوئی اوسنے یہ کام کیا کہ جسوقت بادشاہ شراب پینے کو بیٹھا اور نشے میں مست ہوا تو اسنے اپنی بیٹی کو لباس فاخرہ راستہ کر کے بھیجا اور کہدیا کہ تو حاضر ہو کے شراب پلا اور جسوقت بادشاہ تیرے ساتھ صحبت کا قصد کرے تو انکار کر کے کہنا کہ میں تیرے پاس نہ ہوں گی جب تک یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک کٹا ہوا ہشت میں نہ آوے گا چنانچہ وہ شراب پلانے کو حاضر ہوئی اور بادشاہ نے صحبت کا قصد کیا اوسنے حضرت یحییٰ کا سرانگہ بادشاہ نے کہا کہ اور کچھ طلب کر یہ مجھے نہوگا اوسنے کہا میں اور کچھ نہیں چاہتی ناچار بادشاہ نے غلبہ سکر و شہوت میں حکم دیا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر لایا جائے یہ خبر مشہور ہوئی علما و اجبار بنی اسرائیل نے حاضر ہو کر دست بستہ التماس کیا کہ اگر خون حضرت یحییٰ علیہ السلام کا

شہادت عیسیٰ علیہ السلام

زمین پر گرے گا تو گھاس رو سے زمین پر نہ بے گی بادشاہ نے کہا کہ سز مبارک ملاس میں رکھ کر کا باجا  
اور خون کو تین میں ڈال دیا جاے عالموں نے کہا کہ خون باحق یحییٰ علیہ السلام کا تیرے حق میں  
اچھا نہیں ہو مگر بادشاہ نے غلبہ شہوت خسیسہ میں خیال نہ کیا اور جلا دون کو مسجد میں بیجا اوس وقت  
حضرت یحییٰ علیہ السلام محراب داؤد علیہ السلام میں نماز پڑھتے تھے کہ جلا دون نے آکر سز مبارک  
تن سراسر نور سے جدا کیا اور طشت میں رکھ کر بادشاہ کے روبرو لائے تو سر سے آواز آئی تھی کہ اے  
ملک یہ عورت تجھ پر حرام ہو مگر حلال نہ ہوگی لیکن غلبہ شہوت میں ایسی باتوں کا کون خیال کرتا ہو  
بادشاہ صحبت بد میں مصروف ہوا اور ایک گڑھا عمیق کھدوا کر سر کو اپنے گھر میں دفن کرایا تو خون نے  
جوش مارا کہ تمام گھر بھر گیا اوس وقت بادشاہ گھر سے باہر بھاگا دوسرے دن جبکو بادشاہ نے اوس  
خون پر مٹی ڈلوائی مگر غلیان دم موقوف نہوا یہاں تک کہ بہتے ہوئے شہر پناہ کو پہنچا اور بادشاہ مع عورت  
و بیٹی و توالیع اوکے زمین میں دھس گئے اخبار میں وارد ہوا کہ چالیس دن افسانہ حضرت یحییٰ علیہ السلام  
پر رو دیا گیا یعنی طلوع حمار و نیب حمار روایت ہے کہ جب حضرت یحییٰ مقتول ہوئے تو ملائکہ نے جناب  
الہی میں عرض کیا الہی کس گناہ سے یحییٰ مارا گیا حالانکہ اوستے کس وقت گناہ بھی نہیں کیا تھا ارشاد  
ہوا کہ یحییٰ نے نہ کوئی گناہ کیا اور نہ عزم گناہ کیا لیکن مجھے صحبت نکلتا تھا اور جب کو قتل لازم ہوا کہ انی  
اخبار الدول اسفار معتبرہ میں ہے کہ بعد قتل یحییٰ علیہ السلام وہاں تک سلطان اس توالیع کے انتقام جتقی  
نے اربک بادشاہ ملوک بابل سے جسکو خردوش کہتے ہیں واسطے انتقام اس جزیہ کی بھیجا کہ وہ بیت المقدس  
میں آیا اہل شہرے کو اڑ بند کر لیے اور قلعوں میں دب رہے کہ بادشاہ مقام کرنے سے تنگ ہونے لگا  
آخر کار ایک بوریعیا قوم بنی اسرائیل کی بادشاہ کے پاس آئی اور اوستے کہا اگر تمہیکو دخول اس شہر  
میں منظور ہو تو شہر پناہ کے چاروں طرف لشکر کی شلین بانٹ دے اور وہ لوگ باواز بلند کرین کہ اللہ  
انا نستفتحک ہذہ المدینۃ سو بادشاہ نے صبح کے وقت ایسا کیا جیسا بوزھیا نے بتلایا تھا اوس وقت  
شہر پناہ کی دیوارین گر پڑیں اور لشکر کے لوگ شہر میں گھس پڑے اور وہ بوزھیا سا تھو ہوئی اور اوس  
مقام پر لگی تھی جس جگہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خون پڑا تھا چنانچہ بادشاہ نے دیکھا تو خون بدستور  
جوش و غلیان میں تھا اوستے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ جب بیت المقدس کو فتح کروں گا تو قتل عام کا  
حکم دوں گا کہ خون وہاں کے لوگوں کا شہر سے بہ کر فرود گاہ لشکر تک آوے سواوستے جلا دون کو  
حکم دیا کہ ذبح کرو یہاں تک کہ خون وسط لشکر میں جاری ہو جاے اور خود پلٹ کر لشکر میں آیا اور  
سے زور اوان رئیس لشکر کو اس کام میں فرمایا چنانچہ اوستے دروازے شہر کے بند کر کے شہر پناہ

اسی ہزار آدمی ذبح کر کے بعد ازان سر مبارک حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قریب جا کر کہا کہ اے  
 یحییٰ میرا تمہارا پروردگار جانتا ہے جس قدر آدمی میں نے تمہارے خون کے بدلے ذبح کیے ہیں  
 ہدایت کرو مجھ کو حکم خدا اور نہ کہ سیکو تمہاری قوم سے باقی چھوڑوں گا خون سے ہدایت ہوئی کہ اب  
 قتل موقوف کرنا موقوف کیا اور لقیۃ السیف بنی اسرائیل کو جمع کر کے کہا کہ بادشاہ  
 نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم لوگوں کو ذبح کیا۔ ہسائشک کہ خون وسط لشکر میں پونچے اور میں ہسائشک  
 نہیں رکھتا کہ اوسکے حکم کے خلاف کروں وہ بولے جیسا حکم ہو بجالاؤ مگر خون یحییٰ علیہ السلام  
 منع کر دیا تھا اسلئے رئیس لشکر نے ایک جیلہ تجویز کر کے حکم دیا کہ ایک خندق کھودی جائے اور  
 مواسی قوم بنی اسرائیل کے ذبح کر کے اوس خندق میں ڈالین جائیں اور اوس پر اجسام بوجھ  
 بنی اسرائیل جو شہر میں جمع ہیں رکھے جائیں چنانچہ قوم بنی اسرائیل نے اپنے ہاتھوں سے یہ کام کیا  
 کہ خون نے سیلان کیا اور وسط لشکر میں پونچا بادشاہ نے دیکھ کر حکم دیا کہ قتل موقوف ہو بعد اسکے  
 خردوش جانب بابل روانہ ہوا اوس وقت سے بنی اسرائیل پر احتقار و ذلت نے غلبہ کیا کہ اتنا  
 کسی جگہ انکو حکومت و دولت حاصل نہیں ہو اور بیت المقدس ایسا ویران ہو گیا کہ بعض لوگ  
 رومی اوس میں رہنے لگے حتیٰ کہ زمانہ حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب میں ابو عبیدہ ابن الجراح  
 کے ہاتھ پر فتح ہوا اور مسلمانوں نے حکم امیر المومنین پھراؤ سکو تمیر کیا زید ابن واقد سے اتحاف لاعتقاد  
 میں روایت ہو کہ وید ابن عبد الملک بن مروان نے مجھکو واسطے تمیر جامع دمشق کے وکیل مقرر  
 کیا اوس میں نے ایک مخارہ پایا کہ میں نے ولید کو اطلاع کی وہ دو ہون ہاتھوں میں شمع لیکر آیا  
 اور اسکے اندر آرا و ہاں ایک کیسہ میں گز کا مربع نظر آیا اوس میں ایک صندوق ملا اوسکو کھولا تو میں  
 ایک جامہ دان تھا اوسکے اندر سر مبارک حضرت یحییٰ علیہ السلام کا تھا اور جامہ دان پر لکھا تھا کہ  
 پذیر اس یحییٰ بن زکریا سوا سکو پھراؤ سہی مقام پر رکھو اور وہاں قبہ بناو یا کہ زیارت ہوتی ہے اور لوگ  
 وہاں سے برکت حاصل کرتے ہیں کہ انی اخبار الدول اور جد شریف بیت المقدس میں مد فون ہے  
 اور بعضوں کے نزدیک قلدین میں ہے اور عمر شریف چالیس برس سے کچھ زیادہ ہوئی ہے کہ انی  
 نظم الجواہر فائدہ اب احوال حضرت عیسیٰ مسیح کا سنا چاہیے سوا اول میان چند امور کا ضرور ہے  
 اول یہ کہ کلام الہی میں کئی جگہ اونکو خدا کا کلمہ کہا ہے سو یہ ایسا ہی بسطرح اور جگہ روح انسانی کو  
 قتل الروح من امر ربی فرمایا ہے کیونکہ جب کوئی چیز بلا سابقہ اسباب ظاہر ہوتی ہے بلا اسکے آثار و  
 محسوسہ و زمرہ سے جدا ہوتے ہیں تو بولتے ہیں کہ یہ صرف حکم خدا ہے اور ہر عقل مند جانتا ہے کہ

اسکے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ خیر صفت قدیمہ ہی ہو سو جب مشرکین عرب اور یہودیوں نے دیکھا کہ مسلمان لوگ حضرت عیسیٰ کے بن باپ ہونیکے قائل ہیں تو اعتراض بجا کرنے لگے اونسکے جواب میں ارشاد ہوا انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ و کلمۃ اللہ بالی مریم و روح منہ یعنی نہیں ہے عیسیٰ مسیح مگر مریم کا بیٹا بھی ہوا اللہ کا اور اوسکا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہی اوسکے بیان کی خلاصہ یہ کہ خدا کا حکم مریم پر ڈالا گیا و بنا بر تکون جنین حکم خدا بلفظ کن ہو چکا سو جنین بن گیا پس یہ دلیل اونسکے خدا ہونیکے نہیں ہے کیونکہ مبیع مخلوق کلمۃ اللہ میں پس اگر حضرت عیسیٰ خدا ٹھہرن تو غیر تنہا ہی خدا ہوتے ہیں اور اطلاق روح ایسا ہی جیسا حضرت آدم کی نسبت ہے فقہت فیہ من روحی سو جو طرح روحی میں روح کی نسبت خدا نے اپنی طرف فرمائی اوسی طرح روح منہ میں اور تکون جنین کو ہر محاورے میں بولتے ہیں کہ ایک جان پیتہ میں خدا کی طرف سے آتی ہے اور یہ محاورہ اس بنا پر ہے کہ جب تک جنین مان کے پیٹ میں ہے تو اوسکا جز ہر سو جان پڑنے کی نسبت اوسکی پیت کی طرف کیجاتی ہے نہ جنین کے بدن کی طرف اور حضرت آدم کا بدن جو تھا سوزمین سے اوپر تھا کالجڑ نہ تھا لہذا اوس جگہ روح کے ڈالنے کی نسبت اونسکے بدن کی طرف لگتی پھیلائی حضرت مریم کے کہ بیان وہ جنین جب تک اونسے جدا نہیں ہوا اونکا جز تھا لہذا اوس روح کے ڈالنے کی نسبت مریم کی طرف ہوئی اور پیکر عیسیٰ کے طرف نہ کی گئی اسلئے کہ وہ مستقل بالذات نہ تھی اور اگر کوئی شبہ کرے کہ حضرت عیسیٰ عین روح تھے تو اسکی نفی تیسری انجیل کے چوبیسویں باب نسخہ ۱۳۲۰ میں انشالیس میں ہے کہ میرے ہاتھوں اور بالٹوٹو کو دیکھو کہ میں اب ہی ہوں مجھے ٹوٹو اور دریافت کرو کہ روح میں گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا تم سمجھیں دیکھتے ہو دوسرا یہ کہ جس نشتر ہونے کے لیے والدین کا ہونا ضرور نہیں ہے ورنہ حضرت آدم آدم نہون اسلئے کہ اونسکے مان باپ سے تھے بلکہ خدا نے اوندکو مٹی سے بنایا تھا اور اگر یہ امر واجب ہو تو چاہیے کہ حضرت عیسیٰ میں آدمیوں کے خواص نہون حالانکہ بالاتفاق ثابت ہے کہ انہیں اس سبب سے کہ مریم سے پیدا ہوئے ہمہ بہت خواص آدمی کے تھے اور صدمہ مرتبہ آپکو ابن آدم فرماتے رہے اور تیسری انجیل میں صاف صاف لکھا ہے کہ بعد از تمہ صلیب جب حواریوں پر ظاہر ہوا اور حواریوں نے جانا کہ ہکو روح نظر آتی ہے تو حضرت عیسیٰ اسے اس شبہ کو رفع کر کے اپنے ہاتھ پانوں دکھلائے اور کھانا مانگا حواریوں نے تھوڑی بھونی مچھلی اور شہد دیا کہ حضرت عیسیٰ نے اونسکے سامنے کھایا گویا کہ اشارہ فرمایا کہ میں بدن عنصری سے موجود ہوں اور عالم مادی کے احکام مجھ میں باقی ہیں تیسرا یہ کہ مسیح حضرت عیسیٰ کا لقب ہے اور زبان عبری میں عیسیٰ کہی جکتے ہیں یعنی مبارک اور لغت سریانی میں ایشوع یعنی کار بخت اور مسیح یعنی مسیح کے یہ ہیں کہ جبکہ

ہاتھ سے پیارا چھے ہوں یا جبکہ کہیں وطن نہ ہو ہمیشہ سیاحی میں رہے ہذا بالفلت من الاستفسار اب واضح ہو کہ بعد میں برس کے حضرت عیسیٰ مصر سے بیت المقدس میں پھر تشریف لائے اور بنی اسرائیل کے نبی ہوئے اور کریم کار ساز نے کئی معجزے عنایت فرمائے اول یہ کہ توریت بلکہ ہر ایک کتاب آسمانی بغیر پڑھے انکو یاد تھی اور انجیل ایک کتاب جدید بھی عنایت ہوئی اور کئی مشکل حکم توریت کے موقوف ہوئے پس حضرت عیسیٰ نے دعوت حق شروع کی اور احکام توحید جاری کرنے لگے سب سے پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے انکی تصدیق فرمائی مگر اور کسینے نہ مانا بلکہ کہنے لگے کہ ہم اسکی بات نہ مانتے گے اور جو کوئی معجزہ اپنی رسالت پر رکھتا ہو بیان کرے یہ منکر حضرت عیسیٰ نے فرمایا انی تمہیں بتاؤں کہ تمہیں مین لایا ہوں نشانی تمہارے پروردگار طرف وہ ہوسے کہ کجا نشانی ہو دیکھا اور حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ انی اخلق لکم من الطین کیمیۃ الطیر فادفع فیہ فکون طیرا باذن اللہ یعنی مین آیا ہوں تم پاس نشان لیکر وہ یہ کہ بنا دیتا ہوں مگوٹی سے صورت جانور کی پھر اوسمیں بچونک مارتا ہوں تو وہ ہو جاوے اڑتا جانور اللہ کے حکم سے یہ فرما کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے منی سے ایک جانور بصورت خفاش بنایا اور اپنا دم اوسمیں دم کیا فی الحال بقدرت حق اڑنے لگا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ معجزہ موافق یہودیوں کی فرمایش کے ظاہر فرمایا تھا یعنی یہودیوں نے کہا کہ اگر ہمارے لیے ایک خفاش منی سے بنا کر زندہ کرو تو ہم مانتے وہی حضرت عیسیٰ نے بنایا اور آیا وہ تب ابن منہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جانور جب تک ارمیوں کو نظر آتا اڑتا رہتا اور جب نظر سے غائب ہوتا فی الفور گر پڑتا اور مشہور ہو کہ منی سے صورت خفاش کی بنائی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ سب قسم کے جانور بنائے تھے اور تخصیص خفاش کی اسلیے ہو کہ خفاش پرندوں میں انجوبہ ہو کہ بے پرو بال اڑتا ہو اور بچہ بھی جنتا ہو اور دانتوں سے کھاتا ہو اور ہوا میں بلند نہیں ہوتا اور ہنستا اور روتا اور حیض و بول کرتا ہو اور روشنی آفتاب نہیں دیکھتا اور دو ساعت سے زیادہ یعنی بعد غروب آفتاب اور ازالہ شفق مغربی و بعد از طلوع فجر و قبل از اسفار شکار نہیں کرتا اور نمادہ کے پستان ہوتے ہیں اور اپنا دو دم اپ بھی بیٹھے ہیں اور اپنا بچہ لیے جلتے مین جان کہیں جاتے ہیں فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ اسم اعظم کے زور سے حضرت عیسیٰ یہ کام کرتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ تخلیق اور تکوین پیدا کرتے تھے اور صحیح یہ ہو کہ صرف تصویر بناتے تھے اور افاضہ حیات جانب مکون حقیقی سے تھا کہ نفس عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہر ہوتا تھا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دم جبرئیل سے پیدا ہوئے اور جبرئیل روح معصی تھے

سودم عیسیٰ سبب حیات پر واقع ہوا بلکہ اللہ جل شانہ نے خاصیت نفس عیسوی میں رکھی تھی کہ جس چیز میں پھونکتے زندہ ہو جاتی اور یہ خرق عادت بلاشک معجزہ تھا مگر یہ معجزہ معجزات حضرت موسیٰ اور صالح سے زیادہ نہیں اور دوسری تیسری چوتھی نشانی یہ ہے کہ ابری الاکہ والا برص و احمی الموتی باذن اللہ یعنی چنگا کرتا ہوں جو اندھا پیدا ہوا اور کوڑھی اور جلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے بعضے کہتے ہیں کہ اکہ شب کو کوکتے ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ نابینا مرد زاد مراد ہے جو شگاف بصر نہ کھتا، کیونکہ شب کوڑھی اور بیاض و سیل وغیرہ امراض کا زائل ہو جانا شکل نہیں ہے بخلاف جبلی اور خلقی کہ اسکے ازالہ میں اعجاز درکار ہے اور برص دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ کہ علت نجوبی مستحکم نہیں ہوتی یعنی اس موضع پر بال سیاہ جتے ہوں اور سوزن کے لگانے سے خون نکلے اسکا علاج اطباء کیا کرتے ہیں اور زائل بھی ہو جاتا ہے دوسرے وہ کہ بالکل علاج پذیر نہیں یعنی بال سیاہ نہ مہین اور خون نہ نکلے پس آیت قرآنیہ میں بھی برص مراد ہے اور تخصیص ان دونوں علتوں کی اس سبب سے ہوئی کہ علاج انکا دشوار ہے اور زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں حکیم بہت تھے تو ایسا معجزہ غنایت ہوا تاکہ حکما عاجز آئے دعوت ایمان قبول کریں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ جب بیمار آتے تو بشرط قبول ایمان دعا کرتے وہ اچھے ہو جاتے کشف الاسرار میں لکھا ہے

کہ دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ تھی اللهم انت آلم من فی السموات والہ من فی الارض لا اکہ فیہا غیرک الہی انت جبار من فی السموات و جبار من فی الارض لا جبار فیہا غیرک وانت حکم فی السماء و حکم فی الارض لا حکم فیہا غیرک قدر تک فی الارض و قدر تک فی السموات و سلطانک فی الارض و سلطانک فی السموات اسلک باسک الکبیر و وجہک المنیر و ملک القدیم انک علی کل شیء قذیر اور تفسیر کبیر میں شعبی سے منقول ہے کہ دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اجبار موتی میں یہ تھی یا حی یا قیوم اور تفسیر تیسیر میں لکھا ہے کہ یا حی یا قیوم یا دائم یا فرد یا وتر یا احد یا صمد اکثر مفسرین کو اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردے زندہ کئے ہیں تین متفق علیہ اور ایک مختلف فیہ ایک عازر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوست تھا او سکا گھر حضرت عیسیٰ کے گھر سے تین منزل تھا سو وہ بیمار ہوا او سنے اپنی بہن حضرت عیسیٰ کے پاس بھیجی اور کھلا بھیجا کہ سے ما قوت رفتارنداریم اگر یارہ نزدیک تر آئی قدمے دور نباشد او سیدن عازر مر گیا او س کے قریبون نے ایک دن انتظار کر کے دفن کر دیا بعد ازاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے یار و نکو لیکر تشریف فرما ہوئے بہن عازر کی ساتھ تھی رونے لگی حضرت عیسیٰ کو رحم آیا تو عازر کی قبر پر تشریف لیگئے اور دو رکعتین نماز با خلاص تمام

ادا کر کے یہ دعا فرمانے لگے اللھم رب السموات السبع والارضین السبع اے اللہ! میں نے اپنی ساری  
 اور عوہم الی ذنوبک و اذخیر ہم الی اجیبی الموتی یا ذنوبک فاجیب العازر حضرت حق تعالیٰ دعا قبول فرمائی  
 اور عازر کو زندہ کر دیا عازر نے قبر سے نکل کر سلام علیک کیا پھر مدت میں دید جیتا رہا کہ اس کے اولاد ہوتی  
 دوسرا ابو العجز ایک بوڑھیا کا لڑکا وہ مر گیا سوا و سکو کفناے گورستان کو لیے جاتے تھے دفعۃً  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلوہ فرما ہوئے تو اسکی ماں پیچھے روتی ہوئی جاتی تھی اور کہتی تھی سے  
 رفتی و درود داغ تو ام یادگار ماند و صد حسرت از تو در دل امیدوار ماند حضرت عیسیٰ کو شفقت  
 و انگیز موتی فرمایا کہ اے عجز غم مت کر کہ میں خدا سے دعا کرتا ہوں وہ اس مردے کو زندہ کر دے گا  
 سو حضرت نے دعا فرمائی وہ زندہ ہو گیا تیسری سام بن نوح علیہ السلام اور سب اونکے ایسا  
 کا یہ واقع ہوا کہ منکرین کہنے لگے حضرت عیسیٰ تمہارے دنوں کا مردہ زندہ کرتے ہیں اس میں یہ بھی  
 احتمال ہو کہ وہ مردہ سکتے ہیں گرفتار ہو گیا ہو اور بعد ایک دو دن کے ہوش میں آ گیا اگر مردہ کئی  
 سال کا زندہ کرین تو البتہ ہلکے ہوتے سب لوگ جمع ہو کر ہر اہ حضرت عیسیٰ ہو حضرت سام  
 بن نوح علیہ السلام کی قبر پر گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یا سام تم باذن اللہ قبر  
 سام پھٹ گئی اور حضرت سام زندہ ہو کر نکلے اور بعض مفسرین بیان کرتے ہیں کہ سام بن نوح  
 بادشاہ نصیبین کے روبرو زندہ ہوئے ہیں قصہ اسکا بھی مفصل بیان کروں گا اور چوتھا مردہ  
 عاشق تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مریدا اور معتقد اور مشہور یہ ہے کہ ایک شخص سمسعی عاشق کہ  
 لوگوں سے خراج لیتا تھا اسکی بیٹی مر گئی اور حضرت عیسیٰ کی دعا سے بعد ایک دن کے زندہ  
 ہوئی اور چندے اس عالم میں ہی اور بعض کہتے ہیں کہ چوتھا مردہ ایک بادشاہ کا بیٹا تھا کہ اس کے  
 باپ نے کمال منت اور سماجت سے زندہ کرایا اسکا قصہ قریب تر بیان کیا جائیگا فائدہ  
 تفسیر نضا میں ایک قصہ عجیب اس مجزہ کا لکھا ہے مضمون اسکا بالاختصار یہ ہے کہ ایک دن  
 حضرت روح اللہ نے ایک جوان خوبصورت گورستان میں روتے ہوئے پایا حضرت کو اسکی  
 حالت پر رحم آیا ارشاد کیا کہ اے جوان تو کیوں اتنا بیقرار ہو اسنے عرض کیا یا حضرت میری  
 عورت نہایت خوبصورت تھی اور میں اسپر عاشق تھا عین جوانی میں مر گئی ہو تنہائی کی حسرت  
 اور بیکسی کی مشقت مجھے سہی نہیں جاتی سے سخت دشوار است تنہا ماندن از دلدار خود ہا کہ  
 گویم حال تنہا ماندن دشوار خود ہا سو آپ طبیب درد مندان اور صیب مستندان ہیں سو اسے  
 آپ کے اپنا درد کس سے کمون اور دوا اسکی کس سے مانگون مصرعہ رحمتی کن امی رحیم کہ

جاسے ترجمہ ہوتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اوسکی قبر کمان ہو مجھ کو بتلا اوسنے  
 نہایت انبساط اور غایت نشاط سے دوسرے کی قبر بتلائی حضرت عیسیٰ نے دعا کی قبر پھٹی ایک  
 شخص سیاہ رو تباہ حال نکلا حضرت عیسیٰ نے پوچھا تو کون ہو اوسنے اپنا کچھ احوال عرض کیا وہ تھا  
 کا فرقہ تمام عمر بت پرست رہا تھا اور وقت مرگ سے اسوقت تک عذاب میں گرفتار تھا حضرت  
 عیسیٰ نے اسکا حال دریافت کر کے دعوت ایمان فرمائی کہ وہ کافر شورستان عوایت سے  
 سرچشمہ ہدایت میں پہنچا اور کلمہ شہادت زبان سے نکھر کر توحید اور ایمان پر پھر گیا تب اوس  
 جوان فراق رسیدہ نے التماس کیا کہ یا حضرت مجھے غلطی واقع ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تبسم  
 ہوئے اور اوسکی عورت کی قبر پر تشریف لگئے اللہ تعالیٰ نے اوسکی دعا سے اوس عورت کو زندہ کیا  
 کہ وہ جوان اپنی عورت لیکر جانب شہر روانہ ہوا راہ میں ایک شہزادے نے اوس عورت کو دیکھا  
 عاشق ہو کر مدعی ہوا کہ یہ عورت ہماری لونڈی ہو اسکو تو کمان لیے جانا ہو اوسنے کہا میری عورت  
 ہو اوس عورت نے انکار کیا اور کہا کہ میں شہزادے کی لونڈی ہوں اور شہزادے کے ساتھ گئی  
 وہ جوان روتا ہوا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں کہ آنجناب اسوقت تک قبرستان  
 میں تھے حاضر ہوا اور اپنا ماجرا کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی جوان کے ساتھ شہزادے  
 پاس تشریف لائے اور اوس شہزادے کو نصیحت فرمائی اوسنے نہ مانی تب عورت کی طرف  
 متوجہ ہوئے اوسنے صورت موت اور حیات سے انکار کیا اور بے ایمان ہو گئی حالانکہ زندگی  
 میں حضرت عیسیٰ کا ایمان رکھتی تھی آخر کار حضرت عیسیٰ کی دعا سے ہلاک ہوئی حضرت عیسیٰ  
 نے فرمایا کہ یہ معاملہ حق ہو کہ ایک شخص کا فرما تھا زندہ ہو کر اسلام لایا اور با ایمان اس جہان سے  
 اٹھا اور یہ عورت ایمان دار تھی مرتد کر مری یہ نکتہ سرفضا و قدر سے ہو وہم اور خیال اس واقعہ  
 سے بجز دار عقل اہل کمال اس قصہ سے بچے ہوئے آنرا زبنت کہہ بدر کعبہ رونود و دین راز  
 صومہ سوے دیر نمان کشید و اعجوبہای حکم قضا و قدر ہے است و آنجا بیایے وہم خرد کی توان  
 رسیدہ فائدہ حکما کہتے ہیں کہ عورتوں کے عہد پر مطمئن ہونا بجز دون کا کام ہو انکے عہد کو وفا  
 اور انکی وفا کو بقا نہیں بلکہ حسن عہد ان سے طلب کرنا ایسا ہو جیسے سہیل کو ثریا سے جمع کرنا اور  
 ان سے امید رکھنا ایسا ہو جیسے نہال گل آتش گلخن میں بونا و فاداری کمال عقل سے معلق ہونا قصہ  
 سے ممکن نہیں ہے رسم و فاقہ مدار از زمان و نیست مردت صفت از ہنران و ہر کہ ازین قوم  
 و فاقہ داشت و فائدہ کم دیدرتی کہ کاشت و دع ذکر ہن فامہن و فار مصرعہ از زن

طلب وفا خیالے است محال ۶ القصہ جب یہ معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دکھلائے تو منکرین بولے کہ صورت مرغ کی منی سے بنا کر اور انا شبہہ ہو اور اندھا اور کوڑھی اچھا کرنا طبیعت کا کام ہو اور حکمتِ عملی سے تعلق ہو اور مردہ کا زندہ کرنا جادو ہو سو یہ باتیں ہمارے خیال میں نہیں جیتیں اگر عیسیٰ سبھا ہو تو ہکو اطلاع کرے کہ پہنے شام کو کیا کھایا ہو اور صبح کیو اسطے کیا رکھا ہو تب حضرت عیسیٰ نے پانچویں نشانی کا اظہار شروع کیا کہ وانبکم ہاتھ کا کھون و ماتہ خرون فی بیوتکم یعنی بت دیتا ہوں تمکو جو کھا کر آؤ اور جو رکھا آؤ اپنے گھروں میں فائدہ ہو دیوں گی یہ بات تھی کہ ایسا معجزہ ایسے نبی اور الوہوم سے طلب کرتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مکتب کے لڑکوں سے کہہ دیتے کہ آج تمہارے ماں باپ نے یہ کھایا جو اور تمہارے بیلے یہ رکھایا سو وہ لڑکے اپنے گھر آ کر احوال کہنے اور کہہ جو وہ کھانا نہ ملتا تو روتے اور کہتے کہ تنے فلانی چیز آج کھائی ہمارا حصہ نہیں رکھا پراونکے ماں باپ سخت حیران ہوتے کہ انکو کمان سے خبر ہوئی ہے آخر کار دریافت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انسے کہہ دیتے ہیں تب وہ لوگ اپنے لڑکے مکتب سے ادٹھالائے اور کہنے لگے کہ ایسے جادو گر کے پاس نشست و برخاست اچھی نہیں بعد اس واقعہ کے ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام مکتب میں تشریف لائے تو کوئی لڑکا ہم سن انکا نظر نہ آیا تلاش میں اونکے گھر گئے اور اونکے ماں باپ سے اپنے دوستوں کا حال پوچھا کہا معلوم نہیں کہاں گئے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انتہ صاحب کی طرف سے معلوم ہوا کہ فلاں مکان میں کھیلتے ہیں پھر اس مکان کے دروازے پر تشریف لائے اور کہنے لگے اس مکان میں کون ہو دربان نے کہا اسمین نوکین بھری ہیں حضرت عیسیٰ نے فرمایا نوکین ہوگی اور خود پھر کر چلے آئے جب دربان نے مکان کا پھانک کھولا تو بالکل نوکین بھری تھیں یہ خبر نبی اسرائیل میں مشہور ہوئی اور اکثر لوگ عیسیٰ کے قتل پر مستعد ہوئے کہ حضرت مریم انکو لیکر جانب مصر جاگئیں اور تفسیر میں امام رازی نے لکھا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو یہود نے جانا کہ اسی شخص کی خبر توریث میں آئی اور یہی شخص ناسخ ہمارے دین کا ہے اس سبب سے حضرت مریم کو حرام کار شہر آیا اور حضرت عیسیٰ کو ولد الزنا و ساحر عیاذ باللہ عما یقول الظالمون پھر جب عیسیٰ نے معجزات دکھلائے اور آپ کو پیغمبر کہنے لگے تب قتل کرنے پر مستعد ہوئے ناچار حضرت عیسیٰ و مریم کو ہجرت کرنا پڑی واللہ اعلم اخبار اللہ میں ہو کہ اس عرصہ میں بیت المقدس تحت حکومت سلطان قسطنطین بعد ہر دوش ہو گیا تھا وہ بھی یہود کا سین و مددگار ہوا کہ حضرت عیسیٰ و مریم جانب مصر جاگے بعضوں کے نزدیک یوسف نجار ایک

گدھے پر سوار کر اسکے لیگیا اور بارہ برس مصر میں رہے اور بعضوں کے نزدیک فرشتوں نے اپنے پر وں پر اوٹھا کر مدینہ دمشق میں ڈال دیا بہر دو تقدیر جو اہر التفسیر میں ہے کہ اول ایک شہر یا قریہ پڑا وہاں کے زمیندار نے بوفورا خلاق اپنے گھراؤ نار اور نہایت عاجزی وانکسار سے پیش آیا کہ جب اونکے حضور میں آتا تو نہایت ادب سے بیٹھتا اور خندان لب و تازہ رو بائین کیا کرتا ایک دن خلاف عادت سخت منموم آیا حضرت مریم نے او سکی عورت سے سبب پوچھا اونے اپنے خاوند سے استفسار کیا کہ تو آج کس سبب سے پریشان ہو اونے کہا کہ بادشاہ رعایا سے ضیافت کا خواستگار ہوا چنانچہ اکثر مالداروں نے ادا کی ہوا اب میرے باری ہو اور مجکو ظاہر استطاعت نہیں ہے اور جو بجاگ جاؤں تو خفت ہوگی اور جو انکار کروں تو بخل کی ذلت ہی ع ذر وے سفر کروں و ذر وے اقامت ہو میں اسی وجہ سے آج غمگین و افسردہ ہوں او س عورت نے حضرت مریم سے یہ ماجرا کہا انکو رحم آیا تو اپنے صاحبزادہ سے کہنے لگیں کہ تم دعا کرو تاکہ مہم میربان سرا انجام پکڑے فرمایا مجکو آپ کے ارشاد میں عذر نہیں ہے لیکن بعد اس واقعہ کے فتنہ برپا ہوگا حضرت مریم نے فرمایا مہمان کو رعایت میربان واجب ہے اور اسد جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے ناگزیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زمیندار سے فرمایا کہ بروز ضیافت دیکھیں وغیرہ ظروف آب پاک سے بھر دینا اور مجکو خبر کرنا کہ میں اپنے اقد سے دعا کروں گا وہ اونین ہر قسم کا کھانا بھج دیکھا آخر کار تاریخ معینہ زمیندار نے ویسا ہی کیا اور حضرت عیسیٰ نے اپنا دم پھونکا اور دھاکا کی کہ تمام ظروف پر آب طرح طرح کے طعام و شراب سے پر ہوے اور بادشاہ نے مع لشکر کھانا کھایا اور شراب نوش فرمائی پھر بادشاہ نے پوچھا یہ شراب تو نے کہاں پائی او س غریب نے ایک قرہ کا نام بتایا بادشاہ نے کہا غلط ہے او نے اور نام لیا تب بادشاہ اختلاف بیان سے ناراض ہوا کہ اب تو واجب القتل ہے کیونکہ خلاف گوئی میں آدمی قتل کیا جاتا ہے راست راست بیان کرنا چار او نے اصل حال ظاہر کیا ان دنوں بادشاہ کا بیٹا مر گیا تھا او نے خیال کیا جو شخص ایسا ہے کہ او سکے دم کی تاثیر سے آب خالص طعام ہو جاتا ہے وہ مردہ بھی زندہ کرتا ہوگا سو بادشاہ نے کمال تعظیم دست بستہ حضرت مسیح علیہ السلام سے التماس کیا کہ میرے بیٹے کو زندہ کیجیے حضرت علیہ السلام نے فرمایا ان مجوزہ سے فساد و فتنہ برپا ہوگا صبر کرو نے نہایت اصرار کیا تب حضرت نے فرمایا اگر تیرا بیٹا زندہ ہو جائے تو مجکو مع والدہ کے ربائی دینا کہ جہاں چاہوں چلا جاؤں کوئی تعرض نہ کرے او نے قبول کیا تب حضرت عیسیٰ مسیح نے دعا کی کہ وہ مردہ زندہ ہوا او سی وقت اراکین سلطنت نے تو خیال کیا کہ یہ بادشاہ ظالم ہے اور ہم لوگ اسکے دست تقدی سے بیزار ہیں مگر اسکے مرنے کے بعد

ایسے نجات رکھتے تھے اب کہ اسکا بیٹا زندہ ہوا تو بعد موت پیرا ایک آرا سے سلطنت ہوگا و بقصا سے  
 الولد سر لابیہ وہی ظلم جاری کرے گا جس طرح بنے ان دونوں کو قتل کرنا واجب ہو چنانچہ فوج کے لوگوں  
 نے بادشاہ کو مع ولیہد قتل کیا اور مال و اسباب لوٹ لیا اور یہ خبر مشہور ہوئی قوم یہودی بھی مطلع ہوئے  
 وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں نکلے سوا حضرت مع اپنی ماں کے جنگل کی طرف بھاگے فائدہ  
 ایسا سے بیت کا معجزہ انجیلوں کی تفصیلی روایات سے دو مرتبہ ثابت ہوتا ہے ایک کوئی لڑکی تھی جو اسی وقت  
 شام مری بھی اوسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مری نہیں ہو سوتی ہے دوسرے تیسرے  
 دن عازر کو زندہ کیا تھا اور آسین نہایت تضرع و زاری کی نوبت پہنچی تب اللہ نے اوسکو قبر سے  
 اوتھایا جس طرح سلاطین کی اول کتاب کے پہلے باب میں ایلیا کا معجزہ ایجا ربیت کا دعائے مالک سے  
 لکھا ہے اور ہمارے حضرت صلعم سے یہ معجزہ کئی مرتبہ ظاہر ہوا ہے لہذا بجز ایک مرتبہ بکری ذبح ہوئی اوسکا  
 گوشت پکایا گیا اور کھالیا گیا مگر نہ بیان کجا تھیں حضرت صلعم نے اون پڑیوں کو جمع کر کے زندہ کیا اور ایک  
 دفعہ ایک شخص کی لڑکی مر گئی اوسنے حضرت صلعم سے درخواست کی انحضرت اوسکے جنازہ پر تشریف  
 لگتے اور پکار کر فرمایا تجھے اوس عالم میں رہنا خوش آتا ہے یا اس عالم میں آنا اوسنے کفن سے منہ  
 کھول کر کہا مجھے دنیا میں آنا قبول نہیں ہے لہذا فی المواہب اللدنیہ اور ایک مرتبہ خیبر میں بزغالہ مسوم نے  
 زندہ ہو کر کھانا لاکل سنی فانی مسوم اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ آنجناب نے اپنے والدین کو زندہ کیا  
 کہ وہ ایمان لائے اسی طرح اور کئی کئی معجزے ہوئے ہیں کہ معجزات میں مذکور ہونگے کاتب الحدیث  
 کے نزدیک یہ معجزہ کچھ بڑے معجزات میں معدودہ نہیں ہے یہ تو امت مرحومہ کے اولیاؤں کی کرامات میں  
 داخل ہے اور اوسکو صرف ہمت کا ایک ثمرہ جانتے ہیں چنانچہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہرہ  
 یاضی میں لکھا ہے کہ ایک عورت اپنا بیٹا حضرت سلطان الاولیا سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہرہ  
 کر گئی کہ حضرت نے اوسکو باضنت و مجاہدہ میں ڈالا بعد چند سے وہ عورت اپنے بیٹے کو دیکھنے آئی  
 تو وہ ایک بکرا جو کی روٹی کالیے ہوئے دروازے پر بیٹھا تھا اور نہایت نحیف و ضعیف ہو گیا تھا پھر وہ  
 عورت خانقاہ میں حاضر ہوئی تو حضرت غوث الاعظم کھانا کھاتے تھے اور استخوان مرغ علیحدہ  
 رکھتے جاتے تھے اوس عورت نے یہ حال دیکھ کر اتھاس کیا کہ اگر شیخ آپ مرغ کاتے ہیں اور میرے  
 فرزند کو جو کی روٹی عنایت ہوتی ہے تو تب حضرت نے پڑیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم باذن اللہ وہ  
 پڑیاں مرغ ہو گئیں اسی طرح ایک مرتبہ حضرت غوث الاعظم کی طرف تشریف لیے جاتے تھے اٹنا  
 راہ ایک نصرانی اور مسلمان سے گفتگو ہوتی تھی نصرانی کہتا تھا کہ عیسیٰ افضل ہیں اور مسلمان کہتا تھا کہ

معجزہ ایجا ربیت  
 دو مرتبہ ہوا ہے

معجزات حضرت صلعم

کرامات اولیاء اللہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں جب دونوں نے آنجناب کو دیکھا تو کہنے لگے کہ آپ اس مقدمہ میں حکم ہوں آنحضرت نے مسلمان سے کہا تو اپنی دلیل بیان کر اوستے کہا کہ ہمارے پیغمبر خدا خاتم الانبیا ہیں یہی فضیلت کافی ہے نصرانی بولا ہمارے عیسیٰ مردہ زندہ کرتے تھے حضرت خوث ایک نے فرمایا کہ یہ وجہ فضیلت کی نہیں ہو سکتی یہ بات ادنیٰ لوگ امت محمدیہ کے کر سکتے ہیں نصرانی نے کہا اگر یہ ثابت ہو تو ایمان لاؤں آنحضرت اسکو لیکر قبرستان میں گئے اور ایک قبر گنہ پر کھڑے ہو کر فرمایا تم او سیوقت قبر شق ہوئی اور ایک شخص نکلا او سیوقت وہ نصرانی مسلمان ہوا علیٰ ہذا القیاس اکثر اولیاء راست حق سے اسطرح کی کرامات ظاہر ہوئی ہیں چنانچہ امام قشیری لکھتے ہیں کہ ابراہیم ابن شیبان فرماتے تھے کہ ایک جوان راسخ العقیدت میرے دوستوں میں تھا وہ مر گیا مجھکو سخت بیخ ہوا جب اسکو غسل دینے لگا تو میرے دل میں آیا کہ اسکو زندہ کروں سو میں نے دونوں ہاتھ اوسکے کپڑے کے کھڑا کر دیا وہ زندہ ہو گیا اسیطرح ایک دن سہل بن عبداللہ نسری ذکر حق میں مشغول تھے ایک شخص آیا اوستے کہا اگر ذکر حق تمھارا سچ ہے تو میرا مردہ زندہ کرو وہ کھڑے ہو گئے اور اوسکے سونے کے پاس گئے اور اپنا ہاتھ او سیر کھدیا وہ زندہ ہو گیا اور بھی یہ حضرت ایک دن کسیرف جاتے تھے اور ایک گھوڑے پر سوار تھے سو وہ گھوڑا مر گیا یہ تھیر ہوئے اور حضرت حق میں استدعی کہ آئی یہی گھوڑا بصرہ تک عاریت ہے وہاں پہنچ کر واپس کر دینا خدا نے اوسی گھوڑے کو پھر زندہ کیا کہ ابن عبداللہ اوسی پر سوار ہو کر داخل بصرہ ہوئے اور اپنے بیٹے سے فرمایا زین کمول رکھو وہ بولوا حق موجود ہے فی الجملہ خشک ہو جائے تو زین کھو لو ننگا فرمایا یہ گھوڑا عاریت لے آیا ہوں صرف زین پہرا ہے چنانکہ زین کھولتے وہ گھوڑا مر گیا بالجملہ اس قسم کی کرامات حد حصر سے خارج اولیاء راست محمدیہ سے صادر ہوئیں ہیں اور عجزہ ابرار کہ و ابرص جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چار یا پانچ مرتبہ صادر ہوا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے اکثر ظاہر ہوا چنانچہ باسناد صحیح ثابت ہے کہ معاذ ابن عمرو نے ایک عورت سے نکاح کیا لوگوں نے عورت سے کہا معاذ کو بیاری برص کی ہے اوس عورت کو ایک نوع کی کراہت پیدا ہوئی تو اوستے زفاف سے انکار کیا معاذ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حال عرض کیا حضرت صلح نے ایک لکڑی موضع برص پر لگا دی فی الفور برص زائل ہو گیا اسیطرح روایت ہے کہ ایک عورت اپنے بیٹے نابینا مادر زاد کو لائی اور عرض کرنے لگی کہ یا حضرت دعا کیجیے کہ اسکی بینائی ہو جائے آنحضرت نے دست شفا اپنا اوسکی آنکھوں پر رکھ دیا فی الفور دیکھنے لگا اور باقی حال اس قسم کے معجزات کا بیان معجزات میں لکھا جب ایگیا کاتب الحروف کے نزدیک یہ دونوں مجرے کچھ بڑے معجزات ہیں نہیں ہیں یہ تو اولیاء

امت محمدیہ اب بھی از جملہ کرامات صادر کر سکتے ہیں چنانچہ ہوا اثر ثابت ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے اکثر مبروص و منلوج و جاماندہ و اعلمی نے بقدرت الہی شفا پائی ہے اور حضرت نظام الدین اولیاء بردوانی نے اس قسم کے صد ہا مریض اچھے کیے ہیں اور بعض متاخرین اولیاء نے صرف روہن اپنا برص پر لگا دیا ہے کہ فوراً داغ جاتا رہا ہے اور کاتب الحروف نے اس کرامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور سجزہ افزونی طعام و شراب کا اکثر مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بریل تو اتر صادر ہوا ہے چنانچہ بخاری و مسلم و نسائی و دارمی و بیہقی و احمد و ابونعیم و طبرانی حضرت علی مرتضیٰ و عمر ابن الخطاب و انس ابن مالک و جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلعم نے وقت ضرورت و بقتضائے شان حاجت روانی نہایت قلیل کھانے کی چیز کو کھو سیکڑوں اور کھو ہزاروں اور بعض دفعہ ہشمار آدمیوں کو کھانیا کو دی ہے اور کھو اپنے ساتھ کھلایا ہے اور سب نے سیر ہو کر کھلایا ہے اور وہ چیز جتنی تھی اتنی رہی ہے اور اس طرح اکثر بقتضائے شان دستگیری تھوڑے پانی سے لینے گا ہے ایک ڈوچی پانی اور گاہے ایک مشکیزہ پانی اور کھو ایک آنجور سے پانی سے سیکڑوں آدمی و جانور پلائے اور گاہے کئی ہزار اور کھو ہشمار لوگوں کو سیراب فرمایا اور وہ برتن ویسا ہی پڑ رہا اور کھواند سے کنوین خواہ رستی چشمے سے سیکڑوں آدمی و جانور کو پانی دیا اور بعد اوسکے وہ کنوین اور چشمے جاری رہے اور کھو چھوٹے برتن مین دست پاک رکھ دیا تو فوراً وار پانی انگلیوں سے جاری ہوا اور سیکڑوں نے پایا و غسل کیا اور ان قصوں کو صحابیوں نے اپنے سامنے کا ما جرایان کیا ہے اس طرح کہ ہننے دیکھا اور کھلایا اور پیا کاتب الحروف کہتا ہے کہ برکت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی کرامتیں آپ کی امت سے اکثر صادر ہوئیں ہیں اور ہوتی جاتی ہیں جس کیسی کو دیکھنا منظور ہو کتب صوفیہ صافیہ ملاحظہ کرے اس قسم کے بعض کرامات جو فقیر کو یاد ہیں لکھتا ہوں از انجملہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ کو دریل سے پار جانا منظور ہوا ملاحون نے کہا ایک دینار فردوری چاہیے حضرت اس وقت خالی ہاتھ تھے سو دو رکعت نماز بانا ادا کر کے کہنے لگے اللہم قد سالوا الیس عندی اللہ تعالیٰ شانہ نے سنگریزے دینار کر دیے کہ ملاحون کو عنایت کر کے بلاعات اونکے پار اتر گئے ملاح متعجب ہوئے از انجملہ ایک مرتبہ حضرت حبیب عی رحمہ اللہ بہاہ مسکینوں کے جانب شہر بصرہ جاتے تھے اور زاد راہ کچھ پاس نہ تھا ناچار حضرت نے کھانا قرض لیا اور مسکینوں کو کھلایا اور ایک تمبلی خالی زیر بالین رکھ کر سورہے صبح کو وہ تمبلی دراہم سے بھری ملی او سی وقت قضاؤں کو صبر رحمت کیے از انجملہ ابوالعباس ثرئی بہاہ ابوتراب نجاشی جانب مکہ مبارک جاتے تھے انشا راہ

کرامت ابراہیم ادہم

کرامت حبیب عی

کرامت ابوالعباس ثرئی

و ابوتراب

یارون نے پیاس کی شکایت کی اور اس میدان میں نہ کوئی دریا ملا نہ چاہ ناچار حضرت ابوتراب نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا کہ ایک چشمہ شیریں جاری ہوا تب ایک یار نے کہا کہ ہمارے پیاس نہ کٹو رہے ہونے پانی تو ملا کس طرح پین ابوتراب نے پھر اپنا ہاتھ مارا کہ ایک کٹورہ شیشے کا پیدا ہوا کہ سب لوگوں نے اوس سے پانی پیا اور اوس کٹورہ کو مکہ میں لائے از آنجملہ ایک روز چند رویش ویشی حضرت عبدالواحد ابن زید کے پیاس پیچھے تھے دفعہ کئے لگے کہ تنگی معیشت کا خوف دانا لاحق رہتا ہوا اگر غیب سے خرچ کی مدد ہوا کرے تو عبادت میں خوب دل لگے اویس وقت حضرت عبدالواحد نے خدا سے دعا مانگی تو ایک آواز آئی اور مکان کی چھت پھٹ گئی درہم و دینار گر پڑے عبدالواحد نے فرمایا <sup>سعدون</sup> باسد عز وجل من غیرہ پورا دن صاحبون نے درہم و دینار اٹھائے مگر حضرت عبدالواحد نے اپنا ہاتھ بھی نہ لگایا لہذا ذکر مولانا ابوالقاسم نقشبندی فی کتابہ القصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنی والدہ کے راہ راست ترک کر کے براہ دشت بھاگے جو اہل تفسیر میں ہے کہ اس راہ میں ایک دریا ملا وہاں کچھ لوگ مچھلیاں جال میں پھانس رہے تھے حضرت عیسیٰ نے فرمایا تم لوگ ہمارے ساتھ چلو تو ہم بہتر ننگا کریں وہ بولے وہ کون ننگا ہو فرمایا چلو نفس کو دام عبادت میں پھانسین اور قبل اسکے کہ ابلیس ملعون دام شہوت میں گرفتار کرے ہم تم رشتہ جبل المتین سے ننگا کر لیں چنانچہ وہ لوگ ساتھ ہوئے اور ساحل میں ہو کہ جب حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہمارے ساتھ چلو تو وہ بولے تم کون ہو تو کہا انا عیسیٰ ابن مریم عبد اللہ ورسولہ پھر وہ سب ہمراہ ہوئے تو تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب بارہ شخص تھے از آنجملہ یوحنا دشمنوں سردار تھے سوشمنون نے معجزہ طلب کیا کہ ہنرے رات سے جال ڈالا ہو مگر کوئی مچھلی ہاتھ نہیں لگی اگر تمہاری برکت سے مچھلیاں جال میں پھنسیں تو ہم ایمان لادیں تب حضرت عیسیٰ نے بسم اللہ کہہ کر جال ڈالا مچھلیاں جال میں درآئیں اور دشمنون مع اپنے یاروں کے ایمان لائے مگر یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت کے معجزہ سے کوئی بھی ایمان نہیں لایا ہو بلکہ جو کوئی ایمان لایا ہو صرف خوشامد سے لایا ہو یا بھلا اس مقام سے واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ کے جواری مچھونے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ حواری آزاد تھے اور ایمان اس طرح لائے کہ حضرت کسی موضع میں وارد ہوئے وہاں کے لوگ ضیافت کھانے جاتے تھے لوگوں نے انکو غریب مسافر جان کر ساتھ لیا اور اپنے ساتھ کھانے پر بھلایا حضرت نے اپنے کا ہتھ طعام سے تمام مجلس کو سیر کر دیا تب اہل مجلس تخریر ہوئے اور یہ خبر سردار موضع کو پہنچی اوسنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے گھر بلوایا اور کلام ہدایت الیام سکر مع بعض اقارب اپنے کے ہمراہ رکاب ہوا مگر یہ روایت بھی ضعیف ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے یار رنگریز تھے اور

اونکے ایمان لانے کی یہ صورت ہوئی کہ حضرت عیسیٰ اوس موضع سے بھاگ کر ایک شہر میں یا کہ مصر میں آئے حضرت مریم نے کہا کوئی پیشہ کرنا چاہیے سو حضرت مریم نے سوت کا تنا شروع کیا اور یوسف نے لکڑی بچنی اور کاسے کا پیشہ جاری کیا اور حضرت عیسیٰ کو معلم کے پاس پڑھنے کو بھیجا تفسیر زاہدی میں ہے کہ حضرت عیسیٰ جس معلم کے پاس جاتے وہ اپنے علم کو انکے علم سے کم پاتا اور پڑھانہ سکتا ناچار ایک نگرز کے سپرد کیا تفسیر جواہر میں ہے کہ جس نگرز کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام تفویض ہوئے وہ سردار تھا سوادسکی دوکان پر کام کرنے لگے ایک دن عجب اتفاق ہوا کہ مالک دوکان کو سفر کرنا پڑا اوسنے حضرت سے کہا میں دس روز کے واسطے ایک شہر کو جاتا ہوں اور چند تھان اگو سپرد کیے اور کہا کہ اگو ہر رنگ مختلف طیار کر رکھنا اور ہر ایک کپڑے پر ایک ایک ناگ رنگ مطلوب کا باندھا اور خود روانہ ہوا حضرت عیسیٰ نے وہ سب تھان ایک ہی خم میں ڈال دیئے اتفاقاً مالک دوکان اوسیدن کسی وجہ سے پلٹ آیا اوسنے وہ تھان نہ دیکھے پوچھا وہ تھان کیا ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اس خم میں ڈالے ہیں وہ تھان ناخوش ہوا اور کہنے لگا تمہنے مزدوری سیری نہ لائی کی اور تھان خراب کیے میں اونکے مالکوں کو بجا جوا دو لگا حضرت عیسیٰ نے فوراً سب تھان نکالے تو سب کارنگ مختلف موافق خواہش مالکوں کے تھا اوسوقت وہ سردار نگرزین کا ایمان لایا یہ نگر گماہم ہر رنگ اگر شوی چوسج : ہزار رنگ براری ازان خم کیزنگ فائدہ حضرت مریم کا پیشہ وری سے مقصد یہ تھا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کسی پیشہ میں مشغول ہو تو انکو کوئی پیغمبر و رسول نجاتے گا اور یہود کے ضرر و اذیت اسے محفوظ رہیں گے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کے یار و صوبی تھے اور اسطرح ایمان لائے کہ جب آنجناب اونکے پاس پہنچے تو وہ کپڑے دسور ہے تھے حضرت نے فرمایا کہ میرا اس سے زیادہ سود مند بات نکو بتلاؤں وہ بولے وہ بات کہنا فرمایا اپنے قلوب دھویا کہ وہ ایمان لائے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اسکا اشارہ قرآن میں سورہ آل عمران میں ہے قلما آتس عیسیٰ سنم الکفر قال من النصاری الی الحد قال الحواریون نحن انصار اعد انما بلدہ شہد بانا مسلمون یعنی پھر جب معلوم کیا عیسیٰ نے نبی اسرائیل کا کفر بولا کون ہو کہ مدد کرے میری اللہ کی راہ میں کہا حواریون نے ہم ہیں مدد کرنے والے اللہ کے ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہننے حکم مانا فائدہ تفاسیر معتبرہ سے پیدا ہے کہ یار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ تھے اور پیشہ گا زری کا اختیار بایاے آنجناب کیا ہو صوت اسکی یہ واقع ہوئی کہ یہ لوگ قبائل و عشائر اپنے چھوڑ کر حضرت عیسیٰ کے ہمراہ ہوئے جب بھوکے ہوتے تو کہتے یار روح ہمد ہم بھوکے ہیں آنجناب کی دعا سے طعام پاکیزہ و لطیف اگو ملتا اور جب پیاسے ہوتے تو عطشا یار روح اللہ کہتے حضرت کی دعا سے آب شیرین

ظاہر ہوتا ایک روز کہنے لگے کہ فی الحال عالم میں ہم سے کوئی افضل ہو فرمایا تم سے وہ لوگ بزرگ ہیں جو زور بازو کھاتے اور کھلاتے ہیں اونکو غیرت آئی تب یہ پیشہ اختیار کیا انہیں کو حواری بولتے ہیں اور حواری لغت میں یعنی گازر و سپید پوست آیا ہو شاید وجہ تسمیہ یہ ہو کہ خود فقہین اصل لغت میں شدت بیاض کا نام ہے و لہذا زرہ سفید کو حواری کہتے ہیں اور یہ لوگ سفید کپڑے پہنتے تھے اور کپڑوں کو دھو کر سفید بھی کرتے مگر اہل تحقیق کہتے ہیں کہ اثر عبادت و مجاہدہ سے اور نئے چہرہ پر نور کی چمک تھی لہذا حواری کہلاتے اور بعض کہتے ہیں کہ حواری فتح و تشدید یا یعنی وزیر و شائستہ خلافت و باری دہندہ آیا ہو اور ظاہر ہو کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کے وزیر تھے اور حقیقت یہ ہے کہ حواری ایک لفظ ہے بنائی گئی اس کے لیے جو خاصہ و برگزیدہ ہو اور نسبت اسکی لفظی ہے جس طرح کرسی کا ایصال خاصہ الرجل حواریہ کذا فی الجواہر تعالم میں فتاویٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی بارہ حواری تھے ابو بکر صدیق عمر ابن خطاب عثمان ابن عفان علی ابن ابیطالب حمزہ ابن عبد المطلب جعفر ذی الجناحین ابن ابی طالب ابو عبیدہ ابن الجراح عثمان ابن نطعون طلحہ ابن عبد اللہ زبیر ابن العوام سعد ابن ابی وقاص عبد الرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہم و رضوانہ فائدہ مراد نصرت سے حواریہ کہ یہ آل عمران میں ہے نصرت بجمت ہر نہ بشمشیر کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماسور بجا و قتال نہ تھے بلکہ احکام انجیل ملاطفت سے بھرے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ تنہا رہنا برحمت تھا خواہ بنا بر امتیاز مخالفت و موافق اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام شاید حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس وقت فرمایا ہے کہ جب یہود گرفتار کر کے داعیہ صلیب رکھتے تھے اور حضرت نے فرزدہ سفر آسمانی جانب حق سے سن لیا تھا تب فرمایا کون ہے میرا مددگار کہ ظلم کرنے والا دعوت کا اور قوت دینے والا شریعت میری کا بعد میرے ہو حواریوں نے کہا نحن انصارا اگر کوئی کہے کہ جواب مطابق سوال یوں ہونا تھا کہ نحن انصارک تو جواب یہ ہے کہ نظر حواریوں کی حق پر تھی اور متابعت عیسیٰ خدا کے لیے کرتے تھے اس لیے انصار اللہ بولے اور شاید اسی سبب سے اہت حضرت عیسیٰ کی نصاریٰ کہلاتی ہو یا جملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس مقام سے مع اپنے پیاروں کے روانہ ہوئے اور اندلس میں پہنچے وہاں قحط پڑا حواریوں نے کہا ای عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرا خدا کر سکتا ہے کہ ہم پر خوان بھرا ہوا اتارے آسمان سے کما قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم اهل استطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء تب حضرت عیسیٰ نے فرمایا ڈرو اللہ سے اگر تمکو یقین ہو یعنی بندے کو چاہیے اللہ کو نہ آزمائے کہ میرا کہا ماننا ہے یا نہیں گو خداوند کتنی ہی مہربانی کرے کما قال اللہ ان القوا اللہ ان کنتم تمسین وہ سکر کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ اوس میں سے کھائیں اور آرام کپڑیں ہمارے دل اور ہم جانیں کہ تو نے

ہم کو سج تلمایا اور ہم رہیں اور پھر گواہ کیا کہ قال اللہ تعالیٰ قالوا انزیدنا ناکل منها وطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقنا ونگون میلہا سن الشاہدین یہ قول حواریوں کا بطور معذرت ہے کہ ہم کو قدرت کاملہ حق تعالیٰ میں کیسی طرح شک و شبہ نہیں سزاؤ اللہ کہ اسکی قدرت میں ہم شک کریں بلکہ بکت کی امید پر یا گتے ہیں تاکہ ہم اوس سے متمتع ہوں اور قلوب ہمارے مطمئن ہوں اور تمہارا یہ تجربہ عالم میں مشہور ہو جاوے اور تمہاری شریعت قوت پکڑے اور ہم اسکی گواہی دینے لگوں باندہ سنا ہم کچھ بطور آزمائش و امتحان یہ سوال نہیں کرتے الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا تیس دن روزہ رہو اور اللہ سے خوان مانگو چنانچہ تیس دن صائم رہے بعد اسکے کہنے لگے ای عیسیٰ ہم جس کیسی خدمت کریں گے وہ کھائیکو دے گا ہماری درخواست یہ ہے کہ تم ہمارے واسطے اللہ سے مانگ دو حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ جب گل میں گئے اور کھلی اور ٹھکر سر برہنہ نہایت عاجزی ہاتھ اوٹھا کر یوں دعا کی ای اللہ رب ہمارے اوتار ہم پر خوان بھرا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے پہلون اور پچھلون کو اور نشانی تیری طرف سے اور روزی دے ہکو اور تو ہی بہتر روزی دینے والا

كما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ المائدۃ اللهم انزل علینا مادۃ من السماء لکن لنا عیداً اولاً واولاً و آخرنا و آتینا منک و ارزقنا و انت خیر الرازقین تب جناب حق سے ارشاد ہوا انی منزلہما علیکم فمن کیف بعد منکم فانی اعذب عذاباً لا اعذب احداً من العالمین یعنی اللہ نے فرمایا میں اوتاروں گا وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم میں نہ کرے اسکے بعد تو میں اسکو عذاب کروں گا جو نہ کروں گا کیسکو جہان میں چنانچہ بروایت اکثر مفسرین اللہ صاحب نے ایک سفرہ سرخ مابین دو ٹکڑوں ابر کے بروز یک شبہ نازل فرمایا یہ دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام روئے اور کہنے لگے اللهم اجلنی من الشاکرین پھر فرمایا یا اللہ تو اس خوان کو رحمت گردان کہیں عقوبت نہو جاے اور وضو فرما کر نماز پڑھی پھر بسم اللہ خیر الرازقین لکھ کر سرپوش اتارا تو ایک مچھلی بلا پوست و خارتلی ہوئی نکلے کہ ایک طرف اوسکے ٹھک تھا اور دوسری طرف سرکہ اور گھی اوسمیں سے نکلتا تھا اور بارہ گروے نان کے اور پنج انار اور چند خرے تھے اور بعض کے نزدیک پنج روٹیاں تھیں ایک پر روغن زیتون دوسری پر شہد تیسری پر گھی چوتھی پر پنیر پانچویں پر خشک گوشت اور چند قسم کے بقولات بھی تھے فائدہ مادہ میں اخلاف ہے کہ نازل ہوا یا نہیں محاد و حسن بصری کہتے ہیں نازل نہیں ہوا اور اکثر صحابہ قائل ہیں کہ نازل ہوا اور جیسا نزول میں اخلاف ہو یا یہی اسکی صفت میں بھی اختلاف ہے سعید ابن جبیر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سوا سے نمر گوشت ہر ایک شے ماکول خوان میں تھی اور نزدیک فتادہ کے میوہ بہشت تھا اور کلبی کے نزدیک نان و نعل اور دھب این نیکے

مخلاف و نزول

نزدیک قرص نان دماہی بالجملہ شمعون حواری نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا یہ کھانا بہشت کا ہے یا دنیا کا فرمایا دونوں سے خارج ہے یعنی قدرت کاملہ حق ہے نہ دنیا کا ہے نہ آخرت کا پس شکر کر دو اور کھاؤ حواری بولے یا روح اللہ اور کوئی معجزہ دکھلاؤ تاکہ زیادہ یقین ہو حضرت نے خوان والی پھلی کو کھانے سے باز نہ لیا اور جنبش کرنے لگی اور پھر بحالت اصلی ہو گئی مگر حواریوں نے اس مادہ سے کچھ نہ کھایا کیونکہ تہدید الہی سن چکے تھے ناچار حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فقروں بیماروں کو کھلایا اور فرمایا تمہارے واسطے عطا ہے اور وہیون کے لیے بلا سواہب علیہ میں ہے کہ ایک ہزار تین سو آدمیوں نے کھایا اور خوان اوسطیح بھرا رہا اور محتاج تو نگر ہوئے اور بیماروں نے شفا پائی بعد اسکے وہ خوان آسمان پر اٹھایا گیا دوسرے دن چاشت کے وقت پھر نازل ہوا مگر زاہدی و مدارک و انوار التنزیل میں ہے کہ صرف ایک دن نازل ہوا تھا پھر نہیں اُترا اور بعض کہتے ہیں کہ سات دن آیا اور بعض کہتے ہیں تین دن آیا اور بعض کہتے ہیں چالیس دن آیا کیا مگر ایک روز کا وقفہ ہوتا تھا اور محتاج تو نگر سب کو ملتا تھا آخر حکم الہی ہوا کہ یہ حق محتاجوں کا ہے تو نگر و مالداروں کو نہ دینا چاہیے یہ بات مالداروں کو خوش نہ آئی اور انہوں نے خوان میں شبہ کیا اور کہنے لگے کہ یہ سحر ہے اس تصور میں تیرے سوا آدمی بقول صاحب بیضاوی و بقول علائکہ بنوعی تین ستوتیس و بقول صاحب تفسیر زاہدی پانچ ہزار سو کو بند رہ گئے بالجملہ جب لوگوں نے یہ احوال دیکھا تو عذاب الہی سے ڈرے اور حضرت روح اللہ سے رجوع لائے کہ حضرت بہت روتے اور جامعہ مسوختہ بھی دینی اور از روئے اشارہ اقرار گناہ کرتے تھے اور کوچہ و برزن میں نجاست کھاتے پھرتے تھے اور بعد تین روز کے مر گئے یہ عذاب اول ہیود میں حضرت داؤد کے عہد میں ہوا تھا چھپے کیسکو نہیں ہوا نوذ باللہ منہ اللہم احفظنا من شرور الفساق و من سیئات اعمالنا اس قصہ میں مسلمان کو عبرت ہے کہ اپنا بد عادت نہ چاہے پھر اسکی شکر گزاری بہت مشکل ہو بلکہ اسباب ظاہری پر قناعت کرے تو بہتر ہو فائدہ ۵ اس قصہ سے ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کے آگے حمایت پیش نہیں جاتی ہے مگر جسکو حمایت کا اذن ہو چنانچہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن حکم ہوگا تفسیر جواہر میں مختار القصص سے نقل کیا ہے کہ اطراف نصیبین میں ایک بادشاہ تھا تو انا اور فرمان روا حضرت عیسیٰ و مریم کا دشمن اور بغض و کینہ میں مصروف ہمہ تن با نیرتہ کہ اگر اسکی رعایا میں کوئی شخص نام عیسیٰ علیہ السلام کا زبان پر لاتا تو اسکی زبان کاٹ ڈالتا اور جو شخص اسکی بدی کرتا اسکو انواع خلعت و انعام سے سرفراز فرماتا اللہ جل شانہ نے چاہا کہ وہ بادشاہ حضرت عیسیٰ کا صلح اور فرمان بردار ہو لہذا ارشاد ہوا کہ امی ابن مریم فلان بادشاہ کو دعوت ایمان فرما اور ابواب ہدایت و دلالت کلید

تبلیغ رسالت سے اوسکی رعایا پر کھول حضرت عیسیٰ نے حواریوں کو ساتھ لیا اور نزدیک شہر کے پہنچ کر ارشاد کیا کون شخص ہو جو اس شہر میں آواز کرے کہ عیسیٰ زندہ اور فرستادہ خدا تمہارے شہر میں آیا اور سے مرادہ کز گردون مہ خورشید سیما میرسد ہ زندہ شوای مردہ دل کا نیک مسیحا میرسد ہ یعقوب حواری نے عرض کیا کہ میں تمہارے تشریف لانے کی خبر شہر میں پہنچاؤنگا حضرت عیسیٰ نے کہا تو جا لیکن تو اول شخص ہو کہ بے ایمان ہو جائیگا تب تو مان نے کہا مجھکو اجازت ہو تو میں ہمراہ یعقوب کے جاؤں حضرت عیسیٰ نے فرمایا جا تو بھی بلا میں پڑیگا پھر شمعون نے التماس کیا کہ یا روح اللہ اگر ارشاد ہو تو میں ثالث انکا ہوں حضرت عیسیٰ نے فرمایا مضائقہ نہیں پھر شمعون نے دست بستہ گزارش کی کہ مجھکو یہ اجازت ہو کہ مقتضای وقت کلام کروں حضرت عیسیٰ نے اجازت دی باجملہ تینوں حواری رحمت ہو کر چلے اور شمعون نے یعقوب و تومان کو پیش پیش بھیجا اور کہدیا کہ تم اپنا کام کرو اور میں تمہیں احوال رہوں گا کہ اگر کچھ بلا آوے تو اوسکی دفع کی تدبیر کروں چنانچہ یعقوب و تومان شہر میں داخل ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے شہر والوں کو خبر دی شہر کے لوگوں کو اول سے آنگلی خبر معلوم ہو چکی تھی سو وہ لوگ گالیان دے رہے تھے جب ان دونوں شور کیا کہ ای قوم سرگشتہ عیسیٰ تشریف لائے ہیں تم لوگ جلد متعجب کر کے لاؤ اور اوسکا دین قبول کرو سب لوگوں نے یکبارہ ہجوم کر کے کہا اس کلام کا کہنے والا کون ہے یعقوب غوغا سے عام سے پریشان ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین سے پھر گیا مگر تومان کو غیرت دین لائق ہوئی اوسنے وہی کلام مکرر کیا ہر چند اکثر لوگوں نے منع کیا اوسنے مانا اور بعضوں نے مارا اوسنے اپنے قول سے منہ نہ موڑا آجنا کہ منہا سے کمال ارادت است ہ ہر چند جو پیش محبت زیادت است آخر تومان کو بادشاہ کے پاس لے گئے اوسنے ہاتھ پیر کاٹ کر گھورے پر ڈال دیا یہ خبر شمعون کو پہنچی وہ بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے اور پوچھنے لگے کہ اس بیچارے نے کیا تصور کیا ہے جو ایسے عذاب میں گرفتار ہوا ہل شہر نے مرد غریب جان کر جھڑک دیا اور کہا مصرعہ ترا با این فصولیہا چہ کار است ہ تب شمعون نے خواص بادشاہی سے ملاقات کر کے کہا کہ میں مسافر بیکس ہوں اس شخص کا حال دیکھ کر چلا آیا تاکہ میں بھی اسکے جرم سے مطلع ہو جاؤں کہ اگر مجھے کوئی شخص اور شہر میں اسکی حقیقت دریافت کرے تو میں مفصل بیان کروں با اینہم کہینے اوسکا جواب نہ دیا شمعون نے کہا نسبت بفرمایا ہم چہ شوط کریمت ہ چونست کہ این قاعدہ در شہر ثمانیت ہ یہ کلام بادشاہ نے سنا تو اسکو رحم آیا اوسنے اپنے قریب بلا کر فرمایا کہ تو کیا کہتا ہے میں تیرے کلام کا جواب دیتا ہوں شمعون نے کہا کہ یہ غریب بیکس کس لیے گرفتار ہو اوسنے کہا یہ شخص عیسیٰ کی توفیق کرتا تھا اور میں عیسیٰ سے عداوت رکھتا ہوں سو جو لوگ

دشمن کی تعریف کرے اور سکی سزا بھی ہو کیونکہ دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے شمعون نے کہا عیسیٰ کون شخص ہے اور تم سے اس سے عداوت کا سبب کیا ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ میں نے سنا ہے کہ عیسیٰ دعویٰ کرتا ہے کہ میں بے باپ کے پیدا ہوا ہوں اور یہ بات نہایت خلاف عقل ہے اور مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ اسکی ماں تصویبی ہے اور طرفہ تر ہے کہ اس حالت پر دین قدیم کو باطل کرتا ہے اور جدید دین جاری کیا چاہتا ہے شمعون نے کہا کہ یہ تو گمان فاسد ہے کیونکہ تم نے عیسیٰ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اور اسکا دعویٰ اپنے کانوں سے نہیں سنا اور یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ غریب گرفتار اپنے دعویٰ پر کچھ دلیل بھی رکھتا ہے یا بلا دلیل حضرت عیسیٰ کی تعریف کرتا ہے اگر اجازت ملے تو میں اس سچا رہ سے کچھ پوچھوں بادشاہ نے تو مان کو بلایا شمعون نے باوا زبند اس سے کہا کہ تو کیا کہتا ہے اور نے کہا میں کہتا ہوں عیسیٰ عبد اللہ و روح اللہ و کلمۃ اللہ شمعون نے کہا اگر اس دعویٰ پر کوئی دلیل ہو تو پیش کر اور نے کہا عیسیٰ سیاروں کو اچھا کرتا ہے اپنے دم سے اور اندھے اور کوڑھی کو چنگا کرتا ہے شمعون نے کہا اظہار حادق بھی ایسا کام کر سکتے ہیں سوائے اسکے اور بھی کوئی دلیل عقلی ہے تو مان نے کہا عیسیٰ علیہ السلام پنا دیتے ہیں جو کچھ چیز کو گننے لکھائی اور اپنے گھر رکھی ہو شمعون نے کہا کاہن اور مال بھی ایسا کر سکتے ہیں اور کوئی بھی دلیل ہے تو مان نے کہا عیسیٰ علیہ السلام مٹی سے مرغ بنا کر اپنا دم پھونکتے ہیں وہ اور نے لکھا ہے شمعون نے کہا یہ تو سارے اور شہدے باز بھی کر سکتے ہیں اگر کوئی اور برہان عقلی رکھتا ہو پیش کر تو مان نے کہا عیسیٰ علیہ السلام مرد کو زندہ کرتے ہیں شمعون نے کہا کہ یہ دلیل البتہ بہت مضبوط اور قوی ہے کیونکہ سوائے خالق الایزال کے کوئی شخص زندہ نہیں کر سکتا مگر وہ کہ جسکو اللہ نے حکم دیا ہو سحری دیگر افعال خدائی ذکر بہت ہے سامری نے کہا چہ تو اند کر دن ہے پھر شمعون نے بطور تاکید اور تحقیق تو مان سے کہا کہ اگر عیسیٰ اس امر سے عاجز ہوا تو بادشاہ کو اختیار ہے جو کچھ میرے اور تیرے صاحب کے ساتھ چاہے کرے تو مان نے کہا مضائقہ نہیں اگر عیسیٰ سے یہ معجزات ظاہر نہ ہو سکیں تو بادشاہ کو میرے قتل کرنیکا اختیار ہے مصرعہ گراہن سخن خلاف شود خون من بریزد اب شمعون نے کہا کہ بادشاہ عیسیٰ کو طلب کر کے جو کچھ اس مجرم نے بیان کیا ہے پوچھے اگر عیسیٰ انکار کرے تو یہ گرفتار واجب القتل ہے اور اگر اقرار کرے تو دو حال سے خالی نہیں یا مردہ زندہ کر گیا یا نہ کر سکیگا اگر زندہ کر دے تو اسکا ایمان لانا واجب ہے اور اگر نہ کر سکے تو جو کچھ ظلم اور جور اور اسپر اور اسکے توابع پر مقتضایہ وقت ہو کر ناچاہیے شمعون کا کلام بادشاہ نے پسند فرما کر حضرت عیسیٰ کو بلوایا وہ تشریف لائے تو بادشاہ مشاہدہ ہیبت اور جلال سے سخت متعجب ہوا نہ نمودی وزجرت دلم از دست برفت و کیست کان روسے نکو بند و چران نشودہ اور شمعون سے کہنے لگا کہ تو عیسیٰ سے گفتگو کر شمعون نے کہا کہ اے عیسیٰ تو مان کہ تیرے بلا ہوا دعویٰ کرتا ہے کہ تو خدا کا رسول ہے فرمایا وہ سچا ہے بیشک میں بندہ اور رسول خدا ہوں شمعون نے کہا پھر یہ بھی اسنے بیان کیا ہے کہ جس پر تیرا ہاتھ لگے وہ چنگا

ہو جائے فرمایا درست ہو اور جو یقین نہ ہو تجربہ کر لو شمعوں نے کہا بادشاہ شرط کرتا ہے کہ اگر یہ بات نہ ہو سکیگی تو قتل کر دوں گا فرمایا مضائقہ نہیں حاضرین محفل نے کہا اول اپنے بیمار یعنی تو امان مبتلا کو اچھا کیجئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بسم اللہ کہہ کر ہاتھ پیر تو امان کے آسکے بدن سے ملا کر دعا کی فی الحال آسکے اعضا بریدہ باہم لگئے اور تو امان چنگا ہو کر اٹھا دیکھنے والے سخت متحیر ہوئے اور اطراف و جوانب شہر میں آمد عیسیٰ علیہ السلام کا شور پڑا مسلمان فارسی نے منقول ہے کہ اُس شہر کا جو بیمار حاضر ہوا اُسے صحت پائی پھر شمعوں نے کہا مجھ کو بتلائیے کہ میں نے رات کو کیا کھایا ہو اور صبح کے واسطے کیا رکھا ہو حضرت عیسیٰ نے جملہ حاضرین کا حال بیان کر دیا بعد اُسکے شمعوں نے مٹی سے مرغ بنوایا کہ حضرت عیسیٰ نے آسمین دم بھونکا وہ ارگیا پھر شمعوں نے کہا اور ایک ام عظیم درپش بہ یعنی اجیار موتے فرمایا کہ امدقا در ہو کہ میری دعا سے مردہ زندہ کرے بادشاہ نے صلاح کر کے یہ قرار دیا کہ سام ابن نوح علیہ السلام کو زندہ کرنا چاہیے چنانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع بادشاہ اور اعیان مملکت سام ابن نوح علیہ السلام کی قبر تشریف آلا اور دو رکعت نماز ادا کر کے حضرت باری سے بلجی ہوئے کہ اے خالق لازوال سام کو زندہ کر دے قبر سام بھٹ گئی اور سام ابن نوح با محاسن سفید نکل کھڑے ہوئے ۵ بوی محبوب کہ خاک اجبا گذرد نہ عجب باشد اگر زندہ شود عظم رمیم بہ اور بادشاہ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگا کہ اے بادشاہ یہ عیسیٰ روح اللہ مریم صدیقہ کا بیٹا ہے اسکی متابعت کر بادشاہ مع اپنی قوم کے ایمان لایا اور سات ہزار آدمی اور غیر قوم کا تا بعد ارہوار و ایت صحیح یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے سام ابن نوح علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہارے زمانہ میں بال سفید نہوتے تھے آپ کے بال کسطح سفید ہوئے حضرت سام نے جواب دیا کہ میں نے تمہاری آواز سے جانا کہ قیامت قائم ہوئی ہے اس خون سے میرے بال سفید ہو گئے کہ آیت یوم یجعل الولدان شیباً اسپر لیل ہے پھر حضرت عیسیٰ نے پوچھا کہ تمکو اس عالم سے انتقال کیے کتنے روز ہوئے بولے چار ہزار برس فرمایا کہ اگر تمہارا ارادہ اس عالم کے قیام کا ہو تو میں دعا کروں تب سام ابن نوح علیہ السلام نے کہا کہ مجھکو اب تک تلخی مرگ بھولی نہیں ہے اور آخر کار موت ہے انقض حضرت سام قبر میں درائے تب بھی وہ لوگ ایمان نہ لائے مگر جو ایون کو چھوڑ دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنی ماں کے بیت المقدس میں تشریف لائے تو یہودیوں کے جا سوسوں نے یسوع سردار کو خبر پہنچائی وہ تماش میں چلا حضرت عیسیٰ

۱۰  
 یسوع سردار کو خبر پہنچائی وہ تماش میں چلا حضرت عیسیٰ

اسنے یاروں کو لیکر ایک گھر میں چھپ رہے یا کسی غار میں دب رہے اور اپنے یاروں سے صلاح اور تقویٰ کی وصیت فرمائی اور سفر آسمانی سے اطلاع بخشی تو انکے سب یاروں نے لگے اسیرت عیسیٰ نے تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ آج رات کو تم لوگوں سے ایک شخص محکوم تھوڑے داموں پر بیچ ڈالو گا اور صبح نہونے پاویگی کہ وہ شخص مارا جاوے گا چنانچہ یہود و منافق نے تیس دم کے بدلے گھر سے یا غار سے نکل کر یہودیوں کو بتلایا کہ حضرت عیسیٰ اس جگہ ہیں تب یسوع سردار یہود نے اس مقام کے گرد و چوک پر مقرر کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نکلنے پناہ میں آئی رات میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور پیغام آہی یون پہنچایا کہ سورہ آل عمران میں ارشاد ہوا یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک لانی وسطک من الذین کفروا و جا عمل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یم القیامت یعنی آج میں تجکو بچھڑاؤ گا اور اٹھا لوں گا اپنی طرف اور پاک کر دوں گا کافروں سے اور کھوٹکا تیرے تابع کو منکروں پر غالب قیامت تک فائدہ اول تابع حضرت عیسیٰ کے نصاریٰ تھے بعد اسکے مسلمان بن سو و دونوں کا غلبہ ظاہر ہوئی حکومت کسی جگہ عالم میں پائی نہیں جاتی جس جگہ نہیں لیل و نواہین آقصہ یہودیوں نے بے فریب طلوع صبح ہوو اور حواری کو پتہ آگے مقدمتہ ہمیش کیا اور بقصد قتل پیغمبر و اصحاب پیغمبر روانہ ہوئے جب یہود داخل خانہ یا غار ہوا صحابہ عیسیٰ علیہ السلام سرک گئے خداوند تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو اٹھالیا اور یہود کو بصورت عیسیٰ کر دیا یہودیوں نے اوستی سولی و لقمہ قتل سے ہر کراہی خرید پروردگار و چون بہینی خود افتد اندر چاہ و من جبرئیل لانیہ وقع فیہ اور بعضے ثقات بیان کرتے ہیں کہ زمان بعثت حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ایک فرعون و دشمن نے بنی اسرائیل پر غلبہ پایا حضرت عیسیٰ کو حکم ہوا کہ اسکی دعوت کر و آئینہ اب نے اسکو سمجھایا کہ قبول کیا بلکہ قتل پر مستعد ہو گیا اسی عرصہ میں حضرت نے ایک روز مسجد بیت المقدس میں منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ سنیچ کا دن یہود کے واسطے بناو عبادت تو ریت میں مقرر تھا اب وہ حکم منسوخ ہوا میری کتاب عمل سو میں حکم دیتا ہوں کہ کیشنبہ کو عبادت کیا کرو اور شنبہ کو دنیا کے کام میں مصروف رہو یہود کو یہ کلام نہایت سخت معلوم ہوا بوسے کہ جتنے پیغمبر بنی اسرائیل میں ہوئے کسی نے شریعت موسویہ پر ہاتھ نہیں ڈالا یہ طفل بے پدر کتاب موسیٰ کو منسوخ کرتا ہوا ہم اسکو مارینگے ہر چند اس حرکت سے اسوقت کے ایمان داروں نے روکا مگر یہودیوں نے نہ مانا تا کہ زید حضرت عیسیٰ علیہ السلام پوشیدہ ہو رہے اور وحی الہی یا عیسیٰ انی متوفیک الخ مدارک میں معنی متوفیک کئی طرح سے بیان کیے ہیں ایک یعنی متوفی توفیہ یعنی کامل کرنے والا ہوں مدت عمر کو اور نگاہ رکھنے والا ہوں قتل کافروں سے اور

مارنے والا ہون موت سے دوسرے اٹھانے والا ہون تجھ کو اپنی طرف زمین سے تیسرے مارنے والا ہون  
تجھ کو تیسرے وقت میں بعد نازل ہونے کے آسمان سے اور نبی احوال اٹھانے والا ہون کیونکہ حرف و  
بنابر جمیع آیات و الترتیب لیس بلازم چوتھے وفات دینے والا تیسرے نفس کا ہون سوتے میں اور  
اٹھانے والا ہون تجھ کو جب سوتا ہوتا تھا کہ تجھے خون منہ اور بیدار ہو اس حال میں کہ آسمان پر  
مقرب اور تفسیر جلالین میں ہے متوفیک بمعنی قابضک یعنی لینے والا ہون تجھ کو اپنی طرف درافک  
الی من الدنیا من غیر موت یعنی اٹھانے والا ہون اپنی طرف دنیا سے بلا موت پس اس صورت میں  
جلد رافک عطفت تفسیری ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب آتہ کر رہا تھی متوفیک  
درافک نازل ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے یاروں کو خبر دی اور چند وصیتیں فرمائیں  
تب انھوں نے پوچھا یا نبی اللہ زمانہ آئندہ میں کوئی پیغمبر افضل تجھے ظاہر ہوگا فرمایا ہاں نبی  
عربی امی پوچھا کہاں ہوگا فرمایا ارض تمامہ میں پھر سوال کیا کہ کس قبیلہ میں ہوگا کہا قریش میں  
بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات و خصوصیات کا ذکر کیا اور کہا کہ انکی امت کے علماء  
برابر انبیاء اس زمانہ کے ہونگے تم لوگ اپنی اولاد کو وصیت کرتے رہنا کہ میرا سلام انکو پہنچا دینا  
یہ کلام فرما کر شمعون کو خلیفہ کیا فائدہ ملاحظہ انجیل منہدی و فارسی و عربی سے معلوم ہوتا ہے کہ  
بارہ یاروں کے ایک ہیوا بھی تھا کہ اسی نے حضرت عیسیٰ کو نشان دیا اور مرتد ہو کر اسی طرف ماجرا ہو کر صلح حضرت  
عیسیٰ کے روح القدس سے بقول عیسایان تنفیض تھے ہاں اس قسم کی حرکت انکے کس طرح صادر ہوئی چنانچہ انجیل  
اول میں اٹھارہ سوچوہ میں ترجمہ ہوئی موجود ہے اور جو وقت یہ کہہ لیا تھا وہیں ہیوا جو ان بارہ میں سے ایک تھا لوگوں  
لیے ہوئے تلواریں اور سوٹے لیکر آیا اور اسے دستگیر کیا اور پکڑ لیا سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگے میں تھا ہون  
کہ یہ نصاریٰ کی تہمت ہے بطرح شمعون بطرس کی نسبت انجیل میں تہمت لکھی ہے کہ کچھ بھڑ بولے اور  
نامردی کی اور عیسیٰ نے انکو شیطان کہا اور اسے انکے قول کو رد کیا چنانچہ سولہویں باب انجیل میں جو  
ترجمہ ہوئی لکھا ہے اور القضاۃ نمودہ بطرس لگفت کہ ام شیطان از عقب من دور شو کہ موجب صدہم ہستی اور نسخہ  
۱۵۱۵ میں ہے اسے متوجہ ہو کر بطرس کو کہا ام شیطان میرے سامنے سے دور ہو تو میرے لیے ٹھوکر بھلائے والا  
پھر اور اس وقت عیسیٰ نے انھیں کہا تم سب میری بابت آج رات ٹھوکر بھلائے گے بطرس نے جواب دیا کہ تیری بابت  
ٹھوکر بھلائیے میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤنگا عیسیٰ نے اس سے کہا تو آج کی رات مزعجے بانگ دینے سے پہلے تین بائرا لٹکا کر لگا  
بطرس نے کہا لا کہ میری بابت سے تھوڑے تھوڑے تیرا لٹکا رہ کر دن اور شب شاگردوں نے یہی کہا اور جب ہیوا اگر قاتل کر آیا تو  
بطرس نے کہا ہاں کے دیونچا تک ساتھ چلا گیا ایک تیلی بطرس کے پاس آئی اور بولی کہ عیسیٰ کے ساتھ تو چھلے آئے سب کے آگے لٹکا گیا

اور جب وہ دہلیز سے باہر آیا ایک دوسرے نے اسکو دیکھا کہ کہا کہ یہ شخص بھی عیسائی ناصری سسکے ساتھ تھا آئے پھر قسم کھا کے انکار کیا کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا اور تھوڑی دیر چھپے دے جو وہاں کھڑے تھے بطرس پاس آئے اور بوسے کہ بیشک تو بھی انھیں میں سے ہو اسوقت آئے لعنت کر کے اور قسمیں کھا کر کہا کہ میں اسے نہیں جانتا اور مرغ نے وہیں بانگ دی اور بطرس کو عیسیٰ کی بات یاد آئی تب وہ باہر جا کر زار زار رویا انتی القصد جب یہود نابہبود ہووا کو سونی دے چکے تو پکارنے لگے کہ ہمنے عیسیٰ کو مارا جب اندھیرا گیا اور صبح ہو گئی تو یہود پہچانا گیا اور اسی وقت یہودیوں میں مفسدہ عظیم برپا ہوا کہ ستر ہزار آدمی اس فساد میں ناحق مارے گئے اسی کا اشارہ ہو دیکھو اور دیکھو اللہ و اللہ خیر الما کرین یعنی فریب کیا ان کافروں نے اور فریب کیا اللہ نے اور اللہ کا داہ بہتر ہو سب سے پوشیدہ نہ رہے کہ بعض کے نزدیک مکر ہو یہ یہ تھا کہ ابطال شریعت عیسویہ میں سعی و کوشش کرتے تھے اور دل سے چاہتے تھے کہ دین عیسوی ظاہر ہو خداوند تعالیٰ نے اسکی سزا میں یہود کو ذلیل و خوار کیا کہ ہمیشہ مقہور اور بے اعتبار رہتے ہیں اور بعض کے نزدیک مکر یہ تھا کہ ایذا دہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اتباع آنجناب میں سرگرم رہتے تھے اللہ نے بادشاہ فارس کو غلبہ دیا کہ اکثر یہود کو قتل کیا اور اکثر کو گرفتار کر کے ملک بنایا اور کھما سحاق سے مفاعیل الغیب میں روایت ہو کہ مکر یہود یہاں کہ بعد زرع عیسیٰ علیہ السلام آنکے یاروں کو گرفتار کر کے نکالا اور آفتاب میں ٹھجھلایا اسکی سزا میں شاہ روم نے غلبہ پایا اور دین عیسوی قبول کر کے قتل ہو پر مستعد ہوا کہ آئے جس جگہ پایا ذلیل کر دیا کے قتل کیا فائدہ یہود کو اب تک یقین نہیں ہو کہ ہمنے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا جتنا کہ اللہ صاحب فرماتے ہیں و ما لم یمن علم الا اتباع الظن و ما قتلوه یقیناً یعنی کچھ نہیں انکو اسکی خبر مگر اٹکل پر چلنا اور اسکو مارا نہیں بیشک اور نصاریٰ بھی پہلے سے کہتے تھے کہ نہیں مارا وہ زندہ ہیں لیکن تحقیق نہیں سمجھتے کتنی باتیں کہتے ہیں یعنی بعض کہتے ہیں کہ بدن کو مارا روح اللہ تعالیٰ کے پاس چڑھ گئی اور بعض کہتے ہیں مارا تھا مگر تین دن کے بعد زندہ ہو کر جسم سے چڑھ گئے ہر طرح وہ بات نہیں ہوتی کہ عیسیٰ کو نہیں مارا سو خبر اللہ ہی کو جو آئے فرمایا کہ انکی صورت کو مارا کہا قال لکن شہدہم اور نصاریٰ وقت گرفتاری کے علحدہ ہو گئے تھے اور یہود بھی اسوقت تک نہ پہنچے تھے انقض اسوقت کی خبر نہ انکو نہ انکو کفانی موضع القرآن باجملہ صوف اللہ کے ارشاد سے ہو یقین کامل ہو کہ حضرت عیسیٰ کو

نہیں مارا وہ آسمان چہارم پر زندہ ہیں قیامت رہیں گے اور اسی طہارت و پاکی میں ہیں جس طرح  
 اٹھائے گئے تھے اور وہی پوشاک پہنے ہیں جو اس عالم سے پہن کر گئے تھے اور خدا انکی  
 ذکر کرتی ہے اور جب تک اس عالم میں تشریف لاویں اسی کیفیت سے رہیں گے معارف صحیحہ میں  
 لکھا ہے کہ تین ساعت دن باقی تھا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرفوع ہوئے اور بعد  
 چند روز کے پھر نازل ہوئے اور حواریوں کو ہدایت کر کے چلے گئے اور حضرت حق نے ان سے  
 سلب حیات کر کے پھر زندہ کیا اور صورت کو بصورت فرشتہ کر دیا اور اکثر ثقات سے روایت ہے  
 کہ بیت المعمور میں مقیم ہیں اور طبع بشری ان سے زائل کر لیگی ہے حضرت بصری رحمۃ اللہ سے  
 روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیرہ برس کی عمر میں مبعوث ہوئے اور تینتیس  
 برس کی عمر میں مرفوع اور بعضے بعثت انکی شہ برس کی عمر میں لگتے ہیں اور ستائیسوں  
 برس میں آسمان کا جاما بیان کرتے ہیں اور معارف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو  
 اٹھایا تو بیا لیتیں برس کے تھے اور بارہ برس کے تھے اسوقت انجیل عنایت ہوئی اور اس  
 عرصہ میں اقامت آجنتاب شہر بارہ میں تھی اسی عہد سے امت انکی نصاریٰ کہلاتی ہے  
 کہ معاملہ میں لکھا ہے کہ یہ عہد حاملہ ہوئیں تو تیرہ برس کی تمہیں اور آٹھ مہینے کے بعد عیسیٰ  
 پیدا ہوئے اور شروع ثلثین میں نبی ہوئے اور ماہ رمضان شب قدر میں پندرہ تیس برس کے  
 مرفوع ہوئے اور مکان رفیع کا بیت المقدس تھا و اللہ اعلم بحقیقہ الحال فائدہ بعض اہل تاریخ  
 کتاب اسرائیلیہ سے اکثر روایات اپنی کتابوں میں اس مقام پر درج کی ہیں چونکہ فقیر مؤلف اس  
 کتاب کو اپنے اعتماد نہیں ہوا نقل کرنا انکا فضول سمجھا جس کیسکو ملاحظہ انکا منظور ہوا  
 کتابوں کو دیکھے ورنہ مجموعہ تورات و انجیل کہ عربی و فارسی و ہندی فی الحال ہر جگہ دستیاب  
 ہوتی ہیں دیکھ لیوئے لیکن ہرگز ہرگز ان اخبار پر اعتماد کرنا مسلمانوں کو جائز نہیں کیونکہ  
 کوئی روایت ان کتابوں کی بسند متصل ثابت نہیں ہوتی چنانکہ ہتھسار میں ولوی آل میں صاحب  
 مولانی لکھتے ہیں اور یہ تو خود عیسائیوں کی تحریر سے واضح ہے کہ موسیٰ کی کتاب کے جملے بعضے  
 ایسے ہیں کہ دلالت انکی اس بات پر ہے کہ موسیٰ کا یہ کلام نہیں غریب نے ملائے ہیں یہ کلام انکا  
 غلط محض ہے غرور و تمہمت کرتے ہیں اور صحیح کی کتاب پہلے کی ابواب ۴ و ۵ و ۶ و ۷ سے  
 ظاہر ہے کہ جس صندوق کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سونے سے ٹھہکڑے سے اتھام سے  
 حسب تصریحات تورات بنایا تھا اور انکی مجاہدات کے احکام بیان کیے تھے اب انکا نشان بھی

تفریح الاذکیا

تفریح الاذکیا

پہلے

نہیں تھا اس سے معلوم ہوا کہ اسکی نقلیں ہندوستان میں ہوئیں اور سوا سے اشارات کے کسی کو اسکا حال بھی معلوم نہیں ہوا پھر مجموعہ تورات کتب قابل اعتبار ہو سکتا ہے اور انجیلوں کی تالیف کی تاریخوں میں ایسا اختلاف فاحش ہے کہ اس سے کوئی سند متصل ہاتھ نہیں لگتی اور جو اختلافات اور تحریفیں و فسادات کتب عہد عتیق و عہد جدید میں واقع ہوئے ہیں اگر کوئی شخص انکو نکال کر لکھے تو ایک کتاب علیحدہ ضخیم تالیف کرنا پڑے گی مگر مسلمان کو تو تفسیر اوقات ہر اور کچھ فائدہ نہیں بلکہ اسکو اسقدر کافی ہے کہ خود حمایت کرنے والے تورات و انجیل کے قابل تفاوت و نقصان میں چنانچہ مولوی سید آل حسن مولانی نے استفسار میں اس امر کو بقدر ضرورتی باحسن وجہ بیان کیا ہے اور اسکا کچھ لکھا ہے کہ اربانوس ہشتم صاحب کلیسا سے روم قدیم نے جسے بیبل کہہ سالا کبزار و ششصد و بست و بیس مسیحی میں عربی و لاطینی زبان میں اکثر علمائے مسیحی کی اعانت سے لکھوایا ہے ایک مقدمہ بیبل کی صفت میں لکھا ہے اس سے واضح ہے کہ بیبل کی اصل کتابوں میں عبرانی ہوں یا یونانی کچھ نقصان و فساد و خرابیاں واقع ہوئی ہیں اور عربی ترجمہ جو قدیم سے چلا آتا ہے اس میں بہت غلطیاں ہیں اسلیے پوپ سرکس ہارونی باستجازات بڑے پوپ اربانوس تاسم کے اکثر علمائے مسیحی عربی و یونانی و عربی اہل اللسان جمع کر کے اس نسخے کی اصلاح کی ہے اور اختلافات صرف ترجمہ عربی میں نہیں ہیں بلکہ عبرانی و یونانی یعنی اصل تورات و انجیل کا بھی یہی حال ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ اگلے پیغمبروں اور پوپوں نے عہد اس سے چشم پوشی کی ہے اسلیے کہ روح القدس نہیں چاہتا ہے کہ خدا کا کلام بندوں کی مقرر کی ہوئے نحوی قاعدوں کا مقید ہو یہ خلاصہ ہے اس مقدمے کا اس جگہ سے ظاہر ہوا کہ یہ کتابیں قابل اعتبار نہیں ہیں کیونکہ اس قسم کی کتابیں گویا ستارے ہوتی ہیں اور پر ظاہر ہے کہ جب دستاویز میں اس قسم کا نقصان ہوتا ہے تو وہ ساری ستارے بے اعتبار ہو جاتی ہے اور اس قسم کی غلطیوں اور اختلافوں کو سہو کاتب پر محمول کرنا خالی از حاققت نہیں ہے ہا جگہ فقیر کاتب احوال نے جو ترجمہ کتب عہد عتیق یعنی کہ نہ دہرانے جو قبل علیہ السلام سے ہیں اور کتب عہد جدید یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل اور انکے بعد کی تصنیفات حواریں میں ملاحظہ کیے تو معلوم ہوا کہ ان کتابوں میں تحریف لفظی و معنوی بخوبی ظہور میں آئی ہے اور تعریف عبارت پر تبدیل سخن سے اگر از روی معنی ہے تو معنوی ہے اور جو از روی لفظ ہے تو لفظی ہے و ما بہ النزاع باہل اسلام و عیسائی لفظی ہے اور لفظی خواہ اس طرح ہے کہ ایک لفظ کو دوسرے سے

لفظ کی جگہ رکھیں خواہ کسی لفظ کو اپنی طرف سے کم و زیادہ کریں سو یہ بات خود یہودیوں اور مسیحیوں کے  
بڑے بڑے عالموں کی تحریر سے پائی جاتی ہے خلاصہ یہ کہ عہد عتیق کی کتابوں کا حال نہایت خراب ہے  
اول تو اہل کتاب کے نزدیک کوئی سند قطعی اس امر کی نہیں کہ عہد عتیق کی کتابیں جنکی طرف  
منسوب ہیں انھیں کی تصنیف و تالیف ہیں بلکہ اکثر کتابوں میں بعض فقرے اور عبارتیں  
دلیل قطعی اس امر کی ہیں کہ مصنف اسکے وہ لوگ نہیں اور ان فقروں اور عبارتوں میں  
سلفاً و خلفاً جمہور مسیحیوں کو کوئی عذر سوا اسکے نہیں کہ کسی نے پیچھے سے ملا دیا ہو  
اور جہاں بالغیب بعض فقروں کو کہتے ہیں کہ کسی نبی نے احمق کر دیے ہونگے حالانکہ اسکی  
بھی کوئی سند اب تک انکو نہیں ملتی صرف اہل کتاب سے کہتے ہیں اور باہرین ہمہ پادری لوگ عوام کے  
بہکانے کو اپنے رسالوں میں لکھتے ہیں کہ کتب اسناد میں باطلہ قطعاً ثابت ہوا ہے سبحان اللہ  
اہل کتاب کو دلیل قطعی اور سند محکم کہنا انھیں لوگوں کا کام ہے اور عہد عتیق کی آیتیں کتاب میں ہیں  
جنکو مسلمان کے یہودیوں سے بتلاتے ہیں اور سوا اسکے جو ہیں انکی تسلیم و عدم تسلیم میں  
بڑا اختلاف ہے لیکن یہ کتابیں واجب التسلیم مسیحیوں اور یہودیوں کی بھی ایسی ہیں کہ اسکے  
مسنفین میں بڑا اختلاف ہے کوئی بھی از روی سند ثابت نہیں ہوتی و لہذا سامری لوگ سوا  
پانچ کتابوں موسیٰ علیہ السلام کے اور ایک کتاب یوشع اور کتاب القضاات کے لیکر نہیں مانتے  
بہر اہل کتاب عہد عتیق کی کتابوں سے پانچ کتابیں یعنی کتاب پیدائش اور کتاب خروج اور  
کتاب اخبار اور کتاب شمار اور کتاب استمنا کو بخوبی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ تصنیف موسیٰ علیہ السلام  
کی ہیں مگر اسکے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب تصنیف حضرت موسیٰ کی نہیں ہیں کہ اس بات پر  
اکثر روایات و عباراتیں دلیل ہیں چنانکہ ایک ڈکنڈری ۱۳۰۰ء میں امریکا میں چھپی ہے اور مذکورہ  
واقعات میں بھی جو مصنف اسکا لکھتا ہے کہ کتاب موسیٰ کے بعض جملے موسیٰ کے نہیں ہیں  
اور بعض عبارتیں موسیٰ کی عبارت سے میل نہیں کھاتی اور انکو یقیناً ہم نہیں کہہ سکتے کہ  
ملا ہے ہیں اور جو بعضے جاہل اس قوم کے کہتے ہیں کہ اگرچہ فقرے موسیٰ کی کتاب میں  
اچھاتی ہیں لیکن اس سے ساری کتاب جھوٹی نہیں ہوتی اور اسکی صداقت میں خلل نہیں آتا  
یہ بات نہایت نصیحت ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ جب کسی وثیقے میں ایک جگہ جمل ثابت ہوتا ہے تو  
تو باقی وثیقہ اعماد کے لائق نہیں رہتا دوسرے یہ کہ اصل نسخہ عبری و سامری و یونانی باہم  
مختلف اور اسی طرح پاسنے ترجمے عہد عتیق کی کتابوں کے سب مختلف اس مرتبہ پر کہ بعض

علماء اہل کتاب کو بھی گنجائش تاویل تو یہ یا ضعیف کی نہیں ہو اور ناچار ہو کر سوائے تحریف کے  
 اور کچھ نہیں کہہ سکتے بلکہ مضطرب اور دست پاچہ ہو کر عیسائی تین تھوک ہو گئے قدیم عیسائیوں کے  
 ترجمہ یونانی کو صحیح ٹھہرایا اور وہی عہد حواری میں سے پندرہ سو برس تک سندی رہا اور اسی کا  
 حوالہ دیتے تھے اور اسی سے تسک کرتے تھے اور اُس وقت تک کلیسہ یونانی اور لاطینی میں  
 واجب التسلیم تھا اور آج تک بھی اُنکے گرجوں میں پڑھا جاتا ہے اور آگسٹائن جو بہت بُرا عالم  
 محقق اور مفسر عیسائی گذرا ہو قائل ہے کہ یہود نے بلاشبہ تاریخوں و اردات مندرجہ کتب عہد  
 عتیق میں نسخہ عبری کے صحیح میں واسطے دشمنی دین مسیحی اور غیر معتبر کرنے ترجمہ یونانی کے تحریف  
 کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ تحریف قریب سنہ عیسوی کے یہود سے سرزد ہوئی اور بعضے  
 کہتے ہیں کہ یہود نے کئی پیشین گوئیاں نکال ڈالیں اور اہل صاحب اسی تفسیر کی جلد پیام کے  
 صفحہ شصت و دو میں لکھا ہے کہ عزرائیل کو کون سے کہا تھا کہ یہ عید نصیح کا کھانا ہمارے خداوند  
 نجات دہندہ اور پناہ کا کھانا ہے تو سمجھو کہ اگر تم خداوند کو اس نشان سے اچھا سمجھو گے اور آپ پر  
 ایمان لاؤ گے تو یہ زمین کبھی ویران نہوگی اور اگر تم اسیر ایمان نہ لاؤ گے اور اُسکا وعظ نہ سونگے  
 تو تم غیر قوموں کی ہنسائی کا سبب ہو گے سو اس فقرے کو یہودیوں نے نکال ڈالا عبری سے  
 اور بعضے کہتے ہیں کہ یہود کے عالموں نے بشارات مسیح کو بہت بُری طرح سے بگاڑ ڈالا ہے چنانچہ  
 وارث صاحب نے اپنی کتاب اغلاطنامہ کے مقدمہ کے صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸ نسخہ منطوقہ ۱۰۷ و ۱۰۸ میں لکھا ہے  
 اور بعض عیسائی مثل ڈاکٹر ہیلز وغیرہ کے سامری کو صحیح کہتے ہیں اور الزام تحریف یہود کو دیتے ہیں  
 پس اُنکے نزدیک عبری دیونانی جس جگہ مخالفت تو یہ رکھتے ہیں محرف ہیں اور ایک فرقہ  
 عبری کو صحیح کہتا ہے اور بلا تحریف بتلاتا ہے انکو نسخہ یونانی و سامری کو محرف کہنا مواضع مخالفت میں  
 ضرور پڑتا ہے بائیں ہمہ عبری کے اکثر مواضع میں ناچار ہو کر تحریف کا اقرار کرنا ہے الغرض کوئی عبری  
 معتبر کہتا ہے اور یونانی و سامری کو محرف اور کوئی عبری کو محرف بتلاتا ہے یونانی کو قابل اعتبار  
 اور کوئی سامری کو معتبر کہتا ہے اور یونانی کو محرف پس ایسی اصل کتابوں اور اُنکے ترجموں کا  
 کیا اعتبار ہو جس میں سے کوئی مؤرخ اہل اسلام بلا سند اپنی کتاب میں نقل کرے اور واسطے ظہور  
 اختلاف کے ایک بات اس جگہ لکھے دیتا ہوں تاکہ ناظرین مقام تمام مضامین کو ایسا ہی گمان  
 کریں کہ بعض مقامات بھی صحیح ہوں اور حقیقت میں اس میں کسی پیغمبر کا کلام یا کلام خدا بھی ہے  
 لیکن خالی از اشتباہ نہیں دیکھو عبری میں زمانہ ولادت آدم علیہ السلام سے طوفان نوح علیہ السلام

ایک ہزار چھ سو چھتیس<sup>۱۵۱</sup> لکھا اور اکثر یونانی نسخوں میں دو ہزار دو سو باسٹھ اور ایک نسخے میں  
 دو ہزار دو سو بیالیس اور سامری میں ایک ہزار تین سو سات اور دیکھو نسخہ سامری میں غزیرہ علیہ السلام  
 وقت طوفان نوح سے سو برس کی اور عمر آدم علیہ السلام نو سو تیس کی گنھی ہو تو اس سے واضح ہو کہ  
 نوح علیہ السلام وقت وفات ابوالبشر دو سو تیس برس کے تھے حالانکہ عبری و یونانی سب کی کتاب  
 کہتے ہیں اس لیے کہ موافق عبری کے ایک سو چھتیس برس بعد وفات آدم علیہ السلام کے  
 نوح علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں اور نوح اکثر نسخوں یونانی کے سات سو تیس برس بعد  
 اور یوسفیوں میں جو بیسالی ہزار موافق قبوں کہتے ہیں زمانہ کو دو ہزار دو سو چھتیس بیان کرتا ہے  
 اور مینوں نسخوں کو غیر متبرکتا ہوا سہی طرح سدا مقام میں عبری و سامری و یونانی باقرار  
 مسیحیوں کے مختلف و محوت ہیں اور ایک طرف ماجرا اور ہو کہ بعض روایات توراتی ظاہر ہیں  
 غلط ہیں اور بعضی باہم مختلف ایسے سبب ہمارے مذہب کی بعض احادیث احاد چنانکہ میں  
 ایک روایت بطور نمونہ لکھی جاتی ہے کہ ورس ۴۶ باب ۶ کتاب پیدائش میں وعدہ خدا کا  
 حضرت یعقوب علیہ السلام سے یوں ہے ترجمہ ہندی ۱۸۲۲ء میں تیرے ساتھ مصر کو جاؤ گا  
 میں تجھے مقرر چھوڑے اور گا اور یوسف اپنا ہاتھ تیری آنکھوں پر رکھیکا اور ہندی ۱۸۲۳ء میں  
 تیرے ساتھ مصر کو جاؤ گا اور تجھے مقرر چھوڑے اور گا اور فارسیہ ۱۸۲۸ء میں با تورو انہ مصر  
 خواجہ شروین نے ترجمہ کیا اور جامع ترجمہ انگریزی ۱۸۱۹ء اور ۱۸۲۳ء اور ۱۸۳۱ء  
 جو عمل کے پروردگار نے کیے ہیں سب اسکے مطابق ہیں اور ترجمہ ۱۸۲۸ء کا جو کتب خانہ  
 کیا ہے موافق جو اور مطابق اسکے یہ وعدہ تھا کہ میں تجھے مقرر واپس لاؤں گا حالانکہ یہ وعدہ  
 ظاہر میں غلط ہوا اس لیے کہ یعقوب علیہ السلام زندہ چھنا مصر سے نصیب نہوا بلکہ یقیناً مصر  
 میں سے اس طرح اکثر مقام ہیں اور باہرین مہ خرابی و اختلاف ایک طرف اور ہو کہ ظاہر میں عیسائی  
 توراتی کلاوب کہتے ہیں مگر حقیقت میں اسکے سلف کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک  
 توراتی مقابل اب جو اور نہ مصنف تورات چنانچہ پولوس مقدس جو مسیحیوں میں حواریوں میں  
 شمار کیے جاتے ہیں ورس پہلی ہفتم باب ہفتم میں نامہ عبرانیوں میں لکھے ہیں ہندی ۱۸۲۱ء میں  
 اگلا حکم یعنی تورات اس لیے کہ مکرور اور بیفائدہ تھے بطلان پذیر ہی اور ہندی ۱۸۲۲ء میں اگلا حکم  
 اس لیے کہ مکرور و بیفائدہ تھا اس لیے کہ اور ورس ہفتم باب ہفتم نامہ مذکور میں لکھے ہیں ہندی ۱۸۲۱ء  
 اگر وہ پہلا بیفائدہ ہے عیب نہوتا تو دوسرے کی جگہ تلاش کی نہ ہوتی مگر حواری صاحب نے

اسی قدر کیا ہے کہ توریت عیب دار تھی و کم زور بقیانہ اور صد بابی انھیں بوج حکمون کی پستی  
 کرنے کو مامور تھے لیکن اس کے پر زیادہ اس سے کلمات تعظیم کے بہ نسبت توریت اور  
 صاحب توریت کے فرماتے ہیں چنانچہ لوتھ صاحب کہ بڑے عالم و مصلح دین عیسوی ہیں  
 اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ ہم نے سنینگے اور نہ دیکھینگے موسیٰ کو اس لیے کہ وہ صوفیوں  
 لیے تھا اور اسکو جسے کسی چیز میں علاقہ نہیں اور دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ تم قبول  
 کرینگے موسیٰ کو اور نہ اسکی توریت کو اس لیے کہ وہ تو دشمن عیسیٰ کا تھا پھر لکھتے ہیں کہ موسیٰ تو  
 جلاوطن کا استاد ہی پھر لکھتے ہیں کہ دس حکمون کو عیسائیوں سے کچھ علاقہ نہیں انکو خارج  
 کرنا چاہیے کہ تمام بدعت ابھی موقوف ہو جائے کیونکہ یہ احکام شیعہ سب بدعتوں کے ہیں  
 میں کتنا ہوں جس صورت میں کہ سر شیعہ بدعتوں کے نکلنے جائیں تو شرک و بت پرستی کرنا  
 اور تعظیم والدین نہ کرنا اور ہمسایہ کو آزار دینا اور خون کرنا اور زنا کرنا اور گواہی کذب دینا  
 ایک رکن اعظم ملت عیسویہ کا قرار پاتا ہے کیونکہ ان سر شیعہ بدعات میں تاکید سے حکم توحید  
 و تعظیم والدین و تعظیم یوم السبت و امتناع بت پرستی و قتل فرزند چوری و آزار ہمسایہ کا ہے  
 انبیاء و اہل بیت عیسوی ہی جیسا ارشاد لوتھ صاحب سے نکلتا ہے تو اس دین کو دوسرے  
 سلام ہو اس سے ہدینی افضل ہو اور بیچارے ہنود ہزار درجہ اچھے ہیں میان تک جو کلمہ  
 وہ حال عمدہ عتیق کی کتابوں کا تھا اب کتب عمدہ جدید کا حال بیان کیا جاتا ہے اول یہ کہ موافق  
 مذہب علمائے نامدار عیسائیوں کے انجیل مثالی کی عبری میں تھی سو وہ صفحہ عالم سے گم ہو کر  
 ترجمہ یونانی کے جسے مترجم کا بھی نام نہیں معلوم موجود ہے اور بعض عیسائی باب اول و دوم اس انجیل کو  
 اسحاقی بتلانے تھے اور بعض نسخوں ترجمہ لاطینی نسبت نامہ کو اس انجیل سے علیحدہ کر دیا ہے  
 اور انجیل مفسر کی بھی موافق قول چند عالموں مسیحی کے گم ہو کر ترجمہ یونانی موجود ہے اور بعض  
 مقدمین کو اس کے آخر باب پر شبہہ تھا اور انجیل لوقا کے باب بست دوم کی بعض بعض جگہ پر عمل کا  
 مقدمین اور بابین اولین پر بعض عملما شبہہ رکھتے تھے اور لوتھ صاحب کو ان تینوں انجیلوں پر  
 شبہہ تھا اور ان کے نزدیک انجیلوں میں صرف یوحنا کی انجیل صحیح تھی اور ایک بڑا عالم عیسائی کہتا ہے  
 کہ یہ انجیل اور نامی یوحنا کی تصنیف نہیں ہیں بلکہ کسی عیسائی نے دوسری صدی میں اس کے  
 نام سے لکھی ہیں اور انہیں عالموں عیسائی کے نزدیک ان انجیلوں کا وقت تالیف روایت  
 معتبر سے ثابت نہیں ہوتا اور نامہ متقی اور نامہ فلیمون اور دونوں نامہ متقی کو بعض علمائے

مردود شمار کیا ہو اور کوئی سند اسکی نہیں کہ نامہ عبرانیوں کا پولوس نے لکھا ہے اور نامہ دوم پیرس  
 اور نامہ دوم اور سوم یوحنا اور نامہ یعقوب اور نامہ یہود اور بعض فقرات نامہ اول یوحنا اور  
 مشاہدات یوحنا کا حال ایسا تبر و خراب ہے کہ قابل گفتے کے نہیں اور محض از رو سے زبردستی  
 بلا سند اسکو حواریوں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور بہت علمائے انکار انکار کیا ہے اور کونسل  
 چوتھ ۳۲۵ء میں جمعی تھی جمہور کے نزدیک واجب التسلیم نہ ٹھہرے اور کلیسیا عرب کے نامہ دوم  
 پیرس اور دوم و سوم یوحنا اور نامہ یہود اور مشاہدات کو نہیں مانتے تھے اور کلیسیا سریانی ایک  
 مانتا اور بلکہ مشاہدات کو بعض قدما تصنیف لحد کی بتلاتے تھے اور جو کونسل ۱۵۵۰ء میں  
 جمعی تھی یہ کتاب خارج رہی تھی مگر ۱۵۶۰ء کی کونسل سے عیسائی اسکو مانتے ہیں لیکن اس  
 کونسل زالون کی کوئی سند نہیں دوسرے یہ کہ اول طبقہ مسیحی میں جلسازی شروع ہو گئی تھی  
 کہ یہ بات کلام لوقا اور پولوس سے ثابت ہے اور مفسرین عیسائی بھی اپنی تفسیروں میں  
 لکھتے ہیں تیسرے یہ کہ عیسائیوں کے مفسرین اور علمائے اقرار کے موافق اس انجیل میں  
 بہت جگہ احاق ہو گیا ہے چونکہ یہ کہ علمائے مسیحی خود قائل ہیں کہ انجیل نویسن کی تحریر ہم  
 و غلطی سے خالی نہیں ہے پانچویں یہ کہ علمائے مسیحی کے نامدار لوگ اقرار کرتے ہیں کہ سب  
 تحریر انبیاء سے اسرائیلیہ اور حواریوں کی الہامی نہیں ہوتی اور سب حواریوں نے یہاں تک کہ  
 بطرس حواری نے بھی بعد نزول روح القدس کے غلطی کی ہے <sup>تیسری ہجرت الہامی مطلقاً</sup> چھویں یہ کہ انبیاء اور حواریوں سے  
 گناہ کبیرہ مثل ریادبت پرستی اور کذب بھی باقرار علمائے مسیحی ثابت ہوا ہے اور تبلیغ وحی میں  
 جھوٹ بولنا ان سے پایا جاتا ہے ساتویں یہ کہ صدور کرامت و معجزہ دلیل نبوت نہیں بلکہ اہل کتاب  
 نزدیک دلیل ایمان کی بھی نہیں ہے پس یہاں سے ظاہر ہوا کہ اس سارے مجموعہ انجیل کی  
 نہ کوئی سند ہے اور نہ سب الہامی ہے کیونکہ انجیل متی جہاں سے گم ہوئی صرف ترجمہ یونانی رہا اور قرس  
 و لوقا نہ حواری ہیں اور نہ کلام ان کے الہامی ہیں یہ تینوں تو تقصیر حواریوں کی لکھی نہیں ہیں پھر  
 ان تینوں کو کلام نبوت کہنا خلاص انصاف ہے بلکہ یہ تینوں بمنزلہ اور تاریخ کے ہیں باقی رہے  
 نامہ دوم بطرس اور نامہ دوم و سوم یوحنا و نامہ یعقوب اور نامہ یہود اور کتاب مشاہدات  
 سو و نو مسلمانی لوگ کبھی کسی طرح الہامی نہیں جانتے اور کونسل کا ترجیح کا درباب مشاہدات  
 ہمارے نزدیک ایسا ہے جیسے اور احکام کونسل و اس کے اس کونسل میں کتاب دوم اور  
 زالون کتابین متقابلین و غیرہ کے حق میں بھی حکم ہوا تھا مگر فرقہ پروٹسٹنٹ کے نزدیک

مسموع نہیں ہو ویسا ہی شہادت کے باب میں ہمارے نزدیک حکم اسکا معتبر ہی خصوصاً جب بلا سند صحیح ہو اور پولوس کو نہ ہم جواری جانتے ہیں اور نہ صاحب العام کیونکہ بعض فرقہ بیسائی صاف کہتے ہیں کہ اسکا کلام غلطی سے پاک نہیں ہو اس سب باتوں سے قطع نظر اگر اہل اسلام کریں تو اس صورت میں صرف انجیل اسقدر ہی جو اقوال حضرت عیسیٰ کے ہیں لیکن دوسرے بھی جو بڑھایت احاد ثابت ہیں تو حکم انکا ایسا ہوگا جس طرح حدیث احاد کا ہمارے نزدیک ہے جب کوئی دلیل نقلی قطعی اور عقلی قطعی مخالف ان قولوں کے ہوگی تب تک مقبول نہیں اور صورت مخالفت میں جسکی تاویل ہو سکیگی وہ واجب التاویل ہوگا ورنہ وہم راومی یا غلطی راومی پر مجبور ہو کر متروک ہوگا اور صدر غلطی وہم کا اسے کچھ بھی لینا نہیں جیسا کہ اس باب میں اقرار علماء متحققین عیسائیوں کا ہے اور بھی علماء عیسائی یوحنا وغیرہ کی غلطیاں سمجھ کے اقوال عیسیٰ علیہ السلام نکالی ہیں کہ انکا بیان اس جگہ تطویل لاطائل ہے اسقدر اس جگہ کافی ہے جو بیان اجمالی کیا گیا اور بخوبی ثابت ہو گیا کہ اب کوئی روایت انجیلوں کی الہامی اور واجب الاعتقاد نہیں ہو سکتی کیونکہ خود اقرار علماء معتبرین مسیحی سے ثابت ہوتا ہے کہ سب انجیل نویس حضرت کے قول کو اپنی فہم کے موافق روایت با معنی کرتے تھے اور کوئی انکے الفاظ کے ساتھ نہیں نقل کرتا اور کبھی حواریوں کا غلط سمجھنا اور بعضی غلطیوں پر ہمیشہ قائم رہنا پایا جاتا ہے اور اس طرح اکثر مقام میں بسبب اجمال قول مسیحی کے مطلب کو نہ پہنچنا اور خوف سے اس کے اصل مطلب کو نہ پہنچنا بھی واضح ہوتا ہے جیسا کہ باب ششم یوحنا میں جو منہ یہ <sup>ہوئی</sup> ~~اس~~ اور میں پنجاہ ویک میں ہوں وہ جینی روٹی جو آسمان سے آئی اگر کوئی اس روٹی کو کھائے اب تک جیسا رہیگا اور روٹی جو میں دونگا میرا گوشت ہے جو میں جان کی حیات کے لیے دونگا درس پنجاہ و دو تب یہودی آپس میں بحث کرنے لگے کہ یہ مردانہ گوشت کیونکر ہمیں دے سکتا ہے کہ کھائیں درس پنجاہ و دو یہود نے انجیل کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں اگر تم ابن آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اسکا لہو نہ پیو تم میں حیات نہیں ہے درس ششم تب اسکے شاگردوں بہتوں نے سنے کہ انکی یہ سخت مشکل کلام ہوا ہے کون سمجھ سکتا ہے اتنی ایسا معلوم ہوا کہ یہ کلام کسی یہودی کی سمجھ میں نہ آیا اور بہت مریدوں مسیح نے نہ سمجھا اور شکل بتلایا اور باب نہم لوقا میں سب حواریوں سے خطاب کر کے قول مسیحی یوں ہے کہ ان باتوں کو کانوں سے سن رکھو کہ ابن آدم خلیق کے ہاتھ میں گرفتار کروایا جائیگا پھر اسے اس کلام کو نہ سمجھے اور یہ اپنے پوشیدہ رہا تاہو وہ دے دے دریافت کریں اور انہوں نے مارے ڈر کے اس سے

سوال نہ کیا انتہی اس جگہ سے معلوم ہوا کہ یہ بیان سب حواری مطلب کو نہ گھے اور خون سے سوال بھی نہ کر سکے خلاصہ اس فائدہ کا جو فقیر نے لکھا ہے یہ ہوا کہ اس سب مجبورہ عمدہ عتیق و جدید کی جسکو میل کہتے ہیں نہ کوئی سند متصل ہو اور نہ یہ مجموعہ احماتی و غلطی و تحریف سے خالی ہو تو چاہیے کہ اب کوئی مؤرخ آئے اپنی کتاب میں کوئی بات سوائے اسکے کہ بطور دلیل الازمی تجھکریاں کرے نقل نہ کرے و لہذا فقیر نے ان اقوال فحشاء کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زرع و بیج میں تھے ترک کیا اگر کوئی کہے کہ یہ خرابیاں کس طرح سے کتب مقدس میں واقع ہوئیں اور اسباب ان خرابیوں کے کیا ہوئے تو میں کہتا ہوں کہ اسباب اسکے بہت ہیں از انجملہ یہ کہ تخت فقر کے عہد میں بہت بڑی خرابی و تباہی ہو رہی تھی کہ ہیکل ڈھانی گئی اور اکثر یہود مارے پکڑے گئے اور یہاں نسخے کتابوں عمدہ عتیق کے جو اسوقت تک باقی تھے برباد ہوئے بعد کیہ جو عزیز علیہ السلام پیدا ہوتے اور وہ توریت کو پھر نہ لکھتے تو کلام نبوت کسی کے پاس صحیح اسوقت میں بھی نہ ہوتا از انجملہ بعد اس واقعہ کے ایک اور آفت یہود پر ایک سوار سٹھ برس پیش از ولادت مسیح علیہ السلام پڑی کہ آسمین سب نسخے جو عزیز علیہ السلام کے تھے اور جو نسخے ہاتھ آئے برباد ہوئے باول کتاب اول مقام میں ہیں جو کہ انیسویں کس شہنشاہ فرنگستان نے اور شلیم کو فتح کر کے عمدہ عتیق کی کتابوں کے جنہ نسخے جہان سے آتے پھاڑ کر جلا دیے از انجملہ قریب ۳۰ برس سے کہ عروج مسیح علیہ السلام حادہ طیطوس رومی کا ہوا کہ آسمین گیارہ لاکھ یہودی قتل اور نوے ہزار اسیر ہوئے از انجملہ تیس برس بعد عروج مسیح علیہ السلام کے بسبب عداوت شہنشاہوں فرنگستان کے اول طبقہ مسیحیوں پر بڑی آفتیں پڑیں کہ قتل ہوئے اور جلا وطن کیے گئے کہ انہیں بطرس حواری مع زوز اور پولوس مقتول ہوئے اور یوحنا جلا وطن کیے گئے اور یہ آفتیں تین سو برس تک برابر پڑیں تو ان طبقوں میں قلت کتب کی بد وجہ غایت کیوں نہ متصور ہو اور جو کچھ قلت سے کتب تھیں پائی جاتی تھیں انہیں سے اکثر قریب سترہ عیسوی کے جگہ شہنشاہ فرنگستان کے جلائی جاتی تھیں کہ یہ بات تواریخ عیسائیوں سے بخوبی ثابت ہو چنانچہ لارڈ زساکوین جلد اپنی تفسیر کے صفحہ ۲۳ میں لکھتا ہے کہ ماہ مارچ سال ۱۸۰۰ء میں فرانس میں فرانسویوں نے کتب جلائی اور کتب جلائی جلائی از انجملہ عمدہ حواریوں سے پندرہ سو برس تک معابد عیسائیہ میں ترجمہ یونانی مستعمل تھا اور جانب عبری اس کے چھوڑ سلف متوجہ و تلفت نہ ہوتے تھے تو سنہ ۱۸۰۰ء میں عبری لہجہ حواریوں کے ذکر وہ بقلیت قدیم پائے جاتے تھے غالباً فرقہ یہود کے اور عیسائی گروہوں میں شاید تبرکاً و تمیناً کہیں کہیں ہوں اور

نسخے  
عیسائیوں  
کی

یہود تو شرارت میں ضرب الشمل ہیں انکو نصرت تحریف ہاتھ آئی چنانچہ انہوں نے ایک کو نسل جہانی اور  
سب نسخے جو اپنے نسخے کے خلاف تھے الزام غلطی و اختلاف کا لگا کر جلائے اور اسی سبب سے  
نیسچی علما کہ جو اٹھارویں صدی میں بنا بر تصحیح کتب مقدسہ مستعد ہوئے کوئی نسخہ پورا عبری کا  
ایسا ملا جو دسویں صدی سے پیشتر کا ہو چنانچہ اکثر مؤرخ عیسائی اپنی تواریخ میں لکھتے ہیں صیا  
باز صاحب اپنی تفسیر کی جلد دوسری میں لکھتا ہوا از اجلا ۲۳۳ھ سے اکثر فرقوں پر حکمرانی پوپوں کی  
شروع ہوئی اور ۲۳۳ھ میں تسلط انکا جنوبی ہو گیا اور بددیانتی انکے فرستے کی محتاج بیان نہیں ہی  
چنانچہ لوتھر صاحب لکھتا ہوا کہ اگر میں حاکم ہوتا تو خود با باقی اور و غا باز پوپ اور اسکے توابع کو سمندر میں  
دبوادیتا با جگہ ایسے ایسے اسباب سے خرابیاں واقع ہوئیں کہ خود اسکا اقرار عیسائیوں کو ہو چنانچہ  
ڈاکٹر مل نے جو عمد جدید کے نسخے ملائے تو میں ہزار جگہ اختلافات عبارت کا نشان دیا اور  
ایک معاملہ عیسائی نے جو تین سو چھپن کا مقابلہ کیا تو ڈیڑھ لاکھ ویسے ہی اختلافات عبارت کے  
بتلا دیئے پس خیال کرنا چاہیے کہ اگر جہان کے سب نسخے ملائے جائیں تو خدا جانے کتنے اختلافات  
نکلیں گے کس لیے کہ ابھی تو ہزاروں نسخے ایسے موجود ہیں کہ انکو کسی نے مقابلہ نہیں کیا اور لطف یہ ہے  
کہ یہ تین سو چھپن نسخے عمد جدید کے تھے پورے پورے نہ تھے بلکہ کسی میں چند دوس اور کسی میں  
چند جزو اور کسی میں ایک انجیل اور کسی میں چار اور کسی میں نائے پلووس کے اور پرانے نسخوں میں  
کوئی بھی پرانا نہ تھا اس تمام میں بطور نمونہ صرف دو اختلافات لکھے جاتے ہیں سنا چاہیے ایک کتاب  
انبار کے باب یازوم کے درس سبت ویکم میں ان اشیا کے بیان میں جنوبی اسرائیل کے لیے پاک و  
حلال تھیں عبرانی نسخے کے متن میں یون لکھا ہوا ہے سب رنگینے واسلے پرندوں میں سے جو چار  
پانوں سے چلے ہیں اور انکی پھلی مانگیں اگلے پانوں سے لپٹی ہوئی ہیں کہ وہ اُنسے کو دکھ  
زمین پر چلتے ہیں ثم انہیں سے کھاؤ اور عبرانی نسخے کے حاشیے پر اور نسخوں سے یہ عبارت  
لکھی ہو اور انکی پھلی مانگیں اگلے پانوں سے لپٹی ہوئی ہیں اور اسی عبارت حاشیہ کو اب عیسائی لوگ  
ترجمہ کرتے ہیں کہ کتاب خروج کے باب اکیسویں درس شہتم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک عبرانی  
کے باب میں جو اپنے بیٹی دوسرے کے ہاتھ بچتا تھا اس خیال سے کہ وہ اس سے نکاح کرے گا یون  
حکم فرماتے ہیں اگر وہ آقا اسکا جو اسے اپنے نام نہیں کرے رکھنا ناراضی ہو تو اسکا ذبیہ دیکھی اخی  
اور حاشیے پر عبرانی نسخے کے اور نسخے سے یہ عبارت لکھی ہی اگر وہ آقا اسکا جو اپنے نام نہ کرے  
رکھنا ناراضی ہو تو اسکا ذبیہ دیکھی اور یہی عبارت اب ترجموں میں لکھی جاتی ہو پس خیال کرنے کی

بات ہی کہ جب کتب مقدمہ میں ایسے اختلاف عبارت کے جو آپس میں ایک دوسرے کے متضام  
ہیں پائے جائیں اور انہیں سے کسی کو اصل مصنف کی عبارت بالیقین نہ کہہ سکیں بلکہ دونوں پر  
احتمال صدق و کذب کا ہو تو بھلا اس مسئلہ پر کیونکر حکم قطعی ہو سکتا ہے لہذا بہت مسکون میں شبہہ بنا  
شکلاً حلت و حرمت کے مسئلہ میں کہ اب نہیں معلوم ہو سکتا کہ کون جانور حلال تھے اور کون شخص  
اس لوٹدی کو آزاد کرے اسی طرح اور مسائل مشتبہ ہیں کہ بخوف تطویل نہیں لکھے گئے اور ایسے  
اختلافات کو جو پادری لوگ اپنی دانائی سے سوکات اور کم غصتی کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں  
کہ بر تقدیر تسلیم اختلاف عبارت سے کسی سلسلہ میں نقصان نہیں آتا کیسا سخن پوچھ دے معنی ہے  
اور کیسی ٹبری حماقت و نادانی ہو یہ تو اہل فرنگ کی دانشمندی میں داغ لگتا ہے کیونکہ اہل فرنگ  
باوصف کم نہی کے تیسرے وقت سے کہتے ہیں بلکہ مدعی ہیں کہ سارے جہان کے علوم  
ہم نے حاصل کیے ہیں اور بر فرنگ کے فریاد دریافت کیے ہیں مگر بیل کے ترجمے کا سلیقہ کم غصتی  
نہ آیا اور سوکات تو ایسی نہیں ہوتی کہ جسکے واسطے ایسا بڑا اتہام عظیم الشان کرنا پڑے کہ  
سکڑوں نسخہ جمع کیے جائیں اور شاید اسی قباحت سے عیسائیوں نے یہ تصور روح القدس  
بلاکہ یا بنی قواعد نحو کی اسکو منظور نہیں ہے لہذا اسکی مرضی سے انبیاء سے نبی اسرائیل خدا کا حکم  
غلط لفظ ظاہر کرتے رہے اور مجازیب کی سی بڑھارتے رہے اور اس تجویز میں اتنا خیال نہیں کرتے  
کہ ایسی کتاب محرف کو معارضہ قرآن شریف پیش کرنا کیسی حماقت ہو اب بعض اختلافات تراجم  
ملاحظے کے قابل ہیں دیکھو کتاب پیدائش کے سوم و پنجم ورس میں حضرت آدم و حوا کی نسبت  
لکھا ہے نسخہ ۱۶۱۵ تکونان کالآلہ یعنی ہو جاؤ گے تم دونوں مانند خداؤن کے اور نسخہ  
۱۶۱۶ میں ہو تکونان کاللملائکہ اسی طرح اگر سو جگہ خدا کا لفظ ایسے مقاموں میں ہو تو نسخہ  
۱۶۱۷ میں پچاس سائے جگہ خدا کے بدلے فرشتہ ہی اس مقام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں کہیں  
عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں خدا کا لفظ لکھا گیا ہے وہ بھی قابل اعتبار نہیں اور باب نہم  
ورس سوم ۱۶۱۸ کتاب پیدائش تورات میں ہی کلمات جو کہ ہو گیا کیوں کہ ماکولا کا لفظ  
الاخضر اور نسخہ ۱۶۱۹ میں ہو کل و بیب ظاہری کیوں کہ ماکلا کخضر العشب اب اس خلاف  
جو بیب لفظ ظاہر کے واقع ہوا حکم بدل گیا اور ورس ۱۶۲۰ باب ۱۶ ۱۶۱۹ میں ہی ہذا ایوان انسانا  
و حشیا یہ ضد اجمیع دید اجمیع ضدہ اور نسخہ ۱۶۲۱ میں یہ فی الاکل دید اکل فیہ خلاصہ یہ کہ اول میں  
حضرت اسمعیل علیہ السلام کی نسبت مخالفت سبکی ظاہر ہو اور دوسرے میں سبکی مخالفت ہو

مش  
اختلافات  
تراجم

اور باب ۶ درس بستم رشم السہامین ہر فائدہ عمرام یو خاید عمتہ زوجتہ لہ قولدت لہ بارون و سوسو  
 نسخہ ۱۵۲۵ عمرام نے اپنے باپ کی بہن یو خاید سے بیاہ کیا اور نسخہ ۱۵۲۶ امین ہر قترنج  
 عمران یوناید امنتہ یعنی عمران نے چچا کی بہن سے بیاہ کیا ہر دیکھو کمان مجھو بھی کمان یہ اور باب  
 ہفتم کے درس اول نسخہ ۱۵۲۷ امین ہر حضرت موسیٰ کے حق میں قدر جلتک اما لفرعون اور  
 نسخہ ۱۵۲۸ امین ہر قدر جلتک استاد لفرعون اب دیکھو کمان استاد کمان معبود اسی طرح  
 انجیل فالون نے عیسیٰ کو معبود کیا ہوئے بلکہ اسی طرح عیسیٰ کے لیے معبودیت کی کہ کتابت  
 خدا کے قول کے نیچے نہیں نکلتی ہر اسی طرح صدر با سائل و جملے توریت کے بدلے ہوئے ہیں  
 اگر کوئی مقابلہ کرے تو دیکھے اور اب بھی عیسا میں یہ بات جاری ہے کہ جو بات خلافت عقل  
 ظاہر پاتے ہیں نکال ڈالتے ہیں اور اسی طرح کمان نام مجبور سے پہلے کا ہر قانکہ پوشیدہ ہے  
 کہ اونٹ کا گوشت دودھ اور گائے بکری کے چرنا اور بعض فرج اور بعض پھلیاں توریت میں  
 حرام تھیں اور تعظیم روز شنبہ واجب تھی ہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہ احکام موقوف  
 اسی طرح اور احکام مشکل نکال ڈالے چنانچہ سورہ ال عمران میں اللہ صاحب حضرت عیسیٰ کے  
 حال میں فرماتے ہیں و مصدرنا لما بین یدی من الذواہ و لائل کم بعض الذی حرم علیکم یعنی میں  
 بھیجا اللہ کا ہوں اور سچ بتانے والا توریت کو جو مجھ سے پہلے کی ہے اور اس واسطے کہ حلال کروں  
 تم کو بعض چیز جو حرام تھی تمہارے کہا جاسے کہ تحلیل بعض محرمات مناقض تصدیق ہر وہ جواب یہ ہے کہ  
 ایسا نہیں ہے بلکہ تصدیق عیسیٰ علیہ السلام کی توریت کہ با یعنی ہے کہ جو کچھ توریت میں مذکور ہے وہ سب  
 و راست ہے لیکن اس کتاب میں حکم تائید احکام شرعیہ کا نہیں ہے پس تحلیل ما حرم مناقض تصدیق  
 نہیں ہے جس طرح نسخہ بعض قرآن بعض سے دلیل مناقض نہیں ہے پس ہمارے نزدیک بخوبی ثابت ہے  
 کہ بعض احکام توریت کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نسخ فرمائے ہیں اور توریت سے ظاہر ہے  
 کہ بعض احکام انبیاء پیشین کے توریت میں نسخ ہوئے ہیں مگر لہذا اسے کہتے ہیں کہ توریت کا  
 حکم کبھی نسخ نہیں ہوا اور اس بات پر دلائل عقلیہ یوح بے سرو پا بیان کرتے ہیں حالانکہ  
 انکو حقیقت نسخ و تبدیل کی اب تک معلوم نہیں ہے اور ہرگز واقفیت نہیں رکھتے کہ نسخ جو اصطلاح  
 اسلامیوں میں ٹھہرا ہے کیا چیز ہے اور اگر شاید واقع ہوتے تو ایسا نہ کہتے اور جو نسخ کے معنی  
 آنکے ذہن میں اس طرح کے ہیں جیسے ایک قانون سے دوسرے قانون کی منسوخ یا منسوخ  
 احکام حکام ماتحت عدالت حاکم اپیل سے تو یہ معنی نسخ کے نہیں ہیں بلکہ حاصل کلام اس بات

تفہیم بستم رشم در احوال حضرت زکریا و عیسیٰ

کا فنا سلام کا یہ ہو کہ نسخ قصص راخبار میں نہیں ہوتا بلکہ صرف اوامر و نواہی میں آیا کرتا ہے کیا قال  
 الہیوی فی المعالم النسخ انما یقرض علی الاوامر والنواہی و دون الاخبار اور اسی طرح امور عقلیہ  
 قطعہ میں نسخ نہیں ہوتا جس طرح یہ کہ خدا موجود ہے اور نہ امور حسیہ میں مثلاً دن کی روشنی اور رات کی  
 تاریکی اور جو اوامر و نواہی میں نسخ کے قائل ہیں اس میں بھی تفصیل ہے یعنی امر و نہی کا متعلق ہونا  
 ایسے حکم علی سے چاہیے جو وجود و عدم کا احتمال رکھتا ہو اور جو واجب یا متمنع ہے اس میں بھی نسخ  
 نہیں ہو سکتا مثلاً خدا پر ایمان لانا اور شرک و کفر کا باطل جاننا اور وہ حکم جو وجود و عدم کا  
 احتمال رکھتا ہو اسکی بھی دو قسم ہیں دائمی جس طرح اللہ صاحب نے فرمایا اذ تقبلوا الم شہاۃ  
 ابداً دوسری غیر دائمی جس اول میں ایمان اسلام قائل نہیں اور غیر دائمی میں تفصیل ہے ایک نسخ  
 کا قال اللہ تعالیٰ فاعفوا و صغروا تنی یا آتی اللہ بامرہ یعنی درگزر کرو اور خیال میں نہ لاؤ جب تک صلیبی  
 اپنا حکم اس قسم میں بھی وقت میں سے پہلے نسخ روا نہیں جانتے دوسرے غیر موقت یعنی  
 مطلق اس قسم میں اللہ اس طرح قائل نسخ ہیں کہ علم خدا میں یہ بات مقرر تھی کہ فلان وقت تک  
 یہ حکم نافذ رہے گا مگر اس حکم میں وقت کا بیان نہ ہوا تھا سو جب وقت آگیا خدا کے دوسرے  
 حکم میں جو بظاہر مخالفت حکم اول کے سدوم ہوتا ہے اسکا بیان ہو گیا پس اس دوسرے حکم میں  
 گویا ہر سبب تصور استعداد و نہم کے آدمیوں کو خلاف معلوم ہوتا ہے اور تبدیل پائی جاتی ہے  
 لیکن حقیقت میں اور خدا کی نسبت حکم اول کی بدلت کا بیان ہے نہ تبدیل مثال اسکی ملا تشبیہ ہے  
 کہ ایک شخص کسی حکم کو کہے کہ تو ہمارا لڑکا پڑھا یا کر اور ظاہر میں کوئی مدت مقرر نہ کرے مگر آسنے  
 اپنے دل میں ٹھہرا لیا ہو کہ چھ مہینے یا سال بھر یا دوبرس یہ کام لو لگا اور جب وہ گزر جائے غور  
 کرے پس یہ بات ظاہر میں حکم کی نزدیک تبدیل ہے اور حقیقت اور اس شخص کی نسبت  
 تبدیل نہیں ہے پس اصل اسلام کی اصطلاح میں نسخ سے حکم علی مطلق کے مدت کی انتہا کا بیان  
 مراد ہے جو وجود و عدم کا احتمال رکھتا ہو اور آدمیوں کے دہم میں اسکا تمام سمجھا جاتا ہو اور ظاہر ہے  
 کہ خداوند تعالیٰ فاعل مختار جس طرح اور کارخانوں میں تعلیقات کیا کرتا ہے جیسے تندرست کو  
 مریض کرنا اور مریض کو تندرست کرنا اور فقیر کو غنی کرنا اور غنی کو فقیر کرنا اور سرگرمی اور  
 گرمیوں کو برسات اسی طرح اپنی عبادت کے اقرار اور شیوہ عبودیت کی ورزش میں جس کی  
 جس کام کو چاہتا ہے کرنے کو کہتا ہے اور جب موتوں کرنا اس کام کا مقصود ہوتا ہے تو اسکو متوفی  
 کہے دوسرے کام کے لیے حکم دیتا ہے اور اگلے کاموں کی سعادت کو جو علم الہی میں قرار پائے تھے

ظاہر کرتا ہے اور ہمکو جس طرح بعض امور تکوینیہ کے مصالح و مفاد نہیں معلوم ہیں اسی طرح جملہ امور شرعیہ کے بعض باتوں کے مصالح و مفاد دریافت نہیں ہوتے اور یہ بات کہ اس سبب سے نہیں کرتا ہے کہ اسکو اپنے فضل و قدرت میں کچھ عجیب ہی یا اسکے علم میں نقصان ہو بلکہ صرف اپنے اختیار و مطلق کے سبب سے ایسا کرتا ہے اور مصلحت ہر بات کی وہی خوب جانتا ہے تمکو ان مصلحتوں پر مطلع ہونا کچھ ضرور نہیں پس معلوم ہوا کہ نسخ عقلاً جائز و غیر ممنوع ہے اور جو کوئی نبی اکملی شریعت کی منسوخی کا دعویٰ کرے تو یہ اظہار اسکا قاطع ثبوت کا نہیں ہے اور دلیل اسکی وہی ہے جو اس نبی کے ثبوت کی دلیل ہے عیسیٰ ظہور معجزات قاہرہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے توریت کو رست و درست فرما کر بعض احکام اس کے منسوخ فرمائے اور یہودی ناراض ہوئے چنانچہ حواریوں کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام ابدی توریت کے حضرت عیسیٰ نے منسوخ کیے ہیں مثلاً یوم السبت کسب کی عزت کا حکم اور اس کے ماننے کی تاکید عمدتاً کی کتابوں میں جا بجا لکھی ہے اور بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اسکی عزت پہنچ کر کرتے آئے اسی طرح چند اعیان و قربانیوں کی تاکید اور چند جانوروں کی حرمت بھی اور ثابت ہوتا ہے کہ پوپس قدس کے زمانہ تک احکام شریعت موسویہ کے جاری تھے لیکن آئینی تھے منسوخ ہوئے چنانچہ پوپس نامہ موسور اہل انیس کے دوسرے باب نسخہ عربیہ اللہ کے دریں پانزویہ میں لکھتے ہیں اہل شریعتہ الوصایا بمعتقدات عیسیٰ نے شریعت و وصایا یعنی احکام توریت کو بیکار کر دیا اور نامہ موسورہ فلسوں کے باب دوم درس شانزہم نسخہ فارسی اللہ میں لکھا ہے ہیکس شمالا در بارہ خوراک باو شاہد سنہ در خصوص عمد با بلال بسببہا موم نسا زد کہ انبیا اطلال اشبا اندہ است کہ حقیقت آنها منسوخ است انتہی اور نامہ عبرانیوں کے ورق ۱۳ میں ہے اور جب آئے نیا کہا تو پہلے کو پرانی ٹھہرایا اور وہ جو پرانا اور دنی ہی ٹھہرے کے نزدیک ہی پائیل حساب اس درس کی شرح میں لکھتا ہے صیح ظاہر ہے کہ خدا نے اور بہتر رسالت کے اقرار کرنے سے پرانی اور زیادہ نقصان دہی کو منسوخ کرنے کا ارادہ رکھا ہے لہذا یہودیوں کا رسوماتی مذہب موقوف ہوتا اور دین عیسوی اسکی جگہ قائم کیا جاتا ہے انتہی اور نامہ موسورہ عبرانیوں کے درس ہشتم باب ششم نسخہ اردو اللہ میں ہے اگر وہ پہلا عمد نامہ ہے عیب ہوتا تو دوسرے کی تلاش نہوتی سو وہ انکا عیب بتا کر لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھو دے دن آتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے گھر دیکھو سل اور یہود کے گھر اپنے کے لیے ایک نیا عمد نامہ ٹھہرا دیکھا اور یہ اس عمد نامہ کے مانند ہو گا جسے میں نے آنگے باپ داوود کے ساتھ کیا بلکہ یہ وہ عمد نامہ ہے جسے میں بنی اسرائیل کے گھر نے کو

ان دنوں کے بعد روزگارا منتقلی خلاصہ یہ کہ اگر شریعت موسویہ پر اعتراض نہ کیا جاتا تو شریعت عیسویہ کے لیے جگہ کہاں سے آتی کما فی النسخۃ العربیۃ للہذا فلو کان العبد الاول غیر معترض نہی لم یوجد للثانی موضع لانه قد اقرض پس اگر معترض نہیہ کے یہ معنی ہیں کہ موقوف کی گئی شریعت موسویہ تو نسخ ہی اور اگر صحت پر اعتراض ہی تو تعریف ہی اور اسی نامہ لے درس ۱۸ اباب ہفتم نسخہ ۳۹ امین لکھا ہے پس اگلے حکم کم زور اور میثاقہ ہونے کے سبب سے نسخہ ہیں اور کتاب اشہار توریت سے واضح ہے کہ عورت مطلقہ سے دوسرے کو نکاح کرنا جائز ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قتل انجیل اول میں باب نوزوم درس نہم میں ہے کہ فرمایا جس نے زن مطلقہ سے نکاح کیا اسے زنا کی اور باب ہفتم پیدائش کے درس نہم سے چار دہم تک حکم فقہ کا ہے اور عبارت سے صاف فقہ بدینہ ظاہر ہے ولہذا حضرت عیسیٰ کا بھی قصہ ہوا تھا چنانچہ انجیل ہوم کے باب دوم درس اکیس سے ظاہر ہے اور پولوس حواری نامہ موسومہ غلاطیہ کے باب پنجم میں لکھا ہے کہ اگر شما منحون شدہ مسیح در بارہ شما سو دمنده نخواہد بود اسی جگہ سے عیسیٰ کہتے ہیں کہ قصہ کا حکم نسخہ ہر دل کا نقشہ چاہیے حالانکہ یہ حکم ادبی تھا نہ یہ عادی جیسا کہ توریت میں موجود ہے واللہ اعلم بالصواب بقدر ما ہو میرا عمدہ تمہارے جہوں میں عمدہ ادبی ہو گا انقضیہ ایسے ایسے شواہد اور بارہو کہ اب عیسائی بھی قائل ہیں کہ توریت کے احکام نسخ ہوئے ہیں مگر انجیل کے احکام نسخ نہیں ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں کیونکہ لو کہے کہ آیت ۳۳ آیت میں مسیح کا یہ قول لکھا ہے کہ آسمان وزمین مل جائینگے لیکن میری باتیں نہ ٹھیکگی انتہی میں کہتا ہوں کہ یہ کلام حضرت مسیح علیہ السلام کا اگر باسناد صحیح ثابت ہو تو از رو سے سابق عبارت عام نہیں ہے بلکہ چون اس پیشین گوئی کی بابت ہے جو جناب مسیح نے اس آیت پیشتر اسی باب میں ذکر فرمائی ہے اور اسے معنی آسکی ہے کہ اگر با انقضیہ آسمان وزمین ضلع ہو جائیں گے میری باتیں اس پیشین گوئی کی بابت ہرگز زائل نہونگی چنانچہ متلی کے ۲۴ باب کے ۳۵ درس کی شرح میں مفسرین عیسائیوں نے خود لکھا ہے اور درس ۳۳ کو مطابق درس ۳۳ مذکور اصدرا لوقا کے ہے اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اس قول سے یہ مراد ہے کہ میری یہ پیشین گوئیاں یقیناً پوری ہونگی اور ایک مفسر معتبر عیسائی لکھتا ہے کہ حال کلام عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ہے کہ اگرچہ آسمان وزمین اور سب اشیا کی نسبت قابل تبدیل نہیں ہیں تو بھی ایسی استوار نہیں ہیں جیسی میری پیشین گوئیاں ان چیزوں کی بابت استوار ہیں اسے سب مٹ جائینگے میری باتیں ان پیشین گوئیوں کی بابت ہرگز نہ بدلیں گی اور جو بات

اب میں نے بیان کی جو اسکا ایک شدتہ مطلب سے متجاوز نہ ہوگا انتہی قولہ خلاصہ اس تقسیر کا یہ ہو کہ دلیل عیسا میوں کی ناقص و نامتام ہو اور امکان نسخ خدا کے کلام میں جسکے محال ہونے کا دعویٰ بعضے یادری ناواقف و بے علم کرتے ہیں ثابت ہوتا ہو نسخہ توریت سے اور وقوع بافضل اسکا بعض احکام کی منسوخی سے واضح ہو جو حضرت مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری سے پیشتر منسوخ ہوئے ہیں چنانچہ کتاب پیدائش کے پہلے نسخہ ۱۷۲ میں حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت خطاب الہی واسطے اباحت عام کے ہوا ہو اور نوین باب میں حضرت نوح علیہ السلام کی نسبت بھی وہی حکم رہا کہ سب اشیاء کھاؤ اور اسکے کتنے جانور کہ منجملہ اُنکے خوک بھی ہو حضرت موسیٰ کے عہد میں حرام ہوئے اور کتاب پیدائش کے باب ۲۹ درس ۱۶ میں ۳۰ تک جہاں قصہ حضرت یعقوب کا لکھا ہو نکاح بین الاختین جائز معلوم ہوتا ہو پھر توریت میں جمع بین الاختین حرام ہوا اسی طرح اور احکام تبدیل ہوئے ہیں کہ صاحب استفسار نے انکی تفصیل فرمائی ہو اور تشریف آوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے توکل اور و نواہی توریت کے پولوس کی تقریر سے منسوخ معلوم ہوا ہے جیسا اوپر لکھا گیا اور ایک قول اسکا اعمال احوال میں کے پذیر صوبین باب کے چوبیسویں رس نسخہ ہندیہ ۱۷۳ میں یہ ہو کہ جب کہ ہم نے سنا کہ بعضوں نے ہم میں سے نکل کر تمہیں بائیں کہا کچھ اویا اور یہ کھکے تمہارے دلون کو بقیار کر دیا کہ ختمہ کرو او اور شریعت پر چلو باوجودیکہ تمہیں یہ حکم نہیں دیا تھا الی قولہ درس ۲۸ کہ روح القدس کو اور ہکو اچھا لگا کہ سوائے چند باتون کے تیر زیادہ بوجہ نہ ڈالین تم بتون کے لیے فرج ہوئی چیزوں سے اور لہو اور کلا گھوٹے ہوئے جانور کے کھانے سے اور نا کاری سے پرہیز کرو و السلام پس ایک طرفہ ماجرا اور ہو کہ توریت کے احکام منسوخ ہونے کے بعد چار چیزیں حرام رہیں تمہیں اب سوائے زنا کے اور کسی کی حرمت باقی نہیں ہو اور کہتے ہیں کہ ان چیزوں کی حرمت میں بھی علماء میں اختلاف تھا اور یہ بات پولوس کے نامہ سے جبر و میون کو لکھا ہو نکالتے ہیں یعنی وہ کہتا ہو کہ مجھے خداوند یسوع سے معلوم ہوا اور میں نے یقین جانا کہ کوئی چیز اب ناپاک نہیں لیکن جو اسکو ناپاک جانتا اسکے لیے ناپاک ہو پس انجیل میں بھی نسخ ہوا اور طیس کے باب اول و رس پانچم میں ہو کہ پاک لوگون کے لیے سب کچھ پاک ہو پھر ناپاک اور بے ایمانوں کے لیے کچھ پاک نہیں البتہ ان سب باتون سے کہ کبھی حرمت باقی رہی تھی وہ بھی طلال ہیں ولسنا نصاریٰ کے عالمون نے ان سب کی حلت کا فتویٰ دیا ہو اور ایک بات اور بھی حاصل ہوئی تھی کہ انجیل میں خود حضرت عیسیٰ نے بعض احکام منسوخ فرمائے ہیں چنانچہ جناب

مسیح کا حکم اولاً متی کے دسویں باب کے ذہ ۶ ورس میں واریوں کے بابت یون ۵  
 کہ آن بارہوں کو یسوع نے فرما کر بھیجا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر  
 میں نہ جانا بلکہ پہلے اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھڑوں کے پاس جانا اور پھر ان لوگوں کے  
 حق میں فرس کے باب شانزوم کے ۵ اورس میں یہ کلام لکھا ہے کہ تمام دنیا میں جا کر ہر ایک  
 مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو دوسرا قول پہلے کا نسخہ جو اگرچہ خود مسیح نے  
 موقوف کیا لیکن یہ تو ثابت ہوا کہ مسیح کے قول میں نسخہ جابر ہی پس اس مقام سے یہ مقصد  
 حاصل ہوا کہ نسخہ تورات میں اور انجیل میں بلاشبہ ہوا ہی مگر اور نواری میں نہ اخبار  
 قصص میں وہ بھی موافق تا حدہ مرقومہ صدر کے نہ یہ کہ تمام انجیل و تورات لفظ نسخہ ہوا  
 بسبب تحریف بدویانوں کے۔ دونوں اعتبار کے لائق نہیں ہیں اقصیٰ حضرت عیسیٰ نبی  
 ہوسے اور یہودا سولی دیا گیا تو مریم مع مریم مجدانی اس جگہ آئیں اور رو میں تب شاید اقدس  
 عیسیٰ کو بھیجا کہ حال مریم کا پوچھو مریم نے دیکھا تو انکے دل کو تسلی ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 فرمایا کہ اقدس تمانے نے مجھے آسمان پر اٹھایا ہے اور نہایت بزرگی و عظمت و شان سے رکھا ہے  
 بعد اسکے اقدس نے پھر اٹھایا اور دونوں عورتیں اپنے اپنے گھر آئیں جانا چاہیے کہ مجدلان  
 ایک قریہ سواد اظہا کیہ میں ہے اسیکی طرف مریم کی نسبت ہے اور سبب اسکے آنے کا مریم کے ساتھ  
 یہ تھا کہ مریم مجدانی ایک عورت عقیقہ صالحہ عابدہ تھی اسکو بیماری استحا ضہ کی لاحق ہوئی سو وہ  
 حیا و شرم سے اس مرض کو پوشیدہ رکھتی تھی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہوسے اور خبر  
 مشہور ہوئی کہ بیمار لوگ انکے چھو لینے سے شفا پاتے ہیں وہ بھی آئی اور پشت سے اُسے اپنا  
 ہاتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر رکھ دیا حضرت نے فرمایا جسے بہ نیت خالص اپنا ہاتھ مجھ پر  
 رکھا ہے اگر بیمار ہو تو یا اسی مرض لاحقہ سے نجات پائے اسیدم سے دم استحا ضہ اسکا منتقل  
 ہو گیا اور وہ ایمان بھی لائی اور باطن کی نجاست سے پاک ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 نہایت محبت کرنے لگی یہاں تک کہ خبر قتل مشہور ہوئی یہ سنکر بطور تعزیت حضرت مریم کی خدمت میں  
 آئی تھی اور سچ و الم میں شریک ہوئی تھی جب حضرت مریم سولی کی طرف چلیں تو یہ بھی ہمراہ ہوئی  
 کذافی ابو ابرا اور اخبار الدول میں ہے کہ وہب ابن منبہہ کہتے ہیں کہ سات دن بعد رفع کے  
 حضرت عیسیٰ نبی مبارک پر اترے تو پہاڑ روشن ہو گیا اور اپنے حواریوں کو طلب کیا اور ارشاد  
 فرمایا کہ تم خلق خدا کو توحید کی دعوت کرو بعد اسکے اپنی والدہ کے پاس آئے اور انکو

حضرت زکریا  
 علیہ السلام  
 کی خدمت میں  
 آیا اور  
 فرمایا  
 کہ میں  
 تم سے  
 دعا کرتا  
 ہوں کہ  
 تم کو  
 اللہ تعالیٰ  
 سے  
 عطا فرمائے

اسنے مکان کی خبر دی اور سچے دشمنوں سے فرمایا کہ میری والدہ کی تعظیم و تکریم میں بہت کوشش کیجیو اور انکا ساتھ نہ چھوڑو بعد ازاں پھر اٹھائے گئے اور موجودہ اوقات میں لکھا ہے کہ ساتویں دن کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مریم مجدانی کے گھر میں تشریف لائے اور حواریوں کو بلوا کر یہ وصیت فرمائی کہ دنیا فانی ہے اور خدا کے پاس تمکو اور مجھکو جانا ہے اس عالم میں کسی سے لڑائی بگاڑ نہ کرنا اور صلاح و تقویٰ میں بسر کرنا اور عورتوں کو روزہ رکھنے کی تاکید کرنا اور پہنیز گاری اختیار کرنے کو سمجھانا اور سب آدمیوں سے حسن خلق پیش آنا یہاں تک کہ جو کوئی تمھارے ساتھ ایک کوس چلے تم دو کوس جانا اور جو کوئی تم پر ظلم کرے اس سے انتقام کا ارادہ نہ رکھنا پھر ساتویں خلیفہ کیا اور پھر آسمان پر اٹھائے گئے آخر زمانہ میں نزول سمیت فرما شینگے اور رجال ملعون کو مارینگے واقتدا علم باجمہ بعد رفع ریح عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت مریم چھ برس زندہ رہیں عمر انکی ترین برس کی ہوئی کنیہ حسانیہ میں مدفون ہیں کنانی اخبار الدل اور تنبیہ الغافلین میں امام ابو اللیث سمرقندی نے لکھا ہے کہ قبل رفع عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت مریم نے وفات پائی کہ زانی زاد المسیر و ہذا قرب انی الصواب معالم التنزیل وغیرہ تفاسیر معتبرہ میں لکھا ہے کہ میوہ نے حواریوں کو قید کیا یہ خبر شاہ روم نے سنی اسنے ایک لشکر عظیم الشان بھیجا کہ اکثر میوہ مارے گئے اور حواریوں کو رہائی پائی تب شمعون نے یحییٰ و تو مان کو جو کہ صادق و صدوق کہلاتے تھے جانب انطاکیہ بنا کر دعوت خلق الی الحق روانہ کیا متقل اس شہر کے حبیب نجار سے ملاقات ہوئی اسنے سلام علیک کہے پوچھا تم کون ہو ہوئے ہم عیسیٰ علیہ السلام کے رسول ہیں بنا بر ہدایت اہل انطاکیہ آئے ہیں حبیب نے کہا کوئی دلیل و حجت آپ کے پاس ہے کہنے لگے کہ ہم اندھے اور کوڑھی کو حکم خدا اچھا کرنے ہیں حبیب نے کہا میرا بیٹا دو برس سے بیمار ہے اور اطباء اسوقت کے اسکے علاج میں عاجز آگئے ہیں تم اسکی صحت کی دعا کرو چنانچہ دونوں نے دعا کی اقد تعالیٰ نے شفا بخشی اور یہ خبر شہر انطاکیہ میں مشہور ہوئی اور مریضوں نے یورش کیا یہاں تک کہ جو حاضر ہوا اچھا ہو گیا اسی عرصہ میں ایک سلطان جانب قیصر روم سے ابطس یا طیمت نامی انطاکیہ میں تھا اسنے خبر پائی اور طلب کیا اور پوچھنے لگا تم کون ہو انھوں نے کہا رسول عیسیٰ ہیں بولا کیا تو کیا کہا ہم بت پرستی سے منع کرتے ہیں وہ خود بت پرست تھا اسنے بلاتامل قید کیا معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے کہا سوا سے بتوں کے اور بھی کوئی خدا ہے جسکی عبادت تم کو پایا جا سکتی ہے پوئے کہ وہ خدا ہے جسنے تمکو اور تمھاری بتوں کو بنایا ہے تب بادشاہ نے گرفتار کیا اور بت پرستی

ابن نمبر کہتے ہیں کہ یہ دونوں رسول انطاکیہ میں پہنچے ایک مدت تک کسی نے بادشاہ خبر نہ کی ایک دن بادشاہ باہر شہر کے نکلا تو ان دونوں نے ذکر اتمی شروع کیا بادشاہ نے غصہ ہو کر سو سو کوڑے مارے یہ خبر شمعون کو پہنچی وہ انکی اعانت کو روانہ ہوئے اور شہر میں پہنچے اور سلطان کے امیرون سے ملکر مقربان شاہی میں داخل ہوئے یہاں تک بادشاہ کے ساتھ تہلئے میں جاتے اور اپنے خداوند تعالیٰ کو سجدہ کرتے اور ظاہر میں لوگ جانتے کہ بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اسی قصہ کا اشارہ سورہ یسین میں ہے داخل لم یثلموا صحاب القریۃ

از جبار بالمرسلون اذ ارسلنا الیسر انین فکذبوا ہما فقرنا ثبالت فقالوا انا الیکم مرسلون یعنی بیان کر آئے واسطے ایک کہاوت لوگ اس گانوں کی جب آئے آسمین بھیجے ہوئے جب بھیجے ہم نے انکی طرف دونوں انکو جھوٹھلایا پھر ہم نے زور دیا تیرے سے تب کہا ہم تمہاری طرف آئے ہیں بھیجے باجملہ شمعون کو بادشاہ کے مزاج میں کمال دخل پیدا ہوا کہ بلا شہر انے کوئی بات نہ کرتا اس عرصہ میں ایک دن شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ یہ دو شخص غریب جو قید میں انکا تصور کیا ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ دونوں شخص کہتے ہیں کہ سوائے بت کے اور بھی کوئی خدا ہے شمعون نے انکو بلا کر پوچھا تم کسکو مانتے ہو بولے خالق زمین آسمان شمعون نے کہا خالق تمہارا کیا کرتا ہے بولے اندھے کو سوجھ دیتا ہے تب بادشاہ نے ایک اندھا بلایا وہ انکی دعا سے اچھا ہوا تب شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ تم پہلے اپنی بتوں سے کہو کہ اندھے کو اچھا کریں بادشاہ نے چکے شمعون سے کہا کہ بتیں کچھ قدرت نہیں رکھتی ہیں پھر شمعون نے ان دونوں سے کہا کہ تمہارا خدا اور بھی کچھ کر سکتا ہے انھوں نے کہا مردے زندہ کرتا ہے تب شمعون نے کہا کہ اگر ایسا واقع ہو تو میں ایساں لاؤں معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے کہا اس شہر میں ایک شخص مر گیا ہے اور سات دن سے دفن نہیں ہوا ہے سو تم اسکو زندہ کرو تب دونوں شخص اس مردہ کے پاس آئے اور پکار پکار دھا کرنے لگے اور شمعون نے پوشیدہ دعا فرمائی اللہ جل شانہ اپنی عنایت سے اسکو زندہ کیا تب وہ مردہ اٹھ کر بولا کہ میں سات دن سے مر گیا تھا تمکو نصیحت کرتا ہوں کہ شرک و بت پرستی چھوڑ دو اور اللہ کا ایمان لاؤ کیونکہ میں نے ایک مشرک بت پرست کو برے حال سے دوزخ میں دیکھا ہے تم بھی اس سے توبہ کرو نہیں تو ایسی ہی بلا میں پڑو گے بعد اسکے کہنے گا کہ میں نے دروازے آسمان کے کھلے ہوئے دیکھے

تو ایک جوان خوبصورت نظر آیا کہ ان تینوں کی شفاعت کر رہا تھا بادشاہ نے پوچھا وہ تینوں شخص کون ہیں اس نے کہا ایک شمعون اور دو شخص یہ دونوں قیدی ہیں بادشاہ نے سخت تعجب کیا اب شمعون نے جانا کہ اس شخص کے کلام نے بادشاہ کے دل میں اثر کیا تب کہنے لگا کہ ہم تمہارے پاس آئے ہیں سو تم ایمان لاؤ کہ بادشاہ ایمان لایا اور وہ مردہ پھر گیا اور ابن اسحاق کعب اخبار سے روایت کرتے ہیں کہ بادشاہ ایمان نہیں لایا بلکہ زیادہ تر کافر ہوا اور ان تینوں کے قتل پر مستعد ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ لوگ کفر قائم رہے جو لوگ ایمان نہ لائے تھے وہ لوگ قتل پر مستعد ہوئے۔

جب حبیب بخار کو کہ شہر کے پرلے سرے پر مقیم تھا پہنچی وہ آیا چنانکہ سورہ یسین میں ارشاد ہوا و جا من اتھ المدینۃ رجل یسعی قال یا قوم ابھتوا لکمین ابھتوا من لایسکلم اجرا و ہم متدون یعنی آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا بولا ای قوم چلو راہ پران بھیجے ہوؤں کے چلو راہ پر ایسوں کی جو تم سے نیک نہیں گنتے اور راہ سوچے ہیں تب اسی قوم ناپاک نے اسکو شہید کیا کہ وہ داخل بہشت ہوا لکن قال

قیل ادخل الجنۃ قال بالیت قومی یعلون باغفری ربی وجعلنی من المکرین یعنی حکم ہوا کہ جلد جا بہشت میں بولا کس طرح میری قوم معلوم کریں کہ بخشنا مجھکو میرے رب نے اور کیا مجھکو عزت والوں میں فائدہ قول محمد اسحاق کا درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ اللہ صما

فرماتے ہیں قالوا انا تطیرنا ربکم لکن لم نقتولنا لکنکم ولیمتکم منا عذاب الیم یعنی بولے ہم نے نامبارک دیکھا تمکو اگر تم نہ چھوڑو گے تو ہم تمکو سنگسار کریں گے اور لگی تمکو ہمارے ہاتھ سے دکھ کی مار پس اگر وہ لوگ ایمان لاتے تو اس طرح کیوں کہتے اس سے ثابت ہوا کہ ایمان نہیں لائے اور نامبارک اس بات پر کہا ہے کہ شامت اعمال سے پانی کا پاشا اور درختوں کا آگنا اور اولاد کا پیدا ہونا بالکل بند ہو گیا تھا اور قحط کی شدت سے لوگ مرے جاتے تھے فائدہ اگرچہ اُس قوم نے حبیب بخار سے یہ دشمنی کی کہ اسکو ناحق قتل کر ڈالا مگر اسکو یہاں تک حیر خواہی رہی کہ بعد موت فرمایا اگر میرا حال قوم کے لوگ معلوم کریں تو شاید ایمان لادیں اور بہشت کی تناس سے بت پرستی چھوڑ دین فائدہ ان حواریوں کی رہالت میں یہ تحقیق ہے کہ یہ تینوں شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رسول تھے نہ کہ رسول اللہ اور جو یہ ارشاد ہوا فقر زکا نالکث اسکا سبب یہ ہے کہ یہ تینوں جانب انطا کہ خدا کے حکم سے

بھیجے گئے تھے اب باقی یہ رہا کہ یہ رسول حضرت عیسیٰ کے سامنے گئے تھے یا بعد رفع ورجع  
 ان کے حکم سے شمعون نے بھیجا تھا یعنی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے خود بھیجا تھا مگر صحیح یہ ہے  
 کہ شمعون کو حضرت عیسیٰ نے اپنا خلیفہ فرمایا تھا انھوں نے موافق ارشاد ان کے بھیجا تھا  
 فائدہ سدی کے نزدیک حبیب بخار کندی کرتے تھے اور وہب کے نزدیک حریرا بن تھے  
 آنکہ بیماری عظام کی تھی نعوذ باللہ منہ سو حضرت عیسیٰ کی دعا سے اچھے ہوئے اور ایمان لائے  
 اسکی برکت سے یہ طریق ہو گیا کہ اپنی مزدوری سے نصف روپیہ خدا کی راہ میں صرف کرتے  
 اور نصف اپنے اہل و عیال کے صرف میں لاتے اور صلاح و تقویٰ میں ایسے ممتاز تھے کہ  
 اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور قتادہ سے روایت ہے کہ حبیب ایک بڑھی تھا ہمیشہ عبادت حق  
 مشغول رہتا جب اسکو حواریوں کی خبر پہنچی تب اُس نے آکر اپنا دین ظاہر کیا اور حواریوں سے  
 کہنے لگا کہ اس بات پر تم کچھ مزدوری چاہتے ہو کہنے لگے کہ ہم کچھ مزدوری نہیں چاہتے  
 تب حبیب نے قوم سے کہا تم لوگ انکی متابعت کرو کہ یہ لوگ کچھ اجرت نہیں چاہتے ہیں  
 تب کافروں نے اُسکو گرفتار کر کے بادشاہ پاس پہنچایا اُس نے پوچھا تو انکے تابع ہی نہیں  
 کہا کہ مجکو لاتی نہیں کہ بندگی نہ کروں اُسکی جس نے مجھے بنایا اور اسکی طرف پھر جاؤ گے  
 بھلا میں کپڑوں اُسکے سوا سے اوروں کو پوجنا کہ اگر مجکو چاہے رحمان تکلیف دینا کچھ کام  
 نہ آوے مجکو انکی سفارش اور نہ وہ مجکو چھڑوین تو میں بٹھکا رہوں صریح چنانچہ اللہ صاحب  
 سورہ میں فرماتے ہیں والی الا عبد الذی فطرنی والیہ ترجعون اور آخذ من دونہ آتتہ

ان یردن الرحمن بضر الا تعن عنی شفاعتہم شیا ولا ینقذون الی اذ الفی ضلال مبین جب یہ کلام  
 حبیب بخار نے بر ملا فرمایا تو ان لوگوں نے مارنے کا قصہ کیا تب حبیب نے رسولوں سے  
 خطاب کر کے کہا انی امنت بربکم فاسمعون یعنی میں ایمان لایا تمہارے رب کا تم سنو اور گوؤ اور  
 پھر ان کافروں نے حبیب کو شہید کیا اس حال میں اسکی زبان پر جاری ہوا اللہم اہر قومی اور  
 سدی کے نزدیک سنگار کیا اور حسن سے روایت ہے کہ رسیوں سے باندھ کر بیرون شہر لٹکا پا اور  
 حسن بصری سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حبیب کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور داخل مشیت فرمایا  
 اسی کا اشارہ ہے قبیل اذخل اعنہ مزار مبارک حبیب بخار بازار انطاکیہ میں ہے جب یہ ظلم حبیب بخار پر  
 ہوا تو اسکی سزا میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا انھوں نے ایک آواز  
 ایسی کی کہ سب کفار وہان کے مر گئے اور وقت نزع کتھے انفس ہم ایمان کیوں نہ لائے

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اکاشی بریں تک دین عیسوی قائم رہا  
 بعد اسکے پولوس یہودی نے نصارے کو راہ کفر میں ڈال دیا اور طریق راست سے پھیر دیا اور  
 واقعہ یون ہو کر پولوس یہودی شدید الکفر جسکو باپا زردل بھی کہتے ہیں بلیاس درویشی ایک  
 نصرائی کے گھر میں آ کر زقیم ہوا اور ایسا گوشہ نشین بنا کہ مطلق لوگوں سے ملاقات ترک کر دی  
 آخر کار وہ نصرائی مع توابع و قبائل متفقہ ہوا جب اُس نے جانا کہ ایک جامعہ میری معتقد ہو گئی تو  
 ایک روز کہنے لگا کہ عیسیٰ نے مجھے بھیجا ہے تین آدمی صاحب علم و ذہن میرے پاس آویں  
 تو میں اُسے پیغام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کہوں چنانچہ ایک نسطورا دوسرا مار یعقوب  
 تیسرا ملکا کہ تینوں بڑے عالم توریت و انجیل کے تھے حاضر ہوئے اُس نے ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ  
 مختلف پیغام بیان کیے اور خود مردود الآخرة اپنے صومعہ میں دروازہ بند کر کے داخل ہوا  
 اور کلا کاٹ کر داخل جنم ہوا جب صبح ہوئی تو نصاریٰ نے اُن عالموں سے پوچھا کہ پولوس نے  
 تم سے پیغام عیسیٰ جو کچھ بیان کیا ہو مجھے کہو ہر ایک نے دوسرے کے خلاف بیان کیا نصاریٰ  
 کہا ہم ان باتوں کو اس وقت صحیح جانتے تھے جب بے واسطہ پولوس کی زبان سے سنیں اسی واسطہ  
 دروازہ صومعہ کھولا اور پولوس کو مردہ پایا اسی جگہ سے نصاریٰ تین فریتے ہو گئے مار یعقوب  
 و ملکانیہ و نسطوریہ اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ نصاریٰ کئی فریتے ہو گئے ثلثہ مذکورہ اور چوتھا  
 مرفوشیہ سو مار یعقوبیہ نے کہا عیسیٰ اللہ جو اور ملکانیہ اسکے موافق ہوئے اور نسطوریہ کے کہ عیسیٰ  
 خارا کا بیٹا ہے اور مرفوشیہ نے کہا عیسیٰ تیسرا ہے تین کا آسیدم سے دین عیسوی میں اختلاف پڑا  
 چنانچہ رسالہ اعمال کے باب نم کے ستر موہن درس میں اور باب سبزیم کے نوین درس میں لکھا ہے  
 کہ اس یہودی نے حواریوں میں داخل ہو کر روح القدس سے مستفیض ہونے کا دعویٰ کیا اور  
 یہی شخص ملت عیسویہ کا مبدع قرار پایا اور اسی نے تملیث نکالی اور خوک اور گوہ اور پیشاب کو  
 پاک ٹھہرایا فائدہ اس جگہ بنا بر ابطال مسئلہ تملیث کے کچھ بیان کرنا مناسب ہوا اس واسطے لکھا  
 جاتا ہے کہ تمام عیسائی و یہودی و مہمبری اس بات کے قائل ہیں کہ خدا و مجبور و مبدع کل کائنات وہی ہے  
 جسکا ہونا واجب و ضروری اور سب سے مستغنی و بے نیاز ہے اور جو مبدع کل ہے اسکی شانین یہ ہیں  
 اول وہ ایسی چیز ہے کہ حدود و قیود سے منزہ ہے نہ ایسا کہ جب تک محدود نہ ہو تب تک ہے  
 نہ کہہ سکے کہ ہو مثلاً انسان کہ جب تک اجڑے مقید بحسب اور جسم مقید بحیوان اور حیوان مقید بنا  
 اور ناطق مقید باوضاع مخصوصہ نہ ہوتے تب تک نہیں کہہ سکتے کہ کوئی انسان موجود ہے یا مثلاً جسم کہ جب

پایا جائیگا محدود و سجد و ثنا ہیتہ ہوگا دوسرا وہ ایسا ہو کہ دوسرا اسکے مقابل نہیں ہو سکتا تیسرا کوئی موجود اُس سے بے نیاز نہیں بلکہ ہر چیز پر ان میں ہمیشہ اسکی نیاز مند ہو اگر نیاز مند نہیں ہے اس صورت میں مبد کل انسان اور جانور اور درخت اور پتھر اور زمین و آسمان اور سمندر اور آفتاب و مہتاب وغیرہ نہیں ہو سکتے کیونکہ سب ثنا ہی ہیں اور اُسکے نشان ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن چنانچہ حضرت اشعیا کی زبان سے فرماتے ہیں کہ میں اول ہوں اور میں آخر ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں اور اسی لیے حضرت موسیٰ نے خدا کا حکم کتاب الاستثناء تورات کے پندرہویں ورس سے انیسویں تک فرمایا کہ آپ سے تم خبردار رہو کہ خدا نے آگ میں سے تمہارے ساتھ باتین کی ہیں اور تم نے کوئی شکل نہیں دیکھی نہ وہ کہ تم خراب ہو جاؤ اور عبادت کے لیے کوئی شکل الہی چیز مقرر کر دو اور اسی کتاب کے باب سیزدہم میں ہے کہ جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے نئی چیز کو معبود کہے اُسے جھوٹھا جانو بلکہ مار ڈالو اگرچہ بڑے بڑے معجزات دکھلاوے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جاری اسی تقریر سے اگر درست ہے مبد کل نہیں ہو سکتے ایسے کہ اپنے مرتبہ ظہور میں مشخص و محدود ہیں اور اگر ایسے نہ ہوں تو اُنکے موجود ہونے کی کچھ معنی ہونگے اور اگر یہ دلیل درست نہیں تو کس دلیل سے باطل ہو سکتا ہے کہ سب کا خدا واحد نہیں ہے علمی وہ ہے بلکہ ہر ولایت کا یا ہر ایک نوع موجودات کا بلکہ ہر ایک شخص کا خدا علیحدہ ہوا اور کیا وجہ ہے کہ ہر ایک شے پر احتمال خدا ہونے کا نہ ہو سکے اور کیا سبب ہے کہ مریم کا بیٹا خدا ہوا اور کوسلیا کا بیٹا رام چندر اور دیو کی کا بیٹا کنھیا خدا ہوا اور کیا وجہ ہے بشن اور معاد یو خدا نہ ہوں اور کیا دلیل ہے کہ نفوس کو کبہ اور عقول عشرہ جنکو مجموعی مفوض الاختیار ایجاد و افنا میں جانتے ہیں خدا نہ ہو سکیں اور بن باپ ہونا اگر موجب اہمیت ہو تو چاہیے کہ آدم خدا ہوں بلکہ اکثر اکابر ہوں کہ بھتیجے بن باپ اور بھتیجے بن مان پیدا ہوئے ہیں خدا ہوں اور حضرت عیسیٰ کا بن باپ ہونا تو عقلاً مشتبہ ہے اس لیے کہ حضرت مریم یوسف کے نکاح میں تھیں چنانکہ اُس زمانے کے معاصرین یہود جو کہ کہتے ہیں سو عیسایوں پر ظاہر ہے اور مردہ زندہ کرنا حضرت عیسیٰ کا بھی لیل خدائی نہیں ہو سکتا کیونکہ اسی طرح اُنکے شاگردوں نے بھی مرد سے زندہ کیے ہیں اور حضرت الیاس نے مردہ زندہ کیا اور حضرت خزیل نے ہزار مرد سے زندہ کیے ہیں وامت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ہزاروں ولی اللہ

ایسے گذرے اور موجود ہیں جنہوں نے مردے زندہ کیے ہیں اگر حضرت عیسیٰ اس سبب سے  
خدا ہوے تو یہ سب بھی خدا ہو سکتے ہیں اور اگر عیسائی لوگ بنظر اور حقیقت کے کہ جان  
و تن سے آدھریں حضرت عیسیٰ کو خدا جانتے ہیں تو اس بات میں بڑا شبہ پڑتا ہو کہ چونکہ وہ حقیقت  
موجودہ ہر شیء کے واسطے کہہ سکتے ہیں بلکہ یقیناً ہم کہتے ہیں کہ جسم و جان کی بڑی ایک  
حقیقت ہی یعنی مادہ الوجودیہ جسکے باعث سے وجود ہر شیء کا قائم ہوتا ہے سو حضرت عیسیٰ کی  
ذات خاص پر منحصر نہیں ہے ہر چیز کے لیے وہی حضرت حق جل و علی حقیقت واقع ہے اور  
مرتبہ و وجوب و امکان و قدم و حادث و مجرد و جسمانی و مومن و کافر و نجس و طاہر میں ظاہر و  
لیکن ہر مظہر کا حکم جدا ہو گا کمال قائل سے ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد و گرفتہ مراتب کنی  
زندیقی و اور اسی پر ظاہر شریعت کے احکام جاری ہیں اور یہ وجود باوجود ظہور مظاہر مختلفہ  
مرتبہ احدیت صفت میں نقائص سے پاک ہے اور نقصان کثرت اسپر عائد نہیں ہوتا صریح  
شعاع آفتاب باوجودیکہ طہارت و نجاست پر پڑتی ہے خود نجس و طاہر نہیں ہوتی اور بعض عیسائی  
متصفت بھی اسی کے قائل ہیں کہ ساری موجودات خدا کے خیالوں کا اظہار اور بیان ہے  
جو عالم کی پیدائش میں ظاہر اور مجسم ہو کر مرنی ہوئے ہیں جیسا ہمارے حضرات صوفیہ  
بیان فرماتے ہیں قطع نظر اس سے جب ادہمی حقیقت کی راہ سے حضرت عیسیٰ خدایا  
تو اس مرتبہ میں تعریف شخصی کہاں ہے اور جب تعدد شخصی نہوا پھر تثلث کہاں سے آئیگی  
حالانکہ عیسائی لوگ تثلث قائم کر کے ہر ثالث کو خدا کہتے ہیں چنانچہ انکے عقائد میں  
موجود ہے کہ باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق روح القدس غیر مخلوق باپ خدا کا بیٹا روح القدس  
خدا اور اگر باعتبار تعدد شخصی کے تثلث نہ ٹھہرے بلکہ تعدد اعتباری تصور کیا جاوے  
تو حضرت واجب الوجود کی نسبت باعتبار تعدد صفات کے بہت خدا نکلیں گے چنانچہ  
قطع نظر اس سے ساری دینی کتابوں میں جو عیسائیوں کے پاس ہیں یہ مضمون موجود ہے  
کہ بیٹا باپ سے متولد ہوا اور دونوں سے روح القدس ہوا چنانکہ کتاب نماز اور عقائد نماز  
کہ سلسلہ امین ترجمہ ہو کر چھپی ہے موجود ہے کہ پسر فقط از پدرست و متولدست در روح القدس  
از پدرست و از پسرست و استخراجست پس ایک سے دوسرے کا نکلنا ثابت ہوا اور میمون  
مرتبے کی مساوات باطل ٹھہری کیونکہ جو نکلا وہ موخر ہے اور جس سے نکلا وہ مقدم تر ہے مرتبہ  
اور ذاتا پس معلوم ہوا کہ اتانیم ثلثہ میں تعدد ایسا نہیں ہے جیسا ذات اور صفات میں ہے

اور جب بیٹے کو صادر اور باپ کو مصدر قرار دیا اور دونوں کو مرتبہ مساوی میں جانا تو حقیقت میں اجتماع انقیض میں ہو چنانکہ قرآن شریف میں وارد ہو کہ جو میں ٹھہرا کر ہر تفسیر سے کہ خدا کہتے ہیں اصل بات کو خاک میں ملاتے ہیں قطع نظر ان سب تقریروں سے خود حضرت عیسیٰ کے ارشادات سے جو مؤلفین انجیل نے نقل کیے ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہی خدا اور رسول اللہ تھے نہ کہ اللہ و ابن اللہ ان لحاظوں سے جسکو عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ اور کوئی دیا نہیں ہو سکتا چنانکہ چوتھی انجیل کے چودھویں باب اٹھائیسویں درس میں ہے سلسلہ ۱۱۱۱ باب مجھے بزرگ ہو اور ساری انجیلوں میں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول یوں منقول ہے کہ میرا باپ آسمان پر ہے اور تمہارا باپ آسمان پر ہے اور سلسلہ ۱۱۱۱ کے نسخہ میں ہے الرب آئنا آله واحد اور سلسلہ والی نے تبدیل کر دیا کہ الرب الکل واحد اور چوتھی انجیل کے بیسویں باب کے درس سترہویں میں ہے نسخہ سلسلہ ۱۱۱۱ اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس جاؤنگا اور اسی انجیل کے پانچویں باب کے تیویں درس میں ہے نسخہ سلسلہ ۱۱۱۱ جو کچھ بات کرتا ہے وہی میں کرتا ہوں آپ سے کچھ نہیں کر سکتا ہوں ان سب قولوں سے واضح ہے کہ معجزات میرے افعال نہیں ہیں بلکہ میری حدود و تخصیص سے باہر ہیں جیسا ماریت از میت و لکن اللہ زنی قرآن شریف میں ہمارے حضرت کی شان میں ہے اور یہ بھی نکلا کہ مرتبہ صادر کا مصدر کے مرتبہ سے کم ہے کہ صادر اور بھی نکلا کہ جو عیسائی لوگ کہتے تھے کہ خدا نے مریم کے پیٹ میں جسم کپڑے کے ظہور کیا باطل محض ہے کیونکہ یہ فرمانا کہ میرا باپ آسمان پر ہے گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ مبداء کل کا مرتبہ بلند ہے اور ظہور اور صدور کے مرتبہ میں کوئی مبداء کل نہیں ہے اور آجملہ دوسری انجیل کے تیرھویں باب کے درس سلسلہ ۱۱۱۱ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمانے کے آخر ہونے کے علامات بیان کر کے فرماتے ہیں کہ آسماں اور اس گھرنی کی بات سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا کہ وقت کب ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ اپنے تعیین شخصی کی نظر سے اپنا عجز بیان کرتے ہیں اور صفت علم و قدرت تو باطن سے علاقہ رکھتی ہے جسم سے کچھ کام نہیں سو یہ بھی نکل آیا کہ قطع نظر جسمیت کے باطن عیسوی کو بھی خدائی کا مرتبہ نہیں ہے کیونکہ ہر شخص ناقص ہے گو کہ ایک شخص بہ نسبت دوسرے شخص کے کامل ہے اور اگر تعیین شخصی سے قطع نظر کیا جائے تو وہاں

انہیں اور دونی بھی نہیں ہو چہ جا کہ تملیث اور پہلی انجیل کے تیسویں باب کے نوین اور دوسرے  
درس میں ہو مسئلہ ۱۰ زمین میں کیکو اپنا باپ نہ کہو کہ تمہارا باپ ایک ہی ہو یہاں دیکھا جائے  
کہ باپ کے لفظ کے ساتھ فرمایا کہ ایک ہی ہو یعنی حضرت سبدا کل جس مرتبے میں زور بان دونی کی  
گنجائش نہیں ہو چہ جا کہ تملیث پس اسطرح کی باتیں انجیلوں میں بھری ہوئی ہیں اور اگر  
کہیں اسکے خلاف کوئی بات ایسی نکلی جس سے حضرت عیسیٰ الوہیت یا روح القدس کی الوہیت  
نکلتی ہو تو ان مقولوں کے خلاف ہو اس صورت میں از رو سے قواعد عقاید کے احد الامرین  
چارہ نہیں ہو یا بموجب اذاتقا رضا تاملًا دونوں کو سا قیاد کر کے جدھر عقل رہبری کی سے  
چلنا چاہیے یا ان میں سے جو تھلا ضرور ہو اسکا اصل قرار دینا چاہیے اور جو عقلا ناجائز ہو  
اسکو تاویل کرنا لازم ہو اور پر ظاہر ہو کہ جن مقولوں سے عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ کا خدا ہونا  
نکالتے ہیں ان سے کہی خدا ہونا نہیں نکلتا ہو مگر تاویل بعید اور اسی کو اگر ہم تاویل کریں تو صاحب  
تو حید نکلتی جو خیا نچہ انجیل کے آٹھویں باب کے درس ۱۰ نسخہ ۱۰۳۹ سے عیسائی نکالتے ہیں  
کہ عیسیٰ خدا ہو وہ یہ ہو کہ ابراہیم کے ہونے سے میں آگے ہوں یہاں عیسائی لوگ کہتے ہیں  
کہ مقدم بالزمان مراد ہو باعتبار باطن حضرت عیسیٰ کے اور تقدم زمانی باعتبار باطن عیسیٰ کے  
نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ عیسیٰ اللہ ہوں اور ہم کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم سے تقدم عیسیٰ کا صحیح اور جو  
اگر مراد ہو تو صحیح غلط اسلئے کہ منظر ظہور دنیوی کے ابراہیم سے عیسیٰ اور خرمین پس ضرور ہوا کہ  
بعض وجوہ کا تقدم ہو سو وہ تقدم بالشرق ہی اور تقدم بالشرق سے الوہیت نہیں ثابت ہو سکتی  
غایت الامر یہ ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی تعریف کی اور اسی انجیل کے اسی باب کے  
درس ۲۳ میں ہوا ہے انھیں کہا کہ تم نیچے سے ہو میں اوپر سے ہوں تم اس دنیا کے ہو  
میں اس دنیا کا نہیں ہوں پس عیسائی یہ تاویل کرتے ہیں کہ میں خدا ہوں اور تم بندے ہو  
ناکہ ایک مرتبے میں نہ ہونا صحیح ہو کیونکہ نبی اسرائیل بھی اسی زمین میں موجود تھے جہاں  
حضرت عیسیٰ تھے اور ہمارے نزدیک یہ تاویل ہو کہ نیچے اوپر سے بلند ہی اور تپتی مرتبے کی  
مراد ہو یعنی میں نبی ہوں تم نبی نہیں ہو میں دنیا دار نہیں ہوں تم دنیا دار ہو اور اگر اسطرح کی  
باتیں خدا ہونے پر دلالت کرنے لگیں تو منسوب بھی خدا ہو جائے جو صاف صاف انا الحق  
کہتا تھا اور لیس نبی صہبی سوی اللہ کا قائل بھی خدا ہو جائے اور ہر ایک موجد صاحب حال  
و سکر کہ ان کے کلام خلاف عقل مجذبانہ ہو کرتے ہیں جسے خدائی لکھتی ہو مثلاً ہم تھے جو صورت

موسیٰ کو گرا جاتے تھے علیٰ ذالقیاس سب کے سب خدا ہوں بلکہ حضرت عیسیٰ سے بھی  
بڑے خدا ہوں قطع نظر اس سے یہ استنباط عیسائیوں کا مقابلہ نصوص ظاہر و انجیلیہ اور  
براہین عقلیہ باہرہ کے کب قابل اعتبار ہو اور یہ جو بعض جگہ انجیلوں میں ہو کہ سب چیزیں  
میرے باپ نے میرے حوالے کی ہیں اور آسمان اور زمین پر سارا اختیار مجھے دیا گیا ہے اور  
باپ کسی پر عدالت نہیں کرتا بلکہ ساری حکومت پیٹھے کو دی سوان جہوں سے حضرت  
عیسیٰ کی الوہیت نہیں نکلتی ہے بلکہ اسکے اثبات میں اجتماع انقیضات کا قائل ہونا پڑتا ہے  
اور اگر ایسی باتوں سے خدائی سمجھی جائے تو خدا ہونا ثابت نہوا بلکہ یہ ثابت ہوا کہ خدا  
انکو خدا بنایا جیسا حضرت عیسیٰ نے حواریوں کو خدا بنایا ہے جہاں کہیں فرماتے ہیں کہ روزِ رگی  
جو تو نے مجھے دی تھی میں نے انھیں دی تاکہ وہ سے مسطح سے کہ ہم ایک ہیں ایک ہیں  
اور میں ان میں اور تو مجھ میں تاکہ انکا ایک ہونا پورا ہو جائے اب چاہیے کہ حواری لوگ  
ویسے ہوں جیسے حضرت عیسیٰ تھے اور یہ جو پہلی انجیل کے اٹھائیسون باب کے بیسویں  
درس میں ہے سترہ ازمانی کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں یا اسی انجیل کے  
اٹھارہویں باب کے بیسویں درس میں ہے جس جگہ دو باتیں میرے نام پر اکٹھی ہیں ہن ہن  
انکے ج میں ہوں یہ دونوں باتیں تاویل طلب ہیں کیونکہ ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ ہونا  
ابد تک تسلیم ہو کہ دوسری چیز بھی ابوی ہو اور ظاہر ہو کہ حضرت عیسیٰ رحلت کر گئے اور  
حواری بھی مٹ گئے اسطرح عیسائی لوگ عبادت کے وقت گرجا گھر میں حضرت عیسیٰ کے  
نام پر مجتمع ہوتے ہیں اور انہیں حضرت عیسیٰ بھی ہونے ہیں پس ضرور ہوا کہ معیت روحا  
مراد ہو سو یہ تو ہمارا عقیدہ ہے کہ ارواح سب ابدی ہیں اور جس روح کامل کو جس روح کے ساتھ  
مجھت ہو وہ اسکے حال پر متوجہ رہتی ہو اس سے خدائی نہیں نکلتی ہے اور جو کچھ عیسائی لوگ  
انجیلوں سے ابن اللہ ہونے کے دلائل نکالتے ہیں اور انکو مفید الوہیت سمجھتے ہیں وہ تو  
اسطرح کی واہیات ہیں جنکا بیان کرنا فضول ہے اور انجیلوں اور تورات میں بھتیرے  
آدمیوں کی نسبت ابن اللہ کا لفظ واقع ہو بلکہ متاخرین پادریوں نے لکھا ہے کہ ہر دنیاوی  
خدا کا بیٹا کہلاتا ہے اور حضرت عیسیٰ تو کہیں ابن اللہ لکھتے ہیں اور کہیں ابن داؤد اور  
فرزند داؤد فائدہ بولوس حواری جسے حضرت عیسیٰ کا خدا ہونا عیسائیوں کے دل میں چھپا ہوا  
اور عیسائیوں کا اعتقاد کامل اس بات پر قرار پایا تو معاذ اللہ یہ عقیدہ ان سب کے

جمع کرنے سے پیدا ہوا کہ عیسیٰ خدا ہی اور اسپنے بندوں کی نجات کے واسطے ملعون ہو کر  
تین دن و نوح میں رہا جیسا عیسائیوں کے عقائد کی کتابوں سے اور پولوس کے خطوط سے  
واضح ہوتا ہے اور عیسیٰ عقیلا اور نقلا کفر تو کیونکہ جب اس حقیقت کی راہ سے حضرت عیسیٰ  
خدا کے لئے تو اس پر تپہ میں نمود اور تفرقہ عمد و معبود اور رحمت و لعنت اور و فرخ و  
بشت کا کیونکہ یہاں اور مرتبہ اور مت میں کہ حدیث ذاتی کا مستلزم جو نیم ذاتی اور بی ذاتی  
کیا معنی اور اس مرتبہ میں نجات واسطے کا ملعون اور دوزخی ہونا کیسا اور یہ درست ہوتا  
نبی اور کافر میں کچھ بھی فرق نہیں رہیگا تمہیہ اب بعضی بشارتیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح آوری پر دی ہیں انکو بیان کرتا ہوں اگرچہ  
کچھ بشارتیں مجھ میں نے احوال حضرت ابراہیم و موسیٰ و اشیا و ارمیا و انیسائے داؤد  
و غیر ہم علیہم السلام میں لکھی ہیں لیکن اس جگہ واجب ہے کہ کچھ تفصیلاً بھی بیان کرتا  
تا کہ ظہور کور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ایک مقدمہ ہو جاوے اور اول بشارت  
سنا پا جیتے کہ پہلی انجیل کے چوتھے باب میں ہونے سے پہلے اسی وقت سے یسوع نے  
وغلط کرنا اور یہ کونا شروع کیا کہ توبہ کرو آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے اور اللہ امین ہے  
من بعد ذلک شرع عیسیٰ یقول تو بوا فان ملکوت السموات قد اقربت اور اسی انجیل کے  
آٹھویں باب میں ہر میں سے کہتا ہوں کہ بھوتیرے پورب اور پچھ سے آونیکے اور  
ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں اپنے کھینکے پر اس  
بادشاہت کے لوگ باہر اندھیرے میں ڈالے جائینگے زبان رہنا اور دانت پینا  
ہوگا اور پہلی انجیل کے تیرھویں باب میں ہونے سے پہلے آسمان کی بادشاہت آونیکے  
وانے کے مانند ہونے سے ایک شخص نے لیکے اپنے کھیت میں بویا اور سب بیجوں سے چھوٹا تو  
پر جب اگا ہو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوز کے پرنے سے  
آسکی ڈالیوں پر بیہر کرتے ہیں اور فرمایا کہ آسمان کی بادشاہت اس آدمی کے  
مانند ہے جسے اچھے بیجوں کو اپنے کھیت میں بویا پر جب لوگ سوئے آسکا دشمن آیا اور  
آسکے کھیتوں میں تلخ دانوں کو بوس کے چلا گیا اور جب لوگ آئے اور خوشہ لکے تو  
تلخ دانے بھی ظاہر ہوئے تب اس گھر والے کے نوکروں نے آکر اس سے کہا کہ صاحب  
تو نے تو اپنے کھیت میں اچھے بیج بوسے تھے پھر تلخ دانے کہاں سے آگے آئے کہا کہ ایک دشمن نے

یہ کام کیا ہو نو کر دن نے کہا کہ مرضی ہو تو آنحضرتؐ اکھاڑ ڈالیں اُس نے کہا نہیں یا ایسا منہو کہ جب تلخ دانوں کو اکھیڑو تو اُنکے ساتھ گھیون بھی اکھاڑو فصل تک دونوں کو ملے ہوئے بڑھنے دو اور میں فصل کے وقت فصل کاٹنے والوں کو کہو نکا کہ پہلے تلخ دانوں کو اکھاڑو اور جلانے کے واسطے گھٹے باندھو پھر گھیون میرے کونے میں جمع کرو بعد اسکے فرمایا جو اچھے چوتنا ہو ابن آدم ہو اور کھیت دینا ہو اور اچھے بیج اُس بادشاہت کے لڑکے ہیں اور تلخ دانے شیطان کے فرزند ہیں اور دشمن ابلیس اور درد کا وقت جہان کا انتہا ہو اور فصل کاٹنے والے فرشتے ہیں سو اس جہان کی اتنا سچے ابن آدم اپنے فرشتوں کو بھیجیگا سو دے برائی کرنے والوں کو اکٹھے کر نیگے اور جلتے تنور میں ڈال دیگے تب راستباز آفتاب کے مانند نورانی ہونگے اور اسی انجیل کے اکیسویں باب میں ہے ایک صاحب خانہ تھا اُس نے انگور کا باغ لگایا اور اُسکے چاروں طرف گھیرا اور اُسکے بیج کھود کے کو لھو گاڑا اور بیج بنایا اور اُسے مالیون کو سوئپ کر آپ سفر کو گیا اور موسم پر اپنے خادم مالیون کے پاس بھیجے تا میوہ بودین مالیون نے اُن کو کر دن کو لپکڑ مارا اور ایک کو سنگبار کیا اور ایک کو قتل کیا اُس نے پھر اور نو کر دن کو جو اگلون سے زیادہ تھے بھیجا اور انھوں نے اُسے وہی سلوک کیا آخر کو اُس نے اپنے بیٹے کو بھیجا کہ اُس سے دینگے پر مالیون نے جب بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا کہ یہی وارث ہے اور اُسے مار ڈالیں اور اسکی میراث پر قبضہ کریں اور انھوں نے اُسے پکڑا اور انگور کے باغ سے باہر نکالی کر مار ڈالا جب انگور کے باغ کا صاحب اُسے تو اُن مالیون کو کیا کر گیا دے بولے کہ اُن بردن کو بری طرح سے ہلاک کر گیا اور باغ اُن باغبانوں کو دینگا جو موسم میں اُسے میوہ پہنچا دیں لوگوں نے کہا ایسا نہو گا تب یسوع نے انھیں کہا کیا تمہے کتے بون میں نہیں پڑھا کہ جس تپھر کو راجون نے ناپنہ کیا وہی کونے کا سر ہو یہ خداوند کا کام ہے اور ہماری نظروں میں عجب ہوا لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے جھنپی جائیگی اور ایک قوم کو جو اسکے بیرون کو لاوست دیبائیگی اور جو کوئی اس تپھر پر گر گیا کچل جائیگا اور جسپرہ گر گیا اُسے پس ڈالیا اتنی ان قوموں میں خوب طرح سے لحاظ کرنا ہے کہ کس دھوم دھام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دیتے ہیں اور آسمانی بادشاہت اور ملکوت کو کیسا تمثیلوں میں ظاہر فرماتے ہیں

کہ اُس سے صاف نکلتا ہے کہ آسمانی بادشاہت سے راہ نجات مراد ہے کہ آخر زمانہ میں ہوگی اور وہ راہ نجات مراد نہیں ہے جو جسکو حضرت عیسیٰ تیار کی کرائی پہلی بار لائے تھے کیونکہ حضرت عیسیٰ پہلی بار جو آئے اور شریعت لائے تو صرف بنی اسرائیل کے لیے لائے اور ملکوت سموات بالاتفاق ساری جان کے لیے ہے اور رسالہ اعمال کے پہلے باب سے ظاہر ہے کہ ملکوت بہت اُس زمانے تک بھی نہیں آئے تھے جس زمانے تک حواریوں میں روح القدس نے بعد واقعہ صلیب کے حلول کیا چنانکہ اُس رسالہ کے پہلے باب میں حضرت عیسیٰ کا ظاہر ہونا اپنے خاص حواریوں میں بعد واقعہ صلیب کے لکھ کر لکھتا ہے ۱۳۹ اور ۱۱۶ آئینوں نے اکٹھا ہو کے اس سے سوال کیا کہ ایزد اوند کیا تو اسی وقت بادشاہت بنی اسرائیل پر مقرر کرتا ہے اُس نے اُنھیں کہا جن وقتوں اور موسموں کو باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے انھیں جاننا تمہارا کام نہیں لیکن جب روح القدس تم پر آوے گا تم موت پاؤ گے اور جسکو اب عیسائی لوگ عیسائیت کہتے ہیں وہ راہ ملکوت السموات نہیں ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ فرما چکے ہیں کہ پورب و پچم کے ہوتیرے ابراہیم و اسحاق و یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں بیٹھینگے اور اس بادشاہت کے لوگ باہر اندھیرے میں ڈالے جائینگے اور انجیل اول کے ساتویں باب نسخہ ۱۳۹ میں ہے نہ ہر ایک کہ مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا مگر وہی جو میرے باپ کی مرضی پر جو آسمان پر ہے عمل کرتا ہے یعنی صرف میرا ماننا اور مجھ پر ایمان لانا نجات کے لیے کفایت نہیں کرتا جو میرے بعد آوے گا اسکا ماننا اور اسپر بھی ایمان لانا شرط ہے اسلیے کہ خدا کی مرضی یہی ہے اور اگر مجھے خداوند جانا اور میری بات نہ مانی تو صرف مجھے خداوند جانا کام نہیں آوے گا جب یہ بات قرار پاچکی تو اب ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اُس ملکوت السموات اور آسمانی بادشاہت سے مراد نہیں ہے مگر بادشاہت محمد رسول اللہ والذین معہ کی جسکے حق میں اللہ صاحب فرماتے ہیں مثلکم فی التوراة و مثلکم فی الانجیل کہ زرع اخرج شطاہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوتہ یعجب الزراع لیغیظہم الکفار یعنی یہ کہاوت ہے انکی تورات میں اور کہتا ہے انکی انجیل میں جیسے کھیتی نے نکالا اپنا بیج پھر اسکی کہ مضبوط کی پھر مٹا ہوا پھر کھڑا ہوا پھر خوش گنتا کھیتی والوں کو تا جلا دے اُسے ہی کافروں کا اب حضرت عیسیٰ السلام کے قولوں کی شرح مفصل بنا چاہیے کہ یہ جو حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اپنے فرشتوں کو بھیجا کہ

بڑائی کرنے والوں کو اکٹھا کرینگے اور جلتے نور میں ڈال دینگے تب سب راستباز آفتاب سب  
مانند نورانی ہونگے سو فرشتے وہ ہیں جنہوں نے ہر اسکے دن تلخ دانوں کو فوگئی ہزار  
کافر تھے اکٹھا کر تیغ و مقید کیا اور جلتے نور جہنم میں پھینک دیا اور بعد اس معاملے کے  
امت رسول عربی کہ زبان انجیل روح الصدق اور راستباز کھلائی گئی مثل آفتاب روشن ہوئی  
گو یا وہ تلخ دانے اڑتھے اسکے نکلنے ہوئے آفتاب نے جہان کو روشن کیا اور درحقیقت ہزار  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ ہی حال ہوا کہ جب سکے کے لوگ مطیع ہوئے تو انکی سعی سے  
لاکھوں پر ویسی ایمان لائے اور یہ جو حضرت نے کہا آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے سے  
مشابہ ہونے سوجاں اسکا یہ ہو کہ عرب سب سے حقیر تر تھے کہ لوگ انھیں اہل بادیا اور گنوا  
اور لونڈی بچے کہتے تھے اور جبانی لذتوں اور ظاہری آرائشوں سے انکو بہرہ کم تھا اور علم  
اور دین میں بھی ہٹھتے تھے جیسے رائی کے دانے سوائیں سے جو ایک سرسبز ہوا اور رسالت کے  
درجے کو پہنچا سب پیغمبروں سے افضل اور اعظم ہوا اور دور کے آدمی اور پساڑی اور جنگلی  
رہنے والے اسکے عہد میں درخت شرع کے سایہ میں آئے اور تیسری تمثیل ارشاد ہی حضرت  
علیہ السلام کی تو ایسی کھلی ہوئی خبر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو کہ اس میں  
حاجت تحصیل اطبا نہیں معلوم ہوتی پر زائے فہم عوام کے لکھتا ہوں کہ مالک باغ انکو کا باقی ہے ہو  
اور تانستان دنیا یا صرف خاندان اسرائیل اور احاطہ کرنا حدود شرعی کا مقرر کرنا ہو جیسا  
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوا اور کولھو اور برج بنانا لہذا ائد ایمانیہ اور سر بلندی  
دینی اسمین رکھنا مراد ہو اور مالیدوں سے شریعت کہ رکھو لے علما لوگ مراد ہیں اور حساب  
باغ کا چلا جانا وحی الہی کا چھپ جانا مراد ہو اور یہی وہ وقت پر پہنچانا احکام الہی کو لے لے  
وقت پر سجالاتا ہو جس طرح ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتاً اور نوکروں سے  
مراد پیغمبر بنی اسرائیل ہیں جو بعد حضرت موسیٰ کے تشریف لائے اور سرکش مالی بنی اسرائیل  
جنہوں نے پیغمبروں کو قتل کیا اور بیٹے سے مراد وہ شخص ہے جو بن باب صرف کلمہ اللہ سے پیدا ہوا  
یعنی عیسیٰ ابن مریم کہ انکو معاذ اللہ حدود شرعیہ سے خارج اور کافر ٹھہرا کر اپنی ذہت میں مار ڈالا اور  
دوسرے مالی جنکو باغ سپرد ہو گا وہ ہمارے حضرت کے تابعین ہیں اور پھر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم ہیں کہ لوگوں نے آپ کے جد اسمعیل کو اور اسمعیل کی اولاد کو نامقبول جانکر میراث پدیری نہی  
سو وہ پھر کونے کا سرا ہوا یعنی مقصود اعظم اور آخری زمانہ کا پیغمبر ہوا اور جو کونا عمارت کا بلندی کی

غامبی جو اس سے بھر جائیگا یہ وہی بات ہے جو پیغمبر خدا سے بخاری اور مسلم وغیرہ نے باسناد و تصدیق استخراج  
 کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں عمارت نبوت کا کلمہ ہوں اور میں وہ اینٹ ہوں جس سے عمارت نبوت کا  
 خالی کو بنا بھر گیا سو حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ تم اس بات کا یقین نہ لاؤ گے اور کہو گے یہ کیسی بات  
 ہوئی کہ خاندان اسرائیلیہ سے سلسلہ نبوت کا منقطع ہو گیا لہذا میں کہتا ہوں کہ یہ بات خدا کی  
 طرف سے اور اسکی تقدیر اور صفت سے ہے اور یہ وعدہ انکا جو ابراہیم سے کیا تھا کہ اسمعیل کو  
 میں برکت دوں گا اور بار و کرونگا اور اسکے لیے امت عظیم بناؤں گا پورا ہوتا ہے اور اگر مجھ کو  
 جھٹلاتے ہو تو کتا ہوں میں دیکھ لو کہ حضرت اشعیا کیونکر یہ صاف فرما چکے ہیں کہ جس پتھر کو  
 معارون نے نامقبول بنا ما وہی کو نہ کا سر ہوا سد اموی بنی اسرائیل تم آپ کو ٹہری شان والا  
 سمجھتے تھے اور اسمعیلیوں کو حقیر و ناچیز جانتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ نبوت ہمارے گھر میں ہی  
 اب خدا کی بادشاہت اور دولت نبوت بنی اسمعیل کو ملیگی اور تم سے چھینی جائیگی کیونکہ تم نے  
 پیغمبروں کو قتل کیا اور جھوٹے تیار اور بھی انکو خدا کا حکم دیا جائیگا کہ جو کوئی بے تمیز ہے ادب اگر کرے  
 اور ثوابی کا ارادہ کرے اسے کھل دو اور جو کونان زمان دیکھو اسپر جا کرو اور میں بڑا لو کما قال  
 فاقبلوہم حیث وجدتموہم اور اسی ملک السموات اور بادشاہت آسمانی کے اجر کی حضرت عیسیٰ کو  
 ننا تھی کہ ناز میں دعا کرتے تھے چنانکہ پہلی انجیل کے چھٹے باب میں حضرت عیسیٰ نے اپنے  
 شاگردوں کو نماز تعلیم کی اور فرمایا نسخہ ۱۳۱۷ اس طرح دعا مانگو اور ہمارے باپ جو آسمان  
 پر ہے تیرا نام مقرب اور کریم ہو تیری بادشاہت ہووے اور سب تیری مرضی کے مطابق جیسا آسمان  
 ہوتا ہے زمین پر ہو سو یہ ننا حضرت عیسیٰ کی خدا سے قبول کی کہ آخر زمانے میں حضرت عیسیٰ کے ہاتھوں  
 ملکوت السموات کا رواج تکمیل کو پہنچایا اور یہ جو عیسائی کہتے ہیں کہ وہ پتھر سے تھے سر غلط ہے  
 اول تو یہ تمیلین کی طرح اُن سے میل نہیں کھاتین دوسرے یہ کہ اگر عیسیٰ وہ پتھر ہو ہین تو اس قدر  
 اور کوئی ہو پتھر چاہے خدا ہو جائینگے ایک اللہ ایک عیسیٰ ایک روح القدس ایک یہ ابن اللہ اور سبھی  
 بشارت اور خوشخبری جکا ذکر قرآن شریف میں یوں ہے اذ قال عیسیٰ ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ  
 الیکم وصدقا لما بین یدی من التورۃ و بشارا بتی من بعدی اسمہ احمد یعنی کہا عیسیٰ بیٹے مریم نے  
 کہ اموی اسرائیل میں بے شک خدا کا بھیجا ہوں تمہاری طرف تصدیق کرنے والا ہوں انکو  
 جو توریت میں ہے اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک پیغمبر کی جو میرے بعد آئیگی اور اسکا نام  
 احمد ہے اس آیت کا مصداق جو تھی انجیل ۱۳۱۷ میں اس طرح ہے لکنی اقول لکم انی خیر لکم انما

لانی ان لم اطلق لم یاکم الفار قلیط فان انطلقت ارسلناه الیکم فاذا جازک یویج العالم علی خطیبہ  
 و علی ہر دو علی حکم ایچ مگر عیسائیوں کے ہاتھ جس طرح انجیل کے اور مقاموں میں اور توریث میں بھی  
 خرابیاں واقع ہوئی ہیں اسی طرح اس جگہ بھی کئی خرابیاں پڑی ہیں ایک یہ کہ عیسیٰ کا کلام  
 عبری باقی نہ رہا صرف ترجمہ یونانی کہ اصل قرار پایا چورہ گیا سو اس جہت سے یہاں بھی احمد کا  
 ترجمہ یونانی میں ہلفظ فار قلیط کہ والا اور ناموں کا ترجمہ کر ڈالیا بیبل والون کا دستور ہو مگر معلوم  
 ہوتا ہو کہ بنیت فاسد تبدیل نہیں کی ہو بلکہ عادتاً اس واسطے کہ یہ لفظ کئی معنوں میں مشترک ہو  
 یعنی تسلی دہندہ اور شفاعت کنندہ اور دکالت کرنے والا اور ہراسنے والا اور ہراساں ہوا گیا  
 دوسری خرابی یہ کہ جب انجیل کا اور زبان میں ترجمہ کیا تو فار قلیط کو بھی ترجمہ کر ڈالا کہ بعضوں میں  
 تسلی دہندہ اور کسی میں شافع اور کہیں وکیل اور کہیں امید گاہ عوام اور بعضے نسخوں میں  
 رسول مگر ہراسنے والا اور سراہا گیا نہیں لکھتے ہیں کیونکہ یہ ترجمہ اسما و رسما آنحضرت پر  
 صادق آتا ہو تیسرے یہ کہ فار قلیط کی جگہ بطور تفسیر روح القدس کا لفظ لاحق کر دیتے ہیں  
 اور یہ طریقہ اسحاق اگرچہ خالی از حسد نہیں ہو لیکن ہر گاہ کہ بلا سبب ظاہری بھی یہ لوگ  
 اسحاق کہتے آتے ہیں کچھ شکایت نہیں چنانکہ انجیل چہارم کے باب اول ورس ام نسوۃ  
 میں ہر تقد و جہنا سیا الذی تا ولیہ المسیح و سلاۃ ما مسیح را کہ ترجمہ آن کہ سٹوس میا شد یا فتم  
 و سلاۃ اسبئ مسیح کو جبکہ ترجمہ کر سٹوس ہو پایا و سلاۃ ہننے فرشتہ یعنی مسیح کو پایا اور اردو  
 نصت یونانی کے بالاتفاق ثابت ہو کہ کر سٹوس موجود حقیقی یعنی اللہ کو کہتے ہیں اور مسیح کا  
 ترجمہ کسی زبان میں اللہ نہیں ہو اور نہ کر سٹوس یعنی مسیح ہی پس محض موافق اپنے عقیدے کے  
 یہ ترجمہ بطور تفسیر کر بالکل جھوٹے پیچھے سے بڑھا دیا ہو اسی طرح حضرت ارمیا کا نام بدل دیا جو  
 اور مسیح کی تفسیر نجات دینے والی سے کر دی علیٰ ہذا القیاس بہت نام اور بہت لفظیں توریث  
 اور انجیل میں تفسیر بغیائدہ زیادہ کر دی ہیں تاکہ حسد چھپا رہے اور عداوت پر پردہ رہے  
 یہاں سے صاف ثابت ہو گیا کہ انجیلوں میں علاوہ از ترجمہ تفسیر آج بھی لفظیں ملا سکتے  
 رہے ہیں اور وہ تفسیر غلط بھی ہوتی رہی ہو اس پر قیاس کرنا چاہیے کہ احمد کا یونانی  
 زبان میں ترجمہ فار قلیط کیا اور پیچھے سے اسکی تفسیر غلط یعنی روح القدس کر کے بڑھا دی  
 مالا کہ جو جوتے اور نشان حضرت علیؑ علیہ السلام فار قلیط کے دیتے ہیں اور انجیلوں میں  
 اس وقت تک موجود ہیں آئندہ دیکھا جائے کہ ہین یا نہ ہین ہرگز روح القدس پر نہیں جتنے کیونکہ

عیسائیوں کے اصول پر روح القدس قدیم اور غیر مخلوق اور غیر محاط القیاس اور تباہ بطلق ہو  
انکے لیے حالت منتظرہ واسطے حصول کمال کے آئندہ میں کیونکہ تجویز کیجا سکتی ہو اور اگر کوئی  
شہدہ کرے کہ حضرت خاتم النبیین تو کافہ عالم کے لیے مبعوث ہوے اور حضرت عیسیٰ کے  
قول سے جو انجیلیوں میں بالفعل مذکور ہو کہ وہ فارقیط میرا منصب پاویگا اس سے بڑا فرق  
پڑتا ہو کہ چونکہ حضرت عیسیٰ صرت نبی اسرائیل کے لیے مبعوث ہوے تھے یا کوئی یہ شہدہ کرے کہ  
حضرت خاتم النبیین سے اسرائیل کے بعضے ظاہری حکموں کی مینعاد تمام ہوگی یعنی وہ احکام  
منسوخ ہو گئے ہیں اور یہاں حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ جو میرا منصب ہو سو وہ پاویگا تو چاہے  
کہ ایک حکم ظاہری بھی شریعت نیسویہ کا منسوخ نہو یا کوئی شہدہ کرے کہ حضرت عیسیٰ نبی اسرائیل  
میں سے تھے اور بن باب پیدا ہوے اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تھے  
سوان سب شہدوں کو حضرت عیسیٰ نے ایک ہی جگہ میں رفع کر دیا ہے یعنی فرمایا ہے کہ یہ جو میں نے  
کہا کہ انچہ از آن من است خواہ یافت سو اسو سٹے کہا کہ انچہ نزد پر من است از آن من است  
یعنی جو خدا کے پاس ہو سو میرا ہی اس صورت میں فارقیط کو جو کچھ خدا سے ملیگا سو میرا ہی  
چنانچہ مشہور ہے من کان اللہ کان اللہ یعنی جو اللہ کا ہو رہتا ہو اللہ اسکا ہو جاتا ہو اور باقی  
احوال اس قول کا احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام میں لکھا گیا ہو اور تفصیل اس مقام کی  
اگر درکار ہو تو اصول الفیض و استفسار ملاحظہ کرنا بہتر ہے الغرض اسی طرح اشارات و بشارات  
ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بقید نام حضرت موسیٰ و عیسیٰ و غیرہ انبیاء علیہم السلام  
کیے اور دیے ہیں لیکن یہودیوں اور نصرانیوں نے نکال ڈالے اور کسی انجیل میں اب کچھ  
اشارات پاتے ہیں اسکو بھی نکالتے رہتے ہیں اور جس مقام سے نکالنا دشوار جانتے ہیں ان  
اس کتاب کو جعلی بتلاتے ہیں چنانچہ برنباہ کی انجیل میں اب تک بصریح نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
بشارت حضرت عیسیٰ کی مرقوم ہے اور اسی سبب سے اسکو جعلی قرار دیتے ہیں اور کوئی بندہ جلیبت  
اور تعین زمانہ جعل آنکے پاس نہیں ہو اور فقیر کا تب احواف نے ایک معتدا انگریزی دان سے  
سنا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے مصلوب ہونے کی گفتگو میں تقریباً فرمایا ہے کہ اے برنباہ یقین جان  
کہ اگر یہ کسی طرح کا گناہ چھوٹا ہو مگر خدا سے تعالیٰ اسکی سزا دیتا ہے میری والدہ اور میرے  
حواریوں نے بغرض دنیا مجھے محبت کی خدا اس سے ناخوش ہوا اور شیوہ عدالت سے یہ چاہا  
کہ اتنے اس عقیدے کی سزا دیتا میں انکو دے تاکہ عذاب و فرخ سے بچیں اور میں گو کہ ذہنیان

بہ قصور تھا مگر اس واسطے کہ بعض لوگوں نے مجھے خدا و ابن اللہ کہا خدا کو یہ بات خوش نہ آئی اور اس سے  
یہ چاہا کہ بروز شمشاد طین چھبڑ نہ منسین اور منسحکہ نہ کریں لہذا اپنی عنایت سے بہتر جاناکر اس عالم میں  
یہود کی موت سے میری تضحیک ہو جائے اور ہر شخص میری نسبت یہ گمان کرے کہ سونی دیا گیا مگر  
یہ سب تضحیک محمد رسول اللہ کے آئینہ تک پہنچی جب کہ وہ دنیا میں آویگا تو ہر ایک ایمان دار کو اس  
غلطی سے آگاہ کرے گا اور اس کے دلوں سے وہد کا اٹھا دے گا انتہی اور اس بات کی تحقیق میں نے مسٹر  
پارلس فرکس تمام صحیح صحیح میں پوری سے کی آتے انجیل مذکور لیکر کہا درست ہو لیکن یہ انجیل  
جعلی ہوتی ہے کہ اس کا یہ تو پرانی کتاب جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت سے سیکڑن برس  
پیشتر لکھی گئی ہے لہذا اس میں جعل کیوں کر ہوا کہنے لگا کہ سرور عالم صلعم کی بعثت کے بعد اس محمدی  
یہ فقرات بڑھا دیے ہیں نے کہا آپ حاکم عدالت ہیں ایسا سخن بلا سند کہنا ظلمات کا خلاف ہو اگر  
شخص محرف کا نام اور زمانہ تحریر کا بیان کیجیے تو البتہ ہکو خاموشی ہو سکتی ہے یا کوئی نسخہ حضرت صلعم کے  
پیشتر کا لکھا ہوا دکھلائیے کہ ہمیں یہ فقرہ نہ تو ہم اس صورت میں مانینگے جب کہ پرانا ہونا اسکا باسنا  
متصلہ ثابت ہو صورت پرانا ہونا کا غذا کا دلیل نہیں ہو سکتا اسکا جواب صاف نہ دیا یہ کہا کیوں کر  
دلیل ہو گا میں نے کہا کہ جب دنیا کے کام میں حکام عدالت پرانی دست آویز کو صرف پرانے کا  
ہونے سے اور اگلے زمانے کی تاریخ لکھی ہو سکتی ہے اس زمانے کی نہیں سمجھتے تو دینی نزاع میں  
کب ایسی رٹا بیز قابل اعتبار ہو خصوصاً جب کہ وہ زمانہ ایسا تھا کہ اس میں تقسیم ایمان میں خان  
و دنیا باز تھے کہ یہ امر گواہی حضرت ارمیا و اشعیا و عیسیٰ علیہ السلام سے اور بیان بطرس پورس  
ثابت ہے لیکن میرے اس کلام کو شنیدہ ناشنیدہ کر کے مثل کہ پیش کرنے کا اشارہ کیا فائدہ  
از رو سے تحریر جناب تہودۃ المحدثین و عمدة المتفقین مولانا دارالافتاء رفیع الدین دہلوی سے  
سرہ الغزنی کے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سال پانچ ہزار چھ سو سترہ ہجو طعی میں  
آسمان پر مرفوع ہوئے یعنی ہبوط آدم علیہ السلام سے اسی قدر زمانہ گذرا تھا اور ذکر حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام کا سورہ بقرہ سورہ نسا و مائدہ و مومنون و مریم و ہود میں ہے۔

### قصہ اصحاب کعبہ

روایت صحیحہ ہے کہ اصحاب کعبہ چند جوان اشراق روم سے تھے مگر بڑے دیندار و عابد و مہربان  
خدا شناس کہ ہمیشہ عبادت خدا و طاعت کبریا میں مصروف رہا کرتے تھے اور دین عیسیٰ علیہ السلام  
پر ویسی کیا کرتے جب ہبوط آدم علیہ السلام سے پانچ ہزار سات سو چھپن برس گذرے اور اہل انجیل

بت پرستی و مشرک ہو گئے تو سلاطین مشرکین نے یہ وتیرہ اختیار کیا کہ عوام و خواص کو بلکہ پڑھ اور  
بت پرستی کراتے ناچار اہل دین اپنے گھر بار چھوڑ کر بھاگنے لگے اور شہر ہلے آباؤی چھوڑ کر اور  
شہروں کو چلے آسی عرصہ میں ایک بادشاہ ناپاک سفاک ظالم و بیباک و قیافوس نام بت پرستی  
شہرہ آفاق اور ناخدا ترسی میں طاق ظاہر ہوا اور اسے یہ طریقہ جاری کیا کہ سب لوگوں کو  
دعوت شرکت و بت پرستی کرتا چلا اور اسی حرکت کو بر ملا دینداری کہنے لگا میان تک کہ جو کوئی اسکی  
بتوں کو مانتا اسے چھوڑ دیتا اور جو نہ مانتا اسکو تکلیف دیتا خواہ سب پرستش کرو تا سو وہ نابکار  
دیہ بدیہ گشت کرتا ہوا اور لوگوں سے اپنا عہد و پیمان مضبوط کرتا ہوا شہر انوس میں جبکو سلام  
لوگ طرسوس کہتے ہیں اور جانب شمال ملک روم واقع ہے سو پانچ سو اس شہر میں چند جوان باہر  
رہتے تھے وہ خبردار ہوئے اور تفرغ دزداری جناب باری میں شروع کی اور تسبیح و تہلیل و تہننفا  
و صوم و صلوة میں مشغول ہوئے کسی بدکیش چیل خور نے مخبری کی بادشاہ نے انکو طلب کیا اور  
پوچھا کس کی عبادت میں مصروف رہتے ہو وہ غریب بیکس بولے ہم اپنے خدا کی عبادت کرتے ہیں  
اور دین حق عیسوی پر قائم ہیں بادشاہ نے کہا بت پرستی اختیار کرو وہ منکر ہوئے کہا اتنا

نی سورة الکہف و زونا ہم ہدی و ربطنا علی قلوبہم اذ قاموا نقالوار بنا رب السموات و الارض لن نؤمن  
من دونہ الہا یعنی تریاوردی ہمنے انکو ہدایت اور گم دی انکے دلون پر جب کھڑے ہوئے بادشاہ  
پاس اور بولے ہمارا رب ہر رب آسمان و زمین کا نہ پکارینگے ہم اسکے سواے کیسکو ٹھاکرت بادشاہ  
انکے لباس و زیورات چھین لیے اور کہا تم خود سال ہو عقل کامل تمکو نہیں ہر تین دن میں تھکر  
جواب دینا اور میں دوسری طرف جاتا ہوں وہاں سے معاودت اس شہر کی منظور ہو اگر خوشی سے  
میرا کہنا نہ کرو گے تو سب پر کرہ کرنا پڑیگا لہذا تمکو ارشاد ہوتا ہے کہ اس نصرت کو تختات سے سمجھو  
اور خوب غور کرو کہ خلاص حکمی میں سراسر نقصان ہے چنانچہ ان پجاریوں نے ذبح ہونا اس ناپاک  
فینیت سمجھا اور اپنے اپنے گھر گئے اور باہم شور سے کیا اور تہننفا لفرار مالا لطاق میں نہیں لکھیں  
زادراہ اپنے اپنے گھروں سے لیا اور پہاڑ کی جانب روانہ ہوئے راہ میں ایک چرواہہ ملام طرس خواہ  
دینوس نام وہ بھی ایمان لاکر ساتھ ہوا اور اسے انکے ایک کتابالو لکھا بھی باوصف ذبح کرنے مکر کے ہمراہ چلا  
اور حکم انہی ناطق ہوا کہ میں خدا کے مجنون کا محب ہوں تم سب پہاڑ میں چلا کر آم کرو میں جو کداری  
کر دنگا ناچار آگے بڑھے اور غار جبل میں پہونے چرواہے نے کہا میں نے ایک غار دیکھا ہے وہاں حکیم  
چھپو ہوا اس جگہ سے حسب ہدایت اسکی غار میں گئے کتابھی لگا ہوا ساتھ ہی سو پانچ حضرت

ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ گناہ اس مردانہ کا تھا اور پہلے شہر سے قریب تھا نام اس کا بنا جلوس یا جلوس اور نام غار کا حرم تھا ان فرض اس حرم محترم میں با عزت معنی ہوئے اور عبادت کرنے لگے فائدہ  
اسماے اصحاب کعبہ میں اختلاف ہو چکے تھے ہیں پلینا کس لینا مڑوںس تہوںس ساریوںس روزوںس  
کشتی طیلوس یہ قول ابن عباس کا ہو اور بعض کے نزدیک پلینا کس لینا مڑوںس مڑوںس شادوںس اسم  
مڑوںس واسم کلب قطمیر یہ قول حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ہو اور بعضے کہتے ہیں پلینا کس لینا کس لینا  
کشتا علیوںس نرینوںس یوانس بوس اسم کلب قطمیر اسی طرح بہت اختلاف ہو کہ قاموس میں مذکور ہو  
ایک روز سید و عاقب مع چند نصاریٰ اہل بجران حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے  
کہ اصحاب کعبہ کا ذکر چلا سید یعقوبی بولا اصحاب کعبہ کا نوائے تہہ راہم کلبہ یعنی اصحاب کعبہ میں  
شخص تھے چوتھا انکا کتابا و ہذا قول الیہود اور عاقب نسوری نے کہا کا نوائے تہہ راہم کلبہ یعنی  
اصحاب کعبہ پنج ہیں چھٹا انکا کتابا و ہذا قول النصاری اور اہل اسلام ابقاہم اللہ تعالیٰ الی یوم التنا  
و خطم اللہ من الشراضا و بوسے کا نوا سبتہ و نامنہم کلبہم یعنی اصحاب کعبہ سات آدمی ہیں اور  
آٹھواں شمار میں انکا کتابا و یہ کہنا اہل اسلام کا باخبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھائیں اللہ جل  
شانہ نے سورہ کعبہ میں نصرانیوں کا قول اور بھی یہودیوں کا رد کیا کیا قال سیتقولون ثلثہ راہم  
کلبہم و یقولون خمسہ راہم کلبہم رجا بالغیب یعنی اب یہ بھی کہینگے وہ تین ہیں چوتھا انکا کتابا اور یہ بھی  
کہینگے وہ پنج ہیں چھٹا انکا کتابا بن دیکھے نشانا پتھر چلانا اور قول مسلمانوں کا درست فرمایا کہ دیکھو  
سبتہ و نامنہم کلبہم یعنی یہ بھی کہینگے سات ہیں اور آٹھواں انکا کتابا و صحت اس قول کی اس طرح نکلی  
کہ اول اللہ تعالیٰ نے کافروں کے قول کو بن دیکھا نشانا فرمایا اور اس مقبولہ کو اسمیں سے علیہ کیا  
دوسرے نامنہم رچون و او ارشاد کیا واسطے تحقیق حکم کے گویا کہ بیان اختلاف کلام مجرظام  
تمام کیا اور یہ ارشاد فرمایا و یقولون سبتہ بعد اسکے تحقیق آسکی یون فرمائی و نامنہم کلبہم  
و نامن نہیں ہوتا ہو مگر بعد سبع کے اور یہ جو ارشاد ہوا قل ربی اعلم بعد تم ما یعلم الاقلیل  
یعنی تو کہہ میرا رب بہتر جانتا ہے انکی گنتی انکی خبر نہیں کہتے مگر تھوڑے لوگ سو حضرت ابن عباس  
فرماتے تھے کہ انامن الاقلیل کا نوا سبتہ باجملہ جب اصحاب کعبہ غار میں پوشیدہ ہوئے تو  
کئی دن بعد دقیا فوس شہر میں داخل ہوا اور اہل ایمان میں ایک شور مچا پلینا کہ ہر روز  
بھیس بلکہ شہر سے کھانا لاتے تھے آس دن جب گئے تو خبر آئی اس کا فرکی ملی وہ بیچارہ  
خون کے مارے کچھ کھانا لیا کچھ نہ لیا بھاگے اور اپنے یا ر دن سے کہنے لگے کہ دقیا فوس آگیا

سب کے سب خون سے رونے لگے اور اقدس پر توکل کر کے عبادت میں مشغول ہوئے اور دعا مانگی  
 رہتا آتھنا من لدنک رحمۃ وہیبی لئلا من امرنا رشد یعنی اسے رب دے ہلکوانے پاس سے مہر  
 اور نجات دہارے کام کا بناؤ یعنی روزی دے اور دشمنوں سے بچا اور ہمارا کام کہ مشتاق ہر بخت  
 کفار جو بخوبی آتا ہے کہ سے اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول کی بعد اسکے انکو نیند آئی سو گئے اور  
 اور بادشاہ نے انکی تلاش شروع کی شہر والوں نے کہا وہ تو بھاگ گئے بادشاہ نے انکے  
 ماں باپ کو بلوا کر تنگ کیا انھوں نے عرض کیا کہ ای بادشاہ وہ لوگ ہمارا مال بھی لیکر اس پہاڑ کی  
 کھوہ میں پوشیدہ ہو رہے ہیں سو بادشاہ خبر پا کر پہاڑ کی طرف گیا اور کھوہ میں جا کر دیکھا تو وہ  
 سوتے تھے اسنے جانا جاگتے ہیں کہنے لگا کہ اس کھوہ کا دروازہ چھرون سے بند کر دو کہ مر جاؤں  
 اور یہی غار انکی قبر ہو جائے یہ اسوائے لہاکہ اصحاب کھف میرا کلام نہ کر کہنا مانینگے حالانکہ وہ  
 سب سوتے تھے اور کتا چو کھٹ پر پانوں پیارے سوتا تھا اونکو کیونکر بھی نہوئی کہ یہ مرود کیا  
 کتا ہر غرض کہ دقیانوس دروازہ بند کر کے چلا آیا اور میددوس اور رویاس کہ یہ دونوں ایمان دار  
 انھوں نے دستخیزان رائے کی لیکر اصحاب کھف کا سارا حال لکھا اور اس غار کے دروازے پر  
 ایک تابوت میں بند کر کے رکھ دیا کہ شاید قبل قیام قیامت کوئی قوم ایمان دار ظاہر ہو اور اس  
 لوح کو پڑھے اور انکے احوال سے مطلع ہو کہ قوت ایمانیہ حاصل کرے اور جانے کہ ایمان  
 اسدیکانام ہر قائمہ یہ غار جانب جنوبی پہاڑ میں واقع ہے اور کھلی جگہ ہے تنگ نہیں التکی قدرت  
 نہ اس مکان میں دھوپ آوے نہ مینہ پونچے نہ ہوت گرسے کما قال فی سورہ الکھف تریس  
 اذا طلعت تزارعن کفہم ذات الیمین واذا غربت تھضم ذات الشمال وہم فی فجوۃ منہ سینے تو  
 دیکھے دھوپ نکلتی ہے چ جاتی ہے انکی کھوہ سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کتر جاتی ہے آنے  
 بائیں کو اور وہ میدان میں ہیں یعنی وسط غار میں واقع ہیں کہ ہوا کی روح وہاں پہنچتی ہے اسی  
 سبب سے تعفن سے محفوظ ہیں اور نہ ہونچنا دھوپ کا محض اللہ کی قدرت سے ہے کما قال اللہ  
 وذلك من آیات اللہ یعنی یہ بات عجائب قدرت ہے اس میں تاویل کی گنجائش نہیں اور قول اللہ تعالیٰ  
 اس طرح ہے کہ یہ غار مستقبل نبات النفس واقع ہے اس باعث سے وہاں دھوپ نہیں جاتی خالی  
 از خطا نہیں بلکہ صریح انکار قدرت حق ہے باجملہ اصحاب کھف کا سونا عجیب طریق سے ہے کہ انکھیں  
 کھلی ہیں گویا جاگتے ہیں اور چہ برس کے بعد کروٹ لیتے ہیں اور بعض کے نزدیک ہر سال بروز  
 عاشورہ جاگتے ہیں اور حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں کہ چھ مہینے کے بعد کروٹ لیتے ہیں

اور اس مکان میں اللہ نے دہشت رکھی ہے تاکہ لوگ اسکو تماشائے پائین کہ سبب تکلیف و خیاخیہ  
 ارشاد ہوتا ہے و تعلیم ذات الیمین و ذات الشمال و کلہم باسط ذراعہ بالوصید لو اطلعت علیہم  
 لولیت منهم قسرا و اللہ منہم رجبا یعنی کروٹ دلاتے ہیں ہم آنکو داسنے اور بائیں اور  
 کتا آنکا پارہ ہوا اپنے بازو چوکھٹ پر اگر تو جھانک دیکھے آنکو تو پیچھے دیکھ بھاگے آنسے  
 اور بھجے جائے تجھیں آنکی دہشت بعضے کہتے ہیں وحشت مکان سے دہشت ہے بعضے کہتے ہیں  
 آنکھیں آنکی کھلی ہیں اسی سے دہشت ہے اور بعضے کہتے ہیں بال و ناخن بڑھ گئے ہیں  
 اس باعث سے دہشت ہے اور کاتب احووی کے نزدیک اللہ نے اس جگہ اپنی قدرت سے  
 دہشت رکھی ہے تاکہ اصحاب کعبہ کوئی دیکھ نہ پاوے والا وہ مکان تماشائے ہوجاتا اور ان کو  
 تکلیف ہوتی فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ نام کتے کا قطعیہ ہے و ہذا تفسیر ابن عباس رضی اللہ  
 وہو الامح اور بعضے قطیف اور بعضے ثور اور بعضے ثور اور بعضے صہبایا قطیف یا حمران یا ریان  
 بیان کرتے ہیں اور بعضے قائل ہیں کہ وہ کتا از جنس کلاب ہے اور ابن جریج کے نزدیک  
 از قسم شیر ہے اور اہل عرب اسکو کلب سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ حضرت صلعم نے عقبہ بن  
 ابی اسب کے حق میں فرمایا اللہم سلط علیہ کلبا من کلابک سو شیر نے عقبہ کو بھار ڈالا محمد  
 بنوی نے لکھا ہے کہ یہ کتا دروازہ غار پر بازو پھیلائے سوتا ہے جو جب اصحاب غار کروٹ  
 لیتے ہیں یہ بھی اپنے کان بدلتا ہے اور خالد بن معدان سے روایت ہے کہ بہشت میں  
 داہ نہوگا مگر کتا اصحاب کعبہ کا اور گدھا بلعم باعور کا اور بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ  
 رنگت کتے کی زرد ہے اور بعضے سبز اور بعضے مٹی کے رنگ بیان کرتے ہیں اور تفسیر  
 زاو السیر میں ہے کہ سراسر سبز ہے اور پشت سیاہ اور پیٹ سفید دم ابق فائدہ ہمارے دین میں  
 کتا رکھنا ممنوع ہے مگر ہمارے بنا بر شکار اور محافظت زراعت و مویشی و نفع اللہ لاجلہ سے ہوتے ہیں  
 لیکن حدیث صحیحین جو ابو طلحہ سے مروی ہے کہ نہیں داخل ہوتے فرشتے آس گھر میں جان کتا ہے  
 عام ہے یعنی کسی قسم کا کتا ہو ہونا اسکا مانع و محول ملائکہ ہے اور ملائکہ سے مراد غیر کرام کاتبین اور  
 حافظین ہے کہ انہی مظاہر الحق اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 کہ ایک روز حضرت صلعم نے صبح فرمائی انگلیں اور خاموش اور حضرت یسویہ سے سبب رنجیدگی میں  
 ارشاد کیا کہ جبریل نے مجھے وعدہ کیا تھا طاقات کا آج کی رات سو طاقات نہ کی خبر دار ہو قسم خدا کی  
 نہیں خلافت وعدہ کیا جبریل نے مجھے کہوں پھر آیا حضرت کے دل میں کتے کا بچہ کہ پھر اکتھا

ذکر  
 کتب  
 و  
 احادیث

نیچے خیمہ حضرت کے یعنی حضرت کے دل میں آیا کہ اسل بچے کے سبب سے جبرئیل نہیں آئے پس حکم کیا حضرت نے آسکے نکالنے کا سو وہ نکالا گیا پھر لیا حضرت نے اپنے ہاتھ میں پانی اور چھوڑا اسکی نشنگاہ پر جب شام ہوئی تو حضرت جبرئیل آئے حضرت نے فرمایا تمہیں وعدہ کیا تھا مجھے ملنے کا شب گذشتہ میں کہا میں ہم نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جہاں ہوگتا یا صورت پھر صبح کی حضرت نے آسدن اور حکم دیا کہ توں کے قتل کا یہاں تک کہ حکم کیا کہ چھوٹے باغون کے کتے بھی مارے جاوے کہ اسمیں جذبان احتیاج محافظت نہیں ہوتی اور چھوڑ دیا بڑے باغون کے کتوں کو کہ ان میں احتیاج محافظت بہت ہوتی ہو اس حدیث سے علمائے نکالا کہ واسطے محافظت زراعت کے کتا رکھنا جائز ہے گھر میں رکھنا درست نہیں ہوا اور مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ایک قوم کے گھر انہما سے حالانکہ نزدیک آسکے گھر اور اون کے تھے یعنی وہاں نجاتے پس گراں معلوم ہوا انکو یہ سو عرض کی ان لوگوں نے کہ یا رسول اللہ آپ تشریف لاتے ہیں فلائے گھر میں اور نہیں جلوہ فرما ہوتے ہمارے گھر خلاصہ یہ کہ ہماری تقصیر کیا ہو فرمایا پیغمبر خدا نے کہ میں تمہارے گھر اس سبب سے نہیں آتا کہ تمہارے گھر میں کتا ہو آنھون نے کہا حضرت آسکے گھر میں بتی ہو یعنی روزیہ ہونے میں دونوں برابر ہیں پھر کیا فرق ہو کتے اور بتی میں تو فرمایا حضرت نے اگر چہ بتی روزیہ ہو لیکن نجات و شیطنت نہیں رکھتی کہ مانع آنے فرشتوں کی ہو بخلاف کتے کے کہ نجس ہو اور اسمیں شیطنت ہے کہ ملکیت کی ضد و خلاف ہے اور اسی طرح انبیا طبیعت فرشتوں پر ہیں اس جگہ سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو کتا رکھنا نہ چاہیے کہ واسطے کہ جب فرشتے گھر میں نہ آئے تو وہ رحمت سے خالی رہا فائدہ تفسیر امام شلبی میں ہے کہ جو کوئی آتہ کلہم باس ط ذراعیمہ بالو صید لکھکر اپنے پاس رکھے گزندگ دیوانہ سے محفوظ رہے اور تفسیر منیر ہے کہ جہاں کہیں آگ لگے اور اصحاب کہف کے نام لکھکر ڈال دے تو فوراً وہ آگ ٹھنڈی ہو جاے فائدہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قول جمیل میں فرماتے ہیں کہ شامین نے حضرت عبدالرحیم اپنے والد سے کہ فرماتے تھے اصحاب کہف کے نام امان ڈوسنے اور طہنے اور غارتگری اور حوری سے ماین الفاظ آتی سحر مہ بلجنا کسلینا کشفو طط اور فطیونس کشف فطیونس تبیونس بونس بوس و کلہم تطیر علی اللہ تصدرا لبیل و منها جابر صہم بعد تشیح کتب ماویث اور فقہ کے دریافت ہوا کہ مسلمانوں کو کتا پالنا اور گھروں میں رکھنا مکروہ ہے اور قیمت اسکی صرف میں لانا صورت نبت پیدا کرتا ہے مگر واسطے محافظت باغات اور زراعت اور مویشی اور شکار کے بشرطیکہ تعلیم درست پایا ہو مصلحت

بعض حدیثوں سے ظاہر ہے کہ جو شخص کتا پالے سواسے کتے مویشی یا شکاری کے تو کم کیا جاتا ہے عمل ثواب اسکا و قیراط ہر روز اور بعض حدیثوں میں ہے کہ جو کوئی پالے کتا سواسے کتے مویشی یا شکاری یا کتے کی کہ ہوتا ہے ثواب اسکا ایک قیراط چنانچہ یہ دونوں حدیثیں صحیحین میں موجود ہیں لہذا عالموں کے کہا کہ نقص عمل بسبب کہ داخل ہونے فرشتوں کے ہے گھر میں اور بعضوں نے کہا بسبب ایذا رسانی کے ہے اور بعضوں نے کہا کہ جب گھر میں کتے رہتے ہیں تو وقت غفلت باسنوں میں منحرف دالتے ہیں اور یہ نقصان قیراط اور دو قیراط کا ہے حدیث میں آیا ہے کہ اختلاف نہیں ہے بلکہ جب تک مخالفت کتوں سے کم ہو تو ایک قیراط کم ہوگا اور جب مخالفت اسے زیادہ ہو تو بطور زجر و شدید دو قیراط کا نقصان فرمایا خواہ بسبب اختلاف انواع کے یہ تفاوت ارشاد ہوا یعنی بعضے کتوں سے ایذا کم ہو چکتی ہے لوگوں کو ان میں ایک قیراط کم ہوتا ہے اور بعض میں ایذا زیادہ ہوتی ہے اس میں دو قیراط کم ہوگا خواہ باعتبار مکانوں کے ہو کہ بعض مقامات میں کتوں کے پالنے سے بقدر دو قیراط کمی ثواب کی ہوتی ہے جس طرح حرمین شریفین اور بعض میں بقدر ایک قیراط جس طرح اور مکانات خواہ دو قیراط شہروں اور قریات میں ہوتا ہے اور جنگوں میں ایک قیراط اور عالموں نے فرمایا کہ قتل کرنا کتوں کا مخصوص مدینہ منورہ سے تھا کہ وہ مہبط ملائکہ تھا اسکا پاک کرنا ایسی چیز سے کہ مانع دخول ملائکہ ہو المثل تھا مگر اور مقاموں کے کتوں کو مارنا سواسے کتے سیاہ خالص دونقطوں والے کے یعنی جسکی آنکھوں میں دو نقطے سفید ہوتے ہیں اسکو حضرت نے شہلا فرمایا ہے بسبب نبیث کے اور ایذا رسانی کے اور بسبب اسکے کہ نگہبانی بھی خوب نہیں کرتا اور شکار بھی نہیں کرتا بلکہ امام احمد اور اسحاق نے فرمایا کہ بسبب شیطنیت کے شکار اسکا حلال نہیں اور امام نووی نے فرمایا کہ سگ عقور یعنی گزندہ کا مارنا اور ایسا گویا نہو بالاتفاق جائز ہے اور اختلاف صرف اس کے میں ہے جو ضرر رسان نہو اور امام الحرمین نے کہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کتوں کے مارنے کا اول حکم دیا تھا پھر شیخ فرمایا ہتھننا سے سگ سیاہ رنگ کے بعد از ان شیخ نے منع ہوا مارنا سب کتوں کا جو ضرر رسانی کرتے ہوں گوکہ سیاہ رنگ بھی ہوں کئی مظاهر الحق بخاری اور مسلم میں عدی بن ابی ظالم سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب تو اپنے کھانے کے شکاری کو چھوڑے اور خدا کا نام اسپر لےوے تو شکار کو کھا عدی بن حاتم نے کہا کہ میں نے کہا اگر کتے شکار کو جان مارڈالیں تو بھی کیا شکار حلال ہے حضرت نے فرمایا اگر باو بھی ڈالیں تو بھی حلال ہے جب تک دوسرا کتا غیر شکاری اسکے ساتھ مارنے میں شریک نہو اور عدی بن ابی حاتم نے کہا میں نے کہا کہ میں نے بے پیر اور بے گانسی کے تیر سے شکار کرتا ہوں اور شکار کو حاصل کرتا ہوں فرمایا کہ جب تو بے پیر بے گانسی کے

تیر کو مارے پھر وہ تیر شکار کے جسم میں لٹکے چیر بھار ڈالے تو اسکو کھا اور اگر تیر شکار کے بنیڈا ہو کر گئے تو اسکو مت کھا ترجمہ مشارق میں ہے کہ اس حدیث سے بہت مسئلے شکار کے معلوم ہو سکتے ہیں کہ کتے کا شکار کھیلنا درست ہے دوسرے یہ کہ کتے کو جب آپ شکار پر چھوڑا ہو تو حلال ہے اور اگر کتا خود بخود پھوٹ گیا اور شکار مار لیا تو حلال نہیں ہے تیسرے یہ کہ کتے کی تعلیم شرط ہے اور تعلیم کی مستی ہے کہ اسکو تین بار شکار پر چھوڑے اور ہر بار وہ شکار مار لائے اور خود نہ کھائے چوتھے یہ کہ کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہے اگر قصداً بسم اللہ نہ بولا تو شکار مردار ہے اور اگر سہواً نہ کہا تو حلال ہے یہ نیز بہت ہی امام اعظم کا اور امام شافعی کے نزدیک بسم اللہ زبان سے کہنا واجب نہیں خدا کا نام اگر مسلمان کے دل میں ہو لیکن زبان سے کہنا مستحب ہے پانچویں یہ کہ اگر شکاری کتے سے شکار مر بھی جائے تو بھی حلال ہے چھٹے یہ کہ اگر شکاری کتے کے ساتھ دوسرا کتا غیر شکاری شریک تو شکار مردار ہے اسلیئے کہ جب حرام حلال جمع ہوئے تو احتیاطاً حرام غالب ہو جاتا ہے ساتویں یہ کہ بے فانیسی کے تیر کے شکار میں زخم ہونا شرط ہے تاکہ خون ناپاک نکل جائے اور اگر بلا زخم صدے سے مر جائے تو حلال نہیں جیسے غلام غلیل کا یا اینٹ پتھر جانور کو مار ڈالے تو مردار ہے کہ خون نہ نکلا یعنی شکار حلال ہی چیز ہے ہوتا ہے جو تیز ہو اور چیر بھار ڈالے جیسے تلوار چھری گانسی راتیر وغیرہ فائدہ جب کوئی مشعل پیش آئے تو نیت فاتحہ اصحاب کفہ واسطے رنج اس سخت مشکل کے موجب ہے اور طریق اسکا یہ ہے کہ پوسنے چار سیر گیہوں کا آٹا اور پوسنے چار سیر گوشت اور آٹھا اسکا پیاز اور آبی قدر لگے اور وہی دیوے اور بہت اچھی طرح سے کپوا کر آدھ آدھ سیر کے حساب سے بخش بناوے اور سات مسلمانوں کو جو صاحبین میں معدود ہوں دیوے پھر انکو اختیار ہو جسکو چاہیں کھلاویں خواہ آپ کھائیں اور ایک روز نیت کسی کتے سے نوید دیوے کہ تمہاری کل دعوت ہو اگر وہ آدھے تو بہتر ورنہ جو کتا اسکو کھلاوے مگر شرط ہے کہ اور حصوں سے پانچویں ہو یعنی کتے کو پانچویں کے حساب سے دیا جائیگا اور سات مسلمانوں کو آدھ سیر کے حساب سے اس طرح کا تب ادراق نے محفوظات حضرت استاذالاتا زمین لکھا یا پہلو تجربہ بھی کیا ہے فائدہ یہ بھی عمل ہے کہ اصحاب کفہ کے نام گھری دیواروں پر لکھے تو جن زرع ہو جا کذافی القول اجمیل فائدہ ہمارے حضرت جد امجد قدس سرہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر ایسا اصحاب کفہ چار سکورہ گلی پر کہ آب رسیدہ نہوں لکھے اور چاروں گوشوں کھیت میں ذرع کروے تو گوشوں کی آفت سے وہ کھیت محفوظ رہے یا ایک پارہ کاغذ پر لکھ کر ایک چھری میں باندھے اسکو کھیت میں کھڑی کرے تو بھی یہی اثر بخشنے اور اگر کوئی شخص انھیں آسما کو نسا آلی بنا رسیدہ ہے

لکھ کر کہتی غلہ میں رکھ دے تو غلہ خراب نہو اگر چہ پانی بھی پہنچے فائدہ واسطے رفع دروزہ کے ان  
 اساکو کا خیر رکھے اور دھو کر عورت کو پیار سے یا لکھ کر ان چپ میں باندھے واسطے تسبیل و لاوت کے  
 کفایت کرتا ہو چنانچہ یہ عمل ہمارا خاندانی ہے اور بار بار بخبر بے میں آیا ہو فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ  
 اصحاب کھف اور قیم ایک ہی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اصحاب رقیم غیر اصحاب کھف ہیں اور  
 قصہ انکا کتاب الانبیاء میں بخاری نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اسطرح روایت کیا ہے  
 کہ فرمایا حضرت صلعم نے زمانہ پیشین میں تین آدمی کہیں جاتے تھے آثار راہ میں بارش شروع ہوئی  
 تو یہ تینوں ایک غار میں گھس پڑے وقتہ بہار سے ایک چھڑا کہ غار کا دروازہ بند ہو گیا اس  
 حالت میں تینوں نے کہا کہ اب نجات نہو گی جب تک یہ بات نہ کہو گے سو مناسب ہو کہ ہر شخص اپنا  
 عمل بروجہ صدق بیان کرے ایک نے کہا کہ اے اللہ تو خوب جانتا ہو کہ ایک مزدور میرا تھا اور اسکی  
 مزدوری چند چائے بیخ تھی سو وہ مزدور چلا گیا میں نے وہ بیخ بوئے اور اُسکے محاصل سے میں نے  
 بیل خرید کیے پھر وہی مزدور آیا اور اُسے اجرت مجھے طلب کی میں نے کہا یہ بیل تو لیجا اُسے کہا  
 میرے چند چائے بیخ تیرے ذمے ہیں میں بیل نہ لوں گا میں نے کہا کہ یہ بیل انھیں چائون کہ ہیں  
 تب اُسے لیے سویا اٹھی اگر تو جانتا ہو کہ میں نے یہ کام تیرے خون سے کیا ہے تو راہ کھول دو  
 پس وہ چھڑا اٹھا اٹھا دو سہرا بولا اے اللہ تو تو جانتا ہو کہ میرے مان باپ بوڑھے تھے  
 اور میں اُنکے واسطے بکریوں کا دودھ لاتا تھا سو ایک رات توقف ہو گیا اور ایسے وقت لایا  
 کہ دونوں سوتے تھے اُنکا جگانا کر رہا جانا میں نے اور اہل و عیال میرے بھوکھ سے نالان تھے  
 مگر میں نے اُنکو نہ دیا اور صبح تک لیے ہوئے بیٹھا رہا پس اگر تو جانتا ہو کہ میں نے تیرے خوف سے  
 کیا ہے تو اس چھڑا کو توڑ دے چنانچہ وہ چھڑا اٹھا اٹھا کہ آسمان نظر آنے لگا تیسرے نے کہا اے اللہ  
 میرے چچا کی بیٹی بہت مسینہ تھی اور میں اُسکی خواہش کرتا تھا اور وہ انکار کرتی تھی اور کہتی تھی  
 کہ سو دنیا را سو میں تلاش کر کے لایا تو وہ راضی ہوئی جب میں اُسکے دونوں پیروں کے بیچ میں بیٹھا  
 تو اسنے کہا خدا سے ڈر اور تم عفت میری نافرمان نہ توڑو ہی میں اٹھا اور سو دنیا بھی چھوڑے پس  
 اے اللہ اگر میں نے تیرے خون سے یہ کام کیا ہو تو اس چھڑا کو توڑ دے چنانچہ وہ چھڑا اٹھا اور  
 تینوں آدمی باہر نکلے قصہ اُس غار میں جس میں اصحاب کھف ہیں کوئی جان نہیں سکتا سمیہ ابن جبر  
 فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابن ابی سفیان کے ساتھ لڑائی پر جان بزم تشریف  
 لیگے تو اُس غار پر بھی گذر ہوا معاویہ نے کہا اگر یہ غار کھلتا تو رکھتے ابن عباس نے فرمایا اس سے

منع کیا گیا ہے وہ جو ہتھیار تھا جسے یعنی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم معاویہ ابن ابی سفیان نے کہا  
 اگر میں دیکھوں گا بھاگوں گا پھر آئے کچھ لوگ روانہ کیے کہ تم دیکھو اور جب غار میں پہنچے تو ایک ہوا  
 ایسی تند آئی کہ سب لوگ نکل بھاگے نہ رہتے دیکھنے کی نہ پوچھنی بالکل درقیا نوس دروازہ غار بند  
 کر کے دارالسلطنت میں آیا چند روز بعد مر گیا تمام ملک و مال و بواہ و جلال خاک میں مل گیا اور  
 تین سو برس بعد ایک شخص مومن صالح بنام موس خواہ بندر و حسن نام بادشاہ ہوا اسکے وقت میں  
 یہ گفتگو پیش ہوئی کہ بروز حشر مردے زندہ کس طرح ہونگے اور کیونکر حشر اجساد و اجسام واقع ہوگا  
 ہر چند بادشاہ نے قائلین و تکلمین کو فہمائش کی لیکن شبہ و شک جو قائم ہو گیا تھا ذبح نہ ہوا تب  
 حضرت محی الاموات جل جلالہ نے انہی قدرت کاملہ سے چاہا کہ حشر اجساد و اجساد و اہل عالم کا ہرگز  
 کہ وہ مسکت اہل تخصم ہووے اس لیے اصحاب کعبہ کو بیدار کیا لاکا قال و کذہ لک بقشنا ہم نبتسا کو  
 منہم قال قائل منہم کبشتم قالوا الشنا یوما اور بعض یوم قالوا ریکم اعلم بالبتنہ فالبشوا بور کلم ہذہ  
 الی المدنیۃ فلینظر ایما ازکی طعاما فلما تکلم برزت منہ ولبتی لطف و لا یتروان بکم اسد العنی اسی طرح انکو  
 جگا دیا جتنے کہ آپس میں لگے پوچھنے ایک بولا انہیں کتنی دیر ٹھہرے تم بوسے ہم ٹھہرے ایک نے ان  
 یاد ان سے کم بوسے تمہارا رب بہتر جانتے جتنی دیر ٹھہرے رہے ہو اب بھیجو اپنے بیٹے سے  
 ایک روپیہ لیکر اپنا اس شہر کو پھیر دیکھے کون ستھر کھانا ہو سولاوے ہکو اسمین سے کھانا اور جی سے  
 جائے اور خبر نہ کرے تمہارے حال سے کسی کو معاکم التزل میں ہے کہ کہنے والا اس قول کا سلیقہ تھا  
 کہ وہ سب میں بزرگ رئیس تھا اور مقصود استفسار سے یہ کہ بہت اقامت و لبت معلوم ہو جاوے  
 تو نمازین تضا کرین چونکہ یہ لوگ غار میں سویرے گئے تھے اور تیسرے پہ جاگے اسپر کہا بتنا یو جب  
 کچھ آفتاب کا وجود پایا گیا تو کہا اور بعض یوم جب ناخن و بال بڑھے دیکھے جانا شاید کئی دن ہو  
 تب کہا ریکم اعلم بالبتنہ خواہ کسلسانے کہا کیوں باہم بھگرتے ہو اللہ جانتا ہے تم کتنا ٹھہرے ہو بوسے  
 قیل وقال کے سب نے متفق ہو کر سلیقہ کو کہ عاقل و فہمیدہ و خوش گفتار ہوشیار تھا جو نیکو کہا کہ بازار  
 جا کر کچھ کھانا لادے چنانچہ ایک روپیہ دیا اور سمجھا دیا کہ بازار میں جا کر کھانا حلال و پاکیزہ لا اور ہمارے  
 حال سے شکوہ آگاہ نہ کر خرید و فروخت میں مہربانی و لطف و تواضع و فروتنی اختیار کرنا اور حال اپنا  
 کسی سے نہ کہنا نہیں تو اہل شہر خبر پا کر درقیا نوس سے کہینگے وہ گرفتار کر کے قتل کریگا سو بیخار و پیلیگر  
 چودا ہے کی پوشاک بدل روانہ ہوا راہ میں ایسی حویلیاں و مکانات نظر آئے جو پیشتر تھے اور تم بھی  
 نہایت مختلف معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہاں جاتا ہی دفعہ دروازہ شہر نظر آیا تو وہاں ایک نشان ہنر

نظر آیا اسپر لکھا تھا لا آکر الہ اللہ علیہ رسول اللہ یلیخا اسکہ چرتا تھا اور کستا تھا کہ خواب ہی یہ کہ  
 بیداری ہی پھر شہر میں آیا تو وضع در انداز شہر یون کے اور ہی اور مکان اور محلے تبدیل یہ گھبرا یا  
 اپنے گھر کی طرف گیا تو نشان نہ پایا مگر ہر دروازے پر نشان ایمان نمودار کسی سے نام شہر کا پوچھا  
 آئے کہا افسوس پھر ایک روٹی والے کے پاس گیا روٹیاں پکائیں روپیہ دیا اور شہر کا نام تو سن گیا  
 بادشاہ کا نام پوچھا آئے کہا عبدالرحمن اور دو شخص وہاں دیکھے ایک سچ کی قسم کھاتا دوسرا اللہ کی  
 یلیخا دل میں خوش ہوا مانوائی نہ سکے وقتیا نوس دیکھ گیا کہ خزانہ گرا ملا ہوا آئے اور وہ کہ دکھلایا  
 وہ بھی متحیر ہوئے اور شور سے اور کا ناچوسی کرنے لگے یلیخانے جاننا مجھے پہچان گئے وہ روپیہ چھوڑ کر  
 چلنے لگا لوگوں نے پکڑا اور کہا واقعہ تو نے خزانہ گرا پایا ہی کہ یہ کبھی سکتا میں برس کا ہو اور اس وقت کے  
 اٹھارہ درم روٹلت کے برابر تو چھپاتا ہی ہم بادشاہ کے پاس لے چلیں گے کہ وہ مار ڈالے گا مگر یہ  
 اس مال میں حکومت بھی شریک کر اس بات سے یلیخا بہت ڈرا اور اب بہت لوگ شہر کے مجمع ہو گئے  
 اور پوچھنے لگے تو کمان کارہنے والا ہی یلیخانے اپنے باپ دادوں کا نام لیا اور کہا میں اسی شہر کا  
 رہنے والا ہوں کدھ بیان سے گیا تھا آج کھانا لینے آیا ہوں آنھوں نے کما غلطی تو ہرگز میان کا  
 باشندہ نہیں ہی کیونکہ ہم نے تیرے باپ دادوں کا نام بھی نہیں سنا اب یلیخا ساکت ہوا اور منتظر تھا  
 کہ شاید میرے باپ بھائی آجائیں تو انکے ہاتھ سے نجات دلائیں مگر کوئی بھی نہ آیا ناچار ہوا  
 اور ان لوگوں کے دل میں گذرا کہ اسکو از نوس اور اسلٹوس کے پاس کہ یہ دونوں شخص اس شہر میں  
 صلاح پر ہمیں گارہیں لے چلیں اور اس شخص کے معاملے میں ان سے صلاح پوچھیں چنانچہ یلیخا کو  
 ہاتھ پکڑ کے لے چلے یلیخانے جانا کہ مجھ کو وقتیا نوس کے پاس لیے جاتے ہیں رونے لگا اور اپنے  
 اوتار سے دعا کرنے لگا یہاں تک کہ ان دونوں بزرگوں کے پاس پہنچا تو فی الجہل اسکو تسلی اور  
 تسکین دی مٹی کہ باہرے شکر ہی وقتیا نوس کے پاس نہیں لائے ہیں آخر کار از نوس اور اسلٹوس بھی  
 وہ روپیہ دیکھ کر تعجب کیا اور نوس نے کہا تو نے شاید مال گرا ہوا پایا ہی اور اسلٹوس نے کہا کہ تو  
 کون شخص ہی تب یلیخانے جواب دیا کہ میں اسی شہر کا رہنے والا ہوں اور میرے باپ کا یہ نام ہے  
 اور یہ روپیہ آٹھین کا ہی اور نقش اسکا اسی شہر کا ہو لیکن واقعہ میں اپنا احوال نہیں کہہ سکتا ہوں  
 باوصف اسکے کسی شخص نے نہ مانا یہی کہا کہ تو کا زب ہی ناچار یلیخانے اپنا سر جھکا لیا پس بعضے  
 ہوئے کہ یہ شخص دیوانہ ہی اور بعضے کہنے لگے کہ مجنون بنا ہی دھوکا دیتا ہی تاکہ دیوانہ بن کر پھر شہر سے  
 پھر ایک شخص نے کہا کہ تین سو برس کا یہ سکے ہی اور ہمارے پاس ہزار ہا روپیہ موجود ہیں کہیں اسکا  
 کون سا

نشان نہیں ہو اور تو کہتا ہو اسی شہر کا یہ شکر ہے صاف صاف بیان کرتے ہیں یا جانے کہا کہ میں ایک سوال کرتا ہوں مجھ کو جواب با عوالب دو تو میں اپنا احوال تم سے کہوں بولے بیان کر دیا جانے کہا کہ دقیانوس نے تم سے کہا کہ ساتھ کیا جا کر کیا کہنے لگے اب تو کوئی بادشاہ اس نام کا تمام عالم میں نظر نہیں آتا ایک عرصہ دراز ہوا کہ ایک شخص بادشاہ اس نام کا تھا روم میں اس کے بعد صد بادشاہ ہوئے اسکی بڑیاں بھی باقی نہ ہو گئی یلیجا نے کہا اب میں اپنا حال کہتا ہوں اگرچہ کوئی شخص یقین نہ لادے گا وہ یہ ہے کہ ہم نوجوان تھے دقیانوس نے ہلکوت پرستی کی تکلیف دی سو ہم بھاگے اور سو گئے اب جاگے ہیں کھانا لینے آئے ہیں اور اسی پہاڑ کی ایک کھوہ میں گئے تھے تم چلو ہم اپنے یاروں کو دکھلا دینا ارنوس نے شکر کیا اور لوگوں کو شاید یہ نشانی جو اللہ کی نشانیوں سے میرے ساتھ چلو پس ارنوس اور اسٹروس اہل مدینہ کو ساتھ لیکر اصحاب کھفت کی زیارت کو چلے اور پہاڑ کے قریب کھوہ کے پاس پہنچے اصحاب کھفت نے یلیجا کو پہچانا اور جو غیر لوگوں کو بھی اس کے ساتھ دیکھا جانا یلیجا و دقیانوس کے ہاتھ لگ گیا سو یہ لوگ ہماری گرفتاری کو آئے ہیں سو یلیجا روتا ہوا سب سے پہلے غار میں گیا اور اپنا قصہ بیان کیا پھر ارنوس گیا تو ایک تابوت چاندی کا لہر کیا ہوا دروازہ غار پر دیکھا ایک بزرگ نے اسکو کھولا اسمین دو لوہین نکلیں انہیں بروایت ضمیر یہ نام لکھے تھے کاسینا و غمشلینا و یلیجا و مرطونس و کسوطونس و برنوس و دیوس و اٹیوس و فالوس مگر بروایت صحیحہ نام سات تھے جو اوپر بیان ہوئے مگر یہ بھی لکھا تھا کہ یہ جوان لوگ ہیں دقیانوس بادشاہ سے بسبب تکلیف بت پرستی کے بھاگے اور اس غار میں پوشیدہ ہوئے جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو بادشاہ نے غار کا دروازہ پھرون سے بند کر دیا اور مہنے یہ احوال اسوا سے لکھ دیا ہے کہ پس آئندہ لوگ انکے احوال سے مطلع ہوں چنانچہ ارنوس اس مضمون کو دیکھ کر سجدہ حق میں گرا اور کہا کہ یہ نشان خسر اجداد کا اللہ نے دکھلایا ہے بعد اسکے اصحاب کھفت پاس حاضر ہوا تو انکو بلا تغیر کپڑے سے بیٹھا ہوا پایا اور قدمبوس ہوا اور اہل شہر جو ساتھ گئے تھے سجدہ آئیں کرنے لگے اب اصحاب کھفت نے دقیانوس کا حال دریافت کیا ان لوگوں نے جو کچھ حال گذرا تھا بیان کیا پھر وہاں سے پلٹ کر اپنے بادشاہ سے کہ بڑا دیندار صالح تھا احوال کہا اس عرصے میں شہر کے لوگ وہ سب پر تھے کہ تو آخرت میں جینے کے قائل اور دوسرے منکر جھگڑا پڑ رہا تھا یہ بادشاہ انصاف تھا چاہتا تھا ایک طرف کی کوئی شدت ساتھ لگے تو دوسروں سمجھاؤں اقدقعالے نے یہ سند صحیح

بھیج دی کہ بادشاہ نے کمال آرزو سے جا کر فارمین حسب کوزہ کھیا اور ہر ایک سے احوال سن آیا اور اصحاب کعبہ بادشاہ کو ایمان دار پاکہ خوش ہوئے اور بادشاہ انکا عاشق ہو کر رویا جب رخصت ہوا تو اصحاب کعبہ نے فرمایا نستودعک اللہ والسلام علیک ورحمۃ اللہ حفظک اللہ و حفظ ملک و نعیدک باللہ من شر ارجس والانسواع اسی وقت سورہ پادشاہ نے کپڑا اڑھایا اور ہر ایک کو ایک تابوت طلائی میں با احتیاط تمام رکھوایا اور سب لوگوں کو نصیحت فرمائی رات کو خواب دیکھا کہ اصحاب کعبہ فرماتے ہیں کہ ہم سونے چاندی سے بیدیا نہیں ہوں مٹی سے ہماری پیدائش ہی اور اسی میں ملنا ہی جسطرح ہم تھے اسی طرح ہم کو رہنے دے جب تک اللہ تعالیٰ ہمارے پھر پھر اٹھاوے چنانچہ بادشاہ پھر گیا اور تابوت سے لگا لگا کعبہ بحالت اصلیہ چھوڑ آیا اور اللہ نے اُس مکان میں رہشت اور خون بھر دیا کہ پھر کوئی شخص وہاں جانے کا اور اسی دن سے اُس شہر میں جو اہمقان حشر اجساد میں واقع تھا منع ہو گیا اسی کا اشارہ سورہ کہت ہی وکذٰلک اعثرنا علیہم لعلہم ان وعد اللہ حق وان الساعۃ آتیۃ لا یریب فیہا ذوقنا زعون بنیم اور ہم یعنی اسی طرح خبر کھول دی جسے انکی تالوگ جانیں کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہی اور وہ گھڑی آتی ہو اسی میں دھوکا نہیں جب جھگڑ رہے تھے اپنی بات پر بعد اسکے بادشاہ نے ایک مسجد دروازہ خار پر بنوادی کہ ہر سال وہاں عید ہوتی ہی فائدہ تحقیقین فرماتے ہیں کہ اصحاب کعبہ کا وہاں اور مذہب اللہ کی معلوم ہی کہ فقط توحید پر اور کسی نبی کی شریعت پکڑنے نہیں پائے یا اور طرح سے مگر جو لوگ انکی خبر پا کر گئے اور عقیدہ ہوئے اور مکان زیارت بنایا وہ نصاریٰ تھے متنبیہ معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ جب یلیخا بازار میں کھانا لینے آیا اور لوگوں کو شبہ ہوا تو یلیخا کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے پوچھا تو کون ہی آسنے اپنا سبب بتایا اور مکان اپنا اسی شہر میں قرار دیا اور کہا کہ کلہ ہم یہاں سے چلے گئے تھے بادشاہ نے اس شہر کے بڑھوں سے سنا تھا کہ کئی جوان اس شہر کے گم ہو گئے ہیں اور نام انکے ایک تختے پر لکھے ہوئے بادشاہی خزانے میں رکھے ہیں سو بادشاہ نے وہ تختی منگوا کر دیکھی اس میں یلیخا کا نام پایا گیا جب اور نام لیے تو یلیخا نے کہا یہ نام ہمارے یاروں کے ہیں اس پر بادشاہ مع اعوان وانصار یلیخا کے ساتھ پہاڑ پر گیا جب دروازہ کھوہ پر پہنچا یلیخا بولا کہ میں اول اپنے یاروں کو خبر دوں تب تم آؤ ورنہ خوفناک بھاگو گے بادشاہ نے اجازت دی یلیخا یاروں کو خبر دی سب سو گئے اور بادشاہ نہ جاسکا اور بعض کتب میں لکھا ہے کہ ان دنوں در بادشاہ

شہر میں تھے ایک مسلمان دیندار دوسرا نصرانی سو و نوون علیہما کو لے گئے جب غار کے قریب پہنچے تو علیہما نے پیش پیش جا کر اپنے یازون سے کہا کہ بادشاہ آتے ہیں انہوں نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی کہ یا الہی ہم اور کچھ نہیں چاہتے مگر یہ کہ ہماری ارواح قبض کرتا کہ اور کوئی مطلع نہ ہو خواہ کہ یم نے دعا انکی قبول فرمائی کہ دروازہ غار کا بند ہو گیا اور وہ سب مر گئے چونکہ علیہما کو توقف زیادہ ہوا تو ناچار و نوون بادشاہ قریب غار کے آئے اور سات دن تک اس کے گرد گھومے کہیں سو راج یا دروازہ نظر آیا اسقام کار بادشاہ مسلمان کے کہا کہ ہمارے دین اسلام پر مرنے میں ہم میان مسجد بناو نیگا و نصرانی نے کہا ہمارے دین پر مرنے میں ہم گرجا گھر بناو نیگا اس تکرار میں لڑائی ہوئی اور بادشاہ مسلمان غالب آیا آسنے غار کے قریب مسجد بنائی الغرض جو ان اصحاب کی روایات مختلف ہیں اور مذہب مجمع علیہ یہ ہے کہ اصحاب کعبہ زندہ ہیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ اٹھینگے اور امانت کی بنیاد پھر وفات پاو نیگا لیکن اولہ صحیحۃ الماخذ و قویۃ الدلائل ہے انہیں آتے تفسیر و تشریح میں و نیز دیگر بعض تفاسیر میں کچھ کچھ روایات مفید نظر آتی ہیں اور نظم قرآن سے کچھ نشان نہیں پایا جاتا اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بنا بر دعوت ہمراہ تین شخصوں کے بھیجا تھا سو یہ بات ہے اصل و موضوع ہے صاحب تفسیر المشرعہ وغیرہ محدثین اس قصہ کے وضع پر تیسری دلیل کہتے ہیں مگر بعض روایات ضعیفہ میں وارد ہے کہ شب معراج میں حضرت صلعم کا گذر اصحاب کعبہ پہ ہوا ہے اور آنجناب نے دعوت فرمائی اور انہوں نے قبول کی اور سورہہ و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہا حقیقۃً اتاذا لاتذنی بعض تقریراتہ فامدہ چونکہ وقت ظہور نور حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم قریب پہنچا اس واسطے چند قصص بھی کہ از قسم ارباضات کتب حدیث و کلام اللہ سے ثابت ہوئے ہیں بیان کرنا ضرور ہوا انا جملہ قصص اصحاب ہمد و ہمد میں پس تفاسیر معتبرہ میں چار حکایتیں بصیحت نام مذکور ہوئی ہیں اول ملک شام میں ایک قصہ واقع ہوا صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں حضرت صیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملک میں میں ایک ساحر نہایت کامل و ہوشیار نام بادشاہ تھا گویا بنا سے سلطنت اسی سے مستحکم و قائم تھی اور حال اسکا یہ تھا کہ جب کوئی مخالف اس شہر میں ظاہر ہوتا وہ ساحر اپنے سحر کے زور سے اسکو ہلاک و نیست و نابود کر دیتا اور جب کوئی امیر و شریف و حکام ناشائستہ سلطان سے ناراض ہوتا اسی کے سحر سے راضی ہو جاتا خلاصہ یہ کہ جمیع امور سلطنت میں اس ساحر کا سحر کارگر تھا جب وہ بڑھا ہوا اور

قریب برگ تو بادشاہ سے کہنے لگا کہ اگر کوئی لڑکا ہو شیار غلامان شاہ سے مجھ کو ملے تو میں اپنا علم اُسے سکھلاؤں تاکہ میرے بعد امور سلطنت میں بے انتظامی واقع نہ ہو چنانچہ بادشاہ نے ایک غلام خاص اُسکو سپرد کیا اور اذن دیا کہ اُسکو سحر سکھلاؤ چنانچہ وہ غلام ہر روز اس ساحر کے گھر پر حاضر ہوتا اور علم سحر سکھاتا اشارہ ایک درویش عیسائی کا مکان تھا سو ایک روز اُس غلام نے دیکھا کہ اُسکے دروازے پر بھٹی بھاڑی اور بہت آدمی نکلتے بیٹھتے ہیں اُس نے کسی شخص سے پوچھا اس مکان میں کیا تقریب ہے جو اُردھام ہو رہی ہے وہ بولا یہاں ایک عابد خدا پرست رہتا ہے یہ سکر اُس درویش کی خدمت میں گیا اور اسکا کلام ہدایت الہیام سننے کو ویدہ ہوا پھر اس دن سے یہ دستور کیا کہ جب ساحر کے پاس جانے لگتا تو اول درویش کے حضور میں حاضر ہوتا اس سبب سے ساحر کے پاس پہنچنے میں توقف ہونے لگا اب ساحر پوچھنے لگا کہ تو کہاں رہتا ہے وہ بہانہ کرتا آخر کار ساحر بطور تادیب اُسکو مارنے لگا ایک روز اُس نے یہ احوال درویش سے ظاہر کیا تو درویش نے کہا تو ساحر سے کہدیا کہ میرے گھر والوں نے مجھے روکا تھا اور جب اہل خانہ سے خون دانگی ہو تو کہدیا کہ ساحر نے روکا تھا الغرض وہ لڑکا اسی حال میں رہتا یعنی جب کہ جاوے گا تو گھر والوں کا بہانہ کرتا اور گھر والے ساحر کے پوچھنے پر کہتے کہ یہ تو گھر سے بہت سویرے جایا کرتا ہے معلوم نہیں کہاں ٹھہرتا ہے رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ کو ہوئی اور ساحر نے گلہ کیا بادشاہ نے خواصوں سے تاکید کی خواصوں نے کہا شاید راہ میں کھیلنے لگتا ہے بادشاہ ناراض ہوا اسی عرصہ میں ایک دن وہ لڑکا ساحر کے پاس سے رخصت ہو کر چلا تو راہ میں ایک اڑو باڑا ہوا نظر آیا اور راہ چلنے والے کے ہونے دیکھ پڑے اُس نے اپنے دل میں تصور کیا کہ آج امتحان کا وقت ہے دیکھتا ہوں کہ عابد افضل ہو یا ساحر آخر کار اُس نے ایک تپیر لیا اور کہا یا الہی اگر دین و مذہب عابد کا سحر و ساحر سے بہتری تو اُردھم کو دفع کرتا کہ خالق خدا کو راہ ملے پھر وہی تپیر اُردھم پر پھینک مارا اُسیدم وہ اُردھم مار گیا اور جو لوگ اُس موزی کے باعث سے راہ سے بندھے راہ چلنے لگے بعد ازاں وہ لڑکا اُس درویش عیسائی کے حضور میں حاضر ہوا اور تمام قصہ اپنا بیان کیا اُس درویش نے کہا اے سپر تیرا مرتبہ بڑا ہے اور تو مجھے افضل ہے مقرر تیرا مرتبہ یہاں تک پہنچا کہ مجھ کو نظر ٹرا اور قریب تیرا ایک وقت آد لگا کہ تو آزمائش کیا جا سو میں تجھے کہے دیتا ہوں کہ میرا حال اور میرا نشان کیسوں بتلانا چنانچہ اس بات پر قول و قرار مضبوط و مستحکم ہو گیا اور اب نوبت اُس لڑکے کی یہ پہنچی کہ برکات صحبت عابد خدا شناس سے اور تفرات انجیل مقدس سے اور اتباع دین و آئین حضرت روح القدس علی نبینا علیہ الصلوٰۃ

و السلام سے کہ اُس زمانہ میں حقیقت و برکت اسی دین پر منحصر تھی مرتبہ ولایت و عرفان کو پہنچ گیا اور کرامات و خوارق عادات اُس سے ظاہر ہونے لگے یعنی مجنوم و مبروص و اعمیٰ اسکی دعا سے صحت پانے لگے اور اکثر مریض شدید المرض کہ حکما و اطباء اُنکے معالجے سے عاجز آتے اسی لڑکے کی دعا سے آرام و صحت پانے لگے اسی عرصہ میں ایک معاملہ واقع ہوا کہ ایک مصاحب بادشاہ میں کا بالکل آنکھوں سے معذور ہو گیا اور چلنے پھرنے اور دربار بادشاہی کے جانے سے مجبور بلکہ خود بادشاہ نے اُسکو اپنی مصاحبت سے خارج کیا تو نہایت پریشان و تباہ حال ہو گیا اب کوئی درباری و بازاری اُسکی بات نہ پوچھتا تنہا بے یار و مددگار خراب و خستہ ذلیل و خوار رہا کرتا ایک دن کسی شخص نے اس سے کہا کہ ایک لڑکا غلامان بادشاہی سے ایسا کامل ولی ہوا ہے کہ اُسکی دعا سے خدا تعالیٰ اندھوں کو اچھا کر دیتا ہے وہ بیچارہ یہ خبر سُنکر فوراً اُس لڑکے کی خدمت میں حاضر ہوا اور سرگذشت اپنی بیان کر کے متدعی ہوا کہ مجھے اچھا کر دے اُس نے کہا میں کون ہوں جو تجھے صحت بخشوں سب کا شافی مطلق خدا ہے اگر توبت پرستی چھوڑ کے خدا کا ایمان لا تو میں بلاشبہ و شک تیرے واسطے درگاہ اسی میں دعا کروں وہ اچھا کرے اسی وقت وہ ایمان لایا اور لڑکے نے دعا کی اچھا ہو گیا پھر وہ مصاحب حسب دستور بادشاہ کے دربار میں اپنی جگہ جا کر بیٹھا بادشاہ نے کہا تو کس طرح اچھا ہوا اچھا طبیب و حکیم تیری آنکھ کے علاج سے دست بردار ہو چکے تھے مصاحب بولا کہ میرے مالک نے مجھے صحت بخشی بادشاہ نے کہا میرے سوا کون اور بھی مالک تیرا ہے اُس نے کہا تیرا اور میرا مالک خدا ہے سو بادشاہ نے اُسے پکڑا اور ہمیشہ ملا کرتا تھا یہاں تک کہ اُس نے اُس لڑکے کا نام بتلادیا بادشاہ نے اُس لڑکے کو طلب کر کے کہا کہ تجکو میری پرورش اور ساجھی تعلیم سے یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے کہ اندھے اور کورھی تیری دعا سے چنگے ہوتے ہیں پھر یہ سخت ناشکری ہو کہ تو نے دوسرا خدا قرار دیا اُس نے کہا شفا اقدس کی طرف سے ہے نام کو درمیان میں ہوں نہ مجکو طاقت ہے اور نہ تجکو قدرت اور نہ جاودہ کسی طرح استطاعت یہ صرف اُس خالق کی قدرت ہے بادشاہ اس کلام سے نہایت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ یہ لڑکا ہمیشہ جاؤ گے سے غائب رہتا تھا شاید اُس نے کسی اور جگہ یہ عقیدہ سیکھا ہے جاؤ گے بھی دوڑا اور کہنے لگا کہ یہ تو مدت سے میرے نزدیک نہیں آتا اور دربار کے لوگ بولے کہ صبح سے غائب رہتا ہے گھر میں بالکل نہیں آتا بادشاہ نے کہا اُسکو مار مار کے پوچھو

کہ اس نے یہ عقیدہ کہا ان سے لیکھا جب بہت مار پڑی تو ناچار مضطر نہ بولا کہ فلان درویش میرا مشہور  
 اسی سے میں نے یہ عقیدہ لیکھا جو بادشاہ نے اس درویش کو طلب کیا اور کہا کہ اگر تو اپنے دین  
 نہیں بچھرتا تو آ رہ تیرے سر پر چلا تا ہوں درویش نے کہا کہ میں تو اصلاً اپنے دین سے نہ بہرہ لگا  
 بادشاہ جو کچھ چاہے کرے الغرض بادشاہ تھا ظالم اس نے آ رہ سے چرواؤا بعد اسکے اپنے  
 مصاحب سے متوجہ ہوا اس نے بھی دین حق سے منہ نہ موڑا وہ بھی چیر گیا میان تک کہ دو ٹوکے  
 ہو کر پڑا پھر وہ لڑکا بلا گیا اور اس نے کہا کہ کیا تو اپنے دین سے پلٹ جا اور تو نے ان دونوں کا  
 حال دیکھا اگر اپنی زندگی چاہتا ہو تو یہ عقیدہ چھوڑ نہیں تو بھی اسی بلا میں مبتلا ہو گا اس نے کہا  
 میں اپنا دین کہ اسکی حقیت میری عقل میں سبزی ثابت ہو کہی نہ چھوڑوں لگاتار بادشاہ نے اپنے  
 مصاحبوں کو حکم دیا اور کہا کہ اسکو فلان پہاڑ پر لیاؤ اور چوٹی پہاڑ پر کھڑا کرو اور کہو کہ اپنا دین  
 ترک کرے اگر اقبال کرے تو معاف کر دو اور جو انکار کرے جس طرح اب کرتا ہو تو نیچے پہاڑ کے گرد و چنانچہ  
 مصاحب بادشاہ کے اسکو پہاڑ پر چڑھائے گئے اس نے اپنے منعم حقیقی سے التجا کی کہ او خالق تعویض  
 یہ لوگ ناحق میرے در پے ایذا ہیں تو انکا شر مجھے دفع کر جس طرح سے تو چاہے دعا اسکی قبول ہوئی  
 اور پہاڑ نے انکو خوب ہلایا کہ بادشاہ کے مصاحب پہاڑ سے نیچے گرے اور مر گئے اور وہ لڑکا صحیح  
 و سالم بادشاہ کے پاس آیا بادشاہ نے تعجب سے پوچھا کہ تو یہاں کس طرح آیا اور تیرے ہمراہی کیا ہو  
 اس نے کہا کہ میرے خدا نے جکامین ایمان رکھتا ہوں مجھ کو بچا لیا اور دشمنوں سے نجات بخشی اور انکو  
 نیست و نابود کر دیا بادشاہ کو غصہ آیا پھر اپنے اور مصاحبوں کو بلایا کہ اب اسکو کشتی میں بھلا کر  
 دریا کے اندر لیاؤ اگر اپنے دین سے بچر جائے تو خوب ہی اور نہیں تو دریا میں ڈال دو سو روٹوں  
 اسکو لے گئے اور کشتی میں لے چلے اس نے پھر دعا مانگی کہ او خداوند ان ظالموں کا شر دفع کر اسکی دعا  
 قبول ہوئی اور کشتی اونچے ہو گئی مصاحب بادشاہ کے ڈوب گئے پھر وہ لڑکا تندرست نکل ہوا  
 اب بادشاہ نسبت مضطرب ہوا تب اس لڑکے نے کہا تو مجھکو نہ مار سکیگا میان تک کہ تو وہ کام کرے  
 جو میں تجھکو بتلاؤں بادشاہ نے کہا وہ کیا کلمہ ہے اس نے کہا کہ تو سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر  
 اور ایک کنپٹی پر مجھکو سونے دے پھر ایک تیر میرے ترکش لے اور تیر کو کمان سے جوڑا در کہہ  
 بسم اللہ رب العالمین مارتا ہوں اور اس تیر کو مجھ پر مارنا کہ میں شہید ہوں چنانکہ بادشاہ نے یہی  
 حیلہ کیا اور تیر مارا کہ وہ تیر لڑکے کی کنپٹی میں لگا اس نے اپنا ہاتھ کنپٹی پر تیر کے مقام پر رکھا اور  
 پکار کر بولا کہ میں نے اپنا مطلب پایا اور بنام خدا شہید ہوا یہ آواز سننے ہوئے شہر کے لوگوں نے

شور کیا کہ آئنا برب الغلام آئنا برب الغلام یعنی ہم مالک لڑکے کا ایمان لائے پھر خواب میں بادشاہ نے کس نے کہا کہ تو نے دیکھا جس چیز کا شجرہ خوف تھا خدا کی قسم مقرر تجھے تیرا پرہیز اور تیرا ڈر گم نہ پڑا البتہ لوگ تو ایمان لائے اور تیری سبب اختیار ہی اور عاجزی بخوبی سب پر ظاہر ہو گئی بادشاہ نے بہت غصہ کیا اور سخت برہم ہوا جب جاگا تو اسی وقت حکم دیا کہ ہر ایک کو چھ مہینے بڑی بڑی خندقیں کھودی جائیں اور آئینہ آگ جلائی جائے پھر تو مہینے لوگوں کو کہو کہ اس لڑکے کے دین سے پھرتے اگر قبول نہ کریں تو آگ میں ڈال دو سوائے متابعین و پیغمبروں ہی کیا اور بادشاہ اپنی قوم کے اشراف اور اراکین پر لیکر کرسیوں پر بیٹھا اور ناشادیکھنے لگا اور ایماندار لوگ بشوق شہادت آگ میں گرنے لگے یہاں تک کہ ایک عورت اپنا بچہ تیر خوار کو دین لے لیے ہوئے حاضر ہوئی کہ اسکو بھی بادشاہ نے آگ میں ڈالنے کا حکم دیا اسے اندک تامل کیا یعنی چھ مہینے تا کہ خندق میں نہ گرسے بادشاہ نے کہا کہ اس عورت کو فرصت دینا مناسب ہے شاید کہ بعد تامل اپنے دین سے پھر جائے عورت کی عقل کا ٹھکانا نہیں ہے جب بادشاہ نے یہ کلام کیا تو ذمہ اس عورت کے بچے نے کہا کہ اے ماں صبر کر کیونکہ تو دین حق پر ہے اگر تو آگ میں گر گئی تو آگ تجھے گلہزار ہو جائیگی سو وہ عورت بلا توقف مع اپنے بچے کے آگ میں گر پڑی اور آگ نے شعاع مارا تو نچھاریا اسکی اور زمین اور پھیل گئیں کہ بادشاہ مع اعیان و ارکان ہو کر سیون پر بیٹھے ہوئے تماشائی تھے جگہ خاک ہو گئے اور سب خندقوں سے اشتعال عظیم ظاہر ہوا اور اکثر مردم شہر کہ بادشاہ کی تعویذ مومنوں کو ایزاد تھے تھے جل گئے فائدہ اس حدیث میں اہل حق اور باطل اور اہل صبر کی فضیلت اور ہدایت الہی کا بیان ہوا اور اسی نمبر کہ کو اللہ صاحب نے سوزہ و السماوات البرج میں مجمل بیان فرمایا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل سے فرمایا ہے اہل حق اور باطل میں کہ جو ایماندار آگ میں جاتا تھا قبل اسکے کہ آگ اسکے بدن پر پہنچے اللہ صاحب اسکی روح بہشت میں داخل کرتے تھے اور عطا مفسر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ بادشاہ یوسف ذونواس ابن شرجیل ابن شرجیل تھا اور یہ شخص شہزاد قبل تولد حضرت سے بخوان کا بادشاہ تھا اور وہ لڑکا عبد اللہ ابن تمار تھا سو اسکے باپ نے سو سکنے کو ایک جاودہ گری کے سپرد کیا تھا اسنے اول ہی مکروہ سمجھا تھا پر باپ کی اطاعت سے مجبور ہو کر جاودہ گری کے پاس جاتا تھا لیکن راستے میں ایک درویش عیسائی مذہب کا مکان تھا اسکے پاس ہر روز حاضر ہوا کرتا تھا یہاں تک کہ بڑا کامل صاحب خوارق ہوا اور یہ نوبت پہنچی اور کلبی سے روایت ہے کہ عبد اللہ کو

اسی دن نواس بادشاہ نے قتل کیا تھا اور محمد ابن اسحاق عبد اللہ ابن ابی بکر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک قبر شہر بخران میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کھودی گئی سو اس میں عبد اللہ ابن تامر کی لاش نکلی اس کی چوٹ پر ہاتھ رکھے ہوئے پڑی تھی کسی شخص نے ہاتھ کو جنبش دی خون چلنے لگا پھر ہاتھ رکھ دیا تو بند ہو گیا اور ایک انگشتری آہن کی ہاتھ میں چبھتی تھی اس میں کھدا تھا ربی اللہ پھر یہ خبر حضرت عمر کو پہنچی حضرت نے فرمایا کہ بدستور قبر کو بند کر دو تنبیہ اس احوال میں ایک نکتہ از بس دقیق اور باریک ہے کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے اور بھی اُنکے تابعین نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ قتل غلام کا بادشاہ کے ہاتھ سے مکافات دنیوی تھا کہ راہب کے قول و قرار پر قائم نہ رہا حالانکہ آسنے وعدہ مستحکم کیا تھا کہ میں ہرگز تیرا نام لوں گا اور کاش نقص عمدہ نہ کرتا تو بادشاہ ہرگز دست رس نہ پاتا اور مکافات دنیوی کا کارخانہ جزاً آخری سے علیحدہ ہو اس واسطے کہ مکافات دنیوی موجب نارضا مندی خدا نہیں ہو بلکہ باعث ترقی اہل کمال ہو بخلاف مجازات آخری کے اس طرح معاملہ حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا واقع ہوا کہ جناب موصوف نے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ وجہ کے اوتھون کو مارا اور جگر نکال کر کباب بنائے اور کھلے اللہ جل ذکرہ نے مجازات اُنکو جنگ احد میں شہید کر دیا اور کافروں نے اُنکا سینہ مبارک چاک کر کے جگر نکالا اور دانتوں سے چاب کر ڈال دیا اور فصل اس مقام پر اسرار کی فتوحات میں مذکور ہے جو کوئی چاہے ملاحظہ کرے ۛ

## قصہ دوسرا

شہر بخران میں کہ متعلقات میں سے ہے واقع ہوا وہ یہ ہے کہ ایک شخص توابع انجیل میں سے ایک شخص کے گھر نوکر ہوا اور جو کچھ اُسکے گھر کا کام ہوتا بجا لاتا اور فرصت کے وقت انجیل پڑھا کرتا ایک روز مالک خانہ کی بیٹی دروازے سے لگ کر دیکھنے لگی تو اُسکو نظر آیا کہ وقت قرأت انجیل مقدس نور عظیم اس شخص کے سینے سے نکلتا ہے اور عالم میں پھیلتا ہے آسنے یہ اعجاز اپنے باپ سے نقل کیا وہ بھی پوشیدہ آیا اور ایک سو راخ سے دیکھنے لگا جب کلمات انجیل مقدس سنے تو پوچھنے لگا یہ کیا کلام ہے اس بچارے نے بنظر شوکت و قوت بادشاہ اور اُسکے رئیسوں کے چھپایا آسنے نہایت اصرار کیا ناچار کہہ دیا کہ یہ انجیل مقدس ہے اور میں مومن ہوں سو وہ مالک خاد اور اُسکی بیٹی ایمان لائی اور انجیل سیکھ کر اُسکی خدمت میں رہنے لگی آخر کار یہ خبر شہر من مشہور ہوئی کہ تاشی آدمی اور بھی مسلمان ہوئے کہ یہ خبر

یوسف ابن زید نو اس حمیری کو کہ سلطان شہزاد ببت پرست تھا پہونچی آسنے اول مسلمانوں کو  
کہ ہمگین نو سے آدمی تھے بلا کر ایک خندق کھدوائی اور آسمین آگ جھروائی چھہ کہنے لگا کہ  
اگر دین عیسویہ نہ چھوڑو گے تو آگ میں ڈالوگا انہیں ایک عورت دودھ پیتا لڑکا گو دین لیے  
ہوے تھی اس لڑکے نے کہا کہ بسم اللہ اس آگ میں داخل ہو کہ ثمرہ اسکا بہشت ہو تب  
سب مسلمان داخل آگ ہوے اور بادشاہ مع اعیان اور اشرف شہر کے کہ بیون پر بیٹھے  
ہوے تماشاائی تھے شرارہ آتش سے جل گئے اسوقت سے بخران کے لوگوں نے دین  
عیسویہ کو حق جانکر قبول کیا چنانچہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد تک اسی دین پر  
قائم تھے اور انکے سردار سید و عاقب وغیرہ بزیارت آنحضرت مدینہ منورہ میں حاضر ہوے  
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احوال سے بحث و گفتیش کرتے رہے اور آیت مباہلہ انکی  
شان میں نازل ہوئی +

## تیسرا قصہ

زمین فارس میں واقع ہوا ہر حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ وجہ سے منقول ہوا  
کہ حضرت امیر فرماتے تھے کہ ایک کتاب آسمانی مجوسیوں میں تھی اور ایک پیغمبر کے یہ بھی تابع تھے  
اور شراب انکے دین میں استقدر کہ بہوشی نہ لاوے بنظر منفعت بدنیہ حلال تھی ایک دن  
بادشاہ مجوس نے شراب کے نشے میں اپنی حقیقی بہن سے بدکاری کی جب کہ ہوشش آیا  
تو نہایت شرمندہ ہوا اور اسی عورت سے اسکی تدبیر ہو چھی آسنے کہا کہ تو میرے حلال ہو  
دعوی کر اس دلیل سے کہ حضرت آدم علیہ السلام بھائی کا نکاح بہن سے کرتے تھے میں بھی  
اسی وضع پر قائم ہوں تب بادشاہ نے شہزکے لوگوں کو طلب کو کے یہ مسئلہ بیان کیا انھوں نے  
انکار کیا اس عورت نے سزا دلوائی تب بھی کسی نے اقرار نہ کیا بیان تک کہ بعضہ قتل بھی ہو  
تا ہم کسی نے نہ مانا تب آسنے یہ تجویز کی کہ خندق میں کھدوا کر آگ میں ڈلوائے جائیں چنانچہ  
اکثر لوگ آگ میں ڈالے گئے اور بادشاہ حالت تماشے میں جل گیا اسی وقت سے قوم  
مجوس میں بہن کو حلال جانستہ ہیں اور بت پرستی بخوبی شائع ہوئی +

## چوتھا قصہ

تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شہر میں قحط پڑا اہل ایمان و ایمان سے جانب  
حیش بھاگے وہاں کے لوگ کافر تھے سب ملکر بادشاہ سے کہنے لگے کہ مسلمان بھاگے تو

شہر میں آئے ہیں جبکہ غلہ کی تکلیف ہوگی اور غلہ کا یہاں بھی قحط ہو جائیگا بادشاہ نے ایک خندق کھدوا کر آگ جلوائی اور ایک بت عظیم الجثہ ہاتھی کے برابر وہاں کھڑا کیا اور حکم دیا کہ جو شخص غریب الوطن اس شہر میں موجود ہو اسکو لاکر اس بت کا سجدہ کراؤ اگر نہ کرے تو اسی آگ میں ڈالو اس میں ایک عورت غریبہ اپنا بچہ شیر خوارہ گود میں لیے ہوئے آئی بادشاہ کے لوگوں نے اسکو بھی رجز اور توجیح سے جاہل کہ بت کو سجدہ کرے اسنے نہ مانا بادشاہ نے کہا کہ اس بچے کو آگ میں ڈال دو ان ظالموں نے آگ میں ڈالو وہ غریب مضطرب ہوئی تب لڑکے نے آگ میں سے آواز دی کہ خوف مت کر اور میرے پاس تشریف لاکہ یہ آگ گلزار ہو رہی ہو اس عورت نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ یا الہی تو دیکھتا ہی حاجت بیان نہیں ہو اسی وقت آگ خندق سے چالیں گز بلند ہوئی اور کافروں پر جباب کی طرح محیط ہو گئی کہ سب کافر جل گئے اور وہ محفوظ رہا فائدہ انھیں حیا و قصوں کا اشارہ سورہ بروج میں داسٹے تخریف اہل مکہ کے ہوتا ہو کہ

قتل اصحاب الاخذ والنازات الوتود اذ ہم علیہا قعود ہم علی ما یفعلون بالموذنین شہود  
یعنی مارے گئے گھائیان کھودنے واسے آگ بھرے ایندھن سے جب وہ اسپر مٹیے اور جو کچھ  
کرتے مسلمانوں سے سامنے دیکھتے تنبیہ حدیث شریف میں وارد ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم جب اس آیت کو پڑھتے تھے تو فرماتے تھے کہ اعوذ باللہ من جد البلاء فائدہ یہ قتل عام  
صاحبان خندق کا انتقام عاجل اور سریع تھا کہ شرارہ آتش سے فی الفور ہلاک ہوئے اور  
کریبون سے اٹھ کر گھر تک نہ پہنچ سکے فائدہ وہ خدقین چالیں گز کی لمبی اور بارہ گز کی  
چوڑی کھودی گئی تھیں فائدہ معلوم ہوتا ہو کہ ان کافروں کو صرف بوجہ ایمان مومنوں سے  
عداوت تھی اور یہ عداوت درحقیقت عداوت ایمان ہی چنانچہ ارشاد ہوتا ہو وما نقموا منهم

الذین یؤمنوا باللہ والیومئذ انکم لایستخفون انہم لایستخفون انہم لایستخفون انہم لایستخفون  
کہ یقین لائے اللہ پر جو زبردست ہی خوبوں سرما جسکا راج ہو آسمانوں اور زمین میں سچا  
اور کافروں کے کہ انکو بڑی مہلت ملی اور انڈا سے مومنوں میں ملی ہی کسو اسٹے کہ انکی عداوت  
محض ایمان کے باعث سے نہیں تھی بلکہ حب ریاست و جاہ اور دیگر اغراض دنیویہ سے  
ممنوع تھی اور اصحاب اجدود کو عداوت خالصہ ایمان سے تھی اور ان مومنوں کا ایمان بھی  
خالص اور صحیح تھا کیونکہ جسکا ایمان رکھتے تھے وہ موصوف بصفات محمودہ ہر اور سب پر  
غالب ہو اور کسی چیز کی عزت اسکی عزت کو نہیں پہنچتی بس ایمان انکا بھی موجب عزت

اور افتخار ہو اور جب وہ محمود ہو تو شکر اس کا دل اور زبان سے واجب ہوا اور اسکے ایمان کا  
اظہار لازم پڑا اور جب آسمان زمین کا مالک ہوا تو اسکے مخالفوں سے خوف کرنا کسی طرح  
درست نہیں اور بالکل ناجائز ہے چنانچہ ان مومنوں نے ایسے ہی ظاہر کیا کہ ہرگز خوف نہ کھایا  
اور بسطیح یہ تمیون ضعیفین موجب اظہار ایمان پر ہیں اسی طرح موجب انتقام عاجل بھی واقع ہوتا ہے  
کیونکہ مقتضا سے عزت یہی ہے کہ دشمنوں سے انتقام کرے والا ذلت لاحق ہوتی ہے اور محنت  
بھی مقتضی انتقام ہے کیونکہ غیرت کی کوئی شخص مع نہیں کرتا مگر در صورت عفو اور عفو کفر سے  
جائز نہیں ہے اور بادشاہت بھی موجب انتقام ہے والا دشمن دلیر ہو جائیں اور انتقام  
ملکت میں خلل پڑ جائے اور اگر باوجود ان صفات کے کوئی سلطان ترک انتقام اپنا دیتا ہے  
کرے تو رعایا میں اسکا چرچا ہو جائے کہ دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کی دشمنی نہیں چاہتا  
یا ایذا سے حد ہے کہ اسکے دوستوں پر ہی واقف نہیں ہوتا ہے اور غافل محض ہے اور اللہ  
جل شانہ ہر چیز سے دانا اور آگاہ اور واقف ہے پس انتقام میں اس سبب سے تعجیل فرمائی  
کہ یہ قباحتیں لازم نہ آئیں واللہ اعلم بالصواب +

### ازرا جملہ احوال ہلاکت اصحاب فیل

یہ حکایت بھی از قبیل ارباضات ہے اور اسی طرح کے بہت قصے اور نشانیاں اور آنا  
عجیبہ قبل ولادت با سعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوع میں آئے ہیں اور وہ سب  
ہمارے آنحضرت کے معجزوں میں داخل ہیں مگر ان سب قصوں کا بیان کرنا از بس دشوار ہے  
صرف اصحاب فیل کا واقعہ گزارش کرتا ہوں کیونکہ یہ قصہ نہایت قریب تر ولادت  
شریف سے واقع ہوا اور تمام عالم میں اسکی شہرت ہوئی ہے سبب اس واقعے کا تقاسیر  
مستندہ میں یوں مذکور ہے کہ حبش کے بادشاہ نجاشی کی طرف سے اس پر یہ نام ایک شخص الہی میں  
مقرر ہو کر آیا اسنے میں کے لوگوں کو دیکھا کہ موسم حج میں اطراف اور جوانب سے ندر اور  
ہدایا لاکر شہر مکہ میں جاتے ہیں تو مستفسر ہوا کہ یہ لوگ کدھر جاتے ہیں اور کیا انکا ارادہ ہے  
اکثر کہنے لگے کہ واسطے حج بیت اللہ کے جاتے ہیں یہ سنکر براہ شرارت اور حد حکم دیا کہ اس  
لک میں ایک گھر مقابلہ خانہ کعبہ بنایا جائے کارپردازوں نے شہر صفا میں جو ملک میں گاہ  
تحت گاہ تھا ایک کتبہ رنگین تھپرون کا بڑے تکلف سے بنا کر طیار کر دیا اس کا فرسے  
نام اسکا قلیس رکھا اور درو دیوار اسکے جواہرات سے مرصع کر کے عطر و گلاب چھڑکا اور

گوشوں میں مبتن لباس سے فاخرہ اور جواہراتِ نفیہ بت آراستہ کر کے نصب کیں اور کچھ عین  
 عنبر و عود کی روشن کردار میں اور گرد مکان کے چند مکانات پر تکلف بازیب و زینت تعمیر کروا  
 اور اپنی بادشاہت کے لوگوں کو حکم دیا کہ اس گھر کا طواف کریں بعد اسکے نجاشی کو لکھا کہ میں نے  
 ایسا مکان بنایا جو کہ مثل آسکے عالم میں نہیں بنایا گیا اور یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ عرب کے لوگ  
 بیتِ احمق کا طواف بھی کریں کہ آس گھر کا طواف کریں یہ بات طائفہ قریش اور ساکنان مکہ پر  
 سخت گراں گذری اتفاقاً ایسا ہوا کہ ایک آدمی بنی کنانہ کا میں ہیں گیا اور ابرہہ سے ملاقات  
 کر کے جبارہ بکشی اور فریاشی اس مکان ناپاک پر منتظر ہوا جب کہ رفتہ رفتہ آسنے ہر امر میں  
 مداخلت پائی اور اس مکان میں بے تکلف آمد و رفت کرنے لگا تو بعد چند سے رات کے وقت  
 اس مکان مضافاً اور پر تکلف میں قضا سے حاجت لری کے بھاکا صبح کو طوافین نے مکان  
 محدث کو حدیث آلودہ پایا اور سخت تنفر ہو سے اور بھاسکے یہ خبر ابرہہ کو پہونچی آسنے  
 بعد تحقیقات یہ کہا کہ اسکے کارہینہ والا یہ کام کر گیا اور قسم کھائی کہ میں نے کبھی کبھی کو  
 گراؤنگا اسی اندریشے میں تھا کہ ایک اور گل کھلا یعنی ایک قافلہ حرم شریف کا اس کنیسہ کے  
 متصل فریاد کیش اور شب باش ہوا صبح کے ہوتے کوچ کے وقت قافلے والوں نے آگ جلائی  
 پاؤں تندنے وہ آگ آس تکد سے میں ڈال دی کہ سارا لباس و زیور اسکا جل گیا اور بالکل  
 نقش اور نگار دھوئین سے سیاہ پڑ گئے اور جملہ زیب و زینت اسکی اتد نے خاک میں  
 ملا دی اور فلسفے کے لوگ ترسان اور لرزان بھاسکے جب یہ خبر ابرہہ کو پہونچی تو پھر بھی  
 متحقق ہوا کہ یہ حرکت بھی سکے والوں کی ہوا تو اسکے تمام بدن میں آگ لگی اور اس سے  
 آتش غضب دونی بھگتی تب آسنے شاہ حبش کو یہ حال لکھا اور بڑا ہاتھی جسکا نام محمود تھا  
 طلب کیا آسنے بھیجا ہاتھی ایسا زبردست طویل القامتہ قومی اچھے تھا کہ عالم میں اپنا مثل نہ کتا  
 پھر ابرہہ نے ایک بٹا لشکر اور گیارہ ہاتھی اور ساتھ لیے اور کعبے شریف کے ڈھانے کو چلا  
 عرب کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ جناد پرستوں سے پہلے دو نفر ایک بادشاہ سلاطین ہنئی سے  
 جابل ہوا آسنے ہر میت پائی اور گرفتار ہوا ابرہہ نے بلحاظ منت اور حاجت چھوڑ دیا پھر بلا  
 ششم میں پہونچا وہاں کے لوگ بھی برسہا بلہ آسنے اور اکثر شہید ہوئے پھر منت اور حاجت  
 کر کے کہنے لگے کہ بیت اللہ سے تعرض مت کر اور جو کچھ ہے جبراً نہ لینا ہو موجود ہی اسطرح تو  
 عرب کی مزاح ہونیں پر کسی نے فتح نہ پائی اور ابرہہ پر غضب یلغار متصل حرم شریف اور مسجد

جو کہتے تھے کہ کوس ہی ہو پونجا اور نبالہ حمیری کہ اہل مکہ کے پاس روانہ کیا تاکہ شریف مکہ سے خبر لے کرے  
 کہ ہم راستے قتال و جدال کے نہیں آتے ہیں صرف بیت اللہ کے ڈھانسنے کو آتے ہیں چنانچہ  
 نیا طہ حمیری شریف مکہ سے خبر لے کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوا اور عبدالمطلب جدا حضرت عباس علیہ السلام  
 علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ سلطان نے مجھ کو خبر کرنے کے واسطے بھیجا ہے کہ میں قتال کو نہیں آیا ہوں  
 مگر یہ کہ تم لوگوں کو خبری ہو عبدالمطلب نے فرمایا ہکو خود جدال کی طاقت نہیں ہے اور نہ ہکو باؤشاہ  
 مقابلہ منظور ہے اور نہ ہم کسی بات کو منع کر سکتے ہیں مگر یہ یاد رکھو کہ بیت اللہ ہی اور حضرت ابراہیم  
 خلیل اللہ نے اسکو بنایا ہے اگر مالک خانہ خود منع کرے تو کہہ دو کہ منع حاصل نہیں ہے  
 پھر عبدالمطلب سوار ہو کر بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے اور ثلث مال اپنا نذر کو لیے گئے  
 ابراہیم نے قبول نہ کیا عبدالمطلب واپس تشریف لائے بعد ازاں ابراہیم نے ایک شخص بھیجا وہ  
 دو سو اونٹ عبدالمطلب کے پاس لے گیا تیرہ عبدالمطلب اونٹوں کی تلاش میں گئے ابراہیم نے  
 کہاں تغیر و تکریم سے بٹھلایا اور پوچھا اب کیا حاجت ہو عبدالمطلب نے فرمایا کہ میرے اونٹ  
 گرفتار آئے ہیں سو انکے لینے کو آیا ہوں ابراہیم نے کہا کہ او سردار تو پیش میں خانہ خدا کی  
 خرابی کو آیا ہوں تو اسکی شفاعت نہیں کرتا اور اپنے اونٹوں کی فکر میں پڑا ہے عبدالمطلب نے  
 کہا کہ جو میری چیز ہو اسکو میں چاہتا ہوں اور یہ گھراؤ کا ہے اسکا شفیع وہی ہے مگر اوس سے  
 کیا کام ابراہیم نے انکے اونٹ پھر وادینے اور عبدالمطلب کہے میں آئے اور حلقہ در سے  
 چھٹ کر بنا جات کرنے لگے کہ یا الہی تو اپنے گھر کی حمایت کر اور جملہ اہل مکہ اس ظالم کے خوف سے  
 مع مال اور ناموس پیاروں میں پوشیدہ ہو رہے ہیں بعد اسکے اپنے گھر آئے اور امیدوار  
 عنایت الہی ہو کر کے سے باہر نہیں گئے صبح کو ابراہیم باجاہ و حشم جانب بیت اللہ متوجہ ہوا  
 جب قریب تر آیا تو فیلبان نے محمود ہاتھی کو بیت اللہ ڈھانے پر ڈر دیا وہ ہاتھی لشکر کا پیش رو  
 اسی میدان میں بیٹھ گیا برگز آگے نہ بڑھ سکا ہر چند کہ فیلبان نے مارا پر وہ نہ چلا بسطیح ہاتھی  
 رگ رہے اور عجب معاملہ تھا کہ وہی ہاتھی جانب میں بھاگتے تھے اور کہنے کی طرف نہ جاتے تھے  
 اور بادشاہ فیلبانوں سے خفا ہوتا تھا کہ یہ شرارت تم لوگوں کی ہے کہ ہاتھیوں کو نہیں ہانکتے ہواؤ  
 مگر اس گھر کی بزرگی کا مقصد بنایا جاتے ہو میں اسے باتوں کا فرقہ نہیں ہوتا اسی میں میں  
 میں تھا کہ ایک جہدہ کی طرف سے سبز رنگ چڑیا برابر جانوروں کے غول کے غول لشکر رٹھے  
 اور ہر ایک جانور کے پاس تین تین کنکر تھے دو بچوں میں ایک چوچ میں اور وہ کنکر مسور سے بٹھا

خود سے چھڑتا آگ کا جلتا ہوا پھیر لاکھوں جانور مارنے لگے جیسے بندوق کی گولی اگر اونٹ کی  
 پشت پر لگی بیٹ سے نکل آئی اور سارا بدن جل گیا آذنی بچا سے کیا چیز تھی اسکے تو سر پر پری  
 پاز نکل گئی گھوڑے کو پیر کیا غرض تمام نوح میں ایک بھی نہ بچا سب پامال غضب الہی ہو گئے  
 اور ماں و متاع جو کچھ ہمراہ لائے تھے اسی میدان کا ہوا اسکے رشتہ والے جو بہاڑ میں تھے  
 لشکر کی تباہی دیکھ کر اترے اور ماں و اسباب لوٹنے لگے ہر ایک شخص مالدار ہو گیا اور دولت قریش  
 اسی سبب سے زیادہ ہوئی ہو اور بعض کہتے ہیں کہ صرف ابرہہ بھاگا اور نجاشی کے پاس پہنچا  
 تو یہ پیش ہو کر گریا اور ایک فرخ آنکھیں مریخوں سے چھپے لگا ہوا حبش تک پہنچا جب ابرہہ نے  
 احوال بیان کیا تو نجاشی نے پوچھا کہ وہ چریاں کیسی تھیں کہ لشکر جبار کو ہلاک کر گئے ہیں ابرہہ نے  
 اس جانور کو جو ساتھ گیا تھا دکھلایا کہ اس طرح کے جانور تھے اسی وقت اس جانور نے پھر مارا  
 کہ ابرہہ ہلاک ہوا نجاشی بہت ڈرا اور بے گتے کہے ہیں کہ ابرہہ اسی میدان میں ہلاک ہوا  
 اور وزیر یا سکا بھاگا کہ نجاشی کی حضور میں داخل و فرخ ہوا وہ الاصح کا ذکرنا سابقاً اور بعض  
 کہتے ہیں کہ ہر ایک پتھر پر نام کافروں کا لکھا تھا اور خاصیت اس پتھر میں یہ رکھی تھی کہ قوت  
 گرتا سارے بدن میں در آتا اور تمام بدن جلا دیتا تھا معاً انزال میں واحدی سے روایت ہے  
 کہ محمود ہاتھی اس بلا سے محفوظ رہا تھا کہ اسے جانب کعبہ قصد نہیں کیا تھا مگر اور ہاتھی مار گئے  
 کیونکہ ان ہاتھیوں نے ارادہ کیا تھا لیکن محمود کو دیکھ کر پتھر گئے اس سبب سے بلا میں گرفتار نہ  
 آفاسیر معتبرہ میں لکھا ہے کہ وہ پتھر جس سے اصحاب فیل تباہ ہوئے تا وقت بعثت آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے بلکہ بعد اسکے بھی وہ پتھر گھرون میں واسطے عبرت کے رکھے  
 ہوئے تھے چنانچہ اکثر صحابیوں نے دیکھے تھے فائدہ چونکہ اصحاب فیل نے قوی ترین حیوانات کو  
 کہ فیل تھے واسطے ڈھانڈے کعبہ شریف کے قرار دیا تھا مالک کعبہ نے اسکے مت سبب میں  
 چھوٹے چھوٹے جانور کنکروں کے ہتھیار دیکھ بھیجے تاکہ جہاز کے لوگ بعضے دیکھ کر اور بعضے نہ  
 عبرت پذیرین اور معلوم کریں کہ تاہم الہی سے مخلوق ضعیف قوی ترین مخلوق کو زبردستی بڑا کرتا  
 اور جانوروں کے جوق جوق آنے میں یہ فائدہ حکمت تھا کہ فرار کی فرصت کفارنا بکار کو نہ ملے  
 اور جب پتھر ان پڑی تھی تو البتہ متفرق ہونگے تھی نہ رہے کہ یہ واقعہ چند خوارق پر مشتمل ہے  
 ایک تو ہاتھیوں کا جانب بیت اللہ متوجہ ہونا اس سے نکلا کہ حیوانات لایعقل بھی اللہ کی  
 تعظیم پر مجبور ہیں دوسرے طیور کا جانب دریائے شوریہ سے بے انتہا لاقعد و لاقصد آنا اور

غائب ہو جانا کہ بعد واقعہ کسی نے نشان نہ پایا حالانکہ بحسب ظاہر جانب دریاے شور آسنکے  
 رہنے کا کوئی مقام نہ تھا تیسرے لانا کنکر یون کا جس کا معدن معلوم نہیں ہو اچوتھے کنکر یون بین  
 ایسی تاثیر قوی رکھی تھی کہ جس کا فر کے بدن پر پڑی تمام گوشت و پوست میں در آئی کہ بدن کھلایا ہوا  
 بھس ہو گیا کہ ہیت و شکل قائم نہ رہی گویا اوغین ایسی سمیت تھی کہ بغور بس بدن تفرق اتصال پیدا  
 ہو جاتا تھا یہ واقعہ پچیس روز پیشتر ولادت باسعادت حضرت خاتم النبیین سید المرسلین محمد مصطفیٰ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوا محرم کا مہینا تھا اور عمد نوشیر وان عادل اور زمانہ ذوالقرنین  
 رومی سے آٹھ سو بیاسی برس گذرے تھے اور حکمت اطہار اس واقعہ عجیبہ میں یہ تھی کہ مرد مقت  
 آگاہ ہو کر خوب سمجھ رکھیں کہ ہنگ حرمت خانہ خدا نے یہ رنگ تہر و جلال کا دکھلایا تو ہنگ غرت  
 دین خدا و رسول خدا کی سخت تر غضب و تہر لا دیگی کہ اس کا تحمل دشوار ہو جائیگا خبر دار خبر دار

اللهم اجعل فی قلبی انور او فی بصری نور او اجعلنی نور انور او اجعلنی بالصالحین واحشر لے فی زمرة الجعین  
 یا رب العالمین الصرمین نصرین محمد سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ و ازواجہ و ابائہ

اجعین برجمک یا ارحم الراحمین

خاتمة الطبع۔ الحمد للہ کہ اس زمانہ میں انت اقران میں کتاب نایاب و بے بہا تفویح الاذکیا فی احوال الانبیاء  
 جلد اول مطبوع نامی ششی نول کشور واقع لکھنؤ میں ماہ نومبر ۱۹۳۳ء مطابق ماہ صفر ۱۳۵۲ء  
 چھپ کر تیار ہو گئی۔ اور چونکہ یہ کتاب مستطاب دو جلدوں پر مشتمل ہے پس جلد دوم جو زیر طبع ہے  
 وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد بعد تیار ہو یہ ناظرین ہوگی مبنہ و کریمہ















